سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

(سوموار5، منگل6، بدھ 7، جمعرات8، جمعۃ المبارک9۔جولائی2010)

(یوم الاثنین22، یوم الثلاثہ23، یوم الاربعاء24، یوم الخمیس25، یوم الجمع26۔رجب المرجب1431ھ)

پندرھویں اسمبلی: انیسواں اجلاس

جلد19(حصہ اول):شمارہ جات 1 تا5

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

انیسواں اجلاس

سوموار،5۔جولائی2010

جلد 19:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	----------	1
2۔	ایجنڈا	----------	3

3۔	ایوان کے عہدے دار	----------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	11
5۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	12
6۔	چیئرمینوں کا پینل	----------	13
	تعزیت		
7۔	شہدائے داتادربارلاہور کے لئے دعائے مغفرت	----------	13

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	حلف		
8۔	نومنتخب رکن اسمبلی کا حلف	----------	14
9۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	----------	15
	قرارداد		
10۔	لاہور کے علاقوں میں ہونے والے بم دھماکوں کی پُرزور مذمت	----------	15

منگل6۔جولائی2010

جلد 19:شمارہ 2

11۔	ایجنڈا	----------	63
12۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	65
13۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	66
	سوالات (محکمہ زراعت)		
14۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	----------	67
15۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	----------	101
	پوائنٹ آف آرڈر		

16۔	ایجنڈا پر تلاوت قرآن حکیم وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ کی بجائے صرف دو الفاظ تلاوت اور نعت تحریر کرنے کا مطالبہ ----------	133
17۔	یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور کے ملازمین کے بارے میں وزیر اعلیٰ کی یقین دہانی کے باوجود رپورٹ کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا ----------	135
18۔	ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی کے سپرنٹنڈنٹ کی جانب سے بھرتی کے اشتہار میں آئین کی دفعہ 27 کی خلاف ورزی ----------	138
19۔	جیل روڈ لاہور، ممنوعہ جگہ پر سی این جی سٹیشن کی منظوری ----------	140

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
20۔	محکمہ صحت کا ایف ایس سی اور O level کے طالب علموں کو میڈیکل داخلے کے لئے انٹری ٹیسٹ میں مساوی تسلیم کرنا ----------	141
	تحاریک استحقاق	
21۔	ایس ایچ او تھانہ فیکٹری ایریا لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ (۔۔۔جاری) ----------	153
22۔	ٹی ایچ کیو ہسپتال کہوٹہ کے ڈاکٹروں اور پولیس کا پوسٹ مارٹم میں عدم تعاون کے بارے میں افسران کو آگاہ کرنے پر معزز رکن کے خلاف مقدمہ کا اندراج (۔۔۔جاری) ----------	154
	تحاریک التوائے کار	
23۔	لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں ویسکولر سرجنز کی خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجہ سے جلے ہوئے مریضوں کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری) ----------	156
24۔	مانگا منڈی تا مراکہ ملتان روڈ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے کی وجہ سے ٹرانسپورٹروں اور مسافروں کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری) ----------	157

25۔	معصوم اور یتیم بچیوں، بیواؤں اور مکروہ دھندے میں پکڑی جانی والی خواتین کے لئے وومن اینڈ چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی بنانے کا مطالبہ (۔۔۔جاری) ----------	158
26۔	ضلع کچہری لاہور کے مال خانہ میں کروڑوں روپے کا سامان کھلے آسمان تلے پڑا رہنے سے ناکارہ اور ضائع ہونے کا خدشہ ----------	162
27۔	جعلی پیر کا چک نمبر 109 جہانیاں کے رہائشی محمد اعجاز کو زہر کا ٹیکہ لگا کر بیوی کو اغواء کرنا ----------	163
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
28۔	مسودہ قانون ایوان میں متعارف کروانے کی اجازت کی تحریک ----------	165
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
29۔	مسودہ قانون تحفظ خواتین گھریلو ملازمین مصدرہ 2010 ----------	166

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
30۔	ڈی جی خان میں قائم کئے گئے میڈیکل کالج میں داخلے کے لئے ٹرائبل ایریا کے طالبعلموں کے لئے سیٹیں مختص کرنا ----------	167
31۔	صوبہ پنجاب میں سرکاری ملازمتوں میں خواتین کا کوٹا بڑھانے کا مطالبہ ----------	167
32۔	حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کے یوم ولادت کو یوم خواتین کے طور پر منانے کا مطالبہ ----------	168
	بدھ، 7۔جولائی 2010	
	جلد 19: شمارہ 3	
33۔	ایجنڈا ----------	171
34۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	173
35۔	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	174

	سوالات (محکمہ ہائر ایجوکیشن)	
36۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	175
37۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	221
	پوائنٹ آف آرڈر	
38۔	ٹی وی چینل پر معزز ممبر اسمبلی کی بغیر تصدیق جعلی ڈگری سے متعلق خبر کو نشر کرنا	244
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
39۔	مسودہ قانون پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل اتھارٹی ٹریننگ مصدرہ2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	278
	پوائنٹ آف آرڈر (۔۔۔جاری)	
40۔	ٹی وی چینل پر معزز ممبر اسمبلی کی بغیر تصدیق جعلی ڈگری سے متعلق خبر کو نشر کرنا (۔۔۔جاری)	279

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

جمعرات، 8۔جولائی2010

جلد 19: شمارہ 4

41۔	ایجنڈا	303
42۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	305
43۔	نعت رسول مقبول ﷺ	306
	پوائنٹ آف آرڈر	
44۔	پانی کے حوالے سے سندھ حکومت کے ساتھ ہونے والی میٹنگ میں پنجاب حکومت کے مؤقف کی وضاحت	307

	سوالات (محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ)	
45۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ----------	322
46۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------	359
	توجہ دلاؤ نوٹس	
47۔	مانانوالہ شیخوپورہ، ڈکیتیوں کی وارداتوں کی تفصیلات ----------	385
	پوائنٹ آف آرڈر	
48۔	پرائیویٹ کمپنیوں کا پرائیویٹ منی لینڈرنگ کے ذریعہ مجبور لوگوں کو لوٹنا----------	388
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
49۔	مسودہ قانون (ترمیم) پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب مصدرہ 2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا----------	392
	تحاریک استحقاق	
50۔	ٹی ایچ کیو ہسپتال کہوٹہ کے ڈاکٹروں اور پولیس کا پوسٹ مارٹم میں عدم تعاون کے بارے میں افسران کو آگاہ کرنے پر معزز رکن کے خلاف مقدمہ کا اندراج(۔۔۔جاری) ----------	392

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار	
51۔	ہجویری یونیورسٹی لاہور کا پاکستان انجینئرنگ کونسل سے منظوری کے بغیر کلاسوں کا اجراء اور ڈگری جاری نہ کرنا ----------	393
52۔	لبرٹی چوک لاہور کی گرین بیلٹ پر پی ایچ اے کے عملہ و افسران کی ملی بھگت سے پلازہ مالک کا قبضہ ----------	395
53۔	لاہور میں بھکاریوں کی تعداد میں اضافہ، دہشت گردوں میں شامل ہونے کے خدشے پر لوگوں کو پریشانی کا سامنا ----------	396

54۔	حکومت کی جانب سے پہلی جماعت کے بچوں کے لئے چھ کتابوں پر مشتمل کورس منتخب کرنے سے بچوں کو پریشانی کا سامنا	397
55۔	مصطفیٰ روڈ سنگھ پورہ لاہور چار سال سے زیر تعمیر ہونے کی وجہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا	398
56۔	ٹی ایچ کیو ہسپتال کہوٹہ کے ڈاکٹروں اور پولیس کا پوسٹ مارٹم میں عدم تعاون(۔۔۔جاری)	399
57۔	کورم کی نشاندہی	402
	سرکاری کارروائی	
58۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 148(I) میں ترمیم کی تحریک	403
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
58۔	مسودہ قانون (ترمیم) غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مصدرہ 2010	404
60۔	کورم کی نشاندہی	427

جمعۃ المبارک، 9۔جولائی 2010

جلد 19: شمارہ 5

61۔	ایجنڈا	429

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

62۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	431
63۔	نعت رسول مقبول ﷺ	432
	سوالات (محکمہ داخلہ)	
64۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	433

65۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 469
66۔ قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ---------- 491
قرارداد
67۔ ذرائع ابلاغ کے غیر ذمہ دارانہ رویے کی مذمت اور کمیٹی کی تشکیل کا مطالبہ ---------- 492
68۔ انڈکس

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(82)/2010/231. Dated. 29th June 2010. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Monday, 5th July 2010 at 3:00 p.m. in the Provincial Assembly Chambers Lahore.

Dated Lahore, the 28th June, 2010

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE PUNJAB

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،5۔جولائی2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب2010

(مسودہ قانون نمبر5بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے آبکاری و محصولات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب2010 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی2010

(مسودہ قانون نمبر11بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی2010،جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے صحت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

4

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی2010منظور کیا جائے۔

3۔ **مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب2010**

(مسودہ قانون نمبر9بابت 2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب 2010،جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے ریونیو نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب2010 منظور کیا جائے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	رانا مشہود احمد خان
قائد ایوان	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	چودھری ظہیر الدین خان

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	چودھری محمد ایاز	ایم پی اے، پی پی۔9
2۔	ڈاکٹر عاصمہ ممدوٹ	ایم پی اے، ڈبلیو۔363
3۔	جناب شاہان ملک	ایم پی اے، پی پی۔15
4۔	انجینئر شہزاد الٰہی	ایم پی اے، این ایم۔371

3۔ کابینہ

1۔	راجہ ریاض احمد	:	سینئر وزیر، آبپاشی و قوت برقی، کانیں، معدنی ترقی*
2۔	محترمہ نیلم جبار چودھری	:	وزیر بہبود آبادی
3۔	جناب تنویر اشرف کائرہ	:	وزیر خزانہ، منصوبہ بندی و ترقیات*
4۔	چودھری عبدالغفور	:	وزیر خوراک، صنعتیں*

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس(5۔جولائی تا23۔جولائی2010) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 29۔جون2010 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس(5۔جولائی تا23۔جولائی2010) تفویض کیا گیا۔

6

5۔	جناب محمد اشرف خان سوہنا	:وزیر محنت وانسانی وسائل
6۔	حاجی احسان الدین قریشی	:وزیر مذہبی امور واوقاف اور بیت المال*
7۔	ملک ندیم کامران	:وزیر زکوٰۃ وعشر
8۔	ملک احمد علی اولکھ	:وزیر زراعت، امداد باہمی، لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ، جنگلات، ماہی گیری وجنگلی حیات اور سیاحت وترقی تفریحی مقامات
9۔	سردار دوست محمد خان کھوسہ	:وزیر تجارت وسرمایہ کاری
10۔	ملک محمد اقبال چنڑ	: وزیر جیل خانہ جات
11۔	جناب کامران مائیکل	: وزیر انسانی حقوق، اقلیتیں، ترقی خواتین اور سماجی بہبود*
12۔	راناثناءاللہ خان	: وزیر قانون وپارلیمانی امور، زکوٰۃ وعشر* ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی، داخلہ، پبلک پراسیکیوشن*اور مواصلات وتعمیرات*
13۔	جناب تنویر الاسلام	:وزیر کھیلیں، امور نوجوانان وثقافت
14۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:وزیر آبکاری ومحصولات، ہائر ایجوکیشن وسکول ایجوکیشن، خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم، ٹرانسپورٹ*

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس(5۔جولائی تا23۔جولائی2010) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 29۔جون2010 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس(5۔جولائی تا23۔جولائی2010) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 21,23۔جولائی2010 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس(5۔جولائی تا23۔جولائی2010) تفویض کیا گیا۔

7

15۔ جناب فاروق یوسف گھرکی : وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی

16۔ حاجی محمد اسحاق : وزیر مال و بحالی اور کالونیز

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔ راجہ طارق کیانی : محنت

2۔ چودھری عبدالرزاق ڈھلوں : مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ

3۔ سردار کامل گجر : مال

4۔ جناب کرم الٰہی بندیال : کوآپریٹوز

5۔ جناب عبدالحفیظ خان : زکوٰۃ و عشر اور بیت المال

6۔ جناب ظفر اقبال ناگرا : ہاؤسنگ و شہری ترقی

7۔ جناب افتخار احمد خان : مذہبی امور و اوقاف

8۔ سردار محمد ایوب خان گادھی : تحفظ ماحولیات

9۔ محترمہ نازیہ راحیل : خصوصی تعلیم

10۔ جناب محمد سعید مغل : خوراک

11۔ جناب محمد آجاسم شریف : آبکاری و محصولات

12۔ جناب محمد تجمل حسین : صنعت

13۔ رانا مبشر اقبال :
14۔ جناب محمد خرم گلفام : ٹرانسپورٹ
15۔ جناب غلام نبی :
16۔ رانا محمد ارشد : سیاحت
17۔ جناب احسن رضا خان : خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر2009/42-4:No.Legis مورخہ 31۔جنوری2009پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

8

18۔ جناب عامر سعید انصاری : جیل خانہ جات
19۔ ڈاکٹر محمد اختر ملک : خزانہ
20۔ جناب نشاط احمد خان ڈاہا : کان کنی ومعدنیات
21۔ جناب شہزاد سعید چیمہ : منصوبہ بندی وترقیات
22۔ ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال :
23۔ سردار میر بادشاہ خان قیصرانی : جنگلات
24۔ سردار شیر علی خان گورچانی : کالونیز واشتمال اراضی
25۔ ملک احمد کریم قسور لنگڑیال : لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ
26۔ چودھری ممتاز احمد جحہ : ایجوکیشن
27۔ جناب آصف منظور موہل : زراعت
28۔ چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ) :
29۔ میاں محمد اسلم(ایڈووکیٹ) : سپورٹس
30۔ انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں : بہبود آبادی
31۔ محترمہ نرگس فیض ملک : انفارمیشن ٹیکنالوجی

32۔	محترمہ صغیرہ اسلام	:	ترقی خواتین
33۔	محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری	:	ثقافت وامور نوجوانان
34۔	محترمہ فائزہ احمد ملک	:	آبپاشی وقوت برقی
35۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	انسانی حقوق واقلیتیں

- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر2009/42-4:No.Legis مورخہ 31۔جنوری2009پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

9

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

خواجہ حارث احمد

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی	:	جناب مقصود احمد ملک
سپیشل سیکرٹری	:	ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

سوموار،5۔جولائی2010

(یوم الاثنین،22۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں شام4بج کر18منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ

وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٨﴾
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢١﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ
الْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـَٔاتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾

سورة الرَّحمٰن آیات17 تا 27

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک(ہے)(17)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(18)اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں(19)دونوں میں ایک آڑ ہے کہ(اس سے)تجاوز نہیں کر سکتے(20)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(21)دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں(22)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(23)اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں(24)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(25)جو(مخلوق)زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے(26)اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات(بابرکت)جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی(27)

وماعلینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

جب مسجد نبوی ﷺ کے مینار نظر آئے
اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے
جس وقت محمدِ ﷺ کا دربار نظر آئے
مکہ کی فضاؤں میں طیبہ کی ہواؤں میں
ہم نے تو جدھر دیکھا سرکار ﷺ نظر آئے
بس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی
پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے
گو یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے
سرکار ﷺ کے پہلو میں دو یار نظر آئے
میری ہے دعا یارو سرکار ﷺ کے روضے پر
اللہ کرے میرا ہر یار نظر آئے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: No please no point of order yet. Please have your seat. Let me speak. Please let me speak.

سب سے پہلے میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔	چودھری محمد ایاز	ایم پی اے،	پی پی۔9
2۔	ڈاکٹر عاصمہ ممدوٹ	ایم پی اے،	ڈبلیو۔363
3۔	جناب شاہان ملک	ایم پی اے،	پی پی۔15
4۔	انجینئر شہزاد الٰہی	ایم پی اے،	این ایم۔371
		شکریہ	

تعزیت

شہدائے داتا دربار لاہور کے لئے دعائے مغفرت

جناب سپیکر: مہربانی۔ اب میں مولانا سے کہوں گا کہ داتا دربار میں جو mishap ہوا ہے، اس حوالے سے شہداء کے لئے دعا بھی کی جائے اور ہمارے جو بھائی اس میں زخمی ہوئے ہیں ان کی صحت کے لئے بھی دعا کی جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ہمیں ایک قرارداد مذمت بھی یہاں پر پیش کرنی

چاہئے۔ میں گورنمنٹ کو اور اپوزیشن کو بھی کہوں گا کہ وہ مل کر اپنی قرارداد پیش کریں جو پھر یہاں اسمبلی میں زیر بحث آئے گی، باقی بات میں بعد میں کروں گا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: سب کے لئے دعا کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے سب کے لئے کہا ہے۔

(اس مرحلہ پر شہدائے داتا دربار کے لئے دعائے مغفرت کی گئی
اور زخمیوں کی صحت یابی کے لئے بھی دعا کی گئی)

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔No point of order.

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب والا! میں داتا کی نگری کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جب اس پر بات ہو گی تو آپ کو موقع دیا جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب والا! میں اس مسئلے پر ضرور بات کروں گا۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ کو ٹائم ملے گا۔ آپ کیا کرتے ہیں؟ مجھے قواعد کے مطابق چلنے دیں۔ آج ہمارے نو منتخب ایم پی اے کا حلف ہے۔ چودھری اعجاز صاحب! آپ بتائیں آپ کیا کہنا چاہتے تھے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! میں بھی داتا صاحب کے حوالے سے آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ کو موقع دیا جائے گا، تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز احمد خان: ٹھیک ہے۔

حلف

نو منتخب رکن اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: اب میں اپنے بھائی سے کہوں گا کہ میں حلف کی عبارت پڑھوں گا آپ نے اپنا نام لینا ہے اور میں جو الفاظ کہوں گا وہ آپ نے repeat کرنے ہیں۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب رکن صوبائی اسمبلی پی پی۔160 ملک سیف الملوک کھوکھر نے حلف لیا اور حلف رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے صوبہ میں دہشت گردی کے حالیہ واقعات کی مذمت کے سلسلہ میں ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے صوبہ میں دہشت گردی کے حالیہ واقعات کی مذمت کے سلسلہ میں ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے صوبہ میں دہشت گردی کے حالیہ واقعات کی مذمت کے سلسلہ میں ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

لاہور کے علاقوں میں ہونے والے بم دھماکوں کی پُرزور مذمت

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان یکم جولائی 2010 کو داتا کی نگری لاہور میں برصغیر کی عظیم بزرگ ہستی سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر ہونے والے خودکش حملوں اور اس کے نتیجے میں ہونے والے جانی نقصان کو بدترین قومی سانحہ قرار دیتا ہے۔ اس کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور اس پر اپنے انتہائی رنج و الم کا اظہار کرتا ہے۔ برصغیر میں اسلام کا نور پھیلانے والی اس عظیم شخصیت کے مزار شریف پر ہونے والے اس واقعے سے نہ صرف پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کے جذبات کو ناقابل تلافی ٹھیس پہنچائی ہے۔ یہ ایوان اس واقعہ کو اسلام اور وطن عزیز کے خلاف ایک مذموم سازش قرار دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان کارروائیوں کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ کو بے نقاب کرنا ضروری ہے۔ یہ ایوان زائرین کے قتل عام کو ایسا بدترین المیہ قرار دیتا ہے جس کی پوری انسانی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان ان خودکش حملوں کے نتیجے میں شہید ہونے والے بے گناہ اور معصوم زائرین کے اہلخانہ کے غم میں برابر کا شریک ہے اور اللہ تعالیٰ سے مرحومین کی بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے۔ یہ ایوان جناح ہسپتال اور ہال روڈ پر ہونے والے دہشتگردی کے واقعات کی بھی بھرپور مذمت کرتا ہے۔ اس دہشتگردی کے نتیجہ میں شہید ہونے والے پولیس اہلکاران اور معصوم شہریوں کی شہادت پر دل گرفتہ ہے۔ یہ ایوان ماڈل ٹاؤن اور گڑھی شاہو میں واقع

عبادت گاہوں میں ہونے والے دہشتگردی کے واقعات کی بھی پُر زور مذمت کرتا ہے اور یہ عہد کرتا ہے کہ احمدیوں سمیت تمام اقلیتوں کے جان و مال کی حفاظت کے لئے تمام تر وسائل بروئے کار لائے جائیں گے۔ ایوان یہ دعا بھی کرتا ہے کہ پروردگار ان واقعات میں ملوث افراد کو جلد کیفر کردار تک پہنچائے اور پاکستان کے تمام شہریوں کو ایسی ہمت عطا فرمائے جس سے وہ ان اسلام دشمن اور ملک دشمن عناصر کا جرأت سے مقابلہ کر سکیں۔ یہ ایوان اس قرارداد کے ذریعے تمام دہشتگردوں کو یہ وارننگ اور پیغام دیتا ہے کہ پوری قوم ان کے مذموم عزائم کے خلاف متحد ہے۔ اسلام اور مملکت خداداد پاکستان کی سلامتی اور استحکام کے منافی ان کے ناپاک ارادوں کو ناکام بنانے کا عزم کرتا ہے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان یکم جولائی 2010 کو داتا کی نگری لاہور میں برصغیر کی عظیم بزرگ ہستی سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر ہونے والے خودکش حملوں اور اس کے نتیجے میں ہونے والے جانی نقصان کو بدترین قومی سانحہ قرار دیتا ہے۔ اس کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور اس پر اپنے انتہائی رنج و الم کا اظہار کرتا ہے۔ برصغیر میں اسلام کا نور پھیلانے والی اس عظیم شخصیت کے مزار شریف پر ہونے والے اس واقعے سے نہ صرف پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کے جذبات کو ناقابل تلافی ٹھیس پہنچائی ہے۔ یہ ایوان اس واقعہ کو اسلام اور وطن عزیز کے خلاف ایک مذموم سازش قرار دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان کارروائیوں کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ کو بے نقاب کرنا ضروری ہے۔ یہ ایوان زائرین کے قتل عام کو ایسا بدترین المیہ قرار دیتا ہے جس کی پوری انسانی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔

پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان ان خود کش حملوں کے نتیجے میں شہید ہونے والے بے گناہ اور معصوم زائرین کے اہلخانہ کے غم میں برابر کا شریک ہے اور اللہ تعالیٰ سے مرحومین کی بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے۔ یہ ایوان جناح ہسپتال اور ہال روڈ پر ہونے والے دہشتگردی کے واقعات کی بھی بھرپور مذمت کرتا ہے۔ اس دہشتگردی کے نتیجہ میں شہید ہونے والے پولیس اہلکاران اور معصوم شہریوں کی شہادت پر دل گرفتہ ہے۔ یہ ایوان ماڈل ٹاؤن اور گڑھی شاہو میں واقع عبادت گاہوں میں ہونے والے دہشتگردی کے واقعات کی بھی پُر زور مذمت کرتا ہے اور یہ عہد کرتا ہے کہ احمدیوں سمیت تمام اقلیتوں کے جان و مال کی حفاظت کے لئے تمام تر وسائل بروئے کار لائے جائیں گے۔ ایوان یہ دعا بھی کرتا ہے کہ پروردگار ان واقعات میں ملوث افراد کو جلد کیفر کردار تک پہنچائے اور پاکستان کے تمام شہریوں کو ایسی ہمت عطا فرمائے جس سے وہ ان اسلام دشمن اور ملک دشمن عناصر کا جرأت سے مقابلہ کر سکیں۔ یہ ایوان اس قرارداد کے ذریعے تمام دہشتگردوں کو یہ وارننگ اور پیغام دیتا ہے کہ پوری قوم ان کے مذموم عزائم کے خلاف متحد ہے۔ اسلام اور مملکت خداداد پاکستان کی سلامتی اور استحکام کے منافی ان کے ناپاک ارادوں کو ناکام بنانے کا عزم کرتا ہے۔"

میرے خیال میں اس قرارداد کی کسی نے مخالفت نہیں کی اوراب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان یکم جولائی2010 کو داتا کی نگری لاہور میں برصغیر کی عظیم بزرگ ہستی سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر ہونے والے خود کش حملوں اور اس کے نتیجے میں ہونے والے جانی نقصان کو بدترین قومی سانحہ قرار دیتا ہے۔ اس کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور اس پر اپنے انتہائی رنج و الم کا اظہار کرتا ہے۔ برصغیر میں اسلام کا نور پھیلانے والی اس عظیم شخصیت کے مزار شریف پر ہونے والے اس واقعے سے نہ صرف پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کے

جذبات کو نا قابل تلافی ٹھیس پہنچائی ہے۔ یہ ایوان اس واقعہ کو اسلام اور وطن عزیز کے خلاف ایک مذموم سازش قرار دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان کارروائیوں کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ کو بے نقاب کرنا ضروری ہے۔ یہ ایوان زائرین کے قتل عام کو ایسا بدترین المیہ قرار دیتا ہے جس کی پوری انسانی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان ان خودکش حملوں کے نتیجے میں شہید ہونے والے بے گناہ اور معصوم زائرین کے اہلخانہ کے غم میں برابر کا شریک ہے اور اللہ تعالیٰ سے مرحومین کی بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے۔ یہ ایوان جناح ہسپتال اور ہال روڈ پر ہونے والے دہشتگردی کے واقعات کی بھی بھرپور مذمت کرتا ہے۔ اس دہشتگردی کے نتیجہ میں شہید ہونے والے پولیس اہلکاران اور معصوم شہریوں کی شہادت پر دل گرفتہ ہے۔ یہ ایوان ماڈل ٹاؤن اور گڑھی شاہو میں واقع عبادت گاہوں میں ہونے والے دہشتگردی کے واقعات کی بھی پُرزور مذمت کرتا ہے اور یہ عہد کرتا ہے کہ احمدیوں سمیت تمام اقلیتوں کے جان و مال کی حفاظت کے لئے تمام تر وسائل بروئے کار لائے جائیں گے۔ ایوان یہ دعا بھی کرتا ہے کہ پروردگار ان واقعات میں ملوث افراد کو جلد کیفر کردار تک پہنچائے اور پاکستان کے تمام شہریوں کو ایسی ہمت عطا فرمائے جس سے وہ ان اسلام دشمن اور ملک دشمن عناصر کا جرأت سے مقابلہ کر سکیں۔ یہ ایوان اس قرارداد کے ذریعے تمام دہشتگردوں کو یہ وارننگ اور پیغام دیتا ہے کہ پوری قوم ان کے مذموم عزائم کے خلاف متحد ہے۔ اسلام اور مملکت خداداد پاکستان کی سلامتی اور استحکام کے منافی ان کے ناپاک ارادوں کو ناکام بنانے کا عزم کرتا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب میں قائد حزب اختلاف کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج ساری قوم اور اس ایوان کے تمام ممبران جو یہاں پر تشریف فرما ہیں یا جو نہیں بھی ہیں سب دل گرفتگی کی صورتحال میں ہیں۔

داتا دربار کی دہشت گردی کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔میں اس کی پر زور مذمت کرتا ہوں۔ یہ واقعہ تو نائن الیون سے بھی بہت بڑا واقعہ ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ پاکستان کا نائن الیون ہے۔ نہیں، یہ اس سے بہت بڑا واقعہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ:

گنج بخش فیض عالم مظہر نُور خدا
ناقصاں را پیر کامل،کاملاں را رہنما

سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ آج سے سینکڑوں سال پہلے یہاں لاہور میں اپنے مرشد کے کہنے پر افغانستان سے تشریف لائے اور ایک ویرانے میں، چھوٹی سی کٹیا میں بیٹھ کر رُشد و ہدایت کا دیا جلایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دیے کی روشنی سے اس سارے خطے میں اسلام پھیلا ہے۔ غوث، قطب اور ولی سب یہاں پر آتے رہے اور فیض پاتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد بھی مزار اقدس پر حاضری دے کر فیض پاتے رہے۔ یہ ایک ہزار سالہ انسانیت کی خدمت اور محبت کا culture ہے جس پر حملہ ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے اہل اسلام، اہل پنجاب اور اہل پاکستان کی روحوں پر حملہ ہے۔ اس کو میں اپنے پاکستانیوں کے قلب پر حملہ قرار دیتا ہوں۔ داتا علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں پر جو کچھ پرچار کیا، انہوں نے یہاں پر جو تبلیغ کی وہ رسالت مآب ﷺ کے ارشادات کے مطابق تھی۔ رسالت مآب ﷺ پر میرے ماں باپ قربان، میری جان قربان، آپ ﷺ نے فرمایا کہ "مجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے اندر انسانوں کا حسن اخلاق بہتر کرنے کے لئے بھیجا ہے۔" انہوں نے مسلمانوں کا نہیں کہا بلکہ انہوں نے انسانوں کا کہا ہے۔ اسی طرح حضرت علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "یتیم کے سر پر ہاتھ رکھو، کسی کا مال نہ کھاؤ، اچھا معاشرہ بناؤ، درخت مت کاٹو، بوڑھوں کا سہارا بنو اور گرے ہوئے کو اٹھاؤ" یہ ان کے ارشادات تھے جو کہ وہ رُشد و ہدایت کی شکل میں یہاں پر لائے۔

جناب سپیکر! داتا دربار کا تمام premises، اس کا ایک ایک کونا، ایک ایک گوشہ مظلوموں اور کمزوروں کے لئے باعث راحت اور رحمت ہے۔ وہاں پر جا کر لوگوں کو سکون ملتا ہے۔ قدم اندر رکھتے ہی ان کے دُکھ دور ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے اور دوسرے لوگوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ سوچنے کی بات ہے کہ اس صوبہ کے اندر عبادت گاہیں محفوظ نہیں، مساجد محفوظ نہیں، سکول محفوظ نہیں، حکومتوں کے اپنے ادارے، پولیس محفوظ نہیں۔ پولیس کے افسران،

ڈی آئی جیbunkers میں بیٹھتے ہیں۔وہ پولیس کہ جس نے عوام کی حفاظت کرنی ہوتی ہے وہ خودbunkers میں بیٹھ رہی ہے۔یہ کیا صورتحال ہوگئی ہے؟جس کو ہم گوشہ عافیت سمجھتے ہیں آج اس پر بھی حملہ ہو گیا ہے۔ان دہشت گردوں کے حوصلے اس قدر بڑھ گئے ہیں میں اس کو مکمل طور پر حکومت اور انتظامیہ کی ناکامی گردانتا ہوں۔اس سے بڑی اور ناکامی کیا ہوگی، ہم کیوں مصلحتوں کا شکار ہو رہے ہیں؟ہمیں کھل کر بات کرنی چاہئے اور تسلیم کرنا چاہئے۔اب ہر طرف سے ان کی ناکامی کے نتیجے میں یہ مطالبہ آرہاہے کہ حکومت مستعفی ہو جائے، حکومت کے ذمہ داران مستعفی ہو جائیں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک جائز مطالبہ ہے اس لئے کہ حکومت کو اپنی کارکردگی show کرنے کے لئے کوئی کم وقت نہیں ملا۔

یہ حکومت اپنے تین بجٹ پیش کر چکی ہے۔اب بہت تھوڑاtimeرہ گیاہے، یہ صرف دو بجٹ مزید پیش کر سکتے ہیں۔انہوں نے بہتری کے لئےbudgets دیئے ہیں لیکن پھر بھی بہتری کیوں نہیں ہوئی؟ہم یہاں پر اس لئے تجاویز دیتے ہیں کہ اگر بہتری ہوگی تو یہ حکمران سرخرو ہوں گے،لوگ ان کی تعریف کریں گے اور اس میں ہمارا بھی نام آئے گا کہ اپوزیشن نے یہ تجاویز دیں تھیں جن پر حکومت نے عمل کیا ہے لیکن کیا کریں یہ ہماری تجاویز پر عملدرآمد کرتے ہی نہیں۔میں اپنے دیہی علاقوں کی بات کرتا ہوں۔وہاں سائیکل پر، چھوٹی سی چھابڑی یا ریڑھی کے اوپر چیزیں فروخت کرنے والے جو vendors ہوتے ہیں ان کو بھی لوٹ لیا جاتا ہے۔یہاں پر law and order کی بات کرنا پڑتی ہے،لوگوں کے

نان ونفقہ کمانے کی بات کرنا پڑتی ہے۔وہ شخص جس کی چھابڑی میں کل تین چار سو روپے کی چیزیں ہوتی ہیں وہ جب انھیں فروخت کرنے کے لئے جاتا ہے تو اسے راستے میں لوٹ لیا جاتا ہے،ایک دفعہ لٹ گیا،دوسری دفعہ لٹ گیااور اب وہ مجبور ہو کر اپنے گھر میں بیٹھا ہوا ہے۔دیہی علاقوں کے لوگ شام کے بعد کہیں پر overtime نہیں لگا سکتے،ان کو دن کی روشنی میں اپنے گھروں میں واپس آنا پڑتا ہے۔Highway پر ناکے لگا کر لوگوں کو لوٹا جا رہا ہے۔کل ہی کی بات ہے کہ مانانوالہ میں ناکہ لگا کرcarpeted dual carriageway پر لوگوں کو لوٹ لیا گیا۔

جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہTasks Forcesاور کمیٹیوں سے کام بنتا ہوا نظر نہیں آ رہا۔یہ حکمران صرف اپنی اکثریت کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔کسی کے پاس حکمرانی کا واضح mandate مرکز میں ہے اور نہ ہی صوبہ کے اندر ہے لیکن جب دو جماعتوں نے مل کر اپنے mandate کو پورا کر لیا،جب دو جماعتوں نے مل کر یہاں پر اتحادی حکومت بنالی ہے تو پھر اب ایسے واقعات کے بعد یہ دونوں اتحادی جماعتیں آپس میں کیوں لڑ رہی ہیں؟یہ دست و گریباں ہو کر لوگوں کی توجہ اس واقعہ سے ہٹاتی ہیں۔اب یہ توجہ نہیں ہٹائی جاسکتی۔اب لوگوں کی توجہ آپ پر مرکوز ہے۔آپ کو انہوں نے حق حکمرانی دیا ہوا ہے۔پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن)اس پاکستان کے 65 فیصد حصہ پر حکمران ہیں اس لئے ہم نے انہی حکمرانوں سے پوچھنا ہے،ہم نے دونوں سے پوچھنا ہے،صرف ایک سے نہیں پوچھنا۔دونوں حکمران ہیں،دونوں کابینہ کے اندر ہیں۔یہ جو مرضی کریں لیکن عوام کو تحفظ ملنا چاہئے۔اگر عوام کو بھی تحفظ نہیں دینا تو خدارا جہاں ہمارا گوشہ عافیت ہے،جو ہمارے بزرگ ہیں،جو ہمارے آباؤاجداد ہیں ،جن سے ہم پیار کرتے ہیں،جن کے صدقے ہم دعائیں مانگتے ہیں ان کے مزارات کا تو تحفظ کیا جائے۔بہت بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!مجھے بھی بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:ایک منٹ ذرا تشریف رکھیں۔فکر نہ کریں،آپ کی باری آ رہی ہے،آپ ضرور گوہر افشانی کر لیجئے گا لیکن ابھی تشریف رکھیں۔ہمارے ہاں یہاں گیلری میں قومی اسمبلی کے ممبر ملک محمد افضل کھوکھر صاحب تشریف فرما ہیں۔ہم پنجاب اسمبلی میں ان کوwelcome کرتے ہیں۔جی،راجہ ریاض صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع عنایت فرمایا ہے۔آج جس واقعہ کا ذکر ہو رہا ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے۔اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔یہ ہم سب کے لئے چیلنج ہے۔چودھری ظہیر الدین خان صاحب نے بالکل صحیح کہا ہے کہ یہ موجودہ حکومت کے لئے ایک چیلنج ہے اور ہم اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! جس دن موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی تھی، پورا ایوان جانتا ہے کہ صوبہ سرحد اور سوات میں بچیوں کے کالج اور سکول بند ہو چکے تھے۔ آج اللہ کے فضل سے ہماری حکومت، وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی اور صدر پاکستان، آصف علی زرداری صاحب کی کوششوں سے یہ سکول کھل چکے ہیں اور ان پر پاکستان کا پرچم لہرا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح بہت سی جگہوں پر افواج پاکستان نے ان دہشت گردوں کو پسپا کر دیا ہے اور اب وہ اپنی آخری جنگ صوبہ پنجاب میں دہشت گردی پھیلا کر لڑ رہے ہیں۔ ہم ان کا اس صوبہ پنجاب میں بھی مقابلہ کریں گے۔ جس طرح ان دہشت گردوں کو سوات میں مارا ہے انشاءاللہ پنجاب میں بھی ان کو اسی طرح ماریں گے۔ ہم انشاءاللہ تعالیٰ ان چند ملک دشمن عناصر، ظالموں سے ڈرنے والے نہیں ہیں اور ہم ان کا مقابلہ کریں گے۔ ہم کسی آمر کے ساتھی نہیں ہیں اور ہم نے ہمیشہ آمروں کی مخالفت کی ہے اور ہم ہمیشہ ان کے سامنے دیوار کی طرح کھڑے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ہم ان دہشت گردوں کے سامنے بھی دیوار بن کر کھڑے ہوں گے اور ان کو پاکستان سے بھگا کر رہیں گے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! من حیث القوم اس میں اپوزیشن بھی آپ کے ساتھ ہے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اس پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج 5۔جولائی ہے، 5۔جولائی کو ایک آمر ضیاءالحق نے ایک منتخب عوامی حکومت کو ختم کیا تھا۔ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ ضیاء الحق نے ایک منتخب عوامی حکومت کو سازش کے ذریعے ختم کیا میں اس کی مذمت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ ہم پرویز مشرف کے اس اقدام کی بھی مذمت کرتے ہیں جس کے ذریعے اس نے بھی ایک منتخب حکومت کو ختم کیا اور میں آج اس House کی طرف سے مطالبہ کرتا ہوں کہ چیف جسٹس آف سپریم کورٹ از خود نوٹس لیں اور پرویز مشرف کو سزائے موت دینے کا اعلان کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین اراکین حزب اختلاف نے راجہ ریاض احمد کے خلاف نعرے بازی شروع کر دی)

MR. SPEAKER: No cross talk. No comments, no comments. نہیں، آپ آرام سے بیٹھیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جنہوں نے پرویز مشرف کا ساتھ دیا ان کو کوڑے مارنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: شوکت محمود بسراء صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی یہاں پر داتا کی نگری کے متعلق بات ہوئی ہے ہمیں اس بات کو بہت serious لینا چاہئے۔ میں چودھری ظہیر الدین صاحب کی اس بات سے تائید کرتا ہوں کہ اگر ایک ایکسیئن غلطی کرے تو اس کو ہتھکڑی لگ سکتی ہے، اگر ایک DSP غلطی کرے تو اس کو ہتھکڑی لگ سکتی ہے میرا یہ مطالبہ ہے کہ اتنا بڑا security lapse ہوا ہے لہذا IG Punjab کو suspend کیا جائے۔ جب کوئی تحقیقات کرنی ہوتی ہے تو وہ IG and DIG's پر مشتمل کمیٹی بنا دی جاتی ہے تو ان سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ اس پارلیمنٹ کے اندر جتنی جماعتیں موجود ہیں ان پر مشتمل کمیٹی بنائی جائے اس IG اور DIG's کو ہمارے ماتحت کیا جائے اور جن لوگوں نے یہ security lapse کیا ہے ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہم سب لوگوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے اور ایک دن ہماری بہن بیگم سعدیہ رفیق نے بات کی تھی کہ ہمیں شادیانے نہیں بجانے چاہئیں، ایک دوسرے پر تنقید نہیں کرنی چاہئے، ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے پوری عوام اور پوری دنیا ہماری طرف دیکھ رہی ہے۔ آج ہم سب لوگوں کو اس بات کا عہد اور اقرار کرنا ہو گا کہ کالعدم تنظیموں کے ساتھ ہمارے کسی قسم کے روابط نہیں ہونے چاہئیں۔ آج لاہور کے اندر دسواں یا بارہواں واقعہ ہوا ہے ہمیں اس بات کو مذاق میں نہیں اڑانا چاہئے اور اپوزیشن کی اس بات کو اس لئے serious لینا چاہئے کہ یہ حالات آٹھ سالہ ڈکٹیٹر شپ کے نتیجہ میں ہمیں ملے ہیں۔ آیئے! آج ہم سب لوگ مل کر اس دہشت گردی کو ختم کرنے کا عہد کریں۔ اگر پاکستان ہو گا تو ہم وزیر اعظم بھی بنیں گے، ہم MNA's بھی بنیں گے، ہم MPA's بھی بنیں گے، اگر خدانخواستہ پاکستان نہ رہا تو ہم بھی نہیں رہیں گے۔ ہمارے دشمن طالبان نے کل ایک statement دی ہے کہ اب ہمارا target پنجاب ہے اور دیکھتے ہیں کہ پنجاب میں عوام لڑتی ہے یا فوج لڑتی ہے تو ہمیں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا ہو گا۔ میرا یہ مطالبہ ہے کہ پورے

عالم اسلام اور پورے پاکستان کے اندر دو دن کا سوگ منایا جائے کیونکہ داتا کی نگری بہت مقدس نگری ہے۔

جناب سپیکر: میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ پریس والے گیلری سے walkout کر گئے ہیں تو مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب اور حاجی اسحاق صاحب جائیں اور انہیں واپس لے کر آئیں۔ اللہ رکھا صاحب بھی ساتھ جائیں۔ جی، بسراء صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے دو مطالبات کئے ہیں کہ ہمارے House کی کمیٹی بنائی جائے اور IG Punjab کو فی الفور suspend کیا جائے ہم SP کی suspension کو نہیں مانتے۔ ہمارے علمائے کرام نے کل وزیر اعلیٰ صاحب کے سامنے اپنے مطالبات رکھے ہیں ان مطالبات کو serious لیا جائے اور ان مطالبات پر عمل کیا جائے۔

جناب سپیکر! اگر ہم داتا کی نگری کی رکھوالی نہ کر سکے اور ملزموں کو کیفر کردار تک نہ پہنچا سکے تو خدا کی قسم ہم اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے کیونکہ داتا کی نگری وہ نگری ہے جہاں پورا عالم اسلام اپنی منتیں ماننے آتا ہے اور اس صوفیائے اعظم نے پوری دنیا کو اپنے علم سے روشن کیا ہے تو میں آپ سے یہی عرض کرتے ہوئے اجازت چاہوں گا کہ اب ہمارے پاس کوئی گنجائش نہیں ہے کہ داتا کی نگری محفوظ نہیں ہے تو پاکستان کا کوئی کونا محفوظ نہیں ہے اور داتا کی نگری پر پورے عالم اسلام کی نظر ہے اور سعودی عرب کے لوگ بھی کہتے ہیں کہ داتا کی نگری پر دعا کیا کرو۔ ہم آج تمام اختلافات بھلا کر یہ عہد کریں کہ ہم اپنے خون کے آخری قطرے تک ان دہشت گردوں کے خلاف جنگ لڑیں گے اور اپنے اس House کی کمیٹی پر اعتبار کریں گے۔ شکریہ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No, no. No point of order. جی، آپ کی مہربانی، بیٹھیں۔ میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ ابھی لغاری صاحب بات کریں گے، ان کے بعد طاہر خلیل سندھو صاحب اور ان کے بعد پرویز رفیق صاحب کی باری ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! داتا دربار پر جو tragedy ہوئی ہے اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے وہ کم ہے اور اس پر سب نے criticize بھی کر لیا اب ہمیں یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ اس کو

آگے لے کر کیسے چلنا ہے۔ راجہ صاحب نے مشورہ دیا ہے کہ یہاں پر فوج آ جائے تو حکومت کے سینئر منسٹر کی طرف سے فوج کو دعوت دینا بہت ہی seriousبات ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ انہوں نے کسی کو دعوت نہیں دی۔ میری بات سنیں اب فوج جو operation کر رہی ہے تو ساری قوم اس فوج کے ساتھ ہے یہ بات ہو رہی ہے۔ آپ پتا نہیں اس بات کو کیا سمجھ گئے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج کی قرارداد داتا دربار پر ہونے والی دہشت گردی کی مذمت کرنے کے بارے میں تھی ۔ مجھے بہت افسوس ہوا کہ راجہ صاحب نے political point scoring کرنے کی کوشش کی ہے تو میری گزارش یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ point scoring والا معاملہ اکیلا ان کی طرف سے نہیں ہو رہا، آپ کی طرف سے بھی ایسے ہوتا ہے۔ آپ اس قرارداد پر بات کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد محسن خان لغاری ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: آپ کو کس نے اجازت دی ہے؟ وہ خود ہی نہیں بولے۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ وہ بولیں، وہ بولنا چاہتے ہی نہیں ہیں تو میں کیا کروں۔ اگر آپ ایسا کرنا چاہتی ہیں تو آپ کی مرضی ہے۔ جی، راجہ ریاض صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے کبھی بھی اور آج بھی اپنی تقریر میں فوج کو دعوت نہیں دی، میں نے یہ ضرور کہا ہے کہ وہ ان دہشتگردوں کو ختم کرنے کے لئے بھرپور اقدامات کر رہی ہے۔ ان کی بیماری یہ ہے کہ انھیں فوج اور آمروں کے علاوہ کوئی اور نظر نہیں آتا۔ یہ آمروں کی جوتیاں اٹھاتے رہے ہیں، یہ آمروں کے ساتھی رہے ہیں اور یہ یہاں کھڑے ہو کر کہتے تھے کہ ہم پرویز مشرف کو وردی میں دس دفعہ منتخب کروائیں گے، انھیں شرم نہیں آتی۔

جناب سپیکر: اب اس بات کو چھوڑیں۔ بڑی مہربانی۔ جی، خلیل طاہر سندھو صاحب!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! راجہ صاحب ماحول کو خراب کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ ایوب خان کے وقت کو بھول چکے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات نہیں سنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔جی، طاہر خلیل سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! سب سے پہلے آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں اس قرارداد کے پاس ہونے کے بعد کہتا ہوں کہ مجھے نہیں پتا تھا کہ اس موضوع اور اتنے بڑے سانحہ پر ایسی باتیں کی جائیں گی۔ میں صرف پاکستان میں بسنے والے تمام مسیحی اور دیگر تمام اقلیتوں کی طرف سے اپنے ملک پاکستان کے لئے دعا گو ہوں اور اپنے مسلم بھائیوں کے غم میں برابر کا شریک ہوں اس لئے بھی کہ یہ بات تو کہی گئی کہ تمام مسلمانوں کے دل آزردہ ہیں اور افسوس ہے لیکن ہمارے دل بھی اتنے ہی رنجیدہ ہیں کیونکہ داتا کی نگری کے حوالے سے سچی بات یہ ہے کہ وہاں پر کبھی کسی کا مذہب نہیں پوچھا جاتا تھا۔ قرارداد چونکہ منظور ہو چکی ہے، میں اس قرارداد کی حمایت بھی کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ پاکستان میں بسنے والے مسیحیوں اور دوسری اقلیتوں کی طرف سے یہ کہتا ہوں کہ ہم سب اپنے مسلم بہن بھائیوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، محترمہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں آپ کی نہایت ہی مشکور ہوں کہ آج آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں حضرت علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر ہونے والے افسوسناک واقعہ کی شدید مذمت کرتی ہوں۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ شہداء کو جنت میں جگہ دے اور ان کے ورثاء کو صبر جمیل عطا کرے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ نہایت افسوسناک بات ہے اور یہ حکومت پنجاب کی ناکامی کا ایک ثبوت بھی ہے کہ موجودہ بجٹ میں حکومت نے لاء اینڈ آرڈر کی مد میں 50۔ارب روپیہ مختص کیا لیکن لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ابھی تک improve نہیں ہو سکی۔ پچھلے بجٹ میں ان لوگوں نے 43۔ارب روپے رکھے تھے جو کہ صرف VIPs کی سکیورٹی پر خرچ کئے گئے اور budget revised میں تقریباً 47۔ارب روپے VIPs کی سکیورٹی کے انتظامات پر خرچ ہوئے جس میں پچاس پچاس ہزار

کےsniffer dogs آئے، scanners آئے اور ایلیٹ فورس کوequipments دیئے گئے۔ ان تمام انتظامات کا کیا فائدہ کہ ایک طرف تو وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے آپ کو خادم اعلیٰ کہتے ہیں اور اوپر سے انھوں نے تمام پولیس نفری اپنی ذاتی سکیورٹی کے لئے رکھی ہوئی ہے یا صرف وزراء کے لئے یہ تمام انتظامات ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں جتنے پولیس والے حاضر ہوتے ہیں اتنے پولیس والے مزاروں پر بھی نہیں ہیں، داتا دربار پر اتنی نفری نہیں ہے جتنی انھوں نے اپنی ذاتی سکیورٹی کے لئے رکھی ہوئی ہے۔ میری حکومت سے گزارش ہے کہ اب وہ صرف VIPs کی سکیورٹی کے لئے اتنا خرچہ نہ کریں اور عوام ٹیکس دیتی ہے اس سے جو زائرین وہاں آتے ہیں ان کی سکیورٹی کو بھی بہتر بنایا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ

میاں نصیر احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! پنجاب کے اندر FSc کے لاکھوں طلباء جو انٹری ٹیسٹ دینے کے بعد میڈیکل کالجوں میں داخلہ لیتے ہیں، 20۔جولائی2010 کو ان کے انٹری ٹیسٹ کا announce کر دیا گیا ہے لیکن FSc کے امتحان کا رزلٹ اگست میں announce ہونا ہے اور اس انٹری ٹیسٹ کے لئے 60 فیصد نمبروں کو بنیاد بنایا گیا ہے کہ 60 فیصد نمبر لینے والے طلباء کو ہی میڈیکل کالجوں میں داخلہ ملے گا۔ ان کا رزلٹ اگست میں آنا ہے اور انٹری ٹیسٹ 20۔جولائی کو ہو رہا ہے۔ یہ کس طرح کا مسئلہ ان طلباء کو درپیش ہے میں اس کی وضاحت وزیر صاحب سے چاہوں گا؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اسی میں ایک بات اور کرنا چاہتی ہوں جو بہت اہم ہے۔ میڈیکل کالجوں میں داخلے کے لئے انٹری ٹیسٹ میں انگریزی کا پرچہ O-level اور میٹرک کے لئے سانجھا قرار دیا گیا ہے۔ ہر کوئی اچھی طرح جانتا ہے کہ O-level کے students کا English standard بہت زیادہ ہوتا ہے اور میٹرک کے students کا English standard وہ نہیں ہوتا لہٰذا میٹرک کے students کے ساتھ شدید ناانصافی ہوگی۔ اس پرچے کو سانجھا کر کے آپ نے لکھ دیا ہے کہ O-level کے students ہی زیادہ marks لیں گے۔ 20۔جولائی کے انٹری ٹیسٹ سے طلباء اور ان کے

والدین میں بہت بے چینی ہے میں متعلقہ لوگوں سے درخواست کروں گی کہ وہ اس چیز کو بھی دیکھیں کہO-level اور میٹرک کا انگریزی کا پرچہ سانجھا کس طرح لیا جا سکتا ہے۔ اس میں انصاف کا کون سا پیمانہ سامنے رکھا گیا ہے اور میڈیکل کالجوں میں داخلے کو Science based کرنے کی بجائےEnglish based کیا جارہا ہے۔اس کے خلافFSc کےstudents کی طرف سے شدید احتجاج ہے کہ جن کو فزکس، کیمسٹری اور بیالوجی میں نمبر ملے ہیں وہ انگریزی کی وجہ سے میڈیکل کالجوں سے دور ہو جائیں گے لہذا اس کوrevised کیا جائے اور اس کو روکا جائے ورنہ تہلکہ مچے گا اور یہchallenge exam ہو گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں متعلقہ منسٹر صاحب!۔۔۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ ان کے پوائنٹ آف آرڈر کے جواب میں کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں قرارداد پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: قرارداد کے بارے میں پہلے پرویز صاحب کو باری ملے گی پھر آپ کو ملے گی۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنے سارےHouse کا مشکور ہوں کہ آج انھوں نے حالیہ دہشتگردی کے جو بھی واقعات پنجاب میں پیش آئے ان کے شہیدوں کو خراج تحسین پیش کرنے اور زخمیوں سے اظہار یکجہتی کے لئے جو قرارداد پیش کی۔ میں اس پر ان کو مبارکباد دیتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر پریس گیلری میں صحافی واک آؤٹ ختم
کر کے واپس ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: خوش آمدید۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!اس میں کوئی شک نہیں کہ داتا علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر جو واقعہ ہوا یقیناً وہ تمام انسانیت پر حملہ ہے، یہ نہ صرف عالم اسلام بلکہ انسانیت پر حملہ ہے۔اس طرح جب دہشتگردی کے واقعات ماڈل ٹاؤن اور گڑھی شاہو میں اقلیتی عبادت گاہوں میں پیش آئے۔ آج ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ وہ کون سے ایسے ملک دشمن عناصر ہیں، آج ہمیں سیاسی پلیٹ فارم کی and affiliation attachment سے علیحدہ ہو کر یہ سوچنا پڑے گا کہ ہم نے اس وطن عزیز میں رہنے والے تمام لوگوں کو، تمام مسلکوں کو بلا رنگ و نسل، مذہب کی تفریق کے بحیثیت پاکستانی تحفظ دینا ہے اور یہ موجودہ حکومتوں کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس واقعہ میں جو انتظامیہ کی طرف سے غفلت برتی گئی اس پر پنجاب حکومت سخت اقدامات کرے اور جتنے بھی وہ ناسور، منافق اور قاتل جنھوں نے اس عظیم ہستی کے مزار پر حملہ کیا، میرے بھائی پہلے کہہ چکے ہیں کہ آپ کے مذہبی بلکہ ہمارے بھی ایک انسان ہونے کے ناتے مذہبی و روحانی جذبات مجروح ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر!میں All Pakistan Minorities Alliance کی طرف سے، پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے اور خصوصاً مسیحیوں کی طرف سے اس واقعہ پر گہرے دکھ کا اظہار کرتا ہوں اور اس کی شدید الفاظ میں قومی سطح، صوبائی سطح اور بین الاقوامی سطح پر مذمت کرتا ہوں۔ میری یہ گزارش ہے کہ مسیحیوں کی طرف سے ہمیشہ اس ایوان میں روایت رہی ہے کہ جب بھی اس طرح کا کوئی افسوسناک واقعہ پیش آیا ہے تو پنجاب اسمبلی میں خاموشی اختیار کروائی گئی ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ مسیحیوں اور اقلیتوں کی طرف سے اپنے مسلمان بھائیوں اور اس عظیم ہستی کو ایک تقدس دینے کے احترام میں اس House میں دو منٹ کی خاموشی کروائی جائے۔ آپ اس کا باقاعدہ اعلان کریں کہ خاموشی اختیار کی جائے۔ میں آپ کا مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے اس پر کیا کہنا ہے، سب نے تو سن لیا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں دو منٹ کے لئے خاموشی اختیار کی گئی)

جناب سپیکر: جی، چودھری عبدالغفور صاحب!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! اس پر بات تو بہت ہو چکی ہے لیکن میرے بھی اپنے جذبات ہیں۔

کرن کرن کی جبیں سے ٹپک رہا ہے لہو
رخ سحر ہے بُری طرح زخم کھائے ہوئے

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یکم جولائی کو جو واقعہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے درِاقدس پر ہوا ہے یہ یقیناً نائن الیون سے کہیں بڑھ کر مسلمانوں کی غیرت کو للکارا گیا ہے اور اس واقعہ کو ہمیں بالکل کسی صورت بھی easy نہیں لینا چاہئے کیونکہ یہ دہشت گردوں کی ایک انتہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایوان میں ہم جتنے لوگ بھی بیٹھے ہیں قطع نظر اپنی جماعتوں سے وابستگیوں کو ایک طرف رکھ کر ہمیں پاکستان کی طرف ایک قدم آگے آنا چاہئے اور اسلام کی بات کرنی چاہئے۔ میں آج on the floor of the House یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اقلیتی بھائیوں نے بڑی خوبصورت بات کی ہے اور جس طرح انہوں نے اظہار یکجہتی کیا ہے میں ان کی اس سوچ کو بھی سلام پیش کرتا ہوں۔ اب یہ وقت آ گیا ہے جیسے سینئر منسٹر صاحب نے فرمایا کہ اب یہ دہشت گردی کی جنگ آخری مرحلہ میں داخل ہو چکی ہے۔ پاکستانی قوم اللہ کے فضل و کرم سے ایک زندہ اور talented قوم ہے۔ میرے وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑا categorically حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر جا کر یہ کہا ہے بلکہ باقاعدہ ایک کمیٹی بنائی ہے جس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ اس واقعہ میں جو بھی involve ہیں، جن لوگوں کی غیر ذمہ داری ہے یا جن لوگوں نے یہ سازش کی ہے ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ آج ہمارے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ اگر کہیں blast ہوتا ہے یا suicide attack ہوتا ہے تو پھر یہ نہیں دیکھا جاتا کہ ان کا تعلق پاکستان مسلم لیگ (ق) سے ہے، پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے یا پاکستان مسلم لیگ (ن) سے ہے بلکہ بلا تفریق innocent لوگوں کو آج زندہ جلایا جا رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بقول شاعر کہ:

دیے جلانے کی رسم تو بڑی پرانی ہے فراز
تیرے شہر کے لوگ تو انساں بھی جلا دیتے ہیں

جناب سپیکر!ہم کب تک یہ سب کچھ دیکھتے رہیں گے ؟اب فیصلے کا وقت آگیا ہے بلکہ آج ہم سب کو یہ چاہئے کہ تنقید برائے اصلاح تو ہم کرتے اور سنتے رہتے ہیں بلکہ میڈیا پر بھی ہوتی ہے لیکن آج تمام سیاستدانوں کی طرف سے ایک تعمیری بات ہونی چاہئے اور ایک زباں میں ایک سبز ہلالی پرچم کے نیچے کھڑے ہو کر یہ عہد کرنا چاہئے کہ پاکستان کی بقاء اور سربلندی کے لئے ہمیں جو کچھ کرنا پڑا اپنی جماعتوں سے ایک طرف کھڑے ہو کر ہم اللہ کے فضل سے پاکستان کی بقاء کی جنگ لڑیں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ سفینہ صائمہ کھر صاحبہ!

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔ محترمہ!ذرا ایک منٹ پہلے میں ان کی بات سن لوں۔

MS SAFINA SAIMA KHAR: Sir! You took my name to speak or you ask him to speak? I think you took my name to speak.

جناب سپیکر: وہ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔جی، حاجی صاحب!

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر!میڈیا والے لوگ واک آؤٹ کر کے گئے تھے جن کا بڑا جائز سا مطالبہ ہے جو میں آپ کے گوش گزار کرتا ہوں جس کا Chair جو بھی فیصلہ کرے۔ محمد اکرم "ڈیلی ٹائمز" کے رپورٹر تھے جو سانحہ داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی مذمت کے حوالے سے ریلی کے ساتھ ساتھ coverage کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک ASI واجد علی جو گڑھی شاہو میں تعینات تھا اُس نے mob سے کہا کہ اسے آگ لگا دی جائے۔ ان کے پاس ایسے شواہد موجود ہیں کہ اس ASI نے یہ بات کی ہے اور ان کی گاڑی کو mob نے آگ لگائی ہے۔ اس سلسلے میں وہاں پر مقامی طور پر درخواست دی جا چکی ہے جن کا مطالبہ ہے کہ پرچہ درج کیا جائے، ایس پی کو بلایا جائے اور اسے نوکری سے برخاست کیا جائے۔ ان کا یہ جائز سا مطالبہ آپ کے گوش گزار کر دیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ نے رپورٹ سن لی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی حاجی صاحب اور پریس کے معزز ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ لیتے ہیں اور اس معاملے پر جو بھی ضروری کارروائی بنتی ہوئی اس کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ کارروائی عمل میں لائیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔جی، محترمہ!

MS SAFINA SAIMA KHAR: Honorable Speaker! I hope it is ok and I speak in English.

جناب سپیکر: اجازت تو میں نے دینی ہے۔

MS SAFINA SAIMA KHAR: I want your permission.

جناب سپیکر: دیکھیں، ہاؤس میں اردو میں بات کریں۔

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: چلیں، آج اگر ان کو سمجھ نہیں آئے گی تو پھر

I will try to speak in Urdu. It is a very very sad moment for Punjab…

جناب سپیکر: نہیں، آپ اسے دیکھ کر پڑھ نہیں سکیں گی اور میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ آپ ویسے ہی بولیں۔

MS SAFINA SAIMA KHAR: It is a very very sad moment for what has happened in Punjab and is happening in Punjab. I think its time that "Jaag Punjabi Jaag". Punjab should wake up and do practical things and not to pass Resolutions make Committees because so far we have not been successful with all the terrorism attacks in Punjab. If we cannot blame our Police as they are too busy have too much work to do. We have to employ more Police officials. Our Police is trained for petty thefts, they are not trained to fight against terrorism they don't have the latest equipments and they don't have anything to fight against terrorism or catch terrorist so my suggestion would be that we should appoint twenty Commandos in each and every strategic city of Punjab like if you have in Lahore they can cover Sheikhupura and the other cities around it

if we had them in Multan they can cover Layyah and Muzaffargarh. So, if we have Commandos along with helicopters and latest equipments to fight against terrorism to reach the place where terrorist activity has taken place within five minutes. We are just talking and are not doing anything practical. I would like to ask you and the Government of Punjab that this is the right time instead of wasting money on "Sasti Roti" and other schemes we should by abstracting spot terrorism for terrorist and that is the only answer. Thank you.

معزز اراکین: روٹی درمیان میں کہاں سے آگئی؟

MS SAFINA SAIMA KHAR: Yes, you can continue "Sasti Roti" if there is peace and if there is terrorism and people are in law and order situation, it is not correct.

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔جی، کرنل شجاع صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے ایک سوال کیا تھا اس کا ابھی تک جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: جی، وہ بعد میں آجائے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس کا منسٹر صاحب سے جواب تو لے لیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کو پتا نہیں ہے۔ ہماری جو بات ایڈوائزری کمیٹی میں ہوئی ہے میں آپ کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں آج پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہونے تھے۔

میاں نصیر احمد: لیکن پندرہ پوائنٹ آف آرڈر کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔پندرہ کس کے پوائنٹ آف آرڈر ہوئے ہیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے ایک بات کی ہے، اب تو منسٹر صاحب آگئے ہیں اُن سے جواب لے لیں۔

جناب سپیکر: جب آپ نے سوال کیا تھا اس وقت وہ یہاں پر نہیں تھے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اب منسٹر صاحب آ گئے ہیں، ان سے آپ جواب لے لیں۔

جناب سپیکر: میں جواب لے لیتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، کرنل شجاع صاحب!

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اس واقعہ کی مذمت کرتا ہوں۔ اس واقعہ پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ میں یہاں پر یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ پولیس سکیورٹی lapse کی وجہ سے یہ واقعہ ہوا ہے۔ اگر وہاں پر سکیورٹی بہتر ہوتی اور وہاں پر اچھے لوگ تعینات ہوتے تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ واقعہ رونما نہ ہوتا۔

جناب سپیکر! یہاں پر کافی تقاریر ہوئیں۔ سینئر وزیر صاحب اور اپوزیشن لیڈر صاحب نے بھی بڑی اچھی باتیں کی ہیں اور اچھی تجاویز آئی ہیں لیکن ہمیں سب سے پہلے یہ معلوم کرنا ہے کہ اس چیز کی root cause کیا ہے، یہ شروع کہاں سے ہوا ہے، یہ دہشت گردی پھیل کیوں رہی ہے، یہ دس سال پہلے کیوں نہیں تھی اور ان چند سالوں میں اس میں اتنا اضافہ کیوں ہوا ہے؟ سب سے پہلے ہمیں دیکھنا چاہئے کہ اس میں کون سے ممالک اور سپر پاورز involved ہیں جو کہ ہمارے خلاف دہشت گردی کر رہے ہیں اور وہ پاکستان کے خلاف لگے ہوئے ہیں اور وہ کون سے ممالک ہیں جن کی نظریں ہماری نیوکلیئر تنصیبات پر ہیں اور وہ اس کو neutralized کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کون سے ممالک ہیں جو کہ اس وقت یورپ، امریکہ میں اسلام کے خلاف ہیں اور ہمارے مذہب اسلام کو بھی neutralized کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس وقت جو دہشت گردی ہو رہی ہے، قبائلی علاقے، افغانستان یا ہمارے فرنٹیئر میں لڑائیاں ہو رہی ہیں تو میں یہ آپ کو بتا دوں کہ اس وقت افغانستان میں امریکہ اور نیٹو کے پینتیس ممالک کی افواج کے خلاف وہ war of liberation لڑ رہے ہیں۔ وہ کوئی دہشتگرد نہیں اور نہ ہی وہ دہشت گردی کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کا کہنا ہے کہ جو لوگ ہمارے خلاف لڑیں گے اور جنہوں نے ہم پر ڈراؤن حملے کروائے ہیں وہ ہمارے دشمن ہیں۔

جناب سپیکر! پنجاب میں جو کچھ اس وقت ہو رہا ہے اگر آپ ایک بہت بڑے broad spectrum میں دیکھ لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے خلاف یہ ایک بہت بڑی سازش ہو رہی ہے۔ اس وقت دنیا کے کئی ممالک نہیں چاہتے کہ پاکستان stable رہے بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان تقسیم ہو جائے۔ بلوچستان میں دیکھیں وہاں کیا ہو رہا ہے اور فرنٹیئر میں دیکھیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے تو ایک پنجاب ہی

stable تھا مگر یہاں بھی problems شروع ہو گئے ہیں۔ اگر میں اس floor پر یہ کہوں کہ کئی سپر پاور ممالک یہ چاہتے ہیں کہ فرنٹیئر میں ہونے والے ڈرون حملوں کی طرح پنجاب میں بھی انہیں اجازت دی جائے اور وہ یہاں حملے شروع کر دیں تو ہر گز نہیں اور یہ چیز کبھی نہیں ہو گی کیونکہ پنجاب کا ایک ایک بچہ اور ایک ایک فرد اس کے خلاف کھڑا ہو گا۔ ہم نے ان ڈرون حملوں کے خلاف جنگ لڑنی ہے۔ سی آئی اے یا باقی انٹیلی جنس ایجنسیوں کے پنجاب کے خلاف عزائم انشاءاللہ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے اور یہ اسی صورت ہو سکتا ہے کہ تمام سیاسی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر آ کر آپس میں اتفاق کریں کہ یہ جنگ کوئی ایک دو دن کی نہیں بلکہ یہ بڑی لمبی جنگ ہے۔ میں آپ کو ترکی کی مثال دیتا ہوں جو تیس سال سے دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں اور آج بھی وہاں پر بم بلاسٹ ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنی قربانیاں Turkish نے دہشت گردی کی اس جنگ میں دی ہیں وہ کسی اور ملک نے ابھی تک نہیں دیں اور وہ ابھی تک دہشت گردی کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ ہم ان سے سیکھ رہے ہیں اور اس حوالے سے کافی اقدامات ہو رہے ہیں۔ میں اس ایوان میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت تین چار چیزیں ساتھ ساتھ ہو رہی ہیں اور ہم سری لنکا، ترکی، ملائیشیا اور دیگر ممالک کی طرز پر ایک Counter Terrorism Department raise کرنا چاہتے ہیں جس کے تحت ایک Terrorism Force Counter بنے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر کام شروع ہو چکا ہے۔ محترمہ نے کہا کہ کمانڈو ہونے چاہئیں تو ہمارے ایلیٹ بڑے اچھے trained اور affective ہیں اور جہاں پر بھی ضرورت پڑے گی انشاء اللہ تعالیٰ ایلیٹ کا استعمال ہو گا۔ بد قسمتی سے ہماری پولیس کو اس دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے لئے ٹریننگ نہیں دی گئی اور ہم نے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے پولیس کو trained کرنا ہے۔

جناب سپیکر! آپ حیران ہوں گے کہ اس وقت پولیس کی نفری میں کئی ہزار لوگ untrained ہیں مگر وہ پولیس کی وردی میں ہیں اور ان کے ہاتھ میں رائفل بھی ہے تو ہم نے سب سے پہلے آپ سب کی مدد سے انشاء اللہ تعالیٰ انہیں trained کرنا ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہم سب نے ایک ساتھ ہونا ہے because کل یہی واقعہ ہمارے ساتھ بھی ہو سکتا ہے، ہمارے گھر میں ہو سکتا ہے، ہماری مساجد اور سکولوں میں ہو سکتا ہے تو ہم نے مل کر اس دہشت گردی کا مقابلہ کرنا ہے۔ اس وقت ہم نے پنجاب حکومت کے ساتھ رہنا ہے اور پنجاب یا پاکستان کی اس حکومت کو مضبوط کرنا ہے۔ ہم اپنے

سیاسی اختلافات کو ایک طرف رکھ کر آگے چلیں اور دہشت گردی کا مقابلہ کر کے پاکستان کے خلاف عالمی دنیا کے ممالک کا مقابلہ کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ زوبیہ رُباب ملک صاحبہ!

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے میں نے کل ایک قرار داد یکم جولائی 2010 بروز جمعرات کو داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر انتہائی افسوسناک واقعہ کے بارے میں جمع کروائی تھی۔ میں اس واقعہ کی شدید مذمت کرتی ہوں اور میں نے اس قرارداد کو اس لئے نہیں پڑھا کہ مجھے انتہائی خوشی ہوئی اور ایک اعتماد کی لہر آئی کہ ہم سب نے متحد ہو کر ایک قرارداد پیش کی ہے۔

جناب سپیکر! اس واقعہ کا جتنا بھی افسوس اور مذمت کریں انتہائی کم ہے کیونکہ یہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں غیر مسلموں کو مسلمان کیا۔ میں اس واقعہ میں ناحق شہید ہونے والوں کے لئے دعا گو اور زخمی ہونے والوں کے غم میں برابر کی شریک ہوں۔ میں یہاں پر ایک پُر زور اپیل کروں گی کہ:

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اگر ان پر سپرے کر دیا جائے تو پھر؟

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: جناب سپیکر! آپ کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہوں گی کہ سپرے بھی کچھ دنوں کے لئے خوشبو دے گی پھر اندھیری رات ہو گی۔ اس وقت ہم جس حالت جنگ میں ہیں اور ہمارا ملک جس حالت جنگ میں ہے اور اس جنگ میں جتنے بچوں کی مائیں، بھائی اور بہنیں ہم سے جدا ہو گئے اور ان کے اپنوں کے جدا ہونے کا حساب کون دے گا؟

جناب سپیکر! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ دریائے فرات کے کنارے اگر ایک کتا بھی مرے گا تو میں اس کا حساب دوں گا۔ میں آپ کے توسط سے یہ پوچھتی ہوں اور مجھے بتایا

جائے کہ ہمارے اس پاکستان میں جنگ میں مرنے والے بیٹوں، بہنوں اور ماؤں کا کون حساب دے گا، ہم کس سے پوچھیں گے، کس کا نام لیں گے اور کیا ہم وزارت قانون سے پوچھیں گے ؟

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حساب دوں گا تو یہاں پر ضائع ہونے والی اتنی قیمتی انسانی جانوں کا حساب کون دے گا؟ دہشت گردی کی یہ لعنت اس لئے ہمارے پاس آئی ہے کہ یہاں پر سب اپنی اپنی رواداری اور اپنی اپنی کشمکش میں ہیں۔ ہمارے حکمرانوں کو تو ایجنسیوں سے فون آجاتے ہیں کہ باہر مت نکلو دہشت گردی ہو رہی ہے مگر ان غریبوں کا کیا ہو گا، انہیں کون بتائے گا اور ان کی حفاظت کون کرے گا؟

جناب سپیکر: اس فائل پر ہاتھ مت ماریں کیونکہ۔۔۔

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: جناب سپیکر! اس عورت کا حال دیکھیں جو کہ نابینا تھی اور وہ بے چاری رو رہی تھی جس کا بچہ نہیں مل رہا اور جس کا گھر نہیں چل رہا تو میں آپ سے گزارش کروں گی کہ ان بچوں کی ماؤں کا خیال کریں اور میری فائل کا مذاق مت بنائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون رکن جذبات میں آکر آبدیدہ ہو گئیں)

جناب سپیکر! ان کا سوچیں جن کی بہنیں، بیٹیاں اور مائیں اس واقعہ کی نذر ہو گئیں۔ یہاں پر تو تماشا لگا ہوا ہے اور ہر بندہ یہی کہے جا رہا ہے کہ وہ حکومت ایسی تھی یا آمر کی حکومت ایسی تھی تو ہم یہاں پر کیا کر رہے ہیں اور ہم یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ میں یہ کہتی ہوں کہ میں ان سب بھائیوں کے ساتھ اور ان حکمرانوں کے ساتھ ان دہشت گردوں کے خلاف کھڑی ہوں اور میں آپ سے گزارش کروں گی کہ ہم سب ایک ہوں اور پچھلی حکومتوں کا رونا مت روئیں اور ایک ہو کر دہشت گردی کی لعنت کو ختم کریں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شاباش! بہت شکریہ۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں مختصر سی بات کروں گی اور اسی پر بات کروں گی جو اس وقت ایوان میں چل رہی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ آج قومی یکجہتی کا وقت ہے اور دہشت گردی صرف پنجاب میں نہیں بلکہ پورے ملک میں ہو رہی ہے اس سے زیادہ قومی یکجہتی کا وقت شاید ہمارے ملک میں

پہلے نہ گزرا ہو۔ آج قومی یکجہتی کا وقت ہے اور یہ وقت نہیں ہے کہ ہم میاں محمد شہباز شریف یا وزیر اعظم اور صدر پاکستان کو اس دہشت گردی کا ذمہ دار ٹھہرائیں یا ہم (ق) لیگ یا کسی اور جماعت کو اس کا ذمہ دار ٹھہرائیں۔ اس دہشت گردی کے ذمہ دار دہشت گرد ہیں اور وہ ایک گروہ ہے اور یہ بات کسی نے نہیں کی لیکن میں کہنا چاہتی ہوں کہ دہشت گردی میں ہمارے پاکستانی بھی ملوث ہیں اور یہ بات حقیقت ہے۔ یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ کون لوگ ہیں اور کون دہشت گردی پھیلا رہا ہے اور اس کا خاتمہ کیسے ہو جیسے ابھی کرنل صاحب نے بات کی تو میں ان کی بات سے اتفاق کرتی ہوں کہ ہماری پولیس کو ٹریننگ دہشت گردی کی نہیں ہے کیونکہ دہشت گردی اس ملک میں کبھی ہوئی ہی نہیں تھی اس لئے ہم نے کبھی اس پر trained کرنے کے لئے سوچا ہی نہیں تھا لیکن جب آج دہشت گردی ہو رہی ہے تو ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم پولیس کو بھی trained کریں۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم untrained پولیس کو دہشت گردوں کے آگے پھینک دیں اور ان کی جانوں کو ہم نقصان پہنچائیں۔ میں یہ بھی کہتی ہوں کہ پاکستانی فوج کے لئے آج بہت اچھا وقت ہے۔ وہ بہت اچھے طریقے سے، بہت دلچسپی سے خیبر پختون خواہ میں دہشت گردوں سے مقابلہ کر رہی ہے۔ یہ مقابلہ پورے پاکستان میں پھیلا ہوا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس حوالے سے کسی کو گورنمنٹ اور گورنمنٹ کے کسی لیڈر کو criticize نہیں کرنا چاہئے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم آج سیاسی جھگڑے چھوڑ کر، سیاسی طور پر ملک کی سالمیت کی خاطر یکجہتی اختیار کریں اور دہشت گردوں کا مل کر مقابلہ کریں۔ ہم بیٹھ کر ایک میٹنگ کریں جس میں یہ فیصلہ کریں کہ ہمیں سیاسی طور پر اس ملک میں اس سخت حالت میں کیا کردار انجام دینا ہے؟ اس کے لئے ہمیں پوری دلجمعی کے ساتھ تیار ہونا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! داتا کی نگری کے باسیوں کو بھی موقع ملا اور اپنی آنکھوں سے جس طرح دیکھا کہ دور دراز علاقوں سے آنے والے وہ مزدور جو رات کو۔۔۔

جناب سپیکر: میاں نصیر صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ ابھی آپ بیٹھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: داتا کی نگری پر حاضری دیتے ہیں اور بے چارے مر کر گھر چلے گئے تو ان کے گھر میں صف ماتم بچھ گیا۔ اسی طرح یہاں پر ہم نے کہا کہ پولیس کا قصور ہے، لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے۔ دیکھیں، یہاں پر بہت سی جگہوں پر پیچیدگیاں نظر آتی ہیں جس کے لئے چیف منسٹر صاحب نے پہلے کہا تھا کہ ہم ایک ایسی اتھارٹی کا قیام کریں گے کہ جو ناگہانی آفت کے لئے مقابلہ کرے۔ ہمارے ملک میں تیس لاکھ نوجوان بے روزگار ہیں تو میں یہ کہوں گی کہ آپ، ٹھیک ہے کہ لاء اینڈ آرڈر پر اتنا پیسا لگا رہے ہیں لیکن Disaster Management Authority قائم کریں۔ یہ ریسکیو 1122 ٹھیک ہے وہ کام کر رہی ہے لیکن اگر ایسی اتھارٹی قائم کی جائے جس میں بالخصوص پاکستان کے نوجوانوں کو شامل کیا جائے۔ ان کو ٹریننگ دی جائے کہ ہم نے دہشت گردی کا مقابلہ کرنا ہے اور پاکستان کے شہریوں کی جانوں کو کس طرح بچانا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا قدم ہے۔ جس طرح میری بہن زوبیہ رباب روئی ہے تو مجھے آج امریتا پریتم کا شعر یاد آیا کہ:

اج آکھاں وارث شاہ نوں کتوں قبراں وچوں بول
تے اج کتابِ عشق دا کوئی نواں ورقا پھول
اک روئی سی دھی پنجاب دی تو لکھ لکھ مارے وین
اج لکھاں دھیاں روندیاں تینوں وارث شاہ نوں کہن
اٹھ دردمنداں دیا دردیا تک اپنا پنجاب
اج بیلے لاشاں وچھیاں تے لہو دی بھری چناب
اج سبھے کیدو بن گئے حُسن و عشق دے چور
اج کتھوں لیائیے لبھ کے وارث شاہ اک ہور

(نعرہ ہائے تحسین)

دو مارشل لاء جو ہیں آج 5۔ جولائی کے مارشل لاء نے بھی ہمیں دہشت گردی دی اور جنرل مشرف کے مارشل لاء نے بھی جمہوریت کا راستہ روکا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں تیسری قوت جو آنکھیں لگا کر بیٹھی ہوئی ہے وہ اکٹھے مل کر اس ناگہانی آفت اور دہشت گردی کی وباء سے ہمارے نہتے شہریوں کو خون میں نہلا رہی ہے۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے manage کرنا چاہئے اور اتھارٹی کا قیام بہت جلد کرنا چاہئے۔

میں چیف منسٹر صاحب سے request کروں گی کہ اس میں نوجوانوں کو روزگار بھی ملے گا اور عام شہریوں کو تحفظ بھی ہو گا اس لئے یہ اتھارٹی بننی چاہئے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، خالد امتیاز صاحب!

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! آپ کی بات شروع ہونے سے پہلے میں نے میاں نصیر صاحب سے ایک بات کرنی ہے کیونکہ وہ جا رہے تھے میں نے ان کو روکا تھا۔ میاں صاحب! آپ کے سوال کا جواب متعلقہ منسٹر اگر کل دے دیں تو بہتر نہیں ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ کل جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: اس سوال کا جواب کل لیا جائے، متعلقہ سیکرٹری کو بلایا جائے اور ان سے یہ سوال پوچھا جائے۔ میں کس منسٹر کو کہوں؟ یہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ سوال ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا portfolio ندیم کامران صاحب کے پاس ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں جواب دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔جی، بلوچ صاحب!

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ مختلف بہنوں، بھائیوں اور دوستوں نے یہاں پر جو قرارداد مذمت پر اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار کیا ہے اس میں کوئی کمی باقی نہیں ہے۔ اگر اسی کو continue کیا جائے تو وہ جہاں تک بھی ہم کریں گے وہ کم ہے مگر ایک بات کی میں ذاتی طور پر نشاندہی کرنا چاہتا ہوں اور اس ایوان سے میں یہ التماس کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے موضوعات پر جب ہم ایک دوسرے پر تنقید کرتے ہیں اور جس وقت لوگوں میں Parliamentarians جاتے ہیں تو وہ لوگ Parliamentarians کو کہتے ہیں کہ یہ سب آپ لوگوں کا کیا دھرا ہے۔ وہ ہمیں کیا دھرا اس لئے کہتے ہیں کہ ایک آدمی دوسرے کو blame کر رہا ہے، دوسرا تیسرے کو blame کر رہا ہے اور تیسرا چوتھے کو blame کر رہا ہے۔ میری التماس ہے کہ اتنا بڑا واقعہ ہوا

ہے کہ پاکستان بننے سے لے کر آج تک داتا دربار کے اندر کسی قسم کا ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ اگر ایسی بات ہوئی ہے، ہم نے مذمت بھی کی ہے، میری بہن یہاں پر روئی بھی ہے اور یہ رونے کے قابل پوزیشن ہے۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی مسلمان ایسی بات کرے جس سے مسلمانوں کے اس طرح سے جذبات مجروح ہوں لہذا میں صرف آخری بات یہ کہوں گا کہ ہمیں اتفاق رائے سے اس کے حل پر اور بغیر تنقید کئے اس کی سکیورٹی کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ جو سکیورٹی ہو رہی ہے اس پر بھی سوچنا چاہئے اور آئندہ آنے والے وقت کے لئے بھی لائحہ عمل بنانا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزشتہ دنوں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پر جو دہشت گردی کا مذموم واقعہ ہوا ہے اس پر میں اپنے حلقہ کی طرف سے، اپنی پارٹی کی طرف سے اور اپنی طرف سے اس کی بھرپور مذمت کرتا ہوں۔ اس موقع پر میں جناب کی وساطت سے صرف ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ وقت point scoring کا نہیں ہے اور یہ وقت معاملے کو politicize کرنے کا نہیں ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ ہم ہوش کے ناخن لیں، ہم مل جل کر سر جوڑیں اور یہ دہشت گردی جو گزشتہ کئی سال سے اس ملک کی جڑوں کو دیمک کی طرح کھا رہی ہے اس کا کوئی حل سوچیں۔ ایک دوسرے پر الزام تراشی کرنے کی بجائے ہم اس کو مستقل بنیادوں پر ختم کرنے کے لئے لائحہ عمل بنائیں لیکن یہ ایک الگ بات ہے کہ یہ جو حق اور باطل کی جنگ ہے یہ روز اول سے لے کر روز آخر تک جاری رہنی ہے۔ یہ قیام پاکستان سے لے کر استحکام پاکستان تک اور پہلی اسلامی ایٹمی طاقت بننے تک جنگ چل رہی ہے۔ ہم نے مستقبل میں پوری مستقل مزاجی کے ساتھ اس کے خلاف سینہ سپر ہونا ہے اور ہم نے اس کا حل تلاش کرنا ہے اس لئے میں اپنی تمام سیاسی جماعتوں سے یہ گزارش کروں گا کہ آئیں اور مل کر اس کا حل تلاش کریں نہ کہ point scoring کریں۔ آئیں افواج پاکستان کو اس دہشت گردی کے خاتمہ میں جو انہوں نے خدمات سرانجام دی ہیں، شہادتیں نوش فرمائی ہیں ان کو خراج تحسین پیش کریں۔ آئیں پولیس اور باقی فورسز نے اس دہشت گردی کو ختم کرنے کے لئے جو اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے ان کو خراج تحسین پیش کریں، جن لوگوں نے اس دہشت گردی کی زد

میں شہادت پائی ہے ان کو خراج تحسین پیش کریں اور ان کی روحوں کو ایصال ثواب پیش کرنے کے لئے ہم ہمیشہ دعا گو رہیں۔

میں آخر میں یہی گزارش کروں گا کہ یہ جو دہشت گردی کی جنگ ہے یہ ابھی شروع ہے ہم نے اس کو ختم کرنا ہے۔ ہم نے اس دہشت گردی کا مقابلہ پوری دلیری اور بہادری کے ساتھ کرنا ہے۔ میں، میری پارٹی اور ہمارے قائد اس دہشت گردی کے خاتمے تک انشاءاللہ تعالیٰ بفضل خدا اپنے خون کا آخری قطرہ بھی دینے سے گریز نہیں کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ سامیہ امجد! ان کے بعد اعجاز احمد صاحب آپ تیار رہیں، ان کے بعد نرگس فیض ملک صاحبہ اور ان کے بعد ڈاکٹر صاحبہ!۔۔۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ آج پھر ایوان میں اذان کی آواز نہیں آئی۔

جناب سپیکر: ابھی تو کسی اذان کا ٹائم نہیں ہے۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! جب نماز کا ٹائم تھا تو اس وقت اذان کی آواز آنی چاہئے تھی اور وہ نہیں آئی۔

جناب سپیکر: اچھا۔ آپ نماز پڑھ آئے ہیں کہ نہیں؟

خواجہ عمران نذیز: جناب سپیکر! جی، میں پڑھ آیا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میاں نصیر احمد صاحب منسٹر بن گئے ہیں تو میں ان کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کون؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میاں نصیر احمد کیونکہ وہ منسٹر صاحب کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،وہ کسی کام کے لئے جاسکتے ہیں، ان پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہے۔ محترمہ سامیہ امجد صاحبہ!.No interruption, no interruption

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!شکریہ۔میں آپ کی وساطت سے ندیم کامران صاحب کی توجہ۔۔۔

جناب سپیکر:آپ اپنی بات کریں۔وہ میرا معاملہ ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!میاں نصیر احمد کی بات ہے۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں، آپ مجھے dictate نہ کریں اور آپ اپنی بات کرنا چاہتی ہیں تو کریں، نہیں تو میں floor آگے دیتا ہوں۔یہ کوئی آپ کا طریقہ ہے، آپ کیا کر رہی ہیں،ہاؤس آپ نے چلانا ہے یا میں نے چلانا ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!آپ نے چلانا ہے۔

جناب سپیکر:آپ کی بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!وہ میں آپ سے بھیrequest کر رہی ہوں کہ وہInter exam میں میاں نصیر احمد نے جو بات کی ہے اس کا جواب میرے لئے بھی اہم ہے۔۔۔

جناب سپیکر:جی،اس کا جواب صبح دیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!شکریہ۔مجھے آج کے اس دردناک واقعہ کے تناظر میں صرف یہ کہنا ہے کہ نجانے وہ الفاظ کیسے کہتے ہیں کہ جن سے تقریریں رو دیتی ہیں۔ایک بادشاہ تھا اس کے پاس سب کچھ تھا،سونے کا تاج، سونے کا تخت،اس کے پاس بڑے گھوڑے،بڑے بڑے شہسوار تھے اور اس کو کسی نے بتایا کہ وہاں دور پہاڑ پر ایک درویش رَلی کی ایک گدڑی میں لپٹا بیٹھا ہے اور وہ جو کہتا ہے وہ مل جاتا ہے بادشاہ اس کے پاس پہنچا اور اسے دیکھا کہ وہاں تو بہت ہی کوئی غریب سا فقیر ہے تو بادشاہ سے اس سے کچھ مانگا نہ گیا بادشاہ نے اس فقیر سے کہا کہ میں آیا تُو کسی اور غرض سے تھا لیکن باباجی!تو مانگ کیا مانگتا ہے؟

جناب سپیکر!آپ کی وساطت سے اس درویش کا جو جواب تھا اسی کو میں اپنی تقریر کا کل اثاثہ سمجھتی ہوں۔اس درویش نے اس بادشاہ کو کہا کہ "میں تجھ سے کیا مانگوں گا؟"تو میرے غلاموں کا غلام

ہے، میں اپنے غلاموں کے غلام سے کیا مانگوں" بادشاہ کچھ نہ سمجھا اور اس نے اس فقیر سے دوبارہ پوچھا کہ باباجی! آپ کی بات مجھے سمجھ نہیں آئی، وہ بابا "رَلی کی گدڑی" میں لپٹا فقیر عالم تھا، علم الہیٰ، علم مخلوق، علم نجوم، علم طب، علم میراث، علم فقہ سب اس کے پاس تھے لیکن جو بادشاہ تھا اس کے پاس حرص، گھوڑے، طمع، لالچ، دولت، نام، منیادہ، تاج، تخت اور صرف اور صرف دنیا تھی۔ یہ ساری چیزیں اس فقیر کی غلام تھیں اور یہ ساری چیزیں وہ فقیر دعا میں لوگوں کو دیا کرتا تھا لہذا وہ بادشاہ اصل میں بالکل غریب تھا۔

جناب سپیکر! آج ہماری بھی یہی حالت ہے۔ ہمارے پاس سب کچھ ہے لیکن نہیں ہے تو علم نہیں ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ''علم ہی میرے جہاد کا روح رواں ہے اور عالم میری منزل''تب ہی ہم ایسے سانحات کو avoid کر سکیں گے۔ آٹھ سو برس میں پہلی مرتبہ داتا صاحب کے دربار پر منتیں ماننے والے اور وہاں سے روز کا لنگر کھانے والے لوگوں کے لئے تین دن تک لنگر بند رہا، داتا کے دربار کے لنگر کا ذمہ تو اللہ نے لیا ہے اور وہاں کے تمام لوگ کہتے ہیں کہ لنگر چلتا رہے گا اور آج جب ہم (ق) لیگ کی طرف سے گئے تو دیکھا کہ وہ لنگر دوبارہ شروع ہو چکا ہے اور ہم نے بھی اپنا حصہ وہاں ڈالا۔ یہ حکومتی وقت ہمارا ہے اور اس حکومت میں شامل لوگ بشمول میری ذات کے میں اپنے آپ کو بطور اپوزیشن ہی شامل سمجھ کر سب سے پہلے توبہ کرتی ہوں اور یہ درخواست کرتی ہوں کہ تمام حکمرانوں اور عہدیداروں سے کہ ہم کیونکہ حرص، طمع اور اپنے آپ کے غلام ہو گئے ہیں۔ ہم اپنے آپ پر نظر ثانی کریں اور اپنی غلطیاں دور کریں۔

جناب سپیکر! داتا دربار لوگوں کی روحانی درس گاہ اور ایک عظیم Psychiatric Centre ہے، غریب لوگ ان مزاروں پر ابھی کیوں جاتے ہیں صرف اس لئے کہ وہاں لنگر، روٹی، دعا، سکون اور روحانی علاج بھی ہے اور یہ سب ان غریب لوگوں کو مفت میں تقسیم ہوتا ہے۔ اصل میں اس وقت کا بادشاہ ''داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ ہے یا شہباز شریف ہے'' مجھے یہ کہنا ہے میاں محمد شہباز شریف سے جو اس وقت داتا صاحب کی نگری کے بادشاہ ہیں۔ میں نے پہلے بھی درخواست کی تھی کہ اس دور حکومت میں پچھلے دو سال کی زکوۃ لوگوں میں تقسیم نہیں ہوئی، ایک مسلمان ہونے کے ناتے اس بادشاہ کا فرض ہے کہ وہ زکوۃ تو ادا کر دے اور میں دوبارہ repeat کرتی ہوں کہ پچھلے تین سال کی زکوۃ announce

کر دیں۔ ہم نے لوگوں اور اللہ کو جواب دینا ہے، جو لوگوں کا حقوق العباد ہے اس کی طرف توجہ کیجئے پھر ہی یہ سانحے چلے جائیں گے۔ یہ سانحہ داتا صاحب کے دربار پر اس لئے ہوا ہے کہ ہم سب کو اس سے سبق حاصل ہو اور یہ واقعہ اصل میں باعث رحمت ہو، ہمیں بھی روشنی نظر آئے اور ہم دیکھیں کہ ہماری غلطیاں کہاں ہیں؟ اس درویش کی بات سچ ہے کہ ہم غلاموں کے غلام ہیں اور ہمیں اس غلامی کو چھوڑنا ہو گا۔ میں اس ایوان کی جانب سے ان تمام لوگوں سے جن کا نقصان ہوا ہے اور جنہوں نے جانیں دی ہیں ان کے لئے دعا کرتی ہوں اور میں یہ امید کرتی ہوں کہ ہم سب مل کر اس وقت طمع، حرص، لالچ اور ان دنیاوی چیزوں کو چھوڑ کر حقوق العباد کی طرف بڑھیں گے، اللہ کے احکامات کی طرف بڑھیں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے تب ہی جھکے سر اللہ سے مانگ سکیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، اعجاز خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ حضور داتا صاحب کے مزار اقدس پر یہ جو ہولناک واقعہ ہوا اور خود کش حملہ ہوا اس حوالے سے جو یہاں پر قرارداد مذمت پیش کی گئی ہے یہ سولہ کروڑ عوام جو پاکستان میں رہتے ہیں اور پاکستان کے باہر جو مسلمان ہیں یہ سب کے دل کی آواز ہے اور سب کے جذبات کی عکاسی کرتی ہے۔ اس House میں بیٹھے ہوئے ایک ایک ممبر پر لازم تھا کہ وہ عوام کے جذبات کو اس ہاؤس میں لے کر آئیں اور اس کو پیش کرنے والے مبارکباد کے مستحق ہیں لیکن میں عرض کروں کہ پاکستان کی عوام آج یہ دہشت گردی جو کہ پاکستان کا مسئلہ نمبر ایک ہے اس کے حل کے لئے بھی دیکھ رہی ہے کہ اس کے حل کے لئے بھی کنکریٹ پالیسیاں بنائی جائیں گی۔

جناب سپیکر! یہاں پر مختلف آراء سامنے آئی ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ شہر کے اندر آپ دیکھیں کہ پولیس بھی deployed ہوتی ہے اور ناکہ بندی بھی ہوتی ہے لیکن دہشت گردیا دہشت گردی میں ملوث non state actors ہوں، غیر ملکی intelligence agencies ہوں وہ کامیاب ہو جاتی ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ کیا پولیس کی نفری بڑھانے سے اور یہ conventional measures adopt کرنے سے دہشت گردی رُک سکے گی؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب ہر شخص مانگتا ہے اور ہم پر یہ لازم ہے کیونکہ ہم نے عوام کے ووٹ لئے ہیں ہمیں چاہئے کہ ہم اس پر غور وخوض کریں۔ بات آج جوش میں پڑنے کی نہیں ہے بلکہ ہوش کے فیصلے کرنے کی ہے۔ اس کی تاریخ کو مد نظر رکھیں ایک آمر یہ کہتا ہے

کہ یہ war against terrorism ہے، یہ امریکہ کی war نہیں ہے یہ پاکستان کی war ہے اور ہم اپنے وطن کے اندر اغیار کی خواہش پر اپنے لوگوں کے خون کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ آج مشرف راج ہے جس نے یہ غلط فیصلہ کیا تھا اور نہ ہی مشرف کا کوئی کردار رہا ہے، آج کردار عوام کے نمائندگان کا ہے، Law Enforcing Agencies کا ہے، افواج پاکستان کا ہے کہ وہ عوام کو اس لعنت سے محفوظ رکھ سکیں تو دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو رہے ہیں یا ہم اسی لائن کو چُھو رہے ہیں جو امریکہ کے مفادات کی طرف جاتی ہے، کیا پاکستان کی حفاظت میرے پیش نظر ہے یا اغیار کے مفادات میرے پیش نظر ہیں؟ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام دشمن agencies جو پاکستان کے اندر متحرک ہیں ان کی activities کے اوپر توجہ کی جائے۔ آپ کے ملک میں اسلام آباد کے اندر 170 گھروں کے addresses دیئے جاتے ہیں کہ ان کے اندر black water اور امریکی لوگ رہائش پذیر ہیں۔ آنکھیں بند ہیں، Intelligence reports کی بنیاد پر آپ کو فتوحات ملی ہیں۔ یہاں پر خیبر پختونخواہ کے اندر، no go area تھا وہاں پر حالات ہموار ہوئے کہ پاکستان کے ارباب اختیار وہاں پر جا سکتے ہیں لیکن ان Intelligence reports کو آج اگر کسی طرف سے یہ خیال آئے یا کسی طرف سے یہ جواب آئے، میاں محمد نواز شریف نے اپنی پریس کانفرنس کے اندر یہ کہا کہ intelligence reports share نہیں ہو رہیں۔ یہ افسوسناک صورتحال ہے کچھ اتحادی وہاں پر بیٹھ کر خیبر پختونخواہ کے اندر کہتے ہیں کہ جنوبی پنجاب خدانخواستہ دہشت گردوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ جنوبی پنجاب کے اندر تو چار لاکھ IDPs نہیں تھے، جنوبی پنجاب کے اندر کوئی no go area نہیں ہے، Law Enforcing Agencies ہر جگہ پہنچ رہی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ Intelligence reports share کی جائیں۔ دیکھا جائے کہ اگر کوئی شخص وہاں پر موجود ہے تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ تمام ممالک جو نیٹو افواج کا حصہ ہیں ان کے کردار پر کڑی نظر رکھی جائے۔ ایک قومی پالیسی بنائی جائے جو میاں محمد نواز شریف صاحب نے کہا ہے کہ قومی کانفرنس بلائی جائے، آل پارٹیز کانفرنس پہلے بھی ہوئی تھی، فیصلے بھی ہوئے تھے لیکن تاریخ گواہ ہے کہ اس کے بعد کوئی meeting follow up نہیں ہوئی جو فیصلے کئے گئے تھے ان فیصلوں کی execution ذاتی طور پر کی جا رہی ہے اور وہ تمام لوگ جو فیصلوں میں موجود تھے ان کو on board نہیں لیا جا رہا۔ میں یہاں سیاسی بات نہیں کر رہا، میں اس قومی ضرورت کی طرف اربابِ اختیار کی توجہ دلا رہا

ہوں، ان پر قومی ذمہ داری ہے وہ اس کو discharge کریں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ دہشت گردی کے بارے میں قومی پالیسی کو review کیا جائے۔ تمام non state actors اور Intelligence ادارے جو پاکستان کے اندر آ کر افغانستان میں بیٹھ کر پاکستان کے ماحول کو خراب کر رہے ہیں ان کی activities پر گہری نظر رکھی جائے۔ آپ کی وساطت سے میں عرض کروں گا کہ فوری طور پر قومی کانفرنس بلانے کے بعد جو فیصلے کئے جائیں ان پر عملدرآمد کیا جائے۔ اغیار کی طرف دیکھنے کے لئے اور اپنے اقتدار کی طوالت کے لئے اغیار کی خوشنودی حاصل کرنے کی بجائے اللہ رب العزت اور عوام پاکستان پر اعتماد کیا جائے۔ اس کے بغیر صرف اور صرف روایتی انداز میں یہاں بات کی گئی کہ کسی کو sect کیا جائے۔ جب میاں محمد نواز شریف صاحب داتا دربار گئے تو انہوں نے اس سارے واقعہ پر ایس ایس پی (لاہور) کے خلاف کارروائی کی۔ Law Enforcing Agencies کے خلاف کارروائی کر کے آپ دہشت گردی کو نہیں روک سکتے۔ دہشت گردی روکنے کے لئے ہم بنیادی طور پر عوام کے مطالبے پر کئے جانے والے وزیر اعلیٰ کے action کو endorse کرتے ہیں لیکن ملکی سطح پر اس لعنت سے پاک رہنے کے لئے سارے segment of society کو اکٹھا ہونا پڑے گا۔ حکومت کو اپنا ذمہ دار کردار عوام کے سامنے لانا ہو گا اور وہ تمام political parties جو Parliament کے اندر موجود ہیں، جو Parliament کے باہر موجود ہیں ان سب کو on board لینا ہو گا اور قومی پالیسی کو execute کرنا ہو گا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ!

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ ہم داتا دربار کے سانحہ پر جتنی بھی مذمت کریں ایک مسلمان ہونے کے ناتے وہ بہت کم ہے۔ یہ بات لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی لیکن میں یہ کہوں گی کہ:

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

آج کا یہ واقعہ ہمارے ضمیروں کو جھنجھوڑنے کے لئے ہے۔ آپ، ہم سب مل کر آج یہ عہد تو کر رہے ہیں اور مذمت بھی کر رہے ہیں۔ آج تک جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں وہ سب یقیناً اپنی جگہ پر اہمیت کے حامل ہیں لیکن یہ حملہ سب سے بڑھ کر ہے، یہ عام حملہ نہیں ہے، اس کو عام نہ سمجھا جائے۔ یہ مسلمانوں کی

غیرت پر حملہ ہے اور اس وقت تمام مسلمانوں کو، پوری قوم کو اظہار یکجہتی کرنا ہے، یہ صرف پنجاب کا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر ہم تمام اراکین اسمبلی آپ کی قیادت میں داتا صاحب جاتے تو شاید ہم زائرین کا دل موہ لیتے اور ان کو یہ احساس نہ ہوتا کہ ہم تنہا ہیں کیونکہ داتا علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ صرف یہاں کے باسیوں کا نہیں ہے وہ دُکھی دِلوں کا سہارا ہے، وہاں پر ہر مومن، مسلمان اپنی آرزوئیں، اُمنگیں لے کر جاتا ہے۔ اگر ہم اپنی اس پاک مقدس جگہ کی حفاظت نہیں کر سکتے تو ہم کس کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ ہمیں کسی کو blame نہیں کرنا چاہئے۔ میری آپ سے یہ request ہے کہ وہاں پر تمام اراکین اسمبلی کو اپنی قیادت میں لے کر چلیں اور وہاں پر جا کر ان تمام بہنوں اور بھائیوں سے اور ان زائرین سے اظہار یکجہتی کریں اور ان کو اس خوف سے نکالیں جو harassment کا خوف آج پورے ملک اور صوبہ میں اس وقت موجود ہے۔ لوگ آج گھروں سے باہر نہیں نکل رہے، مائیں اپنے بچے چُھپا کر رکھ رہی ہیں، آج دہشت گردی کا عنصر بڑھتا ہوا کہاں تک پہنچ گیا ہے تو ڈریں اس دن سے، اس واقعہ سے، ان حالات سے کہ یہ ہمارے گھروں میں بھی داخل ہو جائیں۔ ہمیں اپنی تمام تر نفرتیں بُھلا کر اس وقت جناب آصف علی زرداری، جناب یوسف رضا گیلانی اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کے ہاتھ مضبوط کرنے ہیں اور اس دہشت گردی کے خاتمے کے لئے ہمیں جس قسم کی بھی قربانی دینی پڑے یقیناً ہم پہلے بھی دے رہے ہیں لیکن اب اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر ہمیں اپنے ملک کا دفاع کرنا ہے، ہمیں اپنے ملک کی سلامتی کی خاطر، اپنے ملک کے بچوں کے مستقبل کی خاطر اور اپنے آنے والے کل کی خاطر آج صرف اس عزم کا اظہار نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیں practically prove کرنا چاہئے۔ اب قوم ان باتوں کو، ان نعروں کو نہیں مانتی، وہ باتیں آپ بھول جائیں کہ جب ہم تسلیاں دیتے تھے اور لوگ مان جاتے تھے، اب لوگ تسلیاں نہیں مانتے، اب لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ثابت کر کے بتائیں۔ آپ تو اپنے گھروں میں، ہر جگہ پر بڑی بڑی فورسز کے ساتھ محفوظ بیٹھے ہیں اور ہمارا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہے۔ آج ہمیں اپنی قوم کو اعتماد میں لینا ہے جس طرح ہم نے اپنی پاک فوج کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا، پوری قوم دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی اور اسی طرح سے آج صوبہ پنجاب میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے تمام مکاتب فکر کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے اکٹھے ہونا ہے۔ پلیز! آپ مہربانی فرمائیں اور practically ثابت کریں کہ واقعی ہم ایک مسلم اُمہ ہیں اور ہمارے اندر بھی وہی دل دھڑکتے ہیں جو داتا

دربار کے باہر زائرین کے بیٹھے ہوئے بچوں، بوڑھوں اور جوانوں میں ہیں۔ میں بھرپور مذمت کرتی ہوں آج 5۔جولائی 1977 کے واقعہ پر بھی کہ جن آمروں، جن ڈکٹیٹروں نے، جن کے دیئے ہوئے تحفوں نے اس ملک کا آج یہ حشر کر دیا میں بھرپور مذمت کرتی ہوں اس مارشل لاء کی جس نے منتخب حکومت کا تختہ اُلٹا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، محترمہ ڈاکٹر زمرد یا سمین صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کے بعد میری باری ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی باری آئے گی، آپ اپنے حساب سے رہیں ناں، ایسے نہیں۔ مجھے بھی تھوڑا سا حساب آتا ہے۔جی، محترمہ!

میاں محمد رفیق: ساڈی واری دا وی خیال رکھنا۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! آج داتا کی نگری سوگوار ہے ہر آنکھ پُرنم ہے، ہمارے دل خون کے آنسو رو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ذرا جلدی کریں۔ ٹائم بہت شارٹ ہے، مہربانی کریں۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! اس اندوہناک واقعہ کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ ایک ایسی مقدس ہستی جو نو سو ستر سال پہلے اس جہان فانی سے پردہ کرنے کے باوجود بھی وہ مقدس آستانہ ابھی تک لوگوں کے لئے علم و دانش کے موتی بکھیر رہا ہے۔ بے شک وہ جگہ برکت ہی برکت، رحمت ہی رحمت ہے۔ پہلے بھی جس طرح سے کہا جا رہا تھا کہ اس کے اندر ہر کونے میں سکون ملتا ہے میں تو یہاں تک کہوں گی کہ اندر جانے سے پہلے باہر اس سڑک پر جا کر آپ کے دل کو جو قلبی سکون، رحمت، جو دلوں میں سکون ملتا ہے وہ کہیں نہیں مل سکتا لیکن آج یہ سوچنے کی بات ہے کہ اگر اتنی مقدس ہستی داتا کی نگری میں، آج اگر ایسی عظیم ہستی کے دربار میں اس طرح سے ہو رہا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ تو حقیقت ہے کہ ان لوگوں کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ یہ میرا یقین ہے کہ آج نہیں تو کل بہت جلد ہم ان لوگوں کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے لیکن اس واقعہ کے اوپر ہمیں اس وقت صبر کی ضرورت ہے اور ہم سب کو مل کر چلنا ہے۔ داتا کی نگری میں جب کوئی جاتا ہے تو وہ کوئی PML(N) کا ہوتا ہے، وہ

PPP کا ہوتا ہے اور نہ PML(Q) کا ہوتا ہے، وہ صرف داتا کا ہوتا ہے۔ اگر اس پر تھوڑا سا غور کیا جائے تو اس میں ہماری کچھ غلطیاں ہیں جو ہمارے آگے آتی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ وفاق کی پالیسیوں کا خمیازہ صوبے بُھگت رہے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ہماری بہت ساری غلطیاں جو اس طرح کی چیزوں میں ہمارے سامنے آ رہی ہیں آج ہمیں ان چیزوں کو سوچنا پڑے گا۔ ہمارے بہت سارے بہت اہم عہدوں پر بیٹھے ہوئے لوگ اس طرح کے بیان دے دیتے ہیں کہ اگر صوبہ پنجاب میں کوئی بات ہو تو وہ اس بیان کو مذاق میں اُڑا دیتے ہیں۔ آج ہم سب کو اپنے طور پر یہ بات سوچنا ہو گی کہ اگر ہم مستحکم پاکستان چاہتے ہیں، اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس دنیا کے وجود پر پاکستان نام کی کوئی مملکت رہے تو ہم سب کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہو گا۔ ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب نے جو قومی کانفرنس بلائی ہے یقینی طور پر ہم سب کو اس چیز کا شکر گزار ہونا چاہئے اور یہ یقینی طور پر ہم سب جب مل کر بیٹھیں گے تو اتنے اہم معاملات دہشت گردی کے لئے بھی کوئی نہ کوئی حل ضرور نکلے گا۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اب مجھے موقع دیا جائے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مجھے بھی موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ خود دیکھیں کہ آپ میں سے بڑا کون ہے ان کو ٹائم دے دیں تو بہتر ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آمنہ اُلفت صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! آپ بڑوں کو ہی ٹائم دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ نے بہت کچھ سیکھا ہوا ہے ماشاءاللہ۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! ہمیں بھی بولنے کا موقع دیں۔ میں صرف دو منٹ بات کروں گی۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہ کریں۔ آپ میں سے کوئی ایک جو مرضی بول لے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! مجھے بس تین منٹ چاہئیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مجھے بھی بس دو منٹ چاہئیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! باقیوں کا کیا قصور ہے، ہمیں ٹائم کیوں نہیں مل رہا؟ مجھے صرف آدھا منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: سب کو ٹائم ملے گا۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! آپ مجھے ٹائم دے چکے ہیں۔ شکریہ۔ میں اپنی بہنوں سے بھی درخواست کرتی ہوں کہ میری مجبوری ہے، میں نے کہیں جانا ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ بھی تیار رہیں۔ میاں محمد رفیق صاحب! آپ کو ان کے بعد ٹائم دیتا ہوں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! مجھے آپ کی توجہ چاہئے۔ اس سانحہ پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ میں اپنی بات کا آغاز ان اشعار سے کروں گی۔

جناب سپیکر: سیاست سے بچیں اور جو اس کی مذمت کرنی ہے وہ کریں، مہربانی۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جی، جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ:

اپنی اپنی انا کو بھُلایا جا سکتا تھا
شاید سارا شہر بچایا جا سکتا تھا
دھوپ میں جلنے والو آؤ بیٹھ کر سوچیں
اس رستے میں ایک پیڑ لگایا جا سکتا تھا

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جو قوتیں مسلمانوں کے وجود کو، مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو اور اس کے پوری دنیا پر غلبے سے خوف زدہ ہو کر دیکھ رہی ہیں یہ ان کے ناپاک ارادوں کی ایک بزدلانہ کوشش ہے اور یہ بزدلانہ کوششیں وہ گاہے بگاہے کرتے چلے جا رہے ہیں

اور اس کے نتیجے میں آج ہمارا ملک شدید دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے۔ یہ لوگ اپنے ناپاک ارادوں سے مسلمانوں کی سلطنت کو غیر مستحکم کرنا چاہتے ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ داتا کی نگری ہے، یہ جُگ جُگ جیئے گی اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گی کہ اس سے بڑھ کر یہ ہمارے حکمرانوں کی بزدلی ہے کہ دہشت گرد تمام security barriers کو cross کرتے ہوئے اپنی خود کش جیکٹوں سمیت کس طریقے سے اس مزار کے اندر داخل ہوئے۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی، بہت شکریہ

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! آپ نے سب کو موقع دیا، مجھے بھی تھوڑا ٹائم اور دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ نے اپنی زبان سے تین منٹ کہے ہیں۔ میں نے تین منٹ آپ کو دے دیئے تو اب میں آپ کو کیسے ٹائم دوں؟ بہت شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کے دو منٹ ہیں، آپ نے خود کہا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! نو سو سال پرانی داتا کی نگری جو ہمارے پنجاب میں واقع ہے ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس نگری کا تعلق لاہور سے ہے اور ہم یہاں کے باسی ہیں لیکن مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ یکم جولائی2010 کو جو سانحہ پیش آیا میں دِلی طور پر اس کی مذمت کرتی ہوں۔ ان دِنوں میں عمرے پر گئی ہوئی تھی اور میں آپ کو گواہ بنا کر یہ بات ہاؤس میں کروں گی جب مجھے پتا چلا کہ داتا کی نگری میں دہشت گردی ہوئی ہے تو وہاں طواف کرتے ہوئے میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ ہم پارٹی پارٹی کھیلنا بند کریں گے اور ایک دوسرے کو ہر وقت criticize کرنا بند کریں گے، specially میں اپنی بات کر رہی ہوں اور آج بھی میں اپنے طور پر اپنی حکمران جماعتوں سے درخواست کرتی ہوں کہ خُدارا ہمیں اکٹھا ہونا چاہیئے۔ ایسا المیہ تاریخ میں کبھی نہیں ہوا، اس کا ذمہ دار کون ہے؟ ظاہر سی بات ہے اگر میں کہوں گی کہ حکومت وقت اس وقت کون ہے تو وہ دو coalition parties ہیں۔ ان کے ساتھ ہم جو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں ہم سب کو ایک پالیسی بنانی چاہیئے کیونکہ سب نے مذمت کر دی، سب نے تقریریں کر دیں، کچھ نے تو scoring point بھی کر لی ہے تو میرا یہ

مطلب ہے کہ ہمیں بجائے point scoring کرنے کے کوئی نئی پالیسی مرتب کرنی چاہئے۔ میں نے Call Attention Notice دیا ہوا ہے اور ایک روایت چلتی آ رہی ہے کہ اس کا جواب ہمیشہ وزیر اعلیٰ صاحب دیتے ہیں لیکن چونکہ لاء منسٹر صاحب جواب دیتے ہیں میری خادم اعلیٰ صاحب سے درخواست ہے کہ وہ ہاؤس میں تشریف لائیں اور اتنے المیے اور افسوسناک واقعہ کا خود جواب دیں تو میرے خیال میں عوام کو زیادہ تسلی ہو گی۔جب وہ داتا کی نگری گئے ہیں تو عوام نے انہیں degrade کیا ہے۔میرے خیال میں اگر وہ ایوان میں تشریف لا کر خود جواب دیں تو عوام کی غلط فہمی دور ہو گی۔ ہر جگہ negligence of Police نظر آ رہی ہے۔ اب bell ہو گئی ہے اور میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا اس لئے میں بیٹھ رہی ہوں اور یہی کہوں گی کہ میں اس واقعہ کی مذمت کرتی ہوں اور اسے ختم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ! آپ کا آدھا منٹ ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے آدھ منٹ مانگا ہے لیکن میں آپ کو ایک منٹ دیتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے دو منٹ میں بات ختم کر دی ہے ناں!

جناب سپیکر: شاباش۔جی، محترمہ! Carry on

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ جو داتا کی نگری میں افسوسناک واقعہ پیش آیا ہے آپ یقین مانیں کہ وہ الفاظ نہیں ہیں جن سے اس واقعہ کی مذمت کی جائے کیونکہ یہ لاہور میں مذہبی عبادت گاہوں پر کوئی پہلا واقعہ نہیں ہوا۔ گڑھی شاہو کے مدرسے میں یہ واقعہ ہوا، قادیانیوں کی عبادت گاہ پر یہ واقعہ ہوا اور آخر کار داتا کی نگری پر جو واقعہ ہوا ہے میں سمجھتی کہ یہ issue قابل مذمت تو ہے ہی اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ آج تک اس ملک میں بہت کچھ ہوا ہے ڈرون حملے ہوئے ہیں، دہشت گردی کے مختلف واقعات ہوئے ہیں لیکن کبھی بھی کسی نے یہ گھناؤنی جسارت نہیں کی تھی لیکن آج وہ بھی ہو گئی ہے۔ یہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اب آمر آمر کے رونے کا وقت گزر گیا، اب ہم سب کو اپنی آمرانہ سوچیں تبدیل کرنی ہیں اس سے زیادہ ہمارے ساتھ کیا ہو گا؟ ہمارے ساتھ اس سے بُرا اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ جگہ جہاں ہم سکون ڈھونڈنے کے لئے جاتے ہیں، ہم اپنی

دعاؤں کی قبولیت کے لئے جس ہستی کا سہارا لیتے ہیں اگر اس جگہ پر یہ واقعہ ہو گیا ہے، میں نے آپ سے آدھ منٹ اور لے لینا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو آدھ منٹ دیا ہوا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس وقت دہشت گردی ہمارا سب سے بڑا issue ہے، اگر ہم اٹھارہویں ترمیم پر اکٹھے ہو سکتے ہیں تو پھر ہم اس issue پر اکٹھے کیوں نہیں ہو سکتے، ہم کب تک اسی آمرانہ سوچ کو لے کر سیاست کرتے رہیں گے، ہم کب تک بیان بازیوں کی سیاست کرتے رہیں گے، اس سے زیادہ ہمارے ساتھ کیا ہو گا اور ہم اس سے زیادہ اپنے آپ کے ساتھ کیا کرانا چاہتے ہیں؟ آج سیاست دان کا نام سننے کے لئے کوئی تیار نہیں ہے۔ آج ایم این اے، ایم پی اے، وزیر اور وزیر اعلیٰ کے لئے لوگ humiliated word use کرتے ہیں۔ہم کب اکٹھے ہوں گے، اگر 31 ٹاسک فورسز بن سکتی ہیں تو دہشت گردی جس سے چھٹکارا پائے بغیر آپ کا، میرا اور اس ملک کا کچھ نہیں ہو سکتا اس کے لئے ٹاسک فورس کیوں نہیں بن سکتی؟

جناب سپیکر! یہ وہ وقت ہے جب آپ کو، مجھے، لاء منسٹر صاحب کو، پیپلز پارٹی کو، فارورڈ بلاک کو (ق) لیگ، (ن) لیگ جتنی بھی لیگیں ہیں جو اس اسمبلی کا حصہ ہیں اور جتنی لیگیں اپنے اپنے گھروں میں بیٹھی ڈرائنگ روم کی سیاست کر رہی ہیں ہمیں ان سب کو on board لینا ہے۔ہمیں اس issue پر ایک consensus develop کر کے اس کے لئے practically کچھ کرنا ہے۔ صرف ناکے لگا دینے سے، فصیلیں کھڑی کر لینے سے، پولیس کو تنخواہیں اور مراعات دینے سے دہشت گردی نہیں رکتی۔ کبھی بھی کسی ناکے سے کوئی دہشت گرد نہیں پکڑا گیا۔ہم نے خود ہجرت اللہ کو چھوڑا اور آج ہم اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ہم کب تک آمر کی باقیات بن کر زندہ رہیں گے، اس افسوسناک واقعہ پر افسوس کرنے اور شرمندہ ہونے کی بجائے ایک دوسرے پر جملے کسنا شروع کر دیں گے اور یہ کب تک؟

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔اب ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ! ایک منٹ آپ کے لئے ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! داتا صاحب وہ ہستی ہیں جس سے اسلام پھیلا، یہاں سے ہمیں محبتیں ملیں، یہاں نہ صرف پاکستان سے لوگ آتے ہیں بلکہ دنیا جہان کے لوگ یہاں داتا کی نگری سے بہت کچھ مانگنے آتے ہیں۔یہ بات ہم سب کے لئے نہایت ہی شرم اور افسوس کی ہے۔یہاں ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہم تمام لوگوں کے لئے یہ بات باعث شرم اور لمحہ فکریہ ہے۔اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آج اتنے بڑے سانحہ کے بعد بھی ہم کیا کر رہے ہیں؟ وہی ایک دوسرے کے خلاف blame game کر رہے ہیں۔ وفاق کہتا ہے کہ پنجاب نے یہ کیا ہے اور پنجاب کہتا ہے کہ وفاق نے ہمارے ساتھ share نہیں کیا۔اتنے بڑے حادثے میں جن لوگوں کی جانیں ضائع ہو گئی ہیں، جن کے خاندان تباہ ہو گئے ہیں اور پچھلے کئی سالوں سے یہ سلسلہ شروع ہے لیکن ہم آج تک اس معاملے میں serious نہیں ہوئے۔ہم باتیں تو بہت کرتے ہیں کہ ہم نے یہ measures لئے ہیں لیکن آج تک ان کا کوئی رزلٹ نہیں نکلا۔اس ہاؤس، تمام پاکستانی بہن بھائیوں اور تمام پارٹیوں سے بھی میری گزارش ہے کہ مہربانی کر کے ہم سب اکٹھے ہوں چاہے وہ ڈاکٹرز ہیں، ٹیچرز ہیں سب مل بیٹھ کر سر جوڑ کر بیٹھیں اور اس کے خلاف ایکشن لیں تب ہی ہمارا یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔میاں محمد رفیق صاحب ٹی ٹی سنگھ!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔میں ہی تو ٹی ٹی سنگھ ہوں۔

جناب سپیکر: یا شیخ! آپ بھی تیار رہیں؟ ان کے بعد آپ کی باری ہے۔شیخ علاؤالدین صاحب! میاں صاحب کے بعد آپ کی باری ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں داتا دربار پر یکم جولائی کے سانحہ کی بھرپور مذمت کرتا ہوں اور وزیر قانون صاحب نے اس معزز ایوان میں جو قرارداد پیش کی ہے میں اس کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ جہاں جہاں بھی پاکستان کے اندر دہشت گردی ہو رہی ہے یا ہوئی ہے میں اس کی بھی بھرپور مذمت کرتا ہوں۔اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ معزز ایوان نے اس کی root causes کی تو بہت ساری باتیں کی ہیں۔ ہمیں یہ کھوج لگانی ہے کہ اس کی root cause کیا ہے، اس دہشت گردی کی root cause کیا ہے؟ محض خواہشات سے تو تبدیلیاں نہیں لائی جا سکتیں۔پنجابی کا ایک محاورہ ہے کہ "خواہشات دے

نال کاں بنیریاں تے بہہ کے بنیرے نہیں ڈھاسکدے "اسی طرح ہم بھی خواہشات کے ساتھ تبدیلیاں نہیں لاسکتے۔ میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ ہم سب کو یہ دیکھنا ہے کہ پاکستان کے اندر کی تمام دہشت گردی اور اس سے پیشتر دیگر ممالک اور ہمارے ملک کے علاقوں وانا، وزیرستان، شمالی علاقہ جات، افغانستان، عراق یا اس سے پہلے اسلامی تاریخ میں بھی دیکھ لیں کہ انسانی جبلت اتنی آسانی سے تبدیل نہیں ہوتی۔Science genetics کو بہت وقت لگتا ہے۔میں root cause کے حوالے سے ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں نے، جن جماعتوں نے، جن اداروں نے، جس کسی ملک کا، قوم کا ارتقاء اور اجتہاد روکا وہ اس قوم اور ملک کے دشمن ہیں اور اصل میں یہی root cause ہے۔آپ کو معلوم ہے کہ سابق جرنیل پرویز مشرف نے بلیک واٹر کے لئے تمام اڈے کھول دیئے اور وہ آزادانہ گھوم پھر رہے ہیں۔ان کے لئے کوئی پاسپورٹ نہیں ہے، ان کے لئے کوئی ویزہ نہیں ہے اور آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ سابقا جرنیل نے وفاقی محکمہ تجارت کے ذریعے سے امریکی سامراج کو 24 روپے فی لٹر کے حساب سے تیل فروخت کیا اور ان کے لئے یہ آسانیاں پیدا کیں۔Root cause کے لئے یہ بات بھی سوچنے والی ہے کہ ان دہشت گردوں کو کون promote کرتا ہے، انہیں وسائل کون فراہم کرتا ہے، انہیں ہتھیار کون فراہم کرتا ہے، دہشت گردی میں جانفروش لوگ بم باندھ کر خودکش حملہ آوروں کو وسائل کیسے میسر آتے ہیں اور انہیں کون مہیا کرتا ہے ؟ ہمیں اس بارے میں نہایت سنجیدگی سے سوچنا ہے۔میں نے جو وجوہات آپ کے سامنے بیان کی ہیں کہ ہم ایک polarized قوم ہیں اور ہم جب تک polarized رہیں گے امریکی سامراج کو یہ خودکش حملہ آور میسر ہوتے رہیں گے اور یہ امریکی سامراج ہمیں کمزور کرنے کے لئے یہ کھیل کھیلتا رہے گا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کو لکھ چکا ہوں اس لئے اب احتجاجاً میں اپنی تقریر تو نہیں کروں گا۔میں صرف آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ میں حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کا ادنیٰ سا معتقد ہوں اور باقاعدگی سے وہاں جاتا ہوں۔میرے اوپر ان کا قرض ہے اس لئے میں صرف چند فقرے بولوں گا۔میں اب تقریر نہیں کروں گا کیونکہ میں آپ کو لکھ کر دے چکا ہوں۔میں نے یہ عرض کرنا تھی کہ وہاں security lapse نہیں ہوا۔دنیا میں بہت سے جہاز گرے ہیں، بہت سے crashes

ہوئے ہیں۔ہر جگہ black boxes میں پائلٹ کی غلطی نہیں نکلی۔میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رنجیت سنگھ نے بھی داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی قدر کی تھی۔حالانکہ وہ ایک ظالم شخص تھا۔دوسرا میں یہ بھی نہیں کہوں گا کہ میں یہ معاملہ ایک سال پہلے floor پر لایا تھا۔اسمبلی کا ریکارڈ موجود ہے،اس کو نکال لیا جائے۔میں نے اس حوالے سے کچھ تجاویز دی تھیں۔میں پھر کہوں گا کہ میں داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کا ادنیٰ سا معتقد ہوں۔میرے اوپر ان کا قرض ہے۔میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا میں نے حضرت ایوب انصاری کے مزار کا ذکر نہیں کیا تھا جہاں میں خود جا چکا ہوں کہ مغرب سے پہلے پہلے تمام مزار کے علاقے کو بالکل بند کر دیا جاتا ہے؟ہم کہتے ہیں کہ پولیس نے یہ کر دیا وہ کر دیا،ایسی بات نہیں ہے۔پولیس اپنی پوری کوشش کر رہی ہے،پولیس اپنی جانیں قربان کر رہی ہے اور یہ بھی نہیں کہنا چاہئے کہ ہر غلطی حکومت کی ہے۔دوسرا میں ایک معزز رکن کا نام لئے بغیر یہ کہہ کر بات ختم کروں گا کہ انہوں نے کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب ان کے Call Attention Notice کا جواب دیں۔میں آپ سے اس پر ruling چاہوں گا کہ کیا کوئی معزز رکن جو ملک میں نہ ہو Call Attention Notice دے سکتا ہے؟شکریہ

جناب سپیکر: انہوں نے واقعہ اخبار میں پڑھ لیا ہو گا اور اسی لئے Call Attention Notice بھیج دیا ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ ریکارڈ نکلوا لیجئے۔میں بحث نہیں کروں گا کیونکہ یہاں پر ایک اور بحث چھڑ جائے گی۔

جناب سپیکر: جب وہ Call Attention Notice میرے پاس آئے گا تو پھر دیکھ لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!دیکھیں،بات سنیں،مجھے پتا ہے کہ آپ کا موڈ میرے ساتھ کیا ہو گا۔ میں اسی لئے نہیں بول رہا۔چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب کی ذات کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔میں جانتا ہوں،میرے سے زیادہ شاید کوئی نہیں جانتا،میں کتنی دفعہ وہاں جاتا ہوں کہ وہاں کوئی security lapse نہیں ہوا۔یہ بہت زیادتی ہے۔

جناب سپیکر:Call Attention Notice دینا ان کا حق ہے۔میں ان کو کس طرح روک سکتا ہوں؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میرا بھی حق ہے جو کہ آپ کبھی نہیں مانتے۔

جناب سپیکر:اگر وہ سوال کریں گے تو اس کا جواب آ جائے گا۔آپ کو اس میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میں صرف اس واقعہ کی مذمت ہی کرنا چاہوں گی۔میں یہ کہوں گی کہ محض تقاریر کر دینے سے کچھ نہیں ہو گا۔اس floor پر میں یہ بھی کہوں گی کہ واقعی یہ صرف حکومت اور پولیس کی ذمہ داری نہیں بنتی۔میں سمجھتی ہوں کہ اس میں ہم لوگوں کا بھی کردار ہے اور عوام کا بھی کردار ہے۔کیا ہمیں اپنے ارد گرد کے ماحول پر نظر نہیں رکھنی چاہئے، کیا ہماری ذمہ داری نہیں بنتی ہے کہ ہم اپنے ارد گرد کے ماحول پر اور لوگوں پر نظر رکھیں اور آج تو یہ حالات ہیں کہ ہمیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ ہمارے ساتھ والے گھر میں کیا ہو رہا ہے؟لوگ مر جاتے ہیں اور کئی کئی دن پتا نہیں چلتا،جب لاشوں میں سے بدبو آتی ہے تو تب پتا چلتا ہے۔میرا خیال ہے کہ اس میں عوام کو بھی اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہئے۔مشکوک قسم کے افراد اور مشکوک قسم کی سرگرمیوں کو point out کرنا چاہئے۔جب لوگ کوئی شکایت یا خبر لے کر آتے ہیں تو پولیس کا رویہ ان کے ساتھ مثبت ہونا چاہئے۔میں ایک مرتبہ پھر اس واقعہ کی شدید مذمت کرتی ہوں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر:جی، محترمہ صبا صادق صاحبہ!

محترمہ صبا صادق:جناب سپیکر!نہایت ہی افسوس کا مقام ہے۔اس واقعہ پر نہ صرف مسلمان بلکہ ہر انسان افسوس کر رہا ہے۔بحیثیت مسلمان میں یہ سمجھتی ہوں کہ کوئی بھی مسلمان خواہ وہ کسی رنگ، کسی قوم یا فرقے سے تعلق رکھتا ہو وہ اتنا گھناؤنا کام نہیں کر سکتا۔میں سمجھتی ہوں کہ یہ وہ elements ہیں جو کہ پاکستان کو destabilized کرنا چاہتے ہیں۔یہ بہت عرصے سے طالبان، القاعدہ اور سپاہ صحابہ کی شکل میں اس قسم کے واقعات کر رہے ہیں۔اگر روسی ساخت کا اسلحہ پکڑا جاتا ہے تو پھر ہماری حکومت روس، اسرائیل یا انڈیا کے خلاف آواز بلند کیوں نہیں کرتی؟میں آج اس House اور آپ کی وساطت

سے یہ بات کہنا چاہوں گی کہ کوئی مسلمان یا مسلمانوں کی تنظیم اس قسم کا گھناؤنا کام نہیں کر سکتی۔ہم خاموش کیوں ہیں؟ اگر بمبئی کے ایک ہوٹل پر حملہ ہوتا ہے تو پوری دنیا میں پاکستان کی بدنامی کی جاتی ہے۔ہمارے یہاں پر اتنی قیمتی جانیں چلی گئیں لیکن ہم اس کا الزام ان لوگوں کو کیوں نہیں دیتے جو کہ واقعی ان کارروائیوں میں ملوث ہیں؟

جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گی کہ ہم آج اس House کی وساطت سے یہ بات ان لوگوں تک پہنچائیں کہ جنہوں نے یہ کارروائیاں کی ہیں۔پاکستانی قوم،پاکستان کی افواج انشاءاللہ تعالیٰ ان کا ڈٹ کر مقابلہ کرے گی۔میں سمجھتی ہوں کہ جب تک ہم سب لوگ،ہم تمام سیاسی جماعتیں اس ایک ایجنڈے پر اکٹھی نہیں ہوتیں تو اس وقت تک پاکستان کی اندرونی سلامتی اسی طرح مخدوش رہے گی۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی،چودھری صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!یہ جو سانحہ ہوا ہے اس پر ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے تمام انسان غمگین اور رنجیدہ ہیں۔یہ قابل افسوس واقعہ ہے۔اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ "المومن من سلم من لسانہ و یدہ"مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ کے شر سے دوسرا مسلمان بھائی محفوظ رہے۔اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا کہ اللہ تعالیٰ نے دو ہی شرطیں رکھی ہیں جن کو دائمی جہنمی کہا گیا ہے ان میں ایک وہ جو شرک کرتا ہے اور دوسرا وہ جو جان بوجھ کر کسی انسان یا مسلمان کو قتل کرتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ دہشت گردوں کا دین سے کوئی تعلق ہے،مذہب سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی ان کا انسانیت سے کوئی تعلق ہے۔یہ کسی طور پر جواز نہیں ہے،چاہے حکومتی پالیسی سے اختلاف ہو،چاہے کوئی اختلاف رائے رکھتا ہو کہ اس طرح کا گھناؤنا کام کیا جائے۔یہاں میں ایک بات ضرور کرنا چاہوں گا کہ اگر لال مسجد کے واقعہ کو روک لیا جاتا،اگر اس وقت پرائی جنگ میں ملوث نہ ہوا جاتا تو آج ہمیں یہ دن شاید نہ دیکھنا پڑتا۔

جناب سپیکر: جی،آپ کا بہت شکریہ۔تشریف رکھیں۔ملک جلال الدین ڈھکو صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! آپ نے مجھے tail پر وقت دیا ہے۔کافی لوگ بات کر چکے ہیں۔مہربانی کر کے وقت کی شرط نہ رکھیں،میری دو تین باتیں سن لیں۔آستانہ عالیہ حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ پر یہ جو سانحہ ہوا ہے اس کی پوری قوم مذمت کرتی ہے،یہ ایوان اس کی مذمت کرتا ہے اور ہم سب بحیثیت قوم اس کی پُرزور مذمت کرتے ہیں۔صرف مذمت کرنے سے کام نہیں بنے گا۔یہ پورے پاکستان میں ایک سازش ہو رہی ہے اگر ہم آج بھی آنکھیں بند کر کے سوئے رہے تو پھر آپ جانتے ہیں کہ اس سازش کا نتیجہ کیا نکلے گا،وہ پاکستان کو کس طرز پر چلانا چاہتے ہیں آیا وہ پاکستان کو دیکھنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ یہ کوئی اندرونی سازش نہیں ہے۔یہ بیرونی سازش کا ایک حصہ ہے۔

جناب سپیکر!اس وقت پوری قوم،پورے ملک کو جاگنا چاہئے،تمام جماعتوں کو متفقہ طور پر اپنے سیاسی اختلافات کو بھلا کر اس دہشت گردی کا مقابلہ کرنا چاہئے۔یہ دہشت گردی نہیں بلکہ یہ ملک کے خلاف ایک سازش ہے اور برملا سازش ہے۔تمام جماعتوں کو متفقہ طور پر اپنے سیاسی اختلافات کو بھلا کر ملک کے خلاف دہشت گردی کی اس سازش کے خلاف جہاد کرنا ہو گا اور اس حوالے سے اقبال کا ایک شعر ہے کہ:

اقبال بڑا ابدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا غازی بن تو گیا، کردار کا غازی بن نہ سکا

جناب سپیکر!پوری قوم کو کردار ادا کرنا ہو گا تب ہم ملک کو بچا سکتے ہیں۔آپ کو سامنے نظر آ رہا ہے کہ اس ملک کو ٹکڑے کرنے اور اس ملک کو ختم کرنے کے لئے یہ سازش ہو رہی ہے، یہ کوئی معمولی بات نہیں۔اس وقت پوری قوم کو اکٹھا ہو جانا چاہئے،اس کا مقابلہ کرنا چاہئے اور اس سازش کو پوری دنیا کے سامنے بے نقاب کرنا ہو گا۔میں یہی گزارش کرنا چاہتا تھا کہ آپ کے سر پر یہ گھڑی آ پہنچی ہے کہ آپ ملک کو بچائیں۔میں نے پچھلی دفعہ اپنی تقریر میں کہا تھا کہ آپ کا نہری پانی بند کیا جا رہا ہے،یہ کس معاہدے کے تحت ہو رہا ہے؟ آپ کے ملک کو بنجر اور بے آباد کرنے کے لئے ہندوستان نے آپ کے دریا بند کر دیئے ہیں وہاں پر ڈیم بن چکے ہیں۔برطانیہ کے حکمران ہندوستان سے جاتے وقت کہہ گئے تھے کہ پنجاب سونے کی چڑیا ہے تو ہندوستان چاہتا ہے کہ یہ پنجاب ہاتھ باندھ کر ہمارے سامنے کھڑا ہو جائے کہ ہم آپ کے غلام ہیں۔

میں آخر میں یہی بات کرنا چاہتا ہوں کہ پوری قوم جاگے کیونکہ یہ بہت بڑی سازش ہے، اس سازش کو بے نقاب کرنے کے لئے سب کو اکٹھا ہونا چاہئے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ بڑا دردناک واقعہ ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے آرمی، پھر FIA، پھر پولیس کے institutions پر اور پھر جناح ہسپتال پر حملہ کیا اور پھر انہوں نے چلتے چلتے آج داتا دربار کے اوپر بھی حملہ کر دیا۔ ہم صرف یہ بات کرتے ہیں کہ قومی یکجہتی ہونی چاہئے میں یہاں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ساری قوم کو متحد ہو جانا چاہئے یہ پاکستان کی تاریخ میں بدترین واقعہ ہے اور یہ تمام مسلمانوں کو چیلنج ہے۔ ہر ایک مسلمان اور ہر ایک پاکستانی جس جگہ پر بھی موجود ہے اسے یہ فیصلہ کر لینا چاہئے کہ ہم دہشت گردی کو روکیں گے۔ یہ بڑے بڑے barrier، یہ بڑے بڑے پتھر اور یہ سیمنٹ دہشت گردی کو ایک حد تک روک سکتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر قومی یکجہتی پیدا ہو جائے اور کسی جگہ پر بھی کوئی ایسا شخص نظر آئے جس کی حرکت مشکوک ہو تو اس کے اوپر نظر رکھیں اور پولیس کو بتائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ساری قوم اس طرح سے تیار ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا اور یہ کامیابی ضرور ہو گی۔ داتا دربار سے اٹھنے والی یہ چیخیں ضرور کسی نہ کسی جگہ پر پہنچیں گی اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

جناب سپیکر: جی، مڈھانہ صاحب!

چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ: جناب سپیکر! فضائیں سوگوار ہیں، نوحہ کناں ہیں وہ لاکھوں مائیں کہ جنہوں نے اپنے لخت جگر اس پاک ہستی کے مزار سے پائے۔ ان کی بہنوں کی آنکھوں سے درد کے ساغر چھلک رہے ہیں، وہ ہم سے تقاضا کرتی ہیں کہ خدارا اثناء خوان تقدیس مشرق کہاں ہے:

یہ گلیاں یہ کُوچے یہ منظر دکھاؤ
ذرا ملک کے راہبروں کو بلاؤ

ثناخوان تقدیس مشرق کو لاؤ
ثناخوان تقدیس مشرق کہاں ہیں

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ وہ مقدس مقام زیارت کہ جہاں پر جا کر ایک گوشہ عافیت کا گمان ہوتا ہے جہاں پر میں نے بھی کچھ راتیں گزاری ہیں، وہ لمحے کہ جب کُربِ خداوندی کا ادراک ہوتا ہے، وہ لمحات کہ جب انسان کو اپنا آپ منکشف ہوتا ہے، دنیاوی آلائشوں سے پرے ذہن کو ایک عجب طرح کا سماں محسوس ہوتا ہے، اس جگہ پر حکومت اور سکیورٹی کے ہوتے ہوئے ایسا دردناک سانحہ کارونما ہونا میرا خیال ہے کہ ہم گرفت میں آچکے ہیں، ہمارے گناہ کچھ اس حد تک جا چکے ہیں کہ شاید خدا ہم سے ناراض ہو گیا ہے۔ ہم سب باخبر ہو جائیں، حالات کا ادراک کر لیں اور ہم لوگ اپنے گریبانوں میں جھانک لیں تو شاید ہمیں امن کا کوئی سراغ مل سکے اور شاید ہم روزِ محشر خدا کے آگے سرخرو ہو سکیں۔

جو خون ہے مظلوموں کا ضائع تو نہ جائے گا لیکن
کتنے وہ مبارک قطرے ہیں جو صرف بہاراں ہوتے ہیں

جناب سپیکر! ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنی چپقلشوں کو بھلا دیا جائے، اپنی باہمی رنجشوں اور عداوتوں کو پسِ پُشت رکھ کر ملکی مفاد کے لئے، انسانیت کے مفاد کے لئے اور انسانیت کو بچانے کے لئے من حیث القوم سامنے آکر اپنا کردار ادا کرنا ہو گا ورنہ اقبال تو بہت پہلے کہہ گئے ہیں:

"تمہاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں"

جناب والا! صرف اربابِ اختیار پر یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی، ہر ذی شعور شہری اور ہر باشعور دل یہ ٹھان لے کہ ہم نے اس پاکستان کو بچانا ہے۔ یہ مملکت خداداد بہت سی sacrifices کے بعد، نجانے کتنی عصمت دریوں اور کتنے آنچلوں کو ضائع کرنے کے بعد ہمیں ملی ہے، خدارا ہمیں اس کی قدر کرنی ہو گی اور میدانِ عمل میں آنا ہو گا، یقیناً جب ہم میدان عمل میں آئیں گے اور کوشش کریں گے تو انشاء اللہ وہ وقت آئے گا کہ جب پاکستان صحیح معنوں میں ایک پرامن وطن ثابت ہو گا۔ دہشت گردی کے اس ناسور نے نہ جانے کتنے آنچلوں سے ان کا سہارا چھین لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ وہ

ان تمام شہداء کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ہمیں سنبھلنے اور اس ملک کو بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج کا جو موضوع ہے اس پر جتنے دوستوں نے بیان فرمایا ہے یہ ان کے دل کی آواز تھی اور یہ اتنا دردناک اور اندوہناک واقعہ تھا جس نے پورے پنجاب کو کم از کم ہلا کر رکھ دیا ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ پورے پاکستان کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ اس سے پہلے بے شمار واقعات ہو چکے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا پورا ملک حالت جنگ میں ہے۔ آج کل ہمارا ملک بیروت بنا ہوا ہے۔ ہم جب تک اس مرض کی صحیح تشخیص نہیں کر پائیں گے تو ہم جتنے بھی نعرے لگاتے رہیں، blame game کرتے رہیں، پارٹیاں ایک دوسرے کو blame کریں، کبھی ہم پولیس کو blame کریں اور سکیورٹی اداروں کو، ایجنسیوں کو blame کریں لیکن میں یہ وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہمارا موجودہ setup یا پچھلے setup ہم بڑے عرصے سے ایک گرفت میں آئے ہوئے ہیں، ہم نے اس گرفت کو توڑ کر باہر نکلنا ہے اور وہ گرفت کیا ہے؟ وہ گرفت ہمارے اپنے اپنے مفادات کا wishes circle ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت حالت یہ ہے کہ ہم اپنے اپنے مفادات کی خاطر امریکہ کو چھوڑ نہیں سکتے اور جہاں سے پچھلوں نے چھوڑا وہیں سے ہماری موجودہ گورنمنٹ نے شروع کیا، یہ اسی گورنمنٹ کی continuity ہے اور امریکہ ہمیں پوری طرح اپنی گرفت میں لئے ہوئے ہے۔ دنیا میں کبھی ایسا قانون پاس نہیں ہوا کہ hot pursuit میں وہ افغانستان میں آ گئے۔ اب وہ افغانستان میں جنگ ہار رہے ہیں، اوباما اسے تسلیم کر چکے ہیں اور وہ کہہ چکے ہیں کہ 2011 میں ہم اپنی فوجیں واپس بلا لیں گے۔ وہ بہت جلدی میں ہیں۔ اس وقت افغانستان میں امریکہ جنگ ہار رہا ہے تو انھوں نے اپنی ہار کا بہانہ پہلے یہ بنایا کہ فاٹا سے دہشتگرد اور طالبان آتے ہیں اس وجہ سے انھوں نے فاٹا پر ڈرون حملے شروع کئے اور اب جنوبی پنجاب کا نام لیا جا رہا ہے اس لئے جنوبی پنجاب کو target کیا جا رہا ہے اور اب لاہور کو target کیا گیا ہے۔ میں آپ کو یہ بتا دوں کہ جب تک ہم امریکہ کی غلامی نہیں چھوڑیں گے پوری کل جماعتیں اکٹھی ہو کر اپنے اپنے

مفادات نہیں چھوڑیں گی اس وقت تک آپ اس دہشتگردی سے نہیں بچ سکتے، نہیں بچ سکتے، نہیں بچ سکتے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ، بڑی مہربانی۔ جی، سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج جو مسئلہ اس ایوان میں زیر بحث ہے آپ یقین کریں کہ اس ملک کا ہر باسی چاہے وہ جس بھی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا ہے یا سیاسی طور پر کسی بھی جماعت سے تعلق رکھتا ہے وہ غمزدہ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس واقعہ کے لئے مذمت کا لفظ بھی قابل مذمت ہے کیونکہ مذمت کا لفظ اتنے بڑے واقعہ کو cover نہیں کرتا۔

جناب سپیکر! یہ لمحہ فکریہ ہے اور ہمیں من حیث القوم جیسے میاں محمد نواز شریف صاحب نے کہا ہے کہ جتنی سیاسی پارٹیاں ہیں اور تمام مکتبہ فکر کے لوگ اکٹھے بیٹھ کر سر جوڑ کر اس پر کوئی فیصلہ کریں تاکہ ہم کسی ایسے فیصلے پر پہنچیں کہ جہاں بھی کوئی خامی اور کمی ہے تمام لوگ اس پر بیٹھ کر فیصلہ کریں اور جہاں بھی ہم غلط ہیں اس کی correction کریں اور اس ناسور سے کسی طریقے سے بھی جان چھوٹ سکے تو چھوٹنی چاہئے۔

جناب سپیکر! یہاں میرے دوست کہتے ہیں کہ یہ مسلمان نہیں ہو سکتے، یہ لوگ پتا نہیں کہاں کے ہیں تو میرا اس بات پر بھی اختلاف ہے کیونکہ آج سے چودہ سو سال پہلے نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین رضی تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے والے بھی مسلمان تھے اور انہی مسلمانوں نے رسالت مآب کی رحلت کے کچھ ہی عرصہ کے بعد اتنا بڑا سانحہ کرا دیا تو آج بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس بات پر اختلاف نہیں کرنا چاہئے کہ یہ مسلمان نہیں ہیں، یہ ضرور مسلمان ہیں لیکن ان کی سوچ کا فرق ہے۔ جب بھی کوئی خودکش پکڑا جاتا ہے یا اس کا سر، دھڑ یا کوئی بھی اعضاء ملتا ہے تو اس کا تعلق مسلمان گھرانے سے ہی ہوتا ہے لیکن میں ان کو یہ فکر دینا چاہتا ہوں کہ اگر ہمیں امریکہ پر غصہ ہے اور اس کی پالیسیوں سے ہم اختلاف کرتے ہیں تو کیا داتا دربار پر کوئی غیر مسلم مارا گیا ہے، کیا کوئی امریکن یا انگریز مارا گیا ہے؟ وہاں پر تو کوئی رحیم یار خان کا مسلمان مزدور مارا گیا ہے اور اوکاڑہ کا بے گناہ سکیورٹی گارڈ مارا گیا ہے۔ انھیں یہ سوچنا چاہئے کہ جہاں بھی یہ خودکش اپنے آپ کو بم دھماکے سے اڑاتے ہیں وہاں کوئی امریکن نہیں مرتا، وہاں بے گناہ، بے قصور مسلمان مرتا ہے اور پاکستانی مرتا ہے۔

جناب سپیکر! مجھے آپ کی بے چینی کا احساس ہے کیونکہ کافی دوستوں نے بات کرنی ہے اور آپ کی بے چینی ضروری ہے کیونکہ آپ کی ہمیشہ کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں participate کریں جو بہت ضروری ہے۔ میں انہی الفاظ پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ میرے خیال میں اس پر کافی دوستوں نے بات کر لی ہے۔ اس طرح آج کا ایجنڈا مکمل ہو گیا۔ اب اجلاس بروز منگل 6۔جولائی 2010 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

63

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،6۔جولائی2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

حصہ اول

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مسودہ قانون جو پیش کیا جائے گا)

THE IN-HOUSE WORKING WOMEN PROTECTION BILL 2010
(Bill No. 12 of 2010)

Mrs Seemal Kamran:
Mrs Amna Ulfat: To move that leave be granted to introduce the In-House Working Women Protection Bill 2010.

Mrs Seemal Kamran:
Mrs Amna Ulfat: to introduce the In-House Working Women Protection Bill 2010.

حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

1. **جناب محمد محسن خان لغاری:** یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ڈی جی خان میں جو میڈیکل کالج قائم کیا گیا ہے اس میں داخلہ کے لئے ڈی جی خان کے ٹرائبل ایریا کے بچوں کے لئے مناسب سیٹیں مختص کی جائیں۔
2. **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں سرکاری ملازمتوں میں خواتین کا کوٹا بڑھا کر 10 فیصد کر دیا جائے۔

3. **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حضرت فاطمتہ الزہرہؓ جو ایک اچھی بیٹی، عمدہ بیوی اور مثالی ماں تھیں، اس لئے ان کے یوم ولادت 20 جمادی الثانی کو "یوم خواتین" کے طور پر منایا جائے۔

64

4. **محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** یہ ایوان پنجاب حکومت سے پُرزور اپیل کرتا ہے کہ کلاس نہم کے امتحانی داخلہ کے لئے (ب) فارم کی جو شرط محکمہ تعلیم نے لازمی قرار دی ہے اس کو ختم کیا جائے کیونکہ اس شرط سے ہزاروں طلباء و طالبات کی تعلیم متاثر ہونے کا خدشہ ہے اس لئے طالبعلموں کو (ب) فارم کی شرط سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

65

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

منگل،6۔جولائی2010

(یوم الثلاثہ،23۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 11 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

تَبٰرَكَ الَّذِىۡ بِيَدِهِ الۡمُلۡكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرُ ۙ﴿۱﴾
الَّذِىۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَيٰوةَ لِيَبۡلُوَكُمۡ اَيُّكُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ
وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡغَفُوۡرُ ۙ﴿۲﴾ الَّذِىۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِىۡ
خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰى مِنۡ فُطُوۡرٍ ﴿۳﴾
ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ كَرَّتَيۡنِ يَنۡقَلِبۡ اِلَيۡكَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيۡرٌ ﴿۴﴾
وَلَقَدۡ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِمَصَابِيۡحَ وَجَعَلۡنٰهَا رُجُوۡمًا لِّلشَّيٰطِيۡنِ
وَاَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابَ السَّعِيۡرِ ﴿۵﴾

سُوۡرَةُ المُلک آیات 1 تا 5

وہ(اللہ)جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے بڑی برکت والا ہے۔اور وہ ہر چیز پر قادر ہے(1)اسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔اور وہ زبردست(اور)بخشنے والا ہے(2)اس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔(اے دیکھنے والے)کیا تو(اللہ)رحمٰن کی آفرینش میں کچھ نقص دیکھتا ہے؟ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھ بھلا تجھ کو(آسمان میں)کوئی شگاف نظر آتا ہے؟(3)پھر دوبارہ(سہ بارہ)نظر کر،تو نظر(ہر بار)تیرے پاس ناکام اور تھک کر لوٹ آئے گی(4)اور ہم نے قریب کے آسمان کو(تاروں کے)چراغوں سے زینت دی۔اور ان کو شیطان کے مارنے کا آلہ بنایا اور ان کے لئے دہکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے(5)

وماعلینا الالبلاغ ٥

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
اَج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
مکھ چند بدر شعشانی اے
متھے چمکے لاٹ نُورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں
ایس صورت نُوں میں جان آکھاں
جاناں آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ ما اجملک
ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا اَڑیاں
اج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔وقفہ سوالات شروع ہونے سے پہلے میں آپ تمام حضرات کی اطلاع کے لئے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کل کی کمیٹی میٹنگ میں ہمارا فیصلہ ہوا ہے کہ ایک سوال کے لئے تین منٹ سے زیادہ ٹائم نہیں دیا جائے گا، آپ ان تین منٹ میں ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔اگر اپوزیشن کے کسی معزز ممبر کی طرف سے سوال ہے اور وہ خود موجود نہیں تو on his behalf بھی اپوزیشن کی طرف سے ہی ہو گا اور ضمنی سوال بھی انہی کی طرف سے ہو گا۔ اگر سوال حکومتی بنچوں کے کسی معزز ممبر کا ہے اور وہ خود موجود نہیں تو پھر on his behalf بھی حکومتی بنچوں کی طرف سے ہو گا اور ضمنی سوال بھی انہی کی طرف سے ہی ہو گا لہذا مہربانی فرما کر ان چیزوں پر سختی سے پابندی کریں۔میں خصوصی طور پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر سے اجتناب کیا جائے۔اگر آپ کہیں گے تو وقفہ سوالات کے بعد میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈرز کے لئے دس یا پندرہ منٹ ضرور نکالوں گا۔بہت شکریہ

اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ زراعت سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔سب سے پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے ۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر136 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز رکن نے سید حسن مرتضٰی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے لیکن آپ ٹائم note کر لیں کہ تین منٹ سے زیادہ وقت کسی کو نہیں ملے گا۔

صوبہ بھر میں 2005 سے 2007 کی آبپاشی کے پختہ کھالوں کی تعداد و تفصیل

*136: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2005 سے2007 تک صوبہ بھر میں آبپاشی کے کتنے کھالوں کو پختہ کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مجموعی لمبائی اور حکومت کی طرف سے خرچ کردہ اخراجات مع ضلع اور تحصیل وار بیان کئے جائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں مالی سال05-2004 سے07-2006 تک کل 12,553 کھالوں کو پختہ کیا گیا۔

(ب) پختہ کئے گئے کھالوں کی مجموعی لمبائی41,144 کلومیٹر ہے جس میں کچہ اصلاح 31,241 کلومیٹر اور پختہ تعمیر کی کل لمبائی 9,903 کلومیٹر ہے۔

ان کھالوں پر حکومت کے ذمے 64 فیصد کے حساب سے 6۔ارب 44 کروڑ35لاکھ51 ہزار(6443.551 ملین)روپے خرچ ہوئے ہیں جبکہ کسانوں نے36 فیصد کے حساب سے3۔ارب 62 کروڑ 44لاکھ 97ہزار (3624.497 ملین)روپے اپنا حصہ ڈالا ۔ اس طرح کل لاگت10۔ارب6 کروڑ 90لاکھ 50ہزار (10,069.05 ملین)روپے بنتی ہے۔ ضلع اور تحصیل وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پختہ کھالوں کے لئے جو پالیسی بنائی گئی ہے اس کے مطابق کئی جگہوں پر ایک کھال کو ایک یا دو ایکڑ بنا کر چھوڑ دیا جاتا ہے لیکن جب زمیندار محکمے سے رابطہ کرتے ہیں کہ ہمیں نیا کھال بنا کر دیا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کا کھال تو پختہ بن گیا ہے اور باقی نہیں بنا سکتے۔کیا حکومت ان کھالوں کو مکمل کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے یا اس پالیسی پر نظر ثانی کی جائے گی اور پبلک کو یہ relief دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس وقت 66 بلین روپے سے اصلاح آبپاشی کا ایک نیشنل پروگرام چل رہا ہے۔اس ٹوٹل رقم میں سے پنجاب کا حصہ 20۔ارب روپے بنتا ہے لیکن وفاق سے

ہمیں 12۔ ارب روپے کی allocation ہوئی ہے اور ابھی اس سال کے پیسے ملا کر 15۔ارب روپے ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ خود ہی جواب لمبا کرتے ہیں، مہربانی فرما کر بتائیں کہ آپ اسے آگے بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں ادھر ہی آ رہا ہوں۔ ہمارے پاس جو وسائل ہیں انہیں مد نظر رکھتے ہوئے انجمن کے ذریعے کھال بنایا جاتا ہے۔اگر اس کی requirement کے مطابق سارا کھال پختہ کیا جائے پھر تو بیس سال میں بھی پورے پنجاب کے کھال نہیں بن سکتے۔ہمارے پاس اٹھاون ہزار کھال ہیں اور اس وقت تک اڑتیس ہزار بن چکے ہیں، اگر مکمل بنانے ہیں تو پھر سارے نہیں بن سکیں گے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ جو کھال مکمل نہیں بنے انہیں مکمل کرنے کے لئے حکومت کوئی پالیسی بنانا چاہتی ہے لیکن انہوں نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔انہوں نے بتایا ہے کہ ہم نے اڑتیس ہزار کھالے پختہ کئے ہیں۔میرا سوال یہ ہے کہ جو کھال نامکمل ہیں اور زمینداروں کی requirement ہے اور اس سے پانی بھی بچایا جا سکتا ہے۔اس بارے میں حکومت کیا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ایک کھال کی لمبائی چار کلو میٹر بنتی ہے اگر سارا کھال پختہ کیا جائے تو اس کے لئے بہت زیادہ رقم درکار ہوتی ہے اس لئے باقی کھال کچا بنایا جاتا ہے تاکہ پانی کی روانی صحیح ہو۔اگر فنڈ میسر ہوں اور وہاں کی انجمن پیسے فراہم کرے تو پھر سارا کھال پختہ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے کہنے کا مقصد ہے کہ case to case deal کیا جا سکتا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جی۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں پھر آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر case to case deal کر لیا جائے پھر تو پنجاب میں لوگوں کا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا۔واٹر منیجمنٹ ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ بنا ہوا ہے اور اس کا اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ concerned ہے

جب بے چارے زمیندار ان کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ کا کھال ایک یا دو ایکڑ بن گیا ہے تو ہم باقی نہیں بنا سکتے۔میری صرف یہ گزارش ہے کہ جو کھال تھوڑے بنے ہوئے ہیں انہیں مکمل کرنے کے لئے پالیسی بنائی جائے اور زمینداروں کو facilitate کیا جائے اور اس مقصد کے لئے فنڈز مہیا کئے جائیں تا کہ وہ کھال مکمل ہو سکیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): ہر کھال کی نوعیت علیحدہ ہے۔حکومت تو چاہتی ہے کہ تمام کھال پختہ کئے جائیں لیکن اگر ایک کھال کی لمبائی چار کلو میٹر ہے تو اس طرح انہیں پختہ کرنے کے لئے کھربوں روپے درکار ہوں گے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔آپ کے ہی سوالات کے جوابات دے رہے ہیں۔ذرا غور سے سنئے گا۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اگر انجمن contribute کرتی ہے تو پھر اسے consider کیا جا سکتا ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! ہر کھال پر ایک انجمن بنتی ہے۔زمیندار اس میں 20 فیصد پیسے share کرتے ہیں۔وہ لوگ پیسے share کرنے کے لئے تیار ہیں اور محکمے کے پاس ہر ضلع میں کروڑوں روپے دستیاب ہیں لیکن خرچ نہیں ہو رہے اور وہ پیسے ہر سال lapse ہو جاتے ہیں۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ جو کھال بنے ہیں لیکن مکمل نہیں ہوئے انہیں مکمل کرنے کے لئے انجمن پیسے دینے کے لئے تیار ہے اور ان کے پاس بھی فنڈز ہیں لہذا صرف اس پالیسی پر نظر ثانی کی جائے تا کہ وہ کھالے مکمل ہو سکیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ان کا version درست نہیں ہے۔اگر فنڈز ہوتے تو ہم ٹوٹل اٹھاون ہزار کھال ہی پختہ کر دیتے۔ابھی تو ہم نے اڑتیس ہزار کھال پختہ کئے ہیں اور اگر پیسے دستیاب ہوتے تو پنجاب حکومت کھال پختہ کرنے کے لئے تیار ہے۔دراصل مسئلہ پیسوں کا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: اس میں میری یہ گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اس سوال کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔اب نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد جج): جناب سپیکر! حکومت کی پالیسی ہے کہ کھال 30 فیصد پختہ بنایا جائے گا لیکن جو کھال 30 فیصد سے کم بنے ہوئے ہیں کیا حکومت وہ 30 فیصد مکمل کرنے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب کو بتانا چاہتی ہوں کہ خاص طور پر ضلع چکوال میں چالیس پچاس ایکڑ سے بھی زیادہ لمبے کھال بنا کر کھیتوں کو پانی دینے کی بجائے صرف ایک گاؤں کو مستفید کرنے کے لئے ایک ڈیم کے اندر پانی دیا جا رہا ہے لہذا میری استدعا ہے کہ ایک فیصلہ کیا جائے کہ یہ کھال صرف کھیتوں کو سیراب کرنے کے لئے ہیں نہ کہ ڈیم میں پانی اکٹھا کرنے کے لئے۔ محکمہ زراعت نے آج تک میرے اتنے زیادہ خط لکھنے کے باوجود اس سلسلے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا لہذا آپ کی وساطت سے عرض ہے کہ اس قسم کے کھالے جو صرف ایک گاؤں کو مستفید کرنے کے لئے ڈیم کو پانی پہنچا رہے ہیں یہ سسٹم بند ہونا چاہئے اور خصوصی طور پر ہمارے چکوال کے لئے کوئی فیصلہ کریں کہ ان کا کیا ہو گا چونکہ چکوال بارانی علاقہ ہے اور وہاں تو پہلے ہی پانی نہیں ہوتا۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! خاتون ممبر اپنی تجویز دیں ہم اسے consider کر لیں گے۔ اگر اس میں کوئی ترمیم کرنے والی ہوئی تو ہم کر دیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب کو تجویز دے دیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جی، درست ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 1239 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے محترمہ ثمینہ خاور حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: وہ تو ابھی یہاں تشریف فرما تھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وہ کسی کام سے گئی ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے کئے گئے اقدامات کی تفصیلات

*1239: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) زرعی ادویات کے ڈیلرز تقسیم کنندگان اور پیک کرنے والے حضرات کو مقرر کرنے کے لئے کیا criteria ہے تاکہ ان کی دیانت داری کسی شک وشبہ سے بالاتر ہو شرائط سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) تجربہ گاہوں لیبارٹریز کے authentic ہونے کا کیا criteria ہے جن تجربہ گاہوں سے ادویات چیک کرائی جاتی ہیں کیا وہ باقاعدہ رجسٹرڈ اور لائسنس یافتہ ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب نے جعلی زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے متعدد اقدامات کئے ہیں۔

I۔ موجودہ حکومت برسر اقتدار آتے ہی فوری طور پر ایسی ادویات کے خاتمہ کے لئے باقاعدہ طور پر مانیٹرنگ کو سخت کرنے کی مہم چلائی جس میں محکمہ کے اعلیٰ افسران اور وزیر زراعت خود گوداموں اور فیکٹریوں تک چھاپوں میں شامل ہوئے۔

II۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے DCO کی سربراہی میں ضلعی سطح پر ٹاسک فورسز قائم کیں جو باقاعدہ میٹنگ کر کے اپنے اپنے اضلاع میں تمام مہم کی نگرانی کرتے ہیں۔

III۔ صوبائی سطح پر اعلیٰ ٹاسک فورس قائم کی گئی۔

IV۔ خفیہ اور سپیشل برانچ کے اداروں کو لیبارٹری سٹاف اور پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول کے افسران کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے ذمہ داری تفویض کی گئی اور نشاندہی پر متعدد لوگوں کو ہٹایا گیا۔

V۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے خود متعدد اجلاسوں کی صدارت کی۔

VI۔ باقاعدہ عدالت عالیہ سے درخواست کر کے سنگل کورٹ کو فوری فیصلوں کے لئے ذمہ داری سونپی گئی اور خصوصی طور پر بہتر شہرت کے حامل پبلک پراسیکیوٹر پیروی کے لئے تعینات کئے گئے۔

VII۔ تھانوں اور عدالتوں میں مقدمات کی بھرپور پیروی کی گئی۔

مندرجہ بالا اقدامات کی روشنی میں غیر رجسٹرڈ یا ملاوٹ شدہ جعلی، زائد المیعاد ادویات کے خلاف ٹھوس کارروائی کر کے نہ صرف 33 کروڑ روپے کی ادویات برآمد کر کے مقدمات بھی درج کروائے گئے۔

(ب) پیسٹی سائیڈ ڈیلرز کے لئے criteria

1. کم از کم میٹرک تعلیم ہو۔
2. ٹریننگ سرٹیفکیٹ اور لائسنس یافتہ ہو۔
3. ڈیلر شپ سرٹیفکیٹ، کمپنی / فرم کا ہو۔
4. جس ضلع سے لائسنس حاصل کیا ہو صرف اسی ضلع میں کاروبار کر سکتا ہے۔

ٹریننگ سرٹیفکیٹ شعبہ پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول محکمہ زراعت کی طرف سے 15 روزہ ٹریننگ حاصل کرنا ضروری ہے۔

تقسیم کنندگان کا criteria

بحوالہ پیسٹی سائیڈ آرڈیننس 1971,2005۔08۔SRO790Dt05

1. پیسٹی سائیڈز آرڈیننس کے تحت 10 زرعی گریجویٹ کی تعیناتی ضروری ہے۔
2. دس لاکھ روپے کی bank deposit رپورٹ۔
3. 10 گاڑیاں مع الائنمنٹ۔
4. لوازمات کے ساتھ گودام کی موجودگی۔
5. محکمہ زراعت سے رجسٹریشن حاصل کرنا۔

ریفیلنگ پلانٹ کے لئے criteria

1۔ فیڈرل پلانٹ پروٹیکشن ڈیپارٹمنٹ سے منظوری۔

2۔ automatic system کا ہونا ضروری ہے۔

3۔ پیک یا بوتل پر کمپنی کا نام، قیمت، مقدار، زہر، ایڈریس، فون نمبر، خطرے کا نشان، وغیرہ کا لکھا ہونا ضروری ہے۔

4۔ lab facilities ضروری ہے۔

5۔ حفاظتی سامان کی موجودگی۔

(ج) تجربہ گاہوں کے مصدقہ (authentic) ہونے کا criteria یہ ہے کہ کوئی پرائیویٹ ٹیسٹنگ لیب کو رجسٹرڈ نہیں کیا جاتا ہے بلکہ صرف وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی رجسٹرڈ تجزیہ گاہیں سیمپل کا تجزیہ کرتی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے بارے میں پوچھا گیا ہے کہ حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟ انہوں نے اس کے جواب میں کوئی پینتیس task forces کا ذکر کیا ہے اور پھر بتایا ہے کہ ڈی سی او صاحبان گودام پر چھاپے بھی مارتے ہیں۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ضلع اور صوبائی سطح پر task forces ہیں، خفیہ اور سپیشل برانچ کے ادارے بھی Laboratories کو monitor کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس وقت بھی مارکیٹ میں جعلی زرعی ادویات فروخت ہو رہی ہیں۔ Organic fertilizers and organic tonic کے نام سے مختلف جعلی ادویات کی marketing کرنے والے لوگ کسانوں کو فروخت کرتے ہیں تو یہ ساری task forces, agencies اور ڈی سی او صاحبان کیا کر رہے ہیں؟ جس چیز کی روک تھام کے لئے ان سب کو depute کیا گیا ہے وہ جعلی ادویات تو ابھی بھی فروخت ہو رہی ہیں اور اس کی کوئی روک تھام نہیں ہو سکی تو پھر محکمہ اس حوالے سے کیا کر رہا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! pesticides فصلوں کے لئے کوئی اتنی اچھی چیز نہیں۔ اس کے مختلف methods ہیں اور pests کو کنٹرول کرنے کے مختلف پروگرام ہیں۔ پنجاب میں 1950 سے pesticides آئی ہیں اس سے پہلے نہیں تھیں۔ یہاں pesticides کی پہلی کھیپ 1954 میں آئی تھی۔ یہ pesticides یہاں پر multi-national and national companies کے ذریعے آ رہی ہیں۔ جعلی ادویات کی روک تھام کے لئے انتہائی مؤثر اقدامات کئے گئے ہیں۔ اس کے نتیجے میں 35 کروڑ روپے کی جعلی زرعی ادویات پکڑی گئی ہیں۔ پہلے اس کے لٹریچر کی شرح

9فیصد تھی اب یہ 1.6 فیصد پر آگئی ہے۔ ہم sampling کر رہے ہیں۔ جہاں کہیں سے بھی کوئی شکایت آتی ہے تو اس پر بڑا actively action لیا جارہا ہے۔ اگر ہماری معزز خاتون ممبر یا دوسرے ممبران اس حوالے سے ہمیں کوئی information دیں گے تو اس پر quickly action لیا جائے گا۔ ہمارا جو کوالٹی کنٹرول کا شعبہ ہے وہ اس کو monitor کرتا ہے۔ دراصل pesticides کا تمام business de-regularized ہو چکا ہے۔ یہ پرائیویٹ کمپنیاں ہیں اور وفاقی حکومت ان کو regulate کرتی ہے۔ وفاقی حکومت ہی ان کے licenses کا اجراء کرتی ہے اور وہی formation کی اجازت دیتی ہے۔ ہماری صوبائی حکومت صرف کوالٹی کنٹرول پر توجہ دے رہی ہے۔ اگر ہمیں کہیں سے بھی کوئی information آتی ہے تو اس پر فوری طور پر کارروائی کی جاتی ہے۔ مسلسل کارروائی کے بعد اب جعلی زرعی ادویات کی شرح کم ہو گئی ہے۔ میرے پاس پوری فہرست ہے کہ متعدد لوگوں کو لاکھوں روپے جرمانے ہوئے ہیں، لوگوں کو گرفتار بھی کیا گیا۔ اس حوالے سے خصوصی عدالت قائم کی گئی ہے اور special Prosecutors مقرر کئے گئے ہیں۔ اس کی مکمل طور پر قریب سے نگرانی کی جارہی ہے۔ اگر کسی کے پاس کوئی ایسی information ہے تو ہمیں دی جائے محکمہ اس پر فوری طور پر کارروائی کرے گا۔ ہم sampling کر رہے ہیں اور ہماری جو Laboratories ہیں ان پر intelligence بیٹھی ہوئی ہے۔ ہم نے ان لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا ہے جو کہ malpractices میں involved تھے۔ اب اگر ہم سو samples لیتے ہیں تو ان میں سے صرف ایک میں ملاوٹ پائی جاتی ہے باقی ادویات اصلی ہوتی ہیں۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ گزشتہ دو سالوں میں ہماری حکومت اور وزیر اعلیٰ صاحب نے اس جانب خصوصی توجہ دی ہے، پورا محکمہ دن رات اسی کی روک تھام میں لگا ہوا ہے۔ ہمارے معاشرے میں یہ لعنت بہت زیادہ بڑھ گئی تھی، لوگوں کو پیسا کمانے کی حرص نے اس میں مبتلا کر دیا تھا، اس کی روک تھام کے لئے جو exercise کی گئی ہے اس کے نتیجہ میں جعلی زرعی ادویات کی شرح بہت ہی کم ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: اولکھ صاحب! میں آپ کے لئے سپیشل مائیک منگوا رہا ہوں کیونکہ آپ کی بات نزدیک بیٹھے ہوئے ممبران تو سمجھ پائے ہوں گے لیکن تھوڑا دور بیٹھے ہوئے لوگ شاید آپ کی بات کو صحیح طرح

سے سمجھ نہیں سکے۔ آپ کے مائیک میں کوئی fault ہے جس کی وجہ سے آواز یہاں تک نہیں پہنچ رہی۔ مہربانی کر کے آپ اس کو مذاق کے انداز میں نہ لیجئے گا۔

محترمہ سیمل کامران :جناب سپیکر! جہاں تک مجھے honourable Minister صاحب کی بات سمجھ آئی ہے، اس کے مطابق انہوں نے admit کیا ہے کہ واقعی یہ ایک بہت بڑی لعنت ہے جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ بُری طرح سے effect ہو رہا ہے۔ میں بھی اس سے fully agree کرتی ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ honourable Minister صاحب خود یہ مان رہے ہیں کہ اتنے زیادہ افسران، D.C.Os صاحبان اور task forces سب جعلی ادویات کی فروخت کو روکنے میں ناکام ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب نے یہ بات کب کہی ہے؟ انہوں نے تو یہ کہا ہے کہ ہم نے جن لوگوں کے چالان کئے ہیں ان کی فہرست میرے پاس موجود ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کی ہے کہ منسٹر صاحب کی بات کی جتنی مجھے سمجھ آئی ہے اس کے مطابق انہوں نے مجھ سے agree کیا ہے۔ اب میں اپنا دوسرا ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، اب مزید ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محمد حفیظ اختر چودھری صاحب کا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! سوال نمبر 1748۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جی ہاں! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد، ڈپٹی رجسٹرار کی تین پوسٹوں پر تعیناتی

*1748: **جناب محمد حفیظ اختر چودھری:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں یکم جنوری2001 سے آج تک بطور وی سی کام کرنے والے افراد کے نام،ولدیت، تعلیمی قابلیت،پتاجات اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ وی سی سے پہلے وی سی کے دور میں ڈپٹی رجسٹرار (سٹوڈنٹ ریکارڈ برانچ) کے پاس تین اسامیوں کا اضافی چارج رہا ہے،اگر ہاں تو ان اسامیوں کے نام اور یہ کس کس گریڈ کی اسامیاں تھیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان اسامیوں کے اضافی چارج کے دوران موصوف نے جو بے قاعدگیاں کی تھیں ان کے خلاف اسی یونیورسٹی کے ملازمین نے درخواستیں اعلیٰ حکام کو دیں اگر ہاں تو یہ غیر قانونی کام کون کون سے ہیں؟

(د) کیا موجودہ حکام نے ان درخواستوں / شکایات پر انکوائری کروائی ہے،اگر ہاں تو یہ انکوائری کس آفیسر نے کی تھی نیز فائنڈنگ میں جو ریمارکس دیئے گئے تھے،ان کی تفصیل بتائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں یکم جنوری 2001 سے آج تک مندرجہ ذیل وائس چانسلر صاحبان نے خدمات سرانجام دیں۔

1۔ (پروفیسر ڈاکٹر ریاض حسین قریشی) مورخہ 1999۔12۔11 تا 2004۔02۔15

2۔ (پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد) مورخہ 2004۔02۔16 تا 2008۔02۔27 (قبل دوپہر)

3۔ مورخہ 2008۔02۔27 (بعد دوپہر سے جناب پروفیسر ڈاکٹر اقرار احمد خان صاحب بطور وائس چانسلر اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

متذکرہ بالا وائس چانسلر صاحبان کے نام ولدیت، تعلیمی قابلیت،پتاجات اور تجربہ کی تفصیل ملحقہ نمبر1 صفحہ نمبر1 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ بات درست ہے کہ سابقہ وی سی صاحب کے دور میں جناب شاہد افضال گل ڈپٹی رجسٹرار کے پاس تین اسامیوں کا چارج رہا ہے۔ان اسامیوں کے نام، گریڈ اور مدت اس طرح ہے۔

1۔ بطور ریگولر ڈپٹی رجسٹرار گریڈ 18 سٹوڈنٹ ریکارڈ برانچ اضافی چارج ڈپٹی رجسٹرار (اسٹیبلشمنٹ) مورخہ 2004۔04۔07 تا 2005۔01۔07 ملحقہ نمبر2 تا5

2۔ بطور ریگولر ڈپٹی ٹریژر رگریڈ 18،اضافی چارج ڈپٹی رجسٹرار سٹوڈنٹ ریکارڈ برانچ مورخہ 2006۔04۔04تا2006۔07۔03(ملحقہ نمبر6)

مورخہ 2006۔07۔04تا2006۔10۔03(ملحقہ نمبر7)

مورخہ 2006۔10۔05تا2007۔01۔04(ملحقہ نمبر8)

مورخہ 2007۔01۔05تا2007۔04۔04(ملحقہ نمبر9)

مورخہ 2007۔04۔06تا2007۔07۔05(ملحقہ نمبر10)

مورخہ 2007۔07۔06تا2007۔10۔05(ملحقہ نمبر11)

مورخہ 2007۔10۔07تا2008۔01۔06(ملحقہ نمبر11)

مورخہ 2008۔01۔07تا2008۔04۔06(ملحقہ نمبر11)

مورخہ 2008۔04۔08تا2008۔07۔02(ملحقہ نمبر12)

3۔ بطور ڈپٹی ٹریژر روایڈیشنل چارج ڈپٹی رجسٹرار سٹوڈنٹ ریکارڈ برانچ اضافی ڈیوٹی ٹریژر رگریڈ 19۔مورخہ 2007۔03۔07تا2008۔05۔01(ملحقہ نمبر13)

یہ اضافی ڈیوٹی حکومت پنجاب کی طرف سے موجودہ ٹریژر عبدالغفور صاحب کی تقرری تک جاری رہی(ملحقہ نمبر14)

4۔ موجودہ وائس چانسلر صاحب نے مورخہ 2008۔07۔01کو شاہد افضال گل، ڈپٹی ٹریژر کو بطور ڈپٹی رجسٹرار، سٹوڈنٹ ریکارڈ برانچ تبدیل کر دیا ہے اور اب ان کے پاس کوئی اضافی چارج نہیں ہے۔(ملحقہ نمبر15)

(ج) شاہد افضال صاحب کے بطور ڈپٹی رجسٹرار (اسٹیبلشمنٹ)اضافی ڈیوٹی کے دوران ایک کمپلینٹ گورنر ہاؤس سے بذریعہ لیٹر نمبرGS(B)13۔2/2004۔614بتاریخ 2004۔11۔19 موصول ہوئی تھی(ملحقہ نمبر16)جس کی انکوائری کے لئے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر E/19114۔17بتاریخ 2004۔12۔02ایک کمیٹی مندرجہ ذیل ٹیچرز پر مشتمل بنائی گئی تھی (ملحقہ نمبر17)

1	ڈاکٹر محمد یونس، پروفیسر/چیئرمین ڈیپارٹمنٹ آف لائیو سٹاک مینجمنٹ	چیئرمین
2	ڈاکٹر محمود احمد رندھاوا، ایسوسی ایٹ پروفیسر/چیئرمین، ڈیپارٹمنٹ آف کانٹی نیونگ ایجوکیشن	ممبر
3	ڈاکٹر طاہر صدیقی، اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف فارسٹری اینڈ رینج مینجمنٹ۔	ممبر
4	وقار احمد صاحب، اسسٹنٹ پروفیسر، انسٹیٹیوٹ آف ہارٹیکلچرل سائنسز۔	ممبر

کمیٹی کی سفارشات آفس کو آج تک موصول نہیں ہوئیں۔ کمیٹی کے کنوینر صاحب سے اب رابطہ کرنے پر پتا چلا ہے کہ انہوں نے اپنی کمیٹی کی سفارشات اس وقت کے وی سی صاحب کو دے دی تھیں۔(ملحقہ نمبر18)

اس وقت جو بھی شکایات آتیں وہ وی سی صاحب کو ہی موصول ہوتی تھیں اور وی سی صاحب اپنے لیول پر ہی کارروائی کرتے تھے۔ان شکایات کا کوئی ریکارڈ آفس میں موجود نہ ہے۔البتہ ایسی دو شکایات یونیورسٹی نے شکایت کنند گان کی شناخت نہ ہونے کی وجہ سے فائل کر دی تھیں۔(ملحقہ نمبر19۔20)

ایک اور کیس میں صرف انکوائری رپورٹ آفس کو وصول ہوئی تھی (ملحقہ نمبر21) جس پر سابقہ وی سی صاحب نے مندرجہ ذیل سزائیں منظور کیں اور ان سزاؤں پر عملدرآمد بھی ہوا تھا:۔

1۔ مسٹر محمد سہیل، آفس اسسٹنٹ کو یونیورسٹی کی ملازمت سے برطرف (ملحقہ نمبر22)
2۔ مسٹر غلام مصطفیٰ سینئر کلرک کو یونیورسٹی کی ملازمت سے برطرف (ملحقہ نمبر23)
3۔ مسٹر محمد ارشد قاسمی، آفس اسسٹنٹ سے بطور سینئر کلرک تنزلی۔(ملحقہ نمبر24)

نوٹ: لاہور ہائی کورٹ نے مسٹر محمد سہیل اور محمد ارشد قاسمی کی دائر اپیلوں کو منظور کرتے ہوئے انکوائری سفارشات کالعدم قرار دے دی تھیں اور یونیورسٹی کو اختیار دیا تھا کہ وہ چاہے تو دوبارہ اس معاملے کی انکوائری کرا سکتی ہے۔یونیورسٹی کی موجودہ انتظامیہ نے متذکرہ بالا تینوں ملازمین سے بیان حلفی لے کر اور یونیورسٹی لیگل ایڈوارر کے مشورہ سے انہیں ان کی نوکریوں پر بحال کر دیا ہے۔

(د) یونیورسٹی کی موجودہ انتظامیہ کے پاس ایسی درخواستوں کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ج) کے جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ " کمیٹی کی سفارشات آفس کو آج تک موصول نہیں ہوئیں" کیا ادارے کا سربراہ جو انکوائری کمیٹی بناتا ہے اس کی رپورٹ آفس میں آنی چاہئے یا نہیں ؟ ہمارا system اور ادارے مضبوط ہونے

چاہیئں۔میں کہتا ہوں کہ کوئی ایسا طریق کار وضع کیا جائے کہ انکوائری کی جو بھی رپورٹ ہو وہ proper طریقے سے ادارے کے سربراہ کے دفتر میں آنی چاہیئے۔وزیر زراعت صاحب اس کے لئے کیا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!زرعی یونیورسٹی فیصل آباد ایک خود مختار ادارہ اور autonomous body ہے۔اس کے چانسلر گورنر ہیں۔اسی طرح یونیورسٹی کے وائس چانسلر، سنڈیکیٹ اور سینیٹ موجود ہے۔یونیورسٹی کے طریق کار کے مطابق سنڈیکیٹ کے فیصلے سینیٹ میں جاتے ہیں اور سینیٹ کی منظوری کے بعد پھر وہ گورنر کے پاس جاتے ہیں جو کہ حتمی اتھارٹی ہیں۔ہمارے معزز ایم پی اے صاحب نے شاہد افضال گل،ڈپٹی رجسٹرار کے بارے میں سوال کیا ہے۔اس حوالے سے ایک انکوائری کمیٹی بنائی گئی اور اس کمیٹی نے اپنی سفارشات وائس چانسلر کو بھجوائی ہیں۔وائس چانسلر،ڈاکٹر بشیر احمد ریٹائر ہو چکے ہیں جبکہ یہ انکوائری رپورٹ بھی وہ ساتھ لے گئے ہیں۔یہ انکوائری رپورٹ اس وقت یونیورسٹی کے ریکارڈ میں موجود نہیں ہے۔اس معاملے کی انکوائری کے لئے آپ چاہیں تو ہاؤس کی کمیٹی بنا دیں۔اگر آپ ہمیں حکم دیں گے تو اس معاملے کی دوبارہ انکوائری کروائی جا سکتی ہے۔ریکارڈ پر الزامات کی فہرست موجود ہے اور نہ ہی انکوائری رپورٹ موجود ہے۔ہمیں یونیورسٹی سے یہی جواب موصول ہوا ہے۔ریٹائر ہونے والے وائس چانسلر ساری فائل اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔اگر آپ چاہتے ہیں تو اس معاملے کی انکوائری کے لئے ہاؤس کی کمیٹی بنا دیں اور اگر آپ حکم دیں گے تو اس معاملے کو re-open بھی کیا جا سکتا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر!مجھے کوئی اعتراض نہیں،میں تو صرف system کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔یہاں جواب میں لکھا ہوا ہے کہ وائس چانسلر صاحب اپنے level پر ہی کارروائی کرتے تھے۔اس شکایت کا کوئی ریکارڈ آفس میں موجود نہ ہے۔میں تو صرف یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا system ہونا چاہیئے کہ اگر کسی انکوائری کی کوئی رپورٹ آتی ہے تو وہ آفس میں جمع ہونی چاہیئے۔آئندہ کے لئے کوئی ایسا system develop ہو جائے تاکہ کوئی وائس چانسلر صاحب اس طرح سے verbally رپورٹ نہ دے بلکہ وہ تحریری صورت میں رپورٹ submit کی جانی چاہیئے۔ میرے اس سوال کے جواب میں یہ بات admit کی گئی ہے کہ واقعی شاہد افضال گل،ڈپٹی

رجسٹرار کے پاس تین اسامیوں کا چارج رہا ہے۔ کوئی ایسا طریق کار وضع کیا جائے تا کہ آئندہ سے کوئی ایسا غیر قانونی کام نہ ہو سکے اور liking or disliking کی بنیاد پر کوئی ایسے اضافی چارج نہ دیئے جا سکیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! قوانین اور طریق کار موجود ہے۔1973 کے یونیورسٹی ایکٹ میں تمام provisions موجود ہیں لیکن اس case میں اس طریق کار کو adopt نہیں کیا گیا۔ وائس چانسلر صاحب نے انکوائری mark کی اور اس کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس کی انکوائری رپورٹ وائس چانسلر کو submit ہوئی۔ وائس چانسلر ریٹائر ہو گئے اور وہ یہ انکوائری رپورٹ اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ یونیورسٹی کے ریکارڈ پر اس وقت یہ انکوائری رپورٹ موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کیا ریٹائر ہونے والے وائس چانسلر زندہ ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جی ہاں! وہ زندہ ہیں۔

جناب سپیکر: اگر وہ زندہ ہیں تو ان سے آپ یہ رپورٹ واپس لیں۔ آپ کے پاس جو طریق کار ہے اس کے مطابق ان سے کہیں کہ وہ یہ رپورٹ آپ کے آفس میں submit کرائیں اور جب وہ رپورٹ آپ کو موصول ہو جائے تو آپ اسے اس ہاؤس میں لے کر آئیں۔ اگلے وقفہ سوالات پر آپ یہ رپورٹ ہاؤس میں پیش کریں گے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی چودھری حفیظ اختر صاحب کا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: سوال نمبر 1749۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں بھرتیوں کی تفصیلات

*1749: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں یکم جنوری2004 سے آج تک کتنے افراد کو گریڈ سترہ یا اوپر کی اسامیوں پر بھرتی کیا گیا ہے، ان کے نام، تعلیمی قابلیت، ولدیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ان ملازمین کے پاس کس کس subject کی MA کی ڈگری ہے اور ان کو جن اسامیوں پر بھرتی کیا گیا ہے اس کے لئے کن subject میں MA اور کتنے سال کا تجربہ ہونا چاہئے؟

(ج) ان میں سے کتنے افراد ایسے ہیں جن کے پاس متعلقہ اسامی کے لئے مطلوبہ ڈگری نہ ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتا جات بتائیں؟

(د) کیا حکومت ایسے ملازمین جن کے پاس مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور متعلقہ subject کی ڈگری نہ ہونے کے باوجود ان کو بھرتی کیا گیا، ان کو برخاست کرنے اور مطلوبہ requirement پوری کرنے والے افراد کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) زرعی یونیوسٹی فیصل آباد میں یکم جنوری2004 سے آج تک (اپریل2010) کل 590 افراد کو گریڈ17 یا اوپر کی اسامیوں پر بھرتی کیا گیا ان میں سے 67 پروفیسرز، 60 ایسوسی ایٹ پروفیسرز، 215 اسسٹنٹ پروفیسرز، 211 لیکچرار اور 37 دیگر مختلف کیڈر کی اسامیاں ہیں ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان ملازمین کے پاس کس کس subject کی ڈگری ہے اسے ملحقہ نمبر1 کے "Column qualification" میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے اور ان اسامیوں کے لئے مطلوبہ قابلیت ملحقہ نمبر2 میں دی گئی ہے (ملحقہ نمبر1 اور ملحقہ نمبر2 ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) کل 422 ملازمین میں سے 416 ملازمین مطلوبہ تعلیمی معیار پر پورا اترتے ہیں جبکہ صرف 6 افراد ایسے ہیں جن کے پاس متعلقہ اسامی کے لئے مطلوبہ ڈگری نہ ہے۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ایسے 6 ملازمین جن کو مطلوبہ تعلیمی قابلیت نہ ہونے کے باوجود کنٹریکٹ / ایڈہاک پر بھرتی کیا گیا ان کو syndicate کے اجلاس مورخہ 08۔08۔11 کو تین سال کی مہلت دی گئی کہ وہ اپنے متعلقہ مضامین میں کم از کم M.Phil کی ڈگری حاصل کریں ورنہ ان کو نوکری سے برخاست کر دیا جائے گا۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! اس سوال میں میرا کوئی ایسا supplementary question نہیں ہے کیونکہ اس میں ایک ہی بات point out کرنے والی تھی تو Syndicate میں اس کا decision ہو گیا تھا تو ہم یہی چاہ رہے ہیں کہ جن لوگوں کے پاس relevant degree نہیں تھی لیکن ان کو بھرتی کیا گیا تھا تو انہیں Syndicate کی میٹنگ میں جو تین سال کی extension دی گئی تھی تو وہ relevant subject میں M.Phil کی Degree complete کریں گے ورنہ انہیں برخاست کر دیا جائے گا تو ہم یہی چاہ رہے ہیں کہ منسٹر صاحب اس کی ensure کرائیں کہ آئندہ اس procedure کو adopt کیا جائے گا اور اس میں violation نہیں ہو گی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہاں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ان چند سالوں کے اندر 590 افراد کو گریڈ۔17 اور اس سے اوپر والی آسامیوں پر ملازمتیں فراہم کی گئیں۔ اس یونیورسٹی کا یہی المیہ رہا کہ یہاں پر ایڈہاک اور دوسرے طریقوں کے ساتھ merit based selection سے avoid کیا گیا اور یونیورسٹیوں کو overload کر لیا گیا اور پھر جب وہ دو دو، تین تین سال ملازمتیں کر لیتے ہیں تو پھر وہ بالکل اسی طرح ایک right create کر لیتے ہیں جیسے UHS کے ملازمین نے یہاں مال روڈ کے اوپر اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لا کر جلوس نکالا۔ میں budget speech میں بھی اس چیز کی نشاندہی کر چکا ہوں کہ ہمارے ہاں temporary appointments/adhoc appointments ایک چور دروازہ ہے جو merit کو suppress کرنے کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ یونیورسٹی کو اس عرصے میں ایسی کیا ضرورت پیش آئی کہ 590 افراد کو بھرتی کر لیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ اخبارات میں اشتہار دیا گیا، ان کی تفصیل میرے پاس موجود ہے اس کے باقاعدہ date wise انٹرویو ہوئے ان کی فہرست بھی میرے پاس موجود ہے۔ وہاں پر جو بندے بھرتی کئے گئے ان میں سے چھ بندے merit سے ہٹ کر بھرتی کئے گئے تھے ان کی require qualification پوری نہیں تھی تو اس میں Syndicate نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ تین سال کے اندر اندر M.Phil کریں گے اگر یہ تین سال کے اندر اندر M.Phil نہیں کریں گے تو انہیں ملازمت سے ہٹا دیا جائے گا۔ جہاں پر merit پر بھرتی کرنے کا تعلق ہے تو قوانین موجود ہیں اور سب کے لئے ہدایات موجود ہیں کہ بھرتی merit پر ہونی چاہئے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! موصوف وزیر صاحب نے admit کیا کہ لوگوں کے پاس M.Phil کی ڈگری نہیں تھی لیکن انہیں ملازمت دے دی گئی اور اس کے بعد انہیں مہلت دی گئی کہ تین سال میں M.Phil کر لیں اور پھر اس یونیورسٹی کے اوپر سوار ہو جاؤ۔ ان کی اس لاقانونیت کو کس نے چیک کرنا ہے میں چاہوں گا کہ منسٹر صاحب اس پر inquiry کر کے ان کو سزا دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ university autonomous body ہے، پنجاب گورنمنٹ کا اس پر اس حد تک اختیار نہیں ہے کہ اس پر کوئی check رکھے، اس پر check رکھنے کے لئے Syndicate ہے، چانسلر ہے اور وائس چانسلر ہے۔ میں نے جس طرح پہلے گزارش کی ہے کہ انہوں نے violation کی ہے ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ انہوں نے M.A. Sociology کے لئے لیکچرار رکھے تھے لیکن ان کی Rural required qualification Sociology تھی لیکن یہ لوگ simple MA تھے انہیں بھرتی کیا گیا لیکن اب Syndicate نے انہیں یہ اجازت دے دی ہے کہ تین سال کے اندر M.Phil کریں، اگر اس پر مزید کوئی inquiry کروانی ہے تو آپ احکامات جاری کریں تو اس پر inquiry ہو سکتی ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں چھ ملازمین کے بارے میں لکھا ہوا ہے، میں یہ بات guarantee سے کہتا ہوں کہ ان چھ ملازمین کے علاوہ اور بھی کئی ایسے لوگ ہیں جو merit کے

بغیر بھرتی کئے گئے ہیں۔ 2008 میں سمندری میں ضمنی الیکشن تھا تو وہاں کے مخصوص لوگوں کو نوازنے کے لئے بھرتی کیا گیا ہے۔ میری آپ سے request ہے کہ House کی کمیٹی بنائی جائے تاکہ ان لوگوں کو عبرت ناک سزا دی جائے اگر کوئی MPA غلط کام کرتا ہے تو فوراً میڈیا چیختا ہے اور آپ لوگ criticize کرتے ہیں، جب basic qualification M.A.M.Phil تھی تو syndicate نے اسے کس طرح اجازت دے دی؟ میرا supplementary question یہ ہے کہ اگر آئندہ بھی syndicate نے اس طرح کی اجازت دے دی کہ V.C کے لئے کوئی qualification نہ ہو یا ملازمین کے لئے کوئی qualification نہ ہو؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جب ڈاکٹر بشیر صاحب V.C تھے انہوں نے یہ بھرتیاں کی تھیں تو ان چھ آدمیوں کو اجازت دی گئی تھی کہ M.Phil کریں ان میں سے دو آدمی چھوڑ گئے ہیں اور باقی چار آدمی M.Phil کر رہے ہیں ان کے نام میرے پاس موجود ہیں۔ اگر یہاں پر House ان کے بارے میں کوئی فیصلہ کرتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی Agricultural Committee نہیں ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس میں یونیورسٹی خود مختار ہے۔

جناب سپیکر: میں اس معاملے کو Agricultural Committee کو refer کرتا ہوں اور ان سے رپورٹ لیتے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات کا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! سوال نمبر 1806 ہے۔

ضلع قصور میں کھالوں کو پختہ کرنے کا مسئلہ

*1806: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور کے بیشتر کھالوں کو ابھی تک پختہ نہیں کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کچے کھالوں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور میں کل 1628 کھالہ جات ہیں جن میں سے اب تک 825 پختہ کئے جا چکے ہیں۔

(ب) حکومت تمام کچے کھالوں کو مرحلہ وار پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ضلع قصور میں امسال (09۔2008)120 کھالہ جات کو پختہ کرنے کا پروگرام ہے جبکہ (10۔2009) میں مزید 120 کھالہ جات کی اصلاح کا منصوبہ ہے۔ تاہم ان منصوبہ جات کی تکمیل کا انحصار حکومت کے پاس میسر مالی وسائل پر ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کی اجازت سے آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہوں گی کہ میں نے یہ سوال 18۔ ستمبر 2008 کو جمع کروایا تھا اور اس کا جواب 9ماہ بعد 20۔ جون 2009 کو موصول ہوا اور آج دواڑھائی سال کے بعد House میں سوال کا جواب آیا ہے تو کیا میں نے اتنا مشکل سوال پوچھ لیا تھا۔ میں آپ کی ruling چاہوں گی کہ یہ justify کرتا ہے کہ اس سوال کا جواب اڑھائی سال بعد آیا ہے؟

جناب سپیکر: سوال نے تو اپنی باری پر ہی آنا ہوتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا supplementary question یہ ہے کہ 09-2008 میں محکمے نے جواب دیا جز (الف) میں ہے کہ 1628 کھالہ جات میں سے 825 کھالہ جات پختہ ہو گئے ہیں تو باقی 803 کھالہ جات جو پختہ نہیں کئے گئے ہیں، ان کا current status کیا ہے کیونکہ یہ جواب تو اڑھائی سال پہلے پوچھا گیا تھا تو اس وقت current status کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! National Programme for Water Improvement Federal Government Funded Project ہے اس میں گزشتہ سال ہمیں funds نہیں ملے، 10-2009 میں چھتیس کھال بنے ہیں، اس سال مزید ایک سو دو کھالہ جات بنائے جا رہے ہیں، اس میں ضلع قصور کے لئے 10 کروڑ 20 لاکھ روپے کی رقم funding کی گئی ہے اس سے یہ ایک سو دو کھالہ جات پختہ ہوں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ جس کھالہ کے بارے میں پوچھ رہی ہیں یہ ان میں شامل ہے یا نہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ کھالہ جات اس میں شامل ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! 240 کھالہ جات میں سے انہوں نے کتنے کھالہ جات پختہ کر لئے ہیں اور وزیر صاحب میرے سوال کو concentrate کر دیں کہ ہمارا صوبہ تو پچھلے اڑھائی سال میں financially collapsed کر چکا ہے، انہوں نے جواب میں دیا ہوا ہے کہ منصوبہ جات کی تکمیل کا انحصار حکومت کے پاس میسر مالی وسائل پر ہے۔ میرے خیال میں چار، پانچ، چھ سال تک بھی ہمارے مالی وسائل بہتر نہیں ہو سکتے تو یہ بتائیں کہ انہوں نے ان کھالہ جات کو پختہ کرنے کے لئے بجٹ میں کتنے پیسے رکھے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ تو انہوں نے آپ کو بتا دیا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): 120 بقایا کھالہ جات رہتے ہیں ان میں سے 102 اس سال بنیں گے، اس کے بعد اگلے سال اور پھر اس سے اگلے سال بنیں گے جس طرح funding آتی جائے گی یہ بنیں گے کیونکہ یہ Federal Funded Project ہے، جیسے ہی funds آئیں گے یہ مکمل کر دیئے جائیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کتنے funds رکھے گئے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): اس سال 10 کروڑ روپیہ دیا گیا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! آپ نے پچھلے سوال کو مجلس قائمہ برائے زراعت کو refer کیا ہے۔ میری اس میں درخواست ہے کہ یہ معاملہ تدریسی ہے اس لئے اسے مجلس قائمہ برائے تعلیم کو refer ہونا چاہئے۔ یہ معاملہ زراعت سے متعلقہ نہیں بلکہ زراعت کی تعلیم سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: کیا یہ معاملہ ایجوکیشن کمیٹی کو بھیج دیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! زرعی یونیورسٹی محکمہ زراعت سے منسلک ہے۔ آپ جیسے مناسب سمجھتے ہیں اس طرح کر لیں۔ اگر آپ ایجوکیشن کمیٹی کو بھیجتے ہیں تو بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس معاملے کو پہلے زراعت کمیٹی کو دیکھ لینے دیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! زرعی یونیورسٹی کی definitely law making ہوئی تو یہ ایجوکیشن کی سٹینڈنگ کمیٹی کے ذریعے vet ہوا تھا اور ان rules کی violation میں یہ ساری recruitments ہوئی ہیں لہٰذا ایجوکیشن کمیٹی اس معاملے کو دیکھے گی کہ جو laws بنے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ہم خود دیکھ لیں گے کہ اس نے کدھر جانا ہے اس طرف بھیج دیں گے۔ اگلا سوال چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 2115۔

جناب سپیکر: کیا یہ پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ اس کا جواب وزیر صاحب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! کچھ خیال کریں سوال بھی لمبا ہے اور جواب بھی لمبا ہے۔

ضلع پاکپتن کے تمام پٹوار سرکل میں سبزیات کی کاشت و دیگر تفصیلات

*2115: **چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع پاکپتن کے تمام پٹوار سرکلز میں کتنی کتنی گندم، کپاس، چاول، گنا، آلو اور دیگر سبزیات کی کاشت کتنے ایکڑ پر سال 08-2007 میں ہوئی ہے اور کتنی 09-2008 میں ہو گی؟

(ب) محکمہ زراعت ضلع پاکپتن میں ٹنل پیداوار کاشت کے اعداد و شمار سے آگاہ کرے؟

(ج) محکمہ زراعت پاکپتن اس پیداوار کی مارکیٹنگ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(د) مستقبل کی زراعت کے لئے کیا منصوبہ بندی ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع پاکپتن کے تمام پٹوار سرکلز میں فصلات کا رقبہ 08۔2007 اور 09۔2008 درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام فصل	رقبہ کاشتہ ایکڑ	
		سال08۔2007	سال09۔2008
1	گندم	328000	378000
2	کپاس	141000	114000
3	چاول	118000	134000
4	گنا	29000	12000
5	آلو	40916(موسم خزاں)	33725(موسم خزاں)
6	دیگر سبزیات	3397	4902

(ب) ضلع پاکپتن میں سال08۔2007 میں 590 ایکڑز اور سال09۔2008 میں 1186 ایکڑز اور 6 کنال پر ٹنل میں سبزیات کاشت کی گئیں جس سے بالترتیب 29654 ٹن اور 63313 ٹن سبزیات حاصل ہوئیں۔

(ج) محکمہ زراعت مارکیٹنگ پاکپتن نے ٹنل کی پیداوار کی مارکیٹنگ کے لئے سال2004 میں نیو سبزی و پھل منڈی پاکپتن قائم کی ہے۔ اس کے علاوہ بونگہ حیات اور ملکہ ہانس میں بھی سبزی و پھل منڈیاں قائم کی ہیں جو مستقبل قریب میں کام شروع کر دیں گی۔ عارفوالہ میں سبزی و پھل منڈی کام کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ قبولہ میں گورنمنٹ کی منظوری سے نئی سبزی و پھل منڈی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

(د) مستقبل میں زراعت کی منصوبہ بندی کے لئے چیدہ چیدہ نکات اس طرح سے ہیں۔

(I) فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ کے لئے کاشتکاران کی تربیت اور وسائل کا مہیا کرنا۔

(II) زمین کے استعمال اور درستی کے بارے میں منصوبہ جات۔

(III) کاشتکاروں کی آمدنی میں اضافہ کے لئے ہائی ویلیو ایگریکلچر کا فروغ۔

(IV) مارکیٹنگ کے نظام میں بہتری لانا۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): میں نے سوال کیا تھا کہ ضلع پاکپتن میں تمام پٹوار سرکلز میں کتنی کتنی گندم، کپاس، چاول، گنا، آلو اور دیگر سبزیات کی کاشت کتنے ایکڑ پر سال 08-2007 میں ہوئی ہے اور کتنی۔۔۔

جناب سپیکر: اتنے لمبے سوال کا جواب table کر دیا کریں، یہی بات بہتر رہے گی۔اس معزز ایوان کا زیادہ وقت ان کاموں میں اس طرح سے نہ لگایا جائے، آپ کی مہربانی ہو گی، اگر کوئی information لینی یا دینی ہے تو اس کے متعلق آپ کا سوال ہونا چاہئے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال کرنے کا مقصد خدانخواستہ کسی کو تنگ کرنا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ ان کو بے شک تنگ کریں لیکن اس ہاؤس کے وقت کا خیال رکھیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں اس ہاؤس کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارے محکمہ زراعت میں پٹوار سرکل کی بنیاد پر فصلات کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا۔ میں اس حوالے سے یہ توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جب ہمیں پنجاب کی سطح پر اعداد و شمار دیئے جاتے ہیں کہ اتنے ایکڑ پر بیج بو دیا گیا اور اتنی پیداوار ہو گی۔ میں نے اس حوالے سے یہ سوال کیا تھا تاکہ ہمارا محکمہ زراعت پٹوار سرکلز کی بنیاد پر ان سب چیزوں کو asses کرے۔ اس طرح کل کو فصلات کی zoning بھی ہو سکتی ہے اور future planning کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! جز(ب) میں، میں نے کہا تھا کہ tunnel پیداوار کتنی ہوئی ہے تو اس کے جواب میں انھوں نے جو کاپی میں کاٹ کر ہاتھ سے لکھا ہوا ہے اب سمجھ نہیں آ رہی کہ 6313 ہے یا 63313 لکھا ہے۔ اس کے ساتھ انھوں نے tunnel پیداوار کی مارکیٹنگ کے حوالے سے بھی بتایا ہے۔ tunnel پیداوار کی مارکیٹنگ کے لئے سبزی منڈیاں تو پہلے سے موجود ہیں، ہمارے علاقے کی سبزی پہلے بھی لاہور، اسلام آباد اور پشاور تک جاتی ہے۔ میرا سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ اس کو expose کرنے کے سلسلے میں، مزید بہتری لانے کے سلسلے میں، کون کون سے اقدامات اٹھا رہے ہیں، ہم نے

tunnel کے لئے کئی اربوں کی سبسڈی دی ہے اس کاreturn کیا آیا ہے؟ زمیندار بھی مارا گیا ہے کیونکہ مارکیٹ میں وہ قیمتیں نہیں تھیں۔ ہماری حکومت اور غریبوں کا پیسا ضائع ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! حکومت پنجاب بڑی محنت سے خصوصی طور توجہ دے رہی ہے ان کے اضلاع میں بھی جس طرح یہاں پر تفصیل آئی ہوئی ہے کہ گرین ٹریکٹر سکیم میں 198 ٹریکٹر کسانوں کو دیئے گئے ہیں اور رعایتی نرخوں پر 580 سپرے مشینیں grader 3 seed، 8 rigging drill اور 13 base drill دی گئی ہیں، پکے کھالے بنائے جا رہے ہیں، land leveling laser کی جا رہی ہے tunnel technology کے لئے 110 tunnel دیئے گئے ہیں۔ اس طرح زراعت کو promote کرنے کے لئے متعدد اقدامات کئے جا رہے ہیں جس سے فی ایکڑ پیداوار میں بھی اضافہ ہو گا اور قومی آمدنی میں بھی اضافہ ہو گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پیداوار کو سنبھالنے کا کوئی طریق کار نہیں بنایا گیا جبکہ ہماری حکومت اس پر سبسڈی بھی دے رہی ہے اور غریبوں کے ٹیکسوں کا پیسا جو ہم سبسڈی میں استعمال کر رہے ہیں جس سے زمیندار کو اور عوام کو بھی فائدہ نہ ہو تو اس پر ہماری حکومت کیا کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ فائدہ نہیں ہو رہا۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے، میں پچھلے سال کے بجٹ کے figures دیتا ہوں کہ جہاں ساٹھ ستر کروڑ روپے خرچ ہوتے تھے وہاں آج 2۔ارب روپے صرف شمسی توانائی کے لئے رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ 4۔ارب روپے گرین ٹریکٹر سکیم کے لئے دیئے گئے ہیں جو ایک بہت بڑا انقلاب ہے۔ بیس ہزار ٹریکٹر دو لاکھ روپے کی سبسڈی کے ساتھ پورے پنجاب میں دیئے گئے ہیں۔ اس میں پاکپتن بھی شامل ہے، tunnel technology کے لئے 55 کروڑ روپے دیئے گئے ہیں اس میں بھی ضلع پاکپتن شامل ہے اس لئے جو پالیسیاں بنتی ہیں وہ صوبائی سطح پر بنتی ہیں جن میں صوبہ کے تمام اضلاع شامل ہوتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ جو کروڑوں روپے انھوں نے ہمارے ضلع میں سبسڈی کے طور پر دیئے تھے ان کا فائدہ کیا ہوا ہے، کیا کسان کو اس کی پیداوار کی صحیح قیمتیں مل سکی ہیں، کیا عوام کو سستی سبزیاں ملی ہیں، کیا ہماری export بڑھی ہے اور کیا اس پیسے سے جس کو ہم نے استعمال کیا ہے اس ملک اور قوم کو کوئی فائدہ ہوا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے بھائی کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان کو اندازہ ہے کہ حکومتی اقدامات کے نتیجہ میں شفاف قرعہ اندازی کے ذریعے یہ سبسڈی direct کسانوں کو دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ تیس لاکھ ٹن گندم پچھلے سال کی پڑی ہے اور سینتیس لاکھ ٹن گندم اس سال ہم نے procure کی ہے۔ اس طرح گندم کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے، آلو کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے، کاٹن کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے اور چاول کی پیداوار میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس پیداوار کو سنبھالنے کا کیا طریق کار وضع کیا گیا ہے؟ میرا سوال یہ ہے کہ ہمارا کسان مر رہا ہے کیونکہ اس کی پیداوار کو سنبھالا نہیں جا رہا اس لئے کہ ہمارا زرعی مارکیٹنگ سسٹم فرسودہ ہے اس کو بدلنے کے لئے یہ کیا اقدامات اٹھا رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ چاول کی bumper crop ہوئی ہے، پاکستان کی تاریخ میں ان دو سالوں میں پہلی دفعہ گندم کی bumper crop ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ مارکیٹنگ کی بات میرے بھائی نے کی ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ مارکیٹنگ کے سسٹم میں جو خرابیاں ہیں انھیں دور کیا جائے گا۔ 1979 کے آرڈیننس کے تحت مارکیٹنگ کمیٹیاں چل رہی ہیں۔ اب موجودہ حکومت نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ جدید مارکیٹنگ سسٹم بنایا جائے اور تمام مارکیٹوں کو upgrade کیا جائے۔ اس کے لئے ایک جامع منصوبہ بنایا جا رہا ہے اور یہ مارکیٹنگ سسٹم بہتر ہو گا۔ ہم نے باہر کے ممالک سے بھی معلومات حاصل کی ہیں اُسی بنیاد پر اس مارکیٹنگ سسٹم کو تبدیل کرنے کے لئے منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: بہت بہتر۔ جی، رانا محمد افضل صاحب! اپنا سوال نمبر پکاریں۔

رانا محمد افضل خان: سوال نمبر2192 جسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں بھرتیوں کی تفصیلات

*2192: **رانا محمد افضل خان:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ الیکشن شیڈول2008 آ جانے کے بعد زرعی یونیورسٹی فیصل آباد نے تقریباً250لوگوں کو بھرتی کیا؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو ان غیر قانونی بھرتیوں پر کیا کارروائی کی گئی، کیا بھرتی کرنے اور کروانے والوں کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا اور کیا غیر قانونی طور پر بھرتی کئے گئے افراد کو برطرف کر کے قانون کے مطابق حق دار افراد کو ملازمت دی جائے گی، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کو الیکشن شیڈول کے دوران ملازمتوں پر پابندی کی چٹھی مورخہ 28-01-2008 کو وصول ہوئی تھی جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ گریڈ17 اور اوپر والی 185 اسامیاں قومی اخبارات میں الیکشن شیڈول آنے سے بہت پہلے مشتہر ہو چکی تھیں اور ان اسامیوں کے سیکشن بورڈ کے ذریعے انٹرویو بھی ہو چکے تھے۔ Syndicate نے یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد ایکٹ 1973 کے سیکشن(S)(2)25 کے تحت حاصل اختیارات کی بنیاد پر مورخہ 10-12-2007 اور 11-02-2008 کے اجلاسوں میں ان سفارشات کی منظوری دی۔ Syndicate کی مورخہ 10-12-2007 والی میٹنگ میں منظور ہونے والی زیادہ تر ملازمتوں کے آرڈر الیکشن2008 کے شیڈول کے آجانے کے دوران جبکہ مورخہ 11-12-2008 والی میٹنگ میں منظور ہونے والی زیادہ تر ملازمتوں کے آرڈر الیکشن2008 کے منعقد ہونے کے بعد جاری ہوئے۔47 افراد کی گریڈ1 تا16 میں تعیناتی جناب وائس چانسلر صاحب نے یونیورسٹی آف

ایگریکلچر فیصل آباد ایکٹ1973 کے سیکشن(viii)(4)15 کے تحت الیکشن شیڈول کے دوران کی تھی۔

(ب) اس تمام معاملے کو یونیورسٹی نے بذریعہ لیٹر نمبرPS/3380 بتاریخ2008۔04۔26 حکومت پنجاب کو مطلع کر دیا تھاجو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ا حکومت پنجاب نے یونیورسٹی کو اس بے قاعدگی کا نوٹس لینے کی ہدایت کی جس پر یونیورسٹی نے یہ معاملہ گورنر پنجاب / چانسلر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کو بذریعہ لیٹر نمبر A-5/396-10/7507 مورخہ 26-04-2010 کو بوساطت محکمہ زراعت حکومت پنجاب ارسال کر دیا ہے کیونکہ چانسلر ہونے کی حیثیت سے وہsyndicate کے کسی بھی فیصلے کو منظور یانامنظور کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!اس حوالے سے پچھلے جو دو سوالات گزرے ہیں اُن میں گریڈ17 سے اوپر کی 590 اسامیاں تھیں۔ اس سوال میں 185 اسامیاں ہیں اور جز (الف)میں admit کیا گیا کہ الیکشن شیڈول آجانے کے بعد ان اسامیوں کو پُر کیا گیا ہے۔ جز(ب) میں لکھتے ہیں کہ حکومت پنجاب نے یونیورسٹی کو اس بے قاعدگی کا notice لینے کی ہدایت کی جس پر یونیورسٹی نے یہ معاملہ گورنر پنجاب/ چانسلر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کو بذریعہ لیٹر نمبر A-5/396-10/7507 مورخہ 26-4-2010 کو بوساطت محکمہ زراعت حکومت پنجاب ارسال کر دیا ہے کیونکہ چانسلر ہونے کی حیثیت سے وہ Syndicate کے کسی بھی فیصلے کو منظور یانامنظور کر سکتے ہیں۔ چھ مہینے سے یہ معاملہ گورنر صاحب کے پاس ہے۔illegal appointments ہیں جن کو تسلیم کر لیا گیا۔ الیکشن شیڈول میں نہ تو ٹھیکے دیئے جا سکتے ہیں اور نہ ملازمتیں تقسیم کی جاسکتی ہیں۔ ان چند سوالات کے اندر جواب ملا ہے کہ کوئی چھ سات سو اسامیاں ایک یونیورسٹی کے اوپرoverload کی گئیں جو اس دور میں الیکشن سے پہلے لوگوں کو نوازنے کے لئے تھیں۔ اب وہ لوگ ایڈہاک اور ان appointments پر continue کر رہے ہیں اور اس حکومت کے آجانے کے بعد کرپشن کا وہ کیس تقریباً چھ مہینے سے گورنر صاحب کی میز پر پڑا ہوا ہے۔ میرا منسٹر صاحب سے سوال یہ ہے کہ اگر چانسلر صاحب اس کا فیصلہ نہیں کرتے تو کیا یہ illegal ملازمتیں indefinitely جاری رہیں گی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!advertisement اور باقی تمام کوائف میرے پاس موجود ہیں۔ جب یہ summary محکمہ زراعت کے پاس آئی تو محکمہ زراعت نے S&GAD اور محکمہ قانون کو refer کی وہاں سے یہ اعتراض آیا کہ یہ بھرتیاں صحیح نہیں ہوئیں کیونکہ الیکشن شیڈول announce ہونے کے دوران یہ standing order تھا کہ کوئی appointments نہیں ہو سکتیں۔ اس کے باوجود چونکہ یہ پوسٹیں بہت پہلے advertise ہوئی تھیں اس لئے یونیورسٹی نے یہ بھرتیاں کر دیں۔ رانا افضل صاحب بھی چونکہ Syndicate کے ممبر ہیں اس لئے ان کو ذاتی طور پر اس بات کا علم ہے۔ جب summary آئی تو Syndicate نے کہا کہ ہم نے پہلے جو فیصلہ کیا تھا وہ ٹھیک ہے۔ وہ summary پھر گورنر صاحب کے پاس چلی گئی لیکن اب یہ کیس sub-judiced ہے۔ جو لوگ وہاں پر بھرتی ہوئے تھے انہوں نے ہائی کورٹ میں جا کر یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ ہمیں چھ مہینے کے probation پر بھرتی کیا گیا تھا اس کے بعد ہمیں regularize کرنا چاہئے تھا لیکن regularize کرنے کی بجائے چھ مہینے کے probation کو extend کیا گیا ہے اس بنیاد پر ان لوگوں نے ہائی کورٹ میں writ کی ہے۔ اب چونکہ یہ کیس sub-judiced ہے اس لئے یہاں پر discuss نہیں ہو سکتا۔

MR SPEAKER: Pending due to sub-judiced.

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ سارے delaying tactics ہیں۔

جناب سپیکر: محترم!You assume it کہ یہ delaying tactics ہیں، جب یہ معاملہ کورٹ میں pending ہے تو پھر آپ اس پر کیا کر سکتے ہیں؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس کی responsibility پھر fix کیوں نہیں کرتے۔ جب یہ مانتے ہیں کہ الیکشن شیڈول کے دوران بھرتیاں کی گئی ہیں تو پھر یہ responsibility fix کیوں نہیں کرتے؟ جنہوں نے violate کیا ہے انہیں یہ سزا دیں۔

جناب سپیکر: محمد افضل صاحب! سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ جو معاملہ کورٹ میں pending ہو اس پر آپ کیا کریں گے؟ جب وہاں سے کوئی فیصلہ ہو گا تو اس کے بعد ہم کوئی comment کر سکیں گے۔ شکریہ

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرے ایک معزز بھائی جو Syndicate کے ممبر بھی ہیں۔ یونیورسٹی کے ایک higher forum میں یہ decision ہوا تھا۔ Syndicate میں ان تمام معاملات کو دیکھا گیا اور سیکرٹری زراعت کی طرف سے ایک کمیٹی بھی بنائی گئی کہ کیا اس بھرتی میں ایسی کوئی چیز تو نہیں ہوئی جس میں procedure کو adopt نہ کیا گیا ہو۔ Syndicate میں یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ final decision کے لئے اسے چانسلر صاحب کے پاس بھیج دیا جائے تو Syndicate میں دونوں فریقین کے مؤقف اور تمام لوازمات کی روشنی میں چانسلر صاحب جو مناسب سمجھیں گے فیصلہ دے دیں گے۔ میرے معزز بھائی بھی اس Syndicate کی کمیٹی کے ممبر تھے اور decision کے وقت موجود تھے تو میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ یونیورسٹی کا یہ higher forum ہے اس کو دیکھ لینا چاہئے کہ اس پر کیا decision آتا ہے؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں یقیناً آج کل Syndicate کا ممبر ہوں لیکن یہ پچھلے دور کی بات ہے۔ یہ ایک Syndicated crime ہے اور سب کچھ ملی بھگت سے ہوا ہے کیونکہ پانچ سو نوے اسامیاں اچانک پیدا نہیں ہو جاتیں، گریڈ 17 کی 178 اسامیاں اچانک پیدا نہیں ہو جاتیں بلکہ یہ مان گئے ہیں کہ الیکشن شیڈول آنے کے بعد ہی یہ اسامیاں پُر کی گئی ہیں تو اس میں اب responsibility fix کرنے کی بات ہے۔ اس یونیورسٹی کو syndicate سمیت highjack کر لیا گیا اور Syndicated crime کیا گیا۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرے بھائی نے ابھی Syndicate کے حوالے سے کچھ کہا لیکن یہ تو syndicate کی میٹنگ میں خود بھی موجود تھے۔ بہت سے professional اداروں نے پہلے سے adopt کئے گئے procedure کو مکمل کیا اور ان professional اداروں کو اس چیز کی اجازت دی گئی تھی کیونکہ اس Syndicate میں جب یہ لیٹر پیش ہوا تو وہ فروری کا تھا جسے میں نے ہی point out کیا تھا کہ یہ لیٹر فروری میں نہیں ہو سکتا کیونکہ الیکشن جنوری میں تھا اور یہ اکتوبر نومبر میں ہو گا۔ اس Syndicate کی میٹنگ میں فیصلے کے وقت میرے معزز بھائی بھی شامل تھے۔

جناب سپیکر: اس کی responsibility fix ہو جائے گی، فی الحال یہ pending ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس حوالے سے میرا ایک ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اس وقت کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ No please. No sir, Time is over sir

جناب اعجاز احمد خان: مجھے ایک موقع دے دیں کیونکہ یہ بڑا ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر: No sir, I am thankful sir. جی، اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 2451 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا میں گندم کی پیداوار کی تفصیلات

*2451: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں سال 2008 کے دوران گندم کی کتنی پیداوار حاصل ہوئی؟

(ب) ضلع سرگودھا میں سال 2008 کے دوران کتنی گندم حاصل کرنے کا ہدف مقرر کیا گیا تھا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ ضلع میں سال 2008 کے دوران گندم کا مقرر کردہ ہدف حاصل نہ ہو سکا؟

(د) حکومت متذکرہ ضلع میں کسانوں کی فلاح و بہبود اور گندم کی بہتر پیداوار کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں سال 08-2007 میں 4 لاکھ 68 ہزار 8 سو ٹن گندم ہوئی۔

(ب) ضلع سرگودھا میں 08-2007 میں میں گندم کے رقبہ کا ہدف 5 لاکھ 11 ہزار ایکڑ مقرر کیا گیا جبکہ پیداوار کا ہدف 5 لاکھ 65 ہزار 238 ٹن مقرر کیا گیا تھا۔

(ج) گزشتہ سال 08-2007 میں گندم کے رقبہ کے ہدف 5 لاکھ 11 ہزار ایکڑ کے مقابلہ میں 5 لاکھ 10 ہزار ایکڑ پر کاشت کی گئی جبکہ پیداوار کا ہدف حاصل نہ ہو سکا یعنی 5 لاکھ 65 ہزار 238 ٹن کے مقابلہ میں 4 لاکھ 68 ہزار 800 ٹن گندم حاصل ہو سکی جس کی وجوہات میں سے کورے کے مضر اثرات، پانی کی کمی اور گندم پر تیلے کا حملہ شامل تھا۔

(د) حکومت، ضلع سرگودھا میں کسانوں کی فلاح و بہبود اور گندم کی بہتر پیداوار کے لئے مندرجہ ذیل امور سرانجام دے رہی ہے۔

1. اس سال حکومت نے گندم کی زیادہ پیداوار لینے کے لئے گندم کی امدادی قیمت -/950 روپے فی من کا بروقت اعلان کیا۔
2. ضلع سرگودھا میں 12 سیڈ گریڈرز، 22 ربیع ڈرلیں، 52 بینڈ پلیسمنٹ ڈرلیں اور 815 سپرے مشینیں محکمہ زراعت توسیع کی طرف سے 50 فیصد رعایت پر کاشتکاروں میں تقسیم کی ہیں جبکہ امسال حکومت پنجاب محکمہ زراعت کی طرف سے کاشتکاروں کو مزید 200 سیڈ گریڈرز، 350 ربیع ڈرل، 819 بینڈ پلیسمنٹ ڈرل اور 25000 سپرے مشینیں 50 فیصد سبسڈی پر مہیا کی جارہی ہیں۔
3. وزیر اعلیٰ پنجاب کی گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت ضلع سرگودھا میں 407 ٹریکٹر تقسیم ہوئے ہیں جبکہ حکومت پنجاب نے مالی سال 10-2009 میں بھی یہ سکیم جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔
4. ضلع سرگودھا میں 35 ٹیموں نے 830 دیہات میں دوبار تربیتی سیشن منعقد کئے اور 18873 کاشتکاروں کو گندم کی جدید زرعی ٹیکنالوجی کے مطابق عمل کرنے کی تربیت دی اور جدید زرعی ٹیکنالوجی پر مشتمل گندم کا 13286 لٹریچر کسانوں میں تقسیم کیا۔
5. زرعی مداخل کے کوالٹی کنٹرول کے لئے محکمہ زراعت توسیع زرعی ادویات اور کھاد کی سمپلنگ کر کے معیاری زرعی مداخل کی فراہمی کے لئے کوشاں رہتا ہے۔
6. ضلع سرگودھا میں سیڈ کارپوریشن کے جدید پلانٹ نصب ہیں جو کہ ربیع سیزن میں تقریباً 50 ہزار بیگ تک گندم کا معیاری بیج پیدا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو ہدف مقرر کیا گیا تھا اُس سے کم گندم کی پیداوار ہوئی ہے تو حکومت اس کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے اور یہ ہدف پورا کیوں نہیں ہوا؟

جناب سپیکر: براہِ مہربانی جو حضرات ایگریکلچر منسٹر صاحب کے پاس بیٹھے ہیں وہ ان سے بات نہ کریں۔ ان کو بات سننے دیں کیونکہ انہوں نے جواب دینا ہے۔ محترمہ! سوال repeat کریں کیونکہ وہ کسی اور دھیان میں تھے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ جو ہدف مقرر کیا گیا تھا وہ پورا کیوں نہیں ہو سکا، اس کی کیا وجوہات تھیں اور کیا اب حکومت ان وجوہات کو ختم کرنے کے لئے کوئی اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ 08-2007 میں مجموعی طور پر پنجاب میں گندم کی پیداوار کم ہوئی تھی اور بڑی مشکل سے ہم 25 لاکھ ٹن گندم procure کر سکے تھے۔ چنانچہ کچھ کو راپڑنے، کچھ پانی کی کمی کی وجہ تھی اور کچھ موسمی حالات سازگار نہیں تھے لیکن اگلے سال قیمتیں بہتر ہوئیں اور فی من گندم کی قیمت -/560 روپے تھی جو کم تھی اس کی وجہ سے مجموعی طور پر صوبے میں گندم کی پیداوار کم ہوئی۔ سرگودھا میں 08-2007 میں 4 لاکھ 68 ہزار ٹن پیدا ہوئی لیکن 09-2008 میں 4 لاکھ 96 ہزار ٹن ہوئی تھی اور 10-2009 میں 5 لاکھ 99 ہزار ٹن گندم پیدا ہوئی ہے جو بڑھی ہے۔ ایک مخصوص سال تھا جب پورے پنجاب میں گندم کی پیداوار کم ہوئی تھی۔ ایک تو اس کی فی من قیمت کم مقرر ہوئی تھی دوسرا شدید کو راپڑا تھا اور موسمی حالات ناسازگار تھے اس لئے پورے پنجاب اور سرگودھا میں بھی پیداوار کم ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: محترمہ! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی۔

جناب سپیکر: اس سوال پر آپ کا مزید تو کوئی ضمنی سوال نہیں ہے کیونکہ تین منٹ پورے ہونے والے ہیں۔ کیا پھر ہم اگلا سوال take up کریں یا bell کا انتظار کریں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں سوال نمبر 2452 ان کے ایماء پر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کون سا سوال کہہ رہے ہیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! کیا ہم سوال نمبر 2451 پر ہیں یا اگلے سوال پر چلے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ابھی ہم سوال نمبر 2451 پر ہی ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب جز (د) کے Para 3 میں کہا گیا ہے کہ ضلع سرگودھا میں سال 10-2009 میں 407 ٹریکٹر تقسیم کئے تھے۔ یہ بتایا جائے کہ 11-2010 میں یہ سکیم جاری رکھنے کا ارادہ ہے اور بجٹ میں اس کے لئے کتنی رقم رکھی گئی ہے؟ اسی طرح اسی جز کے Para 4 میں انہوں نے 830 دیہاتوں میں کاشتکاروں کو تربیتی کورسز کا ذکر کیا ہے لیکن ground on تو مجھے کچھ نظر نہیں آیا اس لئے یہ واضح کیا جائے کہ ضلع سرگودھا کی کن کن تحصیلوں میں ان ٹیموں کو تشکیل دیا گیا اور لٹریچر کاشتکاروں تک پہنچایا؟

جناب سپیکر: یہ تو آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں جز (د) کا پوچھ رہا ہوں اور اس کے آگے انہوں نے تین چار مقاصد بتائے ہیں۔ جز (د) میں ہے کہ ضلع سرگودھا میں کسانوں کی فلاح و بہبود پر گندم کی بہتر پیداوار کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہے ہیں۔ میں اقدامات کے حوالے سے پوچھ رہا ہوں کہ چھٹے اقدام میں سیڈ کارپوریشن کے تقسیم کئے جانے والے بیگ کے حوالے سے ہے تو میں چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب اس کی تھوڑی سی وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس میں کوئی seed تقسیم نہیں ہوئے تھے بلکہ حکومت نے خصوصی طور پر فوڈ سکیورٹی کے تحت ایک مہم چلائی تھی۔ گندم کی قیمت -/625 روپے سے بڑھا کر -/950 روپے فی من مقرر کی تھی اور پھر خصوصی intervention کے تحت محکمہ زراعت نے پورے پنجاب میں ایک سکیم شروع کی کہ جتنی سرکاری زمینیں پڑی ہیں وہاں پر گندم کاشت کرنی ہے اور ہر چک کے اندر کسانوں کو awareness اور آگاہی دینے کے لئے ایک "حد" بنایا گیا تاکہ گندم کی early کاشت ہو اور مشینری کے ذریعے کاشت کرنے کے حوالے سے انہوں نے خود آلات پڑھے ہیں اور اگر

کہیں تو میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں کہ وہاں پر seed کی grading کی گئی تا کہ کسانوں کو بہتر seed ملے اور انہیں زرعی آلات دیئے گئے تا کہ انہیں کاشتکاری میں آسانی ہو۔ چونکہ یہ پورے پنجاب میں سکیم تھی تو اسی سکیم کے تحت ضلع سرگودھا میں بھی کاشتکاروں کو لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت ٹریکٹر کب دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! امسال سولر انرجی پمپ کے لئے 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اور ابھی ٹریکٹروں کے حوالے سے فیصلہ ہونا ہے کیونکہ گزشتہ دو سالوں میں بیس ہزار کی تعداد میں ٹریکٹر کسانوں میں بڑے شفاف انداز میں قرعہ اندازی کے ذریعے تقسیم ہوئے ہیں اور یہ سکیم بڑی کامیاب تھی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اگر یہ سکیم کامیاب تھی تو امسال کے بجٹ میں اس کے لئے فنڈز کیوں نہیں رکھے گئے؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ انہیں رپورٹ مل گئی ہے کہ امسال ٹریکٹروں کی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے کہا تھا کہ اگر کوئی سوال ایک جماعت کی طرف سے آئے گا تو دوسری جماعت اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں کرے گی تو اب آپ کی ruling کی violation ہو رہی ہے۔ جب میں نے ان کے سوال پر ضمنی سوال کرنا چاہا تو آپ نے مجھے ٹائم نہیں دیا۔

لفٹیننٹ کرنل (ر) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

لفٹیننٹ کرنل(ر) محمد شبیر اعوان جناب سپیکر! جن لوگوں نے فلور کراسنگ کیا ہے تو ان کی پارٹی کون سی ہے؟

جناب سپیکر: اس بات کو چھوڑیں کیونکہ انہیں خود پتا ہے کہ وہ کدھر ہیں اور مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کہ کدھر ہیں اور میرے لئے سب معزز ممبر ہیں۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر2452 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا میں زرعی فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2452: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں کتنے سرکاری و پرائیویٹ زرعی فارم کہاں کہاں ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) متذکرہ ضلع میں زرعی فارم بنانے کے لئے کیا شرائط ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ زراعت کے دو شعبہ جات، شعبہ توسیع اور ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کے کل سات زرعی سرکاری فارم ہیں جن کی شعبہ وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

شعبہ توسیع

1۔ لائیوسٹاک فارم
2۔ اڈاپٹیو ریسرچ فارم
3۔ زرعی کالج فارم
4۔ سٹرس ریسرچ انسٹیٹیوٹ
5۔ فاڈر ریسرچ انسٹیٹیوٹ

شعبہ تحقیق فیصل آباد

1۔ تحقیقاتی ادارہ چارہ جات، رسالہ نمبر5 سرگودھا
2۔ تحقیقاتی ادارہ سنگترہ (اورنج) سرگودھا
(پرائیویٹ زرعی فارمز کا معاملہ محکمہ ہذا کے متعلقہ نہ ہے۔)

(ب) گاؤں کا ہر کاشتکار زرعی فارم بنانے کا اہل ہوتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ریسرچ انسٹیٹیوٹس کیا کام کر رہے ہیں اور ان پر اتنا فنڈ خرچ ہو رہا ہے تو انہوں نے کیا کام کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ریسرچ ایک اہم شعبہ ہے اور اس عمل کی ہر شعبہ میں بڑی اہم ضرورت ہے اس لئے زراعت میں بھی ریسرچ کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ ریسرچ کے ذریعے ہی ہم نے گندم کی نئی اقسام دریافت کی ہیں جن میں سحر، شفق، فرید اور لاثانی 2008 کے علاوہ کئی اور اقسام بھی ہیں۔ اسی طرح چاول کی بھی نئی اقسام تیار کرنے کے ساتھ ساتھ سرگودھا کے citrus ریسرچ فارم پر نیا seed تیار کیا ہے اور امسال ہم نے 69 ملین ڈالر کا citrus بیرونی ممالک برآمد کیا ہے جو کہ ریسرچ کے ذریعے ہی ممکن ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اسے bifurcated کریں اور یہ بتائیں کہ آپ ریسرچ کے لئے کتنی رقم خرچ کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کے دو شعبے ہیں جس میں ایک پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ ہے جس کے لئے ایک ارب روپے رکھے گئے تھے جس سے 33 پراجیکٹس مختلف پراجیکٹ مینجر کو الاٹ کئے گئے ہیں اور ان کے against 76 کروڑ روپے کی رقم ریسرچ کے لئے تقسیم ہو چکی ہے جس کی بڑی سخت مانیٹرنگ بھی ہو رہی ہے۔ ایک ٹیکنیکل ورکنگ گروپ ہے جس پر ایک ایگزیٹو کمیٹی ہے اور پھر پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ ہے جو ان کے پراجیکٹس کی نگرانی کر رہا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ ایک دو سال میں اس کام میں بہتری آئے گی۔ اس کے علاوہ ہمیں پنجاب میں سب سے بڑا مسئلہ کپاس کی فصل پر pest کے attack اور وائرس کے حملہ کا تھا تو اس حوالے سے پنجاب سیڈ کونسل نے کپاس کی 9 نئی ورائٹیوں کی منظوری دی ہے جس میں آٹھ نئی ورائٹی B.T. Cotton اور ایک ورائٹی کی جو

کہ ہماری حکومت پنجاب کی ایک تاریخی کامیابی ہے۔ ان ورائٹیوں کا ہمیں یہ فائدہ ہوا ہے کہ اربوں روپے کی pesticide جو بار بار استعمال ہوتی تھی اس کی ضرورت ختم ہو گئی ہے۔ ابھی ایک C.L.C پر کام ہو رہا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ مختص کی گئی رقم میں سے ریسرچ پر کتنی خرچ ہوئی ہے کیونکہ مجھے جو بات جواب سے سمجھ آئی ہے کہ کمیٹیاں بنی ہیں، بورڈ بنے ہیں تو کیا یہ سارا فنڈ کمیٹیوں، بورڈ اور ان کے ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہوا ہے یا ریسرچ پر بھی کوئی خرچ ہوا ہے اور اگر ریسرچ کے لئے کوئی اقدامات کئے گئے ہیں تو پھر پیداوار میں اضافہ کیوں نہیں ہوتا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ریسرچ ایک long term پروگرام ہے اور کوئی short term نہیں ہے کہ اگر آج ریسرچ شروع کریں گے تو کل اس کا رزلٹ آ جائے گا بلکہ یہ long term measures ہیں اور میں نے بتایا کہ 76 کروڑ روپے کی پوری رقم ریسرچ کے لئے ہے اور تنخواہوں پر اس میں سے ایک پیسا بھی نہیں دیا جا رہا۔ اس کے علاوہ بھی ہمارے اور پراجیکٹس ہیں جن پر closely monitoring ہو رہی ہے اور انشاء اللہ آئندہ تین چار سالوں میں آپ دیکھیں گے کہ ہمیں بہت بڑی کامیابی ہو گی۔ پنجاب سیڈ کارپوریشن نے چائنا کی سلور لینڈ کمپنی کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے جس کے نتیجے میں ایڈوانس ٹیکنالوجی حاصل ہو گی اور اس شعبہ میں مزید ترقی کے لئے ہم کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)
ضلع بہاولنگر میں ضلعی آفیسر زراعت کے دفتر کی تفصیلات

*2685: **محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولنگر میں ضلعی آفیسر زراعت(R.M) کے دفتر میں کل کتنا عملہ ہے اور کس کس سکیل کا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع میں ضرورت مند اور چھوٹے کاشتکار کو اس کی ضرورت کے مطابق کھاد نہیں مل رہی جبکہ آر ایم سفارش اور رشوت کی بنیاد پر استحقاق سے زیادہ لیکر دے رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ آفیسر کا عوامی نمائندگان اور عوام سے رویہ درست نہ ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع بہاولنگر کے مذکورہ آفس کے انچارج اور عملہ کے غیر مہذب رویہ پر محکمانہ کارروائی اور تبادلہ کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) RM(ریجنل مینجر)نام کا کوئی عہدہ محکمہ زراعت پنجاب میں نہیں ہوتا ہے۔

(ب) غیر متعلقہ ہے۔

(ج) غیر متعلقہ ہے۔

(د) غیر متعلقہ ہے۔

کسانوں کو بروقت کھاد کی یقینی فراہمی کے لئے اقدامات

*2877: **رانا محمد افضل خان:** کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں اس سال کھاد کی بروقت درآمد گی اور بروقت مہیانہ ہونے کی وجہ سے پنجاب بھر کے کاشتکار پریشانی اور اذیت کا شکار رہے آئندہ اس قسم کی پریشانی سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ اس بات کی تحقیق کی جائے اور determine کیا جائے کہ غلطی کہاں ہوئی؟

(ب) کیا کھاد درآمد کرنے کے لئے ایل/سی بروقت کھول دی گئی تھیں؟

(ج) کیا کھاد نئے گوادر پورٹ پر منگوانے کی وجہ سے مزید تاخیر ہوئی یا بہتر نتائج حاصل ہوئے؟

(د) کیا گوادر پورٹ پر کھاد منگوانے کی وجہ سے ٹرکوں کا کرایہ زیادہ ادا کرنا پڑا اور پورٹ سے کاشتکار تک ترسیل میں وقت بھی زیادہ لگا؟

(ہ) کیا پاکستان میں کھاد کی پیداوار بڑھانے کے لئے حکومت پنجاب اس شعبہ میں غیر ملکی سرمایہ دار کو پنجاب میں انڈسٹری لگانے کے لئے سہولیات دینے کی مجاز ہے اور کرنا چاہتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) کھاد کی ملک میں تیاری اور درآمد وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے۔ صوبہ پنجاب میں ربیع 09۔2008 کے دوران گندم کے زیر کاشت رقبے میں 7 فیصد اضافہ ہوا اور کھاد کی درآمدات میں تاخیر کے باعث دسمبر 2008 سے فروری 2009 میں کاشتکاران کو بوریاں کھاد کی کمی کا سامنا کرنا پڑا۔

حکومت پنجاب نے سابقہ مشکلات کے پیش نظر فصلات خریف 2009 کے لئے کھادوں کی بروقت دستیابی کے لئے محدود قانونی حدود کے اندر مندرجہ ذیل اقدامات کئے جس کی وجہ سے خریف 2009 اور ربیع 10۔2009 میں کھاد صوبہ بھر میں باآسانی دستیاب رہی۔

- کھاد کمپنیوں کی جانب سے تیار اور مہیا کی جانے والی کھاد کی تفصیلات متعلقہ اضلاع کو روزانہ کی بنیاد پر فراہم کی گئیں تاکہ اضلاع میں فراہمی کو مانیٹر کیا جاسکے۔
- فصلات خریف 2009 کے لئے یوریا 2191 ہزار ٹن اور ڈی اے پی 649 ہزار ٹن اور فصلات ربیع 10۔2009 کے لئے یوریا کھاد 2258 ہزار ٹن اور ڈی اے پی 659 ہزار ٹن کی مقدار میں کسانوں کو فراہم کی گئیں۔
- کھاد کمپنیوں کی جانب سے اضلاع کو مہیا کی جانے والی کھاد کی مقررہ قیمت پر فروخت کو یقینی بنایا گیا۔
- صوبہ پنجاب سے غیر قانونی طور پر دیگر صوبوں کو کھاد کی ترسیل روکنے کے لئے بھرپور اقدامات کئے گئے

(ب) جی ہاں! وفاقی حکومت نے ایل / سی بروقت کھول دی تھیں۔

(ج) تاخیر کی بات درست نہیں ہے۔ بلکہ گوادر پورٹ پر کھاد منگوانے سے بہتر نتائج حاصل ہوئے کیونکہ گوادر کی نسبت کراچی ایک بہت ہی مصروف بندرگاہ ہے اور وہاں پر 21 دنوں

تک کوئی برتھ فارغ نہیں تھی اس لئے وفاقی حکومت نے کسانوں کو جلد از جلد کھاد پہنچانے کے لئے جہاز کو گوادر کی بندر گاہ پر unload کروایا۔

(د) جی ہاں! وفاقی حکومت نے ٹرکوں کا کرایہ ادا کیا۔ ترسیل میں وقت لگنے کے بارے میں جواب جز(ج) میں دے دیا گیا ہے۔

(ہ) صرف وفاقی حکومت سرمایہ داروں کو انڈسٹری لگانے کے لئے سہولیات دینے کی مجاز ہے۔

محکمہ زراعت، رحیم یار خان کی زرعی مشینری کی تفصیلات

*2946: **میاں شفیع محمد:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں محکمہ کے پاس کتنے زرعی آلات موجود ہیں، آئٹم وار تفصیل بتائی جائے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں کتنے سرکاری بلڈوزر، ٹریکٹر اور لیزر لیولر موجود ہیں، کتنے ناکارہ ہو چکے ہیں اور جو قابل مرمت ہیں حکومت انہیں کب تک زیر استعمال لانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ ضلع کے لئے مزید نئے بلڈوزر، ٹریکٹر اور لیزر لیولر خریدنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں محکمہ زراعت کے پاس موجود زرعی مشینری کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

1۔ اس ضلع میں سرکاری بلڈوزروں کی تعداد 34 ہے جن میں سے 13 بلڈوزر ناکارہ ہیں جو کہ نیلام عام کے ذریعے نیلام کئے جائیں گے باقی 21 عدد بلڈوزر کام کر رہے ہیں جن میں کچھ بلڈوزر (rehabilitation) کے ذریعے بہتر حالت میں لائے جا رہے ہیں بلڈوزروں کی موجودہ تعداد رحیم یار خان کی ڈیمانڈ / ضرورت کے لئے ناکافی ہے۔

2۔ محکمہ کے فیلڈ ونگ کے پاس اس ضلع میں ٹریکٹروں کی تعداد پانچ ہے جو کہ بلڈوزروں کے لئے فیلڈ میں ڈیزل پہنچانے کے لئے زیر استعمال ہیں ان میں سے ایک ٹریکٹر ناکارہ ہے۔

3۔ محکمہ کے پاس سرکاری 12 لیزر لیولر ہیں جس میں سے 10 کام کر رہے ہیں اور 2 ناکارہ ہو چکے ہیں۔

(ج) اس ضمن میں گزارش ہے کہ محکمہ کے پاس ناکارہ بلڈوزر موجود ہیں جو کہ اپنی میعاد پوری کرنے کے بعد نیلام کئے جا رہے ہیں اور اس سلسلہ میں ضروری سرکاری کارروائی مکمل کی جا رہی ہے اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات کے مطابق نیلامی سے حاصل ہونے والی رقم سے کچھ نئے بلڈوزر خریدے جائیں گے۔

چھانگا مانگا کے جنگل میں پودے لگانے کی تفصیلات

*3361: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چھانگا مانگا کے جنگل میں محکمہ زراعت اینگرو پولیمر کیمیکل کمپنی کے تعاون سے 130 ایکڑ پر پودے لگائے گا؟

(ب) اس پراجیکٹ پر محکمہ زراعت کا کتنا فنڈ خرچ ہو گا نیز اس فنڈ کی منظوری کون سی اتھارٹی دے گی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ چھانگا مانگا کے جنگل میں محکمہ زراعت اینگرو پولیمر کمپنی کے تعاون سے پودے نصب کر رہا ہے بلکہ چھانگا مانگا جنگل محکمہ جنگلات کی ملکیت ہے اور محکمہ زراعت کا اس سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(ب) اس جز کا جواب جز (الف) میں دیا جا چکا ہے۔

ضلع وہاڑی میں سبزی منڈیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3532: **جناب طاہر اقبال چودھری:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں سبزی منڈیوں کی تعداد کیا ہے اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ منڈیوں کا رقبہ اور دکانوں کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل کیا ہے؟

(ج) یکم جنوری2008 سے یکم جنوری2009 تک مذکورہ منڈیوں کی دکانوں سے حاصل ہونے والی آمدن اور اخراجات کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع وہاڑی میں گورنمنٹ کی ملکیت منڈیوں کی تعداد پانچ ہے ان پانچ منڈیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	محل وقوع
1	کلب روڈ وہاڑی
2	بوریوالہ روڈ وہاڑی
3	ملتان روڈ بوریوالہ
4	لاہور روڈ گلومنڈی بوریوالہ
5	عقب کچہری میلسی

(ب) مذکورہ منڈیوں کا رقبہ 91 کنال 17 مرلے اور دکانوں کی تعداد 119 ہے جن کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل درج ذیل ہے۔

نام سبزی منڈی	رقبہ	تعداد دکانات
کلب روڈ وہاڑی	6 کنال	10
بوریوالہ روڈ وہاڑی	32 کنال	39
ملتان روڈ بوریوالہ	37 کنال، 18 مرلہ	37
لاہور روڈ گلومنڈی بوریوالہ	2 کنال، 12 مرلہ	2
عقب کچہری میلسی	13 کنال، 7 مرلہ	31

(ج) یکم جنوری 2008 سے یکم جنوری 2009 تک مذکورہ منڈیوں کی دکانوں سے حاصل ہونے والی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام سبزی منڈی	آمدن	اخراجات
کلب روڈ وہاڑی	5,40,573/-	1,54,617/-
بوریوالہ روڈ وہاڑی	غیر فعال	غیر فعال
ملتان روڈ بوریوالہ	12,13,155/-	6,56,181/-
لاہور روڈ گلومنڈی بوریوالہ	8,57,630/-	53,040/-
عقب کچہری میلسی	4,56,000/-	3,14,442/-

غیر معیاری بیج وزرعی ادویات کی تفصیلات

*3545: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ پنجاب میں سیڈ کمپنیوں کی رجسٹریشن اور جانچ پڑتال وفاقی حکومت کرتی ہے؟

(ب) کیاحکومت پنجاب نے غیر معیاری بیج اور غیر معیاری زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے کوئی عملی اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ج) پنجاب میں بیج اور ادویات کا معیار چیک کرنے کے لئے لیبارٹریز ہیں، اگر ہاں تو کتنی اور کہاں کہاں پر؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔ غیر معیاری بیج اور غیر معیاری زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کا اختیار سیڈ ایکٹ1976 کے مطابق وفاقی حکومت کے پاس ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے اپنے قانونی دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے غیر معیاری بیج اور غیر معیاری زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں۔

* صوبائی حکومت نے پنجاب کے زرعی تحقیقی اداروں کو پابند کیاہے کہ کوئی بیج کسی کو بھی مہیانہ کیا جائے۔
* غیر معیاری زرعی ادویات کا کاروبار کرنے والے کاروباری حضرات کے خلاف بلا تمیزی قانونی کارروائی کی۔
* ضلع کی سطح پر ٹال فری کنٹرول لائن 02200 - 0800 کی تشہیر کی جاتی ہے تاکہ جعلی زرعی ادویات کی اطلاع پر فوری کارروائی عمل میں لائی جاسکے۔ اس کے علاوہ پیسٹی سائیڈز کے تجزیہ کو تین دن کے اندر یقینی بنایا جاتا ہے۔

ان تمام کاوشوں کے نتیجے میں ملاوٹ کی شرح 18.77 فیصد سے کم ہو کر 2.47 فیصد رہ گئی ہے۔

(ج) پنجاب میں بیج کا معیار چیک کرنے کے لئے حکومت پنجاب کی کوئی لیبارٹری نہیں ہے۔ البتہ وفاقی حکومت کی 14 لیبارٹریاں کام کر رہی ہیں۔ زرعی ادویات کو چیک کرنے کے لئے محکمہ

زراعت حکومت پنجاب کے ماتحت پنجاب میں چار پیسٹی سائیڈز ٹیسٹنگ لیبارٹریز فیصل آباد، کالاشاہ کاکو، ملتان اور بہاولپور میں کام کر رہی ہیں۔

لاہور میں مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3546: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سبزی و فروٹ منڈیوں اور مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد کیا ہے اور ان میں تعینات چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر کون کون ہیں اور یہ کب سے تعینات ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان تمام سبزی اور فروٹ منڈیوں میں کوئی صفائی کا نظام نہ ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور میں سبزی و فروٹ منڈیوں کی کل تعداد 6 ہے جو پانچ کمیٹیوں کے کنٹرول میں کام کر رہی ہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام سبزی و فروٹ منڈی	مارکیٹ کمیٹی
1	سبزی و فروٹ منڈی راوی روڈ	مارکیٹ کمیٹی لاہور
2	سبزی و فروٹ منڈی کوٹ لکھپت	مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت
3	سبزی و فروٹ منڈی ملتان روڈ	مارکیٹ کمیٹی ملتان روڈ
4	سبزی و فروٹ منڈی سنگھ پورہ	مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ
5	سبزی و فروٹ منڈی جلو موڑ	مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ
6	سبزی و فروٹ منڈی رائیونڈ	مارکیٹ کمیٹی رائیونڈ

مارکیٹ کمیٹیوں میں تعینات ایڈمنسٹریٹرز کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نام مارکیٹ کمیٹی	نام ایڈمنسٹریٹرز	تاریخ تعیناتی
لاہور	میاں منیر احمد (ڈائریکٹر مارکیٹ کمیٹیز پراونشل فنڈ بورڈ)	10-06-2009
کوٹ لکھپت	نیر جلال (ای اے ڈی اے (ای اینڈ ایم) ہیڈ کوارٹر آفس لاہور	30-10-2008
ملتان روڈ	چودھری بشیر احمد دوگل (ڈی ڈی اے (ای اینڈ ایم) ہیڈ کوارٹر آفس لاہور	13-3-2010
سنگھ پورہ	مہر ریاض احمد (ای اے ڈی اے (ای اینڈ ایم) ہیڈ کوارٹر آفس لاہور)	27-05-2009

رائیونڈ محمد ضیغم نواز(زراعت آفیسر(ای اینڈ ایم)ہیڈ کوارٹر آفس لاہور) 05-05-2009

(ب) یہ درست نہ ہے۔ سبزی و فروٹ منڈی راوی روڈ اور کوٹ لکھپت میں صفائی کا کام پرائیویٹ کمپنی کو ٹھیکہ پر دیا ہوا ہے۔ جہاں صفائی کا کام باقاعدگی سے ہو رہا ہے اور مارکیٹ کمیٹی کا عملہ صفائی کا باقاعدہ جائزہ لیتا ہے اور ٹھیکہ دار کی صفائی کا ماہانہ بل بعد از تصدیق صدور انجمن آڑھتیاں سبزی و پھل منڈی تحریری رپورٹ لینے کے بعد ادا کیا جاتا ہے۔ جبکہ باقی منڈیوں میں مارکیٹ کمیٹی نے اپنا صفائی کا عملہ اس کام کے لئے تعینات کیا ہوا ہے۔ البتہ مارکیٹ کمیٹی ملتان روڈ اور سنگھ پورہ نے اپنے عملہ کے ساتھ ساتھ صفائی کے لئے جدید مشینری مثلاً ٹریکٹر اور ٹرالی وغیرہ کا انتظام بھی کیا ہوا ہے۔

تحصیل منچن آباد بہاولنگر شہر میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی تفصیلات

*3575: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ زراعت تحصیل منچن آباد اور بہاولنگر شہر میں زرعی ادویات میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(ب) 2008-09 میں ضلع بہاولنگر میں کتنے افراد کو جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے پر گرفتار کیا گیا اور کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ان کے نام اور پتا جات سے آگاہ کریں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت نے تحصیل منچن آباد اور بہاولنگر شہر میں زرعی ادویات میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف درج ذیل اقدامات اٹھائے ہیں:

- تحصیل منچن آباد اور ضلع بہاولنگر کے تمام پیسٹی سائیڈز انسپکٹرز کی عدلیہ، پراسیکیوشن اور پولیس کے ماہرین سے تربیت کروائی گئی ہے۔
- ضلع بہاولنگر میں پیسٹی سائیڈز کے مقدمات کی پولیس، پراسیکیوشن اور عدالت کی سطح پر باقاعدہ پیروی کو یقینی بنایا گیا ہے۔
- پیسٹی سائیڈز انسپکٹر کو قانونی معاونت اور مدد کے لئے ضلعی سطح پر ایک قانونی مقدمات کی پیروی کا سیل بنایا گیا ہے۔

- ضلعی سطح پر پیسٹی سائیڈز کے مقدمات کی تیزی سے سماعت کے لئے ایک عدالت کو مخصوص کروا کر تمام مقدمات کو اس عدالت میں سماعت کے لئے منتقل کر دیا گیا۔
- اس عدالت میں اچھی شہرت کے حامل اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر کی تعیناتی کروائی گئی ہے۔
- مقدمات کی تیزی سے سماعت اور ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچانے اور قرار واقعی سزا دلوانے کے لئے چیئرمین صوبائی ٹاسک فورس نے ضلع کے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سے میٹنگز کی ہیں۔
- ضلعی سطح پر فری ملاوٹ کنٹرول لائن 02200۔0800 کی تشہیر کی جارہی ہے تاکہ جعلی زرعی ادویات کی اطلاع پر فوری کارروائی عمل میں لائی جاسکے۔ اس لائن پر چوبیس گھنٹے میں شکایت اور خفیہ اطلاع فراہم کی جاسکتی ہے۔
- زیادہ تر چھاپے خفیہ اطلاع کی بنیاد پر مارے گئے اور تمام چھاپے کامیاب رہے۔
- صوبائی اور ڈسٹرکٹ ٹاسک فورس کمیٹی میں ہم آہنگی کو یقینی بنانے کے لئے صوبائی م فورس کے ممبران کے ضلعی سطح پر باقاعدگی سے دورے اور میٹنگ کی جارہی ہیں اور مقدمات کی پیروی اور مہم کا جائزہ اور سخت نگرانی کی جارہی ہے۔
- جعلی زرعی ادویات کی مہم کا جائزہ لینے کے لئے ضلع کی سطح پر ہفتہ وار میٹنگ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

محکمہ زراعت نے سال2008 کے دوران تحصیل منچن آباد میں 68 نمونے لئے جن میں سے دو جعلی ثابت ہوئے ان ڈیلرز اور ڈسٹری بیوٹرز کے خلاف مقدمات درج کروا دیئے گئے:۔

1۔ محمد اخلاق ولد احمد یار، النواز سپرے سنٹر غلہ منڈی روڈ، منڈی صادق گنج، محمد احمد سیلز آفیسر میسرز پین سٹار، پرائیویٹ لمیٹڈ کراچی۔

2۔ اللہ دتہ ولد قاسم علی قوم ککلہ، ککلہ سپرے سنٹر بلدیہ روڈ، منچن آباد، شیخ محمد رضوان، سٹور انچارج میسرز NH پیسٹی سائیڈز گروپ انٹرنیشنل ملتان۔

یہ مقدمات عدالت میں زیر سماعت ہیں۔

سال2009 کے دوران تحصیل منچن آباد میں اب تک مختلف ڈیلرز کی دکانوں سے 28 نمونہ جات لے کر لیبارٹری بھجوائے جاچکے ہیں جن میں 17 کے نتائج موصول ہو چکے ہیں جو کہ فٹ ہیں باقی 11 کے رزلٹ آنا باقی ہیں۔

سال2008 میں ضلع بہاولنگر میں زرعی ادویات کے 2183ڈیلرز کو چیک کیا گیا 340 نمونہ جات لے کر لیبارٹری کو بھجوائے گئے ان میں سے 23 نمونہ جات ان فٹ ہوئے اور 317 نمونہ جات فٹ آئے اور جعلی ادویات کے 1149 پیک قبضہ میں لے کر بطور مال مقدمہ حوالہ پولیس کئے گئے۔

سال2009 کے دوران ضلع بہاولنگر محکمہ زراعت کے انسپکٹرز نے کل847 ڈیلرز / دکانیں چیک کیں، 109 ادویات کے نمونہ جات حاصل کر کے لیبارٹری بھجوائے گئے جن میں سے 82 کے رزلٹ موصول ہو چکے ہیں جو کہ فٹ ہیں27 نمونوں کے نتائج آنا باقی ہیں۔

(ب) سال2008 میں ضلع بہاولنگر میں جعلی زرعی زہریں فروخت کرنے پر 20افراد کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی، ملزمان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل منچن آباد و بہاولنگر شہر میں سبزی منڈیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3576: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل منچن آباد اور بہاولنگر شہر میں واقع سبزی منڈیوں کی تعداد، ان کے رقبہ جات اور دکانات کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) ان دکانوں سے ہونے والی آمدن اور اخراجات کی سالانہ تفصیل بیان کریں؟

(ج) محکمہ کسانوں کو مذکورہ منڈیوں میں اپنی اجناس و سبزیاں لانے پر کیا کیا سہولیات فراہم کرتا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل منچن آباد میں کوئی سرکاری منڈی نہیں ہے۔ بہاولنگر شہر میں ایک سرکاری سبزی منڈی کام کر رہی ہے اس منڈی کا رقبہ، دکانات کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام سبزی منڈی	رقبہ	تعداد دکانات / پلاٹ
سبزی منڈی چشتیاں بائی پاس روڈ بہاولنگر شہر	44کنال	58

(ب) مذکورہ منڈی کی سالانہ آمدن اور اخراجات بابت سال09۔2008 کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سالانہ آمدن	سالانہ اخراجات

6لاکھ40ہزار8روپے(۔/6,40,008) 84ہزار روپے(۔/84,000)

(ج) محکمہ کسانوں کو مذکورہ منڈیوں میں اپنی اجناس کی نیلامی کے لئے پلیٹ فارم(پھڑ) سڑکیں اور شیڈ وغیرہ کی تعمیر ومرمت کے علاوہ سٹریٹ لائٹ، پینے کا ٹھنڈا پانی، پبلک باتھ روم، مسجد ، کینٹین اور پارکنگ وغیرہ کی سہولیات فراہم کرتا ہے۔ منڈیوں میں صفائی کے ساتھ ساتھ اجناس کی نیلامی کی نگرانی عملہ مارکیٹ کمیٹی کرتا ہے۔ مزید یہ کہ کسانوں کی راہنمائی کے لئے منڈیوں میں الیکٹرانک ریٹ بورڈ نصب کے گئے ہیں جن پر پنجاب کی اہم منڈیوں کے تازہ ترین تھوک نرخ ہر وقت دستیاب ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں محکمہ کی ویب سائٹ اور ٹال فری نمبر(ہیلپ لائن) بھی موجود ہے۔

زمینداروں کو بجلی یاڈیزل ٹیوب ویل لگانے کے لئے امداد دینے کی تفصیلات

*3600:جناب شیر علی خان: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیاحکومت صوبہ میں پانی کی قلت دور کرنے اور زمینداروں کی سہولت کے لئے بجلی یاڈیزل کے ٹیوب ویل لگانے کے لئے کوئی امدادی سکیم متعارف کرانے کاارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک مذکورہ سکیم متعارف کرائی جائے گی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) شعبہ زرعی انجینئرنگ محکمہ زراعت پہلے سے ہی زمینداروں کی سہولت کے لئے ارزاں نرخوں پر ٹیوب ویل بورنگ کی سہولتیں مہیا کررہاہے جس کے لئے تمام فنی معلومات، پائپ فلٹر کی خریداری، تنصیب،لوکیشن یعنی ٹیوب ویل کی تکمیل تک سارا کام بغیر کسی اضافی خرچ کے مکمل کیاجاتا ہے۔ بورنگ اور پائپس کی لوکیشن کے بعد زمیندار کو اختیار ہے کہ چاہے ڈیزل انجن یاٹریکٹر کی مدد سے پانی استعمال کرے یاپھر ٹرانسفارمر لگواکر بجلی کے ذریعے اسے چلائے ۔ موجودہ حالات میں کسی نئی امدادی اسکیم کی ضرورت محسوس نہیں ہورہی جسے متعارف کرایاجائے۔

(ب) سردست ایسی کوئی سکیم زیر غور نہیں ہے کیونکہ صوبہ پنجاب میں اس وقت 10لاکھ ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں جن میں ایک لاکھ 42ہزار ٹیوب ویل محکمہ زراعت نے سبسڈی سکیم کے تحت لگائے ہیں۔ علاوہ ازیں زیادہ ٹیوب ویلوں اور ٹربائن لگنے کی وجہ سے زیر زمین پانی کی سطح بھی خطرناک حد تک کم ہوگئی ہے اور واپڈا اس خطرے کی کئی دفعہ نشاندہی کر چکا ہے۔ اس صورتحال میں ایسی کوئی تجویز سود مند نہیں ہوگی۔

چاول کی پیداوار بڑھانے کے اقدامات

*3630: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت چاول کی فصل کی پیداوار بڑھانے کے لئے باہر کے ملکوں سے چاول کے بیج کی کوئی قسم درآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) کیا حکومت نے ہائی بریڈ قسم کی ٹیکنالوجی کی منتقلی کے لئے مختلف بین الاقوامی اداروں سے رابطہ کیا ہے اگر ہاں تو اس کے کیا نتائج برآمد ہوئے ہیں تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحقیقاتی ادارہ چاول کالا شاہ کاکو کی تیار کردہ موٹے چاول اور باسمتی اقسام کی پیداواری صلاحیت اور کوالٹی باہر کے ملکوں کی اقسام سے بہت بہتر ہے اور بین الاقوامی منڈیوں میں پاکستانی چاول کی مانگ بھی سب سے زیادہ ہے اس لئے فی الحال چاول کی فصل کا کوئی بیج باہر سے درآمد نہیں کیا جارہا ہے۔

(ب) تحقیقاتی ادارہ چاول کالا شاہ کاکو نے مختلف بین الاقوامی اداروں سے رابطہ کے ساتھ موٹی اقسام کے بہت سے ہائی بریڈز کا بیج بنا لیا ہے جن میں سے دوہائی بریڈز جائزہ تجربات کے آخری مراحل میں ہیں۔ ان ہائی بریڈز کی پکائی بھی کے ایس 282اور کے ایس کے 133سے بہتر ہے اس وقت محکمہ زراعت حکومت پنجاب باہر سے کوئی ہائی بریڈ بیج درآمد نہیں کر رہا ہے۔

کوالٹی کو بہتر بنانے کے لئے برانڈ ناموں پر زرعی ادویات فروخت کرنے کی تفصیلات

*3631: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مارکیٹ میں برانڈ، نام اور جنرک نام پر زرعی ادویات فروخت ہو رہی ہیں؟

(ب) کوالٹی کو بہتر بنانے کے لئے کیا صرف برانڈ ناموں پر زرعی ادویات فروخت کرنے کے لئے حکومت کے پاس کوئی تجویز زیر غور ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ مارکیٹ میں برانڈ نام اور جنرک نام پر زرعی ادویات فروخت ہو رہی ہیں۔ مثلاً

نام ادویات		کمپنی کا نام
جنرک نام	برانڈ نام	
پروفینوفاس	کیوراکران	سنجینٹا پاکستان لمیٹڈ
ایمامیکٹن بینزوایٹ	ٹائمر	علی اکبر انٹرپرائزز پاکستان
امیڈاکلوپرڈ	کنفیڈور	بائر کراپ سائنسسز پرائیویٹ لمیٹڈ
بائی فینتھرین	طالسٹار	ایف ایم سی پرائیویٹ لمیٹڈ

جنرک سکیم کے تحت جو زرعی ادویات دیگر ممالک میں فروخت ہو رہی ہیں ان کو پاکستان میں بھی فروخت کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ چونکہ یہ ادویات برانڈ نام کے مقابلے میں کافی سستی ہوتی ہیں اس لئے کسان یہ ادویات استعمال کر کے کم خرچے پر اپنی فصلوں کو کیڑے، بیماریوں اور جڑی بوٹیوں وغیرہ سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

(ب) جی ہاں! کوالٹی بہتر بنانے کے لئے صرف برانڈ ناموں پر زرعی ادویات فروخت کرنے کے بارے میں وفاق کے پاس تجویز زیر غور ہے۔ جونہی وفاق سے نوٹیفکیشن جاری ہوا تو اس پر

عملدرآمد کیا جائے گا۔ جنرک زرعی ادویات جو مارکیٹ میں فروخت ہو رہی ہیں معیار میں بہتر نہیں ہیں۔ اگر مقامی زرعی ادویات برانڈ ناموں سے فروخت ہونا شروع ہو جائیں تو اس سے ملاوٹ کا خدشہ کم ہو جائے گا کیونکہ کسان برانڈ ناموں سے ادویات کو پہچاننا شروع کر دیں گے جس سے مختلف کمپنیوں میں ایک صحت مند مقابلے کی فضا قائم ہو گی اور نتیجتاً معیاری زرعی ادویات کی قیمتیں بھی کم ہو سکیں گی۔

انجمن اصلاح آبپاشاں کی ذمہ داریاں وفنگشنز کی تفصیلات

*3632: **جناب طاہر اقبال چودھری:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) انجمن آبپاشاں ایکٹ مجریہ 1981 کے تحت قائم شدہ انجمن اصلاح آبپاشاں کی تشکیل، ذمہ داری اور فنگشنز کیا ہیں؟

(ب) کھالہ جات کی پختگی کے بعد ان کی ٹوٹ پھوٹ کی ذمہ داری کس کے پاس ہے اور جز(الف) میں بیان کردہ انجمن کس کو جواب دہ ہوتی ہے۔ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) انجمن آبپاشاں ایکٹ مجریہ 1981 کے تحت قائم شدہ انجمن آبپاشاں کی تشکیل اور ذمہ داری و فرائض درج ذیل ہیں:۔

تشکیل:

1. ہر وہ کاشتکار انجمن آبپاشاں کا رکن بن سکتا ہے جو کھال کی تعمیر اور درستی اور اصلاح کا مشترکہ ذمہ دار ہو یا دوسروں کے ساتھ مل کر کھال سے استفادہ کر رہا ہو۔ (مالک، مزارع، ٹھیکیدار) بشرطیکہ وہ 18 سال سے کم عمر کا نہ ہو۔
2. رکنیت کے لئے درخواست لکھ کر دی جائے گی اور اس کے ساتھ فیس رکنیت منسلک کرنی ہو گی جو ناقابل واپسی ہو گی۔ اس کے علاوہ طے شدہ رقم فی ایکڑ انجمن کو بطور اپنا حصہ ادا کرنی ہو گی۔
3. جہاں ایک کھال کے حصہ داروں کی معمولی اکثریت (51 فیصد) رضامند ہو، انجمن آبپاشاں تشکیل دی جا سکتی ہے۔
4. ایسی کوئی بھی انجمن جو اپنی رجسٹریشن کروانا چاہتی ہو، اپنے متعلقہ فیلڈ آفیسر (ضلعی آفیسر، اصلاح آبپاشی) کو محکمہ کے چھپے ہوئے فارم پر درخواست دے سکتی ہے۔

ذمہ داریاں:

1. کھال کی تعمیر نو، اصلاح، دیکھ بھال کرنا اور اسے روبہ عمل رکھنے کے لئے اقدامات کرنا۔
2. کھال کی پرائیویٹ شاخوں اور نکوں کو درست کرنا اور بہتر حالت میں رکھنا۔
3. پانی کے نظم ونسق، اس کے موزوں استعمال اور کاشتکاری کے جدید طریقوں کو اپنانے کے لئے حوصلہ افزائی کرنا۔
4. ہنگامی حالت میں کھال کی فوری درستی کے لئے مزدوروں کا بندوبست کرنا۔
5. کھال کی اصلاح کے دوران اس کی سدھائی، درستی اور نکوں کی تنصیب میں پیش آنے والی جملہ رکاوٹوں کو دور کرنا۔
6. اصلاح کے دوران متبادل کھال کا بندوبست کرنا۔
7. کھال کی اصلاح کے لئے راجوں اور مزدوروں کا انتظام کرنا۔
8. اصلاح کھال کے لئے تعمیراتی مواد کی خرید اور حساب کتاب رکھنا۔
9. محکمہ اصلاح آبپاشی کی ہدایات اور راہنمائی کے مطابق پختہ وکچے کھال کی تعمیر کرنا۔
10. حصہ داران کھال کے درمیان پانی کی تقسیم کرنا۔

(ب) کھالہ جات کی پختگی کے بعد ان کی ٹوٹ پھوٹ اور مرمت کی ذمہ داری انجمن آبپاشاں پر ہے اور جز(الف)میں بیان کردہ انجمن آبپاشاں ڈسٹرکٹ آفیسر (اصلاح آبپاشی) کو جوابدہ ہے۔

ضلع بہاولپور، جعلی زرعی ادویات کی فروخت ودیگر تفصیلات

*3700: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھارہی ہے؟

(ب) سال2007 سے آج تک مذکورہ ضلع میں کتنے افراد کو جعلی ادویات فروخت کرنے پر گرفتار کیا گیا، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب نے اپنے قانونی دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے غیر معیاری زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں۔

- غیر معیاری زرعی ادویات کا کاروبار کرنے والے کاروباری حضرات کے خلاف بلا تمیز قانونی کارروائی کی۔
- ضلع کی سطح پر ٹال فری کنٹرول لائن 02200۔0800 کی تشہیر کی جاتی ہے تاکہ جعلی زرعی ادویات کی اطلاع پر فوری کارروائی عمل میں لائی جاسکے۔ اس کے علاوہ پیسٹی سائیڈز کے تجزیہ کو تین دن کے اندر یقینی بنایا جاتا ہے۔

ان تمام کاوشوں کے نتیجے میں ملاوٹ کی شرح 18.7 فیصد سے کم ہو کر 2.47 فیصد رہ گئی ہے۔

(ب) سال 2007 سے مئی 2010 تک ضلع بہاولپور میں جعلی ادویات فروخت کرنے پر 52 افراد کے خلاف مقدمات درج کئے گئے جس میں 32 ملزمان گرفتار ہوئے جس کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	تعداد درج مقدمات
1	2007	19
2	2008	15
3	2009	13
4	جنوری تا مئی 2010	5
	میزان	52

ان ملزمان کے نام و پتا جات، ایف آئی آر نمبر مع اندراج تاریخ اور نام تھانہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی میں پروفیسرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3776: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی میں پروفیسرز کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان میں سے گریڈ 20 اور گریڈ 21 کے کتنے پروفیسرز ہیں، سنیارٹی وار لسٹ سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) 2007 اور 2008 میں پروفیسر حضرات اور دیگر انتظامیہ کے آفیسران نے میڈیکل کی مد میں کتنی کتنی رقم وصول کی؟

(د) 2007اور2008 میں یونیورسٹی انتظامیہ نے طلباء سے فیس کی مد میں کتنی رقم وصول کی مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی میں پروفیسرز کی کل تعداد22 ہے۔

(ب) گریڈ20اور گریڈ21 کے پروفیسرز کی سنیارٹی وار لسٹ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پروفیسر حضرات اور دیگر انتظامیہ نے2007 اور2008 میں جتنی رقم وصول کی ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	رقم روپوں میں
2006-07	191,518(1لاکھ91ہزار518روپے)
2007-08	356,013(3لاکھ56ہزار13روپے)

(د) 2007اور2008 میں یونیورسٹی طلباء سے وصول کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	رقم روپوں میں
2006-07	96,157,785(9کروڑ61لاکھ57ہزار785روپے)
2007-08	131,247,659(13کروڑ12لاکھ47ہزار659روپے)

ضلع قصور میں سبزی منڈیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3805: محترمہ شگفتہ شیخ: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنی سبزی منڈیاں ہیں ان کا کتنا رقبہ ہے اور کتنی دکانات ہیں نیز ان دکانات سے ہونے والی سالانہ آمدن واخراجات کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) قصور شہر کی سبزی منڈی کو کسی اور جگہ منتقل کرنے کا کوئی پروگرام ہے اگر منتقل کرنا مقصود ہے تو اسکی کیاوجہ ہے؟

(ج) ضلع قصور میں کل کتنی مارکیٹ کمیٹیاں ہیں اور ان کے لئے ممبران کا چناؤ کس طریقے سے کیا جاتا ہے؟

(د) ضلع قصور میں جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے والوں کے خلاف اب تک کتنے مقدمات درج کئے گئے، مکمل تفصیل مہیا کی جائے؟

(ہ) حکومت پنجاب نے گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت اب تک کتنے ٹریکٹر تقسیم کئے؟

(و) ضلع قصور میں اصلاح کھالہ جات پروگرام کے تحت کتنے کھالہ جات پختہ کئے گئے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور میں کل چھ سرکاری سبزی منڈیاں ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:۔

1۔ قصور (کالج روڈ قصور)

2۔ پتوکی (پتوکی)

3۔ کھڈیاں (کھڈیاں)

4۔ چونیاں (سبزی منڈی چونیاں)

5۔ پھول نگر (لیے جاگیر روڈ پھول نگر)

6۔ کنگن پور (کنگن پور)

ضلع قصور کی سبزی منڈیوں کا رقبہ، تعداد دکانات، سالانہ آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔قصور	
رقبہ	14 کنال
تعداد دکانات	27
سالانہ آمدن 09۔2008	12 لاکھ 88 ہزار 924 روپے
سالانہ اخراجات 09۔2008	5 لاکھ 67 ہزار 820 روپے
2۔پتوکی	
رقبہ	6 کنال
تعداد دکانات	38
سالانہ آمدن 09۔2008	7 لاکھ 6 ہزار 506 روپے
سالانہ اخراجات	7 لاکھ 61 ہزار 614 روپے
3 کھڈیاں	
رقبہ	4 کنال 19 مرلے 33 فٹ
تعداد دکانات	22

سالانہ آمدن09۔2008	ایک لاکھ12ہزار190روپے
سالانہ اخراجات09۔2008	2لاکھ37ہزار446روپے
4۔چونیاں	
رقبہ	5کنال
تعداد دکانات	19
سالانہ آمدن09۔2008	69ہزار395روپے
سالانہ اخراجات09۔2008	2لاکھ6ہزار548روپے
5۔پھول نگر	
رقبہ	6کنال
تعداد دکانات	21
سالانہ آمدن09۔2008	2لاکھ42ہزار680روپے
سالانہ اخراجات09۔2008	4لاکھ21ہزار916روپے
6۔کنگن پور	
رقبہ	4کنال
تعداد دکانات	8
سالانہ آمدن09۔2008	55ہزار500روپے
سالانہ اخراجات	ایک لاکھ23ہزار روپے

نوٹ: سالانہ آمدنی کی مدات میں لائسنس فیس، مارکیٹ فیس اور متفرق فیس شامل ہیں جبکہ اخراجات کی مدات میں صفائی، لائٹنگ کا انتظام، سڑکوں کی تعمیر اور پھڑ وغیرہ کی تعمیر و مرمت شامل ہیں

(ب) جی ہاں! کیونکہ 31 سال قبل 1978 میں قصور شہر کے لئے تقریباً 44 کنال رقبہ پر غلہ منڈی و سبزی منڈی مشترکہ طور پر منظور کی گئیں جس میں سے تقریباً30 کنال پر غلہ منڈی اور صرف 14 کنال پر سبزی منڈی قائم کی گئی۔ دونوں منڈیوں میں داخلے کے لئے تقریباً20 فٹ کا ایک ہی راستہ ہے۔ علاوہ ازیں گورنمنٹ کالج فار بوار قصور کے لئے بھی یہی راستہ استعمال ہوتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ منڈیوں کے اردگرد آبادی میں اضافے اور سڑکوں پر تجاوزات کے باعث یہ راستہ تنگ پڑ گیا اور ٹریفک کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ اسی وجہ سے بیوپاری حضرات اور کاشتکار حضرات اپنی زرعی اجناس قصور منڈی میں فروخت کے لئے لانے سے

گھبراتے ہیں۔ کیونکہ ٹریفک میں پھنسے رہنے کی وجہ سے منڈی میں بولی کے ذریعے زرعی اجناس کی فروخت کا مخصوص وقت ان کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اس طرح نہ صرف ان کے پھل اور سبزیاں ضائع اور باسی ہو جاتی ہیں بلکہ انہیں اپنے مال کی مناسب قیمت بھی نہیں مل پاتی جس سے ایک طرف کاشتکاروں اور بیوپاری حضرات کو مالی خسارہ اٹھانا پڑتا ہے تو دوسری طرف صارف کے لئے مہنگائی کا باعث بنتا ہے لہذا اہلیان قصور کے دیرینہ عوامی مطالبے کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب محکمہ زراعت مارکیٹنگ نے آئندہ 50 سالہ ضروریات کے پیش نظر دیپالپور روڈ پر دولے والا سٹاپ کے نزدیک جدید معیاری سبزی و پھل منڈی کے لئے تقریباً290 کنال جگہ منتخب کی ہے۔

(ج) ضلع قصور میں کوٹ رادھا کشن سمیت7مارکیٹ کمیٹیاں ہیں۔ جن کے نام جز(الف)میں دیئے گئے ہیں۔پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس (جنرل)رولز1979 کے قاعدہ(2)9 کے تحت سیکرٹری زراعت حکومت پنجاب بذریعہ نوٹیفکیشن مارکیٹ کمیٹیوں کی تشکیل کے لئے تاریخ مقرر کرتا ہے۔ اگر اس تاریخ کے وقت ضلع کونسل موجود ہو تو ضلع ناظم ہر مارکیٹ کمیٹی کے طے شدہ ممبران کی تعداد کے مطابق اپنی سفارشات کے ساتھ ہر اسامی کے لئے2 افراد کا پینل ضلع کونسل کے سامنے پیش کرتا ہے۔ ضلع کونسل اس پینل میں سے ایک ایک نام مارکیٹ کمیٹی کی ہر نشست کے لئے منتخب کرتی ہے۔ تاہم ضلع کونسل ضلع ناظم کی سفارشات کو کل یا جزوی طور پر قبول کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ اگر حکومت کی طرف سے مقرر شدہ تاریخ کے وقت ضلع کونسل موجود نہ ہو تو درج بالا طریق کار کے مطابق متعلقہ ضلعی رابطہ آفیسر ممبران کے ناموں کے پینل کی سفارشات حکومت کو ارسال کرتا ہے اور حکومت اس پینل سے ممبران کے نام منتخب کر کے نوٹیفائی کرتی ہے۔

(د) ضلع قصور میں سال09۔2008 کے دوران کل 18 افراد کے خلاف جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے کے خلاف مقدمات درج کئے گئے جن کی تفصیل مع نام، پتا جات، ایف آئی آر نمبر کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ملزم اور پتا جات	ایف آئی آر نمبر اور تاریخ	پولیس سٹیشن
1	محمد عاشق ولد محمد شریف،	414/05-08-2008	پھول نگر

	کھڈیاں		
2	شام الٰہی ولد مراد علی، اڈاللیانی، قصور	770/12-11-2008	قصوراے ڈویژن
3	محمد مشتاق ولد محمد یعقوب میسرز عبدالرزاق سپرے سنٹر، ورم روڈ، کھڈیاں	42708/01-09-2008	کھڈیاں
4	احتشام اشرف ولد محمد اشرف، چھانگامانگا، چونیاں	353/28-08-2008	چھانگامانگا
5	منور حسین ولد روشن دین، میسرز اجم سپرے سنٹر، تلونڈی	274/08/05-06-2008	آلہ آباد
6	محمد صادق، میسرز احمد سپرے سنٹر، تلونڈی	303/08/17-06-2008	آلہ آباد
7	شاہد اقبال ولد شوکت علی میسرز ماشاءاللہ کارپوریشن، تلونڈی	327/08/02-07-2008	آلہ آباد
8	امجد خان ولد یٰسین خان میسرز یٰسین زرعی کارپوریشن، تلونڈی	342/08/08-07-2008	آلہ آباد
9	محمد بشیر ولد محمد یعقوب، میسرز الفاروق سپرے سنٹر، سائباں زرعی مرکز غلہ منڈی پتوکی	378/08/16-07-2008	شہر پتوکی
10	ڈرائیور محمد یونس ولد کرم دین، آر آئی این 6508 اڈاہالا	351/08/22-07-2008	سرائے مغل
11	مختار احمد ولد برکت علی، میسرز احمد سپرے سنٹر نور پور کینال	112/08/15-03-2008	سردار قصور
12	تنویر احمد ٹیپو، میسرز ٹارگٹ، میسرز ٹارگٹ زرعی مرکز کچہری روڈ، قصور	416/08/01-07-2008	قصور بی ڈویژن
13	محمد افضل ولد محمد رفیق، تارہ گڑھ، قصور	47/11-03-2009	گنڈاسنگھ والا
14	محمد جاوید اقبال ولد فوج خان،	242/18-04-2009	

	قادی ونڈ		
15	ایم مشتاق ولد بشیر احمد، میسرز چودھری سپرے سنٹر، کچا پکا	253/09/11-05-2009	کھڈیاں
16	شرافت علی ولد محمد ابراہیم، میسرز عاشر سپرے سنٹر، سنگھ والا	123/09/18-05-2009	گنڈا سنگھ والا
17	محمد حنیف ولد صاب دین، میسرز مہر ایگری سروسز، ساندھا پھاٹک، ،قصور	62/09/04-06-2009	گنڈا سنگھ والا
18	محمد طارق، میسرز چودھری سپرے سنٹر، کنگن پور	66/09/02-03-2009	کنگن پور

(ہ) حکومت پنجاب نے سال09۔2008 میں گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت10 ہزار ٹریکٹر کسانوں میں ایک شفاف طریقے سے تقسیم کئے، جس میں سے 9999 ٹریکٹر کسانوں کے حوالے کر دیئے گئے ہیں جبکہ ایک ٹریکٹر کا معاملہ عدالت میں چل رہا ہے۔ حکومت پنجاب نے کسانوں کے مفاد میں اس سکیم کو مالی سال10۔2009 میں بھی جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

(و) ضلع قصور میں اصلاح کھالہ جات پروگرام کے تحت اب تک کل 836 کھالہ جات پختہ کئے گئے ہیں۔

فصل ربیع کے لئے کھاد کی یقینی فراہمی

*3812: **چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فصل ربیع2009 میں کھاد کی کمیابی کاشتکاروں کے لئے انتہائی سنگین مسئلہ رہی ہے، اگر ہاں تو فصل خریف2009 کی فصل کے لئے کھاد کی وافر اور ہر جگہ دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) ضلع شیخوپورہ میں موجودہ فصل خریف2009 کے لئے کھاد کی ضروریات، فراہمی کے لئے انتظامات اور فراہمی کے پوائنٹس کی تفصیلات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! درست ہے۔ تاہم کھاد کی بہتر طور پر فراہمی کے لئے حکومت کی طرف سے درج ذیل اقدامات کئے گئے۔

- یوریا کھاد کی بروقت درآمد کو یقینی بنانا۔
- یوریا کھاد کی ملکی پیداوار کو یقینی بنانے کے لئے سوئی گیس کی مسلسل فراہمی۔
- یوریا کھاد کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے ڈیلروں کی سطح پر مانیٹرنگ کا نظام۔

(ب) ضلع شیخوپورہ میں فصل خریف برائے سال 10۔2009 میں یوریا کھاد کی ضرورت 61ہزار 69 ٹن تھی اور یہ کمپنیوں کے رجسٹرڈ ڈیلروں سے بآسانی دستیاب تھی۔

ڈیلروں کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

داؤد ہرکولیس	57
فوجی فرٹیلائزر	55
اینگرو	27
پاک عرب	02
NPML	18

لاہور۔سبزی منڈیوں کی تعداد و دیگر متعلقہ تفصیلات

*3850: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں سبزی منڈیوں کی تعداد کیا ہے اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ منڈیوں کا رقبہ اور دکانوں کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل کیا ہے؟

(ج) یکم جنوری2007 تا30۔جون2009 ان منڈیوں کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے؟

(د) ان منڈیوں میں دکانات حاصل کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

(ہ) یہ دکانات کون سی اتھارٹی الاٹ یا نیلام عام کرتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں سبزی منڈیوں کی کل تعداد چھ ہے ۔ منڈیوں کے نام اور جائے وقوع کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

نمبر شمار	نام سبزی منڈی	جائے وقوع
1	سبزی منڈی راوی روڈ	راوی لنک روڈ،لاہور
2	سبزی منڈی کوٹ لکھپت	کوٹ لکھپت،لاہور
3	سبزی منڈی ملتان روڈ	ملتان روڈ،لاہور
4	سبزی منڈی سنگھ پورہ	سنگھ پورہ جی ٹی روڈ،لاہور
5	سبزی منڈی جلو موڑ	جلو موڑ،لاہور
6	سبزی منڈی رائیونڈ	رائیونڈ ضلع لاہور

(ب) ان منڈیوں کا رقبہ 407 کنال 14 مرلے اور دکانوں کی تعداد522 ہے جن کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	نام سبزی منڈی	رقبہ	تعداد دکانات
1	سبزی منڈی راوی روڈ	85 کنال	76
2	سبزی منڈی کوٹ لکھپت	60 کنال	123
3	سبزی منڈی ملتان روڈ	184 کنال14 مرلہ	149
4	سبزی منڈی سنگھ پورہ	44 کنال7 مرلہ	98
5	سبزی منڈی جلو موڑ	17 کنال13 مرلہ	47
6	سبزی منڈی رائیونڈ	16 کنال	29

(ج)

نمبر شمار	نام سبزی منڈی	آمدن	اخراجات
1	سبزی منڈی راوی روڈ	97لاکھ71ہزار17روپے	96لاکھ46ہزار854روپے
2	سبزی منڈی کوٹ لکھپت	1کروڑ38لاکھ51ہزار479روپے	41لاکھ66ہزار587روپے
3	سبزی منڈی ملتان روڈ	5لاکھ18ہزار705روپے	5لاکھ49ہزار986روپے
4	سبزی منڈی سنگھ پورہ	95لاکھ23ہزار911روپے	26لاکھ21ہزار500روپے
5	سبزی منڈی رائیونڈ	15لاکھ57ہزار581روپے	8لاکھ24ہزار815روپے
6	سبزی منڈی جلو موڑ	غیر فعال	غیر فعال

(د) سبزی منڈی راوی لنک روڈ، کوٹ لکھپت اور ملتان روڈLDA کی ملکیت ہیں جبکہ سبزی منڈی رائیونڈ ٹاؤن کمیٹی کی ملکیت ہے۔ یہ ادارے اپنی شرائط پر دکان / پلاٹ کرایہ پر دیتے ہیں۔

ان منڈیوں میں تمام دکانیں آڑھتیوں کو مالکانہ حقوق پر دی جاچکی ہیں۔ البتہ سبزی منڈی سنگھ پورہ اور جلو موڑ مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ کی ملکیت ہیں جن میں دکانات پنجاب ایگریکلچر پروڈیوس مارکیٹس (جنرل) رولز1979 کے قاعدہ67 کے تحت مالکانہ حقوق پر دی گئی ہیں جس کے تحت ہر منڈی میں 3/2 دکانات پہلے سے زرعی اجناس کا کام کرنے والوں کو دی گئی ہیں جبکہ باقی ماندہ دکانات بذریعہ نیلام عام کسانوں کو فروخت کی جاچکی ہیں تاہم اب ان منڈیوں میں کوئی بھی دکان یا پلاٹ قابل نیلام / الاٹ نہ ہے۔

(ہ) حکومت کی طرف سے DCO کی سربراہی میں تشکیل دی جانے والی آکشن / الاٹمنٹ کمیٹی ان دکانوں کو الاٹ یا نیلام کرتی ہے۔

گرین ٹریکٹرز کے لئے مختص بجٹ کی دیگر ضروریات کے لئے فراہمی

*3897: **جناب محمد طارق امین ہوتیانہ:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مالی سال09۔2008 میں گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت صوبہ کے کاشتکاروں کو سبسڈی پر ٹریکٹر فراہم کئے تھے تو کل کتنے ٹریکٹر کتنے کاشتکاروں کو فراہم کئے گئے تھے اور اس پر کتنی سبسڈی دی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ مالی سال10۔2009 کے بجٹ میں اس مقصد کے لئے 2۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کے تحت تمام کاشتکاروں کو فائدہ نہیں ہوتا بلکہ چند کاشتکاروں کو فائدہ ہوتا ہے جس کے اثرات عام آدمی تک نہ ہوتے ہیں؟

(د) کیا حکومت مالی سال10۔2009 کے بجٹ میں اس مقصد کے لئے مختص رقم سے کھاد اور دیگر ضروری اشیاء جن کی کسانوں کو ضرورت ہوتی ہے پر خرچ کر کے سستی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ صوبہ کی تمام آبادی کو اس سے فائدہ پہنچ سکے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مالی سال 09۔2008 میں 10ہزار ٹریکٹر10ہزار کاشتکاروں میں ایک شفاف طریقہ سے بذریعہ قرعہ اندازی تقسیم کئے گئے جبکہ فی ٹریکٹر2لاکھ روپے سبسڈی دی گئی۔اس طرح کل سبسڈی کی رقم2۔ارب روپے بنتی ہے۔

(ب) جی ہاں!

(ج) یہ درست نہ ہے۔چھوٹے کاشتکار گاؤں میں ٹریکٹرز کرائے پر حاصل کرتے ہیں۔اس طرح زیادہ ٹریکٹرز آنے سے فائدہ عام کاشتکاروں کو بھی ہوتا ہے۔

(د) فی الحال حکومت پنجاب اس طرح کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔کیونکہ 10ہزار ٹریکٹروں پر خرچ ہونے والی سبسڈی کو اگر صرف یوریا کھاد کے لئے استعمال کیا جائے تو ایک بوری پر رعایت صرف-/20روپے بنتی ہے جبکہ اس سے کہیں زیادہ سبسڈی حکومت کھاد پر فراہم کرتی رہتی ہے۔اس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے کھاد کمپنیوں کو گیس بھی سستی فراہم کی جاتی ہے تاکہ پیداواری لاگت کم ہو اور کاشتکاروں کو کھاد سستی مل سکے۔

گوجرانوالہ شہر میں زرعی کالج کے قیام کا مسئلہ

*3966: مسز قمر عامر چودھری: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دیرینہ مطالبہ کے باوجود حکومت نے ابھی تک گوجرانوالہ شہر میں زرعی کالج قائم نہیں کیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک گوجرانوالہ میں زرعی کالج اور ایک مکمل یونیورسٹی کا قیام عمل میں لائے گی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ ابھی تک گوجرانوالہ شہر میں ایک علیٰحدہ سے زرعی کالج قائم نہیں کیا گیا ہے کیونکہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے الحاق شدہ کالج "آرمی پبلک کالج آف مینجمنٹ سائنسز، 4th ایونیو گوجرانوالہ کینٹ" گوجرانوالہ شہر میں کام کر رہا ہے۔

(ب) ایک علیٰحدہ سے زرعی کالج کے قیام کے لئے محکمہ زراعت نے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کی رضامندی کے ساتھ ایک تجویز محکمہ منصوبہ بندی وترقیات کو feasibility study کے لئے بھجوائی ہوئی ہے جیسے ہی یہ Study متعلقہ محکمہ مکمل کرے گا اس تجویز پر عملدرآمد کے لئے اگلی کارروائی کا آغاز ہو جائے گا۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ماتحت ریسرچ سنٹر کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4012: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا کل رقبہ کتنا ہے۔ کتنے رقبہ پر یونیورسٹی کی بلڈنگ ہے اور کتنے رقبہ پر ریسرچ سنٹر کام کر رہے ہیں؟

(ب) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں کس کس field میں تعلیم دی جاتی ہے؟

(ج) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد بتائیں؟

(د) ان طالب علموں سے فیس کتنی وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ٹیچنگ سٹاف کی اسامیاں گریڈ اور عہدہ وار بتائیں نیز کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں اور ان کو کب تک پر کر لیا جائے گا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا کل رقبہ 2173 ایکڑ ہے زرعی یونیورسٹی کی عمارت / بلڈنگ 72 ایکڑ رقبے پر ہے اور باقی ماندہ رقبہ 2101 ایکڑ پر مشتمل ہے۔ اس رقبے میں ایم ایس سی اور پی ایچ ڈی طلباء کے لئے ریسرچ سنٹر قائم ہیں۔

(ب) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں مندرجہ ذیل فیلڈ میں تعلیم دی جاتی ہے۔

1۔ بی ایس سی (آنرز) ایگریکلچر
2۔ بی ایس سی (آنرز) ایگریکلچر اینڈ ریسورس اکنامکس
3۔ بی ایس سی (آنرز) فوڈ سائنسز اینڈ ٹیکنالوجی
4۔ بی ایس سی اینمل سائنسز
5۔ ڈاکٹر آف ویٹرنری میڈیسن

6۔ بی ایس سی (آنرز) ہوم اکنامکس

7۔ بی ایس سی ایگریکلچر انجینئرنگ

8۔ بی ایس سی (آنرز) پولٹری سائنس (ٹوبہ ٹیک سنگھ سب کیمپس)

مندرجہ بالا مضامین میں ایم ایس سی (آنرز) اور پی ایچ ڈی لیول کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں یونیورسٹی کی سائنس فیکلٹی میں کیمسٹری بائیو کیمسٹری، فزکس، سٹیٹ (stat)، زوالوجی وفشری اور باٹنی کے مضامین میں ایم ایس سی، ایم فل، اور پی ایچ ڈی کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

(ج) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں زیر تعلیم طلبا کی تعداد 10810 ہے۔

(د) ان طالب علموں سے درج ذیل فیسیں وصول کی جاتی ہیں:۔

	پہلا سمسٹر		باقی سمسٹرز	
	غیر اقامتی طلباء	اقامتی طلباء	غیر اقامتی طلباء	اقامتی طلباء
انڈر گریجویٹ	18285	23325	4070	6990
ایم فل	19150	24190	4335	7255
پی ایچ ڈی	19260	24300	4445	7365

(ہ) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ٹیچنگ سٹاف کی اسامیوں کی گریڈ اور عہدہ وار تفصیل اور خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام اسامی	منظور شدہ اسامیاں	پر اسامیاں	خالی اسامیاں
پروفیسر گریڈ21	102	72	30
ایسوسی ایٹ پروفیسر گریڈ20	182	62	120
اسسٹنٹ پروفیسر گریڈ19	183	201	18(زائد)*
لیکچرار گریڈ18	255	220	35
کل اسامیاں	722	555	167

اس وقت 38 ایڈہاک لیکچرارز مختلف خالی اسامیوں پر کام کر رہے ہیں۔ یونیورسٹی نے مورخہ 2009-01-17 کے نیشنل پریس میں 57 لیکچرارز، 41 اسسٹنٹ پروفیسر اور 4 پروفیسر کی اسامیاں مشتہر کی ہوئی ہیں اور تعیناتی کا عمل مختلف مراحل میں ہے۔ باقی ماندہ خالی اسامیاں بھی جلد مشتہر کر کے پُر کر لی جائیں گی۔

*18 زائد اسسٹنٹ پروفیسر دوسری خالی اسامیوں پر کام کر رہے ہیں۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ماتحت ریسرچ سنٹرز و دیگر تفصیلات

*4013:**خواجہ محمد اسلام:** کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ماتحت کتنے ادارے اور ریسرچ سنٹر کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں اور ریسرچ سنٹرز کے مالی سال2007-08 اور2008-09 کے اخراجات اور آمدن بتائیں؟

(ج) ہر ادارے اور ریسرچ سنٹر کے انچارج صاحبان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں نیز ان کے پاس کس کس شعبہ میں specialization کی ڈگری ہے؟

(د) ہر سنٹر اور ادارے میں کس فصل / فروٹ پر تحقیقات کی جاتی ہیں؟

(ہ) ان اداروں کی کارکردگی بتائیں کیا حکومت ان اداروں کی کارکردگی سے مطمئن ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد حکومت پنجاب کا ایک خود مختار ادارہ ہے۔ زرعی یونیورسٹی کے ماتحت کوئی ادارہ کام نہیں کر رہا۔ زرعی یونیورسٹی کا ایک ریسرچ سنٹر واٹر مینجمنٹ ریسرچ سنٹر کے نام سے یونیورسٹی میں کام کر رہا ہے۔

(ب) واٹر مینجمنٹ ریسرچ سنٹر کے مالی سال08۔2007 اور09۔2008 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال08۔2007

آمدن: 1 کروڑ27لاکھ86ہزار روپے

خرچ: 1 کروڑ27لاکھ72ہزار روپے

سال09۔2008

آمدن: 1 کروڑ19 لاکھ29 ہزار روپے

خرچ: 98لاکھ79 ہزار روپے

(ج) واٹر مینجمنٹ ریسرچ سنٹرز کے انچارج جناب پروفیسر ڈاکٹر رائے نیاز احمد ڈائریکٹر کے طور پر گریڈ21 میں کام کر رہے ہیں اور یہ اریگیشن اینڈ ڈرینج میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حامل ہیں۔

(د) واٹر مینجمنٹ ریسرچ سنٹر میں فصلات کی بجائے جدید آبپاشی کے طریقوں کو مد نظر رکھتے ہوئے فصلوں کو پانی دینے کے طریق کار پر ریسرچ کی جاتی ہے جو جدید آبپاشی کے طریقوں کو مد نظر رکھتے ہوئے فصلوں کو مناسب طریقے سے پانی دینے کے لئے تحقیق کر رہا ہے اس سنٹر میں فصلات / فروٹ پر ریسرچ نہیں کی جاتی۔

(ہ) جی ہاں! حکومت ملک کے واحد واٹر مینجمنٹ ریسرچ سنٹر کی کارکردگی سے مطمئن ہے۔ اس ادارے کے سربراہ کی زیر نگرانی ایک Bed Planting Machine ڈیزائن کی گئی ہے جو کہ نہ صرف پانی کی 50 فیصد بچت کرتی ہے بلکہ پیداوار میں بھی اضافہ کا ذریعہ ہے۔ اس ادارہ میں کھالہ جات کی بہتری، پانی کے ضیاع کو روکنا، پانی کے صحیح بہاؤ اور زمین ہموار (leveling) کرنے پر بھی ریسرچ کی جاتی ہے۔ اس ادارہ میں جاری باقی ریسرچ پراجیکٹ میں ایک اہم ترین ریسرچ Drip Irrigation پر بھی کی جارہی ہے جس سے پانی کی کمی کے مسئلے پر قابو پانے کے ساتھ ساتھ پیداوار میں بھی اضافہ ہو گا جو ملک میں خصوصاً پنجاب میں خوشحالی کا باعث بنے گا۔

لاہور میں سبزی اور فروٹ منڈیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4016: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کتنی سبزی اور فروٹ منڈیاں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان سبزی اور فروٹ منڈیوں میں کتنی دکانیں ہیں، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ج) ان دکانوں کی الاٹمنٹ کا طریق کار کیا ہے اور ان کی الاٹمنٹ کرنے کی مجاز اتھارٹی کون ہے؟

(د) ان سبزی اور فروٹ منڈیوں میں آڑھتی صاحبان کو کس شرح سے کمیشن وصول کرنے کا اختیار ہے؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ان سبزی اور فروٹ منڈیوں کے آڑھتی / دکاندار، کسانوں سے ان کی اجناس کی فروخت پر کمیشن کے علاوہ ان سے زبردستی اجناس بھی لیتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور شہر میں سبزی اور فروٹ منڈیوں کی کل تعداد 5 ہے۔ منڈیوں کے نام اور جائے وقوع کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سبزی و فروٹ منڈی	جائے وقوع
1	سبزی و فروٹ منڈی راوی روڈ	راوی لنک روڈ، لاہور
2	سبزی و فروٹ منڈی کوٹ لکھپت	کوٹ لکھپت، لاہور
3	سبزی و فروٹ منڈی ملتان روڈ	ملتان روڈ، لاہور
4	سبزی و فروٹ منڈی سنگھ پورہ	سنگھ پورہ جی ٹی روڈ، لاہور
5	سبزی و فروٹ منڈی جلو موڑ	جلو موڑ، لاہور

(ب) ان سبزی اور فروٹ منڈیوں کی تعداد 5 اور دکانوں کی تعداد 807 ہے جن کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل اس طرح سے ہے۔

نمبر شمار	نام سبزی و فروٹ منڈی	تعداد دکانات
1	سبزی و فروٹ منڈی راوی روڈ	211
2	سبزی و فروٹ منڈی کوٹ لکھپت	227
3	سبزی و فروٹ منڈی ملتان روڈ	240
4	سبزی و فروٹ منڈی سنگھ پورہ	86
5	سبزی و فروٹ منڈی جلو موڑ	43

(ج) سبزی و فروٹ منڈی راوی لنک روڈ، کوٹ لکھپت اور ملتان روڈ LDA کی ملکیت ہیں اور LDA اپنی شرائط پر دکان / پلاٹ کرایہ پر دیتے ہیں۔ البتہ سبزی و فروٹ منڈی سنگھ پورہ اور جلو موڑ مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ کی ملکیت ہیں جن میں دکانات پنجاب ایگریکلچر پروڈیوس مارکیٹس (جنرل) رولز 1979 کے قاعدہ 67 کے تحت مالکانہ حقوق پر دی گئی ہیں اس کے تحت ہر منڈی میں دو تین دکانات پہلے سے زرعی اجناس کا کام کرنے والوں کو دی گئی ہیں جبکہ باقی

ماندہ دکانات بذریعہ نیلام عام کسانوں کو فروخت / الاٹ کی جاتی ہیں تاہم اب ان منڈیوں میں کوئی بھی دکان / پلاٹ خالی نہیں ہے۔

(د) ان سبزی اور فروٹ منڈیوں میں بروئے رول66پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹ (جنرل) رولز 1979 کے تحت آڑھتی صاحبان سبزی پر3.12 فیصد اور فروٹ پر2.50 فیصد شرح سے کمیشن وصول کرنے کے مجاز ہیں۔

(ہ) متعلقہ مارکیٹ کمیٹی اور حکومت کے علم میں جب بھی کسی ذریعہ سے ایسی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو فوراً قانون کی خلاف ورزی کرنے والے ایسے آڑھتی / دکاندار کے خلاف بروئے سیکشن37پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس آرڈیننس1978 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے استغاثہ مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں برائے جرمانہ بھیجا جاتا ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب، گندم کی پیداوار کے مقابلے میں انعامات دینے کی تفصیلات

*4072: **جناب شاہجہان احمد بھٹی:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ننکانہ صاحب میں زیادہ گندم کی پیداوار کےcompetition میں کن کن زمینداروں کو انعامات دے گئے ہیں، زمینداروں کے نام، ولدیت وپتاجات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) اس مقابلہ کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا گیا، مکمل ریکارڈ معزز ایوان میں فراہم کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع ننکانہ صاحب میں جن کاشتکاروں کو پیداواری مقابلہ زیادہ گندم اگاؤ مہم 09۔2008 میں انعامات دیئے گئے ہیں ان کے نام ولدیت اور ایڈریس بمطابق نوٹیفکیشن نمبرSG/3596 مورخہ 2009-6-01 ازاں کمشنر صاحب لاہور ڈویژن لاہور، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) طریق کار:

پیداواری مقابلہ زیادہ گندم اگاؤ مہم 09۔2008 کے سلسلہ میں وہی طریق کار اختیار کیا گیا جو کہ حکومت پنجاب محکمہ زراعت نے وضع کیا تھا اور بذریعہ چٹھی نمبری (reward) 2008/5۔7(Ext)SOA مورخہ 2009۔4۔8 دفتر ھذا میں وصول ہوا۔

ریکارڈ کے ضمن میں عرض ہے کہ ضلع ننکانہ صاحب میں دستیاب وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے وسیع پیمانے پر تشہیر کی گئی جس کے نتیجہ میں مندرجہ ذیل تعداد میں درخواستیں موصول ہوئیں۔

نمبر شمار	نام تحصیل	درخواستوں کی تعداد
1	ننکانہ صاحب	1329
2	شاہ کوٹ	120
3	سانگلہ ہل	152
4	صفدر آباد	235
5	میزان	1836

برائے کٹائی گندم منتخبہ پلاٹس، مرکز اور تحصیل لیول کی کمیٹیاں منجانب ایگزیگٹو ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت ننکانہ صاحب تشکیل دی گئیں اور بروئے مراسلہ نمبری Agri/NNS /EDO/64۔858 مورخہ 2009۔4۔13 افسران بالا اور کمیٹی ممبران کو مطلع کیا گیا۔

تحصیل کی سطح پر تشکیل کردہ کمیٹیوں نے ہر مرکز سے 10 بہترین منتخب پلاٹس کی موقع پر سائنسی بنیادوں پر کٹائی کر کے پیداواری نتائج ضلعی کمیٹی ننکانہ صاحب کو ارسال کر دیئے۔

ضلعی کمیٹی کے معزز ارکان کو پیداواری مقابلہ گندم 09۔2008 کے سلسلہ میں صرف تین درخواستیں تحصیل کمیٹیوں کے خلاف موصول ہوئیں جن پر فیصلہ کیا گیا اور شکایات کا ازالہ کیا گیا۔

علاوہ ازیں کسی قسم کی کوئی شکایت کسی دفتر یا عدالت میں نہ ہے تمام درخواست گزاروں کی دادرسی کر دی گئی ہے۔ تقریب تقسیم انعامات میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے جناب محمد برجیس طاہر ممبر قومی اسمبلی کو بطور مہمان خصوصی نامزد کیا تھا اور اس کی اطلاع برائے انتظامات بذریعہ چٹھی نمبر DGA(Ext/PA/57۔3654 مورخہ 2009۔6۔27 منجانب افسران بالا موصول ہوئی تھی جس پر عمل کیا گیا۔

مذکورہ مہم کے اختتام پر کامیاب کاشتکاروں میں انعامات تقسیم کرنے کی باوقار تقریب مورخہ 2009۔08۔01 کو ضلعی حکومت ہال ننکانہ صاحب میں منعقد ہوئی جس میں درج ذیل معزز ارکان قومی وصوبائی اسمبلی نے شرکت کی۔

نمبر شمار	نام	ممبر قومی وصوبائی اسمبلی
1	محمد برجیس طاہر	ممبر قومی اسمبلی (مہمان خصوصی)
2	رائے محمد اسلم خان کھرل	ممبر صوبائی اسمبلی
3	طارق محمود باجوہ	ممبر صوبائی اسمبلی
4	سید ابرار حسین شاہ	ممبر صوبائی اسمبلی

کپاس پر وائرس کے حملے کی روک تھام کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*4195: **سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رواں سال پنجاب میں کپاس کی فصل پر پتا لپیٹ وائرس کے شدید حملہ کے باعث پیداواری ہدف مشکل ہو گیا ہے اور کسانوں نے وائرس سے متاثر لاکھوں ایکڑ اراضی پر ہل چلا دیئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 82.30 فیصد کپاس لیف کرل وائرس سے متاثر ہوئی ہے جو گزشتہ سال سے دُگنی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بورے والا، وہاڑی، میاں چنوں، میلسی، پاکپتن، چیچہ وطنی، ملتان، جلال پور پیر والا، بہاولنگر، چشتیاں، کمالیہ، علی پور، لیہ اور ساہیوال کے علاقے وائرس کے حملہ سے سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سفید مکھی اور دیگر کیڑوں کا حملہ گزشتہ سال کی نسبت زیادہ ہوا ہے اور اس کے تدارک کے لئے استعمال ہونے والی ادویات بے اثر ہو چکی ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے کپاس کی فصل کو وائرس سے بچانے کے لئے کون سے خصوصی اقدامات اٹھائے ہیں آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) رواں سال10-2009پنجاب میں کپاس کی فصل پر پتالپیٹ وائرس کا حملہ ہوا جس سے کپاس کی پچھیتی فصل زیادہ متاثر ہوئی اور کاشتکاروں نے کپاس کی فصل ختم کر کے دیگر فصلیں کاشت کر دیں۔

(ب) محکمانہ سروے تخمینہ جات کے مطابق تقریباً درست ہے۔

(ج) محکمانہ سروے تخمینہ جات کے مطابق کسی حد تک درست ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ اس سال سفید مکھی اور سبز تیلے کا حملہ گزشتہ سال کے مقابلے میں زیادہ رہا ہے تاہم ان کے تدارک کے لئے استعمال ہونے والی مؤثر ادویات مارکیٹ میں موجود ہیں۔

(ہ) جی ہاں! حکومت نے کپاس کی فصل کو لیف کرل وائرس سے بچانے کے لئے ایک مربوط حکمت عملی ترتیب دی جس کے تحت کسانوں کو درج ذیل سفارشات پر عمل کرنے کو کہا گیا۔

- کھیت کو جڑی بوٹیوں سے مکمل طور پر پاک رکھیں۔
- متاثرہ پودوں کو چھدرائی کے وقت احتیاط سے تلف کریں۔
- کپاس پر سفید مکھی کا حملہ معاشی حد سے نہ بڑھنے دیں۔کیونکہ وائرس کا اصل موجب سفید مکھی ہے۔
- سپرے کے لئے چپٹی یعنی فلیٹ فین کون ہر گز استعمال نہ کریں۔
- فصل کو خشک نہ ہونے دیں۔
- سفید مکھی کے حیاتیاتی انسداد کے لئے کرائی سوپرلا(دوست کیڑوں کے لئے) کے کارڈ جو کہ ساہیوال، وہاڑی اور اوکاڑہ کی تجربہ گاہوں میں موجود ہیں وہاں سے حاصل کر کے کھیتوں میں لگائے جائیں۔
- وائرس کے vector یعنی سفید مکھی کی نسل کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے کپاس کے ساتھ ساتھ دیگر فصلات پر سفید مکھی کی management جاری رکھیں تاکہ وائرس کے پھیلاؤ کو روکا جاسکے۔
- پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ (PARB) کے زیر انتظام کاٹن کی بیماریوں کے تدارک کے لئے دو ریسرچ پراجیکٹس امریکہ اور کینیڈا کی یونیورسٹیوں کے تعاون سے شروع کئے گئے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

ایجنڈا پر تلاوت قرآن حکیم وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ کی بجائے صرف دو الفاظ تلاوت اور نعت تحریر کرنے کا مطالبہ

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،چودھری عبدالغفور صاحب!

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور)شکریہ۔ جناب سپیکر!اسمبلی اجلاس کے لئے جاری ہونے والا ایجنڈا اور اسمبلی اجلاس کی فہرست کارروائی تمام ممبران کے سامنے رکھی جاتی ہے۔اس کے top پر اگر دیکھیں تو لکھا ہوتا ہے کہ تلاوت قرآن حکیم وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ۔ میری بڑی مؤدبانہ گزارش ہے کہ تلاوت سے مراد تلاوت قرآن حکیم ہی ہے تو یہاں سے قرآن کا لفظ اور اس سے آگے نعت رسول مقبول ﷺ اس پر لکھا ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:یہ درستی کر دی جائے۔شکریہ

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور):اس کو پرنٹ نہ کیا جائے۔ Sometime یہ نیچے گر جاتے ہیں، Sometime racks میں۔۔۔

جناب سپیکر:پھر وہ کیا کریں،وہ بتائیں؟

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر!اس کے لئے درخواست یہی ہے کہ تلاوت اور نعت کے صرف دو لفظ add کر دیئے جائیں۔ باقی جو رسول مقبول ﷺ کا نام گرامی لکھا ہوتا ہے، چونکہ نعت کے لئے یہ understood ہے کہ یہ نعت رسول مقبول ﷺ ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!انہوں نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ میں ان کو second کرتی ہوں۔

جناب سپیکر:چلیں جی،اس کو نوٹ کریں۔ میاں محمد رفیق صاحب!آپ کسی پوائنٹ آف آرڈر پر آئے تھے۔ان کے بعد محترمہ آمنہ الفت کی باری ہے۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش تھی کہ آج سپلیمنٹری سوالات پر جو پابندی لگائی گئی ہے،میری سمجھ سے یہ باہر ہے کیونکہ بہت سارے اہم سوالات ایسے تھے۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کسی ادارے میں داخلہ لے لیں جہاں آپ کو سمجھ آسکے۔آپ کی مہربانی۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے داخلہ تو لیا ہوا ہے۔ آپ سے سیکھتا ہوں۔ آج اتنے اہم سوالات تھے۔۔۔

جناب سپیکر: تمام ہی سوالات اہم ہوتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: ان میں کافی جوابات نہیں آنے دیئے گئے کیونکہ پابندی لگا دی گئی پانچ منٹ کی، چھ منٹ کی۔ اس میں پھر کتنے سوالات آسکتے تھے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور کے ملازمین کے بارے میں وزیر اعلیٰ کی یقین دہانی کے باوجود رپورٹ کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وعدہ خلافی اگر اس floor پر ہو تو وہ انتہائی بری بات ہے۔ جب پورے صوبہ کا سربراہ ایک وعدہ کر کے اس پر پورا نہ اترے تو سب کی نگاہیں اس طرف لگی ہوتی ہیں۔ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے اسی floor پر کھڑے ہو کر کہا تھا جب اشرف سوہنا صاحب نے point raise کرتے ہوئے ان لوگوں کے لئے کہا تھا جو بچے لے کر سڑک پر کھڑے ہوئے ہیں کہ ان کی تقدیر کا فیصلہ کیا جائے۔ ان کو تنخواہیں نہیں مل رہیں، وہ آج اپنے بچے لے کر اپنے روزگار کے لئے سڑک پر کھڑے ہوئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہیں floor پر کھڑے ہو کر وعدہ فرمایا تھا کہ دو دن بعد میں اس کی رپورٹ خود اسمبلی کے floor پر پیش کروں گا۔ آج سب اسی حوالے سے ان پر نظریں لگائے بیٹھے ہیں اور جب وہ دو دن بعد آئے تو میں نے ان کو اس floor پر کیا ہوا وعدہ یاد دلانے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے وہ ہاؤس سے جا چکے تھے۔ میں آپ کے توسط سے چاہتی ہوں کہ یہاں پر وزیر قانون صاحب بھی تشریف فرما ہیں، باقی تمام ممبران بھی ہیں، اوپر میڈیا بھی دیکھ رہا ہے اور یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے لوگ آج بھی باہر کیمپ لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ تپتی ہوئی دھوپ میں کھڑے ہیں اور ان کے بال بچے سب نگاہیں لگا کر کھڑے ہوئے ہیں کہ کب ان کی تقدیر کا فیصلہ ہو گا، ان کے گھر میں کب proper طریقے سے چولہا جل سکے گا، ان کو کب تنخواہیں ملیں گی اور ان کے بچوں کی فیسیں کب سکولوں میں جمع ہو سکیں گی؟ یہ بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ وہ

پورے پورے خاندان لے کر یہاں بے روزگاری کے عالم میں مال روڈ پر اتنی مدت سے کیمپ لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے حقوق کے مطالبے کے لئے ہر روز کھڑے ہوتے ہیں، ہر روز ہمیں روکتے ہیں، ہر روز احتجاج کرتے ہیں اور ہر روز میڈیا کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا سوال پیش کرتے ہیں۔ اس کے لئے ہم اتنی بے حسی کا مظاہرہ کریں کہ حکومت کے کان پر جوں رینگے اور نہ ہمارا کچھ بال بیکا ہو۔ یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے، یہ ناانصافی نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کے لئے کون آواز بلند کرے گا اور کون ان کے لئے آگے بڑھ کر کام کرے گا؟ میری آپ سے استدعا ہے کہ براہ مہربانی یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے ملازمین کے لئے کچھ نہ کچھ کیا جائے اور اس کی رپورٹ جیسا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے وعدہ کیا تھا اس کو یہاں House میں پیش کیا جائے۔ میں اس کے لئے پُرزور احتجاج کرتی ہوں۔ خدارا اس کے لئے آپ کی طرف سے بھی کوئی نہ کوئی comments آنے چاہئیں، آپ کی طرف سے بھی کوئی نہ کوئی بات آنی چاہئے تاکہ وہ لوگ اپنے درد کا مداوا کر سکیں اور اپنے بچے لے کر تپتی ہوئی دھوپ میں کھڑے ہونے کی بجائے اپنے گھروں میں جا سکیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: یہ تقریر کا آدھا حصہ ہے، ابھی آدھی انہوں نے پھر کرنی ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں! لاء منسٹر صاحب! ان کے بعد آپ ان کی بات کا جواب دیں گے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! اس وقت پنجاب سپورٹس بورڈ کے Daily Wages ملازمین کو فارغ کیا جا رہا ہے۔ یہاں منسٹر سپورٹس بھی موجود ہیں میں یہ جاننا چاہ رہا ہوں کہ اس میں حکومت کی کیا پالیسی ہے اور Daily Wages ملازمین کو کیوں فارغ کیا جا رہا ہے؟ میں بھی جاننا چاہ رہا ہوں اور یہ ایوان بھی جاننا چاہ رہا ہے کہ اتنے ملازمین جن کے چولہے جل رہے ہیں اور وہ روزگار پر لگے ہوئے ہیں ان کو فارغ کرنے میں حکومت کی کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سپورٹس!

وزیر کھیلیں / امور نوجوانان و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): شکریہ۔ جناب سپیکر! پنجاب سپورٹس بورڈ کے جو Daily Wages ملازمین ہیں کسی کو بھی فارغ نہیں کیا جارہا ہے۔ یہ سفارش محکمے کی طرف سے آئی تھی لیکن اس کو reject کیا جاچکا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رفیق صاحب! پہلے ماجدہ زیدی صاحبہ ہیں پھر ان کے بعد آپ کی باری ہے۔ محترمہ! صرف پوائنٹ آف آرڈر ہونا چاہئے کوئی speech نہیں ہونی چاہئے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: شکریہ۔ جناب سپیکر! بڑی چھوٹی سی بات ہے۔ میں آپ کی توجہ یہاں پر ایک ایسے فیصلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں جو کچھ عرصہ پہلے اس معزز ایوان میں کیا گیا تھا۔ یہاں پر رانا ثناء اللہ صاحب کے غیر قانونی پلازے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی لیکن آج تک میرے خیال میں اس کی کوئی میٹنگ ہوئی ہے اور نہ ہی اس کی کوئی رپورٹ پیش ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ پوری قوم اور یہ ایوان جاننا چاہتا ہے کہ اس پلازے کی کہانی کیا ہے؟

جناب سپیکر: یہ کہانی آپ کو آپ کے لیڈر آف دی اپوزیشن بتائیں گے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر خاص طور پر آپ کے لئے ہے۔ میں ایک شعر پڑھنا چاہتی ہوں کیونکہ آپ نے مجھے ایک خط لکھا ہے۔ خط کا جواب خط ہی ہوتا ہے لیکن میں اس کا شعر میں جواب دیتی ہوں۔ اس کے علاوہ لیڈر آف اپوزیشن چودھری ظہیر الدین صاحب کے لئے یہ شعر ہے، راجہ ریاض صاحب کے لئے یہ شعر ہے، سید ناظم حسین شاہ صاحب کے لئے اور وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب کے لئے یہ شعر ہے۔ کیونکہ میں خط کا جواب خط میں نہیں دے سکتی تو میں نے کہا شعر میں جواب دوں اور خاص طور پر یہ آپ کے لئے ہے۔

کیوں زیاں کار بنوں سود فراموش رہوں
فکر فردا نہ کروں محو غم دوش رہوں

معزز اراکین: دوبارہ سے، مکرر، مکرر۔۔۔

محترمہ فوزیہ بہرام: ٹھیک ہے۔

کیوں زیاں کار بنوں سود فراموش رہوں
فکر فردا نہ کروں محو غم دوش رہوں

نالے بلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ہمنوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب پرویز رفیق!

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس ایوان میں اور خاص طور پر وزیر قانون صاحب کی توجہ چاہتا ہوں۔ ہم بڑا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جمہوری حکومت ہے۔ کسی ایسے شخص کو جو آئین کو violate کرے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ہر روز اپنی سیٹ بدل لیتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! پہلے آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جی۔

ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی کے سپرنٹنڈنٹ کی جانب سے بھرتی کے اشتہار میں آئین کی دفعہ 27 کی خلاف ورزی

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! آئین کی severe violation کی گئی ہے۔ میں آپ کو آئین کا آرٹیکل 27 پڑھ کر سنا رہا ہوں

27(1). No citizen otherwise qualified for appointment in the service of Pakistan shall be discriminated against in respect of any such appointment on the ground only of race, religion, caste, sex, residence or place of birth:

یہ 3۔جولائی کو ملازمتوں کے سلسلہ میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی جو پہلے کر سچئن انتظامیہ ہی run کرتی تھی انہوں نے ایک اشتہار دیا ہے اور کافی ساری announce vacancies کی ہیں۔ یہاں دو vacancies announce کی ہیں جو Sanitary Workers اور Sweepers کی ہیں۔ اس پر criteria یہ لکھا گیا ہے کہ:

Primary School Certificate from a recognized school. Only non-Muslim persons who belong to minority will accommodated.

میں ان میڈیکل سپرنٹنڈنٹ صاحب کی بڑی مہربانی سمجھتا ہوں کہ انہوں نے باقی ساری ملازمتوں میں تو اس طرح کی کوئی تحریر نہیں لکھی بلکہ صرف خاکروب اور Sweeper کی ملازمت کے آگے کر سچئن اور غیر مسلم کا لفظ لکھ کر یہ Citizen of Pakistan کی majorities کے لوگوں کو بھی روکا گیا ہے۔it is a severe violation of rule میری گزارش ہے کہ اس بندے کو terminate کیا جائے اور اس کے خلاف انکوائری لگائی جائے اور جتنے بھی ایسے اشتہار دینے والے ہیں جو سرکاری ملازمتوں میں ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ گورنمنٹ آف پنجاب نے بھی پانچ فیصد کوٹا اقلیتوں کے لئے ملازمتوں میں رکھا ہے لیکن اس پر بھی عملدرآمد نہیں ہو رہا اور جو ہمارے کھاتے میں ڈالی وہ صرف sweeper کی نوکریاں ہیں اور یہ اشتہار mentality and attitude show کر رہا ہے۔میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے گزارش ہے کہ اس بندے کے خلاف ایکشن لیا جائے اور حکومت تمام سرکاری محکمہ جات کے دفاتر کو یہ ہدایت جاری کرے کہ اس طرح کا کوئی بھی اشتہار آئندہ وہ پرنٹ نہ کریں جس سے کسی بھی شہری کی دلآزاری ہو اور کسی بھی شہری کا ملازمت میں بنیادی حق مارا جائے۔شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،ان کی بات کا جواب آنے دیں۔جی،رانا صاحب!آپ سے دو باتوں کا جواب چاہئے، ایک تو محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!جو معاملہ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ نے اٹھایا ہے اس کی مکمل تفصیل میرے پاس نہیں ہے لیکن اس عرصے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو وعدہ ایوان میں کیا تھا اس کے متعلق انہوں نے متعلقہ حکام سے کہا تھا کہ اس معاملے کو آپ جلد سے جلد حل کر کے اس رپورٹ کو پیش کریں۔ اس میں دراصل ان لوگوں کی ملازمت کا معاملہ نہیں ہے غالباًوہ کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں اور شاید وہ چاہتے ہیں کہ ان کو مستقل کیا جائے لیکن اس سلسلے میں جو بھی رپورٹ مرتب ہوئی ہے وہ انشاءاللہ میں ایک دو روز میں ایوان میں پیش کر دوں گا۔ باقی جو میرے بھائی پرویز صاحب نے بات کی ہے تو اس سلسلے میں فی الحال میرے پاس کوئی معلومات نہیں ہیں تو میں انہیں اپنے چیمبر میں کل انشاءاللہ اس بارے میں پوری طرح سے brief کر دوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔جی،اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!میں ایک بڑے اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔چند ہفتے پہلے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے گلبرگ اور گڑھی شاہو کے علاقوں میں جو ایک قبضہ مافیا کے پاس پٹرول پمپ کی قیمتی اراضی تھی جن کی لیز سالہاسال سے چل رہی تھی اس میں ہماری بیوروکریسی اور بہت سارے دوسرے ملازمین بھی involved تھے۔

جناب سپیکر: جی،اس سے متعلقہ منسٹر صاحب!۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب بھی اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب! غور سے سنئے گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ بڑا appreciable step تھا کہ وہی پراپرٹی جس کی لیز ایک سال میں ایک لاکھ یا ڈیڑھ لاکھ تھی اب وہ کروڑوں میں گئی ہے۔

جناب سپیکر: کیا، کہاں اور کس جگہ کی؟

جیل روڈ لاہور، ممنوعہ جگہ پر سی این جی سٹیشن کی منظوری

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! گلبرگ اور گڑھی شاہو میں جو رقم وہ لیز کی مد میں پچھلے تیس تیس سال سے ایک لاکھ یا ڈیڑھ لاکھ کی دے رہے تھے اب وہ کروڑوں میں گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت قابل تعریف step تھا کہ ان کی open auction میڈیا کی موجودگی میں کی گئی اور آپ نے دیکھا کہ ان کی auction کروڑوں میں گئی ہے۔اس کے باوجود اب بھی ہمارے محکموں میں کئی جگہ کالی بھیڑیں موجود ہیں۔ میں آپ کی توجہ جس مسئلہ کی طرف دلانا چاہ رہا ہوں۔لاہور کالج فار وومن جیل روڈ کے ساتھ ایک CNG Station کی approval دی گئی ہے وہ CNG Station مکمل ہو گیا ہے اور اس پر سیل شروع ہو چکی ہے لیکن آج تک اس کی commercialization fee نہیں دی گئی اور جیل روڈ وہ جگہ ہے جس کو آج سے نہیں بلکہ پچھلے دس بارہ سال سے negative list میں دیا گیا ہے کہ وہاں پر پٹرول پمپ لگے گا اور نہ ہی کوئی CNG Station کی approval دی جائے گی لیکن 25-03-2009 کو ایک دن کے لئے اس کی commercialization اور NOC دینے کی approval اوپن کی گئی اور اسی دن اس کی approval دے کر دوبارہ اس کو بند کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں جو انتہائی افسوسناک بات ہے کہ یہ میرے پاس documents ہیں اور بعد میں یہ matter چیف سیکرٹری صاحب کے پاس گیا اور چیف سیکرٹری صاحب کا آرڈر ہے کہ for cancellation of permission which is obtained through influence کہ جو permission دی گئی تھی وہ کسی پریشر کی وجہ سے دی گئی تھی اس کو cancel کیا جائے اور یہ آرڈر 09-07-2009 کے ہیں لیکن اس کے باوجود اس کی تعمیر جاری رہی، اس کے اوپر کام ہوتا رہا اور سب سے زیادہ جہاں میں سمجھتا ہوں کہ جو گورنمنٹ کو نقصان ہوا ہے وہ یہ ہے

کہ اس میں Commercialization Fee ایک چھوٹی سڑک bird wood کے نام پر اس کی 17لاکھ فیس دی جارہی ہے۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پنجاب حکومت،وزیراعلیٰ پنجاب اور ہم سب لوگ جو پنجاب کی بہتری کے لئے اقدامات کررہے ہیں آج بھی بہت ساری کالی بھیڑیں ہمارے اندر موجود ہیں کہ انہوں نے یہ کرپشن کرکے اس کا NOC دیا اور NOC اس جگہ کا دیا جہاں پر اس کی اجازت ہی نہیں ہے اور وہ جگہ negative list میں شامل ہے تو اس پر میں پورے ہاؤس اور لاء منسٹر صاحب سے آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ اس معاملہ پر بے شک House کی کمیٹی بنائیں اور وہ اس کی باقاعدہ انکوائری کرے اور جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں چاہے وہ LDA Office کے ہیں،چاہے وہ DCO Office کے ہیں یا وہ کسی اور محکمہ کے ہیں ان کے خلاف ایکشن کیا جائے۔اگر اس طرح کے معاملات لاہور کے اندر ہوتے رہیں تو ہم بیوروکریسی اور دوسرے مافیا سے کس طرح جان چھڑائیں گے ؟شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!اعجاز شفیع صاحب نے جو point اٹھایا ہے یہ بالکل valid point ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیسے بول رہی ہیں؟ میں نے تو آپ کو اجازت ہی نہیں دی، آپ تشریف رکھیں۔ جی،ڈاکٹر سامیہ امجد!رانا صاحب یہ ذرا غور سے سنئے گا۔

محکمہ صحت کا ایف ایس سی اور O level کے طالب علموں کو میڈیکل داخلے کے لئے انٹری ٹیسٹ میں مساوی تسلیم کرنا

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!F.Sc students میڈیکل کالج میں داخلہ لینے کے لئے entrance exam دیتے ہیں،اس میں تیس سوال انگریزی کے ہوتے ہیں جن کے نمبروں کی weightage جو ہے وہ150سے180ہے۔اس دفعہ O-level اور A-level یعنی Cambridge University کے جو بچے انگریزی کا امتحان پاس کرکے وہاں کی ڈگری لیتے ہیں ان کو F.Sc کی انگریزی کے ساتھ equate کیا جارہا ہے اور ان کے لئے انگریزی کا سپیشل پرچہ hold کیا جائے گا۔

جناب سپیکر!یہ انگریزی کا پرچہ O-Level students ایک higher level انگلش میں تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے اس میں زیادہ نمبر لیں گے اور ایف ایس سی کا امتحان جو پاکستان کا امتحان ہے اس میں یہ 150اور 180نمبر کی weightage ہے وہ ایک بہت بڑا تختہ مشق بن جائے گا اور کئی سٹوڈنٹ جو پاکستان کی یونیورسٹی، کالج یا بورڈ سے پاس کرتے ہیں تو ان کے لئے یہ بہت بڑی زیادتی ہوگی۔سائنس کے امتحانات جس میں فزکس کیمسٹری اور بائیو کیمسٹری ،میڈیکل کالجز کی studies اور science as a language ہے وہ ایک الگ چیز ہے، وہ امتحان کا criteria تھا اور یہ انگریزی کے پرچہ کو20تاریخ کو الگ hold کر کے امتحانوں میں مشتہر کر دیا گیا ہے اس پر stay لینے کی باتیں اور جو ایک اضطراب پایا جاتا ہے اس کو روکا جائے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ University Cambridge اور A-Level کی انگریزی جو پڑھائی جاتی ہے۔اس میں ہم ایک نیا پنڈورہ باکس کھول رہے ہیں۔میں آپ کی وساطت سے ہیلتھ سے متعلقہ بات کرنا چاہتی ہوں۔شہباز شریف صاحب خود اس چیز کو handle کرتے ہیں،ایف ایس سی کے students کی کئی جگہ پر Entry Test کے لئے ہزاروں، لاکھوں روپے ان کے parents فیسیں دیتے ہیں۔اس میں انگریزی کا مضمون انگلینڈ سے ،وہ کہاں سے لا کر پڑھائیں ان کے لئے entrance exam کی تیاری کروانے کے لئے تیس سوالات کا الگ پرچہ نہیں ہونا چاہئے۔میں آپ سے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ درخواست کروں گی کہ ہیلتھ سے متعلقہ جو بھی شخص responsible ہے وہ اس کو دیکھے۔اخبار "The News" میں بھی آج اس کی بڑی تفصیلی رپورٹ شائع ہو چکی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!ان کی بات کا جواب آنے دیں، کیا کر رہی ہیں؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔میں بھی ہیلتھ کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ان کی بات تو پہلے سُن لیں۔ان کی بات کا جواب آنے دیں پھر اس کے بعد سُنیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ دونوں معاملات جن کا تذکرہ محترمہ ڈاکٹر صاحبہ اور محترم اعجاز شفیع صاحب نے کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ importance کے معاملات ہیں تو یہ تحریری طور پر مجھے دے دیں تاکہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹس سے جواب لے کر اس کے اوپر مؤثر قسم کی حکمت عملی اپنائی جاسکے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے ملک ندیم کامران صاحب کو submit کروادیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے، اس کا کل متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے جواب لے لیا جائے گا۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب کوئی جواب دینے کے لئے آگئے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ایک منٹ ذرا میں ان کی بات سُن لوں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس میں، میری گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! آپ رانا صاحب سے رابطہ کرلیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ان کے پاس ٹاسک فورس موجود ہے۔ اس ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ جواب دے اس طرح سے نہیں یہ ایف ایس سی کے طلباء کے مستقبل کا سوال ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ جی۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! I am as a member on a point of order. یہ دو بہت important issues ہیں۔ ایک تو employees of UHS کا ہے، پہلے تو میں یہ بات واضح کردوں کہ UHS کے employees کی contract appointment تھی جو کہ based performance تھی، regular scales نہیں تھے۔ یہاں پر Sweeper کو 12 سے 15 ہزار روپے اور ایک جونیئر کلرک کو 25 سے 30 ہزار

روپے تک دے رہے تھے اور وہاں پر Governors independent Board of ہے جس میں ریٹائرڈ ججز، پروفیسرز اور elected representatives ہیں۔ یہ سارے cases وہ ہر سال review کرتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو وہاں بیٹھے ہوئے ہیں جن کے خلاف Secrecy Department اور دوسرے departments سے serious allegations and complaints تھیں ان کے cases جو ہیں Board of Governors نے بار بار review کئے ہیں اور انہوں نے 159 میں سے majority، 90 فیصد لوگوں کو ان کی appeal اور ان کی requisition پر واپس لیا گیا لیکن یہ اب جو 10 فیصد کے قریب لوگ ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بڑی serious کوتاہی برتی ہے even کہ انہوں نے آپ کے Secrecy Department میں malfunctioning کی ہے تو یہ وہ چند cases ہیں، Board of Governors independent board ہے اس میں، جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ ریٹائرڈ ججز، Senators representatives elected، ریٹائرڈ اور sitting Professors of Medicine and Surgery ہیں جنہوں نے یہ فیصلے کئے ہیں۔ پہلی بات تو میں یہ کہوں گا کہ اس دفعہ جو انٹری ٹیسٹ 20۔جولائی کو ہو رہا ہے اس میں ایف ایس سی کے چالیس ہزار سٹوڈنٹس appear ہو رہے ہیں جنہوں نے Part-I پاس کیا ہوا ہے۔ پنجاب میں تیس سنٹر ہیں، پنڈی میں پانچ سنٹر، ملتان میں چار، لاہور میں چھ، فیصل آباد میں تین، ڈیرہ غازی خان، بہاولنگر چکوال، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں سنٹر رکھے گئے ہیں۔ ان کے parents کی orientation کر رہے ہیں اور آپ نے اخبارات میں دیکھا ہو گا کہ الحمراء میں کل بھی ہزاروں والدین آئے تھے کسی نے A-level اور English کی بات نہیں کی۔ یہ باشعور اور پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ اس طرح ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ غلط بیانی ہے۔ Sir, I protest.

DR. ASAD ASHRAF: Let me complete.

جناب سپیکر: نہیں، آپ ان سے کیوں بات کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر اسد اشرف: میں جواب نہیں دے رہا، میں بات کر رہا ہوں۔ I'm just clarifying the position.

ڈاکٹر سامیہ امجد: نہیں، جناب سپیکر! یہ کیا بات ہوئی؟ یہ مجھے جھوٹا کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتی ہیں، آپ کس حیثیت میں بات کر رہی ہیں؟ آپ بیٹھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر !یہ مجھے جھوٹا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیاclaim کر رہے ہیں کہ کوئی parents نہیں آئے۔ میرے پاسparents آئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ !میں نے آپ کوfloor نہیں دیا۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر !سب سے پہلے تو میں آپ سے مخاطب ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا ہے۔ ایک معزز رکن جو دوسری بار یہاں پر آیا ہے اور پہلے بھی بڑے عہدے پر رہ چکا ہے کیا اسے یہ زیب دیتا ہے کہ وہ ڈیڑھ گھنٹہ اوپر بیٹھ کر صحافیوں سے لقمے لے کر نیچے آئے۔ پنجاب حکومت کی طرف سے چالیس ہزار طلباء وطالبات میں کسی سے کوئی انٹری فیس نہیں لی جائے گی۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گھرال صاحب!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر !پنجاب اسمبلی کے باہر تاجر احتجاج کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر !تاجر پنجاب اسمبلی کے باہر احتجاج کر رہے ہیں، ریگل سے لے کر خیابان چوک تک فرد واحد کیsecurity کا نام لے کر تین سو دُکانیںseal کر دی گئیں۔ وہاں پر بیکریاں بھی ہیں، چھوٹے چھوٹے کھوکھے بھی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسی باتیں نہ کیا کریں۔ آپ کی مہربانی۔ ان کا جو احتجاج ہو گا وہ ہم سُن لیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر !بطور اپوزیشن میں ان کے ساتھ احتجاج میں شریک ہونے جا رہی ہوں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر !میری ایک گزارش سُن لیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! کیا کرتے ہیں؟ بھائی! میں نے گھرال صاحب کو floor دیا ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے floor دیا میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہ رہا ہوں۔ ہیلتھ سیکٹر میں ویسے تو حکومتِ پنجاب بڑے بلند و بانگ دعوے کر رہی ہے کہ ہم یہ کر رہے ہیں، فلاں کر رہے ہیں لیکن گوجرانوالہ ڈویژن میں پانچ ضلعوں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی گئی ہے۔ گوجرانوالہ، سیالکوٹ، گجرات، منڈی بہاؤالدین، حافظ آباد اور ان کے درمیان وزیر آباد میں چودھری پرویز الہیٰ نے Cardiology Centre شروع کیا تھا وہ ایک mega project تھا جو کہ ایک ارب 90 کروڑ روپے سے complete ہونا تھا لیکن صرف اور صرف گجرات کی مخالفت میں اور چودھری پرویز الہیٰ کی مخالفت میں اس اتنے بڑے mega project کو جو کم از کم ڈیڑھ کروڑ عوام کے لئے تھا۔ اگر آپ منڈی بہاؤالدین کو دیکھیں تو صرف سوا گھنٹہ میں بندہ وزیر آباد پہنچ سکتا ہے، گجرات سے پندرہ منٹ کے فاصلہ پر وہ پراجیکٹ بن رہا تھا، سیالکوٹ سے بیس پچیس منٹ لگتے ہیں اسی طرح گوجرانوالہ سے پچیس منٹ، حافظ آباد سے آدھ گھنٹہ میں لوگ وہاں پہنچ سکتے تھے لیکن اس کو جنرل ہسپتال declared کیا گیا ہے اور اس کو جنرل ہسپتال کے طور پر بنا رہے ہیں۔ گجرات اور سیالکوٹ والوں کا کیا قصور ہے، کیا صرف یہی قصور ہے کہ وہ گجرات کے قریب رہتے ہیں اور وہ چودھری پرویز الہیٰ کے ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے ساتھ کیوں یہ زیادتی کی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ تحریری طور پر کوئی بات لائیں، اس طرح اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کے باہر لوگ احتجاج کر رہے ہیں۔ اس ہاؤس کی ہمیشہ سے یہ روایت رہی ہے کہ یہاں سے کچھ ممبران کی کمیٹی بنا کر مذاکرت کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ ہماری اسمبلی کے باہر کچھ تاجر احتجاج کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں تو مہربانی کر کے ایک کمیٹی بنا دیں جو وہاں جا کر ان سے بات کر کے ان کے مسئلہ کو تو سنے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ نرگس فیض ملک: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہاں پر ایک request کرنا چاہتی ہوں کہ سستی روٹی سکیم کے سلسلے میں حکومت جو mechanical تنور لگا رہی ہے اس کے تمام ٹھیکوں کی ذمہ داری حنیف عباسی پنڈی کے جو ایم پی اے ہیں ان کو دی جا رہی ہے، ان کے ذریعے یہ سارا کام ہو رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایک تنور پر 2 لاکھ 35 ہزار روپے لاگت بتائی جا رہی ہے جبکہ جو firm بنا رہی ہے میں اس کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ دیا جا رہا ہے۔ ایک تو یہ بتایا جائے کہ یہ تنور کہاں کہاں پر لگائے جائیں گے، ان کی کتنی تعداد ہو گی؟

جناب سپیکر: یہ Question Hour نہیں ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ایک سکینڈ دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، بہت مہربانی۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! اتنا پیسا subsidy کے لئے دیا جا رہا ہے۔ حکومت کے پاس تنخواہیں دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، آپ طریقے سے چلیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: بہت مہربانی، میں آپ کی توجہ اس طرف چاہتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order please.

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ احتجاج لوگوں کا حق ہے۔ احتجاج ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہئے، House of Commons کے سامنے بھی ہوتا ہے، Indian Parliament کے سامنے بھی ہوتا ہے لیکن یقین کیجئے کہ مال روڈ کا تاجر طبقہ بڑا معصوم ہے ان پر پہلے ہی بہت ظلم ہو چکے ہیں اور روزانہ مال روڈ بند ہوتا ہے اور روزانہ ہی حکومت کی بدنامی کا

باعث بنتا ہے۔2006 میں بھی مال روڈ کو تباہ کیا گیا تھا اور ابھی چار دن پہلے بھی مال روڈ پر بہت توڑ پھوڑ ہوئی ہے۔ جس وقت اجلاس ہو رہا ہوتا ہے یہاں پر روزانہ احتجاج ہوتے ہیں۔ خود میرے ساتھ یہ ہوا ہے کہ میں بہت دور سے پیدل چل کر آیا ہوں اور میرے خیال میں دوسرے معزز اراکین بھی اس طرح ہی آئے ہوں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو لوگ احتجاج کرتے ہیں یا تو ان کے لئے کوئی specific جگہ مخصوص کر دی جائے۔ جیسے Summit Minar ہے اس کے پاس کوئی جگہ مخصوص کر دی جائے جہاں یہ کھڑے ہو کر احتجاج کر لیں یا ان کے نمائندگان کو اس بات کی اجازت دے دی جائے۔ یہاں سے بھی کچھ لوگ جا کر ان سے بات کر لیں۔ آپ یقین کریں سارا سارا دن مال روڈ بند رہتا ہے اور مال روڈ کا یہ حال کر دیا گیا ہے کہ سارا سارا دن مال روڈ کے دکاندار بد دعائیں دیتے ہیں۔Traffic line کے حساب سے یہ لاہور کی main artery ہے، جب مال روڈ بند ہوتا ہے تو پورے لاہور کی traffic upset ہوتی ہے۔ میں ان کے احتجاج کے خلاف نہیں ہوں کسی کی اگر جائز بات ہے تو ضرور سنی جائے لیکن اس business hub کا بھی خدا کے لئے کوئی خیال کر لیں جو کروڑوں روپے کے ٹیکس دے رہے ہیں اور اس کے باوجود اس وقت تباہی کا سامنا کر رہے ہیں۔ اسمبلی کا مال روڈ پر ہونا کوئی جرم تو نہیں ہے، مال روڈ کے تاجروں کا کیا قصور ہے کہ پورا لاہور بند کر دیا جاتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آج آپ اس بات پر ruling دے دیں کہ ایک مختصر جگہ جو Summit Minar کے قریب ہو وہاں پر بیس پچیس لوگ آ جائیں اور ہم میں سے آپ جس کو حکم دیں وہ جا کر ان سے بات کر لے لیکن ٹریفک کو نہ روکا جائے اس سے پورا لاہور پریشان ہو جاتا ہے۔ شکریہ

محترمہ آمنہ اُلفت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! باہر لوگ احتجاج کے لئے آئے ہوئے ہیں ان کی بات سنی جائے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! ہماری روایت بھی یہی ہے کہ جب کوئی احتجاج کے لئے آتا ہے تو یہاں سے کچھ معزز اراکین ان سے جا کر بات کرتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنا دی جائے۔

(اس مرحلہ پر کئی معزز خواتین اراکینِ حزب اختلاف بیک وقت بولنے لگیں)

جناب سپیکر: آپ کیا کرتی ہیں؟لوگوں نے کیا تماشا بنایا ہوا ہے؟ مجھے بات بھی نہیں کرنے دے رہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا!پوائنٹ آف آرڈر پر آپ بولنے نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر نہیں دے رہا۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! آپ بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: میں کہتا ہوں محترمہ! آپ بیٹھ جائیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب والا!میں کوئی فضول بات نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات کا انہوں نے جواب دیا ہے۔ جو باہر کچھ حضرات آئے ہیں ان کے لئے میں ایک کمیٹی بنانا چاہتا ہوں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر اسد اشرف صاحب headed by Minister Ch Abdul Ghafoor Sahib اور ان کے ساتھ حاجی اللہ رکھا صاحب جائیں گے اور اگر وہ باہر بیٹھے ہیں تو ان کو بھی ساتھ لے جائیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب والا!اپوزیشن کی طرف سے بھی ایک رکن کو شامل کریں۔

جناب سپیکر: کیا یہ میرے لئے ضروری ہے?Is it must

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب والا!روایت تو یہی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔ میں آپ کو نہیں بھیجتا۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! آپ نے بڑی مہربانی فرمائی کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنادی کہ جا کر لوگوں سے بات کریں۔ شیخ صاحب نے بھی جو بات point out کی ہے وہ بھی نہایت اہم ہے اور ہمیں

اس پر seriously سوچنا چاہئے۔ وزیر قانون صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں اس پر اگر کوئی لائحہ عمل بن جائے تو بہتر ہے۔ دنیا کے جتنے بھی جمہوری ممالک ہیں وہاں پر احتجاج کرنے کے لئے مخصوص جگہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا مطلب Hide park کی طرز پر کوئی جگہ مخصوص ہونی چاہئے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! آپ ہم سے زیادہ تجربہ کار ہیں آپ زیادہ جانتے ہیں کہ جب روڈ بند ہوتا ہے جیسا کہ شیخ صاحب نے بھی کہا ہے کوئی جمہوری آدمی، کوئی بھی elected آدمی، کوئی جمہوری پارٹی اس احتجاج کے خلاف نہیں ہو سکتی لیکن اگر چار سو آدمی احتجاج کے لئے آتے ہیں اور پورے لاہور کی سڑکیں بلاک ہو جاتی ہیں تو پھر اس کے لئے ضرور کوئی لائحہ عمل تلاش کیا جانا چاہئے اور یہ افہام و تفہیم سے ہونا چاہئے۔ یہ ایک تجویز ہے اس پر غور وخوض کیا جائے۔ اگر اس پر کوئی بہتر decision آ جائے تو اس میں کوئی بری بات نہیں ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو ضرور consider کیا جائے اس میں جو بھی فیصلہ ہو بعد میں دیکھا جائے گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب اعجاز شفیع صاحب! آپ پہلے بات کر چکے ہیں، اب آپ کیا چاہتے ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! آپ اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنا دیں، میرے پاس کچھ documents ہیں میں وہ بھی کمیٹی کو دے دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور اس سلسلے میں آپ وزیر قانون کو مل لیں۔ محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب خالد جاوید اصغر گھرال نے وزیر آباد ہسپتال کا ذکر کیا تھا میں اس میں تھوڑی سی addition کرنا چاہتی ہوں کہ وزیر آباد کا جو ہسپتال ہے اس کو Cardiac Hospital بنانے کے لئے ڈیزائن کیا گیا تھا۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ وہاں پر پانچ اضلاع ہیں جو اس سے facilitate ہوں گے۔ کافی دنوں سے وہاں پر protest بھی چل رہا ہے کیونکہ اس ہسپتال کو جنرل ہسپتال میں convert کر دیا گیا ہے۔ مہربانی فرمائیں اور اس کو Cardiac Hospital ہی رہنے دیں

کیونکہ Cardiac Hospital اس علاقے کی ضرورت ہے۔ جس طرح شیخ صاحب نے کہا ہے کہ یہاں پر لوگ بد دعائیں دے رہے ہیں، میں کہتی ہوں کہ پورا پنجاب ہی بد دعائیں دے رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ پچھلے مہینے کی 25 تاریخ کو جب پچھلے اجلاس کا آخری دن تھا۔ آپ نے ruling دی تھی کہ House کے مائیک ٹھیک کروائے جائیں اور اس میں اذان کی آواز گونجے۔ کل عصر کی اذان کے وقت یہاں پر اذان نہیں ہوئی اور آج ظہر کی اذان کے وقت بھی یہاں پر اذان نہیں ہوئی ہے۔ جب تک اسمبلی میں اذان نہیں ہو گی میں ایوان میں نہیں بیٹھوں گا۔ میں یہاں سے walkout کرتا ہوں۔ جب تک آپ اسے ٹھیک نہیں کروا لیتے میں اس ایوان میں نہیں بیٹھوں گا۔

جناب سپیکر: جناب! آپ کے پاس گھڑی بھی ہے۔ یہاں House میں بھی گھڑی موجود ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آپ یہاں پر بھی عمل نہیں کروا سکتے تو پھر کوئی بات نہیں ہے۔ میں جا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بات سنیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں جا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میں کہتا ہوں کہ آپ بات سنیں۔

جناب محمد نوید انجم: جب تک اسمبلی میں اذان نہیں ہو گی میں نہیں آؤں گا۔

جناب سپیکر: آپ بات سنیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں پہلے بھی point out کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر: میں کہتا ہوں کہ آپ بات سن کر جائیں۔ مائیک سسٹم خراب ہو گیا ہے اور یہ ٹھیک نہیں ہو رہا ہم اس کے لئے بہت کوشش کر رہے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں جا رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن جناب محمد نوید انجم ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے۔ ہم آپ کو نہیں منائیں گے۔ سیکرٹری صاحب اس کو ٹھیک ہونے میں کتنا ٹائم لگے گا، کل تک سسٹم ٹھیک ہو جائے گا؟

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری بھی اس سلسلے میں ایک تجویز ہے۔

جناب سپیکر: اب پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ ہم نے تحاریک استحقاق take up کرنا شروع کر دی ہیں۔ اب اس کا وقت شروع ہو گیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میرا بھی ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ پہلے بھی آپ نے مجھے موقع نہیں دیا۔

جناب سپیکر: صرف آپ کے لئے یہ House نہیں ہے کسی اور کا بھی اس پر حق ہے۔ آپ صبح سے یہی کام کر رہی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! موقع ہی نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: آپ تو کمال کر رہی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! بات کرنے کا موقع تو دیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر22 جناب طاہر محمود ہندلی صاحب کی ہے۔ یہ تحریک استحقاق اس اجلاس کے لئے pending تھی۔ جناب طاہر محمود ہندلی صاحب تشریف رکھتے ہیں؟۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! نوید انجم صاحب کو بلالیں۔

جناب سپیکر: میں کیوں بلاؤں؟ میں electrician تو نہیں ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ کا موقف تو درست ہے۔

MR SPEAKER: Am I an electrician?

میں کوئی electrician ہوں؟ میں نے کسی کو منع کیا ہے کہ وہ اذان نہ دے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! ان کو منا کر لے آتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں، میں نہیں مناؤں گا۔ Let him go. یہ تحریک استحقاق dispose of کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! فوزیہ بہرام صاحبہ کچھ کہنا چاہتی ہیں ان کی بات سن لی جائے، آپ کا mood اچھا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، میں ان کی بہت سن چکا ہوں، مجھے اپنا کام کرنے دیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر23 ہے۔

رائے محمد اسلم خان کھرل: جناب! اگر جان کی امان پاؤں تو عرض کروں کہ آپ انہیں بلالیں۔

جناب سپیکر: وہ سپیکر کی بات بھی نہیں سنتے، کمال کی بات ہے، اگر تو میرا fault ہو تو پھر مجھے دشنام دیں اور کوئی بات کریں۔ الیکٹریشن کہہ رہے ہیں کہ وہ ٹھیک نہیں ہو پایا لیکن ان کو کسی نے منع نہیں کیا کہ اذان کی آواز اندر سنائی نہ دے۔ ہم مسلمان نہیں ہیں، صرف وہی زیادہ مسلمان ہیں؟ I am sorry

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! صرف ایک منٹ۔

جناب سپیکر: سوہنا صاحب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ مجھے اس بارے میں مجبور نہ کریں۔ میں نہیں بلاؤں گا۔ میں نے بات ختم کر دی ہے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں بلانے کے لئے نہیں کہہ رہا۔ انہوں نے بائیکاٹ کیا ہے، روایت کو بھی قائم رکھنا ہے۔ چونکہ انہوں نے ڈسپلن کی خلاف ورزی کی ہے اس لئے آپ انہیں نکال دیں۔

جناب سپیکر: Let him be out جی، رانا صاحب! ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 23 ہے ۔

ایس ایچ او تھانہ فیکٹری ایریا لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کے حوالے سے محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ اور محترم محسن لغاری صاحب میرے چیمبر میں تشریف لائے تھے، ان کی متعلقہ ایس ایچ او اور دوسرے افسران سے بات کروائی ہے۔ آپ لغاری صاحب سے پوچھ لیں، اگر یہ مطمئن نہیں ہیں تو پھر آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں اس تحریک کو استحقاقات کمیٹی کے ہی سپرد کرانا چاہتی ہوں۔ میں رانا صاحب کی بہت شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر: ان کی تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہم نے ایک تحریک پیش کی تھی اور رانا صاحب نے کہا تھا کہ اگلی تین چار تحاریک اسی قسم کی ہیں وہ بغیر پیش ہوئے کمیٹی کو کیسے جا سکتی ہیں؟

جناب سپیکر: ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ technical mistake ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: بات سن لیں۔اگر اسے Chair اور ہاؤس نے recommend کر کے بھیج دیا ہے تو پھر اس پر کوئی comments نہیں ہو سکتے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وہ پڑھی ہی نہیں گئیں۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر 25 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان صاحب کی طرف سے ہے۔یہ پیش ہو چکی ہے اور اس اجلاس کے لئے pending تھی اس کا کوئی جواب آ گیا ہے؟

ٹی ایچ کیو ہسپتال کہوٹہ کے ڈاکٹروں اور پولیس کا پوسٹ مارٹم میں عدم تعاون کے بارے میں افسران کو آگاہ کرنے پر معزز رکن کے خلاف مقدمہ کا اندراج

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب تو مجھے موصول نہیں ہوا باقی آپ دیکھ لیں کہ یہ کافی دیر سے pending ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ہو گئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): مجھے اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اسے دو دن تک pending کر لیتے ہیں۔ دو دن تک اس کا جواب لے آئیں، اگر آ گیا تو ٹھیک ورنہ پھر جو ہو گا۔۔۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! پچھلی بار بھی یہ assure کروایا گیا تھا کہ اس کا جواب آ جائے گا۔ ابھی ایک ہفتہ گزر گیا ہے ان کی انتظامیہ کی یہی high handedness ہے کہ I assure this august House اور آپ کو بھی assure کراتا ہوں کہ میں نے اس ڈاکٹر کو تھپڑ نہیں مارا لیکن ایف آئی آر میں میرے خلاف جو language استعمال ہوئی ہے میں نے وہ استعمال نہیں کی۔جب میں نے ان کی inefficiency۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی سٹیٹمنٹ تو آ گئی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں نے جب ان کی inefficiency کی ڈی سی اور سی پی او کو رپورٹ کی تو انہوں نے 18 گھنٹے کے بعد ایف آئی آر درج کی حالانکہ ہسپتال اور تھانے کی دیوار ملی ہوئی ہے۔جو ڈاکٹر کہتا ہے کہ مجھے تھپڑ امارا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: راناصاحب! کل تک اس کا جواب منگوالیں، نہیں تو پھر میں اسے کمیٹی کے سپرد کر دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میرے خیال میں اب تک اس کا جواب آ جانا چاہئے تھا، متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو already notice بھیجا ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کرنل صاحب کی بات بالکل اس قابل ہے کہ استحقاق کمیٹی اس کو inquire کرے۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو جواب دیا ہے آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): انہوں نے جواب دیا ہی نہیں، میں مطمئن کس بات سے ہوں؟

جناب سپیکر: آپ کل تک جواب لے لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): ٹھیک ہے۔ آپ کل کے لئے pending کر دیں، اگر جواب موصول ہو گیا تو ٹھیک ورنہ اسے کمیٹی کے سپرد کر دینا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ یہ کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے، اس کا جواب آ گیا تو ٹھیک ورنہ یہ کمیٹی کے سپرد ہو جائے گی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ ملک محمد عامر ڈوگر اور علی حیدر نور صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ دونوں میں سے کوئی صاحب تشریف رکھتے ہیں، کیا یہ تحریک پہلے پڑھی جا چکی ہے؟ راناصاحب! یہ تحریک التوائے کار نمبر 884 پہلے پڑھی جا چکی ہے، اس کا جواب آنا تھا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ اعجاز شفیع صاحب نے ایک بڑا valid point اٹھایا تھا کہ جیل روڈ پر ایک CNG Station بن رہا ہے اور اس کی Commercialization Fee کے حوالے سے کروڑوں کا نقصان ہوا ہے۔آپ اس کی تحقیقات کے لئے لاء منسٹر صاحب سے کہہ دیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے سن لیا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اگر اس معاملے کی انکوائری کے لئے کمیٹی بنا دی جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: اس میں کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔لاء منسٹر صاحب! آپ کی اعجاز شفیع صاحب سے ملاقات ہو جانی چاہئے اور یہ آپ کو اس کام کی نشاندہی کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جس معاملے کی نشاندہی کی ہے اگر اس سلسلے میں ڈیپارٹمنٹ سے کل تک جواب موصول نہ ہوا تو پھر آپ بے شک اس کے لئے کمیٹی بنا دیں جو اسے دیکھ لے گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ یہ معاملہ کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار کے دونوں محرکین تشریف نہیں رکھتے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کی طرف سے ہے لیکن ان کی یہ تحریک التوائے کار عدت کی وجہ سے اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے ورنہ یہ dispose of ہو جاتی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/22 ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، چودھری عبداللہ یوسف صاحب، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا اور محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب ایک دن میں آنا تھا لیکن ایک دن بھی کئی مرتبہ گزر چکا ہے۔

جناب سپیکر: یہ till next session pending تھی۔جی، رانا صاحب!

لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں ویسکولر سرجنز کی خالی اسامیوں کو پُر

نہ کرنے کی وجہ سے جلے ہوئے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا۔ میں اسے پڑھ دیتا ہوں کہ Vascular Surgery ایک جدید ٹیکنالوجی کا حامل شعبہ ہے جس میں qualified ڈاکٹروں کی شدید کمی پائی جارہی ہے۔ تاہم اس وقت علامہ اقبال میڈیکل کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر کی ایک پوسٹ موجود ہے جس پر ڈاکٹر اسد جواد کام کر رہے ہیں، اسی طرح چلڈرن ہسپتال لاہور میں بھی اسسٹنٹ پروفیسر کی دو پوسٹیں موجود ہیں ان پر ڈاکٹر عاصم خان اور ڈاکٹر سید سلمان شاہ تعینات ہیں جبکہ سینئر رجسٹرار کی بھی چند پوسٹیں متعلقہ قابلیت کے ڈاکٹرز کی خدمات مہیانہ ہونے کی وجہ سے چلڈرن ہسپتال لاہور میں خالی پڑی ہیں جن کو پُر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔اس کے علاوہ کسی بھی ٹیچنگ ہسپتال میں Vascular سرجن کی کوئی اسامی موجود نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس میں میری یہ submission ہے کہ terrorism میں ہمیں غریب آدمی کی سب سے پہلے sequel دیکھنا پڑتی ہے کہ بم بلاسٹ سے جو loss of limb یعنی ٹانگ بازو اور ہاتھ ضائع ہوتے ہیں اور ساری زندگی کی اپاہجیت ہو جاتی ہے اس کے لئے سپیشل Vascular Surgery میں لوگوں کو ٹرینڈ کرنا پڑے گا وہ announce کرنا پڑے گا۔ یہ اس مسئلے کی تہہ تک تو پہنچ جائیں اور کوئی commitment کرلیں short courses کر دیں چونکہ لوگوں کی ٹانگیں اور بازو کٹ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ اور خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے، اس کا نمبر 118/2010 ہے۔ یہ پڑھی جاچکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

مانگا منڈی تا مراکہ ملتان روڈ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے کی وجہ سے ٹرانسپورٹروں اور مسافروں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب یہ ہے کہ "مراکہ سے مانگامنڈی تک سڑک کی لمبائی 15 کلومیٹر ہے۔ پہلے یہ سڑک محکمہ ہائی وے کے پاس تھی۔ اس کے بعد حکومت پاکستان نے National Highway Authority Act کے تحت اس کو federalized کر لیا۔ اس وقت یہ سڑک National Highway Authority کے پاس ہے اور وہی اس کی تعمیر و مرمت اور دیکھ بھال کرنے کے مکمل طور پر ذمہ دار ہیں۔ لہذا صوبائی محکمہ مواصلات و تعمیرات پنجاب سے اس سڑک کی تعمیر و مرمت کا کوئی تعلق نہ ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہم آپ کو welcome کرتے ہیں اور میں وزیر موصوف صاحب کے جواب سے مطمئن ہوں۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے مطمئن ہونے کی صورت میں اس تحریک کو disposed of کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب! میری بات کو سنے بغیر سپیکر صاحب نے رد کر دیا، اگر یہ problem ہاؤس میں آ گیا ہے، اگر میں اسے ہاؤس میں لے آئی ہوں تو کم از کم میری بات تو سنی جاتی۔ سپیکر صاحب نے تو میری بات سنی ہی نہیں اور [*********]

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! Chair کے بارے میں اس طرح کے الفاظ مناسب نہیں ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ محکمہ صحت کے ساتھ ظلم ہے۔ یہ لوگوں کی صحت کے ساتھ ظلم ہے، اگر آپ ہماری بات نہیں سنیں گے تو پھر ہم کہاں جا کر دہائی دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ پہلے تو میں آپ کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں کیونکہ Chair کے بارے میں اس طرح کے الفاظ ویسے ہی ہاؤس کے decorum کے خلاف ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔ تحاریک التوائے کار ختم ہو جائیں تو پھر میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ اب شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 122/2010 ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اجازت ہے تو میں بات کر لوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ پڑھی جاچکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب یہ تحریک پڑھی جاچکی ہے اور pending کی گئی تھی اس کا جواب آنا ہے۔

معصوم اور یتیم بچیوں، بیواؤں اور مکروہ دھندے میں پکڑی جانی والی خواتین کے لئے وومن اینڈ چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی بنانے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ یہ کافی لمبا جواب ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں صرف اس کا relevant portion پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں لکھا ہے کہ "لاہور میں قحبہ خانوں اور Guest Houses میں جسم فروشی کے 130 مقدمات درج ہوئے، جن کے تحت 221 مرد اور 205 خواتین کو گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا۔ کسی معصوم لڑکی یا عورت کو ناجائز طور پر کسی مقدمہ میں ملوث نہیں کیا گیا۔ معزز رکن اسمبلی نے ایک انتہائی اہم مسئلہ کی جانب معزز ایوان کی توجہ مبذول کروائی ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہ ہے کہ اس مکروہ دھندے میں ملوث لوگ معصوم خواتین کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں مستقل طور پر اس دھندے میں ملوث رکھنے کے لئے ہر حربہ استعمال کرتے ہیں اور ایسے لوگ ایک مافیا کی شکل اختیار کرتے جارہے ہیں۔ پولیس قحبہ خانوں میں تادیبی کارروائی عمل میں لانے کے لئے ریسرچ وارنٹ حاصل کرنے کے بعد بھرپور کارروائی کرتی ہے اور اس گھناؤنے دھندے میں ملوث افراد کو گرفتار کر کے ان کے خلاف مقدمات درج کئے جاتے

ہیں۔ایسے افراد کے خلاف کارروائی کوElectronic and Print Media نے بھیhighlight کیا ہے۔اس سلسلے میں تمام D.P.Os کو سخت ہدایات کی گئی ہیں کہ ایسے مذموم دھندے میں ملوث افراد کے بارے میں اطلاع موصول ہونے پر فوری کارروائی عمل میں لائی جائے"۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔یہ ایک حقیقت ہے کہ خاص طور پر لاہور اور پورے پنجاب میں قحبہ خانوں کا کاروبار بڑھتے بڑھتے اتنا ہو گیا ہے کہ آج پانچ چھ bed rooms کی کوٹھی، کسی لائسنس کے بغیر Guest House بنا دی جاتی ہے۔Taxation point of view سے بھی اس کا کہیں وجود نہیں ہے۔میں یہ کہتا ہوں کہ معصوم عورتیں ان کے چنگل میں ہمیشہ کے لئے پھنس جاتی ہیں اور یہ بات اس ہاؤس کے بہت سے معزز ممبران کو بھی معلوم ہے۔یہ معصوم عورتیں پھر ساری عمر کے لئے وہیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ان کی ضمانتوں کے لئے بھی ان کے اوپر دو دو لاکھ روپے ڈال دیئے جاتے ہیں۔میری یہ درخواست ہے کہ آپ اس تحریک کوadmit کر لیں۔ہر معزز رکن اس پر اپنی آراء کا اظہار کرے۔دوسرا پولیس پارکوں میں جو couples کو پکڑتی ہے وہ بھی غلط ہے،وہاں سے بھی ایک سلسلہ چل پڑتا ہے اور یہ پولیس کے لئے booming business ہے۔بڑا آسان کام ہے کہ پولیس سادہ کپڑوں میں Parks میں جا کر couples کو تنگ کرتی ہے۔وہ ایک علیحدہ issue ہے۔Guest Houses کی شکل میں جو کچھ ہو رہا ہے اس حوالے سے میری آپ سے درخواست ہے کہ مہربانی کر کے اس تحریک کو admit کر لیں۔وزیر قانون صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ یہ ایک burning issue ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ کو بھی پتا ہے،ماشاءاللہ آپ rules کو بڑی اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کی طرف سے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اس پر گورنمنٹ کا جواب آ گیا ہے تو اب اس کے بعد بھی اگر آپ اس پر بحث کروانے کے لئے کہیں گے تو پھر ہاؤس کی sense لینا ہو گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اگلا business take up کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!اس کے اندر چونکہ وزیر قانون صاحب کا جواب آ چکا ہے۔ آپ نے بلاشبہ ایک burning issue کو point out کیا ہے۔ حکومت نے اس کو note کر لیا ہے اور اس پر اب وہ action لیں گے۔ فی الحال ہم اس کو dispose of کر دیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: آپ جو چاہتے ہیں کر لیجئے۔ آپ اللہ کے فضل و کرم سے بڑے جہاں دیدہ ہیں۔ جب آپ نے کہا کہ sense of the House لینا ہو گی تو اس طرف سے desk بجائے گئے ہیں۔ اب جن لوگوں نے desk بجائے ہیں وہ یا تو ان Guest Houses والوں کے ساتھ یا پھر انہیں ان مظلوم عورتوں کا خیال نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ Chair کے ساتھ مخاطب ہو کر بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ جو چاہتے ہیں کر لیں لیکن میں آج آپ کو یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ کاروبار بڑھ رہا ہے۔ مجبوریوں کی وجہ سے بڑھ رہا ہے۔ لوگ اپنی عزتیں بیچ رہے ہیں۔ اگر اس کا کوئی حل نہ نکالا گیا تو I am sorry to say خدانہ کرے کہ یہ تھائی لینڈ بن جائے۔ آپ جو چاہتے ہیں کر لیں لیکن جو کچھ اس لاہور میں ہو رہا ہے وہ انتہائی شرمناک ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!وزیر قانون صاحب نے اس کا جواب دے دیا ہے، حکومت نے اس کو note کر لیا ہے اور اس پر انشاءاللہ تعالیٰ action ہو گا۔ sense of the House بھی یہی ہے کہ اس پر کارروائی ہونی چاہئے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر!میں as a woman اس کو endorse کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ its very important اس میں ہاؤس کی رائے لی جائے۔ بحث کے لئے میں اسے endorse کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!میری درخواست یہ ہے کہ اگلے دن میری بھی ایک تحریک التوائے کار ہاؤس میں take up ہوئی تھی لیکن مجھے اس پر بحث کی اجازت نہیں دی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے کہ rule-185 بحث کی اجازت ہی نہیں دیتا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: تو میری یہ درخواست ہو گی کہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔بڑی مشکل سے یہ دن آیا ہے اور کچھ bills بھی ہیں۔ مہربانی کر کے آپ ہاؤس کے اگلے business کو take up کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بالکل بے فکر رہیں، انشاءاللہ تعالیٰ ہم سارا business take up کریں گے۔ محترمہ! میں آپ کو point of order دیتا ہوں۔ ابھی Law Minister صاحب سے پوچھ لیتے ہیں۔ جی، ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے بڑی اچھی بحث کی ہے۔ خواتین کی زندگی بچانے کے لئے یہاں پر Ministry of Human Rights موجود ہے، اگر آپ یہ تحریک اس کی کمیٹی کو refer کر دیں تو اس پر سب کا consensus شامل کر لیا جائے گا اور اس کو پھر ایک قانون کی شکل بھی دے دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر قانون بڑا clear ہے، Law Minister صاحب کی طرف سے اس پر جواب آ گیا ہے گورنمنٹ اس کے اوپر اقدامات کرے گی اور شیخ صاحب سے میری request ہے کہ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی طرف سے جو جواب آیا ہے اس کے مطابق انہیں اپنی کارروائی کر لینے دیں اس کے بعد اگر پھر آپ سمجھتے ہیں کہ کچھ اس طرح سے نہیں ہو رہا تو آپ دوبارہ House میں take up کریں پھر ہم اس کے اوپر اس کے حساب سے کارروائی کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ گورنمنٹ کو یہ ہدایت دے دیں کہ پنجاب میں جتنے Guest Houses ہیں ان کو licensed کیا جائے اور جو بغیر license ہیں ان پر heavy penalty لگا کر انہیں بند کرایا جائے۔ میں آپ سے دعویٰ سے کہتا ہوں کہ تمام جرائم پیشہ لوگ ان Guest Houses میں ٹھہر رہے ہیں اور تمام قحبہ خانے ان میں چل رہے ہیں۔ ان کو licensed کر دیا جائے اور انہیں tax net میں بھی لایا جائے اور یہ پتا ہو کہ یہ کیسے اور کہاں کھل رہے ہیں؟ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! ویسے اس وقت جو law and order کی situation ہے اس کی وجہ سے آپ ان کی scrutiny کروالیں۔ یہ تحریک ان observations کے ساتھ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 386/2010۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

ضلع کچہری لاہور کے مال خانہ میں کروڑوں روپے کا سامان کھلے آسمان تلے پڑا رہنے سے ناکارہ اور ضائع ہونے کا خدشہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق ضلع کچہری مال خانہ security risk، کھلے آسمان تلے پڑا سامان ناکارہ ہو گیا۔ مال مقدمہ میں پکڑی جانے والی گاڑیاں ضلع کچہری کے دائیں بائیں کھڑی ہیں۔ دہشت گرد انہیں مذموم مقاصد کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ مال خانہ مسائل گاہ بن چکا ہے اس کے لئے مناسب انتظام کرنا چاہئے تاکہ عوام کی کروڑوں روپے مالیت کی اشیاء محفوظ رہ سکیں۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ ضلع کچہری لاہور میں موجود مال خانہ security risk بن گیا۔ مال خانہ میں بطور مال مقدمہ رکھی ہوئی کروڑوں مالیت کی اشیاء گل سڑ کر ناکارہ ہو گئیں۔ مال خانہ کباڑ خانہ کا منظر پیش کرتا ہے۔ انتظامیہ کی عدم توجہی کی بناء پر کبھی بھی اس طرف توجہ نہیں دی گئی جس سے درجنوں گاڑیاں اور سینکڑوں موٹر سائیکلوں کے علاوہ الیکٹرانکس و دیگر سامان کھلے آسمان تلے پڑا ہوا ہے۔ مال خانہ پر کوئی شیڈ نہ ہونے کی وجہ سے مال مقدمہ دھوپ، نمی اور بارش کے باعث دھات کا ڈھیر بنتا جا رہا ہے جبکہ سکیورٹی کے حوالے سے بھی یہ جگہ risk کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہاں تخریب کار بآسانی اپنا ہدف حاصل کر سکتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو دو دن کے لئے pending فرما دیں اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک دو دن کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 399/2010۔ سید حسن مرتضیٰ کی ہے ان کا in writing آیا ہوا ہے کہ اس کو pending کر دیا جائے

تو یہ pending کی جاتی ہے۔ اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر2010/420۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

جعلی پیر کا چک نمبر109 جہانیاں کے رہائشی محمد اعجاز کو زہر کا ٹیکہ لگا کر بیوی کو اغواء کرنا

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق "جعلی پیر شوہر کو زہر کا ٹیکہ لگوا کر مریدنی کے ساتھ فرار۔" اڈاپل جہانیاں میں محبوب نے اعجاز کی بیوی سے تعلقات قائم کر لئے اور عطائی سے مل کر زہر کا ٹیکہ لگوا دیا۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ اڈاپل جہانیاں میں جعلی پیر نے شوہر کو زہر کا ٹیکہ لگوا دیا اور بیوی اغواء کر لی۔ چک 109 کے ملک خدا بخش مبتلا کی family پیر محبوب کی مرید تھی۔ پیر کا ان کے گھر آنا جانا تھا۔ اس دوران ملزم نے خدا بخش کے 22 سالہ بیٹے محمد اعجاز کی اہلیہ سے تعلقات قائم کر لئے اور شوہر اعجاز کو عطائی نذر حسین سے مل کر زہر کا ٹیکہ لگوا دیا۔ محمد اعجاز گزشتہ روز نشتر ہسپتال میں زندگی کی بازی ہار گیا۔ جعلی پیر مقتول اعجاز کی اہلیہ مہراں کو لے گیا۔ بعد میں جعلی پیر اپنی محبوبہ کو دارالامان ملتان چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں جعلی پیروں کے ہاتھوں اور ان کے بچھائے ہوئے جال میں آئے دن سادہ اور غریب لوگ پھنستے چلے جا رہے ہیں مگر ان جعلی پیروں کے خلاف کسی بھی قسم کی کارروائی عمل میں نہیں لائی جاتی، ان کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جاتی ہے اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی مقدمات درج کئے جاتے ہیں۔ اگر ارباب اختیار اور انتظامیہ ان کے خلاف سخت سے سخت سزا اور کارروائی عمل میں لائے تو کوئی وجہ نہیں کہ عوام ان جعلی پیروں اور ان کے ٹاؤٹوں سے چھٹکارا حاصل کر سکے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق یہ criminal offence ہے اور اس کا مقدمہ درج کر کے پولیس تفتیش کر رہی ہے اس

جعلی پیر نما ملزم کو گرفتار کر کے کٹہرا عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو جعلی پیر بنا کر یا کسی بھی بھیس میں کسی جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو جرم میں تو اس بات کی تخصیص نہیں ہے کوئی بھی شخص جو جرم کرے گا اس کے خلاف متعلقہ قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس پر تو کارروائی ہو رہی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اس میں صرف یہ بات کرنا چاہوں گی کہ میرا مقصد یہاں پر محض ایک خبر کو لانا نہیں تھا کہ اس ملزم کے خلاف کارروائی ہو جائے، میرا اصل مقصد یہ تھا کہ یہ کاروبار اتنے عروج پر جا رہا ہے کہ ہر گلی اور ہر محلے میں جعلی پیروں نے آج کل اپنا کام شروع کیا ہوا ہے۔ خصوصاً قبرستانوں میں انہوں نے اپنے اڈے بنائے ہوئے ہیں جہاں پر نشہ سرِعام فروخت ہوتا ہے تو گورنمنٹ کو اس پر خصوصی توجہ دینی چاہئے کیونکہ نہ صرف سادہ لوح عوام کو لوٹا جا رہا ہے بلکہ نشے کو بھی سرِعام فروخت کیا جاتا ہے جس سے نوجوان نسل نشے میں مبتلا ہو رہی ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ اس ایک خبر کے علاوہ گورنمنٹ اس مسئلے کو overall دیکھے اور اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ نے منسٹر صاحب کی بات سنی نہیں، ان کا کہنا بھی یہی تھا۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ جی، رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ابھی محترمہ جعلی پیروں کے حوالے سے discussion کر رہی تھیں تو مجھے فرق کا پتا نہیں لگ رہا کہ جعلی پیر کون ہوتے ہیں اور غیر جعلی پیر کون ہوتے ہیں، کیسے اس کی تفریق کی جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک اصلی پیر اور ایک جعلی پیر ہوتا ہے۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے لگتا ہے اس سے رانا صاحب کا کوئی business hurt ہو رہا ہے۔ (قہقہے)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں House کے knowledge میں ایک بہت ہی اہم بات لانا چاہتی ہوں۔ گنگا رام ہسپتال کے lawn میں Gyne Theatre and Labour Room کے لئے ایک building construct کی جا رہی ہے تو کوئی بھی building construct ہوتی ہے تو اس سے

پہلے Environment Department سے NOC لینا ہوتا ہے تو یہ construction without any NOC ہو رہی ہے اور اس بارے میں Department Environment خود یہ declare کر چکا ہے کہ یہ ایک غلط کام ہے، یہ illegal construction ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ کے پاس کوئی proof ہے جو انہوں نے کہا ہے کہ یہ illegal construction ہو رہی ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ باقاعدہ News Papers and Media میں آیا ہے اور اس پر Nurses نے باقاعدہ احتجاج کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ یہاں پر House کی sanctity کو سامنے رکھتے ہوئے بات کریں، آپ ٹھیک بات کر رہی ہوں گی لیکن اگر کوئی اس طرح کی بات ہے تو آپ کے پاس اس کا proof ہونا چاہئے کہ یہ بات ہوئی ہے کیونکہ House کے اندر without proof بات نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ پھر میڈیا میں بھی quote ہونی ہے تو ہمیں اس بات کی احتیاط کرنی چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں وہاں پر جو Nurses کام کرتی ہیں، unfortunately or fortunately ان میں سے ایک Nurse میری بھی جاننے والی ہے جس نے مجھے یہ ساری بات بتائی تھی تو میں نے اس معاملے کو personally بھی confirm کیا اور وہاں پر کروڑوں روپے کی لاگت سے ایک building کو extend کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ سے میری صرف اتنی گزارش ہے کہ آپ کا point اچھا ہے آپ اس پر proof لے کر House میں آئیں ہم اس پر انشاءاللہ تعالیٰ کارروائی کریں گے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ! میرا خیال ہے کہ آگے آپ ہی کا business ہے میں آج اس کو لے کر آنا چاہتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: ٹھیک ہے۔ شکریہ

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔ مسودہ قانون پیش کیا جائے گا، مفاد عامہ سے متعلق قرارداد یں۔ سب سے پہلے

The In House Working Women Protection Bill 2010, Bill No. 12/2010. Mrs. Seemal Kamran may move "The In House Working Women Protection Bill 2010."

مسودہ قانون ایوان میں متعارف کروانے کی اجازت کی تحریک

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir I move:

"That leave be granted to introduce the In-House Working Women Protection ًBill 2010."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That leave be granted to introduce the in-House Working Women Protection Bill 2010."

اس کو چونکہ کسی نےoppose نہیں کیالہذا

The motion moved and the question is:

"That leave be granted to introduce the In-House Working Women Protection Bill 2010."

(The motion was carried)

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون تحفظ خواتین گھریلو ملازمین مصدرہ2010

MR DEPUTY SPEAKER: Now Mrs Seemal Kamran may introduce the Bill.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!I am speechless میں سب سے پہلے وزیر قانون اور ہاؤس کے تمام ممبران کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اس کے بعد

I introduce:

"The In-House Working Women Protection Bill 2010."

MR DEPUTY SPEAKER: The In-House Working Women Protection Bill 2010 has been introduced in the House under Rule 90(4) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under Rule 94. It is referred to the Standing Committee on Labour and Human Resources with the direction to submit its report up to 15th August 2010.

قراردادیں

(مفادعامہ سے متعلق)

ڈی جی خان میں قائم کئے گئے میڈیکل کالج میں داخلے کے لئے ٹرائبل ایریا کے طالب علموں کے لئے سیٹیں مختص کرنا

جناب ڈپٹی سپیکر: اب مفادعامہ سے متعلق قراردادیں ہیں۔ پہلی قرارداد جناب محمد محسن خان لغاری کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> "یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ڈی جی خان میں جو میڈیکل کالج قائم کیا گیا ہے اس میں داخلہ کے لئے ڈی جی خان کے ٹرائبل ایریا کے بچوں کے لئے مناسب سیٹیں مختص کی جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ڈی جی خان میں جو میڈیکل کالج قائم کیا گیا ہے اس میں داخلہ کے لئے ڈی جی خان کے ٹرائبل ایریا کے بچوں کے لئے مناسب سیٹیں مختص کی جائیں۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ڈی جی خان میں جو میڈیکل کالج قائم کیا گیا ہے اس میں داخلہ کے لئے ڈی جی خان کے ٹرائبل ایریا کے بچوں کے لئے مناسب سیٹیں مختص کی جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

صوبہ پنجاب میں سرکاری ملازمتوں میں خواتین کا کوٹا بڑھانے کا مطالبہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے بعد دوسری قرارداد محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔ جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں سرکاری ملازمتوں میں خواتین کا کوٹا بڑھا کر 10 فیصد کر دے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں سرکاری ملازمتوں میں خواتین کا کوٹا بڑھا کر 10 فیصد کر دے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو اس sense کے ساتھ oppose کرتا ہوں کہ محترمہ بیٹھ کر اس میں تھوڑی سی amendment کر لیں اور پھر لے آئیں تو اس کو oppose نہیں کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا محترمہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر اس پر discuss کر لیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اگر آپ اس کو منظور کرانا چاہتی ہیں تو میں بھی تجویز دوں گا کہ آپ وزیر قانون صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اسے amend کر لیں، اس کو ہم اگلی sitting میں لے آئیں گے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد اگلے Private Members Day تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تیسری قرارداد محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں، جی، محترمہ!

حضرت فاطمتہ الزہرہؓ کے یوم ولادت کو یوم خواتین کے طور پر منانے کا مطالبہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

> "یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حضرت فاطمتہ الزہرہؓ جو ایک اچھی بیٹی، عمدہ بیوی اور مثالی ماں تھیں اس لئے ان کے یوم ولادت 20۔جمادی الثانی کو "یوم خواتین" کے طور پر منایا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حضرت فاطمتہ الزہرہؓ جو ایک اچھی بیٹی، عمدہ بیوی اور مثالی ماں تھیں اس لئے ان کے یوم ولادت 20۔جمادی الثانی کو "یوم خواتین" کے طور پر منایا جائے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حضرت فاطمتہ الزہرہؓ
جو ایک اچھی بیٹی، عمدہ بیوی اور مثالی ماں تھیں اس لئے ان کے یوم ولادت
20۔جمادی الثانی کو "یوم خواتین" کے طور پر منایا جائے۔"
(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: آج چوتھی قرارداد محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ قراردادdisposed of کی جاتی ہے۔

آج کے ایجنڈے کی کارروائی ختم ہو گئی ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 7۔جولائی 2010 صبح10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

میرے آقا میرے لجپال مدینے والے
میرے حالات بدل ڈال مدینے والے
اپنی آنکھوں سے لگاؤں میں سنہری جالی
ہم کو بلوایئے ہر سال مدینے والے
صدقہ حسنین کا بھر دیجئے جھولی میری
مجھ کو کر دیجئے خوشحال مدینے والے
اپنے دکھ درد سناؤں میں کسے تیرے سوا
بن تیرے کون سنے حال مدینے والے
آل اطہار کے میں گیت ہمیشہ گاؤں
خوش رہے مجھ سے تیری آل مدینے والے

سوالات

(محکمہ ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔۔۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کل میں نے آپ سب کو گزارش کی تھی کہ جب وقفہ سوالات ہو۔۔۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ایک عوامی مفاد کی بات ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کوئی ایسی بات ہے جو عوامی مفاد سے متعلق یہاں کوئی معزز رکن نہیں کرتا؟ میں آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔وقفہ سوالات ختم ہونے کے بعد میں آپ کو ضرور ٹائم دوں گا۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر ہائر ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔شاہ صاحب! میرے خیال میں آپ کل تشریف فرما نہیں تھے تو میں یہ بتادوں کہ کمیٹی میں تمام پارلیمانی پارٹیوں کے لیڈر صاحبان نے فیصلہ کیا ہے کہ وقفہ سوالات میں ایک سوال پر تین منٹ سے زیادہ وقت نہیں دیا جائے گا۔اس دوران آپ چاہے جتنے مرضی ضمنی یا چھوٹے، بڑے سوال کرلیں لیکن تین منٹ کے بعد گھنٹی بجے گی اور اس کے بعد over ہو جائے گا۔اب شروع کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 516 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین چنیوٹ کے مسائل

*516: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین چنیوٹ سے تین لیکچرار کی اسامیاں صوبہ کے دیگر کالجوں میں شفٹ کی گئی ہیں؟

(ب) یہ اسامیاں کس کس مضمون کی ہیں، نیز ان اسامیوں کو وہاں سے دیگر کالجوں میں شفٹ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) جن مضامین کی اسامیاں شفٹ کی گئی ہیں اس وقت ڈگری کالج چنیوٹ میں اس مضموں کی تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی تعداد کلاس وار فراہم کی جائے نیز ان کو یہ مضامین پڑھانے کے لئے کتنی لیکچرار تعینات ہیں ان کے نام اور تعلیمی قابلیت بیان کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مذکورہ کالج سے لیکچرار کی تین اسامیاں شفٹ کی گئی ہیں۔

(ب) یہ اسامیاں لیکچرار زوالوجی، کیمسٹری اور ایجوکیشن کی ہیں اور ان کو مختلف انتظامی امور کے تحت شفٹ کیا گیا تھا۔

(ج) جن مضامین کی اسامیاں شفٹ کی گئی ہیں وہ کیمسٹری، زوالوجی اور ایجوکیشن ہیں۔ ایجوکیشن میں کوئی طالبہ نہیں ہے۔ کیمسٹری میں سال اول میں 50 اور سال دوم میں 40 طالبہ ہیں اور ان کو مسز شہناز نیاز اسسٹنٹ پروفیسر کیمسٹری پڑھا رہی ہیں جس کی تعلیم ایم ایس سی (کیمسٹری)ہے نیز مسز فضیلت علی اسسٹنٹ پروفیسر (باٹنی)جس کی تعلیم ایم ایس سی (باٹنی) ہے زوالوجی پڑھانے کے لئے موجود ہے لیکن بی ایس سی زوالوجی میں کوئی طالبہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں مذکورہ کالج سے لیکچرار کی تین اسامیاں شفٹ کی گئی ہیں۔ وہاں پہلے ہی ایک کالج ہے اور وہاں سے بھی انہوں نے اسامیاں شفٹ کر دی ہیں تو کیا حکومت یہ چاہتی ہے کہ وہ ادارہ بند ہو جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مذکورہ کالج سے لیکچرار کی تین اسامیاں شفٹ کی گئی ہیں تو میں معزز رکن کو بتانا چاہوں گا کہ یہاں سے دو اسامیاں 1993 میں اور ایک اسامی

1998 میں شفٹ کی گئی کیونکہ یہاں پر انتظامی امور اور شاید طالبات کی کمی کی وجہ سے اس وقت شفٹ کی گئی تھیں مگر اس وقت ہماری موجودہ حکومت کی یہ پالیسی ہے اور ہم نے ایک قسم کا implement ban کیا ہوا ہے کہ کسی بھی کالج کی اسامی کو وہاں سے کسی اور جگہ پر ٹرانسفر نہیں کرتے اور اگر یہ اس کی تفصیل چاہیں گے کہ یہ مختلف مضامین کی تین لیکچرار کی اسامیاں کہاں ٹرانسفر ہوئیں تو بتادیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے بتایا کہ طالبات نہیں تھیں تو جہاں پر لیکچرار ہی نہیں ہوں گے وہاں طلباء کہاں سے آئیں گے کیونکہ انہوں نے تو اسامیاں ہی شفٹ کر دی ہیں بلکہ ان کی پچھلے دو سال سے S.N.E کی ایک request آئی ہوئی ہے کہ ہمارے کالج میں یہ یہ اسامیاں چاہئیں مگر وہ تو fill نہیں کی گئیں۔ تمام backward اضلاع سے ایسی سیٹیں اپنے من پسند لوگوں کو adjust کرنے کے لئے بڑے شہروں میں شفٹ کروادیتے ہیں پھر اس پر اپنی مرضی کے لیکچرار اور اساتذہ کو تعینات کروادیتے ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا ہمیں تعلیم کی ضرورت نہیں ہے، کیا وہاں پر اگر لیکچرار ہو تو طلبا نہیں ہوں گے؟ اگر آپ ہمارے دیہی علاقوں سے آنے والے طلباء اور بڑے شہروں کے طلبا کی ratio نکال کر دیکھ لیں کیونکہ دیہی علاقوں سے آنے والے طلباء کی تعداد زیادہ ہے۔ اگر ہمارے ہاں لیکچرار ہوں گے تو طلبا ضرور کالج آئیں گے۔ میں ان کے جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! 1993 میں حکومت کن کی تھی اس چیز کی وضاحت کریں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 1993 میں حکومت پاکستان پیپلز پارٹی کی تھی اور پنجاب میں وٹو صاحب وزیر اعلیٰ تھے اور یہ ان کے ساتھ coalition میں تھے اور شاید شاہ صاحب بھی اس ایوان کے ممبر تھے اور اپوزیشن میں تھے۔ جناب کو بہتر پتا ہو گا۔

جناب سپیکر: جناب منسٹر! اس مسئلے کو resolve کریں۔ ان کو resolve کرنے کا کوئی طریقہ بتائیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز رکن کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اس وقت جو تین اسامیاں لیکچرار کی وہاں سے shift کی گئی تھیں۔ ایک ایجوکیشن کی تھی، ایک کیمسٹری کی تھی اور ایک زوالوجی کی تھی۔ ایجوکیشن میں اس وقت اس کالج میں student کی تعداد ایک بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ نہیں ہے۔ ان کا سوال یہ ہے کہ اگر وہاں teachers نہیں ہیں تو کیسے کوئیstudentوہاں داخل ہو گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں عرض کرنے لگا ہوں کہ ہمارے پاس وہاں پر زوالوجی کی ٹیچر ہیں مگر وہاں کوئی بھی زوالوجی کاstudent نہیں ہے۔ صرف کیمسٹری کی 90 سٹوڈنٹس ہیں۔ سال اول میں کیمسٹری میں50 اور سال دوم میں 40 سٹوڈنٹس ہیں۔ ہمارے پاس زوالوجی کی ٹیچر ہونے کے باوجود وہاں پر کسی طالبہ نےadmission نہیں لیا۔ یہاں میں ان کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ جو ان کی short fall ہے وہ ان کے آئندہ سوال میں آجائے گی جو انہوں نے اسی کالج سےrelated پوچھا ہے۔ میں اس کا جواب دے دوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اب ٹائم ختم ہو گیا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بیٹھ جاتا ہوں لیکن اس سوال میں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا آگے سوال آرہا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بیٹھ جاتا ہوں وہ تین منٹ بھی انہوں نے جھوٹ بول کر ضائع کر دینے ہیں۔ اب انہوں نے 1993 والا کتنا بڑا جھوٹ بولا ہے۔ وٹو کی گورنمنٹ تھی اور وہ ہمارے کھاتے میں ڈال دی ہے۔

جناب سپیکر: اس معزز ایوان میں اللہ کے فضل و کرم سے کوئی شخص بھی جو بیان دیتا ہے وہ سوچ سمجھ کر دیتا ہے۔ جھوٹ والی بات مناسب نہیں لگتی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اگلے تین منٹ لے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: پھر اگلے تین منٹ کے لئے اپنا اگلا سوال نمبر بولیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 619 ہے۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین چنیوٹ منظور شدہ

اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*619:**سید حسن مرتضیٰ:** کیاوزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین چنیوٹ میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد گریڈ وار اور اسامی وار بتائیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے خالی ہیں، ان کی تفصیل گریڈ اور اسامی وائز بتائیں؟

(ج) حکومت خالی اسامیوں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ہاسٹل وارڈن کی اسامی کافی عرصہ سے خالی ہے، حکومت کب تک اس اسامی کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین چنیوٹ میں منظور شدہ اسامیوں کی گریڈ وائز اور اسامی وائز بمعہ خالی اسامیوں کی تعداد کی تفصیل(Annex-I)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایضًا

(ج) محکمہ ہائر ایجوکیشن نےPPSC کو لیکچرار کی خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے requisition بھیجی ہوئی ہے۔ پنجاب پبلک سروس کمشن برائے بھرتی لیکچرارز انٹرویو کر رہا ہے۔جونہی سفارشات موصول ہوتی ہیں ٹیچنگ کیڈر کی ان خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔علاوہ ازیں نان ٹیچنگ اسامیوں پر بھرتی کے لئے محکمہ تعلیم پنجاب نے مجاز اتھارٹی سے نئی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے اجازت لے لی ہے اور appointing authorities کو احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔

(د) اس کالج میں ہاسٹل وارڈن کی کوئی منظور شدہ اسامی نہ ہے۔البتہ SNE میں اسامی کی منظوری کے لئے محکمہ خزانہ سے رجوع کیا جارہا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ میرے بھائی ہیں، بڑے محترم ہیں اور میرے لئے قابل احترام ہیں۔ میں شاید غلط بول گیا ہوں۔ مجھے جھوٹ بولنے کی کوئی پارلیمانی زبان بتادیں کہ اگر کسی جھوٹے کو جھوٹا کہنا ہو تو پارلیمانی زبان میں کیا کہیں گے ؟

معزز ممبران اسمبلی: غلط بیانی۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ 1993 میں وٹو گورنمنٹ تھی۔

معزز اراکین اسمبلی: آپ ساتھ تھے۔ سینئر منسٹر آپ کا تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے خالی ہیں، ان کی تفصیل گریڈ اور اسامی وار بتائیں؟ جز(ج) میں پوچھا تھا کہ حکومت خالی اسامیوں کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ انہوں نے بڑا تفصیلی جواب دیا اور کہا کہ ہم نے احکامات جاری کر دیئے ہیں اور جلدی بھرتی ہو جائیں گی۔ میرا سوال 9۔جون 2008 کا ہے۔ اسامیاں fill کرنے کے لئے انہیں مزید کتنے سال درکار ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ میرے انتہائی محترم بھائی ہیں میں ان سے آپ کی وساطت سے پہلے تو یہ گزارش کروں گا کہ ان کو یہ الفاظ نہیں بولنے چاہئیں تھے کہ میں یہاں on the floor of the House اس معزز ایوان میں جھوٹ بولوں گا۔ حقائق، حقائق ہیں اور 1993 میں وٹو صاحب کے ساتھ یہ coalition میں تھے۔ اس حقیقت کا سب کو پتا ہے، کسی سے چھپانے کی بات نہیں ہے۔ انہی کی گورنمنٹ تھی اور یہ مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ اب میں ان کے جواب کی طرف آتا ہوں۔ ان کا پہلا جز ہے کہ (الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین چنیوٹ میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد گریڈ وار اور اسامی وار بتائیں۔ اس کی تفصیل ہم نے ان کو فراہم کر دی ہے پھر بھی میں ان کو shortly بتا دیتا ہوں کہ وہاں پر 26 اسامیاں ہیں جو ٹیچنگ سٹاف کی approved ہیں جس کو ہم sanctioned strength کہتے ہیں۔ جب ہم نے ان کو جواب بھیجا تھا تو اس وقت کم fill ہوئی تھیں کیونکہ

ہمارے لیکچرارز وہاں پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کے through آتے ہیں۔ اس وقت ہماری 19 اسامیاں fill ہو چکی ہیں اور 7 پوسٹیں جو vacant ہیں وہ میں نے پچھلے سوال میں بھی عرض کیا کہ جیسے ہی ہمیں پنجاب پبلک سروس کمیشن سے لیکچرارز آتے جائیں گے ہم ان کو fill up کر دیں گے۔ دوسرا یہ تھا یہاں ایسوسی ایٹ پروفیسر کی اسامیاں خالی ہیں۔ پنجاب حکومت نے پہلی دفعہ یہ کیا ہے کہ ہماری گریڈ 18,19,20 میں اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسرز کی جو اسامیاں خالی تھیں۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ ٹائم ضائع ہو رہا ہے میرا تو یہ سوال ہی نہیں تھا۔ پھر آپ نے کہنا ہے کہ تین منٹ ختم ہو گئے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم نے پبلک سروس کمیشن کو کہا ہے کہ۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! 8۔ ستمبر 2008 کو ان کو جواب موصول ہوا ہے اور آج 2010 کا بھی ستمبر آنے والا ہے۔ اس کو دو سال پورے ہونے والے ہیں اور ابھی تک تو انہوں نے کچھ کیا نہیں ہے۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ انہیں مزید کتنا ٹائم چاہئے؟ وہ کچھ اور ہی اور بتائے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! غصے میں نہ آئیں، آرام سے بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں غصے میں نہیں ہوں۔ میں دراصل بھاگ کر آیا ہوں۔ میرا سانس پھول گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو تو غصہ ویسے ہی اچھا نہیں لگتا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پنجاب پبلک سروس کمیشن کا جو process ہے ہم نے انہیں request کی ہے کہ اس کو ذرا short کریں کیونکہ کسی بھی لیکچرار کو وہاں سے pass out کرنے میں پنجاب پبلک سروس کمیشن میں ایک سے ڈیڑھ سال لگتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ٹائم بتا دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں وہی بتا رہا تھا وہ سننے کو تیار ہی نہیں ہیں، درمیان میں بول پڑے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ سن رہے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): اٹھارہ، انیس اور بیس گریڈ کی جو اسامیاں خالی تھیں ہم نے پنجاب پبلک سروس کمیشن سے کہا ہے کہ ستمبر تک جو اگلا academic session کالجوں کا شروع ہونا ہے ہماری اسامیاں پر کر دی جائیں تا کہ ہم ایسوسی ایٹ پروفیسروں کو کالجوں میں بھیج دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ان کی انتہائی کوشش ہے کہ چھٹیاں ختم ہونے سے پہلے پہلے یہ کر دیا جائے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! Non teaching staff میں ان کا جواب۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! Non teaching کا تو میرا مسئلہ ہی نہیں ہے۔ میں کچھ اور پوچھ رہا ہوں وہ ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بتائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ انہوں نے کوشش کہاں کرنی ہے یہ تو گورنمنٹ ہیں، حکومت ہیں انہوں نے تو حکم دینا ہے کہ یہ اسامیاں پُر کر دو۔ مجھے یہ exact ٹائم دے دیں۔ بے شک کوئی دس پندرہ دن یا مہینہ آگے پیچھے ہو جائے۔

جناب سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ چھٹیاں ختم ہونے سے پہلے پہلے ہم انشاء اللہ کوشش کر رہے ہیں کہ پُر کر دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے کوشش نہیں کرنی بلکہ انہوں نے تو حکم پاس کرنا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ پبلک سروس کمیشن میں بھی معاملہ ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال بعد میں کروں گا پہلے یہ کہتا ہوں کہ دو سال والی delay بھی کل کو پیپلز پارٹی کے کھاتے میں جائے گی کہ پیپلز پارٹی کی وجہ سے delay ہوئی ہے۔

میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ discrimination ہے۔ جو سیٹیں ختم کرنے والی بات ہے کیا باقی پنجاب کے کالجوں کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو کیا rural areas کے بچوں کے ساتھ یہ discrimination نہیں ہے کہ ان کا choice of subject بالکل ہی ختم ہو گیا ہے، ان سے حق چھین لیا گیا اور ان کا بنیادی استحقاق ہی ختم ہو گیا ہے؟ بڑے شہروں میں تو ہر دو کلو میٹر کے فاصلے پر کالج ہے اور rural areas میں دو دو سو کلو میٹر پر کالج نہیں ہے تو میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہاں پر ایسی consideration ہو سکتی ہے کہ وہاں بچوں کو subject choice of کا حق دیا جا سکے؟

جناب سپیکر: جلدی سے جواب دے دیں، ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جو انہوں نے سوال کیا ہے اس کا میں نے پہلے بھی جواب دیا ہے کہ ہماری گورنمنٹ نے ایک طرح سے ban لگایا ہے، ہم پوسٹیں شفٹ نہیں کر رہے ہیں۔ آپ نے خود دیکھا پچھلے سوال میں میں نے بتایا کہ وہاں زوالوجی کی ایک بھی سٹوڈنٹ بچی نہیں ہے مگر ہمارا وہاں پر ٹیچر available ہے۔ یہ بالکل ہماری کوشش ہے کہ کالج میں زیادہ سے زیادہ بچے subject opt کریں۔

جناب سپیکر: جی!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ تو میجر صاحب کر رہے تھے۔ sorry میجر نہیں کرنل صاحب۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! انہیں بتا دیں کہ میجر سے کرنل بنتے ہوئے کافی ٹائم لگتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: میرا بس چلے تو میں ساریاں نوں اک اک رینک تھلے کراں۔ جناب سپیکر! ہاسٹل وارڈن کی اسامی خالی ہے، ہاسٹل بند پڑا ہے یہ ذرا بتا دیں کہ یہ کب تک پُر کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کالج میں ہاسٹل وارڈن کی کوئی منظور شدہ اسامی نہ ہے۔ البتہ SNE میں اسامی منظور کی گئی ہے۔ جب ان کا question آیا اس کے بعد ہم نے محکمہ خزانہ کو کہا ہے اور جیسا کہ آپ کو پتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! آرڈر، آرڈر۔ شاہ صاحب! آپ کے سوال کا وہ جواب دے رہے ہیں آپ اپنی بات سنیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! SNE کو فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے delay کیا جاتا ہے اور ہم نے ان سے درخواست کی ہے کہ اس کو فوری approve کیا جائے اور اس وقت ہاسٹل وہاں پر بند نہیں ہے۔ معزز رکن اس شہر سے تعلق رکھتے ہیں اور شاید یہ کالج ان کے حلقے میں ہے وہاں پر ہاسٹل اس وقت چل رہا ہے اور اس میں تیس کے قریب سٹوڈنٹ رہ رہے ہیں مگر وہ اپنی مدد آپ کے تحت چلا رہے ہیں۔ ہم نے محکمہ خزانہ سے یہ کہا ہے کہ فوری طور پر ہاسٹل وارڈن تعینات کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بس ٹھیک ہے اور آپ کی مہربانی، جی، اگلا سوال رانا عبدالرؤف صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! on his behalf

جناب سپیکر: .on his behalf سوال نمبر بولئے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1349 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن عبدالرؤف کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1349 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا گیا۔

تحصیل بہاولنگر میں مزید ڈگری کالجز بنانے کا مسئلہ

*1349: **رانا عبدالرؤف:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل بہاولنگر میں صرف ایک بوائز اور گرلز ڈگری کالج ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1960 کے بعد تحصیل بہاولنگر میں کوئی بھی ڈگری کالج نہیں بنایا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ آبادی کے لحاظ سے یہ دونوں کالجز تحصیل بہاولنگر کے عوام کو مکمل تعلیمی سہولیات فراہم نہیں کر سکتے؟

(د) کیا حکومت تحصیل بہاولنگر میں مزید ڈگری کالجز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔ تاہم ان دونوں کالجوں میں مندرجہ ذیل مضامین میں ایم اے / ایم ایس سی کی کلاسز 1995 سے تاحال جاری ہیں۔ گورنمنٹ ڈگری کالج بہاولنگر میں (i)ایم اے انگلش (ii)ایم اے اکنامکس (iii)ایم ایس سی شماریات اور گورنمنٹ گرلز کالج بہاولنگر میں۔ (i)ایم اے ایجوکیشن (ii)ایم اے انگلش (iii)ایم ایس سی سائیکالوجی کی کلاسز جاری ہیں۔

(ب) یہ درست ہے۔ تاہم سال 1995 میں بوائز ڈگری کالج میں تین مضامین میں ایم اے، ایم ایس سی، انگلش اکنامکس شماریات، کا اجراء کیا گیا اور گورنمنٹ گرلز کالج بہاولنگر میں سال 1995 میں بھی تین مضامین ایم اے / ایم ایس سی، انگلش، ایجوکیشن نفسیات، کا اجراء کیا گیا۔ مزید برآں بہاولنگر شہر میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا ایک کیمپس بھی سال 2005 میں قائم کیا گیا۔ اس کیمپس میں ایم اے / ایم ایس سی کلاسز جاری ہیں۔

(ج) درست ہے کہ آبادی کے لحاظ سے تحصیل بہاولنگر کے دونوں کالجز عوام کو مکمل تعلیمی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ناکافی ہیں۔ تاہم دونوں کالجز میں جاری پوسٹ گریجوایٹ کلاسز، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے کیمپس کے قیام اور لڑکوں کے دو ہائر سیکنڈری سکول اور لڑکیوں کا ایک ہائر سیکنڈری سکول تحصیل کی آبادی کو انٹر سے پوسٹ گریجوایٹ لیول تک کی تعلیمی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔

(د) ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کالجز بہاولنگر نے تحصیل بہاولنگر کی آبادی کے پیش نظر نئے بوائز / گرلز ڈگری کالجز کے قیام کو ممکن بنانے کے لئے ابتدائی feasibility report بنانی شروع کر دی ہے اس ضمن میں سب سے پہلے قطعہ اراضی کی فراہمی اہم مرحلہ ہوتا ہے۔ مذکورہ کالجز کے قیام کے لئے قطعات اراضی کے حصول، نشاندہی کے لئے محکمہ اعلیٰ تعلیم کے نام منتقلی کے لئے ڈسٹرکٹ کوارڈینیشن آفیسر بہاولنگر اور ڈسٹرکٹ فارسٹ آفیسر بہاولنگر کو

خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں مذکورہ کالجز کے لئے جونہی قطعات اراضی میسر ہوں گے مکمل کی تیاری کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ج) میں انہوں نے لکھا ہے کہ درست ہے کہ آبادی کے لحاظ سے تحصیل بہاولنگر کے دونوں کالجز عوام کو مکمل تعلیمی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ناکافی ہیں۔ جز(ج) میں اس کی آخری سطر میں لکھا ہے کہ مذکورہ کالجز کے لئے۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی بات کی سمجھ نہیں آ رہی ۔ دیکھیں !میں نے floor ان کو دیا ہے، میجر صاحب!آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!میں نے یہ درخواست کی ہے کہ ممبر جب کھڑا ہوتا ہے تو صرف سوال نمبر بولتا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ .taken as read تو سارا سوال پڑھتے ہوئے باقی سوال رہ جاتے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ بتا رہے ہیں اور انہوں نے جو relevant portion ہے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ میں بھی پڑھ رہا ہوں اور وہ بھی پڑھ رہے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!میں صرف دو لائنیں پڑھ رہا ہوں ۔ جز(ج) میں، میں نے بتا دیا اور جز(د) کی آخری سطر میں لکھتے ہیں کہ مذکورہ کالجز کے لئے جونہی قطعات اراضی میسر ہوں گے مکمل feasibility report کی تیاری کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر کسی جگہ پر کالجز کی ضرورت ہے اور سرکاری زمین موجود نہیں تو کیا وہاں کالجز نہیں بنیں گے، حکومت کی اس معاملے میں کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہے ہیں کہ جہاں حکومت کی زمین نہیں ہے تو اگر وہاں کالج بنانا ہے تو حکومت کی کیا پالیسی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!جہاں پر کالجز کی ضرورت ہے تو وہاں پر گورنمنٹ زمین خریدتی ہے اور اگر گورنمنٹ کی زمین نہ ہو تو زمین خرید کر وہاں پر کالج بنایا جاتا ہے۔ میں

معزز رکن کو اس بارے میں تھوڑا سا بتانا چاہوں گا کہ یہ جو تحصیل بہاولنگر ہے اس میں ڈنگہ بونگہ ایک ٹاؤن ہے جس میں دو کالجز ایک بوائز اور ایک گرلز کالج فارسٹ کی زمین پر بنانے کے بارے میں ہم نے feasibility report بھیجی تھی مگر فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی ہے کہ وہ اپنی زمین کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہیں کرنے دیتے تو وہ وہاں سے 2009 میں reject ہو کر آ گیا ہے۔ اب اگر معزز رکن جنہوں نے یہ سوال کیا ہے بہاولنگر میں گورنمنٹ کی زمین کافی ہے تو نشاندہی کریں تو ہم وہاں پر کالج بنا سکتے ہیں اور آبادی کے لحاظ سے وہاں پر کالج بننا ضروری ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! ضمنی سوال پر آ گئے ہیں۔ رانا صاحب! اب آپ تشریف رکھیں اور میاں صاحب کو موقع دیتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں اس میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آبادی کے حوالے سے انہوں نے کالجز کے قیام کے بارے میں بتایا ہے جو ابھی recently یہ خبر آئی ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب 26 کالجز کے لئے autonomous body بنانے جا رہی ہے تو میرا ان سے سوال یہ ہے کہ جب پنجاب کے اندر یہ 26 autonomous body بنائی جا رہی ہیں تو کیا جو آئندہ نئے کالجز بنائیں جائیں گے، ان کے مستقبل کے بارے میں انہوں نے کیا سوچا ہے اور یہ جو bodies بنائی جا رہی ہیں ان کا کردار کیا ہو گا؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ سوال اس سے متعلقہ نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں اور یہ نیا سوال بنتا ہے۔ جی، اب اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! on her behalf.

جناب سپیکر: on her behalf. جی، نمبر بولئے گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 1807 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز رکن نے محترمہ ثمینہ حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1807 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، taken as read.

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! جی۔

ضلع قصور میں کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1807: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں اس وقت کتنے گرلز کالجز ہیں، نام و پتا جات سے آگاہ کریں؟

(ب) ضلع قصور میں اس وقت کتنے بوائز کالجز ہیں، نام و پتا جات سے آگاہ کریں؟

(ج) ضلع قصور میں اس وقت کتنے گرلز ہائر سیکنڈری سکولز ہیں، نام و پتا جات سے آگاہ کریں؟

(د) ضلع قصور میں اس وقت کتنے بوائز ہائر سیکنڈری سکولز ہیں، نام و پتا جات سے آگاہ کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع قصور میں اس وقت پانچ گرلز کالجز ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین قصور

گورنمنٹ کالج برائے خواتین پتوکی

گورنمنٹ کالج برائے خواتین کوٹ رادھا کشن

گورنمنٹ کالج برائے خواتین چونیاں

گورنمنٹ کالج برائے خواتین پھولنگر

(ب) ضلع قصور میں اس وقت چھ بوائز کالجز ہیں جن کے نام و پتا جات حسب ذیل ہیں۔

گورنمنٹ اسلامیہ کالج قصور

گورنمنٹ کالج بوائز پتوکی

گورنمنٹ کالج کوٹ رادھا کشن

گورنمنٹ کالج پھولنگر

گورنمنٹ کالج چونیاں

گورنمنٹ کالج مصطفیٰ آباد

(ج) محکمہ ہائر ایجوکیشن سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) محکمہ ہائر ایجوکیشن سے متعلقہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال ہے؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو انہوں نے گورنمنٹ برائے خواتین کی تعداد دی ہوئی ہے، کیا یہ کالجز کی تعداد ہے تو کیا یہ آبادی کے تناسب سے پوری تعداد ہے، کیا نئے کالجز بنانے کی ضرورت نہیں ہے اور ان کا criteria کیا ہے جبکہ اب تک آبادی میں اضافہ ہو چکا ہے لہذا کیا حکومت پنجاب وہاں پر نئے گرلز کالجز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! سیکرٹری ایجوکیشن کہاں ہے؟

جناب سپیکر: میجر صاحب! میری بات سنیں۔ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ بار بار interruption نہ کریں، سیکرٹری کا کام ہے کہ وہ جا کر اپنے باکس میں بیٹھے اور ان کا کام ہے ان کو بلائے۔ یہ میرا یا آپ کا کام نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! سوالوں کا جواب بھی دینا ہے۔

جناب سپیکر: جی، سوالوں کا جواب انہوں نے دینا ہے، آپ کیا کرتے ہیں؟ ادھر سیکرٹری جواب دیتے ہیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ان کو آنا چاہئے۔۔۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں، آپ بات کر لیں پھر میں کر لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے تو بات کر لی ہے کہ متعلقہ منسٹر کی ذمہ داری ہے کہ اپنے سیکرٹری کو پابند کرے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اب مجھے اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ ہاؤس کی ہمیشہ روایت رہی ہے کہ جب وقفہ سوالات ہوتا ہے تو منسٹر ہاؤس کے اندر جواب دیتا ہے لیکن گیلری میں سیکرٹری اور ڈیپارٹمنٹ بیٹھتا ہے۔ وہ سنتا ہے اور ان کے سننے میں کوئی حرج نہیں ہوتا تو اس روایت کو میرے خیال میں اس ہاؤس کی بہتری کے لئے قائم رکھنا چاہئے سیکرٹری اور ڈیپارٹمنٹ کو گیلری میں ضرور آنا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، میں پہلے بھی اس بارے میں ان کو کہہ چکا ہوں اور میں بار بار کہتا ہوں کہ ان کے سیکرٹری کو یہاں آنh چاہئے اور ہونا چاہئے۔۔۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارا ایڈیشنل سیکرٹری اور دیگر سٹاف اس وقت گیلری میں بیٹھا ہے۔ ہمارے سیکرٹری صاحب تشریف لائے تھے مگر اجلاس چونکہ ٹائم پر شروع نہیں ہوا اور ایک گھنٹہ تاخیر سے شروع ہوا۔ ان کی ہائی کورٹ میں ایک hearing تھی جس کی وجہ سے سیکرٹری کو ہائی کورٹ میں بلایا گیا تھا اور وہ ہائی کورٹ گئے ہیں۔ جونہی وہ hearing سے فارغ ہوں گے تو وہ یہاں پر تشریف لے آئیں گے۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ہائی کورٹ superior ہے یا یہ ایوان superior ہے؟

جناب سپیکر: جی، حضرت! آپ تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری پھر آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ کل زراعت کے سوال تھے اور زراعت کے سیکرٹری بھی موجود نہیں تھے اور آج سیکرٹری کالجز موجود نہیں ہیں تو سیکرٹری سکولز کو ہونا چاہئے تھا۔ میری آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ اس ہاؤس کے تقدس کے لئے کہ آپ اس پر ruling دیں کہ جس دن جس ڈیپارٹمنٹ کے سوال ہوں اس کے سیکرٹری یہاں پر موجود ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: ایک یہ چیز دیکھیں کہ اگر اس کو ہائی کورٹ نے طلب کیا ہے اور اگر وہ ہائی کورٹ گئے ہیں تو پھر آپ کو بھی پتا ہونا چاہئے کہ اس کا ایڈیشنل سیکرٹری یقیناً موجود ہو گا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہو سکتا ہے کہ معزز رکن ایڈیشنل سیکرٹری چودھری اکرم صاحب کو پہنچانتے نہ ہوں، وہ اس وقت موجود ہیں۔

MR.SPEAKER: All the Ministers should be careful in future.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے ایک اور بھی گزارش کرنی ہے کہ ایجوکیشن منسٹری کے ماتحت دو سیکرٹریز ہیں، ایک سیکرٹری سکولز اور ایک سیکرٹری کالجز ہیں۔ اگر ایک سیکرٹری ہائی کورٹ گیا ہے تو دوسرا کہاں ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، ہائر ایجوکیشن ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اپنے سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب کو بتانا چاہوں گا کہ سیکرٹری سکولز کا سیکرٹری ہائر ایجوکیشن یا ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے بالکل کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اب آپ نے ان کا question day بھی علیحدہ کر دیا ہے تو اس لئے ان کا اس سے بالکل تعلق نہیں بنتا اور ہائر ایجوکیشن کے ڈیپارٹمنٹ کے لوگ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ بار بار کہے جا رہے ہیں کہ میرے بڑے ہیں، میرے بڑے ہیں۔ انہیں چاہئے تھا کہ سیکرٹری کو بُلا لیتے اور وہ انہوں نے بُلایا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی نمائندگی کرتے ہوئے جتنے بھی ہمارے منسٹر صاحبان ہیں سب کو کہتا ہوں۔ جن کے متعلقہ محکمہ جات ہیں اپنے محکمہ جات کے سیکرٹری صاحبان کو پابند کیا کریں اور یہ بات مناسب نہیں لگتی کہ آپ پر پھر ایسے سوالات اُٹھیں۔ جی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انشاءاللہ! اس پر عمل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اب محترمہ کے سوال کا جواب دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر !پونے گیارہ بجے تک وہ یہیں پر تھے پھر گیارہ بجے انہوں نے ہائی کورٹ جانا تھا اس لئے چلے گئے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر !ان سے کہیں کہ کم از کم میرے supplementary question کا جواب تو دیتے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کو جواب دے رہے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، ان کا regarding supplementary question girls college تھا۔ اس وقت جو وہاں پر کالجز ہیں اس میں بالکل provision ہے، گورنمنٹ وہاں پر اور کالجز establish کرنا چاہتی ہے اور اس پر ہم workout کر رہے ہیں کہ ضلع قصور میں اور کالجز بنائے جائیں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اور کالجز بھی بنائے جائیں گے working ہو رہی ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر !میں جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر !اسمبلی کے اجلاس کا ٹائم تین بجے کے بعد رکھا جائے۔

جناب سپیکر: حضرت! وہ آپ سے متعلقہ نہیں ہے۔ ادھر سے supplementary question آرہا ہے وہ سُننے دیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر !میری استدعا یہ ہے، پہلے بھی کئی دفعہ گزارش کی گئی ہے کہ اس اجلاس کا ٹائم تین بجے کے بعد رکھ لیا جائے تاکہ متعلقہ محکمہ کے افسران بھی تشریف لا سکیں ۔یہ اس ہاؤس کے وقار کے لئے بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ حضرت! آپ تشریف رکھیں، آپ کو اس بات کا پتا نہیں ہے۔ میں اس بارے میں آپ سے علیحدگی میں بات کروں گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر !میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! کلو صاحب! بڑی مشکل سے آپ آگئے ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں تو بولا ہی نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ چلو میں نے کہہ دیا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں نے ایک لفظ منہ سے نہیں بولا۔ آپ بتائیں، اگر میں نے ایک لفظ بھی منہ سے نکالا ہو۔

جناب سپیکر: آپ کا mike تو کھلا ہوا نہیں تھا مگر میرے تک آپ کی آواز آجاتی ہے۔ Have a seat. آپ کی بڑی مہربانی۔ (شوروغل) آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی محترمہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ حکومت وہاں پر مزید کالجز بنانے کی ضرورت محسوس کرتی ہے تو میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ اب تک اس میں کتنی پیشرفت کی گئی ہے، کیا انہوں نے موجودہ بجٹ میں وہاں پر نئے کالج بنانے کے لئے کوئی رقم مختص کی ہے یا نہیں اور اس کا plan کب تک سامنے آئے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں اب تک تین گرلز کالجز ہیں۔

1۔ گورنمنٹ گرلز کالج، کنگن پور۔
2۔ گورنمنٹ گرلز کالج، مصطفیٰ آباد۔
3۔ گورنمنٹ گرلز کالج، سید چراغ شاہ ٹاؤن۔

جناب سپیکر! ان تین گرلز کالجز میں ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ working کر رہا ہے۔ آپ کا بھی ضلع قصور ہے آپ کو exact locations کا پتا بھی چل گیا ہو گا جو میں نے بولی ہیں۔ میں معزز رکن کو یہ بتانا چاہوں گا کہ خواتین کی تعلیم پر ہماری گورنمنٹ کا بہت زیادہ emphasis ہے۔ ہمارا جو گورنمنٹ کالج برائے خواتین، قصور ہے وہاں پر ہم نے Post Graduation کی کلاسز بھی شروع کر دی ہیں۔ اس وقت انگلش، اسلامیات اور پولیٹیکل سائنس کے تین ڈیپارٹمنٹس میں ماسٹرز کی کلاسز ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: .over now جی، next محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

SHEIKH ALA-UD-DIN: Mr Speaker! on her behalf.

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 1843 ہے۔ (معزز رکن نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1843 دریافت کیا) اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوئین میری کالج لاہور کی کینٹین کے ٹھیکہ کی تفصیلات

*1843: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوئین میری کالج لاہور میں کینٹین کا ٹھیکہ ری کال کر کے دیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوئین میری کالج کی کینٹین کا ٹھیکہ گزشتہ کئی سالوں سے ایک ہی آدمی کو دیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوئین میری کالج لاہور میں پچھلے پانچ سالوں سے انتظامیہ کی ملی بھگت سے کینٹین کے لئے ٹینڈر کال نہیں کیا جا رہا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوئین میری کالج لاہور میں کینٹین پر فی میل کی بجائے میل سٹاف کام کر رہا ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کوئین میری کالج کی کینٹین کا ٹھیکہ ری کال کرنے نیز میل کی بجائے فی میل کو ٹھیکہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کینٹین کا ٹھیکہ ٹینڈر کال کر کے دیا جاتا ہے البتہ پرنسپل ٹھیکہ میں ٹھیکیدار کی کارکردگی کے پیش نظر توسیع کرتی رہی ہے۔

(ب) جی ہاں کوئین میری کالج کی کینٹین کا ٹھیکہ کئی سالوں سے ایک ہی آدمی کے پاس ہے۔

(ج) 2006 سے پرنسپل کوئین میری کالج ہر سال کینٹین کے ٹھیکہ میں توسیع کرتی رہی ہے جس پر سیکرٹری ہائر ایجوکیشن اس معاملہ کو بورڈ آف گورنرز میں پیش کرنے اور رپورٹ طلب کئے جانے کے احکامات جاری کئے ہیں۔

(د) کالج کینٹین پر میل اور فی میل دونوں سٹاف کام کرتے ہیں۔ میل سٹاف کینٹین کے لئے باہر سے سامان لانے کے لئے کام کرتا ہے اور کالج حدود میں طالبات اور اساتذہ کرام کو ڈیل کرنے کے لئے فی میل سٹاف کام کرتا ہے۔

(ہ) یہ درست نہیں ہے۔ مزید برآں کوئین میری کالج ایک خود مختار ادارہ ہے جس کے انتظامی امور کا فیصلہ بورڈ آف گورنر کرتا ہے یہ مسئلہ بھی بورڈ آف گورنر کے آئندہ اجلاس میں زیر بحث لایا جائے گا۔

MR SPEAKER: Should be taken as read?

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤ الدین: جی، جناب سپیکر! اس میں میرا supplementary question ہے کہ یہ مان لیا گیا ہے کہ یہ پرنسپل discretionary طور پر کینٹین کا ٹھیکہ ہر سال دے رہی ہے۔ اب انہوں نے جب یہ مانا ہے تو یہ نہیں لکھا کہ اس کو کتنے فیصد بڑھا کر دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ایک ہی آدمی کو دیا جا رہا ہے یہ تو basic purchase manual کی violation ہے۔ یہ دیکھیں کہ یہ اس کو بڑھا کر دے رہی ہے، گھٹا کر دے رہی ہے، کس شکل میں دے رہی ہے اور ایک ہی آدمی کو بار بار کنٹریکٹ دے رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کو بتا دیں گے یہ کونسا اتنا بڑا ڈیم ہے جو بننے لگا ہے۔ جی!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 1998 میں سیکرٹری ایجوکیشن نے آرڈرز کئے تھے جس میں یہ کہا گیا تھا کہ تین سال کے لئے تمام کالجز کی کینٹین کا ٹھیکہ کنٹریکٹ پر، پرنسپل اور جو کالج کی کمیٹی بنے گی وہ ان کو دے گی اور یہ 1998 میں ایک سیکرٹری صاحب کے آرڈرز ہیں جو سیکرٹری ایجوکیشن تھے کیونکہ اس وقت ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اور یہ اکٹھے تھے۔ اس میں یہ ہے کہ اگر تین سال کے بعد جو لوگ کینٹین چلا رہے ہیں ان کی ورکنگ بہتر ہو تو پرنسپل کے پاس authority ہے کہ وہ اس کو extend کر سکتی ہے اور خاص طور پر یہ جو ہمارا ادارہ ہے اس میں Board of Governors بنا ہوا ہے جو 1998 میں establish ہوا تھا۔ سیکرٹری صاحب کے احکامات کے مطابق پرنسپل صاحبہ 1998 کے بعد سے کینٹین کا ٹھیکہ دے رہی ہیں اور اس میں ہر سال دس فیصد increase کیا جاتا

ہے۔اس کے علاوہ اس کالج کاBoard of Governors بھی بنا ہوا ہے۔ ہمارا autonomous college ہے تو2006 میں جب پچھلی حکومت تھی اس میںBoard of Governors نے بھی اس چیز کو endorse کیا ہوا ہے اورBoard of Governors کی جو meeting 13^{th} and 14^{th} ہے اگر شیخ صاحب اس کو پڑھ لیں تو اس میں بھی Board of Governors administratively and financially entitled ہوتا ہے۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! مہربانی کر کے آپ اس کا جز(الف) پڑھ لیں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ کینٹین کا ٹھیکہ tender call کر کے دیا جاتا ہے۔ اگر منسٹر صاحب کی بات مان لی جائے کہ یہ 1998 سے چلا آ رہا ہے تو پھر tender call کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: دیا گیا تھا نہیں، دیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤ الدین: جی، میں یہی کہہ رہا ہوں کہ دیا جاتا ہے۔اور دوسری صورت through the negotiation ہوتی ہے یہاں آنا چاہئے تھا کہ negotiation کے تحت دیا جاتا ہے تو یہ تو جناب misleading ہو گئی ایک یہ بات ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

شیخ علاؤ الدین: ابھی میں سوال تو کر لوں۔

جناب سپیکر: جی، ان کو سوال کرنے دیں۔

شیخ علاؤ الدین: ایک یہ بات ہے کہ یہاں پر negotiation نہیں ہو رہی tender call کیا جا رہا ہے۔ اگر tender call کیا جا رہا ہے تو پھر open tender ہو اس پر سب کو bid دینی چاہئیے۔ اس کے علاوہ یہ کہہ رہے ہیں کہ 10 percent increase پر وہ جس کو مرضی ٹھیکہ دے رہی ہے۔ اب 10 percent increase ہے آپ فیصلہ کریں۔ increase in food items کیا 10 فیصد ہے ؟اور دوسری بات یہ کہ اس کی کارکردگی تو discretionary ہو گئی صرف پرنسپل کو مناؤ اور جو مرضی کرو۔ 1998 سے وہی چلا آ رہا ہے تو میں اس کا جواب چاہتا ہوں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ اس وقت کے جو آرڈرز ہوئے تھے وہ اس کے مطابق تھا اور جو ٹینڈرز کے حوالے سے انہوں نے بات کی ہے میرے پاس اخبار کی کٹنگ موجود ہے جو 1998 میں tender call کئے گئے تھے وہ نوائے وقت اخبار میں دیئے گئے تھے۔ اس کے بعد ان contractors کو یہ contract ملا اور اس کے آرڈرز کئے گئے نہ صرف اس کالج میں بلکہ دوسرے کالجز میں بھی، سیکرٹری ایجوکیشن کے آرڈرز کے مطابق وہ سلسلہ چلا آرہا ہے وہ کینٹین ان کے پاس ہوتی ہے وہ contract تین سال کے لئے ہوتا ہے اس کے بعد وہ اس کو renew کرتے چلے جاتے ہیں۔ شیخ صاحب میرے لئے انتہائی محترم ہیں میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ Board of Governors کی next meeting اگلے دس دن میں scheduled ہے ہمیں موقع نہیں مل رہا اس کے اندر ہم نے اس کینٹین کا معاملہ take up کر لیا ہے اور Board of Governors کی میٹنگ میں ہم اس پر بات کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بس ایک بات کرنے کا موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں باقیوں کا بھی خیال کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! Just in one sentence. یہ بھی میرے لئے بہت محترم ہیں لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تیس جون کے بعد ہر financial year میں پچھلے تمام tenders lapse ہو جاتے ہیں ان پر کوئی قانون نہیں لگتا۔ یہ 1998 کے تحت کام ہو رہا ہے یہ غلط ہو رہا ہے۔ Thank you.

جناب سپیکر: جی. next question.

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اسی tender کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں اس پر اب بات نہیں ہو گی۔ آپ کی بہت مہربانی۔ جناب محمد حفیظ اختر صاحب!

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No point of order at this stage. اللہ رکھا صاحب نہیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! حاجی نوید انجم صاحب نے کل بائیکاٹ کیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کیا بات بعد میں سُنوں گا ابھی آپ تشریف رکھیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شیخ صاحب میرے لئے نہایت محترم ہیں میرے پاس گورنمنٹ کا ایک notification ہے اس میں انہوں نے کہا کہ ہر سال tender کیا جائے اس میں تین سال کا لکھا ہوا ہے یہ کاپی میں شیخ صاحب کو بھجوا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ان کو پیش کر دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تین سال جو ہیں یہ 1998 سے ہیں جو کہ 2001 میں ختم ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، چھوڑیں۔ ان کا ٹائم بیچ میں نہ ضائع کریں۔ آپ نے حفیظ صاحب کا سوامنٹ لے لیا ہے۔جی!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 1867 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین جہلم، آڈٹ سے متعلقہ تفصیلات

*1867: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر ہائر ایجوکیشٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم کا آخری بار آڈٹ کب ہوا، آڈٹ رپورٹ کی کاپی فراہم کریں؟

(ب) جن ملازمین نے مذکورہ آڈٹ کنڈکٹ کروایا ان کے نام اور عہدہ جات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کالج میں موجودہ درختوں پر آج تک نمبر نہیں لگائے گئے اور نہ ہی درختوں کی تعداد و اقسام کے متعلق کوئی رجسٹر مرتب کیا گیا؟

(د) کیا حکومت آڈٹ مینول کی مذکورہ خلاف ورزی پر ذمہ داران کا تعین کرنے اور ان کے خلاف انضباطی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین کا آخری بار آڈٹ ضلعی حکومت نے برائے عرصہ 01۔07۔01 تا 03۔06۔30 کو کروایا جس کی آڈٹ اینڈ انسپکشن رپورٹ مورخہ 04۔07۔13 کو پرنسپل کو موصول ہوئی۔ انسپکشن رپورٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) آڈٹ کے وقت کالج کی پرنسپل اور ڈی ڈی اومس انصری بیگم (ریٹائرڈ پرنسپل) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم تھیں۔ جنہوں نے مس عالیہ لیاقت برسر اور محمد اشفاق فیس کلرک کے ساتھ آڈٹ کروایا۔

(ج) کالج میں درختوں پر نمبر لگے ہوئے ہیں کالج میں باقاعدہ درختوں کا رجسٹر مرتب ہے اور اس میں درختوں کی تعداد اور اقسام کا اندارج ہے۔ کالج میں درختوں کی کل تعداد 243 ہے رجسٹر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) آڈٹ رپورٹ کا عرصہ حکومت پنجاب سے متعلقہ نہ ہے بلکہ یہ ضلعی حکومت سے متعلقہ ہے جہاں پر یہ DACاور SDAC میں زیر بحث آئے گی ۔ اگر مجاز حکام نے آڈٹ پیروں کو سیٹل(Settle)نہ کیا تو یہ آڈٹ پیراجات ضلعی اسمبلی کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں زیر بحث لائے جائیں گے اور قصورواران کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب والا!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کے سوال کے آخری جز میں آڈٹ کے متعلق پوچھا گیا تھا اس کے جواب میں کہا گیا کہ آڈٹ رپورٹ کا عرصہ حکومت پنجاب سے متعلقہ نہ ہے بلکہ یہ ضلعی حکومت سے متعلقہ ہے یہ DACاور SDAC میں زیر بحث آئے گی۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ DACاور SDAC کی میٹنگ کب ہو گی اور جن لوگوں نے ایسا کام کیا کب تک ان پر responsibility fix کی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جواب میں بھی کہا گیا ہے کہ آڈٹ رپورٹ کا عرصہ حکومت پنجاب سے متعلقہ نہ ہے بلکہ یہ ضلعی حکومت سے متعلقہ ہے جہاں پر یہ DACاور SDACمیں زیر بحث آئے گی۔ اگر مجاز حکام نے آڈٹ پیروں کو settleنہ کیا تو یہ آڈٹ پیرا جات ضلعی اسمبلی کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں زیر بحث لائے جائیں گے اور قصور واران کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ لوگ اعتراض کر رہے تھے کہ سیکرٹری تعلیم نہیں ہیں۔ سیکرٹری تعلیم تشریف لے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ سوال کا جواب دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! آڈٹ رپورٹ کا عرصہ جو انہوں نے پوچھا ہے یہ حکومت پنجاب سے متعلقہ نہیں ہے بلکہ یہ ضلعی حکومت سے متعلقہ ہے جہاں پر یہ DACاور SDAC میں زیر بحث آئے گا۔ اگر مجاز حکام نے آڈٹ پیروں کو settleنہ کیا تو یہ آڈٹ پیرا جات ضلعی اسمبلی کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں زیر بحث لائے جائیں گے اور قصور واران کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ یہ DACاور SDACہیں اس کی۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ دیکھیں وہ اپنے جوابات بتا رہے ہیں سوال کرنے والے صاحب دیکھ رہے ہیں کہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ آپ کی مہربانی پھر آپ کا ہی اس میں فائدہ ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ان کی جب کوئی complaint آتی ہے تو اس ادارے کی میٹنگ رکھی جاتی ہے اور آڈٹ بھی کیا جاتا ہے۔ اگر وہاں پر اس کا فیصلہ نہ ہو تو ہماری پنجاب اسمبلی میں جو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی ہے اس میں ان آڈٹ پیروں کو لایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال جلدی کر لیں ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ جو DACاور SDACہے کیا وہ پنجاب کا حصہ نہیں ہے اور جب معاملہ PACمیں آئے گا وہ بھی تو حکومت پنجاب کا حصہ ہے۔ میں نے تو یہ سوال کیا تھا کہ DACاور SDAC کی میٹنگ میں کب تک یہ

responsibility fix کریں گے۔ اکثر ایسا دیکھا گیا ہے کہ جس پر یہ responsibility fix کی جاتی ہے تو یہ اس وقت fix کی جاتی ہے جب وہ بندہ فوت ہو جاتا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو بات کی ہے کسی حد تک یہ درست بھی ہے کہ اس میں delay ہو جاتی ہے مگر جب سے موجودہ حکومت بر سر اقتدار آئی ہے اس نے اس کام کو expedite کیا ہے اور اس کام کو تیز کیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جب بھی کوئی آڈٹ یا انکوائری ہو تو فوری طور پر اس کا response آنا چاہئے۔ ہم ان کی بات سے بالکل agree کرتے ہیں اور اسی لئے ہم اس process کو تیز کر رہے ہیں اور انشاء اللہ جلد از جلد فیصلے ہوں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: سوال نمبر 1868 اس سوال کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین جہلم، لائبریری سے متعلقہ تفصیلات

*1868: **جناب محمد حفیظ اختر چودھری:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم میں لائبریری کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) مذکورہ لائبریری کا کورڈ ایریا بیان فرمائیں؟

(ج) اس وقت لائبریری میں موجود کتب کی تعداد بیان فرمائیں نیز ہر سال کتنی مالیت کی کتنی کتب خرید کی جاتی ہیں؟

(د) گزشتہ پانچ سال میں کتب کی خرید کے لئے مختص فنڈز کی سال وار تفصیل اور خرید کردہ کتب کی فہرست بیان فرمائیں؟

(ہ) اگر کتب کی خریداری کے لئے کوئی کمیٹی ہے تو اس کی تفصیل اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ برائے خواتین جہلم میں لائبریری کا قیام 1960۔12۔01 کو عمل میں آیا۔

(ب) لائبریری کا کورڈ ایریا 1863 مربع فٹ ہے۔

(ج) لائبریری میں کتب کی تعداد 17906 ہے۔کالج کے سالانہ بجٹ میں حکومت کی طرف سے فراہم کردہ گرانٹ برائے خرید کتب کے مطابق کتب خرید کی جارہی ہیں جو ہر سال مختلف ہوتی ہے۔

(د) گزشتہ پانچ سالوں میں خریدی گئی کتب اور مختص فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تاریخ	مد	رقم	خرید کردہ کتب کی تعداد
1	30۔06۔2005	گورنمنٹ گرانٹ	9747/۔	(Annex-c)43
2	10۔06۔2006	منسٹری آف ویمن ڈویلپمنٹ اسلام آباد حکومت پاکستان	100000/۔	(Annex-D)343
3	29۔06۔2007	گورنمنٹ گرانٹ	52760/۔	(Annex-E)209
4	2008	کوئی کتاب نہیں خریدی گئی		
5	2009	گورنمنٹ گرانٹ	37902/۔	(Annex-F)79

(ہ) کتب کی خریداری کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس کے ممبران کے نام اور تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ممبران	عہدہ
1	مسز ثمینہ ضیاء(پرنسپل)	چیئرمین
2	مسز عظمیٰ ارشد(اسسٹنٹ پروفیسر فزکس)	ممبر
3	مسز عشرت احتشام(اسسٹنٹ پروفیسر فزکس)	ممبر
4	مسز عفت شاکر(اسسٹنٹ پروفیسر فزکس)	ممبر
5	مسز گل رعنا(اسسٹنٹ پروفیسر نفسیات)	ممبر
6	مسز شمسہ شاہد(اسسٹنٹ پروفیسر فائن آرٹس)	ممبر

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب والا!اس سوال کے جواب سے میں مطمئن ہوں۔اس لئے میرا اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ مہربانی۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب!

میاں طارق محمود: سوال نمبر 1871 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم کے قیام اور کلاسز سے متعلقہ تفصیلات

* 1871: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم کا قیام کب عمل میں آیا، بوقت قیام کن کن کلاسوں کا اجرأ ہوا؟

(ب) مذکورہ کالج میں گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ کلاسز کے اجرأ کی مرحلہ وار تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) اس وقت کن کن مضامین میں ایم اے / ایم ایس سی کی کلاسز جاری ہیں، پوسٹ گریجوایشن کی ہر مضمون میں داخل طالبات کی تعداد بیان فرمائیں؟

(د) 2007 تاحال پوسٹ گریجوایٹ کلاسز کے نتائج کی سال وار اوسط بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کالج کا قیام 1960 میں عمل میں آیا۔ اس وقت کالج انٹرلیول تک تھا۔ ایف۔ اے / ایف ایس سی کی کلاسز کا اجرأ ہوا۔

(ب) 1973 میں ڈگری لیول تک اپ گریڈیشن ہوئی۔ جو مضامین پڑھائے جاتے تھے ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

بی ایس سی

1۔باٹنی	زوالوجی	کیمسٹری
2۔باٹنی	زوالوجی	جنرل نفسیات
3۔فزکس	کیمسٹری	جنرل ریاضی
4۔فزکس	ریاضی اے بی کورس	

بی اے

لازمی مضامین: انگریزی، مطالعہ پاکستان، اسلامیات،

آپشنل مضامین: عربی یا فارسی

1۔ اسلامیات، ایجوکیشن، معاشیات، فائن آرٹس، فلسفہ

2۔ سیاسیات، جنرل نفسیات، جنرل ریاضی، تاریخ کوئی سی زبان

(اردو، عربی، فارسی، انگریزی ادب)

3۔ ریاضی اے، بی کورس، جغرافیہ

(ب) 1987 میں پوسٹ گریجوایٹ لیول تک اپ گریڈیشن ہوئی۔ اسلامیات اور اردو کلاسز کا اجراء ہوا۔

(ج) اس وقت یعنی 2010 میں نئے پوسٹ گریجوایٹ کلاسز میں کوئی بھی طالبہ داخل نہیں ہے۔2008 میں ایم اے اسلامیات پارٹ ون اور ایم اے اردو پارٹ ون میں داخلہ نہیں کیا گیا۔ چونکہ پنجاب یونیورسٹی نے کالج کے دونوں پوسٹ گریجوایٹ مضامین ایم اے اردو اور ایم اے اسلامیات کا الحاق ختم کر دیا ہے۔

(د) رزلٹ 2007

	کل تعداد	امتحان میں شامل طالبات کی تعداد	پاس شدہ	نتیجہ
ایم اے اردو	6	6	6	100٪
ایم اے اسلامیات	22	22	20	90.91٪

رزلٹ 2008

	کل تعداد	امتحان میں شامل طالبات کی تعداد	پاس شدہ	نتیجہ
ایم اے اردو	1	1	1	100٪
ایم اے اسلامیات	24	21	20	95٪

رزلٹ 2009

کل تعداد		امتحان میں شامل طالبات کی تعداد	پاس شدہ	نتیجہ
ایم اے اردو	01	01	01	100٪
ایم اے اسلامیات	22	22	21	95٪

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! جز(ج) میں اس وقت یعنی 2010 میں دو ہزار نئی پوسٹ گریجوایٹ کلاسسز میں کوئی بھی طالبہ داخل نہیں ہے۔ 2008 میں ایم اے اسلامیات پارٹ ون اور ایم اے اردو پارٹ ون میں داخلہ نہیں کیا گیا۔ کیونکہ پنجاب یونیورسٹی نے کالج کے دونوں پوسٹ گریجوایٹ مضامین ایم اے اردو اور ایم اے اسلامیات کا الحاق ختم کر دیا۔ جواب جو دیا گیا ہے اس کے مطابق 2002 میں ایم اے اسلامیات پارٹ ٹو میں تعداد 21 ہے، 2003 میں 15 ہے، 2004 میں پندرہ ہے، 2005 میں 17 ہے، 2006 میں 19 ہے، 2007 میں اس کی تعداد 22 ہے۔ اس کے بعد ایم اے اردو اور اسلامیات کے لئے کالج کا الحاق ہی ختم کر دیا گیا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 2008 میں یونیورسٹی نے ایم اسلامیات پارٹ ون اور ایم اے اردو پارٹ ون میں داخلہ نہیں کیا۔ چونکہ پنجاب یونیورسٹی میں کالج کے دونوں پوسٹ گریجوایٹ مضامین ایم اے اردو اور ایم اسلامیات کا الحاق ختم کر دیا گیا ہے۔ ایم اے اردو پارٹ ون اور ایم اے اسلامیات میں 25 نشستیں جو کہ یونیورسٹی کی discretion ہوتی ہے، ان کی اجازت دی تھی مگر طالبات چونکہ 25 سے کم تھیں تو اس وجہ سے انہوں نے اس کا الحاق ختم کر دیا ہے۔ مگر میں معزز رکن کے علم میں یہ بات بھی لانا چاہوں گا کہ گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج فار بوائز میں چار سالہ بیچلر ڈگری پروگرام میں ہم نے شامل کیا ہے تو انشاءاللہ تعالیٰ آپ کے سٹوڈنٹ وہاں داخل ہو جائیں گے اور بی ایس سی چار سالہ پروگرام پوسٹ گریجویشن کے برابر ہی ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں طارق محمود: جناب والا! اگر پنجاب یونیورسٹی نے affiliation ختم بھی کر دی ہے تو پھر گجرات یونیورسٹی بھی نزدیک ہے اور اردو اور اسلامیات کے مضامین میرے خیال کے مطابق ضروری ہیں جو 2008 سے لے کر اب تک ناانصافی ہوئی ہے یہ ختم ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ نے سنا ہے یا نہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! معزز رکن کے ساتھ بیٹھ کر اس مسئلے پر بات کر لیتے ہیں اور جس طرح انہوں نے بتایا ہے، گجرات یونیورسٹی کا ذکر کیا ہے اگر اس کے ساتھ

affiliate ہو کر کم سیٹوں پر بھی اجازت مل جاتی ہے تو ہم ان کو کروادیں گے لیکن ہر یونیورسٹی کا اپنا ایک criteria ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

میاں طارق محمود: سوال نمبر 1872 اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم، طالبات کی تعداد اور امتحانی نتائج سے متعلقہ تفصیلات

*1872: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم میں اس وقت موجود طالبات کی تعداد کلاس وائز بیان فرمائیں؟

(ب) انٹر تا ایم اے طالبات کے لئے کن کن مضامین پر مبنی گروپ بنائے گئے ہیں؟

(ج) سال 2002 تا حال سال وار بورڈ اور یونیورسٹی کے امتحانات میں شرکت کرنے والی طالبات کی تعداد امتحان وار بیان فرمائیں؟

(د) مذکورہ عرصہ میں بورڈ اور یونیورسٹی کے امتحانات میں شرکت کرنے والی طالبات کی امتحان وار اوسط بیان فرمائیں؟

(ہ) جن مضامین کی ٹیچرز نے اوسط سے بھی کم رزلٹ دیا ہے کیا حکومت ان کی ناقص کارکردگی پر ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم میں اس وقت موجودہ طالبات کی کل تعداد 2961 ہے کلاس وار تفصیل (فلیگ "الف") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) انٹر تا ایم اے کلاسز کے لئے جن مضامین پر مبنی گروپ بنائے گئے ہیں ان کی تفصیل (فلیگ "ب") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 2002 تا 2008 سال وار بورڈ اور یونیورسٹی کے امتحانات میں شرکت کرنے والی طالبات کی تعداد کی تفصیل (فلیگ "ج") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مذکورہ عرصہ میں بورڈ اور یونیورسٹی کے امتحانات میں شرکت کرنے والی طالبات کی امتحان وار اوسط کی تفصیل (فلیگ "د") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کالج کے رزلٹ کا فیصد تناسب ہمیشہ یونیورسٹی / بورڈ کے فیصد تناسب سے زیادہ رہا ہے البتہ کچھ سالوں کے دوران چند اساتذہ کا رزلٹ یونیورسٹی کے فیصد / تناسب سے کم رہا ہے۔ ان اساتذہ کے اس رزلٹ کو ان کی سالانہ خفیہ رپورٹ میں درج کر دیا جاتا ہے جس کا اثر ان کی ترقی پر پڑتا ہے۔(تفصیل فلیگ "ہ" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ کالج کے رزلٹ کا فی صد تناسب ہمیشہ یونیورسٹی / بورڈ کے فی صد تناسب سے زیادہ رہا ہے۔ البتہ کچھ سالوں کے دوران چند اساتذہ کا رزلٹ یونیورسٹی کے فی صد تناسب سے کم رہا ہے۔ ان اساتذہ کے اس رزلٹ کو ان کی سالانہ خفیہ رپورٹ میں درج کر دیا جاتا ہے جس کا اثر ان کی ترقی پر پڑتا ہے۔ میں نے اس میں دیکھا ہے کہ اگر تعلیم کا معیار کم ہو رہا ہے اور اتنے بڑے کالج کے رزلٹ میں جو کمی واقع ہو رہی ہے بچے کم پاس ہو رہے ہیں، تعلیم میں کمی آ رہی ہے تو کیا اس کی خفیہ رپورٹ میں ہی صرف لکھا جائے گا یا ان کے خلاف کوئی action بھی لیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جن کالج اساتذہ کی سالانہ کارکردگی بہتر نہیں ہوتی ان کی سالانہ ACR میں لکھا جاتا ہے اس سے ان کی ترقی پر بھی اثر پڑتا ہے۔ تین سال تک consecutively ان کی performance اچھی نہیں ہے تو پھر ان کی promotion کو بھی delay کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے بھی باقاعدہ ایک criteria موجود ہے۔ دوسرا میں ان کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ کوئی accountability ہوتی ہے؟ ہم نے پچھلے سال پنجاب میں

پہلی دفعہ کیا ہے کہ جن کالجوں کا نتیجہ دس فیصد سے کم آیا تھا ان پر نسپلز کے خلاف محکمانہ کارروائی کی تھی جو کہ ایک بہت بڑا اقدام تھا اور پنجاب حکومت نے پہلی دفعہ کیا تھا تاکہ ہمارے کالجوں میں quality of education بہتر ہو۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ضمنی سوال کا تو ایک بہانہ ہوتا ہے بعض اوقات mal practices ہو رہی ہوں تو ان کی طرف توجہ دلانا ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال ہوتا ہے بہانہ نہیں ہوتا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب والا آپ بڑے ہیں اجازت دے دیجئے گا۔

جناب سپیکر: جی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! منڈی بہاؤالدین میں پوسٹ ڈگری کالج برائے خواتین کی حدود میں پولیس اسٹیشن بنا ہوا ہے۔اس پولیس اسٹیشن کی ایک دیوار گرلز ہوسٹل کے ساتھ ملتی ہے جبکہ اس کی دوسری دیوار کالج کے ساتھ ملتی ہے۔جہاں پولیس اسٹیشن بنا ہوا ہے وہ زمین محکمہ ایجوکیشن کے نام ہے اور وہاں تھانے میں رات کو جو چھترول ہوتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: میری گزارش ہے کہ آپ میرے اس سوال کے ذریعے سے اس پر notice لے لیں۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! میری بات سنیں اس علاقے کے لوگوں نے آپ کو اپنا نمائندہ بنا کر یہاں بھیجا ہے۔اس کے لئے آپ کو تکلیف کرنی پڑے گی۔دفتر آپ کے پاس موجود ہے کاغذ اور پنسل آپ کا ہونا چاہئے آپ رولز اینڈ ریگولیشن کے مطابق لکھ کر دیں تو ہم آپ کی بات سنیں گے اور یہ بھی آپ کی بات سننے کے پابند ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے آج سے اڑھائی سال پہلے یہ سوال جمع کروایا تھا لیکن پتا نہیں باری کیوں نہیں

آتی۔پھر میں نے اس کے لئے تحریک التوائے کار بھی دی ہے لیکن اس کی بھی باری نہیں آئی۔میں یہ کہنا چاہتاہوں کہ جب ایک بات کی دو سال تک باری بھی نہ آئے تو پھر اس کا کیاpurposeرہ جاتا ہے؟

جناب سپیکر: ان کے بعد آپ کی باری آئے گی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: آپ ہر اجلاس میں fresh questionلیا کریں تو پھر سارے لوگ کام کریں گے۔بندہ جو سوالputکرتا ہے پھر اسے بھول ہی جاتا ہے کہ میں نے دو سال پہلے سوال کیوں کیا تھا؟

جناب سپیکر: حضرت!اس کا طریق کار ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!آپ یہ کریں اور تاریخ میں آپ کا نام آئے گا کہ آپ نے بہت کام کیا ہے۔

جناب سپیکر: رولز اینڈ ریگولیشن کے مطابق ہی چلنا ہوتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: آپ رولز آف پروسیجر میں تبدیلی کریں۔

جناب سپیکر: ایجوکیشن منسٹر صاحب!یہ آپ کو علیحدہ مل لیں گے آپ انہیں مطمئن کریں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی میں یہی عرض کرنے لگا ہوں۔یہ مجھے بتائیں تو میں اسے حل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ان کاissue سنیں اور میرا بھیissue ہے ہم اکٹھے مل لیں گے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جیسے جناب کا حکم۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: یہ تو میری خوش قسمتی ہو گی کہ آپ میرے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!آپ اجلاس کے بعد میرے آفس میں آئیں گے اور اپنے سیکرٹری صاحب کو بھی ساتھ رکھنا تاکہ ان کا بھی مسئلہ حل ہو جائے۔اگلا سوال محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ کا ہے۔تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوالdispose of کیا جاتا ہے اگلا سوال بھی نرگس پروین صاحبہ کا ہے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال بھیdispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال میاں شفیع محمد

صاحب کا ہے۔تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محمد یار ہراج صاحب کی طرف سے ہے وہ بھی تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔

معزز اراکین ا:ڈگری

جناب سپیکر: No please, no please no please. This is not good. محترمہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے۔ sorry معاف کرنا درمیان میں ایک سوال رہ گیا ہے۔محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا سوال ہے۔تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔جی محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ! آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2048 ہے۔میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور اس پر میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا یونیورسٹی کا قیام و دیگر تفصیلات

*2048: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرگودھا یونیورسٹی کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) سرگودھا یونیورسٹی کے قیام کے لئے حکومت پنجاب نے کتنی اراضی مختص کی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج سرگودھا کو ہی یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا؟

(د) سرگودھا یونیورسٹی کے قیام کے وقت کتنا سٹاف مقرر کیا گیا تھا نیز اس سٹاف میں کتنے لیکچرار / پروفیسرز بھرتی کئے گئے تھے، انکے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج سرگودھا کے ہی سٹاف کو اپ گریڈ کر کے انہیں یونیورسٹی میں ضم کر دیا گیا؟

(و) کن وجوہات کی بنا پر گورنمنٹ کالج سرگودھا کو یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) 19 نومبر 2002 کو یونیورسٹی آف سرگودھا کا قیام عمل میں آیا۔

(ب) سرگودھا یونیورسٹی کے ذیلی کالج (Constituent Colleges) سرگودھا میڈیکل کالج اور زرعی کالج کے لئے پچاس پچاس ایکڑ اراضی مختص کی ہے جبکہ 86 کنال پہلے ہی کالج کی اراضی تھی، اس طرح کل اراضی 100 ایکڑ اور 86 کنال ہو گئی ہے۔

(ج) جی ہاں۔

(د) سرگودھا یونیورسٹی کے قیام کے وقت صرف وائس چانسلر کا تقرر کیا گیا تھا۔ لیکچرارز / پروفیسرز جو کالج میں کام کر رہے تھے انہیں ہی ٹرانسفر کر دیا گیا تھا۔

(ہ) درست نہ ہے۔

(و) حکومت نے علاقہ میں تعلیم کی ترقی و ترویج کے لئے گورنمنٹ کالج سرگودھا کو یونیورسٹی کا درجہ دیا۔

جناب سپیکر: very good، جی اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے

چودھری عامر سلطان چیمہ: میرا سوال نمبر 2078 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا کے کالجز کو بسیں فراہم کرنے کا مسئلہ

*2078: **چودھری عامر سلطان چیمہ:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے ضلع سرگودھا کے درج ذیل کالجوں میں بسوں کی فراہمی کی منظوری دی تھی:-

1- گرلز ڈگری کالج بھاگٹانوالہ = 1 بس

2-گرلز کالج 36 جنوبی=1 بس

3-بوائز ڈگری کالج بھاگٹانوالہ=2بسیں

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان بسوں کی خرید کے لئے مطلوبہ فنڈز 13.722 ملین کی منظوری بذریعہ چٹھی نمبر ایس او(پی 111) 4-64/2003 مورخہ 27-2-2007 کو دی گئی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک یہ بسیں خرید نہیں کی گئی ہیں، اس کی کیا وجوہات ہیں اور کب تک بسیں فراہم کر دی جائیں گی؟

(د) جب فنڈز وصول ہو چکے تھے تو ان کو 30۔جون 2007 تک کیوں استعمال نہیں کیا گیا؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے غیر منظور شدہ اسکیموں کے لئے بلاک ایلوکیشن رکھی ہوئی ہے تو ان منظور شدہ سکیموں کے لئے اضافی فنڈز اس ایلوکیشن میں سے کیوں نہیں دیئے جا سکتے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) انڈر سیکرٹری، ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور نے مراسلہ نمبر SO(P-III)4-64/2003 مورخہ 19-03-2007 کے تحت ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن (کالجز) پنجاب لاہور کو 4 عدد بسوں کی خریداری کے لئے تحریر کیا کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے 4 بسوں کی خریداری کے لئے مبلغ 13.722 ملین روپے کے فنڈز جاری کئے ہیں۔گزارش کی کہ قانون کے مطابق بسوں کی خریداری کو یقینی بنائیں۔

(ج) جی ہاں۔وجوہات درج ذیل ہیں۔

I. ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن (کالجز) کی طرف سے متعلقہ پرنسپلز کو فنڈز بروقت جاری نہ ہو سکے۔

II. ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن کالجز کی طرف سے متعلقہ پرنسپل صاحبان کو حکم نمبر 16668/D-3 مورخہ 18-04-2007 کے تحت وصول ہوا جس میں 4 عدد بسوں کی خریداری کے لئے پرچیز کمیٹی تشکیل دی گئی جو درج ذیل ہے:-

1) پرنسپل گورنمنٹ کالج برائے طلبا بھاگٹانوالہ
چیئرمین
2) پرنسپل گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج بھاگٹانوالہ
سیکرٹری
3) پرنسپل، انچارج گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج 36 جنوبی
ممبر

اور ہدایت کی گئی کہ بسوں کی خریداری قانون کے مطابق مکمل کر کے کیس duplicate برائے منظوری دفتر ہذا کو ارسال کریں۔

III. ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن (کالجز) پنجاب لاہور نے مراسلہ نمبر D-3/19489-91 مورخہ 18-5-2007 کے تحت D-3/16668 مورخہ 18-04-2007 پر چیز کمیٹی تشکیل کا حکم نامہ واپس لے لیا۔

(د) ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن (کالجز) پنجاب لاہور نے مراسلہ نمبر D-3/21838 مورخہ 01-06-2007 چار عدد بسوں کی خریداری کے لئے گورنمنٹ 13.722 ملین متعلقہ پرنسپل صاحبان کو جاری کر دی اور تحریر کیا کہ بسوں / کوسٹر کی خریداری بحیثیت سینئر پرچیز آفیسر ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن (کالجز) پنجاب کرے گا اور آپ کو تمام خریداری سے متعلقہ کاغذات اور بل ارسال کرے گا تاکہ 30-جون 2007 تک رقم اکاؤنٹس آفس سے نکلوائی جا سکے۔لیکن 30 جون 2007 تک سینئر پرچیز آفیسر کی طرف سے کوئی بل وصول نہ ہوا جس کی وجہ سے اکاؤنٹس آفس سے رقم نہ نکلوائی جا سکی۔

(ہ) یہ درست ہے کہ موجودہ ترقیاتی پروگرام میں ایک بلاک 2000 million روپے کا موجود ہے۔لیکن اس بلاک میں سے 1638million روپے ایم پی اے پروگرام کے لئے جاری کر دیئے گئے ہیں اور باقی کی رقم صرف 362million روپے ہے جو چند نئی سکیموں کے لئے استعمال میں لائی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ :جی،اس میں میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔ ذرا غور سے سنئے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!کالج کے لئے چار بسوں کی تفصیل مانگی گئی تھی۔اس کے لئے حکومت نے 13.722 ملین روپے کے فنڈز بھی جاری کر دیئے تھے اور وہ ڈی سی او سرگودھا کے اکاؤنٹ میں تھے لیکن ابھی تک ان پر کوئی احکامات جاری نہیں ہوئے اور وہ بسیں نہیں خریدی جاسکیں اور وہ پیسے laps ہو گئے۔ انہوں نے جو کمیٹی تشکیل دی اس کمیٹی نے اتنی نالائقی دکھائی کہ وہ بسیں بروقت نہیں خرید سکی۔حالانکہ حکومت کی پالیسی ہے اور موجودہ حکومت اس بات پر اپنی تعریفیں بھی کرتی ہے کہ ہم طلبا کو، تعلیم کو بڑی top priority دیتے ہیں۔ یہ دیہاتی علاقے کے کالج ہیں اور انہیں بسوں کی فراہمی کے لئے حکومت کی بھی ہدایت تھی لیکن اس کے باوجود وہ بسیں نہیں خریدی گئیں تو کیا حکومت ان بسوں کو خریدنے کے اقدامات کر رہی ہے اور جن صاحبان نے یہ ٹائم laps کیا ہے کیا ان افسران اور اس کمیٹی کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے،وزیر صاحب ذرا تفصیل سے اس بارے میں ایوان کو مطلع کریں اور یہ بھی بتائیں کہ آیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ وزیر اعلیٰ نے بھی ان بسوں کی خریداری کے لئے کوئی احکامات جاری کئے تھے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جیسے میرے معزز رکن نے فرمایا ہے بالکل یہ بسیں خریدی جانی تھیں مگر چونکہ ہم نے لوکل پرچیز کرنی ہوتی ہے اور کئی دفعہ یہاں کے manufacturer کی وجہ سے بھی تاخیر ہو جاتی ہے اور ان بسوں کی خرید میں تو ہمارے لوگوں کی طرف سے بھی تاخیر ہوئی ہے۔ جب سوال آیا تو میں نے اس سلسلے میں محکمے سے کہا ہے کہ اس کی مکمل انکوائری کر کے مجھے بتائیں لہذا میں اگلے ایک دو دنوں میں چیمہ صاحب کو اس بارے میں exact رپورٹ پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کب تک اس کی انکوائری رپورٹ لے لیں گے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں پرسوں تک چیمہ صاحب کو بتادوں گا۔

جناب سپیکر: اسی اجلاس میں جواب دے دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اسی اجلاس میں نہیں بلکہ میں اگلے دو تین دنوں میں اس بارے میں ان کی satisfaction کے مطابق انہیں بتادوں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انکوائری رپورٹ آنے تک یہ سوال pending کر دیں۔

جناب سپیکر: سوال pending نہیں ہو گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: انہوں نے خود فرمایا ہے کہ وہ ایک دو دن تک انکوائری رپورٹ دے دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کی satisfaction ہو گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: اگر وہ انکوائری رپورٹ نہ دیں تو پھر میں اس پر کیا کروں گا؟

جناب سپیکر: جی؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: تو کیا پھر اس پر کارروائی کے لئے میں دوبارہ آپ سے درخواست کروں گا؟ میری استدعا ہے کہ اگر آپ مہربانی فرما کر اسے pending فرمادیں تو یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ اگلے دو دنوں تک اس کی exact انکوائری رپورٹ انہیں پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اگر نہ ہوا تو پھر آپ fresh دے دینا میں accept کر لوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اب یہ on the floor of the House یقین دہانی کروا رہے ہیں اگر اس پر عمل درآمد نہ ہوا تو پھر میں ان کے خلاف تحریک استحقاق لا سکتا ہوں۔ پھر ان کے موجودہ وزیر اعلیٰ نے بھی ان بسوں کی خریداری کے لئے احکامات جاری کئے ہوئے ہیں لہذا خدارا یہ اپنے وزیر اعلیٰ کے احکامات پر ہی عمل درآمد کروادیں۔

جناب سپیکر: جی وہ عمل درآمد کروائیں گے۔ کیوں نہیں کروائیں گے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بالکل درست فرمارہے ہیں اور ہم نے اس سال کے بجٹ میں بسیں purchase کرنی ہیں اور انشاء اللہ میں ان کا یہ matter resolve کروا دوں گا۔

چودھری محمد شفیق: چیمہ صاحب کے کالج کو تو بسیں نہیں ملیں لیکن میرا سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب یہ بتائیں کہ انہوں نے آج سے چھ ماہ پہلے جو بسیں کالج کو دی ہوئی ہیں وہ اسی طریقے سے کھڑی ہیں چونکہ ان کے ڈرائیور نہیں ہیں۔ کیا انہوں نے اس کی SNE کر لی ہے اور فنانس ڈیپارٹمنٹ سے اس کی اجازت لے لی ہے یا ابھی اجازت لینے والی ہے؟ چونکہ ابھی تک کالج کو کسی قسم کی کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بہت سی جگہوں پر تو بسوں کے ڈرائیور ہیں اگر انہوں نے کسی جگہ کو specify کیا ہے تو میں نے شروع میں بھی SNE کے بارے میں عرض کیا تھا کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے delay کی جاتی ہے اور ہم ان سے request کرتے رہتے ہیں کہ وہ ہماری SNEs کو فوری طور پر منظور کر دیا کریں۔ چودھری شفیق صاحب نے جو بات کی ہے میں ان کے معاملے کو بھی دیکھ لیتا ہوں کہ یہ ابھی تک resolve کیوں نہیں ہوا؟

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

MR. SPEAKER: Over now, over now . Thank you.

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ابھی point of order پر بات کرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔ میں نے آپ کو پہلے بتا دیا تھا۔ وقفہ سوالات ختم ہونے دیں اس کے بعد آپ کو point of order پر بات کرنے کی اجازت دے دی جائے گی۔ اب اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

اللہ رکھا صاحب! آپ جلدی سے باہر جائیں اور محمد نوید انجم صاحب کو ہاؤس میں لے کر آئیں۔ چونکہ ان کا سوال آ گیا ہے اس لئے اب ان کو ہاؤس میں بلانا ضروری ہو گیا ہے۔ ورنہ میں نہ بلواتا۔

(اس مرحلے پر معزز رکن اللہ رکھا صاحب ہاؤس سے لابی میں جناب محمد نوید انجم صاحب کو واپس لانے کے لئے گئے)

(اس مرحلے پر معزز رکن جناب محمد نوید انجم بائیکاٹ ختم کر کے ہاؤس میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: جی، نوید انجم صاحب! welcome آپ اپنا سوال نمبر پکاریں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں پہلے اذان کے حوالے سے ہی بات کروں گا کہ کیا آج ہاؤس میں اذان کی آواز سنائی دے گی؟

جناب سپیکر: آپ یہ بتائیں کہ اپنے سوال کا جواب لینا چاہتے ہیں یا نہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اپنے سوال کے جواب سے تو مطمئن ہوں۔ میں اذان کے بارے میں پوچھنا چاہوں گا کہ کیا آج ہاؤس میں اذان کی آواز سنائی دی گی یا نہیں؟

جناب سپیکر: دیکھیں، میں کوئی election نہیں ہوں۔ آپ میری بات سنیں، آپ میں سننے کی ہمت نہیں ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ بات سنتے ہی نہیں ہیں۔ آپ کے point out کرنے سے پہلے میں نے خود ہی کل ان سے یہ بات پوچھی تھی کہ پچھلے کئی دنوں سے ہاؤس میں اذان کی آواز کیوں سنائی نہیں دے رہی؟ تو مجھے بتایا گیا کہ اس system میں کوئی خرابی آ گئی ہے۔ وہ پچھلے تین دن سے اس خرابی کو ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ آج اللہ کے فضل سے یہ system ٹھیک ہو گیا ہے۔ کسی نے روکا نہیں ہے، system میں خرابی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت زیادہ شکر گزار ہوں کہ آپ کی وجہ سے یہ system ٹھیک ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ اپنے سوال کی طرف آئیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2282 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، ہاں اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اسلامیہ کالج سول لائن لاہور مختص شدہ فنڈز اور عمارت سے متعلقہ تفصیلات

*2282: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) اس کالج میں کہاں تک تعلیم دی جاتی ہے؟

(ج) اس کالج میں بلڈنگ کتنی ہے اور کس کس نام سے منسوب ہے؟

(د) اس کالج میں کتنے کمرے کب سے مخدوش حالت میں ہیں؟

(ہ) اس کالج کو سال 06۔2005، 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم حکومت کی طرف سے کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(و) ان سالوں کے دوران کالج کے اپنے ذرائع سے کتنے رقم اکٹھی ہوئی؟

(ز) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کس کس بلڈنگ کی مرمت پر خرچ ہوئی اور کتنی رقم نئے کمروں کی تعمیر پر خرچ ہوئی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور 105 کنال رقبے پر مشتمل ہے۔

(ب) اس کالج میں انٹر میڈیٹ، گریجویشن اور پوسٹ گریجویشن تک تعلیم دی جاتی ہے۔

(ج) اس کالج میں آٹھ عمارتیں ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔	ایڈمن بلاک	2۔	پرانا سائنس بلاک
3۔	کمپیوٹر بلاک	4۔	نیو سائنس بلاک
5۔	پرانا جغرافیہ بلاک	6۔	پرانا پوسٹ گریجوایٹ بلاک
7۔	کریسنٹ بلڈنگ	8۔	نیو پوسٹ گریجوایٹ بلاک (زیر تعمیر)

(د) پرانا جغرافیہ بلاک، ایڈمن بلاک، پرانا سائنس بلاک محکمہ بلڈنگ (C&W) کی طرف سے مخدوش قرار دیئے جا چکے ہیں۔ یہ واضح رہے کہ یہ عمارتیں 127 سال پرانی ہیں۔

(ہ) اس کالج کو 06-2005، 08-2007 اور 09-2008 کے دوران ملازمین کی تنخواہ کی مد میں درج ذیل رقم فراہم کی گئی:۔

مالی سال	تنخواہ	مجموعی الاؤنس	کل رقم
2005-06	Rs. 4,14,87,965/- گزٹیڈ ملازمین Rs. 49,08,771/- نان گزٹیڈ ملازمین	Rs. 2,86,81,652/-	Rs. 7,50,78,388/-
2007-08	Rs. 4,69,04,467/- گزٹیڈ ملازمین Rs. 65,65,687/- نان گزٹیڈ ملازمین	Rs. 3,39,10,396/-	Rs. 8,73,80,550/-
2008-09	Rs. 5,71,77,724/- گزٹیڈ ملازمین Rs. 87,92,067/- نان گزٹیڈ ملازمین	Rs. 4,08,58,535/-	Rs. 10,68,28,326/-

اس کالج کو 06-2005، 08-2007 اور 09-2008 کے دوران تعمیر اور مرمت (M&R) کی مد میں جو رقم موصول ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔یہ واضح رہے کہ تمام فنڈز متعلقہ محکمہ جات (NLC & C&W) کو فراہم کئے گئے اور انہی کی زیر نگرانی استعمال کئے گئے۔

مالی سال	مد	رقم
2005-06		کوئی رقم موصول نہ ہوئی
2007-08	M&R	Rs. 5,08,000/-
2008-09	M&R	Rs. 5,73,965/-

مالی سال 08-2007 میں نئے کمروں کی تعمیر کے لئے 31.542 ملین روپے NLC کو فراہم کئے گئے۔

(و) ان سالوں کے دوران کالج کو اپنے ذرائع سے جو رقم حاصل ہوئی اس کی سالانہ تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال 06-2005

کلاس	اوقات	داخلہ فیس	ٹیوشن فیس	فنڈز
انٹر	صبح	Rs.1,10,220/-	Rs. 16,59,600/-	Rs. 12,80,952/-
	شام	Rs.19,110/-	Rs.2,90,400/-	Rs. 20,61,624/-
ڈگری		Rs. 2,43,725/-	Rs.15,01,920/-	Rs.12,33,504/-

ایم اے	Rs. 74,875/-	Rs.2,19,360/-	Rs.2,52,264/-
میزان	Rs. 4,47,930/-	Rs. 36,71,280/-	Rs. 48,28,344/-
کل میزان		Rs. 89,47,554/-	

مالی سال2007-08

کلاس	اوقات	داخلہ فیس	ٹیوشن فیس	فنڈز
انٹر	صبح	Rs. 120325/-	Rs. 18,30,600/-	Rs. 21,17,126/-
	شام	Rs.34,910/-	Rs.6,51,600/-	Rs.45,15,964/-
ڈگری		Rs.19,7225/-	Rs.11,72,880/-	Rs.13,81,608/-
ایم اے		Rs.34,550/-	Rs.1,06,440/-	Rs.1,44,108/-
میزان		Rs. 3,87,010/-	Rs. 37,61,520/-	Rs.81,58,806/-
کل میزان			Rs.1,23,07,336/-	

مالی سال2008-09

کلاس	اوقات	داخلہ فیس	ٹیوشن فیس	فنڈز
انٹر	صبح	Rs.1,38,370/-	Rs.20,59,200/-	Rs.25,91,807/-
	شام	Rs.61,175/-	Rs.10,45,800/-	Rs.73,66,380/-
ڈگری		Rs.1,71,475/-	Rs.10,02,240/-	Rs.12,75,632/-
ایم اے		Rs.43,575/-	Rs.1,32,660/-	Rs.1,83,504/-
میزان		Rs.4,14,595/-	Rs. 42,39,900/-	Rs.1,14,17,323/-
کل میزان			Rs.1,60,71,818/-	

(ز)ان سالون کے دوران بلڈنگز کی مرمت پر جو رقم خرچ کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

مالی سال	بلڈنگ کا کام	محکمہ	رقم
2005-06	----------	----------	اس سال کوئی گرانٹ نہ دی گئی۔
2007-08	مین سائنس بلاک اور پرنسپل آفس کی مرمت	C&W	Rs.5,08,000/-
2008-09	نیو سائنس بلاک، فزکس لیب، کمپیوٹر بلاک، سٹاف روم کی مرمت اور نئی سٹریٹ لائٹس کی فراہمی	C&W	Rs.5,73,965/-

ان سالوں کے دوران نئے کمروں کی تعمیر پر جو رقم خرچ کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

مالی سال	تفصیل برائے نئی تعمیر	تعداد	محکمہ	رقم
2005-06	-------	-----	------	کوئی تعمیر نہ کی گئی۔
2007-08	لیبارٹری	02عدد	NLC	Rs.31.542 million
	کلاس روم	12عدد		

سٹور روم	01عدد
باتھ روم	13عدد
باؤنڈری وال اور گیٹ	
پارکنگ سٹینڈ برائے کار وغیرہ مع ٹف	
ٹائیل	
2008-09	کوئی نئی تعمیر نہ کی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے پوری طرح مطمئن ہوں اس لئے میں کوئی ضمنی سوال نہیں پوچھنا چاہتا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ وزیر تعلیم صاحب! آپ کو بھی نوید انجم صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا، وہ تو مطمئن ہو گئے ہیں لیکن آپ نہیں ہوئے۔ جی، فرمائیں!

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! یہاں جواب میں لکھا گیا ہے کہ اس کالج میں آٹھ عمارتیں ہیں جن کے نام بھی درج کئے گئے ہیں۔ یہ نام اس طرح سے ہیں کہ "پرانا کمپیوٹر بلاک، کریسنٹ بلڈنگ، پرانا جغرافیہ بلاک" وغیرہ۔ میں وزیر تعلیم صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ ان عمارتوں یا blocks کے نام ہمارے مسلمان تاریخ دان یا سائنس دانوں کے نام سے رکھ لئے جائیں، دوسرا یہاں جواب کے جز(د) میں لکھا ہوا ہے کہ "پرانا جغرافیہ بلاک، ایڈمن بلاک، پرانا سائنس بلاک محکمہ بلڈنگ C&W کی طرف سے مخدوش قرار دیئے جا چکے ہیں" تو ان blocks کی latest صورتحال کیا ہے، آیا ان کی جگہ پر نئے blocks تعمیر کئے جا رہے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر! معزز رکن کی تجویز بہت اچھی ہے۔ بالکل اس پر عمل ہو سکتا ہے اس میں کوئی problem نہیں ہے کہ ان blocks کے نام ہمارے قومی ہیروز یا سائنسدانوں کے نام پر رکھے جائیں۔ مہر اشتیاق صاحب نے جو نشاندہی کی ہے انشاءاللہ تعالیٰ اس پر ضرور غور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس حوالے سے جب میٹنگ ہو تو اس میں مہر اشتیاق صاحب کو بھی بلوایا جائے۔ اگلا سوال بھی نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر2285۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، ہاں اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ کالج فار ویمن سلامت پورہ لاہور کے قیام و تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*2285: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ویمن کالج سلامت پورہ پی پی 145 لاہور کی منظوری ہو چکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کالج کے نام گیارہ کنال اراضی بھی منتقل ہو چکی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس علاقہ کے 8 کلومیٹر کے اندر کوئی لڑکیوں کا کالج نہیں ہے؟

(د) کیا حکومت ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت اس کالج کی تعمیر کے لئے فنڈز فراہم کرنے، اس کی تعمیر کروانے اور کلاسز کا اجرأ کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ویمن کالج سلامت پورہ پی پی 145 لاہور کی منظوری ہو چکی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس کالج کے نام دس کنال اٹھارہ مرلے اراضی بھی منتقل ہو چکی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ اس علاقہ کے چھ کلومیٹر کے اندر کوئی لڑکیوں کا کالج نہیں ہے۔

(د) حکومت ایجوکیشن ریفارمز پروگرام کے تحت اس کالج کی تعمیر کے لئے 57.026million لاگت کی منظوری سیکرٹری تعلیم کی طرف سے ہو چکی ہے۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے پہلی قسط 09 اپریل 2009 کو مبلغ 10.00 ملین (ایک کروڑ روپے) ہو چکی ہے۔ اب سیکرٹری C&W ٹینڈر کروا کر تعمیر شروع کرا دیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا یہ سوال 27 نومبر 2008 کا ہے۔اس کے بعد وزیر صاحب کی کاوشوں اور خادم اعلیٰ صاحب کی مہربانی سے میرے علاقے میں ڈگری کالج شروع ہو چکا ہے لہذا اس کے جو اغراض و مقاصد تھے وہ سارے پورے ہو گئے ہیں۔میں پوری طرح اس جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔اگلا سوال محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! سوال نمبر 2307۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ فوزیہ بہرام: جی،ہاں۔اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کی یونیورسٹیوں میں فیلوشپس کے اجرا کی تفصیلات

*2307: **محترمہ فوزیہ بہرام:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کی کن کن یونیورسٹیوں میں فیلوشپ کروائی جارہی ہے؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو آج تک کتنے غیر ممالک اور ملکی سٹوڈنٹس نے پنجاب سے فیلوشپ حاصل کی ہے اور ان فیلوشپ کا نام کیا ہے؟

(ج) اگر جواب نہ میں ہے تو کیا حکومت فیلوشپ پنجاب کی یونیورسٹیوں میں شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کن کن ممالک کے اسٹوڈنٹس ان فیلوشپ سے استفادہ حاصل کر سکیں گے اور ان فیلوشپ کے نام کیا ہوں گے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب کی جن یونیورسٹیوں میں فیلوشپ کروائی جارہی ہے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔گورنمنٹ کالج یونیورسٹی،لاہور

2۔پنجاب یونیورسٹی،لاہور

(ب) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی،لاہور میں ابھی تک کسی بھی غیر ملکی سٹوڈنٹ نے فیلوشپ حاصل نہیں کیا جبکہ 18 ملکی سٹوڈنٹس نے فیلوشپ حاصل کی ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1 پوسٹ ڈاکٹریٹ،4 پی ایچ ڈی،اور 13 ایم فل

فیلوشپ کا نام: فیلوشپ ان سلام چیئر (فزکس ڈیپارٹمنٹ)

*پنجاب یونیورسٹی ،لاہور کے شعبہ میں اس وقت دو افراد کام کر رہے ہیں اور دونوں ہی پاکستانی ہیں۔

(ج) درج بالا دو یونیورسٹیوں میں فیلوشپ ہو رہی ہے جبکہ بقیہ یونیورسٹیاں فیلوشپ شروع کر سکتی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ پنجاب کی یونیورسٹیوں میں فیلوشپ کرائی جا رہی ہے۔تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ فیلو شپ internationally linked ہے یا نہیں؟ پاکستان کے اندر تمام سیاست دانوں میں سے صرف میں نے فیلو شپ کی ہے۔جب میں وہاں پر personally گئی تو مجھے معلوم ہوا کہ ہماری کوئی فیلو شپ internationally امریکن یا کسی international university سے linked نہیں ہے۔تو میں سمجھتی ہوں کہ فیلو شپ کو internationally linked ہونا چاہئے،تب ہی جا کر یہ کار آمد ثابت ہو گی ورنہ ہماری فیلو شپ internationally education میں کسی value پر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ درست فرما رہی ہیں کہ ہماری جو فیلو شپ ہیں وہ internationally linked نہیں ہیں مگر ہم اس پر working کر رہے ہیں اور ہماری کوشش ہو گی کہ جلد از جلد ہماری world recognize universities and colleges کی فیلو شپ internationally linked ہو جائیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! ہماری فیلوشپ internationally linked نہیں ہیں، یہ بات وزیر صاحب نے تسلیم کی ہے۔میں چاہتی ہوں کہ ہماری فیلوشپ کو internationally linked کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔تو کیا محکمہ تعلیم ہماری فیلو شپ کو internationally linked کروانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، بالکل ہم اس کے اوپر working کر رہے ہیں۔انشاءاللہ تعالیٰ ہماری فیلوشپ جلد internationally linked ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔وقفہ سوالات ختم ہو چکا، Question hour in over now.

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم،

کلریکل سٹاف سے متعلقہ تفصیلات

*1873: محترمہ نرگس پروین اعوان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم میں تعینات کلریکل سٹاف کے نام ولدیت، گریڈ، پتاجات اور عرصہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور اس وقت کتنی کب سے خالی ہیں حکومت کب تک خالی اسامیاں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) گزشتہ پانچ سال میں کلریکل سٹاف کے خلاف ہونے والی انضباطی کارروائیوں کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) ان ملازمین کو سال 2005 سے آج تک کتنی رقم بطور تنخواہ اور ٹی اے-ڈی اے ادا کی گئی ہے تفصیل ملازم وائز فراہم کریں؟

(ہ) کتنے ملازمین اس کالج میں عرصہ تین سال زائد سے فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم میں تعینات کلریکل سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام	عہدہ	ولدیت	گریڈ	پتا	عرصہ تعیناتی موجودہ کالج
سید محمد رئیس	ہیڈ کلرک	سید شمشاد حسین	14	مکان نمبر ڈی 296 باغ محلہ جہلم شہر	30-11-1998 (10 سال)
اشفاق احمد	سینئر کلرک	غلام ربانی	9	مکان نمبر 949، B-XIII مجاہد آباد	12-3-1999 (9 سال 8 ماہ)
محمد عمران بٹ	جونیئر کلرک	فخر الدین	7	H/No B-II-21-S-30 بٹ سٹریٹ مشین محلہ نمبر 3 جہلم	17-7-1998 (10 سال 5 ماہ)
مسز ممتاز قمر	لائبریری کلرک	فیروز خان	7	محلہ اپوا سکول جہلم	28-6-1983 (25 سال 5 ماہ)

(ب) مذکورہ سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

1- ہیڈ کلرک 1

2- سینئر کلرک 1

3- جونیئر کلرک 1

4- لائبریری کلرک 1

خالی اسامی: ایک اسامی جونیئر کلرک کی، درجہ چہارم سے پروموشن کوٹے میں 09-06-2007 سے خالی ہے جو آئندہ ڈی پی سی کی میٹنگ میں جلد ہی پر کر دی جائے گی۔

(ج) گزشتہ پانچ سال میں کلریکل سٹاف کے خلاف کوئی انضباطی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

(د) ملازمین کو ادا کی گئی رقم بطور تنخواہ اور ٹی اے، ڈی اے کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نام وعہدہ	ماہانہ تنخواہ	تنخواہ کی رقم	ٹی اے کی رقم
سید محمد رئیس، ہیڈ کلرک	جنوری2005 تا اکتوبر2008	301745/-	7180/-
اشفاق احمد سینئر کلرک	جنوری2005 تا اکتوبر2008	282250/-	------
محمد عمران، جونیئر کلرک	جنوری2005 تا اکتوبر2008	263360/-	------
ممتاز قمر لائبریری کلرک	جنوری2005 تا اکتوبر2008	253000/-	------

(ہ) 26 ملازمین اس کالج میں عرصہ تین سال سے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ان کے نام، عہدے کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم میں تعینات ٹیچرز کی تعداد و تفصیل

*1874: **محترمہ نرگس پروین اعوان:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم میں تعینات پرنسپل کا نام، کوالیفیکیشن، تجربہ اور کالج میں عرصہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ کالج میں کتنے شعبہ جات میں تعینات لیکچرار اور ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ کا نام، گریڈ، کوالیفیکیشن اور عرصہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ج) کالج میں عرصہ تین سال سے زائد تعینات ٹیچرز کے نام اور عرصہ تعیناتی بیان فرمائیں کیا حکومت عرصہ تین سال سے زائد تعینات ٹیچرز کی ٹرانسفر کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(د) اس وقت کالج میں کس کس مضمون کی کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں حکومت کب تک خالی اسامیاں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) گزشتہ پانچ سال میں جن ٹیچرز کے خلاف انضباتی کارروائی کی گئی ان کی تفصیل پیش کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین جہلم میں تعینات پرنسپل کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں:-

نام		ثمینہ ضیاً
کوالیفیکیشن		ایم ایس سی، ایم فل باٹنی
تجربہ	:	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سرائے عالمگیر 27-5-2000 تا 23-7-2008
	:	گورنمنٹ کالج برائے خواتین جہلم چار ماہ (موجودہ کالج میں)
تاریخ تعیناتی		24-07-08 (موجودہ کالج میں)

(ب) کالج ہذا میں تعینات لیکچرار اور ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ کا نام، گریڈ کوالیفیکیشن اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کالج میں عرصہ تین سال سے زائد تعینات ٹیچرز کے نام اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کالج ہذا کے تمام اساتذہ مقامی ہیں ان کی ٹرانسفر کرنے سے تعلیمی تسلسل خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

(د) کالج ہذا میں خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ حکومت خالی اسامیاں جلد پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ہ) گزشتہ پانچ سال میں ٹیچر کے خلاف کوئی انضباطی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

گوجرانوالہ / رحیم یار خان میں کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1889: **میاں شفیع محمد:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ اور رحیم یار خان کی آبادی تقریباً برابر ہے، مگر گوجرانوالہ میں بوائز اور گرلز ڈگری کالجز کی تعداد، رحیم یار خان میں میل اور فی میل ڈگری کالجز کی تعداد سے زیادہ ہے؟

(ب) کیا حکومت مفاد عامہ میں اس (Disparity) ڈسپارٹی کو ختم کرنے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع رحیم یار خان کی کل آبادی تقریباً 3500000 جب کہ ضلع گوجرانوالہ کی آبادی تقریباً 3522500 ہے۔ ضلع رحیم یار خان میں کل کالجز کی تعداد 8 ہے۔ 3 نئے ڈگری کالجز کی تیاری کا عمل جاری ہے۔ دیگر 4 مزید کالجز کے قیام کے لئے CM اور PM ڈائریکٹو جاری ہو چکے ہیں۔ ضلع گوجرانوالہ میں کل کالجز کی تعداد 20 (سات میل اور تیرہ فی میل) ہے۔

(ب) محکمہ تعلیم ہائر ایجوکیشن نے نئے کالجز کی منظوری کے لئے جو Criteria وضع کیا ہے۔ اس کے مطابق نئے کالجز کے قیام کے لئے اس علاقے میں زمین کی دستیابی، میٹرک پاس شدہ بچے / بچیوں کی تعداد اور موجودہ کالجوں سے مجوزہ کالج کے فاصلے کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ محکمہ تعلیم ہائر ایجوکیشن کی کاوش ہو گی کہ رحیم یار خان میں جس مقام پر بھی مردانہ یا زنانہ کالج کا قیام مندرجہ بالا معیار کے تحت درکار ہو وہاں کالج کے قیام کا تحرک کیا جائے۔

پی ایچ ڈی کرنے کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*1919: **جناب محمد یار ہراج:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دوران سرکاری ملازمت پرائیویٹ طور پر پی ایچ ڈی کرنے کا کیا طریق کار وضع کیا گیا ہے؟

(ب) کیا پی ایچ ڈی کرنے کے لئے ایم فل کرنا ضروری ہے یا محض ایم ایس سی کرنے والوں کو بھی داخلہ مل سکتا ہے؟

(ج) پی ایچ ڈی کرنے کے لئے حکومت کی پالیسی سے آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا پنجاب یونیورسٹی پولیٹیکل سائنس میں پی ایچ ڈی کروا رہی ہے؟

(ہ) 2002 سے اب تک پولیٹیکل سائنس میں پی ایچ ڈی کرنے کے لئے کتنی اور کن کن موضوعات پر درخواستیں موصول ہوئیں، کتنی درخواستوں کی منظوری ہوئی اور کتنی پر اعتراضات لگائے گئے، تعداد سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پرائیویٹ پی ایچ ڈی نہیں کروائی جا رہی۔ سرکاری ملازم اپنے محکمہ سے چھٹی لیکر ریگولر پروگرام میں داخلہ لے کر پی ایچ ڈی کر سکتے ہیں۔

(ب) کسی بھی مضمون میں پی ایچ ڈی کرنے کے لئے ایم فل/ایم اے (آنرز)/ایم ایس (آنرز)/ایل ایل ایم/ایم ایس سی (انجینئرنگ) یا مساوی ڈگری یا متعلقہ مضمون میں 3.00 سی جی پی اے کا حامل ہونا ضروری ہے۔

(ج) پی ایچ ڈی پالیسی 'C' -Annex ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی ہاں۔

(ہ) 2002 سے اب تک پنجاب یونیورسٹی کے پولیٹیکل سائنس ڈیپارٹمنٹ میں پی ایچ ڈی کے لئے درخواستوں کی تفصیل "Annex 'D" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع قصور کے کالجز میں سپورٹس کے پروگرامز کی تفصیلات

*1925: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور کے کتنے کالجوں کو سال 2007 اور 2008 میں سپورٹس کی مد میں کتنی رقم مہیا کی گئی، سال وائز تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ضلع قصور میں کتنے کالجوں میں سال 2007 میں سپورٹس کے پروگرام منعقد کروائے گئے انکے نام اور پتاجات کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) متذکرہ کالجوں میں کتنے کالجوں میں سپورٹس پروگرام منعقد نہیں ہوئے اور کیوں وجوہات بتائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع قصور کے کسی بھی کالج کو سال2007اور2008میں سپورٹس کی مد میں کوئی گرانٹ مہیا نہیں کی گئی۔

(ب) ضلع قصور کے گیارہ کالجوں میں 2007 میں سپورٹس کے پروگرام منعقد کئے گئے جن کی تفصیل فلیگ "اے" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع قصور کا ایسا کوئی کالج نہیں، جس میں 2007 میں سپورٹس کے پروگرام منعقد نہ ہوئے ہوں۔

پنجاب یونیورسٹی میں درختوں کی افزائش کی تفصیلات

*1956: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیاوزیرہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب یونیورسٹی میں سال08-2007 کے دوران کتنی رقم درختوں کی افزائش اور بہتر اقسام کے لئے رکھی گئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ مذکورہ عرصہ میں رکھی گئی رقم کو غلط طور پر استعمال کیا گیا جس کے نتیجے میں یونیورسٹی کو مالی بحران سے دوچار ہونا پڑا؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ عرصہ میں یونیورسٹی درختوں کی اچھی پیداوار دینے میں بری طرح ناکام رہی؟

وزیرہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال2008-2007 کے دوران پنجاب یونیورسٹی میں گلبانی و چمن آرائی بشمول درختوں کی افزائش کی خاطر درکار بیج، کھاد اور زرعی ادویات وغیرہ کی مد میں مبلغ-/1,50,000 روپے مختص کئے گئے ہیں۔

(ب) درست نہ ہے۔اس عرصہ کے دوران یونیورسٹی میں کئی نئے تدریسی شعبہ جات اور ہاسٹلز قائم کئے گئے اور متعلقہ رقم ان نئے قائم شدہ تدریسی شعبہ جات اور ہاسٹلز کے علاوہ بقایا رقم یونیورسٹی کی گلبانی و چمن آرائی پر خرچ کی گئی جب کہ درختی پودوں کے لئے کل رقم

مبلغ-/26,100روپے خرچ کی گئی اور اس رقم سے خریدے گئے درختی پودے بہتر طریقے سے افزائش کر رہے ہیں-

(ج) درست نہ ہے-پنجاب یونیورسٹی میں ہزاروں کی تعداد میں درخت موجود ہیں اور ان کی پیداوار اچھی ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ دسمبر2007 میں مبلغ-/7,60,000روپے کی آمدن نیلام کمیٹی کے ذریعے ان درختوں کی لکڑی کو فروخت کرنے سے وصول پائی گئی جو کہ درج ذیل وجوہات کی بنا پر درختوں کی لکڑی فروخت کرنا پڑی:-

1-آندھیوں / طوفان کی وجہ سے گر گئے تھے-

2-ڈائی بیک کی بیماری کا شکار ہو گئے تھے-

3-نئے تدریسی شعبہ جات اور ہاسٹلز کی تعمیر میں رکاوٹ بن رہے تھے-

4-زمین میں پانی کی سطح کو بہت کم کر رہے تھے-(سفیدہ)

فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی راولپنڈی،
سینٹ و سنڈیکیٹ سے متعلقہ تفصیل

*2330: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی راولپنڈی میں سینٹ اور سنڈیکیٹ کے ممبران کی تعداد کیا ہے، ممبران کے نام بتائیں؟

(ب) ان ممبران کا تقرر کس اہلیت کی بنیاد پر کیا گیا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی کے ایکٹ کے مطابق سنڈیکیٹ کے ممبران کی کل تعداد26 ہے۔ ممبران کی لسٹ Annex-c ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جبکہ ایکٹ کے مطابق یونیورسٹی ہذا میں سینٹ نہ ہے۔

(ب) مذکورہ ممبران کا تقرر یونیورسٹی ہذا کے ایکٹ 1998ء کے مطابق کیا جاتا ہے۔ ایکٹ کے متعلقہ حصہ کی کاپی(Annex-D) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اساتذہ کو ہائر ایجوکیشن الاؤنس کی ادائیگی کا مسئلہ

*2331: **مسز ناظمہ جواد ہاشمی:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے ہائر ایجوکیشن الاؤنس بجٹ 2007 میں منظور کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک اساتذہ کو یہ الاؤنس ملنا شروع نہیں ہوا؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ الاؤنس کب ملنا شروع ہو گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ تعلیم ہائر ایجوکیشن (کالج ونگ) کے لئے بجٹ 2007 میں ایجوکیشن الاؤنس منظور نہیں کیا گیا تھا۔

(ب) چونکہ یہ الاؤنس منظور نہیں ہوا تھا اس لئے اساتذہ کرام کو نہیں دیا جا سکتا۔

(ج) اس سوال کا جواب جزو "ب" میں موجود ہے۔

لیکچرار کے ترقی کے مواقع اور خصوصی پیکج کا مسئلہ

*2429: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ کالجوں میں بھرتی ہونے والا لیکچرار 20 سال بعد بھی لیکچرار ہی رہتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ تعلیم کے دوسرے کیڈر کے ملازمین کے مقابلہ میں لیکچرار کو ترقی کے مواقع میسر نہ ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے سکولز اساتذہ کے لئے ایک خصوصی مراعات کے پیکج کا اعلان کیا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لیکچرار کی ترقی کے لئے ایک خاص مدت کا تعین کرنے اور دوسرے کیڈر کی طرز پر لیکچرار کو بھی ترقی کے مواقع مہیا کرنے اور ان

کے لئے مراعات کا خصوصی پیکج بھی دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔ سروس رولز کے مطابق لیکچرار کی ترقی Seniority cum Fitness کی بنیاد پر اور اسامیاں دستیاب ہونے پر کی جاتی ہے جس پر کم یا زیادہ وقت لگ سکتا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔سروس رولز کے مطابق ترقی کے مواقع میسر ہیں اور ڈی پی سی وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہے۔تقریباً600 غیر حاضر لیکچرار کو قانونی کارروائی کرنے کے بعد فارغ کر دیا گیا ہے اور اس طرح ان کی جگہ اہل لیکچرار کے لئے ترقی کے مزید مواقع پیدا ہوئے ہیں۔

(ج) مذکورہ سوال سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے۔ البتہ کالج ایجوکیشن میں بھی خصوصی مراعات کے پیکج کا اعلان کیا گیا ہے اور اس پر عمل درآمد کیا جارہا ہے۔

(د) خصوصی پیکج برائے کالج اساتذہ وزیر اعلیٰ کی منظوری کے بعد دے دیا گیا۔جس میں M. Phil کا اجرأ اور Ph.D الاؤنس میں اضافہ، ڈائریکٹ (ریگولر) Bs,18, 19 & 20 کی مختص اسامیوں پر تقرری کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ریکوزیشن کا بھجوانا شامل ہے۔اس کے علاوہ مندرجہ ذیل مراعات بھی دی گئی ہیں:۔

1. مبلغ -/4000 اور -/7000روپے ماہوار پرنسپل الاؤنس شہری اور دیہاتی علاقوں میں بالترتیب دیا گیا ہے۔
2. مبلغ-/3000روپے ہارڈ ائریا الاؤنس کالج اساتذہ کو دیا گیا ہے۔
3. سائنس اور ٹیکنالوجی الاؤنس بڑھا کر-/5000روپے سے بڑھا کر-/10000روپے ماہوار برائے Ph.D کی ڈگری رکھنے والوں کے لئے کر دیا گیا ہے۔
4. Ph.D الاؤنس-/3000روپے سے-/5000روپے ماہوار بڑھا دیا گیا ہے۔
5. ایم فل الاؤنس-/2500روپے ماہوار شروع کیا گیا ہے۔

ضلع سرگودھا کے کالجز 2008 میں بھرتی کی تفصیلات

*2466: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ماہ اکتوبر، نومبر اور دسمبر2008 میں ضلع سرگودھا کے مختلف کالجوں میں سٹاف کلاس IV & above کی بھرتیاں ہوئی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو جس جس کالج میں بھرتیاں ہوئی ہیں جو سٹاف بھرتی کیا گیا ہے، ان کی کیٹیگری، نام، پتے، تعلیمی معیار، Date of appointment, Date of Joining date اور میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ج) کیا مذکورہ بھرتیاں کرنے سے قبل اشتہار اخبار میں دیا گیا اگر ہاں تو کس اخبار میں اور کونسی تاریخ کو، مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ ماہ نومبر 2008 میں ضلع سرگودھا کے مختلف کالجوں میں سٹاف گریڈ 6 تا14 کی بھرتیاں ہوئی ہیں اور سٹاف کلاس فور گریڈ1 تا4 کی بھرتیاں نہ ہوئی ہیں۔

(ب) جن کالجز میں بھرتیاں ہوئی ہیں ان کی تفصیل اور میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ہاں مذکورہ بھرتیاں کرنے سے قبل اخبار میں اشتہار دیا گیا جو کہ مورخہ 2008-9-7 کو روزنامہ ایکسپریس میں شائع ہوا۔

پنجاب کے تعلیمی اداروں کے طلباً کو بیرون ممالک بھجوانے کی تفصیلات

*2516: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب اپنے تعلیمی اداروں کے طلباً کو بیرون ممالک میں Exchange Programme کے تحت تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجتی ہے اگر ہاں تو ان طلباً کو حکومت کیا Incentives دیتی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) بیرون ممالک Exchange programme کے تحت تعلیم حاصل کرنے کے لئے جانے والے طلباً کے لئے عمر کی کوئی حد مقرر ہے، تو اس بارے میں بھی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) Exchange Programme کے تحت تعلیم حاصل کرنے والے طلباً کی سیکورٹی کے لئے کیا انتظامات کئے جاتے ہیں تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) Exchange Programme کے تحت تعلیم حاصل کرنے کے لئے جانے والے طلباً کو درج ذیل Incentives دیا جاتا ہے۔

1. ٹیوشن فیس معاف ہوتی ہے۔
2. ٹکٹ اور رہائش کے اخراجات بھیجنے والی یونیورسٹی برداشت کرتی ہے۔
3. رہائش فراہم کرنا Host University کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

(ب) عموماً جو عمر یونیورسٹی میں داخلہ کے لئے مقرر ہوتی ہے وہی عمر Exchange Programme کے لئے بھی مقرر ہوتی ہے۔یعنی 26 سال۔

(ج) یونیورسٹی وہی سیکورٹی فراہم کرتی ہے جو کہ یونیورسٹی اپنے دوسرے طلباً کو فراہم کرتی ہے۔

گورنمنٹ ڈگری کالجز بوائز و گرلز ننکانہ صاحب میں سٹاف کی تفصیلات

*2637: **جناب شاہ جہاں احمد بھٹی:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز اور گورنمنٹ گرلز کالج ننکانہ صاحب میں ٹیچنگ اور نان ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد گریڈ وائز بتائیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں نیز خالی اسامیوں پر کب تک متعلقہ سٹاف فراہم / تعینات کر دیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز اور گورنمنٹ ڈگری کالج برائے گرلز ننکانہ صاحب میں ٹیچنگ اور نان ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:-

(1) گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز ننکانہ صاحب

نام پوسٹ	گریڈ	منظور شدہ تعداد
پرنسپل	19	01

اسسٹنٹ پروفیسر	18	09
لیکچرار	17	24
ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن	16	01
لائبریرین	16	01
کل اسامیاں ٹیچنگ سٹاف		36
اکاؤنٹنٹ	11	01
سینئر کلرک	09	01
لیکچر اسسٹنٹ	07	02
جونئیر کلرک	07	02
اسسٹنٹ لائبریرین	07	01
ڈسپنسر	06	01
ٹیوب ویل آپریٹر	03	01
لیب اٹنڈنٹ	02	03
نائب قاصد	02	05
مالی	02	01
چوکیدار	02	02
بیلدار	02	02
واٹر مین	02	01
لائبریری اٹنڈنٹ	02	01
خاکروب	02	02
کل اسامیاں نان ٹیچنگ سٹاف		26

(2) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ننکانہ صاحب

نام پوسٹ	گریڈ	منظور شدہ تعداد
پرنسپل	19	01
اسسٹنٹ پروفیسر	18	01
لیکچرار	17	15
ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن	16	01
لائبریرین	16	01
کل اسامیاں ٹیچنگ سٹاف		19
اسسٹنٹ	14	01
وارڈن	14	01
سینئر کلرک	09	01

جونیئر کلرک	07	02
دفتری	03	01
لیب اٹنڈنٹ	02	01
نائب قاصد	02	02
چوکیدار	02	01
بیلدار	02	01
خاکروب	02	01
کل اسامیاں نان ٹیچنگ سٹاف		12

(ب) خالی اسامیوں کی تعداد گریڈ وائز نیچے درج ہے:۔

1۔گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز ننکانہ صاحب

نام پوسٹ	گریڈ	خالی اسامیاں
اسسٹنٹ پروفیسر	18	05
لیکچرار	17	04
ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن	16	01
لائبریرین	16	01
خالی اسامیاں ٹیچنگ سٹاف		11
اکاؤنٹنٹ	11	01
بیلدار	01	01
خالی اسامیاں نان ٹیچنگ سٹاف		02

(2) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ننکانہ صاحب

نام پوسٹ	گریڈ	خالی اسامیاں
اسسٹنٹ پروفیسر	18	01
لیکچرار	17	03
ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن	16	01
لائبریرین	16	01
خالی اسامیاں ٹیچنگ سٹاف		06

گریڈ 17، 18 اور 19 کی خالی اسامیوں پر تعیناتی کے لئے ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پنجاب لاہور نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو Requisition بھجوائی ہوئی ہے جیسے ہی ان کی سفارشات محکمہ کو موصول ہوتی ہیں خالی اسامیوں پر تعیناتی کر دی جائے گی۔

جنوبی پنجاب کی یونیورسٹیز و کالجز میں سرائیکی زبان کے اساتذہ کی تعیناتی

*2947: **میاں شفیع محمد:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج راجن پور، گورنمنٹ ایس ای کالج بہاول پور اور خواجہ فرید گورنمنٹ کالج رحیم یار خان میں سرائیکی زبان کی تعلیم دی جاتی ہے لیکن مذکورہ کالجز میں سرائیکی مضمون کے لیکچرار کی کوئی اسامی منظور شدہ نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان میں سرائیکی مضمون کے لیکچرار کی دو اور اسسٹنٹ پروفیسر کی دو اسامیاں خالی ہیں، کتنے عرصہ سے مذکورہ اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گورنمنٹ کالج راجن پور، خواجہ فرید کالج رحیم یار خان اور ایس ای کالج بہاول پور میں لیکچرار کی اسامیاں منظور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں، نیز BZU میں خالی اسامیوں پر کب تک تعیناتی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کالج راجن پور میں سرائیکی زبان کا کوئی طالب علم نہ ہے۔البتہ گورنمنٹ ایس ای کالج بہاول پور اور خواجہ فرید کالج رحیم یار خان میں سرائیکی زبان کے طلبا کی تعداد بالترتیب 24 اور 14 ہے۔گورنمنٹ ایس ای کالج بہاول پور میں سرائیکی زبان کی تعلیم کے لئے باقاعدہ ایک منظور شدہ اسامی پر لیکچرار تعینات ہے۔

(ب) بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان کے شعبہ سرائیکی میں لیکچرار کی اس وقت کوئی اسامی خالی نہ ہے جب کہ اسسٹنٹ پروفیسر کی دو اسامیاں 2008 سے خالی ہیں۔جن میں سے ایک اسامی مورخہ 11-03-2010 کو مشتہر کر دی گئی ہے جس کی درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ 10-4-2010 تھی، درخواستوں کی اہلیت اور شارٹ لسٹنگ کے بعد امیدواران کو انٹرویو کے لئے بلایا جائے گا۔اس سے پہلے مورخہ 18-8-2008 کو اسسٹنٹ پروفیسر کی دو اسامیاں مشتہر کی گئی تھیں، صرف 3 امیدواران کی درخواستیں موصول ہوئی تھیں، جو کہ مشتہر شدہ تعلیمی قابلیت و تجربہ پر پورے نہ اترتے تھے۔لہذا یہ اسامیاں پر نہ کی گئی تھیں۔

(ج) گورنمنٹ ایس ای کالج بہاول پور میں سرائیکی زبان کی تعلیم کے لئے لیکچرار کی ایک اسامی منظور شدہ ہے۔ گورنمنٹ کالج راجن پور اور خواجہ فرید کالج رحیم یار خان میں سرائیکی زبان کے طلبأ کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے جونہی سرائیکی زبان کے طلبأ کی تعداد بڑھے گی محکمہ تعلیم ان کی تعلیم و تربیت کے لئے باقاعدہ لیکچرار تعینات کر دیا جائے گا۔جب کہ بہاؤالدین ذکریایونیورسٹی سے متعلقہ سوال کا جواب جزو"ب"میں دیا جاچکا ہے۔

گورنمنٹ کالجز برائے خواتین کارخانہ بازار فیصل آباد میں لائبریری کے قیام کا مسئلہ

*2965: **محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:** کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین کارخانہ بازار فیصل آباد میں لائبریری کی سہولت نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج میں لائبریری کے قیام کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین کارخانہ بازار فیصل آباد کی لائبریری کی بلڈنگ 2005 میں ناقابل استعمال ہونے کی وجہ سے گرادی گئی تھی اور لائبریری کو کلاس رومز میں شفٹ کر دیا گیا۔لائبریری میں اس وقت 12354 کتب موجود ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب محکمہ اعلیٰ تعلیم نے کالج کی نئی لائبریری کی عمارت کی تعمیر کے لئے ایک اسکیم مورخہ 18-03-2010 کو منظور کی ہے جس کی مالیت 75.602 ملین روپے ہے۔اس اسکیم کی منظوری DDWP فیصل آباد نے دے دی ہے اور اس کی Administrative Approval جاری کر دی گئی ہے۔ اگلے مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں ایک Block Allocation کو شامل کیا گیا ہے۔ جس کے تحت اس اسکیم کو رقم فراہم کر دی جائے گی۔اس اسکیم کے تحت کالج کی لائبریری کی تعمیر کے علاوہ باقی Missing Facilities بھی مہیا کی جائیں گی۔

پی پی۔165 شیخوپورہ کالجز اور اسامیوں سے متعلقہ تفصیل

*3004: چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی165 ضلع شیخوپورہ میں اس وقت گورنمنٹ کالجز کی تفصیل ان میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل کیا ہے اور حکومت کب تک ان خالی نشستوں کو پر کرنے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو ان کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) اس وقت مذکورہ حلقے میں کتنے انٹر میڈیٹ کالجز ہیں، حکومت کب تک ان کو اپ گریڈ کر کے ڈگری کالجز کا درجہ دینے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ونڈالہ دیال شاہ ضلع شیخوپورہ کی آبادی ایک لاکھ سے زیادہ ہے اور یہاں پر کوئی گرلز کالج قائم نہ ہے، اگر ہاں تو کیا حکومت یہاں پر گرلز کالج کے قیام کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مذکورہ حلقہ میں دو کالجز ہیں:-

1- گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز شرقپور شریف

2- گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین شرقپور شریف

گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز شرقپور شریف

(الف) ٹیچنگ سٹاف 31 خالی اسامیاں 07

(ب) نان ٹیچنگ سٹاف 32 خالی اسامیاں 04

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین شرقپور شریف

(الف) ٹیچنگ سٹاف 11 خالی اسامیاں 01

(ب) نان ٹیچنگ سٹاف 14 خالی اسامیاں 10

(الف) ٹیچنگ سٹاف کی اسامیاں پر کرنے کے لئے حکومت نے کالج ٹیچنگ انٹرن بھرتی کرنے کا اختیار کالج پرنسپل کو مورخہ 10-11-2009 تفویض کر دیا ہے۔ٹیچنگ سٹاف کی تمام خالی اسامیاں پر کر دی جائیں گی۔

(ب) درجہ چہارم کی تمام خالی اسامیوں کا انٹرویو ہو چکا ہے۔حکومت نے مورخہ 16-05-2009 کو Appointment orders جاری نہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اب حکومت نے مورخہ 25-02-2010 کو بھرتی کا عمل شروع کرنے کا حکم جاری کر دیا ہے اور بہت جلد اسامیاں پر ہو جائینگی۔

(ب) اس وقت مذکورہ حلقہ میں کوئی انٹر میڈیٹ کالج موجود نہ ہے۔

(ج) ونڈالہ دیال شاہ اصل میں ایک قصبہ ہے جو امامیہ کالونی اور شاہدرہ کے ساتھ ہی واقع ہے۔ شاہدرہ اور فیروز والا میں پہلے ہی زنانہ اور مردانہ کالجز کام کر رہے ہیں جن کا فاصلہ ونڈالہ دیال شاہ سے تقریباً 3 یا 4 کلومیٹر ہے اس لئے اس قصبہ میں حکومتی پالیسی کے مطابق کالج بنانا موزوں نہ ہے۔

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سرائے عالمگیر کی بیرونی دیوار گرانے کی تفصیلات

*3091: **چودھری محمد ارشد:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سرائے عالمگیر کی بیرونی دیوار کو مورخہ 31 مئی 2008 کو گرا دیا گیا تھا؟

(ب) مذکورہ دیوار کس اتھارٹی کے حکم سے گرائی گئی اس کا نام بیان فرمائیں، اگر ناجائز طور پر گرائی گئی ہے تو دیوار گرانے والے افراد / اہلکاران کے نام، عہدے اور پتاجات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) مذکورہ دیوار گرانے والوں کے خلاف جو کارروائی کی گئی، اس کی تفصیل اور اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(د) مذکورہ دیوار گرانے والوں کے خلاف کسی بھی قسم کی کارروائی نہ کرنے والے سرکاری اہلکاران کے نام ان کے خلاف کی گئی کارروائی کی تفصیل اور اگر کارروائی نہیں کی گئی تو وجہ بیان فرمائیں؟

(ہ) دیوار گرا کر جو رقبہ کالج سے علیٰحدہ کیا گیا ہے اس کی پیمائش اور اس کی رائج الوقت قیمت بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سرائے عالمگیر کی بیرونی دیوار کو مورخہ 31۔مئی2008 کو گرادیا گیا تھا۔

(ب) پرنسپل کی رپورٹ کے مطابق ایم این اے ملک جمیل اعوان اور نائب ناظم توصیف حیدر شاہ پانچ، چھ افراد کے ہمراہ کالج میں تشریف لائے اور کالج کی دیوار گرا کر راستہ بنانے کے لئے کہا۔ پرنسپل نے ان حضرات کو بتایا کہ جب تک محکمہ اعلیٰ تعلیم کا اجازت نامہ موجود نہ ہو اس طرح کے کسی فیصلے کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن جب کالج اپنے مقررہ وقت پر بند کر دیا گیا تو اسکے بعد کالج کی دیوار کو گرا کر راستہ بنالیا گیا۔

(ج) جب پرنسپل صاحبہ کو دیوار گرانے کی اطلاع ملی تو وہ فوراً موقع پر پہنچیں مگر اس وقت تک دیوار گرا کر راستہ بنالیا گیا تھا۔ پرنسپل صاحبہ نے فوراً چودھری ریاض احمد ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) گجرات کو بذریعہ فون اور تحریری اطلاع دی اور اس کے ساتھ ساتھ ایس ایچ او تھانہ سرائے عالمگیر کو بھی وقوعہ کی بذریعہ فون اور تحریری اطلاع دی جس کی تفصیل(Flag-A)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تاہم محکمہ پولیس کی رپورٹ کے مطابق گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج سرائے عالمگیر کی دیوار کو زبردستی نہیں گرایا گیا اور نہ ہی کوئی راستہ بنایا گیا ہے بلکہ مکمل ہے اور بالکل درست حالت میں ہے۔ پولیس رپورٹ کی کاپی(Flag-B)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈی پی او (گجرات) اور ایس ایچ او تھانہ (سٹی) کو تحریری اطلاع دی گئی اور انہیں واقعہ کی تفصیل سے آگاہ بھی کیا گیا(Flag-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔ لیکن ابھی تک کسی

قانونی کارروائی کی اطلاع متعلقہ پرنسپل یا محکمہ تعلیم کے ضلعی افسران کو موصول نہیں ہوئی اور نہ ہی محکمہ پولیس کے کسی آفیسر کے خلاف کارروائی کی اطلاع محکمہ کو ارسال کی گئی۔

(ہ) کالج کا تقریباً ایک کنال دومرلے رقبہ کالج سے علیٰحدہ کر کے راستہ کے لئے استعمال کیا جارہا ہے اور رائج الوقت قیمت کیمطابق اس رقبہ کی مالیت تقریباً بیس لاکھ روپے ہے۔

گرلز و بوائز کالجز حویلی لکھا (اوکاڑہ) میں لیکچرارز کی خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3122: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حویلی لکھا کے گرلز و بوائز کالجز میں لیکچرار کی اکثر اسامیاں خالی پڑی ہیں اسکی وجوہات سے آگاہ کریں اور یہ کب تک پر کر دی جائیں گی؟

(ب) جن مضامین کی اسامیاں خالی ہیں انکی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) اس وقت مذکورہ کالجز میں طلباء و طالبات کی تعداد کتنی ہے؟

(د) مذکورہ کالجز میں 08-2007 اور 09-2008 کے نتائج کی شرح کیا رہی، کیا یہ پچھلے سالوں کی نسبت بہتر ہوئی یا بتدریج کم ہوئی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز حویلی لکھا

نام اسامی	منظور شدہ	سکیل	موجودہ	خالی
پرنسپل	01	19	-	01
اسسٹنٹ پروفیسر	03	18	-	03
لیکچرار	16	17	10	06
فزیکل ایجوکیشن	01	16	-	01
لائبریرین	01	16	-	01

گورنمنٹ ڈگری کالج خواتین حویلی لکھا

نام اسامی	منظور شدہ	سکیل	موجودہ	خالی
پرنسپل	01	19	-	01
اسسٹنٹ پروفیسر	02	18	-	02

لیکچرار	16	17	13	03
فزیکل ایجوکیشن	01	16	-	01
لائبریرین	01	16	-	01

نوٹ: مذکورہ بالا خالی اسامیوں پر حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق CTI ٹیچرز دسمبر 2009 سے چھ ماہ کے لئے عارضی طور پر تعینات ہیں۔تاہم محکمہ تعلیم نے گریڈ 20 & 19،18،17 کی خالی اسامیوں پر موزوں امیدواروں کی تقرری کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بجھوادی ہے۔امیدواروں کی سلیکشن کا کام مکمل ہوتے ہی مذکورہ بالا اسامیوں پر ریگولر ٹیچرز کی تعیناتی کر دی جائے گی۔

(ب) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے حویلی لکھا

اسسٹنٹ پروفیسر: اردو، انگلش، پولیٹیکل سائنس (3)

لیکچرار: عمرانیات، انگلش، اسلامیات، شماریات، نفسیات، کیمسٹری (6)

فزیکل ایجوکیشن (1) لائبریرین (1)

گورنمنٹ ڈگری کالج خواتین حویلی لکھا

اسسٹنٹ پروفیسر اردو، شماریات (2)

لیکچرار: فزکس 1 اسلامیات 2

(3)

فزیکل ایجوکیشن 1 لائبریرین (1)

(ج) گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز حویلی لکھا

دوران سال 2009-10 کل تعداد:- (465)

فسٹ ایئر: 223 سیکنڈ ایئر: 179

تھرڈ ایئر: 42 فورتھ ایئر: 21

گورنمنٹ ڈگری کالج خواتین حویلی لکھا

دوران سال 2009-10 کل تعداد (503)

فسٹ ایئر 217: سیکنڈ ایئر 149

تھرڈ ایئر:- 85 فورتھ ایئر 52

(د) گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز حویلی لکھا

سال	کلاس	کالج رزلٹ	کیفیت
2007-08	ایف اے	44.62 ٪	بہتر
2007-08	بی اے	22.50 ٪	بہتر
2008-09	ایف اے	48.52 ٪	بہتر
2008-09	بی اے	29.26 ٪	بہتر

گورنمنٹ ڈگری کالج خواتین حویلی لکھا

سال	کلاس	کالج رزلٹ	کیفیت
2007-2008	ایف اے	45.65 ٪	بہتر
2007-2008	بی اے	37.29٪	بہتر
2008-2009	ایف اے	50.67٪	بہتر
2008-2009	بی اے	46.77٪	بہتر

ضلع اٹک میں بوائز و گرلز کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3135: **جناب شیر علی خان:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اٹک میں بوائز و گرلز کالجز کس کس جگہ کام کر رہے ہیں ان کے نام اور ان میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد بتائیں؟

(ب) ان کالجز میں کس کس گریڈ کی کون کون سی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) کس کس کالج میں پرنسپل / وائس پرنسپل کی اسامیاں خالی ہیں؟

(د) خالی اسامیوں پر کب تک بھرتی کر دی جائے گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع اٹک میں کالجز کی تعداد 14 ہے۔جن میں 8 بوائز اور 6 گرلز کالجز کام کر رہے ہیں۔بوائز کالجز میں طلباء کی تعداد 3709 اور گرلز کالجز میں طالبات کی تعداد 4070 ہے۔کالجز کے نام اور جگہ کی تفصیل ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان کالجز میں گریڈ 19 کی 26، گریڈ 18 کی 79 اور گریڈ 17 کی 121 اسامیاں خالی ہیں نیز نان گزٹیڈ سٹاف کی اسامیوں کی تفصیل ضمیمہ "ب" برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع اٹک کے کسی بھی کالج میں وائس پرنسپل کی منظور شدہ اسامی نہ ہے نیز ضلع بھر کے تمام کالجز میں پرنسپل کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(د) مذکورہ بالا خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے محکمہ اعلیٰ تعلیم ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوا چکا ہے۔پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات موصول ہوتے ہی مذکورہ بالا اسامیاں پر کر دی جائیں گی۔

ضلع راولپنڈی میں بوائز و گرلز کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3136:**جناب محمد شفیق خان:** کیاوزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں کتنے بوائز و گرلز کالجز کس کس جگہ کام کر رہے ہیں ان کے نام اور پتاجات بتائیں؟

(ب) ان کالجز میں خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ واسامی وائز بتائیں؟

(ج) کیا حکومت ان کالجز کی Requirement کے مطابق سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) خالی اسامیوں پر کب تک بھرتی کر دی جائیگی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع راولپنڈی میں 10 بوائز اور 25 گرلز کالجز کام کر رہے ہیں جن کے ناموں کی تفصیل ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع راولپنڈی کے 35 گرلز و بوائز کالجز میں گریڈ20 کی 9 اور گریڈ19 کی 78، گریڈ18 کی 190، اور گریڈ 17 کی 105 اسامیاں خالی ہیں۔مذکورہ اسامیوں کی تفصیل ضمیمہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت کالجز کی ضروریات کے مطابق سہولیات فراہم کرنے کے لئے کوشاں ہے۔

(د) مذکورہ اسامیوں کو جلد از جلد پر کرنے کے لئے محکمہ اعلیٰ تعلیم نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ریکوزیشن بھجوا دی ہے۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات موصول ہوتے ہی تقرریاں کر دی جائیں گی۔

تحصیل ٹرائبل ایریا، ڈی جی خان گرلز ڈگری کالج کے قیام کی تفصیلات

*3158: **جناب محمد محسن خاں لغاری:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) ڈی جی خان سے تحصیل Tribal ایریا میں گرلز ڈگری کالج کے قیام کے لئے Feasibility رپورٹ منگوانے کے لئے تحریر کیا تھا یہ مراسلہ کب بھیجا گیا اور کیا محکمہ کو جواب موصول ہو چکا ہے اگر ہاں تو کب جواب موصول ہوا؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ منصوبہ کے سلسلہ میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) کی موصولہ رپورٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھنے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں محکمہ اعلیٰ تعلیم نے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) ڈی جی خان کو مورخہ 17-05-2010 کو فاضلہ کچھ (ٹرائبل ایریا) میں گرلز کالج کے قیام کے لئے خط تحریر کیا۔(Flag-A ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) اور مذکورہ بالا آفیسر نے اس کی Feasibility Report محکمہ کو ارسال کی ہے جو مورخہ 18-05-2010 کو بذریعہ فیکس موصول ہوئی ہے(Flag-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے ایک ڈائریکٹو محکمہ اعلیٰ تعلیم کو موصول ہوا جس میں ڈی جی خان کے علاقہ فاضلہ کچھ (ٹرائبل ایریا) میں کالج کے قیام کی ہدایات جاری کی گئیں۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اگر صرف کالج کے قیام کا حکم دیا جائے تو وہ بوائز کالج ہی تصور کیا جاتا ہے لہذا محکمہ اعلیٰ تعلیم نے بوائز کالج کے قیام کے لئے Feasibility Report سٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) ڈی جی خان سے منگوائی۔(Flag-C ایوان کی میز پر

رکھ دی گئی ہے۔) یہ وضاحت سوال کے جواب کے لئے ضروری ہونے کی وجہ سے تحریر کی گئی ہے کیونکہ سوال گرلز کے قیام کے حوالے سے متعلق ہے۔

(ب) جی ہاں۔ محکمہ اعلیٰ تعلیم کو موصول شدہ Feasibility Report جو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) ڈی جی خان نے گورنمنٹ گرلز کالج فاضلہ کچھ کے حوالے سے تیار کی ہے جو Flag-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں ابھی اسمبلی آرہی تھی تو باہر ایک جلوس نکلا ہوا تھا، میں اپنی گاڑی خود drive کر رہی تھی۔ انہوں نے میری گاڑی کے اوپر بہت بُری طرح مارا۔ مجھے روکا گیا، وہ مجھے آگے نہیں آنے دے رہے تھے۔ میرا نہیں خیال کہ کسی کو بھی قانون ہاتھ میں لینا چاہئے۔ ہم لوگ باہر law and order کی کوئی problem create نہیں کر رہے۔ ہم تو ان کی آواز اس ایوان تک پہنچاتے ہیں۔

جناب سپیکر! مجھے آج بڑی مشکل سے موقع ملا ہے، میں تین دنوں سے آپ سے ایک بات کہنا چاہتی تھی لیکن موقع نہیں مل سکا۔ میں داتا دربار کے victims دیکھنے گئی تھی جو کہ میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ جب میں ان victims کو دیکھنے گئی تو مجھے معلوم ہوا کہ وہاں پر کچھ بے گھر لوگ بھی زیر علاج ہیں۔ ان میں سے تین لوگ ہڈی وارڈ میں ہیں اور کچھ دوسری وارڈوں میں زیر علاج ہیں۔ یہ زیادہ لوگ نہیں ہیں اور ان لوگوں کا کوئی سہارا یا گھر نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ان کو گھر مہیا کیا جائے چاہے ایک کمرے کا ہی کیوں نہ ہو۔ ان victims کو مالی امداد کے علاوہ گھر بھی مہیا کیا جائے اور ان کی security کا بھی بندوبست کیا جائے۔ ہمیں ان بے گھر لوگوں کی لازمی طور پر مدد کرنی چاہئے۔ بہت شکریہ۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! آپ کی تحریک آگے آ رہی ہے جس کا جواب رانا ثناءاللہ صاحب نے دینا ہے۔ابھی آپ تھوڑا سا انتظار کریں۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ)محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!میں آپ کی اجازت سے مری سے related دو points عرض کرنا چاہتا ہوں۔ایک تو یہ ہے کہ وہاں پر پچھلے تین سالوں سے construction پر پابندی لگی ہوئی ہے جبکہ کچھ specific لوگوں کو اجازت بھی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب!اب وزیر قانون صاحب بھی تشریف فرما نہیں ہیں تو آپ کی اس بات کا کون جواب دے گا؟

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ)محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ مری میں تین سالوں سے construction پر پابندی لگی ہوئی ہے۔وہاں پر جو labour force ہے انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا ہے کہ آپ مہربانی کر کے اس پابندی کو relax کروائیں۔

جناب سپیکر!دوسرا وہاں پر چیئر لفٹ کے جو ملازمین ہیں وہ daily wages پر ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ پنجاب سے جتنے بھی visitors آتے ہیں ہم ان کی خدمت کرتے ہیں۔میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان ملازمین کو regular کیا جائے۔بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شوکت عزیز بھٹی صاحب بڑی دیر سے point of order پر بات کرنا چاہتے ہیں۔جی، بھٹی صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر
ٹی وی چینل پر معزز رکن اسمبلی کی بغیر تصدیق جعلی ڈگری کے متعلق خبر کو نشر کرنا

راجہ شوکت عزیز بھٹی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے اس House کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔میں اپنے

colleagues کی طرح ایک عام سا MPA ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے میں یونیورسٹی سے Gazette Notification اور اپنی degree کی کاپی بھی ساتھ لایا ہوں۔ ہفتے والے دن 2 بجے TV پر slide چلنی شروع ہو گئی، میری تصویر آنی شروع ہو گئی اور 19/18 گھنٹے تک میڈیا کی طرف سے مجھ پر یہ مہربانی ہوتی رہی۔ ہم نے بھی جدوجہد کی اور ہم بھی دعائیں مانگتے تھے کہ میڈیا آزاد ہو اور میں میڈیا کی آزادی اور خود مختاری کے حوالے سے یہی کہہ سکتا ہوں کہ:

ہمیں تو خار ہی گزرا تمہارا یہ جواں ہونا

جناب سپیکر! اس ملک میں یہ سزا صرف سیاستدانوں کو ہی ملتی ہے۔ اللہ کی مہربانی سے میری degree آج اگر اصلی بھی ہے، میں نے Monday والے دن یونیورسٹی سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہماری طرف سے ایسی کوئی news نہیں گئی، Higher Education Commission سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس کوئی ایسی intimation نہیں، Election Commission سے پوچھا تو ان کے پاس بھی کوئی intimation نہیں تھی، میرے خلاف قطعاً کوئی writ نہیں تھی، کوئی objection نہیں تھا اور کوئی بات نہیں تھی۔ میڈیا کی اس 19/18 گھنٹے کی مہربانی پر میری والدہ محترمہ کو heart attack ہوا۔ (اس مرحلہ پر معزز ممبر آبدیدہ ہو گئے)

MR SPEAKER: Very sad.

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میرے worker روتے ہوئے میرے دروازے تک پہنچے۔ میرا قصور یہ تھا کہ میں نے سیاسی جدوجہد میں اپنی زندگی گزاری۔ اس House میں بیٹھے ہوئے تمام دوست اپنا ذاتی کام کاج چھوڑ کر عوام کی خدمت کے لئے اپنا وقت صرف کرتے ہیں [*******]

جناب سپیکر! اس ملک کے سیاستدانوں کی یہی سزا ہے کہ جو ایٹم بم بنانے کی ابتدا کرے آپ اسے پھانسی دیتے ہیں، اس ملک کے سیاست دانوں کی یہی سزا ہے کہ جو ایٹمی دھماکہ کر کے اس وطن عزیز کو ایٹمی طاقت بناتے ہیں آپ انہیں دربدر کی ٹھوکریں کھلاتے ہیں، سیاست دانوں کا یہی قصور ہے؟ [******] میں دنیا کے ہر آدمی کو نہیں بتا سکتا کہ میری degree اصلی ہے اگر میری degree اصلی ہے تو وہ جعلی کہاں سے آ گئی؟ میں گلی گلی، محلے محلے میں کسی کو اس بات کی تردید نہیں دے سکتا لیکن اس

بات کا کسی کو احساس نہیں ہے۔ ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہئے اور ہمیں اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ آخر وہ انگلیاں اس House میں بیٹھے ہوئے لوگوں پر کیوں اٹھتی ہیں؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس ملک کی 19 کروڑ آبادی میں 1.4 percent graduates ہیں اور کسی نے کہا کہ یہ discriminatory law ہے، اس ملک کے registered voters کی تعداد 3.6 percent graduates ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ discriminatory law ہے؟ اس بات پر آج تک کوئی نہیں آیا۔ جن لوگوں نے الیکشن لڑا ہے یہ قانون ان کی عزتوں کے ساتھ کھلواڑ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!جب Returning Officer کسی کے کاغذات accept کر لیتا ہے چاہے وہ کیسا بھی ہو اگر اس کی کوئی disqualification exist بھی کرتی ہو، جب تک اس کے حلقے کے عوام اس پر اعتراض نہ کریں، اس کے مقابلے میں الیکشن لڑتا ہوا candidate اگر اس پر اعتراض نہ کرے تو قانون کے مطابق اس کی کسی بھی چیز کی جانچ پڑتال نہیں ہو سکتی۔ میڈیا میں کسی نے آواز نہیں اٹھائی کہ یہ اس Returning Officer کا قصور تو ہو سکتا ہے اس candidate

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کا قصور نہیں ہو سکتا اور "جب میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی"؟ اگر حلقے کے عوام چاہتے ہیں کہ یہ شخص ان کی خدمت کرے تو[******] وہ آج بلاوجہ، ناجائز اور بغیر کسی ثبوت کے ہم پر انگلیاں اٹھاتے ہیں۔ اس سے صرف ہمارا نہیں بلکہ ہمارے ان لوگوں کا استحقاق مجروح ہوتا ہے جن کا اعتماد ہم لے کر یہاں پر آتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہ یوں ہوا کہ اس ملک کے کروڑوں عوام کی رائے کا جب بھی قتل ہو گیا اور جس نے بھی قتل کیا آپ نے اسے "گارڈ آف آنر" کے ساتھ روانہ کیا اور جنہوں نے غریب کے حقوق کے لئے جدوجہد کی، غریب کے بچوں کے لئے سکول بنوایا، اس کے گھر تک سڑک پہنچائی، اس کے لئے بجلی

کی فراہمی کی کوشش کی، اس کے بچوں کے بہتر مستقبل کی کوشش کی اس کی عزت کی کسی نے پرواہ نہیں کی بلکہ ہمیشہ اس کی طرف انگلی اٹھائی۔

جناب سپیکر! آج اگر سیاست دان نہ ہوتے تو اس ملک میں آزاد عدلیہ کا وجود نہ ہوتا، اگر سیاست دان نہ ہوتے تو اس ملک میں 1973ء کا آئین نہ ہوتا، اگر سیاست دان نہ ہوتے تو اس ملک کو ایٹمی طاقت کوئی نہ بناتا اور اپنی مصلحتوں کا شکار ہو کر گھروں کو چلے جاتے، اگر سیاست دان نہ ہوتے تو آج ان حالات میں پاکستان کا نام لینے والا کوئی نہ ہوتا۔[******] میری آپ سے یہی گزارش ہے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں صرف اتنی بات کرنا چاہوں گا کہ میرے خیال میں میڈیا کے حضرات اس بارے میں ہماری بات سن رہے ہیں۔ جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنے بھائی کی بات کو بالکل support کرتی ہوں اور میڈیا سے یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: خدا کرے کہ آپ ایک دوسرے کے ساتھ اسی طرح کرتے رہیں اور جس طرح سے آپ کے ساتھ ہو رہا ہے میں بھی دیکھتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جس طرح سے سیاست دانوں کا یہ postmortem کیا جا رہا ہے تو آج میں آپ کے توسط سے یہ بات کہنا چاہتی ہوں. We are not answerable to anybody. ہم اپنے عوام کو answerable ہیں، ہم Election Commission کو

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

answerable ہیں اور ہم عدلیہ کو answerable ہیں ہم کسی کو یہ right نہیں دیں گے چاہے کوئی forward block سے ہو، چاہے وہ PML(Q) کی کوئی ایک عورت ہو، آپ جب کسی عورت کے بارے میں ایک ذرائع کی خبر چلاتے ہیں تو کیا کبھی میرے ان بھائیوں نے یہ سوچا ہے کہ اس عورت کی family اس کا کیا حشر کرے گی؟ جب آپ کسی عورت کی تصویریں دکھا دکھا کر ڈرامے چلاتے ہیں تو کیا کسی نے یہ سوچا ہے

کہ اس کی جگہ پر میرے گھر کی ایک عورت کی تصویر بھی ہو سکتی تھی؟ جب آپ کسی مرد کی پگڑی اچھالتے ہیں تو کبھی کسی نےverification کی کوشش کی ہے۔[******]اور ہاں جس طرح سے یہ ہم ہی لوگوں کوblack mail کر کے MD PTV بن جاتے ہیں، کبھی یہ ہم ہی لوگوں کوblack mail کر کے اور ہم ہی لوگوں سے فائدہ اٹھا کر عہدے لے کر کبھیGovernment Interim میں Minister بن جاتے ہیں[******]میں آپ کے توسط سے ان کوinvite کرتی ہوں کہ آئیں اور یہاں پر آکر بیٹھیں اور اپنی قوم کی تقدیر بدلیں،[******] جب سے میڈیا میں وہ خبر آنی شروع ہوئی ہے "News Alert", "Breaking News" "کسی کی عزت اچھالنا، کسی کو بے عزت کرنا یہ ایک "Breaking News" ہے؟(شیم، شیم)

جناب سپیکر!ہمارےwritten notification ہوا تھا، ہمیں کوئیde notify کرے گا تو ہمیں کاغذ کا وہ ٹکڑا چاہئے، اپنے آپ کو بے عزت کرنے کے لئے کاغذ کا وہ ٹکڑا چاہئے ہم کسی ذرائع سے بے عزت نہیں ہو سکتے۔ اگر مجھے اپنے کسی فاضل بھائی سے کوئی اختلاف ہے اور میں میڈیا کے اپنے کسی بہن بھائی کو کہہ دوں کہ ان کیdegree جعلی ہے۔ چودھری عبدالغفور میری پارٹی کے نہیں ہیں لیکن کسی بھی میڈیا کے ممبر کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس کےpast کے بارے میں لوگوں سے سوال کرے کہ یہ بچپن میں کیا کرتا تھا؟ میں ان کو سلام پیش کرتی ہوں کہ وہ کسbackground سے آکر آج سامنے والے Benches پر بیٹھا ہے یہ اس کی جدوجہد ہے ہمیں اس کوappreciate کرنا چاہئے لیکن کسی کے پاس یہ حق نہیں ہے کہ[******]یہ پنجاب اسمبلی ہے۔ ہم سے کیا قربانی مانگو گے؟ ہم اپنے بچے اور اپنے گھر چھوڑ کر اپنی پارٹی اور اس ملک کی عوام کے لئے دھکے کھاتے ہیں تو ہمیں کیا انعام ملتا ہے کہ ہمارے رشتے دار اور ہمارے گھر والے ہمیں ذلیل کرتے ہیں کہ ہم تمہاری وجہ سے بے عزت ہو رہے ہیں۔ ہمیں ایسی سیاست نہیں چاہئے۔

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر شدتِ جذبات سے آبدیدہ ہو گئیں)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کو جرات سے کام کرنا چاہئے، آپ کیوں گھبراتے ہیں؟ آپ قوم کے نمائندے ہیں، آپ جرات سے کام کریں۔ جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جو باتیں ہاؤس میں ہو رہی ہیں۔ یہ نہایت دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ ایک عوامی نمائندہ جو عوام کا اعتماد لے کر ہاؤس کے اندر آتا ہے اس کے اوپر ایک کالم لکھنے والا، ایک اخبار نویس اور ایک ٹی وی چینل کا anchor جن کی qualification کے بارے میں میں پوری ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ مڈل اور میٹرک سے زیادہ نہیں ہوتی وہ شام کو مختلف چینل پر بیٹھ کر پاکستان کی تقدیر کا فیصلہ کر رہے ہوتے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ نہایت افسوس کا مقام اور نہایت شرمناک بات ہے۔

جناب سپیکر! میں آج اپنی تمام بہنوں اور بھائیوں سے مودبانہ گزارش کروں گا کہ [*****] ہم اس وقت تک ان ٹی وی چینلز پر جانے کا بائیکاٹ کریں، کوئی میڈیا سٹیٹمنٹ دینے کا بائیکاٹ کریں، ان کی کسی قسم کی بھی activity میں شامل ہونے کا بائیکاٹ کریں اور احتجاج کریں کہ جب تک میڈیا چینلز کے مالکان معافی نہیں مانگتے اور معذرت نہیں کرتے۔ اس وقت تک ہم ان کا پورا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ ہماری جماعت اور پورے ہاؤس کا کوئی معزز ممبر جب تک اس معاملے کا حل نہیں نکل آتا ان ٹی وی چینلز پر نہیں جائے گا۔

جناب سپیکر! اس پر میں آپ کی ruling چاہوں گا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب کو درخواست کروں گا کہ جہاں ہم دوسرے معاملات پر legislation کرتے ہیں ان لوگوں کو بھی قابو کرنے کے لئے ہمیں اپنے ہاؤس کے اندر legislation کرنی چاہئے [*****] کہ اس طرح کی باتیں کر کے ہماری عزتوں کو نہ اچھالا جائے کیونکہ ہم نے بڑی محنت کر کے پاکستان کی عوام سے یہ مقام حاصل کیا ہے اور اب ہم نے اس ہاؤس کے مقام کو بلند رکھنا ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ!

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!بہت شکریہ۔ میں اپنے بھائی شوکت بھٹی صاحب کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ ان کے درد کو وہی محسوس کر سکتا ہے جس کی ماں نہیں ہوتی۔ اگر خدانخواستہ ان کی ماں کو کچھ ہو جاتا تو میرے خیال میں کوئی ٹی وی چینل، کوئی اخبار نویس اور کوئی الیکشن کمیشن سب چیزیں اس چیز کے آگے ماند ہیں۔ ماں کی ہستی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ سب دنیاوی چیزیں ہیں۔ آپ ان کے دکھ کو سمجھیں کہ ان کی والدہ پر اس وقت کیا گزری، اللہ کا شکر ہے کہ ان کی والدہ حیات ہیں، اللہ ان کو عمر دراز کرے۔ ہمیں اپنے بھائی کے ساتھ اور تمام ان بہنوں اور بھائیوں کے لئے بھی اظہار یکجہتی کرنا چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ آج سیاستدانوں کو جس طرح سے بدنام کیا جارہا ہے اور جس طرح سے سیاستدانوں کی پگڑیاں اچھالی جارہی ہیں یہ غلط ہے۔

جناب سپیکر! آپ کو استحقاق ہے کہ آپ ہم سب کی ڈگریاں چیک کروائیں، آپ کے علاوہ کسی کو حق نہیں۔ ہم یہاں پر ایسے ہی نہیں بیٹھے اور ہم کسی چور دروازے سے نہیں آئے۔ ہمیں کسی نے کچھ بھی پلیٹ میں رکھ کر نہیں دیا۔ ہم جدوجہد کرنے والے لوگ ہیں، ہم سیاسی ورکر ہیں ہمارے ساتھ اس طرح کا سلوک توہین آمیز ہے۔ آپ کو اس پر action لینا چاہئے اور ہر صورت action لینا چاہئے کہ جو بھی سیاستدانوں کے ساتھ چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو جس کے ساتھ اس طرح کا سلوک کیا جارہا ہے اگر اس کی بہن، ماں یا باپ اس وجہ سے خدانخواستہ اس دنیا سے چلا جاتا ہے تو پھر اس کا کون ذمہ دار ہو گا؟ میں اپنے بھائی سے request کرتی ہوں کہ ایک دفعہ اس ادارے کو جس نے آپ کے خلاف یہ خبر دی اس کو ضرور sue کریں کیونکہ جب تک آپ یہ action نہیں لیں گے تب تک ان کی ہمت بڑھتی جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر!میں بہت جلد اپنی بات ختم کروں گی۔ میری بہنوں اور بھائیوں نے ابھی جو کچھ کہا ہے میں اس کو endorse کرتی ہوں۔ یہ سب ڈگریوں کی بات تو اچھال رہے ہیں لیکن کسی نے اگر زیادہ پڑھا ہوا ہے تو یہ اس کا کبھی ذکر نہیں کرتے۔ میں نے میڈیا کو دس دفعہ بتایا اور یہ بات

حقیقت ہے کہ پاکستان کے اندر سیاستدانوں میں صرف میں نے امریکہ سے fellowship کیا تو اس بات کا میڈیا نے کیوں نہیں لکھا؟ یہ بات بہت بری ہے کہ یہ negative بات کو اچھالتے ہیں۔ میں آج بتاتی ہوں کہ میری دادی نے اپنا تین سال کا بیٹا بہرام (جو میرے مرحوم والد ہیں) پاکستان کو دیا اور کثیر دولت محترم قائداعظم کو دی، انھوں نے بغیر تاریخ پڑھے اور جانے میڈیا پر میری دادی تک کا مذاق بنایا۔

[******]

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ میڈیا کو سنجیدگی کے ساتھ ان matters کو لینا چاہئے۔ میں ان کو support کرتی ہوں اور ماحول کو بدلنے کے لئے آپ کے حکم کے مطابق ایک بات کرتی ہوں کہ آج جب میں اسمبلی میں آ رہی تھی تو باہر احتجاج ہو رہا تھا۔ انھوں نے ایک گاڑی کو نقصان پہنچایا اور میری گاڑی کو بہت زیادہ مارا، میں نے ان کے ساتھ وعدہ کیا کہ میں ہاؤس میں جا کر ان کی بات کروں گی تو پھر میری گاڑی چھوڑی گئی۔ وہ گیس کے اوپر احتجاج کر رہے تھے، یہ provincial احتجاج نہیں ہے یہ federal احتجاج ہے۔ اس کے لئے ان کو قومی اسمبلی کے سامنے احتجاج کرنا چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ کل جو بات یہاں ہوئی تھی کہ احتجاج کے لئے ایک جگہ بنائی جائے تو میں اس کو endorse کرتی ہوں اور باہر جو لوگ کھڑے ہیں ان کے ساتھ بات چیت کرنے کے لئے بھی کوئی مستقل کمیٹی بنا دیں۔ میں اس کو بھی endorse کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت زیادتی ہے کہ ایک ایم پی اے بھائی کی گاڑی خراب ہو گئی ہے اور میری گاڑی کو بھی انھوں نے شدید نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔

جناب سپیکر: اس پر action کرواتے ہیں۔ جی، نور نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! آج جو issue اس وقت ہاؤس میں زیر بحث ہے میں بھی اس پر کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں جس وقت بھی جمہوری سسٹم آیا اور جمہوریت پھلنے پھولنے لگی تو چند نادیدہ قوتیں ایک سازش کا جال بنتی ہیں کہ کس طرح سیاستدانوں کو بدنام کیا جائے، کس طرح جمہوریت کو بدنام کیا جائے، کس طرح جمہوری نظام کو بدنام کیا جائے اور پھر ان حلقوں کو دعوت دی جائے جو آ کر اس ملک پر پھر قبضہ کریں۔ میں صرف ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں اور مجھے یہ کہنے دیں کہ یہ اس سسٹم کا حسن ہے، یہ جمہوریت کا حسن ہے کہ آج ٹی وی کے اوپر کہتے ہیں کہ میڈیا آزاد ہو گیا ہے، Judicial activism ہو رہا ہے۔ ہم روز فیصلے سن رہے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے ہم لوگ سیاستدان ہیں ہم

public property ہیں۔ ہم لوگوں نے اپنے آپ کو عوام کے سامنے

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پیش کیا۔ آپ ہماری ڈگریاں چیک کر رہے ہیں تو ضرور کریں، ہم پھر اپنی ڈگریاں چیک کروانے کے لئے پیش کرتے ہیں لیکن آج اس judiciary کو دیکھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے جس کے لئے میرے اوپر 34 پرچے ہوئے میں نے سپریم کورٹ کے باہر کھڑے ہو کر ڈنڈے کھائے، میں نے نظر بندیاں برداشت کیں۔ ہم ہر وقت سنتے ہیں، اخبار پڑھتے ہیں اور ٹی وی دیکھتے ہیں کہ کس طرح اس سسٹم کو derail کرنے کے لئے کن کن قوتوں کا اتحاد ہو چکا ہے۔ کیا اس چیز کو ہم judicial activism کہیں گے؟ یہی سپریم کورٹ تھی، یہی ہائی کورٹ تھی اور یہی ججز تھے، پانچ سال کے اندر اس آمر کے دور میں ہم نے کسی disqualification کے خلاف ایک فیصلہ نہیں سنا۔ کیا یہ ججز اس وقت سو رہے تھے؟ کیا یہ سپریم کورٹ اس وقت سو رہی تھی؟ میں نے اپنے دو تین ساتھیوں کے قصے سنے ہیں کہ آپ نے resign کیوں کیا۔ میں ان کے قصے سن کر حیران پریشان رہ گیا کہ انھیں disqualify کر دیا گیا۔ یہاں پر ہمارے ایک دوست رانا مبشر صاحب تھے انہوں نے resign کیا and I don't know that what are the facts? لیکن میں ان کی اُس بات پر یقین کروں گا جو انہوں نے مجھے بتائی۔ ان کے خلاف Election Tribunal میں appeal ہوئی اور Tribunal نے ان کے حق میں فیصلہ دیا کیونکہ یونیورسٹی نے آکر ان کی ڈگری کو صحیح قرار دے دیا۔ ان کے خلاف single Bench میں appeal ہوئی، یونیورسٹی نے آکر ریکارڈ verify کیا اور ان کے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ ان کے خلاف double Bench میں appeal ہوئی، ریکارڈ verify ہوا تو DB نے ان کے حق میں فیصلہ دیا۔ اس کے بعد وہ سپریم کورٹ جاتے ہیں لیکن یونیورسٹی کہتی ہے کہ ڈگری ان کی ہے۔ جج صاحب فرماتے ہیں کہ 20 سال پہلے فارم پر آپ کے signature نہیں مل رہے جو آپ کے ID card کے تھے لہذا آپ استعفیٰ دے دیں۔[******]

جناب سپیکر! کیا یہاں پر یہ انصاف ہو رہا ہے؟ یہ تو سراسر سیاستدانوں کو بدنام کرنے کی ایک سازش ہو رہی ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو پیش کر دیا ہے لہذا ہماری ڈگریوں کو verify کریں۔ ہمارے میڈیا کے جو بھائی بیٹھے ہیں یہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب تو وہ قانون ہی نہیں ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! ہم سے ڈگریاں مانگیں اور پھر خود جا کر verify کریں۔

جناب سپیکر: جی، اب تو وہ قانون ہی نہیں ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! نہیں۔ آج ہم نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے تو آج یہاں پر آپ ruling دیں اور اپنی قائمہ کمیٹی کو strong کریں۔ اگر ہم نے اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کیا ہے اور ہماری ڈگریاں چیک ہو رہی ہیں تو ججوں کی ڈگریاں اور صحافیوں کی ڈگریاں بھی چیک ہوں۔ سپریم کورٹ کی ڈگریاں بھی چیک ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس میڈیا کے anchors بیٹھ کر اس ملک کے بارے میں ایک پالیسی دے رہے ہوتے ہیں کہ یہ فرشتے ہیں [*****] ہم بھی جاننا چاہتے ہیں کہ ان کی ڈگریاں ٹھیک ہیں یا غلط ہیں؟ آج آپ یہ فیصلہ کر کے اٹھیں اور آپ کی قائمہ کمیٹی بھی اٹھے کہ judiciary اور میڈیا کی ڈگریوں کو verify کروایا جائے۔ ہم مکمل طور پر حاضر ہیں اور ہماری ڈگریوں کو ایک دفعہ نہیں بلکہ 100 دفعہ چیک کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر طاہر صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!میں بھی کافی دیر سے بولنے کے لئے کہہ رہاہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں،سب کو بولنے کے لئے ٹائم دوں گا۔

(اس مرحلہ پر پریس گیلری سے صحافی حضرات واک آؤٹ کر گئے)

معزز اراکین: میڈیاوالے واک آؤٹ کر گئے ہیں۔(قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، میڈیاواک آؤٹ کر گیاہے۔ میں اُن سے کہوں گا کہ وہ اب سننے کی ہمت رکھیں۔ میڈیاوالوں کو جانے دیں اور صرف PTV کور رکھیں۔ بس ٹھیک ہے، جانیں دیں۔ تمام ممبران اپنی اپنی جگہ پر تشریف رکھیں، میں سب کی بات سنتاہوں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! آج میڈیاوالوں میں اتنی جرات نہیں ہے کہ وہ ہماری بات سن سکیں۔ ہم ان کی کتنی باتیں سنتے ہیں اور کتنی تنقید برداشت کرتے ہیں۔ آج ان میں یہ ہمت اور حوصلہ ہوناچاہئے کہ وہ آج عوامی نمائندوں کی بھی بات سنیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! کیاان کا صرف یہ حوصلہ ہے؟[******] آج سیاستدان بھی آواز اٹھائیں گے، ممبران بھی آواز اٹھائیں گے اور آج ہم ان کا بھی احتساب کریں گے۔ یہ جو non-qualified لوگ ہیں تو ہمارا بھی یہ مطالبہ ہے کہ جتنے بھی anchor persons ہیں، جتنے بھی رپورٹرز ہیں ان میں سے اگر کسی نے بھی ایم اے جرنلزم نہیں کیاہوا اُس کو رپورٹنگ کرنے، anchor بننے اور کسی پر تبصرہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ان کی جائیدادوں کی انکوائری ہونی چاہئے اور ان کی qualification بھی چیک ہونی چاہئے۔ انہوں نے کیا مذاق بنا رکھا ہے کہ ہر روز سیاستدانوں کی پگڑی اچھالی جاتی ہے۔ جن لوگوں نے پاکستان میں اپنا خون پسینہ شامل کیا ہے اُن کو یہ بے عزت کرتے ہیں اور ایسا کر کے یہ اپنی عزت بناتے ہیں۔ یہ قابل مذمت لوگ ہیں لہذا ان کا احتساب ہونا چاہئے۔ آج پاکستان کے عوام ان کا احتساب کریں گے۔ اس کے علاوہ یہ بھی اپنے assets declare کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اب بس کریں۔ جی، ڈاکٹر طاہر صاحب!

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آج آپ نے دیکھا کہ ہاؤس میں کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب تھوڑا سا غصہ کم نہ کر لیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر! میں اپنا ایک ذاتی واقعہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ 18 فروری کو الیکشن ہوا اور میرے تمام ساتھیوں نے اس الیکشن میں حصہ لیا۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ الیکشن ایک طویل الیکشن تھا کیونکہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کا قتل ہوا تھا۔ سب لوگ الیکشن میں motivated تھے۔ 2 فروری کو الیکشن سے صرف 16 دن پہلے پورے میڈیا پر خبر آتی ہے کہ ڈاکٹر طاہر علی جاوید فوت ہو گئے ہیں۔ [*****] میں اس الیکشن میں جیت گیا لیکن میری 13 سال کی بیٹی جو گرائمر سکول میں پڑھتی تھی اس کی پرنسپل نے آ کر بتایا کہ تمہارے والد صاحب کی death ہو گئی ہے آج میں پوچھتا ہوں کہ اُس کے دکھ کا ازالہ کون کرے گا؟ میرے بیٹے کو ایچی سن کالج کے پرنسپل نے بلایا اور پوچھا کہ We have heard in the news that your father expired during the election campaign. I have no place to go for justice.

election campaign کے دوران ایک telephone call آئی کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے۔ [******]میں چُپ رہا کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین تھا اور اللہ کے فضل و کرم سے الیکشن میں جیت کر دوبارہ آیا۔ یہ لوگ جو بات کر رہے ہیں یہ ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو لاکھ لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں، کیا یہ لوگ سب جھوٹے ہیں؟

Are only politicians liars? Can you have a different bar of justice for different groups of people or different professions? What kind of justice is this?

[**********]We are more educated, we are more intellectual and we represent the people of Pakistan and Punjab and nobody who even can not be elected a Councilor has the right to criticize my brothers and sisters sitting in the Parliament. Thank you very much.

(نعرہ ہائے تحسین)

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، جلال دین ڈھکو صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج جو مسئلہ ہاؤس میں پیش آیا ہے یہ اتنا اہم اور ضروری ہے کہ اس مسئلے کا حل ہمیں ہر حالت میں کرنا ہو گا۔ میں یہ پوچھوں گا کہ کیا میڈیا نے آج تک کسی بھی فوجی حکمران کے خلاف کبھی بات کی یا کسی مارشل لاء کے خلاف بات کی ہے؟ یہ ہمیں ہی کمزور سمجھتے ہیں کہ ہم عوامی نمائندگان ہیں، دو دو لاکھ لوگوں کی نمائندگی کے لئے یہاں آئے ہیں اور آج انہوں نے ہم سب کی پگڑی اچھالی ہے۔ میں کہوں گا کہ ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے اور وہ channels بند ہونے چاہئیں جو ہماری پگڑی اچھالتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں ہاؤس سے یہ پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ یہ فیصلہ کریں اور ایک قرارداد لائیں۔ لاء منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمیں پریس والوں سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہاں پر جمہوریت ہے، جمہوریت رہے گی، جمہوریت چلے گی[******]

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر![******]

جناب سپیکر: چلیں، بس کریں۔ شیخ علاؤالدین صاحب! آپ بات کریں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: صرف ایک منٹ اور دے دیں۔

جناب سپیکر: جلال دین ڈھکو صاحب! بس آپ کی بات ہو چکی ہے۔ تشریف رکھیں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ تو اور دے دیں۔ اگر آپ ہمیں سننا نہیں چاہتے تو ہم کس سے بات کریں؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ تمام تشریف رکھیں۔ مجھے بھی تو بات سننے دیں اور میرے تک تو بزرگوں کی آواز پہنچنے دیں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! میں اس ضمن میں یہ گزارش کروں گا[******]

جناب سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب، ان کے بعد کرنل شجاع صاحب بات کریں گے۔

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اور آپ کی توجہ صرف آج سے چھ ماہ پہلے ایک واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اچانک ٹی وی پرticker چلائے گئے کہ شیخ علاؤالدین نے پراپرٹی ٹیکس نہیں دیا۔ میرے حلقے سے لوگوں نے فون کرنا شروع کر دیئے اور آپ خود بھی جانتے ہیں کہ میں شاید ہوش میں بھی نہیں تھا جب سے میں کتنا بڑا ٹیکس گزار ہوں۔ اس ملک کی اکانومی میں حصہ لینے والے ٹیکس گزار کی بھی یہاں پر کوئی عزت نہیں ہے، آخر کیوں؟ میں ڈیڑھ کروڑ ڈالر per month

government of Pakistan کو دے رہا ہوں اور انہوں نے میری وہ عزت کی ہے کہ آپ کو کیا بتاؤں چونکہ میں انکم ٹیکس laws کو جانتا ہوں تو آپ یقین کریں[******]میں آپ سے کہتا ہوں کہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر ممبر کی return موجود ہے اور اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو نکالیں اور سب سے پہلے میں خود کو پیش کرتا ہوں کہ جب میں پیدا ہوا تو اس وقت میرے پاس کیا تھا اور آج کیا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ میں ایک روپیہ conceal نہیں کرتا لیکن جس طریقے سے انہوں نے میرے متعلق کہا[******]

جناب سپیکر! یہاں جب میرے بھائی نے کہا ہے کہ ہمیں بھی انہیں بتانا چاہئے تو میں اس پورے ایوان کی ذمہ داری لیتا ہوں اور خدا کی قسم! میں بالکل honestly returns چیک کروں گا اور یہ بھی آج مجھے اپنی returns چیک کروائیں۔[******](نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: کرنل شجاع صاحب!

کرنل(ریٹائرڈ)شجاع خانزادہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں معزز ممبر بھٹی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے آج یہ سلسلہ شروع کیا ہے۔ بھٹی صاحب! ہم آپ کے ساتھ ہیں اور ہر موقع پر آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ یہ پوری اسمبلی آپ کی طاقت ہے اور انشا اللہ پوری اسمبلی ایک ساتھ چلے گی۔ یہاں ہماری disinformation ہو رہی ہے اور ہماری تصاویر ٹی وی چینلز پر آ رہی ہیں تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟[******]

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! ہم مانتے ہیں کہ میڈیا چوتھا ستون ہے آج اس چیز کا فیصلہ ہونا چاہئے کہ اگر 9 گھنٹے کسی ٹی وی چینل نے بھٹی صاحب کے بارے میں disinformation دی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ وہ ٹی وی چینل معافی مانگے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، نہیں۔وہ ابھی بتائیں گے کہ کیا بات ہے۔

کرنل(ریٹائرڈ)شجاع خانزادہ: جناب سپیکر!آپ آج ruling دیں کہ اس ایوان کا کوئی بھی معزز ممبر آج کے بعد کسی ٹی وی چینل پر نہیں جائے گا۔

(اس مرحلہ پر ایوان "نہیں جائے گا" کی آوازوں سے گونج اٹھا)

محترمہ انجم صفدر: میں حلفیہ کہتی ہوں کہ اگر ہم ٹی وی چینل پر جانا چھوڑ دیں تو ان کے چینلز بند ہو جائیں گے۔[******]

کرنل(ریٹائرڈ)شجاع خانزادہ: جناب سپیکر!کوئی ایم پی اے کسی ٹی وی چینل پر نہیں جائے گا۔[******]

(اس مرحلہ پر لابی میں موجود صحافی اٹھ کر باہر جانے لگے)

جناب سپیکر: وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔جناب سپیکر!آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ جو بھڑاس نکلی ہے یہ پچھلے دو تین سالوں سے الیکٹرانک میڈیا خاص طور پر اور پرنٹ میڈیا لکھتا رہا ہے[******]تو آج انہیں سامنا بھی کرنا چاہئے۔میرے بھائی کی بہت اچھی تجویز آئی ہے کہ آج کے بعد ہم تہیہ کریں کہ کوئی ممبر صوبائی و قومی اسمبلی کسی ٹی وی چینل پر نہیں جائے گا۔[******]

جناب سپیکر!یہ مذاق کی بات نہیں ہے، یہ بھٹی صاحب اور ثمینہ خاور حیات کی بات نہیں ہے بلکہ کوئی بندہ بھی اس وقت تک ملزم نہیں ہوتا جب تک کہ اس پر جرم ثابت نہ ہو جائے۔[******]

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد ثنا اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بات انتہائی افسوسناک ہے اور مجھے اس بات نے انتہائی مضطرب کیا کہ جس جمہوریت کی خاطر، جس rule of law کی خاطر، جس آزاد میڈیا کی خاطر 18 کروڑ عوام اور سیاستدانوں نے قربانیاں دیں،[*****] جب ہم الیکشن لڑتے ہیں تو ہم خود کو عوام کے سامنے احتساب کے لئے پیش کرتے ہیں اور عوام ہمارا احتساب کرتے ہوئے 90/80 ہزار ووٹوں سے نواز کر ہمیں منتخب کر کے اسمبلیوں میں بھجواتی ہے۔

جناب والا! مجھے کہنے دیجئے کہ پاکستان کے سیاست دانوں کے خلاف کبھی PRODA کے ذریعے، ABDO کے ذریعے اور کبھی ایبو کیشن کی ڈگریاں لاگو کر کے جمہوریت کا نقصان کیا گیا۔[*****] آج میں پوچھتا ہوں ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور مجھے کہنے دیجئے تعلیم اچھی چیز ہے۔ آقا دو جہاں ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر آپ کو چائنہ جا کر تک بھی تعلیم حاصل کرنی پڑے۔۔۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! دوسرے بھائیوں کا بھی خیال کیجئے۔ ذرا جلدی کیجئے میں نے ان کو بھی ٹائم دینا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: ٹھیک ہے، مہربانی۔

جناب سپیکر: میاں محمد رفیق صاحب ٹی ٹی سنگھ! ان کے بعد چنیوٹی صاحب۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! مستی خیل صاحب کو بات مکمل کرنے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، مستی خیل صاحب! بات کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! آج میں آپ کی وساطت سے پورے پاکستان کے لوگوں کو دعوت فکر دے رہا ہوں کہ تمام ایسے stakeholders جن کے اثاثے ہیں، چاہے وہ جرنیلوں کی شکل میں ہوں، چاہے وہ جوڈیشری کی شکل میں ہوں، چاہے وہ جرنلسٹوں کی شکل میں ہوں وہ اپنے اثاثوں کا اعلان کریں اور ان کی declaration کریں۔ ایک ایسا سیل بنایا جائے جو transparent انداز میں ان کی accountability کرے۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ہم یہاں کوئی تنخواہ لے کر خدمت کرنے کے لئے نہیں آتے۔ ہم خدا کے خوف کو سامنے رکھ کر، اپنی جائیدادیں بیچ کر اور اپنا خون لگا کر غریب عوام کی خدمت کرنے کے لئے آتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میں میڈیا کو چیلنج کر رہا ہوں اگر کوئی میرے دامن پر انگلی کھڑی کر دے تو مجھے پھانسی لگادی جائے۔ [******] اس کی نہ اخلاقیات اجازت دیتا ہے، نہ دین اجازت دیتا ہے اور نہ ایمان اجازت دیتا ہے۔ یہ کیا طریق کار ہے کہ ایک honorable عوام کا elected نمائندہ جس کو اللہ نے اور پنجاب کے چیف منسٹر نے منسٹر بنایا، اس کے بارے میں جو نازیبا گفتگو کی گئی کیا یہ شریفانہ انداز ہے، اسے آپ تہذیب یافتہ کہتے ہیں؟ جب میں ایم این اے تھا، میں یہ بات حلفاً کہہ رہا ہوں۔[******]

جناب سپیکر: مہربانی کریں، کسی اور کو بھی ٹائم دیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:[******]

جناب سپیکر: جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)

معزز ممبران: نعرہ ہائے تحسین۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔۔۔ میں نے میاں رفیق صاحب کو floor دیا ہے۔ تمام ممبران تشریف رکھیں اور بزرگوں کی بات سنیں وہ کوئی اچھی بات آپ کے فائدے کے لئے کریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار یہ کا موقع دیا ہے۔ میرے محترم بھائی شوکت عزیز بھٹی صاحب کے لئے میں مرہم ہوں۔ ان کی جو دل آزاری ہوئی ہے میں ان کے لئے مرہم ہوں اور اس حوالے سے اس معزز ایوان میں جن جن معزز ارکان اسمبلی نے باتیں کی ہیں میں ان کا بھی ہمنوا ہوں لیکن کچھ باتیں میں مختلف بھی کرنا چاہتا ہوں جو rational ہیں، جو فطری ہیں اور قدرتی ہیں۔ ان میں سے ایک بات تو یہ ہے کہ میں disinformation کے خلاف ہوں۔ وہ disinformation خواہ الیکٹرانک میڈیا کی طرف سے ہو، خواہ وہ پرنٹ میڈیا کی طرف سے ہو، خواہ وہ

سیاستدانوں کی طرف سے ہو، خواہ وہ ہماری سول سوسائٹی کی طرف سے ہو اور خواہ وہ ہماری

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

انتظامیہ کی طرف سے ہو یا کہیں سے بھی ہو میں disinformation کا ذہنی اور دلی طور پر خلاف ہوں۔ بات شروع ہوئی تھی جعلی ڈگریوں کے متعلق اور بات پہنچی تیری زلف کے اسیر ہونے تک۔ کہاں سے کہاں بات چلی گئی ہے۔ آپ تمام دنیا کی تاریخ پڑھ لیں، معزز دنیا اور جمہوری دنیا کی تاریخ پڑھ لیں وہاں تمام لوگ اپنے نمائندوں کو جس نظر سے دیکھنا چاہتے ہیں خواہ وہ خود جیسے بھی ہوں لیکن وہ اپنے نمائندوں کو پاوتر دیکھنا چاہتے ہیں اور گنگا جل میں نہائے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں۔ جب کبھی ان میں کوئی کمی یا داغ نظر آیا ہے تو ساری دنیا میں سیاستدانوں کو، حکومتوں میں شامل وزراء کو حتیٰ کہ حکومتوں کو بھی فارغ ہو جانا پڑا ہے، ان کو مستعفی ہو جانا پڑا ہے اس لئے میں اپنے بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ اتنا جذباتی نہ ہوں ہم لوگ شیشے کے گھر میں بیٹھے ہیں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: جی، راں صاحب!

ملک محمد عباس راں: شکریہ۔ جناب سپیکر! بہت جذباتی تقریریں ہو چکی ہیں۔ میں اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ڈگری کی جو شرط ہے یہ شرط ایک آمر کی طرف سے عائد کی ہوئی ہے۔ دنیا میں کسی ملک میں آپ دیکھ لیں وہاں پر کوئی qualification کی شرط نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جو ووٹر ووٹ دیتا ہے، ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں، ہمیں عوام نے جو ووٹ دیا ہے وہ بی اے، ایم بی بی ایس، انجینئر یا ڈاکٹر کی ڈگری دیکھ کر نہیں دیا۔ ہمیں ہماری شخصیات اور ہماری پارٹی کے منشور کو دیکھ کر ووٹ ملا ہے۔ آج اس ڈگری کی شرط کو انہوں نے اس وقت تک لاگو کیا ہوا ہے جب یہ ڈگری کی شرط ختم ہو چکی ہے اور میری یہ گزارش ہے اور میں چاہتا ہوں کہ پارلیمنٹ میں اس ڈگری کی شرط کو 2002 سے ختم کیا جائے تاکہ یہ معاملہ سرے سے ہی ختم ہو جائے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ہمارے آباؤاجداد گریجویٹ نہیں تھے لیکن جب پاکستان 1947 میں بنا اور ہمارے بزرگوں نے جو بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور آپ کے والد صاحب رانا پھول محمد خان جن کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں اور میرا اس وقت لڑکپن تھا جب وہ ایم پی اے اور منسٹر تھے تو وہ گریجویٹ نہیں تھے تو کیا انہوں نے اس ملک میں وہ کردار ادا نہیں کیا جو ایک تعلیم یافتہ کر سکتا ہے، کیا ان میں کوئی کمی تھی؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!کیا ہمارے بزرگ جو تعلیم یافتہ نہیں تھے وہ اس اسمبلی میں بیٹھ کر اس اسمبلی کو نہیں چلاتے رہے؟میں سمجھتا ہوں کہ گریجویٹ اسمبلی سے بہتر وہ جو ہمارے آباؤاجداد تھے وہ اس اسمبلی کو احسن طریقے سے چلا گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!1973 کا آئین جس اسمبلی نے دیا،پاکستان میں آئین نہیں تھا اور جس اسمبلی نے آئین دیا وہ اسمبلی گریجویٹ اسمبلی نہیں تھی بلکہ وہ اسمبلی ان پڑھ تھی اور وہ اسمبلی پرائمری پاس تھی۔اس نے اس ملک کو 1973 کا آئین دیا جس کی ہم ہر وقت بات کرتے ہیں کہ 1973 کے آئین کے مطابق کیا جائے اور ہم 1973 کے آئین کو مانتے ہیں۔ہمارے اوپر جو ڈگریوں کی شرط لاگو کی گئی ہے اور ابھی ہائر ایجوکیشن کمیشن میں الیکشن کمیشن کی طرف سے تمام ڈگریاں بھیجی گئی ہیں جب تک ان کی طرف سے verification نہیں ہو جاتی کسی کی ڈگری کے بارے میں کوئی خبر جاری نہیں ہونی چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی!ٹھیک ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر!میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ جو ڈگری کی شرط ہائر ایجوکیشن میں گئی ہے یہ عابد شیر علی صاحب کا individually فیصلہ ہے یا پوری گورنمنٹ آف پاکستان کا فیصلہ ہے اور میری میڈیا والوں سے اتنی گزارش ہے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں کہ ہم ان کی بات سنتے ہیں اور یہ بھی ہماری بات سنیں۔ہم اگر جائز بات کرتے ہیں تو ہماری جائز بات کو سنیں بھی اور مانیں بھی اور یہ روٹھ کر چلے جاتے ہیں اور ہم ان کو مناتے ہیں، اگر ہم روٹھ کر چلے جائیں گے تو ہمیں کون منائے گا؟شکریہ۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، چودھری صاحب! بھائی! لیڈر آف دی اپوزیشن بول رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں آذان ظہر)

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں، مستی خیل صاحب!۔ No, this is not proper. No, point of Order.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آج ایک موضوع پر ہمارے ساتھیوں نے اپنا اظہار خیال کیا ہے، coalition government کے لوگوں نے بھی، ہمارے ساتھیوں نے بھی اور ہمارے ساتھیوں میں سے کچھ اپنے نظریات بدلنے والے لوگوں نے بھی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ہر ایک کی اپنی رائے ہوتی ہے اور جمہوریت کا حسن یہی ہے کہ اپنی رائے رکھتے ہوئے دوسروں کی رائے کا احترام کیا جائے تا کہ آپ کی رائے کا بھی احترام کیا جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ

بات بے بات ہو نہیں سکتی، بات مشکل سے بات ہوتی ہے
بات ہیرا ہے بات موتی ہے، بات خنجر کی کاٹ ہوتی ہے

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج صحافیوں اور جرنلسٹوں کے بارے کہا گیا تو اچھے اور برے لوگوں سے پاک اگر کوئی مکتبہ یا فکر یہ ہے تو وہ ہمیں بتا دیا جائے، ہر جگہ اچھے اور برے لوگ ہوتے ہیں، نہ ہی میں کسی کی وکالت کرتا ہوں بلکہ میں اپنی ایک رائے رکھتا ہوں۔ آپ طلعت حسین کو لے لیں کہ مسلم کاز کے لئے وہ وہاں گئے تھے اور ان کے دائیں اور بائیں والے آدمی کو بھی بلٹ لگی تھی جس کا خون ان کو لگا اور پھر وہاں سے ہماری حکومت ان کو چھڑوا کر لے آئی۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ بات نہیں ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ جو اس وقت سیاستدان کے ساتھ ہو رہا ہے وہ اس کی بات کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے بجا فرمایا اور میں اپنے ان سب ساتھیوں کی رائے کا احترام کرتا ہوں۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: ان کی بات سنیں، اب چھوڑیں۔ آرڈر پلیز آرڈر۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اس ایوان کے جو منتخب نمائندگان ہیں، چار چار اور تین تین لاکھ عوام کے نمائندے ہیں ان کا بات کرنے کا سلیقہ اور convey کرنے کا طریقہ decent ہونا چاہئے، اب جناب وزیر اعلیٰ صاحب بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے دل میں بھی دکھ ہے جس طریقے سے سیاستدانوں کے ساتھ بات ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بات کر لیں اس کے بعد میں نے آپ سے ایک سوال بھی کرنا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جی، بالکل میں حاضر ہوں۔ میں اپنا نظریہ بیان کروں گا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر کالم نگار ایسے بھی ہیں جو کالم نگار ہوتے ہوئے آمریت کے دنوں میں جمہوریت اور عدلیہ کی آزادی کی تحریک کے لئے اور جب کبھی کسی سیاستدان پر کوئی وقت آیا تو انہوں نے کوڑے بھی کھائے، انہوں نے لاٹھیاں بھی کھائیں لیکن اگر ہمارے ساتھ زیادتی ہوتی ہے تو اس کے لئے ہم ان سے شکوہ بجا کرتے ہیں اور ہمارا شکوہ بجا بنتا ہے۔ ہمارے بھائیوں نے جو شکوہ کیا وہ بجا کیا ہے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں اور یہ میری اپنی رائے ہے کہ ہمیں ایک متوازن۔۔۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! ان کی بات سنیں۔۔۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ہم ان کی بات نہیں سنتے۔ انہوں نے جیو ٹی وی پر حملہ کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! ایسی بات نہ کریں۔ ان کی بات سننا چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): میری بہن میں آپ کی ہر رائے کا احترام کرتا ہوں تو میں بھی چاہتا ہوں کہ جو میری رائے ہے خواہ وہ آپ کی سمجھ میں ناقص رائے ہو لیکن وہ میری اپنی رائے ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کی طرف سے اظہار کا طریقہ اور اپنی عزت کروانے کا طریقہ decent ہونا چاہئے اور ان میں سے ہر ایک آدمی کو مطعون قرار نہ دیا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ

الیکٹرانکس اور write of media کو سو فیصد مطعون قرار نہ دیا جائے، اچھے اور برے ہر جگہ ہوتے میں سمجھتا ہوں کہ ان سے زیادتی ہوئی ہے اور زیادتی ہوتی بھی ہے لیکن میری یہی رائے ہے کہ ہمارے یہاں پر جتنے بھی لوگ تشریف فرما ہیں آپ ان آٹھ کروڑ لوگوں میں سے 371 نوازے گئے لوگ ہیں۔ آپ ذرا ان لوگوں سے مختلف ہیں، آپ کا دل، آپ کا دماغ بڑا اور زبان بہت ہی موہ لینے والی ہونی چاہئے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ جو خوئے دل نوازی ہوتی ہے یہ منوالیتی ہے۔ علامہ اقبال نے کہا ہے اور علامہ اقبال سے محبت کرنے والے میرے سامنے بیٹھے ہیں۔

کوئی کارواں سے ٹوٹا، کوئی بدگماں حرم سے
امیر کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی

میں آپ کی بہت سی باتوں سے اتفاق بھی کرتا ہوں لیکن مجھے آپ کی کچھ باتوں سے اختلاف بھی ہے۔ بہت بہت شکریہ

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ انجم صفدر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میری بات سُن لیں۔ میں نے چودھری صاحب سے صرف ایک سوال پوچھنا ہے۔ آپ تمام حضرات تشریف رکھیں۔ have patience.

میاں محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No please. میں بات کر رہا ہوں۔ چودھری صاحب یہاں جو بات ہو رہی ہے۔ (شور وغل)

آپ میری بات نہیں سُن رہے، تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب! ایک لفظ ہے persona non grata آپ ٹی وی دیکھ کر اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

بڑے افسوس کی بات ہے۔ جی، کرنل میجر صاحب!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر میری بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں ہم نے آپ کی بات سُن لی ہے۔(شوروغل)

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر !میری بات کب سُنی گئی ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر !بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔

سینئر وزیر / آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ پارلیمانی پارٹی کے لیڈر بول رہے ہیں۔ میں بعد میں آپ کو floor دیتاہوں۔

سینئر وزیر / آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر !میں آپ کا مشکور ہوں۔ ہمارے اس ہاؤس کے جو معزز اپوزیشن لیڈر ہیں آپ نے ان سے سوال پوچھا ہے، بہتر ہو گا کہ آپ ان کا جواب بھی لیں۔

جناب سپیکر: وہ بات کو سمجھ گئے ہیں۔ جی، میجر صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر !اس کے بعد میری باری ہے۔

جناب سپیکر: میجر صاحب کو بولنے دیں۔ اس کے بعد چنیوٹی صاحب اور پھر نوید انجم صاحب!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں آپ کی طرف بھی آؤں گا۔ گھبرائیں نہ میں سب کو موقع دوں گا۔ جی!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر !آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آپ نے ٹائم دیا۔ ابھی جو issue چل رہا ہے اس میں جب 2002 میں الیکشن ہوئے تھے تو اس وقت کچھ personalities certain کو ٹارگٹ کرنے کے لئے یہ قانون بنایا گیا تھا۔ اس وقت کسی دوست نے اس میں remarks دیئے تھے۔۔۔ (شوروغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ محترمہ !آپ کی طرف سے باتیں آ رہی ہیں یہ اچھی بات نہیں ہے۔ جی!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اس legislation کے آنے کے بعد ایک دوست نے اس law پر یہ remarks دیئے تھے کہ:۔

The education has walked in and the wisdom has walked out.

ہاؤس میں دیکھتے ہیں تو جب مشرف صاحب کو support کرنے کے لئے under 19 کی ٹیم کو بھر بھر کر لایا گیا تو اس وقت کے بعد جو legislation کا حال ہوا ہے۔ پچھلے tenure میں نیشنل اسمبلی میں 17th amendment کو جن لوگوں نے پاس کیا ہے اور مدرسوں کے لوگوں کو زبردستی ڈگریاں دلوائی گئیں اس سے اس قانون کی بدنیتی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ act اس لئے لایا گیا تاکہ مختلف لوگوں کو، اپنی مرضی کے لوگوں کو جو لوٹے ہونے اور patriot بننے کے ماہر ہوں ان کو اسمبلی میں لایا جائے اور یہ ظلم کی انتہا ہے کہ اس دور میں اگر کوئی پوچھتا تھا کہ آپ patriot ہیں کہ نہیں؟ اس کا مطلب تو یہ نکلتا ہے کہ ہم محب وطن ہیں کہ نہیں ہیں لیکن ہم یہ کہتے تھے کہ ہم patriot نہیں ہیں۔ لوگ پوچھتے تھے کہ کیا آپ patriot نہیں ہیں آپ ملک کے خلاف ہیں؟ ابھی جو ہم ٹی وی پر پروگرام دیکھتے ہیں اگر ان کا audit کیا جائے تو ان کے maximum commercials ان پروگراموں کے ہوتے ہیں جہاں پر سیاستدانوں کو آپس میں بٹھا کر لڑایا جاتا ہے۔ عوام ان پروگراموں کو ففٹی ففٹی کا نام دیتے ہیں کہ ففٹی ففٹی لگا ہوا ہے اور ان پروگراموں میں ان کا مقابلہ ہوتا ہے تو میری اپنے سیاستدان بھائیوں سے یہ التماس ہے کہ وہ ان پروگراموں کا بائیکاٹ کریں اور یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم نے کسی پر اس طرح کا attack نہیں کرنا لیکن ایک اور بات اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر ہم پیچھے history میں جائیں تو President Clinton کے دور میں ایک Monica Lewinsky case ہوا تھا اس case میں ایک طرف character failure ہے، دوسری طرف اس پر trial کیا گیا تھا۔ Watergate scandal میں Nixon کو trial کیا گیا تھا وہ اس لئے کہ انہوں نے جھوٹ بولا تھا تو باقی جو سارا مسئلہ وہ ٹھیک ہے [******] اور جب یہ جمہوریت آتی ہے تو اس کے خلاف یہ unholy alliance مارشل لاء کا راستہ ہموار کرنے کے لئے اکٹھے ہو جاتے ہیں لیکن ہم نے آپس میں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم سیاستدان لکھ کر جھوٹ نہ بولیں ڈگری کا مسئلہ ہے یا نہیں ہے۔ لازمی نہیں ہے کہ پی ایچ ڈی ڈاکٹر اچھا legislator ہو، ممکن ہے کہ ایک wise آدمی جو کبھی سکول نہ گیا ہو وہ بہت اچھی performance دِکھا سکے لیکن وہ لوگ جنہوں نے لکھ کر ڈگری کے بارے میں جھوٹ بولا ہے کہ ہم لاء

گریجویٹ ہیں یا گریجویٹ ہیں اس سے ہماری بے عزتی ہو رہی ہے۔ اس ہال میں بیٹھے ہوئے وہ لوگ جنہوں نے لکھ کر جھوٹ بولا ہے انہوں نے نہ جھوٹ بولنے والوں کو بے عزت کروایا ہے ان کو بھی اپنیaccountability کرنی چاہئے اور ہمارا تماشا بنانے میں ان کا بھیroleہے۔ پھر ہم پی سی او کے تحت حلف اٹھانے والوں کوcondemn کرتے ہیں اورconstitution کے اندر مشرف کوamendment کرنے کی اجازت دینے والوں کی بھی ہم مذمت کرتے ہیں اور ان صحافیوں کی بھی ہم مذمت کرتے ہیں جنہوں نے ناپاکیزہalliance کا حصہ بن کر جمہوریت کو روکا اور ہماری لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو شہید اور میاں محمد نواز شریف صاحب کی جلاوطنی کا باعث بنے۔ ہم تمامeven grounds پر بغیر کسی تفریق کے ہر اس پی سی او جج کی جس نے کبھی بھی پی سی او کے تحت حلف اٹھایا ہو اور ہر اسjournalist کی مذمت کرتے ہیں

۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: ذرا جلدی کریں، ٹائم کم ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میرا تو شکوہ یہ ہے کہ ہاؤس میں جو سوالات کا ایجنڈا آتا ہے اس میں ہمارے سوالات ہمیشہ آخر میں آتے ہیں۔ ہمیں آج تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان سوالات کی ترتیب کون دیتا ہے؟

جناب سپیکر: جی،relevantبات کریں۔

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! آج راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب نے جس دُکھ کا اظہار کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے سارے ساتھی اس دُکھ میں برابر کے شریک ہیں۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔جی، شمس حیدر صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی، بس آپ کی مہربانی۔ آپ نے جو کہنا تھا کہہ لیا ہے۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! میرا نام بھی شامل کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ پہلے اپنی سیٹ پر جائیں۔ اس کے بعد میں آپ کی بات سُنوں گا۔ بہت مہربانی۔ جی، شمس حیدر صاحب! carry on please (شور وغل)

آرڈر پلیز!، آرڈر پلیز! ان کی بات سُنیں۔ بڑی مشکل سے آج وہ پوائنٹ آف آرڈر پر آئے ہیں۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ آج یہ 3rd term ہے کہ میں اس اسمبلی کا حصہ بنا ہوں لیکن 1993 سے اب تک میں یہی سوچتا رہا کہ جب میں اس hon'able House کا ممبر بنوں گا تو مجھے hon'able member کہا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میرے آباؤ اجداد میرے دادا صاحب 1924 میں اس اسمبلی کے ممبر رہ چکے ہیں۔ میرے چچا، میرے بہت سارے بزرگ سیاست میں رہ چکے ہیں۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں یہاں کھڑا ہو کر یہ باتیں آپ سے کروں گا۔ یہاں جو بات ہوتی ہے وہ ریکارڈ پر تو ضرور چلی جاتی ہے لیکن اس پر کان دھرنے والا کوئی نہیں ہوتا، نہ تو کبھی سیکرٹری صاحبان یہاں پر موجود ہوتے ہیں نہ یہاں اور کوئی منسٹر صاحبان موجود ہوتے ہیں جو کسی کی بات سُنیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں topic سے ہٹنا نہیں چاہتا۔ 1983 میں جب میں یہاں آیا تو میں باہر سے پڑھ کر آیا میں، گریجویٹ تھا، ان پڑھ اسمبلی کا ممبر بنا۔ اس وقت میرا ذہن یہ تھا کہ میں بڑا پڑھا لکھا ہوں، باہر سے پڑھ کے آیا ہوں تو میرے مقابلے کا عقل مند آدمی یہاں کوئی نہیں ہے، وہ ایک بہت ان پڑھ اسمبلی تھی جہاں دوست دھوتی اور پگڑی پہن کر بیٹھا کرتے تھے۔ ہفتہ نہیں گزرا تھا تو مجھے اپنی عقل کے معیار کا پتا چل گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وہ لوگ جو دھوتی پہنتے تھے، پگڑی پہنتے تھے میں باخدا آپ سے کہتا ہوں کہ وہ پی ایچ ڈی بھی تھے اور اگر اس سے اگر کوئی اور بڑی ڈگری ہوتی تو وہ پھر وہ تھے۔(نعرہ ہائے تحسین)

کیا عقل کا معیار گریجویشن کرنا یا پی ایچ ڈی کرنا ہے ؟ کیا intelligence اس سے ناپی جاتی ہے۔ کیا Aristotle, Socrates, Chinese Confucius نے بی اے کی ڈگریاں لی ہوئی تھیں؟(نعرہ ہائے تحسین)

بلھے شاہ اور وارث شاہ کے ایک ایک شعر کی اگر آپ تشریح کریں تو آپ کو پی ایچ ڈی کی ڈگری مل جاتی ہے کیا وہ بی اے تھے؟ اگر جرنیل بی اے سے زیادہ ہوتے، اگر جرنیل ایم ایسے ہوتے تو آج گریجویشن کی ڈگری کی جگہ ایم اے کی ڈگری ہوتی کیونکہ وہ گریجویشن سے آگے بڑھ ہی نہیں سکے تھے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا!یہ تماشا اب ختم ہونا چاہئے ۔ میں اپنے پریس والے دوستوں سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ خدارا آپ ہماری عزت کریں اور ہم آپ کی عزت کریں۔میرا آج تک پولیس کا چالان بھی نہیں ہوا۔میں اگر خود گاڑی چلا رہا ہوں تو میں کوئی law break نہیں کرتا۔ مجھ پر دو ہفتے پہلے 302 کا مقدمہ ہو گیا۔[*******]

جناب والا میرے پیچھے جہلم کے دوست بیٹھے ہیں ان سے پوچھیں کہ واقعہ کیا ہے۔ پولیس کی اگر بات کریں تو وہ کہتے ہیں "پریس توں بڑا ڈر لگدا اے کل اے نہ ہوئے کہ پریس وچ کوئی گل آ جائے "ہم پھر کہاں جائیں؟ میں پولیس والوں کے پاس جا چکا ہوں، انکوائریاں کروا چکا ہوں، میرے آٹھ بندے اس وقت بھی حوالات میں بے گناہ بند ہیں۔ ساری دنیا جانتی ہے دن دیہاڑے کا واقعہ ہے[*******]

معزز اراکین:[*******]

نواب زادہ سید شمس حیدر: جناب والا!اب کون اس کا جواب دے گا؟ میں آپ کی وساطت سے اپنے ان دوستوں سے گزارش کرتا ہوں جو پریس میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں اور ان

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کی عزتیں بھی اسی طرح ہیں جس طرح ہماری عزتیں ہیں۔ ہم ان کی عزتوں کا خیال کرتے ہیں وہ ہماری عزتوں کا خیال کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جناب نوید انجم صاحب!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب والا! ہمیں بھی موقع دیں۔

جناب سپیکر: آپ کو بھی موقع دیا جائے گا۔

جناب محمد نوید انجم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہمیں ٹائم نہیں دیا جاتا۔

جناب سپیکر: مجھے بات سننے دیں، interruption ٹھیک نہیں ہوتی۔ آپ کو بھی ٹائم دوں گا۔ تشریف رکھیں۔

جناب محمد نوید انجم: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس کے قبضہ قدرت میں موت اور حیات ہے۔ بے حد درود میرے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے وسیلے سے ہمیں قرآن اور ایمان کی دولت میسر آئی۔

میرے نہایت واجب الاحترام جناب سپیکر صاحب! میں بہت زیادہ مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ اس ایوان میں میرے بھائی اور بہن، وزیر قانون صاحب، چیف منسٹر صاحب، سپیکر صاحب تشریف فرما ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ code of conduct کا خیال کیجیے۔

جناب محمد نوید انجم: میرا اس ہاؤس سے یہ سوال ہے کہ کیا میں دہشت گرد ہوں؟

جناب سپیکر: کون؟

جناب محمد نوید انجم: میرا اس ہاؤس سے یہ سوال ہے کہ کیا میں دہشت گرد ہوں؟

جناب سپیکر: نہیں، ہاؤس نے آپ کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات لاؤں کہ مارچ2010 میں جناب وزیر قانون کے اوپر الزام لگا کہ ان کے تعلقات دہشت گردوں سے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز بات سنیں، بڑی seriousبات ہو رہی ہے۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جناب وزیر قانون پر الزام لگا کہ ان کے تعلقات دہشت گردوں کے ساتھ ہیں۔ اسی طرح ایک ماہ کی بھاگ دوڑ کے بعد انہوں نے میری تصویر کو چلایا ہے۔ میں پرانی بات نہیں کر رہا، میں مارچ2010 کی بات کر رہا ہوں۔ اس سے آپ تھوڑا سا اور پیچھے چلے جائیں جنوری اور فروری میں الحمد للہ اس سے پہلے میرے اوپر کوئی ایف آئی آر نہیں تھی۔ ایک سیاسی شخص نے ایک عورت کو استعمال کر کے میرے خلاف اور حاجی اللہ رکھا صاحب ایم پی اے کے خلاف ایک ہی وقت میں دو مقدمات درج کروائے۔۔۔

جناب سپیکر: جن کو آپ گواہ بنا رہے ہیں وہ تشریف نہیں رکھتے۔ کدھر ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! وہ ادھر ہی ہیں۔ جناب وزیر قانون پریس کلب گئے، ہائی کورٹ سے ہمیں clear کروا دیا۔ پندرہ سے بیس دن تک میڈیا پر میرا trial ہوا۔ میری والدہ 5۔اپریل کو جو میرے ماتھے پر پیشانی پر چومتی تھی اور کہتی تھی کہ "پت توں کیہہ کیتا اے، ایہہ بڈھی تیرے پچھے کس گل توں پئی ہوئی اے" اور وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملی۔ اسی دکھ میں وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئی [**********]

(اس مرحلہ پر معزز رکن کے آنسو نکل آئے اور وہ رونے لگے)

MR SPEAKER. Very sad.

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں آپ سے بالکل نہیں کہتا ہوں کہ آپ میڈیا کے اوپر پابندی لگائیں۔[**********] میں پھر بھی کہوں گا کہ اسے آزاد ہی رہنا چاہئے کیونکہ اس نے اس وقت میں ہمارا ساتھ دیا ہے جس وقت مشرف تمام سیاسی پارٹیوں پر قدغن لگائے ہوئے تھا۔ بس میں اتنی بات پر ہی اکتفا کروں گا۔ بہت شکریہ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ملک اختر صاحب! آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ چھ دہائیوں سے میں سمجھتا ہوں۔(قطع کلامیاں)
جناب سپیکر! مجھے آپ کی توجہ چاہئے۔

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ڈاکٹر صاحب کی بات سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! پچھلی چھ دہائیوں سے ہم اسی چکر میں ہیں کہ کون کیا کر رہا ہے اور کون کیا نہیں کر رہا۔ اس وقت جو گفتگو کا سلسلہ چل رہا ہے کہ میڈیا کو ذمہ داری کا احساس کرنا چاہئے۔ شمس حیدر صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ کسی شریف آدمی کی خبر جب بغیر تصدیق کے نشر کر دی جاتی ہے تو اس کا خاندان، اس کا علاقہ، اس کا حلقہ، اس کا شہر اور even جہاں تک اس کی شناسائی ہوتی ہے وہاں پر بدنامی ہوتی ہے۔[*******] بغیر تصدیق کے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی خبر نشر نہیں کرنی چاہئے۔ جناب شمس حیدر صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ ہمارے ہاں ایسے ممبر بھی ہیں جن پر جھوٹی ایف آئی آر درج کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: راجہ ریاض صاحب تھوڑی دیر کے بعد آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): ممبران پر ایسی جھوٹی ایف آئی آر درج کی گئی ہیں اور صرف اس وجہ سے درج کی گئی ہیں کہ میڈیا اگر ان باتوں کو اچھالے گا تو ہمارے افسران کے ساتھ پتا نہیں کیا ہو جائے گا۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا اور ابھی قائد ایوان بھی موجود تھے میں کہتا ہوں کہ جتنے بھی سرکاری افسران ہیں ان کو پابند کیا جائے کہ یا تو وہ سپیکر صاحب سے پہلے permission لیں یا قائد ایوان سے permission لیں۔

جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی بات کی تھی کہ ہمارے ایم پی ایز اور عوام سیکرٹریز کے پیچھے خوار ہوتے رہتے ہیں اور کسی کو پتا نہیں ہوتا کہ فلاں سیکرٹری کس وقت ہمیں ملے گا؟ اگر ٹیلی فون کیا جائے تو بتاتے ہیں کہ میٹنگ میں ہیں؟جناب!میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: میں توجہ کر رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر!میں عرض کر رہا تھا کہ اگر کسی سیکرٹری کے دفتر میں ٹیلی فون کیا جائے تو آگے سے سٹاف کہتا ہے کہ وہ میٹنگ میں ہیں لیکن اگر

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

by chance اسی وقت چلے جائیں تو وہ اندر بیٹھے چائے پی رہے ہوتے ہیں۔ آپ اس معاملے کو seriously لیں۔میں اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے قائد ایوان سے بھی بات کرنا چاہتا تھا اور ان تک یہ بات پہنچانا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جی عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر!اساں وی بیٹھے ہاں تے ساڈے ول وی دیکھو۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر!میں آج آپ کے توسط سے میڈیا سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ہم نے بھی ان کے بارے میں کبھی personal question کیا؟ کیا ہم نے کبھی ان کی personal life کے بارے میں interfere کیا؟[**********] ہمارا ملک ایسے دور سے گزر رہا ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ ہم issues پر بات کریں اور لوگوں کی کردار کشی نہ کریں۔ ہم جو مل جل کر ملک چلانے کی کوشش کر رہے ہیں، ہم نے مخلوط گورنمنٹ قائم کی ہے، ہم نے مل جل کر ملک اور صوبوں کا انتظام سنبھالا ہے۔ ہمیں میڈیا کا تعاون چاہئے اور اس وقت ایسی فضول باتیں نہیں چاہئیں جن سے کوئی problem آئے بلکہ اس وقت حکومت کو مضبوط کریں اور ہمیں encourage کریں۔ [**********] میڈیا والے بھی ہم

لوگوں میں سے ہیں وہ ہم سے الگ نہیں ہیں لیکن اگر ہم ان کے issues کے لئے بات کر سکتے ہیں تو پھر ان کو بھی صرف issues پر بات کرنی چاہئے [*****]

جناب سپیکر! خود مجھے ٹیلی فون آتے ہیں اور ایسے ایسے سوالات کئے جاتے ہیں جو embarrassing ہوتے ہیں۔ مجھے بتایئے کہ کبھی میں نے ایوان میں آکر ان کا ذکر کیا تو کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم مل جل کر تمیز سے اس ملک کو ادھر لے کر جائیں جہاں سے ہم بہت پیچھے چلے گئے ہیں؟ میں نے صرف اتنا ہی کہنا تھا۔شکریہ

محترمہ انجم صفدر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے میڈیا والے بھائیوں سے ایک سوال کرنا چاہتی ہوں کہ ہم مسلمان ہیں اور اسلام میں عورت کا جو مقام ہے اور جو عزت دی گئی ہے وہ کسی اور مذہب میں نہیں دی گئی۔میں اپنے میڈیا کے بھائیوں سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا آپ ہم میں سے نہیں ہیں؟ کیا ہم آپ کی مائیں ، بہنیں اور بیٹیاں نہیں ہیں ؟ کیا ماں ، بہنوں اور بیٹیوں کی عزت نہیں ہوتی ؟

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کیا پڑھے لکھے معاشرے کی تشکیل ایک پڑھی لکھی ماں نہیں کرتی؟ کیا ہم آپ کی عزت نہیں ہیں؟ کیا قرآن پاک اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جن کے لئے پوری کائنات بنائی گئی وہ عورت کا احترام نہیں کرتے تھے؟

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ انجم صفدر: ہم آپ کی مائیں ہیں، بہنیں ہیں، بیٹیاں ہیں آپ جب کوئی کارٹون بناتے ہیں، کسی عورت، ماں بہن یا بیٹی کو اپنے چینل کے لئے استعمال کرتے ہیں، کیا آپ کو کبھی بھی یہ خیال نہیں آتا کہ ہم آپ میں سے ہیں؟ اگر آپ مسلمان ہیں تو آپ اس کا ضرور خیال کریں۔ہم آپ کی عزت کرتے ہیں اور آپ ہماری عزت کیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ!۔۔۔ پھر خان صاحب! آپ کی باری ہے۔میں بیٹھا ساری باتیں سن رہا تھا۔میرے خیال میں آج بہت بات نہیں ہو گئی، ذرا ہاؤس کا تھوڑا سا بزنس بھی چلا لیں؟

آوازیں: سب کو بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، دو تین مقررین کے بعد ہاؤس کا بزنس چلائیں گے۔جی آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر! میں کہوں گی کہ اس topic پر بہت بات ہونے کے باوجود بھی کم ہے۔اس کے لئے تو کم از کم دو دن رکھنے چاہئیں تا کہ ہم اس کی وجوہات تلاش کر سکیں۔میں چاہوں گی کہ رانا ثناء اللہ صاحب بھی توجہ فرمائیں۔اس وقت زیادہ تر ہاؤس تو خالی ہو گیا ہے لیکن میں چاہوں گی کہ میں جو بات کرنا چاہ رہی ہوں اس پر ذرا غور کیجئے گا۔آج ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان میں صرف ایک مسئلہ رہ گیا ہے جس کے لئے اوپر سے لے کر نیچے تک تمام کی تمام مشینری تیزی سے کام کرتی ہوئی نظر آ رہی ہے اور وہ کام کیا ہے؟ سب سے important سب سے تیزی کے ساتھ ہونے والا، سب سے speedy work اور وہ ہے جعلی ڈگریوں کو نکالنا اور ممبران کی تضحیک کرنا اور انہیں disqualify کرنا۔

جناب والا! ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کام کو کرنے کے بعد شاید پاکستان کی تقدیر بدلنے والی ہے، شاید یہاں سے دودھ اور شہد کی نہریں نکل آئیں گی اور اس کے بعد یہاں پر سونے، چاندی، ہیرے اور جواہرات کی کانیں اگلنے لگیں گی۔میری سمجھ سے باہر ہے کہ صرف اس issue پر اتنی تیزی دکھائی جا رہی ہے لیکن جو اصل issues ہیں جن کے لئے سارے کے سارے ممبران منتخب ہو کر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، آپ یہاں بیٹھے ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہیں، اپوزیشن لیڈر بیٹھے ہیں اس issue کے لئے تو کبھی کسی نے کام کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔جعلی ڈگری کی بات ہے تو جعلی رجسٹری کی بات کیوں نہیں آتی ؟ آپ جا کر دیکھیں کہ ہر چوتھے گھر میں، ہر دوسری بیوہ کی پراپرٹی پر قبضہ ہے، ہر دوسرے یتیم کی جعلی رجسٹری ہے اور جعلی رجسٹریوں کے انبار لگے ہوئے ہیں، غیر قانونی قبضوں کے پہاڑ لگے ہوئے ہیں، بے راہ روی ہے، ایک ایک بچہ کھانے کو ترس رہا ہے یتیم بچے سکول اور کتابوں سے محروم ہیں اور ان کے چھوٹے چھوٹے ایک ایک مرلے کی جگہ پر جعلی رجسٹریاں ہوئی ہوئی ہیں۔ان جعلی رجسٹریوں کو کیوں نہیں پکڑا جا رہا؟ ان کے لئے speedy work کیوں نہیں ہو رہا؟ ان کے لئے تیزی سے کام کیوں نہیں ہو رہا؟ اب صرف ایک issue جس سے ہماری گورنمنٹ غیر مستحکم ہو سکے، جس سے جمہوریت derail ہو سکے اس پر کام ہو رہا ہے۔آج میڈیا بھی سن لے یہ ایوان بھی سن لے در و دیوار بھی سن لیں کہ یہ صرف حکومت ختم کرنے اور جمہوریت کو derail کرنے کے ایجنڈے پر کام ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سب کو ٹائم دوں گا لیکن معزز ممبران سے اتنی گزارش ہے کہ آپ جو point رجسٹرڈ کروانا چاہتے تھے وہ ہو گیا ہے۔آپ کو بات کرنے کا حق ہے لیکن repetition نہ ہو۔اب اس میں بہت زیادہ repetition شروع ہو گئی ہے لہذا اگر آپ کوئی addition کرنا چاہتے ہیں تو وہ ضرور کر لیں۔ اب خان صاحب بات کریں گے ان کے بعد آمنہ بٹر صاحبہ پھر شیخ صاحب بات کریں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔جناب سپیکر!آج معزز ممبران نے ایوان کے اندر میڈیا کے حوالے سے بہت سنجیدہ reservation کا اظہار کیا ہے۔ ریاست کی گاڑی کو آگے بڑھانے کے لئے تین ستون کام کر رہے تھے جس میں پارلیمنٹ، عدلیہ اور انتظامیہ تھی لیکن آمریت کے پچھلے دور کے اندر جب چیف جسٹس کو معذول کیا گیا تو عوامی آواز پر میڈیا نے جس طرح لبیک کہا، جس طرح چیف جسٹس کے قافلوں کو براہ راست coverage دی، جس طرح جمہوری قوتوں کو پذیرائی دی تو سول سوسائٹی کے اندر ایک امید پیدا ہوئی کہ میڈیا چوتھے ستون کی شکل اختیار کر رہا ہے، میڈیا پاکستان کی قومی ترجیحات کو coverage دے رہا ہے۔یہ وہ کارکردگی ہے جس پر پوری قوم میڈیا کو سلام کرتی ہے لیکن آج کے حالات کو تھوڑا سا discuss کرنا بڑا ضروری ہے۔آمر کے دور میں قانون بنا کہ پارلیمنٹیرینز کو گریجویٹ ہونا چاہئے لہذا پوری پارلیمنٹ اپنے آپ کو پیش کرتی ہے کہ ان کی ڈگریوں کو چیک کیا جائے لیکن یہ accountability صرف اور صرف پارلیمنٹ اور اس کے ممبران کی نہیں ہونی چاہئے بلکہ accountability جرنیلوں، judges اور journalists کی بھی ہونی چاہئے۔اگر قومی سطح پر بھل صفائی کرنی ہے تو سارے ادارے اپنے آپ کو قانون کے آگے سرنگوں کریں۔judiciary اپنا قومی کردار ادا کرے۔ بلا تخصیص تمام اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کی ڈگریاں بھی check کی جائیں۔خدا کی قسم کوئی ممبر یہ نہیں کہتا کہ ہماری ڈگری کو check نہ کیا جائے لیکن کسی بھی خبر کو publish کرنے کا بھی ایک دستور ہوتا ہے۔اگر کسی عدالت کے اندر کسی شخص کی ڈگری جعلی ثابت ہو جائے اور اس کا نام کسی media کے اندر آئے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن بغیر کسی دلیل یا ثبوت کے صرف information کی بنیاد پر کسی کی تذلیل کرنے کو condemn کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر!پوری دنیا کے اندر media ریاست کے interest کی line کو toe کرتا ہے۔کیا media کو اس بات کا اندازہ نہیں ہے کہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ دہشت گردی ہے؟کیا

media کو اس بات کا احساس نہیں ہے کہ international investment پاکستان میں رُک چکی ہے؟media والے ہر خبر کی فوری طور پر breaking news چلا دیتے ہیں۔میں نوجوان آدمی ہوں،خدا کی قسم جب کسی ایک channel پر breaking news کے ساتھ powerful back ground کے اندر میوزک چلتا ہے تو میرا دل دہلنا شروع کر دیتا ہے کہ پتا نہیں خدانخواستہ قیامت آگئی ہے۔آپ پوری دنیا کے میڈیا کو دیکھ لیں۔آپ CNN کو دیکھ لیں،آپ کسی بھی international مقبولیت کے حامل channel کو دیکھ لیں،کسی کے اندر breaking news کے پیچھے، back ground میں اتنا دہشت ناک،ہولناک میوزک یا sound نہیں ہوتا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ریاست کے سارے ادارے قومی ترجیحات کو اپنی ترجیح بنا لیں۔یہاں پر سیاست دانوں کی accountability کے اوپر ایک قومی movement چلی ہوئی ہے اس کے اندر باقی اداروں کو بھی شامل کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ آج کی یہ debate جمہوری debate ہے۔اگر آج سے قبل ہم نے اس جانب توجہ دی ہوتی تو ہمیں آج یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ہم سب نے "ہم سب امید سے ہیں" جیسا پروگرام دیکھا۔اس کے اندر سیاست دانوں کی کردار کشی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔media اپنی قومی ذمہ داری کو کب نبھائے گا؟کیا media ان جرنیلوں کا اصلی چہرہ قوم کو دکھائے گا کہ جنہوں نے اس ملک کے آئین کو پھاڑ کر پاؤں کی نوک کے اوپر رکھا؟کیا میڈیا "ہم سب امید سے ہیں" کے اندر ان کا اصل چہرہ قوم کو دکھائے گا؟کیا kangaroo courts کے حوالے سے کبھی "ہم سب امید سے ہیں" میں بات ہوئی ہے؟چونکہ میڈیا یہ سمجھتا ہے کہ سیاست دان اپنے نظریاتی اختلافات کی بنیاد پر ان سے یہ مطالبہ یا سوال نہیں کریں گے کہ جناب یہ یکطرفہ احتساب کیسا ہے؟یہ اس قسم کے comedy show کیسے ہیں؟ہمیں چیزوں کو سنجیدگی سے لینا چاہئے۔آج کی یہ بحث جو یہاں پر ہو رہی ہے میڈیا کو اسے کھلے دل سے لینا چاہئے۔سیاست دانوں کی جو reservations سامنے آئی ہیں ان پر kindly سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے کہ کہاں پر حدود سے باہر جایا جا رہا ہے،کہاں پر limitation cross ہو رہی ہے؟آج اگر اداروں نے اپنی حدود کا خیال نہ رکھا تو پھر جیت کسی کی نہیں ہو گی لیکن پاکستان کی ہار ضرور ہو جائے گی۔Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ آمنہ بٹر صاحبہ!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج کچھ باتیں repeat ہو رہی ہیں مگر یہ ہمارے دل کی آواز ہے اور یہ باتیں کرنا بے حد ضروری ہیں۔ اس کے لئے ایک شعر عرض کرتی ہوں کہ:۔

جدھر بھی گئے کوئی حصار نکلے گا
پس مدار زمیں بھی مدار نکلے گا
جب ٹوٹے پھوٹے لوگ مل کر بیٹھیں گے
گلی گلی سے دلوں کا غبار نکلے گا

یہ ہمارے دل کا غبار ہے جو کہ آج نکل رہا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اسے ہمیں نکال لینے دیں۔ میں یہاں پر ایک بات کہنا چاہوں گی کہ ہم سب، خواہ وہ media ہو، سیاست دان ہوں، عدلیہ ہو یا بیوروکریسی ایک بات بھول جاتے ہیں کہ ہم کون ہیں؟ ہم سب پاکستانی ہیں۔ ہم سب سے پہلے پاکستانی ہیں اس کے بعد کچھ اور ہیں۔ خواہ کوئی ڈاکٹر ہے، وکیل، سیاست دان یا میڈیا کے لوگ ہیں ہم سب کا پہلا فرض پاکستان کی بقا کے لئے کام کرنا ہے۔ ہمارے جو بھی نظریات ہوں ان کو ایک طرف رکھ کر ہم نے پاکستان کے لئے کام کرنا ہے۔ آج پاکستان یا پنجاب میں بہت زیادہ اخبارات اور channels ہیں۔ میں نے اس سے پہلے دنیا کے کسی اور خطے میں اتنے زیادہ اخبارات اور channels نہیں دیکھے۔ یہ یہاں پر media کی آزادی کا ایک ثبوت ہے۔ یہاں پر media آزاد ہے۔ یہاں پر عدلیہ بھی آزاد ہے۔ جب آپ کو آزادی ملتی ہے تو پھر آزادی کے ساتھ بہت بڑی responsibility بھی آتی ہے کہ آپ نے اس آزادی کو کس طرح سے استعمال کرنا ہے۔ ہمیں خود احتسابی سے کام لینا ہے۔ خبر دینا میڈیا کا کام ہے، آپ خبر دیجئے، ضرور دیجئے مگر اس کے ساتھ ساتھ خبر کی تصدیق بھی کیجئے۔ آپ پر ایک اور بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، کچھ خبریں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ملک کی سلامتی سے متعلق ہوتی ہیں ان کو شائع یا نشر نہ کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ یہ خبر نشر کرنے والی نہیں تھی کہ جن دہشت گردوں نے احمدیوں کی مسجد پر حملہ کیا ہے وہ فلاں ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ایسی خبر جو کہ ملک یا عوام کی سلامتی سے متعلق ہو وہ نشر نہیں کرنی چاہئے۔ میڈیا کے حضرات نے خود سوچنا ہے کہ بہت ساری خبریں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کو نشر

کرنے سے پاکستان کی بقا کو خطرہ لاحق ہوتا ہے، پاکستانی عوام کی safety کو خطرہ ہوتا ہے وہ کسی بھی صورت نشر نہیں کرنی چاہئیں۔ آزادی کے ساتھ ساتھ آپ پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پاکستان میں عدلیہ بھی آزاد ہے اور عدلیہ کی اس آزادی کو اس طرح استعمال کرنا ہے کہ وہ غیر جانبدار ہو کر کام کریں۔2002 میں بھی جعلی ڈگریوں کے بارے میں petitions file ہوئی تھیں۔ وہ پانچ سال تک لٹکا دی گئیں، ان پر کوئی فیصلہ نہیں دیا گیا۔ مجھے یہ بات بڑی عجیب سی لگتی ہے کہ جب ایک قانون سازی کے ذریعے بی۔اے کی ڈگری کی شرط ختم ہو گئی ہے تو پھر اس معاملے کو ایک مسئلہ بنا کر سامنے لانا کیا معنی رکھتا ہے؟ اس کے علاوہ حکومت کے عہدیداروں کے خلاف وہ پرانے مقدمات جو کہ ختم ہو چکے ہیں، جن کے فیصلے ہو گئے ہیں، جن کے case close ہو گئے ہیں ان کو دوبارہ open کرنا، سامنے لانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ جمہوریت کے استحکام کو خطرہ لاحق ہے تو جو بھی قوتیں، جو بھی ادارے اور جو بھی افراد جمہوریت کے استحکام کو اس وقت خطرے میں ڈال رہے ہیں، جو جمہوریت کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ تمام ادارے پاکستان اور پاکستان کی عوام کے ساتھ وفادار نہیں ہیں۔ ہمیں یہ بات خود سوچنی ہے کہ جمہوریت ہمیں خون کے دریا میں سے گزر کر ملی ہے۔2008 کی اسمبلیاں ہمیں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید اور دوسرے کئی کارکنوں کے خون سے سینچ کر ملی ہیں۔ ہم اس جمہوریت کو کسی قیمت پر بھی ختم نہیں ہونے دیں گے۔ پاکستانی عوام کے representatives ہونے کے ناتے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنی آواز کو بلند کریں اور جمہوریت کو ختم کرنے والی طاقتوں کے آگے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہو جائیں۔ عدلیہ ہو، میڈیا ہو یا کوئی اور ہم سب سے یہ کہیں کہ خدارا انصاف کرو، صحیح انصاف کرو۔ یہ نہیں کہ sensationalism پر چل پڑو۔

جناب سپیکر! gender bias خبر دی جاتی ہے۔ کتنے لوگوں کی جعلی ڈگریوں کی خبریں آئی ہیں لیکن ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی خبر کے حوالے سے کل سارا دن پٹی کیوں چلتی رہی ہے، ایسا کیوں ہے؟ میں پچھلے دس دنوں سے اخبار پڑھ رہی ہوں۔ بہت سارے مرد حضرات کی جعلی ڈگریوں کی خبریں چھپی ہیں۔ ان کے بارے میں تو ٹیلیویژن Channels پر پٹیاں نہیں چلیں۔ یہ gender bias ہے، میڈیا میں یہ gender bias موجود ہے۔ صرف سیاست دانوں کی نہیں بلکہ اور خبریں بھی ایسی ہیں

جو کہ sensationalize کر کے دی جاتی ہیں۔ جیسا کہ لکھا جاتا ہے کہ "آشنا کے ساتھ بھاگ گئی" یعنی خواتین کے بارے میں جو بھی خبریں ہوتی ہیں ان کو sensationalize کیا جاتا ہے۔ ہمیں اس تقدس کو برقرار رکھنا ہے جو کہ اسلام نے انسانیت کے ناتے خواتین کو دیا ہے۔ ہمیں اس بات کا لحاظ رکھنا ہے کہ اگر ہم سیاست میں آئے ہیں، ڈاکٹر بنے ہیں یا میڈیا میں کام کر رہے ہیں تو ہمیں کہیں پر بھی gender bias لے کر نہیں آنا، ہمیں کہیں پر بھی prejudice نہیں ہونا۔ خبر کو اس کی اصل شکل میں gender bias کے بغیر لے کر آئیں۔ اگر ہمیں کہیں پر gender bias نظر آتا ہے تو اس پر ضرور تنقید کرنی چاہئے۔ صرف اس لئے خاموش نہ ہو جائیں کہ یہ میڈیا کے بارے میں تنقید ہے۔ تنقید تو تنقید ہوتی ہے۔ خود احتسابی خود احتسابی ہے اور احتساب، احتساب ہے۔ ہمیں سب کا احتساب کرنا پڑے گا۔ اگر ہمیں پاکستان کو بچانا ہے، پاکستان کو ایک ترقی کے راستے پر لے کر جانا ہے، پاکستان کو ایک ایسے مقام پر کھڑا کرنا ہے کہ جس کا خواب قائد اعظم محمد علی جناح نے دیکھا تھا، ذوالفقار علی بھٹو شہید نے دیکھا تھا، محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے دیکھا تھا اور ہم سب بہت عرصے سے اپنے ملک اور اپنی قوم کے مستقبل کو روشن کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے پاکستان واپس آ کر یہ کیوں سوچا کہ میں سیاست میں حصہ لوں کیونکہ ہم اپنے بچوں کے مستقبل کے لئے پاکستان کو بچانا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے خواہ دنیا کے کسی کونے میں ہوں ان کا سر شرم سے نہ جھکے بلکہ ان کا سر فخر سے بلند ہو کہ ہم ایسے خطے کے رہنے والے ہیں جہاں پر بہادر، honest اور سر کٹانے والے لوگ موجود ہیں جو صرف sensationalism کے پیچھے نہیں جاتے جو اپنی دھرتی سے واقعی محبت کرتے ہیں تو آج میڈیا کے لئے، سیاست دانوں کے لئے، عدلیہ کے لئے، bureaucracy اور پاکستان کی عوام کے لئے اس دھرتی کی آواز ہے، خدارا! لاہور جل رہا ہے، ہمارا پنجاب جل رہا ہے ہم جاگیں اور پہچانیں کہ یہ دہشت گردی کیوں بڑھ رہی ہے؟ یہ ہماری اس قسم کی حرکتوں کی وجہ سے بڑھ رہی ہے ہم سب کو مل کر صرف اور صرف پاکستان کے سارے صوبوں کی بقا، پنجاب کی بقا اور پاکستانی عوام کی بقا کے لئے کام کرنا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! Leader of the Opposition نے ایک بات کہی تھی اور میں یہ حقیقت شاید آج Floor پر نہ لاتا لیکن ان کی اس بات کا جواب دینا میرے اوپر فرض ہے بلکہ قرض ہے۔ انہوں نے ابھی یہ کہا تھا کہ اخلاقیات ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے میں اس پر ہمیشہ عمل کرتا ہوں اور ہر معزز رکن کو اس پر عمل کرنا بھی چاہیں۔ کل جب محترمہ ثمینہ خاور کے بارے میں TV پر پہلی slide چلی تو میں نہیں دیکھ رہا تھا مجھے 5 بجے پہلا فون آیا اور اس وقت اوپر بھی ایک بھائی بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے بھی مجھے فون کیا اور پھر فون کا تانتا بندھ گیا مجھے نہیں سمجھ آتی کہ سب فون مجھے کیوں آئے؟

جناب سپیکر! میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے ان کے بارے میں یہ کہا کہ مجھے اس کا دکھ ہے اگر ایسا ہوا ہے لیکن حالات یہ ہوئے کہ مجھے channels سے فون آنے شروع ہوئے کہ آج ہم آپ کے پاس آرہے ہیں۔ آپ کو بھی معلوم ہے کہ میں channels پر نہیں جاتا اس لئے کہ وہاں مختلف پارٹیوں کے لوگوں کو بلایا جاتا ہے وہاں پر ان کی آپس میں لڑائی ہوتی ہے اور پھر جو کچھ وہاں ہوتا ہے میں اس کو کبھی بھی پسند نہیں کرتا اس لئے میں وہاں پر نہیں جاتا تو انہوں نے کہا کہ جناب! ہم آپ کو فون پر لے لیں گے خدا جانتا ہے کہ میں نے کہا، بھائی! میں عشاء کے بعد نہیں ملتا اور پھر میں نے فون بند کر دیا۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اگر Leader of the Opposition یہ بات نہ کرتے تو میں شاید یہ بات ہی نہ کرتا۔ مجھے یہ کہا گیا کہ ہمیں پتا لگا ہے کہ آپ نے 50 من مٹھائی بانٹ دی۔ آپ یقین کریں کہ میری مسز لاہور میں نہیں تھی اس کا مجھے فون آیا اور اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ یہ کچھ ہو گا تو میں نے اس کو بھی کہا کہ خدا کا خوف کرو، میرا اس سے کوئی ذاتی جھگڑا تو نہیں تھا میرا اس سے صرف difference of opinion ہے۔ میں یہ بات اس لئے کر رہا ہوں کہ آج میں نے اس House میں جو اتفاق دیکھا ہے میں اس کے بارے میں کبھی سوچ نہیں سکتا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہمیں میڈیا کی عزت بہت عزیز ہے ان میں بڑے عظیم لوگ ہیں میں ان میں سے کچھ لوگوں کو ذاتی طور پر جانتا ہوں جن کے بارے میں میرا ذاتی تجربہ ہے خدا جانتا ہے وہ انتہائی عظیم لوگ ہیں کیونکہ انہوں نے کبھی لالچ نہیں کیا لیکن آج اس House نے بتایا ہے کہ ہمیں اب اپنی عزت کا واقعی احساس ہے اور ہمیں اب یہ سوچنا ہے کہ ہم ان معاملات کو پہچانیں ان کی تو "Breaking News" بن جاتی ہیں اس کے بعد ان کی 15 منٹ کی commercial چلتی ہے ہمیں لڑوا کر وہ prime time میں

ایسے ایسے اشتہارات دکھاتے ہیں جن کا ذکر کرنا بھی میں اچھا نہیں سمجھتا تو میں آج یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ اگر کسی کا اس طرح کا کوئی معاملہ ہے تو میڈیا پہلے اسے ذاتی طور پر دیکھ لے اور اس کے بعد وہ اس کے اوپر جو مناسب سمجھے وہ کرے لیکن وہ اس بات کو ضرور پہچانے کہ ہم نے ان کی بڑی عزت کی ہے، ہم نے ان کے لئے بہت fights کی ہیں، ان کی housing scheme کے لئے fight کی ہے اور ہمارے دل میں ان کا مکمل regard ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ جس طریقے سے فون کر کے پوچھتے ہیں اور اس طرح سے attract کرتے ہیں کہ ہماری زبان سے کوئی لفظ نکلے تو ہمیں بھی سوچنا چاہئے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور وہ کہاں کھڑے ہیں؟ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ رائے اسلم کھرل!

ارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (رائے محمد اسلم خاں): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج اس ایوان کی مختلف سیاسی جماعتوں کے ممبران کا اتفاق اور اتحاد دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے اور یہ محسوس ہوا ہے کہ اس طبقہ میں بھی یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ لاکھوں عوام نے جنہیں اپنا نمائندہ منتخب کر کے اس Honorable House میں بھیجا ہے ان کی بھی کوئی عزت اور کوئی استحقاق ہوتا ہے۔ آپ مختلف ٹیلی ویژن پروگرام دیکھ لیں ہر channel پر کوئی نہ کوئی ایسا پروگرام دکھایا جاتا ہے جہاں politicians کو تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ بعض پروگراموں میں ان مقدس ایوانوں کے بارے میں کارٹون دکھائے جاتے ہیں مجھے بتایا جائے کہ آج تک کسی عدالت کے یا کسی جرنیل کے بارے میں کسی پروگرام میں کوئی کارٹون دکھایا گیا ہے لیکن سب سے مقدس ایوانوں کی باقاعدہ تصاویر لے کر ان کو تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس میں لگتا تو کچھ ایسا ہے کہ جرنیلوں، ججز اور میڈیا کا اتحاد کسی خاص ایجنڈا کے تحت ہے آج پھر اس ایجنڈا پر کام ہو رہا ہے آج پھر وہ سازش ہو رہی ہے کہ اس ملک میں جمہوریت derail ہو، اس ملک میں جمہوریت نہ چل سکے۔ میرے بھائی اعجاز احمد خاں نے کہا ہے کہ کسی کو شکست نہیں ہو گی لیکن خدا نہ کرے کہ اتنی قربانیوں، اتنی شہادتوں اور اتنی جدوجہد کے بعد اس ملک میں جمہوریت بحال ہوئی ہے تو اب جمہوریت derail ہو گی تو پاکستان کی ناکامی ہو گی اس سے پاکستان کی شکست ہو گی اللہ تعالیٰ اس پیارے ملک کو اس لمحے سے بچائے تو اپنے میڈیا کے بھائیوں سے بھی میری درخواست ہے کہ آپ لوگ پنجاب کے شہری اور پنجاب کے ووٹر ہیں آپ لوگوں نے ان نمائندوں کو

منتخب کر کے بھیجا ہے تو جب ان کے بارے میں ایسے پروگرام دکھاتے ہیں تو آپ کو اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہئے کہ آپ کیسے شہری ہیں جنہوں نے انہیں منتخب کر کے بھیجا ہے اور آپ کی قابلیت بھی اس بات میں جھلکتی ہے۔

جناب سپیکر! میرے بھائی شوکت عزیز بھٹی نے بات کی تھی کہ graduation والا قانون 2002 میں پاس ہوا لیکن 5 سال پچھلی حکومت کے اور 2 سال اس حکومت کے، ان 7 سالوں میں ایک ممبر بھی نااہل نہیں ہوا اور اب جب کہ یہ قانون ختم ہو گیا ہے، جب 18ویں ترمیم آ گئی ہے، جب پارلیمنٹیرین 1973 کے متفقہ آئین کی طرف آ گئے ہیں تو اب روز نااہلی کی خبریں اور روز عدالتوں کے فیصلے آ رہے ہیں تو اس کے پیچھے کیا ہے؟ ہمیں اس بارے میں سوچنا چاہئے کہ یہ کس ایجنڈا پر کام ہو رہا ہے اور کون سی قوت ہے جو یہ سب کچھ کروا رہی ہے تو میڈیا والے بھائیوں سے میری گزارش ہے کہ ہم آپ کو salute کرتے ہیں کہ اس ملک کے لئے، اس جمہوریت کے لئے، عدلیہ کی آزادی کے لئے اور میڈیا کی آزادی کے لئے آپ کی قربانیاں ہیں تو خدارا! اپنے ان کارناموں کو دیکھتے ہوئے ذرا اس طرف بھی توجہ دیں کہ اب آپ کس طرف جا رہے ہیں؟ اب آپ کیا کام کرنے جا رہے ہیں؟ اب آپ کن کے اشاروں پر یہ کام کر رہے ہیں؟ میری گزارش ہے کہ عدلیہ، فوج، بیوروکریسی، میڈیا یا پارلیمنیٹرین سب اپنی اپنی حدود میں رہ کر کام کریں تو یہ ملک ترقی کرے گا۔ اس ملک کو چار چاند لگیں گے۔ جب اس دھرتی کا رزق کھانے والے لوگ اور اس دھرتی کے باسی اپنی دھرتی کو ہی نقصان پہنچانے پر تل جائیں اور غیر ملکی آقاؤں کے اشاروں پر ناچنا شروع کر دیں تو پھر "اپنے گھر کو ہی آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے" والی بات ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر! اگر آج آپ public میں جائیں تو ایسا لگتا ہے کہ سیاستدان ایک گالی بن چکا ہے۔ اگر corruption کے قصے میڈیا پر آتے ہیں تو سیاستدانوں کے آتے ہیں۔ اگر ڈگریوں کی بات ہوتی ہے تو صرف سیاستدانوں کی بات ہوتی ہے۔ کیا سیاستدان ہی ایک ایسا طبقہ ہے؟ کیا جرنیل corruption نہیں کرتے؟ جن کا آج تک آڈٹ بھی نہیں تھا۔ کیا بیوروکریسی corruption نہیں کرتی؟ ہمارے ذاتی طور پر تجربے ہیں، آپ چھوٹے چھوٹے دیہات میں چلے جائیں، چھوٹے چھوٹے شہروں میں چلے جائیں تو وہاں میڈیا کے جو نمائندے ہیں ان کا کردار ذرا دیکھ لیجیے۔ آپ غیر ملکی

میڈیا کو دیکھیں آپ کو کبھی کوئی ایسی خبر نہیں ملے گی جس سے اس ملک کی سلامتی کو نقصان ہو، جس سے اس ملک کے وقار کو نقصان ہو لیکن ہمارے میڈیا کا کیا کردار ہے؟ ہم خوش ہیں کیونکہ ہم نے خود میڈیا اور عدلیہ کی بحالی کے لئے جدوجہد کی ہے۔ ہم نے خود پارلیمنٹ کے وقار کے لئے جدوجہد کی ہے لیکن آزادی ایک حد تک ہونی چاہئے۔ یہاں میرے بہت سے بھائیوں نے بہت سی تجاویز دی ہیں لیکن میری گزارش ہے کہ ایک پارلیمنٹیرین صرف اس لئے نااہل ہو جاتا ہے، آج قانون بھی موجود نہیں، آج بی۔اے کی شرط بھی موجود نہیں لیکن وہ صرف اس لئے نااہل ہو جاتا ہے کہ اس نے بوقت الیکشن غلط بیانی کی لیکن آج اخبار میں جو بیان غلط چھپا ہو جو میڈیا پر غلط خبر لگی ہو تو اس کی سزا کیا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آج جس اتحاد اور یکجہتی کا مظاہرہ اس ایوان کے ممبران نے کیا ہے اگر اسی سوچ کے ساتھ ہم نہ خوش ہوا کریں، نہ مذاق اڑایا کریں کیونکہ جب کسی دوسرے کی جھگی کو آگ لگی ہو تو ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ کل میرے محل کو بھی آگ لگ سکتی ہے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ یہ قانون ساز ادارہ ہے اور آپ قانون ساز ادارے کے ممبران ہیں آپ ایسا قانون بنائیں کہ غلط خبر شائع کرنے پر بھی سزا ہو۔ میں آخر میں اسی دعا کے ساتھ، اسی امید کے ساتھ، اسی درخواست کے ساتھ، اسی التجا کے ساتھ کہتا ہوں کہ 1973 کا آئین تمام طبقات کا متفقہ آئین تھا اس کے مطابق طے شدہ اختیارات کے مطابق اگر تمام ادارے چلیں گے۔ اگر ادارے اپنی حدود سے آگے بڑھیں گے، اپنی حدود سے تجاوز کریں گے تو نقصان ہو گا۔ اس وقت ملک کو بہت سے issues اور challenges درپیش ہیں جن میں سے سب سے بڑا challenge دہشتگردی ہے لیکن مجھے دکھ ہوتا ہے کہ جب کراچی کے جلوس میں بم دھماکہ ہوا تھا تمام سیاسی جماعتوں کے قائدین، تمام مذہبی جماعتوں کے قائدین عوام کو سمجھا رہے تھے، عوام کے جذبات کو ٹھنڈا کر رہے تھے [**********] کیا یہ محب الوطنی ہے؟ خدارا اس ملک سے پیار کیجیے۔ اس ملک کی خاطر، اس ایوان کے تقدس کی خاطر ان پارلیمنٹ کے ایوانوں کو جس میں عوام آپ لوگوں کو منتخب کر کے بھیجتے ہیں ان کے تقدس کی خاطر اور اس ملک کی سالمیت کی خاطر خدارا تمام ادارے اپنی اپنی حدود میں رہیں اور اس سے تجاوز نہ کریں تو ایسا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب مجلس قائمہ برائے انڈسٹری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔جی، شیخ صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل اتھارٹی مصدرہ کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔

میں The Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill 2010(Bil No.7 of 2010) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

پوائنٹ آف آرڈر

ٹی وی چینل پر معزز رکن اسمبلی کی بغیر تصدیق جعلی ڈگری سے متعلق خبر کو نشر کرنا

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رائے شاہجہان صاحب!

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج کا دن میرے لئے بڑا خوش آئند ہے کہ آج ہم نے وہ جذبہ دیکھا ہے اور وہ بات دیکھی ہے کہ جس کے لئے ہم بڑی دیر سے منتظر تھے۔ جب انسان نے

جمہوریت کا راستہ اختیار کیا تو آپ پارلیمنٹ کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو اس کو مذہبی انتہا پسندی کا سامنا کرنا پڑا، اس کو phonetic سے واسطہ پڑا، پھر ان کو آمریت سے واسطہ پڑا، پھر ججوں اور جرنیلوں سے واسطہ پڑا یہ آج کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اگر آپ برطانیہ کی پارلیمنٹ کا مشاہدہ کریں تو ناپسندیدہ ارکان کے اخراج کے لئے ABDO قوانین تھے جو پاکستان میں بھی لائے گئے، عدالتوں میں گھسیٹا گیا۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اور آج کے اراکین کے نام فیض صاحب کے چند اشعار سنا کر آپ سے اجازت چاہوں گا۔ یہ وہ جنگ ہے جو انھوں نے اپنے الفاظ میں بیان کی ہے جو ذرا غور طلب ہے۔

حرّیتِ آدم کی رہِ سخت کے رہگیر
خاطر میں نہیں لاتے خیالِ دمِ تعزیر
کچھ ننگ نہیں رنجِ اسیری کہ پُرانا
مردانِ صفا کیش سے ہے رشتۂ زنجیر
کب دبدبۂ جبر سے دبتے ہیں کہ جن کے
ایمان و یقیں دل میں کیے رہتے ہیں تنویر
معلوم ہے ان کو کہ رہا ہوگی کسی دن
ظالم کے گراں ہاتھ سے مظلوم کی تقدیر
آخر کو سرافراز ہُوا کرتے ہیں احرار
آخر کو گرا کرتی ہے ہر جَور کی تعمیر
ہر دَور میں سر ہوتے ہیں قصرِ جم و دارا
ہر عہد میں دیوارِ ستم ہوتی ہے تسخیر
ہر دَور میں ملعون شقاوت ہے شمر کی
ہر عہد میں مسعود ہے قربانیٔ شبّیر

شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب عبدالوحید چودھری صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! مہربانی، شکریہ۔ آج جس موضوع پر جو گفتگو ہو رہی ہے میں سب سے پہلے ان میڈیا حضرات کو جنھوں نے بائیکاٹ نہیں کیا اور یہاں بیٹھے ہیں ان کو سلام پیش کرتا ہوں کہ ہم بھی بڑے صبر و تحمل سے ان کی باتیں سنتے ہیں۔ اگر آج ہم نے باتیں کرنی شروع کی ہیں تو ان کا بھی یہ اخلاقی جواز بنتا تھا کہ بائیکاٹ نہ کرتے اور یہاں بیٹھے رہتے۔

جناب سپیکر! میڈیا کا کردار بھی بڑا اہم ہے، اس کا کردار ہر جگہ discuss ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ یہ بھی ایک اہم ستون ہے لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ جیسے قوانین ہیں جو اسلام کی دفعات اور تعزیرات چاہے وہ میڈیا کے لوگ ہیں، چاہے سیاستدان ہیں، چاہے وہ عام شہری ہیں سب پر لاگو ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ باتیں on the record لانا چاہوں گا کہ پچھلے رمضان میں انھوں نے میرا تین مہینے مسلسل media trial کیا۔ میں نے اس ہاؤس میں مطالبہ پیش کیا تھا کہ جیسے لاہور کے صحافیوں کو یہاں مراعات دی گئی ہیں ویسے ہی ملتان کے صحافیوں کو بھی مراعات دی جائیں۔ اس کے ایک ہفتے کے بعد میرا اتنا سا قصور تھا کہ ایک کرپٹ ترین ڈی جی ایم ڈی اے کو میں نے میاں صاحب سے گزارش کر کے معطل کرایا جس نے ہزاروں لوگوں کی زمینوں پر ظلم و ستم کرتے ہوئے ناجائز acquire کیا۔ اس کے بدلے میں میڈیا کو مجھے شاباش دینی چاہئے تھی۔ میں نظامی صاحب، جنگ کے ایڈیٹر، ایکسپریس نیوز کے مالکان سے request کروں گا کہ آج آپ پچھلے رمضان یا اس سے ایک ہفتہ پہلے کی اخبارات نکالیں اور دیکھیں کہ ملتان کی سڑکوں پر میرے پتلے سرعام جلائے گئے، مجھے قبضہ گروپ بنایا گیا اور الزام لگایا کہ اس نے صحافی کالونی کے غریبوں کے پلاٹوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ میں نے سات آٹھ دفعہ پریس کلب میں جانے کی کوشش کی لیکن مجھے پریس کلب کے صدر کی طرف سے یہ کہا گیا کہ آپ کا داخلہ بند ہے اور آپ پریس کلب میں نہیں آسکتے۔ جب بھی میں کسی سرکاری تقریب میں chief guest ہوتا تھا تو یہ اپنے mike وہاں سے اٹھالیا کرتے تھے۔ مجھے اس بات کی آج تک سمجھ نہیں آئی کہ میڈیا اتنا fast ہے اور میرا گھر بھی وہاں موجود ہے۔ میرے گھر اور صحافی کالونی کا اڑھائی کلو میٹر کا فاصلہ ہے پھر بھی میرے خلاف انہوں نے media trial کیا۔ میں آج ان میڈیا کے لوگوں سے پوچھتا ہوں جنہوں نے front page پر مجھے قبضہ گروپ بنایا اور پریس کلب میں میرے خلاف 15 دن احتجاجی کیمپ لگا رہا۔ کیا کوئی ایم

پی اے پاکستانی شہری نہیں ہوتا اور کیا اس کے کوئی حقوق نہیں ہوتے؟ ایک عام پاکستانی شہری کا جتنا حق ہے تو ایم پی اے کو کم از کم اتنا حق تو ملنا چاہئے۔ میں آج میڈیا سے پوچھتا ہوں کہ ان کو کس نے کہا تھا کہ وہ میرے خلاف احتجاجی تحریک ختم کر دیں؟ میں نے نہ تو کوئی قبضہ کیا اور نہ کوئی قبضہ چھوڑا۔ میرے خلاف سات انکوائریاں ہوئیں اور میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے کہا کہ آپ کی حکومت میں کوئی ایم پی اے جرات نہیں کر سکتا اور الحمد اللہ میاں صاحب کا یہ vision ہے کہ کوئی ایم پی اے یہ جرات نہیں کر سکتا کہ وہ کوئی ناجائز قبضہ کرے۔ میں نے میاں صاحب سے کہا کہ آپ ایک عام شہری کی طرح اس کی انکوائری کرائیں تو سات انکوائریاں ہوئیں جو ساری میرے حق میں ہوئیں۔ پھر صحافی حضرات عدالت میں بھی گئے لیکن عدالت کا فیصلہ بھی میرے حق میں ہوا۔ میں نے پریس کلب کے صدر سے بھی کہا اور تمام اخبارات کے ایڈیٹروں سے بھی کہا کہ یہ زمین پڑی ہے، میں ان کے ساتھ گیا تو سیکرٹری اسٹیبلشمنٹ اور ڈی جی ایم ڈی اے بھی ساتھ تھے تو میں نے کہا کہ اگر میں نے ایک انچ زمین پر بھی قبضہ کیا ہے تو میں MPA ship سے استعفیٰ دینے کے لئے تیار ہوں۔ ہمارے یہ قائد کا حکم ہے کہ ہم کبھی غلط اور ناجائز کام نہیں کرتے۔ کیا میں پاکستانی شہری نہیں ہوں اور کیا یہ میرا حق نہیں ہے کہ میری عزت ہو لیکن میری عزت کو اچھالا گیا۔ میں آج on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ کافی ذرائع کے ذریعے کوشش کی گئی کہ یہ ہمارے ساتھ کچھ تعاون کریں۔ میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ میں نے 27ویں کی رات دو رکعت نفل پڑھتے ہوئے اپنے خدا سے دعا کی تھی کہ اے خدا! تو جانتا ہے اگر میں سچا ہوں تو میری مدد کر لیکن اگر میں جھوٹا ہوں تو سزا دے کیونکہ تجھ سے بڑا غیب جاننے والا کوئی نہیں ہے۔ میرا vision چھ مہینے تک کسی اخبار میں نہیں چھپا۔ اگر میری کوئی تصویر جاتی تھی تو کاٹ دی جاتی تھی، اگر میری کوئی خبر جاتی تھی تو وہ چھپنے نہیں دیتے تھے۔ میں آپ سے اور میاں شہباز شریف صاحب سے بھی گزارش کرتا ہوں، نظامی صاحب، تمام ایڈیٹروں اور تمام اخبارات کے مالکان سے آج میں on the floor of the House یہ request کروں گا کہ [**********] کیا ہم اس پاکستان کے شہری نہیں ہیں اور کیا ہمارا عزت سے جینے کا کوئی حق نہیں بنتا؟ میرا یہ مطالبہ ہے کہ میڈیا کے مالکان ایک ٹیم بنائیں۔ میری چھ مربع زمین تھی لیکن مجھے کم از کم 60/70 کروڑ روپے کا نقصان پہنچایا گیا اور اس وقت کوئی نہیں بولا۔ میری running فیکٹری جو چار ایکڑ پر تھی اس کو بھی acquire کر لیا

گیا، میرے گھر کو acquire کر لیا گیا اور تمام زمین کو بھی acquire کر لیا گیا۔ میں نے تو یہی مطالبہ کیا تھا کہ اس کی انکوائری کی جائے۔[**********] میں آپ کی وساطت سے چیف جسٹس صاحب سے ہاتھ باندھ کر گزارش کرنا چاہوں گا کہ عوام اور ہم سیاستدانوں نے چیف جسٹس صاحب کو بحال کرایا تھا اس لئے کرایا تھا کہ اس عوام کو انصاف ملے گا اور ظلم کی چکی میں پسے ہوئے عوام کو انصاف ملے گا لیکن آج اگر سیاستدانوں کی بات آجائے تو یہ تمام اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا پچاس پچاس سالوں کے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں پڑے ہوئے کیس کسی کو نظر نہیں آتے، کیا یہ چیف جسٹس صاحب کو نظر نہیں آتا کہ لاکھوں روپے فیس کوئی آدمی ادا نہیں کر سکتا۔ اس چیز پر چیف جسٹس کو کوئی اہتمام کرنا چاہئے تھا کہ غریب لوگ بھی سپریم کورٹ تک پہنچ سکیں لیکن غریب لوگ جتنے روپوں کا جھگڑا ہوتا ہے اس سے زیادہ زمین بیچ کر وکیلوں کی فیسیں ادا کرتے ہیں۔ عوام کے ساتھ ظلم اور ناانصافی ہو رہی ہے، لوگ بھوک اور پیاس سے مر رہے ہیں، مہنگائی کی چکی میں پس رہے ہیں، خودکشیاں کر رہے ہیں اور تمام لوگوں کے ساتھ جو ناانصافیاں ہو رہی ہیں تو

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

آج وقت ہے کہ اگر آج چیف جسٹس صاحب نے اس کا notice نہ لیا تو خدا کی قسم! عوام پھر کبھی عدلیہ کی بحالی کی تحریک کا حصہ نہیں بنیں گے اور کوئی نہیں نکلے گا۔ میں چیف جسٹس صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اُس وقت notice لیتے جب بی اے کی پابندی ختم کی گئی تھی اور کہتے کہ یہ پابندی کیوں ختم کی گئی ہے؟ کیا وہ بی اے ختم کر کے پی ایچ ڈی کو لانا چاہتے ہیں یا ڈاکٹریٹ کو لانا چاہتے ہیں؟ اگر نہیں لانا تھا تو پھر کیوں عوام کا پیسا ضائع کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر! میڈیا اور عدالتوں میں اچھے لوگ بھی ہیں جن کا ہم احترام بھی کرتے ہیں۔ خدارا! میں اپنے میڈیا والے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ اگر ہم برے ہیں، ہم میں کوئی خامی ہے تو ست بسم اللہ ہم آپ کی تنقید سہنے کے لئے تیار ہیں لیکن کوئی خبر لگانے سے پہلے کم از کم ہم سے تو پوچھ لیا کریں۔

آج اتنا advance media ہونے کے باوجود ان کو اڑھائی کلو میٹر کا فاصلہ بھی نظر نہیں آتا۔ میں اپنے ان صحافی بھائیوں کو سلام پیش کروں گا جنہوں نے ہمیشہ حق کی بات کی ہے اور آج یہ بات بھی on the floor of the House کہوں گا کہ پنجاب یا پاکستان میں کوئی ایسی کمیٹی نہیں ہے جو پریس کلب کے ممبران کی لسٹیں چیک کر لے۔[**********] میں اپنے تمام اخبارات کے مالکان سے بھی گزارش کروں گا کہ بہو اور بیٹیاں ہر گھر میں ہیں۔ سیاستدان کی بیٹی کو اپنی بیٹی سمجھیں، سیاستدان کے بھائی کو اپنا بھائی سمجھیں، سیاستدان کی ماں کو اپنی ماں سمجھیں۔ اگر آپ اس کی عزت اچھالنا چاہتے ہیں تو کل خدانخواستہ "تلک الایام نداولھا" یہ اللہ کا قانون ہے کہ دن بدلتے رہتے ہیں۔ اگر ہماری بیٹی، بہو اور بہن کی عزت کو آپ اچھالیں گے تو ایک دن ایسا ہو گا کہ آپ بھی اس دنیا میں اس جرم کا حساب دے کر جائیں گے۔ بہترین اور ملک و قوم کی خدمت کرنے والے صحافیوں کو ہم سلیوٹ اور سلام پیش کرتے ہیں۔ میرا آخر میں یہی مطالبہ ہے اور میں یہ کہوں گا کہ:

زندگی جبر مسلسل کی طرح کاٹی ہے میں نے
جانے کس جرم کی سزا پائی ہے سزا یاد نہیں

جناب سپیکر! میں پھر مطالبہ کروں گا کہ میڈیا والے میرے case کو re open کریں۔ اگر میں جھوٹا تھا تو میں استعفیٰ دوں گا اور اگر میں سچا تھا تو پریس کلب کے تمام ذمہ داران ، اخبار کے

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ایڈیٹروں، اخبار کے نام نہاد صحافیوں کو معطل کیا جائے اور انہیں بھی ایسے جھوٹ لکھنے کی سزا دی جائے۔ چیف جسٹس صاحب! جو اخبار میں جھوٹ لکھتا ہے وہ بھی جھوٹا ہے اور جو جعلی ڈگری دیتا ہے وہ بھی جھوٹا ہے پھر انہیں بھی سزا ہونی چاہئے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: ظفر ساہی صاحب!

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: شکریہ جناب سپیکر! چونکہ آج میڈیا کی ذمہ داری اور اس کے کردار کی بات ہو رہی ہے لہذا میں اس موضوع پر کچھ گزارشات پیش کرنا چاہوں گا۔ شوکت عزیز بھٹی صاحب کے اعتراض کی وجہ سے بات شروع ہوئی تھی کہ ان کے متعلق جعلی ڈگری کی غلط خبر کیوں شائع کی گئی۔ میں جعلی ڈگری کے issue میں نہیں پڑنا چاہتا کیونکہ آپ بھی قانون دان ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بی اے کی ڈگری کی شرط ختم کی تھی تو اس وقت retrospective effect نہیں دیا گیا تھا لہذا جو پرانی جعلسازی چل رہی ہے اس پر بھی فیصلے ہو سکتے ہیں تو میں اسے کسی سازش کے زمرے میں نہیں لانا چاہتا۔

جناب سپیکر! جہاں تک میڈیا کے کردار کی بات ہے تو واقعی یہ بہت ضروری امر ہے اور بہت عرصہ پہلے اس پر دھیان دینا چاہئے تھا۔ میں یہاں پر کچھ مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے آپ نے بھی، اس ایوان کے معزز ممبران نے بھی دیکھی ہوں گی اور عوام بھی دیکھتی ہے کہ کئی دفعہ ٹی وی کے نیوز چینلز پر ایسی خبر چلا دی جاتی ہے کہ فلاں علاقے میں زور دار دھماکہ۔ عوام خوف و ہراس کا شکار اور بیس منٹ کے بعد یہ تردید چلائی جاتی ہے کہ گیس سلنڈر پھٹنے سے دھماکہ ہو گیا یا کسی اور وجہ سے دھماکہ ہوا اور یہ دہشت گردی کا واقعہ نہیں تھا۔ دہشت گردوں کا دہشت گردی کی واردات کرنا یا دھماکہ کرنے کا مقصد لوگوں کو مارنے سے کم ان میں خوف و ہراس پھیلانا زیادہ ہوتا ہے اور اگر ایک شہر میں مہینے میں تین دھماکے ہو رہے ہیں اور باقی چار کسی سلنڈر یا آتش زدگی کے سامان پھٹنے کی وجہ سے ہوتے ہیں مگر جب میڈیا یہ خبر چلا دیتا ہے کہ زور دار دھماکہ ہو گیا اور علاقے میں خوف و ہراس پھیل گیا تو اس سے ایک دہشت پھیل جاتی ہے۔ واقعہ ہوا ہو یا نہ لیکن دہشت پھیلانے میں وہ کردار ادا کر دیا جاتا ہے۔ یہاں پر میڈیا کی irresponsibility بے شک نہ جانتے ہوئے terrorist کا achieve goal کرتی ہے۔ اس کے علاوہ میڈیا کی ذمہ داری کے حوالے سے میں ایک واقعہ بتانا چاہوں گا جس سے ہم سب واقف ہیں کہ ہنزہ جھیل میں جب پانی بڑھنا شروع ہوا تو ایک بہت بڑی calamity اور بہت بڑا حادثہ ہونے کو تھا لیکن اس اثنا میں میڈیا کی توجہ اس واقعہ تک بہت دیر سے پہنچی کیونکہ اس دوران میڈیا کے تمام چینلز اور اخبارات کی توجہ شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کی شادی پر مرکوز تھی۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ذمہ داری حکومت کی تھی لیکن اگر اس وقت ہنزہ جھیل میں بڑھنے والے پانی پر بروقت میڈیا بھی اپنا کردار ادا

کرتے ہوئے عوام اور حکومت کا دھیان شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کی شادی کی بجائے اس طرف لے جاتا تو وہ مسئلہ بڑی جلدی حکومت کی توجہ سے حل ہو سکتا تھا۔

جناب سپیکر! criticism تو ہوتا رہتا ہے لیکن میں میڈیا پر ناحق criticism نہیں کرنا چاہتا۔ میڈیا بے شک بڑی ذمہ داری سے اپنا کردار بھی ادا کرتا ہے جیسے اپوزیشن لیڈر نے بات کی کہ ہر ادارے میں اچھے اور برے لوگ ہیں لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ جس طرح ہمارے لئے یہ قانون ہے کہ بی اے کی ڈگری جعلی ہے اور آپ کے اوپر disqualify کی کوئی بھی شق لگتی ہے تو آپ disqualified ہیں۔ یہ قانون پنجاب اسمبلی، قومی اسمبلی و دیگر صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کے لئے ہے تو میڈیا کو regulate کرنے کے لئے کوئی موثر قانون کیوں نہیں عمل میں لایا جاتا؟ پنجاب اسمبلی پاکستان کا سب سے بڑا صوبائی ایوان ہے تو ہم لوگ یہاں سے ایک قرارداد پاس کر کے قومی اسمبلی کو بھیجیں اور مجھے یقین ہے کہ قومی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت بھی یہی تحفظات رکھتی ہے جس کا اظہار آج یہاں پنجاب اسمبلی میں ہوا ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے وزیر قانون یہاں موجود نہیں ہیں اور وہ خود میڈیا کی اس campaign کا شکار رہے ہیں۔ میڈیا خبر چلائے لیکن خبر کی تصدیق پہلے کر لے اور زرد صحافت کے خلاف بھی کوئی قانون ہونا چاہئے۔ قومی اسمبلی کو یہ قرارداد منظور کر کے بھیجی جائے کہ وہ میڈیا کے اوپر سخت قوانین کو لاگو کرے اور کوئی ایسا قانون پاس کیا جائے کہ جس کے تحت اگر کوئی خبر بغیر تصدیق کے چلاتے ہیں تو اس کے اوپر اس کے خلاف action ہو۔ اگر کوئی چینل ذمہ دار ہے تو اسے تین وارننگ دے کر چوتھی کے بعد اس کا لائسنس منسوخ کر دیں۔ جس کے خلاف خبر چلتی ہے مثلاً شوکت عزیز بھٹی صاحب کے خلاف پٹی چلی ہے کہ ان کی ڈگری جعلی ہے اور وہ جھوٹے ہیں مگر پھر یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ڈگری جعلی نہیں ہے اور وہ جھوٹے نہیں ہیں تو وہ چینل اتنی ہی دفعہ پٹی چلائے۔ شوکت بھٹی صاحب کو میڈیا پر بلا کر ان سے معذرت کرے اور جن ممبران کے خلاف ایسی خبر چلی ہے ان سے معذرت کرے۔

میں صرف اسے ممبران تک محدود نہیں رکھتا بلکہ میڈیا کی ذمہ داری ہے کہ آپ جس شخص کی بھی عزت بغیر تصدیق اچھالتے ہیں، آج خبر چل جاتی ہے کہ فلاں علاقے کے زید نے بکر کی بیٹی کو اٹھا لیا اور اغوا کر کے لے گیا۔ اس آدمی کی تو مٹی پلید ہو گئی اور اس کی عزت ختم ہو گئی اور اس کے تمام جاننے

والوں کو بھی علم ہو جاتا ہے اور جنہوں نے صرف نام سنا ہوا تھا انہیں بھی پتا چل گیا۔ 25/20 دن یا چھ ماہ بعد چینل پر چھوٹی سی تردید چل جاتی ہے یا اخبار میں آ جاتی ہے کہ ہم معذرت خواہ ہیں وہ خبر غلط تھی اور ایسا نہیں تھا تو اس کا وہ effect نہیں رہتا۔ کل ثمینہ خاور صاحبہ کے بارے میں میڈیا پر یہ کہا گیا ہے کہ ان کی ڈگری جعلی ہے اور وہ جھوٹی ثابت ہو گئیں۔ شوکت بھٹی، ثمینہ خاور یا کسی اور ممبر کے خلاف یہ خبر چلی ہے کہ ان کی ڈگری جعلی ہے اور وہ جھوٹے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے الفاظ کو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ خبر پہنچائیں اور اس پر اپنی رائے نہ دیں اور اگر کوئی بات کل کو عدالت میں غلط ثابت ہو جائے کہ H.E.C کی لگائی ہوئی observations جو الیکشن کمیشن کو بھیجی گئی تھیں وہ غلط ہیں اور ان کی ڈگری اصلی ہے جبکہ فوٹو کاپی eligible نہیں تھی تو اس کے بعد میڈیا کیا قدم اٹھائے گا؟ کیا اسی طرح دس ہزار مرتبہ سرخ رنگ میں پٹی چلے گی کہ بھٹی صاحب کی ڈگری اصلی ہے اور وہ سچے ہیں؟ کیا یہ میڈیا پر بلا کر ان سے معذرت کریں گے؟ اس حوالے سے میں صرف یہ تجویز دوں گا کہ پنجاب اسمبلی سمیت تمام صوبائی اسمبلیاں اور قومی اسمبلی پارلیمنٹ کا حصہ ہیں اور ہم قانون بنانے والے ہیں تو ہم کیوں کوئی ایسا قانون نہیں بنا لیتے جو کہ سخت ہو جیسا کہ ہمارے اوپر سخت قانون لاگو ہے کہ بی اے کی ڈگری جعلی ہے تو فارغ اور گھر جائیں۔ اسی طرح اگر آپ نے غلط خبر شائع کی ہے اور سلنڈر کے blast کو بم دھماکہ بنا کر خبروں میں پیش کر دیا ہے تو اس پر ان کے خلاف کارروائی ہو کیونکہ پاکستان اس وقت sensitive حالات میں جا رہا ہے جبکہ ہم پہلے ہی دہشت گردی کا شکار ہیں۔ مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ اب بات کرنے کا موقع ملا ہے کیونکہ جب بھی کوئی ایسی خبر چلتی تھی تو میری خواہش ہوتی تھی کہ ایوان میں یا کسی بااختیار اتھارٹی تک یہ بات پہنچائی جائے کہ جب یہ خبر چل جاتی ہے کہ زوردار دھماکہ ہو گیا تو دہشت گردی کا objective achieve 80٪ ہو جاتا ہے۔ کسی دہشت گرد نے کوئی واقعہ نہیں کیا ہوتا لیکن آپ نے ان کا motive achieve 80٪ کر دیا ہے۔ میں میڈیا سے گزارش نہیں کروں گا کیونکہ ان کے اوپر اگر ہم نے کوئی regulatory law بنانا ہے اور آپ کسی capital punishment کو اگر change کر کے سزائے موت میں بدلنا چاہیں تو ملک کے تمام قاتلوں کو اکٹھا کر کے ان سے یہ نہیں پوچھا جاتا کہ ان کی سزائے موت بدل کر عمر قید کر دیں یا نہ کریں۔ اسی طرح اگر آپ میڈیا کو regulate کرنے کے لئے کوئی قانون بنائیں گے تو میڈیا کے لوگوں کو بلا کر ان سے نہیں

پوچھیں گے کہ آپ کے لئے یہ قانون بنادیں یا نہیں۔ آپ ملک کے مفاد میں قانون بنا کر اس پر عمل درآمد کروائیں۔ ہمیں میڈیا کے ساتھ apologetic ہونے یا request کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ بھی ہمارا حصہ ہیں جس طرح ہم پاکستان کا حصہ ہیں تو وہ بھی پاکستان کا حصہ ہیں اور وہ کوئی باہر سے نہیں آئے ہوئے۔ میں کوئی سازش transparence theory پر بھی یقین نہیں رکھتا لیکن ان پر قانون بنانے کی ضرورت ہے۔ ان کے اوپر یہ قانون enforce کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ابھی آزاد میڈیا کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ 7/6 سال کی نومولود آزادی ہے لہذا maturity آتے آتے ٹائم لگے گا لیکن جب تک maturity نہیں آتی تو اس وقت تک کسی بڑے نقصان سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ پارلیمنٹ قانون بنائے اور اس پر عمل درآمد کروائے اور انہیں further stringent کرے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ شمسہ گوہر صاحبہ!

محترمہ شمسہ گوہر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں زیادہ لمبی چوڑی تقریر تو نہیں کرنا چاہوں گی لیکن دو تین چیزیں ایسی ہیں جو میرے خیال میں یہاں پر بیان نہیں ہوئیں اور میں دہرانا بھی نہیں چاہوں گی۔ سب سے پہلے جیسے ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی خبر کو بار بار چلایا گیا اور ان کی تصویر بھی دکھائی جاتی رہی تو میں اسے بہت زیادہ condemned کروں گی لیکن ہمیں یہ تب سوچنا چاہئے تھا جب ہماری ایک معزز رکن شمائلہ رانا پر مقدمہ ہوا جس پر وہ acquittal ہو گئیں تو بار بار اسے ہم نے چلا کر ان کا مستقبل تباہ کر دیا۔ اس وقت ہم میں سے کسی نے نہیں سوچا کہ یہاں gender wise ہو رہا ہے یا یہاں پر ایک عورت کی تذلیل ہو رہی ہے تو اس وقت میڈیا کو کسی نے کچھ نہیں کہا۔ اس کے بعد میں ثمینہ خاور حیات سے بھی request کرنا چاہوں گی کہ جب وہ cheep issue کو لے کر اس اسمبلی میں اپنی voice raise کرتی ہیں اور اسے میڈیا کے ساتھ collaborate کر کے میڈیا کے ساتھ joint hand کر کے chief popularity gain کرنے کے لئے، کچھ ممبران ایسے ہیں جو ایسے issues raise کرتے ہیں ان کو تب یہ سوچنا چاہئے کہ یہ میڈیا اگر آج ایک بندے کے لئے اس طرح کی چیزیں چلا رہا ہے تو کل اس کے لئے بھی چلا سکتا ہے۔ ہمیں یہ چیزیں بھی سوچنی چاہئیں۔ اگر ہم جعلی ڈگریوں پر آتے ہیں تو بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ rules change ہو گئے ہیں۔ being a lawyer آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتی

ہوں کہ اگر rules یا laws تبدیل ہو گئے ہیں تو offences there جو offence اس وقت ہو گیا ہے وہ offence ہے۔ ہم یہاں جہاں اتنا بول رہے ہیں وہاں ہمیں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ ہمیں یہاں پر clean hands آنا چاہئے تھا۔ جب ہم خود clean hands نہیں آئے تو ہم کسی کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہمارے ساتھ کوئی یہ کر رہا ہے۔ میڈیا پر بہت بڑی responsibility عائد ہوتی ہے مگر آپ یہ بھی تو سوچیں کہ جب میڈیا ہمارے ایوان سے متعلق، ہمارے کسی بھی رکن کے متعلق بریکنگ نیوز دیتا ہے تو اس کا source بھی ہم خود ہوتے ہیں۔ ہم میں سے ہی ہوتے ہیں وہ لوگ جو ان کا source ہوتے ہیں یا تو آج ہم یہ عہد کر لیں کہ ہم کسی کا source نہیں بنیں گے، ہم کوئی خبر اپنی طرف سے نکال کر میڈیا کو نہیں دیں گے تو پھر ہم میڈیا سے بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ یہ نہ کرے۔ جب ہم خود ان کے source بنتے ہیں تو پھر ہمارے لئے بھی کوئی source بن سکتا ہے۔ آج ملک کو جو درپیش حالات یا مسائل ہیں ان میں آپ سب سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ داتا کی نگری جو ہماری بہت بڑی بزرگ و برتر ہستی تھی وہاں attack ہو گیا۔ ہم اس کو sort out کرنے کی بجائے یا یہ دیکھنے کی بجائے کہ ہم نے ملک کو کس طرف لے کر جانا ہے ہم اس وقت اس بحث میں لگے ہوئے ہیں۔ یہاں پیمرا موجود ہے ہمیں اتنی لمبی چوڑی بحث کرنے کی بجائے اپنی سفارشات مرتب کر کے فیڈرل گورنمنٹ کو دینی چاہئیں تھیں کہ پیمرا کے جو already rules exist کر رہے ہیں ان کو implement کروائیں اور جو yellow journalism ہو رہی ہے اس کو روکیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج کے اس topic کے حوالے سے سب سے پہلے تو پنجاب اسمبلی کے ممبران کو مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کئی سالوں کے بعد اس اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینیٹ کے تمام سیاستدانوں نے بڑی جرات کے ساتھ، بڑی حوصلہ مندی کے ساتھ خواہ ان کا تعلق کسی بھی پارٹی کے ساتھ تھا انہوں نے میڈیا کو face کیا، ان کی بے جا تنقید کو face کیا لیکن آج چند لمحوں کی تنقید پر میڈیا والے دو دفعہ بائیکاٹ کر گئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سیاستدانوں کی کامیابی ہے کہ ان کا ہر جھوٹا سوال، ان کا ہر جھوٹا الزام بڑے حوصلے کے ساتھ برداشت کیا۔ آج یہ سوال جو پنجاب اسمبلی میں اٹھایا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی ایک سیاسی جماعت کی طرف سے نہیں ہے، یہ کسی ایک پارٹی کی

طرف سے نہیں ہے بلکہ یہ ایک اجتماعی آواز تھی۔ یہ آواز پنجاب کے 9 کروڑ عوام کی آواز تھی کہ جس میں یہ کہا گیا کہ ٹھیک ہے میڈیا نے جتنی عزت اچھالنی تھی اچھال دی۔ کسی کی بہن کی عزت اچھال دی، کسی کی بہو کی عزت اچھال دی اور کسی کی بیٹی کی عزت اچھال دی۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ تمہاری اس زیادتی کی وجہ سے کسی کا باپ ہسپتال جا پہنچا، میڈیا والوں کی زیادتی سے کسی کی ماں ایم پی اے کے ہاتھوں میں دم توڑ گئی، کسی نے یہ نہیں کہا کہ تمہاری اس عزت اچھالنے کی وجہ سے خاندانوں کے تعلقات آپس میں خراب ہو گئے۔ میں آج ان کو پھر دعوت دیتا ہوں اور سیاستدانوں کے حوصلے کی داد دیتا ہوں۔ ہم میڈیا والوں کو پھر دعوت دیتے ہیں کہ آئیں مل کر احتساب کرتے ہیں۔[**********] آپ ٹی وی پر دیکھ لیں کہ کسی بھی پارٹی کا سیاستدان ہو اور اس کے سامنے بیٹھا ہوا اینکر مین ٹی وی پر بیٹھ کر پاکستان کی قوم کو مایوسی، اندھیروں، تاریکی اور بے یقینی کے علاوہ کچھ نہیں دیتا لیکن ایک سیاستدان اس کی گفتگو کچھ بھی ہو وہ آخر میں پھر قوم کے لئے امید اور یقین کی بات کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے آپ نے جتنی بے یقینی پھیلانی تھی پھیلا دی، ناامیدی اور تاریکی کی طرف آپ قوم کو لے گئے، کوئی بات نہیں۔[**********] ہم میڈیا کے بہت سے اشخاص کو بھی جانتے ہیں جن کے گھر دو وقت کی روٹی بہت مشکل سے پکتی ہے۔ جن کے لئے خاندان رکھنے کے لئے دو مرلے کا گھر بھی نہیں ہے، ہم ایسے میڈیا والوں کو بھی جانتے ہیں۔ ہم ایسے میڈیا والوں کو بھی جانتے ہیں جن کے لئے روزمرہ کی زندگی گزارنا بہت مشکل ہوئی ہے۔ ہم دعوت دیتے ہیں کہ آئیں ہمارے ساتھ مل کر یہ جو احتساب کا عمل شروع ہو چکا ہے اس کا ساتھ دیں۔[**********] میں دعوت دیتا ہوں میڈیا کے افراد کو کہ آئیں ہمارے ساتھ چلیں۔ جو یہ چاہتے ہیں کہ میڈیا کے ذریعے اور اپنے پیسے کی طاقت کے ذریعے ان معصوم جرنلسٹ کو جن کی زندگی مشکل ہے ان کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ آج ایک سیاستدان اگر ایک پارٹی کو چھوڑ کر دوسری پارٹی میں جاتا ہے تو ہم ان کے خلاف لوٹے کے نعرے لگاتے ہیں اور آوازیں بھی کستے ہیں[**********]

جناب سپیکر! ہم نے تو اپنے 9 کروڑ عوام کو جواب دینا ہے اور ہماری accountability کے لئے ہر پانچ سال کا ایک وقت مقرر ہے۔ اس accountability کے لئے ہم اپنے آپ کو تیار رکھتے ہیں اور عوام کی عدالت میں جاتے ہیں جس میں عوام فیصلہ کرتی ہے۔ ان کی accountability کس نے

کرنی ہے، ان کے کئے ہوئے مظالم کی accountability کس نے کرنی ہے؟ مجھے یہ بتائیں کہ کوئی ہے ایسا صحافی جس کو قوم کی خدمت کرتے ہوئے پھانسی پر چڑھایا

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

گیا ہو؟ کوئی ہے ایسا صحافی جس کو آٹھ دس سال کے لئے ملک بدر کیا گیا ہو اور اس کے باپ کا جنازہ ہو وہ اکیلی لاش اس پاکستان کے اندر بھیجیں؟ وہاں ایسی مثالیں نہیں ملتیں یہ مثالیں صرف سیاستدانوں کے لئے ہیں جو اپنے خرچے پر اس قوم کی خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں اور اپنے آپ کو چوبیس گھنٹے کے لئے میڈیا کے سامنے پیش بھی کرتے ہیں۔[**********]

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہاں بہت ساری باتیں ہو چکی ہیں اور ان باتوں کو repeat نہیں کروں گی صرف دو منٹ میں اپنی بات کروں گی کہ آج جو اتفاق اور اتحاد دیکھنے میں آیا ہے یقیناً میں اس کے لئے دعا گو ہوں اور ہر یہاں پر موجود ہر شخص اس کے لئے دعا گو ہے کہ کاش یہ جو ہمارا اتحاد ہے نہ صرف میڈیا کے لئے بلکہ ملک کی بہتری کے لئے بھی پیدا ہو جائے اور دہشت گردوں کے خلاف بھی ہم تمام سیاسی جماعتوں میں یہ اتحاد پیدا ہو جائے اور یہ اتحاد واتفاق ہمیشہ قائم بھی رہے۔

جناب سپیکر! یہاں میڈیا کے حوالے جو بات چل رہی ہے اس بات پر میں میڈیا اور آپ کی خصوصی توجہ چاہوں گی اور اپنا ایک ذاتی تجربہ بتاؤں گی کہ جب ہم سیاستدانوں کے متعلق ٹی وی چینل پر مختلف فنی کارٹون، فنی پروگرام دیکھتے ہیں اور جب میرے بچے پروگرام دیکھتے ہیں تو وہ مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ماما! آپ بھی اس طرح کریں گی یا تمام سیاستدان یہ کرتے ہیں اور سیاستدانوں کا کام کیا ہے؟ اس وقت میرے پاس ان کو مطمئن کرنے کا کوئی جواب نہیں ہوتا۔ کیا میڈیا ہم لوگوں کو مذاق بنا کر ہماری آنے والوں نسلوں کو سیاستدانوں کے متعلق یہ پیغام دے رہا ہے کہ سیاستدان صرف کرپٹ لوگ ہیں۔ میں میڈیا سے سوال کرتی ہوں کہ کیا کسی سیاستدان نے کوئی اچھا کام نہیں کیا اور کیا کوئی سیاستدان

ایسا نہیں ہے جس نے ملک و قوم کے لئے کوئی کام کیا ہو؟ کیا ہم سیاستدانوں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا جو ملک کے لئے ہو اور جس کو میڈیا نے اچھے انداز میں پیش کیا ہو، کیوں میڈیا ہماری صرف negative باتیں ہی پیش کرتا ہے؟ میں اب ان سے سوال کرتی ہوں کہ میں اپنے بچوں کو کیا جواب دوں اور یقیناً ہر گھر میں جہاں پر یہ پروگرام دیکھے جاتے ہوں گے ان کے بچے یہ سوال کرتے ہوں گے کہ کیا سیاست یہ ہے ،کیا سیاستدان اس طرح ہیں؟ آگے چل کر اگر وہ سیاست میں آنا چاہتے ہیں تو

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

یقیناًوہ سیکھ رہے ہیں، اگر کوئی بچہ چاہتا ہے کہ وہ سیاستدان بنے تو وہ تو یہی سمجھے گا کہ مجھے یہ سب کچھ سیکھنا ہے اور بڑے ہو کر میں نے یہ کرنا ہے تو کیا ہم اپنی نئی نسل کو یہ پیغام دے رہے ہیں؟ اس کے بعد میں ایک اور بات کروں گی کہ میڈیا نے ہماری ایک معزز بہن شمائلہ رانا کے ساتھ جو بھی صورتحال پیش آئی اس کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا اور گانے تک بنائے گئے۔ جب کورٹ کا فیصلہ آیا تو میڈیا نے اس فیصلہ کو اتنی کوریج کیوں نہیں دی؟ اور صرف ایک خبر پانچ سیکنڈ کی کچھ چینل پر چلی اور پانچ سیکنڈ سے زیادہ کی خبر نہیں چلی، کیا میڈیا کا یہ رول ہے؟ یہاں پر ایک اور بات کروں گی کہ اپوزیشن لیڈر نے صحافیوں کے کردار کی بات کی اور صحافیوں کا جو کردار ہے یقیناً میں خراج تحسین پیش کرتی ہوں ان صحافیوں کو جنہوں نے پاکستان کے لئے بہت کام کیا اور بہت بڑے بڑے نام ہیں لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ اپوزیشن لیڈر اس وقت کی بھی بات کر لیتے کہ جب ایک آمر نے میڈیا کی آزادی پر پابندی لگائی تھی اور وہ ہم سیاستدان ہی تھے جو میڈیا کے ساتھ سڑکوں پر پولیس کی لاٹھیاں کھاتے رہے ہیں اور وہ ہم سیاستدان ہی تھے جو ہم سڑکوں پر جا کر میڈیا کے حق میں نعرے لگاتے رہے ہیں اور میڈیا کی آزادی کی لڑائی ہم نے بھی لڑی ہے۔ آج میڈیا کی نظر میں سیاستدان ہی برا رہ گیا ہے اور اس کے اچھے کام میڈیا کو کیوں نظر نہیں آتے؟

جناب سپیکر! جہاں تک ڈگریوں کا مسئلہ ہے اور اگر جعلی ڈگریاں ہیں تو ان کو چیک کرنا الیکشن کمیشن کا کام ہے اور آپ ان کو پہلے confirm کر لیں کہ ڈگری جعلی ہے تو پھر آپ یہ خبر چلائیں محض خبر چلا دینا اور پھر بعد میں اس کی تردید تک نہیں کی جاتی ہے۔ اپنے چینل کو چلانے کے لئے خبر تو دے

دی جاتی ہے کہ فلاں کی ڈگری جعلی ہے، یہ تو الیکشن کمیشن کا کام ہے نہ کہ میڈیا کا کام ہے۔ آج اگر میڈیا سمجھتا ہے کہ یہ میڈیا کا کام ہے یا میڈیا اس طرح سے سیاستدانوں کے متعلق لوگوں کو بتا رہا ہے تو میں ان سے یہ سوال کرتی ہوں کہ گزشتہ آمرانہ دور میں میڈیا نے اپنا یہ role play کیوں نہیں کیا؟ اس دور میں بھی بی اے کی شرط تھی اور اس دور میں بے شمار ایسے سیاستدان تھے جن کی ڈگریاں جعلی تھیں تو میڈیا اس وقت ان کو سامنے کیوں نہیں لایا؟ آج اگر یہ اپنی آزادی کا فائدہ اٹھا رہے ہیں تو اس وقت انہوں نے اپنا role play کیوں نہیں کیا؟ میں تو صرف یہی گزارش کروں گی کہ میڈیا کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے اور ہمارا میڈیا ایک ایسا ذریعہ ہے کہ جہاں آنے والی نسل سیکھ رہی ہے اور لوگ دیکھتے ہیں کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ اگر ہاؤس کے اندر ہم کوئی اچھی بات نہیں کرتے اور کوئی تعمیری کام نہیں ہوتا تو آپ دیکھ لیں کہ اتنے اہم issue پر بات ہوتی ہے اور اتنے اہم issue discuss ہوتے ہیں اور ان پر فیصلے ہوتے ہیں اگر میڈیا اس حوالے سے زحمت کرے گا تو ایک چھوٹی سی خبر دے دے گا یا ایک خبر چلا دے گا یا اخبار کے کسی آخری صفحہ پر دو لائنوں کی خبر لگی ہو گی لیکن اگر یہاں پر پارٹی میں اختلاف رائے ہو جاتا ہے یا ہمارے ساتھیوں کے درمیان اختلاف رائے ہو جاتا ہے تو اس کی پورا پورا دن پرائم ٹائم میں وہ خبریں چلتی ہیں اور جو اخبارات ہیں ان کے تصویروں اور اس خبر سے صفحے کے صفحے بھرے ہوتے ہیں تو ہم قوم کو کیا پیغام دے رہے ہیں کہ ہم یہاں ہاؤس میں آ کر یہ کام کرتے ہیں۔ وہ کیوں نہیں اچھے کاموں کو پیش کرتے تاکہ عوام کو کوئی امید ہو اور کوئی حوصلہ ہو کہ ہاں ہمارے لئے لوگ سوچ رہے ہیں۔ یہ لوگ جن کو ہم نے ووٹ دیئے ہیں اور جن کو ہم نے منتخب کر کے ایوانوں میں بھیجا ہے وہ ہمارے لئے کام کر رہے ہیں، ہمارے لئے کچھ سوچ رہے ہیں اور ہماری بہتری کے لئے کچھ کام کر رہے ہیں۔ آخر میں، میں صرف یہی ایک بات کہوں گی کہ آج میڈیا کو شاید بہت برا لگا کہ یہاں کے تمام لوگوں نے جب ان کے متعلق بات کی اور میں ایک شعر کے ساتھ اپنی تقریر ختم کروں گی۔

یہ آپ ہی ستم تھے جو دور سقوط میں
پتھروں کو قوت گویائی دے گئے

شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت، مہربانی شکریہ۔ محترمہ راحت اجمل صاحبہ!

محترمہ راحت اجمل: جناب سپیکر! میڈیا کے بارے میں جتنے ہاؤس کے ممبران تھے ان کے دلوں میں جو بھڑاس تھی نکال لی، میرے دل میں بھی تھوڑی سی بھڑاس ہے لیکن آج الحمدللہ وطن عزیز میں جو ڈیشری آزاد ہے اور اس میں میڈیا کا بہت بڑا کردار ہے۔ میں میڈیا کا بے حد احترام کرتی ہوں اور یہ بہت زیادہ قابل احترام لوگ ہیں انہوں وطن عزیز کے لئے بہت اچھے کام کئے لیکن ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو بہت غلط کام کر رہے ہیں، خداراء! ان کو روکئے۔ دیکھیں کہ دنیا کی کون سی پارلیمنٹ ہے جس میں لڑائیاں نہیں ہوتیں، نظریاتی جنگ تو ہر جگہ موجود ہوتی ہے بعض دفعہ یہ نظریات کی جنگ اتنی شدت اختیار کر لیتی ہے کہ کرسیاں چل جاتی ہیں اور جو بھی ہاتھ آئے اٹھا اٹھا کر مارتے ہیں تو ایک ضابطہ کے تحت ہم لوگوں کو دکھایا جاتا ہے لیکن یہ کیا ہے جو ہم دیکھتے ہیں؟ بریکنگ نیوز میں ایسا لگتا ہے کہ پتا نہیں کیا طوفان آرہا ہے؟ ایک ہی خبر کو جو بے شک بری خبر ہے اور ہمارا وطن عزیز اس وقت بحرانوں کا شکار ہے لیکن یہ نہیں کہ ہم اپنے لوگوں کو حوصلہ دینے کی بجائے ان کو شدید رنج و غم میں مبتلا کر دیں کہ ایک خبر کو بارہ بارہ چودہ چودہ بار repeat کیا جاتا ہے۔ یہ میرے خیال میں کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ میڈیا اس میں لوگوں کو تحفظ دے سکتا ہے، ریلیف دے سکتا ہے اور حوصلہ دے سکتا ہے کہ ہمارے ساتھ کچھ نہیں ہوا اور ہم وہ بہادر قوم ہیں جو بہت کچھ سہہ سکتی ہے اور ہم نے آٹھ سو سال تک حکومت کی ہے تو ہم اس ذرا سے حملہ سے ڈر جائیں، ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ براہ مہربانی میڈیا اپنا کردار ادا کرے، ان کو اس طرح نہیں کرنا چاہئے۔[**********] میں میڈیا سے درخواست کرتی ہوں کہ خداراء! میڈیا مثبت کردار ادا کرے۔ ہمارا ملک جن بحرانوں کا شکار ہے ان بحرانوں سے ہمیں اور پسی ہوئی غریب کو عوام نکالنے کے لئے اچھا کردار ادا کر سکتا ہے۔ آپ یقین مانئے جب فوزیہ بہرام اور ساجدہ میر صاحبہ کی لڑائی ہوئی تو دیار غیر میں بسنے والے میرے relative نے مجھے فون کر کے یہ بات بتائی تو میرا سر شرم سے جھک گیا، اس کو اتنا highlight کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ آپ کو پتا ہے کہ آج یہ چینلز ہمارے ملک تک محدود نہیں ہے دنیا کے تمام ممالک میں یہ چینلز جاتے ہیں اور وہاں پر بھی یہ ساری کارروائی دکھائی جاتی ہے تو خداراء! اپنی آزادی کو اچھی طرح سے استعمال کریں میری آپ سے یہی استدعا ہے۔ بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہاں پر بہت سی باتیں ہوئیں اور میں چند لفظوں میں صرف کل کا جو واقعہ ہوا اس حوالے سے آپ کو اپنا experience بتاؤں گی کہ کل کوئی مجھے پچاس، ساٹھ لوگوں کے فون آئے ہیں، کسی نے یہ نہیں کہا کہ آپ لوگوں کے ساتھ، کس کے ساتھ کیا ہوا؟ سب کے یہی الفاظ تھے کہ آپ یہ respect کمانے کے لئے وہاں جاتے ہیں اور آپ کی ہاؤس کے اندر یہ عزت ہے تو جب مجھے اس وقت سب کے ایک جیسے comments سننے کو ملے تو میں اس وقت واقعی یہ سوچنے پر مجبور ہوئی کہ ہم یہاں پر خواتین ہیں اور میں خاص طور پر خواتین کی اس لئے بات کروں گی کیونکہ ہمارے پاس double responsibilities ہے۔ ہم گھروں کو بھی دیکھتی ہیں اور یہاں خواتین کی representation بھی کر رہی ہیں اس حوالے سے اگر میں دیکھوں تو میں یہاں پر بیٹھی ہوئی تمام خواتین ممبران کو salute پیش کرتی ہوں کہ وہ اس جگہ پر بیٹھ کر خواتین کے لئے کام کر رہی ہیں اور

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ان کی جو دوسری responsibilities ہیں اپنے بچوں کو سنبھالنا، اپنے in laws کو دیکھنا ، اپنی تمام responsibilities دیکھنا، وہ اسی جگہ پر قائم ہیں تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمارے members male اور جتنے بھی ہمارے میڈیا کے حضرات ہیں ان کو appreciate کرنا چاہئے، ان کو encourage کرنا چاہئے کہ یہاں پر خواتین بھی مردوں کے شانہ بشانہ اپنی extra responsibilities ادا کر رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا جو سب سے بڑا سوال ہے وہ یہ ہے کہ آپ مجھے بتائیں کہ کل کے واقعے میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ بہت سے لوگوں کی ایسی چیزیں سامنے آئیں [********] جس انداز سے ہماری بہن کی تذلیل کی گئی ہے اور میں یہ اس لئے کہتی ہوں کہ وہ joint family system میں اپنے in laws کے ساتھ رہتی ہیں۔ ان کی بیٹیاں ہیں، ان کے بچے ہیں تو یہ کتنی غلط بات ہے کہ ایک ذرائع ، وہ ذرائع کون ہیں ؟ وہ کس لئے اسے highlight کر رہے ہیں ؟ اس پر زور دیا جائے کہ کیوں اس طرح

کی چیزیں ہمارے ہاؤس کے اندر کی جارہی ہیں اور خاص طور پر خواتین کو ٹارگٹ کیوں کیا جارہا ہے؟میں نے یہاں پر دیکھا ہے کہ جتنی بھی legislation ہوئی ہے ابھی بھی ان کی participation سب سے زیادہ ہے اور وہ بہت اچھے انداز سے یہاں پر کام کر رہی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں ذمہ داری کا ثبوت دینا چاہئیے۔ جو بھی ادارہ چاہے وہ جوڈیشری، میڈیا، politicians، ڈاکٹر یا educationist ہیں سب کو ذمہ داری کا ثبوت دینا چاہئے کیونکہ ہم خواتین کو represent کر رہی ہیں جو بھی کہیں کسی بھی ادارے میں کام کر رہا ہے وہ اس ادارے کی، اس ملک کی بہتری کے لئے کام کر رہا ہے تو جب پوری دنیا میں ہمارا تماشا دیکھا جاتا ہے، باہر سے لوگوں کے فون آتے ہیں کہ پاکستان میں تو ایک سے دوسرے گھر نہیں جایا جاتا۔ کیوں نہیں جایا جاتا، جب وہ یہاں پر آکر دیکھتے ہیں تو ایسی صورتحال بھی نہیں ہے۔ مطلب اس طرح سے ہمیں پیش کیا جاتا ہے اور کل جن لوگوں کے اور میرے اپنے in laws سے مجھے فون آئے ہیں کہ بیٹا! آپ وہاں کیا کرنے جارہے ہیں؟ وہاں پر خواتین کے ساتھ یہ ہو رہا ہے تو میرا سر شرم سے جُھک گیا کیونکہ یہ کسی ایک

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ثمینہ خاور کی بات نہیں ہے۔ جب انگلی اُٹھتی ہے تو کسی نے مجھے یہ نہیں کہنا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا۔ انہو ں نے مجھے یہ کہنا ہے کہ آپ لوگ وہاں کیا کمانے جاتے ہیں؟ تو یہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے یہاں پر چاہے مرد ہو، عورت ہو specially خواتین ہم سب کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اس کو seriously condemn کریں اور اس کے خلاف action لیں اور اس کے لئے کوئی rules and regulations بنائیں کہ جو خواتین آتی ہیں وہ اتنا bold step لے کر آتی ہیں، ان کے پیچھے پوری background ہوتی ہے تو وہ یہاں پر آکر خواتین کے لئے کام کرتی ہیں تو مہربانی کریں ان کو respect دی جائے اور ان کو ہاؤس کے اندر بھی respect دی جائے اور میڈیا میں بھی ان کا تماشا نہ بنایا جائے اور یہ جو ہم politicians کو بلا کر وہاں پر لڑواتے ہیں، مہربانی کریں اس میں ہم خود step لے سکتے ہیں۔ اس میں ہمیں میڈیا کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آج ہم بائیکاٹ کر دیتے ہیں کہ ہم نے کسی بھی

politicianنے جا کر وہاں پر بیٹھ کر ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح نہیں لڑنا کہ ہم ایک دوسرے کے سر پھاڑنے شروع ہو جائیں اس طرح وہاں پر لوگ ہمارا مذاق اُڑا رہے ہوتے ہیں۔ مجھے تو جب بھی میڈیا کے اوپر بلایا جاتا ہے تو میں ٪80لوگوں کوavoid کرتی ہوں، مجھے پتا ہے کہ وہاں پر کیا ہے؟ آپ اپنیinsult کروانے جا رہے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ ہاؤس میں ہم لوگ خودstepsلیں اور اس چیز کا بائیکاٹ کریں اور اس چیز پر بھی ہم زور دیں کہ صرف اور صرف اس خاتون کو کیوںhighlightکیا گیا، اس کے پیچھے کیا مقاصد ہیں؟ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سکینہ شاہین صاحبہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میڈیا کے حوالے سے میں اپنا ایک چھوٹا سا تجربہ shareکروں گی اس کے بعد پھر میں بات کروں گی۔ پچھلے دِنوں مجھ پر ایک جھوٹی ایف آئی آرlaunchکر دی گئی۔ 2005میں ایکagreementہوا، 2007میں mutual understandingسےcancelہو گیا۔ اتفاق سے میری بہن بیمار تھی اور میں فیصل آباد میں تھی۔ فیصل آباد میں مجھے ٹی وی پر وہ ایف آئی آر دکھائی جا رہی ہے۔ میں سترہ سال سے بیوہ ہوں میں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کی کفیل ہوں اور آپ یقین کریں میں بہت بہادر عورت ہوں۔ میں نے اپنے بچوں کو رزقِ حلال کھلایا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس جھوٹیhighlightingسے میںheart patientبن گئی ہوں۔ میرے دل کے اوپرburdenرہنے لگ گیا ہے۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ میری جو جھوٹیhighlightingکی گئی چاہے وہ ایف آئی آر کی دفعات ختم ہو گئیں لیکن اگر خُدانخواستہ مجھےheart attackہو جاتا تو مجھے یہ بتائیں کہ میرے یتیم بچوں کا کون کفیل ہوتا؟ اس کے بعد میں یہ کہوں گی میں یہ نہیں کہتی کہ ہمارے معاشرے میں تمام طبقہ ہائے زندگی کے لوگ ہیں ان میں اچھے اور بُرے لوگ ہر جگہ ہی موجود ہیں اور ہم سب پاکستانی ہیں اور پاکستان زندہ جاوید رہنے کے لئے بنا ہے۔ نزول قرآن والے دن 27رمضان المبارک کو بننے والا یہ ملک انشاء اللہ قائم و دائم رہے گا اور اس پاکستان کو ایک سیاستدان قائداعظم محمد علی جناح نے بنایا تھا اور قائداعظم کے اوپر آپ جناب حضرت محمد ﷺ کا ہاتھ تھا اور آپ نے ان کے زیرِ سایہ رہ کر اور اس ملک کے اندر کلمہ 'لا الہ اللہ

محمد الرسول اللہ ' نہ ہوتا تو نہ یہ ملک بنتا اور نہ قائم رہتا لیکن یہ بنا بھی ہے، ایٹمی پاور بھی بنا اور قائم بھی رہے گا۔

مجھے اپنے میڈیا کے بھائیوں سے یہ پوچھنا ہے کہ میں being a لوگوں being a mother اگر میں ایم پی اے نہ ہوتی تو یہ ایف آئی آر highlight ہوتی ؟ کبھی نہیں ہوتی کیونکہ جس کے پاس ذرا سی عزت ہوتی ہے اس کو highlight کرنا، اس کی عزت کو خراب کرنا، کیا یہ میڈیا ہے ؟ مجھے یہ بتائیں کہ کیا میڈیا پاکستان کا حصہ نہیں ہے ؟ میڈیا بھی ہمارے ملک کا حصہ ہے۔ پاکستان ایک جسم ہے اور سیاستدان، میڈیا، وکلاء، وہ وکلاء وہ عدلیہ جس کو آزاد کرانے کے لئے میں نے آنسو گیس کے shell کھائے، میرا پاؤں ٹوٹ گیا، میں زخمی رہی .still my foot is in injury مجھے یہ بتائیں کہ ایسی عدلیہ کے فیصلے سے ایک ایف آئی آر مجھ پر launch ہوئی، عدلیہ کی آزادی کے لئے ہم نے سر پر کفن باندھ کر، سارے راستے بند تھے تو ہم وہاں پہنچے۔ ہم نے عدلیہ کی آزادی میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا اسی طرح میڈیا ہم سے الگ نہیں ہے وہ پاکستانی جسم کا ایک حصہ ہے۔ طلباء، میڈیا، جوڈیشری، وکلاء کیا ہم ایک دوسرے سے الگ ہیں کیا، ہم ایک قومیت کی سوچ اپنے اندر نہیں لا سکتے ؟ کیا ہم مثبت کردار ادا نہیں کر سکتے ؟ کیا ہم تحقیق کئے بغیر highlight نہ کریں تو ہمارے چینل نہیں چل سکتے ؟ مجھے آپ سے یہ گزارش کرنی ہے کہ آپ کوئی ایک ایسا cell بنائیں۔ یہ نہیں کہ صرف خواتین کے لئے بلکہ میں یہ کہتی ہوں کہ میڈیا ایک cell بنالے اگر کوئی خبر ان کے پاس آئے تو وہ پہلے ہمیں بلائیں، پوچھیں، اس کی تحقیق کریں پھر اس کو highlight کریں۔ مجھے یہی گزارش کرنی ہے کہ ہم سب ایک ہیں، ہم سب پاکستانی ہیں۔ ہم ایک دوسرے کا حصہ ہیں، ہم پاکستانی مشینری کے screw ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہئے اور قومیت کی سوچ کو promote کرنا چاہئے اور اس پاکستان کے لئے مثبت کردار ہم سب کو ادا کرنا چاہئے۔

یہ نہیں کہ وہ

ایم پی ایز کا فرض ہے، میڈیا کا فرض نہیں ہے۔ میڈیا کا بھی فرض ہے، وکلاء کا بھی فرض ہے، جوڈیشری کا بھی فرض ہے، عوام کا بھی فرض ہے۔ طلباء کا بھی فرض ہے کہ ہم سب مل کر اپنے ملک کے لئے اس وقت بھی مثبت سوچ نہیں لائیں گے تو پھر کب لائیں گے۔ ایک شعر کے ساتھ میں اختتام کروں گی کہ:

لہندے وَلوں کالے بَدل گجدے وَجدے ٹُر پئے نیں
من نوں سردا ویکھن گے پر اَگے جا کر وسن گے
شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، چودھری صاحب!

جناب محمد اخلاق: شکریہ جناب سپیکر! میں وقت اور ایوان کی پوزیشن کو دیکھتے ہوئے چند مختصر سی باتیں کروں گا۔ آج جتنی دیر میڈیا کے بارے میں بحث ہوتی رہی ہے میں بھی سنتا رہا ہوں۔ مختلف اراکین اسمبلی نے بھی اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے اور میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔ میں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ میڈیا کا جو role مشرف دور میں آمریت کے خلاف تھا یا عدلیہ کی آزادی کے لئے یا چیف جسٹس کی بحالی کے لئے انہوں نے بھی جو role ادا کیا ہے اور اسی طرح کے بڑے کارنامے میڈیا نے کئے ہیں۔ انہوں نے راولپنڈی کے فٹ پاتھوں پر بھی talk show کئے ہیں لیکن آج جو حالات جا رہے ہیں وہ بڑے دردناک ہیں۔ جس طرح سارے ادارے تباہ ہو چکے ہیں میں اپنے میڈیا والے دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنی صفوں کو درست کریں۔ لاہور جو ہمارا main city ہے اس میں شاید کچھ اچھے رپورٹرز یا جرنلسٹ ہوں لیکن جو off cities ہیں، چھوٹے شہر ہیں جیسے سیالکوٹ ہے یا کوئی اور شہر ہے، میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کے لئے ایک information کا source ہوں [**********] میری چند تجاویز ہیں اس کے ساتھ ہی میں اپنی بات کو بھی ختم کر دوں گا۔ میڈیا کے جو لوگ سیاست دانوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں وہ سیاست دانوں کا past بھی دیکھیں اور جو ان کا positive role ہے اس کو بھی دیکھیں۔ ہمارے وزیر قانون جو اتفاق سے یہاں پر موجود ہیں ان کا وہ role بھی دیکھیں جو انہوں نے مشرف کے دور میں ادا کیا ہے۔ انہوں نے کس قسم کے تشدد برداشت نہیں کئے [**********] میری آپ سے یہ درخواست ہے ویسے تو اس

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

موضوع پر بڑی لمبی تقریر بھی ہو سکتی ہے/بحث بھی ہو سکتی ہے لیکن میں یہ ایک تجویز دوں گا کہ جس بھی اینکر کے پروگرام میں جانا ہو تو وہ اپنی پارٹی کے سربراہ سے اس کی permission لے کر جائیں۔ خواہ وہ مسلم لیگ (ن) کا ہو، خواہ وہ پیپلز پارٹی سے ہو، خواہ وہ مسلم لیگ (ق) کا ہو کسی چینل کے پروگرام میں جانے سے پہلے چینل والوں کو بھی permission لینی چاہئے۔ جتنے بھی ہمارے دوست حضرات ان پروگراموں میں جاتے ہیں .They should get permission from their party اس کے لئے پہلے ایک ایجنڈا ہونا چاہئے کہ کس موضوع پر بات کرنے کے لئے وہ اس پروگرام میں جا رہے ہیں۔ ایک بندہ وہاں بیٹھ کر کس کس بات کا جواب دے گا، کبھی وہ جعلی ڈگری کا سوال کر دے گا، پھر جعلی ڈگری سے اٹھا کر بلوچستان پر چلا جائے گا وہاں سے پھر سپریم کورٹ پر بات کرتا ہے۔ ایم پی اے کوئی ایسا نجومی تو ہوتا نہیں کہ ہر سوال کا جواب وہ اسی وقت دے سکے۔ اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ جس پروگرام میں بھی ہمارا کوئی دوست جائے اس کو پہلے اس پروگرام کا ایجنڈا ملا ہو He should be .prepared تاکہ جب اس پروگرام کو 18 کروڑ عوام ٹی وی پر دیکھیں تو ان کو سیاست دانوں کا ایک knowledge نظر آنا چاہئے۔ اس طرح تو نہ ہو کہ ایک ایم پی اے چلا گیا یا ایک وزیر جا رہا ہے تو اس کو معلوم ہی نہیں کیا سوالات ہونے ہیں۔ break میں کچھ باتیں ہو رہی ہوتی ہیں on air کچھ باتیں ہو رہی ہوتی ہیں تو میری آپ سے گزارش ہے کہ میڈیا کا issue ایک بڑا sensitive issue ہے، اس کو transparent کیا جائے اور with the collaboration of media کیا جائے۔ میڈیا کے جو ذمہ دار حضرات ہیں ان کے ساتھ ایک sitting کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! آپ custodian of the House ہیں آپ کو اس چیز کا ٹوٹس لینا چاہئے۔ مجھے تو اس طرح سے محسوس ہوتا ہے کہ جب بھی میں اجلاس میں شرکت کرنے کے لئے آتا ہوں تو فرق صرف اتنا محسوس ہوتا ہے کہ کچھ لوگ مال روڈ پر نعرے لگا رہے ہوتے ہیں، کچھ لوگ مال روڈ پر تقریریں کر رہے ہوتے ہیں، کچھ لوگ اس ایوان میں تقریریں کر رہے ہوتے ہیں اور جاتی دفعہ دونوں خالی ہاتھ ہوتے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ اس پر implementation کروائیں۔ آج بھی چار پانچ گھنٹے کا جو اجلاس چلا ہے اس کا outcome ضرور ہونا چاہئے۔ جب تک کسی چیز کا outcome نہیں ہو گا تو میرا خیال ہے کہ جس طرح پنجابی میں کہتے ہیں کہ "کھایا پیا کچھ نہیں، گلاس توڑا

آٹھ آنے " میری آپ سے درخواست ہے اور humble request ہے کہ practicallyان چیزوں پر کچھ stepsلیں۔میری تو یہ بھی گزارش ہے کہ پریس کے اور میڈیا کے اینکرز حضرات ہیں جو ان کے ذمہ دار حضرات ہیں ان کے ساتھ ایک میٹنگ کریں اور پھر کچھ ایسے rulesبنالیں تا کہ جو لوگ پروگرام میں جانا چاہتے ہوں انہیں بھی پتا ہو کہ ہم پر ایک barہے ہم بھی کسی rule regulation تحت وہاں جائیں گے اور جو اینکرز وہاں بیٹھے ہیں انہیں بھی پتا ہو کہ ہم نے کسی ذمہ دار اتھارٹی سے پوچھ کر جانا ہے۔اب تو یہ بے لگام گھوڑے کی طرح سلسلہ چل رہا ہے اس میں ہمارے دوست بھی شامل ہیں، ان کے source بھی تو ہم ہی ہیں۔ ہم میں سے کچھ لوگ میڈیا پر clipلانے کے لئے اپنی بڑی بڑی information provide کر دیتے ہیں۔اسی طرح میڈیا کے بھی کچھ لوگ اس طرح کے ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں کوئی نہ کوئی سسٹم تیار کیا جائے rules and regulationsتیار ہوں جس کے تحت یہ پروگرام ہوں۔[******] اس کے لئے rules and regulationsتیار کئے جائیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر احسن طریقے سے معاملات طے کئے جائیں۔ جو چیز مرکزی حکومت سے approve کروانی ہے تو اس کے لئے بھی پنجاب اسمبلی کی طرف سے متفقہ طور پر ایک proposal جانی چاہئے تا کہ اس طریقے سے پیش رفت ہو کہ میڈیا اور پارلیمنیٹرین مل کر 18 کروڑ عوام کے فائدے کے لئے کچھ کر سکیں۔[********] اب 18 کروڑ عوام کے فائدے کی بات کی جائے۔بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔یاسین سوہل صاحب!

جناب محمد یاسین سوہل: شکریہ جناب سپیکر!

[**********]

[**********]

میں سب توں پہلاں سارے ہاؤس نوں مبارک باد پیش کرناں واں کہ اج اک ایسی روایت قائم کیتی گئی اے اور میں پورے ہاؤس دا بہت مشکور آں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز رکن سے گزارش ہے کہ اردو میں بات کر لیں۔

جناب محمد یاسین سوہل: جناب والا! میں پورے ہاؤس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے آج واقعی ایک ایسے issue کی طرف توجہ کی ہے اور اس پر تقاریر کی ہیں جس کی آج بڑی ضرورت تھی۔ میرے

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

دوستوں نے میڈیا کے بارے میں بہت ساری باتیں کی ہیں میں صرف یہی کہنا چاہوں گا کہ آج کل کرپشن تو ہر طرف ہے جدھر بھی ہم دیکھتے ہیں[**********] میڈیا کے بھائی سن بھی رہے ہیں۔یقین کریں کہ مجھے ایم پی اے بنے اڑھائی سال ہو گئے ہیں لیکن میں اس ایوان میں قسماً کہتا ہوں کہ میں نے آج تک کسی پر جھوٹا پرچہ نہیں کروایا، کسی جھوٹے بندے کی مدد نہیں کی، میں نے تو آج تک سپاہی تک کا تبادلہ نہیں کروایا، میں نے آج تک کسی کی کوئی سفارش نہیں کی۔ ہم اتنی ایمانداری سے اپنے حلقوں کی خدمت کر رہے ہیں لیکن آئے دن ہمارے خلاف کوئی نہ کوئی خبر چلا دی جاتی ہے۔ میں پرسوں کا ایک اپنا واقعہ سناتا ہوں کہ میرے حلقے کا ایک بہت بڑا ایریا نشاط کالونی، مریم کالونی، نادر آباد، عارفہ آباد، کیر خورد اس علاقے میں ایک ڈسپوزل پمپ کی ضرورت ہے اور سارا علاقہ ڈوب رہا ہے ان کو بچانے کے لئے ہم وہاں ایک ڈسپوزل پمپ لگا رہے ہیں۔ میں نے اس ڈسپوزل پمپ کا افتتاح کیا تو وہ خبر میڈیا پر چلی اور اگلے ہی دن مجھے "جیو" کا فون آیا اور بھی بہت سارے لوگوں کے فون آئے کہ اس ڈسپوزل پمپ کا stay ہوا ہوا تھا لیکن آپ نے اس کا افتتاح کیا ہے۔ یہ آپ نے کیوں کیا ہے؟ میں نے انہیں کہا کہ پہلے تو مجھے پتا ہی نہیں کہ اس پر کوئی stay ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ اتنے بڑے علاقے کا مفاد ہے اس علاقے کے ہزاروں لوگ ڈوب رہے ہیں اور ان کے لئے ڈسپوزل پمپ کی ضروت ہے میں وہاں کوئی اپنا پلازہ نہیں بنا رہا بلکہ علاقے کی فلاح کے لئے ڈسپوزل پمپ بنا رہا ہوں لیکن آپ لوگوں کو کیا تکلیف ہے؟ کہنے لگے کہ ہمارے پاس تین چار ریٹائرڈ فوجی آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے stay لیا ہوا ہے لیکن ایم پی اے صاحب نے اس کا افتتاح کر دیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے افتتاح کیا ہے اور میں ایسے لاکھوں افتتاح کروں گا جو پبلک کے مفاد میں ہوں گے۔ ان لوگوں سے پوچھیں کہ ان کو کیا تکلیف ہے تو وہ کہنے لگے کہ ہمیں بدبو آتی ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ ان کے گھر کے پاس سے نالہ گزر رہا

ہے انہیں نالے کی بدبو نہیں آتی لیکن انہیں ڈسپوزل پمپ کی بدبو آتی ہے۔یہ اس طرح کی خبریں بناتے پھرتے ہیں۔خدارا آج ہمیں سوچنا ہو گا کہ اگر ہم نے میڈیا کے اندر سے، دوسرے محکموں کے اندر سے، چاہے وہ عدلیہ ہو، بیوروکریسی ہو، فوج ہو یا کوئی بھی ہو، چاہے عوام ہوں یا سیاست دان ہوں سب کو سوچنا ہو گا کہ اگر ہم نے کرپشن ختم نہ کی ، کرپشن کسی بھی

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

level پر ہو ہم نے کرپشن کا خاتمہ کرنا ہے۔ہم نے جب تک کرپشن ختم نہ کی تو میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ پاکستان سدھرنے والا نہیں ہے۔خادم اعلیٰ پنجاب جتنی مرضی کوششیں کریں، وہ دن رات جاگتے رہیں، وہ دن رات لوگوں کے لئے تڑپتے رہیں، جتنی مرضی وہ محنت کرتے رہیں لیکن جب تک ہم نے کرپٹ لوگوں پر ہاتھ نہ ڈالا، جب تک ہم نے کرپشن کا خاتمہ نہ کیا تو یقین کریں یہ پاکستان آگے نہیں بڑھ سکتا اور ہم ترقی نہیں کر سکتے۔[*********] یہ اپنی صاف ستھری صحافت کریں اور صاف ستھری خبریں چھاپیں۔اگر میرے خلاف کوئی سچی خبر آتی ہے تو چھاپیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کسی اور کے خلاف کوئی خبر آتی تو چھاپیں اور ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن خبر چلانے سے پہلے اس بات کا یقین کر لیا کریں اور دونوں پارٹیوں کا موقف لے لیا کریں، دونوں پارٹیوں کو چیک کر لیا کریں کہ کیا کسی کے خلاف کوئی زیادتی تو نہیں ہو رہی ہے۔ جب کوئی خبر چل جاتی ہے تو پھر پورے ملک اور پوری دنیا میں کون clear کرتا پھرے گا کہ میں سچا ہوں اور میں نے کچھ نہیں کیا۔اس کے لئے تو عذاب جان بن جاتی ہے۔بہت سارے لوگ کمزور دل کے ہوتے ہیں، آج کل اور بھی بڑی tensions ہیں، لوگوں کو اپنے اپنے گھروں کی tensions ہیں لیکن جب اس طرح کی tension آتی ہے تو یقین کریں کہ لوگ بہت پریشان ہوتے ہیں، لوگ بیمار ہو جاتے ہیں، لوگوں کو heart attack ہو جاتا ہے، لوگ مر جاتے ہیں، لوگ شوگر کے مریض ہو جاتے ہیں۔ جو بھی کوئی غلط کام کرے گا جب تک ہم انہیں نہیں روکیں گے چاہے وہ میڈیا ہو یا کوئی اور ہو اس وقت تک ہم آگے نہیں چل سکتے۔ میری یہی گزارش ہے کہ خدارا آج ہم سوچیں اور ملک کے اندر سے کرپشن کا خاتمہ کر دیں تاکہ ہماری آنے والی نسلیں اس

پاکستان کو پھلتا پھولتا دیکھ سکیں اور پاکستان کے اندر ترقی ہو۔ آج یورپ میں دیکھیں، آج پوری دنیا میں دیکھیں کہ لوگ کہاں پہنچ گئے ہیں لیکن ہم اسی نہج پر کھڑے ہوئے ہیں جس پر ساٹھ سال پہلے تھے۔وہ ٹائم کب آئے گا، وہ دن کب آئے گا، وہ سورج کب طلوع ہو گا جب ہم بھی پاکستان کو پھلتا پھولتا دیکھ سکیں گے ؟لیکن جب تک کرپشن کا خاتمہ نہ ہو ایہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے۔ہمیں اپنے رویے ٹھیک کرنے ہوں گے، ہمیں اپنی سوچ مثبت کرنی ہو گی، ہمیں منفی کاموں سے نکلنا ہو گا ہم سب کو منفی کاموں سے نکلنا ہو گا چاہے وہ جج ہوں، جرنل ہوں، سیاست دان ہوں، عام آدمی ہو، بزنسمین ہو یا بیوروکریٹ ہو ۔شکریہ۔خدا حافظ ۔

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔آخری مقرر ڈاکٹر زمر دیا سمین صاحبہ!

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ظاہر ہے صبح سے سب لوگوں نے اپنے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔بات بھی صحیح ہے اگر دیکھا جائے تو انہوں نے اپنے جو تجربات بتائے ہیں کہ کسی کی ماں کی death ہو گئی اور انہوں نے جو اپنے ذاتی واقعات بتائے واقعی وہ نہایت دکھ والے تھے لیکن کچھ چیزیں ہیں جن کے بارے میں ہمیں حقیقت پسندی سے سوچنا پڑے گا۔میں میڈیا کی دل سے بہت قدر کرتی ہوں۔انہوں نے عدلیہ کی آزادی میں جو کردار ادا کیا ہے یقیناً وہ قابل ستائش ہے۔دیکھیں yellow journalism پہلے بھی تھی اب بھی ہے لیکن اب اس کی percentage زیادہ ہو گئی ہے۔میرے سارے بہن بھائی بالکل اپنی جگہ پر درست ہیں لیکن بہر حال ہمیں حقیقت پسند ہونا پڑے گا اور اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ سیاست اور میڈیا ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں۔خیر اور شر کی جنگ روز اول سے ہے، اچھائی برائی ہر محکمے میں، ہر ادارے میں اور ہر جگہ پر ہے۔اگر سیاستدانوں میں کچھ کرپٹ ہیں تو یقیناً وہاں پر بھی ہیں اگر وکلا میں کچھ اچھے لوگ ہیں کچھ برے لوگ ہیں اسی طرح آپ کسی بھی ادارے کو لے لیں کسی بھی محکمے کو لے لیں ہم اس وقت اپنی جگہ پر ٹھیک جذبات کا اظہار کر رہے ہیں لیکن ہمارے میڈیا میں جو مسائل آرہے ہیں یہ اور بات ہے کہ جس طرح highlight کیا جارہا

ہے۔حقیقت یہ ہے کہ جہاں پر سب کے حقوق ہوتے ہیں وہاں پر فرائض بھی ہوتے ہیں۔جیسے ہمارے حقوق ہیں شاید دیکھا جائے تو سیاستدانوں کے تو صرف فرائض ہی ہوتے ہیں لیکن میڈیا کو جو حقوق دیئے ہیں وہاں ان پر فرائض بھی ہیں۔ میں بہت لمبی چوڑی بات نہیں کروں گی بلکہ اپنے میڈیا والے بہنوں اور بھائیوں سے صرف اتنی استدعا ہے کہ آپ جو بھی خبر لگائیں وہ آپ کا حق ہے ضرور لگائیں ظاہر ہے اس کے بغیر میڈیا نہیں چل سکتا لیکن اس کی تصدیق کر کے لگائیں اور اس میں مرچ مصالحے والی stories سے تھوڑا سا اجتناب کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔میں آپ سے بھی استدعا کروں گی کہ اس بارے میں اتنے زیادہ لوگوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے لہذا آپ اس سلسلے میں اپنی رولنگ دے دیں۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ہاؤس کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں ایک شعر سنانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محسن لغاری صاحب بات کر لیں پھر آخر میں آپ شعر سنا دیجئے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: Thank you Mr. Speaker. صبح سے میں اپنے colleagues کی باتیں سن رہا ہوں اور اُس وقت سے یہی سوچ رہا ہوں کہ کیا کوئی ولن ہے کہ جس کو attack کرنا ہے؟ ہم ولن ہیں یا میڈیا ولن ہے؟ وہ ہم پر attack کرتے ہیں اور ہم ان کا attack سے جواب دیتے ہیں۔بات تو responsibility کے ساتھ act کرنے کی ہے۔ We have to act with responsibility and so does the media. اس میں اگر کسی کا قصور ہے تو وہ دونوں طرف کا برابر ہے اور اگر قصور نہیں ہے تو پھر کسی کا بھی نہیں ہے۔میں اس ایوان میں آنے سے پہلے باہر کی ایک نیوز ایجنسی کے ساتھ کام کیا کرتا تھا جو کہ دنیا کی سب سے بڑی news کی کمپنی ہے۔اس کا نام "Writers" ہے۔میں journalist نہیں تھا، میں ان کے باقی دیگر معاملات دیکھا کرتا تھا۔وہاں ان کے جو senior journalists ہوتے تھے ان کے ساتھ جب بات ہوا کرتی تھی تو وہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ کسی بھی issue کو report کرنے کے لئے credibility سب سے اہم چیز ہوتی ہے۔میرے ساتھ ایک دفعہ ایک واقعہ ہوا، یہ جو پرانا گرجا چوک ہے، پرانے ایئرپورٹ والے راستے میں واقع نیشنل بینک کے اندر میں بیٹھا بنک والے لوگوں کو financial products کے اوپر support کرنے کی

training دے رہا تھا۔اسی دوران لاہور ایئرپورٹ پر ایک bomb blast ہوا۔ہمارا جو بیورو چیف تھا میں نے اسے اسلام آباد فون کیا کہ جی bomb blast ہوا ہے تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں، میں نے تو دھماکہ سنا ہے۔اس نے کہا کسی eye witness سے بات کی ہے؟ میں نے کہا نہیں، میں نے تو صرف دھماکہ سنا ہے تو اس نے کہا کہ دھماکہ تو کسی چیز کا بھی ہو سکتا ہے۔خیر جب آدھے گھنٹے بعد وہاں ambulances آنا شروع ہوئیں اور officially confirm ہوا تو میں نے اس کو call کر کے کہا کہ یہ تو breaking news تھی۔

I was giving you a breaking new. All the news channels and newswire agencies in a race to break the news.

تو اس نے مجھے جواب دیا کہ .Credibility is more important آج ہم جب یہ بات دیکھتے ہیں، ہمارے ساتھ جو تجربہ ہوتا ہے وہ مختلف ہے۔ آج ہم کسی پاکستان کے ٹیلیویژن channel یا ریڈیو پر کوئی بات سنیں تو اس پر لوگوں کو اتنا اعتماد نہیں ہوتا۔رات کو آٹھ بجے B.B.C کی طرف سے جو خبر دی جاتی ہے اس پر لوگ یقین کر لیتے ہیں۔ دیہات کا بندہ بھی کہتا ہے کہ جی، B.B.C کی خبر ہے اس لئے صحیح ہو گی کیونکہ انہوں نے over a period of time اپنی credibility built کی ہوئی ہے۔اگر ہماری کوئی کمی کوتاہی ہے تو میڈیا اس کو ضرور report کرے لیکن تحقیق کئے بغیر، confirm کئے بغیر صرف ذرائع کے ساتھ خبریں چلا دینا کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے۔شاید وہ اس کو spice up کرنا چاہتے ہیں، شاید ہماری قوم اس spice up خبر کے لئے receptive ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ شام 7 بجے سے لے کر رات 12 بجے تک مختلف T.V Channels کے اوپر ایسی کتنی ہی خبریں دی جاتی ہیں۔اس میں ہمارا اپنا بھی قصور ہے۔ ہم وہاں جا کر ایک دوسرے کے ساتھ گتھم گتھا ہوئے ہوتے ہیں اور ہم نے پوری قوم کے سامنے ایک تماشا بنایا ہوتا ہے۔اس لئے اس میں ہمارا بھی قصور ہے۔اب آپ کل والی خبر کو لے لیں کہ جس کی وجہ سے آج یہاں زیادہ باتیں ہو رہی ہیں۔یہ اتنی بڑی خبر نہیں ہے کہ جتنا اس کو highlight کیا گیا ہے۔بدقسمتی کے ساتھ ایسا پہلے بھی ہوا ہے، ہماری اسمبلی میں بھی ہوا ہے، قومی اسمبلی میں بھی ہوا ہے کہ ڈگریوں کے حوالے سے لوگوں کے ساتھ ایسے مسئلے پیش آئے ہیں۔اس خبر کی تو ابھی تک کوئی official acknowledgement نہیں ہوئی، اس

حوالے سے کوئی notification نہیں ہوا، الیکشن کمیشن نے notify نہیں کیا۔اس کے باوجود تمام میڈیا نے اس کو بہت زیادہ اچھالا ہے، تمام اخبارات نے اس کی بڑی بڑی خبر بنائی ہے۔شاید اس لئے کہ public کی demand یہ ہو گی کہ ان کو اس قسم کی چیز feed کی جائے تو اس میں ہم سب کو responsibility کے ساتھ act کرنے کی ضرورت ہے۔as a parliamentarian اور بطور انسان ہمیں اللہ تعالیٰ نے جو عزت دی ہے اس کا ہم دفاع کریں اور ہم اپنا ایسا conduct بنائیں کہ کسی کو بات کرنے کا موقع نہ دیں۔اگر بد قسمتی سے کبھی کوئی ایسا موقع آ بھی جائے تو پھر میڈیا والے بھائیوں اور بہنوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کو confirm کئے بغیر نشر نہ کریں۔خبر break کرنے سے پہلے اس کی authenticity کا بھی تھوڑا خیال رکھا کریں۔میری ایک مرتبہ باہر والے ایک senior journalist سے بات ہوئی تھی کہ یہاں ہمارے ہاں یہ بات کس طرح چل رہی ہے کیونکہ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رہتا ہے تو اس نے مجھے ایک بات کہی جس کو سن کر مجھے شرم آئی۔اس نے کہا کہ In order to break news unfortunately the media in Pakistan is making news. یعنی خود ہی خبر بنا کر اس کو break کر دیتے ہیں اور یہ کتنی دفعہ ہو چکا ہے۔یہ میں کل کی بات نہیں کر رہا، پہلے بھی کئی دفعہ ایسا ہو چکا ہے۔کل کی خبر کے بارے میں ابھی تک الیکشن کمیشن نے تو کوئی بات نہیں کی ہے لیکن سب لوگوں نے آج یہ لکھ دیا ہے کہ ہماری ایک ممبر کی ڈگری جعلی ہے۔ہم سب انسان ہیں۔اس ممبر کا بھی آخر کوئی بھائی ہے، اس کے بچے ہیں، اس کا سسرال ہے۔ہم سب connected ہیں وہ ان کے سامنے کیا منہ دکھائے گی؟ اگر ایسے واقعے ہوتے بھی ہیں تو آپ اس کی ایک خبر بنا دو، اس کو اتنا اچھالنے سے یہ سارا مسئلہ پیدا ہوا ہے تو میری اس ایوان کی وساطت سے اپنے میڈیا والے بھائیوں سے گزارش ہو گی کہ وہ اپنی professional responsibility کو responsibility کے ساتھ ادا کریں جیسا کہ saying ہے کہ "Pen is mightier then the sword" قلم کا جو لکھا ہوا ہے اس کی بڑی طاقت ہے تو مہربانی کر کے اپنی اس طاقت کو احتیاط کے ساتھ استعمال کریں تا کہ کسی کا نقصان نہ ہونے پائے۔آپ کی وساطت سے میری میڈیا کے بھائیوں سے یہی گزارش ہے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں صرف ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! شعر کی باری پہلے ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کی ہے اس کے بعد آپ بھی سنا لیجئے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بات اختصار سے کرنی ہو لیکن مطلب پورا ہو تو شعر کہتے ہیں جو بات قائد حزب اختلاف، چودھری ظہیر الدین خان صاحب نے ہماری پارٹی کی پالیسی بیان کرتے ہوئے آج اپنی تقریر میں فرمائی ہے۔ بہت دیر تک سوچتی رہی کہ آخر بہت پیار سے، بڑے اچھے طریقے سے اسی بات اور مطلب کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی پارٹی پالیسی کو سب تک کیسے پہنچایا جائے؟ تو اکبر الہ آبادی سے معذرت کے ساتھ شعر عرض ہے کہ:

[**********]
[**********]

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ میں بات تو پہلے کر چکا ہوں۔ حسب حال ایک شعر پیش کرنا چاہتا ہوں:۔

---

* بحکم جناب سپیکر! قاعدہ نمبر221، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے تحت الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کل چودھویں کی رات تھی شب بھر رہا چرچا تیرا
کسی نے کہا چاند ہے، کسی نے کہا چہرہ تیرا
ہم بھی وہاں موجود تھے ہم چپ رہے
ہم خاموش رہے مقصود تھا پردہ تیرا

جناب سپیکر! چونکہ چاند میں بھی داغ ہے اس لئے شاعر خاموش رہا۔ میں بھی یہی کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری society کے ہر طبقے میں داغ موجود ہے۔ ساری society غلط نہیں ہے لیکن یہ داغ ہر طبقے میں ابھی موجود ہے جس کی ہمیں اصلاح کرنی ہے۔ بے حد شکریہ۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہوں گی۔ شوکت مزاری صاحب کہتے تھے کہ شعر کا جواب شعر سے ضرور دینا چاہئے۔ آج وہ بہت یاد آ رہے ہیں۔ پہلے میں میاں صاحب کا شعر correct کر دوں۔

ہم بھی وہاں موجود تھے ہم سے بھی سب پوچھا کئے
ہم چپ رہے ہم ہنس دیئے منظور تھا پردہ تیرا

اس کے جواب میں عرض ہے کہ:۔

تم بھی وہاں موجود تھے تم سے بھی سب پوچھا کئے
تم چپ رہے تم ہنس دیئے منظور تھا "چاچا" تیرا
(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 8۔جولائی2010 صبح 10-00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

303

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،8۔جولائی2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 244۔اے کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 148 کے ذیلی قاعدہ(1) میں مجوزہ ترمیم کی تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 148 کے ذیلی قاعدہ(1) میں مجوزہ ترمیم فی الفور زیر غور لائی جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 148 کے ذیلی قاعدہ(1) میں مجوزہ ترمیم منظور کی جائے۔

نوٹ: مجوزہ ترمیم بطور منسلکہ لف ہے۔

304

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب2010(مسودہ قانون نمبر5بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب 2010،جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے آبکاری و محصولات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب2010منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب2010(مسودہ قانون نمبر9بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب 2010،جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف و اشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب2010منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ برائے انفراسٹرکچر پنجاب2009(مسودہ قانون نمبر29بابت2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ برائے انفراسٹرکچر پنجاب2009،جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے منصوبہ بندی وترقیات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ برائے انفراسٹرکچر پنجاب2009منظور کیا جائے۔

4۔ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010(مسودہ قانون نمبر4بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010،جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010 منظور کیا جائے۔

305

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعرات،8۔جولائی2010

(یوم الخمیس،25۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 11بج کر50منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

سُبۡحَـٰنَ ٱلَّذِيٓ أَسۡرَىٰ بِعَبۡدِهِۦ لَيۡلٗا مِّنَ ٱلۡمَسۡجِدِ ٱلۡحَرَامِ إِلَى ٱلۡمَسۡجِدِ ٱلۡأَقۡصَا ٱلَّذِي بَـٰرَكۡنَا حَوۡلَهُۥ لِنُرِيَهُۥ مِنۡ ءَايَـٰتِنَآۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡبَصِيرُ ①

سُوۡرَةُ بنیٓ اسرآئیل آیت 1

وہ(ذات)پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام یعنی(خانہ کعبہ)سے مسجد اقصیٰ(یعنی بیت المقدس)تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم اسے اپنی(قدرت کی)نشانیاں دکھائیں۔بے شک وہ سننے والا(اور)دیکھنے والا ہے(1)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دل ٹھکانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
جلوہ خانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
ہر زمانے کی آپ ہیں رحمت
ہر زمانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
اک پل میں ہزاروں عالم ہیں
آنا جانا میرے حضور ﷺ کا ہے
حشر میں ان کے ساتھ اُٹھے گا
جو دیوانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
ذکر شامل نماز میں خالد
پنجگانہ میرے حضور ﷺ کا ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

پانی کے حوالے سے سندھ حکومت کے ساتھ ہونے والی میٹنگ میں پنجاب حکومت کے مؤقف کی وضاحت

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ ایک اہم issue کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو کہ صوبہ پنجاب کا ایک انتہائی اہم معاملہ ہے کہ ہمارے صوبہ میں پانی کا مسئلہ انتہائی اہم ہے۔ہماری ایک سی جے لنک کینال ہے جو ہمیں تربیلا سے پانی دیتی ہے اور پورے جنوبی پنجاب مظفر گڑھ، ملتان، لودھراں، وہاڑی، بہاولپور کے علاقوں کو تقریباً 30 لاکھ ایکڑ اراضی کے لئے یہ محیط ہے اور ان علاقوں کو سی جے لنک سے پانی ملتا ہے ہم نے 23۔فروری سے یہ گزارش کی تھی کہ اس نہر کا پانی کھولا جائے لیکن ایک ادارہ جو ارسا ہے اس نے ہمارے ساتھ مکمل زیادتی کی اور 23۔فروری سے پرسوں تک اس نہر کو بند رکھا گیا جو کہ ہمارے صوبہ کے ساتھ زیادتی ہے اور اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے ارسا جو کہ ایک ایسا ادارہ ہے جس میں سیاست بالکل نہیں ہونی چاہئے اور ایک آزاد ادارہ ہونا چاہئے۔بدقسمتی سے وہاں پر مکمل سیاست ہو رہی ہے جس کی وجہ سے صوبوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ہم نے ارسا سے 13 ہزار کیوسک پانی مانگا تھا وہ بھی ہمیں پورا نہیں دیا گیا بلکہ 10 ہزار کیوسک دیا گیا ہے۔اس بارے میں وزیر اعظم صاحب اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وفاق کا نمائندہ پچھلی دفعہ سندھ سے تھا اور اب وہ خود استعفیٰ دے گیا ہے اور اللہ کے فضل سے وہ ہماری جان چھوڑ گیا ہے۔وزیر اعلیٰ صاحب جو آج ہاؤس میں موجود ہیں، میں گزارش کروں گا کہ

وزیر اعظم صاحب سے یہ گزارش کی جائے کہ اب جو ارسا میں وفاق کا نمائندہ مقرر کیا جانا ہے وہ ایک ایسا شخص ہونا چاہئے کہ جس پر چاروں صوبوں کو اعتماد ہو یا وہ اسلام آباد کا ہو یا وہ آزاد کشمیر کا ہو اگر وہ کسی صوبہ کا ہو گا تو پھر یہ نفرتیں بڑھیں گی۔

جناب سپیکر! ہم چاہتے ہیں کہ صوبوں میں این ایف سی ایوارڈ کی طرح، جس طرح پنجاب اور باقی صوبوں نے مل کر consensus کیا اسی طرح اس مسئلے کو بھی حل کیا جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ صوبوں میں محبتیں بڑھیں اور ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ کسی کا حصہ لیں لیکن ہم یہ ضرور چاہتے ہیں کہ ہمارا حصہ کوئی نہ لے کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہمارا حصہ کوئی لے گا تو یہ ہماری کمزوری ہو گی۔ میرے اپوزیشن کے بھائی لغاری صاحب اکثر اس معاملے میں گلہ کرتے رہتے ہیں کہ آپ اس معاملے میں نرم رویہ رکھتے ہیں۔ میں ان سے بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس نرم رویہ کی وجہ ہرگز یہ نہیں کہ ہم اپنے حق سے محروم ہو جائیں۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ صوبوں میں محبتیں بڑھیں، صوبوں میں جو نفرت پھیل رہی تھی اس کو روکنے کے لئے پنجاب نے کچھ عرصہ یہ قربانی دی لیکن اب ہم مجبور ہو گئے ہیں اور انشاءاللہ سی جے لنک کینال اب کھلی رہے گی اور اس کو بند نہیں ہونے دیں گے۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: شاباش۔جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ یہ ایک ایسا issue ہے، اگر جناب کی اجازت ہو تو کچھ منٹ میں اس معزز ایوان کے لینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب والا! وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر آبپاشی کے وزیر صاحب ان کا ماہرین عملہ اور میں ہم سب حکومت سے ملنے سندھ گئے تھے اور اسی issue پر بات کرنے گئے تھے جو ارسا میں ہمارے لئے دقتیں پیدا کی جاتی ہیں۔ اول تو یہ ہے کہ ارسا کو بالکل imbalanced کر دیا گیا ہے اس لئے میں وزیر صاحب کی تائید کروں گا کہ اسے سیاسی اکھاڑہ نہیں بنانا چاہئے۔ ایک معاہدہ موجود ہے جو 1960 میں طے پایا تھا اس کے مطابق دریاؤں کے پانی کو چلانا ہے۔ آپ کو یہ علم ہو گا کیونکہ آپ خود ایک کاشتکار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب 1960 میں

پنجاب کے تین دریاراوی، بیاس اور ستلج ہندوستان کو دے دیئے گئے تھے اس وقت اس علاقے کو جس کی سیرابی یہ تین دریا کرتے تھے پانی پہنچانے کے لئے link canals کا network بچھایا گیا تھا۔ چناب اور جہلم سے پانی لے کر سنٹرل اور South Punjab کے لئے اور پھر دریائے سندھ سے پانی لے کر بذریعہ ٹی پی لنک اور چشمہ جہلم لنک ڈیرہ غازی خان، رحیم یار خان اور بہاولپور کے کچھ حصے کو پانی پہنچانے کے لئے یہ لنک کینال بنائی گئی تھی اور یہ 1991 کے Water Accord میں بھی موجود ہے۔ صوبوں کا share بھی اس میں موجود ہے اور ان link canals میں کتنا پانی جائے گا صوبے کے indents کے مطابق جائے گا اور یہ معاہدے میں بھی موجود ہے۔ کہیں بھی پنجاب نے اپنے share سے زیادہ پانی نہیں لیا وہ بلکہ ہمیشہ ناجائز جیسے سرائیکی میں کہتے ہیں کہ "دھاڑ فریاد کر کے "پنجاب کا حصہ لے جاتے ہیں اور پنجاب کو کبھی بھی ایک ہزار کیوسک زیادہ پانی نہیں دیا گیا۔ ہم جب سندھ میں ان کے ساتھ بیٹھے تھے تو میں نے ان سے یہ طے کیا تھا وزیر موصوف اس چیز کی گواہی دیں گے کہ آپ کے صوبہ میں جو جغرافیائی حالات ہیں ان کے مطابق پچیس دن سے ایک مہینہ تک پہلے کاشتیں شروع ہو جاتی ہیں اور پھر برداشت بھی شروع ہو جاتی ہے۔ ہم ایک مہینہ بعد اس کی کاشتیں شروع کرتے ہیں لہذا ہمارا کوئی ٹکراؤ نہیں ہونا چاہئے۔ جب آپ کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے اس وقت ہمیں اتنی ضرورت نہیں ہوتی لیکن جب ہمیں ضرورت ہوتی ہے تو پھر آپ کو ضرورت نہیں ہوتی۔ اس پر ان کے وزیر، ان کی ٹیکنیکل ٹیم اور پھر ہم سارے مل کر وزیر اعلیٰ سندھ کے پاس گئے تھے انہوں نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ ان کے اپنے الفاظ تھے کہ ہمیں اس فارمولے کے متعلق پہلے کسی نے کہا ہی نہیں۔ جو میں نے وہاں suggest کیا تھا، انہوں نے وہ approve کیا تھا۔ اب جو یہ معاملہ اٹھ رہا ہے جس پر اتنا ہنگامہ کیا جارہا ہے کہ دو ممبر مستعفی ہو گئے ہیں۔ آخر یہ کیوں مستعفی ہو گئے ہیں کہ پنجاب نے اپنا indented share مانگا ہے اور اس معاہدے میں یہ بات موجود ہے کہ تربیلا سے چاہے منگلا سے جس سسٹم سے یہ صوبہ چاہے پانی لے سکتا ہے۔ ہم نے 13 ہزار کیوسک demand کیا تھا، indent کیا تھا لیکن ہمیں 13 ہزار کیوسک نہیں دیا گیا صرف 10 ہزار کیوسک دیا گیا۔ اس پر اگر وہ مستعفی ہو جاتے ہیں تو یہ ان کی مرضی ہے۔ پنجاب نے اپنے share سے زیادہ نہیں مانگا، اپنے share کے اندر رہتے ہوئے فصل کے مطابق مانگا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کی معلومات کے لئے یہ عرض کروں گا کہ یہ کتنا بڑا ظلم ہو گا کہ جنوبی پنجاب جو کہ ان link canals کے اوپر dependent ہے اور سارے پاکستان کی کاٹن کی بنیاد اسی علاقے پر ہے، 30لاکھ ایکڑ سی جے لنک کینال سے سیر اب ہوتا ہے۔ میں آپ کو اضلاع بھی گن دیتا ہوں جھنگ، مظفر گڑھ، ملتان، لودھراں، وہاڑی اور بہاولپور اور اسی طرح ٹی پی لنک کینال سے رحیم یار خان کا سارا ضلع، بہاولپور کا کچھ حصہ 15لاکھ ایکڑ اس سے سیر اب ہوتا ہے۔یعنی 45لاکھ ایکڑ رقبے کو یہ ویران کرنا چاہتے ہیں جو so called IRSA کے ممبران ہیں اور ارسا کو اس طرح سے load کیا گیا ہے کہ پنجاب وہاں تنہا رہ جاتا ہے۔ اس کو سیاسی اکھاڑہ کیوں بنایا گیا ہے؟ Membership اس طرح سے ہونی چاہئے تھی کہ اس میں Technicians ہوں اور مرکز کا جو نمائندہ ہوتا ہے اسے تو انصاف کرنا چاہئے وہ کیوں کسی صوبے کے ساتھ ہمدردی کرنے لگ پڑتا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

ہم نے یہ issue وزیر اعظم تک پہنچایا تھا اور ہم نے متعلقہ وزیر صاحب سے بھی یہ درخواست کی تھی کہ آپ کے چونکہ وزیر ہونے کے علاوہ پارٹی کے مراسم بھی ہیں تو ان کو آگاہ کیا جائے کہ مرکز کا ارسا میں جو نمائندہ ہو وہ بالکل neutral ہونا چاہئے۔ وہ ماہرین میں سے لے لیں، ریٹائرڈ چیئرمین واپڈا موجود ہیں اور اسی طرح وغیرہ وغیرہ لیکن وہ جانبدار نہیں ہونے چاہئیں۔ آج تک اسی طرح سے چلتا جا رہا ہے اور اگر سی جے لنک کینال اور ٹی پی لنک کینال سے کوئی چھیڑ چھاڑ کی گئی تو پنجاب کے 45لاکھ ایکڑ خطرے میں پڑ جائیں گے۔ باقی links تو ہم اپنے دریاؤں سے چلا رہے ہیں، جہلم اور چناب سے چلا رہے ہیں اس میں تو ان کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا وہ links صرف سنٹرل پنجاب کو سیر اب کر رہی ہیں اور یہ کوئی بارہ چودہ links ہیں۔ یہ دو links ہیں جو جنوبی پنجاب کو جا کر سیر اب کرتی ہیں اور انہی کے ساتھ وہ چھیڑ چھاڑ کر رہے ہیں۔ خود وزیر اعظم کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے، ان کو خود یہ احساس ہونا چاہئے کہ یہ کتنا بڑا نقصان ہو گا اور یہ نقصان صرف پنجاب کا نہیں بلکہ پاکستان کا ہو گا۔45لاکھ ایکڑ کاٹن کا ایریا ہے، اگر یہ خدانخواستہ ویران ہو جاتا ہے تو پاکستان کا نقصان ہو گا۔ یہ کیا سوچ رہے ہیں؟ جب سندھ کے ممبران ارسا اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں اور یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ پنجاب شاید اپنے share سے زیادہ مانگ رہا ہے۔ کسی دور میں، کسی سیزن میں پنجاب نے اپنے حصہ سے زیادہ نہیں مانگا۔ اپنا حصہ مانگا ہے اور بروقت مانگا ہے تاکہ ہمارے کاشتکار وقت پر کاشت کر سکیں۔ آپ جانتے ہیں، آپ

خود کاشتکار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، اگر کاشت میں دیر ہوتی ہے تو پیداوار میں فرق پڑتا ہے اسی لئے تو ہم چیختے ہیں کہ ہمیں بروقت اپنا share دیا جائے۔ اس کو اب سیاسی issue بنا دیا گیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان سے بھی اپیل کروں گا کہ اس کو ہر جگہ highlight کریں اور اپنے اپنے حلقوں میں بھی اس کو highlight کریں۔ پنجاب صرف اپنا حق مانگ رہا ہے اور کسی کا حق نہیں مانگ رہا۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہم چاہتے ہیں کہ وہ بالکل اپنا حق لیں، کبھی ہم نے سندھ کا حق نہیں چھینا اور کبھی ہم نے سرحد یا بلوچستان کا حق نہیں مانگا۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ اپنا حق ضرور لیں لیکن ہمارا حق ہم سے نہ چھینیں اور اگر اس طرح سے ان کے رویے رہے کہ یہ استعفوں پر آجاتے ہیں تو اس طرح صوبوں کے درمیان نفرتیں پھیلیں گی، محبتیں نہیں بڑھیں گی، مارشل لاء کے ڈکٹیٹر نے تو نفرتیں بڑھائی تھیں اور منتخب حکومت کیوں صوبوں کے درمیان نفرتیں پیدا کر رہی ہے؟ مجھے اس چیز کا دکھ ہوتا ہے۔ پرویز مشرف پر تو ہمارا کوئی زور نہیں تھا ہم اس کے دور میں بھی چیختے رہے، پکارتے رہے لیکن وہ تو خیر ایک ڈکٹیٹر تھا اور اس کے منہ سے نکلا ہوا لفظ قانون بن جاتا تھا۔ اب تو منتخب وزیر اعظم ہے، منتخب صدر ہے ایک کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے اور صدر کا تعلق سندھ سے ہے۔ دونوں کو پنجاب کے ساتھ بیٹھ کر یہ طے کرنا چاہئے کہ ہمارا حق کیوں مارا جاتا ہے؟ ہم اپنا حق مانگتے ہیں۔میں آپ کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ اپوزیشن والوں کا بھی حق ہے۔ان کو بھی بولنے دیں۔پوچھتے ہیں کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ آپ کا ساتھ دیتے ہیں یا آپ کی مخالفت کرتے ہیں۔جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔جناب سپیکر! میں آج راجہ ریاض صاحب، سردار ذوالفقار علی خان صاحب، وزیر اعلیٰ اور حکومت کا نہایت شکر گزار ہوں کہ وہ بات جو میں پچھلے ایک سال سے منت سماجت کر کے کہہ رہا تھا اسے سنا گیا ہے۔پہلے تو مجھے غدار کہہ کر اور پتا نہیں کیا کیا القاب دے کر چپ کروا دیا جاتا تھا لیکن آج میری ہی بات کی تائید کی جا رہی ہے۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مانا کہ یہ ایک issue

ہے اس پر ہمیں پہلے سے ایک لائحہ عمل بنانا چاہئے تھا۔1991 کا Water Accord کہتا ہے کہ صوبہ اپنے حصے کا پانی جہاں سے مرضی لے، ہمیں دریائے سندھ، تربیلا leg میں سے پانی نہیں دیا جاتا تھا جس وجہ سے یہ چشمہ جہلم لنک کینال بند ہوئی۔ جب فروری میں یہ بات ہوئی تھی تو سردار صاحب اور منسٹر صاحب سندھ گئے تھے اور واپس آ کر کہا تھا کہ اس بارے میں بتائیں گے کہ کیا ہو گا تو جب راجہ ریاض صاحب floor پر کہہ رہے تھے کہ چشمہ جہلم لنک کینال بند نہیں ہو گی اس وقت ایک ہفتے کے لئے اس میں پانچ ہزار کیوسک پانی چھوڑا گیا تھا لیکن at the very same time سیکرٹری اریگیشن پنجاب اور سیکرٹری اریگیشن سندھ نے یہاں بیٹھ کر اعلان کیا تھا کہ ہم چشمہ جہلم لنک کینال کو بند کر رہے ہیں۔میں بہت عرصے سے یہ چیز گزارش کر رہا ہوں اور اگر ہم آئین کو بھی دیکھیں تو اس کے آرٹیکل 155 میں بڑا واضح ہے کہ:

Complaints as to interference with water supplies

آرٹیکل 155 of Constitution ہمارے Constitution frame کرنے والوں نے اسی چیز کے لئے رکھا تھا کہ اگر پانی کی تقسیم میں کوئی شکایت ہے تو اسے Council of Common Interests میں اٹھایا جائے۔میں نے یہاں اسمبلی کے floor پر بارہا یہ بات کی کہ خدارا اس پر کوئی stand لیا جائے۔بجائے اس کے کہ ہم سخت باتیں کر کے کسی کی دلآزاری کر کے بات آگے بڑھائیں ہم قانون اور طریقے کے ساتھ اپنی بات کو آگے لے کر چلیں۔ہم نے پچھلے سال بجٹ تقریر میں ارسا کی re-composition کی بات کی تھی کہ ارسا کی composition صحیح نہیں ہے۔پاکستان کا پانی ہم سب کا پانی ہے۔یہ سندھ کا پانی ہے پنجاب کا اور نہ کسی اور کا ہے بلکہ یہ سب کا پانی ہے۔ آج اس increase پر لوگوں نے احتجاجاً استعفے دیئے ہیں۔ ہمیں ایک لاکھ 52 کیوسک مل رہا ہے اور سندھ والوں کو ابھی بھی تقریباً دو لاکھ کیوسک مل رہا ہے۔ہمارا علاقہ سندھ کے cultivatable علاقہ سے زیادہ ہے لیکن ہمیں پانی کم مل رہا ہے۔ اس وقت پانی سب سے قیمتی وسیلہ ہے لیکن ہم اس محدود وسیلے کا بہتر استعمال کریں، اس کا efficient استعمال کریں۔ جہاں ملک کا فائدہ ہو وہاں اسے استعمال کریں اور خدارا ہم اس provincialism میں نہ پڑیں، اس میں ہم پارٹی lines میں نہ پڑیں بلکہ ہم ان سب چیزوں سے بالاتر ہو کر پاکستان کی بات کریں کہ پاکستان کا کس میں فائدہ ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ یہ appropriate forum ہے یا نہیں لیکن بلوچستان اور سندھ کے اندر بھی یہ issue چلا ہوا ہے۔ پچھلے

سال سندھ اور بلوچستان کے پانی کی تقسیم پر یہی issue تھا، سردار رستم خان جمالی کی اللہ مغفرت کرے وہ میرا کلاس فیلو تھا، میرا دوست تھا اس نے کہا تھا کہ ہم یہ نہر بند کر دیں گے اور آج بلوچستان کا اریگیشن منسٹر کہہ رہا ہے کہ ہمیں بھیک نہیں چاہئے بلکہ ہمارا 2400 کیوسک حصہ بنتا ہے اور ہمیں 2400 کیوسک ہی دیا جائے لیکن ان کو پانی کم مل رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ بجائے اس کے کہ اس میں کوئی confrontation کی جائے ہم سب مل کر، اس میں کوئی حکومت ہے نہ اپوزیشن بلکہ ہم سب مل کر اپنے ان بھائیوں کی اس بارے میں جو غلط فہمیاں ہیں وہ دور کریں۔ پنجاب نے چشمہ جہلم لنک کینال پر ایک پاور پراجیکٹ announce کیا تھا جس پر سندھ والوں نے اعتراض کیا تھا۔ میں اسی وقت House میں out of turn ایک قرار داد لایا تھا اور وہ پاس ہوئی and the Law Minister was very kind کہ انہوں نے وہ قرارداد out of turn لینے کی کوشش کی۔ میں نے اس وقت منت کی تھی کہ جو misgivings ہیں انہیں دور کیا جائے۔ جب کمیونیکیشن نہیں ہوتی تو خلیج بڑھتی ہے۔ Misunderstanding اس وقت ہوتی ہے جب بات چیت کا سلسلہ ختم ہوتا ہے nature Human ہے we are worried of the unknown ہمیں جس چیز کا پتا نہیں اس بارے میں ہمارے تحفظات ہوں گے اور ہم اس سے ڈریں گے۔ چشمہ جہلم لنک کینال والا issue بہت ہی اہم ہے جیسے سردار صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اس کے ساتھ سارے جنوبی پنجاب کا معاملہ چلتا ہے۔ یہ وہ نہری نظام ہے جو 1929 میں نواب آف بہاولپور نے ریاست بہاولپور کے لئے بنایا تھا اور 1929 کا Try Pay type کا بیکانیر، برٹش انڈیا اور ریاست بہاولپور کا agreement ہوا تھا۔ یہ نہری نظام اس کو پانی دینے کے لئے جا رہا ہے۔ سکھر بیراج تو بعد میں بنا ہے۔ ہمارے reservoirs جو Indus Water Treaty کے نتیجے میں بنے ہیں ان میں پہلا حق ان علاقوں کا ہے جن کے پاس پہلے پانی آتا تھا۔ ان علاقوں کا پہلے استحقاق ہے، ان کی سالانہ نہروں کو پانی جانے کی ضرورت ہے لیکن آج ان کی ششماہی نہروں کو چھ مہینے بھی پانی نہیں مل رہا۔ چشمہ جہلم لنک کینال تقریباً پچھلے نو ماہ سے بند تھی، درمیان میں صرف ایک ہفتہ چلی ہے۔ اس علاقے کے بارے میں سوچیں جو ہمارا prime cotton growing area ہے۔ کاٹن جو ہماری اکانومی کی back bone ہے ہم اس سے 60 to 70 percent foreign exchange earn کرتے ہیں۔ میں تو پہلے بھی منت کرتا رہا تھا کہ ہم اس issue کو Council of Common Interests میں اٹھائیں لیکن

شاید اپوزیشن سمجھ کر کہا گیا کہ یہ اپوزیشن ہے اس لئے ان کی بات کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔میں نہایت شکر گزار ہوں کہ اب ہم نے اسے serious لیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ سب کے مشترکہ اور پنجاب کے حق کی بات ہے اور یہ سُننی چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد جحہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترم جحہ صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں لیکن اگر آپ ان کو floor دے چکے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بات کر لیں۔میں ان سے کہتا ہوں کہ انتظار کر لیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔میں چاہتا تھا کہ آپ کی وساطت سے تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔یہاں اپوزیشن بنچوں سے صوبائی حقوق کی بات کی جا رہی ہے اور سب ایک ہیں وغیرہ وغیرہ بہت اچھی ترغیب دی جا رہی ہے لیکن پانچ سال یہ ترغیب کہاں گئی جب پرویز مشرف کا دور تھا اور پنجاب کے حقوق مارے جا رہے تھے؟ ریکارڈ کو درست کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: رہنے دیں۔مہربانی۔جی، جحہ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد جحہ): شکریہ۔جناب سپیکر! یقیناً میں بھی آج وزیر آبپاشی کا شکر گزار ہوں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔یہ اتنا اہم issue ہے کہ اگر اس پر توجہ نہ دی گئی تو میرا علاقہ بنجر اور ویران ہو جائے گا۔میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا بھی شکر گزار ہوں ، میں نے پچھلے اجلاس میں ان سے استدعا کی اور کہا کہ یہ ایک اہم issue ہے آپ اس پر ایک briefing لیں تو انہوں نے مہربانی کر کے ایک میٹنگ arrange کروائی جس میں سیکرٹری اریگیشن نے ہمیں briefing دی اور اس کمیٹی کی سربراہی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے کی۔ہماری بدقسمتی کی داستان وہاں سے شروع ہوتی ہے جب ایک آمر نے ہمارا دریا بیچا۔جب یہ دریا بیچا گیا اور اس وقت

national level پر ایک تصفیہ ہوا اس کے مطابق میرا علاقہ جس میں بہاولپور اور جنوبی پنجاب کے باقی اضلاع کا کچھ حصہ شامل ہے وہ سارا علاقہ تربیلا ڈیم پر آیا۔اس فیصلے کے تحت ہمارے علاقے کو تربیلا ڈیم سے پانی ملنا تھا جس وجہ سے یہ سی جے لنک کینال بنائی گئی اور اس نہر کی وجہ سے تربیلا سے ہمارے علاقے کو پانی پہنچتا تھا۔بد قسمتی سے پچھلے دور حکومت میں ارسا کے setup میں وفاقی نمائندہ مستقل سندھ کو دے دیا گیا۔ پچھلے سال سے ہمارے ساتھ ارسا نے زیادتی کا آغاز کیا، جہاں تک مجھے information ہے اس کے مطابق اس سال سب سے پہلے ارسا میں بلوچستان کے نمائندے نے پنجاب کی حمایت کی تو اسے pressurize کر کے چھٹی پر بھیج دیا گیا۔اس کے بعد فرنٹیئر کا نمائندہ جو ارسا کا چیئرمین تھا اس نے ایک میٹنگ میں پنجاب کے موقف کی تائید کی تو اسے بھی pressurize کر کے اس سے بھی resign لے لیا گیا۔ انتہائی سیاسی انداز سے ہماری حق تلفی کی جا رہی ہے۔میں ایک اور بات کا انکشاف کروں گا کہ جب ارسا میں پانی کی تقسیم کا مسئلہ آتا ہے تو چونکہ ارسا میں دو مستقل نمائندے صوبہ سندھ سے ہیں وہ اپنی اکثریت کی وجہ سے پانی کی تقسیم میں اس طریقے سے ڈنڈی مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا سندھ میں 50 فیصد پانی ضائع ہو جاتا ہے اور اس کی seepage ہو جاتی ہے اور وہ وہاں 50 فیصد cut لگا دیتے ہیں جبکہ پنجاب کے باقی دریاؤں میں وہ کہتے ہیں کہ 20 سے 25 فیصد سے زیادہ پانی کی seepage نہیں ہوتی۔تو محترم یہ انتہائی اہم issue ہے۔میرا علاقہ پانی کی شدید قلت میں مبتلا ہے، میں خدا کی قسم! اٹھا کر کہتا ہوں کہ میرے علاقے میں آدھے سے زیادہ رقبے بنجر اور ویران پڑے ہوئے ہیں۔میرے علاقے کی مستقل نہریں مستقل طور پر وارا بندی میں ہیں بلکہ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جب شدید بحران آتا ہے تو میرے علاقے کی نہریں دو ہفتے بند رہتی ہیں اور ایک ہفتہ چلتی ہیں۔ بہر صورت میں یہ گزارش کروں گا کہ اس issue کو جناب وزیر اعظم کے level پر ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب discuss کریں اور اس کو سیاست سے ہٹ کر دیکھا جائے۔جیسا کہ ابھی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے فرمایا ہے کہ merit کی بنیادوں پر اس issue کو settle کیا جائے۔ہم تو اپنا حق مانگتے ہیں۔ہم کسی سے کسی کا حق مانگتے ہیں اور نہ چھینتے ہیں۔C.J link canal کے اوپر ہمارا جو استحقاق ہے، یہ on record ہے اگر اس پر عمل نہ ہوا تو میرا علاقہ بنجر اور ویران ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے، آپ ایسی بات نہ کریں۔جی، بسراء صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میں وزیر آبپاشی ،راجہ ریاض صاحب، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب اور خاص طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس issue کے موقع پر وہ بھی ہاؤس میں موجود ہیں۔

جناب سپیکر: وہ تو اکثر موجود رہتے ہیں، آپ دیکھتے نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرے بزرگ اعجاز احمد حجہ صاحب کا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے۔ابھی راجہ ریاض صاحب اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے بھی اس حوالے سے اظہار خیال فرمایا ہے۔ہمارے علاقے کی 45لاکھ ایکڑ زمین اس سی جے لنک کینال سے سیر اب ہوتی ہے۔آپ یقین مانیں،میں حلفاً یہ بات عرض کرتا ہوں کہ ہماری tail ends کے علاقے میں رہنے والے لوگ وہاں سے migrate ہو رہے ہیں کیونکہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے ان کی زمینیں بنجر ہو چکی ہیں۔پانی ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ہم پورے پنجاب کے لوگ وزیر اعلیٰ پنجاب کو اس بات کا اعتماد دلاتے ہیں کہ پانی کے مسئلہ پر ہم ان کے ساتھ ہیں۔میں کہوں گا کہ اب اگلی جنگ پانی کے لئے ہو گی کیونکہ پانی ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔وزیر اعلیٰ صاحب!ہم آپ کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ پورا پنجاب آپ کے ساتھ ہے۔وزیر آبپاشی صاحب!پورا پنجاب آپ کے ساتھ ہے۔ہم آپ کو اس بات کا اعتماد دلاتے ہیں کہ پانی کے مسئلہ پر ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ ہمیں ہمارا حق لے کر دیں اور اس کے لئے stand لیا جائے۔

جناب سپیکر!آج چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب ہاؤس میں موجود ہیں تو میں آپ کی اجازت سے Water Allowance کے مسئلہ پر بھی بات کروں گا۔ہمارے ضلع بہاولنگر کا Water Allowance 3.6 percent ہے جبکہ ساتھ والے اضلاع میں جہاں پر بااثر سیاست دان تھے ان کا Water Allowance بہت زیادہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر پانی کی منصفانہ تقسیم کرنی ہے تو پھر ہمیں پورے پنجاب کے Water Allowance پر بھی از سر نو غور کرنا ہو گا۔دوبارہ بیٹھ کر اس کو study کیا جائے۔ آپ بہاولپور، رحیم یار خان اور مظفر گڑھ کی tails کو دیکھ لیں وہاں پانی بالکل نہیں پہنچ رہا۔ آپ ہمیں کچھ نہ دیں، ہمیں ترقیاتی سکیمیں نہیں چاہئیں۔ آپ ہمیں صرف ہمارے حصے کا پانی

لے دیں۔وزیر اعلیٰ صاحب!یہ آپ کا ہم پر احسان ہو گا۔ہماری آنے والی نسلوں پر احسان ہو گا۔میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ اگر اگلے چھ مہینے یا ایک سال میں ہمیں ہمارا حق نہ ملا تو جنوبی پنجاب کا پورا علاقہ بنجر ہو جائے گا۔بہت شکریہ۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میں آپ کی اجازت سے House کے علم میں ایک چیز لانا چاہتا ہوں۔یہ حقیقت ہے کہ تربیلا سے ہمیں پانی نہیں دیا گیا اور ہم نے 23۔فروری کو اس سیزن کے لئے پہلی request کی تھی۔یہاں میں تھوڑی سی وضاحت کرتا چلوں۔ہم نے منگلا سے پانی حاصل کر کے کسانوں کو دیا ہے جو کہ ایک مشکل کام تھا۔ہم پورا پانی تو نہیں دے سکے لیکن ہم نے منگلا سے ان علاقوں کے لئے پانی دیا ہے اور وہاں جو پانی کی شدید کمی آنی تھی وہ نہیں آنے دی۔ہم نے قربانی دی اور منگلا سے پانی لے جا کر ان علاقوں کو مہیا کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ فصل متاثر نہ ہو۔اب بھی ہماری کوشش ہے کہ تمام جنوبی پنجاب اور ساؤتھ کے اضلاع کو زیادہ سے زیادہ پانی دیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،وزیر اعلیٰ صاحب!

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں کہ آپ نے آج ایک انتہائی اہم موضوع پر اس معزز ایوان کے معزز ممبران کو بات کرنے کا موقع دیا۔میں سینئر وزیر راجہ ریاض احمد صاحب، سینئر مشیر ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب، محسن لغاری صاحب اور دوسرے تمام ممبران کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اس issue پر بہت شاندار اور عرق ریزی سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

جناب سپیکر!میں آپ کی اجازت سے اس بحث کو سمیٹنا چاہوں گا۔پہلی بات تو یہ ہے کہ جس آمر نے پاکستان کے دریاؤں کا پانی بیچا وہ تو اپنی قبر میں جا چکا ہے لیکن پاکستان اور خاص طور پر پنجاب کے کسان اس انتہائی غلط فیصلے کی وجہ سے آج تک نقصان اٹھا رہے ہیں۔بہر کیف یہاں پر جو حقائق بتائے گئے ہیں میں ان کو repeat نہیں کروں گا،ماسوائے اس بات کے کہ C.J.Link Canal بھی اسی نظام کا حصہ ہے۔جب دریاؤں کے پانی کو بیچا گیا تو as a consequence of that Indus Treaty طے پائی اور اس کے نتیجہ میں یہ سارے نظام کا جال بچھایا گیا۔1991 میں چاروں صوبوں کے

درمیان جوWater Accord طے پایا میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سہرا میاں محمد نواز شریف صاحب کے سر جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

انہوں نے اپنے دور میں افہام و تفہیم کے ساتھ1991کاWater Accord signکیا اور آج تک وہ دستاویز اس ملک کے اندر صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم کے حوالے سے ایک ایسا documentہے کہ جس پر کسی صوبے کو اختلاف نہیں ہے۔پنجاب بھی اسی حوالے سے اپنے حق کے پانی کیdemand کرتا ہے۔ہم نے آج تک کسی اور صوبے کے پانی پر اپنا حق جتلایا ہے اور نہ ہی ہم جتلانا چاہتے ہیں۔ابھی NFC Award signہوا ہے جس پر میں اس ایوان کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔پنجاب کے 9کروڑ عوام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔پنجاب حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ فراخ دلی کے ساتھ ہم نے اپنا حق کاٹ کر باقی صوبوں کے حوالے کیا تاکہ NFC signed Awardہو جائے اور جمہوری دور کو اس بات کاcreditدیا جاسکے کیونکہ آمریت کے دس سالہ دور میں توNFC Awardپر signنہیں ہو سکے۔اس حکومت اور وزیر اعظم کو اللہ تعالیٰ نے یہ موقع دیا کہ وہ فراخ دلی کے ساتھ،بھائی چارے کے ساتھ اور صادق جذبوں کے ساتھ اتفاق رائے سے اس NFC Award پر signکریں،اس وجہ سے پورے پاکستان میں محبت کا پیغام پھیلا ہے۔خیبر پختون خواہ، سندھ اور بلوچستان نے کھل کر اس بات کی تائید کی ہے اور جہاں پر اس کا creditوزیر اعظم صاحب، سابق وزیر خزانہ اور وفاقی حکومت کو دیا گیا وہاں پر پنجاب حکومت،پنجاب کے اس ایوان اور9کروڑ عوام کو بھی اس بات کاcreditدیا گیا۔

جناب سپیکر!پانی زندگی ہے،حیات ہے۔پانی چاروں صوبوں کے لئے اور صوبہ پنجاب کے لئے بہت ناگزیر ہے۔صوبہ پنجاب میں گندم،چاول اور دوسری اجناس نہ صرف پاکستان کے لئے پیدا کی جاتی ہیں بلکہ جب بھی ہمارے پاسbumper cropہوتی ہے تو اسے دوسرے ممالک کو بھجوا کر زرمبادلہ بھی کمایا جاتا ہے،یہ زرمبادلہ کا باعث بنتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی نعمت دی ہے کہ جتنا بھی اس کا شکر ادا کر سکیں اور پنجاب کے کسان کو جتنی بھی ہم ستائش اور مبارکباد پیش کر سکیں کم ہے لیکن آپ جتنی مرضی کھاد ڈال لیں،جتنی مرضی مشینیں لے آئیں اور آپ جانتے ہیں کہ ہم نے پچھلے دو سال میں کسانوں کو4۔ارب روپے کی subsidy دے کر

انہیں ہزاروں کی تعداد میں سستے ٹریکٹر مہیا کئے، ہم نے انہیں equipments مہیا کئے مگر جب پانی نہیں ہو گا تو ہم نے جو اہداف مقرر کر رکھے ہیں وہ پورے نہیں ہو سکتے اور ملک میں غلے کی demand پوری نہیں ہو سکتی لہذا جہاں پر پنجاب نے ہر مرحلہ پر فراخ دلی کا ثبوت دیا اور کسی کے اوپر کوئی احسان بھی نہیں کیا میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بڑا بھائی کہا جاتا ہے تو بڑا بھائی نہیں بلکہ بھائی بن کر ہم نے پاکستان کی قومی یکجہتی اور قومی وحدت کے لئے اپنا فرض ادا کیا بلکہ اگر قومی اور ملی وحدت کو مضبوط کرنے کے لئے اگر اس سے اور بھی آگے بڑھ کر ہمیں قربانی دینی پڑے گی تو ہم وہ قربانی بھی دیں گے لیکن پانی کے اوپر بالکل کوئی سمجھوتا نہیں ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب کے کسان کے حق کو protect کرنا میرا اور اس معزز ایوان کا پورا فرض ہے اور میں یہاں پر بڑے ادب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محترم لغاری صاحب میرے انتہائی قابل احترام بھائی ہیں انہوں نے بڑی اچھی باتیں کہیں وہ جتنا چاہیں credit لیں ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں لیکن پاکستان خدانخواستہ کسی نئے حادثے، کسی نئے سانحے اور کسی نئی tension کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ہم نے NFC Award کو جس spirit سے achieve کیا وہ قومی تاریخ کا ایک شاندار باب بن چکا ہے۔ آپ دیکھئے کہ بلوچستان، سندھ، خیبر پختون خواہ کے وزرائے اعلیٰ اور میں، ہم چاروں وزرائے اعلیٰ مینار پاکستان کے سائے تلے گئے اور پاکستان کی عظمت و بڑائی کے لئے ہم چاروں بھائیوں نے ہاتھ اٹھائے، ہم چاہتے ہیں کہ پانی کے مسئلہ کو اسی spirit سے حل کیا جائے۔ جناب قائم علی شاہ صاحب وزیر اعلیٰ سندھ جو میرے بڑے بھائی اور انتہائی قابل احترام ہیں میں نے ان سے بات کی اور میں نے اس کے نتیجے میں جناب سینئر ایڈوائزر وزیر اعلیٰ پنجاب اور سینئر منسٹر پنجاب کو وہاں پر بھجوایا ان سے میٹنگ ہوئی اور انہوں نے ہم سے وعدہ کیا کہ ہم انشاء اللہ آپ کے حقوق کی پاسداری کریں گے اور آپ ہمارے حقوق کی پاسداری کریں تو میں نے انہیں اس پاسداری کی guarantee دی۔ جناب لغاری صاحب حقیقت کی بات کر رہے تھے کہ CJ Link Canal کو بند کر دیا گیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب ایک معاملے کو حل کرنا ہوتا ہے تو پتھر اٹھا کر اس معاملے کو حل کریں یا آپ پھولوں کی بارش سے اور اچھے طریقے سے اس کو حل کریں۔ ہم نے جس طرح NFC Award کو achieve کیا ہم اسی طریقے سے پانی کے اس مسئلہ کو حل کرنا چاہتے تھے اور آج بھی ہم اس مسئلہ کو

حل کرنے کے خواہاں ہیں۔ میں نے اس مسئلہ پر جناب وزیر اعظم سے ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ بات کی اور انہوں نے مہربانی کر کے وہاں پر meetings بھی بلائیں اور CJ Link Canal کو تھوڑے عرصہ کے لئے بند کیا گیا تا کہ یہ مسئلہ حل کیا جائے لیکن بد قسمتی سے باقی concerned parties نے اپنے وعدے کی پاسداری نہیں کی اور ہم نے اس مسئلہ کو with good gesture حل کرنے کی کوشش کی۔ میں آج اس ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں اور جناب سردار صاحب نے اس حوالے سے clarification کی کہ ارسا کی constitution ہم نے نہیں کی وہ ایک آمر نے کی تھی۔ قانون اور آئین کی دھجیاں اڑادی گئیں۔ اور میں یہاں پر کسی کا نام نہیں لوں گا کیونکہ and terms. I am not going to talk in provoke کیونکہ provoke and terms سے بات کرنا اس ملک کے ساتھ زیادتی ہو گی لیکن جس آمر نے وہاں پر membership کو بدل کر آئین، قانون اور انصاف کی دھجیاں اڑائیں اور ارسا چونکہ purely technical institution ہے جہاں پر معاملات technically حل ہوتے ہیں اگر پیچھے پانی زیادہ ہے تو آپ indent دیتے ہیں اور اگر پانی کم ہے تو پھر چاروں صوبے بیٹھ کر اس کو proportionally لیتے ہیں۔ اس آمر نے وہاں پر nomination کی اور وہ nomination اتنی غلط تھی، کاش! اس وقت کی کٹھ پتلی حکومت اس پر آواز اٹھاتی، اس وقت تو کسی نے بات نہیں کی۔ آج ہم جس مسئلہ پر بات کر رہے ہیں اگر لغاری صاحب اس کی تائید کر رہے ہیں تو میں ان کا بہت مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کی خدمت میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس ایوان کے حقوق کا Custodian ہوں۔ تمام معزز ممبران اپنے اپنے حلقہ کے منتخب نمائندے ہیں، بڑے قابل احترام میرے بھائی اور بہنیں ہیں یہاں پر ایک حوالے سے کل بڑی گفتگو ہوئی۔ میرے انتہائی قابل احترام ممبر اور بھائی شوکت عزیز بھٹی صاحب نے کہا کہ ٹی وی پر خبر آگئی کہ میری Degree جعلی ہے تو اٹھارہ گھنٹے تک خبر چلنے پر میری والدہ کو heart attack ہو گیا اسی طریقے سے میرے بھائی نوابزادہ سید شمس حیدر نے یہاں پر بات کی اور باقی تمام معزز ممبران کی یہاں پر observations انتہائی جائز تھیں ہمیں ان پر بڑے ٹھنڈے دل کے ساتھ غور کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میڈیا کسی بھی سوسائٹی کا ایک ایسا ستون ہے جس کی اہمیت کو ہم کم نہیں کر سکتے۔ معزز ممبران نے اپنے اپنے مسائل اور انہیں ذاتی طور پر جو ٹھیس پہنچی اس کا اظہار کیا میں سمجھتا ہوں کہ

ہمارا میڈیا آج جوان ہے،mature ہے،اس میں تجربہ بھی ہے اور آپ میڈیا کی contribution کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اس ایوان کی بحالی، جمہوری دور کا دس سال بعد واپس آنا، سیاسی پارٹیوں کی struggle، انہوں نے کوڑے کھائے، جلاوطنیاں کاٹیں اور شہادتیں لیں اس سارے عمل کو میڈیا نے ہی اجاگر کیا اور آگے بڑھایا۔ اس آمر کے دور میں ٹیلیویژن سٹیشن پر پتھر برسائے جاتے تھے، کیمرہ مین پر مکے برسائے جاتے تھے، ٹیلیویژن کیمرے توڑے جاتے تھے اور کالے کوٹوں کی عزت کو تار تار کیا جاتا تھا تو اس زمانے میں جب workers of political parties یہاں پر دن رات struggle کر رہے تھے اور ماریں کھا رہے تھے ان تمام جذبات اور مناظر کو ٹیلیویژن، اخبارات اور پوری دنیا کے میڈیا میں کس نے گھمایا وہ میڈیا تھا لہذا میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم یہاں پر اپنے جذبات کا ذکر کرتے ہیں تو یہ کہانی نامکمل ہو گی کہ اگر ہم میڈیا کی efforts کا اقرار نہ کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان سے میری گزارش ہے کہ کل یہاں پر جو تلخ و شیریں باتیں ہوئیں ہم میڈیا کے ساتھ بیٹھ کر اس پر کوئی ایک ایجنڈا تیار کر سکتے ہیں اور کسی broad parameter پر کوئی لائحہ عمل طے کر سکتے ہیں۔ میں یہاں پر آپ کو ایک مثال دیتا ہوں اور میں کسی کا نام نہیں لیتا لیکن کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ پنجاب بنک میں 50۔ارب روپے کا ڈاکا پڑا۔(شیم، شیم)

پچھلے سال سستی روٹی پر 5۔ارب روپیہ خرچ ہوا اور اللہ تعالیٰ اگر مجھے اور اس معزز ایوان کو غریب آدمی کی حالت بدلنے کا موقع دے تو 5۔ارب روپیہ کیا ہم اس غریب آدمی کی حالت بدلنے کے لئے 50۔ارب روپیہ بھی لگا دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ایک میڈیا anchor نے اس 5۔ارب روپے کو 25۔ارب بنا کر پیش کیا۔ میں اتفاق سے وہ ٹی وی پروگرام خود دیکھ رہا تھا تو میں ہنس دیا اس لئے کہ وہ بات حقائق سے بالکل مختلف تھی۔ آپ نے بعد میں اسی ایوان میں دیکھا کہ بجٹ کے دوران قابل احترام وزیر خزانہ نے سارے facts آپ کے سامنے پیش کئے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ سارے ستون مل کر ریاست اور state بناتے ہیں۔ آپ اور ہم سب اس ایوان کی عزت اور وقار کے محافظ ہیں۔ جب ہم حزب اختلاف کے طور پر کام کرتے تھے یا سڑکوں اور گلیوں میں پھرتے تھے تو لاٹھیاں برستی تھیں، بہنوں کے آنچل پھٹتے تھے اور بزرگوں کو گھسیٹ کر ویگنوں میں ڈالا جاتا تھا تو یہ میڈیا ہی تھا جو لاہور سے لے کر اچی تک اور پشاور سے لندن اور

نیویارک تک تمام تصاویر سامنے لے کر آتا تھا۔ پاکستان کے اندر آمریت جو ظلم ڈھا رہی تھی ان مناظر کو میڈیا ہی پیش کرتا تھا لہذا میری اس ایوان سے استدعا ہے کہ ہمیں مل بیٹھ کر اس معاملے کو حل کرنا چاہئے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس ایوان کی ایک کمیٹی بنائیں جو میڈیا کے ساتھ مل کر ان معاملات کو طے کرے تاکہ ہم ایک ایسا دیرپا agreement کریں، جہاں پر کسی کو اعتراض ہو وہ بڑے شوق سے بیٹھ کر اس کمیٹی میں اٹھائیں تاکہ معاملات کو ہم بہتر کریں نہ کہ کسی محاذ آرائی میں جائیں جس سے ہم اس ملک کے اہداف اور مسائل سے صرف نظر کر لیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آج پانی کے حوالے سے اس معزز ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں خود اس House کی ایک کمیٹی لے کر جناب وزیر اعظم صاحب کے پاس جاؤں گا اور ہم پنجاب کے کروڑوں کسانوں کے حقوق کا ہم تحفظ کریں گے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ چاہے جنوبی پنجاب کا پانی ہو یا وسطی پنجاب کا، پانی کی ایک بوند بھی انشاء اللہ ہم کسی کی لیں گے اور نہ کسی کو لینے دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہوں گا کہ آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے میری پہلے والی تجاویز بھی جو بجٹ میں نہیں تھیں ان کو شامل کیا۔ آج میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ ہمارے پاس جو محدود پانی ہے اس کو بہتر استعمال کرنے کے لئے ہمیں چاہئے کہ laser leveling کو ہر طرف پھیلا دیں۔

جناب سپیکر: آپ علیحدگی میں مل لیں اور ادھر ان سے بات کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جیسے آپ مناسب سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! جناب محسن خان لغاری صاحب دوسری مرتبہ اسمبلی میں آ رہے ہیں۔ یہ عادت پکا چکے ہیں کہ floor direct across the بات کرتے ہیں۔ یہ آپ سے مخاطب ہوں، وزیر اعلیٰ پنجاب سے مخاطب نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی۔ وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو بات محسن لغاری صاحب نے کی ہے تو Laser Leveling Project اس سال ADP میں شامل ہے۔ اس سال laser leveler پورے پنجاب میں حکومت پنجاب دے رہی ہے۔

جناب سپیکر: یہ بہت اچھا ہے۔ جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں اس معزز ایوان کی خدمت میں کچھ حقائق پیش کرنا چاہتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی موجودگی کی وجہ سے ان کے علم میں بھی یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ پانی کی کمی کے بارے میں "کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے" جناب وزیر آبپاشی کے اعتراف پر میں مشکور ہوں تو جنوبی پنجاب کا پانی ہو یا وسطی پنجاب کا تو یہ پانی ہماری زندگی اور موت ہے۔ جہاں تک ہمارے Water Allowance کا تعلق ہے تو پنجاب کے Water Allowance میں بھی variation ہے، اس پر میں الگ بات کروں گا۔ صوبہ سندھ میں 9 کیوسک سے لے کر 14 کیوسک اور 14 کیوسک سے لے کر 20 کیوسک فی ہزار ایکڑ تک کا Water Allowance دیا جاتا ہے جبکہ پنجاب کے اندر سب سے کم ٹوبہ ٹیک سنگھ میرے علاقے میں جو کہ لوئر چناب کینال کی tail end پر واقع ہے وہاں پر ڈیڑھ کیوسک فی ہزار ایکڑ اور 2.63 کیوسک فی ہزار ایکڑ کا پانی ہے جو کہ Zone Brackish Water ہے، زیر زمین پانی بھی کڑوا ہے جو پینے کے قابل نہیں اور آبپاشی کے قابل بھی نہیں ہے اور tail پر واقع ہونے کی وجہ سے ہمارا پانی یعنی لوئر چناب کینال کا پانی بند کر کے جنوبی پنجاب کو دیا گیا اور ہمارے کینو کے باغات کو ایک ارب روپے سے زائد کا نقصان پہنچایا گیا اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ نہری پانی کے بارے میں عام بحث کرانے کے لئے اس ایوان میں وقت مخصوص کیا جائے تا کہ سب کو یہ معلوم ہو سکے کہ پانی کی تقسیم کے حوالے سے کہاں کہاں اور کیا کیا خرابیاں ہیں۔ اس کے علاوہ ارسا کے بارے میں جو شکایات ہیں وہ اپنی جگہ پر موجود ہیں، ارسا کے فیصلے کے بعد جو حصہ پنجاب کو ملتا ہے اس میں بھی پانی منصفانہ تقسیم نہیں ہوتا اور تمام بڑے بڑے لوگ نہری پانی کو چوری کرتے ہیں۔

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ کے سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 163 ہے۔

لاہور میں شہر دکانیں کھولنے اور بند کرنے کے اوقات کا مسئلہ

*163: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں بڑی کمرشل مارکیٹوں / پلازوں اور بازاروں میں دکانیں کھولنے اور بند کرنے کا وقت مقرر ہے؟

(ب) اگر جزبالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مقررہ وقت پر دکانیں بند ہو جاتی ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور حکومت اس کے سدباب کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) اس سلسلے میں عرض ہے کہ کمرشل مارکیٹوں پلازوں اور بازاروں میں دکانیں کھولنے کا وقت مقرر نہ ہے جبکہ بند کرنے کا وقت رات 9:00 بجے مقرر کیا گیا ہے۔

(ب) محکمہ نے افسران / لیبر انسپکٹرز کو دکانیں وقت مقررہ پر بند کرانے کے لئے متعین کیا ہے جو دکاندار وقت مقررہ پر دکان بند نہیں کرتا اس کا چالان کیا جاتا ہے محکمہ محنت کی مقرر کردہ ٹیموں نے پچھلے ہفتے 188 دکانداروں کے چالان کئے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! کیا آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ سوال 3۔ مئی 2008 کو جمع کروایا گیا تھا اور 26۔ جون 2008 کو اس کا جواب تقریباً دو سال پہلے موصول ہوا تھا۔ میرا سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہم پاکستان کے اندر اور

پنجاب کے اندر دن کی روشنی کو زیادہ سے زیادہ استعمال کرنا چاہتے تھے۔ میرے اس سوال کے بعد وفاقی حکومت نے یقیناً energy crises پر قابو پانے کے لئے یہ اقدامات کئے اور رات 9 بجے مارکیٹوں کو بند کرنے کا فیصلہ کیا۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج دو سال کے بعد جواب دینے کی کوئی خاص وجہ ہے کہ دو سال تک اتنے اجلاس ہوئے ہیں تو اس سوال کا جواب کیوں نہیں دیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ اس سوال کا جواب دیر سے کیوں آیا ہے تو جیسے ہی اس سوال کی باری آئی ہے تو اس وقت اس کا جواب House میں دیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ ضمنی سوال کریں ورنہ آپ کا وقت ختم ہو جائے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ان سے پوچھا گیا ہے کہ لاہور شہر میں بڑی کمرشل مارکیٹوں/پلازوں اور بازاروں میں دکانیں کھولنے اور بند کرنے کا وقت مقرر ہے جس کے جواب میں انہوں نے یقیناً بالکل ٹھیک بتایا ہے کہ بند کرنے کا وقت رات نو بجے ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بڑی کمرشل مارکیٹوں کی تفریق کی ہے اور پچھلے نو ماہ سے جو قانون ہم implement کروا رہے ہیں کہ چند بازار جس کی انہوں نے تفریق کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: معزز ممبران اسمبلی بات کو سنیں اور میرے کانوں تک بھی آنے دیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ آدھے بازار رات 9 بجے بند ہوتے ہیں لیکن اکثریت میں ایسی مارکیٹیں ہیں جو رات نو بجے کے بعد بھی کھلی رہتی ہیں جو بند کرنے والی دکانوں کے ساتھ زیادتی ہے۔ انہوں نے جو بڑی کمرشل مارکیٹوں، بازاروں اور پلازوں کی بات ہے تو انہوں نے تفریق اس طرح قائم کی ہے کہ بڑی مارکیٹیں بند ہوں گی اور چھوٹی بند نہیں کریں گے۔ یہ بتا دیں کہ اس قانون کی انہوں نے تفریق کس طرح بنائی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! معزز رکن نے فرمایا ہے کہ چند ایک دکانیں جو مارکیٹوں میں بند نہیں ہوتیں یہ اس کی نشاندہی کریں انشاء اللہ ان کے خلاف action ہو گا۔ جب سے دکانیں بند کرنے کا اعلان کیا گیا ہے تو محکمہ محنت کی طرف سے اس وقت سے لے کر آج تک 188 دکانداروں کے چالان کئے گئے ہیں اور انہیں جرمانہ کیا گیا ہے تاکہ وہ وقت مقرر پر دکانیں بند کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی واضح کر دوں کہ ہوٹل، ریستوران، بیکرز، میڈیکل سٹور وغیرہ کھلے رہتے ہیں جو ان کا حق ہے۔ اس میں اگر ان کو ایسی کوئی شکایت ہے تو ہمیں بتائیں ہم اس کا فوری action لیں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے شکایت نہیں کی۔ انہوں نے جواب دیا ہے کہ بڑی مارکیٹوں کو بند کرتے ہیں۔ میں نے ان سے صرف یہ پوچھا ہے کہ یہ بڑی اور چھوٹی مارکیٹوں کی تفریق کس طرح کرتے ہیں کہ فلاں دکانیں بند رہیں گی اور فلاں کھلی رہیں گی؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ ان کو تفریق بتا دیں کہ چھوٹی کتنی ہوتی ہے اور بڑی کتنی ہوتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ قانون سب کے لئے یکساں ہے اور تمام کے ساتھ مساوی سلوک ہوتا ہے۔ میں پھر بھی کہہ رہا ہوں کہ اگر میرے محترم ایم پی اے صاحب کو کسی مخصوص جگہ پر شکایت ہے تو وہ میرے علم میں لائیں، اُن کے خلاف سخت action ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ کو bell نہیں سنائی دی؟ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب وسیم قادر: میرا سوال نمبر 883 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔144 لاہور گورنمنٹ کالج فار بوائز مدینہ کالونی چوک سڑک کی تعمیر نو

*883: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔144 گورنمنٹ کالج فار بوائز مدینہ کالونی چوک سے لے کر عالیہ ٹاؤن تک سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سابقا حکومت نے اس سڑک کو تعمیر کرنے کے لئے فنڈز منظور کیا تھا، اگر کیا تھا تو فنڈز کی تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) درست ہے۔

(ب) مالی حالات محدود ہونے کی وجہ سے شالامار ٹاؤن مذکورہ سڑک کو تعمیر کرنے سے قاصر ہے۔ جونہی گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز موصول ہوئے۔ ٹی ایم اے اس سڑک کو تعمیر کرنے کی کوشش کرے گا۔ اگر ایم پی اے صاحب مذکورہ سڑک کو جلد تعمیر کروانا چاہتے ہیں تو اپنے سالانہ فنڈز سے سڑک جلد تعمیر کرواسکتے ہیں۔

(ج) TMA شالامار ٹاؤن نے مذکورہ سڑک کی تعمیر کے لئے کوئی فنڈز مختص نہ کئے ہیں۔ اس کے علاوہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اور لوکل گورنمنٹ کے انجینئرنگ ونگ نے بھی مذکورہ سڑک کی تعمیر کے لئے کسی قسم کے فنڈز مختص نہ کئے تھے لہذا فنڈز کی تفصیل بتانا ممکن نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری بتانا پسند کریں گے کہ اب اس کی latest position کیا ہے کیونکہ تقریباً دو سال پہلے کا یہ سوال تھا اور ایک سال پہلے اس کا جواب دیا گیا ہے۔ ابھی اس road کی latest position کیا ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ انہوں نے آپ سے جو جواب مانگا ہے اس کی latest position کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! ہمارے پاس latest position وہی ہے جیسے تھی کہ TMA شالامار ٹاؤن اس سڑک کے اخراجات کا تخمینہ تیار کر کے محکمہ کو دے دے گا اور اگر اس میں سے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ چاہے تو اس کی تعمیر مکمل کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ اب اس کی latest position کیا ہے جو انہوں نے پہلے آپ سے سوال کیا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اس وقت موجودہ صورتحال وہی ہے جس کا ہم جواب دے چکے ہیں کہ ہمیں جیسے ہی فنڈز ملیں گے تو اس سڑک کو جلد تعمیر کروالیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ابھی آپ کے پاس اس کے لئے فنڈز ہی نہیں آئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ Road TMA سے متعلقہ ہے اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے بھی اس کے لئے کوئی فنڈز نہیں دیئے۔ جیسے ہی فنڈز آئیں گے اس سڑک کو شروع کر دیا جائے گا۔ ویسے بھی میں سمجھتا ہوں کہ سڑک کی تعمیر کے لئے ایم پی اے صاحبان کے اپنے پاس بھی فنڈ ہوتا ہے کہ وہ سڑک کی تعمیر کروا سکیں۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو اس کے متعلق بالکل پتا ہی نہیں ہے۔ میں نے پچھلے سال میاں محمد شہباز شریف سے request کی تھی جس پر انہوں نے مہربانی فرما کر مجھے فنڈز

بھی دیئے اور اس کی تعمیر کے tender بھی ہو چکے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے ماہ میں یہ سڑک شروع بھی ہو جائے گی۔ اب آپ یہ حال خود دیکھ لیجئے کہ ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ کون سی سڑک ہے اور اس کی latest position کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ خود فرما رہے ہیں کہ انہیں فنڈز مل گئے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ تو فرمائیں گے اور آپ سنتے جائیں۔ مجھے آپ بتائیں کہ کیا آپ کے محکمے کے سیکرٹری صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جی، نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ کو ان کا پتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ میرے علم میں بات تھی کہ ابھی تک یہ سڑک نہیں بنی۔ انہوں نے سوال کیا ہے کہ ابھی تک سڑک نہیں بنی۔

جناب سپیکر: آپ ان کے سوال اور ان کے جواب کو بھی چھوڑ دیں۔ آپ سے جو میں سوال کر رہا ہوں، کیا آپ اس کا جواب مجھے دے سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: پھر مجھے بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب کا نام انوار اے خان ہے۔

جناب سپیکر: میں کسی کا نام نہیں پوچھتا۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ کے محکمے کے سیکرٹری صاحب یہاں اسمبلی میں موجود ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! مجھے اس بارے کوئی علم نہیں ہے۔ چونکہ میں خود جواب دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے یہاں آرڈر کئے ہوئے ہیں کہ جس محکمے کے سوالات آتے ہیں اس محکمے کے سیکرٹری صاحب کو بھی یہاں اسمبلی میں حاضر ہونا ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جی، بالکل درست ہے۔

جناب سپیکر: اب میں آپ سے یہ سوال پوچھ رہا ہوں کہ آپ کے محکمے کے سیکرٹری صاحب یہاں پر موجود ہیں یا نہیں ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! آج گاڑیوں کی نیلامی ہے اس لئے وہ وہاں پر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، مجھے آپ پر بھی افسوس ہے اور آپ کے محکمے کے سیکرٹری صاحب پر بھی افسوس ہے لیکن in future اس کو repeat نہ کریں ورنہ مجھے کچھ کرنا پڑے گا اور پھر معاملہ خراب ہو گا۔ اب جو سوال آپ سے پوچھا گیا ہے اس میں محکمے کی طرف سے آپ کو بتایا ہی نہیں گیا کہ اس کا ٹھیکہ بھی ہو چکا ہے، tender جا چکے ہیں اور کس stage پر یہ منصوبہ جات ہیں، میں اب آپ سے کیا کہوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میرے پاس جو اطلاع ہے اس کے مطابق تو ابھی تک سڑک کی حالت ویسے ہی ہے جیسے پہلے تھی۔

جناب سپیکر: جو اس حلقے کے نمائندہ ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے tender بھی ہو چکے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ کچھ کام بھی نہیں ہوا۔ اس کو میں کیسے مانوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ قائد محترم سے فنڈز کے ذریعے وہاں پر tender کروائے گئے ہیں لیکن ہمارے محکمے کی طرف سے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ جواب ذرا سوچ سمجھ کر دیں اور مکمل طور پر پتا کر کے پھر جواب لکھا بھی کریں اور یہاں پر دیا بھی کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! بالکل اب ایسے ہی ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ فرح دیبا صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1033 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں کمیونٹی سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1033: محترمہ فرح دیبا: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں کل کتنے کمیونٹی سنٹرز ہیں، تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے کمیونٹی سنٹرز صرف خواتین کے لئے مختص ہیں، ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) مالی سال 09-2008 میں کمیونٹی سنٹرز کی تعمیر کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی اور کتنے نئے کمیونٹی سنٹرز حکومت کس کس ضلع میں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، نیز مالی سال 09-2008 میں موجودہ سنٹرز کی دیکھ بھال اور دیگر معاملات کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(د) کیا حکومت جوہر ٹاؤن لاہور میں خواتین کے لئے کمیونٹی سنٹر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) صوبہ میں کمیونٹی سنٹرز کی کل تعداد 1252 ہے جن کی ضلع وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کل 27 کمیونٹی سنٹرز خواتین کے زیر استعمال ہیں، جن کی تفصیل تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مالی سال 09-2008 میں نئے کمیونٹی سنٹرز بنانے کے لئے حکومت نے کوئی رقم مختص نہ کی ہے اور نہ ہی رواں مالی سال میں موجودہ کمیونٹی سنٹرز کی دیکھ بھال کے لئے کوئی رقم مہیا کی گئی ہے۔

(د) جوہر ٹاؤن لاہور میں خواتین کے لئے نیا کمیونٹی سنٹر بنانے کا کوئی منصوبہ حکومت پنجاب کے زیر غور نہیں ہے کیونکہ یہ پروگرام سال1996 تک جاری رہا اس کے بعد اس منصوبہ کو ختم کر دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! جواب دیا گیا ہے کہ خواتین کے لئے کل ستائیس کمیونٹی سنٹرز ہیں۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال بھی اور گزارش بھی کرتی ہوں کہ ہماری بہنوں کے لئے یہ ستائیس کمیونٹی سنٹرز چاہے وہ گاؤں میں ہیں یا شہر میں ہیں جو ہماری بہنوں کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ بتایا جائے کہ یہ کس کام کے لئے استعمال ہو رہے ہیں؟ دوسرا میں یہ پوچھتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ پہلے سوال کا جواب لے لیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ انہیں بتائیں جو وہ آپ سے پوچھ رہی ہیں اور کیا آپ نے محترمہ کی بات سن لی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ ستائیس کمیونٹی سنٹرز ہیں جن کی تفصیل یہ ہے کہ جہلم جناح باغ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ، چکوال سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ اور چکوال جھتل سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ، چکوال وومن کمیونٹی سنٹرز ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اسے ایوان کی میز پر کیوں نہیں رکھتے؟ اگر اس کا جواب اتنا لمبا ہے تو اسے ایوان کی میز پر رکھ دیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! یہ ہماری ہنر مند بہنوں کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ بتائیں کہ جو چیز ہماری بہنوں کے لئے رکھی گئی ہے وہ کن مقاصد کے لئے ہے؟

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ منسٹر صاحب! Be careful please محترمہ! میں آپ کا سوال نہیں سن سکا کیونکہ منسٹر صاحب کی کوئی مصروفیت تھی۔ ذرا repeat کر دیں۔

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! دوسرا سوال یہ ہے کہ جو کمیونٹی سنٹرز کی کل تعداد بتائی گئی ہے اس حوالے سے میں نے 2008 میں سروے کروایا تھا جو سیکرٹری سوشل ویلفیئر کی طرف سے میرے پاس سمری آئی تھی تو اس میں زیادہ تر کمیونٹی سنٹرز خالی ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے کمیونٹی سنٹرز بھی ہیں جہاں پر جرائم پیشہ لوگ پناہ گزیر ہیں اور وہاں پر لوگوں نے اپنے پالتو جانور باندھے ہوئے ہیں۔ ہماری پنجاب حکومت نے ایجوکیشن پر بہت بات کی ہے اور بہت خوبصورت اقدامات کئے ہیں، صحت کے متعلق بھی بات کی گئی ہے تو کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتا سکتے ہیں کہ کوئی ایسی ترمیم یا پالیسی بنانے کا ارادہ ہے کہ ایسے کمیونٹی سنٹرز کو فرسٹ ایڈ یونٹ میں تبدیل کر دیا جائے یا ہماری دیہاتی بہنوں کے لئے کچھ نہ کچھ کیا جائے کیونکہ آج کل میڈیا نے ہر ایک کو اتنا fast کر دیا ہے تو ایک گھر بیٹھی ہوئی عام عورت بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہے تو کیا عورتوں کے لئے یہ کمیونٹی سنٹرز مختص کئے جا سکتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے مجھے کوئی صحیح جواب نہیں دیا کہ وہ ستائیس کمیونٹی سنٹرز کس کام کے لئے استعمال ہو رہے ہیں اور باقی کمیونٹی سنٹرز کو کیوں نہیں دیکھا جا رہا کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ پروگرام سال 1996 تک جاری رہا اور اس کے بعد اس منصوبے کو ختم کر دیا گیا۔ کمیونٹی سنٹرز محکمہ سوشل ویلفیئر کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں اور سوشل ویلفیئر کی ہی زیر نگرانی ان کے منصوبہ جات مکمل ہوتے ہیں اس لئے سوشل ویلفیئر ہی اس کا مناسب جواب دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ سوشل ویلفیئر سے متعلقہ ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جی،

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1408 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ جی ٹی روڈ کی تعمیر نو

*1408: **سیدہ ماجدہ زیدی:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ جی ٹی روڈ کی حالت ناگفتہ بہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی حالت درست کرنے کا فوری ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) گوجرانوالہ جی ٹی روڈ چندا قلعہ تا نگار سنیما پر اونشل ہائی وے ڈویژن نے حال ہی میں دورویہ سڑک تعمیر کی ہے جو کہ بالکل درست حالت میں ہے ۔ نگار سنیما تالوہیانوالہ بائی پاس ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس ہے جو کہ درست حالت میں ہے۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اس کی وقتاً فوقتاً مرمت کرتی رہتی ہے۔

(ب) حکومت مذکورہ سڑک کو فی الحال تعمیر کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ سڑک کی حالت بہتر ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: لیکن میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تقریباً دو سال قبل میں نے سوال دیا اور اب دو سال بعد اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ سڑک کو تعمیر کر دیا گیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ بڑی اچھی بات ہے کہ انہوں نے دو سال کا عرصہ لگا کر سڑک تعمیر کر کے اس کا جواب دیا ہے کہ سڑک تعمیر کر دی گئی ہے مگر اس سوال کے جز(ب) میں لکھا ہے کہ "اس سڑک کی حالت بہتر ہے" تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایک نئی سڑک تعمیر ہوئی ہے تو بہتر سے کیا مراد ہے کیونکہ سڑک ابھی نئی بنی ہے اور وہ ٹھیک ہے تو بہتر حالت کی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اس میں دو portion ہیں، ایک جی ٹی روڈ چندا قلعہ تا نگار سنیما یہ پراونشل ہائی وے نے تعمیر کی ہے اور 59.5 کلو میٹر سے لے کر 65 کلو میٹر تک۔۔۔

جناب سپیکر: آپ لمبی بات نہ کریں۔ وہ پوچھ رہی ہیں کہ بہتر حالت سے کیا مراد ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ سڑک دو portion میں بنی ہے۔ ایک portion ہائی وے نے مکمل اخراجات کر کے تعمیر کیا ہے جبکہ دوسرا portion ضلعی حکومت نے اس سڑک کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے مرمت کیا ہے۔ محترمہ جس portion کی بات کر رہی ہیں وہ portion ضلعی حکومت کی طرف سے مرمت کیا گیا ہے جبکہ نئے portion کی سڑک بالکل درست ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے یہی پوچھا تھا کہ بہتر کا مطلب کیا ہے تو انہوں نے اس سڑک پر patch work کیا ہے لیکن میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ یہ سڑک کب تک تعمیر کی جائے گی کیونکہ دو سال میں بھی آپ یہ جواب دے رہے ہیں کہ ابھی صرف patch work ہوا تو یہ تو کوئی بات نہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ اس سڑک کو کب تک درست حالت میں لے آئیں گے اور کب تک اسے تعمیر کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! جیسے ہی سڑک کی مرمت کا معاملہ ہوتا ہے تو اسے درست کر دیا جاتا ہے اور اس پر فنڈز لگائے جاتے ہیں اور جب اس سڑک کی نئے سرے سے تعمیر کی ضرورت ہوئی تو اسے نیا تعمیر کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: شکریہ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1424 ہے۔ سوال کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سیالکوٹ شہر میں سیوریج اور پانی کے مسائل

*1424: **محترمہ دیبا مرزا:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سیالکوٹ شہر میں کتنے ایسے محلے یا یونین کونسلیں ہیں جن میں پینے کے پانی کے پائپ ناکارہ ہو چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ شہر میں تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن لوگوں کو پینے کا صاف پانی فراہم کرنے کے لئے اقدامات اٹھا رہی ہے اور ناکارہ پائپ تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

(ج) متعلقہ انتظامیہ نے اس سلسلے میں 09-2008 کے بجٹ میں کتنے فنڈز رکھے ہیں اگر نہیں تو کیوں؟

(د) کیا سیالکوٹ شہر کے وسط میں واقع آبادی اراضی یعقوب کوٹی ایم اے پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) شہر سیالکوٹ کی پرانی آبادیوں محلہ ٹبہ ککے زئیاں ،ٹبہ جالیاں،ٹبہ معماراں، کشمیری محلہ، اراضی یعقوب ، محلہ سرائے بھابھڑاں اور محلہ شاہ سیداں میں کاسٹ آئرن کے واٹر سپلائی کے پائپ عرصہ تقریباً80/70سال پرانے ہیں جو کہ زنگ آلود ہو چکے ہیں۔ مذکورہ علاقوں کے تمام پائپ تبدیل کرنے کے لئے کروڑوں روپے درکار ہیں۔

(ب) سیالکوٹ شہر میں تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن نے پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے زیادہ گہرائی پر ٹیوب ویل لگوائے ہیں۔ علاوہ ازیں27عدد فلٹریشن پلانٹس لگوائے ہیں جو کہ شہریوں کو صاف پانی مہیا کر رہے ہیں اور فلٹریشن پلانٹس کارٹیج تبدیل کرنے کے لئے بھی اقدامات کئے جارہے ہیں ناکارہ پائپ تبدیل کرنے کے لئے کروڑوں روپے کے فنڈز کی ضرورت ہے جبکہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کے پاس فنڈز کی کمی ہے۔ جس کی وجہ سے ناکارہ پائپ تبدیل نہیں کئے جارہے شکایت ملنے پر پائپ کی صفائی کر دی جاتی ہے۔

(ج) بجٹ09۔2008میں واٹر سپلائی کے نظام کی مرمت کے لئے مبلغ۔/35,00,000روپے مختص ہیں جن میں سے ٹیوب ویل کی مرمت،۔ پائپ لائینوں کی لیکیج کی مرمت اور پائپ لائنوں کی صفائی کا کام کروایا جاتا ہے۔ فروری 2009 کے اختتام تک اس فنڈ سے مبلغ۔/19,50,000روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(د) محلہ اراضی یعقوب میں 466واٹر کنکشن حاصل کرنے والے صارفین کو پینے کا صاف پانی مہیا کیا جارہا ہے۔ اس کے علاوہ اگر شکایت کی نشاندہی کی جائے تو تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن اس کا ازالہ کر دیتی ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: مگر میں جواب کے جز(الف) سے مطمئن نہیں ہوں کیونکہ اس کا جواب درست نہیں ہے اور یہ کہتے ہیں کہ "شہر کی آبادیاں so & so جتنے نام لکھے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ واٹر سپلائی کے پائپ عرصہ تقریباً80/70سال پرانے ہیں جو کہ زنگ آلود ہو چکے ہیں۔ مذکورہ علاقوں کے تمام پائپ تبدیل کرنے کے لئے کروڑوں روپے درکار ہیں۔" میری اطلاع کے مطابق ٹی ایم اے سیالکوٹ کے پاس 30۔جون 2010 تک 50 کروڑ روپے surplus تھے اور میں نے سوال مورخہ 19۔ اگست 2008 کو دیا تھا جس کا جواب مورخہ 5۔جولائی 2010 کو آیا ہے تو ان دو سالوں میں اس پر کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا

جبکہ surplus پڑے ہوئے پیسے سال کے آخر میں lapse ہو جاتے ہیں چونکہ یہ بڑا بنیادی مسئلہ ہے تو انہیں چاہئے تھا کہ انہی پیسوں میں یہ پائپ تبدیل کر دیتے۔

جناب سپیکر!اس سوال کے آخری جز کا جواب کلی طور پر غلط ہے کہ "محلہ اراضی یعقوب میں 466واٹر کنکشن حاصل کرنے والے صارفین کو پینے کا صاف پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ اگر شکایت کی نشاندہی کی جائے تو تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن اس کا ازالہ کر دیتی ہے۔"چونکہ یہ جواب کلی طور پر غلط ہے اور یہ نئی آبادی ہے اور یہاں پر کوئی ٹیوب ویل لگایا اور نہ ہی واٹر کنکشن کے لئے کوئی پائپ لائن بچھائی گئی ہے تو انہوں نے یہ جواب کہاں سے دے دیا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!ان کی پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ جز(ج) میں موجود ہے کہ بجٹ 09-2008 میں واٹر سپلائی کے نظام کی مرمت کے لئے مبلغ 35 لاکھ روپے مختص کئے گئے جن میں سے ٹیوب ویل کی مرمت، پائپ لائنوں کی لیکیج کی مرمت اور پائپ لائنوں کی صفائی کا کام کروایا جاتا رہا۔ فروری 2009 کے اختتام تک اس فنڈ سے مبلغ 19 لاکھ 50 ہزار روپے خرچ ہو چکے تھے۔ جو جو شکایات ہمارے پاس پہنچی تھیں ان کے مطابق ہم نے وہ کام کروائے۔ محلہ اراضی کے متعلق ہمارے پاس جواب موجود ہے کہ 466 واٹر کنکشن دیئے گئے ہیں۔ اگر محکمہ کی طرف سے اس سوال میں کوئی غلطی ہوئی ہے تو اس کا سخت action لیا جائے گا لیکن اس وقت ہمارے پاس جواب موجود ہے کہ وہاں پر 466 کنکشن دیئے گئے ہیں۔ معزز ممبر نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ وہاں پر ٹیوب ویل ہی نہیں تو کنکشن کیسے دیئے گئے ہیں تو یہاں پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں کہ یا تو وہ کنکشن کہیں دور سے نئی لائن ڈال کر دیئے گئے ہیں یا پھر اگر وہاں پر کنکشن بالکل نہیں دیئے گئے تو اگر اس سوال میں کوئی غلطی ہے تو اس پر سختی سے عملدرآمد کیا جائے گا۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر!میں اس حوالے سے یہ کہنا چاہوں گا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس بارے میں بالکل clear نہیں ہیں بلکہ انہیں محکمہ سے پوچھنا چاہئے کہ جواب غلط کیوں دیا گیا ہے کیونکہ وہ تو بالکل نئی آبادی ہے اور وہاں سیوریج ہے نہ واٹر سپلائی تو یہ پانی کے 466 کنکشن کہاں سے آ گئے ہیں؟ یہ غلط اعداد و شمار دیئے گئے ہیں جنہیں میں سمجھتی ہوں کہ انتہائی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا گیا ہے۔ میرا

سوال اسی لئے تھا کہ وہاں پر اتنی بڑی آبادی کو ٹی ایم اے کی جانب سے پینے کا صاف پانی میسر ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں محترمہ دیبا مرزا سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اگر یہ جواب غلط ہوا تو اس پر سخت action لیا جائے گا جسے آپ کے نوٹس میں بھی لایا جائے گا۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب action لینے کے متعلق وضاحت کر دیں کہ کون اس پر action لے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں خود اس پر action لوں گا اور اس ایوان میں اس کی رپورٹ بھی پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: action لے کر اس ایوان کو بھی بتایا جائے گا۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! action کیسے لیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! ذمہ داران کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: کتنے دنوں میں جواب لیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! غلط جواب دینے والوں کے خلاف کارروائی ہو گی۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! غلط جواب پر آپ کارروائی کریں گے تو یہ بھی بتا دیا جائے کہ اس آبادی کو مستقبل قریب میں پینے کا پانی مہیا کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں ہے؟ جو میرا basic question ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! اس آبادی کے متعلق جو کہہ رہی ہیں کہ یہ سیالکوٹ کی پرانی آبادی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹی ایم اے کے فنڈز پر depend کرتا ہے کہ نئی آبادی پر فنڈز لگایا جاسکے۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ زمردیا سمین رانا!

(اس مرحلہ پر محترمہ چیئرپرسن ڈاکٹر عاصمہ ممدوٹ کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: محترمہ چیئرپرسن! میں سب سے پہلے تو آپ کو اس چیئر پر بیٹھنے کی مبارکباد دیتی ہوں اس کے بعد اپنا ضمنی سوال کرتی ہوں۔ سوال کے جز(ج) میں جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے بتایا گیا کہ جو 35 لاکھ فنڈز مختص کئے گئے تھے ان میں سے 19 لاکھ 50 ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں۔ یہ فروری 2009 تک خرچ ہوئے ہیں۔ اس کا جواب 5۔جولائی 2010 کو موصول ہوا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ فروری 2009 کے بعد یہ جو 70,80 سال پرانے واٹر سپلائی کے پائپوں میں سے کوئی خراب ہوا ہی نہیں ہے، اگر ہوا ہے تو اس کی تفصیل کیوں نہیں بتائی گئی ہے؟ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جب جواب 5۔جولائی 2010 کو دیا جارہا ہے تو up to date معلومات کیوں نہیں فراہم کی گئیں کیونکہ انہوں نے جواب فروری 2009 تک کا دیا ہے۔ کیا یہ محکمے کی ذمہ داری نہیں ہے کہ up to date معلومات ہمیں فراہم کی جائیں اور اگر یہ معلومات فراہم نہیں کرتا تو کیا اس کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے گی، اگر کی جائے گی تو کب کی جائے گی؟

محترمہ چیئرپرسن: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن! ٹی ایم اے کے فنڈز مختلف جگہوں پر لگتے ہیں۔ وہاں اگر کسی ٹیوب ویل کی خرابی ہو، کسی پائپ کی خرابی ہو، جس جس طرح لوگ وہاں کی نشاندہی کرتے ہیں اس کے مطابق وہ فنڈز لگائے جاتے ہیں۔ جو بقایا فنڈز ان کے پاس موجود ہوتے ہیں ان کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اب یہ سوال کہ فنڈز کہاں کہاں لگے ہیں تو یہ fresh question بنتا ہے۔ یہ نیا سوال کریں ہم اس کا جواب دے دیں گے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: محترمہ چیئرپرسن! یہ fresh question نہیں ہے۔ یہ 5۔جولائی 2010 تک جواب دے رہے ہیں اور یہ فروری 2009 تک کا جواب ہے۔ کیا محکمے کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے؟ اگر محکمہ up to date جواب نہیں دے گا تو ذمہ داروں کے خلاف تو کارروائی کرنی چاہئے۔

محترمہ چیئرپرسن: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! سب سے پہلے تو میں آپ کو مبارکباد دینا چاہوں گی کہ شکر ہے کہ اس سیٹ پر ہم نے کسی خاتون کو بھی دیکھا۔ میرا سوال نمبر 1457 ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: کیا سوال پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گڑھی شاہو کے رہائشی علاقہ میں بغیر نقشہ پلازہ کی تعمیر

*1457: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گڑھی شاہو عقب تھانہ علامہ اقبال روڈ لاہور پر بننے والا پلازہ بغیر نقشے کے تعمیر ہو رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پلازے کی تعمیر میں قبضہ گروپ اور مافیا بھی شامل ہے جس کی وجہ سے اس پلازے کی تعمیر کمرشل ایریا میں نہیں بلکہ رہائشی ایریا میں ہو رہی ہے؟

(ج) متذکرہ پلازہ کس حیثیت اور کن وجوہات کی بنا پر رہائشی علاقے میں تعمیر کیا جا رہا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ تعمیر شدہ پلازہ میں کسی قسم کی ٹریفک پارکنگ کا انتظام بھی نہ ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس غیر قانونی پلازے کو کب تک ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) درست نہ ہے کیوں کہ یہ اپارٹمنٹس بلڈنگ ہے جس کا نقشہ بمشتمل بیسمنٹ + تھری فلورز ٹی ایم اے گلبرگ ٹاؤن کی جانب سے بذریعہ نقشہ نمبر07/GT-67مورخہ 07-06-2007 منظور شدہ ہے جو کہ اس کے مطابق تعمیر کیا گیا ہے۔

(ب) درست نہ ہے کیونکہ یہ ایک رہائشی اپارٹمنٹس بلڈنگ ہے۔

(ج) اس تعمیر کا نقشہ نمبری07/GT-67مورخہ 07-06-2007 ٹی ایم اے گلبرگ ٹاؤن سے رہائشی اپارٹمنٹس بلڈنگ کا منظور شدہ ہے تعمیر کنندہ نے دوران تعمیر منظور شدہ نقشہ کی خلاف ورزی کی جس کے خلاف ٹی ایم اے نے قانونی کارروائی کرتے ہوئے اس کے خلاف نوٹس جاری کیا اور قائم کردہ سپریم کورٹ کی طرف سے کمیشن نے معائنہ کے بعد مصالحتی فیس مبلغ 93,750/- روپے ٹی ایم اے خزانہ میں جمع کروائی علاوہ ازیں گراؤنڈ فلور پر تعمیر کنندہ نے مزید تبدیلی کی جس کے خلاف قانونی کارروائی کی جارہی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ مذکورہ بلڈنگ میں پارکنگ کا انتظام ہے۔

(ہ) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو جواب دیا گیا ہے اس کے تمام جز کے جوابات غلط ہیں۔ اپنا ضمنی سوال کرنے سے پہلے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کون سی عمارات ہیں جو پلازے کے زمرے میں آتی ہیں؟ پھر میں اپنا ضمنی سوال پوچھوں گی۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن! وہ عمارات جو تین منزلہ سے زیادہ ہوں وہ پلازے کے زمرے میں آتی ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن!میں نے اس لئے یہ سوال کیا تھا کہ یہاں سب کو clear ہو جائے کہ پلازہ کیا ہوتا ہے۔اب جو میرا سوال تھا اور جس پلازے کے متعلق تھا اس کا جواب ہے کہ یہ پلازہ نہیں ہے۔

(اذان ظہر)

محترمہ چیئرپرسن: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن!میں سوال یہ کر رہی تھی کہ جز(الف)میں انہوں نے کہا کہ یہ رہائشی اپارٹمنٹس ہیں، پلازہ نہیں ہے۔ابھی جب میں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھا کہ کون سی عمارات پلازے کے زمرے میں آتی ہیں تو یہیں سے ہی یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ان کے اس جواب میں اور ان کے جواب میں تضاد ہے۔انہوں نے جواب دیا کہ بیسمنٹ اور تھری فلورز۔میں یہ بات ثابت کر سکتی ہوں کہ اس کا جو گراؤنڈ فلور ہے وہاں پوری مارکیٹ بن رہی ہے، دکانیں ہیں اور مارکیٹ ہے۔اوپر کے جو دو فلورز ہیں وہ رہائشی اپارٹمنٹس ہیں۔انہوں نے جو غلط جواب دیا ہے میرا سوال یہ ہے کہ کیا ان کے علم میں نہیں ہے کہ جو گراؤنڈ فلور ہے وہ مارکیٹ بن رہی ہے؟

محترمہ چیئرپرسن: جی،پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن!پہلی بات تو میں نے محترمہ نگہت ناصر شیخ سے بالکل clear کی ہے کہ پلازے کی صورتحال کیا ہوتی ہے۔دوسرا محترمہ نے یہ فرمایا ہے کہ پلازے کے نیچے بیسمنٹ میں کام ہو رہا ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ صورتحال میں یہ درست نہ ہے، مذکورہ بلڈنگ میں پارکنگ کا انتظام ہے۔بیسمنٹ کی تمام جگہ پارکنگ کے لئے مختص کی گئی ہے اور ان حالات میں، میں پلازے کی تھوڑی وضاحت کرتا چلوں کہ یہ پلازہ نہیں بلکہ یہاں اپارٹمنٹس بنے تھے۔تعمیر کنندہ نے دوران تعمیر منظور شدہ نقشہ کی خلاف ورزی کی جس کے خلاف ٹی ایم اے نے قانونی کارروائی کرتے ہوئے اس کے خلاف نوٹس جاری کیا اور ان کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی۔قائم کردہ سپریم کورٹ کی طرف سے ریٹائرڈ جسٹس کیانی کی سربراہی میں کمیشن بننے کے بعد اس کی مصالحتی فیس 93ہزار-/750 روپے ٹی ایم اے کے خزانے

میں جمع کروائی۔ میں اس بات کی نفی کرتا ہوں کہ ابھی کوئی سٹور شروع ہوا ہے اور نہ ہی ابھی کوئی رہائش ہوئی ہے۔ اصل میں یہ ایک رہائشی پلازہ ہے، یہ کمرشل پلازہ نہیں ہے اور یہاں پر کمرشل پلازے کی اجازت بھی نہیں دی جاسکتی۔ میرے پاس ایف آئی آر کی کاپی موجود ہے اور ہماری اطلاعات کے مطابق یہاں صرف رہائشی پلازہ ہی بنے گا۔ شکریہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! میں بار بار یہ کہہ رہی ہوں کہ یہ جو جواب دے رہے ہیں ان کے بولنے میں اور جو لکھا ہوا ہے اس میں فرق ہے۔ ایک تو میں نے بیسمنٹ کے متعلق یا پارکنگ کے متعلق سوال ہی نہیں کیا تھا۔ ابھی تو میں اس بات کو clear کروانے کی کوشش کر رہی ہوں کہ کیا آیا یہ پلازہ ہے یا نہیں ہے؟ ابھی انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ پلازہ نہیں ہے بیسمنٹ میں پارکنگ ہے۔ آخر میں یہ جواب دیتے ہیں کہ وہاں پر ابھی دکانیں شروع ہوئی ہیں۔ میں نے تو یہ بات کی بھی نہیں ہے کیونکہ ابھی تو وہ under construction ہے۔ اب اگر یہ اپنے ہی جواب کو لیتے ہیں جو انہوں نے اتنا طویل جواب دیا ہے جو کہ میں نے سوال ہی نہیں کیا تھا اور اس کا انہوں نے کچھ اور جواب دیا ہے اگر یہ اپنے جواب پر ہی غور کر لیں، انہوں نے کہا ہے کہ ان کے خلاف قانونی کارروائی ہوئی ہے، پرچہ درج ہوا اور اس کی کاپی بھی ان کے پاس ہے تو پھر اگر وہ پلازہ نہیں ہے تو پھر اس کے خلاف کس بات کی قانونی کارروائی ہوئی ہے، اس کے کچھ حصے جو گرائے گئے وہ کیوں گرائے گئے اور یہ سب پھر کچھ کیوں کیا گیا ہے؟ وہاں پر رہائش ابھی تک شروع بھی نہیں ہوئی کیونکہ وہ ابھی مکمل نہیں ہوا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن! میری بہن نگہت ناصر شیخ صاحبہ نے یہ پہلے بھی کہا کہ یہاں پر دکانیں شروع ہو رہی ہیں، یہاں پر بیسمنٹ میں دکانیں بن رہی ہیں اور پھر وہ اپنی بات کی نفی کر رہی ہیں جبکہ میں کہہ رہا ہوں کہ یہاں پر کمرشل پلازہ ہی نہیں ہے اور یہاں پر دکانیں نہیں بن رہیں۔

محترمہ چیئرپرسن: جی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! میں نے بیسمنٹ میں دکانوں کا نہیں کہا تھا اور شاید پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے غلط سنا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ ground floor پر دکانیں بن رہی ہیں اور اگر یہ چاہتے ہیں تو میں ابھی ان کے ساتھ جاتی ہوں اور یہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ وہاں دکانیں ہیں۔ پوری مارکیٹ بن رہی ہے یا نہیں۔ یہ میرے ساتھ ابھی چلیں تو میں انہیں دکھاتی ہوں کہ وہ پوری مارکیٹ بن رہی ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن! محترمہ اگر سمجھتی ہیں کہ وہاں پر ایسے کوئی معاملات ہیں تو پہلے بھی violation کے خلاف سخت کارروائی کی گئی تھی اب اس کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ شکریہ

محترمہ چیئرپرسن: آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اب اگلے سوال پر چلیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! میں نہیں سمجھتی کہ اتنا اہم سوال ہے اور آج صرف ٹائم کی وجہ سے ختم ہو جائے یا یہ کہہ دیا جائے کہ کارروائی کر لی جائے گی اور ابھی تو میں نے اس پر ضمنی سوال کیا ہی نہیں ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: پھر آپ اپنا اگلا سوال نہیں کر سکیں گی، مہربانی کر کے آپ اپنے اگلے سوال پر چلیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! آپ تھوڑا سا مجھے ٹائم دیں کیونکہ میں نے ابھی تک اپنا ضمنی سوال کیا ہی نہیں اور اس سوال کا جب جواب ہی درست نہیں ہے تو میں نے ضمنی سوال کیا کرنا تھا؟ جب وہ سوال کا جواب ہی غلط دے رہے ہیں اور ایک بات کو مان ہی رہے ہیں تو میں نے ضمنی سوال کیا کرنا ہے اور میں نے تو ابھی ضمنی سوال کیا ہی نہیں ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن! محترمہ ہماری بڑی قابل احترام بہن ہیں اگر ان کو وہاں پر اس سلسلے میں کوئی شکایات

ہیں تو یہ مجھے ابھی اسمبلی کے سیشن کے بعد مل لیں تو اس پر فوری طور پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ میں ان کی بات تفصیل سے سنوں گا اور اگر پلازہ کے سلسلے میں ان کی شکایات ہیں تو آج ہی ان کو حل کرنے کے لئے اس پر فوری طور پر عملدرآمد ہو گا۔

محترمہ چیئرپرسن: میرے خیال میں یہ کافی مناسب ہے۔ Please move on to your next question.

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! میرا سوال نمبر1458 ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ریلوے سٹیشن تادھرم پورہ پلازوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1458: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ریلوے سٹیشن تادھرم پورہ علامہ اقبال روڈ پر کتنے پرائیویٹ پلازے ہیں، ان کی تفصیل مع پلازہ مالکان کے نام تفصیل کے ساتھ دیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان پرائیویٹ پلازوں کی تعمیر بغیر کسی نقشے کی منظوری کے ہوئی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ناجائز طور پر بنائے جانے والے پلازوں کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) ریلوے سٹیشن تادھرم پورہ علامہ اقبال روڈ پر ایک پلازہ بنام شیزان پلازہ بمشتمل بیسمنٹ +ڈبل سٹوری رقبہ تقریباً ڈیڑھ کنال منظور شدہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) جواب اثبات میں نہ ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن!اس میں بھی جو جواب دیئے گئے ہیں وہ ٹوٹل غلط جواب ہیں۔ میرا سوال تھا کہ ریلوے سٹیشن تادھرم پورہ علامہ اقبال روڈ پر کتنے پرائیویٹ پلازے ہیں، ان کی تفصیل مع پلازہ مالکان کے نام تفصیل کے ساتھ دیں جبکہ جواب ہے کہ ریلوے سٹیشن تادھرم پورہ علامہ اقبال روڈ پر ایک پلازہ شیزان پلازہ کے نام سے ہے۔ ابھی میرے ساتھ چلیں تو وہاں پر پندرہ سے بیس پلازے میں ان کو دکھاتی ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن:جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن!ان کا جو پہلا سوال ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نے اپنی میٹنگ کے دوران اس سوال کو دیکھا تو اس میں واقعی غلطی تھی اور اس میں جو لوگ involve تھے ان کو,TMO,TPO اور انسپکٹر بلڈنگ کی explanation call کر دی گئی ہے اور ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ میں alreadyاس کو چیک کر چکا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ محترمہ میری بہن نے جو پہلے سوال میں point out کیا ہے اس میں اس دوران تقریباًپندرہ عدد پلازے ریلوے سٹیشن تادھرم پورا علامہ اقبال روڈ پر موجود ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ چیئرپرسن:جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جی، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو پلازے موجود ہیں ان سے کمرشل فیس وصول کی گئی ہے اور کیا یہ تمام کے تمام نقشے پاس کر کے بنائے گئے ہیں؟

محترمہ چیئرپرسن:جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن!اس وقت میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کا ٹاؤن پلاننگ ونگ ان نقشہ جات کی منظوری دیتا تھا۔ متعلقہ ریکارڈ جو کہ کئی سالوں پر محیط ہے اس میں ضروری انفارمیشن جانچنے کے لئے مناسب وقت درکار ہے تو اس کو ہم ضرور دوبارہ چیک کریں گے۔

محترمہ چیئرپرسن:جی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن!کمرشل فیس وہ وصول کرتے ہیں لیکن نقشے تو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے پاس ہوئے۔

محترمہ چیئرپرسن:.جی!۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن!جو پلازے ٹاؤن پلاننگ میں آتے ہیں ان نقشہ جات کی منظوری ٹاؤن پلاننگ دیتا ہے۔ اس سے پہلے جو میٹروپولیٹن کے وقت کے بنے ہوئے تھے تو ان کا ریکارڈ تلاش کرنے میں ہمیں تھوڑی سی مشکلات ہیں لیکن وہ ریکارڈ تلاش کر کے ان کے خلاف جو کارروائی ہو گی وہ ضرور کی جائے گی۔ان میں تقریباً پرانے پلازے ہیں۔ کچھ عمارتیں جو سپریم کورٹ کمیشن کی رپورٹ کے مطابق نہیں ہیں ان پلازوں کے خلاف بھی کارروائی کی جائے گی۔

محترمہ چیئرپرسن:.جی!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن!وہ سب کے سب پرانے پلازے نہیں ہیں اور ابھی پھر یہ غلط بیانی کر گئے ہیں۔وہ پلازے ابھی تعمیر ہوئے ہیں۔اگر ان کے نقشے پاس ہوئے ہیں تو ان میں سے بیشتر کے نقشے پاس نہیں ہوئے۔ اگر آپ ان کی تاریخ دیکھیں تو سال یا دو سال پہلے یا اسی سال اور ابھی کچھ پلازےunder construction ہیں اور ان پر کام بھی شروع نہیں ہوا تو یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہ پرانے پلازے ہیں؟

محترمہ چیئرپرسن:.جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن!محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ نے جس غلطی کی نشاندہی کی اور جو ہمارے محکمہ نے غلطی کی اسے تسلیم کیا۔Actually جو ہمارے پاس پندرہ پلازوں کی تعداد ہے ان کی میرے پاس لسٹ موجود ہے اور ان لوگوں کے نام موجود ہیں۔اگر آپ کہیں تو میں اس کو پڑھ کر سنا بھی سکتا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن:میرا خیال ہے کہ اگر بعد میں ان کو مل لیں اور ان کو مطمئن کر لیں تو وہ بہتر ہو گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: محترمہ چیئرپرسن! جو غیر قانونی پلازے وہاں پر بنے ہوئے ہیں ان کے خلاف یہ ایکشن لیں گے اور کیا کارروائی کی جائے گی؟

محترمہ چیئرپرسن: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن! یہ بات ان کی بالکل ٹھیک ہے کہ اگر کوئی وہاں پر غیر قانونی پلازہ بن رہا ہے یہ اس کی ضرور نشاندہی کریں انشاءاللہ تعالیٰ ان کے خلاف کارروائی ضرور ہو گی۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، اگلا سوال محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: محترمہ چیئرپرسن! سب سے پہلے تو میں آپ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ ایک خاتون کو اس سیٹ پر دیکھ کر بڑا اچھا لگ رہا ہے میرا سوال نمبر 1497 ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ چیئرپرسن: بہت شکریہ۔ جی، آپ کا سوال پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

گوجرانوالہ، گوگا لنک روڈ کی مرمت

*1497: **سیدہ ماجدہ زیدی:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کاموکی ضلع گوجرانوالہ سے گوگا لنک روڈ بالکل ٹوٹ چکی ہے اور 2003 سے آج تک اس کی کوئی مرمت نہ ہوئی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) چونکہ مذکورہ سڑک شہری ضلعی حکومت گوجرانوالہ سے متعلقہ ہے اس لئے شہری ضلعی حکومت گوجرانوالہ کو اس سڑک کی مرمت کے لئے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: محترمہ چیئرپرسن!یہ ایک عجیب سی بات ہے اور اس سوال پر آپ نے مجھے ٹائم زیادہ دینا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ 2003 سے یہ سڑک بالکل مرمت نہیں ہوئی ہے جس کا میں نے سوال میں ذکر کیا ہے اور ابھی2010 ہے، سات سال کے بعد جواب میں یہ کہا جارہا ہے کہ ہم نے ہدایت جاری کر دی ہیں، ابھی سات سال کے بعد 25 مئی کو اس کی ہدایات جاری ہوئی ہیں۔ اس کا میں کیا ضمنی سوال کروں کہ سات سال بعد ابھی ہدایات جاری ہوئی ہیں اور یہ کب تک بنے گی اور اس کا کوئی ٹائم فریم جواب میں نہیں ہے۔ اس سے پہلے سوال کا مجھے جواب دے دیں اس کے بعد پھر میں اس پر ایک اور ضمنی سوال کرنا چاہوں گی۔

محترمہ چیئرپرسن: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): محترمہ چیئرپرسن!میری بہن نے یہ سوال کیا ہے کہ سات سال کے بعد یہی کہا جارہا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو سات سال نہیں کہنا چاہئے تھا بلکہ ان کو اڑھائی سال کہنا چاہئے تھا۔ پہلے سالوں میں تو یہ جو چاہتے وہ کر سکتے تھے لیکن اگر انہوں نے اپنے ان سالوں کو ہمارے ساتھ شامل کیا ہے تو یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو گی۔ ان ایک دو سالوں میں ہم نے اس کا نوٹس لیتے ہوئے دوسرے سال ہی اس پر ایکشن لے لیا ہے اور انشاءاللہ اس سال اس پر کام بھی شروع ہو جائے گا اور اس کے اخراجات کا تخمینہ لاگت بھی تقریباً9.5 بلین روپے ہمارے پاس موجود ہے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرے سوال سے related مجھے ایک detail دی گئی ہے جس پر سوال کا نمبر بھی غلط لکھا ہے اور معزز ممبر کا نام بھی غلط لکھا ہے۔ اب میں اس کو کیا سمجھوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی جو سوال پڑھا ہے اسی کے بارے میں بات کر رہی ہیں؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جی، اس سوال کی تفصیل میں مجھے ایک آرڈر دیا گیا ہے District Coordination Officer کے نام پر اس پر سوال کا نمبر بھی غلط ہے اور ممبر کا نام بھی غلط ہے۔ اب میں کیا سمجھوں؟ یہ میرے سوال کا جواب ہے؟ اس پر میں کس طرح سے supplementary question کروں، کیسے مطمئن ہو جاؤں، کیسے سمجھ لوں کہ بھئی یہ میرے سوال کا دو سال کے بعد ایک جواب آ گیا ہے؟ یا تو پارلیمانی سیکرٹری معافی مانگیں یا جو official ذمہ دار ہیں ان کے نام ابھی یہاں پر پیش کریں۔ اس پر میں سخت action چاہوں گی۔

شیخ علاؤالدین: معاف کر دیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: یہ کوئی مذاق کی بات نہیں ہے کہ دو سال کے بعد ہم اس کو ہنس کر ٹال دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): سوال نمبر کی ذرا وضاحت کر دیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ یہ کون سا سوال نمبر چل رہا ہے۔ یہ 1497 چل رہا ہے اور مجھے جو آرڈر کی کاپی دی گئی ہے یہ آپ کے پاس بھی ضرور ہو گی۔ یہ عائشہ جاوید کے نام کا کوئی سوال ہے، اس کی کاپی مجھے دے دی گئی ہے اور اس کا سوال نمبر 2960 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن آپ اس کو دیکھیں کہ اس سے پہلے عائشہ جاوید صاحبہ کا نام ہے اور پھر آگے آپ کا بھی نام ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: نہیں، سوال نمبر 2960 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میرا خیال یہ ہے کہ اس میں تینوں کو اکٹھا کر کے جواب دے دیا ہوا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال نمبر دیکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): سوال نمبر1497 ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرے جواب میں سوال نمبر کیوں mention نہیں کیا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں!2960 کے بالکل نیچے 1497 لکھا ہوا ہے اور اس میں آپ کو جواب دیا ہوا ہے، اس کو ذرا غور سے دیکھ لیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: آپ دیکھ لیں اس میں نہیں لکھا ہوا۔ آپ یہ صفحہ لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اگلا صفحہ کھولیں جس پر تفصیل دی گئی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: نہیں، میں پہلے صفحے کی بات کر رہی ہوں۔ اگلے صفحہ پر کیسے چلی جاؤں؟ اگلے پر تب جاؤں گی جب پہلے سے تسلی ہو جائے گی۔ جس letter کا ریفرنس جواب میں دیا ہوا ہے میں تو اس کی بات کر رہی ہوں۔ اگلے صفحہ پر ابھی کیسے چلی جاؤں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! انہوں نے آپ کے سوال کا جواب دے دیا ہے۔ پھر اس کے بعد عائشہ جاوید صاحبہ اور خواجہ محمد اسلام چونکہ تینوں کا ایک محکمہ تھا اس میں اکٹھا کر کے جواب دیا ہے لیکن یہ اسی سے related ہے اور اس کے اندر باقاعدہ 1497 specifically لکھ کر، آپ کا نام لکھ کر جواب دیا گیا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: نہیں، وہ آگے Section Officer کو گیا ہے لیکن جو District Co-ordination Officer کو letter گیا ہے اس پر صرف ایک ہی سوال کا نمبر لکھا ہے اور ایک ہی ممبر کا نام لکھا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میرے سامنے بھی لسٹ پڑی ہوئی ہے، میں بھی وہ لسٹ دیکھ کر آپ سے بات کر رہا ہوں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: آپ اگلی بات بتا رہے ہیں جو Section Officer کو گیا ہے لیکن جو District Coordination Officer کو letter گیا ہے اس میں صرف ایک ہی نمبر اور نام mentioned ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! اس سے آپ کا جواب بھی آ جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: نہیں، جناب! یہ تو اتنی بڑی غلطی ہے کہ اب آپ دیکھیں کہ بندہ ایک سوال دیکھ رہا ہے کہ میں نے دیا ہے اور اس کا جواب کسی اور ممبر کے پاس آ رہا ہے تو آپ یہ پارلیمانی سیکرٹری کو cover کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو ایک بات بتا دوں کہ میں ادھر کسی کو cover کرنے نہیں بیٹھا۔ میں یہاں پر۔۔۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جی، پہلی بات یہ ہے کہ جو اس کا ذمہ دار ہے اگر اسمبلی کی question branch اس غلطی کی ذمہ دار ہے، ان کا ڈیپارٹمنٹ ذمہ دار ہے یا پارلیمانی سیکرٹری ذمہ دار ہیں تو کوئی نہ کوئی action تو ہونا چاہئے، کوئی نہ کوئی مثال تو ان غلطیوں کی بننی چاہئے۔ ہمیشہ ہی غلط جواب آتے ہیں اور غلط figures آتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر Chair کو نظر آئے کہ آپ کے سوال کا جواب redress نہیں کیا جا رہا تو بالکل اس پر کارروائی ہو گی اور جو متعلقہ لوگ ہیں ان کے خلاف action بھی ہو گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! شاید آپ میری بات نہیں سمجھ رہے ہیں۔ تین ممبران کا سوال آپ کہہ رہے ہیں کہ ایک ہی matter کے بارے میں تھا تو اس کا جواب دے دیا لیکن جب میرا سوال ایجنڈے پر آیا ہے تو وہ جواب مجھے دینا چاہئے جو میرے نام سے وہاں گیا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا صفحہ کھولیں آپ کے ہی سوال کا جواب ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: چلیں! اگلا صفحہ کھول لیتی ہوں پھر یہ ہے کہ آپ یہ بھی کہہ دیں کہ میں question withdraw کر کے بیٹھ جاؤں۔ آپ کہہ سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! withdraw کی بات نہیں ہے۔ آپ نے ایک سوال پوچھا اس پر محکمے نے پورا in detail جواب دیا ہے، اگر اس جواب سے آپ کی تسلی نہیں ہوتی اور آپ سمجھتی ہیں کہ یہ غلط جواب دیا ہے تو بالکل اس پر ہم ان کو پوچھیں گے بھی اور متعلقہ لوگوں کے خلاف کارروائی بھی کریں گے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: دیکھیں!ہماری اسمبلی کو تین سال ہو گئے ہیں، میں نے دو سال پہلے سوال کیا تھا، اب 25۔ مئی کو District Co-ordination Officer کو letter جاری ہوا ہے۔25۔ مئی میں ابھی کتنے دن گزرے ہیں تو اس کی بھی میں وضاحت چاہوں گی کہ اتنی دیر سے، سات سال سے یہ سڑک ٹوٹی پڑی ہے تو اس پر کیوں نہیں implement ہو رہا، یہ کیوں نہیں بنائی جا رہی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بتائیں کیوں نہیں بنائی جا رہی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہ مسلسل سات سال سے کوشش کی جا رہی ہے، یہ 2003 کی سڑک ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں ان کو بتا رہی ہوں کہ سات سال سے سڑک ٹوٹی پڑی ہے اور تین سال سے جبکہ یہ گورنمنٹ آئی ہے ابھی تک 25۔ مئی کو اس کا letter جاری ہوا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ تین سال میں اس کی طرف آپ کی توجہ نہیں ہے جبکہ آپ کو توجہ دلائے ہوئے دو سال ہو چکے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ماجدہ زیدی صاحبہ !اس میں ضمنی سوالوں کی اجازت ہے، آپ کا ضمنی سوال تھا اس کا جواب آپ سُن لیں اس کے بعد دیکھتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!میں ان سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ 2003 کی یہ بات کر رہی ہیں اور یہ 2007 تک مسلسل چار سال ان کی حکمرانی کا دور رہا ہے تو یہ چار سالوں میں سڑک کے لئے کچھ نہیں کر سکے لیکن اب اس سڑک کے لئے آرڈرز آ چکے ہیں اور انشاءاللہ 11-2010 میں اس کو تیار کیا جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر !مجھے اپنے سوال کا جواب چاہئے۔ یہ یہاں کھڑے ہو کر آمر کا رونا رو رہے ہیں۔ ان کی تیاری ہی نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر ویسے discourage چاہئیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جس وقت سے یہ Question Hour start ہوا ہے آپ rewind کر کے دیکھیں کہ کسی بھی سوال کا جواب درست نہ ہے اور اس کا اقرار کئی دفعہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بھی کیا ہے اور ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ میں عملے کو سزا دوں گا جبکہ پارلیمانی سیکرٹری کی صرف floor کی حد تک authority نہ ہے۔ بات یہ نہیں ہے کہ ان کی authority ہے یا نہیں یا ان کو degrade کرنا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ محکمہ کے غلط جواب آنے کے بارے میں آپ ruling فرما دیں کہ اس کو کیسے check and balance کیا جائے۔ صبح سے اب تک ایک بھی سوال کا جواب جو اس محکمے نے دیا ہے، اس میں بار بار ان کے اپنے Benches کی خواتین نے ان کو proof کیا ہے کہ یہ facts and figures غلط ہیں، پلازے construct نہیں ہوئے ہیں، سڑکوں کا وجود نہیں ہے، پانی کی سپلائی نہیں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس پوائنٹ آف آرڈر پر رہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس پر ruling دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! مجھے ان کی بات پر افسوس ہے کہ یہ صرف اس ہاؤس میں تنقید کرنے کے علاوہ کوئی کام نہیں کرتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس طرح کی بات نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں سب سوالوں کے جواب دے رہا ہوں۔ سوال لکھے ہوئے ہیں ان کے جواب دیئے جا رہے ہیں۔ یہ صرف ان کا کام ہے کہ یہ specially۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ایسی باتیں بالکل نہ کریں۔ اب اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: سوال نمبر 1530۔

لاہور شہر بے بی ڈے کیئر سنٹرز کی صورتحال و دیگر تفصیلات

*1530: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیاوزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور شہر میں سال2002 تا2005 حکومت نے کتنے بے بی، ڈے کیئر سنٹر بنائے مرحلہ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ ان ڈے کیئر سنٹر میں بچوں کی تعداد گنجائش سے زیادہ ہے جس کی وجہ سے حکومت کو ان کی دیکھ بھال میں مشکلات پیش آرہی ہیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ان ڈے کیئر سنٹرز میں سے چند ایک کو بلا کسی جواز کے بند کر دیاہے اور اس کا عملہ فارغ ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان ڈے کیئر سنٹروں کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) لاہور شہر میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے زیر اہتمام صرف ایک بے بی ڈے کیئر سنٹر کام کر رہاہے۔

(ب) ڈے کیئر سنٹر میں بچوں کی تعداد گنجائش سے زیادہ نہیں ہے۔

(ج) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے کوئی بھی ڈے کیئر سنٹر بند نہیں کیااس لئے عملے کے فارغ ہونے کا کوئی جواز نہیں۔

(د) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ڈے کیئر سنٹر میں موجود بچوں کو بہتر سہولیات فراہم کر رہی ہے اور اس کو وقتاً فوقتاً اپ گریڈ بھی کر رہی ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔جناب سپیکر!میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ2005 تک ایک ہی بے بی ڈے کیئر سنٹر تھاتو اب چونکہ لاہور کی آبادی دِن بدن بڑھتی چلی جارہی ہے تو کیاحکومت اس پر کوئی اور بے بی ڈے کیئر سنٹر بنانے کی خواہش رکھتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!اس کے لئے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بے بی ڈے کیئر سنٹر میں موجود بچوں کو بہتر سہولیات دینے کے لئے پہلے بھی کام کر رہی ہے لیکن چونکہ یہ سوشل ویلفیئر سے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ ہے تو اس نے ہی اس کو مزید develop کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نیا سنٹر بنا رہے ہیں کہ نہیں بنا رہے ہیں؟بس اتنا بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر!ابھی گنجائش نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!میرا ایک اور ضمنی سوال ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جن کا سوال ہے پہلے ان کو ہی موقع دے دیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!جواب میں لوکل گورنمنٹ نے خود بات کہی کہ "لاہور شہر میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے زیر اہتمام" میں نے اسی سے متعلقہ سوال کیا تھا۔اب میں اگلا ضمنی سوال یہ کروں گی کہ already جو ڈے کیئر سنٹر موجود ہیں ان میں بچوں کی تعداد بتا دیں اور کیا وہاں پر بچوں کو proper طور پر accommodation facilities مہیا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب!آپ نے سُنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جی،جناب سپیکر!اس میں بچوں کی سالانہ average تعداد 25 ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر!میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر!ڈے کیئر سنٹر کے حوالے سے انہوں نے یہ جو سوال پوچھا ہے میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ یہ ڈے کیئر سنٹر لاہور میں کہاں ہے اور اس میں کتنے بچوں کی گنجائش ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب سپیکر! MC, Girls High School, Wahdat Colony میں ڈے کیئر سنٹر کام کر رہے ہیں اور میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ان میں بچوں کی سالانہ average تعداد 25 بنتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ violation ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ ناراض نہ ہوں Business Advisory Committee میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ معزز رکن کا جس جماعت سے تعلق ہو گا وہی ضمنی سوال کرے گا، دوسری جماعت کا رکن ضمنی سوال نہیں کرے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! یہ تو آپ کا استحقاق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں Business Advisory Committee میں بھی ہمارے پاس بیٹھ کر decide ہوا تھا۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: میرا سوال نمبر 1531 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹاؤن ناظمین کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1531: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹاؤن ناظم علامہ اقبال ٹاؤن اور ٹاؤن ناظم شالامار ٹاؤن کے استعمال میں کتنی گاڑیاں ہیں؟

(ب) ڈسٹرکٹ ناظم علامہ اقبال ٹاؤن اور ڈسٹرکٹ ناظم شالامار ٹاؤن اپنے استعمال میں کتنی گاڑیاں رکھ سکتا ہے؟

(ج) سال 2002 تا 2005 ان سرکاری گاڑیوں پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل سال وار بیان کی جائے؟

(د) کیا حکومت ان گاڑیوں پر غلط اخراجات کرنے پر کوئی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں وجوہات بیان کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) ٹاؤن ناظم علامہ اقبال اور شالامار ٹاؤن کے زیر استعمال صرف ایک ایک گاڑی ہے۔

(ب) ٹاؤن ناظم علامہ اقبال اور شالامار ٹاؤن اپنے استعمال میں صرف ایک ایک گاڑی رکھ سکتے ہیں۔

(ج) ٹاؤن ناظم علامہ اقبال ٹاؤن اور شالامار ٹاؤن کے زیر استعمال سرکاری گاڑیوں پر سال2002 تا2005 کے دوران ہونے والے اخراجات کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نام ٹاؤن	سال	اخراجات پٹرول/ڈیزل	اخراجات
شالامار ٹاؤن	2002-03	54007/-	-
	2003-04	285711/-	46000/-
	2004-05	237122/-	81216/-
اقبال ٹاؤن	2002-03	81646/-	-
	2003-04	127034/-	6635/-
	2004-05	152750/-	6470/-
	2005-06	24397/-	4320/-

(د) مذکورہ بالا دونوں ٹاؤنز نے سرکاری گاڑیوں پر ہونے والے اخراجات قانونی تقاضے پورے کرتے ہوئے کئے ہیں لہذا کارروائی کا جواز نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال ہے کہ last time شالامار ٹاؤن کے زیر استعمال ایک ہی گاڑی جو انہوں نے لکھی ہے وہ کب اور کتنی مالیت کی خریدی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! یہ fresh question ہے کہ گاڑی کون سے ماڈل کی ہے اور کتنی مالیت کی ہے، جو انہوں نے

سوال کئے ہیں ہم نے ان کے جواب دے دیئے ہیں۔ ویسے بھی اب تو تمام گاڑیوں کی نیلامی ہو رہی ہے۔ اب تو سوال کا سلسلہ ہی ختم ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ fresh question بنتا ہے۔ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال جناب وسیم قادر صاحب!

جناب وسیم قادر: میرا سوال نمبر 1602 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مویشیوں کو شہر سے باہر رکھنے کا مسئلہ

*1602: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔144 یو سی 37 اور 38 باغبانپورہ گجر پورہ میں لوگوں نے مویشی رکھے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا حکومت کارپوریشن کی حدود سے مویشی باہر نکالنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):

(الف) یہ درست ہے کہ لوگوں نے یو سی 37 اور 38 میں مویشی اور جانور گھروں میں رکھے ہوئے تھے لیکن اب ٹی ایم اے واہگہ ٹاؤن کی انتظامیہ کی انتھک کوششوں کی وجہ سے یو سی 37 اور 38 میں مویشیوں اور جانوروں کو شہر کی حدود سے نکال دیا ہے۔ تصدیقی سرٹیفکیٹ کی کاپی تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ٹی ایم اے واہگہ ٹاؤن انتظامیہ نے یو سی۔37 اور 38 سے مویشیوں اور جانوروں کو شہر کی حدود سے باہر نکال دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب والا! میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ یو سی۔37 اور 38 میں ابھی تک مویشی موجود ہیں۔ آپ نے مشہور گانا بھی سنا ہو گا۔ "جی ٹی روڈ تے بریکاں وجیاں" جب یہ نہا دھو کر cattle

واپس آتے ہیں تو جی ٹی روڈ پر حادثات ہوتے ہیں۔ جواب میں یہ کہا گیا کہ یہاں سے مویشی نکال دیئے گئے ہیں۔ میرے ساتھ حاجی نوید انجم صاحب معزز رکن پنجاب اسمبلی بیٹھے ہوئے ہیں ان کا علاقہ میرے ساتھ یو سی 39 ہے وہاں پر بھی مویشی ابھی تک موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب میں تو انہوں نے یہ لکھا ہے کہ مویشی شہر کی حدود سے باہر نکال دیئے گئے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ ابھی تک موجود ہیں۔

جناب وسیم قادر: موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیوں نوید انجم صاحب؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! موجود ہیں۔ ان کی بات سو فیصد درست ہے اور ہزاروں کے حساب سے وہاں پر "واڑیں" ہیں۔یو سی۔39 کے اندر وزیر اعلیٰ صاحب نے 74 کروڑ روپے کی لاگت سے سیوریج لگوایا ہے ان بھینسوں کی وجہ سے وہ روزانہ choke رہتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت یو سی۔37,38 کی بات ہو رہی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب یو سی۔39 کی بھی بات ہو رہی ہے۔ یہ میرا حلقہ ہے اور یو سی۔37,38 ہمارے بھائی کا حلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر جو سوال پوچھا گیا ہے وہ تو یو سی۔37,38 کے حوالے سے ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! اس میں یو سی۔39 بھی لکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یو سی۔39 کہاں لکھا گیا ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! جواب کے اندر 39 بھی لکھا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے جواب میں تو نہیں ہے۔ یو سی۔37,38 سے بھینسیں نکل گئی ہیں؟

جناب وسیم قادر: میں نے تو کہا بھینسیں موجود ہیں اور جی ٹی روڈ پر ان کی وجہ سے حادثات ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): یہ درست ہے کہ لوگوں نے یوسی 37 اور 38 میں مویشی اور جانور گھروں میں رکھے ہوئے تھے لیکن اب ٹی ایم اے واہگہ ٹاؤن کی انتظامیہ کی انتھک کوششوں کی وجہ سے یوسی۔37 اور 38 میں مویشیوں کو شہر کی حدود سے نکال دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب ادھر ہی رک جائیں۔ آپ وہ جواب پڑھ رہے ہیں جو آپ کو محکمے نے لکھ کر دیا ہے۔ معزز رکن جو وہاں کے منتخب نمائندے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر بھینسیں ابھی بھی موجود ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں اسی طرف ہی جا رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! جانوروں کو شہر سے نکال دیا تھا، ان کے سرٹیفکیٹ بھی موجود ہیں۔ اس کے بعد ہائیکورٹ سے تمام زونوں کے متعلق stay مئی 2010 میں آگیا تاکہ ان جانوروں کو باہر نکالنے سے روکا جائے۔ Stay کی کاپی بھی میرے پاس موجود ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کی بات میں پھر contradiction آگئی ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ بھینسوں کو نکال دیا گیا تھا، stay آگیا۔ stay تو یہ ہوتا ہے کہ جو چیز جہاں پر ہے اس کو ادھر ہی روک دیں۔ جب آپ نے ان بھینسوں کا نکال دیا تو پھر stay کس چیز پر آیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! انہوں نے stay لیا کہ ہمیں جانور رکھنے دیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ محکمے سے پوری تفصیل لے کر کل ہاؤس کو اس بارے میں بتائیں۔ محکمہ ہاؤس کے اندر اگر in writing کوئی چیز بھیجتا ہے اور وہ چیز اس کے برعکس ہوتی ہے تو پھر اس محکمے کے افسر کو وہاں بیٹھنے کا کوئی حق نہیں ہے اور اس کے خلاف کارروائی بھی ہونی چاہئے۔ یہ ہاؤس کی sanctity کی

بات ہے کہ محکمہ اس ہاؤس کے اندر ایک سوال کا جواب لکھ کر بھیج رہا ہے اگر اس سوال پر معزز رکن اسمبلی جو اس حلقے سے تعلق رکھتا ہے اور وہ کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ محکمہ غلط بات کر رہا ہے تو اس سلسلے میں صحیح پوزیشن ہاؤس کے سامنے آنی چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میرے پاس ان تمام لوگوں کی لسٹیں بھی موجود ہیں جن کے جانور نکالے گئے، جو جانور رہ گئے تھے ان لوگوں نے ہائیکورٹ سے stay لے لیا اور stay کی وجہ سے وہ جانور ابھی بھی موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے محکمہ کے متعلقہ لوگوں کو اور معزز رکن وسیم قادر صاحب کو ساتھ رکھ کر کل تک ہاؤس کو یہ apprise کرنا ہے کیونکہ محکمہ نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ "شہر کی حدود سے باہر نکال دیا گیا ہے۔" اب یہاں پر بات دوسری ہو رہی ہے۔ اس بات کو اس طرح سے برداشت نہیں کیا جائے گا، آپ کل ہاؤس کو اس بارے میں apprise کریں گے۔ مہر اشتیاق احمد صاحب!

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! سوال کا جز (ب) ہے اس میں سوال یہ تھا کہ "کیا حکومت کارپوریشن کی حدود سے مویشی باہر نکالنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک"؟ اب آپ ان کا جواب دیکھ لیجئے کہ "ٹی ایم اے واہگہ ٹاؤن انتظامیہ نے یو سی۔37 اور 38 سے مویشیوں اور جانوروں کو شہر کی حدود سے باہر نکال دیا ہے۔" گزارش یہ ہے کہ ان کو تو کارپوریشن کی حدود کا ہی نہیں پتا یہ تو جواب ہی سرے سے غلط ہے۔ کارپوریشن کی حدود صرف یو سی۔37,38 میں آتی ہے۔ کیا ہمارے علاقے کارپوریشن کی حدود میں نہیں ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مہر صاحب! بات آپ کی بالکل ٹھیک ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب محکمہ کے جو ذمہ داران ہیں وہ اس پر بیٹھیں گے اور اس سوال کے جواب کو کل ہاؤس میں apprise کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں اس کی clearance کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ میرے سوال میں بھی یہی مسئلہ تھا آپ اگر میرے سوال کو بھی اس میں شامل کر لیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے اور وہ بات بھی میرے سامنے نہیں ہوئی۔ چلیں، میں اس کو بھی دیکھ لیتا ہوں۔ شکریہ۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

تلمبہ روڈ میاں چنوں کے متاثرین کی تفصیلات

*1681: **رانا بابر حسین:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ارزراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تلمبہ روڈ میاں چنوں شہر جب دورویہ بنایا گیا تھا تو اس کی تعمیر اور کشادگی کے وقت کتنی دکانیں گرائی گئی تھیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن میاں چنوں نے ان دکانوں کو گراتے وقت ان کے متاثرین کو متبادل دکانیں دینے کا وعدہ کیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود متاثرین کو متبادل دکانیں یا جگہ نہیں دی گئی؟

(د) کیا حکومت متاثرین کو دکانیں / جگہ دینے کا وعدہ پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تلمبہ روڈ میاں چنوں شہر جب دورویہ بنایا گیا تھا تو اس کی تعمیر اور کشادگی کے وقت بلدیہ میاں چنوں نے 164 دکانیں گرائی تھیں۔

(ب) دکانیں گرانے کا معاملہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کے وجود میں آنے سے قبل کا ہے۔ جملہ کارروائی سال 2000-1999 میں ہوئی جبکہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن 14۔اگست 2001 میں وجود میں آئی ریکارڈ میں ایڈمنسٹریٹر بلدیہ میاں چنوں کی طرف سے کسی وعدے کا ذکر نہ ہے۔

(ج) دکانداران کو کوئی متبادل جگہ / دکانیں نہیں دی گئیں کیونکہ برلب سڑک یہ دکانیں تہہ بازاری کے تحت بنائی گئی تھیں جو کہ سال 2000 میں سڑک کو چوڑا کرتے وقت گرا دی گئی تھیں۔

(د) دکانداران کو قانونی طور پر دکانیں / جگہ بطور دکانیں دینے کا کوئی وعدہ نہ تھا البتہ عدالت عالیہ پنجاب لاہور ملتان بنچ میں درخواست نظر ثانی 2000/23 کی سماعت میں وکیل دکانداران سابقا تلمبہ روڈ نے مؤقف اختیار کیا کہ اگر بلدیہ /TMA اس جگہ کو دوبارہ کمرشل بنیاد پر دینا چاہے تو دکانداران تلمبہ کو فوقیت دی جائے جس پر وکیل بلدیہ /TMA نے تائید کی۔

ضلع قصور میں مصالحتی کمیٹیوں کی تفصیلات

*1950: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں کل کتنی مصالحتی کمیٹیاں قائم ہیں؟

(ب) سال 2007 کے دوران ضلع قصور میں کتنی مصالحتی کمیٹیاں بنائی گئی تھیں؟

(ج) سال 2007 کے دوران ان مصالحتی کمیٹیوں میں کتنے افراد شامل تھے، ان کے نام اور عہدہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) سال 08-2007 کے دوران حکومت نے ان مصالحتی کمیٹیوں کو کتنا فنڈ مہیا کیا؟

(ہ) سال 2007 کے دوران ان مصالحتی کمیٹیوں کے ذریعے کتنے افراد مستفید ہوئے؟

(و) ضلع قصور میں مصالحتی کمیٹیوں کی تشکیل کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف تا و) ضلع قصور میں ابھی تک کوئی مصالحتی کمیٹی تشکیل نہیں دی گئی ہے اور نہ ہی ضلع کونسل نے اس کے لئے کوئی فنڈ جاری کئے ہیں۔

ضلع قصور میں بوسیدہ عمارتوں کی تفصیلات

*1951: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنی ایسی بوسیدہ عمارتیں ہیں جو محکمہ نے رہائش اور استعمال کے لئے خطرناک قرار دیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع قصور میں متعدد ایسی عمارتیں ہیں جو رہائش اور استعمال کے قابل نہ ہیں مگر محکمے کی ملی بھگت سے انہیں گرایا نہیں جارہا؟

(ج) سال2008میں کتنی عمارتوں کو خطرناک قرار دیا گیا، ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

ضلعی حکومت قصور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق ضلع کی تین تحصیلیں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

(الف)	ٹی ایم اے قصور	ٹی ایم اے چونیاں	ٹی ایم اے پتوکی
	سٹی قصور سی او یونٹ میں 14 خستہ حال عمارتیں ہیں۔	چونیاں میں سروے کے مطابق کل 34 بوسیدہ عمارتیں ہیں جن میں سے 28 کی مرمت کی جا چکی ہے اور 5 عمارتیں مسمار ہو چکی ہیں۔ ایک عمارت بوسیدہ حالت میں ہے جس کے مالک کو نوٹس جاری کیا جاچکا ہے۔	پتوکی میں کوئی خطرناک / خستہ حالت عمارت نہ ہے۔
(ب)	درست نہ ہے TMA نے ایک	صرف ایک عمارت رہائش کے قابل نہ	کوئی خطرناک ناک عمارت /

	خطرناک/خستہ حال عمارت کے مالک کو نوٹس جاری کیا ہوا ہے محکمہ آثار قدیمہ کی فائنل رپورٹ کے بعد کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔	ہے جس کے مالک کو نوٹس جاری کیا جا چکا ہے۔	خستہ حالت عمارت نہ ہے۔
(ج)	سال2008 میں سٹی قصور/سی او یونٹ میں کل 14 عمارات کو خطرناک اور بوسیدہ قرار دیا گیا جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔ 1- 2 خطرناک/خستہ عمارت کو گرایا جاچکا ہے۔ 2- ایک خطرناک/خستہ عمارت کے مالک کو نوٹس جاری کر دیا گیا ہے۔ 3- 11 عمارات کا سروے محکمہ آثار قدیمہ نے کیا ہے اور وہ ان تاریخی عمارات کو محفوظ کرنا چاہتے ہیں جس کے لئے معاملہ زیر عمل ہے۔	ایک عمارت خطرناک/خستہ قرار دی گئی ہے جس کے مالک نجم الزمان ولد سلطان احمد محلہ مستریاں چونیاں کے نام نوٹس جاری کیا جاچکا ہے۔	کوئی خطرناک عمارت/ خستہ حالت عمارت نہ ہے۔

اوکاڑہ بصیر پور سے منڈی احمد آباد سڑک کی مرمت کا مسئلہ

*1971:**ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بصیر پور سے منڈی احمد آباد جو کہ اہم سڑک ہے، کی مرمت و تعمیر کے لئے پچھلے پانچ سال میں کئی دفعہ مرمت کی مد میں فنڈز جاری ہو چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اتنا اہم روڈ ضلعی گورنمنٹ کی عدم توجہی کی وجہ سے تباہ ہو چکا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ سڑک کو مرمت/تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ بصیر پور سے منڈی احمد آباد ایک اہم سڑک ہے مگر سڑک مذکور کی سپیشل مرمت وتعمیر کی مد میں پچھلے پانچ سال کے دوران ضلعی حکومت کی طرف سے فنڈز مہیا نہیں کئے گئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ضلعی حکومت کی جانب سے سڑک مذکورہ پر وقتاً فوقتاً مائینر ریپیئر کی مد سے patch work کا کام بذریعہ محکمانہ لیبر ہوتا رہا ہے اور کسی قسم کی عدم توجہی نہیں کی گئی۔

(ج) جی ہاں! ضلعی حکومت سڑک مذکورہ کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے۔چونکہ موجودہ مالی سال ختم ہونے کو ہے لہذا آئندہ مالی سال 11-2010 کے ایکشن پلان میں سڑک شامل کرلی جائے گی۔ بعد از منظوری ایکشن پلان ودستیابی فنڈز سڑک ہذا کی مرمت کر دی جائے گی۔

ضلع ننکانہ صاحب،ڈومیسائل جاری کرنے کی تفصیلات

*2070:جناب شاہجہاں احمد بھٹی:کیاوزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ننکانہ صاحب کے ضلع کے وجود میں آنے کے بعد کتنے ڈومیسائل سرٹیفکیٹ جاری کئے گئے، ان کی مکمل تفصیل بتائیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

ضلع ننکانہ صاحب01-07-2005 کو قائم ہوا۔ ننکانہ صاحب سے جاری ہونے والے ڈومیسائل سرٹیفکیٹس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	سال	تعداد اجرآ ڈومیسائل
1	جولائی2005 تا دسمبر2005	2422
2	2006	12050
3	2007	13958
4	جنوری2008 تا نومبر2008	7896
	ٹوٹل	36326

لاہور شہر میں کثیر منزلہ عمارات کی تفصیلات

*2173: محترمہ زوبیہ رُباب ملک: کیاوزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں اس وقت کتنی عمارات 9 اور اس سے زیادہ منزلوں پر مشتمل ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنی باقاعدہ متعلقہ اداروں سے این او سی حاصل کرنے اور نقشہ منظور کروانے کے بعد تعمیر ہوئی ہیں یا ہو رہی ہیں؟

(ج) کتنی اور کون کون سی عمارات بغیر این او سی اور منظوری نقشہ کے تعمیر ہوئی ہیں یا ہو رہی ہیں؟

(د) کیا حکومت لاہور شہر میں کثیر منزلہ عمارات کی تعمیر پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ اس کی وجہ سے بڑھتے ہوئے ٹریفک اور دیگر مسائل پر قابو پایا جا سکے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) شہر میں اس وقت کل 25 کثیر منزلہ عمارات ایسی ہیں جو کہ 9 منزلہ یا اس سے زیادہ کی ہیں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے لاہور شہر میں غیر قانونی کثیر منزلہ عمارتوں کا سروے کرنے کی غرض سے ایک تحقیقاتی کمیشن تشکیل دیا تھا جس نے شہر بھر کی کثیر منزلہ عمارات کا معائنہ کر کے ہر عمارت کے بارے میں ایک تفصیلی رپورٹ تیار کی۔ کمیشن کی رپورٹ بمطابق لاہور شہر کے 9 ٹاؤنز میں کل 25 عمارات ایسی ہیں جو کہ 9 منزلہ یا اس سے زیادہ کی ہیں۔

(ب) ان عمارات میں 6 عمارات بغیر منظوری نقشہ جات کے تعمیر ہوئی ہیں جن کی انسپکشن ہائی رائز بلڈنگ کمیشن نے کی ہے اور ان کو کلیئرنس بھی دی ہے۔باقی ماندہ 19 عمارات کم و بیش 15 سال یا اس سے زیادہ پرانی ہیں اور ان کے پاس منظوری نقشہ نہ ہے۔

(ج) جواب جز(ب) کے مطابق ہے۔مزید برآں ہائی رائز بلڈنگ کمیشن کی انسپکشن کردہ ان تمام عمارات کا کیس سپریم کورٹ آف پاکستان میں زیر کارروائی ہے۔

(د) بلڈنگ اینڈ زوننگ بائی لاز، لینڈ یوز کلاسیفکیشن اینڈ ری کلاسیفکیشن رولز 2009 کے تحت اور متوقع نئی کمرشلائزیشن پالیسی کے تحت حکومت پنجاب کثیر منزلہ عمارتوں کی بلندی اور ان عمارات کی زیادہ سے زیادہ بلندی ہائیٹ زوننگ کے تحت مختص کی جا سکتی ہے۔کثیر منزلہ

اور کمرشل عمارات کے نئے قواعد وضوابط کے لئے مشاورت جاری ہے اور نئی پالیسی جلد ہی متوقع ہے۔

ملتان شہر میں فائر بریگیڈ کی گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2175: **محترمہ زوبیہ رُباب ملک:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فائر بریگیڈ ملتان کے پاس آگ بجھانے والی کتنی گاڑیاں ہیں یہ کس کس ماڈل کی ہیں ان میں سے کتنی چالو حالت میں اور کتنی خراب ہیں؟

(ب) فائر بریگیڈ ملتان کے پاس آگ بجھانے کے لئے کون کون سے آلات اور مشینری ہے، یہ کب خرید کی گئی تھی، اس میں کتنی چالو حالت اور کتنی خراب ہے؟

(ج) کیا فائر بریگیڈ ملتان کے پاس 8 سے اوپر کی منزلوں کی آگ پر قابو پانے کے لئے گاڑیاں ہیں اگر ہاں تو کتنی ہیں؟

(د) فائر بریگیڈ ملتان کی ٹیم میں اس وقت کتنے فائر فائٹر کام کر رہے ہیں، ان فائر فائٹر کو کہاں کہاں سے آگ پر قابو پانے کی تربیت دلوائی گئی ہے؟

(ہ) کیا فائر بریگیڈ ملتان کے پاس آٹھ سے اوپر کی منزلوں پر آگ پر قابو پانے کے لئے مطلوبہ آلات اور مشینری ہے اگر نہیں تو کیا حکومت موجودہ دور کے مطابق مشینری اور آلات فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فائر بریگیڈ ملتان کے پاس درج ذیل 12 عدد فائر گاڑیاں موجود ہیں جن میں سے 10 چالو حالت میں ہیں اور 2 گاڑیاں قابل مرمت ہیں:-

1	ہیوی فائر وہیکل ہینو	ماڈل2000	2عدد
2	ہیوی فائر وہیکل بیڈ فورڈ	ماڈل1996	ایک عدد
3	ہیوی فائر وہیکل بیڈ فورڈ	ماڈل1983	2عدد
4	ہیوی فائر وہیکل BMC	ماڈل1973	ایک عدد
5	لائٹ فائر وہیکل ISUZU	ماڈل2006	ایک عدد

6	لائٹ فائروہیکلMAZDA ٹی ایم اے شجاع آباد	ماڈل1987	2عدد
1	ہیوی فائروہیکل ہینو	ماڈل2005	ایک عدد
2	لائٹ فائروہیکلISUZU ٹی ایم اے جلال پور پیروالا	ماڈل2005	ایک عدد
1	لائٹ فائروہیکلISUZU ریسکیو1122 ملتان	ماڈل2006	عدد
1	لائٹ فائروہیکلISUZU	ماڈل2006	10عدد
2	ہیوی فائروہیکل واٹر باؤزر	ماڈل2006	ایک عدد
3	ایریل پلیٹ فارم	ماڈل2008	ایک عدد
4	فائر سوٹ		30عدد
5	بریدنگ اپریٹس		10عدد
6	کیمیکل فوم		3000لیٹرز

(ب) فائر بریگیڈ ملتان کے پاس آگ بجھانے کے لئے درج ذیل آلات اور مشینری موجود ہے جو کہ سال2007-08 کے دوران خریدی گئی تھی اور چالو حالت میں ہے:-

کینوس ہوز پائپ	7000فٹ
کیمیکل فوم	400لیٹر
گیس ماسک	12عدد
بریدنگ اپریٹس	3عدد
فائرمین سوٹ	3عدد
CO2سلنڈرز	12عدد
DCPسلنڈرز	12عدد

(ج) فائر بریگیڈ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان کے پاس کوئی ایسی ہائیڈرالک پلیٹ فارم والی گاڑی نہ ہے جو کہ بلند و بالا پلازوں میں آگ لگنے کی صورت میں استعمال کی جاسکے۔

(د) فائر بریگیڈ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان کی ٹیم میں اس وقت 118 فائر فائٹر کام کر رہے ہیں ان فائر فائٹرز نے سول ڈیفنس ملتان، لاہور اور اسلام آباد انسٹیٹیوٹ سے ٹریننگ حاصل کی ہوئی ہے۔

(ہ) فائر بریگیڈ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان کے پاس 3 سے 4 منزلہ عمارت کی آگ بجھانے کا بندوبست ہے اور اس سے اوپر بلندی پر آگ بجھانے کا کوئی انتظام نہ ہے۔ریسکیو 1122 کے پاس ایریل پلیٹ فارم والی گاڑی ہے جو کہ 60 سے 70 فٹ تک آگ بجھانے کے کام آسکتی

ہے ناکافی ہے اور ان کے پاس تمام فائر یونٹ 10 عدد چھوٹی گاڑیاں ہیں جو کہ بڑی آگ پر قابو پانے کے لئے مدد گار نہ ہیں۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان کے بجٹ میں گنجائش نہ ہے لہذا حکومت پنجاب 8 سے 10 بالائی منزل میں آگ بجھانے اور بڑی آگ پر قابو پانے کے درج ذیل گاڑیوں کے لئے فنڈز فراہم کرے:۔

ہائیڈرالک پلیٹ فارم 100 فٹ لیڈر	1 عدد
ہیوی فوم ٹینڈر	1 عدد
(برائے آئل ڈپو، پینٹ سٹور / فیکٹریز، پٹرول پمپس)	
ہیوی فائر یونٹ	2 عدد
ہیوی فائر انجن	2 عدد

نوٹ: ڈی سی او سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ آٹھویں اور اس سے اوپر کی منزلوں پر آگ پر قابو پانے کے لئے فائر بریگیڈ کے لئے گاڑیاں خریدنے کے لئے الگ سے کیس حکومت پنجاب کو بھیجے۔ اس کے علاوہ سول ڈیفنس کے آفیسرز کو صنعتی اور تجارتی مقامات پر آگ بجھانے کے انتظامات کی انسپکشن کی اجازت کے سلسلہ میں محکمہ داخلہ کو کیس بھیجے۔ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

فتح جنگ میں واٹر سپلائی سکیم سے متعلقہ تفصیلات

*2254: **جناب شیر علی خان:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی ایم اے کے تحت فتح جنگ کے لئے 06-2005 میں واٹر سپلائی سکیم بنی ہوئی تھی اگر ہاں تو اس کی لاگت کتنی تھی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا اس سکیم پر کام شروع کر دیا گیا ہے، اس وقت کام کی کیا پیش رفت ہے اور اگر کام شروع نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) منظور شدہ سکیم اور فنڈز کے باوجود سکیم پر عملدرآمد نہ کرنے والے متعلقہ اہلکاران اور افسران کے نام، پتے اور عرصہ تعیناتی بیان کیا جائے؟

(د) نیز یہ بھی بتایا جائے کہ اس غفلت پر ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مالی سال 06-2005 میں فتح جنگ شہر کے لئے پہلے سے بنی ہوئی سکیم برائے واٹر سپلائی تھی جو کہ 96-1995 میں بنی تھی اور اس پر تقریباً ایک کروڑ ستر لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے مگر آبادی زیادہ ہونے کی بنا پر اس سکیم کو rehabilitate کرنے کی ضرورت ہے اس لئے 06-2005 میں ٹی ایم اے نے PMDFC کے ساتھ Matching grant کے تحت rehabilitation of Urban Water Supply Scheme Fateh Jang پر منصوبہ بنایا جس پر تقریباً بائیس کروڑ روپے لاگت آنا تھی اور اس کا پندرہ فیصد ٹی ایم اے نے ادا کرنا تھا۔

(ب) PMDFC اور TMA کے درمیان MOU دستخط ہونے کے بعد PMDFC نے TMA سے جو ڈیمانڈ کی وہ پوری کر دی گئی اور اس سکیم میں شامل فلٹریشن پلانٹس کی تعمیر کے لئے جگہ بھی خرید لی گئی۔اس منصوبے کا ڈیزائن NESPAK نے بنایا تھا جنہوں نے مارچ 2009 میں ایک ڈیزائن دیا جس سے فتح جنگ شہر کی ضروریات پوری نہ ہوئی تھیں۔اس لئے TMA نے شہر کے تمام علاقے ڈیزائن میں شامل کرنے کے لئے کہا مگر تاحال فائنل ڈیزائن ٹی ایم اے کو نہ بھیجا گیا ہے اس لئے سکیم پر کوئی کام شروع نہ ہو سکا ہے۔

(ج) جیسا کہ ضمن نمبر (ب) میں تفصیلاً بتایا گیا ہے کہ NESPAK کے بروقت ڈیزائن مکمل نہ کرنے کی وجہ سے ہی کام شروع نہ کیا جا سکا اس لئے منصوبہ کے شروع نہ کرنے کا الزام کسی دیگر کے ذمہ نہ کیا جا سکتا ہے۔

(د) چونکہ TMA میں کسی افسر کی غفلت نہ ہے اس لئے کسی ملازم کے خلاف کارروائی کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

تحصیل چنیوٹ، گراؤنڈز اور سٹیڈیمز سے متعلقہ تفصیلات

*2294:الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیاوزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چنیوٹ تحصیل میں ٹی ایم اے اور صوبائی حکومت کے زیر انتظام کتنے گراؤنڈ اور سٹیڈیم ہیں؟

(ب) ان تمام گراؤنڈ اور سٹیڈیم کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین ہیں اور ان کی تنخواہیں کتنی ہیں؟

(ج) چنیوٹ نیشنل ہاکی سٹیڈیم کی ضروری تعمیرات کمرے برائے مہمان ٹیمز، گراؤنڈ کی لیولنگ کے لئے مشین اور کاٹنے والی مشین موجود ہے؟

(د) اگر حکومت ان تمام سہولیات کو مہیا کرنا چاہتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ٹی ایم اے چنیوٹ کے زیر اہتمام سیٹلائٹ ٹاؤن میں ایک ہاکی سٹیڈیم اور رجوعہ سادات میں ایک گراؤنڈ ہے۔

(ب) ہاکی سٹیڈیم سیٹلائٹ ٹاؤن میں ایک ملازم تعینات ہے اور اس کی تنخواہ۔/4800روپے ماہانہ ہے۔

(ج) مذکورہ سہولیات میسر نہیں ہیں البتہ کھلاڑیوں کی ڈریسنگ کے لئے ایک کمرہ موجود ہے۔ سٹیڈیم کی چاردیواری سیڑھیاں، شیڈ، لیٹرین اور پانی کا انتظام موجود ہے۔ سٹیڈیم میں گھاس کاٹنے کا انتظام نہ ہے۔ تاہم گھاس کاٹنے کی مشین TMA کے پاس پہلے سے موجود ہے۔

(د) ٹی ایم اے نے درج بالا سہولیات مہیا کرنے کے لئے ADP برائے سال 09۔2008 میں مبلغ 10.00 لاکھ روپے کی لاگت سے ایک منظوری کی ہے جس کے ٹینڈر منظور ہونے کے بعد ٹھیکیدار نے کام شروع کر دیا ہے جس میں کھلاڑیوں کے ٹھہرنے کے لئے دو عدد کمرہ جات rollerاور گھاس لگانے کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔ سکیم ہذا کی انتظامی منظوری بذریعہ چٹھی نمبر TMA/CHT/I&S/06 مورخہ 2009۔02۔28 کو دی گئی ہے (کاپی تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اشتہار کی کاپی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ورک آرڈر بذریعہ چٹھی نمبری No.46 مورخہ 2009۔04۔17 کو جاری کیا گیا (کاپی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

راولپنڈی میں لگائے گئے واٹر فلٹر پلانٹس سے متعلقہ تفصیل

*2324: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی میں اب تک کتنے واٹر فلٹر پلانٹس لگائے گئے ہیں؟

(ب) ان فلٹریشن پلانٹس کی صفائی اور maintenance کے لئے کیا اقدامات کئے جاتے ہیں، تفصیل سے بیان کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جناب صدر اور وزیر اعظم پاکستان کی ہدایت پر وزارت ماحولیات اسلام آباد نے فلٹریشن پلانٹس لگانے کا منصوبہ 2005 میں شروع کیا تھا جس کو دو مرحلوں میں مکمل کیا جانا تھا تاکہ لوگوں کو صاف پانی مہیا کیا جاسکے۔پہلے مرحلہ میں تحصیل/ٹاؤن کی سطح پر پنجاب میں 146 واٹر فلٹریشن پلانٹس لگانے تھے جس میں سے پنجاب کی 116 تحصیل/ٹاؤنز میں پلانٹ لگائے جا چکے ہیں اور باقی 30 پلانٹ دوسرے مرحلہ میں لگائے جائیں گے دوسرے مرحلہ میں پنجاب کی ہر یونین کونسل میں ایک پلانٹ لگایا جائے گا۔پنجاب کی یونین کونسلوں کی تعداد 3464 ہے۔ ضلع راولپنڈی میں اب تک وفاقی حکومت کے تعاون سے 8 فلٹریشن پلانٹس لگائے گئے ہیں۔جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

(1) گجر خان ٹاؤنز: حمید ہسپتال روڈ ہاؤسنگ سکیم نمبر (1) سٹی گجر خان

(2) ٹیکسلا ٹاؤن: میں ایک پلانٹ چکلالہ

(3) کہوٹہ ٹاؤن: پولیس سٹیشن نزد OHR کہوٹہ

(4) کوٹلی ستیاں ٹاؤن: بوار پرائمری سکول مین بازار

(5) مری ٹاؤن: واٹر ریزروائرنزد کشمیر پوائنٹ

(6) راول ٹاؤن: سیکٹر III مین روڈ خیابان سرسید U.C No. 11

(7) پوٹھوہار ٹاؤن: ہیال یونین کونسل دھمیال

(8) کلر سیداں ٹاؤن: بوار ہائی سکول

اس کے علاوہ ضلع راولپنڈی کے ٹی ایم ایز نے کچھ واٹر فلٹریشن پلانٹس ٹی ایم ایز کے بجٹ یا پرائیویٹ فرموں/NGOs نے بھی لگائے ہیں۔

(ب) ان فلٹریشن پلانٹس کی(Operation & Maintenance) کا ٹھیکہ M/S Rain Drop So-Safe کو دیا گیا ہے۔جو باقاعدگی سے maintenance کی جارہی ہے۔

قصور، پی پی۔176 میں ترقیاتی کاموں کی تفصیلات

*2345:**ملک اختر حسین نول:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حلقہ پی پی۔176 قصور میں گلیوں کا سولنگ پختہ نالیاں، پلیاں وغیرہ اور ملحقہ آبادیوں کے لئے کوئی فنڈ سال09-2008 کے بجٹ میں جاری کیا ہے تو کتنا اور کس کس مد میں تفصیل فراہم فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سال2002 تا2007 حلقہ پی پی۔176 کے لئے حکومت پنجاب اور ضلعی حکومت نے کوئی توجہ نہ دی جس کی وجہ سے حلقہ کے گاؤں کے سولنگ، نالیاں اور پلیاں جوں کی توں ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب اور ضلعی حکومت مذکورہ حلقہ کی ترقی پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے اس کی گلیاں اور نالیاں/پلیاں پختہ کرنے اور نئی پلیاں تعمیر کرنے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال09-2008 میں سولنگ /نالیاں/پلیوں کی تعمیر کی بجائے حلقہ پی پی۔176 میں سڑکات کی تعمیر کے لئے فنڈ مہیا کئے گئے ہیں۔دوران سال09-2008 اندازاً مبلغ81.000 ملین ازاں ضلعی سالانہ تعمیراتی پروگرام سے تعمیر سڑکات حلقہ پی پی۔176 میں مہیا کئے گئے۔

I) 4عدد نئی سڑکات کے لئے 41.000 ملین روپے

II) 8عدد جاریہ سڑکات کے لئے40.000 ملین روپے

(ب) حلقہ پی پی۔176 میں 11 یونین کونسلیں ہیں۔سابقہ سالوں 03-2002 تا 08-2007 اندازاً 11.000 ملین ہر مالی سال میں ڈسٹرکٹ بجٹ میں برائے تعمیر سولنگ، نالیاں، سڑکیں وغیرہ بحساب 1.000 ملین ہر یونین کونسل کے لئے مختص کئے گئے۔

(ج) برائے مالی سال 10-2009 کے ترقیاتی منصوبہ جات کی ترجیح وار نشاندہی جناب عزت مآب ملک اختر حسین نول فرمائیں جس پر حکومتی ہدایات و پالیسی کے مطابق عملدرآمد کیا جائے گا۔

جنوبی پنجاب کے اضلاع کے ارکان اسمبلی کے ترقیاتی فنڈز کا مسئلہ

*2364: **میاں شفیع محمد:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ساؤتھ پنجاب کے اضلاع رحیم یار خان، بہاولپور، ڈیرہ غازی خان، بہاولنگر، ملتان اور وہاڑی میں ترقیاتی فنڈز میں disparity ہے اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس disparity کے باعث اراکین اسمبلی میں تشویش پائی جاتی ہے؟

(ج) حکومت مذکورہ disparity کا ازالہ کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) موجودہ مالی سال میں حکومت پنجاب محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ کے توسط سے پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام چلا رہی ہے۔اس پروگرام کے تحت 2376 ملین روپے کی رقم صوبائی اسمبلی کے 297 حلقوں کے لئے مختص کی گئی ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)اسی طرح مخصوص نشستوں پر منتخب ہونے والے ممبران صوبائی اسمبلی کے لئے 592 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔اس طرح ہر صوبائی اسمبلی کو تخصیص 8 ملین روپے کی ترقیاتی سکیمیں تجویز کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔اس

طرح سوال کردہ ضلع جات میں فنڈز کی تقسیم اس طرح سے ہے۔رحیم یار خان 104 ملین، بہاولپور 80 ملین، بہاولنگر 64 ملین، ڈیرہ غازی خان 56 ملین، ملتان 104 ملین اور وہاڑی میں 64 ملین روپے۔

اس برابر تقسیم سے یہ واضح ہے کہ ترقیاتی کاموں میں کوئی disparity نہیں ہے۔

(ب) نہیں، جواب جز(الف) میں واضح ہے۔

(ج) ضرورت نہیں، جواب جز(الف) میں واضح ہے۔

سرائے عالمگیر، موضع گڑھا جٹاں کی لنک روڈ کی تعمیر

*2365: **چودھری محمد ارشد:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل سرائے عالمگیر کے موضع گڑھا جٹاں کی لنک روڈ نئے سرے سے تعمیر کی گئی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سڑک کی تعمیر کے سلسلہ میں قواعد وضوابط کے تحت ٹینڈر طلب کئے گئے تھے، اگر ہاں تو کس اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا اور کس تاریخ کو، مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے۔موضع گڑھاں جٹاں لنک روڈ نئے سرے سے تعمیر کی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سکیم کے فنڈز محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کی چٹھی نمبری FD (W&M)1-31/08-09/119 مورخہ 20-10-2008 کے تحت ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گجرات کو جاری ہوئے۔(تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)انتظامی منظوری ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی گجرات بذریعہ چٹھی نمبری DDC/GRT/2008(21)7 مورخہ 07-11-08 ہوئی۔جس کا تخمینہ 4.00 ملین ہے اس کے ٹینڈر بذریعہ ڈائریکٹر جنرل پنجاب پبلک ریلیشن لاہور روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 06-12-2008 شائع ہوئے۔تفصیل

تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے مذکورہ سکیم اخبار میں سیریل نمبر19 پر درج ہے۔
تمام قواعد وضوابط مکمل ہونے کے بعد تعمیراتی کام شروع کیا گیا۔

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی جانب سے کمرشلائزیشن پر پابندی لگانے کی تفصیلات

*2387: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے کمرشلائزیشن پر کب پابندی لگائی؟

(ب) یہ پابندی لگانے کی وجوہات کیا ہیں اس پابندی لگانے کا مشورہ حکومت کو کس نے دیا تھا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس پابندی کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ شہر میں ٹریفک کے مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے اور پارکنگ کے لئے جگہ جو پلازے بن رہے ہیں ان میں جگہ مختص نہیں کی جاتی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کے پاس سی این جی سٹیشن کے 62 کے قریب کیس پینڈنگ ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ سی این جی سٹیشن میں پارکنگ کے لئے جگہ مختص کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے؟

(و) کیا حکومت لاہور میں کمرشلائزیشن پر سے پابندی اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) عدالت عالیہ پنجاب لاہور کی ہدایات کی روشنی میں حکومت پنجاب میں کمرشلائزیشن پر عارضی طور پر مورخہ 22-05-2007 کو ایک میٹنگ کے دوران پابندی لگا دی گئی تاکہ تمام شہروں میں یکساں رولز نافذ العمل کئے جا سکیں۔

(ب) عدالت عالیہ پنجاب لاہور بذریعہ پٹیشن 13572/06 اور سپریم کورٹ آف پاکستان بذریعہ سول پٹیشن 2159/2/2002 مورخہ 13-06-03 کی روشنی میں مندرجہ ذیل وجوہات کی

بنا پر کمرشلائزیشن پر عارضی طور پر پابندی عائد کی گئی تا کہ نئے رولز مرتب کرنے کے بعد کمرشلائزیشن پر عملدرآمد کیا جاسکے:۔

I) مروجہ رولز مختلف قوانین کے تحت تیار کئے گئے۔

II) مذکورہ قوانین کنٹونمنٹ بورڈ کی حدود میں نافذ العمل نہ تھے جو کہ ایک قانونی سقم تھا۔

(ج) درست ہے کہ لاہور شہر میں کمرشل عمارات پلازہ جات بننے اور گاڑیوں کی تعداد میں اضافہ کی وجہ سے پارکنگ اور ٹریفک کے مسائل میں اضافہ ہوا ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کیونکہ حکومت پاکستان محکمہ انڈسٹریز کی طرف سے گزٹ نوٹیفکیشن بذریعہ نمبری RO.1(KE)/2007 مورخہ 09-01-2007 کے مطابق سی این جی لگانے کے لئے NOC متعلقہ ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن سے حاصل کیا جاتا ہے۔

پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 2001 کے مطابق ٹاؤن خود مختار ادارے ہیں جو کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ماتحت نہ ہیں۔

(ہ) درست ہے کہ سی این جی سٹیشن میں پارکنگ کے لئے الگ سے کوئی جگہ مختص نہ کی جاتی ہے۔

(و) اس ضمن میں عرض ہے کہ Punjab Land Use (Classification, Re-classification & Re-Development رولز 2009 کا اجراء ہو چکا ہے اور اس وقت کمرشلائزیشن پر کوئی پابندی عائد نہ ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جلال پور بھٹیاں، سیوریج نالے پر تجاوزات

*2421: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلال پور بھٹیاں ضلع حافظ آباد میں سے گزرنے والا نالہ تجاوزات کی وجہ سے بند ہو گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرانا نالہ ٹاؤن بھٹیاں پر تجاوزات کی تعمیرات کی وجہ سے بند ہو گیا ہے اور اس میں سے اب گندا پانی نہیں گزر رہا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تجاوزات کو ختم کروا کر نالہ کو اس کی اصلی حالت میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے، تاکہ سیوریج وغیرہ کا پانی گزر سکے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بمطابق متن اسمبلی سوال ریونیو ریکارڈ ملاحظہ کیا گیا جس کے مطابق رقبہ نالہ مذکورہ کی پوزیشن / ملکیت رقبہ نالہ زیر تجاوز اور نالہ میں پانی کے بہاؤ کی بابت رپورٹ پیش خدمت ہے۔

دراصل نالہ مذکور 10 کنال 2 مرلہ پر مشتمل ہے جو کہ سرکاری اور پرائیویٹ مالکان کے رقبہ سے گزرتا ہے بمطابق ریونیو ریکارڈ تفصیل درج ذیل ہے:

(i) رقبہ پرائیویٹ مالکان زیر نالہ 08 کنال 05 مرلے

(ii) سرکاری رقبہ زیر نالہ 01 کنال 17 مرلے

(ب) جہاں تک نالہ مذکور پر تجاوزات کا تعلق ہے نالہ پر کسی قسم کی کوئی تجاوز نہ پائی جاتی ہے اور شہر کا پانی بغیر کسی رکاوٹ کے نالہ مذکور میں سے گزر رہا ہے۔

(i) نقشہ موقع (تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) نالہ مذکورہ پرائیویٹ مالکان کے رقبہ سے شروع ہو کر سرکاری رقبہ 5 کنال 9 مرلے 2 سرساہی کو جا ملتا ہے۔ جس طرح اوپر وضاحت کی گئی کہ سرکاری رقبہ میں سے صرف ایک کنال 17 مرلہ زیر نالہ ہے جبکہ بقیہ رقبہ 3 کنال 12 مرلہ پر مختلف لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ کیونکہ سرکاری رقبہ نالہ کے دوسرے کونہ پر ہے جس پر نالہ تعمیر نہیں کیا جا سکتا بلکہ سرکاری رقبہ صرف جوہڑ کی شکل اختیار کر جائے گا۔ مزید یہ کہ نالہ ہذا سی بی کے تحت پختہ تعمیر ہو رہا ہے۔ اگر ہم ملکیت کے ایشو کو چھیڑیں گے تو پرائیویٹ مالکان جن کے رقبہ سے نالہ گزر رہا ہے مسئلہ پیدا کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے تعمیر نالہ متاثر ہو سکتی ہے لہذا عوامی مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے اس معاملہ کو نہ چھیڑا جانا مناسب ہو گا۔

بہاولپور شہر میں پارکس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2443: **جناب ذوالفقار علی:** کیاوزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاولپور شہر میں کتنے پارک کس کس جگہ کتنے رقبہ پر مشتمل ہیں؟

(ب) ان پارکوں کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان پارکوں کی دیکھ بھال پر سال 07-2006، 08-2007 اور 09-2008 میں سالانہ کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) گلزار صادق پارک کس کی ملکیت ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس کی improvement کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بہاولپور شہر میں آٹھ پارک موجود ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

تفصیل پارکس ٹی ایم اے (سٹی) بہاولپور

نمبر شمار	نام پارک	رقبہ
1	پارک الاچی پیر، ماڈل ٹاؤن سی	136956 مربع فٹ
2	پارک ٹرسٹ کالونی	102010 مربع فٹ
3	فرید پارک (لیڈیز پارک) سرائیکی چوک ماڈل ٹاؤن بی	2270553 مربع فٹ
4	پارک ماڈل ٹاؤن بی نزد خضرا مسجد	21000 مربع فٹ
5	کشمیر پارک فرید گیٹ	3889.5 مربع فٹ
6	مادر ملت پارک کمرشل ایریا سیٹلائیٹ ٹاؤن	259618 مربع فٹ
7	ویو پارک بورسٹل جیل فرید گیٹ	126119 مربع فٹ
8	غوثیہ پارک سیٹلائیٹ ٹاؤن	41688 مربع فٹ

(ب) شہر میں موجود آٹھ پارکوں کی دیکھ بھال کے لئے 34 ملازمین تعینات ہیں۔

(ج) پارکوں کی دیکھ بھال مع تنخواہ سال07-2006 مبلغ-/5507473 روپے سال08-2007 میں مبلغ -/5870077 روپے خرچ ہوئے اور سال09-2008 کے لئے بجٹ میں -/7495000 روپے مختص کئے گئے ہیں۔

(د) گلزار صادق پارک ٹی ایم اے (سٹی) بہاولپور کی ملکیت ہے مگر اس پر قبضہ کنٹونمنٹ بورڈ کا ہے۔تمام عدالت ہائے سے ٹی ایم اے (سٹی) بہاولپور کے حق میں فیصلے کے باوجود کنٹونمنٹ بورڈ نے پارک ہذا کا قبضہ ٹی ایم اے (سٹی) بہاولپور کو تاحال نہ دیا ہے۔چونکہ گلزار صادق پارک
ٹی ایم اے (سٹی) بہاولپور کی ملکیت ہونے کے باوجود کنٹونمنٹ بورڈ کے قبضہ میں ہے۔جونہی پارک کا قبضہ ٹی ایم اے (سٹی) بہاولپور کو حاصل ہو گا اس کی improvement کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائیگی۔

بلدیاتی اداروں کے سکولوں کے ملازمین کے مسائل

*2444: رانا بابر حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موجودہ ضلعی نظام کے رائج کے بعد سابقا بلدیاتی اداروں کے سینکڑوں سکولوں کو محکمہ تعلیم کے حوالہ کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان تعلیمی اداروں میں تعینات ملازمین کو پنشن کی ادائیگی ابھی تک متعلقہ ٹی ایم اے سے ہوتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ملازمین کی رخصت، پنشن، گریجویٹی کی ادائیگی اور دیگر انتظامی امور کا اختیار ابھی سابقا نظام کے تحت چل رہا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ملازمین کو رخصت اور انتظامی امور کے لئے پہلے اپنی درخواست / کیس محکمہ تعلیم کے متعلقہ افسران سے سفارش کروانے کے بعد ٹی ایم اے یا ضلعی حکومت کو ارسال کرنا پڑتا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس طرح ان ملازمین کو کافی پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(و) کیا حکومت سابقا بلدیاتی اداروں کے سکولوں اور ان کے ملازمین کے پنشن، تنخواہ، رخصت اور دیگر انتظامی امور کا اختیار بھی محکمہ تعلیم کے متعلقہ افسران کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے سابقا بلدیاتی اداروں کے تمام تعلیمی اداروں کو نئے نظام کے تحت پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کی روشنی میں ضلعی حکومتوں کی تحویل میں دے دیا گیا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے اور وہی ادا کرتی ہے۔

(ج) درست نہ ہے ان ملازمین کی رخصت، پنشن، گریجویٹی کی ادائیگی اور دیگر تمام انتظامی امور کے اختیارات نئے نظام کے تحت متعلقہ ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ان ملازمین کی رخصت اور دیگر معاملات کی مجاز متعلقہ ضلعی حکومت ہے۔ جبکہ TMA کا اس معاملہ میں کوئی کردار نہ ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔

(و) چونکہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت یہ تمام تعلیمی ادارے ضلعی حکومتوں کی تحویل میں دیئے جا چکے ہیں۔ قانون کے مطابق ان ملازمین کی پنشن، تنخواہ، رخصت اور دیگر انتظامی امور متعلقہ ضلعی حکومت کے سپرد ہیں اور ضلعی حکومت کے افسران قانون کے مطابق فرائض سرانجام دے رہے ہیں اس لئے حکومت یہ اختیارات محکمہ تعلیم کو دینے کا کوئی ارادہ نہ رکھتی ہے۔

گوجرانوالہ شہر میں قبضہ گروپوں کے خلاف آپریشن

*2478:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان : کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ شہر میں تجاوزات اور قبضہ گروپوں کے خلاف شروع کیا گیا آپریشن انتہائی سست روی کا شکار ہے؟

(ب) کیا حکومت اس شہر میں تجاوزات کے خاتمے اور قبضہ گروپوں کے خلاف آپریشن تیز کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گوجرانوالہ میں تجاوزات اور قبضہ گروپ کے خلاف شروع کیا گیا آپریشن ہرگز سست روی کا شکار نہ ہوا ہے بلکہ گورنمنٹ ہوم اکنامکس کالج پسرور روڈ کی جگہ جو کہ 14 مرلہ تھی واگزار کروا کر کالج کے حوالے کی ہے۔اسی طرح محکمہ تعلیم کے نام منتقل شدہ اراضی جو کہ 9 کنال بنتی ہے بھی قبضہ گروپوں (جاوید لنمبر دار وغیرہ اور محمد افضل وغیرہ) سے واگزار کروا کے محکمہ تعلیم کے حوالے کی جا چکی ہے۔کھیالی ٹاؤن میں 248 پختہ تجاوزات اور 1085 عارضی تجاوزات ختم کی جا چکی ہیں نیز انٹی انکروچمنٹ سکواڈ بھی تشکیل دیئے گئے ہیں تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(i) ٹی ایم قلعہ دیدار سنگھ ٹاؤن: محبوب عالم پرائمری سکول کی دکانات واگزار کرانے کے لئے نوٹس جاری کئے جا چکے ہیں۔مذکورہ کمرے جو کہ قبضہ گروپ کے زیر استعمال تھے بند کر دیئے گئے ہیں۔یہ پورے پنجاب میں تجاوزات کے خلاف کی گئی بہت بڑی کارروائی تھی۔

(ii) ٹی ایم اے اروپ ٹاؤن: جی ٹی روڈ، عزیز کراس ماڈل ٹاؤن اور اندرون جنرل بس سٹینڈ سے تجاوزات ختم کر دی گئی ہیں بذریعہ ٹکٹنگ مبلغ-/96000 روپے جرمانہ بھی کیا گیا ہے۔

(iii) ٹی ایم اے نندی پور ٹاؤن: جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے گورنمنٹ ہوم اکنامکس کالج کی 14 مرلے جگہ واگزار کروائی گئی ہے جبکہ 832 تجاوزات کنندگان کو 7 لاکھ سے زائد جرمانہ کے ٹکٹ بھی جاری کئے گئے ہیں۔

(iv) ٹی ایم اے کھیالی شاہ پور ٹاؤن میں 248 پختہ تجاوزات اور 1085 عارضی تجاوزات ختم کی جا چکی ہیں نیز تجاوزات کنندگان کو 7 لاکھ 80 ہزار کے جرمانہ کے ٹکٹ بھی جاری کئے گئے ہیں اور 4 مقدمات بھی درج کروائے گئے ہیں۔

(ب) جی ہاں! شہر میں تجاوزات اور قبضہ گروپوں کے خلاف آپریشن مہم انتہائی زور شور سے جاری ہے بلکہ ضلع گوجرانوالہ میں جملہ ٹی ایم او صاحبان اپنے اپنے حلقہ میں باقاعدہ پروگرام کے تحت تیزی سے کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔

پاکپتن شہر کی سڑکوں کی تفصیلات

*2525:چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):کیاوزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پاکپتن شہر کی سڑکوں کی مرمت وتعمیر کے لئے یکم جولائی2005 سے یکم جنوری2009 تک کتنی رقوم خرچ کی گئی ہیں اور کتنی لمبائی کی سڑکات ٹھیک (مرمت) یادوبارہ تعمیر کی گئی ہیں۔ ان کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

پاکپتن شہر کی سڑکوں کی تعمیر و مرمت کے لئے یکم جولائی2005 سے یکم جنوری2009 تک جتنی رقوم خرچ کی گئی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1	تعمیر نئی سڑکات تعدادی 13 کل لمبائی 5.168 کلومیٹر (سولنگ سیوروغیرہ)	12.194 ملین روپے
2	امپروومنٹ روڈز تعدادی 5 کل لمبائی 0.886 کلومیٹر	3.563 ملین روپے
3	پیچ ورک مختلف سڑکات شہر پاکپتن	1.195 ملین روپے
4	زیر کار سڑکات تعدادی 5 عدد	2.963 ملین روپے
	میزان اخراجات	19.915 ملین روپے

گوجرانوالہ میں ٹریفک سگنل لگانے کی تفصیلات

*2597:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:کیاوزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ میں کس کس چوک پر ٹریفک سگنل لگائے گئے ہیں؟

(ب) کس کس اہم چوک یا جگہ ٹریفک سگنل نہ ہیں؟

(ج) کیا متعلقہ ضلعی حکومت / صوبائی حکومت اس شہر کے ہر اہم چوک / جگہ پر ٹریفک سگنل لگانے اور جو ٹریفک سگنل خراب ہیں ان کو چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گوجرانوالہ شہر میں 19 اہم چوک ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

عزیز کراس، خیبر کٹ، نگار چوک، کنگنی والا چوک، کچہری، جیل چوک، چرچ چوک، کھیالی بائی پاس، شیخوپورہ موڑ، شمسی چوک، ریجنٹ موڑ، دستگیر چوک، فیروزوالہ پل، چھچھر والی پل + پرانی چونگی چھچھر والی، دھلے چوک، سیٹلائیٹ ٹاؤن مارکیٹ چوک، فاروق شہید چوک، RPO آفس اور شیل پمپ blinkers ان چوکوں پر کوئی بھی ٹریفک سگنل نصب نہ ہے۔

(ب) کسی بھی چوک پر ٹریفک سگنل نصب نہ ہیں۔

(ج) جملہ چوک ہائے پر ٹریفک سگنل لگانے کے لئے سروے کیا جارہا ہے۔ پہلے مرحلہ میں اس وقت مختلف چوک ہائے میں سٹاپ لائنز، سٹڈمارک اور زیبرا کراسنگ کا کام مکمل ہورہا ہے جس کے لئے 3.100 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔اس کے بعد شہر کے مصروف ترین چوکوں عزیز کراس، شمسی چوک، خیبر کٹ، ریجنٹ چوک، کچہری چوک اور چرچ چوک وغیرہ میں ٹریفک سگنل لگائے جائیں گے۔

پی پی۔108 میں سٹیئرنگ کمیٹی کے ممبران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2615: جناب خالد جاوید اصغر گھرال: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گجرات کے حلقہ پی پی۔108 میں سٹیئرنگ کمیٹی کے ممبران کی تعداد کیا ہے اور ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) مذکورہ کمیٹی تشکیل دینے کی اتھارٹی کون ہے؟

(ج) کیا عام انتخاب میں ہارے ہوئے افراد کو مذکورہ کمیٹی کا ممبر نامزد کیا جاسکتا ہے؟

(د) کیا ممبران سٹیئرنگ کمیٹی کے پاس یہ اختیار ہے کہ electedایم پی اے کی طرف سے دی گئی سکیموں کو اپنی مرضی سے پسند ناپسند کے مطابق تبدیل کرنے کی تجاویز دیں، اگر نہیں تو مذکورہ حلقہ کے ممبران کمیٹی کس اتھارٹی کے تحت سکیمیں تبدیل کرنے کی تجاویز دے رہے ہیں جبکہ ان سکیموں کے لئے electedایم پی اے کو حکومت کی طرف سے فنڈز جاری کئے گئے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت مفاد عامہ کے نقطہ نظر سے پیش کی گئی ایم پی ایز کی سکیموں پر من و عن عملدرآمد کرنے کے لئے مذکورہ کمیٹی کو پابند بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ سٹیئرنگ کمیٹی گجرات کے کل ممبران کی تعداد 17 ہے۔ ایک ممبر نوابزادہ مظفر علی خان کا تعلق حلقہ پی پی۔108 سے ہے۔ نوٹیفکیشن فہرست ممبران نمبر35۔5(II D)SO (PDP)2008/ مورخہ 2008۔8۔21 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ کمیٹی تشکیل دینے کا اختیار بروئے نوٹیفکیشن نمبر(PDP)2008/35۔5(LG)-D-II.SO مورخہ 20۔ مئی 2008 وزیر اعلیٰ صاحب کو ہے نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) نوٹیفکیشن نمبر(PDP)2008/35۔5(LG)-D-II.SO مورخہ 20۔ مئی 2008 کے تحت منتخب نمائندگان / معززین / سماجی شخصیات کو ممبر ڈسٹرکٹ سٹیئرنگ کمیٹی نامزد کیا جاتا ہے۔ نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) نوٹیفکیشن نمبر(PDP)2008/35۔5(LG)-D-II.SO مورخہ 2009۔01۔01 کی ذیلی شق (iii)1 کے تحت فنڈز صوبائی حلقہ کی بنیاد پر مختص کئے گئے۔ نیز(V)1 کے تحت ڈسٹرکٹ سٹیئرنگ کمیٹی کو منصوبہ جات initiate کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تمام منصوبہ جات سٹیئرنگ کمیٹی نے گائیڈ لائن کے مطابق بحث و تمحیص کے بعد بہترین مفاد عامہ میں منظور کئے ہیں۔ صوبائی حلقہ پی پی۔108 میں 6 منصوبہ جات ایم پی اے چودھری خالد اصغر گھرال کے تجویز کردہ ہیں اور صرف 2 منصوبہ جات سٹیئرنگ کمیٹی نے initiate کئے ہیں۔

ٹبہ بدر شیر مہاجر کالونی بہاولپور کے مسائل

*2736: **جناب ذوالفقار علی:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹبہ بدر شیر مہاجر کالونی بہاولپور کتنے نفوس پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ کالونی ایشیاء کی سب سے بڑی کچی آبادی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کو سابقہ دور حکومت میں کچی آبادی بھی ڈیکلیئر کر دیا گیا تھا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ فنڈز ہونے کے باوجود اس آبادی میں سڑکیں، سیوریج اور دیگر بنیادی سہولیات کا فقدان ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس کالونی میں سڑکیں بنانے، سیوریج بچھانے، واٹر سپلائی فراہم کرنے اور دیگر بنیادی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) کچی آبادی ٹبہ بدر شیر 2250 گھرانوں اور مہاجر کالونی 1156 گھرانوں پر مشتمل ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ یہ کالونی ایشیاء کی سب سے بڑی کچی آبادی ہے۔

(ج) ٹبہ بدر شیر مورخہ 1986-08-27 کو کچی آبادی ڈیکلیئر ہوئی۔

(د) درست نہ ہے۔ اس آبادی میں بجلی 100 فیصد، سوئی گیس 80 فیصد، واٹر سپلائی 90 فیصد، سڑکات 65 فیصد، سولنگ 45 فیصد ہے۔

(ہ) جی ہاں! حکومت اس کچی آبادی میں مذکورہ سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جن کے تخمینہ جات بلدیہ بہاولپور نے تیار کر کے متعلقہ اداروں کو بھجوا دیئے ہیں۔ جن پر غور و خوض

اور منظوری کا معاملہ صوبائی مانیٹرنگ کمیٹی برائے کچی آبادیات کی میٹنگ منعقدہ مورخہ 15-09-2009 میں دیگر 253 ترقیاتی سکیمیں برائے کچی آبادیز کے تخمینہ جات (جو پنجاب بھر کے مختلف بلدیاتی اداروں کو بھجوائے گئے) کے ہمراہ پیش کئے گئے تھے۔جس میں یہ طے پایا کہ اس پر کچی آبادیوں میں کثیر منزلہ فلیٹس بنانے کے لئے منصوبہ کی حتمی منظوری کے بعد فیصلہ کیا جائے گا۔

پی پی۔288 میں سیوریج کے منصوبہ جات و دیگر تفصیلات

*2852: **میاں شفیع محمد:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت نے گزشتہ پانچ سال میں حلقہ پی پی۔288 رحیم یار خان میں سیوریج کے کون کون سے منصوبہ جات شروع کئے، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کتنے منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے نامکمل ہیں تفصیل بتائی جائے، نیز جو نامکمل ہیں حکومت انہیں کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

(ج) جو سیوریج سسٹم پرانے اور ناکارہ ہو چکے ہیں ان کی تفصیل بتائی جائے اور کیا حکومت ان کو دوبارہ فعال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گزشتہ حکومت نے حلقہ پی پی۔288 میں درج ذیل سیوریج کے منصوبہ جات تعمیر کئے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

سال 2005-06

(ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گرانٹ)

1- اے ڈی پی نمبر2110 تعمیر بقیہ سیوریج سکیم جیٹھ بھٹہ چک نمبر4/Pیو سی جیٹھ بھٹہ، تخمینہ لاگت۔/2000000

2- اے ڈی پی نمبر3580 تعمیر سیوریج سکیم ریاض کالونی جیٹھ بھٹہ تخمینہ لاگت۔/3786000

سال2007-08

(ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گرانٹ)

3- تعمیر نالی وسیوریج موضع ظاہر پیر یو سی ظاہر پیر تخمینہ لاگت۔/2000000

(ب) منصوبہ نمبر1 تا2 مکمل ہو چکے ہیں اور چالو حالت میں ہیں۔ منصوبہ نمبر3 جاری ہے اور جلد مکمل ہو جائے گا۔

(ج) نوانکوٹ شہر میں سیوریج سکیم محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے تعمیر کرنے کے بعد اس سکیم کو یوزر کمیٹی کے سپرد کر دیا جو کافی عرصہ تک اسے چلاتی رہی۔ سیوریج سکیم اب ناکارہ ہو چکی ہے۔اس بابت تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن خانپور کے پاس کوئی فنڈ نہ ہیں۔اس بابت محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ ہی صحیح بتا سکتا ہے۔

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹ رحیم یار خان کی جانب سے گزشتہ پانچ سالوں میں ایک منصوبہ برائے تنصیب سیوریج سکیم چاچڑاں شریف2008-09 حلقہ پی پی۔288 تحصیل خان پور بذریعہ سڑک گورنمنٹ گرانٹ شروع کیا جو کہ زیر تکمیل ہے۔ اس منصوبہ میں ڈسپوزل ورکس آر۔سی۔سی سیوور"9"15 قطر و پمپنگ مشینری شامل ہیں۔ پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹ / پبلک ہیلتھ انجینئرنگ رحیم یار خان نے مالی سال2008-09 میں صرف ایک منصوبہ چاچڑاں شریف کیا جس کی تخمینہ لاگت مبلغ3.172 ملین روپے ہے۔یہ منصوبہ بذریعہ ڈسٹرکٹ گرانٹ زیر تکمیل ہے جو کہ رواں مالی سال2009-10 میں مکمل ہو گا۔ بشرطیکہ مکمل فنڈز فراہم ہوں۔ پرانے اور Non-Functional سسٹم کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! traditionally یہ چل رہا ہے کہ جب بھی کسی محکمہ سے متعلق سوالات ہوتے ہیں تو Secretary is not available. آج گاڑیوں کا نیلام ہو رہا ہے And Secretary is there. ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ اسمبلی important ہے یا گاڑیوں

کی نیلامی important ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ starting from Question No 1 سارے جواب غلط ہیں اور لوگوں نے protest کیا ہے. Why are we being insulted like this. اگر سوال کا جواب نہیں دینا ہے تو پھر سوال جواب ہونے ہی نہیں چاہئیں۔ تین سال کے بعد سوال کا جواب آتا ہے، وہ بھی غلط ہوتا ہے اور سپیکر صاحب بار بار اس چیز پر ruling دے چکے ہیں کہ سیکرٹری اور باقی سٹاف ادھر ہونا چاہئے۔ آخر کار یہ ادھر ایسا کیوں نہیں ہوتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ ابھی جو ہاؤس کے سامنے بات آئی ہے جس میں غلط جواب آیا ہے۔ اس پر میں نے کہا ہے کہ کل ہی اس کا درست جواب دیا جائے کیونکہ یہ محکمہ کی ذمہ داری ہے کہ ہاؤس کی sanctity کو مد نظر رکھتے ہوئے، supremacy of Parliament کو سامنے رکھتے ہوئے اگر اس طرح کے غلط جواب دے گا تو ان کے خلاف کارروائی بھی ہو گی۔ کل جو جواب دیں گے

اور پھر بھی اگر کوئی بات غلط آتی ہے تو پھر اس ہاؤس کے پاس پورا اختیار ہے کہ اس پر کارروائی کرے۔ ہم انشاءاللہ تعالیٰ کل اس کی ایک example قائم کریں گے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس کے بعد توجہ دلاؤ نوٹس ہیں۔ سب سے پہلے رانا تنویر احمد ناصر صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 472 ہے۔

مانانوالہ شیخوپورہ، ڈکیتیوں کی وارداتوں کی تفصیلات

472: رانا تنویر احمد ناصر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایک موقر روزنامہ کی خبر مورخہ 06-07-2010 کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 04-07-10 کو تقریباً 9:30 بجے رات شیخوپورہ فیصل آباد ایکسپریس روڈ پر مانانوالہ یوٹرن کے قریب دس ڈاکوؤں نے رکاوٹیں کھڑی کر کے بسوں، کاروں اور ویگنوں کو روک کر عوام سے لاکھوں روپے نقد، زیورات، موبائل فون اور دوسرا سامان لوٹ لیا، جبکہ مزاحمت کرنے

پر متعدد مسافروں کو زخمی بھی کیا اور کئی گاڑیوں کے نہ رکنے پر فائرنگ کر کے ان کے شیشے بھی توڑ دیئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈاکوؤں نے تھانہ مانانوالہ کی پولیس گاڑی پر بھی فائرنگ کی اور بعد ازاں موقع واردات سے پیدل فرار ہوئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل بھی اسی مقام پر ڈاکوؤں نے ناکہ لگا کر اسی طرح واردات کرتے ہوئے عوام الناس کو لوٹا تھا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ پچھلے چند ماہ سے ضلع شیخوپورہ میں امن و امان کی صورتحال انتہائی خراب ہو چکی ہے اور کرائم کی شرح میں اضافہ ہو گیا ہے، حکومت غریب عوام کے جان و مال کی حفاظت کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، اس بارے میں ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 04-07-2010 کو تقریباً 10 بجے رات شیخوپورہ فیصل آباد روڈ پر مانانوالہ یوٹرن کے قریب چھ سات ڈاکوؤں نے کسی رکاوٹ کے بغیر سڑک پر کھڑے ہو کر ہوائی فائرنگ کر کے دو کاروں نمبری LEF 6511, FDS 2244 کو روکا اور ان سے نقدی، موبائل فونز اور زیوارات چھین لئے لیکن کسی مسافر نے مزاحمت کی اور نہ ہی کوئی مسافر زخمی ہوا اور گاڑیاں بھی محفوظ رہیں - جس پر ملک شاہین عادل ولد امانت علی قوم ککے زئی سکنہ 9 لاثانی ٹاؤن سرگودھا روڈ فیصل آباد کی تحریری درخواست پر مقدمہ نمبر 296/2010 بجرم 395 ت پ تھانہ مانانوالہ درج رجسٹر ڈ ہوا۔

(ب) یہ غلط ہے کہ ڈاکوؤں نے تھانہ مانانوالہ کی پولیس گاڑی پر فائرنگ کی بلکہ پولیس تھانہ مانانوالہ وقوعہ کی اطلاع پا کر فوری طور پر موقع پر پہنچی اور اسی اثنا میں پٹرولنگ پولیس علی آباد بھی موقع پر پہنچ گئی۔ نامعلوم ڈاکوؤں نے پولیس کو دیکھتے ہی ہوائی فائرنگ شروع کر دی اور تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ نامعلوم ملزمان کا تعاقب بذریعہ کھوج کیا گیا جو قصبہ فیصل ٹاؤن پہنچا جہاں سے دو کس مسمیان محمد یٰسین ولد اصغر علی قوم جٹ

سکنہ گلی نمبر 3 فیصل ٹاؤن مانانوالہ، اعظم ولد عبدالخالق قوم جٹ سکنہ فیصل ٹاؤن مانانوالہ کو مشکوک جان کر شامل تفتیش کیا۔interrogation جاری ہے اور امید ہے کہ یہ کیس جلد workoutہو جائے گا۔

(ج) غلط ہے۔

(د) یہ غلط ہے۔ضلع شیخوپورہ میں امن وامان کی صورتحال مکمل کنٹرول میں ہے اور عوام کے جان و مال کی حفاظت کے لئے شب و روز موبائل گشت ، سٹریٹ گشت ، دیہاتی گشت اور ناکہ جات ڈیوٹی لگائی جاتی ہے اور ضلعی پولیس ہر وقت امن وامان کو برقرار رکھنے اور کسی بھی ناخوش گوار واقعہ سے نمٹنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کے جواب سے مطمئن ہوں۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! چونکہ ابھی Call Attention Notice کا ٹائم ہے میں اسی سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ داتا دربار والے incident پر اپوزیشن کی طرف سے ایک Call Attention Notice جمع ہوا ہوا ہے، اس سے بڑی tragedy نہیں ہو سکتی، میری گزارش ہے کہ اس دن ٹائم نہ ہونے کی وجہ سے یہ take up نہیں ہو سکا۔شاید رولز یہ اجازت نہ دیتے ہوں کہ ایک بات پر دوبارہ Call Attention Notice دیا جائے لیکن اتنا بڑا واقعہ ہوا ہے لہذا اس پر جو بھی پیشرفت ہوئی ہے مہربانی فرما کر اس بارے میں ہاؤس کو مطلع کیا جائے کہ اس بارے میں کیا ہوا ہے۔

I will be very grateful if you could suspend the related rules for this.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب نے بڑی جائز اور مناسب بات کی ہے۔جس دن next Call Attention Notice کا وقفہ ہو گا میں اس دن سانحہ داتا گنج بخش کے متعلق مکمل رپورٹ ایوان میں پیش کر دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری ایک submission اور بھی ہو گی کہ Call Attention Notices are addressed to the Chief Minister لہذا آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب کو میری گزارش ہو گی کہ وہ اس Call Attention Notice کا جواب خود آ کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Let the Treasury Benches decide بالکل ٹھیک بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! میرا تعلق ضلع شیخوپورہ سے ہے۔ جس ضلع کو اشتہاریوں، مجرموں، ڈکیتوں کو ٹھیکے پر دے دیا گیا ہو اس ضلع میں امن و امان کی صورتحال کیسے بہتر ہو سکتی ہے؟ میں نے کسی اور جگہ کی بات نہیں کی بلکہ میں نے اپنے ذاتی گاؤں کی بات کی تھی۔ دنیا کا کوئی ایسا crime نہیں ہے جو میرے گنگ گاؤں میں نہیں ہوتا۔ پورے پنجاب کا کوئی ایسا اشتہاری نہیں ہے جس نے ضلع شیخوپورہ میں پناہ نہیں لی ہوئی۔ وہاں پر تو بڑے بڑے ایم این اے بھی کلاشن کوف لے کر دندناتے پھرتے ہیں تو یہ کیسی امن و امان کی صورتحال ہے؟ ابھی یہاں ایس پی صاحب بیٹھے تھے میرے خیال میں جتنی بُری حالت ضلع شیخوپورہ میں ہے اتنی اور کہیں نہیں ہے وہاں آئے دن قتل ہوتے ہیں، آئے دن وہاں چوریاں ہوتی ہیں، آئے دن وہاں راہگیروں کو لوٹا جاتا ہے لیکن میں تو اس بات پر حیران ہوں کہ میرے بھائی کیسے مطمئن ہو گئے؟ کیا یہ لاء منسٹر صاحب سے اتنا ڈر گئے ہیں؟ لاء منسٹر صاحب جب اپوزیشن میں بیٹھا کرتے تھے تو اس وقت واقعی لوگ ان سے ڈرا کرتے تھے اور مجھے اپنے بھائی پر فخر تھا۔ یقین کریں میں ہمیشہ کہتی تھی کہ میں نے کبھی بھی کسی آدمی کو اتنا خوبصورت بولتے نہیں دیکھا لیکن پتا نہیں اب آپ لوگوں نے انہیں یہاں بٹھا کر ان کے ساتھ کیا کیا ہے اور میرے بھائی کا وہ رعب اور دبدبہ بھی ختم کر دیا ہے؟ میرے بھائی نے اسی floor پر دو سال پہلے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں ان ملزموں کو پکڑوں گا جس سے ایک بہن بیوہ ہوئی جس کے بچے یتیم ہو کر در بدر پھر رہے ہیں۔ اس کے گھر پر ڈاکوؤں کا قبضہ ہے اس کی زمین پر لوگوں کا قبضہ ہے لیکن میں اس کے بعد صرف اس لئے نہیں بولی کیونکہ فائدہ کچھ نہیں اور میرے بھائی میں وہ طاقت نہیں رہ گئی وہ جرأت نہیں رہ گئی جس کا کبھی وہ مظاہرہ کرتے تھے۔ اس کے بعد میں نے ویسے ہی اس موضوع کو ختم کر دیا لیکن آج مجھے پھر افسوس سے کہنا پڑا ہے کہ ضلع شیخوپورہ کی حالت پر رحم کیا جائے۔ رانا صاحب راجپوت ہیں لیکن ضلع شیخوپورہ میں راجپوتوں کی جو بُری حالت ہے وہ آج تک کبھی بھی نہیں ہوئی اس لئے کہ لاء منسٹر راجپوت ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پرائیویٹ کمپنیوں کا پرائیویٹ منی لینڈنگ کے ذریعہ مجبور لوگوں کو لوٹنا

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے ایک دو بار پہلے بھی floor پر یہ بات کی ہے کہ پرائیویٹ منی لینڈنگ بڑھتی جارہی ہے اور اب لوگ ان کے ہاتھوں سے مارے جارہے ہیں اور قتل کئے جارہے ہیں۔ اب حالت یہ ہوگئی ہے کہ Prime Time میں ٹیلیویژن پر اچھرہ کے کچھ جیولرز add دے رہے ہیں، ان کے نمبر میرے پاس موجود ہیں کہ گولڈ گاڑی اور against پیسا لے لیں۔ خوفناک بات یہ ہے کہ یہ کام 60 سے 70 فیصد سود پر ہو رہا ہے۔ لوگ مارے جارہے ہیں ان کا فیملی silver لوٹا جارہا ہے۔ میں چھ سات مہینے پہلے اس پر ایک تحریک التوائے کار لایا تھا آپ نے مہربانی کی تھی اور وہ تحریک التوائے کار کمیٹی کو گئی، محسن لغاری صاحب بھی اس میں ممبر تھے ہم نے اس میں بڑی کوشش کی لیکن آج تک کچھ نہیں کر سکے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ جو latest Sherlock Homes ہیں میں جان کر یہ لفظ استعمال کر رہا ہوں، خدا کے لئے حکومت اس کا کچھ کر لے۔ پچھلے دنوں ایک سبزی والے کو جسے سبزی منڈی کے آڑھتی نے قرضہ دیا تھا انہوں نے اس کے گھر آکر اسے قتل کر دیا۔ یہ جو گھروں اور پراپرٹی کے against قرضہ لیا جارہا ہے ان کے بچے رُل رہے ہیں۔ یہ سٹیٹ بنک رولز کی بھی خلاف ورزی ہے، ویسے بھی ایکٹ کی خلاف ورزی ہے لہذا اس کا کچھ نہ کچھ کر لیں۔ اب تو یہ اتنا بڑھ گیا ہے چونکہ لوگوں کی ضروریات بڑھ رہی ہیں۔ یہ دس لاکھ کی گاڑی پر چار لاکھ روپے قرض لے لیتے ہیں، ایک کروڑ کے گھر پر چالیس پچاس لاکھ روپے لے لیتے ہیں۔ اس کے بعد آپ law جانتے ہیں پھر کیا حال ہوتا ہے، یہ جا کر specify performance کا دعویٰ کرتے ہیں، اس کے پاس تو کچھ نہیں ہوتا نتیجتاً وہ آکر بیان دیتا ہے اور یہ اسے پانچ دس لاکھ اور دیتے ہیں، یہ اس طریقے سے لوٹ مار ہو رہی ہے۔ میرے پاس نمبر تک موجود ہیں اور میں نے یہ سارا خود note کیا ہے۔ یہ ایشیا گولڈ اچھرہ کے نام سے add آرہی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آپ monitory laws نکال کر دیکھ لیں کہ جب تک سٹیٹ بنک اجازت نہ دے تو کوئی دس ہزار روپے

قرض نہیں دے سکتا لیکن ہم اتنے خاموش ہیں اور ان ظالموں کو کام کرنے دے رہے ہیں۔میرے پاس ان کے فون نمبر تک ہیں یہ گاڑیوں، گولڈ اور گھروں کے against قرضہ دیا جارہا ہے۔میں چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب اس پر کچھ نہ کچھ کر لیں کہ پرائیویٹ منی لینڈنگ نہیں ہونی چاہئے۔ بوتلوں، سگریٹ اور پان والی دکانوں پر بیٹھ کر پیسا دیا جارہا ہے۔پہلے یہ لوگ ڈرتے تھے لیکن اب تو یہ prime time میں ٹیلیویژن پر add دے رہی ہے اور لوگ اس سے مارے جارہے ہیں اور ان کے بچے رُل رہے ہیں۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! مجھے تھوڑا سا یاد پڑ رہا ہے کہ پچھلی اسمبلی میں پرائیویٹ منی لینڈنگ بل پاس ہوا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! واقعی پچھلی اسمبلی میں پرائیویٹ منی لینڈنگ بل آیا تھا لیکن میرے خیال میں وہ اتنا comprehensive نہیں تھا جو اس بات کو بھی cover کرے جس کی نشاندہی شیخ صاحب نے کی ہے۔ دیکھیں! ایک آدمی کو ضرورت ہوتی ہے وہ ضرورت کے تحت اپنی free will سے اپنی کسی چیز کا اقرار نامہ کر لیتا ہے یا اس کی رجسٹری کروا دیتا ہے پھر وہ اس جال میں پھنس جاتا ہے۔ اب اس کو کس طرح سے روکا جائے، یہ کافی complicated سی صورتحال ہے لیکن اگر محترم شیخ صاحب اس پر کوئی پرائیویٹ ممبر بل لائیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اسے accommodate کریں گے اور اگر اس پر کوئی proper legislation ہو جائے جس سے اس چیز کو روکا جا سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ معاشرے کو بہتر کرنے کے لئے اور ایسے لوگوں کی مدد کرنے کے لئے یہ اس ایوان کی ایک بہت بڑی پیشرفت ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مناسب بات ہے۔شیخ صاحب! واقعی اس پر کام ہونا چاہئے۔سندھو صاحب! میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔پہلے شفیق صاحب بات کر لیں، پھر سندھو صاحب بات کر لیں۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئی شخص بھی اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کسی سے بھی پیسے ادھار لے سکتا ہے اور property دے سکتا ہے لیکن شیخ علاؤالدین صاحب نے بتایا ہے کہ Prime T.V پر جس طرح سے اشتہار دیا جارہا ہے وہ legal نہیں ہے۔اگر کوئی غیر قانونی طریقے سے private طور پر کوئی دھندا کرتا ہے تو وہ علیحدہ بات ہے لیکن یہ تو باقاعدہ طور پر

T.V پر اشتہار دے رہے ہیں کیا یہ legal ہے، کیا اس بارے میں قانون اجازت دیتا ہے، اگر قانون اجازت نہیں دیتا تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں ضرور کارروائی ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے State Bank کے rules کے مطابق تو کوئی اس طرح سے اشتہار دے کر ایسا کام نہیں کر سکتا۔ وزیر قانون صاحب! Kindly ذرا آپ اس کو ضرور دیکھ لیجئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک منٹ لوں گا۔ دیکھیں، لاء منسٹر بہت law جانتے ہیں اور ان کو پتا ہے کہ یہ violation ہو رہی ہے۔ میں صرف ایک عرض کرنا چاہتا ہوں جس سے آپ بھی سمجھ جائیں گے اور سارا ہاؤس بھی سمجھ جائے گا۔ State Bank کے rules کے تحت کوئی بنک 19 فیصد سے زیادہ interest نہیں لے سکتا۔ یہ چکر کیا چلاتے ہیں؟ یہ انشورنس، godown charges اور دوسرے charges کو ملا کر اپنے interest کو increase کرتے ہیں۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ یہاں پر 60 سے 70 فیصد interest پر business ہو رہا ہے جو کہ ظلم عظیم ہے۔ وزیر قانون صاحب نے درست بات کہی ہے کہ یہ between the two persons contract ہے لیکن ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ welfare of the public کیا ہے، لوگوں کا کیا حشر ہو رہا ہے؟ آپ بھی جانتے ہیں، میرے منہ سے کچھ اور نہ نکل جائے کہ یہ بدلوگ کس طرح سے لوگوں کو لوٹ رہے ہیں۔ اس کے اندر ایک طریقہ ہے کہ حکومت ایک window قائم کرے، حکومت لوگوں کو ایک toll free number دے کہ جو لوگ اس دھندے میں پھنسے ہوئے ہیں وہ اس نمبر پر رپورٹ کریں کہ ہم سے اس percentage کے حساب سے پیسے واپس لئے گئے ہیں۔ کم از کم ان کو کوئی تو خوف ہو گا کہ حکومت کے علم میں آئے گا۔ ہم سٹیٹ بنک کو کہہ دیں گے۔ اگر صرف سٹیٹ بنک کو اطلاع دے دیں کہ یہ private money lending on this charge ہو رہی ہے تو پھر سٹیٹ بنک ان کو نہیں چھوڑے گا۔ جب سٹیٹ بنک پکڑے گا تو پھر ان لوگوں کا حشر ہو جائے گا۔ ہم صرف ایک ٹول فری نمبر دے دیں تا کہ ہمارے پاس اس حوالے سے شکایات آ جائیں۔ لوگ اپنی عزت کے مارے بتاتے ہی نہیں ہیں۔ لوگ مر بھی رہے ہیں اور آنے والی نسلوں کا سب کچھ ختم بھی کر رہے ہیں۔ ہم ہندو ساہو کاروں کو تو ایسے ہی روتے ہیں۔ میں نے ہندو ساہو کاروں کے بارے میں بہت پڑھا ہے۔ ہندو ساہو کار لال کتاب پر دو

،اڑھائی یا تین فیصد سے زیادہ interest پر کام نہیں کرتا تھا۔ یہاں تو یہ 60/70 فیصد پر کام کر رہے ہیں۔ ہم کہاں کے مسلمان ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں۔ جس حد تک agreement کی بات ہے تو Any agreement which is against the law, is absolutely void. ایسے agreement کی تو کوئی اہمیت نہیں ہے۔ بہر حال یہ ایک جرم ہے۔ جس طرح شیخ صاحب نے T.V اشتہار کی بات کی ہے اگر میرے بھائی وزیر قانون صاحب مناسب سمجھیں تو Prosecutor General کو یہ direct کریں کہ اگر واقعی یہ غلط کر رہے ہیں تو پھر ان کو prosecute ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ میں آج کل ایک بہت problem بنا ہوا ہے۔ ویسے normally تو ہم پولیس کے خلاف ہی باتیں کرتے ہیں کیونکہ ہمارا concern human liberty کے ساتھ ہوتا ہے اور ہم زیادہ aggrieved پولیس کے متعلق ہوتے ہیں لیکن میں نے دیکھا ہے کہ محکمہ آبپاشی پولیس سے بھی ایک قدم آگے ہے۔ آپ یقین کریں کہ میرے حلقہ کے تقریباً سارے موگوں پر محکمہ آبپاشی کے افسران کی مرضی سے پانی چوری ہوتا ہے، ان کی مرضی سے ہی موگے توڑے جاتے ہیں اور پھر جب پرچہ درج کروایا جاتا ہے تو وہ بھی بے گناہ لوگوں کے خلاف درج ہوتا ہے۔ یہ ایک anomaly ہے جو کہ آپ کی توجہ کی طالب ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے محترم وزیر قانون صاحب سے بھی گزارش کروں گا کیونکہ وزیر آبپاشی صاحب تشریف نہیں رکھتے کہ اس معاملے کو خصوصی طور پر دیکھا جائے۔ میں نے سنا تھا کہ اس حوالے سے شاید کوئی enactment بھی ہو رہی ہے۔ جس میں سزائیں بڑھائی جا رہی ہیں۔ وہ بھی اچھی بات ہو گی لیکن سب سے پہلے یہ ہے کہ محکمہ اس کے لئے responsible ہے اور محکمہ کے آفیسرز S.D.O and X.E.N کی مرضی سے یہ پانی چوری ہوتا ہے۔ خصوصی طور پر میرے حلقہ رسول کا XEN بڑا corrupt ہے۔ اسی طرح XEN کیرانہ ڈویژن بھی کرپشن میں پیچھے نہیں ہے تو kindly اس بارے میں action لیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم ذرا ہاؤس کا business بھی ختم کر لیں۔ چودھری علی اصغر منڈا صاحب مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب مصدرہ 2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ممبر کمیٹی

"The Punjab Power Development Board (Amendment) Bill 2010(Bill No.8 of 2010)"

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رپورٹ پیش ہوئی۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر25، لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان کی طرف سے ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور جواب کے لئے pending کی گئی تھی۔ جی، وزیر قانون صاحب!

ٹی ایچ کیو ہسپتال کہوٹہ کے ڈاکٹروں اور پولیس کا پوسٹ مارٹم میں عدم تعاون کے بارے میں افسران کو آگاہ کرنے پر معزز رکن کے خلاف مقدمہ کا اندراج

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!آپ اس تحریک کو بے شک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں،مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔اس تحریک کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے۔

محترمہ شگفتہ شیخ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،فرمائیں!

محترمہ شگفتہ شیخ:جناب سپیکر!میں ایک اہم مسئلہ کی طرف اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ صوبہ کے تمام صوبائیcadre کے پی سی ایس افسران نے11۔جولائی سے ہڑتال کا اعلان کیا ہے۔اس ہڑتال کی وجہ سے صوبہ میں دفتری نظامdisturb ہو گا اور عوام کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔افسران نے یہ بھی دھمکی دی ہے کہ وہ استعفٰے دے دیں گے،چیف سیکرٹری کے دفتر کو تالا لگا دیں گے۔اس ہڑتال کی وجہ ان کی ترقیوں کے case کو التواء میں رکھنے اور ان کو صوبہ میں کوٹا کے مطابقposting نہ دینا بتایا جاتا ہے۔اس وقت پنجاب کے تمام Secretaries and Commissioners ڈی ایم جی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں اور ڈی ایم جی افسران ان کی ترقی کے cases کو دبائے ہوئے ہیں۔اس اہم اور فوری مسئلہ پر غور کیا جائے۔ان کے مطالبات پر غور کرنے کے لئے ایوان کی کمیٹی بنائی جائے جو کہ ان سے مذاکرات کرے۔شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر:اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔تحریک التوائے کار نمبر399/2010سید حسن مرتضٰی صاحب کی طرف سے ہے۔جی،شاہ صاحب!

ہجویری یونیورسٹی لاہور کا پاکستان انجینئرنگ کونسل سے منظوری کے بغیر کلاسوں کا اجراء اور ڈگری جاری نہ کرنا

سید حسن مرتضٰی:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ

ہجویری یونیورسٹی لاہور کو پنجاب اسمبلی سے PBLIX-2002 کے تحت چارٹر ملا تھا لیکن یہ شرط تھی کہ وہ الیکٹریکل انجینئرنگ، ٹیلی کمیونیکیشن یا جو بھی انجینئرنگ کی Degrees ہیں وہ اس وقت تک جاری نہیں کر سکے گی جب تک مذکورہ یونیورسٹی پاکستان انجینئرنگ کونسل سے منظوری نہیں لیتی لیکن یونیورسٹی نے حکومت پنجاب اور ہائر ایجوکیشن کمیشن کی واضح ہدایات اور احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 2006 سے انجینئرنگ کی کلاسز شروع کر دیں اور اب بے چارے سٹوڈنٹس جو دور دراز علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں، جو انتہائی غریب ہیں، جن کے والدین اپنی جمع پونجی بیچ کر اپنے بچوں کے اخراجات پورے کر رہے ہیں کہ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے روزگار کمانے کے ساتھ ساتھ اپنے والدین کے بڑھاپے میں سہارا بنیں گے اور اپنے ملک و قوم کی خدمت کریں گے انہیں ڈگریاں جاری نہیں کی جارہیں چونکہ یونیورسٹی کے پاس ڈگری جاری کرنے کا اختیار ہی نہیں ہے۔یونیورسٹی نے داخلہ کرتے وقت سادہ لوح طالب علموں سے سراسر جھوٹ بولا کہ ہم نے پاکستان انجینئرنگ کونسل سے منظوری لی ہوئی ہے۔ان کلاسز کے آٹھ سمسٹر تھے اور ہر سمسٹر کی فیس 60 ہزار روپے ہے لیکن یونیورسٹی نے فراڈ کرتے ہوئے آٹھ سمسٹر کی بجائے نو سمسٹر بنا دیئے ہیں اس کے باجود بھی طالب علم اپنے گھر بار کا سب کچھ لٹا کر، اپنی زندگی کے قیمتی سال ضائع کر کے بھی ڈگری کے حصول سے محروم ہیں۔اس یونیورسٹی میں ان مظلوم بچوں کی تعداد کم از کم چھ سو ہے۔اس کا مطلب یہ نہ ہے کہ صرف چھ سو بچے suffer کر رہے ہیں بلکہ پنجاب اور پاکستان کے چھ سو خاندان لٹ گئے ہیں اور اب ان کا مستقبل تاریک ہوتا ہوا نظر آرہا ہے۔ہجویری یونیورسٹی کے اس ظلم وزیادتی، فراڈ اور لوٹ مار سے پورے پنجاب کی عوام میں شدید غم و غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس Adjournment Motion کا جواب میری فائل میں موجود نہیں ہے، آپ Education Minister صاحب کو حکم فرما دیں وہ اس وقت تو House میں موجود نہیں ہیں، وہ کل یہاں آکر اس تحریک کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے اور Education Minister صاحب کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ کل House میں آ کر اس تحریک کا جواب دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس House کے سامنے عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے پہلے بھی تحاریک التوائے کار کی صورت میں private school systems کے حوالے سے اپنی گزارشات اسمبلی میں پیش کیں ان تحاریک کو بھی دانستہ طور پر "ٹکرے" لگا دیا گیا۔ اس وقت Education Sector میں اتنی لوٹ مار مچی ہوئی ہے کہ private schools میں Group Play کے بچوں سے 40/30,40/30 ہزار روپے فیسیں وصول کی جا رہی ہیں۔ اگر اس حوالے سے یہاں کوئی بات ہو تو گورنمنٹ کی طرف سے یہی جواب آتا ہے کہ آپ Members' Day Private پر ایک بل لے آئیں تو ایک عام MPA کے پاس کوئی کلرک ہے، کوئی سٹینو ہے اور نہ کوئی ٹائپسٹ ہے، کوئی چیز ہی نہیں ہے اسے اپنے علاقے کے اتنے مسائل ہوتے ہیں کہ وہ بے چارہ سارا دن انہی کے لئے دھکے کھاتا رہتا ہے جبکہ گورنمنٹ کے پاس پوری مشینری ہے اس پر سنجیدگی سے غور کریں کہ چھ سو بچوں نے 2006 میں اس پرائیویٹ یونیورسٹی میں داخلے لئے تھے، انہیں ڈگریاں نہیں مل رہیں، اگر وہ دوبارہ کسی یونیورسٹی میں داخلہ لیتے ہیں تو وہ فیسیں بھی دوبارہ ادا کریں گے اور پھر جب تک ان کی تعلیم مکمل ہو گی تب تک وہ overage ہو جائیں گے۔ اس بارے میں وزیر قانون صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ اس پر ہمدردانہ غور کر کے اس مسئلے کو حل کرائیں اور انہیں ڈگریاں جاری کروائیں۔ اس پر کوئی ایسی قانون سازی ہو جائے کہ آئندہ کوئی ایسا شخص تعلیم کے نام پر کسی غریب کو لوٹ نہ سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات صحیح ہے یہ بڑا important issue ہے۔ کل وزیر ایجوکیشن صاحب یہاں آ کر اس پر بات کریں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 421/2010۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ!

لبرٹی چوک لاہور کی گرین بیلٹ پر پی ایچ اے کے عملہ و افسران کی ملی بھگت سے پلازہ مالک کا قبضہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک

مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق لبرٹی چوک میں پی ایچ اے نے کروڑوں روپے کی زمین پلازہ مالک کے حوالے کر دی۔ مالک نے چند برس قبل زمین کرایہ پر حاصل کی تھی، اب پارکنگ بنالی، زمین واپس کرنے سے صاف انکار، پی ایچ اے کے افسران نے آنکھیں بند کر لیں۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ پی ایچ اے نے لبرٹی چوک لاہور میں کروڑوں روپے مالیت کی زمین چند ہزار روپے ماہانہ کرایہ پر دینے کے بعد زمین بااثر پلازہ مالک کے حوالے کر دی جس نے زمین پر پارکنگ بنالی اور زمین واپس کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ ذرائع کے مطابق کئی برس قبل لبرٹی چوک میں کثیر المنزلہ پلازہ کی تعمیر کے لئے پی ایچ اے کی گرین بیلٹ کرائے پر حاصل کی گئی تھی تاکہ یہاں تعمیراتی سامان رکھا جاسکے مگر بعد ازاں پلازہ مالک نے پی ایچ اے افسران کی ملی بھگت سے اس زمین کا کرایہ بھی ادا کرنا بند کر دیا۔ تین سال قبل ٹی ایم او گلبرگ ٹاؤن نے اس زمین کے معاہدے کی بنیاد پر یہ کہہ کر زمین خالی کرانے کی کوشش کی کہ پلازہ کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے مگر زمین کا قبضہ پی ایچ اے افسران کی عدم دلچسپی کی وجہ سے واپس نہ مل سکا مگر پی ایچ اے حکام اس بارے میں دانستہ طور پر آنکھیں بند کر چکے ہیں۔ لبرٹی چوک میں تینوں اطراف گرین بیلٹ موجود ہیں مگر کثیر المنزلہ پلازہ کے آگے گرین بیلٹ اب غائب ہو چکی ہے۔ باخبر ذرائع کے مطابق اس جگہ کی قیمت 25 کروڑ روپے سے بھی زیادہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا لہذا اسے next week تک pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: زیر غور تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے next week تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/422۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ!

لاہور میں بھکاریوں کی تعداد میں اضافہ، دہشت گردوں میں شامل ہونے کے خدشے پر لوگوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک

مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق بھکاریوں میں دہشت گردوں کے شامل ہونے کا خدشہ۔ شہر بھر میں بھکاریوں کی تعداد میں بے تحاشا اضافہ، بعض نامانوس زبانیں بولتے ہیں۔ راولپنڈی میں ٹریفک اشارے پر بھکاری نے لیفٹیننٹ کو قتل کر دیا۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں بھکاریوں کی تعداد میں بے تحاشا اضافہ سے شہریوں کا بازاروں میں خریداری کرنے اور ٹریفک سگنل پر گاڑی کھڑی کرنا تک بھی دشوار ہو گیا ہے۔ بھکاریوں میں سندھی، ہندکو، اردو سمیت پاکستان میں ہر زبان بولنے والے شامل ہیں۔ بھکاریوں نے شہر کے مختلف حصے بانٹ رکھے ہیں۔ بھکاری اب -/10 روپے سے کم کا نوٹ قبول بھی نہیں کرتے جبکہ -/5 روپے کا سکہ ناک منہ چڑھا کر قبول کر لیا جاتا ہے۔ بھیک مانگنے کا ایک نیا طریقہ family کی شکل میں بھیک مانگنے کا ہے۔ Family کی شکل میں بھیک مانگنے والے یہ افراد اب ہاتھوں میں پلے کارڈ اٹھائے لوگوں کو متوجہ کر کے بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔ لاہور کے شہریوں نے کہا ہے کہ بھکاریوں میں دہشت گردوں کے شامل ہونے کے 100 فیصد امکانات موجود ہیں کیونکہ نامانوس زبانیں بولنے والے بھکاری کون ہیں اور کہاں سے آئے کسی کو کچھ بھی پتا ہے اور نہ ہی ان کے بارے میں کسی کو کوئی خبر ہے کہ ان کا ٹھکانہ کہاں ہے، کہاں سے آتے ہیں اور شام ہوتے ہی کدھر چلے جاتے ہیں۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو بھکاریوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے بلکہ ان کے ٹھکانوں، ان کی رہائش گاہوں اور ان سے تعلقات رکھنے والوں پر کڑی نظر رکھی جائے اور ان کے بارے میں موجودہ سنگین حالات کے پیش نظر ان کے متعلق تمام تر کوائف کو اکٹھا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کی اس تحریک کا بھی جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے بھی next week تک pending فرما دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ کی زیر غور تحریک next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/423۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

حکومت کی جانب سے پہلی جماعت کے بچوں کے لئے چھ کتابوں

پر مشتمل کورس منتخب کرنے سے بچوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق پہلی جماعت کے لئے چھ کتابیں اور تین قاعدوں کا کورس نو کتابوں کے 960 صفحات بنتے ہیں۔208 دنوں میں بچے یہ صفحات کیسے cover کریں گے۔ تفصیل کے مطابق حکومت پنجاب کی طرف سے پہلی جماعت کے بچوں اور بچیوں کے لئے جو کورس منتخب کیا گیا ہے اس میں چھ کتابیں اور تین قاعدے شامل ہیں جس میں اردو کا قاعدہ پہلا قدم، دوسرا قدم اور تیسرا قدم شامل ہے جبکہ دوسری کتاب اول ریاضی، سائنس، General Knowledge اور انگلش کی کتاب شامل ہیں۔ انگلش میڈیم سکولوں کے لئے Step-1 ہو گی، قاعدے سمیت ان تمام کتابوں کے 960 صفحات بنتے ہیں۔ پہلی کلاس کا بچہ انگریزی اردو کے علاوہ ریاضی، General Knowledge، سائنس کیسے پڑھے گا اور ان 960 صفحات کو کیسے cover کرے گا جبکہ سال میں موسم گرما کی اور private schools میں 104 ہفتہ اتوار کی چھٹیاں ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ سردیوں کی 15 اور مختلف تہواروں عید، بڑی عید، عید میلاد النبی ﷺ وغیرہ کی چھٹیاں بھی 15 ہوتی ہیں۔ اگر ان چھٹیوں کو جمع کیا جائے تو 209 چھٹیاں بنتی ہیں، اگر سال کے 365 دنوں میں سے 209 چھٹیاں نکال دی جائیں تو باقی صرف 156 دن بچتے ہیں جبکہ سرکاری سکولوں کے بچے 208 دنوں میں 960 صفحات کیسے cover کریں گے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو بھی next week کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: زیر غور تحریک next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 426/10۔ محترمہ سیمل کامران کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، تحریک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 427/10۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، تحریک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 429/10۔ محترمہ آمنہ الفت!

مصطفیٰ روڈ سنگھ پورہ لاہور چار سال سے زیر تعمیر ہونے کی وجہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا

محترمہ آمنہ الفت: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مصطفیٰ روڈ سنگھ پورہ لاہور جو کہ شہر کی مصروف ترین روڈ ہے وہاں تقریباً چار سال قبل پوری روڈ کو کھود کر بڑے manholesڈالے گئے تھے۔manholesڈالنے کے بعد ان پر صرف مٹی ڈال دی گئی اور سڑک کی کوئی تعمیر و مرمت نہ کی گئی جس کی وجہ سے وہ روڈ انتہائی غیر ہموار اور وہاں گہرے گڑھے پڑے ہوئے ہیں۔ عرصہ چار سال سے وہاں کے مکینوں، ٹرانسپورٹروں اور مسافروں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ بالخصوص جب وہاں کے کسی رہائشی کو کوئی حادثہ یا ایمرجنسی پیش آ جائے تو اس روڈ سے گاڑی وغیرہ گزرنے سے مریض کی حالت انتہائی سنجیدہ ہو جاتی ہے اور ہسپتال پہنچنے تک یہ روڈ بہت بڑی رکاوٹ بن جاتی ہے۔ اس روڈ کے ارد گرد گنجان آبادی اور سکول بھی ہیں جہاں طلباء کو بھی شدید اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نیز کچی روڈ پر ٹریفک گزرنے سے ہر وقت مٹی دھول اڑتی رہتی ہے جو گھروں کے مکینوں اور مسافروں کو بیماری کی طرف لے کر جا رہی ہے۔ چار سال سے وہاں کے رہائشی شدید ذہنی کرب میں مبتلا ہیں ان میں بالخصوص اور باقی عوام میں بالعموم غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے اگلے ہفتہ تک pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ تک pending کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 431/10 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان صاحب کی ہے۔ جی، کرنل صاحب!

ٹی ایچ کیو ہسپتال کہوٹہ کے ڈاکٹروں اور پولیس کا پوسٹ مارٹم میں عدم تعاون

(۔۔۔جاری)

LT. COL. (RETD) MUHAMMAD SHABBIR AWAN: Sir, I move that the business of the House be adjourned to discuss a matter of urgent and important nature. The matter is that on 4th May 2010 at about 16:30 hrs while the undersigned was on his way to Kahuta city. Somebody from the THQ Kahuta called and told me that a body of a young murdered boy is lying at the Hospital for the last 5-6hrs and Doctors are not carrying out postmortem. On reaching the hospital I found that the relatives of deceased including women were veiling/ complaining against the behavior of Doctor/Police. They were also complaining that Doctor/Police were using delaying tactics to extract money. I intervened and after a lot of resistance Doctor started with Postmortem. Next day I had reported the matter to DCO and CPO Rawalpindi about the unbecoming conduct of Doctors and Police. To save their skin with connivances of Police/Doctor a fictitious FIR had been lodged against the undersigned. After this incident flood of calls to the undersigned from the people of PP-2 to air their grievances against Doctors and hospital staff of THQ Kahuta. I am amazed that on such state of affairs nobody in the Tehsil/District level has taken action. The lower staffs of the hospital and Doctors are teamed up and are involved in criminal activities. An individual from the hospital lowers staff went to Canada in 1994 and reportedly convicted there on drug charges and came back to Pakistan in 1998/99. There is no breakage in his service record. The clerk has reportedly been drawing his pay during his absence for 4 years. THQ hospital has turned into a gambling den of Kahuta city. Liquor is smuggled in the hospital ambulance. An individual from the hospital staff is running medical store in front of the hospital. The license is reportedly is on his name which is against the rules/norms of service. Reportedly, individuals from the lower staff of the hospital are living

beyond their means, having houses in Bahria Town and driving luxurious expensive vehicles. Most of the doctors/staff are local and serving in the hospital since long. Other irregularities include. Doctors/staff of the hospital do not provide ambulance to the patient referred to Rawalpindi. Instead force the patient to hire private ambulance and get their share from them. If, at all the ambulance of the hospital is provided, they charge Rs.800 for Rawalpindi, where turn around distance is not more than 100KM. The Govt. charges are very less. Affairs of THQ Hospital Kahuta are so bad that people especially ladies do not go there for treatment. Dr Qazi Mansoor a Doctor from THQ Hospital Kahuta had been serving on two Govt. appointments (Punjab and Federal). On detection, he simply resigned from Punjab Govt. post but no punitive action has been initiated against him. It is, therefore, requested that discussion on my Adjournment Motion be allowed declaring the same in order.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی کاپی مجھے ابھی موصول ہوئی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتہ تک pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتہ تک pending کی جاتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ہاؤس کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ اس دفعہ Business Advisory Committee میں جو rules form ہوئے ہیں ان کے پیش نظر جو تحاریک التوائے کار last sessions سے pending چلی آ رہی تھیں وہ ساری kill ہو گئی ہیں اس لئے یہ تحاریک التوائے کار انہی دنوں میں موصول ہونے والی ہیں جس وجہ سے ان کے جوابات میں محکموں کی طرف سے تاخیر ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 410/10 ملک عادل حسین اترا صاحب کی ہے،وہ موجود نہیں ہیں یہ تحریک التوائے کار بھی pending کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا صاحبہ!

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی توجہ ایک نہایت اہم مسئلہ کی طرف دلوانا چاہتی ہوں۔مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے سکیورٹی اہلکار جو اس سخت گرمی کے موسم میں اور دہشتگردی کے خطرات کے باوجود اسمبلی کے باہر چوک سے نہ صرف ہم لوگوں کو receive کرتے ہیں اور عزت و تکریم کے ساتھ اندر لے کر آتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ!آپ اسمبلی سے متعلقہ معاملات سپیکر چیمبر میں discuss کریں تو زیادہ بہتر ہے۔یہ بات آپ ادھر کر لیں،ہم لوگ یہاں بیٹھے ہیں۔بہت شکریہ

اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

Motion under Rule 244-A of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.....

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہ بہتر نہیں ہو گا کہ کورم پورا ہو جاتا تو پھر ہم legislation کرتے۔میں آپ کی opinion مانگ رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!محسن لغاری صاحب نے کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا اور اس ترمیم پر میری محسن لغاری صاحب سے بات ہوئی ہے اس پر تو میرے خیال میں انھیں اعتراض نہیں ہونا چاہئے،جب اعتراض والا کام شروع ہو گا تو انشاء اللہ اس وقت کورم پورا ہو جائے گا۔

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں کورم point out کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب چونکہ کورم point out ہو گیا ہے اس لئے گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جی، گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سرکاری کارروائی

جناب ڈپٹی سپیکر: سرکاری کارروائی میں آج درج ذیل Bill اور قواعد میں ترمیم کی تحریک شامل ہیں:

Motion Under Rule 244-A of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010 (Bill No. 5 of 2010), The Punjab Land revenue (Amendment) Bill 2010 (Bill No. 9 of 2010), The Punjab Public-Private Partnership for Infrastructure Bill 2009 (Bill No. 29 of 2009) and The Women University Multan Bill 2010 (Bill No. 4 of 2010).

Now notice of motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under rule 244-A of the said rules. Now we take up the motion for leave to amend Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Minister for Law has given notice of motion for leave to amend the Rules of the Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. He may move it.

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 148(I) میں ترمیم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:-

"That leave be granted to move the proposed amendment in sub-rule (1) of Rule 148 of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

"That leave be granted to move the proposed amendment in sub-rule (1) of Rule 148 of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997."

The proposed amendment in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997, in rule 148, in sub-rule (1), entries at serial No.18, name of the committee and department, under respective columns, shall be substituted by the following:

On serial No.18, Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs Departments:

(i) Law and Parliamentary Affairs

(ii) Public Prosecution

(iii) Human Rights and Minority Affairs

Since the motion has not been opposed. Minister for Law may move his motion for consideration of the proposed amendment.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:-

"That the proposed amendment in sub-rule(1) of Rule 148 of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of Punjab 1997 be taken into consideration at once."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:-

"That the proposed amendment in sub-rule (1) of Rule 148 of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law may move his next motion for passage of the amendment.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:-

"That the proposed amendment in sub-rule (1) of Rule 148 of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of Punjab 1997 be passed."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:-

"That the proposed amendment in sub-rule (1) of Rule 148 of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of Punjab 1997 be passed."

(The motion was carried)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now we take up the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010 (Bill No. 5 of 2010). Minister for Law may move it.

مسودہ قانون(ترمیم)غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مصدرہ2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:-

"That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010, as recommended by the

Standing Committee on Excise and Taxation, be taken into consideration at once."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Excise and Taxation, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Ch. Zahir-ud-Din Khan or any mover may also move it.

MRS. AMNA ULFAT: Thank you Sir. I move:-

"That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Excise and Taxation, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July 2010."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010, as recommended by the

Standing Committee on Excise and Taxation, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July 2010."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ اس پر بات کرنا چاہیں گی؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس Bill کو مشتہر کرنے کے لئے ہم نے جو amendment move کی ہے یہ بہت ہی اہم ہے اور Property Immovable Tax سے relevant یہ ایک ایسا subject ہے جس کا direct عوام کے ساتھ تعلق ہے۔ اس کو مشتہر کرنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ اس سے لوگوں کی رائے بھی لے لی جائے اور اُن تک بھی یہ بات پہنچ جائے کیونکہ اگر ہم اسمبلیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں تو obviously عوام کی بات کرنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں اور ان سے ہم ووٹ لے کر آئے ہوئے ہیں۔ ہمیں ہرگز ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہئے جس میں عوام کی رائے شامل نہ ہو۔ اس چار دیواری میں اسمبلی کے اندر بیٹھ کر اگر کوئی فیصلے ہوتے ہیں اور عوام کو اس کی آگاہی نہیں ہوتی یا ان کی رائے شامل نہیں ہوتی یا ان کو اس کا علم ہی نہیں ہوتا کہ ہم ان کی تقدیر کے کیا فیصلے کرنے جا رہے ہیں تو ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ عوام کے comments آجائیں کیونکہ عوام کے بھی کچھ مسائل ہیں۔ میں مشتہر کرنے کے حوالے سے جو بات کر رہی ہوں تو میرا دوسرا point یہ ہے کہ definitely یہ سوال اٹھایا جائے گا کہ یہ بل Standing Committee سے ہو کر آیا ہے اور اس پر بات ہو چکی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ Standing Committee چند ارکان پر مشتمل ہے اور وہ چند ارکان بیٹھ کر جب ایک بات کر لیتے ہیں تو اس کو بہتر طریقے سے اگر ہم رائے عامہ ہموار کر لیں اور مشتہر کر کے لوگوں کی رائے لے لیں تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک اچھا solution اور اچھی بات ہو گی۔ ہماری اس amendment کو اگر Bill میں شامل کر لیتے ہیں تو یہ اتنی بڑی کوئی بات نہیں ہے۔ میرا نہیں خیال کہ اس کو oppose کرنے کی ایسی کوئی ضرورت ہے۔ وزیر قانون صاحب ایک چیز جب لانا چاہتے ہیں تو اپوزیشن بھی آپ کے ساتھ ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے اس ایوان میں positive کام اور بات یہاں سے جانی چاہئے۔ میں نہیں سمجھتی کہ یہ

ترمیم اتنی بڑی بات ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے کہ اس ترمیم کو ضرور اس بل میں شامل کیا جانا چاہئے اور میری یہ humble request ہے کہ اگر اس طریقے سے مشتہر کر لیا جائے تو عوام کی آراء بھی اس میں شامل ہو سکتی ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان میں تشریف رکھنے والے ممبران کی توجہ چاہتی ہوں اگرچہ یہ دیکھنے میں ایک چھوٹی سی clause نظر آ رہی ہے لیکن یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ لکھا یہ گیا ہے کہ جب ہم valuation list بناتے ہیں یا کسی بھی زمین کی قیمت کا rate مقرر کرتے ہیں تو اس سے براہ راست عوام اپنی پلاننگ کرتی ہے مثلاً کسی بھی ضلع، کسی بھی جگہ اور کسی بھی موضع میں اگر زمین کی value یا ڈی سی rate ایک لاکھ روپے fixed ہوا ہے تو وہ ڈی سی rate اگر revised ہو تو ایک خاص time period کے بعد revise ہو۔ اس سے پہلے موجود 7-clause میں time پانچ سال fix تھا اور اس کے بعد اس میں variation تین سال یعنی plus minus 3 years کی جا سکتی تھی۔ اب اس ترمیم میں انہوں نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ یہ unlimited ہو گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جو بات کر رہی ہیں وہ اگلی ترمیم سے متعلق ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: نہیں، نہیں۔ ترمیم کی نہیں بلکہ بات فلاسفی کی ہے اور اسی جملے پر اپنی بات ختم کروں گی۔ فلاسفی یہ ہے کہ لوگوں کو اس میں کیوں دلچسپی نہیں ہونی چاہئے؟ فلاسفی یہ ہے کہ جب دو valuation list کے درمیان وقفے کو آپ unlimited time کے لئے amend کر رہے ہیں تو لوگوں کے لئے یہ بڑا important ہے کہ وہ اپنی پلاننگ کیسے کریں گے؟ مثلاً اگر ایک رات کے لئے اچانک یہ rate list revised ہو پھر اس کے بعد دوبارہ وہی قیمت کر دی جائے اور چند لوگ اس کا مفاد اٹھا لیں تو اس طرح کسی ایک کمپنی کو بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ لوگوں کا direct concern ہے کہ انہیں inform کیا جائے اور اسے unlimited time نہ کیا جائے لہذا میں سمجھتی ہوں کہ لوگوں کی رائے لی جائے کہ کیا انہیں uncertainty منظور ہے۔ اسے اتنے مشکل الفاظ میں لکھ کر جب amend کیا جا رہا ہے تو آخر انہیں یہ پرائیویٹائزیشن بل کے بعد اچانک پراپرٹی پر اس قسم کی unlimited اور uncheck لانے کی ضرورت کیا

ہے؟لوگوں کو پتا ہونا چاہئے تا کہ حکومت کی نیک نامی ہو، بدنامی نہ ہو اور اس میں حکومت کی malafide ہے اور نیت خراب نہیں ہے اور لوگوں کو plan کرنے کا حق ہے اس لئے ان سے پوچھا جائے کہ کیا ڈی سی rate کو revise کرنے کا انہیں پتا ہے؟اس پر ایک بہت بڑا public debate invite کرنا بہت ضروری ہے اس لئے کہ یہ لوگوں کی جائیدادوں کی بات ہے، یہ ان کی زمینیں خریدنے کی بات ہے اور اس پر اچانک اس طرح time لا محدود نہ کیا جائے۔ میں آپ کی وساطت سے لوگوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتی ہوں کہ اتنا "لکا چھپی" کر کے یا چند ایک لوگوں کے درمیان میں بیٹھ کر اس بل کے دل کے اندر ایک valve بدل دیں گے تو خون کا راستہ تو پھر کچھ اور ہی بن جائے گا۔

جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم ہے کہ لوگ اس پر بات کریں اور یہ چند لوگ جو صرف حکومت پر ہی مشتمل ہیں وہ اس ترمیم کو لا کر اپنی نیت کو malafide کر کے لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ میں استدعا کروں گی کہ اس میں ہماری عزت اور لوگوں کی پلاننگ کا بھی سوال ہے کہ valuation list کے درمیانی وقفہ کو اس طرح کرنا اور تین points آگے ترامیم میں ہم بحث کریں گے، اس پر public opinion انتہائی ضروری ہے لہذا اسے مشتہر کرنے کے لئے آپ اسے move کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز اراکین نے جن اعتراضات کو اس ترمیم کے حوالے سے اٹھایا ہے تو ان پر کمیٹی نے کافی غور وخوض اور ان چیزوں کو چیک کیا ہے اور ایک set constitutional طریق کار اور procedure کے مطابق legislation کے لئے اس قسم کے اشتہار یا مشتہر کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010 as recommended by the standing committee on Excise & Taxation be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July 2010

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from: Ch Zahir-Ud-Din Khan, Mr Muhammad Yar Hiraj----

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم اسے withdraw کرتے ہیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: You withdraw. As this amendment has been withdrawn the amendment moved and the question is

> "That the Punjab urban immovable property tax (amendment) bill 2010 as recommended by the standing committee on Excise & Taxation be consideration at once."

(The motion was carried)

CLAUSE - 2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

Now clause 2 of the Bill is under consideration, there are three amendments in it.

The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab Khan, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

DR. SAMIA AMJAD: Sir I move:

"That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation in the proposed Para (a) after the expression "cancel the list", occurring in line 4, the expression "and shall inform the competent Authority accordingly who may" be inserted.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Motion moved is:

"That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation in the proposed Para (a) after the expression "cancel the list", occurring in line 4, the expression "and shall inform the competent Authority accordingly who may" be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اس clause میں cancel the list کے بعد لکھا ہے کہ the direct preparation of a new list اس میں کوئی پتا نہیں ہے کہ کون direct کرے گا؟اس وقت جو چیز exist کرتی ہے کہ جس وقت یہ valuation list cancel ہو کر نئی بنتی ہے تو اس Law کی clause vi میں لکھا ہے کہ assessing authority اسے revise کرے گی۔ اس اتھارٹی کا بھی کوئی "گول مول" سا لکھا ہوا ہے There shall be an assessing authority یہاں پر specify کرنا بہت ضروری ہے کہ وہ کون لوگ ہوں گے جو اس ڈی سی او rate کو revise کریں گے۔ڈی سی او ایک ضلع کا انچارج ہوتا ہے اور غالباً یہ اس کے preview میں point کرتا ہے کہ شاید ڈی سی او اس rate list کو change کرے گا لیکن وہ نائب تحصیلدار اور پٹواری کے level تک جاتا ہے اور اس میں ایک انتہائی بڑا ظلم لوگوں سے ہوتا ہے کہ پتا ہی نہیں چلتا کہ کون اس rate list کو revise کر رہا ہے اور اس کا جو دل چاہے قیمت لگاتا ہے۔ جب تک

اس صوبہ اور اس ضلع کی authority competent کا یہاں ذکر نہیں ہو گا اس cancel the list یا نئی list لکھنے کا تو کوئی مقصد ہی نہیں ہے۔ پراپرٹی خریدنے میں جہاں سب سے زیادہ لوگوں کو لوٹا جاتا ہے وہ یہ area ہے کہ جب آپ valuation list یا زمین کی قیمت لگانے لگتے ہیں تو اپنی مرضی سے آگے پیچھے کرتے ہیں مثلاً پرائیویٹائزیشن بل کے مطابق اب چولستانوں کی زمینیں فروخت ہونے چلی ہیں۔ اگر اس کی valuation کچھ بھی لگا دیں، سستی خرید لیں اور اس کے نیچے سے سونا نکل آئے، competent authority آخر کون ہے؟ DCOs کو جو کہ ویسے ہی ہم لوگ کہتے ہیں کہ ایک پولیٹیکل سسٹم کو overthrow کر کے DCO کو Administrator لگایا ہے۔ ان DCOs کو تو آپ نے بہت powerful کر دیا۔ DCO کی مرضی کہ وہ اپنے ایریا میں نائب تحصیلدار، پٹواری اور یہ change جسے assessing authority میں بھی define نہیں کیا گیا اس amendment میں کسی بھی جگہ اس lacuna کو fill نہیں کیا گیا، اس میں اس کی کمی چونکہ آج آپ اس بل میں ساتویں کلاز لے آئے ہیں اس جگہ پر بھی اگر define کر دیا جائے کہ Competent Authority is the only one جو ان قیمتوں کو یا ریٹ لسٹ کو تبدیل کر سکے تو غریب پر بڑا بھلا ہو گا۔ لاہور کی مثال لے لیں، اتنے موضع جات ہیں، تین سو پچاس موضع جات ہیں اور دو جگہ پر یہ divided ہیں، کنٹونمنٹ اور باقی کے جو ایریا ہیں ان پر بھی Who is the authority جو اس کی قیمتیں بڑھا دیتے ہیں؟ فی کنال، فی ایکڑ اور فی مرلہ اور کون گھٹا دیتے ہیں؟ یہ competent authority اس جگہ پر اس لئے ہم لانا چاہ رہے ہیں کہ اس پورے بل میں یہ چیز missing ہے اور یہ بڑا ضروری ہے۔ جس بندے نے اس کی قیمت لگانی ہے اس کو assessing authority کہہ کر ایک مبہم بنا دیا گیا اور اس میں تو mention ہی نہیں ہے۔ اللہ کے فضل سے آپ لسٹ cancel کر رہے ہیں ایک جگہ کا DCO یا نائب تحصیلدار یا پٹواری اٹھتا ہے اور اچانک لوگوں کو پتا چلتا ہے کہ اس پراپرٹی کی قیمت زمین سے آسمان تک چلی گئی ہے اور لوگوں کی پہنچ سے بہت دور چلی گئی ہے، یہ کن کو نوازنے کے لئے یہ سب کچھ کیا جاتا ہے؟ کیا ان قیمتوں کو اس لئے بڑھایا جاتا ہے کہ ایک خاص لوگوں کی کلاس وہ ایکڑ کی ایکڑ زمینیں خرید لیں اور بہت زیادہ امیر ہو جائیں؟ امیروں کو امیر کرنے کا فائدہ اس طرح allowed نہیں ہو سکتا۔ یہ چیز واضح طور پر اور میں اس معاملے میں بڑی clear ہوں کہ جتنا لوگوں کا نقصان اس سے ہوا ہے کہ بغیر کسی authority competent کے، بغیر کسی

defined اور transparent system کے جب یہ DCO ریٹ کو بڑھایا یا گھٹایا جاتا ہے۔ یہ گھٹاتے بھی ہیں، کسی دن اچانک گھٹ گیا جس کو پتا ہے اس نے خرید لیا۔ یہ چیز بالکل غلط ہے۔Valuation list سب کے لئے ہونی چاہئے تا کہ لوگ plan کر سکیں۔ نہ کہ صرف چند لوگ اس چیز کا advantage اٹھائیں اور مہنگی چیز کو سستا خریدیں، اگلے دن اس کی valuation list کی قیمت بڑھائیں اور پھر اس کو مہنگے داموں بیچیں۔

جناب والا! یہ پراپرٹی کا بالکل core اور crux معاملہ ہے۔ جب آپ کسی کی قیمت لگانے کے لئے کوئی competent authority یا defined authority یا کسی کو responsible ہی نہیں بناتے تو ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ جی قیمتیں بڑھ گئی ہیں اب کیا کریں؟ آپ لوگوں کو معلوم ہی ہے کہ ہم ایوان میں اس لئے بیٹھے ہیں کہ یہاں عوام کی بات کی جائے لیکن unfortunately اس amendment کے بغیر یا competent authority یا assessing authority کی definition proper کے بغیر یہ لسٹیں cancel کرنا اور دوبارہ قیمتیں لگانا ایک ایسی سازش ہے جس کی responsibility اس گورنمنٹ پر آئے گی کیونکہ آج اگر ہمت کر کے یہ amendment لے ہی آئے ہیں یا اس کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو اتنی important چیز کو اس جگہ پر insert کرنا انتہائی ضروری ہے۔ Check and balance کے بغیر بالکل شتر بے مہار کسی کو بھی چھوڑ دینا specially جب اب privatization بل آ چکا ہے اور آپ لوگوں نے بھی کہہ دیا کہ ہم نے گورنمنٹ پراپرٹی بیچنی ہے، مال روڈ کا جی او آر بیچنا ہے، گورنر ہاؤس بیچنا ہے یا چولستان کی پانچ پانچ سو اور ہزار ہزار کی لاٹیں بیچنی ہیں، وہ کون نواب ہوں گے جن کو evaluation list یا اس کی proper قیمت لگائے بغیر خریدنے کی اجازت دی جا رہی ہے؟ یہ انتہائی serious مسئلہ ہے اور اس کو اتنا lightly لے کر اور اتنی آسانی سے جلدی جلدی بلڈوز کر کے یا brood vote force کے ذریعے سٹینڈنگ کمیٹی سے بھی نکال لیا ہے۔ آج اگر اس ایوان میں یہ discuss ہو رہا ہے تو میں ان سب ممبران سے یہ پرزور اپیل کروں گی کہ اس بات کو سوچیں، یہ اپنے لوگوں کا کام کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ اپنے حلقہ اور اپنے ضلع کے لوگوں کی غربت کو مٹانے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ یہ طریق کار ٹھیک نہیں کہ اتنا important بل جس میں جائیداد کی خرید و فروخت اور پھر سرکاری جائیداد کی خرید و فروخت بھی indirectly آتی ہے، اس کو اس طرح بغیر check and balance اور بغیر کسی اتھارٹی کے دے دیا

جائے۔ ہم جانتے ہیں کہ جب لوہے کا سکریپ بکتا تھا اور وہاں گوادر کے پورٹ پر اترتا تھا تو اچانک اس کی ریٹ لسٹ تبدیل ہوتی تھی اور کسی ایک کو فائدہ ہوتا تھا۔ اب یہ دوبارہ ہو گا یہ پراپرٹی کے ساتھ دوبارہ ہو گا۔ اس سے بڑا ظلم یہ حکومت نہیں کر سکتی کہ اگر اس نے اپنے آپ کو transparent اور اپنی respect کو سامنے رکھ کر لوگوں کا confidence جیتنے کا یہ موقع ہاتھ سے جانے دیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! ابھی تو میں نے آپ کی بات پر لاء منسٹر سے پوچھنا ہے کہ گورنر ہاؤس کب بک رہا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، آپ بھی بات کر لیں پھر بعد میں لاء منسٹر بات کر لیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ جو amendment ہے اس میں کوئی اتنی لمبی چوڑی بات نہیں ہے، ایک سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ اس میں جو کہا گیا ہے کہ:

After the expression cancel the list occurring in the line.

4. The expression and shall inform the competent authority accordingly who may be inserted.

ذرا سے colon, semi colon and full stop مقصد کو بدل دیتے ہیں۔ Legislation کرتے ہوئے تو چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے تاکہ معنی کچھ کے کچھ نہ ہو جائیں۔ میرے نزدیک تو اس میں پورے کا پورا جملہ ہی missing ہے۔ اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، اس سے غلط معنی نکالے جا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ! میری ایک گزارش سن لیں۔ یہاں پر جب آپ oppose کرتے ہیں یا اپنی amendment لے کر آتے ہیں تو کوشش کیا کریں کہ اس پر kindly repetition نہ ہو۔ اس کا بنیادی concept یہ ہوتا ہے جب legislation ہوتی ہے تو جو ممبران بات کرنا چاہتے ہیں ان کی بات پہلے بات کرنے والے ممبران سے different ہو اور repetition نہیں ہونی چاہئے۔ اگر اس سے کوئی علیحدہ بات ہے تو kindly وہ آپ ضرور کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں بالکل علیحدہ بات کر رہی ہوں اور میں meaning کے تبدیل ہونے کی بات کر رہی ہوں اور ہمیں legislation میں گنجائش نہیں چھوڑنی چاہئے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں کوئی بھی portion، کوئی بھی نکتہ، کوئی بھی colon, semi colon نہیں چھوڑنا چاہئے۔ چہ جائیکہ اس کا کل کو کوئی اور مطلب نکل آئے۔ اس میں جو کہا گیا ہے کہ فوری طور پر list cancel کے بعد اس کو مجاز اتھارٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس کو inform کیا جائے تا کہ اس میں کچھ اور کرنے کی کوئی گنجائش نہ رہے۔ یہ چیز قانون میں شامل ہو، یہ چیز legislation کے اندر لکھی ہوئی ہو تا کہ وہ approved شکل میں موجود ہو۔ اسے کوئی یہ نہ کہہ سکے، کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے کہ اس کا تو مجاز اتھارٹی کا inform ہی نہیں کیا گیا، پوری کی پوری سابقہ لسٹ ہی cancel ہو گئی ہے۔ اس کے بعد اس کو اپنی مرضی سے کیونکہ قانون میں تو اس کی گنجائش موجود ہے، قانون تو اس پر چپ ہے، میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ چھوٹی سی کلاز ہے جو بہت important ہے اگر اس کو وزیر قانون صاحب، کیونکہ وہ قانونی باریکیوں کو ہم سے زیادہ بہتر طور پر جانتے ہیں اور آپ بھی قانون دان ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں نصیر صاحب!اگر آپ نے بات کرنی ہے تو باہر لابی میں جا کر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: میری گزارش یہ ہے کہ اس کو شامل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس کو سوچ لیا جائے۔ اس سے کسی بھی خرابی کا راستہ بند ہو سکتا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے پہلے بتا دیا کریں کہ کس کس معزز ممبران نے بات کرنی ہے۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ہم نے جو اس کو تبدیل کیا ہے میں تمام معزز ممبران کے سامنے اس کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ آپ اس میں دیکھیں کہ اس سے بہتر sense بنتی ہے یا نہیں بنتی؟ اس میں جو ابھی جملہ amend کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ:

> Reduce or extend interval which would otherwise is a lapse between the coming into force of any two

successive valuation list for any rating area or wherever valuation list has been lost or destroyed

اور ہم نے یہ کہا ہے کہ:

By operation of circumstances beyond the control, cancel the list and shall inform the competent authority who may

کون آرڈر کرے گا نئی لسٹ کو بنانے کے لئے ؟ وہ competent authority ہو گی جو نئی لسٹ بنانے کے لئے کہے گی۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ:

Competent authority directs the preparation of a new list and order recovery of pending text to be made on the basis either of the last receiving valuation list of the new list

کسی اتھارٹی نے جا کر direct کرنا ہے کہ وہ نئی لسٹ بنائے اور ساری چیزیں recover کرے۔ مجھے اس کے اندر جو سمجھ آئی تھی وہ یہ کہ کسی چیز کو refer نہیں کیا گیا کہ کون یہ سارا کچھ کرے گا؟ وہ appropriate اس کو refer کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ میں نے پڑھ دیا ہے اگر کسی دوست، بھائی بہن کو اس کی سمجھ آتی ہو تو ہمارے ساتھ ووٹ کرے، اگر حکومت کے ساتھ جیسے آئے اس طرح ووٹ کرنا ہے تو ایسے ووٹ کر لے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ایک تو میری گزارش یہ ہے کہ جو لغاری صاحب نے بات کی ہے یہ دراصل amendment Bill ہے جو کہ ہم Immovable Property Tax میں کر رہے ہیں۔ Immovable Property Tax Act کی ایک کلاز کو ہم amend کر رہے ہیں اور جو Act ہے اس میں competent authority پہلے سے define ہے اور اس competent authority نے ہی اس Act کے تحت کام کرنا ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! دوسری جو میری بہن ڈاکٹر صاحبہ نے بات کی ہے انہوں نے کہا کہ پراپرٹی بک جائے گی، پراپرٹی سستی ہو جائے یا پراپرٹی مہنگی کر دی جائے گی۔ یہ صرف پراپرٹی ٹیکس کے لئے assessment ہوتی ہے، اس میں بکنے اور بیچنے والی بالکل کوئی بات نہیں ہے اور خواہ مخواہ انہوں نے اس میں اپنی زیادہ مغزماری کی ہے اور توانائیاں صرف کیں ہیں۔ ویسے ان کا ذوق اور شوق شاعری سے متعلق بھی ہے تو میں ان کی خدمت میں یہی عرض کرتا ہوں کہ:

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں پورے original law کی بات کر رہا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ ماشاءاللہ خود law knowing ہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ It is the knowledge of the law.

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں لغاری صاحب کی خدمت میں عرض کروں کہ جو بھی ایکٹ بنتا ہے اس میں باقاعدہ ایک ڈیپارٹمنٹ اور اس ڈیپارٹمنٹ کا Head سیکرٹری ہوتا ہے that means government اور گورنمنٹ اس ایکٹ کے تحت rules بناتی ہے اور ان rules کے تحت ان purposes کو regulate کیا جاتا ہے اس لئے جو پراپرٹی ٹیکس ایکٹ ہے اس میں already competent authority defined ہے، یہ صرف ایک کلاز ہے جس میں amendment ہو رہی ہے۔

MR.DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause (2)of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Excise and Taxation in the proposed Para (a) after the expression" cancel the list" Occurring in line 4, the expression "and shall inform the competent authority accordingly who may" be inserted.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab Khan, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR MUHMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

> "That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Excise and Taxation, after the proposed Para (a) the following proviso be added
> "Provided that the valuation list shall be prepared for fixed period of three years."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Excise and Taxation after proposed Para (a) the following proviso be added.
> "Provided that the valuation list shall be prepared for a fixed period of three years."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر:جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!ہماری جو یہ amendments ہیں میں پھر سے ان کو refer کرتا ہوں۔ اس میں ہمیں جو کہا گیا ہے کہ وہ authority کرتی ہوتی ہے۔اسی ہی لاء کا جو آرٹیکل(6)ہے۔

There shall be in assessing authority for every rating area but no way does it define what this assessing authority will be

ہم تو لاء ڈیپارٹمنٹ کے یا اتنے بڑے وکیل نہیں ہیں اور ہم تو اس وقت common sense کے ساتھ کر رہے ہیں۔

The assessing authority shall exercise such power in performing such duties and are conferred to it by this Act of the rules made there after There under sir.

اس میں کہیں پر بھی assessing authority کو define نہیں کیا گیا۔ اور میں پھر سے اس جملے کو ایک دفعہ پڑھ کر bore کروں گا۔ہم اس کے end جو کر رہے ہیں ہم یہ کر رہے ہیں کہ:

Reduce or extend interval which would otherwise have aliased between coming into force of any two successive valuation list for any rating area or where valuation has been lost or destroyed by operation or circumstances beyond control cancel the list.

ہم نے پہلے کہا تھا کہ وہ خیر اب اتھارٹی کو آپ نے vote out کر دیا۔ Direct the preparation of a new list ابھی تک ہمیں اس میں یہ سمجھ نہیں آیا کہ:

Who will direct this thing list in order recovery?

پھر ہم نے اس میں کہا کہ:

"Provided that the valuation list shall be prepared for a fixed period of three years."

جیسا کہ لاء کے شروع والے point کے اندر ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ ہم یہ کہہ رہے ہیں اس چیز کو ایک چیز پر fix کر دیا جائے کہ valuation ایک خاص period کے بعد ہو اور یہ taxation کی بات ہے۔

I wish Excise and Taxation Minister was here.

کاش! وہ اس کو اتنی اہمیت دیتے کہ ان کے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے متعلق لاء پاس ہو رہا ہے تو وہ اس وقت یہاں پر ہوتے تو جس وقت یہ valuation کرنی ہے حکومت نے اس سے revenue generate کرنا ہے تو اس کو کسی fix period کے لئے رکھیں اور ہر تین سال کے بعد ہم کہہ رہے ہیں کہ اس کی revaluation کی جائے۔ یہ نہ ہو کہ ایک 1950 revaluation میں اور آج 2010 میں ساٹھ سال کے بعد ہم اسی پر چل رہے ہیں۔ اسی ڈیفنس میں جب کسی زمانے میں پانچ لاکھ روپے کی ایک کنال زمین ہوتی تھی اور آج ڈیڑھ کروڑ روپے کی فی کنال زمین ہے۔ اسی گلبرگ میں 1950 میں چند سو روپے کے حساب سے فی کنال رقبے خریدے گئے تھے اور اب کروڑوں روپے کے حساب سے فی کنال ہے۔ پس اس چیز سے avoid کرنے کے لئے یہ گورنمنٹ کا revenue loss ہوتا ہے اس وقت ہمارے ملک کے اندر سب سے بڑا مسئلہ ہے، ہمارا tax generate نہیں ہو رہا اور revenues generate نہیں ہو رہے تو اس چیز کو avoid کرنے کے لئے ہم نے اس کو تین سال کے عرصہ کے لئے fix کرنے کی درخواست کی ہے۔ اگر ہماری بات logical لگے تو مہربانی کر کے ہمارے ساتھ ووٹ کر لیں اور اس میں پارٹی لائن کے frame of mind سے نکل آئیں تو بہت بہتر ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں، میں تھوڑی سی بات کر دوں کہ میرے بھائی محسن لغاری صاحب کافی محنت کرتے ہیں تو طریق کار یہ ہوتا ہے اور میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ میں نے بھی کئی سال اسی جگہ بیٹھ کر یہی کام کیا ہے جو محسن لغاری صاحب کر رہے ہیں۔ دراصل جب کوئی amendment bill ہو تو اس میں جو parent bill ہوتا ہے اس کو دیکھا کرتے ہیں۔ ہم جو amendment لے کر آئے ہیں۔ اس کا جو section(7) ہے اس کی clause(2) میں

(1)clause ہے اس میں already یہ پانچ سال کے لئے fix ہے جو یہ تین سال کے لئے کروانا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں رانا ثناءاللہ صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ سات آٹھ سال میں انہوں نے میرے شاعرانہ ذوق کو recognize کیا۔ انہی کی خاطر ایک شعر عرض ہے کہ:

سنتے نہیں ہیں شیخ نئی روشنی کی بات
انجن کی ان کے کان میں اب بھاپ دیجئے

انہوں نے میری عرق ریزی کو دیکھ لیا پہچانا شکریہ
انہوں نے کہا ذکر نہیں ہے فسانے میں حالانکہ فسانہ ہی یہی ہے

جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آئی کہ انہوں نے میرے بارے میں دو باتیں کہہ کر اس بات کی جو actual problem ہے اس کو کیسے آئیں بائیں شائیں کر دیا لیکن شاید اگر انجن کی بھاپ کام دے گئی تو میرا اگلا پوائنٹ یہ دیکھیں گے۔ انہوں نے یہ amendment میں لکھا ہے کہ reduced or interval extend اور original میں لکھا ہوا ہے کہ reduced by period not three years. exceeding ویسے یہ پانچ سال کے لئے fix تھا۔ دو valuation list کے درمیان کا جو period تھا وہ پانچ سال کے لئے fix تھا اس کے بعد اس کے اندر لکھا ہے کہ:

Provided that the government may by order. Reduced by a period not exceeding three year or extend by period not exceeding three year.

یعنی کہ plus minus three years کو اگر کریں تو دس سال، آٹھ سال پر محیط یہ وقفہ بن جاتا ہے جس میں valuation list جو revise ہوتی تھی یہ پرانے یا parent bill میں لکھا ہوا ہے۔ اب یہ amendment لا رہے ہیں کہ اس کو extend or reduced کریں۔ یعنی undefined period یہی وہ مسئلہ ہے جس کی بات میں کر رہی ہوں۔ اگر آپ ایک دن کے بعد اس کو review کریں، extend or reduced کر دیں تو ایک دن کے لئے آپ ریٹ اوپر نیچے کر دیں

تو ٹیکس کا لاکھوں اور کروڑوں روپے کا نقصان اور نفع ہوتا ہے۔ اگر ایک چیز کی قیمت ایک روپیہ ہے اور اس کا ٹیکس دو پیسے ہے تو اس کی جب ایک لاکھ قیمت ہو گی تو ٹیکس بھی اس حساب سے آگے جائے گا۔ یہ tax evasion اس لئے ہوتی ہے جب ہم اپنی اصلی قیمت چھپاتے ہیں۔ یہ انتہائی بڑی سازش ہونے چلی ہے۔ جب already یہ چیز موجود ہے کہ پانچ سال fixed ہیں اور extend ہو سکتے ہیں بلکہ اس کو three years پر لائیں۔ جس تیزی سے روپے کی قیمت گرتی ہے، جس تیزی سے inflation ہو رہی ہے، جس تیزی سے ان کے ڈالر کی قیمت تبدیل ہوتی ہے اس کے بعد US Dollar کی قیمت static نہیں ہے یہ لوگ اس چیز پر hold نہیں کر سکے ان کے ڈالر کا ریٹ کہاں چلا گیا ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جو value ہے چاہے وہ ڈالرز میں گنیں یا روپے میں گنیں جب اس کی اصلی والی value estate ہو گی تو اس پر اس کے tax accordingly لگے گا۔ آپ ایک چیز لکھ رہے ہیں کہ جب دل چاہے گا ہم اس کو re-value کر لیں گے، جب دل چاہے گا کا کیا مطلب ہے ؟ یہ ایک اتنا بڑا جُرم ہونے چلا ہے کہ اس پر سوچیں۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ عرق ریزی کیوں کی ؟ ان کے ممبران بھی مسکرائے، یہاں یہ سُننے کے لئے بھی نہیں بیٹھے ہوئے اور ووٹ کرتے وقت ہاتھ کھڑا کرنے کے لئے آجائیں گے، یہ کس قسم کی عوام دوستی ہے ؟ یہ عوام دوستی نہ ہے، اس عرق ریزی، اس آواز کو یہ دبا تو لیں گے لیکن یہ بہت بڑی ناانصافی ہو گی، اس کو three years پر fix کر دینا چاہئے۔ تین سال کافی ہوتے ہیں، یہ تغیر و تبدل، یہ جو قیمت اوپر نیچے آتی جاتی ہے اس پر tax evasion جو ہوتی ہے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ انتہائی اہم اور انتہائی serious مسئلہ ہے۔ اس کو اس طرح باتوں میں اُڑا تو دیا جائے گا لیکن یہ وقت یاد رہے، یہ on record رہے کہ اس valuation list کے درمیان اس وقفہ کو free کر دینا اس حکومت کا کام تھا اور یہ ایک بہت ہی serious مسئلہ ہے۔ میں آپ سے appeal کرتی ہوں کہ ان لوگوں کو کہیں کہ یہی اس کو دوبارہ سوچیں، یہی اس کو reconsider کریں۔ میں صرف criticize نہیں کرنا چاہتی، میں صرف یہ کہتی ہوں کہ لوگوں کی خاطر جن کے چھوٹے چھوٹے مربعے، زمینیں جو آج کبھی کسی چیز کے لئے خرید ہوتے ہیں اور کبھی کسی چیز کے لئے فروخت ہوتے ہیں اور اس پر tax evasion جو ہو رہی ہے اس کی خاطر in the interest good sense, for the public and the government اس کو دیکھیں۔ اس میں دونوں کا فائدہ ہے۔ اس کو اس طریقے سے کرنا بہت criminal ہو گا، یہ انتہائی غلط قدم ہو گا، آپ بالکل آزاد ہو

گئے ہیں۔ پہلے آپ competent authority کے under نہیں ہیں پھر جس کا دل چاہے گا جب مرضی اس کا مطلب ہے کہ ڈی سی او کے، آپ politicians ہو کر بیوروکریٹ کے ہاتھ میں ایک ایسی authority دے رہے ہیں، unforgivable which is۔ ڈی سی او کو اتنا اختیار دے دینا کہ تیری مرضی بھائی کہ جس وقت مرضی اس کو آگے پیچھے کر لو۔ کوئی competent authority نہیں ہے، time barred نہیں ہے، کوئی چیز نہیں ہے، کوئی دیکھنے والا اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ چپ کر کے ہاں، ہاں! یہ بیوروکریٹ کا لکھا ہوا بل ہے، اس کو میں reject کرتی ہوں اور آپ سے appeal کرتی ہوں کہ ان لوگوں کو کہیں کہ اس کو reconsider کریں۔ This has to be reconsiderd. یہ بہت بڑا ظلم ہونے چلا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ آمنہ اُلفت!

محترمہ آمنہ اُلفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں کوئی لمبی چوڑی سائنس نہیں ہے، یہ صرف سمجھنے کی بات ہے۔ یہ چند لفظوں کی بات ہے کہ یہ جو Bill آرہا ہے یہ سات سال کے عرصہ کے بعد دوبارہ سے آ رہا ہے۔ یہ پانچ سال کے لئے fix تھا اس کے بعد تین سال کے لئے اس میں مزید گنجائش تھی آج وہ تین سال بھی پورے ہو گئے ہیں۔ اب آپ اندازہ لگائیے کہ اس سات سال کے time frame کے اندر قیمتیں کہاں سے کہاں پہنچی ہیں، کتنی fluctuation ہوئی ہے، آج سے سات سال پہلے کیا حالات تھے، کیا تناسب تھا، مہنگائی کہاں تھی، روپے کی قیمت کہاں تھی، سونا کس ریٹ پر تھا، ڈالر کس ریٹ پر تھا اگر آپ اس کا تقابلی جائزہ لیں تو آپ کو احساس ہو گا کہ آج اس سے کئی گنا زیادہ ڈبل، ٹرپل بلکہ اس سے بھی زیادہ کی ہمیں بات کرنی چاہئے اور سات سال بعد یہ پراپرٹی ٹیکس جس کے اوپر ہم آج بات کرنے جا رہے ہیں، مجھے بتائیں کہ تین سال کا عرصہ یہ ایسی time limit ہے جس کے اندر قیمتوں میں تیزی سے تبدیلیاں آتی ہیں اس میں تین سال کے اندر اندر ایک مناسب ٹائم ہے جس میں آپ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ بھئی! آج کی موجودہ قیمت کے مطابق کیا ہمیں لوگوں سے پراپرٹی ٹیکس لینا چاہئے؟ ہو سکتا ہے کہ اس سے property up ہو جائے۔ یہ بھی possible ہے کہ وہ down ہو جائے تو اس سے لوگوں کو benefit بھی جانا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ آنے والے وقت میں پراپرٹی اور نیچے آجاتی، یہ بھی ممکن ہے کہ بہت بڑا boom آجائے تو اس میں فائدہ گورنمنٹ کو ہے، گورنمنٹ کو اس کا ریونیو ملے گا اور اگر کوئی ایسی چیز

ہوتی ہے کہ بہت زیادہdown ہو جاتا ہے تو عوام بے چاری کیوںsuffer کرے ؟ پھر اس عرصہ میں بہت ساری نئی چیزیں، بہت سارے پلازے بنتے ہیں۔نئے ٹائم ، نئی قیمتوں کے حساب سے ہی اس کی valuation کرنے کا ایک مناسب وقت ہے اور جب سات سال، پانچ سال کا عرصہ گزر جاتا ہے تو اس میں زمین آسمان بدل جاتے ہیں۔ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک ایسا ٹائم فریمfix کرنے کے لئے کہا گیا ہے جو لوگوں کو بھی قبول ہو اور اس میں بہترdecision آ سکے۔ اگر ہمارا پانچ سال کا جمہوری دور ہے، اس کاmid اڑھائی سال بن جاتا ہے یعنی آپhalf period میں اس قابل ہوتے ہیں کہ آپ کھڑے ہو کر اس پر مزید فیصلہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بڑی مؤدبانہ گزارش ہے کہrepetition نہ کریں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ آپ تھک گئے ہیں۔ میں بات ختم کر دیتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، تھکے ہوئے کی بات نہیں ہے۔ یہ rules کی بات ہے کہ جو چیزdiscuss ہو چکی ہے اس کیrepetition نہ ہو اور جو نئی چیز ہو اس کو آپ ضرورdiscuss کریں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں نے نئی بات ہی کی ہے، میرا نہیں خیال کہ میں نے کوئی ایسا جملہ استعمال کیا ہے جس پر پہلے بات ہو چکی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر بحث نہ کریں، بہتر ہے کہamendment پر بات کریں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں نے بہت مؤدبانہ سی کوشش کی تھی۔ چلیں! میں بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan) Sir, I have answered.

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation, after the proposed para (a) the following proviso be added:-

"Provided that the valuation list shall be prepared for a fixed period of three years."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The third amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab Khan, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS. AMNA ULFAT: I move,

That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation, after the proposed para (a), the following para (aa) be added:-

"(aa) Three official copies of valuation lists shall be placed, one each at Provincial, Divisional and District level so as to safe irreparable loss of the record of valuation lists."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation, after the proposed para (a) the following Para (aa) be added:-

“(aa) Three official copies of valuation lists shall be placed, one each at Provincial, Divisional and District

level so as to safe irreparable loss of the record of valuation lists."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! اس میں بھی کوئی اتنی زیادہ مشکل بات نہیں تھی اور نہ ماننے والی اور oppose کرنے والی بات بھی نہیں تھی۔ بہر حال وزیر قانون جو ہیں وہ جنگل کے بادشاہ ہیں وہ چاہیں جو مرضی کریں۔ بات یہ ہے کہ valuation list کی تین نقول، اس میں کوئی لمبی چوڑی کیمسٹری نہیں ہے، اس میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ صرف تین نقول اور اس کی ہر ایک نقل کو صوبائی سطح پر جمع کروادیا جائے، ایک کو ڈویژنل سطح پر جمع کروادیا جائے اور ایک کو ضلعی سطح پر جمع کروادیا جائے۔ اس کا مقصد کیا ہے، ہم کہنا کیا چاہتے ہیں؟ اگر اجازت ہو تو میں اس کی background بتادوں۔ Suppose ایک جگہ پر آپ کا ریکارڈ محفوظ ہے۔ خُدانخواستہ کوئی سانحہ پیش آجاتا ہے، آگ بھی لگ سکتی ہے، کوئی اور واقعہ بھی پیش آسکتا ہے۔ مجھے وہ وقت بھولا نہیں ہے جس وقت لاہور پانی میں ڈوب گیا تھا، بہت شدید بارشیں ہوئی تھیں اور House Building Finance Corporation کا سارے کا سارا ریکارڈ ڈوب گیا تھا، اس میں کچہریوں کے ریکارڈ ڈوب گئے تھے، اس میں لوگوں کے بہت سے قیمتی documents ڈوب گئے، پھر لوگ بے چارے سالہا سال پھرتے رہے، ان کو اپنی رجسٹریاں مل رہی تھیں نہ کوئی اور ریکارڈ مل رہے تھے تو اس قسم کی آفات سے کچھ ایسی ناگہانی صورتحال پیدا ہو جائے اس کو destroy ہونے سے بچانے کے لئے کہ آپ کا ریکارڈ محفوظ رہے، lower level سے لے کر اوپر تک اس سے پھر ایک آسانی بھی میسر ہے کہ ہر level پر آپ اسے چیک کر سکتے ہیں، صوبائی سطح پر بھی اس کو دیکھا جا سکتا ہے اور Divisional level پر بھی اس کو دیکھا جاسکتا ہے۔ اس سے یہ آسانی بھی ہو گی کہ اس کی تین مختلف دفاتر میں نقول موجود ہوں گی اور اس تک رسائی بھی آسان ہو گی، اس سے آگاہی بھی آسان ہو گی اور کسی بھی ناگہانی آفت سے بچنے کے لئے مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ آگ لگ سکتی ہے، کوئی بھی ایسا سانحہ ہو سکتا ہے، آج کمپیوٹر کا دور ہے میں کہتی ہوں کہ آپ ہر چیز بھی کر دیں لیکن ہم اس چیز سے انکار نہیں کر سکتے کہ کوئی چیز اگر destroy ہونے پر آجائے تو پھر کمپیوٹر بھی کوئی چیز نہیں ہے اس لئے ہمیں اس چیز پر یقین رکھنا چاہئے کہ ہمیں اپنے اس سسٹم کو، ریکارڈ کو زیادہ سے زیادہ safe کرنے کی

ضرورت ہے۔ جب اتنی بڑی بڑی چیزیں ہو رہی ہوتی ہیں، اتنے بڑے بڑے کام ہو رہے ہوتے ہیں اور اتنے بڑے بڑے ریکارڈ رکھے جا رہے ہوتے ہیں تو اس کو پھر اتنی بڑی سطح پر organized کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ایک سسٹم کو proper طریقے سے organized کرنا ہے۔ نچلی سطح سے لے کر اوپر تک اس کے تمام objects کو سامنے رکھا جائے، اس کے منفی پہلو بھی سامنے رکھے جائیں اور اس کے جو مثبت پہلو ہیں ان کو بھی سامنے رکھا جائے۔ ہمارے قوانین کے اندر یہی سب سے اہم نکتہ ہے جس پر ہم بعد میں پچھتاتے ہیں کہ اس میں یہ خرابی ہو گئی ہے کیونکہ ہم پہلے سے سوچتے ہی نہیں ہیں۔ جس طرح کہتے ہیں کہ think-tanks وہ ایک چیز کو سامنے رکھ کر سوچتے ہیں اور اس کے متعلق سب سے پہلے یہ سوچا جاتا ہے کہ اس کے منفی پہلو کیا ہیں۔ ہم ایک دم سے بیٹھ کر قانون بنا لیتے ہیں، دو دن سے سٹینڈنگ کمیٹی سے بھی ہو کر آیا اور دو دن میں اسمبلی سے بھی ٹھپا لگا کر کے بغیر کسی بحث اور کسی suggestion کے پاس کر لیتے ہیں۔ ہم اسے مشتہر بھی نہیں کر رہے ہیں، ہم اسے select committee کو بھی نہیں دے رہے اور پھر بعد میں ہم پچھتاتے ہیں۔ جب قوانین میں flaws رہ جاتے ہیں تو اس سے لوگوں کو بچنے کا اور بھاگنے کا موقع مل جاتا ہے۔ لوگ اپنے آپ کو safe کر لیتے ہیں کیونکہ قانون میں تو اس کی گنجائش ہی نہیں ہے، آپ کس کو پکڑیں گے، کس کو blame کریں گے اور ایک سیدھی سی بات ہو گی کہ ہمارے اوپر تو blame ہی نہیں بنتا اس لئے very first day جب ہم ایک کام کرنے جا رہے ہیں تو مختلف دماغ مل کر اس پر کام کریں۔ یہ ترمیم کیا ہے؟ ہم اپوزیشن ہیں اور ہم نے اس قانون میں وہ چیز نکالی ہے جو کہ گورنمنٹ کی سطح پر شامل نہیں کی گئی اور یہ ایک خطرہ ہے، یہ ایک ایسی بات ہے کہ اس میں possibility ہے اور destroy ہونے کا خطرہ ہے اس لئے میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ ہم نے تو آپ کا کام آسان کیا ہے اور ایسی ترمیم جو کہ وقت کے تقاضوں کو بھی پورا کرتی ہے اور جو آنے والی کسی مشکل سے آپ کو بچا رہی ہوتی ہے۔ اس ترمیم کے شامل ہونے سے تو میں سمجھتی ہوں کہ آپ کی مدد ہو رہی ہے اور by document legislation میں بھی شامل ہو جائے گی، Flaw پھر بھی رہ جائے گا لیکن یہ کم سے کم ہو جائے گا۔ سو فیصد کبھی بھی کوئی چیز مکمل نہیں ہو سکتی، کبھی بھی آپ کسی چیز کو مکمل نہیں کہہ سکتے پھر بھی چور راستے رہ جاتے ہیں، غلطیاں رہ جاتی ہیں اور ان غلطیوں کو cover کرنے کے لئے ہی ہم سب لوگ یہاں پر اکٹھے ہو کر بیٹھے ہیں۔ ہم نے اس پر سمع

خراشی کی، اس کے ایک ایک لفظ کو پڑھا اور ہم نے اس کو ترمیم کی صورت میں اس قانون میں ڈالنے کی کوشش کی۔ وزیر قانون کو میں سمجھتی ہوں کہ اسے تو کھلے دل سے تسلیم کر لینا چاہئے تھا، اس میں تو کوئی ایسی بات ہے ہی نہیں۔ میں تو صرف ایک request کر سکتی ہوں، ایک humble request کر سکتی ہوں کہ آنے والے وقتوں میں جب کوئی گڑبڑ ہوتی ہے تو پھر عوام سڑکوں پر کھڑی ہوتی ہے، مظاہرے کرتی ہے اور اس وقت ہم بالکل بے بس ہوتے ہیں کیونکہ قوانین میں سقم ہوتے ہیں اور ان کے اندر گنجائش ہوتی ہے اور مجرم آسانی سے بچ نکلتے ہیں، ان پر کوئی blame نہیں آ سکتا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ہم کوئی گنجائش چھوڑیں ہی کیوں؟ ہمیں حتی المقدور کوشش کر کے اس کو ایک مکمل document بنانا چاہئے، کوئی گنجائش کسی بھی level پر نہیں رکھنی چاہئے کہ کل کو ہم اس کو destroy کر دیں یا کوئی اور خرابی جنم لے تو ابھی اس پر غور وخوض کر لینا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! راناثناءاللہ خان صاحب کی خدمت میں ایک اور شعر عرض ہے جو دو حرفوں میں جواب دے کر بیٹھ گئے۔

ظالم نے اس ادا سے دیا ہے مجھے جواب
میں بھول ہی گیا میرا سوال کیا تھا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے جو دو حرفی جواب ہوتا ہے اس کا بھی مطلب آپ سمجھتی ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اچھا اگر اس کی اردو میں کوئی غلطی ہے تو میں withdraw کر لیتی ہوں۔ میں نہیں چاہتی کہ کوئی loose گفتگو میرے منہ سے ہو جائے، اس کو kindly حذف کر دیجئے لیکن میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اتنا ظلم اور اس ادا سے جواب دے کہ پوری عوام حیران اور تکتی رہ جائے۔ میں محترمہ آمنہ الفت کی مکمل ترین بات کے بعد اس ترمیم پر صرف دو سانحوں کا ذکر کروں گی۔ میں مشرقی پاکستان جیسور میں پیدا ہوئی تھی کیونکہ میرے والد محترم کی ان دنوں بطور آرمی آفیسر وہاں پر posting تھی۔ مجھے وہ irreparable loss یاد ہے کہ جب مشرقی پاکستان ایک بازو ہمارا کٹ کر الگ ہو گیا تھا۔ ایسی

tragedies بھی ہوتی ہیں اور اس میں جو losses and chaos ہوتا ہے وہ بھی ہوتا ہے۔ میری والدہ جموں کشمیر سے belong کرتی ہیں جہاں تباہ کن زلزلہ آیا تھا تو یہ دو دل ہلا دینے والے میری زندگی کے واقعات اس میں شامل ہیں اور اس کا aftermath اور اس کے بعد جو کچھ series میں ہوا اور لگاتار ہوا ایک بہت بڑی اجتماعی confusion ہوئی اس کا یہ جواب ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آج ہم ان valuation lists کی copies ہر level پر رکھیں، اس میں federation بھی لکھا ہونا چاہئے تھا۔ تین نہیں چار لسٹیں لکھی ہونی چاہئیں تھیں لیکن چلو initially تین ہی سہی چوتھی کی ہم amendment لے آئیں گے۔ ایک ایک لسٹ ضلع، ڈویژن اور صوبائی سطح پر in the interest of public ہونی چاہئے تھی۔ یہ لوگوں کی بات ہے، یہ دکھوں کی بات ہے، یہ بازو کٹ جانے کی بات ہے اور یہ زلزلوں کی بات ہے پھر ہم ان لوگوں کو rehabilitate کرنے کے لئے ان کا حق ادا نہیں کر سکتے اور باہر کے ملکوں میں کشکول لے کر جاتے ہیں۔ اگر ہمارے ریکارڈ درست ہوں تو شاید ہم ان losses and chaos کو avoid کر سکیں۔ میں تمام vote کرنے والوں سے اپیل کروں گی کہ بے شک وزیر قانون صاحب اس وقت انچارج ہیں لیکن وہ اگر اپنی good sense سے اس amendment پر vote کریں تو شاید اتنی بڑی بڑی tragedies کا کوئی نہ کوئی مداوا یہ حکومت کر ہی لے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں جو ہم نے amendment دی اسی کا ایک جملہ ہے کہ Where valuation list has been lost or destroyed by operation of circumstances beyond control اسی کا ایک safety net کے طور پر کہ ہمارے پاس کوئی something to fall back upon ہو۔ ہم نے ایک ترمیم دی ہے کہ:

> Three official copies of the valuation list shall be placed one as each of the Provincial Divisional and District level. So as to save

مطلب ہے جو issue ہے۔

So as to save this irreparable loss of the record of the valuation list.

نہایت ہی موزوں قسم کی ایک تجویز ہے اور آپ سب سے ایوان کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ ہماری باتوں کو صرف اس بنیاد پر کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے آئی ہیں نہ reject کیا جائے۔ بڑی logical سی بات ہے اور آپ کے sense of reasons کو اپیل کرتے ہوئے ہم یہ چیز لاتے ہیں۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد محسن خان لغاری: میری آپ سے ایک اور گزارش بھی ہو گی کہ اس سے پہلے کہ ہم اس پر vote کریں میرے خیال میں پہلے اگر ہاؤس کا کورم پورا کر لیں تو زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ legislation کی خوبی اور شان اسی میں ہے کہ پورے کورم کے ساتھ قانون سازی ہو۔ Sir I also point out the quorum

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کورم point out کیا گیا ہے۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گیئں)

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچ منٹ ہو گئے ہیں، گنتی کریں۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے اس لئے اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 9۔جولائی 2010 صبح 9.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

نعت رسول مقبول ﷺ حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

معراج کی رتیاں دھوم یہ تھی اک راج دلارا آوت ہے
لولاک کا سہرا سر سوہت وہ احمد پیارا آوت ہے
مازاغ کا کجلا نین بھرے واشمس کا بٹنا مکھ پہ ملے
ہے میم کا گھونگھٹ سہرے تلے وہ عرش کا تارا آوت ہے
یٰسین کی چمک ہے داتن میں طٰہٰ کا کرشمہ آنکھن میں
والفجر کا جلوہ گالن پہ وہ ربّ کا سنوارا آوت ہے
حوروں نے کہا جب بسم اللہ غلماں نے پکارا اِلااللہ
خود ربّ نے کہا ماشاءاللہ محبوب ہمارا آوت ہے
جبریل امین یہ کہتے چلے اے عرشیو تم رے بھاگ جگے
تعظیم کو سب ہو جاؤ کھڑے سردار ہمارا آوت ہے

جناب سپیکر: ماشاءاللہ۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں آج کے ایجنڈے پر محکمہ داخلہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! میں نے بہت ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات کے بعد۔پہلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر227(معزز رکن نے محترمہ آمنہ الف کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر227 دریافت کیا)میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مارکیٹ میں فحش اور بیہودہ ڈانس کی CDs کی فروخت کا مسئلہ

*227: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مارکیٹ میں فحش اور بیہودہ ڈانس کی CDs کھلے عام فروخت ہو رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان CDs کو فروخت کرنا قانونی جرم ہے؟

(ج) اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس غیر قانونی کاروبار کو روکنے کے لئے کیا کارروائی کر رہی ہے، اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):

(الف) مارکیٹ میں سرعام فحش CDs فروخت نہ ہو رہی ہیں جہاں بھی اس کی فروخت پائی جاتی ہے قانونی کارروائی حسب ضابطہ عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ب) فحش CDs کو فروخت کرنا قانونی جرم ہے۔

(ج) اس غیر قانونی کاروبار کو روکنے کے لئے لاہور پولیس نے رواں سال2008 کے دوران فحش اور بیہودہ ڈانس کی CDs کے 10 مقدمات درج کئے اور 229 CDs برآمد کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب 15۔اگست 2008 کو موصول ہوا ہے اب اسے دو سال گزر چکے ہیں۔ کیا وزیر قانون موجودہ صورتحال بتانا پسند کریں گے کہ ان دو سالوں میں اور کتنی فحش سی ڈیز کے مقدمات درج ہوئے ہیں اور کتنی سی ڈیز پکڑی گئی ہیں؟ کیونکہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ مارکیٹ میں سرعام سی ڈیز فروخت نہ ہو رہی ہیں۔ کیا آج بھی ان کا یہی جواب ہے؟ یا دو سالوں میں مزید کتنے مقدمات ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! 2008 کا figure جواب میں درج ہے اس کے مطابق under section 292 PPC اور 18 Motion Pictures Act دس مقدمات درج کئے گئے تھے اور 229 سی ڈیز برآمد ہوئی تھیں۔ معزز ممبر نے سال 2009 کا پوچھا ہے اس دوران ان مقدمات کی تعداد 26 ہے اور 366 سی ڈیز برآمد ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! ابھی فحش سی ڈیز کی بات ہوئی ہے یہ اسی طرح آج کل کیبل کے مختلف چینلز پر نظر آجاتی ہیں۔ لہذا میں نے لاء منسٹر صاحب سے گزارش کرنی تھی چونکہ یہ وفاقی subject ہے

اس لئے پنجاب کا یہ ایوان وفاق سے گزارش کر سکتا ہے کہ انہیں کنٹرول کریں اور کیبلز پر یہ سی ڈیز نہ چلیں۔اس کے لئے کوئی اقدام کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ اس سے متعلقہ سوال پوچھیں لیکن اگر آپ نے کوئی تجویز دینی ہے تو اس کا طریق کار اور ہے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے کہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔جی، مہر اشتیاق صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو قانون سازی وفاقی حکومت نے کرنی ہوتی ہے اس سے متعلق یہ معزز ایوان ایک قرار داد کی شکل میں اپنی recommendations دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہر صاحب!

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ فحش اور بے ہودہ ڈانس کی سی ڈیز کھلے عام فروخت ہو رہی ہیں۔میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بے ہودہ کون declare کرے گا اور اس کا کیا طریق کار ہو گا کہ یہ سی ڈی بے ہودہ ہے اور یہ نہیں؟ میرے بھائی نے بات کی کہ کیبل پر تو وہ گھر گھر میں چل رہی ہیں اگر ہم وہاں چیک نہیں کر سکتے تو پھر یہ سی ڈیز کون چیک کر کے بتائے گا کہ یہ بے ہودہ ہے اور یہ نہیں؟ کیا ہم نے اس کا کوئی طریق کار بنایا ہے؟

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بے ہودگی اور عریانی کا ایک تو عام معیار ہے اور دوسرا ہر معاشرے کا ایک اپنا mind set ہوتا ہے۔ہو سکتا ہے کہ ہمارے ہاں جس چیز کو ہم عریانی سمجھیں یورپ میں اسے عریانی نہ سمجھا جاتا ہو لہذا یہ ایک mind set ہے اور اس کا اندازہ کوئی بھی صاحب سی ڈی دیکھ کر ہی کر سکتا ہے۔اس کے علاوہ اس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہئے کہ یہ سی ڈیز جاری ہونے سے پہلے چیک ہوں تاکہ جو ہماری بربادی ہو رہی ہے اور ہمیں گھر گھر دکھایا جا رہا ہے اس پر کنٹرول ہو سکے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اس کے لئے ہاؤس کی ایک کمیٹی بنادیں۔

جناب سپیکر: نوید انجم صاحب بھی ضمنی سوال پر آرہے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: آپ صرف پولیس والوں پر نہ ڈال دیں چونکہ اگر ان کو کہیں سے پیسے نہیں ملیں گے تو وہ کہہ دیں گے کہ ہم نے یہ بے ہودہ سی ڈیز پکڑ لی ہیں۔اس کا کوئی ثبوت نہیں ہوتا۔ وہ سی ڈیز ضبط ہو جاتی ہیں یا پولیس والے خود لے جاتے ہیں اور دیکھتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کو کوئی طریق کار بتادیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: پلیز شاہ صاحب! نہیں۔میں لاء منسٹر صاحب سے ان کے سوال کا جواب لے رہا ہوں۔جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بے ہودگی سے متعلق under section 292 PPC اور 18 Motion Picture Act میں جو درج ہے اس وقت تو وہی معیار ہے۔اگر اس معیار میں کوئی اضافہ یا کمی کرنی ہے تو پھر آپ بے شک اس کے متعلق معزز اراکین کی کوئی کمیٹی بنادیں اور بازار سے جو سی ڈیز available ہیں انہیں چیک کروالیا جائے۔

جناب سپیکر: میں ذرا نوید انجم صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میری بات کو مذاق میں نہ اڑائیں۔

جناب سپیکر: مذاق میں نہیں اڑا رہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ حکومت کو کوئی ادارہ بنانا چاہئے جو اس کو چیک کرے اور ہمیں کوئی ایسا طریقہ وضع کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ اس بارے میں کوئی تجویز دیں۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ واقعی یہ ایک serious مسئلہ ہے اور لاء منسٹر صاحب بھی صحیح کہہ رہے ہیں کہ یہ پکڑا نہیں جا سکتا لیکن ہر بزنس کے دو طریقے ہیں ایک مارکیٹنگ ہے اور

دوسرا ایک manufacturing ہے۔ یہ بات مانتے ہیں کہ واقعی اس کی مارکیٹنگ نہیں پکڑی جا سکتی ہے لیکن جو آرٹسٹ manufacturing میں کام کر رہے ہیں، ان کے جو ڈائریکٹر یا میوزک ڈائریکٹر ہیں ان کے خلاف تو کارروائی ہو سکتی ہے لہذا manufacturing level پر کیوں نہیں پکڑا جاتا؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

MR. SPEAKER: Now time is over.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو میں نے بات کی ہے اس کا جواب لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے شیخ علاؤالدین صاحب نے manufacturing level کا فرمایا ہے بالکل اس level پر action ہو سکتا ہے اور یہ جو مقدمات درج ہوئے ہیں ان میں باقاعدہ طور پر ان سی ڈیز رکھنے والے، بیچنے والے، بنانے والے اور ان سی ڈیز میں جن لوگوں نے بے ہودہ ڈانس یا کام کیا ہے ان سب کے خلاف یہ کارروائی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: No, no اب اس پر سوال نہیں ہو گا۔

جناب محمد نوید انجم: میں سوال نہیں کرنا چاہتا بلکہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ کمیٹی بنا دی جائے لیکن کمیٹی بنائی نہیں گئی۔

جناب سپیکر: جی کمیٹی بنا دیں گے اور آپ کو اس کا چیئرمین بنا دیں گے۔اور بتائیں کیا کہتے ہیں؟ اگلا سوال سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔ محترمہ اپنا سوال نمبر بولئے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! سوال نمبر 989۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جی، ہاں اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تھانہ بھونگ کی حدود میں منشیات کی فروخت کا مسئلہ

*989:سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ بھونگ تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان کی حدود میں منشیات اور دیگر نشہ آور اشیاکی سرعام فروخت ہوتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا تھانے کی حدود میں بے روزگار افراد کھلے عام جوا کھیلتے ہیں نیز انھیں متعلقہ پولیس افسران کا بھرپور تعاون حاصل ہے؟

(ج) حکومت مذکورہ مسائل کے حل کے لئے کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):

(الف) غلط اور بے بنیاد ہے مقامی پولیس و حلقہ آفیسر زیر سرکردگی ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر سماج دشمن عناصر کے خلاف ان کی غیر قانونی حرکات پر کڑی نظر رکھتے ہوئے اور کسی منشیات فروش کو قطعاًیہ جرأت نہ ہو سکتی ہے کہ وہ کھلے بندوں ایسا غیر قانونی کاروبار کر سکے۔

(ب) غلط اور بے بنیاد ہے تھانہ ہذا دیہاتی علاقہ پر مشتمل ہے جہاں کے لوگ کھیتی باڑی اور کارخانوں میں مزدوری ودیگر جائز طریقہ سے اپنی روزی کماتے ہیں۔

(ج) ضلع ہذا کے متعلق نہ ہے۔

جناب سپیکر کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر!اس سوال کے تینوں اجزاء کے جوابات سے میں بالکل مطمئن نہیں ہوں۔میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے گزارش ہوں گی کہ وہ اس بات کا جواب دیں کہ حسب معمول غلط جواب کیوں دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ یہ فرمارہی ہیں کہ وہ محکمہ کی طرف سے دیئے گئے جواب سے مطمئن نہیں ہیں۔غلط جواب کیوں دیا گیا ہے، آپ اس کا جواب دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ جواب کے اس حصے کی نشاندہی کر دیں جو کہ غلط دیا گیا ہے اگر میں اس کی وضاحت کر سکا تو ٹھیک ہے ورنہ میں محکمہ سے ان کو دوبارہ جواب لے کر دوں گا۔ وہ اس حصے کی نشاندہی کر دیں کہ جس کو وہ سمجھ رہی ہیں کہ یہ غلط ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ جز(الف) کے جواب میں انہوں نے لکھا ہے کہ "یہ غلط اور بے بنیاد ہے۔ وہاں پر منشیات کا کوئی کاروبار نہیں چلتا، وہاں پر جوا نہیں کھیلا جاتا، وہاں پر لوگ بالکل بے روزگار نہیں ہیں اور وہاں پر لوگ کھیتی باڑی اور کارخانوں میں مزدوری و دیگر جائز طریقہ سے اپنی روزی کماتے ہیں"

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کیا آپ کی طبیعت اب ماشاءاللہ ٹھیک ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: جی، ہاں اب میں ٹھیک ہوں۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ۔ جی، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کیا بات کرنا چاہتے تھے؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ ہمارے اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ آپ کے احترام کی وجہ سے ہی ہمارا بھی احترام ہوتا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ آپ نے بارہا مرتبہ کہا ہے کہ جس محکمہ کے سوالات ہوں اس کا سیکرٹری یہاں آفیسرز گیلری میں موجود ہونا چاہئے۔ کل بھی آپ نے اس حوالے سے ایک direction دی تھی۔ تو آج میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس وقت آفیسرز گیلری میں ہوم سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہوم سیکرٹری صاحب ملک سے باہر تھے، بہرحال رانا صاحب سے اصل صورت حال کے بارے میں پوچھ لیتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! Order of precedent کے تحت آپ اپنے اختیارات بھی دیکھ لیں اور ہمارا privilege بھی دیکھ لیں۔ آپ کی direction دینے کے باوجود اگر اس پر عمل نہ ہو تو پھر میرے خیال میں You set an example. کیونکہ

King is a person whose words are more effective than is whip If he uses the whip he is not a king. He is a

"سائیس" bloody one دیکھیں بادشاہ وُہی ہوتا ہے جس کے لفظوں میں وزن ہو۔آپ کی عزت کے ساتھ ہی ہماری عزت ہے۔اگر آپ کے حکم کی تعمیل نہ ہو تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے میرا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے اور اس پورے ہاؤس کا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے۔اس لئے آپ کی direction کے اوپر ہر صورت عمل ہونا چاہئے۔اس طریقے سے کیوں ہو رہا ہے،اس کی وجہ کیا ہے؟ They must feel it that we are public representatives and they are public servants. They must behave like a servant. They are not spouse to give us direction. They have to obey the order of the House.

آپ دیکھیں کہ جھنڈا ایک گز کا ہوتا ہے, and millions of people die اس لئے کہ وہ ایک ملک کی عزت و احترام کا نشان ہوتا ہے۔آپ ہماری عزت و احترام کا نشان ہیں۔اگر آپ کی direction پر بھی عمل نہ ہو تو پھر ہماری کون عزت کرے گا؟ Sir, I want action to be taken. No leniency. جناب والا! leniency بڑی اچھی چیز ہے مگر اسی leniency کی وجہ سے ہمایوں بادشاہ کو بھی اس ملک سے جلاوطن ہونا پڑا۔جب leniency حد سے بڑھتی ہے تو اس کو بزدلی کہا جاتا ہے۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان ہے کہ "اتنی کفایت شعاری بھی نہ کرو کہ لوگ اس کو کنجوسی کہیں اور اتنی شاہ خرچی بھی نہ کرو کہ لوگ اس کو فضول خرچی کہیں"ہمیشہ اعتدال میں رہنا چاہئے۔ چونکہ آپ کے حکم کی تعمیل نہیں ہوئی، So I want action to be taken.

جناب سپیکر:میرا خیال ہے کہ پہلے وزیر قانون صاحب کا اس حوالے سے جواب سن لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!وزیر اعظم پاکستان،سید یوسف رضا گیلانی صاحب نے کہا تھا کہ جو سیکرٹری ہاؤس میں موجود نہ ہو اوہ اپنے آپ کو معطل سمجھے۔مجھے آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ کیا یوسف رضا گیلانی صاحب کا وہ حکم پنجاب تک بھی extend کرتا ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے ابھی حال ہی میں کابینہ میں reshuffling کی ہے۔ ہمارا اس میں کوئی مطلب نہیں مگر میں یہاں خصوصی طور پر یہ کہوں گا کہ دوست محمد کھوسہ کا باہر جو impression ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ وہ جنوبی پنجاب کو represent کرتے ہیں اور جنوبی پنجاب کو ہمیشہ بڑی مشکل سے کوئی اہم وزارت ملتی ہے۔ ٹھیک ہے کہ یہ وزیر اعلیٰ صاحب کا prerogative ہے، مگر کم از کم یہ تو کرتے کہ اگر reshuffle کرنا ضروری تھا تو پھر پوری کابینہ کو کرتے۔ اس کا public میں impression صحیح نہیں گیا۔ یہی لوگ lip service کرتے ہیں، یہ حکمران بنے بیٹھے ہیں۔ اس لئے یہ impression بھی صحیح نہیں پڑے گا کہ آپ کی بارہا direction کے باوجود secretaries یہاں نہ آئیں۔ اب یہاں گیلری میں ایڈیشنل سیکرٹری ہوم بیٹھے ہیں۔ کیا ہوم سیکرٹری صاحب کے پاؤں میں مہندی لگی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: حضرت! وزیر قانون صاحب کی بات تو سن لیں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شاہ صاحب ہمارے بڑے senior parliamentarian ہیں اور ہمیشہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر جائز اور مناسب چیزوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ معزز ایوان اس بات کا شاہد ہے کہ جس روز بھی یہاں پر law and order پر بحث ہوئی ہے تو ہوم سیکرٹری اور آئی۔جی، پولیس سارا وقت یہاں گیلری میں موجود رہے ہیں۔ اسی طرح سے جب budget debates ہوئی ہیں تو اس وقت بھی سیکرٹری خزانہ، چیئرمین P&D اور ان کا پورا عملہ یہاں پر موجود رہا ہے۔ ہوم سیکرٹری صاحب ex-Pakistan leave پر ہیں۔ کل ان سوالات کی تیاری کے لئے ایڈیشنل سیکرٹری یہاں پر تشریف لائے تھے اور ہم دونوں نے بیٹھ کر اس answer sheet کو دیکھا ہے اور آج اسی مقصد کے لئے وہی ایڈیشنل سیکرٹری صاحب اس وقت گیلری میں موجود ہیں۔ اگر ہوم سیکرٹری صاحب ex-Pakistan leave پر نہ ہوتے تو یقیناً کل ہوم سیکرٹری ان سوالات کی تیاری کے لئے بھی میرے پاس آتے اور آج یہاں گیلری میں بھی لازماً موجود ہوتے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب نے justification دے دی ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے ابھی تک میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ ان سے گزارش ہے کہ وہ پہلے میرے سوال کا جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا جو سوال ہے وہ یہ ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ تھانہ بھونگ تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان کی حدود میں منشیات اور دیگر نشہ آور اشیاء کی سر عام فروخت ہوتی ہے؟" اب اس کے جواب میں محکمہ نے یہ بیان دیا ہے کہ منشیات اور دیگر نشہ آور اشیاء کی سر عام فروخت ہونے والی بات اس طرح سے درست نہیں ہے کہ جب بھی کوئی complaint موصول ہوتی ہے تو محکمہ اس پر کارروائی کرتا ہے۔ یہاں جواب میں لکھا ہے کہ "مقامی پولیس وحلقہ آفیسر زیر سرکردگی ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر سماج دشمن عناصر کے خلاف ان کی غیر قانونی حرکات پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں اور منشیات فروشوں کو قطعاً یہ جرات نہ ہو سکتی ہے کہ وہ کھلے بندوں ایسا غیر قانونی کاروبار کر سکیں" جہاں کہیں سے بھی کوئی complaint آتی ہے تو ان لوگوں کے خلاف مقدمات درج ہوئے ہیں اور منشیات بر آمد بھی ہوئی ہیں۔ اب یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ وہاں پر بالکل کوئی crime نہیں ہو رہا۔ crime کے حوالے سے باقی پورے معاشرے کا یا باقی اضلاع کا جو حال ہے اسی نسبت سے crime تو وہاں پر بھی ہو رہا ہو گا لیکن یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ وہاں پر مقامی پولیس اپنی ذمہ داریوں کو نہیں نبھا رہی۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! ابھی وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ جب تک کوئی complaint file نہ ہو تو کوئی خاص action نہیں لیا جاتا یا وہاں پر raid نہیں کیا جاتا۔ پولیس کی routine میں جو duties ہیں انہیں وہ انجام دیتے رہتے ہوں گے۔ اگر میں آپ کی وساطت سے یہ complaint file کروں کہ تھانہ بھونگ کی حدود میں جو بستیاں آتی ہیں مثلاً چوک میتلا، بستی غریب آباد وغیرہ میں منشیات فروشی اور جواء وغیرہ ہو رہا ہے۔ بلوچستان اور سندھ سے جتنے criminals wanted ہیں انہوں نے بستی غریب آباد میں ڈیرے جمائے ہوئے ہیں۔ وہاں پر جواء بھی چلتا ہے، وہاں پر شراب نوشی بھی کی جاتی ہے اور دوسرے تمام بُرے فعل بھی وہاں پر کئے جاتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہاں پر بسیں لوٹنا یا گاڑیاں لوٹ لینا عام سی بات ہے۔ وہاں پر اتنا زیادہ crime ہوتا ہے کہ جو wanted لوگ وہاں پر چھپے ہوئے ہیں پولیس ان سے ڈرتی ہے اور اس علاقے میں جاتی ہی نہیں۔ اس

علاقے میں موضع نواز آباد بھی آتا ہے، موضع احمد آباد بھی اسی میں شامل ہے۔اس علاقے کی حالت یہ ہے کہ وہاں کے جو زمیندار، عزت دار اور شریف لوگ ہیں وہ مجبور ہو گئے ہیں، وہ اپنی زمینیں بیچ کر دوسرے علاقوں میں shift ہو گئے ہیں۔ Because the crime rate is so high in this area. اور میں آپ کے توسط سے Law Minister صاحب سے درخواست کروں گی کہ یہ وہاں پر کوئی raid وغیرہ کروائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسی سوال کے جز(ج) کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ ضلع ہذا کے متعلق نہ ہے۔ میں Law Minister صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ تھانہ بھونگ کی حدود میں جو areas آ رہے ہیں کیا انہوں نے یہ areas صوبہ سندھ یا صوبہ بلوچستان کو دے دیئے ہیں کہ وہ اب اس ضلع میں شامل نہیں ہے۔ میں مانتی ہوں کہ اس علاقے میں لوگ پنجابی زبان نہیں بولتے سندھی زبان بولی جاتی ہے لیکن یہ علاقہ پنجاب میں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جز(ج) کی بات کی ہے تو یہ جواب DPO Rahim Yar Khan کی طرف سے فائل ہوا ہے اور حکومت نے اس سلسلے میں جو اقدامات اٹھانے ہیں وہ Punjab Level کی پالیسی ہے۔ انہوں نے جس آبادی کا نام لیا ہے اور وہاں پر جو لوگ کام کر رہے ہیں میرا خیال ہے کہ ان کے پاس specific and focus information ہے تو محترمہ یہ information مجھے دے دیں میں انشاء اللہ تعالیٰ IG level پر اس بات کو ensure کراؤں گا کہ وہ وہاں پر جس طرح کی صورت حال فرما رہی ہیں اس کو resolve کروایا جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میرا supplementary question یہ ہے کہ جواب کے جز(ب) میں لکھا گیا ہے کہ تھانہ ہذا دیہاتی علاقے پر مشتمل ہے اور یہاں کوئی منشیات فروشی نہیں ہوتی۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ اس ایک سال میں منشیات کے کتنے cases register ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ cases کی تعداد اس question کا حصہ نہیں تھا لیکن میں یہ information لے کر محترم شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ رانا صاحب کو لکھ کر دے دیں وہ اس پر انشاء اللہ پوری طرح سے عمل کروائیں گے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! وزیر موصوف اس House میں مجھے commitment دیں کہ وہ علاقے کو کب تک crime free کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وہ اس بارے میں پوری طرح سے محنت کریں گے اور آپ کو بتائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس بات پر پوری طرح سے committed ہوں یہ information دیں اس پر نہ صرف کارروائی ہو گی بلکہ میں اس کارروائی کا feed back بھی ان کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔(قطع کلامیاں)

یہ مجھے آج specific and focus information دے دیں میں انہیں کی موجودگی میں متعلقہ IG & concerned RPO سے confirm کر کے ان کو بتا دوں گا کہ وہ اس معاملے کو 3 دن میں یا within one week اس معاملے کو resolve کریں گے۔

جناب سپیکر: Next Question No. 990 بھی آپ کا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور کے علاوہ دیگر اضلاع میں ٹریفک وارڈنز کی تعیناتی و تفصیل

*990: **سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کے علاوہ صوبے کے کن دیگر اضلاع میں Traffic Wardens کی تعیناتی عمل میں لائی جا چکی ہے، تفصیل میں ضلع کا نام، عملے کی تعداد اور Ladies Wardens کی تعداد بھی بتائی جائے؟

(ب) لاہور میں جون2007 سے آج تک مجموعی طور پر حکومت کو ٹریفک کی خلاف ورزی کے چالانوں کی مد میں کتنی آمدن حاصل ہو چکی ہے؟

(ج) لاہور میں ٹریفک کے بہاؤ کو Monitor کرنے کے لئے نصب کئے گئے خفیہ کیمروں کے ذریعے اب تک کتنے افراد ٹریفک کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یا کوئی دوسرے جرائم کا ارتکاب کرتے ہوئے پکڑے گئے نیز کتنے افراد کے خلاف کارروائی کی گئی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور / وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) گزارش ہے کہ لاہور کے علاوہ پنجاب کے 4 دیگر اضلاع راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان اور گوجرانوالہ میں Traffic Wardens کی تعیناتی عمل میں آچکی ہے۔ضلع وار متعین شدہ عملہ کی تفصیل ذیل ہے:۔

راولپنڈی میں Lady Wardens 40 اور مرد 1280، کل 1320۔ فیصل آباد میں Lady Wardens50، مرد990، کل 1040۔ ملتان میں Lady Wardens 35، مرد615، کل 650۔ گوجرانوالہ میں Lady Wardens 20، مرد400، کل 420 ہیں۔ اس طرح 4 اضلاع میں Lady Wardens کی کل تعداد145 اور Male Wardens کی کل تعداد3285 ہے اس طرح سے کل Wardens 3430 تعینات ہیں۔

(ب) اب تک کی چالانوں کی آمدن297993600 ہوئی ہے۔

(ج) لاہور میں ٹریفک کے بہاؤ کو Monitor کرنے کے لئے کوئی کیمرہ نصب نہ ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر!اس سوال کے جواب کے جز (الف)بارے میں میرا supplementary question یہ ہے کہ بہاول پور میں Traffic Wardens کب تک تعینات کئے جائیں گے اور سوائے ملتان کے South Punjab کے اضلاع میں یہ اب تک کیوں نہیں ہو سکا؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!انہوں نے question یہ کیا تھا کہ لاہور کے علاوہ صوبے کے کن کن اضلاع میں Traffic Wardens کی تعیناتی عمل میں لائی جا

چکی ہے۔ تفصیل میں ضلع کا نام، عملے کی تعداد اور خواتین Wardens کی تعداد بھی بتائی جائے۔ انہوں نے question میں رحیم یار خان کے متعلق specifically نہیں پوچھا کہ رحیم یار خان میں Traffic Wardens کی تعیناتی کب تک کی جائے گی۔ میں Information Department سے اس کا جواب لے کر انہیں دے سکتا ہوں، باقی جن اضلاع میں اب تک Traffic Wardens تعینات ہیں اس کا جواب دیا جاچکا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! اگر محترم وزیر قانون کی تیاری نہیں ہے تو میں انہیں معاف کر دیتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کیسے معاف کر دیتی ہیں اور آپ کے پاس کسی کو معاف کرنے کا کیا حق ہے؟ نہیں، ایسی بات نہ کریں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! جز (ج) کے جواب کے حوالے سے میرا supplementary question ہے کہ میں نے لاہور میں کئی مقامات پر بورڈ نصب دیکھے ہیں جن کے اوپر لکھا ہوا ہے کہ You are being watched and the drivers are spouse to follow the traffic rules. تو میں ان سے یہ وضاحت چاہتی ہوں کہ متعلقہ محکمے میں خفیہ کیمرے لگانے کے لئے funds مختص کئے جاتے ہیں تو یہ کیمرے اب تک کیوں نہیں لگائے گئے اور ہر سال مختص کی جانے والی رقم کہاں جاتی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر خفیہ کیمرے نہیں لگے ہوئے تو پھر یہ boards کیوں لگائے گئے ہیں آپ اس طرح سے عوام سے دھوکا کر رہے ہیں بہر حال یہ جواب غلط ہے لہذا وزیر قانون اس کی وضاحت فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور / وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لاہور شہر میں CCTV کیمرے بعض جگہوں پر نصب ہیں لیکن وہ کیمرے ان buildings & areas میں دہشت گردی کی activities note کرنے یا انہیں counter کرنے کے لئے نصب کئے گئے ہیں۔ محترمہ نے یہ پوچھا تھا کہ ٹریفک کے بہاؤ کو monitor کرنے کے لئے لاہور شہر میں کوئی کیمرے نصب ہیں یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ٹریفک کے بہاؤ کو فی الحال CCTV کیمروں کے ذریعے monitor نہیں کیا جارہا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر!تو کیا دہشت گرد سڑکیں استعمال نہیں کرتے اور وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ fly کر کے جاتے ہیں اور یہ بتائیں کہ ان کیمروں کی مدد سے اب تک کتنے criminals کو پکڑا ہے یاان کیمروں کی مدد سے یہ کتنا crime روک سکے ہیں؟

جناب سپیکر: اس کا جواب ایسے نہیں آئے گا.This is no question

جی،سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!آپ میرے ساتھ لڑائی نہ کریں۔ آپ کی مہربانی ہو گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!آپ نے سید ناظم حسین شاہ صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ وقت ضائع کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!یہ جواب غلط ہے۔ میں آپ کے چیمبر میں آجاؤں گا لیکن یہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: اگر جواب غلط ہو گا تو اس پر action لیا جائے گا۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ سید حسن مرتضیٰ صاحب کو آپ نے بات کرنے کی اجازت نہیں دی لیکن ان کی بات ریکارڈ پر آگئی ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ جواب ہی غلط ہے تو اب کم از کم ان سے یہ نشاندہی کروالیں کہ جواب کہاں سے غلط ہے تاکہ میں ڈیپارٹمنٹ کو اسے حوالے سے پوچھ سکوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں دونوں کے درمیان understanding ہو گئی ہے۔جی،شاہ صاحب!

سید حسین مرتضیٰ: جناب سپیکر! جز(الف) کے جواب کی چوتھی لائن میں لکھا ہے کہ لیڈی وارڈنز35 مرد615 کل650، گوجرانوالہ میں لیڈی وارڈنز20 مرد400 کل420 ہیں۔ یہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ یہ سارے420 ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ انھوں نے تعداد بتائی ہے۔اب اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

جناب شیر علی خان: On his behalf سوال نمبر 2255 ہے۔(معزز رکن نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر2255 دریافت کیا)

سرگودھا۔وزیر اعلیٰ کی پالیسی کے مطابق ایس ایچ او کی تعیناتی کا مسئلہ

*2255: **چودھری عامر سلطان چیمہ:** کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کی پالیسی کے مطابق علاقہ کے رہائشی کو اس علاقہ کے تھانہ میں بطور ایس ایچ او تعینات نہیں کیا جاسکتا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھانہ عطا شہید سرگودھا میں شبریز گجر بطور ایس ایچ او تعینات ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ایس ایچ او حلقہ 67 این اے کا رہائشی ہے اور تھانہ عطا شہید بھی اسی حلقہ میں واقع ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ایس ایچ او کی تعیناتی کے دوران علاقہ میں Crime rate میں اضافہ ہوا ہے نیز مذکورہ تھانہ کے علاقہ کا سابقہ دو سال کا Crime rate بتایا جائے اور اس کا تقابلی جائزہ ایوان کی میز پر رکھا جائے؟

(ہ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وزیر اعلیٰ کی پالیسی کے خلاف تعینات مذکورہ ایس ایچ او کو جس کی کارکردگی انتہائی ناقص ہے کو فوری طور پر تبدیل کرنے اور اسکی جگہ ایک انتہائی دیانتدار، محنتی اور مستعد ایس ایچ او کو تعینات کرنے کیلئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):

(الف) بمطابق احکامات افسران بالا کوئی ایس ایچ او اپنے رہائشی سرکل میں ایس ایچ او تعینات نہیں کیا جائے گا۔

(ب) انسپکٹر شبریز حسین ایس ایچ او تھانہ عطا شہید تعینات نہ ہے۔

(ج) انسپکٹر شبریز حسین حلقہ 67 این اے کا رہائشی ہے اور تھانہ عطا شہید حلقہ 67 این اے میں ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ مذکورہ ایس ایچ او کی تعیناتی کے دوران علاقہ میں سب Crime rate میں اضافہ ہوا ہے اور مذکورہ تھانہ کے علاقہ کا سابقہ دو سال کا Crime rate کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) انسپکٹر واجد حسین جو کہ دیانتدار، محنتی اور مستعد ہے ایس ایچ او تھانہ عطا شہید تعینات ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس کے جواب میں لکھا ہے کہ "بمطابق احکامات افسران بالا کوئی ایس ایچ او اپنے رہائشی سرکل میں ایس ایچ او تعینات نہیں کیا جائے گا" اور اس کے جز (د) میں لکھا ہے کہ "یہ درست ہے کہ مذکورہ ایس ایچ او کی تعیناتی کے دوران علاقہ میں سب Crime rate میں اضافہ ہوا ہے اور مذکورہ تھانہ کے علاقہ کا سابقہ دو سال کے Crime rate کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے" اگر یہ تعینات نہیں ہو سکتا تھا تو شبریز گجر ایس ایچ او کو تھانہ عطا شہید سرگودھا میں کیوں تعینات کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انھوں نے یہ کہا ہے کہ جب ایس ایچ او اپنے سرکل میں تعینات نہیں ہو سکتا تو یہ صاحب پھر اپنے سرکل میں کیوں تعینات تھے؟ دراصل NA-67 کے حلقے میں 3 سرکل ہیں اور یہ انسپکٹر شبریز حسین تھانہ کڑاناں کا رہائشی ہے جبکہ وہ تھانہ عطا شہید میں بطور ایس ایچ او تعینات رہا ہے۔ یہ دونوں تھانے صدر سرکل کا حصہ ہیں جبکہ مذکورہ ایس ایچ او کی عرصہ تعیناتی 15-6-2008 تا 20-11-2008 ہے اس لئے جب یہ معاملہ علم میں آیا کہ اس آدمی کی رہائش اسی سرکل میں ہے تو اس کو اسی وقت تھانے سے ہٹا دیا گیا اور اس وقت شبیریز حسین انسپکٹر تھانہ عطا شہید میں تعینات نہیں ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن افسران نے اس کو وہاں پر تعینات کیا تھا، کیا ان کے خلاف کوئی action لیا گیا ہے کیونکہ یہ clear instructions ہیں کہ اپنے حلقے میں کوئی افسر بھی تعینات نہیں ہو سکتا تو یہ کیسے تعینات ہوا۔

جناب سپیکر: یہ پرانی پالیسی کے مطابق ہو گیا ہو گا۔ انھوں نے اب اسے تبدیل کر دیا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!انھوں نے تو تبدیل کر دیا لیکن جنھوں نے اسے تعینات کیا تھا ان کے خلاف بھی تو کوئی action ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اسے چھوڑ دیں۔جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!وقتاً فوقتاً حکومت۔۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ یہ آپ کی ruling کے خلاف ورزی ہے۔ یہ سوال اپوزیشن کی طرف سے ہے یہ ضمنی سوال نہیں پوچھ سکتے۔

جناب سپیکر: اپوزیشن کے سوال ختم ہو گئے ہیں۔ اس لئے انھیں ضمنی سوال کا وقت دیا ہے۔جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!شکریہ۔ کیا حکومت اس پر کوئی قدم اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے کہ ایس ایچ او کو مقامی ضلع میں تعینات نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ پالیسی ہے۔جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!نیا Police Act 2010 تیار ہو رہا ہے اس کے لئے جو کمیٹی بنی ہے اس میں معزز ممبران بھی شامل ہیں تو اس میں یہ تجویز بھی under discussion ہے لیکن اس کے for and against arguments ہیں۔ اس میں ابھی کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اب اگلا سوال جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!سوال نمبر 2468 ہے۔

ضلع لاہور، فیصل آباد، ڈیرہ غازی خان میں ڈکیتی کی وارداتوں کی تفصیلات

*2468:**جناب محمد محسن خان لغاری:** کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور، فیصل آباد اور ڈیرہ غازی خان میں یکم جون2008 سے 30۔نومبر2008 تک ڈکیتی کی کتنی وارداتیں ہوئیں۔ضلع وار تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) کتنے ملزم گرفتار ہوئے اور ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟

(ج) کتنے اشتہاری مذکورہ عرصہ میں گرفتار ہوئے۔ان کے نام بتائے جائیں نیز ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) روز بروز بڑھتی ہوئی ڈکیتیوں کو روکنے اور اشتہاریوں کے خلاف موثر کارروائی کے ضمن میں حکومت نے کون سے خصوصی انتظامات کئے ہیں۔تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یکم جون2008 سے لے کر 30۔نومبر2008 تک ڈکیتی کے جتنے مقدمات درج ہوئے۔

لاہور	134
فیصل آباد	99
ڈیرہ غازی خان	12

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران جتنے ملزمان کے خلاف کارروائی ہوئی:۔

لاہور	199
فیصل آباد	99
ڈیرہ غازی خان	12

(ج) مذکورہ عرصہ میں جتنے اشتہاری گرفتار ہوئے:۔

لاہور	752
فیصل آباد	29
ڈیرہ غازی خان	12

(د) ڈکیتی کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کو روکنے کے لئے فول پروف پروگرام مرتب کیا گیا۔جس کے ضمن مؤثر پٹرولنگ اور شہروں میں محافظ اسکواڈ اور ایلیٹ ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں تاکہ ڈکیتی

کی وارداتوں کا مؤثر طریقے سے روک تھام ہو سکے۔اشتہاریوں کی گرفتاری کے لئےSDPOs کی زیر نگرانی تھانہ کی سطح پر ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے سوال پوچھا تھا کہ کتنے اشتہاری مذکورہ عرصہ میں گرفتار ہوئے۔ان کے نام بتائے جائیں نیز ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟اس کے جواب کے اندر لکھا ہے کہ لاہور میں752، فیصل آباد میں 29 اور ڈیرہ غازی خان میں12 گرفتار ہوئے۔ ان اشتہاریوں کے نہ نام بتائے گئے ہیں اور نہ ان کے خلاف کی گئی کارروائی بتائی گئی ہے۔

جناب سپیکر: تفصیل ایوان کی میز پر رکھی ہوئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!جز(ج)کی مجھے تو کوئی تفصیل نہیں ملی اور جز(د) میں حکومت کی طرف سے کی گئی کارروائی کی تفصیل ایوان میں رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر!بڑھتی ہوئی ڈکیتی کی وارداتوں کے سلسلے میںpress بھیreport کر رہی ہے اور ہر جگہ یہ چیزreport ہو رہی ہے کہcrime rate 48 فیصد بڑھ گیا ہے، اس کے اوپر جو پالیسی آئی ہے اس سے کوئی فرق تو نہیں پڑا۔

جناب والا!میرا دوسرا ضمنی سوال ڈیرہ غازی خان کے بارے میں یہ ہے کہ اسی ہاؤس میں وزیر قانون صاحب نے ایکcommitment کی تھی کہ اسborder area کے لئے ایکspecial force بنائی جائے گی، اس بات کو تقریباًڈیڑھ سال ہو چکا ہے، دو سال پہلے محرم کے مہینے میں ایک واقعہ ہوا تھا تو یہ بات ہوئی تھی۔ میں نے یہpoint out کیا تھا کہ ہمارے وہاں پر already border کوprotect کرنے کیforce یعنیBorder Military Police اورBaloch Levy موجود ہیں جن کے اندر آدھی سے زیادہ اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ میں وزیر قانون صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اس کے لئے فنڈز مختص کرائے اور ان لوگوں کو نئی گاڑیاں مل گئیں۔ میں وزیر قانون صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اس کے لئے فنڈز مختص کرائے اور ان لوگوں کو نئی گاڑیاں مل گئی ہیں، تھانے بن رہے ہیں لیکنforce نہ ایک گاڑی کا نام ہے اور نہ تھانے کی عمارت کا نام ہےforce کے لئے بندوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال کریں تقریر نہ کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر منڈا صاحب interfere کرنا بند کریں تو میں بات کروں۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! میں آپ کو warn کرتا ہوں۔ No interruption. You should not interrupt any body. Please sit down. آپ تشریف رکھیں۔ آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ کا اس پر کیا حق ہے؟

Ur-19

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسی لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال سے میرا جز (د) relevant ہے اور اسی حوالے سے میری لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہو گی کہ بارڈر ملٹری پولیس اور بلوچ نیوی کی بھرتیاں جن کا اشتہار اب آچکا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! کیا کرتے ہیں، آپ ضمنی سوال پر آئیں؟ وہ تو آپ کی بات کا جواب دے لیں گے لیکن کیا آپ نے اس پر ضمنی سوال کرنا ہے یا نہیں کرنا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! چلیں، ٹھیک ہے۔ lets keep it very simple کہ انہوں نے جواب میں نام نہیں دیئے جس کی وجہ سے یہ نامکمل جواب ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک لغاری صاحب نے بارڈر پولیس کی بات کی ہے تو اس کے لئے فنڈز اس بجٹ میں allocate کئے جا چکے ہیں اور اس کے اوپر process ہو رہا ہے۔ اگر اس کی تفصیل لغاری صاحب کو درکار ہو گی تو میں ہوم ڈیپارٹمنٹ سے لے دوں گا۔ باقی جہاں تک جز (ج) میں ناموں کا تعلق ہے تو ان کا اعتراض بالکل درست ہے کہ جز (ج) میں نام نہیں دیئے گئے۔ میں انہیں محکمے سے یہ نام لے کر دے دوں گا۔ اگر وہ ضروری سمجھتے ہیں تو بے شک اس کو pending کروالیں۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب نے تو کہہ دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی information چاہئے تو میں انہیں یہ information پہنچادوں گا۔

جناب سپیکر: آپ اس کو pending نہ کروائیں اور مہربانی کر کے نام لغاری صاحب کو بھجوا دیں۔ اگلا سوال بھی چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: .On his behalf سوال نمبر 2574۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھ ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پولیس ویلفیئر فنڈز سے چلائے جانے والے منصوبہ جات و دیگر تفصیلات

*2574: **چودھری عامر سلطان چیمہ:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پولیس ویلفیئر (Welfare) فنڈز سے اس وقت صوبہ میں کون سے منصوبہ جات چلائے جا رہے ہیں ان کی ضلع وار تفصیل مہیا کی جائے اور کون کون سے زیر تکمیل ہیں ان کے نام، تخمینہ لاگت اور ان کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) اس فنڈ سے دوران ملازمت معذور اور شہید ہونے والے ملازمین کو 2004 سے 2008 تک کتنی امداد دی گئی ہے، امداد حاصل کرنے والوں کے نام، عہدہ، گریڈ وائز تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) سال 2004 سے 2008 تک سال وائز کل کتنی رقم رکھی گئی تھی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) پنجاب پولیس ویلفیئر فنڈز سے بنائے جانے والے منصوبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ پولیس ویلفیئر فنڈز سے 1953 سے پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ لاہور میں چلایا جارہا ہے جس کی آمدنی فلاحی منصوبہ جات پر خرچ کی جاتی ہے۔

2۔ مندرجہ ذیل اضلاع میں پنجاب پولیس ویلفیئر فنڈ سے پولیس ملازمین اور پبلک کے بچوں کی بہتر تعلیم کے حصول کے لئے بیکن ہاؤس سکول سسٹم کے اشتراک سے

دی ایجوکیٹرز پولیس پبلک سکولوں کے منصوبہ ہے، چلائے جارہے ہیں جن کی تفصیل اور تخمینہ لاگت حسب ذیل ہے:۔

I.	ڈیرہ غازی خان	8050000
II.	ملتان	6470000
III.	بہاول پور	419500
IV.	سرگودھا	6850000
V.	فیصل آباد/جھنگ	4010000
VI.	راولپنڈی	2510000

پولیس ویلفیئر فنڈز سے ملازمین کے بچوں کے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے سکالرشپ میں نمایاں اضافہ کیا گیاہے تاکہ یہ بچے ملک کے مفید شہری بنیں اور ملک و قوم کی خدمت کر سکیں۔

3۔ **گزارہ الاؤنس:** پولیس ویلفیئر فنڈز سے تقریباً 4 ہزار بیوگان اور معذور پولیس ملازمین کی ماہانہ امداد کے سلسلہ میں حال ہی میں بڑھتی ہوئی مہنگائی سے نمٹنے کے لئے اپنے محدود وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے نمایاں ماہانہ اضافہ -/2000 سے بڑھا کر -/3000 کر دیا گیا ہے۔

4۔ **جہیز فنڈ:** پولیس اپنے ملازمین کی بیٹیوں کی شادی پر اس فنڈ سے مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ جن کی سالانہ تعداد تقریباً -/3000 سے زائد ہے اور ان پر 7 کروڑ سے اخراجات کئے جاتے ہیں ریٹ درج ذیل ہیں۔

I.	حاضر سروس وریٹائرڈ ملازمین	25000/-
II.	بیوگان	35000/-

5۔ **کفن دفن / فوری امداد:** حاضر سروس ملازمین میں سے اگر کوئی ملازم وفات / شہادت پا جاتاہے تو ان کے ورثاٗ کو فوری طور پر پنجاب پولیس ویلفیئر فنڈز سے مبلغ -/25000 روپے دیئے جاتے ہیں۔

6۔ **ایک اضافی تنخواہ بطور انعام بوقت ریٹائرمنٹ:** محکمہ ہذا اپنے ملازمین کی حوصلہ افزائی کے لئے بوقت ریٹائرمنٹ ایک مکمل تنخواہ (بنیادی تنخواہ مع الاؤنسز) بطور انعام دیتا ہے۔

7۔ **مالی امداد برائے علاج معالجہ:** پولیس ویلفیئر فنڈ اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے اپنے ملازمین کو علاج و معالجہ کی سہولیات بہم پہنچانے میں سرگرم عمل ہے۔ اس ضمن میں وہ ملازمین و اہلکاران جو مختلف مہلک امراض مثلاً کینسر امراض دل، ہیپاٹائٹس و دیگر عوارض میں مبتلا ہونے کی بنا پر مہنگی ادویات کے اخراجات کو اپنی قلیل تنخواہ میں علاج کی سکت نہ رکھتے ہیں ان کو مستند ڈاکٹرز کی ہدایات کی روشنی میں قواعد وضوابط کے مطابق مناسب مالی امداد کی جاتی ہے۔

(ب) دوران ملازمت معذور اور شہید ہونے والے پولیس ملازمین کے لواحقین کو پنجاب پولیس ویلفیئر فنڈز سے فوری امداد / کفن دفن کی مد میں مبلغ-/25000 اور اس کے علاوہ کمپنسیشن رولز 1989 سے بیشتر شہدا کو مبلغ-/3000 روپے ہر ماہ گزارہ الاؤنس کی مد میں ویلفیئر فنڈ سے دیئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں حکومت پنجاب کے احسن اقدامات سے ایک انتہائی مثبت اور اچھا قدم یہ ہے کہ دوران ڈیوٹی شہید ہونے والے ملازمین کے لواحقین کی امداد کو مبلغ 5 لاکھ سے بڑھا کر 20 لاکھ کی گرانٹ مع مکمل تنخواہ جات 60 سال کی عمر تک اور بعد ازاں بیوہ کو مکمل پنشن (زندہ ملازمین کے مطابق) اور جبکہ معذور ہونے والوں کو کمپنسیشن 2 لاکھ سے بڑھا کر 5 لاکھ دیئے جانے کا ہے۔ علاوہ ازیں ان شہدا کے بچوں کو ابتدائی تعلیم سے ہائر ایجوکیشن کے تمام اخراجات حکومت پنجاب نے اٹھانے کا ذمہ لیا ہے۔ دوران ملازمت شہید ہونے و معذور ہونے والوں کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) جیسا کہ مندرجہ بالا (الف) میں ذکر کیا گیا ہے کہ یہ خالصتاً پولیس ملازمین کی کٹوتی ہے یہ آرگنائزیشن سے چلائی جا رہی ہے جو کہ انتہائی محدود وسائل میں رہتے ہوئے ان تمام اخراجات کو پنجاب پولیس ویلفیئر فنڈز کے قواعد وضوابط کے مطابق اپنے ملازمین کی فلاح و بہبود پر خرچ کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو معزز منسٹر صاحب سے ایک بات کی وضاحت چاہوں گی کہ کیا پولیس میں ٹریفک وارڈنز پر بات ہو سکتی ہے؟ دوسرا میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جز (الف) میں گزارہ الاؤنس کی بات ہوئی ہے جس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے مہنگائی کو مد نظر رکھتے ہوئے گزارہ الاؤنس 2 ہزار سے بڑھا کر 3 ہزار کر دیا ہے۔ میں معزز منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ ان کی تنخواہوں کا کتنے فیصد بنتا ہے اور کیا یہ سہولت ٹریفک وارڈنز کے لئے بھی ہے؟ اس کے بعد میں اپنا اگلا ضمنی سوال کروں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ گزارہ الاؤنس پولیس ویلفیئر فنڈ سے تقریباً چار ہزار بیوگان اور معذور پولیس ملازمین کو ماہانہ امداد کے سلسلے میں دیا جاتا ہے اور حالیہ مہنگائی سے نپٹنے کے لئے اپنے محدود وسائل کے پیش نظر اس میں جو اضافہ کیا گیا ہے وہ 2 سے 3 ہزار کیا گیا ہے۔ اسی طرح سے جہیز فنڈ کی رقم 3 ہزار سے زائد ہے جس پر تقریباً 7 کروڑ روپے کے قریب اخراجات ہو رہے ہیں۔ یہ specific معذور پولیس ملازمین اور چار ہزار کے قریب بیوگان کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! کیا آپ وارڈنز کے متعلق بھی پوچھنا چاہ رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ بھی پوچھنا چاہتی تھی کہ کیا ٹریفک وارڈنز بھی اس سے facilitate ہو رہے ہیں؟ میں ٹائم کو بچانے کے لئے دوسرا ضمنی سوال بھی ساتھ ہی کر دیتی ہوں کہ اسی جز کے چوتھے point میں جہیز فنڈ کی مد میں کہا گیا ہے کہ پولیس ملازمین کی بیٹیوں کی شادی پر اس فنڈ سے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے جن کی سالانہ تعداد تقریباً تین ہزار سے زائد ہے اور ان پر سات کروڑ روپے اخراجات آئے ہیں اور ان کے اخراجات درج ذیل ہیں۔ بتایا جائے کہ جہیز فنڈ کی مد میں کتنی رقم ہے جو ایک بندے کی صورت میں مہیا کی جاتی ہے، اس کے علاوہ ٹریفک وارڈنز کے حوالے سے بھی بتا دیں؟ دوسری ایک اور بات میں point out کرنا چاہتی ہوں کہ کچھ دن پہلے جب یہاں پر cut motions پر بات ہو رہی تھی تو اسی پولیس فنڈ کے بارے میں بات ہوئی تھی کہ کچھ resourceful officers اس فنڈ کو misuse کر لیتے ہیں اور اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق بغیر محکمے سے پوچھے اور

بغیر کسی آڈٹ کے use کر لیتے ہیں۔اس چیز کو control کرنے کے لئے کیا محکمے کے پاس ایسا کوئی انتظام موجود ہے؟شکریہ۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب!انہوں نے دو تین باتیں آپ سے پوچھی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جہاں تک تو اس بات کا تعلق ہے کہ ویلفیئر فنڈ میں کتنی رقم مختص ہے تو اس رقم کی ہر سال allocation بھی ہوتی ہے اور جیسے پٹرول پمپ وغیرہ سے income کے ذرائع ہیں ان سے بھی یہ income اس چیز میں شامل ہوتی رہتی ہے،اس لئے اس کی کوئی fix amount نہیں ہے۔جہاں تک انہوں نے جہیز فنڈ کی بات کی ہے تو اس عرصہ کے دوران اس پر جو خرچہ ہوا ہے اس کی تفصیل اس میں درج ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا ٹریفک وارڈنز بھی ان میں شامل ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ فنڈ تو بیوگان اور معذور پولیس والوں کے لئے ہے یعنی ایسے ملازمین جو اپنی duty سرانجام دیتے ہوئے زخمی ہو کر معذور ہو جائیں ان کے لئے ہے یا پھر بیوگان کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: جی،محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!سوال نمبر 2654 اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سال2008،لاہور شہر میں خصوصی مہم کے دوران اشتہاریوں کی گرفتاری کی تفصیلات

*2654: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شہر میں سال2008 کے دوران خصوصی مہم کے دوران گرفتار شدہ اشتہاریوں کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) گرفتار اشتہاریوں کو کہاں کہاں اور لاہور شہر کے کن کن علاقوں سے گرفتار کیا گیا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی طرف سے گرفتار اشتہاریوں پر انعام رکھا گیا تھا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):

(الف) ضلع لاہور میں 4299 مجرمان اشتہاری عرصہ متذکرہ گرفتار ہونا پائے گئے ہیں۔

(ب) تمام مجرمان اشتہاری کو ضلع لاہور کے مختلف علاقوں سے گرفتار کیا گیا ہے جن کی مفصل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 10 مجرمان اشتہاری جن کے انعامات مقرر تھے کو بھی گرفتار کیا گیا ہے، جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو اشتہاریوں کا ریکارڈ مرتب کیا جاتا ہے کیا اس کو دوسرے شہروں کے ساتھ exchange کیا جاتا ہے کیونکہ عموماً ہوتا یہ ہے کہ اگر ایک شخص کسی شہر میں جرم کرتا ہے تو وہاں کی پولیس سے بچنے کے لئے وہ دوسرے شہر میں آجاتا ہے۔ اس لئے میرا سوال یہ ہے کہ کیا اشتہاریوں کا جو ریکارڈ مرتب ہوتا ہے اسے دوسرے شہروں کے ساتھ exchange کیا جاتا ہے یا کوئی ایسا طریق کار ہے کہ مجرم یا اشتہاری جس شہر سے دوسرے شہر آتا ہے تو متعلقہ شہر میں ان کی information دی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! بالکل اس کے لئے بڑا مربوط سسٹم ہے اور اس میں نہ صرف ان اشتہاریوں کے مکمل کوائف بلکہ ان کے thumb impression اور photographs بھی سنٹرل پولیس آفس کے level پر manage کئے جاتے ہیں اور وہاں سے تمام اضلاع کو یہ تفصیلات بھجوائی جاتی ہیں کہ کون کون سے لوگ کس کس اضلاع سے اور کن کن مقدمات میں اشتہاری ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ دس مجرم اشتہاری جن کے اوپر انعام تھا۔ بتایا جائے کہ ان کے اوپر کتنا انعام رکھا گیا تھا اور مخبر جس نے یہ اطلاع دی تھی اُس کو انعام دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، کس کو انعام کا کہہ رہی ہیں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! ظاہر ہے کہ کسی نے اس کی نشاندہی اور مخبری کی تھی تو کیا اس کو یہ انعام دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان لوگوں کے نام تو صیغہ راز میں رکھے جاتے ہیں لیکن جو لوگ نشاندہی کرتے ہیں تو وہ head money ان لوگوں کو دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، اگلا سوال نمبر 2701 جناب شفیق احمد گجر صاحب کا ہے۔

چودھری ندیم خادم: On his behalf. سوال نمبر 2701۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

چودھری ندیم خادم: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پی پی۔68 کے تھانوں میں کاریں / موٹر سائیکلیں چوری کے مقدمات کی تفصیلات

* 2701: **جناب شفیق احمد گجر:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

پی پی۔68 فیصل آباد میں جنوری 2007 سے اب تک کاریں اور موٹر سائیکلیں چوری ہونے کی کتنی وارداتوں کا اندراج ہوا اور ان میں سے اب تک کتنی کاریں، موٹر سائیکلیں برآمد ہوئیں اور ان میں سے کتنی مالکان کو دے دی گئی ہیں؟

وزیر قانون و پیر لیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

حلقہ پی پی۔68 فیصل آباد کے تھانوں میں جنوری 2007 سے لے کر اب تک 85 کاریں اور 113 موٹر سائیکلیں چوری ہوئیں تمام وقوعہ جات کو درج رجسٹر کیا گیا ہے ان میں سے 12 کاریں اور 21 موٹر سائیکلیں برآمد ہوئیں۔ تمام برآمد کاریں / موٹر سائیکلیں اصل مالکان کے حوالے کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! اس میں میرا آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ ضمنی سوال ہے کہ سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ PP-68 فیصل آباد کے تھانوں میں جنوری 2007 سے لے کر اب تک 85 کاریں اور 113 موٹر سائیکل چوری ہوئے ہیں۔ ان میں سے جو بر آمد ہوئے ہیں وہ 12 کاریں اور 21 موٹر سائیکل ہیں۔ میری آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ 85 کاریں اور 113 موٹر سائیکل چوری ہوئی ہیں لیکن آپ اس کی percentage دیکھیں کہ 85 کاروں میں سے صرف اور صرف 12 بر آمد ہوئی ہیں اور 113 موٹر سائیکلوں میں سے صرف 21 بر آمد ہوئے ہیں۔ میں وضاحت چاہوں گا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کی ناقص کارکردگی ہے لہذا پولیس آفیسروں کے خلاف محکمہ کیا کارروائی کرتا ہے جو اپنی performance صحیح طور پر ادا نہیں کر رہے اور کیا یہ ان آفیسروں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو آفیسرز ان اپنی کارکردگی کو بہتر نہیں بناتے یا جن کی کارکردگی بہتر نہیں ہوتی اُن کے خلاف محکمانہ قوانین کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔ اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ معزز ایوان میں بیٹھے ہر معزز ممبر کے یہ بات notice میں ہے کہ کاروں اور موٹر سائیکلوں کی چوری کا جو دھندہ ہے تو جب کوئی چیز چوری ہوتی ہے تو اسی وقت ناکہ بندی ہو جائے تو اس کا پکڑا جانا آسان ہو جاتا ہے۔ پہلے بہت رواج تھا کہ وہ کاریں اور موٹر سائیکلیں قبائلی علاقے میں چلی جاتی تھیں اور وہاں سے دوسرے تیسرے دن فون آ جاتا تھا کہ اتنے پیسے دے دیں اور اپنی گاڑی لے جائیں۔ اس کے علاوہ ان کاروں اور موٹر سائیکلوں کو کھول کر کباڑ خانوں میں فروخت کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ کافی troubled اور مشکل area ہے لیکن بہر حال اس میں پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے مزید توجہ دی جائے گی۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ جن کی کارکردگی تسلی بخش نہیں ہے ان کا آپ کیا کرتے ہیں؟

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! یہی بتادیں کہ اُن پولیس آفیسروں کو پھر کسی تھانے میں تعینات کیا جاتا ہے یا ان کی سزا کے طور پر کہیں اور ڈیوٹی لگاتے ہیں یا اس سے بھی بہتر تھانے میں لگا دیتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن لوگوں کی کوئی کوتاہی کسی مقدمے میں برآمدگی نہ ہونے کی وجہ سے پائی جائے تو ان کے خلاف محکمانہ قوانین کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال نمبر2702 بھی جناب شفیق احمد گجر صاحب کا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: .On his behalf سوال نمبر2702۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

خواجہ محمد اسلام: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

فیصل آباد۔جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے فنڈز کی فراہمی کی تفصیلات

*2702: **جناب شفیق احمد گجر:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 2007-08 ضلع فیصل آباد میں جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے صوبائی حکومت نے متعلقہ انتظامیہ کو کتنے فنڈز فراہم کئے؟

(ب) مذکورہ فنڈز میں سے کتنے تنخواہوں/ٹی اے/ڈی اے کی مد میں خرچ ہوئے اور کتنے جرائم کو کنٹرول کرنے کیلئے استعمال ہوئے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) سال2007-08 ضلع فیصل آباد میں جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے صوبائی حکومت نے تنخواہ ماتحتان اعلیٰ و ادنیٰ کے لئے -/1218633190 روپے اور ٹی اے/ڈی اے کے لئے -/96292731 روپے کے فنڈز جاری کئے۔

(ب) مذکورہ فنڈز میں سے تنخواہ ماتحتان اعلیٰ و ادنیٰ کے لئے 1218632170 روپے اور ٹی اے/ڈی اے کے لئے -/96292731 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

خواجہ محمد اسلام: میرا ضمنی سوال یہ ہے 08-2007 میں انتظامیہ کو دیئے جانے والے فنڈز کی تفصیل کا پتا نہیں چل رہا تو میری request ہے کہ ان کی تفصیلات کا پتا چلنا چاہئے کہ وہ کہاں پر لگے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! سوال یہی تھا کہ صوبائی حکومت نے متعلقہ انتظامیہ کو کتنے فنڈز فراہم کئے تو اس کے مطابق 08-2007 میں تنخواہ کی مد میں ایک ارب 21 کروڑ 86 لاکھ 33 ہزار 190 روپے اور ٹی اے ڈی اے کی مد میں 9 کروڑ 62 لاکھ 92 ہزار 731 روپے کے فنڈز جاری کئے گئے۔ اس حوالے سے اگر تفصیل پوچھی گئی ہوتی تو وہ بھی بتا دی جاتی۔۔۔

جناب سپیکر: وہ تو بہت بڑی تفصیل ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): بہر حال اگر ممبر چاہیں تو یہ تفصیل پیش کر دی جائے گی۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں دونوں سوالوں کو ملا کر بات کرنے لگا ہوں کہ یہاں پر ایک ارب تیس کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں اور کارکردگی یہ ہے کہ وہاں سے 12 کاریں برآمد کی گئی ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ اتنے زیادہ فنڈز دینے کے باوجود کارکردگی اتنی نامناسب ہے تو اس کے لئے کیا سدباب کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: بقول آپ کے کیا محکمہ کو ختم کر دیں؟ جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ تنخواہیں کاریں برآمد کرنے کے لئے نہیں دی گئیں بلکہ امن و امان اور پولیس کی دوسری چیزیں بھی اس میں شامل ہیں تاہم اس بات پر پنجاب حکومت اور محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی کئی دفعہ اس ڈیپارٹمنٹ کو warn کیا ہے کہ آپ پر اس قوم کے ٹیکس کا پیسا خرچ کیا جاتا ہے اور آپ کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا گیا ہے تو آپ اپنی کارکردگی کو بہتر بنائیں اور عوام کی امیدوں پر پورا اتریں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2758 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور۔تھانہ وچو کی غالب مارکیٹ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2758: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ غالب مارکیٹ اور چوکی غالب مارکیٹ لاہور میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف یکم جنوری2008 تک کس کس نوعیت کی شکایات موصول ہوئی ہیں؟

(ج) ان ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائی کی گئی؟

(د) ان میں سے کتنے ملازمین کو کس کس بناء پر کیا کیا سزا دی گئی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

حسب رپورٹ سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس آپریشنز لاہور

(الف) مفصل رپورٹ ایس پی ماڈل ٹاؤن ڈویژن اور انسپکٹر اسٹیبلشمنٹ کی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تھانہ وچو کی غالب مارکیٹ کے ملازمین کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) کوئی محکمانہ کارروائی عمل میں نہ لائی گئی ہے۔

(د) کوئی محکمانہ کارروائی عمل میں نہ لائی گئی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور میں جواب سے پوری طرح مطمئن ہوں اور میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ تھانہ قبضہ کر کے بنایا گیا ہے یا اس کی اپنی ملکیتی جگہ ہے یعنی چوکی غالب مارکیٹ کی اپنی جگہ ہے یا اس نے قبضہ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان): جناب سپیکر! سوال میں جگہ سے متعلق تو کہیں بات نہیں کی اگر یہ جگہ سے متعلق بات کرتے تو میں اس کا بھی جواب لے کر ان کی خدمت میں پیش کر دیتا۔ اس میں اور چیزیں پوچھی ہیں اور جگہ کے بارے میں نہیں پوچھا لہذا یہ fresh question جمع کروا دیں تو اس کا جواب بھی دے دیا جائے گا کہ جگہ پر قبضہ کیا ہے یا ان کی ملکیتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی نوید انجم صاحب کا ہی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: میرے سوال کا نمبر 2759 ہے۔

تھانہ غالب مارکیٹ لاہور میں مقدمات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2759: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2008 سے آج تک تھانہ اور چوکی غالب مارکیٹ میں کتنے مقدمات کس کس نوعیت کے درج ہوئے؟

(ب) کتنے مقدمات کے چالان مکمل ہو کر عدالت میں زیر سماعت ہیں؟

(ج) کتنے مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں؟

(د) کتنے ملزمان مفرور ہیں، مفرور ملزمان کے نام و پتا جات بتائیں؟

(ہ) مفرور ملزمان کو کب تک گرفتار کیا جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) سال2008 تھانہ و چوکی غالب مارکیٹ میں کل 1283 مقدمات درج ہوئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 872 مقدمات کے چالان مکمل کر کے عدالت مجاز میں بھجوائے جو زیر سماعت ہیں۔

(ج) 872 مقدمات کے چالان مکمل کر کے مختلف عدالتوں میں بھجوائے گئے جو زیر سماعت ہیں۔

(د) مفرور مجرمان رجسٹر 4 کے نام و پتا جات کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ایس ایچ او اور تمام بیٹ افسران کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ تمام وسائل اور صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جلد از جلد مجرمان اشتہاریوں کو گرفتار کر کے چالان عدالت کیا جائے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں جواب سے پوری طرح مطمئن ہوں۔(قہقہے)

جناب سپیکر: اگلا سوال 2782 جناب محمد اعجاز شفیع صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا disposed of ہوا۔ اس سے اگلا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: شکریہ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2782 اور جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور۔انگوری سکیم میں تعمیر دفتر چائلڈ پروٹیکشن بیورو سے متعلقہ تفصیلات

*2782: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شالیمار انگوری سکیم لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا دفتر تعمیر کیا گیا ہے؟

(ب) اس کی تعمیر کے لئے کل کتنی رقم خرچ کی گئی، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا دفتر کی عمارت کو ابھی تک مکمل نہیں کیا گیا، مکمل نہ کرنے کی وجوہات اور اسے کب مکمل کر دیا جائے گا، آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ انگوری باغ سکیم شالیمار لنک روڈ پر دفتر چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو قائم کیا گیا ہے جس پر لاگت 191.371 ملین آنا تھی۔

(ب) تاحال اس سلسلہ میں درج ذیل اخراجات کئے گئے ہیں:-

سال	خرچ
2005-06	42.069 ملین روپے
2006-07	60.00 ملین روپے
2007-08	54.999 ملین روپے
2008-09	12.945 ملین روپے
میزان	170.013 ملین روپے

مالی سال10-2009 یہ سکیم سہواً unfunded ہو گئی تھی جبکہ مالی سال11-2010 میں اس سکیم کو مکمل کرنے کے لئے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کو بقایا فنڈ مہیا کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔

(ج) جواب جز(ب) ملاحظہ فرمائیں۔

جناب وسیم قادر: جواب میں لکھا گیا ہے کہ 11-2010 میں انگوری باغ سکیم مکمل کرنے کے لئے P&D ڈیپارٹمنٹ کو بقایا فنڈز مہیا کرنے کی درخواست کی گئی ہے تو کیا اس بجٹ میں اس کے لئے فنڈز allocate کر دیئے گئے ہیں؟ دوسرا یہاں پر بچوں کی تعداد کیا ہے اور ان کی رہائش کے لئے کمرے کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! سوال چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے دفتر کی تعمیر، اس کے اخراجات اور بلڈنگ مکمل ہونے سے متعلق پوچھا گیا ہے اور 2005-06,2006-07, 2007-08 اور 2008-09 کے اخراجات کی تفصیل کا ٹوٹل 170.013 ملین روپے بھی دے دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مالی سال 10-2009 میں یہ سکیم un funded ہو گئی تھی جبکہ مالی سال 11-2010 کے لئے P&D ڈیپارٹمنٹ کو بقایا فنڈز مہیا کر دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے بچوں کی تعداد بھی پوچھی ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! اس میں رہائشی کمرے کتنے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! سوال میں بچوں کی تعداد یا رہائشی کمروں کے متعلق نہیں پوچھا گیا تو یہ fresh information ہے جو کہ میں انہیں لے کر دے دوں گا۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! اس عمارت میں کمرے بھی ہوں گے تو یہ کمرے بتا دیں بچوں کی تعداد میں بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! information مجھے موصول ہو گئی ہے اور اگر یہ کہیں تو میں ان کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ کمروں کی تعداد پوچھ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں مختلف نمبر دیئے ہوئے ہیں اگر یہ کہیں تو میں اس کی فوٹو کاپی انہیں فراہم کر دوں گا۔

جناب وسیم قادر: شکریہ جی۔

جناب سپیکر: محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا سوال ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! on her behalf سوال کا نمبر 2824 (معزز رکن نے محترمہ ساجدہ ماجدہ زیدی کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2824 دریافت کیا)

محترمہ سیمل کامران: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

حضرت داتا گنج بخش کے مزار، مسجد کی حدود میں گاڑیوں کی چوری کی تفصیلات

*2824: **محترمہ ماجدہ زیدی:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حضرت داتا گنج بخش کے مزار، مسجد اور کربلا گامے شاہ کی حدود سے آئے روز گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں چوری ہوتی رہتی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن لوگوں کی گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں چوری ہو جاتی ہیں، ان کو تھانے میں بھی تنگ کیا جاتا ہے اور ان کی رپورٹ درج نہیں کی جاتی؟

(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متعلقہ تھانہ میں گاڑیاں اور موٹر سائیکلوں کی چوری کو روکنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان):

(الف) سال رواں میں کوئی بھی کار کربلا گامے شاہ سے چوری نہ ہونا پائی گئی ہے جبکہ اسی عرصہ میں 2 موٹر سائیکلیں چوری ہونا پائی گئی ہیں جن کی تلاش جاری ہے۔دربار حضرت داتا گنج بخش کے

احاطہ سے سال2008 میں 6 مقدمات کار چوری و دیگر چوری وہیکل کے درج ہوئے اور ایک مقدمہ سال2009 میں درج رجسٹر ہوا جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ غلط ہے کہ جو سائل تھانہ میں آتا ہے اس کی ضابطہ کے کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ج) کار اور موٹر سائیکل چوری کے متعلق داتا دربار اور کربلا گامے شاہ میں سفید پارچہ جات میں ملازمان کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے اب پارکنگ اسٹینڈ والوں کو اندریں بارہ ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ بغیر ٹوکن کے کار اور موٹر سائیکل کھڑی نہ ہونے دیں۔گشت اور ناکہ بندی کی بھی ہدایت کی گئی ہے تاکہ وہیکل چوری کو کنٹرول کیا جاسکے۔

محترمہ سیمل کامران: ز(الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ رواں سال کربلا گامے شاہ سے کوئی بھی کار چوری نہ ہوئی ہے تو بات سال2009 کی ہو رہی ہے یا آج کی کیونکہ جواب2009 میں آیا تھا اور سوال 2008 میں پوچھا گیا اور اس کی تفصیل میں 2008 کا بھی ذکر ہے۔

جناب سپیکر! کربلا گامے شاہ کا راستہ تنگ ہے اور وہاں پر گاڑی نہیں جاسکتی اور وہاں پر صرف موٹر سائیکل ہی جاتی ہے اور موٹر سائکلیں ہی چوری ہوئی ہیں تو پہلے یہ مہربانی کر کے سال کی وضاحت فرما دیں کیونکہ تفصیل میں جو پیپر لگائے ہوئے ہیں اس میں 09-2008 کے بھی واقعات ہیں تو اسے واضح کر دیں تو میں پھر اپنا ضمنی سوال پوچھوں گی۔ یہ سال رواں کی وضاحت کر دیں کہ اس سے کیا مراد ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ سوال میں کوئی سال یا عرصہ کا تعین نہیں کیا گیا تھا بلکہ یہ جنرل question تھا کہ موٹر سائیکلیں چوری ہوتی رہتی ہیں تو اس کے مطابق 28۔مئی2009 کو موصول ہونے والے جواب کے مطابق ہی یہ بتایا گیا ہے کہ اسی عرصہ میں دو موٹر سائیکلیں چوری ہونا پائی گئی ہیں جن کی تلاش جاری ہے۔ دربار حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے احاطہ سے سال 2008 میں6 مقدمات کار چوری و دیگر چوری وہیکلز کے درج ہوئے اور ایک مقدمہ سال2009 میں درج ہوا جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: سال رواں کا مطلب کوئی بھی ایک سال لیا جاسکتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: سال رواں سے مراد ہے کہ جس سال میں انہوں نے جواب دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جواب 2009 میں دیا ہے اور میں یہی بات واضح کروانا چاہتی ہوں کہ مجھے ملنے والی تفصیل میں کار چوری کے سات مقدمات کا ذکر کیا گیا ہے جس میں 6 مقدمات 09-2008 کے صرف ایک مقدمہ کا ذکر ہے تو میرے خیال میں یہ جواب درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ مئی 2009 کا جواب ہے یعنی یکم جنوری سے مئی 2009 تک ہی ایک کار کی چوری کا مقدمہ درج رجسٹر ہوا ہو گا اور اگر یہ پورے سال کی تفصیل چاہتی ہیں تو انہیں فراہم کر دی جائے گی اور یہ کوئی معاملہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ضیاءاللہ شاہ کا ہے۔

چوہدری ندیم خادم: on his behalf سوال کا نمبر 2889 ہے۔ (معزز رکن نے جناب ضیاء اللہ شاہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2889 دریافت کیا)

چوہدری ندیم خادم: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

راولپنڈی، خیابان سرسید سکیم میں تھانہ کے پلاٹ پر قبضہ کی تفصیلات

*2889: **جناب ضیاء اللہ شاہ:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی میں خیابان سرسید سکیم میں تھانہ پیر ودھائی کے لئے ایک پلاٹ مختص کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پلاٹ پر قبضہ ہو چکا ہے کیا حکومت پلاٹ کو واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان):

(الف) درست ہے۔خیابان سرسید (راولپنڈیADS-I) میں منظور شدہ نقشہ کے مطابق ایک عدد پلاٹ برقبہ تین کنال پولیس سٹیشن کے لئے سیکٹرIII میں مختص کیا گیا تھا۔محکمہ نے بذریعہ چٹھی نمبرIII-79/3-6(P)SO مورخہ 28-10-1989 پولیس اسٹیشن کو سیکٹرIII سے سیکٹرIV-A (خیابان سرسید راولپنڈی) میں شفٹ کر دیا تھا اور پلاٹ پولیس ڈیپارٹمنٹ کو الاٹ کرنے کا حکم صادر کیا گیا۔

(ب) سیکٹرIII میں مختص شدہ تین کنال کا پلاٹ موقع پر خالی پڑا ہوا ہے اور پلاٹ ہذا پر کوئی تجاوز/قبضہ نہ ہے۔

چودھری ندیم خادم: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کسی بھی جگہ تھانہ یا چوکی غیر سرکاری جگہ پر اس زمین کے مالک کی مرضی کے بغیر قائم ہو تو اگر اس کی نشان دہی ہو جاتی ہے تو آپ کے توسط سے میں یہ کہوں گا کہ وہ کتنے عرصے میں خالی کروا کے اس کے اصل مالک کے حوالے ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس معاملے کا جس طرح انہوں نے حوالہ دیا ہے اور خاص طور پر اس question میں معاملہ اٹھایا گیا ہے۔اب یہ پلاٹ پر قبضہ یا اس قسم کا جو معاملہ ہوتا ہے یہ پھر چلا جاتا سول litigation میں۔یہ پھر عدالت کے فیصلے پر ہی منحصر ہوتا ہے کہ وہ کتنی دیر میں ہو اور اس کے بعد اس قبضے کو واگزار کروایا جائے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! قبضہ واگزار کروانے کے لئے ایک dispersion act بنا تھا تو کیا اب وہ موجود ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بالکل وہ ایکٹ موجود ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ بعض نہیں بلکہ اکثر فریقین یا پارٹیز کسی نہ کسی بات کا سہارا لے کر سول کورٹ سے جا کر stay لے لیتی ہیں۔ اس stay کی موجودگی میں پھر اس ایکٹ کا آپریشن suspend ہو جاتا ہے۔

راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، عباسی صاحب!

راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں یہ پوچھنا تھا کہ یہ پلاٹ 1989-10-28 سے پولیس سٹیشن کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ کیا گورنمنٹ اس میں پولیس سٹیشن بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 2889 ہے۔ اس کا جواب میں پڑھ دیتا ہوں کہ دوران نشاندہی مذکورہ پلاٹ احمد دین ولد غلام محمد سکنہ مکان نمبر so and so اصغر مال سکیم راولپنڈی کی ملکیت پایا گیا جو احمد دین نے سول عدالت میں دعوی دائر کر دیا جس پر عدالت نے احمد دین کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ بعد میں محکمہ ہاؤسنگ نے خیابان سرسید کی مین ڈسپنسری کے لئے مختلف جگہ تھانہ پیرودھائی کے لئے الاٹ کی لیکن محکمہ ہیلتھ نے این او سی جاری نہ کیا۔ تاہم حکومت پنجاب جن تھانہ جات کی نئی بلڈنگ بنانا چاہتی ہے ان میں تھانہ پیرودھائی کی بلڈنگ بھی شامل ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جواب

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ایلیٹ فورس کے راشن الاؤنس میں اضافے کا مسئلہ

*2778: **جناب محمد اعجاز شفیع:** کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایلیٹ فورس کو1997 سے اب تک راشن الاؤنس کی مد میں صرف1000 روپے دیا جارہاہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایلیٹ فورس کو رسک الاؤنس اور راشن الاؤنس کی مد میں1000روپے کے بجائے3000روپے دینے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے تاہم بحوالہ نوٹیفکیشن نمبری F-II/12983 مورخہ 21-11-2008 (مجاریہ انسپکٹر جنرل پولیس) کے تحت راشن الاؤنس کی مد میں اضافہ کرکے3000روپے کیا گیاہے۔

(ب) جی ہاں حکومت کی طرف سے راشن الاؤنس1000 روپے سے بڑھا کر3000 روپے کیا گیا ہے۔حکومت نے فنڈ بھی پنجاب پولیس کو جاری کر دیئے ہیں۔

ضلع لاہور میں سول ڈیفنس کے مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3141: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں سول ڈیفنس کے کل کتنے مراکز ہیں؟

(ب) ضلع لاہور میں سول ڈیفنس میں کام کرنے والے کل کتنے رضاکار ہیں؟

(ج) سول ڈیفنس کے کورس میں رضاکاروں کو کون کون سے کورسز کروائے جاتے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع لاہور میں ضلعی سطح پر سول ڈیفنس کا ایک دفتر قائم ہے جبکہ لاہور شہر میں تنظیم شہری دفاع کے 11ڈویژن قائم ہیں اور10 ڈویژنل دفاتر کے لئے عمارات موجود ہیں، اس کے علاوہ وارڈن پوسٹوں کے لئے12 عمارات موجود ہیں۔

(ب) تنظیم شہری دفاع کے 11 ڈویژن ہائے میں بھرتی شدہunpaidرضاکاران کی تعداد7000 ہے اورActiveرضاکاران کی تعداد1000 ہے۔

(ج) تنظیم شہری دفاع میں بطور رضاکار شامل ہونے والے رضاکاران کو مقامی سطح پر درج ذیل کورسز کرائے جاتے ہیں۔

- ❖ بیسک جنرل، فائر فائٹنگ، ریسکیو، فرسٹ ایڈ، بموں کی پہچان
- ❖ سیکشنل فائر فائٹنگ، ریسکیو، فرسٹ ایڈ
- ❖ واٹر مین شپ / فلڈ ریسکیو تربیتی کورس
- ❖ سکیورٹی / حفاظتی اقدامات، احتیاطی و حفاظتی تدابیر
- ❖ ٹیم ٹریننگ، ڈرل، مشقیں، عملی مظاہرے

سانحہ لبرٹی مارکیٹ لاہور میں دہشت گردوں کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے افراد کی مالی امداد کی تفصیلات

*3154: **رانا آصف محمود:** کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سانحہ لبرٹی مارکیٹ لاہور میں دہشت گردوں کے ہاتھوں جو افراد ہلاک / زخمی ہوئے ان کے نام، ولدیت وپتاجات اور سرکاری ملازم کی صورت میں محکمہ کانام بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس واقعہ میں ہلاک اور زخمی ہونے والے افراد کے لئے حکومت / گورنر پنجاب نے مالی معاونت کا اعلان کیا تھا، اگر جواب اثبات میں ہے تو ہلاک ہونے والوں کے ورثاًاور زخمی افراد کو جو امداد دی گئی، فرداًفرداً تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس واقعہ میں پنجاب پولیس کے ملازمین جو زخمی یا ہلاک ہوئے ان کی مالی معاونت کی گئی ہے جبکہ ریسکیو1122 اور دیگر اداروں کے ملازمین کی مالی معاونت نہیں کی گئی؟

(د) کیا حکومت اس واقعہ میں ہلاک وزخمی ہونے والے تمام افراد کی مالی امداد کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سانحہ لبرٹی مارکیٹ لاہور میں دہشت گردوں کے ہاتھوں جو افراد ہلاک وزخمی ہوئے ان کے نام، ولدیت وپتاجات کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سانحہ لبرٹی مارکیٹ لاہور میں شہید ہونے والے ملازمین کے ورثا کو 20 لاکھ روپے فی کس تقسیم کئے گئے ہیں جبکہ زخمی ہونے والوں کو 3 لاکھ روپے فی کس تقسیم کئے گئے ہیں۔

(ج) سانحہ لبرٹی مارکیٹ لاہور میں مندرجہ ذیل ریسکیورز زخمی ہوئے جن کو سرکاری ہسپتال میں علاج معالجہ کے بعد فارغ کر دیا گیا۔

1- محمد زاہد خورشید ولد خورشید احمد (EMT)

2- محمد عثمان ولد محمد منشی (FR)

(د) سانحہ لبرٹی مارکیٹ لاہور میں شہید ہونے والے ملازمین کے ورثا کو 20 لاکھ روپے فی کس تقسیم کئے گئے ہیں، جبکہ زخمی ہونے والوں کو 3 لاکھ روپے فی کس تقسیم کئے گئے ہیں۔

بہاولپور۔موبائل پولیس اسٹیشن قائم کرنے کی تفصیلات

*3209: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور ریجن میں تجرباتی طور پر موبائل پولیس سٹیشن قائم کیا گیا تھا اس پولیس سٹیشن نے اکتوبر 2008 سے مارچ 2009 تک کتنی ایف آئی آر درج کیں، ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) موبائل پولیس سٹیشن قائم کرنے کا تجربہ کامیاب رہا یا نہیں، اگر کامیاب رہا تو کیا حکومت دوسرے ریجنز میں بھی موبائل پولیس اسٹیشن قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ریجن ہذا کے تین اضلاع میں تجرباتی طور پر اگست 2008 میں موبائل پولیس سٹیشن قائم کئے گئے۔ موبائل پولیس سٹیشن کے ذریعے یکم اکتوبر 2008 سے 31۔مارچ 2009 تک درج ہونے والے مقدمات کی تفصیل ضلع وائز درج ذیل ہے:-

ضلع بہاولپور 41 مقدمات

ضلع بہاولنگر	25مقدمات
ضلع رحیم یار خان	40مقدمات

مقدمات کی فہرست ایف(اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) موبائل پولیس سٹیشن کا تجربہ بہت حد تک کامیاب رہا۔تاہم وسائل کی کمی اور پورے ضلع کے لئے ایک ہی موبائل پولیس سٹیشن وین ہونے کی وجہ سے عوام اس سہولت سے پوری طرح مستفید نہیں ہو رہے۔اگر گاڑیاں زیادہ ہوں تو اس سے زیادہ سے زیادہ عوام فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ضلع اوکاڑہ کے تھانوں میں جرائم کی صورتحال

*3214: محترمہ شبینہ ریاض: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2008-09 میں ضلع اوکاڑہ کے کن کن تھانوں میں ڈکیتی، چوری، راہزنی اور اغواَ کی وارداتوں میں اضافہ ہوااوران کو کنٹرول کرنے کے لئے متعلقہ ڈی پی او نے تھانہ جات کو کیا ہدایات جاری کیں؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں حویلی لکھا تھانہ کی حدود میں موجودہ ایس ایچ او نے جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے،ان کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) مذکورہ بالا عرصہ میں حویلی لکھا تھانہ کے ایس ایچ او نے کتنے اشتہاریوں کو گرفتار کیا؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال2008-09 مورخہ (1-01-09 تا 31-05-09 مقابلتاً)ضلع ہذا کے تھانہ جات میں جرائم کی صورتحال کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔جس کے مطابق(تھانہ صدر اوکاڑہ میں ڈکیتی کے ہیڈ میں 3+ راہزنی میں2+،)(تھانہ شیر گڑھ میں ڈکیتی میں 3+، راہزنی میں 7+)(تھانہ گوگیرہ میں ڈکیتی میں5+، راہزنی میں 3+)(تھانہ صدر دیپالپور میں ڈکیتی میں 7+، راہزنی میں5+)(تھانہ حجرہ راہزنی میں 9+)(تھانہ چوچک میں راہزنی میں 7+)(تھانہ بصیر پور راہزنی میں2+)کا اضافہ ہوا ہے۔بقیہ تمام تھانہ جات میں ڈکیتی اور راہزنی کے کرائم میں کمی واقع ہوئی ہے۔اضافہ کی بنیادی وجہ(Free Registration Policy)ہے۔لاَ اینڈ آرڈر

کے مسائل اور پرانی وارداتوں کے مقدمات درج ہونے کی وجہ سے یہ اضافہ ہوا ہے۔ مقدمات کی Free Registration کے بعد تمام تر توجہ مقدمہ کی مؤثر تفتیش اور مجرموں کو قانون کے کٹہرے میں لانے پر دی گئی۔ پچھلے 5 ماہ میں 30 گینگ گرفتار ہوئے اور ان میں شامل 98 ملزمان گرفتار کئے گئے۔اسی دوران 1758 اشتہاری ملزمان بھی گرفتار کئے گئے۔اس سلسلہ میں تھانہ جات میں ہر ایک تھانہ میں علیٰحدہ علیٰحدہ قصبوں کے نمبرداران اور دیگر معززین کے ساتھ میٹنگ کی ہے اور ان کا تعاون حاصل کیا گیا ہے۔ملزمان کی گرفتاری کے لئے ہر گاؤں میں ٹھیکری پہرہ اور گشت کے نظام کو مؤثر بنایا گیا ہے۔ریکارڈ یافتہ مجرمان کو پابند ضمانت کروایا گیا جس سے کرائم کی وارداتوں میں خاطر خواہ کمی ہوئی ہے۔سال 2008 میں ہیڈ منی والے 6 مجرمان اشتہاری جبکہ 2009 میں ہیڈ منی والے 3 مجرمان اشتہاری گرفتار کئے گئے اور ہیڈ منی والے 3 مجرمان اشتہاری سال 2008 میں دوران پولیس مقابلہ ہلاک ہوئے۔

(ب) موجودہ ایس ایچ او تھانہ حویلی 2009-02-14 کو تعینات ہوا اور اس نے جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے اشتہاری مجرمان کی گرفتاری کے سلسلہ میں سپیشل مہم چلائی، ڈکیتی اور راہزنی کی وارداتوں کے تدارک کے لئے مؤثر نظام گشت کا سلسلہ شروع کیا۔ہر گاؤں میں ٹھیکری پہرہ گاؤں والوں کے تعاون سے لگایا جارہا ہے۔ قتل اور لڑائی کے واقعات کو روکنے کے لئے تادیبی طور پر 151 / 107 ض ف کے تحت کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا عرصہ میں تھانہ حویلی لکھا کے ایس ایچ او صاحب نے 133 اشتہاری اور 59 عدالتی مفروران کو گرفتار کیا۔

منی لینڈنگ ایکٹ پر عمل درآمد کی صورتحال

*3230: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دی پنجاب Prohibition of Private money Lending Act کے تحت منی لینڈنگ کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے، مگر آج کل یہ دھندا عروج پر ہے،

خصوصاً لاہور اندرون شہر، بند روڈ، اچھرہ، یتیم خانہ، فیصل ٹاؤن، اقبال ٹاؤن، سمن آباد، گوالمنڈی، اکبری منڈی، سوہابازار میں یہ کاروبار انتہاتک پہنچ چکاہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ(Money Lenders)نے وصولیوں کے لئے غنڈوں کی خدمات حاصل کرلی ہیں۔جس کے باعث عوام الناس عدم تحفظ کا شکار ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب منی Lendersنے قرض لینے والوں سے Advance Chequeلیناشروع کردیئے ہیں تاکہ غیر قانونی دھندے کو قانونی تحفظ حاصل ہوسکے؟

(د) مذکورہ قانون پر من وعن عمل درآمد کی راہ میں کون سی روکاوٹیں ہیں؟

(ہ) کیاحکومت قانون میں حائل روکاوٹوں کو دور کرنے اور مذکورہ قانون پر صحیح معنوں میں عمل درآمد کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں، یہ بات درست ہے کہ دی پنجاب Prohibition of Private money Lending Actکے تحت منی لینڈنگ کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔مگر یہ بات درست نہ ہے کہ یہ دھندہ آج کل عروج پر ہے۔اس سلسلے میں کوئی بھی کیس سامنے آتا ہے تو اس کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔چنانچہ لاہور میں خصوصاًاور پنجاب کے دوسرے اضلاع میں اس کو روکنے کے لئے سخت نگرانی کی جارہی ہے۔اس سلسلے میں لاہور میں اور پنجاب کے دوسرے اضلاع میں جو مقدمات درج ہوئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سی سی پی اولاہور

حسب رپورٹ سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس آپریشنز لاہور۔

منی لینڈنگ کے سلسلہ میں تھانہ شفیق آباد میں مقدمہ نمبر370/09مورخہ 26-03-09جرم Prohibition of 4 Private Money Lending Actاور مقدمہ نمبر396مورخہ 02-04-09جرم Prohibition of 4 Private Money Lending Act درج رجسٹر ہوا۔مزید نگرانی جاری ہے اس سلسلے میں اگر کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو ایسے شخص کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

آر پی او، ملتان

یہ درست ہے کہ The Punjab Prohibition of Private Money Lending کے تحت منی لینڈنگ کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔اس سلسلہ میں ملتان ریجن کی پولیس ایسے گھناؤنے جرائم پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں۔اس سال ریجن ہذا میں 11 مقدمات منی لینڈنگ ایکٹ کے تحت درج کئے جا چکے ہیں۔

آر پی او، ڈی جی خان

یہ درست ہے کہ دی پنجاب Prohibition of Private money Lending Act کے تحت منی لینڈنگ کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے جس پر مکمل طور پر عمل درآمد کیا جارہا ہے۔رینج ہذا میں کل 4 مقدمات منی لینڈنگ ایکٹ کے تحت درج ہوئے، جن کی تفصیل ذیل ہے:۔

ڈسٹرکٹ ڈیرہ غازیخان	2
ڈسٹرکٹ لیہ	2
ڈسٹرکٹ راجن پور	0
ڈسٹرکٹ مظفر گڑھ	0

ڈی پی او، میانوالی

ضلع ہذا میں صرف ایک مقدمہ نمبر 124 مورخہ 09-03-14 جرم 4 امتناع پرائیویٹ منی لینڈنگ ایکٹ کے تحت برخلاف ایک کس ملزم درج ہوا تھا۔جس میں ملزم چالان عدالت ہو چکا ہے۔منی لینڈنگ پر مکمل کنٹرول ہے۔کسی نے بھی وصولی کے لئے کوئی غنڈہ نہ رکھا ہوا ہے نہ ہی عوام میں عدم تحفظ پایا جاتا ہے۔

ڈی پی او، نارووال

پنجاب حکومت Prohibition of Private money Lending Act کے تحت پرائیویٹ منی لینڈنگ کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔اگر متاثرہ افراد بغرض کارروائی سامنے آئیں تو ایسے گھناؤنے جرائم کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔اس سلسلہ میں میڈیا کے تھرو ایسے جرائم کی حوصلہ شکنی کر کے خاطر خواہ نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔سال رواں میں ایک مقدمہ نمبر 09/61 جرم 4/6/07 منی لینڈنگ ایکٹ تھانہ سٹی نارووال میں درج ہوا۔مقامی پولس نے ملزمان کو

گرفتار کر کے جوڈیشل بھجوایا اور بعد تکمیل تفتیش مقدمہ کا چالان متعلقہ عدالت میں دیا جو کہ زیر سماعت ہے۔

ڈی پی او، سیالکوٹ

ضلع ہذا میں منی لینڈنگ ایکٹ کے تحت تاحال چار مقدمات مختلف تھانہ جات میں درج رجسٹر کئے گئے ہیں۔ ایکٹ ہذا کی دفعات پر سختی سے عمل درآمد کرایا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں DSP/SHO صاحبان ضلع ہذا کو خصوصی ہدایات کی گئی ہیں کہ ایکٹ بالا کی دفعات کی خلاف ورزی پر قصورواران کے خلاف کارروائی ضابطہ عمل میں لاتے ہوئے ان کے خلاف متعلقہ دفعات کے تحت فوری مقدمات درج کر کے اندر چودہ یوم رپورٹ ہائے 173 ض ف مجاز عدالت میں برائے سماعت بھجوائی جائیں۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے اور نہ ہی کوئی ایسی شکایت موصول ہوئی ہے تاہم ہدایات کی گئی ہیں کہ اگر کوئی شخص اس ضمن میں کوئی درخواست لے کر آئے تو ایسے شخص کے خلاف قانونی کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے۔

(ج) ابھی تک ایسی شکایت موصول سامنے نہ آئی ہے۔ تاہم چیک ڈس آنر کے متعلق ایس پی صاحبان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں دونوں فریقین کو سننے کے بعد کارروائی ضابطہ عمل میں لائیں۔

(د) اندریں بارہ جب کوئی بھی سائل درخواست لے کر آتا ہے تو قانون کے مطابق فوری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ہ) اس سلسلے میں منی لینڈنگ کرنے والوں کے خلاف سخت ایکشن لیا جاتا ہے تاہم اگر موجودہ حکومت کی طرف سے مزید اقدامات کئے گئے تو اس پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے گا۔

خواتین کو جلانے کے کیسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3251: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جنوری سے مارچ2009تک خواتین کو جلانے کے کتنے کیسز رپورٹ ہوئے، کتنی خواتین کو آگ سے جلایا گیااور کتنی پر تیزاب پھینکا گیا؟

(ب) کتنی خواتین جلنے کے نتیجہ میں لقمہ اجل بن گئیں؟

(ج) حکومت مذکورہ واقعات کی روک تھام کے لئے کون سے خصوصی اقدامات اٹھارہی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جنوری سے مارچ2009تک تیزاب کے 7 کیس اور آگ سے جلانے کے 2 کیس رجسٹرڈ ہوئے۔

(ب) ایک خاتون تیزاب سے ہلاک ہوئی اور 3 خواتین آگ لگنے سے ہلاک ہوئیں۔ 1 خاتون تیزاب سے زخمی ہوئی۔

(ج) مذکورہ واقعات کی روک تھام کے لئے ضلعی پولیس افسران کو مندرجہ ذیل ہدایات جاری کی جاچکی ہیں۔

1- اس سلسلہ میں آپ اپنے اپنے حلقہ میں تعینات SDPO/SHOs/I.Os کو مناسب ہدایات دیں کہ جیسے ہی انہیں کسی لڑکی / عورت پر تیزاب پھینکنے یا اس کے کسی گیس یا مٹی کے تیل کا چولہا پھٹنے سے زخمی ہونے کی اطلاع ملے تو فوراً اپنے سینئر آفیسر SHO/SDPO کو ہمراہ لے کر جائے وقوعہ پر پہنچ کر واقعہ کی تصدیق و تفتیش کریں کیونکہ متعلقہ سینئر پولیس احکام موقع پر پہنچ کر کم وقت میں آسانی سے حقائق کی تہہ تک پہنچ سکتے ہیں۔اگر لڑکی / عورت ابھی تک جائے وقوعہ پر موجود ہو تو اسے فوراً نزدیک ترین ہسپتال میں برائے طبی امداد منتقل کریں۔اگر لڑکی / عورت بیان دینے کے قابل ہو تو ڈاکٹر کی موجودگی میں تفتیشی افسر اسکا بیان زیر دفعہ 161ض ف قلمبند کرے۔اگر متاثرہ لڑکی / عورت کی زندگی خطرے میں ہو تو اس کا بیان نزع بمطابق پولیس رولز25-21قلمبند کیا جانا چاہئے۔

2- ابتدائی طبی امداد کے بعد متاثرہ لڑکی / عورت کو ڈاکٹر کے مشورے / رائے کی روشنی میں کسی ایسے ہسپتال میں منتقل کیا جائے۔ جہاں پر باضابطہ burn Unit موجود ہو اور متاثرہ لڑکی / عورت کا مناسب علاج ہو سکے۔

3- دوران تفتیش اگر متاثرہ لڑکی / عورت اپنی زندگی کے حوالے سے ملزم فریق کی جانب سے کسی قسم کے خطرے کا امکان ظاہر کرے تو ایسی صورت میں متاثرہ لڑکی / عورت کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے۔

4- اگر یہ ثابت ہو جائے کہ لڑکی کو جان بوجھ کر تیزاب پھینک کر یا مٹی کا تیل وغیرہ پھینک کر جلانے سے اس کی موت واقع ہوئی ہے تو پولیس افسران کو حسب ضابطہ کارروائی بابت قتل عمد عمل میں لانی چاہئے۔

5- پولیس کا یہ بھی فرض ہے کہ دوران سماعت مقدمہ متاثرہ لڑکی / عورت کو مکمل تحفظ فراہم کرے اور اگر اس کے لواحقین اسے قبول نہ کریں یا ملزمان سے اسے کوئی خطرہ ہو تو پولیس ایسی صورت میں متاثرہ لڑکی / عورت کو دارالامان میں بھجوائے۔

6- ایسے واقعات کا چالان عدالت میں دیئے جانے کی صورت میں متعلقہ SHO کا فرض ہے کہ وہ شہادت استغاثہ کی تعمیل کروا کر انہیں پیش عدالت کرے تاکہ ملزمان کم سے کم وقت میں کیفر کردار تک پہنچ سکیں۔

این آر او کے تحت پولیس افسران و اہلکاران کی سزائیں ختم کرنے کی تفصیلات

*3278: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں این آر او کے تحت بدعنوانی کے مرتکب پولیس افسران و اہلکاران کی سزائیں ختم کی گئی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو متعلقہ افسران و اہلکاران کے ناموں اور ان پر لگنے والے الزامات کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبہ پنجاب میں این آر او کے تحت بدعنوانی کے مرتکب پولیس افسران و اہلکاران کی سزائیں ختم نہ کی گئی ہیں۔

(ب) چونکہ کسی بھی پولیس افسر و اہلکار کی سزا این آر او کے تحت ختم نہ کی گئی ہے لہذا ان کی تفصیل کو NIL تصور کیا جائے۔

راولپنڈی، واہ کینٹ میں ہونے والے دھماکہ کے متاثرین کی مالی امداد کی تفصیلات

*3293: **جناب محمد شفیق خان:** کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واہ کینٹ میں دھماکے کے متاثرین کیلئے وزیر اعلیٰ نے جاں بحق ہونے والوں کے لئے 5 لاکھ، شدید زخمیوں کے لئے ایک لاکھ اور معمولی زخمیوں کے لئے 50 ہزار روپے بطور علاج / امداد کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک ایک فوت ہونے والے شخص جس کا نام مظفر ولد غلام سرور ہے کے لواحقین کو ابھی تک کچھ نہیں ملا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ آٹھ شدید زخمی ہونے والے افراد اور 70 معمولی زخمی افراد کو بھی ابھی تک کوئی رقم نہیں ملی؟

(د) وزیر اعلیٰ کے اعلان پر ابھی تک عمل درآمد نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں نیز کب تک متاثرین کو مذکورہ رقوم دی جائیں گی، تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ مالی معاونت کا اعلان کیا گیا تھا۔شہید ہونے والوں کے لئے 5 لاکھ، شدید زخمی ہونے والوں کے لئے ایک لاکھ اور معمولی زخمیوں کے لئے 50 ہزار روپے کا اعلان ہوا تھا۔

(ب) مظفر خان ولد غلام سرور مورخہ 08-10-26 کو شہید ہوا تھا اس کے لواحقین کو 5 لاکھ روپے دیئے گئے۔

(ج) یہ تمام لوگ دھماکہ والے روز علاج معالجہ کرانے کے بعد بغیر رجسٹریشن اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے بعد میں انہوں نے اپنی رجسٹریشن کروائی اور ان کو 32 لاکھ روپے تقسیم کئے گئے۔

(د) وزیر اعلیٰ کے اعلان کے مطابق 3 کروڑ 79 لاکھ روپے اور 36 لاکھ روپے واہ کینٹ بم دھماکہ کے متاثرین میں تقسیم کئے گئے ہیں۔

پنجاب پولیس کے آفیسران واہلکاران کی اے سی آرز کا مسئلہ

*3349: **جناب محمد محسن خان لغاری:** کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب پولیس کے متعدد افسران اور اہلکاران کی سالانہ اے سی آر ایک عرصہ سے زیر التوا ہیں۔اگر یہ درست ہے تو ان افسران اور اہلکاروں کے نام بتائے جائیں، نیز کس عرصہ کی رپورٹس ابھی تک تحریر نہیں کی گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سینئر آفیسر اپنے جونیئر افسروں کو اے سی آر لکھنے کے معاملہ میں سخت پریشان کرتے ہیں نیز جونیئر افسران کی ترقیاں (Promotion) اسی بنا پر رکھی ہوئی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ملک آصف حیات جب آئی جی تھے تو انہوں نے ایک سرکلر جاری کیا تھا کہ سینئر آفیسر اپنے ماتحت کی اے سی آر بروقت تحریر نہیں کرے گا تو اس کی اے سی آر کو (اے) تصور کیا جائیگا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سرکلر (Circular) کو بعد ازاں منسوخ کر دیا گیا تھا، اگر ہاں تو کس کے حکم سے منسوخ کیا گیا اور کن وجوہات کی بنا پر، مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ آئی جی موٹروے پولیس جب ڈی آئی جی موٹروے پولیس تھے تو اس شکایت پر کہ سینئر پولیس آفیسر اے سی آر کے معاملہ میں جونیئر کو پریشان کرتے ہیں یہ حکم دیا تھا کہ جو افسر جونیئرز کی اے سی آر نہیں لکھے گا اس کی اے سی آر بھی نہیں لکھی جائیگی، اس حکم کا اچھا اثر ہوا تھا؟

(و) کیا حکومت دوبارہ وہی طریقہ کہ جس پولیس آفیسر کی اے سی آر بروقت تحریر نہیں کی جائیگی اس کی اے سی آر (اے) تصور ہو گی رائج کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو حکومت کون سے خصوصی احکامات و ہدایات جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ پولیس افسروں و اہلکاروں کی اے سی آریز بروقت مکمل ہوں، تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس ضمن میں پنجاب کے تمام دفاتر سے اے سی آرز کے بارے میں رپورٹس طلب کی گئی ہیں ۔بیشتر دفاتر نے رپورٹس دی ہیں کہ افسران بالا اور جونیئر پولیس افسران کی اے سی آرز زیر التوا نہ ہیں تاہم کچھ اے سی آرز جن کے افسران ریٹائرڈ یا تبدیل ہو چکے ہیں کی وجہ سے زیر التوا ہیں۔ہر سال باقاعدگی سے آئی جی کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر32 کے تحت تمام اے سی آرز متعلقہ افسران کو ارسال کی جاتی ہیں اوران کا تسلسل جاری ہے۔

نیز دفتر ہذا سے ہر سال ریکارڈ کی تکمیل کے لئے یاددہانیاں کی جاتی ہیں تاکہ تکمیل ہو سکے۔

مزید براں مختلف دفاتر میں زیر التوا اے سی آرز کے بارے میں تفصیلات موصول ہوئی ہیں جن کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔مزید رپورٹس موصول ہونے پر مطلع کیا جائے گا۔

(ب) بیشتر دفاتر سے یہ رپورٹس موصول ہوئی ہیں کہ تمام افسران اہلکاران کی اے سی آرز بروقت لکھ رہے ہیں۔

(ج) ملک آصف حیات سابقہ آئی جی پنجاب سال 2001 اور 2002 میں تعینات رہے تھے ان کی پوسٹنگ کے دوران کوئی ایسا سرکلر جاری نہ ہوا ہے۔

(د) سال 2001 اور 2002 میں کوئی ایسا سرکلر جاری ہوا اور نہ ہی منسوخ ہوا ہے۔

(ہ) یہ موٹروے پولیس سے متعلقہ ہے۔

(و) اس ضمن میں دفتر ہذا نے ایک مراسلہ سیکرٹری ریگولیشن ونگ ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھجوایا ہے تاکہ افسر مجاز کی منظوری کے بعد اسے لاگو کیا جا سکے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

پنجاب میں پولیس آرڈر 2002 پر عملدرآمد کی تفصیلات

*3356: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولیس آرڈر 2002 صوبہ بھر کے تمام اضلاع کے لئے ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پولیس آرڈر کے ذریعے تھانوں میں کام کرنی والی پولیس کو دو حصوں واچ اینڈ وارڈ اور انویسٹی گیشن سیل میں تقسیم کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہری علاقوں میں تو اس پولیس آرڈر پر عمل درآمد ہو رہا ہے، لیکن پسماندہ اضلاع کے تھانوں میں بالکل اس کے برعکس ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع جھنگ کے تمام تھانوں میں پولیس آرڈر2002 پر بالکل عمل درآمد نہیں ہو رہا اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ پولیس آرڈر2002 صوبہ کے تمام اضلاع کے لئے ہے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ اس پولیس آرڈر کے ذریعے تھانوں میں کام کرنے والی پولیس کو دو حصوں واچ اینڈ وارڈ اور انویسٹی گیشن سیل میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(ج) یہ بات درست نہ ہے بلکہ پولیس آرڈر2002 شہری اور دیہاتی علاقوں کے لئے یکساں ہے اور اس وقت مکمل طور پر نافذ العمل ہے اس میں شہری اور دیہاتی علاقوں کی کوئی تفریق نہ ہے۔

(د) ضلع جھنگ کے تمام تھانوں میں پولیس آرڈر2002 پر مکمل عمل درآمد ہو رہا ہے۔

لاہور میں خواتین پولیس اسٹیشن کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3366: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں خواتین پولیس سٹیشن کتنے ہیں؟

(ب) لاہور کے خواتین پولیس سٹیشن میں کل کتنا عملہ کام کر رہا ہے، نیز ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) سال2008 کے دوران اس پولیس اسٹیشن میں کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس میں زیادہ تر خواتین نے ہی مقدمات درج کروائے ہیں یا کہ دیگر شہریوں نے بھی اس سے استفادہ کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

حسب رپورٹ ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس انوسٹی گیشن لاہور

(الف) لاہور میں خواتین کا ایک پولیس سٹیشن ہے۔

(ب) ایک ڈی ایس پی گریڈ 17، سب انسپکٹر چھ گریڈ14، ہیڈ کانسٹیبل پانچ گریڈ07، کانسٹیبل ستائیس گریڈ05 تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال2008 میں وویمن پولیس سٹیشن میں کل 101 مقدمات درج ہوئے۔

(د) وویمن پولیس سٹیشن میں 63 مقدمات خواتین نے درج کروائے اور 38 مقدمات مرد حضرات نے بر خلاف خواتین درج کروائے۔

لاہور، 2008 میں بار گاہوں پر خود کش حملوں کی تفصیلات

*3368: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سال2008 کے دوران کتنی بار گاہوں میں خود کش حملے ہوئے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) خود کش حملوں میں کل کتنے لوگ شہید ہوئے، نیز زخمی ہونے والے افراد کو حکومت کی طرف سے کتنی مالی امداد دی گئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور میں سال2008 میں بار گاہوں میں کوئی خود کش حملہ نہ ہوا ہے۔

(ب) نہ کوئی شہید اور نہ کوئی زخمی ہوا ہے۔

تھانہ اربن ایریا سرگودھا میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3394: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ اربن ایریا سرگودھا میں اس وقت کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ہر ایک کے نام، عہدہ اور عرصہ تعیناتی سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) تھانہ اربن ایریا سرگودھا میں جنوری2008 سے اب تک کل کتنے 302 ت پ کے مقدمات درج ہوئے؟

(ج) درج بالا عرصہ میں درج شدہ میں سے کتنے مقدمات کی تفتیش مکمل ہو چکی ہے اور کتنے زیر تفتیش ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ جن مقدمات کی تفتیش مکمل ہو جاتی ہے ان کا چالان عدالت نہیں بھجوایا جاتا اور لوگوں سے محض پیسے بٹورنے کے لئے تفتیشی آفیسر لیت و لعل سے کام لیتے ہیں جس سے لوگوں کو انتہائی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھانہ اربن ایریا سرگودھا میں کل 38 ملازمین تعینات ہیں۔جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تھانہ اربن ایریا میں جنوری2008 سے اب تک بجرم 302 ت پ کے کل 15 مقدمات درج ہوئے ہیں۔

(ج) 15 مقدمات میں سے 14 کی تفتیش مکمل ہو چکی ہے جبکہ ایک مقدمہ زیر تفتیش ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے جن مقدمات کی تفتیش مکمل ہو چکی ہے ان کے چالان داخل عدالت ہو چکے ہیں۔

ضلع منڈی بہاؤالدین کے تھانہ جات میں مقدمات کی تفصیلات

*3395: **جناب وسیم افضل گوندل:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 18۔اکتوبر2008 (الیکشن کے روز) ضلع منڈی بہاؤالدین کے تھانہ جات میں کتنی ایف آئی آرز درج ہوئیں، تھانہ وائز تفصیل بتائیں؟

(ب) ان ایف آئی آرز میں ملوث کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے مفرور ہیں مفرور ملزمان کے نام، پتاجات تھانہ وائز بتائیں؟

(ج) کتنی ایف آئی آرز خارج ہوئی ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں الیکشن کے روز 5 مقدمات درج ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1)مقدمہ نمبر66 مورخہ 08-02-18 بجرم 65/20/13 تھانہ صدر

2)مقدمہ نمبر67 مورخہ 09-02-18 بجرم 149/148/324 تھانہ صدر

3)مقدمہ نمبر50 مورخہ 09-02-18 بجرم AO 65/20/13 تھانہ کٹھالیہ شیخان

4)مقدمہ نمبر51 مورخہ 09-02-18 بجرم AO 65/20/13 ھانہ کٹھیالہ شیخان

5)مقدمہ نمبر73 مورخہ 09-02-18 بجرم 186/324 تھانہ قادر آباد

(ب) ان مقدمات میں 8 ملزمان گرفتار ہوئے اور کوئی بھی مفرور نہ ہے۔

(ج) ایک مقدمہ خارج ہوا۔ مقدمہ نمبر 73 مورخہ 09-02-18 بجرم 186/324 ت پ تھانہ قادر آباد خارج ہوا۔

(نوٹ) الیکشن بروز 18 فروری کو ہوا تھا نہ کہ 18 اکتوبر

ضلع منڈی بہاؤالدین کے تھانہ میں قتل اور ڈکیتی کے مقدمات و دیگر تفصیلات

*3396: جناب وسیم افضل گوندل: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین کے تھانہ جات میں قتل اور ڈکیتی کے کتنے ملزمان اشتہاری ہیں ان کی تفصیل مع نام و پتاجات تھانہ وائز بتائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ملزمان Head Money والے ہیں، ان کے نام، پتاجات اور ان کے سر کی قیمت کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان ملزمان کو گرفتار نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں، نیز یہ کب تک گرفتار کر لئے جائیں گے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں قتل کے 149 اور ڈکیتی کے 37 مجرمان اشتہاری ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع منڈی بہاؤالدین میں 7 مجرمان اشتہاری ہیں جن کی ہیڈ منی مقرر ہو چکی ہے۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مجرمان اشتہاریوں کو گرفتار کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے۔انشاءاللہ جلد از جلد ان مجرمان اشتہاریوں کو گرفتار کرلیاجائے گا۔

پٹرولنگ پولیس کا08-2007،09-2008کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*3461: **ملک جہاں زیب وارن:** کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پٹرولنگ پولیس کا فنکشن کیا ہے؟

(ب) پٹرولنگ پولیس کا سال08۔2007اور09۔2008کا بجٹ کتنا ہے؟

(ج) صوبہ میں پٹرولنگ پولیس کی کتنی چیک پوسٹیں ہیں؟

(د) بہاول پور میں کتنی چیک پوسٹیں ہیں؟

(ہ) بہاول پور میں پٹرولنگ پولیس کی کارکردگی کیسی ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب کے دیہی علاقوں کی شاہراہوں پر بڑھتے ہوئے جرائم کے نتیجے میں پیدا ہونے والے عدم تحفظ کے احساس دیہی معاشرت اور معیشت پر پڑنے والے برے اثرات کے ازالہ اور مقامی پولیس کی معاونت کے لئے پنجاب بھر کی شاہراہوں پر پٹرولنگ پوسٹس کا قیام عمل میں لایا گیا۔پٹرولنگ پولیس کا بنیادی فنکشن شاہراہوں اور لنک روڈز پر سنگین جرائم مثلاً روڈ ڈکیتی و راہزنی کا خاتمہ ممکن بنانا ہے۔اس بنیادی مقصد کے علاوہ پٹرولنگ پولیس ان شاہرات پر ہونے والے حادثات میں مدد اور زخمیوں کی دیکھ بھال کے فرائض بھی سرانجام دیتی ہے۔ ایمرجنسی میں مسافروں کی مدد، گمشدہ / فرار شدہ بچوں کی گھروں کو واپسی، سرکاری املاک پر تجاوزات کے خاتمہ کے لئے متعلقہ محکمہ جات کی معاونت اور روڈ سیفٹی بابت آگاہی جیسے فرائض بھی پٹرولنگ پولیس سرانجام دے رہی ہے۔

(ب) سال08-2007 کا مکمل (الاٹ شدہ / تبدیل شدہ) بجٹ۔/219871800 روپے (بہاول پور ریجن) سال09-2008 کا مکمل (الاٹ شدہ / تبدیل شدہ) بجٹ ۔/262005650 روپے (۔ایضاً۔)

(ج) صوبہ میں کل 25 آپریشنل پوسٹس (مارچ2009 تک) فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔

(د) بہاول پور ریجن میں 40 آپریشنل پٹرولنگ پوسٹس فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔ضلع وائز تفصیل یوں ہے ضلع بہاول پور14، ضلع رحیم یار خان15، ضلع بہاولنگر11

(ہ) بہاول پور ریجن میں جن شاہرات اور لنک روڈز پر پنجاب ہائی وے پٹرول ڈیوٹی سرانجام دے رہی ہے، وہاں سنگین جرائم مثلاً روڈ ڈکیتی وراہزنی وغیرہ میں تقریباً 96٪ تک کمی ہو گئی ہے۔سال2005 سے 30جون2009 تک ناجائز اسلحہ کے 406، امتناع منشیات و نارکوٹکس 484، تعزیرات پاکستان242 و دیگر 117 مقدمات درج کروائے گئے۔علاوہ ازیں اس عرصہ کے دوران 497 حادثات میں تقریباً ساڑھے پانچ ہزار افراد کو ابتدائی طبی امداد فراہم کی گئی اور انتہائی نوعیت کے زخمی افراد کو قریبی ہسپتالوں میں پہنچایا گیا۔ اب تک 99 گمشدہ / لاوراث بچوں کو ان کے والدین کے حوالے کیا جا چکا ہے۔اسی عرصہ کے دوران تقریباً 33853 افراد کو دوران سفر جنرل ہیلپ فراہم کی گئی، جبکہ سال2009 (30جون تک) ہیلپ لائن 1124 سے موصول شدہ ایمرجنسی کالز کے نتیجہ میں 241 افراد کو مدد فراہم کی گئی۔سال09-2008 کے عرصہ میں تقریباً 877 مستقل وعارضی تجاوزات کا متعلقہ محکمہ جات کے ساتھ مل کر خاتمہ ممکن بنایا گیا۔

پنجاب پولیس کی تنخواہوں میں اضافے کی وجوہات و دیگر تفصیلات

*3480: **ملک جہاں زیب وارن:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب پولیس کی تنخواہوں میں حال ہی میں اضافہ کیا گیا ہے؟

(ب) یہ اضافہ کن وجوہات کی بناء پر کیا گیا ہے، آگاہ فرمائیں؟

(ج) پولیس کی تنخواہوں میں اضافہ سے عوام پر اس کا کیا اثر ہوا ہے؟

(د) کیاعوام الناس کے ساتھ پولیس کارویہ درست ہو گیاہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ پولیس ملازمان کی تنخواہوں میں یکم اپریل2009 سے اضافہ کیا گیا ہے۔

(ب) پولیس ملازمان 24 گھنٹے اپنے فرائض کی بجا آوری کے لئے حاضر باش رہتے ہیں جس کے باعث قلیل تنخواہ کا بیشتر حصہ اپنی ذات پر خرچ کر دیتے ہیں۔علاوہ ازیں حالیہ جاری دہشت گردی کے ماحول میں جس میں کہ دہشت گرد پولیس ملازمان کو خصوصی طور پر دہشت گردی کا نشانہ بنارہے ہیں تاکہ پولیس ملازمان دہشت زدہ ہو کر ان کے خلاف حوصلہ کھو بیٹھیں اور وہ کھل کر عوام کو دہشت گردی کا نشانہ بنا سکیں۔اس ضمن میں پولیس پر گزشتہ دو سالوں 2007-2008 میں ہونے والے دہشت گردی کے حملوں میں 146 ملازمان شہید اور سینکڑوں ملازمان زخمی ہو چکے ہیں۔علاوہ ازیں ان زخمی ملازمان میں سے بیشتر ایسے زخمی ہیں جو عمر بھر کی معذوری میں مبتلا ہو چکے ہیں جس سے پولیس کی قربانیوں کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے جناب وزیر اعلیٰ صاحب، پنجاب پولیس ملازمان کی حوصلہ افزائی اور مورال کو بلند رکھنے کے لئے مراعات / رسک الاؤنس وغیرہ دیئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔جس کے تحت تنخواہوں میں اضافہ عمل میں لایا گیا تاکہ پنجاب پولیس کے ملازمان دہشت گردی اور جرائم کے خلاف جرات اور بہادری سے اپنے پیشہ وارانہ فرائض سرانجام دیتے رہیں۔

(ج) پولیس ملازمان کی تنخواہوں میں اضافے سے عوام پر براہ راست کوئی اثر نہ ہوا ہے کیونکہ تنخواہوں میں اضافے کے لئے پولیس کو منظور شدہ بجٹ میں سپیشل گرانٹ کا اضافہ کیا گیاہے تاکہ یہ ملازمین اس بڑھتی ہوئی کمر توڑ مہنگائی کے خلاف اپنے اہل وعیال کے گزر بسر کو بہتر بنا کر یکسوئی کے ساتھ عوام الناس کی عزت اور جان مال کی بہتر انداز میں حفاظت کا ذمہ سرانجام دے سکیں اور ملک / صوبے کو امن کا گہوارہ بنا کر فلاح وترقی کی راہ پر گامزن کیا جا سکے۔

(د) جی ہاں۔پولیس کا عوام کے ساتھ رویہ پہلے کی نسبت بہتر ہوا ہے اور مزید بہتری کی توقعات وابستہ ہیں، جس کا حالیہ دنوں سے اخبارات میں بھی مثبت ذکر آ رہا ہے۔اب یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ پولیس ملازمین اپنی معاشی مجبوریوں سے کسی حد تک آزاد ہو کر بہتر انداز میں اپنی پیشہ وارانہ خدمات کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔اس ضمن میں محکمہ ہذا تھانہ کلچر میں تبدیلی اور پولیس کی ہر سطح پر بہتر کارکردگی کی جامع منصوبہ بندی کر رہا ہے تا کہ اس سے مثبت اور دور رس نتائج جلد از جلد عوام الناس تک واضح طور پر محسوس کئے جا سکیں۔مزید برآں انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب مسٹر طارق سلیم ڈوگر نے ہر روز کھلی کچہری کا انعقاد عمل میں لایا ہے۔جس میں وہ لوگوں کے مسائل خود سنتے ہیں اور اس کے تدارک کے لئے متعلقہ پولیس آفیسران کو فوری احکامات صادر فرماتے ہیں تا کہ ان لوگوں کے مسائل ترجیحی بنیادوں پر حل کئے جا سکیں۔تا کہ جرم و برائی کو ہر پلیٹ فارم پر سختی سے کچلا جا سکے اور عوام کی دادرسی کو ہر ممکن یقینی بنا کر پولیس کی عوام دوستی کو مزید مضبوط کیا جا سکے۔

صوبہ پنجاب کے تھانوں کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کی تفصیلات

*3547: **جناب محمد یار ہراج:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فروری2009تک کتنے اضلاع کے تھانوں کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کر دیا گیا ہے؟

(ب) مذکورہ تھانوں کا ریکارڈ کمپیوٹرائز کرتے وقت کون کون سی (Information) کو فیڈ کیا گیا ہے؟

(ج) صوبے کے تمام تھانوں کا ریکارڈ کب تک کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے گا نیز جس پرائیویٹ لمیٹیڈ کمپنی کو یہ ٹاسک (Task) دیا گیا ہے اس کا نام اور منصوبہ مکمل ہونے کا تخمینہ لاگت بتایا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) 9اضلاع کو کمپیوٹرائزڈ کر دیا گیا ہے جبکہ تھانوں کا ریکارڈ ابھی کمپیوٹرائزڈ نہیں ہوا ہے۔

(ب) ایف آئی آر کا اندراج، روزنامچہ کا اندارج، پولیس رجسٹرز کا اندراج، مجرمان کا ریکارڈ، چوری شدہ گاڑیوں کا ریکارڈ وغیرہ۔

(ج) پوری کوشش کی جارہی ہے بہت جلد ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے گا۔

کمپنی کا نام:۔M/S ڈائیلاگ براڈبینڈ

پتا:۔ G/164 کمرشل ایریا فیز 1 ڈی ایچ اے لاہور

تخمینہ لاگت:۔ Rs. 1405.04 Million

پولیس کے اہم دفاتر کی رہائشی آبادیوں میں موجودگی و دیگر تفصیلات

*3651: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولیس اور متعلقہ دیگر ایجنسیوں کے دفاتر رہائشی آبادیوں میں موجود ہیں، جن کی وجہ سے عوام ہمیشہ خطرے میں رہتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان اہم دفاتر کو رہائشی آبادیوں سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ پولیس اور متعلقہ دیگر ایجنسیوں کے کئی اہم دفاتر شہری آبادی میں موجود ہیں۔عوام کو ان دفاتر سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔بلکہ ان کی موجودگی سے عوام کے مسائل بہتر طور پر حل ہو رہے ہیں عوام کی اعلیٰ افسران تک رسائی آسانی سے ممکن ہے۔اگر دفاتر کو شہری آبادی سے دور منتقل کیا جاتا ہے تو اس سے عوام کی مشکلات میں اضافہ ہو گا۔

(ب) لاءاینڈ آرڈر کی صورت حال کو قابو میں رکھنے اور جرائم کو کنٹرول کرنے کے پیش نظر پولیس کے اہم دفاتر شہری آبادی میں رکھنا وقت کی ضرورت ہے نیز نئے دفاتر بنانے کے لئے حکومت کو زر کثیر درکار ہو گا۔تاہم ابھی کوئی بھی ایسی تجویز زیر غور نہ ہے۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! میں انتہائی ادب کے ساتھ آپ کی توجہ ایک حساس نوعیت کے مسئلے کی طرف مبذول کرواتی ہوں۔ سرگودھا ڈویژن جو کہ الحمدللہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی constituency رہ چکی ہے۔ آج عدلیہ کی بحالی کی تحریک میں بالعموم پاکستان کے وکلاء بالخصوص پنجاب اور سرگودھا کے وکلاء نے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ آپ کی مہربانی ہے یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ ان کا مائیک بند کر دیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں! محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔ کوئی طریق کار ہوتا ہے، ایک ضابطہ ہوتا ہے اس کے مطابق آیئے پھر میں آپ کی بات سنوں گا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! یہ پوائنٹ آف آرڈر میں آپ کی وساطت سے رانا ثناء اللہ صاحب محترم وزیر قانون کی خدمت میں پیش کر رہی ہوں۔ انہوں نے ابھی کہا کہ جو پولیس کارکردگی ٹھیک نہیں کرتی ان کے خلاف کارروائی ہوتی ہے۔ میں ان پولیس والوں کی طرف ان کی توجہ مبذول کروانا چاہتی ہوں جو اپنی کارروائی ٹھیک کرتے ہیں تو کیا ان کو appreciation letter ملتا ہے؟ کل میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اور وارڈنز وسیم عباس، راحیل اور طاہر۔ حالانکہ میرا ایم پی اے کا کارڈ بھی پھٹ گیا تھا لیکن اس کے باوجود ان کا جو میرے ساتھ behavior تھا وہ اس قدر بہترین تھا۔ میں internationally world traveled خاتون ہوں، میں ان کے behavior پر حیران رہ گئی۔ جس آدمی کی غلطی تھی وہ بھی وہاں پر موجود تھا لیکن اس کے ساتھ بھی ان کا رویہ بہت بہتر تھا۔ پولیس والوں پر پیسوں کا الزام لگتا ہے لیکن وارڈن راحیل نے ہم لوگوں سے اتنا اچھا رویہ رکھا بلکہ میری حالت دیکھ کر اس نے مجھے اپنی جیب سے کوک بھی پلائی۔ میں سمجھتی ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ this is not point of order محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ ایک طریق کار ہوتا ہے آپ کیا کرتی ہیں؟ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پچھلے بجٹ سیشن میں میرے ضلع سے متعلقہ کچھ ملازمین نے یہاں ہڑتال کی اور آپ نے باہر ایک کمیٹی بنا کر بھیجی۔ اس کمیٹی نے ان سے مذاکرات کئے اس پر آج تک کوئی کارروائی عمل میں نہیں آئی۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات سن لی ہے میں آپ سے علیحدہ بات کرلوں گا۔ time is very important

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہاں پر 220 لوگوں کے روزگار کا مسئلہ ہے۔ آپ نے حکم دینا ہے اور ملک ندیم کامران صاحب اس کمیٹی کے کنوینر تھے۔ یہ اس کی رپورٹ پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب سپیکر: یہ میرے چیمبر میں آکر رپورٹ پیش کریں گے۔ میرے پاس قواعد کی معطلی کی تحریک آئی ہے۔ جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جمہوری اداروں، سیاسی رہنماؤں اور عوامی نمائندوں کے بارے میں کئے جانے والے غیر ذمہ دارانہ پراپیگنڈہ کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جمہوری اداروں، سیاسی رہنماؤں اور عوامی نمائندوں کے بارے میں کئے جانے والے غیر ذمہ دارانہ پراپیگنڈہ کے سلسلہ میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جمہوری اداروں، سیاسی رہنماؤں اور عوامی نمائندوں کے بارے میں کئے جانے والے غیر ذمہ دارانہ پراپیگنڈہ کے سلسلہ میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جمہوری اداروں، سیاسی رہنماؤں اور عوامی نمائندوں کے بارے میں کئے جانے والے غیر ذمہ دارانہ پراپیگنڈہ کے سلسلہ میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

ذرائع ابلاغ کے غیر ذمہ دارانہ رویے کی مذمت
اور اس سلسلے میں کمیٹی کی تشکیل کا مطالبہ

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس گزشتہ کچھ عرصے سے ذرائع ابلاغ کے بعض حصوں میں جمہوری اداروں، سیاسی رہنماؤں اور عوامی نمائندوں کے بارے میں کئے جانے والے غیر ذمہ دارانہ پراپیگنڈہ کو تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس رائے کا حامل ہے کہ یہ پراپیگنڈہ پاکستان میں جمہوریت کے مستقبل اور آئین و قانون کی بالادستی کے حوالے سے منفی اثرات کا حامل ہو سکتا ہے۔

اس ایوان کے تمام اراکین متفقہ طور پر جمہوری اداروں اور عوامی نمائندوں کے خلاف شروع کی جانے والی اس غیر ضروری پراپیگنڈہ مہم کی مذمت کرتے ہیں اور

میڈیا کے ذمہ داران سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ملک و قوم کے وسیع تر مفاد میں جمہوری اداروں،عوامی نمائندوں اور سیاسی راہنماؤں کے بارے میں بے بنیاد،بلا تحقیق اور توہین آمیز اور غیر ذمہ دارانہ پروگرام پیش کرنے سے احتراز کریں۔

یہ ایوان پوری دیانتداری سے سمجھتا ہے کہ بعض ٹیلی ویژن چینلز نے اس ایوان کی معزز خواتین اراکین کی فوٹیج پر مبنی بیہودہ بھارتی گانوں کے ساتھ پروگرام پیش کر کے غیر ذمہ دارانہ،اخلاقیات اور مشرقی روایات کی بدترین مثال پیش کی ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ یہ اجلاس ان چینلز سے قوم کی قابل احترام نمائندہ خواتین کے بارے میں دکھائے جانے والے اس قابل مذمت پروگرام پر آئندہ کے لئے محتاط رہنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

یہ ایوان وطن عزیز میں ذمہ دارانہ اور غیر جانبدارانہ صحافت کرنے والے اہل صحافت کے کردار اور قربانیوں کا معترف ہے اور ان کی قومی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ تاہم یہ ایوان ذمہ دارانہ اور آزاد صحافت کے

ذمہ داران سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ صحافت میں مذموم ہتھکنڈوں، غیر ذمہ دارانہ رپورٹنگ اور مخصوص مفادات کے لئے سیاسی اور غیر سیاسی شخصیتوں کی کردار کشی کے رجحان کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے آگے بڑھیں اور اپنا کردار ادا کریں۔

جناب سپیکر: دس منٹ وقت بڑھایا جاتا ہے۔جی!

پنجاب اسمبلی کے اراکین کا یہ اجلاس میڈیا پر قومی سیاسی شخصیتوں کے بارے میں تبصرہ آرائی میں تضحیک آمیز عنصر کی شمولیت اور اس ضمن میں گروہی اور علاقائی بنیاد پر روا رکھے جانے والے امتیازی برتاؤ کو بھی تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اراکین اسمبلی اور میڈیا کے نمائندوں پر مشتمل ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دے جو اس صورتحال کا جائزہ لے کر قابل عمل سفارشات پیش کرے"

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات احتجاجاً واک آؤٹ کر کے چلے گئے)

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس گزشتہ کچھ عرصے سے ذرائع ابلاغ کے بعض حصوں میں جمہوری اداروں، سیاسی رہنماؤں اور عوامی نمائندوں کے بارے میں کئے جانے والے غیر ذمہ دارانہ پراپیگنڈہ کو تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس رائے کا حامل ہے کہ یہ پراپیگنڈہ پاکستان میں جمہوریت کے مستقبل اور آئین و قانون کی بالادستی کے حوالے سے منفی اثرات کا حامل ہو سکتا ہے۔

اس ایوان کے تمام اراکین متفقہ طور پر جمہوری اداروں اور عوامی نمائندوں کے خلاف شروع کی جانے والی اس غیر ضروری پراپیگنڈہ مہم کی مذمت کرتے ہیں اور میڈیا کے ذمہ داران سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ملک و قوم کے وسیع تر مفاد میں جمہوری اداروں، عوامی نمائندوں اور سیاسی راہنماؤں کے بارے میں

بے بنیاد، بلا تحقیق اور توہین آمیز اور غیر ذمہ دارانہ پروگرام پیش کرنے سے احتراز کریں۔

یہ ایوان پوری دیانتداری سے سمجھتا ہے کہ بعض ٹیلی ویژن چینلز نے اس ایوان کی معزز خواتین اراکین کی فوٹیج پر مبنی بیہودہ بھارتی گانوں کے ساتھ پروگرام پیش کر کے غیر ذمہ دارانہ، اخلاقیات اور مشرقی روایات کی بدترین مثال پیش کی ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ یہ اجلاس ان چینلز سے قوم کی قابل احترام نمائندہ خواتین کے بارے میں دکھائے جانے والے اس قابل مذمت پروگرام پر آئندہ کے لئے محتاط رہنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

یہ ایوان وطن عزیز میں ذمہ دارانہ اور غیر جانبدارانہ صحافت کرنے والے اہل صحافت کے کردار اور قربانیوں کا معترف ہے اور ان کی قومی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ تاہم یہ ایوان ذمہ دارانہ اور آزاد صحافت کے ذمہ داران سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ صحافت میں مذموم ہتھکنڈوں، غیر ذمہ دارانہ رپورٹنگ اور مخصوص مفادات کے لئے سیاسی اور غیر سیاسی شخصیتوں کی کردار کشی کے رجحان کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے آگے بڑھیں اور اپنا کردار ادا کریں۔

پنجاب اسمبلی کے اراکین کا یہ اجلاس میڈیا پر قومی سیاسی شخصیتوں کے بارے میں تبصرہ آرائی میں تضحیک آمیز عنصر کی شمولیت اور اس ضمن میں گروہی اور علاقائی بنیاد پر روا رکھے جانے والے امتیازی برتاؤ کو بھی تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اراکین اسمبلی اور میڈیا کے نمائندوں پر مشتمل ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دے جو اس صورتحال کا جائزہ لے کر قابل عمل سفارشات پیش کرے"

یہ قرارداد پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس گزشتہ کچھ عرصے سے ذرائع ابلاغ کے بعض حصوں میں جمہوری اداروں، سیاسی رہنماؤں اور عوامی نمائندوں کے بارے میں کئے جانے والے غیر ذمہ دارانہ پراپیگنڈہ کو تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس رائے کا حامل ہے کہ یہ پراپیگنڈہ پاکستان میں جمہوریت کے مستقبل اور آئین و قانون کی بالادستی کے حوالے سے منفی اثرات کا حامل ہو سکتا ہے۔

اس ایوان کے تمام اراکین متفقہ طور پر جمہوری اداروں اور عوامی نمائندوں کے خلاف شروع کی جانے والی اس غیر ضروری پراپیگنڈہ مہم کی مذمت کرتے ہیں اور میڈیا کے ذمہ داران سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ملک و قوم کے وسیع تر مفاد میں جمہوری اداروں، عوامی نمائندوں اور سیاسی راہنماؤں کے بارے میں بے بنیاد، بلا تحقیق اور توہین آمیز اور غیر ذمہ دارانہ پروگرام پیش کرنے سے احتراز کریں۔

یہ ایوان پوری دیانتداری سے سمجھتا ہے کہ بعض ٹیلی ویژن چینلز نے اس ایوان کی معزز خواتین اراکین کی فوٹیج پر مبنی بیہودہ بھارتی گانوں کے ساتھ پروگرام پیش کر کے غیر ذمہ دارانہ، اخلاقیات اور مشرقی روایات کی بدترین مثال پیش کی ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ یہ اجلاس ان چینلز سے قوم کی قابل احترام نمائندہ خواتین کے بارے میں دکھائے جانے والے اس قابل مذمت پروگرام پر آئندہ کے لئے محتاط رہنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

یہ ایوان وطن عزیز میں ذمہ دارانہ اور غیر جانبدارانہ صحافت کرنے والے اہل صحافت کے کردار اور قربانیوں کا معترف ہے اور ان کی قومی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ تاہم یہ ایوان ذمہ دارانہ اور آزاد صحافت کے ذمہ داران سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ صحافت میں مذموم ہتھکنڈوں، غیر ذمہ دارانہ رپورٹنگ اور مخصوص مفادات کے لئے سیاسی اور غیر سیاسی شخصیتوں کی کردار

کشی کے رجحان کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے آگے بڑھیں اور اپنا کردار ادا کریں۔

پنجاب اسمبلی کے اراکین کا یہ اجلاس میڈیا پر قومی سیاسی شخصیتوں کے بارے میں تبصرہ آرائی میں تضحیک آمیز عنصر کی شمولیت اور اس ضمن میں گروہی اور علاقائی بنیاد پر روا رکھے جانے والے امتیازی برتاؤ کو بھی تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اراکین اسمبلی اور میڈیا کے نمائندوں پر مشتمل ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دے جو اس صورتحال کا جائزہ لے کر قابل عمل سفارشات پیش کرے"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، اس کے لئے کمیٹی میں بیٹھ کر بنادوں۔

سید ناظم حسین شاہ: ۔جناب سپیکر! میرا point of order بھی ہے اور point of privilege بھی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آج کے "نیوز میں ایک ایڈیٹوریل لکھا ہوا ہے۔ اس پر میں privilege motion بھی دوں گا اور damages بھی claim کروں گا۔ یہ بہت لمبا ہے۔ میں اس میں سے تھوڑا سا آخری حصہ آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر! بات سنیں، پی ٹی وی والے کدھر ہیں؟ بیٹھے ہیں؟

معزز اراکین اسمبلی: جی، بیٹھے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: یہ "نیوز" میں ہے کہ:

The media are going to harry and peck at you.

یعنی ممبران کے متعلق۔

The media are going to harry and peck. We do not shame you. You shame yourself. The media not the enemies of democracy look to

your own corrupt principles and practice if you want to see democracy traduce. What we saw on Wednesday was honour among thieves.

یعنی ہم سب چور ہیں۔

معزز اراکین اسمبلی....shame. Shame

سید ناظم حسین شاہ: Not the unity that is brother to Faith and Discipline. یہ ایڈیٹوریل ہے۔ I want to make it clear. I will pursue it. یہ privilege motion بھی میں آپ کے سامنے پرسوں submit کروں گا اور اس کے بعد I will claim the damages. یہ کیا سمجھتے ہیں؟ جو ہمیں کرپٹ کہتے ہیں ان کی اوقات کیا ہے؟ میں بالکل on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ پچیس کروڑ روپیہ ضیاء شاہد صاحب نے پنجاب بنک کا دینا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ابھی کسی کا نام نہ لیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کیا نہ لیں؟ میرے خلاف جو کرنا ہے I am ready to face it. وہ ممبر، ممبر ہی نہیں ہے جس میں حقائق کو face کرنے کی جرات ہی نہ ہو۔(نعرہ ہائے تحسین)

He is a bloody well informal. دیکھیں! یہ بات نہیں ہے۔ ہم قوم کا مافی الضمیر ہیں۔ ہم لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اشتہاروں پر لکھتے ہیں brave اور دلیر۔ ہمیں کیا بات ہے؟ کس بات سے ہم ڈریں؟ کیا پیپر کے نام پر شکیل الرحمن صاحب Rolls-Royce رکھ سکتے ہیں، کیا ان کی اوقات تھی؟ ضیاء شاہد ہو یا "پاکستان" اخبار ہو، آج کہاں سے کہاں پہنچے ہوئے ہیں، ایک ہم نہیں ترقی کر سکتے۔

Ur-23

سید ناظم حسین شاہ: یہ کون ہوتے ہیں جو ہمیں ایسے کہہ رہے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ کیا یہ M.A Journalism ہوتے ہیں؟ یہ یہاں پر بائیکاٹ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے میرا جو بگاڑنا ہے بگاڑ لیں I damn care for them.۔ جو لکھنا ہے لکھ لیں I'll face it like a man. دیکھیں یہ ہماری کمزوری ہے جس سے یہ فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ شمائلہ رانا، I don't have any relationship with her. اس کو میڈیا نے اُچھالا، آپ نے de-seat کر دیا۔ اب جب کورٹ نے اس کو بری کیا ہے why don't you

rehabilitate her, Why don't you give them importance? ان کو rehabilitate کرنا چاہئے ان کو ممبر بنانا چاہئے۔

جناب والا! ہماری بات اصولوں کے اوپر ہے کہ وہ حکمران ہی کیا ہے۔

Who the person, who is subjective to black mailing? They are black mailers. Sir, I repeat it they are black mailers.

یہ کون ہوتے ہیں ہم پر اس طریقے سے اعتراض کرنے والے؟ ٹھیک ہے fake degree کو ہم بھی اچھا نہیں سمجھتے مگر سب کو ایک لاٹھی کے ساتھ ہانکنا،

I'll not tolerate. We are here to be respected and we represent the honour of the country I'll not let it down over my dead body they can do it.

اس لئے میں اس پر Privilege Motion دوں گا .and I'll face it اور ان پر damages بھی claim کروں گا اور میں آپ کی وساطت سے سب بھائیوں سے یہ request کروں گا کہ damn care for them. Who are they to control us? ان کی وجہ سے ہمیں ووٹ نہیں ملتے ہمیں اپنے کردار کی وجہ سے ووٹ ملتے ہیں۔ اگر کسی کا کردار غلط ہو تو پیغمبر کا بیٹا بھی نہیں بچ سکتا۔ قابیل لعنت اللہ کس لئے ہوا حالانکہ پہلے پیغمبر کا بیٹا ہے، کردار غلط ہوا۔ ابولہب کا ذکر قرآن میں ہے وہ حضور ﷺ کا چچا ہے وہ کیوں جہنمی بنا؟ کردار کی وجہ سے۔ کنعان بن نوح وہ کیوں جہنمی بنا؟ حضرت لوط کی بیوی جو ہر وقت پیغمبر کے ساتھ رہتی تھی وہ کیوں جہنمی بنی؟

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: حضرت لوط وہ پیغمبر ہیں جنہوں نے کھیتی باڑی کی ابتداء کی ان کی بیوی کیوں جہنمی بنی؟ کردار کی وجہ سے۔ یہ ہمیں black mail کر کے surrender کرنا چاہتے ہیں۔ ہم surrender نہیں کریں گے۔

Because we represent the honour of the country and I'll not let it down. Thank you very much.

(نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر مال و بحالی و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب آپ کے پارلیمانی سیکرٹری نے floor لیا تھا۔

وزیر مال و بحالی و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! قرارداد مذمت پاس ہو چکی ہے لیکن میری ایک رائے ہے۔ لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں اور آپ بھی اس حلقے کے کسٹوڈین ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: حلقے کا نہیں میں اس ہاؤس کا کسٹوڈین ہوں۔

وزیر مال و بحالی و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! ہاؤس کا ہی کہا ہے۔ جس وقت میڈیا والے walkout کرتے ہیں اس وقت کم از کم یہ ہونا چاہئیے کہ آپ نے ہاؤس کارروائی کے لئے جو ٹی وی باہر لگایا ہوا ہے وہ بند ہونا چاہئے۔ یہ میری رائے ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! مکمل بند ہونا چاہئیے۔

جناب سپیکر: اب اس ban کا کیا کریں گے اب تو ٹائم گزر گیا۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، یا شیخ!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ بات یہ ہے کہ جو ہاؤس کی sense ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ ابھی ناظم شاہ صاحب نے جو بات کی ہے، اس کے ساتھ ساتھ کچھ اخبارات ایسے ہیں جن کا ذکر کرنا بہت ضروری ہے نوائے وقت، جنگ اور Dawn جیسے اخباروں کا رویہ ہمارے ساتھ اتنا bias نہیں ہے جتنا اس نیوز اور ایکسپریس کا ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں ہمارا ان سے کوئی ذاتی جھگڑا نہیں ہے نہ اس ہاؤس کے کسی ممبر کا ہے۔ آپ نے مہربانی کی ہے تھوڑا سا ٹائم بڑھایا ہے میں مختصراً on the record صرف دو تین باتیں کروں گا جس سے آج میڈیا والوں کو یہ اندازہ ہو گا کہ ان کا کردار کیا ہے؟ جس دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرم اللہ وجہہ کی شہادت کا دن تھا اسی دن قائد اعظم کی بھی برسی تھی اور آپ یہ سُن کر حیران ہوں گے کہ ہمارے میڈیا میں breaking news کیا آ رہی تھی، ان کے اوپر پروگرام روک کر آدم خور

حبشیوں والا music بجا کر یہ breaking news دی جارہی تھی کہ 'میرا' کے پاس جو ڈیفنس میں گھر ہے وہ عتیق الرحمٰن کا ہے یا کسی اور کا ہے۔ صرف اس واسطے اس طرح کی نیوز دی جاتی ہے کہ maximum profit لیا جائے۔ ویناملک جس نے ہم سب امید سے ہیں' کے اتنے پروگرام کئے اور ہمارے بھائیوں اور بہنوں پر اتنا کیچڑ اُچھالتی رہی اس کا اپنا کردار کیا ہے؟ میں آج ان میڈیا والوں سے یہ پوچھتا ہوں کہ ان لوگوں نے اپنے طور پر ہمارے لئے کیا کیا؟ میں اگر particularly کسی صحافی کی بات کروں کہ کل کو وہ لمبریٹا پر پھرتا تھا آج اس کے پاس اتنا پیسا کہاں سے آیا؟ ہم پر وہ یہ باتیں کرتے ہیں کہ ہم نے یہ کر دیا، وہ کر دیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کا بھی کوئی حق ہے یا نہیں؟ آپ کی وساطت سے میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انتہائی prime time میں جس قسم کے adds دیئے جاتے ہیں کیا ان پر کوئی code نہیں لگتا؟ آج میں اس میڈیا سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ان پیروں اور عاملوں کے adds at 9 o'clock دیئے جاتے ہیں۔ یہ پیسا جہاں سے لے رہے ہیں یہ قوم کی تباہی کا باعث ہے اور میں یہ بتادوں کہ اگر ہم نے ان کا راستہ نہ روکا تو اس ملک میں خُدانہ کرے اگر خانہ جنگی ہوئی تو اس کی وجہ میڈیا ہو گا۔

Ur-24

اس ملک میں خدانہ کرے اگر خانہ جنگی ہوئی تو اس کی وجہ یہ میڈیا ہو گا۔ یہ ہمارے اوپر کیچڑ اچھالتے ہیں، خدا کی قسم میں اپنے ان 371 معزز ممبران کی طرف سے آج اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں یہ ہمیں بتائیں کہ ہم میں سے کسی کے متعلق کوئی الزام ہے؟ اس میں سب سے پہلے میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔ میرے حلقہ سے میرے مخالفوں سے پوچھ لیں اگر میرے اوپر کوئی الزام ہے میں خدا کی قسم resign بھی کروں گا اور جرمانہ بھی دوں گا۔ میڈیا جو چاہے میرے اوپر الزام لگائے لیکن اگر ہمارے کسی آدمی پر کسی ممبر پر چاہے وہ قومی اسمبلی کا ہو چاہے پنجاب اسمبلی کا ہو، سرحد کا ہو یا بلوچستان اسمبلی کا ہو اگر انہوں نے کوئی الزام لگانا ہے تو اس کو ثابت بھی کریں۔ اپنا اخبار بیچنے کے لئے اس طرح کی حرکتیں کرتے ہیں۔ یہ کیا ہے declaration مفت میں مل جاتا ہے "روزنامہ دھماکہ" روزنامہ میرے منہ سے نکلنا چاہئے کچھ اور " اور اس کے بعد جو خبریں، تصاویر اور پھر عورتوں کی تصاویر روزنامہ " قبرستان" یہاں باہر بھی ہمارے پاس لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔ آپ believe کریں یہ فون کرتے ہیں اور جب ہم پوچھتے ہیں کہ آپ کون ہیں؟ جناب میں روزنامہ دھماکہ سے ہوں آپ کا انٹرویو کرنا ہے۔

میں نے کہا اپنے پیسے بتاؤ، اصل بات کرو اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں مجھے انہوں نے کہا کہ آپ کو پریس کلب کے اندر chief guest بنانا ہے۔ میں نے کہا بنالو پیسے بتاؤ کتنے لینے ہیں۔ میرے پاس ان کی لسٹ موجود ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے آج جو بات کی ہے ہم بھی ان کی حقیقت بتائیں گے میرے پاس لسٹ موجود ہے جب وہ لسٹ مجھے فیکس کی گئی تو اس میں کہا گیا تھا کہ اتنے ٹی وی۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: وہ لسٹ مجھے دیں میں اسے اس ایوان میں پیش کروں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! وہ لسٹ میرے پاس موجود ہے۔ اتنے ٹی وی اتنے فریج تو میں نے ان سے کہا کہ بچوں کے پروگرام میں مجھ سے ٹی وی اور فریج مانگ رہے ہو، آپ کرتے کیا ہیں؟ آپ ہم سے سیدھی بات کریں۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے میں غلطیاں ہیں اور اگر ہیں تو اسے ثابت کریں اور سب سے پہلے میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں کہ میں نے اگر کوئی غلطی کی ہے مجھے بتائی جائے لیکن اس طرح ہمارے کسی معزز رکن پر کیچڑ نہ اچھالا جائے یہ بہت بڑی زیادتی ہے یہ بھی اپنے آپ کو سمجھ لیں ہمیں بھی پتا ہے کہ یہ کہاں سے چلے تھے اور کہاں آ گئے۔ ہم تو الحمدللہ محنت کر کے یہاں تک آ ئے ہیں۔ بہت شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب والا! میں صرف دو منٹ بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جو محرک ہیں ان کو تو بولنے دیں۔ جنہوں نے تحریک پیش کی ہے پہلے انہیں تو بات کر لینے دیں۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب والا! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے ہمیں آج موقع دیا آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے۔

ایک نکطے کے فرق نے محرم سے مجرم بنا دیا
ہم دعا لکھتے رہے وہ دغا پڑھتے رہے

جناب سپیکر! آج عوام کا یہ منتخب، elected House ہم نے یہ قرارداد متفقہ طور پر پیش کی ہے۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: آج ہم ہبانگ دھل یہ بات کرنا چاہتے ہیں۔ پچھلے دنوں اس معزز ایوان کی جو proceedings ہوتی رہی ہیں اس میں قطعاً کسی ایم پی اے نے کسی ہمارے معزز ساتھی نے fake degree والوں کو support نہیں کیا نہ آج ہم کر رہے ہیں۔ ہم نے یہاں House میں جو بات کی وہ بات یہ تھی کہ جو غیر ذمہ دارانہ رپورٹنگ کی جارہی ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ جس طرح ڈاکٹر طاہر جاوید صاحب نے کہا کہ during election campaign میں ایک بہت بڑے چینل پر ticker چلا کہ ڈاکٹر طاہر جاوید وفات پاگئے ہیں۔ اس خبر سے ان کی بیٹی پر اور ان کے خاندان میں اور ان کے حلقے پر جو بیتی اس کا کون ذمہ دار ہے۔ راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب کا جو 18 گھنٹے ticker چلتا رہا راجہ شوت عزیز بھٹی نے آکر اپنی ڈگری کو لہرایا اپنے گزٹ کو لہرایا اور ان کی والدہ کو جو heart attack ہوا اس کا ذمہ دار کون ہے؟ کیا الیکشن کمشن آف پاکستان نے اس کی ڈگری کو fake declare کیا، کیا کورٹ نے اس کی ڈگری کو fake declare کیا، کیا اس کو ہائر ایجوکیشن نے fake declare کیا۔ اگر ان کے پاس ثبوت ہے تو ان کی fake degree کے ثبوت عوام کے سامنے لائیں اور کورٹ میں جائیں۔ اس کے علاوہ آپ کو پتا ہے کہ پچھلے اجلاس میں علی نور خان نیازی کے نام پر غلط خبر چلادی گئی آپ نے ان لوگوں کو بلایا انہوں نے آپ سے معذرت کی آپ نے کہا میں ان کے card cancel کرتا ہوں۔ ہم ان صحافیوں کے بھی قدر دان ہیں جنہوں نے جمہوریت کی خاطر جمہوریت کی فلاح و بہبود کی خاطر اس ملک میں rule of law کی خاطر عدلیہ کی بحالی کی خاطر قربانیاں دی ہیں ہم ان کو salute کرتے ہیں لیکن ہم ان لوگوں کو قطعاً salute نہیں کرتے ہیں جن کے غیر ذمہ دارانہ رویہ کی وجہ سے جو ان کا مذموم propaganda ہے اور یہ چاہتے ہیں جمہوریت derail ہو اور establishment کی B ٹیم بن کر جمہوریت کو derail کرنا چاہتے ہیں ۔ ہمیں سندوں کی verification پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹائم کا بھی خیال کیجیے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: ہمیں اگر اعتراض ہے تو ان کے پیچھے چھپے ہوئے لوگوں پر اعتراض ہے جو جمہوری لوگوں کو سیاست دانوں کو بلاوجہ بدنام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ بسر اصاحب دومنٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔

جناب سپیکر: اب بس کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔ اگر ہم نے آپ نے تمام پاکستان کی 18 کروڑ عوام نے آزادی صحافت کے لئے جدوجہد کی ہے تو اس کا مقصد قطعاً یہ نہیں ہے کہ یہ لوگوں کی پگڑیاں اچھالیں یہ خوامخواہ جھوٹا propaganda کریں ہم نے تو اس کے باوجود برداشت کیا۔ ہم تو ان کی سن رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی بہت شکریہ۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل : جناب والا! میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کبھی انہوں نے ضیاء شاہد کے بارے میں فلم چلائی ہے کبھی انہوں نے خلیل الرحمان کے بارے میں فلم چلائی ہے کسی اور کے متعلق چلائی ہے۔ ہم سیاست دانوں کے خلاف یہ جو ان کی منظم سازش ہے تمام stakeholders چاہے اس میں انتظامیہ ہو چاہے اس میں پریس ہو چاہے اس میں جنرل ہوں چاہے اس میں جرنلسٹ ہوں تمام کا بے لاگ احتساب کیا جائے۔ ان کی ڈگریاں بھی چیک کی جائیں۔ ہماری ڈگریاں بھی چیک کی جائیں ہمارے اثاثے بھی چیک کر رہے ہیں ان کے اثاثے بھی چیک کئے جائیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ بسر اصاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسرا ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کو اور اس معزز ایوان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اس لفظ کے ساتھ مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ جن دوستوں جن جرنلسٹوں نے اچھی رپورٹنگ کی ہے ان کو جتنا خراج تحسین آج اس ایوان نے ان کو پیش کیا ہے شاید کوئی ایوان پیش نہیں کر سکتا۔ میں الفاظ پڑھنا چاہتا ہوں

یہ ایوان وطن عزیز میں ذمہ دارانہ اور غیر جانب دارانہ صحافت کرنے والے صحافیوں کے کردار اور قربانیوں کا معترف ہے اور ان کی قومی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہے تاہم وہ black sheep'sخواہ وہ ہم میں سے ہوں خواہ وہ جرنلسٹوں میں سے ہوں خواہ وہ ججوں میں سے ہوں ہم سب کا فرض ہے کہ میڈیا بشمول ان کے اندر جو black sheep'sہیں، میں شاہ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ مسئلہ اچھے طریقے سے اٹھایا۔ یہ کامران خان جو کہ آئی ایس آئی کے ایجنٹ کے طور پر مشہور ہے، حامد میر کو دیکھیے، جیو نیوز والے ڈاکٹر شاہد کو دیکھیں ان کی آپ ہسٹری ملاحظہ کریں یہ کہاں سے چلے ہیں اور کہاں پر پہنچ گئے ہیں۔ آپ کے توسط سے میں چیف جسٹس سے یہ گزارش کروں گا کہ اب عدلیہ آزاد ہو چکی ہے ان سے ہاتھ باندھ کر درخواست کروں گا کہ اگر کرپشن کا از خود نوٹس لینا ہے تو ان تمام لوگوں کا لیجیے جو اس معاشرے کو برباد کر رہے ہیں۔ میں ایک اور عرض کرنا چاہتا ہوں۔ عابد شیر علی صاحب ہمارے بھائی ہیں کل انہوں نے پنجاب اسمبلی کے متعلق جو زبان استعمال کی ہے۔۔۔

معزز اراکین: شیم، شیم۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسرا ایڈووکیٹ): پنجاب اسمبلی کے دوستوں کے متعلق جو wording انہوں نے استعمال کی ہے میں ان کی انتہائی سخت الفاظ میں یہاں پر مذمت کرتا ہوں اور یہ مطالبہ کروں گا کہ وہ اپنے وہ الفاظ واپس لیں ورنہ کالی بھیڑیں خواہ ہم میں ہوں خواہ کسی میں ہوں قرار داد مذمت ان کے خلاف بھی یہاں پر آئے گی۔ میں آخری بات کر کے اجازت لوں گا۔ یہ کہتے تھے جناب آصف علی زرداری non state actor کس کو کہتے ہیں۔۔

جناب سپیکر: تھوڑا سا اختصار سے کام لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسرا ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ non state actor تھے جن لوگوں کا mandate نہیں تھا میڈیا پر اڑھائی سال سیاست دانوں کو بدنام کیا گیا۔ یہ ایک منصوبہ بندی کے تحت ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: اب بس کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسرا ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ ان کی ایک منصوبہ بندی ہے۔ یہ سب کچھ پچھلے پانچ سال میں کیوں نہیں کیا گیا۔ جناب سپیکر میں آپ کا ممنون ہوں۔

جناب سپیکر: جی بہت شکریہ۔ محترمہ سیمل کامران۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب والا! میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر دوں گی۔

جناب سپیکر: ان کو بھی ٹائم دیں۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ۔ اپوزیشن کی طرف سے ہیں ان کی بات بھی سنی جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب والا! میں نے صرف یہ گزارش کرنی تھی کہ میں قرار داد کے ساتھ بھی agree کرتی ہوں لیکن شیخ صاحب نے اپنی گفتگو میں کہا کہ حبشیوں کا میوزک، حضرت بلال حبشی جس کے مقابلے میں ساری دنیا کے لوگ کم ہیں میں اس بات پر disagree کرتی ہوں کہ حبشیوں کو disgrace کیا جائے اور میں ان کی appreciation کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: وہ الفاظ حذف کئے جائیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: میں حضرت بلال کی بہت عزت کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! وہ الفاظ حذف کر دیئے گئے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی محترمہ آپ فرمائیں۔ ان کے بعد چیمہ صاحب اور پھر رانا صاحب۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔

جناب سپیکر: جلدی جلدی بات کریں جمعہ کا ٹائم ہو گیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس ہاؤس میں جتنی ویمن پارلیمنٹرین ہیں میں ان سب کی جانب سے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ پچھلے دو دن سے اس دن کی proceeding کو بالکل ہی گھما پھرا کر پیش کر دیا گیا۔ ہماری تمام خواتین پارلیمنٹرین جو اس ہاؤس کی honorable Members ہیں ان کا اس دن بھی یہی مؤقف تھا اور آج بھی یہی مؤقف ہے کہ خبر کو خبر کے طور پر چلایا جائے خواتین کی تضحیک نہ

کی جائے دوسرا میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میڈیا کے سب لوگ ایک جیسے نہیں ہیں اسی طرح politicianمیں بھی سب لوگ ایک جیسے نہیں ہیں ہماری ہی برادری کے ایک رکن جن کا بسر اصاحب نے ذکر کیا ہے وہ ایکhonorable Memberجو اس ہاؤس کا حصہ ہیں صرف ان کی پگڑی اچھالنے کے لئے جس نہج پر جا چکے ہیں ان کی پارٹی قیادت کو اس کا نوٹس لینا چاہئے ،میں نہیں کہتی کہ عابد شیر علی میرا بھائی ہے، نہیں ہے میرا بھائی وہ، چونکہ جب وہ اس ہاؤس کے ایک ایک ممبر کو چور کہتا ہے۔

Ur-25

محترمہ سیمل کامران: ---جاری---جب وہ اس ہاؤس کے ایک ایک ممبر کو چور کہتا ہے، جب وہ اس ہاؤس کے ایک ایک ممبر کو کرپٹ کہتا ہے۔جب وہ کسی چینل پر بیٹھ کر بھاشن دے رہا ہوتا ہے تو نیچے اس کے اپنے ٹکر چل رہے ہوتے ہیں کہ نیب نے کرپشن پر چودھری شیر علی صاحب کو سزا دے دی۔میں استدعا کرتی ہوں کہ پہلے اس کے اثاثے چیک کروائے جائیں، اس کی ٹیکس ریٹرن چیک کروائی جائے۔وہ ہمارا بھائی نہیں ہو سکتا۔وہ ہماری برادری کا حصہ نہیں ہو سکتا۔جب وہ خود اس ہاؤس کے تمام ممبران کی توہین کرتا ہے اور وہ یہ کہہ کر توہین کرتا ہے کہ یہ میری پارٹی قیادت کا موقف ہے۔میں نے کل وزیر اعلیٰ صاحب سے استدعا کی تھی کہ وہ اس ہاؤس میں یہ بات واضح کریں کہ کیا یہ ان کا موقف ہے انہوں نے مجھے تو کہہ دیا کہ نہیں ہے لیکن انہوں نے ہاؤس میں آ کر یہ بات نہیں کی جس کا مجھے بہت رنج ہے۔

جناب سپیکر! اس ہاؤس میں بیٹھا ہوا ایک ایک ممبر، ایک ایک خاتون ممبر عابد شیر علی سے زیادہrespectableہے۔ہم اپنی عزت کے لئے سبunitedہیں۔میں اس ہاؤس سے استدعا کروں گی کہ عابد شیر علی کے خلاف ایک مذمتی قرار داد لائی جائے اور ہمیں سب سے پہلے سیاست دانوں میں چھپی ہوئی کالی بھیڑوں کو condemn کرنا چاہئے جو خود کرپشن سے بھرے ہوئے ہیں ، جو خود کرپٹ ٹھیکیداروں کو اپنی گاڑیوں میں بٹھا کر بھگاتے ہیں، جو خود کمیشن لے کر زندہ رہتے ہیں۔اسے کوئی حق نہیں کہ وہ اصول کی بات کرے۔وہ کس منہ سے میرٹ کی بات کرتا ہے ؟ میں اس ہاؤس کو اس وقت مانوں گی جب یہ عابد شیر علی کے خلاف قرار داد مذمت پاس کرے گا۔

جناب سپیکر: راناصاحب! جو بات ہو رہی ہےnoteکر لیں۔جی چیمہ صاحب!

جناب شوکت منظور چیمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔شکریہ۔جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔چونکہ نماز کا ٹائم ہو رہا ہے اس لئے دو دو منٹ بات کر لیں۔

جناب شوکت منظور چیمہ: جی، بالکل میں دو منٹ میں بات کر لوں گا۔میں ہاؤس کی خدمت میں ایک واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال میرے علاقے جبو کی گاؤں میں دو پارٹیوں کی لڑائی تھی۔ایک پارٹی نے ایک بندے کا منہ کالا کیا اور اسے سنگل ڈال کر، گدھے پر بٹھا کر سارے گاؤں میں اسے جوتے مارتے رہے۔دو دن بعد ایکسپریس والا نمائندہ وہاں گیا تو اس نے فلم بنانے کے لئے اسی طرح وہی کام کیا اس آدمی کا منہ کالا کیا، اسے گدھے پر بٹھایا، اسے سنگل ڈالے اور سارے گاؤں میں اسے پھراتا رہا۔میں یہ واقعہ گوجرانوالہ کے RPO کے علم میں لایا۔میں گوجرانوالہ کے RPO کو سلام پیش کرتا ہوں کہ شاید پورے پنجاب میں وہ واحد آدمی ہے جس نے صحافیوں کے خلاف stand لیا، اس نے اس کے خلاف پرچہ دیا تو ساری جوڈیشری ایکسپریس کو بچانے کے لئے میدان میں آگئی لیکن RPO صاحب نے وہاں ان کے خلاف defamation کا suit کیا ان کے خلاف خبریں چلائی گئیں لیکن اس مرد مجاہد نے ہمت نہیں ہاری defamation suit کیا اور اب ساری ایکسپریس ان سے معذرت کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی بہت شکریہ بڑی مہربانی۔جی رانا صاحب! ان کے بعد ندیم خادم صاحب۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! آج اس ایوان میں جو قرارداد پیش ہوئی اور پاس ہوئی وہ انتہائی مثبت تھی۔اس کے اندر درست رپورٹنگ کرنے والے پریس کے حضرات کو سراہا گیا اور غلط رپورٹنگ کرنے والوں کو condemn کیا گیا۔مجھے سمجھ نہیں آتی کہ پریس والوں نے واک آؤٹ اس کے خلاف کیا ہے جو ہم نے تعریف کی ہے یا اس کے حق میں کیا ہے جسے ہم نے condemn کیا ہے یہ ان سے پوچھنا چاہئے ۔ پچھلے دو سالوں سے ہم پر کیچڑ اچھالا جاتا رہا ہم نے نہ کبھی واک آؤٹ کیا اور نہ کبھی ان کا بائیکاٹ کیا بلکہ ہم ان کی تقاریب کی سجاوٹ بنتے رہے لیکن آج وہ صرف ایک دن بھی اپنے اوپر تنقید برداشت نہیں کر سکے۔میرے خیال میں آج پریس گیلری نے جس طرح سے واک آؤٹ کیا ہے تو ہم بھی تمام ممبران عہد کریں کہ آج کے بعد کوئی ممبر چاہے وہ اسمبلی میں حاضر ہے یا نہیں وہ ان کی سکرین کی سجاوٹ نہیں بنے گا اور ان کے پروگرام میں نہیں جائے گا۔کل وزیر اعلیٰ نے بھی اور آج اس قرارداد

میں بھی کمیٹی کے قیام اور مشترکہ کمیٹی کی بات کی ہے جس کے اندر ان کو بھی دعوت دی گئی تھی وہ ایک مثبت قدم تھا۔انہیں چاہئے تھا کہ وہ اس کا انتظار کرتے۔مجھے شک ہے کہ پی ٹی وی کا کیمرہ مین جو اس ہاؤس میں ڈیوٹی پر تھا جونہی صحافیوں نے واک آؤٹ کیا وہ بھی کیمرہ چھوڑ کر بیٹھ گیا اس سے بھی وضاحت طلب کی جائے کہ کیا وہ ان کا ساتھ دے رہا ہے یا حکومت کا ساتھ دے رہا ہے کیونکہ اس کے بعد اس نے کیمرے پر کوئی کارروائی نہیں کی حالانکہ آپ نے نشاندہی بھی کی تھی لہذا اس چیز کا بھی notice لیا جائے۔ بہت مہربانی بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: پی ٹی وی والے کدھر گئے ہیں؟

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کے لئے ایک منٹ ہے۔

چودھری ندیم خادم: شکریہ۔جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے سب سے پہلے اس ایوان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آج سب متفقہ طور پر یہ قرار داد لائے اور جہاں تک issue کی بات ہے اور میرے بھائی ریاض بسرا نے جو بات کی ہے میں ان کی تائید کروں گا۔

آوازیں: ریاض بسرا نہیں شوکت بسرا۔

چودھری ندیم خادم: sorry شوکت بسرا صاحب، میں معذرت خواہ ہوں۔شوکت بسرا صاحب نے کالی بھیڑوں کی بات کی تو میں آپ کے توسط سے اس ایوان میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ کالی بھیڑیں چاہے کسی بھی جماعت میں ہوں اس issue پر چاہے وہ پیپلز پارٹی میں ہوں چاہے مسلم لیگ (ن) میں ہوں انہوں نے جس شخصیت کا اس ایوان میں ذکر کیا۔میں مسلم لیگ (ن) کا ایم پی اے ہوں میں جناب عابد شیر علی صاحب کے اس بیان پر سخت احتجاج کرتا ہوں اور اس سے پوچھتا ہوں اگر آج میڈیا والے ہوتے تو یہ بات ابھی اس تک پہنچتی۔میں اس سے یہی پوچھتا ہوں کہ 1997 تک عابد شیر علی تین مرلے کے مکان میں رہتا تھا اور اب اس کی کیا پوزیشن ہے؟ اب وہ ارب پتی ہو گیا ہے۔وہ کس طرح ارب پتی ہوا ہے؟ دو مہینے پہلے اس کرپٹ انسان سے جو کچھ کیا وہ خود بد دیانت ہے اور اس کا سارا خاندان بد دیانت ہے جو ہمارے بارے میں یہ زبان استعمال کرتا ہے۔عابد شیر علی نے دو مہینے پہلے ٹھیکیداروں کو 8 کروڑ کے

جعلی ٹھیکے دلوائے۔ ڈائریکٹر انٹی کرپشن نے اس کی گاڑی کے اندر سے ٹھیکیداروں کو پکڑا۔جب ڈائریکٹر انٹی کرپشن نے اس بندے کو اس کی گاڑی سے گرفتار کیا لیکن اس نے گن پوائنٹ پر وہ بندہ چھڑوایا۔میں احتجاج کرتا ہوں اورآپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب سے التماس ہے کہ اس نے گن پوائنٹ پر جو بندے چھڑوائے تھے اس کے خلاف کیس رجسٹرڈ کیا جائے۔شکریہ۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب جمعہ کی نماز کا ٹائم ہو گیا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب جمعہ کا ٹائم ہو گیا ہے no point of order آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔لہٰذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 12 جولائی 2010 سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

(سوموار12، منگل13، بدھ14، جمعرات15، جمعتہ المبارک16۔جولائی2010)

(یوم الاثنین29، یوم الثلاثہ30۔رجب المرجب، یوم الاربعاء یکم، یوم الخمیس2، یوم الجمع3۔شعبان المعظم1431ھ)

پندرھویں اسمبلی: انیسواں اجلاس

جلد19(حصہ دوم):شمارہ جات 6تا10

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

انیسواں اجلاس

سوموار،12۔جولائی2010

جلد 19:شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	----------	507
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	511
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	512

	پوائنٹ آف آرڈر	
4۔	قواعد معطل کر کے صحافیوں کے حق میں قرارداد ایوان میں پیش کرنے کی اجازت کا مطالبہ	515
	سوالات (محکمہ صحت)	
5۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	525
6۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	573

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	توجہ دلاؤ نوٹس	
7۔	(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)	589
	تحاریک التوائے کار	
8۔	ہجویری یونیورسٹی لاہور کا پاکستان انجینئرنگ کونسل سے منظوری کے بغیر کلاسوں کا اجراء اور ڈگری جاری نہ کرنے سے سینکڑوں خاندان متاثر(۔۔۔جاری)	590
9۔	ضلع بھکر کے موضع بھکر نشیب میں واقع 132 کنال اراضی پر محکمہ کی ملی بھگت سے بااثر شخصیت کا قبضہ	592
10۔	دربار حضرت مادھولال حسینؒ لاہور کی ڈسپنسری کی اچانک مسماری سے اہل علاقہ کو علاج معالجہ میں دشواری کا سامنا	595
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو ایوان میں متعارف ہوا)	
11۔	مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات مصدرہ 2010	597
12۔	محکمہ جنگلات پنجاب کے حسابات مد بندی کی رپورٹ برائے سال 06-2005 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	597
13۔	حکومت پنجاب کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ	

	برائے سال2006-07کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	598 ----------
14۔	حکومت پنجاب کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ	
	برائے سال2007-08کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	598 ----------
15۔	حکومت پنجاب کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ	
	برائے سال2008-09کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	599 ----------
16۔	حکومت پنجاب کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ	
	برائے سال2009-10کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	599 ----------
17۔	حکومت پنجاب کی ریونیو وصولیوں کی آڈٹ رپورٹ	
	برائے سال2007-08کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	599 ----------

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
18۔	حکومت پنجاب کی ریونیو وصولیوں کی آڈٹ رپورٹ	
	برائے سال2008-09کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	600 ----------
19۔	حکومت پنجاب کی ریونیو وصولیوں کی آڈٹ رپورٹ	
	برائے سال2009-10کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	600 ----------
20۔	حکومت پنجاب کے محکمہ جات سول ورکس HUD &،C&W	
	PHE،I&P،LG&CD، P&Dاور EPکی آڈٹ رپورٹ	
	برائے سال2007-08کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	601 ----------
21۔	حکومت پنجاب کے محکمہ جات سول ورکس HUD &،C&W	
	PHE،I&P،LG&CD، P&Dاور EPکی آڈٹ رپورٹ	
	برائے سال2008-09کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	602 ----------
22۔	حکومت پنجاب کے محکمہ جات سول ورکس HUD &،C&W	
	PHE،I&P،LG&CD، P&Dاور EPکی آڈٹ رپورٹ	

	برائے سال2009-10 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	602
23۔	حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی آڈٹ رپورٹ برائے سال2006-07 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	603
24۔	حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی آڈٹ رپورٹ برائے سال2007-08 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	603
25۔	حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی آڈٹ رپورٹ برائے سال2008-09 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	604
26۔	حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی آڈٹ رپورٹ برائے سال2009-10 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	604
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
27۔	مسودہ قانون (ترمیم) غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مصدرہ2010 (۔۔۔جاری)	605

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
28۔	مسودہ قانون (ترمیم) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی مصدرہ2010	607
29۔	مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ2010	609
30۔	مسودہ قانون پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ برائے انفراسٹرکچر پنجاب مصدرہ2009	611
	منگل، 13۔جولائی2010	
	جلد 19: شمارہ7	
31۔	ایجنڈا	623
32۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	625
33۔	نعت رسول مقبول ﷺ	626

	سوالات (محکمہ سکولز ایجوکیشن)	
34۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ----------	627
35۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------	664
	تعزیت	
36۔	سابق ممبر اسمبلی حاجی غلام رسول شادی خیل کی وفات پر دعائے مغفرت ----------	684
	پوائنٹ آف آرڈر	
37۔	وقفہ سوالات میں ضمنی سوالات کے حوالے سے تین سوالوں کی پابندی کے بارے میں جناب سپیکر سے رولنگ کا مطالبہ ----------	685
38۔	سرگودھا میں ہائی کورٹ بنچ کے قیام کا مطالبہ ----------	686
	تحاریک التوائے کار	
39۔	ضلع کچہری لاہور کے مال خانہ میں کروڑوں روپے کا سامان کھلے آسمان تلے پڑا رہنے سے ناکارہ اور ضائع ہونے کا خدشہ (۔۔۔جاری) ----------	689
40۔	لبرٹی چوک لاہور کی گرین بیلٹ پر پی ایچ اے کے عملہ و افسران کی ملی بھگت سے پلازہ مالک کا قبضہ (۔۔۔جاری) ----------	689

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
41۔	لاہور میں بھکاریوں کی تعداد میں بے جا اضافہ، دہشت گردوں میں شامل ہونے کے خدشہ پر لوگوں کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری) ----------	691
42۔	حکومت کی جانب سے پہلی جماعت کے بچوں کے لئے چھ کتابوں پر مشتمل کورس منتخب کرنے سے بچوں کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری) ----------	691
43۔	ٹی ایچ کیو ہسپتال کہوٹہ کے ڈاکٹروں اور پولیس کا پوسٹ مارٹم میں عدم تعاون کے بارے میں افسران کو آگاہ کرنے پر معزز ممبر	

	کے خلاف مقدمہ کا اندراج(۔۔۔جاری)	692
44۔	مارکیٹ میں دستیاب کھلونوں میں زہریلے مادے کی مقدار زیادہ ہونے	
	کی وجہ سے بچوں کی دماغی نشوونما متاثر ہونے کا خدشہ	694
45۔	پنجاب میں این جی اوز کی مشکوک سرگرمیاں	696
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قراردادیں(مفاد عامہ سے متعلق)	
46۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والہ میں ہیپاٹائٹس سنٹر کے قیام کا مطالبہ	701
	پوائنٹ آف آرڈر	
47۔	پانی کے حوالے سے ایوان میں بحث کرنے کا مطالبہ	703
48۔	شوگر ملز مالکان کی جانب سے گنے کے کاشتکاروں کو ادائیگی	
	نہ ہونے سے پریشانی کا سامنا	706
	بحث	
48۔	صوبہ میں پانی کے حوالے سے عام بحث	706
49۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	719
	قرارداد	
50۔	اراکین اسمبلی اور صحافیوں میں پائی جانے والی غلط فہمی کو دور کرنا	
	اور جمہوریت کے لئے صحافیوں کی جدوجہد کو خراج تحسین پیش کرنا	720

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	بدھ،14۔جولائی2010	
	جلد 19:شمارہ 8	
51۔	ایجنڈا	725
52۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	727

53۔	نعت رسول مقبول ﷺ	728
	سوالات (محکمہ جیل خانہ جات)	
54۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	729
	بحث	
55۔	صوبہ میں پانی کے حوالے سے عام بحث(۔۔۔جاری)	742
56۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(۔۔۔جاری)	763
57۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	771
	تحاریک التوائے کار	
58۔	بورے والہ کی رہائشی سکیم مجاہد کالونی کی جعلی الاٹمنٹ سے اصل الاٹیز کو پریشانی کا سامنا	801
59۔	بورے والہ شہر میں ٹیوب ویل بند ہونے کی وجہ سے شہریوں کو پینے کا پانی میسر نہ ہونے سے پریشانی کا سامنا	802
60۔	حلقہ پی پی۔218 خانیوال میں نئے سکولز قائم کرنے کے سلسلے میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ سے جاری ہونے والے ڈائریکٹوز پر عملدرآمد نہ ہونا	803
61۔	محکمہ تعلیم کی حالیہ بھرتی میں افسران کی اقرباء پروری اور دوغلی پالیسی سے اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد نظر انداز	804
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
62۔	مسودہ قانون ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی پنجاب مصدرہ2010	807

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
63۔	کورم کی نشاندہی	811
64۔	مسودہ قانون ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ	

	اتھارٹی پنجاب مصدرہ2010(۔۔۔جاری)	812
65۔	مسودہ قانون امتحانات کمیشن پنجاب مصدرہ2010	814

جمعرات،15۔جولائی2010

جلد 19:شمارہ 9

66۔	ایجنڈا	821
67۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	823
68۔	نعت رسول مقبول ﷺ	824
	سوالات(محکمہ مواصلات وتعمیرات)	
69۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	825
70۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	863
	پوائنٹ آف آرڈر	
71۔	اسمبلی پریس گیلری میں صحافیوں کی آمد پر انہیں خوش آمدید اور خراج تحسین پیش کرنا	879
	تعزیت	
72۔	کوئٹہ میں حبیب جالب بلوچ بی این پی کے سیکرٹری جنرل کی وفات پر دعائے مغفرت	881
	توجہ دلاؤ نوٹس	
73۔	لاہور۔ڈاکوؤں کی فائرنگ سے ڈاکٹر کی ہلاکت	897

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

	رپورٹیں(جو پیش ہوئیں)	
74۔	مسودات قانون انسٹیٹیوٹ آف ساؤتھ پنجاب ملتان،لاہور لیڈز یونیورسٹی اور گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور مصدرہ2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	898
	تحاریک التوائے کار	
75۔	نوشہرہ حلقہ پی پی۔39 میں وزیر اعلیٰ کی منظوری کے باوجود گرلز ڈگری کالج کی تعمیر میں تاخیر	901
76۔	پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کی جانب سے تعمیر شدہ مکانوں کی قیمت میں بے جا اضافہ	902
77۔	صوبائی دارالحکومت لاہور میں بے روزگاری، تنگی حالات اور دیگر وجوہات کی وجہ سے خودکشیوں میں اضافہ	903
78۔	لاہور میں جانوروں کی خوراک انسانوں کے لئے کھلے عام فروخت ہونے سے بچوں کی نشوونما متاثر ہونے کا خدشہ	904
	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
79۔	مسودہ قانون پنجاب ہیلتھ کیئر مصدرہ2009 اور تحریک التوائے کار نمبر 1038/08 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	906
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون(جو زیر غور لائے گئے)	
80۔	مسودہ قانون سستی روٹی اتھارٹی مصدرہ2009	910
81۔	کورم کی نشاندہی	914
82۔	مسودہ قانون سستی روٹی اتھارٹی مصدرہ2009(۔۔۔جاری)	916
83۔	کورم کی نشاندہی	944

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
84۔	مسودہ قانون سستی روٹی اتھارٹی مصدرہ2009(۔۔۔جاری)	945
	بحث	
85۔	تحریک التوائے کار بر موضوع پنجاب میں این جی اوز کی مشکوک سرگرمیوں پر بحث	948
	جمعۃ المبارک،16۔جولائی2010	
	جلد 19:شمارہ 10	
86۔	ایجنڈا	965
87۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	967
88۔	نعت رسول مقبول ﷺ	968
	سوالات (محکمہ جات سماجی بہبود وترقی خواتین)	
89۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	969
90۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1005
	تحاریک استحقاق	
91۔	ایس ایچ او تھانہ صدر لودھراں کا معزز رکن اسمبلی کا فون نہ سننا	1025
	پوائنٹ آف آرڈر	
92۔	پی سی ایس افسران کے بارے میں تحریک التوائے کار کو منظور کرنے اور اس پر بحث کرنے کا مطالبہ	1027
	تحاریک التوائے کار	
93۔	لبرٹی چوک لاہور کی گرین بیلٹ پر پی ایچ اے کے عملہ وافسران کی ملی بھگت سے پلازہ مالک کا قبضہ (۔۔۔جاری)	1030
94۔	بورے والہ شہر میں واٹر سپلائی سکیمیں مکمل	

	اور چالونہ کرنے سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا	1030
95۔	سینٹ ڈینس گرلز ہائی سکول کشمیر پوائنٹ مری کو جلانے کی وجہ سے سینکڑوں بچیوں کا مستقبل تاریک ہونے کا خدشہ	1032

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
96۔	محکمہ کی مبینہ ملی بھگت سے گورنمنٹ اسلامیہ سیکنڈری ہائی سکول لیاقت باغ راولپنڈی پر لینڈ مافیا کا قبضہ	1033
97۔	پلاسٹک بوتل واٹر کو منرل واٹر کا نام دے کر ملٹی نیشنل اور نیشنل کمپنیوں کے علاوہ لوکل کمپنیوں کا عوام سے اربوں روپے بٹورنا سرکاری کارروائی	1034
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
98۔	مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان مصدرہ2010	1037
99۔	انڈکس	



507

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،12۔جولائی2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات 2010 (مسودہ قانون نمبر20 بابت 2010)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات 2010 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ محکمہ جنگلات پنجاب کے حسابات مدبندی کی رپورٹ برائے سال 06۔2005 ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر محکمہ جنگلات پنجاب کے حسابات مدبندی کی رپورٹ برائے سال 06۔2005 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

3۔ حکومت پنجاب کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 07۔2006 ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے حسابات کے آڈٹ کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 07۔2006 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

4۔ حکومت پنجاب کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 08۔2007 ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے حسابات کے آڈٹ کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 08۔2007 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

508

5۔ حکومت پنجاب کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال09۔2008ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے حسابات کے آڈٹ کی آڈٹ رپورٹ برائے سال09۔2008ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

6۔ حکومت پنجاب کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ برائے سال10۔2009ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے حسابات کے آڈٹ کی آڈٹ رپورٹ برائے سال10۔2009ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

7۔ حکومت پنجاب کی ریونیو وصولیوں کی آڈٹ رپورٹ برائے سال08۔2007ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کی ریونیو وصولیوں کے آڈٹ کی آڈٹ رپورٹ برائے سال08۔2007 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

8۔ حکومت پنجاب کی ریونیو وصولیوں کی آڈٹ رپورٹ برائے سال09۔2008ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کی ریونیو وصولیوں کے آڈٹ کی آڈٹ رپورٹ برائے سال09۔2008 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

9۔ حکومت پنجاب کی ریونیو وصولیوں کی آڈٹ رپورٹ برائے سال10۔2009ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کی ریونیو وصولیوں کے آڈٹ کی آڈٹ رپورٹ برائے سال10۔2009 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

10۔ حکومت پنجاب کے محکمہ جات سول ورکس، P&D, LG&CD, I&P, HUD & PHE, C&W اورEP کی آڈٹ رپورٹ برائے سال08۔2007ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے محکمہ جات سول ورکس، P&D, LG&CD, I&P, HUD & PHE, C&W اورEP کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 08۔2007ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

11۔ حکومت پنجاب کے محکمہ جات سول ورکس،LG&CD, I&P, HUD & PHE, C&W کی آڈٹ رپورٹ برائے سال09۔2008ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے محکمہ جات سول ورکس، LG&CD, I&P, HUD & PHE, C&W کی آڈٹ رپورٹ برائے سال09۔2008ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

509

12۔ حکومت پنجاب کے محکمہ جات سول ورکس، P&D, LG&CD, I&P, HUD & PHE, C&W اورEP کی آڈٹ رپورٹ برائے سال10۔2009ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے محکمہ جات سول ورکس، P&D, LG&CD, I&P, HUD & PHE, C&W اورEP کی آڈٹ رپورٹ برائے سال10۔2009ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

13۔ حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 07۔2006ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 07۔2006ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

14۔ حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 08۔2007ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 08۔2007ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

15۔ حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 09۔2008ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 09۔2008ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

16۔ حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 10۔2009ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 10۔2009ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

17۔ مسودہ قانون(ترمیم)غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب2010(مسودہ قانون نمبر5بابت2010)

مسودہ قانون(ترمیم)غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب 2010،جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے آبکاری و محصولات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،پر(ضمن 2سے) ضمن وار غور وخوض کا دوبارہ آغاز۔

510

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب2010منظور کیا جائے۔

18۔ مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی2010(مسودہ قانون نمبر11بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی 2010،جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے صحت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی2010منظور کیا جائے۔

19۔ مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب2010(مسودہ قانون نمبر9بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب 2010،جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے ریونیو،ریلیف واشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب2010منظور کیا جائے۔

20۔ مسودہ قانون پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ برائے انفراسٹرکچر پنجاب2009(مسودہ قانون نمبر29بابت 2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ برائے انفراسٹرکچر پنجاب2009 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225 کے تحت ایک خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ برائے انفراسٹرکچر پنجاب2009، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے منصوبہ بندی و ترقیات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ برائے انفراسٹرکچر پنجاب2009 منظور کیا جائے۔

511

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

سوموار،12۔جولائی2010

(یوم الاثنین،29۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں شام5بج کر10منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

وَلَئِن سَأَلۡتَهُم مَّنۡ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ وَسَخَّرَ ٱلشَّمۡسَ وَٱلۡقَمَرَ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُۖ فَأَنَّىٰ يُؤۡفَكُونَ ۝٦١ ٱللَّهُ يَبۡسُطُ ٱلرِّزۡقَ لِمَن يَشَآءُ مِنۡ عِبَادِهِۦ وَيَقۡدِرُ لَهُۥٓۚ إِنَّ ٱللَّهَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٞ ۝٦٢ وَلَئِن سَأَلۡتَهُم مَّن نَّزَّلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءٗ فَأَحۡيَا بِهِ ٱلۡأَرۡضَ مِنۢ بَعۡدِ مَوۡتِهَا لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُۚ قُلِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِۚ بَلۡ أَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡقِلُونَ ۝٦٣ وَمَا هَٰذِهِ ٱلۡحَيَوٰةُ ٱلدُّنۡيَآ إِلَّا لَهۡوٞ وَلَعِبٞۚ وَإِنَّ ٱلدَّارَ ٱلۡأٓخِرَةَ لَهِيَ ٱلۡحَيَوَانُۚ لَوۡ كَانُواْ يَعۡلَمُونَ ۝٦٤

سُوْرَۃُ العَنکبوت آیات 61 تا 64

اور اگر اُن سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا۔اور سورج اور چاند کو کس نے(تمہارے)زیر فرمان کیا تو کہہ دیں گے اللہ نے۔تو پھر یہ کہاں اُلٹے جارہے ہیں(61)اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے(62)اور اگر تم اُن سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کس نے برسایا پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد(کس نے)زندہ کیا تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے ۔کہہ دو کہ اللہ کا شکر ہے لیکن ان میں اکثر نہیں سمجھتے(63)اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے اور(ہمیشہ کی)زندگی(کا مقام)تو آخرت کا گھر ہے۔کاش!یہ(لوگ)سمجھتے(64)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ہم سوئے حشر چلیں گے شاہِ ابرار کے ساتھ
قافلہ ہوگا رواں قافلہ سالار کے ساتھ
پُل سے مجھ سا بھی گنہگار گزر جائے گا
ہو گی سرکار کی رحمت جو گنہگار کے ساتھ
یہ تو طیبہ کی محبت کا اثر ہے ورنہ
کون روتا ہے لپٹ کر در و دیوار کے ساتھ
رہ گئے منزل سدرہ پہ پہنچ کر جبریل
چل نہیں سکتا فرشتہ تیری رفتار کے ساتھ

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب میرے خیال میں آپ نے جو بات کی تھی اور جو طے ہوا تھا کہ Question Hour کے دوران کوئی point of order raise نہیں ہو گا۔ گورنمنٹ کی طرف سے نہ ہی اپوزیشن کی طرف سے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اذان ہو رہی ہے۔ تشریف رکھیں۔

(اذان عصر)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں نے جو بات پوچھی ہے میں نے جو بات آپ سے کی ہے وہ تو مجھے بتائیں کہ ہمارا فیصلہ کیا ہوا تھا؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سنوں گا، میں ضرور سنوں گا لیکن ایک اصول آپ نے طے کیا ہے اس پر کاربند رہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین اراکین حزب اختلاف اپنی سیٹوں پر کھڑی ہو گئیں
اور مطالبہ کیا کہ قائد حزب اختلاف کو بات کرنے دی جائے)
(معزز اراکین حزب اقتدار کی طرف سے "لوٹے، لوٹے" کی نعرہ بازی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو۔۔۔

MR. SPEAKER: No please. No cross talk. No Comments.

مجھے بات کرنے دیں۔ میں بات کر رہا ہوں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ آپ تشریف رکھیں، میں بات کر رہا ہوں، میں ان کی بات سنوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ قائد حزب اختلاف پوائنٹ آف آرڈر پر جو بات کرنا چاہتے ہیں اس کا جواب بھی ہم سے لے لیں اور اس کے بعد جو ہاؤس کی sense ہو اس کے مطابق آپ عملدرآمد کریں۔

جناب سپیکر: جو بات میں نے پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں کی ہے کیا Business Advisory Committee میں بیٹھ کر یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا؟ میں بات کر رہا ہوں اب کوئی بات نہ کرے۔ مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین اراکین حزب اختلاف اپنی سیٹوں پر کھڑی ہو گئیں اور مطالبہ کیا کہ قائد حزب اختلاف کو بات کرنے دی جائے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اگر۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ بات سننے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فیصلہ تو ہوا تھا لیکن غالباً قائد حزب اختلاف آج ایک Resolution پیش کرنا چاہتے ہیں اور اسے out of turn take up کرنے کے لئے تحریک move کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو اس تحریک کی اجازت دینے سے پہلے ان کا مؤقف بھی House سن لے اور میرا بھی سن لے اس کے بعد جو House کی sense ہو اس کی اجازت دے دی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، انہوں نے میری بات کی تائید کی ہے کہ واقعی فیصلہ اسی طرح ہوا تھا کہ during Question Hour کوئی point of order کسی طرف سے نہیں ہو گا لیکن چونکہ وہ قائد حزب

اختلاف ہیں اب انہوں نے اپنی بات سے خود انحراف کر لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔وہ قائد حزب اختلاف ہیں میں floor ان کو دیتا ہوں۔چودھری صاحب! آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

قواعد معطل کر کے صحافیوں کے حق میں قرارداد ایوان میں پیش کرنے کی اجازت کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ ابھی وقفہ سوالات شروع نہیں ہوا اور دوسری بات یہ ہے کہ کچھ اہم باتوں پر گفتگو کرنے کے لئے جب ہمارا فیصلہ ہوا تھا تو اس کے بعد بھی Business Advisory Committee کی revisions ہوتی رہی ہیں اور یہاں پر point of orders بھی لئے جاتے رہے ہیں۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں پر بات کرنے کی بلکہ consensus کے ساتھ بات کرنے کی اجازت دی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں جو میڈیا کی مذمتی قرارداد تھی، 7۔تاریخ کو یہاں پر شروع ہوئی جب Chief Executive بھی یہاں پر تشریف فرما تھے، تقاریر ہو رہی تھیں تو میں نے اجازت مانگی اور جب آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اور on record میں نے کہا تھا کہ یہ غلط بات ہو رہی ہے اور یہ بات کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے، اچھے اور بُرے ہر جگہ ہوتے ہیں لیکن میڈیا کے خلاف کسی قسم کی کوئی کارروائی اس ایوان میں نہ لائی جائے۔ اس کے بعد میں نے یہاں پر یہ بھی کہا تھا کہ اگر کوئی بھی کارروائی کی گئی تو ہم اس کا حصہ نہیں بنیں گے ہم اس کا بائیکاٹ کریں گے۔

(معزز اراکین حزب اقتدار کی جانب سے جھوٹا، جھوٹا کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: ان کو بات کرنے دیں۔ آپ خاموش رہیں میں بات کروں گا۔جی، چودھری صاحب! آپ فرمائیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! اس کے بعد جب 9۔ تاریخ کو آپ نے Business Advisory Committee کی میٹنگ بلائی تو میں تھوڑا سا late ہو گیا اور جب آیا تو ایک printed قرار داد وزیر قانون صاحب کے ہاتھ میں تھی جو آپ کی موجودگی میں انہوں نے مجھے پکڑائی۔ انہوں نے کہا کہ ہم تمہارے آنے سے پہلے میٹنگ کر رہے تھے یہ قرار داد ہے جو آج ہم نے پیش کرنی ہے۔

(معزز اراکین حزب اقتدار کی جانب سے جھوٹ، جھوٹ کی آوازیں)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ No interruption. No cross talk please. مجھے ان کی بات سننے دیں۔ جی، چودھری صاحب! آپ فرمائیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): میں نے وہ قرارداد پڑھنے کے بعد اس طریقے سے table کے اوپر رکھتے ہوئے کہا کہ یہ آپ غلط کر رہے ہیں میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ یہ آپ پیش نہ کریں اور ہم اس پر دستخط کریں گے اور نہ ہی اس کا حصہ بنیں گے بلکہ ہم اس کا بائیکاٹ کریں گے۔ یہ کہہ کر جب میں اُٹھ کر آ گیا اور مجھے لیاقت انصاری باہر ملے انہوں نے بھی پوچھا کہ کیا فیصلہ ہوا میں نے اسے کہا کہ میں نے اسے defend کیا ہے اور دستخط کرنے سے بھی انکار کیا ہے جو وزیر قانون نے ہمیں وہاں پر printed material دیا ہے اور اس کے بعد ہم نے اس کا بائیکاٹ بھی declare کیا۔ آپ کی Resolution پیش ہونے سے پہلے وہاں پر یہ ticker چل چکے تھے۔ اس کے بعد۔۔۔

(معزز اراکین حزب اقتدار کی جانب سے جھوٹ، جھوٹ کی آوازیں)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ No please. Order please. مجھے قائد حزب اختلاف کی بات سننے دیں۔ آپ کیا کرتے ہیں؟

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: یہ سب جھوٹ ہے۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہ کریں۔ No cross talk

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! اس وقت premises Assembly کے اندر Chief Executive بھی موجود تھے، وزیر قانون کے علاوہ چار پانچ وزراء بھی یہاں پر

موجود تھے، دو سیاسی جماعتیں یہاں پر موجود تھیں انہوں نے اسے اپنے طور پر بغیر کسی رکاوٹ کے اس کو منظور کیا۔ اس وقت ہی ہم نے میڈیا کے حق میں یہاں پر قرارداد جمع کروائی۔ میں آج استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح اس مذمتی قرار داد کو rules relax کر کے پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی مجھے بھی rules relax کر کے پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جھوٹ، جھوٹ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: بات سنیں۔ رانا صاحب ایک منٹ مجھے دے دیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ میری بات سنیں۔ (قطع کلامیاں)

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جھوٹ، جھوٹ۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کرتی ہیں؟ میری بات نہیں سنتیں، تشریف رکھیں۔ دیکھیں چودھری صاحب! جہاں تک اس قرار داد کی بات ہے تو جب یہ قرار داد یہاں پیش ہوئی اور اس پر Chair کی طرف سے ہاں اور نہ کی بات ہوئی تو اس وقت آپ کی پارٹی کے نمائندگان یہاں موجود تھے ان میں سے کسی نے بھی اسے oppose نہیں کیا۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کا شکر گزار ہوں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ بات on record لانا چاہتا ہوں کہ جب میں نے پیغام بھیجا تو میرے تمام ساتھی باہر آ گئے تھے لیکن کچھ ساتھی جو ہم میں سے سرکوپ بنے ہوئے ہیں وہ تو بڑی دیر سے یہاں پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس دن میڈیا کے خلاف مذمتی قرارداد پیش کی گئی تھی آج مجھے میڈیا کے حق میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کا مشکور ہوں کہ انہوں نے آج یہ تحریک پیش کرنے سے پہلے کہ رولز suspend کر کے انہیں میڈیا کے حق میں قرارداد

پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔انہوں نے اس کی جو وجوہات بیان کیں اس میں انہوں نے دو تین باتیں کی ہیں۔جس طرح انہوں نے اس سارے واقعہ کی background پیش کی میں بھی مختصر الفاظ میں قائد حزب اختلاف کی یاد داشت کے لئے یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ واقعہ بدھ کے روز 7۔ تاریخ کو اس طرح سے شروع ہوا تھا کہ ہمارے ایک معزز رکن شوکت عزیز بھٹی نے اپنے متعلق یہ بات کی کہ میری ڈگری جعلی نہیں ہے اصلی ہے لیکن میرے خلاف غلط سٹکر چلائے گئے،غلط خبر چلائی گئی جس کی وجہ سے میری والدہ کو heart attack ہو گیا۔اس کے بعد ہماری معزز رکن سیمل کامران نے اٹھ کر اسی موضوع پر بات کی اور بات کرتے کرتے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل ایوان میں داخل ہوئے
تو معزز اراکین اسمبلی نے ڈیسک بجا کر انہیں خوش آمدید کہا اور نعرے لگائے کہ
مستی خیل ہم تمہارے ساتھ ہیں)

جناب سپیکر: پلیز! شور کم کریں اور بات سنیں۔ آرڈر پلیز۔ وسیم قادر صاحب! آرڈر پلیز۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب میری بہن اور اس معزز ہاؤس کی رکن سیمل کامران یہاں پر بات کرتے ہوئے۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جب اس معزز ایوان میں میری بہن معزز رکن جسے ہر وقت قائد حزب اختلاف کسی نہ کسی بات پر یہ کہتے رہتے ہیں کہ اٹھو اٹھو، اٹھو شور کرو، شور کرو، شور کرو۔یعنی جو بات یہ خود کرنے کی ہمت نہیں رکھتے یہ اس سے کرواتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! ان کی بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جب وہ بات کرتے ہوئے جذبات میں آ گئیں اور جذبات میں آ کر انہوں نے رونا شروع کر دیا اس کے بعد ایک ایسا ماحول بنا جس ماحول میں ہوش سے

زیادہ جوش کا دخل ہو گیا اور اس کے بعد کچھ دوست آپ کے چیمبر میں اکٹھے ہوئے۔آپ نے مجھے ہاؤس سے باہر بلایا جب میں آپ کے چیمبر میں گیا تو وہاں پر تقریباً پندرہ سولہ معزز اراکین بیٹھے تھے اور وہاں پر ان معزز اراکین کا یہ مطالبہ تھا کہ میڈیا کی ان باتوں کے خلاف جو انہوں نے نشاندہی کی تھی بائیکاٹ کیا جائے۔میں نے یہ عرض کیا کہ میڈیا اس معزز ایوان کی آنکھیں اور کان ہے ہم یہاں پر جو perform کرتے ہیں۔

(اپوزیشن کی طرف سے جھوٹ، جھوٹ کے نعرے)

جناب سپیکر: ایسا مت کریں۔پلیز! رانا صاحب کی بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ہم یہاں پر جو perform کرتے ہیں وہ ہمارے حلقوں اور ہمارے لوگوں تک میڈیا کے ذریعے سے ہی پہنچتا ہے۔میڈیا کا بائیکاٹ ممکن نہیں ہے ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد وہاں پر consensus کے ساتھ یہ طے ہوا کہ جن دوستوں نے مختلف معاملات کی نشاندہی کی ہے وہ دوست علیحدہ کمیٹی روم میں بیٹھ جائیں اور وہاں پر جو Resolution یا جو بات تیار کریں اس کو تسلیم کر لیا جائے گا۔۔۔

سیدہ ماجدہ زیدی: یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ماجدہ زیدی صاحبہ! تشریف رکھیں۔آپ ان کی بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جو میٹنگ ہوئی تھی اس کی حاضری کی کاپی میرے پاس ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیر قانون نے میٹنگ کی حاضری کی کاپی ایوان میں لہرائی)

(حکومتی بنچوں کی طرف سے شیم، شیم کے نعرے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): باعث شرم تو ان لوگوں کے لئے ہے جن کی پارٹی کی نمائندگی اس حاضری شیٹ پر ہے لیکن وہ اس بات سے انکار کرتے ہیں۔جناب قائد حزب اختلاف! اس کمیٹی نے جو قرارداد تیار کی اس میں۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جھوٹ، جھوٹ۔

جناب سپیکر: دیکھیں! پھر اس طرح اچھا نہیں ہو گا۔ پھر اگر آپ کی طرف سے بولیں گے تو ادھر سے نہیں بولنے دیں گے۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو شور کرنے دیں اور آپ میری بات سنیں۔ میں نے ان معزز ممبران سے request کر کے اس قرارداد میں سے وہ الفاظ جن کے اوپر اعتراض کیا جا سکتا تھا انہیں حذف کروایا اور میں اس قرارداد کے دو پیرے پڑھنا چاہتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: قرارداد پر signatures نہیں تھے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ This is not good. آپ نے اپنی بات کی ہے اب ان کو بات کرنے دیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس قرارداد میں یہ دو پیرے شامل کرائے گئے اور میں انہیں پڑھنا چاہتا ہوں "یہ ایوان وطن عزیز میں ذمہ دارانہ اور غیر جانبدارانہ صحافت کرنے والے اہل صحافت کے کردار اور قربانیوں کا معترف ہے اور ان کی قومی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہے۔" (نعرہ ہائے تحسین)

ایک پیرا یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اراکین اسمبلی اور میڈیا کے نمائندوں پر مشتمل ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دے جو اس صورتحال کا جائزہ لے کر قابل عمل سفارشات پیش کرے۔"

ڈاکٹر سامیہ امجد: اس قرارداد پر signature نہیں تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کمیٹی روم اے میں جو میٹنگ ہوئی تھی اس کی جو حاضری ہے میں نے اس کی کاپی پیش کی ہے اور میں یہ کاپی قائد حزب اختلاف کی خدمت میں بھی پیش کرتا ہوں کہ وہ اس میں اپنی پارٹی کی نمائندگی دیکھ لیں۔ اب بات رہی قرارداد کی میں اس سلسلے

میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صحافیوں اور میڈیا کا جو کردار ہے کیا اس کردار کو ہم سے کوئی زیادہ جانے گا؟ وہ آمریت کے آٹھ سال جس وقت ہمارے اوپر تشدد ہوا، ہمیں جیلوں میں ٹھونسا گیا، ہماری قیادت کو جلاوطن کیا گیا اس وقت یہی میڈیا تھا جو ہمارے ساتھ تھا۔ہم میڈیا کے اس ساتھ کو ساری زندگی نہیں بھول سکتے۔ہم اپنی زندگی بھی اپنے ان صحافی بھائیوں اور ان لوگوں کو جنہوں نے اس مصیبت کی گھڑی میں ہمارا ساتھ دیا ہم دے دیں تو پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس کا مداوا نہیں ہو گا لیکن اگر حسین کے طرف داروں، حسین کے چاہنے والوں میں صحافی،media اور ہم ایک ہی کشتی کے مسافر ہیں۔ہم نے مل کر آمریت کے خلاف جدوجہد کی ہے۔ہم مل کر اس ملک میں جمہوریت لے کر آئے ہیں لیکن اگر حسین کے طرفداروں کے درمیان آپس میں کوئی اَن بَن ہو جائے گی تو کیا یزید کے پٹھو آکر صلح کروائیں گے؟ یہ نہیں ہو سکتا۔جمہوریت کے لئے جان نچھاور کرنے والے،جمہوریت کے قافلے کے ہمسفروں کے اور جمہوریت کے لئے جدوجہد کرنے والوں کے درمیان اگر کوئی جھگڑا ہو گا تو ہم آپس میں مل بیٹھ کر اس کو طے کریں گے۔آمریت کے گماشتے اس میں آکر ہمیں نہیں سمجھا سکتے۔ہم ان آمریت کے گماشتوں کو یہ موقع نہیں دیں گے کہ وہ آکر ہماری باتوں میں دخل دیں۔Media کے ساتھ ہم خود بیٹھیں گے اور Media کے ساتھ ہم بات کریں گے۔اگر ہماری کسی بات سے،اگر ہمارے کسی لفظ سے ہمارے Media کے ساتھیوں اور بھائیوں کو کوئی شکایت ہے تو ہم خود ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں گے اور ان کی شکایت کو دُور کریں گے۔Media کے ہمارے بھائی، جنہوں نے ہماری خاطر آٹھ سال ڈنڈے کھائے، جنہوں نے ہماری خاطر آٹھ سال جیلیں کاٹیں، جنہوں نے ہماری خاطر آٹھ سال قربانیاں دیں اگر ان کو ہمارے کسی لفظ سے دکھ پہنچا ہو گا تو اسے ہم خود دور کریں گے۔اگر ہمیں بھی کوئی گلہ ہو گا تو ہم اپنے بھائیوں سے وہ ضرور کہیں گے۔آمریت کے وہ گماشتے جو پچھلے دو تین دنوں سے سڑکوں پر نکل آئے ہیں اور وہ Media کے ساتھ یکجہتی کا سبق دیتے ہیں۔میں آپ کی وساطت سے ان سے اور قائد حزب اختلاف سے پوچھنا چاہوں گا کہ جس دن GEO کے دفتر کے اوپر حملہ ہوا تھا اس دن چودھری پرویز الٰہی کہاں تھا؟ اس دن تو یہ بھیگی بلی بنا ہوا تھا۔جس دن "آج" کے اوپر حملہ ہوا، جس دن 12۔مئی کو کراچی میں coverage کرنے والے صحافیوں کے اوپر گولیاں چلائی گئیں اور جس دن پورے media کو off-air کیا گیا اس دن تو یہ بھیگی بلی بن کر بیٹھے تھے۔میں اس معزز ایوان کے سامنے

ان لوگوں پر واضح کر دوں کہ اب یہ بھیگی بلی سوچوہے کھا کر حج پر جانا چاہتی ہے تو ہم اسے نہیں جانے دیں گے۔ یہ اس بات کو بھول جائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں،راجہ ریاض صاحب اور رانا مشہود صاحب، ہم باہر گئے تھے۔ہم نےMedia کے اپنے بھائیوں سے یہ کہا کہ آپ اور ہم اس ملک میں جمہوریت کو بحال کرنے والے ہیں۔اس سفر کو لے کر آگے چلنے والے ہیں اور ہم نے آمریت کے ان گماشتوں سے جمہوریت چھین کر بحال کروائی ہے۔ہم نے اس سفر کو کامیابی سے طے کرنا ہے۔ہمارے جو بھی معاملات ہیں ہم ان کو آپس میں مل بیٹھ کر طے کریں گے۔Media کے منتخب نمائندوں کے ساتھ بیٹھ کر جو بات طے ہو گی، جسResolution پر media on board ہو گا، جس قرار داد پر ہمارے میڈیا کے بھائیوں کی تسلی ہو گی اس قرار داد کو اس معزز ایوان سے متفقہ طور پر منظور کروایا جائے گا۔میں اپنےmedia کے بھائیوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ معزز ایوان اس قرار داد کوcomplete consensus کے ساتھ اور متفقہ رائے کے ساتھ منظور کرے گا۔آمریت کے ان گماشتوں کو ہم یہ کھیل نہیں کھیلنے دیں گے۔یہ اپناResolution لیں اور واپس اس بھیگی بلی کے پاس جائیں اور اسے بتادیں کہ سوچوہے کھانے کے بعد ہم اب تمھیں حج پر نہیں جانے دیں گے۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جھاڑیں کھانے کے بعد جلدی میں یہ قرار داد دستخط کر کے جمع کروائی ہے۔یہincomplete،insufficient ہے اور یہ اس صورتحال کا ازالہ نہیں کرتی۔ اس صورتحال کے ازالہ کے لئے ہم اور ہمارے صحافی بھائی مل بیٹھ کر ایک مشترکہResolution لائیں گے اور اسے اتفاق رائے سے پاس کروائیں گے۔بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!رانا صاحب نے میرے حوالے سے بہت سیpersonal باتیں بھی کہی ہیں۔مجھے ایک منٹ بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ پہلےResolution پرMedia کوon board لے کر آئے تھے؟اس وقت کون سا Media on

board تھا؟میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کا جہاز ہوا میں اُڑا کرتا تھا،یہی میڈیا ان کو لے کر آیا تھا،اسی Media نے ان کا جہاز زمین پر اتارا تھا۔اسی میڈیا کے طفیل آج یہ حکمران بنے بیٹھے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔چودھری صاحب!اب تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!آج یہ ضیاء الحق کے پٹھو،ضیاء الحق کے گماشتے کیا بات کرتے ہیں،انہوں نے یہاں پر ضیاء الحق کو لا کر بٹھایا تھا۔یہ ضیاء الحق کے گماشتے کیا بات کرتے ہیں؟پہلے انہوں نے جسٹس سجاد علی شاہ پر حملہ کیا اور کل انہوں نے میڈیا پر حملہ کیا۔ہم میڈیا کے حق میں قرار داد لانا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!آپ قائد حزب اختلاف سے کہیں کہ یہ اپنی تحریک move کریں،یہ آمریت کے گماشتے اپنی تحریک move کریں۔یہ پورا ہاؤس اس کو reject کرے گا۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،علی حیدر نور خان نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!پہلے مجھے اپنی تحریک پیش کرنے دیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!نیازی صاحب پارلیمانی پارٹی کے leader ہیں پہلے انہیں بات کر لینے دیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر!میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے floor دیا۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میں اپنی قرار داد پیش کرنے کے لئے تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔مجھے یہ پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

Sir I move:

That Rule 115 and all relevant rules be suspended under rule 234 and I may be allowed to move a Resolution in favour of Media.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آپ ہاؤس کی sense لے لیں۔ اگر ہاؤس اجازت دے تو پھر یہ اپنی تحریک پیش کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، میں ہاؤس کی sense لینا چاہوں گا۔ قائد حزب اختلاف نے قرارداد پیش کرنے کے لئے تحریک پیش کی ہے۔ کیا ہاؤس ان کو اجازت دیتا ہے؟

معزز ممبران: نہیں، نہیں۔

جناب سپیکر: خاموشی اختیار کریں۔ اکثریت نے اس کو نامنظور کیا ہے۔ جی، علی حیدر نور نیازی صاحب!

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! آپ نے مجھے floor دے دیا تھا اس کے بعد قائد حزب اختلاف نے بولنا شروع کر دیا۔ میں اس قرار داد کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے افسوس ہو رہا ہے، میں اپنے معزز بھائیوں اور بہنوں کو یہ کہنا چاہوں گا کہ آج جو منافقت میں نے یہاں دیکھی ہے وہ منافقت میں نے آج سے پہلے کہیں نہیں دیکھی۔ آمریت اور جمہوریت کے درمیان یہی فرق ہے۔ آج یہ میڈیا کے اندر جو نمبر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میڈیا کو وہ دن یاد ہے جب ان کی حکومت میں میڈیا پر لاٹھیاں برسائی جاتی تھیں۔ میڈیا کو وہ دن یاد ہے جب ان کی حکومت میں channels کو بند کر دیا جاتا تھا۔ میڈیا کو وہ دن یاد ہے جب ان کی حکومت میں صحافیوں کو اغواء کر کے بند کر دیا جاتا تھا۔ میں حیران ہوں کہ آج یہ کس منہ سے میڈیا کی آزادی کی باتیں کر رہے ہیں؟ یہ اس جمہوریت کا حُسن ہے کہ ہم نے میڈیا کے خلاف کوئی بات نہیں کی، ہم میڈیا کی آزادی کے حق میں ہیں۔ ہم میں اپنے اوپر تنقید برداشت کرنے کا بھی حوصلہ ہے۔ ہم نے ان کی طرح channels بند نہیں کئے۔ ہم نے ان کی طرح کیبل بند نہیں کی، ہم نے میڈیا کے حق میں قرارداد منظور کی ہے۔ ہم نے میڈیا کے خلاف کوئی قرارداد منظور نہیں کی ہے۔ اگر یہ کہہ دینا کہ Media responsible نہیں ہے کل سے

یہ debate شروع ہو چکی ہے کہ ہماری قرارداد ٹھیک تھی ان کا منافقانہ چہرہ میڈیا کے سامنے آیا ہے۔ آج میری honourable Member آمنہ الفت میڈیا کی آزادی کے لئے بات کر رہی ہیں انہوں نے چار دن پہلے یہ فرمایا، آج میڈیا والے سن لیں، یہ عوام سن لے اور یہ دیواریں بھی سن لیں کہ آج جمہوریت کو derail کرنے کے ایجنڈے پر کام ہو رہا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میری دوسری قابل عزت بہن محترمہ سیمل کامران فرماتی ہیں کہ یہ ہماری عزتیں اچھالتے ہیں، یہ ہم پر گانے picturize کرتے ہیں، یہ film industry نہیں ہے یہ پنجاب اسمبلی ہے، یہ ہمیں ذلیل کرتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ میڈیا والے ہمارے بھائی ہیں ہم ان کی عزت کرتے ہیں، ہم آزاد میڈیا پر یقین رکھتے ہیں اور ان کی یہ سازشیں کامیاب نہیں ہوں گی اگر یہ سچ پر یقین رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہہ دیں کہ ان کے معزز ممبران اس میں شامل نہیں تھے۔۔۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ نیازی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، راجہ ریاض صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم issue پر مجھے اظہار خیال کرنے کا موقع دیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ آصف علی زرداری ہمارے شریک چیئرمین ہیں اور صدر پاکستان ہیں۔ محترمہ کی شہادت کے بعد میڈیا کی طرف سے جس طرح انہیں تنقید کا نشانہ بنایا گیا، جس طرح ہماری حکومت پر الزامات کی ایک بوچھاڑ کی گئی لیکن ہم نے میڈیا کی اس تمام تنقید کو بڑے حوصلے اور بڑے صبر کے ساتھ برداشت کیا۔

جناب سپیکر! ہم میڈیا کا احترام کرتے ہیں، ہم جمہوری اداروں کا احترام کرتے ہیں، ہم آج فخر سے کہتے ہیں کہ ہم نے ہمیشہ جمہوریت کے لئے قربانیاں دی ہیں اور ہماری قیادت نے اس جمہوریت کے لئے اپنی جان تک کی قربانی دی ہے۔ میڈیا ایک اہم ستون ہے اور اس نے اس ملک میں جمہوریت کی بحالی کے لئے جو قربانیاں دی ہیں ہم اس پر میڈیا کو سلام پیش کرتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوریت کی مضبوطی کے لئے میڈیا کی آزادی ضروری ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ صوبہ سندھ میں ہماری حکومت ہے لیکن وہاں پر آج تک میڈیا کے خلاف کوئی بات نہیں ہوئی، گلگت بلتستان میں ہماری حکومت ہے ہم نے وہاں پر بھی میڈیا کے خلاف کوئی بات نہیں کی، وفاق میں بھی ہماری حکومت ہے ہم نے وہاں پر بھی میڈیا کے متعلق کوئی بات نہیں کی ہم یہاں پر بھی میڈیا کا احترام کرتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ

ہمیں تمام ستونوں کو مل جل کر کام کرنا چاہئے تاکہ جمہوریت مضبوط ہو اور جمہوری ادارے مضبوط ہوں۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں نے آج میڈیا کے حق میں جو قرارداد پڑھی ہے اس کو پیپلز پارٹی اور (ن)لیگ کے House نے reject کیا ہے کہ ہم اس قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دیتے اس پر ہم احتجاجاً walkout کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز اراکین اپوزیشن walkout کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب سپیکر: ایسے نہ کریں، یہ کیا بات ہوئی؟ میں Leader of the Opposition اور اپوزیشن کے جملہ صاحبان سے کہتا ہوں کہ اندر تشریف لے آئیں تاکہ House کی کارروائی کو چلایا جائے۔ میرے خیال میں انہیں منانے کے لئے کائرہ صاحب، سندھو صاحب، حاجی اللہ رکھا اور میری بہن محترمہ ساجدہ میر جائیں اور انہیں واپس House میں لے کر آئیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! چونکہ (ق)لیگ Ladies Party ہے اس لئے آپ انہیں منانے کے لئے Ladies کی ایک کمیٹی بناتے۔ آپ نے جن معزز ممبران کو بھیجا ہے ان کو واپس بلائیں اور ہماری معزز خواتین میں سے کمیٹی بنا کر انہیں واپس ایوان میں لانے کے لئے بھیجیں۔

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: میرے بھائی! وہ میرا کام ہے، آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج کے ایجنڈا کے مطابق محکمہ صحت کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال نمبر 441 محترمہ عارفہ خالد پرویز کا ہے۔

چلڈرن ہسپتال لاہور۔ تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کے مسائل

*441: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کے لئے صرف چلڈرن ہسپتال میں علاج کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کے لئے چلڈرن ہسپتال میں مناسب بندوبست نہ ہے، ایک بستر پر ایک سے زائد مریض بچے پڑے رہتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہاں صفائی کے معیار کا خیال نہیں رکھا جاتا اور گندی خون آلود اور الٹی والی چادریں پڑی رہتی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بچوں کے والدین ولواحقین کے لئے کوئی بیٹھنے کا مناسب انتظام نہ ہے ڈاکٹرز اور عملے کا روّیہ بھی نامناسب ہوتا ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو حکومت اس سلسلے میں کب تک مثبت اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) تھیلیسیمیا کے مریضوں کا علاج چلڈرن ہسپتال لاہور کے علاوہ مختلف ہسپتالوں، گنگا رام ہسپتال، میو ہسپتال اور سروسز ہسپتال میں بھی کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ فاطمید فاؤنڈیشن، سندس فاؤنڈیشن، ہلال احمر میں بھی اس مرض کا علاج ہوتا ہے۔

(ب) چلڈرن ہسپتال کی انتظامیہ کی رپورٹ کے مطابق چلڈرن ہسپتال میں تھیلیسیمیا کے مریضوں کے مکمل علاج کی سہولیات موجود ہیں ان مریضوں کی مکمل تشخیص علاج اور احتیاطی تدابیر کے حوالے سے مکمل انتظامات ہیں۔

(ج) اس ضمن میں ہسپتال انتظامیہ سے رپورٹ طلب کی گئی ان کے مطابق صفائی کے معیار کا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔

(د) بچوں کے والدین ولواحقین کے لئے بیٹھنے کا مناسب انتظام ہے۔ڈاکٹرز اور عملہ کا روّیہ بھی مناسب ہے اس سلسلے میں کسی بھی تکلیف کی صورت میں انتظامیہ سے ہر وقت رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

(ہ) ندارد۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں اس question کو اس لئے بہت زیادہ اہمیت دیتی ہوں کہ اسمبلی میں آنے سے پہلے میرے ہاتھوں میں تھیلیسیمیا کے ایک مریض نے جان دی تو میں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھے ایسا forum ملے جہاں پر میں یہ question put up کر سکوں۔ یہ question 2008 کا ہے اور اس وقت 2010 جا رہا ہے لیکن پھر بھی اس سوال کے مجھے صحیح جوابات نہیں ملے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے تقریر شروع کر دی ہے آپ اپنا supplementary question کریں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) کا جواب بھی غلط دیا گیا ہے اور جز (د) کے جواب میں کہا ہے کہ سٹاف کا رویّہ بہت اچھا ہوتا ہے اور ڈاکٹروں کا رویّہ بہت مناسب ہوتا ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ میں اس کی چشم دید گواہ ہوں۔ سٹاف غریب آدمی سے انتہائی بُرے طریقے سے بات کرتا ہے وہاں پر already بہت ہی disheartened لوگ جاتے ہیں ان کے پاس بیٹھنے اور رہنے کا کوئی انتظام نہیں ہوتا۔ وہاں پر بچے کے ساتھ بیٹھنے کے لئے at least ایک آدمی allowed ہے اور اس کے ساتھ اگر لواحقین زیادہ ہیں تو انہیں بے شک باہر بھیج دیں لیکن وہاں پر تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کے والدین کے بیٹھنے کا انتظام نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ سردی اور نمونیا کا شکار ہوئے۔ یہ 2008 کی بات ہے. It is a very serious matter ہمیں اس معاملے کو بڑی سختی سے دیکھنا چاہئے اور میں چاہوں گی کہ مجھے ان سوالات کے صحیح جوابات دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! محترمہ عارفہ خالد نے بالکل صحیح کہا ہے کہ یہ سوال 2008 کا ہے اور اب 2010 میں وہ صورتحال نہیں ہے۔ سوال نمبر 441 کے پانچ حصے ہیں، اس میں جو پہلا حصہ ہے اس میں محترمہ عارفہ خالد صاحبہ نے 2008 میں یہ سوال پوچھا تھا اب 2010 میں وہ صورتحال نہیں ہے جو 2008 میں تھی۔ تھیلیسیمیا کے مریضوں کا علاج چلڈرن ہسپتال کے علاوہ تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں ممکن ہے اور ڈی ایچ کیو ہسپتال میں بھی ہو رہا ہے، فاطمید فاؤنڈیشن، سندس

فاؤنڈیشن، ہلال احمر اور تقریباً36 ضلعی ہسپتالوں میں تھیلیسیمیا کے مریضوں کے لئے علاج کی سہولت موجود ہے۔

جناب سپیکر!دوسرے سوال کے بارے میں کسی حد تک ٹھیک ہے کہ ایک بستر پر تین یا چار بچے موجود ہوتے ہیں جب سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے مفت علاج کی سہولت فراہم کی ہے تو ہسپتالوں میں influx بڑھ گیا ہے جس کی وجہ سے یہ صورت پیش آتی ہے لیکن تمام بچوں کو بنیادی علاج فراہم کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر!جز(ج) میں انہوں نے پوچھا تھا کہ گندی اور خون آلود چادریں پڑی رہتی ہیں تو ہسپتالوں میں تمام چادریں ایک سطح پر گندی اور خون آلود ہی ہوتی ہیں لیکن مریضوں کے جانے کے بعد وہ تبدیل کر دی جاتی ہیں اور وافر مقدار میں چادریں اور بستر وہاں موجود ہیں۔اس کے علاوہ انہوں نے جز(د) میں جو لواحقین کی بات کی ہے تو لواحقین ایک یا دو ہوں تو ہر ہسپتال میں ان کے بیٹھنے کا انتظام ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: لواحقین کی بجائے عزیز و اقارب کی درستی کی جانی چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!عزیز و اقارب ایک یا دو ہوں تو ان کو سہولت میسر کی جاسکتی ہے لیکن اگر ایک مریض کے ساتھ زیادہ افراد ہوں تو مشکل پیش آتی ہے۔اس کے علاوہ انہوں نے ڈاکٹروں کے روّیے کی بات کی ہے۔ یہ بات بھی ٹھیک ہے لیکن اب حکومت کی مسلسل کوشش سے گزشتہ دو سالوں میں ڈاکٹروں کے روّیے میں بہت بہتری آئی ہے۔اس بارے میں اگر کوئی شکایت آتی ہے تو اس پر فوری سیکرٹری صحت اقدامات کرتے ہیں، انکوائری کرتے ہیں اور اس میں جو آدمی ذمہ دار ہوتا ہے اس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر!سوال کے آخری حصے میں انہوں نے اس بیماری کے بارے میں پوچھا ہے تو میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کے علم میں لاتا ہوں کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ موجودہ حکومت نے 25 ملین روپے کی رقم تھیلیسیمیا کے کنٹرول اور علاج کے لئے مختص کی ہے۔ اس میں,diagnosis screening and blood transfusion جیسے تمام مراحل کا انتظام کر دیا گیا ہے اور blood کی quality control

جناب سپیکر: جی، محترمہ عارفہ خالد صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں اس سوال سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ عارفہ خالد صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: سوال نمبر 442 ہے۔

چلڈرن ہسپتال لاہور میں تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کے لئے سہولیات کی عدم فراہمی

*442: **محترمہ عارفہ خالد پرویز:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کے لئے دوسرے گروپ کا خون جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے یا مریض بچہ دوسری موذی بیماریوں میں مبتلا ہو سکتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چلڈرن ہسپتال لاہور میں تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کے لئے لیبارٹری کی سہولت موجود نہ ہے؟

(ج) چلڈرن ہسپتال لاہور میں حکومت کی طرف سے تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کو کیا کیا سہولیات دی جاتی ہیں، وضاحت کی جائے؟

(د) تھیلیسیمیا کے مرض کے خاتمے کے لئے حکومت کیا ہنگامی اقدامات اٹھا رہی ہے، وضاحت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) جی ہاں! تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کو دوسرے گروپ کا خون منتقل کرنے پر موت واقع ہو سکتی ہے۔ انتقال خون کے قواعد کے مطابق مریض کو صرف اسی گروپ کا خون منتقل کیا جاتا ہے، دوسرے گروپ کے انتقال خون سے مریض کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے اور موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ دوسرے گروپ کا خون بغیر سکریننگ کے لگانے سے مختلف جان لیوا بیماریاں منتقل ہو سکتی ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ چلڈرن ہسپتال لاہور میں تھیلیسیمیا کے مریضوں کے لئے سہولیات میسر نہیں ہیں۔چلڈرن ہسپتال لاہور میں تھیلیسیمیا کی تشخیص، علاج اور بچاؤ کے بارے میں مکمل سہولیات موجود ہیں۔ تھیلیسیمیا کی تشخیص کے لئے عالمی معیار کی مشین موجود ہے جو کہ پورے صوبہ پنجاب کے کسی ہسپتال میں موجود نہ ہے۔
(HPLC BASED HAEMOGLOBINO ELECTROPHORESIS)
اس سہولت سے نہ صرف تھیلیسیمیا کی تشخیص کی جاتی ہے۔بلکہ اس مرض کے خاندان کی سکریننگ بھی کی جاتی ہے۔ہمارے پاس یہ سہولیات پچھلے دس سال سے میسر ہیں۔

(ج) چلڈرن ہسپتال میں تھیلیسیمیا کے مریضوں کے لئے تشخیص، علاج اور بچاؤ کے لئے مکمل سہولیات موجود ہیں۔

(د) حکومت پنجاب تھیلیسیمیا کے مریضوں کو تشخیص، انتقال خون اور بچاؤ کے لئے تمام بڑے سرکاری ہسپتالوں میں سہولیات فراہم کر رہی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ج)میں، میں نے پوچھا تھا کہ کیا سہولیات دی جاتی ہیں وضاحت کی جائے تو اس کا جواب انتہائی نامکمل ہے کہ چلڈرن ہسپتال میں تھیلیسیمیا کے مریضوں کے لئے سہولیات موجود ہیں۔ کیا سہولیات موجود ہیں کا جواب تو مناسب نہیں ہے۔

اس کے علاوہ جز(د) کے اندر انہوں نے لکھا ہے کہ حکومت پنجاب تھیلیسیمیا کے مریضوں کو تشخیص انتقال خون اور بچاؤ کے لئے تمام بڑے سرکاری ہسپتالوں میں سہولیات فراہم کرتے ہیں۔ یہ بھی کچھ clear نہیں ہے جبکہ میرا سوال تھا تھیلیسیمیا کے مرض کے خاتمہ کے لئے حکومت کیا ہنگامی اقدامات کر رہی ہے؟ ہنگامی اقدامات کا مطلب ہے کہ ان کو فوری طور پر خون ملے کیونکہ ان کی ضرورت صرف خون ہے۔ میں نے جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے کہ میرے ہاتھوں میں غلط خون لگنے کی وجہ سے ایک بچی مری تھی اور چلڈرن ہسپتال میں یہ واقعہ ہوا۔ یہ واقعہ ہماری حکومت کے آنے سے پہلے کا ہے لیکن in any case ایسی چیزوں کا notice لینا انتہائی ضروری ہے تا کہ یہ repeat نہ ہو۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر! چلڈرن ہسپتال لاہور میں تمام سہولتیں میسر ہیں جس میں مریضوں کی screening، blood test، grouping، blood transfusion اور family screening وہ تمام مراحل جو تھیلیسیمیا کو جانچنے کے لئے ضروری ہیں ان کا مکمل انتظام ہے اور اس کے بعد اس کا follow up system بھی ہے۔ یہ پانچ مراحل کامیابی سے کئے جارہے ہیں۔ اس میں follow up کے لئے بھی ایک مرکز قائم کر دیا گیا ہے کیونکہ یہ ایک genetic بیماری ہے اس لئے اس کا کنٹرول تو صرف لوگوں کو بتانے اور آگاہی دینے سے ہو سکتا ہے لیکن جب یہ بیماری ہو جائے تو اس کا علاج ممکن نہیں ہے لیکن اس کے علاج کے لئے جو مختلف سہولتیں ہیں وہ حکومت پنجاب کوشش کر رہی ہے کہ وہ مریضوں تک پہنچائے جیسا کہ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ پہلی دفعہ 25 ملین روپے مختص کر دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر:شکریہ

محترمہ عارفہ خالد پرویز:جناب سپیکر!میں سوال کے جواب سے مطمئن ہوں کہ اس پر کام ہو رہا ہے۔ میں اس پر مزید سوال کر کے میں اس معاملے کو confusion میں نہیں ڈالنا چاہتی۔

حاجی ذوالفقار علی:جناب سپیکر!پنجاب میں تھیلیسیمیا کے مریضوں کے علاج کی سہولت کتنے شہروں میں موجود ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں یہ سہولت میسر ہے اور اس کے علاوہ حکومت کوشش کر رہی ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں بھی یہ سہولت میسر ہو اور PCR test ان تمام جگہوں پر ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال طاہر احمد سندھو صاحب کا ہے۔جی،سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو:سوال نمبر1288۔

صوبہ میں عطائی ڈاکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1288:جناب طاہر احمد سندھو:کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر میں اندازاً کتنے عطائی ڈاکٹر ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بڑھتے ہوئے ہیپاٹائٹس "بی" اور "سی" عطائیت ڈاکٹریٹ کا براہ راست نتیجہ ہے؟

(ج) صوبائی حکومت نے عطائی ڈاکٹر کو ختم کرنے کے لئے کیا اقدام اٹھایا ہے؟

(د) عطائی ڈاکٹروں کے خلاف کتنے مقدمے درج ہوئے ہیں؟

(ہ) اس خطرہ سے بچنے کے لئے مزید کیا تدابیر ضروری ہیں؟

(و) کیا صوبائی حکومت دانتوں کے علاج میں استعمال ہونے والے آلات کے جراثیموں سے پاک ہونے کو یقینی بنانے کے سلسلہ میں ان کی مسلسل نگرانی رکھنے کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ز) کیا یہ درست ہے کہ بادی النظر میں دندان سازی کے شعبے میں کام کرنے والے عطائیوں کے خلاف سخت کارروائی کرنا ضروری ہو گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) صوبہ بھر میں عطائیوں کا اندازاً اعداد و شمار بتانا ممکن نہ ہے کیونکہ یہ لوگ غیر رجسٹرڈ شدہ ہوتے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ہیپاٹائٹس "بی" اور "سی" کے پھیلنے میں عطائیت ایک بہت بڑا عنصر ہے، تاہم صرف عطائیت ہی اس کی ذمہ دار نہ ہے، ہیپاٹائٹس کے پھیلنے میں انتقال خون، جنسی بے راہ روی، نان سٹیر لائزڈ سرنجوں کا استعمال ہے تاہم اس کے علاوہ بہت سے وہ لوگ جو ایک اوزار بغیر سٹیر لائزیشن کے دوسرے لوگوں پر استعمال کرتے ہیں، مثلاً غیر مستند دندان ساز اور حجام وغیرہ بھی اس بیماری کے پھیلاؤ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

(ج) مروجہ قوانین و ضوابط کے مؤثر نہ ہونے کی وجہ سے عطائی ڈاکٹروں کا خاتمہ نہ ہو سکا ہے۔ موجودہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی قیادت میں اس لعنت کے خاتمہ کے لئے ایک ٹاسک فورس تشکیل دی گئی ہے۔ ہیلتھ کیئر سروسز کی بہتری اور عطائیت کی تمام اقسام کے خاتمے کے لئے پنجاب اسمبلی میں محکمہ صحت کی طرف سے Punjab Health Care

Commission Bill بھیجا جاچکا ہے۔ معزز ایوان کی منظوری کے بعد عطائیت پر پابندی لگانا سہل ہو جائے گا اور عطائیت کو جڑ سے اکھاڑا جاسکے گا۔

(د) نومبر 2008 تا مئی 2010 تقریباً 3932 عطائیوں کے خلاف چالان عدالتوں میں پیش کئے جا چکے ہیں۔

(ہ) اس لعنت سے بچنے کے لئے سب سے ضروری تدابیر بذریعہ ہیلتھ ایجوکیشن عوام الناس میں آگاہی پیدا کرنا ہے۔

(و) صوبائی حکومت کے زیر انتظام چلنے والے تمام ہسپتال اور ڈینٹل کلینکس میں مروجہ ایس او پیز کے تحت استعمال ہونے والے آلات کی sterilization جز لازم ہے اور اس پر عملدرآمد بھی ہو رہا ہے۔

(ز) یہ درست ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! honestly speaking میں جواب پڑھ کر بڑا مایوس ہوا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر آپ مطمئن نہیں تو ضمنی سوال کریں۔ آپ مایوس کیوں ہوتے ہیں؟ اگر مایوسی والا جواب ہو گا تو پھر ہم دیکھیں گے۔ آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال 5۔اگست 2008 کو کیا تھا اور اب 2010 کا بھی زیادہ حصہ گزر چکا ہے۔ اس کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ غیر معیاری جواب دیا گیا ہے جو stereo type ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ جز (الف) کا جواب دے رہے ہیں کہ صوبہ بھر میں عطائیوں کا اندازاً اعداد و شمار بتانا ممکن نہ ہے کیونکہ یہ لوگ غیر رجسٹرڈ شدہ ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس data ہی نہیں ہے اور انہوں نے کوئی کام کیا اور نہ ہی کوئی کام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: ہم ان سے اتنی بات پوچھ لیتے ہیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا آپ کے پاس عطائیوں کا ریکارڈ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ ہمارا اندازہ ہے کہ دو لاکھ سے زائد عطائی یہاں پر موجود ہیں لیکن اس کی حتمی تعداد بتانا اس لئے ممکن نہیں ہے کہ ہر

روز اس تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگر یہ کہیں کہ exact تعداد 2294 بتائیں تو وہ مشکل ہے لیکن دو لاکھ سے زائد عطائی یہاں پر موجود ہیں۔

اس سوال کا جز(ب) ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ بڑھتے ہوئے ہیپاٹائٹس "بی" اور "سی" کے پھیلنے میں عطائیت کا بہت بڑا ہاتھ ہے تاہم عطائیت ہی اس کی ذمہ دار نہیں۔ ہیپاٹائٹس کے پھیلنے میں انتقال خون، جنسی بے راہ روی نان سٹیر لائزڈ سرنجوں کا استعمال ہے تاہم اس کے علاوہ بہت سے وہ لوگ جو ایک اوزار بغیر سٹیر لائزیشن کے دوسرے لوگوں پر استعمال کرتے ہیں، مثلاً غیر مستند دندان ساز اور حجام وغیرہ بھی اس بیماری کے پھیلاؤ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، طاہر سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ محترم ڈاکٹر صاحب میرے بھائی ہیں لیکن جنھوں نے جواب تیار کر کے دیا ہے میں اس بیوروکریسی کی بات کرتا ہوں کہ انہوں نے تکلیف ہی نہیں کی کہ ڈیڑھ سال کے بعد سوال کا جواب آیا ہے۔ سوال گندم جواب چنا یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔ اگر یہ ڈیڑھ سال میں data اکٹھا نہیں کر سکے کہ کتنے عطائی ڈاکٹر ہیں۔ عطائی ڈاکٹر لوگوں کی زندگیوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ محکمہ صحت کیا کر رہا ہے؟ لوگ مر رہے ہیں میں یہاں کھڑے ہو کر کتنے واقعات quote کر سکتا ہوں۔ ہر گلی میں، ہر محلے میں یہ ایک لعنت بن چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انتظامیہ کچھ نہیں کرنا چاہتی۔ میرے سوال کا جواب تسلی بخش نہیں دیا گیا۔ میں انتہائی معذرت سے کہوں گا کہ ڈیڑھ پونے دو سال کے بعد ایک جواب آ رہا ہے اور وہ بھی یہ جواب آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے یہ جواب آیا ہے کہ Punjab Health Care Commission Bill اسمبلی میں جمع ہو چکا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت اس کو جلد از جلد اسمبلی کے floor پر لانے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ Punjab Health Care Commission Bill بدھ کو سٹینڈنگ کمیٹی کے اجلاس میں پیش کیا جا رہا ہے اور اس کے فوراً بعد اسمبلی میں پیش ہو جائے گا۔

مہر اشتیاق احمد: ضمنی سوال۔

ڈاکٹر زمرد یا سمین رانا: جناب سپیکر! میرا ایک بڑا اہم ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اب bell ہو گئی ہے میں اس پر کیا کروں؟ مہر صاحب بڑی دیر سے کھڑے ہیں لہذا آدھا منٹ پہلے مہر صاحب کو پھر آدھا منٹ آپ کو دے دوں گا۔

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس حوالے سے مقدمات تو درج ہوئے ہیں لیکن جواب میں یہ نہیں لکھا کہ کسی بھی عطائی ڈاکٹر کے خلاف کارروائی کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ میرے حلقے کے اندر ایک جرمن ہیلتھ کلینک ہے۔ تقریباً دو ماہ پہلے میرے پاس بندے آئے تھے اور آج صبح بھی آئے ہیں تو انہوں نے بتایا ہے کہ یہ لوگ کس طرح بچوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں؟ دو مہینے پہلے سیکرٹری صاحب کو انہوں نے درخواست دی تو انہوں نے آٹھ دن میں انکوائری رپورٹ مانگ لی۔ دو مہینے ہو گئے ہیں لیکن آج تک EDO صاحب کی طرف سے کوئی رپورٹ واپس نہیں آئی۔ وہ اتنے powerful ہیں کہ ان کے خلاف لوگ جہاں بھی جاتے ہیں چاہے وہ پولیس میں درخواست دیتے ہیں یا کہیں اور دیتے ہیں تو وہ کلینک والے پہلے ہی پہنچ جاتے ہیں اس کے علاوہ ان کے اور بھی بہت سارے سفارشی ہیں۔ میں اپنے بھائی سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ شکایت کا طریق کار کیا ہے؟ کیا سیکرٹری صاحب سے اوپر بھی کوئی ہے یا کوئی اور طریق کار ہے جسے اپنا کر ہم اس جرمن ہیلتھ کلینک کے خلاف کارروائی کر سکیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میرے معزز دوست نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ اب تک واقعی ایسے کوئی مؤثر قوانین موجود نہیں تھے جس سے ان کی مکمل بیخ کنی کی جا سکے۔ چند قوانین تھے جس میں PMDC کا رجسٹریشن ایکٹ ہے اور کچھ PPC کے قوانین تھے لیکن حکومت نے اس کا ادراک کیا ہے اور جو Punjab Health Care Commission Bill آ رہا ہے اس

کا آغاز ہی عطائیت کے خاتمے سے ہے۔ اس Bill میں سب کچھ واضح ہے اور ان کو بند کرنے کے اور گرفتار کرنے کے قوانین درج ہیں جو بدھ کے روز پیش کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: بس، اب اگلا سوال لیتے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! اگر سیکرٹری صاحب انکوائری کرواتے ہیں اور اس کا ٹائم دیتے ہیں تو اس کے بعد جواب نہیں آتا تو پھر یہ کیا کارروائی کرتے ہیں، کیا ہم نہیں چاہتے کہ یہ بند ہوں، اگر ان کو اس کا ٹائم دیا ہوا ہے تو کون سی طاقت ہے جو اسے جواب دینے پر مجبور کرتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جیسا کہ مہر صاحب فرما رہے ہیں اس حوالے سے ایک مکمل procedure ہے۔ ہم Drug Act کے تحت جن لوگوں کو پکڑتے ہیں تو یہ کوئی ایسا Act نہیں ہے کہ آپ جا کر آدمی کو گرفتار کر سکیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں تو صرف انکوائری کا پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وہ مجھے بتا رہے ہیں پھر میں آپ کو بتاتا ہوں۔ پہلے جواب سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ہم Drug Act 1976 کے تحت کارروائی کرتے ہیں لیکن اس میں کسی شخص کو گرفتار نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی شکایت آئے تو سب سے پہلے پوری تحقیق کی جاتی ہے اس کے بعد اس پر action لیا جاتا ہے جس کے لئے کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔ جس معاملے کی یہ بات کر رہے ہیں شاید اسی وقت کے دوران ہی اس کی activity ہو رہی ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں نے جس کلینک کا نام ان کو دیا ہے یہ کل اسی ہاؤس میں آ کر بتائیں کہ اس پر عملدرآمد کیوں نہیں ہوا اور وہ رپورٹ کیوں نہیں آئی، جب وہ رپورٹ ہی نہیں آئے گی تو کسی کی شنوائی کیسے ہو گی؟

جناب سپیکر: کیا نام بتا رہے ہیں؟

مہر اشتیاق احمد: جرمن ہیلتھ کلینک جو چوک یتیم خانے کے اندر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہاں پر بے چارے سینکڑوں بچے تباہ ہو رہے ہیں۔ وہ لوگ لٹ بھی رہے ہیں اور اپنی صحت بھی خراب کر رہے ہیں۔ ایک آدمی جو میرے پاس آیا ہے اس کے گھٹنوں پر اثر ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!Within two days اس کی رپورٹ لیں اور اس کی مکمل رپورٹ لے کر ہاؤس میں بھی بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جو بات یہ فرمارہے ہیں بالکل صحیح ہے کہ اس طرح کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اسی لئے ان کا قلع قمع کرنے کے لئے ایک مکمل قانون لایا جارہا ہے۔ اس سے پہلے واضح قوانین موجود نہیں ہیں جس کی وجہ سے ایسے لوگ باہر آجاتے ہیں۔ اگر ان کے کلینک seal کر دیں تو وہ کھلوالیتے ہیں۔ اب اس قانون کے بننے کے بعد انشاءاللہ ایسا نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: چلیں۔ اب پہلے قانون بننے دیں پھر اس پر بات ہو گی۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں ایک بات کرتا ہوں۔

ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا: میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بیٹھیں۔ جن کا سوال ہے ان کو بات کرنے دیں۔ جی، سندھو صاحب! آپ کا اگلا سوال ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! محترم ڈاکٹر صاحب فرمارہے ہیں کہ واضح قوانین نہیں ہیں۔ PPC کے سیکشن 419 میں impersonation ہے۔ جو جعلی ڈاکٹر ہے وہ impersonation میں آتا ہے اور یہ non-bailable offense ہے۔ یقین کریں کہ مشینری پکڑنے کی بالکل کوئی کوشش نہیں کرتی خدارا اس کے لئے کچھ کیا جائے۔ میں مزید اس کو press نہیں کرتا کیونکہ میرے محترم بھائی کا تو کوئی قصور نہیں ہے لیکن جواب تسلی بخش ہے اور نہ ہی کچھ ہو رہا ہے کیونکہ جب میں نے سوال دیا تھا اور آج جب اس پر بحث ہو رہی ہے تو دو سال کے عرصے میں انہوں نے کچھ نہیں کیا۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔ کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب طاہر احمد سندھو: سوال نمبر 1289۔ جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ڈبوں میں بند دودھ کے نمونوں کا معائنہ و دیگر تفصیلات

*1289: جناب طاہر احمد سندھو: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محفوظ طرز پر پیک کئے گئے ڈبوں میں بند دودھ مثلاً ملک پیک، اولپرز، نور پور کو تا دیر محفوظ رکھنے کے لئے اس میں کون کون سے کیمیکلز شامل کئے جاتے ہیں؟

(ب) کیا حکومت نے دودھ کے اصل اجزاء کو بر قرار رکھنے کے لئے کسی نگرانی کا بندوبست کیا ہے؟

(ج) گزشتہ دو سال میں کتنے کیسوں میں دودھ کے نمونے اکٹھے کئے گئے اور ان کا لیبارٹری میں معائنہ کیا گیا؟

(د) کون سی لیبارٹری میں دودھ کے نمونوں کا معائنہ کیا جارہا ہے؟

(ہ) کیا مذکورہ لیبارٹری اصل حقائق کو سامنے لانے کے لئے قابل اعتماد ہے، اگر نہیں تو حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) ڈبوں میں بند دودھ کو تادیر محفوظ رکھنے کے لئے کسی قسم کے کیمیکلز شامل نہیں کئے جاتے اور نہ ہی قانوناً تادیر محفوظ رکھنے کے لئے دودھ میں کسی قسم کے کیمیکلز کی اجازت ہے۔واضح کیا جاتا ہے کہ دودھ کو ڈبوں میں نہایت خاص فنی مہارت (Ultra High Temperature Sterilization & Homogenized) کے ذریعے محفوظ بنایا جاتا ہے۔پیور فوڈ رولز1965 میں سٹینڈرڈائزڈ دودھ کے لئے باقاعدہ قانون اور اس کا معیار موجود ہے۔اگر ڈبوں میں بند دودھ اس قانون کے مطابق پورا نہیں اترتا تو اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) دودھ کو ڈبوں میں نہایت خاص فنی مہارت Sterilization (Ultra High Temperature & Homogenized) کے ذریعے محفوظ بنایا جاتا ہے۔

مزید یہ کہ دودھ کے اصل اجزاء کو بر قرار رکھنے کے لئے باقاعدہ طور پر قوانین موجود ہیں جیسا کہ پنجاب پیور فوڈ آرڈیننس1960 کے سیکشن11 اور پنجاب پیور فوڈ رولز1965 کی شق نمبر27 کے تحت دودھ کو محفوظ کرنے کے لئے تمام طریق کار موجود ہے۔

(ج) جنوری2007 سے نومبر2008 تک 616 نمونے اکٹھے کئے گئے تھے جن کے لیبارٹری معائنہ پر559 نمونے درست پائے گئے اور 57 نمونے غیر معیاری پائے گئے جن کی تفصیلی رپورٹ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) محکمہ صحت حکومت پنجاب کی زیر نگرانی دو لیبارٹریز:۔

(I) گورنمنٹ پبلک اینالسٹ لاہور

(II) گورنمنٹ پبلک اینالسٹ ملتان

پیور فوڈ آرڈیننس اور اس کے تحت بنائے گئے پیور فوڈ رولز 1965 کے مطابق کام کر رہے ہیں اور ان میں دودھ کے نمونہ جات کا بھی تجزیہ کیا جاتا ہے جبکہ لوکل گورنمنٹ کے زیر نگرانی مزید دو لیبارٹریز پبلک اینالسٹ لاہور، پبلک اینالسٹ فیصل آباد اپنے فرائض انجام دے رہی ہیں۔

(ہ) محکمہ صحت حکومت پنجاب نے اپنے زیر نگرانی فرائض سرانجام دینے والی لیبارٹریز کو موجودہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر منصوبہ جات جاری رکھے ہوئے ہیں جس کی مد میں (76.420) ملین روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ یہ منصوبہ 2009 کے وسط تک مکمل ہونا ہے۔ پنجاب میں ڈویژنل لیول پر لیبارٹریز کی تعمیر کے لئے منصوبہ جات بنائے جا رہے ہیں اور جلد ہی PC-1 تیار کر کے منصوبہ جات شروع کر دیئے جائیں گے۔ مزید یہ کہ موبائل لیبارٹریز کا بھی PC-1 زیر غور ہے جس کا تخمینہ 14.642 ملین درکار ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ محکمہ صحت لیبارٹری کی بات کر رہا ہے تو یہ منصوبہ 2009 تک مکمل ہو جانا چاہئے تھا کیونکہ جواب میں لکھا ہے کہ مکمل ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ کون سا جز پڑھ رہے ہیں؟

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! یہ جز (ہ) میں ہے کہ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے اپنے زیر نگرانی فرائض سرانجام دینے والی لیبارٹریز کو موجودہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر منصوبہ جات جاری رکھے ہوئے ہیں جس کی مد میں 76.420 ملین روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ یہ منصوبہ 2009 کے وسط تک مکمل ہونا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ جواب آیا ہے تو یہ اس سے

پہلے کا آیا ہے جو ابھی تک مکمل نہیں ہوا۔ کیا اس منصوبے کے متعلق پارلیمانی سیکرٹری صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے عرض کرتا ہوں۔ اس وقت محکمہ صحت حکومت پنجاب کی زیر نگرانی دو لیبارٹریاں کام کر رہی ہیں۔ میرے بھائی نے جس کے متعلق سوال پوچھا ہے وہ منصوبے مکمل ہو چکے ہیں۔ دو لیبارٹریاں ایک لاہور اور ایک ملتان میں، دو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی لیبارٹریاں ایک فیصل آباد اور ایک لاہور میں کام کر رہی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں ایک اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے data دیا ہے جو Food Testing Laboratory کو پر روڈ کا ہے۔ میں نہایت احترام سے عرض کروں گا کہ حلیب دودھ کے انہوں نے total 79 samples لئے ہیں یعنی 2007 میں total samples کی تعداد 79 ہے اور 2008 میں total samples کی تعداد 94 ہے۔ Milk Pack کے 156 ہیں، Nirala Milk کے 9 ہیں، Olper's Milk کے 32 ہیں اور Trang Milk کے 15 ہیں۔ Trang Milk کے 100 فیصد sample adulterated نکلے ہیں۔ میرے محترم بھائی بتائیں گے کہ ان کے خلاف کیا action لیا گیا ہے اور کیا ان کی prosecution ہوئی ہے؟ میں دوسری بات یہ بھی عرض کروں گا کہ samples کی تعداد خود ہی بتا رہی ہے کہ محکمہ صحت ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا ہوا ہے، وہ کچھ کر رہا ہے اور نہ کچھ کرنا چاہتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ قائد محترم وزیر اعلیٰ صاحب دن رات محنت کرتے ہیں اور ٹھیک کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں لیکن یہ جو data دیا گیا ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ یہ کچھ نہیں کرنا چاہتے پارلیمانی سیکرٹری صاحب ذرا وضاحت فرما دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں اس سے بالکل اتفاق نہیں کرتا کیونکہ حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ صاحب کی priority صحت ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے صحت کا بجٹ دو سال میں 10 سے 45 Billion کیا ہے تو سب سے بڑی concentration صحت کی طرف ہے۔ جو

کیسوں کے متعلق یہ فرمارہے ہیں تو یہ ہماری کارکردگی کا ثبوت ہیں کہ تمام بڑی کمپنیوں کے sample لئے گئے ہیں، ٹیسٹ کئے گئے ہیں اور جو ٹھیک تھے ان کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ جس Trang Milk کا نام میرے بھائی لے رہے ہیں اس کے خلاف ہم نے کورٹ میں کیس پیش کر دیئے ہیں وہاں زیر سماعت ہیں۔ اب وہ جانیں اور عدالتیں جانیں کیونکہ حکومت نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں ہاؤس کی وساطت سے یہ ضرور فائدہ اٹھانا چاہوں گا کہ خدارا یہ کم از کم sampling تو کریں، کیا یہ sampling بھی نہیں کر پاتے؟ یہ جو data دیا گیا ہے یقین کریں کہ محکمہ صحت کی inefficiency کے خلاف action initiate کرنا چاہئے کیونکہ یہ height of inefficiency and ignorance ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: ایک منٹ مجھے ذرا رپورٹ لینے دیں کیونکہ ہمارے بھائی آ گئے ہیں۔ ہمارے جو بھائی اپوزیشن والوں کو لینے گئے تھے ان سے رپورٹ لینے دیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق میں اور ہمارے معزز اراکین اسمبلی نے اپوزیشن لیڈر اور ان کے باقی ممبران کے پاس جا کر request کی ہے کہ وہ اپنا بائیکاٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئیں تو ان کا کہنا تھا کہ ہمیں قرارداد پیش کرنے دی جائے جس پر میں نے کہا کہ آپ ایوان میں تشریف لے آئیں اور آج کے لئے اس قرارداد کو pending کر لیں کیونکہ جیسے لاء منسٹر رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اس قرارداد کو میڈیا کے ساتھ مشاورت سے amend کر کے ایوان میں پیش کریں گے مگر اس پر انہوں نے اتفاق نہیں کیا اور وہ بضد ہیں کہ ہمیں قرارداد پیش کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر: دیکھیں یہ صرف سپیکر کے اختیار کی بات نہیں ہے بلکہ یہ House کا معاملہ ہے اور اگر House اجازت دیتا ہے تو میں بھی انہیں اجازت دے دوں گا اور میں اپنے طور پر کیسے اس کی اجازت دے دوں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! اس پر چونکہ ووٹنگ ہو چکی تھی اور جب میں نے اس حوالے سے بات کی کہ ووٹنگ ہو چکی ہے اور اب وہ پیش نہیں ہو سکتی تو کل اس پر دوبارہ بات کر لیں گے مگر وہ نہیں آنا چاہتے۔

معزز ممبران: نہیں آنا چاہتے تو نہ آئیں۔

جناب سپیکر: چلیں، یہ ان کی صوابدید ہے۔ ہم تو پھر بھی انہیں بلائیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کائرہ صاحب بھی موجود تھے اور میں نے انہیں request کی کہ ووٹنگ ہو گئی ہے تو ظہیر صاحب نے کہا کہ میں باہر بیٹھا ہوں اگر قرارداد پڑھنے کی اجازت ہو تو آپ مجھے بتا دیں لیکن جب پہلے ووٹنگ ہو گئی ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں کیسے انہیں اجازت دے دوں کیونکہ جب House کی اکثریت جس بات کو مانے گی میں بھی اسی کو مانوں گا۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! بار بار معزز رکن کہہ رہے ہیں کہ محکمہ کچھ نہیں کر رہا تو ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ ان کا متعلقہ سوال کہ وہ sampling نہیں کر رہے تو یہ pure food ordinance کے تحت فوڈ انسپکٹرز اور سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے فوڈ ڈیپارٹمنٹ کو چلا گیا ہے اور وہی لوگ ایسا کرتے ہیں۔ سپریم کورٹ میں فاضل جج جسٹس خلیل الرحمٰن رمدے صاحب اس case کو follow کر رہے ہیں تو regularly ماہانہ وہ رپورٹس وہاں جا رہی ہیں کہ کتنی sampling کہاں کہاں ہو رہی ہے۔ یہ محکمہ صحت کا نہیں بلکہ مقامی حکومت کا کام ہے اور اس کے ساتھ میں یہ بھی بھائی کو بتانا چاہوں گا کہ حکومت ایسی چیزوں کو روکنے کے لئے Provincial Food Authority بنا رہی ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال نرگس پروین اعوان صاحبہ کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتیں لہٰذا اسے of dispose کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔ جی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1656 ہے۔ میرے سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔جناح ہسپتال میں ایم ایس کا عرصہ تعیناتی و دیگر تفصیلات

*1656: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جناح ہسپتال لاہور میں ایم ایس کتنے عرصہ سے تعینات ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ایم ایس عرصہ دس سال سے ایک ہی ہسپتال میں تعینات ہے؟

(ج) جناح ہسپتال لاہور میں ایم ایس کس پالیسی کے تحت عرصہ دراز سے ایک ہی جگہ تعینات ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ایم ایس جناح ہسپتال کو کب تک تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) جناح ہسپتال لاہور میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ جولائی 2003 سے تعینات ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔

(ج) میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی تعیناتی پنجاب میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹیٹیوشن ایکٹ 2003 کے رول 8 سب رول۔1 کے تحت بورڈ آف مینجمنٹ کی سفارشات پر کی جاتی ہے۔

(د) رولز کے تحت اگر متعلقہ بورڈ آف مینجمنٹ حکومت سے ایم ایس کو تبدیل کرنے کی سفارش کرے تو اس کو مدنظر رکھتے ہوئے مجاز اتھارٹی سے اجازت کے بعد اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں سوال تھا کہ وہاں پر تعینات ایم ایس 10 سال سے تعینات ہیں تو ان کا جواب ہے کہ "نہیں" تو میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کتنے عرصہ سے تعینات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ان کا سوال چونکہ دو سال پرانا ہے تو جس ایم ایس کے بارے میں پوچھا تھا وہ 09-07-13 کو تبدیل کر دیئے گئے ہیں اور وہاں پر اب نئے ایم ایس صاحب تقریباً ایک سال سے کام کر رہے ہیں۔ ان کا سوال 2009 جنوری کا تھا تو ان کی خواہش پر پہلے ایم ایس جا چکے ہیں، نئے آ چکے ہیں اور وہ بھی جانے کی تیاری کر رہے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پہلے والے ایم ایس کتنا عرصہ تعینات رہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): ان سے آپ پوچھیں کیونکہ ہمارے پاس تو صرف ایک سال ہی رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ ایک سال رہنے کا بتا رہے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہیں کیسے پتا ہے کہ موجودہ ایم ایس بھی جانے والے ہیں؟ House اس بات کا ان سے جواب چاہتا ہے کہ انہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ ایم ایس جانے والے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ نے پہلے ایم ایس سے متعلقہ سوال کیا تھا تو وہ ایم ایس صاحب چھ سال تک وہاں تعینات رہے ہیں اور انہیں اس عرصہ میں بورڈ آف مینجمنٹ اور پرنسپل کی پوری support حاصل تھی۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!ڈاکٹر صاحب نے موجودہ ایم ایس کے بارے میں جواب دیتے ہوئے فرمایاہے کہ وہ بھی جانے والے ہیں۔(قہقہے)

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر غزالہ رضارانانے کہا کہ شکر کریں ایم ایس ہیں
کیونکہ اکثر ہسپتالوں میں تو ایم ایس ہوتے ہی نہیں ہیں)

جناب سپیکر: یہ کوئی سوال نہیں بنتا۔چونکہ وہ محکمے کے انچارج ہیں اس لئے انہیں اس حوالے سے شاید کوئی علم ہو۔اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میرے سوال کا نمبر 1657 ہے۔میرے سوال کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جناح ہسپتال لاہور کے 2002 تا 2007 کے آڈٹ کی تفصیلات

*1657: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ جناح ہسپتال کا سال2002 تا2007 آڈٹ نہ کرایا گیاہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سالوں میں جناح ہسپتال میں کرپشن اور آڈٹ کے غلط استعمال میں متعدد افراد ملوث پائے گئے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ کرپشن اور فنڈز کے غلط استعمال میں ملوث افراد کے خلاف حکومت نے کوئی کارروائی نہ کی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہسپتال میں فنڈز کے غلط استعمال میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی کرنے کاارادہ رکھتی ہے تو کب تک،اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔جناح ہسپتال کا ہر سال باقاعدہ آڈٹ "آڈیٹر جنرل آف پاکستان" کی طرف سے کیا جاتا ہے، مالی سال 08-2007 تک آڈٹ ہو چکا ہے۔متعلقہ فنانشل قوانین سختی سے نافذ العمل ہیں۔کسی بل کی پری آڈٹ کے بغیر ادائیگی نہیں کی جاتی۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔جناح ہسپتال کا کوئی بھی ملازم کرپشن اور فنڈز کے غلط استعمال میں ملوث نہیں ہے لہذا ایسی کارروائی کا جواز نہیں ہے۔

(د) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کرایا گیا آڈٹ اتنا ہی اچھا اور ادائیگیاں پورے ضابطے کے تحت کی گئی ہیں تو آج کل جناح ہسپتال کی چھتوں سے ٹپکنے والے پانی کا کون ذمہ دار ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ایک سوال انہوں نے نیا کیا ہے اور آڈٹ کے بارے میں جواب یہ ہے کہ جناح ہسپتال کا 08-2007 کا آڈٹ financial قوانین کے عین مطابق ہوا ہے، کسی بل کی پری آڈٹ کے بغیر ادائیگی نہیں کی گئی اور تمام ادائیگیاں قانون کے مطابق کی گئی ہیں۔اس حوالے سے آنے والی کچھ شکایات کے نتیجے میں ڈائریکٹر فنانس کو وہاں سے ٹرانسفر کر کے ان کی انکوائری لگا دی گئی ہے اور سیکرٹری صحت نے دو ہفتوں کے اندر اس کی انکوائری رپورٹ پیش کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ ان کے خلاف کارروائی کی جا سکے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جناح ہسپتال میں قائم دکانیں کس criteria کے تحت لوگوں کو دی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! اس سے متعلقہ آپ ضمنی سوال کریں تو مناسب بات ہو گی۔

مہر اشتیاق احمد: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انکوائری کس تاریخ کو لگائی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!ڈائریکٹر فنانس کے خلاف شکایت پر سیکرٹری صحت نے انہیں معطل کر دیا ہے اور اس بات کو تقریباً آج بیس بائیس دن ہو گئے ہیں اور انشاءاللہ دو ہفتے کے اندر انکوائری رپورٹ آجائے گی۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر!میں نے گزارش کی ہے کہ سیکرٹری صحت نے انکوائری mark کی ہے تو اس کی تاریخ کون سی ہے؟

جناب سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!میں سیکرٹری صحت کو کہتا ہوں وہ ابھی انہیں نمبر اور تاریخ دے دیں گے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر!یہ ابھی بتا دیں کیونکہ یہاں پر تو ایسی رپورٹیں آنے میں سالہا سال لگ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!انشاءاللہ دو ہفتوں میں انکوائری مکمل کر کے رپورٹ دیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!on her behalf (معزز رکن نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): سوال کا نمبر 1697 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال سرگودھا کی عمارت کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*1697: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال سرگودھا کی عمارت کب تعمیر کی گئی تھی؟

(ب) کتنی اور کس کس وارڈ کی عمارت کو خطرناک قرار دیا جا چکا ہے؟

(ج) اس ہسپتال کی عمارت پر سال 2005 سے آج تک سالانہ کتنی رقم مرمت اور تزئین و آرائش پر خرچ ہوئی ہے؟

(د) کیا اس ہسپتال کی عمارت کو حکومت از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال سرگودھا کی تعمیر 1952 میں ہوئی تھی۔

(ب) ہسپتال ہذا کی عمارت کے درج ذیل حصوں کو (محکمہ بلڈنگ) کی جانب سے خطرناک قرار دیا جا چکا ہے جن کو فوری طور پر خالی کر دیا گیا ہے اور اب اس میں مریض داخل نہ کئے جاتے ہیں۔

I۔ مردانہ سرجیکل وارڈ

II۔ مردانہ میڈیکل وارڈ

III۔ زنانہ سرجیکل وارڈ

IV۔ زنانہ میڈیکل وارڈ

V۔ مردانہ سرجیکل وارڈ نمبر II

مختلف بالا وارڈوں کی بالائی منزل پر تعمیر شدہ عمارت جس میں ترک منشیات سنٹر، گیلری اور پرائیویٹ وارڈز بھی اس زمرے میں آتے ہیں کیونکہ زیریں بالا منزل گرنے سے اوپر کی منزل بھی گر جائے گی۔

(ج) اس ہسپتال کی سالانہ مرمت اور تزئین کے لئے درج ذیل رقم خرچ ہوئی ہے۔2005-07 میں مبلغ-/1700000روپے بشمول مرمت ڈی ایچ کیو ہسپتال بلڈنگ و مولا بخش ہسپتال بلڈنگ،ڈاکٹرز کالونی،پیرامیڈیکل سٹاف کالونی،ڈاکٹرز ہاسٹل اور نرسنگ ہاسٹل۔

(د) اس ہسپتال کے خطرناک قرار دیئے گئے وارڈز کی دوبارہ تعمیر اور دیگر ضروریات کے سلسلے میں PC-1تیار کروا کر حکومت کی ہدایات کی روشنی میں حکومت پنجاب محکمہ صحت لاہور بھیجا گیا ہے۔اس سلسلے میں حکومت پنجاب نے ترقیاتی پروگرام سکیم نمبر147/351نیو برائے مالی سال09-2008 میں اپ گریڈیشن ڈی ایچ کیو ہسپتال کی بلڈنگ کی تعمیرات کے لئے -/30000روپے مختص کئے ہیں۔بعد ازاں تخمینہ لاگت کی منظوری پر اس کا کام موقع پر شروع کیا جا سکے گا۔حسب ضابطہ منظوری پر مختص فنڈز محکمہ تعمیرات کو مہیا ہو سکیں گے جس کے مطابق ہسپتال کی عمارت کی تعمیر مرحلہ وار شروع ہو گی۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت پنجاب کے تمام ڈی ایچ کیو کی خطرناک عمارتوں کو کب تک مرمت کر کے انہیں درست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!اب تک ڈی ایچ کیو ہسپتال سرگودھا کی عمارت کے چند حصے خطرناک قرار دے کر بند کر دیئے گئے ہیں اور وہاں پر مریض داخل نہیں کئے جا رہے۔اس کے علاوہ پنجاب کے تمام ہسپتالوں کی عمارتوں کے خطرناک حصوں کو استعمال نہیں کیا جا رہا اور انشاءاللہ ایک سال کے اندر یعنی جولائی 2011تک تمام ایسے خطرناک حصے گرا کر وہاں نئی عمارتیں بنا دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتیں تو سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں تو dispose of کیا جاتا ہے۔اس سے اگلا سوال محترم محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔جی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر1986 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جنرل ہسپتال لاہور میں بھرتی کی تفصیلات

*1986: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2007 سے آج تک جنرل ہسپتال لاہور میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنی دفعہ بھرتی کے لئے کس کس اخبار میں تشہیر کی گئی ہے ان اخبارات کے نام اور تاریخ نیز ان کی تشہیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی دفعہ بھرتی کا اشتہار شائع ہونے کے باوجود بھرتی نہ کی گئی اور ہر دفعہ بھرتی نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا ہر دفعہ بھرتی میرٹ پر ہوئی میرٹ کا طریق کار اور میرٹ کس طرح کن کن افسران کی زیر نگرانی تشکیل پایا؟

(ہ) کیا یہ بات حکومت کے علم میں ہے کہ ہر دفعہ جو بھرتی کی گئی وہ بغیر میرٹ اور قواعد وضوابط کے برعکس کی گئی ہے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس کی تحقیقات محکمہ ہذا کے علاوہ کسی جج سے کروانے اور اس کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یکم جنوری2007 سے آج تک لاہور جنرل ہسپتال لاہور میں کل239 افراد بھرتی کئے گئے جن کے نام، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس عرصہ میں سات مرتبہ بھرتی کے لئے اخبارات میں اشتہارات دیئے اور ان تمام اشتہارات پر۔/48,000روپے خرچ ہوئے تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام اخبار	تاریخ اشاعت	خرچہ
1	نوائے وقت	08۔04۔07	۔/23,634
2	ڈان	09۔04۔07	-/14,942روپے
3	جنگ	19۔05۔07	-/4,376روپے
4	ڈان	20۔05۔07	-/12,452روپے
5	نوائے وقت	19۔06۔07	-/8,753روپے
6	نوائے وقت	26۔10۔07	-/10,942روپے
7	جنگ	30۔10۔07	-/11,675روپے

ان تمام اشتہارات پر مبلغ86ہزار7سو74روپے خرچ ہوئے ۔(اخبار اشتہارات کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)

(ج) ایسا ایک دفعہ بھی نہیں ہوا۔

(د) ہر دفعہ بھرتی میرٹ پر ہوئی جو کہ حکومت پنجاب محکمہ صحت کی منظور شدہ ریکروٹمنٹ پالیسی مجریہ 2004 کے مطابق ہوئی جس میں گریڈ17 سے اوپر سپیشل سلیکشن بورڈ اور گریڈ1 تا16 سلیکشن کمیٹی کے ذریعے ہوئی۔کاپیاں(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) جنرل ہسپتال لاہور میں ہر دفعہ بھرتی میرٹ پر اور قواعد وضوابط کے مطابق ہوئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!میں اس کے جواب سے پوری طرح مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کا شکریہ۔اگلا سوال بھی محمد نوید انجم کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!میرا سوال نمبر1987 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جناح ہسپتال لاہور میں بھرتی کی تفصیلات

*1987: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2007 سے آج تک جناح ہسپتال لاہور میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، تعلیمی قابلیت،ڈومیسائل، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنی دفعہ بھرتی کے لئے کس کس اخبار میں تشہیر کی گئی، ان اخبارات کے نام اور تاریخ نیز ان کی تشہیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی دفعہ بھرتی کا اشتہار شائع ہونے کے باوجود بھرتی نہ کی گئی اور ہر دفعہ بھرتی نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا ہر دفعہ بھرتی میرٹ پر ہوئی میرٹ کا طریق کار اور میرٹ کس طرح کن کن افسران کی زیر نگرانی تشکیل پایا؟

(ہ) کیا یہ بات حکومت کے علم میں ہے کہ ہر دفعہ جو بھرتی کی گئی وہ بغیر میرٹ اور قواعد وضوابط کے برعکس کی گئی، اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس کی تحقیقات محکمہ ہذا کے علاوہ کسی جج سے کروانے اور اس کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یکم جنوری2007 سے آج تک جناح ہسپتال لاہور میں بھرتی کئے گئے افراد کی تفصیل مع نام، تعلیمی قابلیت،ڈومیسائل، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم جنوری2007 سے لے کر آج تک 24 مرتبہ بھرتی کے لئے اخبارات میں اشتہارات دیئے گئے، جن کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران صرف ایک دفعہ بھرتی کا اشتہار شائع ہونے کے باوجود بھرتی نہ کی گئی کیونکہ گورنمنٹ آف پنجاب نے بھرتی پر پابندی عائد کر دی تھی۔

(د) ہر دفعہ بھرتی میرٹ پر اور پنجاب میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹیٹیوشن ایکٹ2003 کے رول8 سب رول1 کے تحت کی جاتی رہی ہے۔ سلیکشن کمیٹی کی تشکیل کے لئے نوٹیفکیشن اور سلیکشن کمیٹی کے ممبران کی تفصیل بالترتیب (ج) اور (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کوئی بھرتی بغیر میرٹ اور قواعد وضوابط کے برعکس نہیں کی گئی اس لئے کسی کے خلاف کسی کارروائی کا جواز نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2229 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔144، 143 میں ڈرگ انسپکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2229: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور پی پی۔143 اور پی پی۔144 میں ڈرگ انسپکٹروں کی کتنی تعداد ہے؟

(ب) متذکرہ حلقہ میں سال 2007 کے دوران ڈرگ انسپکٹروں نے مختلف ادویات اور بیماریوں کے علاج کے حوالے سے چلنے والی غیر قانونی اشتہار بازی کا نوٹس لیکر کتنے لوگوں کا چالان کیا؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت غیر قانونی اشتہار بازی پر مکمل کنٹرول کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) لاہور حلقہ پی پی۔143 میں ایک ڈرگ انسپکٹر کام کر رہا ہے جبکہ لاہور حلقہ پی پی۔144 میں دو ڈرگ انسپکٹرز کام کر رہے ہیں۔

(ب) متذکرہ حلقوں میں سال 2007 کے دوران ڈرگ انسپکٹر نے مختلف ادویات اور بیماریوں کے علاج کے حوالے سے چلنے والی غیر قانونی اشتہار بازی کا نوٹس لے کر ڈرگ ایکٹ 1976 کی دفعہ 24 کے تحت 8 چالان کئے۔

(ج) محکمہ صحت حکومت پنجاب غیر قانونی اشتہار بازی پر کنٹرول کے لئے مختلف اقدامات اٹھا رہی ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) ڈرگ انسپکٹروں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ غیر قانونی اشتہار بازی میں ملوث لوگوں کے خلاف ڈرگ ایکٹ 1976 کی دفعہ 24 کے تحت فوری طور پر قانونی کارروائی عمل میں لائیں اور ان کے خلاف مقدمات قائم کر کے متعلقہ عدالتوں میں داخل کریں۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ii) پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پمرا) کو ایسے ٹی وی چینلز کے خلاف قانونی کارروائی کے لئے استدعا کی گئی ہے جو غیر قانونی اشتہار بازی میں ملوث ہیں۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(iii) ڈائریکٹر جنرل محکمہ تعلقات عامہ پنجاب سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ ایسے اخبارات، رسائل اور جرائد کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائیں جو غیر قانونی اشتہار شائع کرنے کے ذمہ دار ہیں(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

علاوہ ازیں وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات پر جعلی ادویات کے خاتمہ کے لئے قائم کی گئی ٹاسک فورسز بھی غیر قانونی اشتہار بازی کے قلع قمع کے لئے اقدامات کر رہی ہیں۔ اور اس سلسلہ میں متعلقہ قوانین میں ترامیم کی تجاویز کی سفارشات تیار کر رہی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ متذکرہ بالا اقدامات سے غیر قانونی اشتہار بازی کو کنٹرول کرنے میں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں جواب سے بالکل مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ کا ہی ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2233 ہے۔

جناب سپیکر: کیاجواب پڑھاہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جی، جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے۔

پنجاب میں میڈیکل کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2233: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کل کتنے میڈیکل کالجز ہیں یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) پنجاب میں میڈیکل کالجز میں طلباء طالبات کی کل کتنی سیٹیں ہیں؟

(ج) پنجاب میں موجود میڈیکل کالجز میں داخلوں کے لئے کیاطریق کار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پنجاب حکومت کے زیر انتظام 11 میڈیکل کالج اور ایک ڈینٹل کالج ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

(i) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی، لاہور

(ii) علامہ اقبال میڈیکل کالج، لاہور

(iii) فاطمہ جناح میڈیکل کالج، لاہور

(iv) سروسز انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز، لاہور

(v) نشتر میڈیکل کالج ملتان

(vi) پنجاب میڈیکل کالج، فیصل آباد

(vii) راولپنڈی میڈیکل کالج، راولپنڈی

(viii) قائداعظم میڈیکل کالج، بہاولپور

(ix) شیخ زید میڈیکل کالج رحیم یار خان

(x) سرگودھا میڈیکل کالج، یونیورسٹی آف سرگودھا

(xi) نواز شریف میڈیکل کالج، یونیورسٹی آف گجرات

(xii) ڈی مونٹورینسی آف ڈنٹسٹری، لاہور

(ب) سال 10۔2009 کے پراسپکٹس کے مطابق پنجاب کے میڈیکل کالجوں کی نشستوں کی تعداد 2263 ہے ۔ صرف فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں 251 نشتیں خواتین طالبات کے لئے مخصوص ہیں۔ باقی تمام کالجوں میں خواتین طالبات اوپن میرٹ پر داخلہ لے سکتی ہیں اور ان کالجوں میں بلحاظ جنس کوئی تخصیص نہ ہے۔

(ج) پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں داخلہ کا طریق کار پراسپیکٹس میں دیا گیا ہے۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال سید زعیم حسین قادری کا ہے۔ وہ سوال نمبر پکاریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 2229 ہے۔ اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کون سا سوال نمبر ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! 2229 پر میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: 2229 تو گزر گیا ہے، آپ بڑی دیر بعد بولے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں تو فوراً ہی اٹھ گیا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں، اب ہم سوال نمبر 2305 پر پہنچ گئے ہیں۔ یہ dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! on his behalf۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ دو سوال پوچھ چکی ہیں۔ اگلا سوال جناب ذوالفقار علی کا ہے۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2314 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور کی سالانہ گرانٹ اور استعمال کی تفصیل

*2314: **جناب ذوالفقار علی:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور کو مالی سال07-2006، 08-2007 اور09-2008 میں کتنی گرانٹ سال وار فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم ایڈمنسٹریشن پر اور کتنی رقم مریضوں کو سہولیات کی فراہمی پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم ٹرانسپورٹ پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم اس ہسپتال کے لئے طبی آلات اور دیگر طبی سامان خریدنے پر خرچ ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) بہاول وکٹوریہ ہسپتال، بہاولپور کو مالی سال2006 سے2009 تک فراہم کی جانے والی گرانٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	فراہم کردہ رقم
2006-07	718,678,100/-
2007-08	1,210,091,000/-
2008-09	790,695,000/-

(ب) ایڈمنسٹریشن اور مریضوں کی سہولیات پر خرچ کردہ رقم کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

سال	ایڈمنسٹریشن پر خرچ کردہ رقم	مریضوں کی سہولیات پر خرچ کردہ رقم
2006-07	194,406,667/-	141,829,395/-
2007-08	385,718,990/-	238,731,941/-
2008-09	486,399,000/-	181,357,000/-

(ج) ٹرانسپورٹ پر خرچ کردہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	خرچ کردہ رقم
2006-07	3,694,950/-
2007-08	5,441,952/-
2008-09	7,620,000/-

(د) طبی آلات اور دیگر طبی سامان خریدنے پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	خرچ کردہ رقم
2006-07	23,609,540/-

2007-08	48,602,005/-
2008-09	18,000,000/-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ہمیں بہاولپور کے لئے صحت کی مد میں فنڈز بہت زیادہ دے دیئے ہیں۔ انہوں نے ڈسٹرکٹ ہسپتال بھی دیا ہے الحمدللہ ہم بالکل مطمئن ہیں۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ۔ آپ کو بہت مبارک ہو۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2315 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور۔نرسز اور ڈسپنسرز کی اسامیوں کی تفصیل

*2315: **جناب ذوالفقار علی:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں نرسز اور ڈسپنسرز کی اسامیاں منظور شدہ گریڈ وار کتنی ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے خالی ہیں؟

(ج) ان اسامیوں پر کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) خالی اسامیاں کب سے ہیں اور ان کو کب تک پر کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں گریڈ 16 کی نرسز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 343، گریڈ 17 میں نرسز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 70 جبکہ ڈسپنسر گریڈ 6 کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 26 ہے۔

(ب) گریڈ 17 نرسنگ فلور سپروائزر کی 10 اسامیاں 2004 سے، گریڈ 17 میں ہیڈ نرسز کی 39 اسامیاں 2001 سے اور گریڈ 16 میں چارج نرسز کی 25 اسامیاں اگست 2009 سے خالی ہیں۔

(ج) سکیل17میں21سکیل16میں318نرسز کام کررہی ہیں جبکہ سکیل6میں26ڈسپنسرز کام کررہے ہیں۔

(د) خالی اسامیوں کی تفصیل جز(ب)میں درج ہے جبکہ ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے متعلقہ ادارے اور صوبائی سطح پر ضروری اقدامات کئے جارہے ہیں اور جلد ہی ان اسامیوں پر تعیناتی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر!ابھی بھی اس ہسپتال میں نرسنگ کی تعداد بہت کم ہے۔ یہ اتنا بڑا ہسپتال ہے، سندھ سے لے کر بہاولنگر اور ملتان تک کے لوگ یہاں سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ یہ تعداد پوری کرنے کے لئے میں نے سفارش کی تھی میری گزارش ہے کہ اس تعداد کو بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!اس کا آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!یہ بالکل صحیح کہا گیا ہے ہمارے پاس نرسنگ کی shortage ہے لیکن چیف منسٹر صاحب نے پچھلے دنوں ہی دو ہزار نرسیں بھرتی کرنے کا حکم دیا تھا، جو بھرتی کرلی گئی ہیں۔ جہاں جہاں کمی ہے وہاں یہ کمی پوری کی جارہی ہے۔ ان کے سوال میں (الف)، (ب)، (ج)اور (د)چار سوال ہیں۔ ہم اسامیاں پُر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور گریڈ 16 کی چار نرسیں ان کو مہیا کر دی گئی ہیں۔ اس طرح ہیڈ نرسوں کا کام ہم دو ماہ میں مکمل کر رہے ہیں۔ جو انہوں نے نرسوں کی کمی کے حوالے سے سوالات کئے ہیں یہ shortage حکومت نے پوری کرلی ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ دو مہینوں کے بعد وہاں پر کوئی کمی نہیں رہے گی۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر!ابھی تو shortage موجود ہے اور یہ سوال کئے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے اور نرسنگ کا role بڑا اہم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!انہوں نے سوال 30۔دسمبر 2008 کو کیا تھا اور چیف منسٹر صاحب نے اسی سال کے آغاز میں حکم دے دیا تھا اسی لئے دو ہزار نرسیں بھرتی کی گئی ہیں جو مختلف اضلاع اور مختلف ہسپتالوں میں بھیجی جارہی ہیں اسی لئے میں

نے گزارش کی ہے کہ ہم نے دو مہینے کا وقت مانگا ہے۔ وہاں دو مہینوں میں انشاء اللہ تعالیٰ کمی پوری ہو جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت اچھا۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بھی ضرور پوچھیں۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! 2۔فروری2010 کو اسمبلی نے پیرا میڈیکل سٹاف کے service structure کی منظوری دی تھی اور 9۔فروری 2010 کو ہمارے چیف منسٹر صاحب نے بھی اس کی approval دے دی ہے لیکن ابھی تک اس کی سمری approve نہیں ہوئی۔ یہ کب تک مکمل ہو جائے گا کیونکہ پیرا میڈیکل سٹاف کی کافی تعداد ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پیرا میڈیکل سٹاف کی سمری فنانس ڈیپارٹمنٹ میں گئی ہوئی ہے۔ وہاں سے vet ہونے کے بعد آجائے گی اور جیسے ہی وہاں سے آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ فوری طور پر اسے کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ مطمئن ہیں؟

جناب ذوالفقار علی: میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال رانا محمد افضل خان کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر2320 ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: کہیں یہ 420 تو نہیں ہے؟

رانا محمد افضل خان: نہیں سر، یہ 2320 ہے۔

جناب سپیکر: اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد۔ایچ آئی وی ایڈز کے کلینک کا قیام

*2320:**رانا محمد افضل خان:** کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیافیصل آباد ڈویژن میں ایچ آئی وی ایڈز کے علاج کے لئے مخصوص کلینک قائم ہے؟

(ب) اگر ہے تو اس میں کیا سہولتیں ہیں اور اگر نہیں ہے تو کب تک بنائے جانے کا ارادہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں (VCTC) Voluntary Counseling and Testing Centres اور Surveillance Centre قائم کئے گئے ہیں، (VCTC) میں HIV ایڈز کے مریضوں کو مفت کونسلنگ کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ جبکہ Surveillance Centres میں HIV کے مفت ٹیسٹ کی سہولت موجود ہے۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام اس سنٹر کو بغیر معاوضے کے Screening Kits اور فنی معاونت فراہم کرتا ہے۔ جن مریضوں کی ان سنٹرز کے ذریعے تشخیص ہو جاتی ہے ان کو Treatment Centers میں علاج کے لئے بھجوادیا جاتا ہے۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام نے پنجاب میں پانچ عدد سپیشل کلینک کے نام سے Treatment Centers قائم کئے ہیں جن میں چار لاہور اور ایک سرگودھا میں قائم ہے لاہور میں یہ سنٹرز میو ہسپتال، سروسز ہسپتال، جناح ہسپتال اور پرائیویٹ سیکٹر میں شوکت خانم میں قائم ہیں۔ ان تمام سنٹرز پر ایڈز کے تربیت یافتہ ماہر ڈاکٹر اور ماہر نفسیات کی زیر نگرانی مریضوں کو مفت علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں اور مریضوں کا تمام ریکارڈ مکمل صیغہ راز میں رکھا جاتا ہے۔ علاج معالجے کی سہولتوں میں سرفہرست مفت Opportunistic Infections اور Anti Retroviral ادویات کا طریقہ علاج جبکہ CD-4 اور HIV Viral Load ٹیسٹ شامل ہیں جو کہ شوکت خانم لیبارٹری میں گلوبل فنڈ کے تعاون سے پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام کی وساطت سے کئے جاتے ہیں۔ اگرچہ ان ٹیسٹوں کا خرچہ کافی زیادہ ہے

لیکن پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام کے ذریعے یہ ٹیسٹ مفت فراہم کیا جاتا ہے کیونکہ سرکاری ہسپتالوں میں ان ٹیسٹوں کی سہولت موجود نہ ہے۔

(ب) فیصل آباد میں HIV ایڈز کے علاج کا مخصوص کلینک نہ بنانے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ HIV ایڈز کا علاج دوسری بیماریوں سے یکسر مختلف ہے یہ علاج صرف ایک ماہر اور تربیت یافتہ ڈاکٹر ہی کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ مرض کے لئے دی جانے والی ادویات اس قدر مہنگی ہیں کہ تمام ڈسٹرکٹ میں ان کی ترسیل ممکن نہ ہے۔ فیصل آباد سے صرف دو گھنٹوں پر لاہور اور سرگودھا میں HIV ایڈز کے مخصوص علاج کے مراکز قائم ہیں اور فیصل آباد کے تمام مریضوں کا لاہور کے سنٹرز پر بخوبی علاج کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں نے بڑا مختصر اور direct سوال کیا تھا۔ بڑا لمبا چوڑا جواب تو آیا لیکن اصل میں جواب ہی نہیں آیا۔ میرا سوال تھا کہ کیا فیصل آباد ڈویژن میں HIV ایڈز کے علاج کے لئے مخصوص کلینک قائم ہے، اگر ہے تو اس میں کیا سہولیات ہیں انہوں نے جواب دیا کہ لاہور میں قائم ہے، سرگودھا میں قائم ہے اور وہاں کیا کیا سہولیات ہیں ان کی تفصیل دی ہے۔

جناب سپیکر! فیصل آباد پنجاب کا دوسرا بڑا اور پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں گے کہ کیا وہاں HIV ایڈز کے علاج کی سہولیات دینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جو انہوں نے سوال کیا ہے اصل میں HIV ایڈز کا علاج بہت مہنگا ہے اور اس کی kits وغیرہ بہت مہنگی ہے۔ جو ہمارے بڑے ہسپتال ہیں، چونکہ سرکاری ہسپتالوں میں ان ٹیسٹوں کی سہولت موجود نہیں ہے اور یہ سارا foreign funded programme ہے اور ان فنڈز کی وجہ سے ہی ہم ان پروگرام کو مختلف جگہوں پر چلاتے ہیں، وہاں ادویات دیتے ہیں، اس کی spinning کرتے ہیں اور treatment کرتے ہیں۔ HIV ایڈز پروگرام میں چند بے ضابطگیوں کی نشاندہی بھی کی گئی تھی جس کے نتیجے میں وہاں کے انچارج کو transfer کر دیا گیا ہے

اور اس کی انکوائری کی جارہی ہے۔ اس کی انکوائری کے نتیجے میں جو رپورٹ آئے گی اس پر حکومت ایکشن لے گی۔ جو سوال رانا صاحب کا ہے تو یہ بات ٹھیک ہے کہ ہم وہاں پر ابھی تک کوئی ایسی سہولت مہیا نہیں کر سکے۔ یہ صرف ان جگہوں پر ہے جہاں ہمیں فنڈز مل جائیں اور یہ funded programmes ہیں اس لئے یہ وہاں پر موجود نہیں ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! کوئی پروگرام جو ملک کے لئے ضروری ہو وہ صرف funded foreign نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس کی اہمیت کے مطابق ہی ہمیں اپنے پروگرام چلانے چاہئیں۔ اگر ہمیں foreign support ملتی ہے تو اس کو ایک اضافی سپورٹ سمجھنا چاہئے۔ میں اس پالیسی میں آپ کی توسط سے یہ درخواست کروں گا کہ ہم اس serious matter کو اپنے تمام بڑے شہروں تک بڑھائیں صرف بیرونی امداد پر انحصار نہ ہو بلکہ اسے ختم کر دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ان کی تجویز تو معقول ہے اگر پیسے ہوں تو آپ یہ کام ضرور کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں جو رانا صاحب نے سوال کیا ہے میں نے پہلے ہی گزارش کی ہے کہ HIV ایڈز کے علاج کے لئے ادویات مہنگی ہیں اور لاہور میں دس بارہ جگہ پر یہ میسر ہیں اس لئے فیصل آباد کے لوگ diagnose کرنے کے لئے لاہور آسکتے ہیں اور ان کا treatment وہاں ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ مجھے address کریں وہاں نہ دیکھا کریں، آپ کی مہربانی۔ جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں تو کچھ اور جواب expect کر رہا تھا لیکن یہ بڑی زیادتی ہے کہ وہ دوائی لینے لاہور آئیں اور علاج فیصل آباد میں کریں۔ HIV ایڈز کے serious patient ہوتے ہیں۔ یہ اس کو serious مسئلہ سمجھتے ہوئے commitment کریں کہ فیصل آباد میں اس کے لئے کام کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ فیصل آباد پنجاب کا دوسرا اور پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے۔ اس کے سائز اور آبادی کے مطابق یہ مہربانی کر کے commitment کریں کہ ہمارے شہر میں بھی یہ کلینک قائم کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، کر دیں کچھ ہمت۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!HIV ایڈز کا علاج بہت مہنگا ہے۔میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اگر اس کو تمام اضلاع میں پھیلایا جائے تو اس کے لئے بلین روپے کی ضرورت ہے جو ابھی ہم afford نہیں کر سکتے۔جو ہمیں financing ہوتی ہے اس کے مطابق ہی ہم پرائیویٹ level پر قائم کرتے ہیں۔یہ سرکاری ہسپتالوں میں نہیں ہے،پرائیویٹ ادارے ہی یہ کرتے ہیں اس لئے ہم یہی کوشش کر رہے ہیں کہ فیصل آباد میں بھی کوئی private setup بن جائے۔

جناب سپیکر:بہت مہربانی۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!اس HIV ایڈز کے لئے کبھی گورنمنٹ کی طرف سے awareness کے لئے کوئی مہم یا کوئی campaign چلائی گئی ہے؟

جناب سپیکر:campaign یا complain؟

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!Campaign۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!اس سلسلے میں وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں کچھ عرصے کے بعد اخباری اشتہارات دیتی ہیں،سیمینارز ہو رہے ہیں،کانفرنس ہو رہی ہیں اور ورکشاپ ہو رہی ہیں۔میرے خیال میں ابھی تین ہفتے پہلے بھی ایک campaign چلی ہے جس میں وفاقی حکومت کے اشتہارات بھی سارے اخباروں کے فرنٹ صفحات پر آئے ہیں تو حکومت صوبائی اور مرکزی سطح پر یہ کام بخوبی سرانجام دے رہی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!پچھلے کچھ دنوں سے بائیکاٹ تھا اس لئے میں اخبار پڑھ نہیں رہا تھا تو ان کی campaign سے کیا result آئے ہیں،کیا اس میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے،کتنے لوگوں نے اس سے استفادہ حاصل کیا ہے یا جو بھی ان کی progress ہے وہ ذرا بتا دیں؟

جناب سپیکر:جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس وقت گزارش یہ ہے کہ جو انہوں نے سوال کیا ہے اس کے exact figures تو اس وقت میرے پاس موجود نہیں ہیں لیکن جو ہمارے پاس positive یا active cases ہیں ان کی فہرست ہم ان کو علاقہ وار پیش کر دیں گے لیکن ایک محدود رپورٹ کے مطابق سب سے زیادہ ہمارے پاس HIV-Aids کے جو مریض ہیں وہ ڈسٹرکٹ گجرات میں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! اگلا سوال بھی آپ کا ہے، سوال نمبر بولئے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2322 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد کے بڑے ہسپتال میں ڈی ایم سی کا قیام

*2322: **رانا محمد افضل خان:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے کیا حکومت اتنی بڑی آبادی کے لئے لاہور کی طرح (ڈی ایم سی) ڈائیٹ مینجمنٹ سنٹر کسی بھی بڑے ہسپتال میں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجہ بیان کی جائے؟

(ج) مذکورہ سنٹر کے بنائے جانے پر تقریباً کتنا خرچہ آئے گا اس کی تفصیل دی جائے اور کتنا سٹاف درکار ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) تمام ٹیچنگ ہسپتالوں کی میڈیکل وارڈوں میں Diabetics کے مریضوں کے لئے علاج معالجہ کی سہولتیں موجود ہیں۔ ہر میڈیکل وارڈ اور او پی ڈی DMC کا کام بھی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ تمام ضلعی ہسپتالوں میں Special Medical Units قائم ہیں جن میں تعینات میڈیکل سپیشلسٹ / سرجن Diabetics کے مریضوں کو سہولیات بہم پہنچا رہے ہیں۔

(ب) مندرجہ بالا سہولیات کی موجودگی میں علیحدہ سے DMC کے بنائے جانے کی ضرورت نہ ہے، کیونکہ یہ سہولیات پہلے ہی فراہم کی جارہی ہیں لہذا اس پر کوئی خاص رقم خرچ کرنے کا امکان نہ ہے۔

(ج) میڈیکل وارڈوں کی موجودگی میں DMC کے علیحدہ قیام کی ضرورت نہ ہے اس لئے اس پر تخمینہ لاگت متعلقہ نہ ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب اگر بتائیں کہ میرا سوال ڈائیٹ منیجمنٹ سنٹر کے بارے میں تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ موٹاپا بہت سی بیماریوں میں سے ایک اہم بیماری ہے یہ اس کے بارے میں تھا اور جواب Diabetics کے بارے میں آیا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! انہوں نے یہ سوال ڈائیٹ اور Diabetics کے بارے میں کیا ہے، اس کے لئے ہر ہسپتال میں ہمارے مختلف وارڈز اور سنٹر بھی ہیں۔ ہمارے سیکرٹری صحت نے recently یہ احکامات جاری کئے ہیں کہ تمام DHQ اور THQ میں ایک یونٹ بنایا جائے گا جو Diabetics اور ڈائیٹ کے جتنے مریض ہیں ان کی راہنمائی کریں گے۔ اس کا ماڈل وہی ہو گا جو کہ UK میں ہے۔ وہاں پر جو Diabetics Wards اور Diabetics Clinic ہیں ان کو trained Nurses look after کرتی ہیں۔ وہ مریض کو دیکھتی ہیں، ان کا وزن اور شوگر بھی چیک کرتی ہیں اور اس کے مطابق معمول کی دوائیاں ان کو دیتے ہیں تو یہ مختلف یونٹ تمام ہسپتالوں میں قائم کئے جارہے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جز(ج) جواب میں لکھا گیا ہے کہ میڈیکل وارڈوں کی موجودگی میں DMC کے لئے علیحدہ وارڈ کی ضرورت نہ ہے اس لئے اس پر تخمینہ لاگت متعلقہ نہ ہے تو اگر فیصل آباد میں DMC کے قیام کی ضرورت نہ ہے تو لاہور میں قیام کی ضرورت کیوں ہے اور کیوں بنایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو سوال کیا ہے اس حوالے سے میں انہیں بتاتا ہوں کہ Diabetics Unit کے لئے کوئی علیحدہ خرچہ نہیں آتا اور ہسپتال کے جو مختلف وارڈز ہیں ان کے پروفیسر یا MS وہ at their own decide کر لیتے ہیں کہ یہ یونٹ بطور Diabetics یونٹ کام کرے گا اور لاہور میں یونٹ کام کر رہا ہے جس کی وہ نشاندہی کر رہے ہیں اور وہ سروسز ہسپتال کے پرنسپل کا interest تھا انہوں نے وہ قائم کر لیا ہے۔ فیصل آباد میں بھی اسی طرز کا ایک سنٹر قائم کر دیا جائے گا جس سے Diabetics patient کو رہنمائی ملتی رہے۔

جناب سپیکر: جی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں نے شروع میں کہا تھا کہ Diabetics کے بارے میں تو سوال ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، چلیں! موٹاپے کے بارے میں تو ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال تو Obesities کے بارے میں ہے اور جواب Diabetics کا دے رہے ہیں۔ اگر لاہور میں پرنسپل صاحب سمجھتے ہیں کہ یہ لاہور کی عوام کے لئے ہے تو کیا وہ اپنے پرائیویٹ بزنس کو چمکانے کے لئے سرکاری ہسپتالوں میں اس قسم کے وراڈ بناتے ہیں اور وہاں سے مریضوں کو گھیر کر اپنے پرائیویٹ ہسپتالوں میں لے جاتے ہیں کیا یہ اس قسم کا specific ward لاہور میں بنا ہے یا حکومت پنجاب نے Obesities کو recognized کیا ہے کہ Obesities ایک مرض ہے اور اس کا علاج لاہور میں ہونا ہے پھر تو حکومت کو ہر شہر میں کرنا چاہئے؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں رانا صاحب کے سوال کا جواب دے دیتا ہوں کہ یہ Diabetics اور Obesities انٹرلنک چیزیں ہیں جو بیماری ہے وہ موٹاپا اور شوگر تقریباً ایک ہی چیز ہیں۔ موٹے آدمی کو زیادہ شوگر ہوتی ہے اور اس کے اندر دو چیزیں involve ہوتی ہیں۔ ایک ہارمون اور دوسری Diabetics ہے تو اس لئے میں نے گزارش کی تھی کہ جہاں پر جن

صاحب نے بنایا ہے ان کی specialty تھی اور جو ہمارے ماہرین شوگر کو deal کرتے ہیں اور وہی obesity کو بھی deal کرتے ہیں۔ اس کے کسی علیحدہ ماہر کی ضرورت نہیں ہوتی اور جو پروفیسر آف میڈیسن ہیں وہ اس کو ہینڈل کر سکتے ہیں۔ تمام ہسپتالوں میں of District Specialist, Professor Medicine یا باقی Consultant موجود ہیں جو میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ رانا صاحب کی رائے کی روشنی میں تمام اضلاع کو ہدایت جاری کر دی گئی ہے کہ Obesity اور Diabetics کے لئے یونٹ قائم کر دیئے جائیں اور وہاں پر لوگوں کی رہنمائی کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب اگلا سوال مسز ناظمہ جواد ہاشمی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! On her behalf.

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): On her behalf.

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں کسی female کو بھی بات کر لینے دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ان کو پہلے بولنے دیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! آپ نے مجھے تو اجازت نہیں دی۔

جناب سپیکر: ان کا سوال نہیں تھا اور آپ کے دو سوالات تھے اس لئے آپ کو اس کی اجازت نہیں ملی۔ جی۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! سوال نمبر 2333 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے مسز ناظمہ جواد ہاشمی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ہیپاٹائٹس مہم چلانے کا مسئلہ

*2333: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیاصوبائی حکومت کسی قسم کی Hepatitis C سے آگاہی کی مہم چلارہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

Hepatitis C پر کنٹرول اور علاج کی خاطر حکومت نے ایک Special Project منظور کیا ہے جس پر 12۔2009 تک 2286 ملین روپے کی لاگت آئے گی۔ اس PC-1 کے ذریعے عوام میں شعور و آگاہی پیدا کرنے کی مہم اولین ترجیحات کے طور پر شامل ہے۔ آگاہی مہم میڈیا، پریس، ٹی وی، ریڈیو، انٹرپرسنل کمیونی کیشن، ڈاک اور سیمینار کے ذریعے چلائی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ پمفلٹ اور پوسٹر کے ذریعے بھی عوام کو معلومات پہنچائی جاتی ہیں، تاکہ عوام الناس میں بیماری سے بچاؤ اور علاج معالجہ کے متعلق شعور پیدا کیا جاسکے تاکہ عوام ان سہولیات سے بروقت مناسب استفادہ کرسکیں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس "سی" پر کنٹرول اور علاج کی خاطر حکومت نے ایک Special Project منظور کیا ہے جس پر 12۔2009 تک 2286 ملین روپے کی لاگت آئے گی۔ اس PC-1 کے ذریعے عوام میں شعور و آگاہی پیدا کرنے کی مہم اولین ترجیحات کے طور پر شامل ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ترجیحات کے طور پر یہ مہم شامل ہے یہ کب چلائی جاتی ہے، ہم نے کبھی کہیں میڈیا پر یا کبھی ٹی وی پر اشتہار وغیرہ نہیں دیکھا، کیا اس کی آگاہی کے لئے کوئی proper بندوبست کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ کو بتادیا ہے تو سب کو آگاہی ہوگئی اور آپ کے ہاؤس میں جب یہ بات آگئی ہے۔ جی، بتائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ ہیپاٹائٹس "سی" کے بارے میں جو مہم ہے۔ اس میں جیسا کہ پہلے میں نے گزارش کی تھی کہ میڈیا، پریس، ٹی وی، ٹی وی ٹاکس ہیں اس کے علاوہ سیمینار اور ورکشاپ ہیں یہ ایک مسلسل عمل ہے۔ تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں، ڈی ایچ کیوز میں ہورہے ہیں اور اخباروں میں اس پر فورم ہورہے ہیں۔ ابھی دس دن پہلے اس پر جنگ فورم ہوا ہے۔ اس سے پہلے ٹی وی پر یہ مذاکرے ہورہے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی میرا خیال ہے کہ اس کی ہم مزید توسیع کرسکتے ہیں۔ اس میں ممبران اسمبلی اور ہمارے علماء کرام ہیں وہ بھی ہمارا ساتھ دیں اور اپنے اپنے

علاقوں میں ہمارے دست وبازو بنیں۔اس میں جو انہوں نے PC-1 کی بات کی تھی تو وہ کچھ ایسی باتیں ہیں جو میں یہاں نہیں کرنا چاہتا کیونکہ ہماری وفاقی امداد بند کر دی گئی تھی اس لئے اس دفعہ حکومت پنجاب نے اپنے فنڈز سے تین سو ملین روپے رکھے ہیں تاکہ یہ Hepatitis C کے تین steps diagnoses treatment vaccination and follow-up اس پر وہ spend کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی مسز ناظمہ جواد ہاشمی کا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا چھوٹا سا سوال ہے۔۔۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا چھوٹا نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، شاہ صاحب! آپ کے پیچھے خواتین کھڑی ہیں ان کا بھی احترام کیجئے اور دونوں ڈاکٹرز ہیں۔جی، دونوں ڈاکٹر ایک ایک ضمنی سوال کریں گی۔بس جی، باقی سب صاحبان بیٹھیں۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 2337۔(معزز ممبر نے محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

راولپنڈی، ہیپاٹائٹس کے مریضوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2337: **مسز ناظمہ جواد ہاشمی:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں ہیپاٹائٹس "سی" کے اندازاً کتنے مریض ہیں، بالخصوص ضلع راولپنڈی میں مریضوں کی تعداد بیان فرمائیں؟

(ب) کتنے لوگ سرکاری علاج سے مستفید ہو رہے ہیں اور کتنے لوگ پرائیویٹ طور پر علاج کروا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پنجاب میں آبادی کے تناسب سے ہیپاٹائٹس "سی" کے مریضوں کی تعداد (چھ فیصد)6 لاکھ ہے جبکہ ڈسٹرکٹ راولپنڈی میں (6.7) فیصد کے حساب سے مریضوں کی تعداد 28 ہزار ہے۔ پنجاب کی کل آبادی 8 کروڑ کے لگ بھگ ہے اور ہیپاٹائٹس کے مریضوں کی Prevalence 6 فیصد ہے۔ اس لحاظ سے 6 لاکھ مریض پنجاب میں ہیں۔ راولپنڈی کی آبادی 44 لاکھ ہے اور ہیپاٹائٹس "سی" 6.7٪ Prevalence ہے۔اس تناسب سے راولپنڈی میں ہیپاٹائٹس "سی" کے مریض 28000 ہیں۔

(ب) راولپنڈی میں ہیپاٹائٹس کے مفت علاج کی سہولت ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی میں میسر ہے جہاں سے اگست 2006 سے لے کر جنوری 2009 تک 1058 مریض پرائم منسٹر پروگرام کے تحت علاج کروا چکے ہیں۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جناب سپیکر! اس وقت ہیپاٹائٹس "سی" بہت زیادہ پھیلا ہوا ہے اور اس کا علاج بھی بہت زیادہ مہنگا ہے۔ Interferon جس کے لئے کم سے کم چھ مہینے لگانے پڑتے ہیں تو اس کی لاگت بہت زیادہ ہے تو کیا گورنمنٹ یہ ارادہ رکھتی ہے کہ ہیپاٹائٹس کے مریضوں کے لئے یہ علاج فری کر دیا جائے کیونکہ عام مریض کے لئے اتنا مہنگا علاج جو 65 ہزار روپے سے لے کر ایک لاکھ روپے تک کا علاج ہے وہ ممکن نہیں ہے تو کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ سوال بڑا اہم ہے اور اس میں سارے مریضوں کا علاج کرنا ممکن نہیں ہو گا اس وقت جو ہمارے پاس تین سو ملین روپے کی amount ہے اس میں جتنے deserving patients ہوں گے انشاءاللہ ان کا علاج کریں گے اور اس کے بعد supplementary رقم رکھی جائے گی کیونکہ ہمارے پاس جو اس مرض کے مریض ہیں اس میں صرف یہ دیکھنا ہے کہ استحقاق کن کا بنتا ہے اور جو لوگ مستحق ہیں اور جنہیں حکومتی امداد چاہئے یا فری ادویات چاہئیں ان کو مہیا کی جائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں نے خواتین کو کہا ہے کہ دونوں ڈاکٹر صاحبان ہیں اور ایک نے بول لیا ہے اور دوسری بولیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے خاتون تصور کر کے ضمنی سوال کرنے دیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں یہ کر نہیں سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرد بنایا ہے تو میں کیسے تصور کروں۔ جی، محترمہ!(قطع کلامیاں)

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! میں یہ ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں کہ ہیپاٹائٹس "سی" کے علاج سے زیادہ بہتر ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ڈاکٹر صاحبہ ہیں اچھی بات کریں گی اس معاملے میں ماہر بھی ہیں ان کی بات غور سے سنیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے پہلے کہا ہے کہ ہم لوگوں نے بچاؤ کے لئے تشہیر شروع کی ہوئی ہے تو تشہیر تو صرف شہروں کے لئے ہے اور میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو گاؤں اور محلوں میں چھوٹے چھوٹے قصبے ہیں ان کے اندر اخباریں اتنی زیادہ پڑھی جاتی ہیں اور نہ ہی لوگ اتنے زیادہ سیمینارز وغیرہ attend کرتے ہیں تو کیوں یہ نہیں کیا جاتا کہ health education primary age سے شروع کریں تاکہ بچوں کو پتا چلے کہ ہم نے کیا کھانا ہے، کیا نہیں کھانا اور ہر سکول میں میڈیکل آفیسر appoint کریں تاکہ وہ ان کو AIDS, Hepatitis اور دیگر بیماریوں کی health education دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہیٰ): جناب سپیکر! اس میں ہم نے چار ہزار کے قریب dieticians بھرتی کئے ہیں جو مختلف علاقوں میں اپنی خدمات سر انجام دیں گے۔ اس کے علاوہ میری گزارش یہ ہے کہ گاؤں میں جو ہمارے political leaders ہیں، opinion leaders ہیں، علمائے کرام ہیں، اساتذہ ہیں، ایم پی ایز ہیں، ایم این ایز ہیں یہ اپنے علاقوں میں بہت affective ہیں، یہ اس campaign کا حصہ بنیں اپنے جو لوگ وہاں ہیں ان کو تعلیم و تربیت دیں، اس سے آگاہ کریں تو اس میں

بجائے یہ کہ ہم صرف اخبار یا ٹی وی کا سہارا لیں، یہ سب سے affective لوگ ہیں تو میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ یہ اپنے علاقوں میں آگہی پیدا کریں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ بھی بتا دیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرا supplementary question یہ ہے کہ ضلع چکوال میں ہیپاٹائٹس "سی" کے مریض شاید پنجاب بھر سے زیادہ ہیں۔ وہاں پر اس قسم کی کوئی campaign نہیں چل رہی جس قسم کی campaign کا ابھی سیکرٹری صاحب نے جواب میں ذکر کیا ہے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ یہ اپنے ڈی ایچ او صاحب جو چکوال میں ہیلتھ کے سینئر افسر ہیں ان سے یہ پوچھیں کہ چکوال میں جہاں پر ایک گھر میں ایک ہیپاٹائٹس ''سی'' کا مریض ہے تو آخر میں پورا گھر مریض بن جاتا ہے یہ حالت ہے۔ میرے محلے تک میں ہیپاٹائٹس ''سی'' کے مریض اتنے زیادہ ہیں تو پلیز! یہ اپنے ہیلتھ کے جو سینئر ہیں ان سے district wise رپورٹ لیں اور ان کو پابند کریں کہ وہ ہر ضلع میں یہ مہم چلائیں۔

جناب سپیکر: جی، محترم شاہ صاحب! آپ اس میں کوئی سوال کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری request یہی ہے انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے علاج کے لئے، ویکسین کے لئے، follow up کے لئے تین سو ملین رکھے ہیں اور 2286 ملین روپے اشتہاری مہم اور آگاہی کے سلسلے میں رکھے ہیں کیا انہوں نے اشتہاری مہم کے لئے بہت زیادہ رقم نہیں رکھی اور علاج کے لئے بہت کم پیسے رکھے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں۔ ایک تو چکوال کا بتائیں کہ ادھر ڈی ایچ او کو آپ ہدایت کریں گے یا نہیں جو فوزیہ بہرام صاحبہ نے فرمایا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جی، بالکل ہدایت کریں گے بلکہ ہر ضلع میں کمیٹیاں بنائیں گے جس میں ایم پی ایز اور ایم این ایز اس کا part ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی، اب سید حسن مرتضیٰ صاحب کے سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس "سی" کا جو پراجیکٹ 2009 سے 2012 تک کا ہے اس کا اس تین سو ملین روپے سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ پنجاب حکومت نے

صرف ہیپاٹائٹس کے لئے رکھے ہیں اور یہ 2286 ملین روپے جو ہیں اس کا علیحدہ PC-1 ابھی منظور ہونا ہے یہ ابھی منظور نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، Next

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! اگلا سوال میرا ہے وہ لے لیں۔ ناظمہ جواد ہاشمی صاحبہ موجود نہیں ہے اسے چھوڑ دیں ٹائم کم ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میرا ابھی ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، کبھی آپ خود بھی محنت کر لیا کریں ناں! لوگوں کے کئے پر آپ اپنی نظر رکھتے ہیں۔ جی۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس ''سی'' کے علاج کے لئے حکومت نے ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں کیا سہولیات بہم پہنچائی ہیں اور کیا ہر ڈی ایچ کیو میں میڈیسن فری دی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس ''سی'' کے لئے اس وقت جو Teaching Hospitals ہیں وہاں پر یہ سہولت میسر ہے اور صرف دو ڈی ایچ کیو حافظ آباد اور شجاع آباد میں ہیں جہاں پر یہ سہولت میسر ہے۔ حکومت کوشش کر رہی ہے کہ باقی ڈی ایچ کیو میں بھی یہ سہولت میسر کریں کیونکہ ہمارے جتنے بھی مریض پنجاب میں ہیں ان سب کے لئے ہمیں 54۔ارب روپیہ چاہئے تو یہ بہت بڑی رقم ہے اس لئے اس کو مرحلہ وار کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ! نمبر بولئے گا جلدی سے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 2340 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ شگفتہ شیخ: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال قصور میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*2340: محترمہ شگفتہ شیخ: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال قصور میں ڈاکٹروں اور سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی کتنی منظور شدہ پوسٹیں ہیں اور کتنے کام کر رہے ہیں، اگر کمی ہے تو پورا کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

(ب) پیرامیڈیکل سٹاف کے عملہ کی تعداد کیا ہے؟

(ج) ایمبولینس کتنی ہیں اور کتنی کام کر رہی ہیں؟

(د) کیا ہسپتال میں بجلی بند ہونے کی صورت میں جنریٹر موجود ہے؟

(ہ) ہسپتال میں کتنے شعبہ جات کام کر رہے ہیں؟

(و) کیا ہسپتال کے دل وارڈ کی توسیع کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے، کیا دل وارڈ میں ای ٹی ٹی یا انجیوگرافی کی سہولت موجود ہے؟

(ز) ہسپتال کا کل بجٹ کتنا ہے، ایمرجنسی، آؤٹ ڈور اور وارڈز میں داخل مریضوں کی تعداد ماہانہ کیا ہوتی ہے؟

(ح) کیا ہسپتال میں ٹراما سنٹر قائم کرنے اور ہسپتال کو اپ گریڈ کرنے کی کوئی تجویز زیر غور ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال قصور میں سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی کل منظور شدہ پوسٹیں 15 ہیں اور اس وقت 8 ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں اور 7 خالی ہیں جبکہ ڈاکٹروں کی کل منظور شدہ اسامیاں 74 ہیں جن میں سے 68 مستقل اور 6 عارضی ہیں جن میں سے 50 پوسٹیں خالی ہیں اور 24 پوسٹوں پر ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں۔ خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

(ب) پیرامیڈیکل سٹاف کی کل 38 سیٹیں ہیں ان میں سے 7 خالی ہیں۔

(ج) ہسپتال ہذا میں تین ایمبولینسیں ہیں اور تینوں کام کر رہی ہیں۔

(د) ہسپتال ہذا میں دو جنریٹرز موجود ہیں اور دونوں کام کر رہے ہیں۔

(ہ) ہسپتال میں کل22 شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔

(و) ہسپتال ہذا میں دل وارڈ کی توسیع میں کارڈک یونٹ زیر تعمیر ہے۔اس وقت دل وارڈ میں ای ٹی ٹی اور انجیو گرافی کی سہولت موجود نہیں ہے۔

(ز) ہسپتال ہذا کا کل بجٹ6 کروڑ59 لاکھ46 ہزار روپے ہے۔ایمر جنسی میں مریضوں کی اوسطاً11 ہزار6 سو37 مریض، آؤٹ ڈور میں اوسطاً24 ہزار7 سو16 مریض اور وارڈز میں اوسطاً تین ہزار ایک سو اٹھارہ مریض ماہانہ ہوتے ہیں۔

(ح) جی ہاں! ہسپتال ہذا کے لئے ٹراما سنٹر قائم کرنے کے لئے ضلعی حکومت کو لکھا گیا ہے اور اپ گریڈ کرنے کے لئے تجویز زیر غور ہے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر !جز(الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹرز کی کل منظور شدہ اسامیاں74 ہیں اور 24 پوسٹوں پر کام کیا جا رہا ہے50 سیٹیں خالی ہیں۔انہوں نے کہا ہے کہ ہم خالی اسامیوں کے لئے ضروری اقدامات کر رہے ہیں۔ میں نے 29۔نومبر 2008 کو سوال کیا تھا اب جبکہ 7۔جولائی2010 کو ایک سال سات ماہ ہو گئے ہیں مگر ابھی تک انہوں نے کوئی اقدامات نہیں کئے تو پھر یہ کب کریں گے ؟

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ شگفتہ شیخ: دوسری بات میں یہ کرنا چاہتی ہوں کہ ہسپتال ہذا کا کل بجٹ6 کروڑ59 لاکھ46 ہزار ہے۔

جناب سپیکر: پہلے ایک کا جواب تو آنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر !جز(الف) کے جواب میں یہ بتایا گیا ہے کیونکہ جو سیٹیں ہوتی ہیں وہ exact بیان کرنی معلوم نہیں ہوتیں کیونکہ ٹرانسفر اور پوسٹنگ ہوتی رہتی ہے لیکن اس کمی کو پورا کرنے کے لئے پورے پنجاب میں PPSC 1500 MO's through بھرتی کئے گئے جو کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے شفاف طریقے سے select کئے ہیں اور ان 1500 جو ڈاکٹرز کو ان کے

اپنے آبائی اضلاع میں تعینات کیا جارہا ہے اسی طرح قصور میں بھی جو وہاں کے لوگ select ہوئے ہیں ان کو وہاں تعینات کیا جارہا ہے اس لئے یہ کمی پوری ہو جائے گی۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! میں نے آج تک 16 ڈاکٹروں کی تعداد دیکھی ہے 5،6 ڈاکٹرز عارضی ہیں باقی ساری سیٹیں خالی ہیں کوئی بھی مریض آتا ہے تو ڈاکٹر انہیں لاہور refer کر دیتے ہیں تو ایسا ہسپتال جس میں کوئی facility نہیں ہے تو پھر عوام کو اس کا کیا فائدہ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): دیکھیں! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ Specialist Doctors کی پندرہ سیٹیں تھیں اب اس میں آٹھ کی بجائے گیارہ ڈاکٹرز ہو گئے ہیں اور نئے میڈیکل آفیسرز بھرتی کئے گئے ہیں ان کو وہاں تعینات کیا جارہا ہے اور وہاں MO's کی کمی پوری ہو جائے گی۔

محترمہ شگفتہ شیخ: یہ ڈاکٹر کب تک تعینات ہو جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): یہ ان کی جو selection ہو گی اس کے مطابق ہی کر رہے ہیں جو رزلٹ آرہا ہے اس کے مطابق ان کو تعینات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ آپ ایسا کریں کہ خود سارے ضلع کی تفصیل ان سے لے لیں اور مجھے بھی یہ پہنچا دیں کتنی سیٹیں خالی ہیں، کتنی آپ نے پُر کر دی ہیں اور کتنی بقایا ہیں اور کب تک پوری ہو جائیں گی۔ میں بھی اس میں interested ہوں میرا بھی ضلع ہے۔ آپ کی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! قصور میں ساری کمی دو مہینے میں پوری ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ کی بہت مہربانی۔ وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ملتان کی تعمیر کا تخمینہ لاگت و دیگر تفصیلات

*1400: **محترمہ نرگس پروین اعوان:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ملتان کب کتنی لاگت سے بنایا گیا اس کا ابتدائی تخمینہ لاگت کتنا تھا یہ کتنی مالیت اور کتنی مدت میں مکمل ہوا؟

(ب) یہ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے اور اس میں کتنے وارڈز ہیں؟

(ج) اس میں کتنے آپریشن تھیٹر ہیں؟

(د) اس انسٹیٹیوٹ میں کون کون سی مشینری کتنی لاگت سے فراہم کی گئی ہے؟

(ہ) کیا اس انسٹیٹیوٹ میں پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور جیسی سہولیات، طبی آلات اور ڈاکٹرز تعینات ہیں؟

(و) کیا اس انسٹیٹیوٹ میں میجر آپریشن کئے جا رہے ہیں؟

(ز) اس وقت اس انسٹیٹیوٹ میں تعینات کارڈیک سرجنز کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل نیز ان کو لاہور انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں تعینات کارڈیک سرجن کے برابر تنخواہ اور مراعات حاصل ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ابتداً ملتان انسٹیٹیوٹ کارڈیالوجی کا منصوبہ 971.307 ملین کا منظور ہوا تھا جو بعد میں بوجوہ قیمتوں میں اضافہ کے 1100.336 ملین پر مکمل ہوا۔ تاہم کچھ ضروری آلات کے لئے علیٰحدہ منصوبہ منظور کیا گیا جو کہ زیر تکمیل ہے اور اس کی قیمت 504.47 ملین روپے ہے۔ جہاں تک مین (Main) منصوبے کی تکمیل کا تعلق ہے یہ منصوبہ 14.4.2004 کو منظور ہوا تھا جس پر کام 2005 میں شروع ہوا اور 31-06-08 کو مکمل ہوا۔

(ب) انسٹیٹیوٹ 201 بستروں پر مشتمل ہے جس میں مندرجہ ذیل وارڈز موجود ہیں۔

1- ایمرجنسی وارڈ

-2 CCUاورICUوارڈ

-3 میڈیکل وارڈ

-4 سرجیکل وارڈ

-5 جنرل وارڈ

-6 پرائیویٹ وارڈ

(ج) اس انسٹیٹیوٹ میں پانچ آپریشن تھیٹرز کی سہولت موجود ہے۔

(د) تفصیل آلات ومشینری مع قیمت (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) اس وقت ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں سہولیات پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور سے کچھ کم ہیں۔اگر Electro Medical Equipments کی فراہمی ہیومن ریسورسز اور Bed Strength میں کچھ اضافہ کر دیا جائے تو ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں سہولیات پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور کے برابر ہو جائیں گی، PIC لاہور 292 بیڈز پر مشتمل ہے جبکہ ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں 201 بیڈز ہیں۔

(و) جی ہاں! اس وقت میجر آپریشن کئے جارہے ہیں۔

(ز) ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں تعینات سرجنز کے نام، گریڈ اور تعلیمی قابلیت درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	تعلیمی قابلیت
1	ڈاکٹر زاہد زمان خان (BS-19)	ایسوسی ایٹ پروفیسر کارڈیک سرجری	FCPS, FRCS
2	ڈاکٹر انجم جلال (BS-19)	ایسوسی ایٹ پروفیسر کارڈیک سرجری	FCPS, FRCS
3	ڈاکٹر نسیم احمد (BS-18)	اسسٹنٹ پروفیسر کارڈیک سرجری	FCPS(Gen.S)FCPS (C.S)
4	ڈاکٹر ضیغم رسول (BS-18)	سینئر رجسٹرار	FCPS

مندرجہ بالا ڈاکٹرز کو حکومت کے منظور شدہ پے سکیلز اور پے پیکجز کے مطابق مراعات حاصل ہیں۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال سرگودھا کی گرانٹ و دیگر تفصیلات

*1698: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال سرگودھا کو مالی سال07-2006اور08-2007 کے دوران کتنی گرانٹ سالانہ دی گئی ہے؟

(ب) اس ہسپتال میں کون کون سی طبی مشینری اور آلات موجود ہیں؟

(ج) کون کون سی مشینری کب سے خراب پڑی ہے؟

(د) مزید اس ہسپتال کو کون کون سے طبی آلات اور مشینری کی ضرورت ہے؟

(ہ) حکومت اس مشینری اور طبی آلات کی فراہمی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال سرگودھا کو مالی سال 07۔2006 اور08۔2007 میں دی گئی گرانٹ کی تفصیل درج ذیل ہے

07۔2006۔/11,76,48,000روپے

08۔2007۔/12,61,16,000روپے

(ب) اس ہسپتال میں موجودہ ضرورت کے تحت مشینری موجود ہے نیز قابل استعمال ہے۔

(i) گردے صاف کرنے کی مشین

(ii) شعبہ ریڈیالوجی کی سی ٹی سکین، الٹراساؤنڈ اور ایکسرے مشین

(iii) فزیوتھراپی ڈیپارٹمنٹ کی مشینیں

(iv) شعبہ امراض دل کی مشین بشمول ای ٹی ٹی، مانیٹرز و دیگر تشخیصی مشینیں

(v) آپریشن تھیٹر میں استعمال ہونے والے آلات جراحی اور دیگر مشینری

(vi) پیٹ کے امراض کی تشخیص کے لئے مشین، انڈوسکوپی مشین۔

(ج) مشینیں خراب حالت میں نہ ہیں تمام مشینیں ٹھیک طور پر کام کر رہی ہیں۔

(د) ڈی ایچ کیو ہسپتال سرگودھا کو جو مشینری اور طبی آلات مختلف شعبہ جات کے لئے درکار ہیں اس کے لئے محکمہ صحت کو PC-I فارم میں تمام تفصیل مع کل لاگت 292.637 ملین روپے دے دیا گیا ہے جو کہ PC-I فارم میں موجود ہے۔

(ہ) ڈی ایچ کیو ہسپتال سرگودھا کو مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور سینئر ڈاکٹرز اور سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی تعیناتی کے بعد جس مشینری اور طبی آلات کی ضرورت ہے اس کا PC-I فارم تیار

کر کے حکومت پنجاب محکمہ صحت لاہور کو بھیج دیا گیا ہے، جو کہ حکومت کے زیر غور ہے حسب ضابطہ منظوری کے بعد طبی آلات کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہو گا۔

قصور۔کمیونٹی مڈوائفری تربیتی پروگرام کی تفصیلات

*1944: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) قصور میں کتنے سکولوں میں کمیونٹی مڈوائفری تربیتی پروگرام شروع کیا گیا ہے؟

(ب) قصور میں سال2007 کے دوران کتنے لوگوں کو مڈوائفری کی تربیت دی گئی؟

(ج) قصور میں مڈوائفری تربیتی پروگرام کے تحت کتنی خواتین مستفید ہو چکی ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع قصور میں ایک ہی نرسنگ سکول ہے اور اس سکول میں یہ پروگرام شروع کیا گیا ہے۔

(ب) قصور میں سال 2007 میں 15لڑکیوں کو کمیونٹی مڈوائفری ٹریننگ دی گئی، جس میں 11لڑکیوں نے امتحان پاس کیا ہے۔

(ج) یہ پروگرام یکم اپریل 2006 سے شروع ہوا ہے۔ 2007 سے آج تک 64 کمیونٹی مڈوائف ٹریننگ مکمل کر چکی ہیں۔ جن میں سے 57 نے امتحان پاس کر لیا ہے اور ان کو ضروری آلات مہیا کر دیئے گئے ہیں اور وہ اپنے اپنے علاقہ میں خدمات انجام دے رہی ہیں۔

محکمہ صحت میں گریڈ19 اور20 کے آفیسرز کی تعداد و تفصیل

*2305: **سید زعیم حسین قادری:** کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب محکمہ صحت میں گریڈ19 کے کتنے آفیسر گریڈ20 کی سیٹ پر کام کر رہے ہیں اور کیوں؟

(ب) صوبہ پنجاب محکمہ صحت میں گریڈ20 کی کتنی پوسٹیں ہیں؟

(ج) صوبہ پنجاب میں محکمہ صحت میں گریڈ20 کے کتنے آفیسر گریڈ20 کی سیٹ پر پوسٹنگ کے انتظار میں ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت صوبہ پنجاب، محکمہ صحت میں گریڈ 19 کے 26 آفیسرز گریڈ 20 کی سیٹ پر کام کر رہے ہیں۔ گریڈ20 کی اسامی پر گریڈ19 کے بعض ڈاکٹروں کی تعیناتی کی وجہ ان کی متعلقہ اسامی کے لئے موزونیت، تعلیمی قابلیت اور اس مخصوص اسامی کے لئے مخصوص ضروریات کو پورا کرنا ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب، محکمہ صحت میں گریڈ20 کی 615 اسامیاں ہیں۔

(ج) اس وقت محکمہ صحت میں گریڈ20 کے دو آفیسرز گریڈ20 کی سیٹ پر تعیناتی کے منتظر ہیں۔

ضلع قصور میں بنیادی مراکز صحت کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2341: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنے بنیادی مراکز صحت، رورل ہیلتھ سنٹرز ہیں اور ان میں کتنے ڈاکٹرز موجود ہیں، ان کا کتنا کتنا بجٹ ہے؟

(ب) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چونیاں، پتوکی اور کوٹ رادھا کشن میں ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد کیا ہے اور کتنی کمی ہے، اس کو پورا کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

(ج) کیا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال قصور اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس بی، سی کے تدارک کے لئے انتظام ہے؟

(د) کیا حکومت کا ہیپاٹائٹس بی، سی کے تدارک کے لئے پولیو طرز کی مہم شروع کرنے کا کوئی پروگرام ہے؟

(ہ) وزیر اعلیٰ پنجاب کے پروگرام "صحت سب کے لئے" کے کیا اہداف مقرر کئے گئے ہیں اور ضلعی و تحصیل مقامات کے ہسپتالوں میں اس پروگرام کے تحت کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع قصور میں رورل ہیلتھ سنٹرز کی تعداد12 جبکہ بنیادی مراکز صحت کی تعداد82 ہے۔
RHC میں ڈاکٹرز کی کل تعداد36 ہے جبکہ BHUs میں ڈاکٹرز کی تعداد56 ہے۔
بنیادی مراکز صحت کا بجٹ -/23,50,81,000روپے ہے جبکہ رورل ہیلتھ سنٹرز کا بجٹ -/9,56,30,000روپے ہے۔

(ب) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں چونیاں اور پتوکی میں ڈاکٹرز کی تعداد کل16 ہے جبکہ36 ڈاکٹرز کی کمی ہے اور ان میں پیرامیڈیکل سٹاف کی تعداد47 ہے جبکہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کوٹ رادھا کشن ابھی اسٹیبلش نہیں ہوا۔

(ج) جی ہاں! ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال قصور میں ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کام کر رہا ہے جس کے تحت مریضوں کو تشخیص اور علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ کیونکہ ہیپاٹائٹس سی کے لئےspecialized قسم کی سہولیات درکار ہوتی ہیں لہذا THQ ہسپتالوں سے ایسے مریضوں کوDHQ ہسپتالوں میں ریفر کر دیا جاتا ہے۔

(د) بچوں کے حفاظتی ٹیکہ جات کے شیڈول میں ہیپاٹائٹس "بی" کے حفاظتی ٹیکہ جات بھی شامل ہیں۔

(ہ) وزیر اعلیٰ پنجاب کے پروگرام "صحت سب کے لئے" پر ضلعی اور تحصیل مقامات کے ہسپتالوں میں عملدرآمد جاری ہے اور اس کے اہداف درج ذیل ہیں۔

(1) ضلعی ہسپتال کی سطح تک فری ڈائیلیسز یونٹ کا قیام
(2) ایمرجنسی میں ادویات کی مفت فراہمی
(3) ایمرجنسی OTs اور ICU وغیرہ میں جنریٹر کی فراہمی
(4) ڈینگی بخار کے لئے سپرے
(5) دل وارڈ میں ایئر کنڈیشنز کی فراہمی
(6) پولیو کے خلاف خصوصی مہم

فیصل آباد، بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کی تعداد اور ملازمین کی تفصیل

*2350:ڈاکٹر غزالہ رضارانا: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد ضلع میں بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کی تعداد کتنی ہے، تحصیل وار بتایا جائے؟

(ب) مذکورہ بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور عرصہ تعیناتی کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع فیصل آباد کی تحصیل فیصل آباد میں ایک تحصیل ہیڈ کوارٹر، دوآر ایچ سیز اور 52 بی ایچ یوز ہیں۔

تحصیل چک جھمرہ میں ایک تحصیل ہیڈ کوارٹر، ایک آر ایچ سی اور 14 بی ایچ یوز ہیں۔

تحصیل جڑانوالہ میں ایک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال، 4 آر ایچ سیز اور 50 بی ایچ یوز ہیں۔

تحصیل سمندری میں ایک ٹی ایچ کیو، ایک آر ایچ سی اور 29 بی ایچ یوز ہیں۔

تحصیل تاندلیانوالہ میں ایک ٹی ایچ کیو، تین آر ایچ سیز اور 23 بی ایچ یوز ہیں جن کی تحصیل وار تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور میں نئے داخلوں سے متعلقہ تفصیلات

*2362: میاں شفیع محمد: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور میں اس سال کتنے نئے طلباء کو داخلہ ملا؟

(ب) مذکورہ طلباء کا تعلق کن اضلاع سے ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور میں اس سال 273 نئے طلباء کو داخلہ دیا گیا ہے۔

(ب) طلباء کی تفصیل ضلع وار (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ریگولر میڈیکل آفیسرز کی کنٹریکٹ ڈسٹرکٹ سپیشلسٹ تعیناتی کی کنفرمیشن کا مسئلہ

*2370: **مہر سلطان سکندر بھروانہ:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پورے پنجاب اور خاص طور پر دور افتادہ اضلاع میں پبلک سروس کمیشن کا امتحان پاس کردہ ڈاکٹرز جو زیادہ تر گریڈ اٹھارہ میں ریگولر میڈیکل آفیسر کام کر رہے تھے کو کنٹریکٹ پر ڈسٹرکٹ سپیشلسٹ تعینات کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کی یہ سلیکشن ضلعی ریکروٹمنٹ کمیٹی نے کی جو equivalent to Punjab Public Service Commission تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہت سارے تحصیل اور ضلعی ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں میں سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی منظور شدہ بہت ساری اسامیاں خالی پڑی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کنفرم نہ ہونے کی وجہ سے ڈاکٹرز پریشانی میں مبتلا ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر ان ڈاکٹرز کو کنفرم کر دیا جائے تو حکومت پنجاب کے خزانے پر مزید کوئی بوجھ نہیں پڑے گا؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دوبارہ پبلک سروس کمیشن سے امتحان لئے بغیر ان ڈاکٹرز کو کنفرم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مطلوبہ کوالیفکیشن ہونے پر باقاعدہ کنٹریکٹ پالیسی کے تحت بعض ایسے ڈاکٹروں کو تعینات کیا گیا ہے۔

(ب) ضلعی ریکروٹمنٹ کمیٹی کی سفارشات پر ہی بھرتی کی جاتی ہے۔مگر ضلعی ریکروٹمنٹ کمیٹی اور PPSC ایک برابر نہیں ہیں۔ضلعی کمیٹی محض کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی کرنے کی مجاز ہے۔

(ج) جی ہاں! سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی عدم دستیابی کی وجہ سے کئی جگہوں پر یہ اسامیاں اب تک خالی ہیں۔

(د) اگر کنفرم ہونے سے مراد ریگولر ہونا ہے تو یہ درست ہے کہ اکثر ڈاکٹرز ریگولر نوکری کو کنٹریکٹ پر ترجیح دیتے ہیں۔

(ہ) یہ درست نہیں ہے۔کنفرم کرنے کی صورت میں یقیناً فرق پڑے گا کیونکہ ریگولر ڈاکٹروں کو زیادہ مراعات حاصل ہوتی ہیں۔وہ پنشن اور باتنخواہ چھٹی کے حقدار ہوتے ہیں جبکہ کنٹریکٹ ملازمین محض اپنے کنٹریکٹ کی شرائط کے مطابق ہی Pay Package حاصل کرتے ہیں۔

(و) محکمہ صحت ان تمام کنٹریکٹ پر کام کرنے والے سپیشلسٹ ڈاکٹروں کو جو کہ بنیادی طور پر ریگولر سینئر میڈیکل آفیسر ہیں کو ریگولر کرنے پر سنجیدگی سے غور کر رہا ہے اور اس سلسلے میں پورا کیس تیار کر کے سمری کی صورت میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوا دیا گیا تھا۔مزید کارروائی کے لئے کیس محکمہ قانون اور محکمہ ریگولیشن کو بھجوا دیا ہے۔

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال پنڈی بھٹیاں میں سٹاف کی رہائشوں کی تعمیر

*2424: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال پنڈی بھٹیاں سال 2000۔1998 میں تعمیر ہوا لیکن فنڈز کی کمی کی وجہ سے ڈاکٹروں کی رہائش کے لئے مکانات نہ بنوائے جا سکے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رہائش نہ ہونے کی وجہ سے کوئی بھی ڈاکٹر خاص طور پر سپیشلسٹ ڈاکٹر وہاں جانے کے لئے تیار نہ ہے اور کافی اسامیاں اسی وجہ سے خالی پڑی ہوئی ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل ہیڈ کوارٹر پنڈی بھٹیاں میں ڈاکٹروں اور دیگر عملہ کی رہائش کے لئے مکانات تعمیر کرنے کا فوری ارادہ رکھتی ہے نیز کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں اور یہ کب تک پر کر لی جائیں گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ سال2000-1998 میں رورل ہیلتھ سنٹر سے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال، پنڈی بھٹیاں کی upgradation کا کام مکمل ہوا۔ مگر فنڈز کی کمی کی وجہ سے صرف میڈیکل سپرنٹنڈنٹ و سرجن کے لئے رہائش گاہیں بنائی گئیں۔اس وقت ڈاکٹروں کے لئے کل سات رہائش گاہیں موجود ہیں۔جن میں سے چار رہائش گاہیں ڈاکٹروں کے استعمال کے لئے ہیں جبکہ ایک رہائش گاہ ایڈیشنل سیشن جج صاحب اور دو سول جج صاحبان کے استعمال میں ہیں۔جن کو خالی کروانے کے لئے کئی بار کئی دفعہ کوشش کی گئی ہے حتیٰ کہ ڈی سی او حافظ آباد نے بھی ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج حافظ آباد کو رہائشیں خالی کرنے کے لئے لکھا ہے لیکن ہر دفعہ کہا گیا ہے کہ جب بھی متبادل رہائشوں کا انتظام ہو گا یہ رہائشیں خالی کر دی جائیں گی۔

(ب) کسی حد تک یہ بات درست ہے لیکن اس کی اصل وجہ DHQ/THQ ہسپتالوں میں تنخواہ کا کم ہونا ہے کیونکہ RHC/BHU پر ڈاکٹروں کی تنخواہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ حکومت DHQ/THQ کے ڈاکٹروں کے پیکج بھی بہتر کرنے پر غور کر رہی ہے۔

(ج) ڈاکٹروں اور دیگر عملہ کے لئے رہائشوں کی اشد ضرورت ہے۔مالی سال09-2008 میں اس مقصد کے لئے مختص ہونے والے فنڈز مبلغ-/6.000 ملین روپے اس وجہ سے استعمال میں نہ لائے جاسکے کہ موجودہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال پنڈی بھٹیاں مزید توسیع کی گنجائش نہ رکھتا ہے جو کہ نئے تحصیل کمپلیکس میں بنانا زیر غور ہیں۔

اس وقت سپیشلسٹس اور دیگر ڈاکٹروں کی 15 اسامیاں خالی ہیں جو کہ بار بار اخبار میں مشتہر کرنے کے باوجود پر نہ ہو رہی ہیں کیونکہ ماہانہ تنخواہ کا پیکج ضروریات زندگی پورا کرنے کے لئے ناکافی ہے۔اس وقت پھر اخبار میں ان اسامیوں کو پر کرنے کے لئے اشتہار دیا گیا ہے جس میں مورخہ 10-07-12 تک درخواستیں طلب کی گئی ہیں۔

صوبہ میں 2006 تا2008، پولیو کے رجسٹرڈ کیسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2432: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2006 تا2008 صوبہ میں پولیو کے کتنے کیس رپورٹ ہوئے؟

(ب) کتنے مریض صحت یاب ہوئے اور کتنے صحت یاب نہ ہو سکے، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے کوئی awareness پروگرام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ایسا پروگرام پہلے سے جاری ہے تو اس کی تفصیل اور کامیابی کے بارے میں ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(د) کیا حکومت نے جدید تحقیق کی روشنی میں جدید ادویات اور احتیاطی تدابیر کا بندوبست کر رکھا ہے، اگر ہاں تو تفصیل سے معزز ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبہ پنجاب میں 2006 سے جون 2010 تک پولیو کے کیسز کی تعداد درج ذیل ہے۔

2006	2 کیس
2007	ایک کیس
2008	31 کیس
2009	7 کیس

جون 2010 تک ایک کیس رپورٹ ہوا ہے۔

(ب) بچوں میں پولیو کا مرض مستقل معذوری کا باعث بنتا ہے۔ حکومت پنجاب محکمہ صحت نے پولیو سے متاثرہ بچوں کی بحالی کے لئے میو ہسپتال لاہور کے Centre Physical Rehabilitation میں مفت علاج و معالجہ کے انتظامات کئے ہیں۔ جس سے پولیو زدہ بچوں میں معذوری کے اثرات کم از کم کر کے بچوں کی زندگی کو بہتر بنانے میں مدد دی جاتی ہے۔

(ج) Polio کے خلاف ویکسینیشن EPI پروگرام کا ایک اہم جزو ہے جس کے تحت بچوں کو مندرجہ ذیل schedule کے مطابق پولیو کے قطرے پلائے جاتے ہیں۔

حفاظتی ٹیکوں کا شیڈول

پیدائش کے فوراً بعد	بی سی جی کا ٹیکہ اور پولیو کے پیدائشی قطرے	پینٹاویلنیٹ کا پہلا ٹیکہ اور پولیو کی پہلی خوراک
	چھ ہفتے کی عمر میں	
دس ہفتے کی عمر میں	پینٹاویلنیٹ کا دوسرا ٹیکہ اور پولیو	پینٹاویلنیٹ کا تیسرا ٹیکہ اور پولیو

	کی دوسری خوارک 14 ہفتے کی عمر میں	کی تیسری خوراک
نوماہ کی عمر میں	خسرہ کا پہلا ٹیکہ	ایک سال سے دو سال کے
		دوران خسرہ کا دوسرا ٹیکہ

اس کے علاوہ حکومت پنجاب، محکمہ صحت نے پولیو کے موذی مرض کیخلاف ایک جامع پروگرام Polio Eradication Initiative شروع کر رکھا ہے۔اس پروگرام کے تحت عوام الناس کو اس مرض سے بچاؤ کے طریقے بتائے جاتے ہیں، والدین کو اپنے بچوں کو پولیو سے بچاؤ کے قطرے پلوانے کا شعور دیا جاتا ہے۔اس ضمن میں ایک شیڈول کے تحت پولیو سے بچاؤ کی مہم ترتیب دی جاتی ہے، جس میں مرتب شدہ ٹیمیں گھر گھر جا کر بچوں کو قطرے پلاتی ہیں۔ سال2009 میں جنوری، مارچ، مئی، جولائی، اکتوبر اور دسمبر کے مہینوں میں N.I.Ds جبکہ اپریل، جون، اگست اور نومبر کے مہینوں میں high risk اضلاع میں سہ روزہ S.N.I.Ds بھی شیڈول کی گئی ہیں۔

(د) پولیو ایک موذی مرض ہے لیکن اس سے بچاؤ شیڈول کے مطابق پولیو کی بیماری کے حفاظتی قطرے پلا کر ممکن ہے، جو کہ ای پی آئی پروگرام کے تحت دیئے جاتے ہیں جن کا شیڈول اوپر دیا گیا ہے۔

ضلع گجرات میں ہیلتھ نیوٹریشن سپروائزر کی بھرتی کی تفصیلات

*2439: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گجرات میں ہیلتھ نیوٹریشن سپروائزر کی بھرتی ہوئی ہے کل کتنی پوسٹیں ہیں جن پر بھرتی کی گئی ہے، تفصیل یکم جنوری2008 سے آج تک کی فراہم کریں؟

(ب) جن افراد کو بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام و پتا جات بتائے جائیں ان کی تقرری کس میرٹ کو مد نظر رکھ کر کی گئی ہے میرٹ لسٹ اور میرٹ بنانے والے افسران کے نام بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع گجرات میں ہیلتھ نیوٹریشن سپروائزرز کی بھرتی ہوئی ہے۔یہ بھرتی صرف ایک بار گزشتہ سال کی آخری سہ ماہی میں کی گئی ہے۔کل 88 پوسٹوں پر بھرتی کی گئی جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بھرتی کئے گئے افراد کے نام وپتاجات کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔میرٹ محکمہ صحت، حکومت پنجاب کی وضع کردہ پالیسی / معیار کے مطابق ہی بھرتی کی جاتی ہے۔ حکومت پنجاب کی تشکیل کردہ محکمانہ سلیکشن کمیٹی برائے ضلع گجرات نے ڈسٹرکٹ کو آرڈینیشن آفیسر، گجرات کی سربراہی میں میرٹ لسٹ اور میرٹ تیار کیا۔ درج بالا کمیٹی کے افسران کے نام مع عہدہ درج ذیل ہیں:۔

1- سردار محمد اکرم جاوید
ڈسٹرکٹ کو آرڈینیشن آفیسر، گجرات (چیئرمین)

2- ڈاکٹر محمد منیر احمد
ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) گجرات (ممبر)

3- چودھری محمد اصغر
ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (فنانس اینڈ پلاننگ) گجرات (ممبر)

4- محمد اسلم بھٹی
سیکشن آفیسر (confidential)
نمائندہ محکمہ صحت، حکومت پنجاب (ممبر)

5- ڈاکٹر اظہر محمود چودھری
(ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ)) گجرات (ممبر / سیکرٹری)

پنجاب میں ٹیچنگ ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2561: **چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں کتنے ٹیچنگ ہسپتال ہیں، ان میں پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسرز اور ڈاکٹرز کی کتنی پوسٹیں ہیں اور ان میں سے کتنی کہاں کہاں خالی ہیں؟

(ب) ان خالی پوسٹوں کو بھرتی کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں اور کب تک یہ بھرتی مکمل ہو جائے گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب میں اس وقت محکمہ صحت کے تحت 16 ٹیچنگ ہسپتال چل رہے ہیں۔ان میں پروفیسرز کی تعداد 410 ایسوسی ایٹ پروفیسرز کی تعداد 470، اسسٹنٹ پروفیسرز کی تعداد 694 اور سینئر رجسٹرارز کی تعداد 1035 ہے۔جس میں پروفیسرز کی 104، ایسوسی ایٹ پروفیسرز کی 199، اسسٹنٹ پروفیسرز کی 229 اور سینئر رجسٹرارز کی 517 پوسٹیں خالی ہیں۔جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے پروفیسرز اور ایسوسی ایٹ پروفیسرز کی تقرری کے لئے requisition پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ارسال کی جا رہی ہے۔پبلک سروس کمیشن کی سفارشات کی روشنی میں تقرریاں عمل میں لائی جائیں گی۔تاہم اسسٹنٹ پروفیسرز اور سینئر رجسٹرارز کی تقرریوں کا کیس اس وقت عدالت عالیہ میں زیر غور ہے اور عدالت عالیہ نے stay order جاری کیا ہوا ہے۔stay order ختم ہونے پر ہی عدالت عالیہ کے فیصلے کی روشنی میں ان ڈاکٹروں کی تقرریاں عمل میں لائی جائیں گی۔

صوبہ پنجاب میں ڈی ایچ کیو ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2562: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں کتنے ڈی ایچ کیوز ہیں ان کے بیڈز کی strength کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع پاکپتن کے ہسپتال کی اپ گریڈیشن پنجاب حکومت کر رہی ہے، مگر ابھی مکمل نہ ہوئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتال کی ایس این ای کی منظوری ابھی نہ ہوئی ہے، یہ کب تک ہو جائے گی؟

(د) ڈی ایچ کیو ہسپتال پاکپتن میں ڈاکٹرز کی شدید کمی ہے۔ یہ کب تک دور کر لی جائے گی، نیز ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں اور خالی اسامیاں تفصیل وار علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت 36 ڈی ایچ کیو ہسپتال ہیں جن میں سے دو (راولپنڈی، فیصل آباد)Teaching کالج سے منسلک ہیں۔تمام ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں بیڈز کی کل تعداد 6535 ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) جی ہاں! ایس این ای گورنمنٹ کو بھجوائی جا چکی ہے جو کہ ہسپتال کی تکمیل کے بعد منظور ہو جائے گی۔

(د) ڈی ایچ کیو ہسپتال میں سپیشلسٹ کی تمام اسامیوں سوائے کارڈیالوجسٹ کے ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔میڈیکل آفیسران کی 50 فیصد اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ٹی ایچ کیو ہسپتال میں تعینات ڈاکٹرز کو ہیلتھ سیکٹر ریفارمز الاؤنس دینے کا مسئلہ

*2600: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی ایچ کیو ہسپتالوں میں تعینات میڈیکل آفیسرز کو ہیلتھ سیکٹر ریفارمز الاؤنس دیا جاتا ہے، اگر ہاں تو ماہانہ کتنا الاؤنس دیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ الاؤنس ایس ایم او (سینئر میڈیکل آفیسرز) کو نہیں مل رہا ہے؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبوں کے ٹی ایچ کیو اور ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں تعینات ایس ایم اوز کو بھی یہ الاؤنس دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ہیلتھ سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت Less Attractive تحصیل ہیڈ کوارٹر میں میڈیکل آفیسرز کو آٹھ ہزار روپے الاؤنس دیا جارہا ہے اور باقی تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں میڈیکل آفیسرز کو پانچ ہزار روپے الاؤنس دیا جارہا ہے۔

(ب) جی ہاں! سینئر میڈیکل آفیسرز کو یہ الاؤنس نہیں دیا جارہا ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس سے پہلے کہ یہ الاؤنس دوسرے ڈاکٹرز جن میں سینئر میڈیکل آفیسرز بھی شامل ہیں اور متعلقہ ہیلتھ سٹاف کو فراہم کیا جائے اس پر ایک سٹڈی کروائی جائے جس کی بنیاد پر مزید الاؤنس کی سفارشات مرتب کی جائیں۔ پروگرام ڈائریکٹر، ہیلتھ سیکٹر ریفارمز پروگرام کو ہدایت جاری کر دی گئی ہے کہ وہ مجوزہ سٹڈی کے لئے ٹی او آرز مرتب کرے۔ جونہی اس مجوزہ سٹڈی کے نتائج سامنے آتے ہیں اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ کاپی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سر گنگارام ہسپتال لاہور کے نرسنگ سکول کی تفصیلات

*2604: **محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سر گنگارام ہسپتال لاہور کے نرسنگ سکول میں زیر تربیت طالبات سے مبلغ۔/1800 روپے ماہانہ میس فیس وصول کی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ نرسنگ سکول میں ہفتہ وار کھانے کا کوئی باقاعدہ مینو نہ ہے جس کی وجہ سے میس میں اکثر دال اور سبزی ملتی ہے۔ صرف ایک دن گوشت پکایا جاتا ہے جو کہ کوالٹی کے حساب سے ناقص اور مضر صحت ہوتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ میس میں تیار کیا جانے والا کھانا غیر معیاری بلکہ مضر صحت ہوتا ہے جس کی وجہ سے اکثر طالبات میس فیس ادا کرنے کے باوجود بازار سے کھانا کھانے پر مجبور ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ناقص اور غیر معیاری کھانے کے بارے میں پرنسپل صاحبہ کو آگاہ کیا گیا لیکن پرنسپل صاحبہ نے کوئی توجہ نہ دی بلکہ طالبات سے نامناسب روّیہ اختیار کیا اور کہا کہ یہاں پر اسی قسم کا کھانا ملے گا جس نے کھانا ہو کھائے ورنہ بازار سے کھائے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکام بالا مذکورہ سکول کے میس پر کوئی توجہ دینے، معیاری کھانا تیار کرنے اور پرنسپل صاحبہ کے خلاف فیس کی رقم خُورد بُرد کرنے پر قانونی کارروائی کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

پرنسپل، سکول آف نرسنگ اینڈ مڈوائفری، سر گنگارام ہسپتال کی رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) نرسنگ سکول کے ہاسٹل کا میس پاکستان نرسنگ کونسل کے رولز کے مطابق بنائی گئی میس کمیٹی باہمی مشاورت سے چلاتی ہے جو کہ درج ذیل ہے:۔

(1) نرسنگ انسٹرکٹر (چیئرپرسن)

(2)۔ ہاؤس کیپر (سیکرٹری)

(3) زیر تربیت طالبات ہر کلاس سے ایک، (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) زیر تربیت طالبات جو نرسنگ ہاسٹل میں مقیم ہیں۔-/1500 روپے ماہوار (50 روپے روزانہ) کے حساب سے میس کمیٹی کو ادا کرتی ہیں جس میں ان کو صبح کا ناشتہ، دوپہر کا کھانا اور رات کا کھانا میس مینو کے مطابق دیا جاتا ہے۔

(ب) میس کمیٹی زیر تربیت طالبات کے باہمی مشورے سے ان کی پسند کے مطابق معیاری اور ہائی جینک کھانا طالبات کو فراہم کرتی ہے۔ میس کا باقاعدہ مینو ہوتا ہے جو کہ میس کمیٹی کی مشاورت سے ترتیب دیا جاتا ہے۔ میس مینو کی کاپی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میس کمیٹی کھانے کی تیاری میں صفائی کا خاص خیال رکھتی ہے اور باقاعدہ کوالٹی چیک کی جاتی ہے۔

(ج) میس میں تیار ہونے والا کھانا ہرگز غیر معیاری نہیں ہوتا کھانا معیاری اور طالبات کی پسند پر عمدہ تیار کیا جاتا ہے۔ کھانے کے بارے میں طالبات سے باقاعدہ استفسار کیا جاتا ہے۔ آج تک

کسی طالبہ نے اس کے بارے میں کوئی تحریری یا زبانی شکایت نہ کی ہے اور نہ ہی کسی اور ذریعہ سے موصول ہوئی ہے۔

(د) کسی بھی طالبہ نے کھانے کے غیر معیاری ہونے کی یا میس کمیٹی کے بارے میں آج تک شکایت نہ کی ہے اور نہ ہی پرنسپل نے کسی کی شکایت رد کی ہے۔

(ہ) تمام افسران پرنسپل صاحبہ سمیت میس میں صفائی اور کھانے کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔مزید برآں طالبات کے فنڈز کا میس کمیٹی باقاعدہ حساب رکھتی ہے اور اس پر ہر طالبہ کو رسائی حاصل ہے میس کی رقم بنک میں جمع ہوتی ہے۔اس مقصد کے لئے بنک میں دو آفیسرز کا مشترکہ اکاؤنٹ ہے۔پرنسپل کے پاس نہ تو میس کی رقم ہے اور نہ اس میں خُوردبُرد کرنے کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے۔میس کی رقم خُوردبُرد کرنے کا الزام درست نہ ہے۔

جناب سپیکر: چلیں مہربانی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!ٹائم بڑھادیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔اس کا ایک منٹ بھی نہیں بڑھایا جائے گا۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب!پوائنٹ آف آرڈر پر آگئے ہیں۔جی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!پارلیمانی سیکرٹری بلدیات جواب جو دے رہے تھے انہوں نے cattle vacation جو Union PP-145, & PP-144 سے ہوئی تھی اس کے بارے میں غلط جواب دیا تھا تو جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے آج کے دن کے لئے اس کو رکھا تھا کہ وہ اس کی جامع رپورٹ ادھر آکر پیش کریں گے آکر تو انہوں نے غلط جواب دینے کے بارے میں کیا action لیا ہے۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہیں اور نہ ہی میرے خیال میں جواب ملا ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)

جناب سپیکر: چلیں! آپ ہی خاموش ہو جائیں جب وہ آئیں گے تب جواب لے لیں گے۔ ابھی ان کو آنے دیں۔ جی، اب Call Attention Notices لیتے ہیں۔ محترمہ آمنہ اُلفت صاحبہ! موجود ہیں؟ تشریف نہیں رکھتیں. it is disposed of. جی، next محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ! تشریف فرما ہیں؟ اگر میری آواز سُنتی ہیں تو اندر آجائیں، نہیں ہیں۔ چلیں! It is disposed of.

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ جی، اس میں کون سا نمبر آئے گا؟ یہ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ یہ کہہ گئی ہیں کہ میری والدہ کی طبیعت خراب ہے اس کو pending کر دیا جائے۔ اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب! یہ آپ کی تحریک پڑھی گئی ہے؟ اس کا نمبر 10/399 ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جی، جناب سپیکر! اس کا جواب آنا تھا۔ لاء منسٹر صاحب نے ٹائم دیا تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے وہ بات ابھی آتی ہے۔ رانا صاحب! وہ اس کا جواب آگیا ہے؟

ہجویری یونیورسٹی لاہور کا پاکستان انجینئرنگ کونسل سے منظوری کے بغیر کلاسوں کا اجراء اور ڈگری جاری نہ کرنے سے سینکڑوں خاندان متاثر

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے اور ڈیپارٹمنٹ نے اس کا جواب اس طرح سے دیا ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے 2002 میں ہجویری یونیورسٹی لاہور کو Ordinance L9 of 2002 کے تحت چارٹر ڈ دیا گیا۔ ہجویری یونیورسٹی لاہور کے

آرڈیننس کے سیکشن فلاں فلاں کے مطابق یعنی آگے اس کی تفصیل دی گئی ہے۔ جن مضامین کی آرڈیننس میں پڑھانے کی اجازت دی گئی اگر یونیورسٹی اس کے علاوہ کسی بھی فیکلٹی مضمون میں داخلہ کرتی ہے تو یہ غیر قانونی اور آرڈیننس کی خلاف ورزی ہے۔ انجنیئرنگ کے مضامین کی شمولیت پاکستان انجنیئرنگ کونسل سے این او سی اور ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی وساطت سے pattern کی منظوری کے بغیر شروع نہیں کئے جاسکتے۔ اگر کوئی پرائیویٹ سیکٹر میں چارٹرڈ یونیورسٹی اس طریق کار کو اختیار کئے بغیر طلباء وطالبات کا داخلہ کرتی ہے تو وہ طالب علموں کے ساتھ fraud ہے۔ کیونکہ وہ ڈگری کے اجراء کی مجاز نہ ہے تاہم ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اس سلسلے میں گورنر اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے مطابق انکوائری کر رہا ہے جو آخری مراحل میں ہے۔ حکومت پنجاب کی کوشش ہے کہ طالب علموں کو کسی قسم کا تعلیمی و مالی نقصان نہ ہو۔ یونیورسٹی کے اس اقدام پر نوٹس لیتے ہوئے یونیورسٹی کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ یہ کارروائی چونکہ ابھی pending ہے تو اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس تحریک التوائے کار کو آپ pending فرمادیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: کب تک pending کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میری گزارش ہو گی کہ اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر دیں تاکہ اس وقت تک اس کی انکوائری ہو کر اس کا رزلٹ آ جائے اور ڈیپارٹمنٹ پابند ہو کہ اس کی جو انکوائری کی رپورٹ ہے اس معزز ایوان میں پیش کرے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اس پر بحث نہیں ہو گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! بحث نہیں ہو سکتی بات تو ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس پر بات بھی نہیں ہو سکتی۔ جو آپ نے لکھ کر دے دیا وہ پڑھا گیا اس کا جواب بھی آ گیا ہے اس کے بعد وزیر موصوف نے اس کو pending کروا دیا ہے۔ اس کے بعد اس پر فیصلہ بھی میرے خیال میں بعد میں ہو گا۔ ابھی اس وقت اس پر کوئی بات نہیں ہو سکے گی۔ قانون اور قاعدے کے مطابق اس پر بات نہیں ہو سکتی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! آپ میری عرض تو سن لیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں غلط بات کر رہا ہوں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ میں اس کے متعلق صرف یہ گزارش کرنا چاہتا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا آدھا گھنٹہ ہوتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب! آپ جیسے مناسب سمجھتے ہیں۔ میں تو ان بچوں کی بات کر رہا تھا۔

جناب سپیکر: ان کی بات ہو گئی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! اگر گورنمنٹ کو ان بچوں کی کوئی فکر نہیں ہے۔ 600 بچوں کو اگر فارغ کر دیا جائے مجھے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

جناب سپیکر: انہوں نے ان کی بات سن لی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! اس میں میرے حلقے کا تو کوئی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انشاءاللہ! اس پر کارروائی ہو گی۔ آپ اس کی فکر مت کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس سے پہلے آپ نے جتنی بھی تحاریک pending کی ہیں ان کا آج تک کچھ نہیں بنا۔ اس پر بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ نے کہا نہیں بولنا تو میں آپ سے معذرت کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار کا مقصد ہوتا ہے کہ آپ کی بات حکومت کے نوٹس میں آجائے۔ اس کا جواب حکومت نے دینا ہوتا ہے انہوں نے آپ سے وقت لیا ہے کہ اگلے اجلاس تک ہم اس کی انکوائری مکمل کر کے پھر آپ کو رپورٹ دے دیں گے .Matter ends ٹھیک ہے۔ شاہ جی! مطمئن ہو یا کرو اپیج نہ کریا کرو۔ ملک عادل حسین اترا صاحب۔ تحریک التوائے کار نمبر 400/10 آپ نے اسے پڑھا ہے یا نہیں؟

ملک عادل حسین اترا: ابھی نہیں پڑھی۔

جناب سپیکر: پھر آپ اس کو پڑھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!میری بھی تحریک التوائے کار نمبر 395-394 ہے ۔ میرے خیال میں 400بعد میں آتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی تحاریک التوائے کار بعد میں آئی ہیں اور بعد میں circulate ہوئی ہیں ایسے نہ کیا کریں۔

ضلع بھکر کے موضع بھکر نشیب میں واقع 132 کنال اراضی پر محکمہ کی ملی بھگت سے بااثر شخصیت کا قبضہ

ملک عادل حسین اترا: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی معطل کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ضلع بھکر کے موضع بھکر نشیب میں واقع 132 کنال اراضی کے مشترکہ کھاتہ میں ایک انتہائی بااثر "شخصیت"کی26 کنال چار مرلے غیر ممکن اراضی ڈی او آر بھکر کی طرف سے مجوزہ جعلی احکامات پر تحصیلدار، پٹواری، ہیڈ کلرک(ریونیو)اور گرداور کی ملی بھگت سے اسی مشترکہ کھاتہ میں مورخہ 24-02-2010انتقال نمبر4471 کے تحت شامل کر دی گئی تاکہ یہ بااثر شخصیت132 کنال اراضی پر بھی اپنا قبضہ جما سکے حالانکہ 132 کنال اراضی میں سے صرف40 کنال اراضی قابل کاشت ہے اور باقی رقبہ غیر ممکن راستہ جات پر مبنی ہے جو کہ قانوناً کسی کے قبضہ میں نہیں آ سکتا۔ متعلقہ پٹواری، گرداور، تحصیلدار، ہیڈ کلرک(ریونیو)اور ڈی او(آر) بھکر غریب اور بے سہارا لوگوں کی اراضی پر بااثر شخصیات کو قابض کرنے کے لئے ان کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں اور یہ لوگ ایک مافیا کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ اس مافیا کے خلاف جب اعلیٰ حکام کو نوٹس لینے کا کہا گیا تو وہاں سے بھی "چپ سادھی" گئی اور اعلیٰ شخصیت کے خلاف کسی بھی قسم کا کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا اور اب عالم یہ ہے کہ "مافیا" جہاں کہیں بھی سرکاری یا کسی "ماڑے" آدمی کی زمین دیکھتا ہے تو وہاں پر اعلیٰ شخصیات کو قبضہ جمانے کا کوئی بھی موقع ضائع نہیں جانے دیتا اور یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ اور بااثر شخصیات اس "مافیا" کے غیر قانونی کاموں کو مکمل "تحفظ" دیتی ہیں۔ "مافیا" کی طرف سے سرکاری اور غریب لوگوں کی زمین بااثر اور اعلیٰ شخصیت کے قبضے کرنے اور

"مافیا" کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ ہونے پر بھکر کے مقامی عوام میں اس "مافیا" کے خلاف سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے۔"

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو ابھی پڑھی نہیں گئی اس کا جواب کیسے آ گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا نمبر 400 ہے؟

جناب سپیکر: جی ہاں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): نمبر 400 کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب جو میرے پاس ڈی او (آر) بھکر نے بھیجا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ رجسٹر حقداران زمین سال 06-2005 موضع بھکر نشیب تحصیل و ضلع بھکر کھاتہ نمبر 354 میں مسماۃ شمیم اختر دختر محسن علی خان 26 کنال 4 مرلہ کی مالکہ ہے جبکہ دیگر کھاتہ نمبر 847 رقبہ تعدادی 132 کنال 17 مرلے میں سے مسماۃ شمیم اختر مذکورہ 6 کنال 16 مرلہ اراضی کی مالکہ ہے۔ اسی طرح اسی کھاتہ نمبر 841 میں خسرہ نمبر 1801,1802, 1803,1804,1805,1806 اور 1807 قطعات رقبہ بقدر 39 کنال پر بطور حصہ دار مالکہ قابضہ ہے۔ مسماۃ شمیم اختر دختر محسن علی خان نے بذریعہ کونسل ڈی او (آر) بھکر کے پاس درخواست دائر کی جو کہ بغرض رپورٹ عملہ فیلڈ کو ارسال ہوئی۔ عملہ فیلڈ کی رپورٹ پر ڈی او (آر) بھکر نے مورخہ 12-09-2009 کو حکم صادر کرتے ہوئے درستی ریکارڈ کی اجازت دی جس کی تعمیل میں انتقال نمبر 4384 مورخہ 09-10-06 تصدیق و منظور ہوا۔ روبکار نمبر 590 مورخہ 09-10-06 کی رو سے ڈی او (آر) بھکر نے تحصیلدار بھکر کو حکم دیا کہ مذکورہ بالا کھاتہ جات یکجا کر دیئے جائیں لہذا اس کے مطابق عملدرآمد کیا جائے۔ اس حکم کی تعمیل میں انتقال نمبر 4471 مورخہ 24-02-2010 کو تصدیق و منظور ہوا اور کھاتہ جات کو یکجا کر دیا گیا۔ جناب ڈی او (آر) بھکر کے ان احکامات کے خلاف اپیل عدالت

ڈی او(آر) بھکر دائر کی گئی جو کہ زیر سماعت ہے۔ مزید برآں اس سلسلے میں محکمانہ انکوائری بھی زیر سماعت ہے جبکہ محکمہ انسداد رشوت ستانی میں بھی اسی نوعیت کی انکوائری چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے جواب سن لیا ہے۔

ملک عادل حسین اترا: جناب والا! میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ متعلقہ اہلکاروں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: اس کے لئے آپ وزیر موصوف سے علیحدہ مل لیں کیونکہ اب اس تحریک التوائے کار کو dispose of کرنا پڑے گا۔

ملک عادل حسین اترا: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب ان کی جو grievances ہیں ان کو redress کروادیں۔ it is disposed of اگلی تحریک التوائے کار نمبر 420 محترمہ نگہت ناصر صاحبہ کی 12 تاریخ کے لئے pending تھی اس کو ابھی کل تک کے لئے pending کر دیں۔ .pending till tomorrow اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 422 بھی انہی کی ہے .pending till tomorrow۔ اس کے بعد بھی ان کی تحریک التوائے کار نمبر 423 ہے یہ بھی pending till tomorrow۔ اس کو میرے خیال میں تھوڑا سا لمبا کر دیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 426 محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے وہ تشریف نہیں رکھتیں اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 427۔ یہ پڑھی جا چکی ہے یا پڑھنی ہے؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! ابھی پڑھنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھ دیں۔

دربار حضرت مادھولال حسینؒ لاہور کی ڈسپنسری کی اچانک مسماری سے اہل علاقہ کو علاج معالجہ میں دشواری کا سامنا

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ دربار حضرت مادھولال حسین لاہور جو محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہے کی ڈسپنسری جس سے روزانہ سینکڑوں مریض استفادہ کر رہے تھے کو بڑی عجلت سے گرا دیا گیا۔تفصیلات کے مطابق حضرت مادھولال حسین دربار باغبانپورہ لاہور سے ملحقہ ڈسپنسری جو چل رہی تھی اور اس کی بلڈنگ بھی قابل استعمال تھی کو دربار کی انتظامیہ نے محکمہ اوقاف کے عملہ کی ملی بھگت سے مسمار کر دیا ہے جس سے سینکڑوں مریض روزانہ فیضیاب ہو رہے تھے۔ڈسپنسری گرانے سے اہل علاقہ کو علاج معالجہ میں اچانک پریشانی کا سامنا ہے۔مزید یہ کہ ڈسپنسری سے ملحقہ برآمدے جو چند سال قبل ایم این اے کی گرانٹ سے تعمیر کئے گئے تھے جس سے میلہ چراغاں پر ہزاروں زائرین مستفید ہو رہے تھے۔اب زائرین کے بیٹھنے کے لئے بھی کوئی معقول انتظام نہ ہے۔یہ ایوان سن کر حیران ہو گا کہ دربار کی فرنٹ چار دیواری جو کافی اونچی اور دیدہ زیب تھی کو بھی بڑی عجلت میں دربار انتظامیہ اور محکمہ کے عملہ کی ملی بھگت سے گرا دیا گیا ہے اور ڈسپنسری اور برآمدوں کی جگہ دکانیں بنانے کا پروگرام ہے اور اسی سلسلے میں جعلی بکنگ بھی جاری ہے جبکہ دکانوں کی تاحال بنیاد بھی نہیں رکھی گئی اور افسران واعلیٰ حکام آنکھیں بند کر کے بیٹھے ہیں۔دربار انتظامیہ اور محکمہ کے عملہ کی ملی بھگت سے ڈسپنسری، چار دیواری اور برآمدے گرانے سے اہل علاقہ سراپا احتجاج ہیں اور حکومت کے خلاف شدید غم وغصہ کا اظہار کر رہے ہیں اور مطالبہ کر رہے ہیں کہ ڈسپنسری اور برآمدوں کی فوراً تعمیر کروائی جائے اور ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کا جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ دربار حضرت مادھولال حسین کی ترقیاتی سکیم کے لئے محکمہ اوقاف نے مورخہ 17-8-2009 کو 3 کروڑ 90 لاکھ روپے منظور کئے اور ترقیاتی کام کے فنڈز گورنمنٹ آف پنجاب نے مہیا کئے۔ ترقیاتی سکیم میں درج ذیل کام شامل ہیں از سر نو تعمیر مسجد ملحقہ دربار حضرت مادھولال حسین،لائبریری بلاک برائے زائرین،وضو گاہ،8 عدد دکانات،20 ہزار گیلن پانی کی ٹینکی مع ٹربائن،ڈسپنسری و مسافر خانہ

از سر نو تعمیر ،اس کام کو تمام دفتری کارروائی کے بعد مورخہ 24۔فروری 2010 فرم میسرز چودھری مقصود احمد کو الاٹ کیا گیا ہے۔سال 10-2009 کے لئے حکومت پنجاب نے ایک کروڑ روپے مہیا کئے جبکہ آئندہ مالی سال 11-2010 کے لئے مبلغ 2 کروڑ 90 لاکھ مہیا کئے جائیں گے۔اس وقت موقع پر کام تیزی سے جاری ہے اور مسجد کی بنیادوں کا کام مکمل ہو چکا ہے،پانی کے لئے بورنگ مکمل ہو چکی ہے، ٹینکی اور ٹیوب ویل کے کمرے کے لئے کھدائی جاری ہے۔دکانات ، وضو گاہ، لائبریری بلاک ، ڈسپنسری ، مسافر خانہ کی کھدائی کا کام مکمل ہو چکا ہے،ڈسپنسری اور مسافر خانہ جات بوسیدہ حالت میں تھے جن کی از سر نو تعمیر ہو رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دکانات کی کسی قسم کی بکنگ نہ ہو رہی ہے بلکہ یہ تکمیل کے بعد بذریعہ نیلامی کرائے پر دی جائیں گی اور انشاء اللہ مندرجہ بالا کام اپنے مقررہ وقت جون 2011 کے اندر تکمیل تک پہنچ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/428 محترمہ سیمل کامران کی طرف سے ہے وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار 10/429 محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے یہ بھی تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

(اذان مغرب)

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو ایوان میں متعارف ہوا)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

The Forest (Amendment) Bill 2010(Bill No. 20 of 2010) Minister for Law to introduce the Forest Amendment Bill 2010.

مسودہ قانون(ترمیم)جنگلات مصدرہ2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir I move to introduce the Forest (Amendment) Bill, 2010.

MR DEPUTY SPEAKER: The Forest (Amendment) Bill 2010 has been introduced in the House under rule 91 sub- Clause (5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Forestry and Fisheries for report up to 31 August 2010.

Now laying of report of appropriation Accounts of the Punjab Forest Department for the year 2005-06 Minister for Law!

محکمہ جنگلات پنجاب کے حسابات مدبندی کی رپورٹ

برائے سال06-2005کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to lay the report of appropriation Accounts of the Punjab Forest Department for the year 2005-06.

MR DEPUTY SPEAKER: The report of appropriation Accounts of the Punjab Forest Department for the year 2005-06 has been laid and

referred to the Public Accounts Committee-II for report with in the period of one year.

Now the laying of the Audit Report on Accounts of the Government of the Punjab for the year 2006-07.Minister for Law!

حکومت پنجاب کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ
برائے سال2006-07کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to lay the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab audit for the year 2006-07

MR DEPUTY SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab audit for the year 2006-07 has been laid and referred to the Public Accounts Committee-I for report with in the period of one year. Laying of the Audit Report on the Accounts of Government of Punjab for the year 2007-08 Minister for Law!

حکومت پنجاب کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ
برائے سال2007-08کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to lay the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab audit for the year 2007-08.

MR DEPUTY SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab audit for the year 2007-08 has been laid and referred to the Public Accounts Committee-II for report with in the period of one year.

Now laying of the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2008-09. Minister for Law!

حکومت پنجاب کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ
برائے سال2008-09کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to lay the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab audit for the year 2008-09.

MR DEPUTY SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab audit for the year 2008-09 has been laid and referred to the Public Accounts Committee-I for report with in the period of one year.

Now laying of the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2009-10.Minister for Law!

حکومت پنجاب کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ
برائے سال2009-10کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to lay the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab audit for the year 2009-10.

MR DEPUTY SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab Audit for the year 2009-10 has been laid and referred to the Public Accounts Committee-II for report with in the period of one year.

Now laying of the Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts Government of the Punjab for the year 2007-08. Minister for Law!

حکومت پنجاب کی ریونیو وصولیوں کی آڈٹ رپورٹ
برائے سال2007-08کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to lay the Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts of Government of the Punjab audit for the year 2007-08.

MR DEPUTY SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Revenue Receipt of Government of the Punjab audit for the year 2007-08 has been laid and referred to the Public Accounts Committee-II for report with in the period of one year.

Now laying of the Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts Government of the Punjab for the year 2008-09. Minister for Law!

حکومت پنجاب کی ریونیو وصولیوں کی آڈٹ رپورٹ
برائے سال2008-09کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to lay the Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts of Government of the Punjab audit for the year 2008-09.

MR DEPUTY SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Revenue Receipt of Government of the Punjab audit for the year 2008-09 has been laid and referred to the Public Accounts Committee-I for report with in the period of one year.

Now laying of the Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts Government of the Punjab for the year 2009-10. Minister for Law!

حکومت پنجاب کی ریونیو وصولیوں کی آڈٹ رپورٹ
برائے سال2009-10کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to lay the Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts of Government of the Punjab audit for the year 2009-10.

MR DEPUTY SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts of Government of the Punjab Audit for the year2009-10.has been laid and referred to the Public Account Committee –II for report with in the period of one year

Now laying of the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab Civil Works C&W, HUD & PHE, I&P, LG&CD, P&D and EP departments for the year 2007-08

حکومت پنجاب کے محکمہ جات سول ورکس C&W، HUD &
PHE،I&P، LG&CD، P&Dاور EPکی آڈٹ رپورٹ
برائے سال2007-08کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to lay the Audit Report of audit on the Accounts of Government of the Punjab Civil Works C&W, HUD & PHE, I&P, LG&CD, P&D and EP departments for the year 2007-08

MR DEPUTY SPEAKER: The Audit Report of Audit on the Accounts of Government of the Punjab Civil Works C&W, HUD & PHE, I&P, LG&CD, P&D and EP departments for the year 2007-08 has been laid and referred to the Public Accounts Committee-II for report with in the period of one year

Now laying the Audit Report of audit on the Accounts of Government of the Punjab Civil Works C&W, HUD & PHE, I&P, LG&CD, P&D and EP departments for the year 2008-09

حکومت پنجاب کے محکمہ جات سول ورکس C&W، HUD &
PHE، I&P، LG&CD، P&D اور EP کی آڈٹ رپورٹ
برائے سال 2008-09 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to lay the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab Civil Works C&W, HUD & PHE, I&P, LG&CD, P&D and EP departments for the year 2008-09.

MR DEPUTY SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab Civil Works C&W, HUD & PHE, I&P, LG&CD, P&D and EP departments for the year 2008-09 has been laid and referred to the Public Accounts Committee-I for report with in the period of one year.

Now laying of the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab Civil Works C&W, HUD & PHE, I&P, LG&CD, P&D and EP departments for the year 2009-10

حکومت پنجاب کے محکمہ جات سول ورکس C&W، HUD &
PHE، I&P، LG&CD، P&D اور EP کی آڈٹ رپورٹ
برائے سال 2009-10 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to lay the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab Civil Works C&W, HUD & PHE, I&P, LG&CD, P&D and EP departments for the year 2009-10.

MR DEPUTY SPEAKER: The Audit Report on the accounts of Government of the Punjab Civil Works C&W, HUD & PHE, I&P, LG&CD, P&D and EP departments for the year 2009-10 has been laid and referred to the Public Accounts Committee-II for report with in the period of one year.

Now laying of the Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises Government of the Punjab for the year 2006-07

حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی آڈٹ رپورٹ

برائے سال2006-07 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to lay the Audit Report on the accounts of Public Sector Enterprises of Government of the Punjab for the year 2006-07

MR DEPUTY SPEAKER: The Audit Report on the accounts of Public Sector Enterprises of Government of the Punjab for the year 2006-07 has been laid and referred to the Public Accounts Committee-I for report with in the period of one year.

Now laying of the Audit Report on the accounts of Public Sector Enterprises Government of the Punjab for the year 2007-08

حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی آڈٹ رپورٹ

برائے سال2007-08 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir I move to lay the Audit Report on the accounts of Public Sector Enterprises of Government of the Punjab for the year 2007-08.

MR DEPUTY SPEAKER: The Audit Report on the accounts of Public Sector Enterprises of Government of the Punjab for the year

2007-08 has been laid and referred to the Public Accounts Committee –II for report with in the period of one year

Now laying of the Audit Report on the accounts of Public Sector Enterprises Government of the Punjab for the year 2008-09

حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی آڈٹ رپورٹ
برائے سال2008-09کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir I move to lay the Audit Report on the accounts of Public Sector Enterprises Government of the Punjab for the year 2008-09.

MR DEPUTY SPEAKER: The Audit Report on the accounts of Public Sector Enterprises Government of the Punjab for the year 2008-09 has been laid and referred to the Public Accounts Committee –I for report with in the period of one year

Now laying of the Audit Report on the accounts of Public Sector Enterprises Government of the Punjab for the year 2009-10

حکومت پنجاب کے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی آڈٹ رپورٹ
برائے سال2009-10کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir I move to lay the Audit Report on the accounts of Public Sector Enterprises Government of the Punjab for the year 2009-10.

MR DEPUTY SPEAKER: The Audit Report on the accounts of Public Sector Enterprises Government of the Punjab for the year 2009-10 has been laid and referred to the Public Accounts Committee –II for report with in the period of one year.

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون(ترمیم)غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مصدرہ2010

(۔۔۔جاری)

CLAUSE - 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up "The Punjab Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010 (Bill No.5 of 2010) and be resume consideration on the same .Clause -2 of the Bill is under consideration. A total of three amendments have been proposed in it. The first 2 amendments were lost and third amendment was moved by Ms Amna Ulfat and discussed. Law Minister has a right of reply. Minister for law!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! third amendment کو میں نے اُس دن بھی respond کیا تھا۔یہ پہلی دو amendments کی طرح بالکل مناسب نہ ہے۔یہ basic Clause سے بھی contradictory ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس کو رد کیا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment move and the question is:-

> That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation, after the proposed Para (a), the following proviso be added:-
>
> "(aa) three official copies of Valuation Lists shall be placed, one each at Provincial, Divisional and District

level so as to save irreparable loss of the record of Valuation Lists."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:-

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

CALUSE-3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR SPEAKER: Now, Clause-1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir I move:

"That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010 be passed."

The motion moved and the question is:-

"That the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed)

MR. SPEAKER: Now we take up King Edward Medical University (Amendment) Bill 2010. Minister for Law.

مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی مصدرہ2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Sir, I move

“That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Health be taken into consideration at once.”

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Health be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it. The motion moved and the question is:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Health be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

CLAUSE-2

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause.

Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR SPEAKER: Clause-1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now third reading starts. Minister for Law.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker, I move:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2010, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2010, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2010, be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up The Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2010. Minister for Law.

مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Mr. Speaker, I move:

"That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief & Consolidation be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on

Revenue, Relief & Consolidation be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it. The motion moved and the question is:

"That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief & Consolidation be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR SPEAKER: Now, second reading starts. We take the Bill Clause by Clause.

Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That The Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, third reading starts. Minister for Law.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Mr. Speaker, I move:

"That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2010, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2010, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2010, be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Public-Private Partnership for Infrastructure Bill 2009. Minister for Law.

مسودہ قانون پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ برائے انفراسٹرکچر پنجاب مصدرہ2009

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Mr. Speaker, I move:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Public-Private Partnership for Infrastructure Bill 2009."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the

Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Public-Private Partnership for Infrastructure Bill 2009."

The motion moved and the question is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Public-Private Partnership for Infrastructure Bill 2009."

(The motion is carried)

MR SPEAKER: Now, first reading starts. We take up the Punjab Public-Private Partnership for Infrastructure Bill 2009. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Mr. Speaker, I moved:

"That the Punjab Public-Private Partnership for Infrastructure Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Planning & Development be taken into consideration at once."

MR SPEKAER: The motion moved is:

"That the Punjab Public-Private Partnership for Infrastructure Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Planning & Development be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it. The motion moved and the question is:

"That The Punjab Public-Private Partnership for Infrastructure Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Planning & Development be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 4

MR SPEAKER: Now, second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause.

Now Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is an amendment in it, the amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

> "That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Planning and Development in sub-Clause (2) Paragraph (D) and (E) be omitted and subsequent Paragraph be re-numbered accordingly."

MR. SPEAKER: The amendment moved is:

> "That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Planning and Development in sub-Clause (2) Paragraph (D) and (E) be omitted and subsequent Paragraph be re-numbered accordingly."
>
> The amendment moved and the question is:
>
> "That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Planning and Development in sub-Clause (2) Paragraph (D) and (E) be omitted and subsequent Paragraph be re-numbered accordingly."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause (4) of the Bill as amended do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE 5

MR. SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 6

MR. SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 7

MR. SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 8

MR. SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 9

MR. SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 10

MR. SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 11

MR. SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 12

MR. SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion is carried)

CLAUSE 13

MR. SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 14

MR. SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 15

MR. SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 16

MR. SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 17

MR. SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 18

MR. SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 19

MR. SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is general consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 20

MR. SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 21

MR. SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 22

MR. SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 23

MR. SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 24

MR. SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 25

MR. SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-26

MR. SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-27

MR. SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-28

MR. SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-29

MR. SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-30

MR. SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-31

MR. SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-32

MR. SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-33

MR. SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-34

MR. SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 34 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-35

MR. SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 35 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-36

MR. SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 36 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-37

MR. SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 37 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-38

MR. SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 38 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

SCHEDULE-I

MR. SPEAKER: Now, schedule I of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That schedule I of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

SCHEDULE-II

MR. SPEAKER: Now, Schedule II of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That schedule II of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-3

MR. SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-2

MR. SPEAKER: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR. SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Now third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Public Private-Partnership for Infrastructure Bill 2009 as amended be passed."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Public Private-Partnership for Infrastructure Bill 2009 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Public Private-Partnership for Infrastructure Bill 2009 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ اب اجلاس بروز منگل مورخہ 13۔جولائی 2010بوقت صبح10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

623

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،13۔جولائی2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

(مورخہ 6۔جولائی2010 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

محترمہ زوبیہ رباب ملک: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب میں سرکاری ملازمتوں میں خواتین کو زیادہ مواقع دینے کے لئے 5 فیصد کوٹا میں اضافہ پر غور کرے۔

(موجودہ قراردادیں)

1. ڈاکٹر فائزہ اصغر: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ماہرین کے مطابق کالاباغ ڈیم کا بنانا چونکہ قابل عمل اور پورے پاکستان کے لئے سودمند ہے اس لئے اس کی تعمیر جلد از جلد شروع کرنے کے لئے چاروں صوبوں میں اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کا آغاز کرے۔
2. کرنل(ر) محمد عباس یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ غیر ملکیوں کو

زرعی اراضی فروخت کرنے کی بجائے پاکستانی کسانوں اور کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے وافر زمین ان میں تقسیم کی جائے کیونکہ پاکستانی کسان پہاڑوں کے سینے چیر کر بھی فصلیں اُگانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

624

3. میاں نصیر احمد: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ نادرا سے جاری ہونے والے قومی شناختی کارڈ میں ووٹ نمبر کا اندراج بھی کیا جائے تاکہ آنے والے دور میں کمپیوٹرائزڈ الیکشن کرانا ممکن ہو سکے۔

4. جناب طاہر اقبال چودھری: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت تمام سرکاری سکولوں میں طلباء کی یونیفارم پنٹ شرٹ کی بجائے شلوار قمیض رائج کرنے کے احکامات جلد از جلد صادر کرے۔

5. سردار خالد سلیم بھٹی: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والہ شہر میں ہیپاٹائٹس کے مفت علاج کے لئے ہیپاٹائٹس سنٹر فوری قائم کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔

625

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

منگل،13۔جولائی2010

(یوم الثلاثہ،30۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر12بج کر15منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ
فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ
الصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ
رَفِيۡقًا ۝ ذٰلِكَ الۡفَضۡلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيۡمًا ۝

سورۃ النِّسَاء آیات 69 تا 70

اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے (69) یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ جاننے والا کافی ہے (70)

وماعلینا الالبلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میرے سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی
تم سا تو حسین آنکھ نے دیکھا نہیں کوئی
یہ شان لطافت ہے کہ سایہ نہیں کوئی
اے ظرف نظر دیکھ مگر دیکھ ادب سے
سرکار کا جلوہ ہے تماشا نہیں کوئی
یہ تجربہ ایمان ہے اے رحمت عالم
فریاد تمھارے سوا سنتا نہیں کوئی
اعزاز یہ حاصل ہے تو حاصل ہے زمین کو
افلاک پہ تو گنبد خضرا نہیں کوئی
سرکار کی رحمت نے مجھے خوب نوازا
یہ سچ ہے کہ خالد سا نکما نہیں کوئی

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں بہت ادب سے آپ سے گزارش کرتا ہوں۔۔۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پہلے آپ میری بات سُن لیں۔

MS FOUZIA BEHRAM: Sir, It's very important. Please.

جناب سپیکر: نہیں، مجھے بات کرنے دیں۔ میں آپ کی بات اس طرح سے نہیں سُنوں گا۔ This is not good.

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میری بات سُن تو لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ سکولز ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! On her behalf.(معزز رکن نے محترمہ عارفہ خالد پرویز کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 323 ہے اور اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرکاری کالجز میں ڈی پی ایز کو لیکچرار اور سرکاری سکولز

میں سبجیکٹ سپیشلسٹ کا درجہ دینا

*323: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فزیکل ایجوکیشن میں ماسٹر کرنے والے مرد /خواتین کو سرکاری کالجز اور سرکاری ہائر سیکنڈری سکولز میں بطور ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن، ڈی پی ایز تعینات کیا جاتا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب سرکاری کالجز میں ڈی پی ایز کو لیکچرار اور سرکاری سکولز میں سبجیکٹ سپیشلسٹ کا درجہ دے دیا گیا ہے، اس سلسلہ میں جتنے نوٹیفکیشن ہوئے ہیں، ان کی کاپیاں فراہم کی جائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لیکچرار کے لئے بی ایڈ کی شرط نہ ہے اور سبجیکٹ سپیشلسٹ فزیکل کے لئے بی ایڈ کی شرط ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ لیکچرار فزیکل ایجوکیشن اور سبجیکٹ سپیشلسٹ فزیکل ایجوکیشن اپنے اپنے سکولوں اور کالجوں میں گیارہویں اور بارہویں کی کلاسوں کو پڑھانے کے علاوہ کھیلوں کے بھی انچارج ہوتے ہیں، اگر جواب ہاں میں ہے تو کیا انہیں کوئی incentive دیا جاتا ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(ہ) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا نوٹیفکیشن کی تاریخ سے ڈی پی ایز کو سکولوں اور کالجوں میں لیکچرار اور سبجیکٹ سپیشلسٹ کا درجہ دے دیا گیا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ بھی درست ہے سرکاری کالجز میں ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن کی پوسٹ کو مورخہ 1991-09-10 سے upgrade کر کے لیکچرار (فزیکل ایجوکیشن) میں تبدیل کر دیا گیا ہے جبکہ سکولز ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن کی اسامیوں کو

1999 سے upgrade کر کے ایس ایس (فزیکل ایجوکیشن) میں re-designate کیا گیا ہے۔ نوٹیفکیشن کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) سکول ونگ اور کالج ونگ کے الگ الگ ریکروٹمنٹ رولز موجود ہیں جن کے مطابق اساتذہ کی تقرریاں کی جاتی ہیں۔ پنجاب سکولز ایجوکیشن ریکروٹمنٹ رولز1987 ترمیم شدہ 1989-04-05 کے مطابق سبجیکٹ سپیشلسٹ بھرتی کرنے کے لئے اہلیت کا معیار ایم اے / ایم ایس سی (سیکنڈ ڈویژن) اور بی ایڈ (سیکنڈ ڈویژن) مقرر ہے جبکہ کالج سائیڈ پر لیکچرار بھرتی کرنے کے لئے بی ایڈ پاس کرنے کی شرط موجود نہ ہے۔

(د) جی ہاں! اس کے لئے تنخواہ کے علاوہ انہیں کوئی incentive نہیں دیا جاتا چونکہ اساتذہ تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ سکول و کالجز میں کھیلی جانے والی مختلف گیمز کے انچارج بھی ہوتے ہیں۔ ان اساتذہ کے علاوہ دوسرے اساتذہ بھی کھیلوں کے انچارج ہوتے ہیں۔

(ہ) ایم اے (فزیکل ایجوکیشن) (سیکنڈ ڈویژن) مع بی ایڈ (سیکنڈ ڈویژن) کی تعلیمی قابلیت کے حامل ڈی پی ایز کو بی ایس17 (پرسنل) دیا گیا۔ بمطابق نوٹیفکیشن مورخہ 2006-12-28 انہیں گریڈ17 ریگولر دیکر سبجیکٹ سپیشلسٹ قرار دے دیا گیا ہے۔ مورخہ 1991-09-10 سے کالجوں میں تعینات ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن جو کہ ایم اے (فزیکل ایجوکیشن) کی تعلیمی قابلیت رکھتے ہیں ان کی پوسٹ کو upgrade کر کے لیکچرار (فزیکل ایجوکیشن) میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جز (الف) میں جو سوال کیا گیا تھا 3۔جولائی2008 کو میرا یہی سوال نمبر14 ایوان میں پیش ہوا تھا اور یہ پوچھا گیا تھا کہ 1987 میں گورنمنٹ نے Director Physical Education(DPEs) بھرتی کئے تھے جن کی تعیناتی 1987 اور 1991 میں ہوئی تھی۔ کچھ کی تعیناتی کالجز میں کر دی گئی تھی اور کچھ کی سکولز میں کر دی گئی تھی۔ اب جن کی تعیناتی گورنمنٹ نے کالجز میں کی ان کو ان کے ٹائم کے مطابق upgrade کر دیا گیا اور جن کی تعیناتی سکولز میں کی گئی ان کی دس سال تک upgradation نہیں کی گئی۔ میرا منسٹر صاحب سے یہی سوال ہے کہ ان کے ساتھ

یہ discrimination کیوں کی گئی جبکہ ان کی qualification same تھی، add same تھے، گریڈ بھی same تھے اس کے بعد promotion کے سلسلے میں ان سے یہ discrimination کیوں کی گئی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو سوال کیا ہے اس میں فزیکل ایجوکیشن میں ماسٹرز کرنے والے حضرات جو کالج سائیڈ پر ہوتے ہیں ان کی لیکچرار کی پوسٹنگ ہوتی ہے اور جو سکول سائیڈ پر جاتے ہیں وہ DPEs کہلاتے ہیں۔ اس میں یہ ہے کہ سکول اور کالج سائیڈ کے criteria's different ہوتے ہیں اس کو سوال کے اگلے حصے میں explain کیا گیا ہے۔ اس میں School Wing and College Wing کے الگ الگ Rules Recruitment موجود ہیں اگر یہ کہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آج آپ انہیں سکولز کے بارے میں بتائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے یہی سوال کیا ہے کہ کالج سائیڈ والوں کو promotion مل گئی اور سکول سائیڈ والوں کو نہیں ملی۔ انہوں نے جو سپلیمنٹری سوال کیا ہے اُسے جز (ج) میں explain کیا گیا ہے۔ School Wing and College Wing کے الگ الگ Recruitment Rules موجود ہیں جن کے مطابق اساتذہ کی تقرریاں کی جاتی ہیں۔ Punjab Schools Education Recruitment Rules 1987 ترمیم شدہ 05-04-1989 کے مطابق Subject Specialists بھرتی کرنے کے لئے اہلیت کا معیار ایم اے، ایم ایس سی سیکنڈ ڈویژن اور بی ایڈ سیکنڈ ڈویژن مقرر ہے جبکہ کالج سائیڈ پر لیکچرار بھرتی کرنے کے لئے بی ایڈ پاس کرنے کی شرط موجود نہیں۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے یہ بھرتی ہو کر ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں آتے ہیں کالج سائیڈ پر بھی اور سکول سائیڈ پر بھی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ ان کا اشتہار دیکھیں تو وہ same ہے اس میں بھرتی کرنے کے criteria میں کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے۔ اس میں جو add دیا گیا ہے اس میں یہ mention نہیں کیا گیا کہ گورنمنٹ جن کو بھرتی کر رہی ہے اگر وہ سکول سائیڈ پر جائیں گے تو ان کی upgradation نہیں ہو گی اور جو کالج سائیڈ پر جائیں گے تو upgradation ہو گی اور نہ ہی اس add میں

کسی قسم کی کوئی اور چیز mention کی گئی تھی۔ میری اس سلسلے میں منسٹر صاحب سے یہی درخواست ہے کہ وہ اس معاملے کو ذرا خود دیکھ لیں اگر یہ اپنے افسران پر اس کو نہیں رکھیں گے تو ان کو بھی بہتر سمجھ آئے گی۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے بات سُن لی ہے۔ اب آپ کو یہ بھی پتا ہونا چاہئے کہ آپ کے کانوں تک bell پہنچتی ہے یا نہیں پہنچتی۔ جب bell بجتی ہے تو ٹائم ختم ہو جاتا ہے۔ بہت مہربانی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جو Subject Specialists ہیں انہیں 28-12-2006 کو گریڈ 17 میں regularize کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ سپیکر کی مرضی کے خلاف بول رہے ہیں؟ جب میں نے آپ کو کہہ دیا ہے، ایک بات آپ تک پہنچ گئی ہے۔ بہت مہربانی۔ اب اگلا سوال بھی محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! On her behalf (معزز رکن نے محترمہ عارفہ خالد پرویز کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال نمبر بولئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 325 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو کیا کیا جائے؟

شیخ علاؤالدین: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کا مختلف کلاسوں کی کتابوں و سلیبس کی تیاری میں کردار

*325: **محترمہ عارفہ خالد پرویز:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کون کون سی جماعت کے لئے کتابیں تیار کرواتا ہے ہر کلاس کے مطابق تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ب) پنجاب ٹیکس بک بورڈ کتنے سال کے بعد سلیبس کو دوبارہ مرتب کرتا ہے؟

(ج) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے پانچویں، آٹھویں اور میٹرک کی کلاسوں کے لئے آخری مرتبہ سلیبس میں کب اور کیا ردوبدل کیا، اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ میں ریسرچ کے لئے کوئی ڈیپارٹمنٹ موجود ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو اس ڈیپارٹمنٹ کے عملے کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) کیا صوبہ پنجاب میں پڑھائی جانے والی پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتابیں دنیا کے دوسرے ممالک کے اسی سٹینڈرڈ لیول یا جماعت کے معیار کے مطابق ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور وفاقی وزارت تعلیم، پاکستان شعبہ نصاب کے منظور کردہ قومی نصابات کی روشنی میں درسی کتب تیار کر کے پہلی سے بارہویں جماعت تک کے طلباء وطالبات کے لئے شائع کرتا ہے۔

کلاس اول:	پرائمرز، انگلش، اردو، ریاضی، سائنس
کلاس دوم:	انگلش، اردو، ریاضی، سائنس
کلاس سوم:	قرآنی قاعدہ، انگلش، اردو، ریاضی، سائنس
کلاس چہارم تا پنجم:	اسلامیات، انگلش، اردو، ریاضی، سائنس، معاشرتی علوم
کلاس ششم تا ہشتم:	اسلامیات، انگلش، اردو، ریاضی، سائنس، معاشرتی علوم، عربی آرٹ اینڈ ڈرائنگ، ہوم اکنامکس، اطلاقی برقیات، چوب کاری، دھات کاری، زرعی تعلیم، فارسی، پنجابی
کلاس نہم تا دہم:	انگلش، اردو، اسلامیات، حساب، کیمسٹری، فزکس، بیالوجی، کمپیوٹر سائنس، مطالعہ پاکستان، ہوم اکنامکس، سوکس، ماحولیاتی تعلیم، زرعی تعلیم، آرٹ، جیومیٹریکل اینڈ ٹیکنیکل ڈرائنگ، تاریخ، جغرافیہ، انگلش کمپوزیشن اینڈ گرائمر، اردو قواعد و انشاء، بزنس میتھڈز، اخلاقیات، سیکریٹریل پریکٹیسز، اسلامیات اختیاری، المطالعتہ العربیہ، ایجوکیشن، ہیلتھ اینڈ فزیکل ایجوکیشن، معاشیات، پنجابی، فارسی

کلاس گیارہویں تا بارہویں: اسلامیات، انگلش، اردو، ریاضی، بیالوجی، کیمسٹری، فزکس، کمپیوٹر سائنس، مطالعہ پاکستان، حدیقۃ الادب عربی، ہوم اکنامکس، فارسی، پنجابی، اسلامیات اختیاری، نفسیات، سوکس، فلسفہ، ہسٹری، جغرافیہ، ایجوکیشن، ہیلتھ اینڈ فزیکل ایجوکیشن، منطق، معاشیات، شماریات

(ب) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ وفاقی وزارت تعلیم شعبہ نصاب کی ہدایات کی روشنی میں جب اور جس مضمون میں نصاب تبدیل کیا جائے، کتب تیار کر کے طلبہ کو فراہم کرتا ہے۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی موجودہ لازمی کتب اور سائنس کی اختیاری کتب بالترتیب نصاب 2002 اور نصاب2000 کی روشنی میں تیار کردہ ہیں۔ تاہم کلاس اول کی تمام کتب وفاقی وزارت تعلیم کے تیار کردہ ٹیکسٹ بک لرننگ مٹیریل پالیسی 2007 کے تحت نئے نصاب2006 کے مطابق تیار کردہ ہیں۔ ان کے علاوہ کلاس ششم کی کمپیوٹر ایجوکیشن اور کلاس نہم کی بیالوجی کی کتابیں بھی نصاب2006 کے مطابق تیار کی گئی ہیں۔

(ج) پانچویں، آٹھویں اور میٹرک کی درسی کتب وفاقی وزارت تعلیم شعبہ نصاب کے منظور کردہ نصابات 2000 اور 2002 کی روشنی میں تیار کردہ ہیں۔ یہ کتب لازمی مضامین، آرٹس اور سائنس کے اختیاری مضامین پر مشتمل ہیں۔ ہر سال کتب کا جائزہ لینے کے بعد feedback کی روشنی میں کتب کی upgradation کی جاتی ہے۔

(د) اکتوبر2002 میں پنجاب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ملحقہ محکمہ مرکز تحقیق و ترقی نصاب (CRDC) کو پنجاب ٹیکسٹ بورڈ میں ضم کیا گیا۔ CRDC کا بنیادی کام نصاب سازی کے ساتھ ساتھ تعلیمی تحقیق تھا۔ اس وقت شعبہ میں متعین موجودہ عملے کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی شائع کردہ کتب وفاقی وزارت تعلیم (شعبہ نصاب) کی طرف سے منظور شدہ ہیں متعلقہ شعبہ کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ درسی کتب موجودہ عالمی معیار اور جدید تحقیق کے مطابق ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سپلیمنٹری سوال کرنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر !اس کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کتابیں خود شائع کرتا ہے۔ میرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ کیا یہ پرائیویٹ پرنٹرز سے چھپوائی جارہی ہیں اور اگر پرائیویٹ پرنٹرز سے چھپوائی جارہی ہیں جیسا کہ میرے علم میں ہے تو ان کو کس بنیاد پر contract award کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: بتائیں کہ contract کیسے award کرتے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز رکن سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے کون سے جز میں سے ضمنی سوال کیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: (الف) جز میں دیکھئے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! ویسے میں بتا دیتا ہوں کہ ہمارے جو پرائیویٹ پبلشرز ہوتے ہیں ان کو printing کے contract award کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ printing کے جو contract ہوتے ہیں ان کے tender call کئے جاتے ہیں اور اس میں جو bidding ہوتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یعنی آپ اس کا مکمل procedure adopt کرتے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب! اس کا ایک مکمل procedure ہوتا ہے اور اس کے مطابق contract دیئے جاتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں وزیر موصوف سے جو بات پوچھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے اور جہاں تک procedure کا تعلق ہے وہ مجھے بھی پتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں جیسے آپ بھی سمجھ رہے ہیں کہ یہ جس طریقے سے contract award ہوتا ہے اس کے لئے کوئی کمیٹی ہے اگر تو purchase manual کے تحت یہ lowest bid پر جاتے ہیں کیونکہ میرے علم میں ہے کہ یہ contract جس طرح سے دیئے جاتے ہیں یا نوازا جاتا ہے پچھلے دور میں بھی نوازا جاتا رہا ہے اور ان کتابوں کی بعد میں duplicate بھی چھپتی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کتابوں کی جو publication ہے یا اس کی جو printing ہے محکمہ ٹیکسٹ بک بورڈ خود کیوں نہیں کرتا جبکہ اس کے پاس اتنا وسیع فنڈ بھی موجود ہے؟

جناب سپیکر: محکمہ ٹیکسٹ بک بورڈ کے پاس خود اس کے انتظامات ہیں وہ خود printing کیوں نہیں کرتا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جب سے ہم نے پنجاب کے سکولوں میں مفت کتابیں مہیا کرنی شروع کی ہیں آپ کو بھی معلوم ہے کہ اس مد میں اس سال بھی ایک ارب روپیہ کتابوں کی printing کے لئے مختص کیا گیا ہے اور میں یہاں پر پورے وثوق کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ باقی تینوں صوبوں کے مقابلے میں ہمارا جو پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ہے اس کا جو نظام وضع کیا گیا ہے وہ انتہائی شفاف ہے اور اس میں ہمارے foreign donors خود بھی اس چیز کو چیک کر رہے ہیں۔ ہم جو free books provide کرتے ہیں اس میں فنڈز foreign donors provide کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ بات اب مان لی ہے کہ ایک ارب روپیہ اس مد میں جا رہا ہے۔ میرے خیال میں اگر 25 فیصد بھی اس میں منافع لیا جا رہا ہے تو اس طرح 25 کروڑ تو بچ سکتا ہے۔ یہ کہنا کہ دوسرے صوبے یہ کر رہے ہیں، میں کہتا ہوں کہ دوسرے صوبے تو بہت کچھ کر رہے ہیں سوال یہ ہے کہ ہم کہاں saving کر سکتے ہیں ۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر اس کو private printers سے نکال دیا جائے تو یہ saving ہو سکتی ہے۔ ایک سال کے اندر یہ printing machinery free مل سکتی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اگر آپ ان کے ساتھ علیحدہ میٹنگ کر لیں تو بہتر ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جیسا کہ معزز رکن شیخ صاحب فرما رہے ہیں میں اس کو دیکھ لیتا ہوں اور ہمارا ادارہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ جس کے چیئرمین بھی ہیں اور اس کے علاوہ پورا بورڈ بنا ہوا ہے اور جو بھی یہ feedback دیں گے میں ان کو دے دوں گا۔ یہ ادارہ محکمہ تعلیم کے ماتحت ہی کام کرتا ہے لیکن وہ ایک autonomous ادارہ ہے ۔ میں ان کی تجاویز feedback کروں گا تاکہ وہ اس کو بہتر کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا شکریہ۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ سمجھ گئے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! میرا ایک انتہائی اہم ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال کا وقت ختم ہو گیا ہے۔No supplementary on this

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! انتہائی اہم سوال ہے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ .No supplementary on thisاب آگے چلیں۔ اگلا سوال چودھری محمد طارق گجر صاحب!

چودھری محمد طارق گجر: سوال نمبر862اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول اتحاد ٹاؤن دوگیج لاہور کینٹ کی عمارت کی تعمیر

*862: **چودھری محمد طارق گجر:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول اتحاد ٹاؤن دوگیج لاہور کینٹ کی عمارت کی تعمیر کب شروع ہوئی، اس کے تخمینہ لاگت کی تفصیل بتائیں؟

(ب) اس عمارت کی مدت تکمیل بتائیں؟

(ج) آج تک موقع پر کتنا کام ہوا ہے اور کتنی رقم سرکاری خزانہ سے ٹھیکیدار کو ادا کی گئی ہے؟

(د) اگر مقررہ مدت گزر چکی ہے تو پھر عمارت کی تعمیر مقررہ مدت میں مکمل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس سکول کی عمارت جلد از جلد مکمل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول اتحاد ٹاؤن دوگیج (dogatch)لاہور کینٹ کی تعمیر ستمبر 2007 میں شروع ہوئی اس کا تخمینہ لاگت مبلغ75لاکھ روپے ہے۔

(ب) عمارت کی مدت تکمیل مارچ2008 کو مکمل ہونا تھی لیکن ابھی تک زیر تعمیر ہے۔

(ج) سکول ہذا کی عمارت میں تین کمرے گراؤنڈ فلور پر اور ایک ہیڈ مسٹریس کا دفتر اور first فلور پر دو کمرے second فلور پر بھی دو کمرے اور تین برآمدوں پر مشتمل ہے۔ ان کا صرف ڈھانچہ تیار ہوا ہے اور2010۔04۔30 تک۔/6066000روپے صرف ٹھیکیدار کو ادا کئے جا چکے ہیں۔

(د) یہ سکیم دیر سے منظور ہوئی اور دیر سے شروع ہوئی اس وقت ADP 10۔2009 میں ongoing جو جون2010 تک مکمل ہو جائے گی۔

(ہ) جز(د) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری محمد طارق گجر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر سکول صاحب نے جو جز(ج) میں جواب دیا ہے کہ اس کا ایک گراؤنڈ، ایک فرسٹ فلور اور دوسرا سیکنڈ فلور ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ غلط جواب دیا گیا ہے۔ یہاں پر صرف گراؤنڈ اور فرسٹ فلور ہے سیکنڈ فلور تو اس میں شامل ہی نہیں ہے دوسرا انہوں نے کہا تھا کہ جون2010 تک یہ سکیم مکمل ہو جائے گی۔ میں وزیر سکولز ایجوکیشن سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ سکیم مکمل ہو گئی ہے اور اگر نہیں ہوئی تو اس ٹھیکیدار کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے جس کی وجہ سے اس عمارت کے بننے میں تاخیر ہوئی ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے جو rules ہیں اس کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔ ویسے جو انہوں نے فرمایا ہے میرے خیال میں ادھر printing error آیا ہوا ہے۔ اس کی بلڈنگ میرے خیال میں ایسی ہی ہے جیسا کہ معزز رکن نے فرمایا ہے۔ جہاں تک ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کا تعلق ہے ہم نے اس کو last notice دیا تھا کیونکہ اس نے درمیان میں کام چھوڑ دیا تھا اور اس سلسلے میں ایک کمیٹی بھی بنائی گئی تھی اس کے بعد ایک فائنل نوٹس2010-5-28 کو دیا گیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ ہم rules کے مطابق آپ کے خلاف کارروائی کریں گے ۔ ہمارے preceding rules ہیں under clause 60 and 61 of the contract agreement اس کے بعد اسی contractor نے دوبارہ سے وہاں پر کام شروع کر دیا ہے اور اس نے

ہمیں یہ پوری assurance دی ہے کہ اگلے تین ماہ کے اندر سکول کا کام مکمل ہو جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ ان چھٹیوں کے درمیان وہ کام مکمل ہو جائے گا۔ چھٹیوں کے بعد بچے انشاء اللہ تعالیٰ وہاں پر پڑھائی کریں گے۔

چودھری محمد طارق گجر: آپ کو محکمے نے غلط جواب دیا ہے ابھی تک وہاں پر کام شروع نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ٹھیکیدار نے کام شروع کر دیا ہے اور وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ چھٹیوں کے دوران ہی یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ اب اس سوال کا ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے۔ محترمہ ڈاکٹر زمر دیا سمین صاحبہ!

محترمہ دیبا مرزا: On her behalf سوال نمبر 1042 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز رکن نے محترمہ ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ٹاؤن شپ لاہور میں پرائمری سکول کی منتقلی

*1042: **ڈاکٹر زمر دیا سمین رانا:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلاک نمبر 15 ٹاؤن شپ لاہور میں قائم پرائمری سکول دو کمروں پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا حکومت مقامی آبادی کے پرزور مطالبہ پر مین مارکیٹ ٹاؤن شپ کے ہائی سکول میں بلاک نمبر 13 کے ہائی سکول کو ضم کر کے اس کی بلڈنگ میں مذکورہ بالا پرائمری سکول کو منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ گورنمنٹ اسلامیہ پبلک پرائمری سکول 1-B-15/161 ٹاؤن شپ لاہور کی بلڈنگ تین کمروں اور دو برآمدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک کمرہ ہیڈ مسٹریس کے دفتر کے طور پر استعمال ہو رہا تھا اس میں بھی نرسری جماعت کا گروپ۔1 زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہا ہے۔

(ب) نہیں ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔ چونکہ اس علاقے میں کوئی نزدیکی پرائمری سکول نہ ہے اس لئے علاقے کے کم عمر بچوں کے لئے اس سکول کا وجود ضروری ہے۔ محکمہ تعلیم اس سکول کو کسی ہائی سکول میں ضم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جز (الف) کا جو جواب دیا گیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے گورنمنٹ اسلامیہ پبلک پرائمری سکول ٹاؤن شپ لاہور کی بلڈنگ تین کمروں اور دو برآمدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک کمرہ ہیڈ مسٹریس کے دفتر کے طور پر استعمال ہو رہا تھا۔ اس میں گروپ ون زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہا ہے۔ دوسرے جز کے جواب میں بھی یہ لکھا ہے کہ نہیں، ضم کئے جانے کی کوئی تجویز نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ پرائمری سکول جیسا کہ جواب میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اس علاقے کے کم عمر بچوں کے لئے اس علاقے میں سکول کا وجود بہت ضروری ہے۔ اگر یہ بہت ضروری ہے تو کیا ایک پرائمری سکول کو بھی پانچ کمروں کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ صرف دو کمروں پر مشتمل ایک پرائمری سکول کیسے چلایا جا سکتا ہے، کیا محکمہ اس پرائمری سکول کی عمارت میں مزید تین کمرے تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور کیا اگر اس سکول کو اگر قائم رکھنا ہے تو ان بچوں کو مزید facilitate کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: بہت لمبا سوال ہو گیا بات بہت چھوٹی سی تھی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جو سکول ہے اس کے متعلق جواب میں پرنٹ ہوا ہے کہ ہمارے پاس تقریباً اڑھائی مرلہ جگہ ہے اور یہ تقریباً تیس سال پرانا سکول ہے اور پرائمری سکول ہے اور وہاں کے جو رہنے والے ہیں ان کی پرزور سفارش ہے کہ سکول کو وہاں سے شفٹ نہ کیا جائے کیونکہ ہم اس سکول کو ایک قریبی سکول میں merge بھی کرنا چاہتے تھے مگر وہاں کے لوگوں کی خواہش ہے کہ بچے زیور تعلیم سے آراستہ ہوں اسی لئے وہاں پر ابھی تک سکول چل رہا ہے۔

ایک کمرہ جو انہوں نے فرمایا ہے اور ہم نے جواب میں بھی بتایا ہے کہ اس کو ہم نے نرسری میں شفٹ کیا ہے اور لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت کیا ہے۔ وہاں پر ہماری سکول کونسل بھی بنی ہوئی ہے اور معززین علاقہ نے یہ سکول تعمیر کر کے دیا تھا۔ صرف اڑھائی مرلہ جگہ ہے اس میں تعمیر کی مزید گنجائش نہیں ہے۔ اس کے لئے پھر یہی ہے کہ ہم availability of land دیکھیں گے اور اگر وہاں پر availability of land ہو جاتی ہے یا اگر ہم اس کے اوپر ایک اور story بنا سکتے ہیں تو ضرور بنائیں گے۔

جناب سپیکر: اس کے اوپر آپ بھی تھوڑا سا خرچ کر دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! ہمارے پاس فنڈز موجود ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ بچوں کی تعلیم کے لئے آپ کو تھوڑا سا خرچ کرنا چاہئے۔ بہت شکریہ۔ جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال کریں میں تقریر نہیں سنوں گا۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں تقریر نہیں کروں گا ضمنی سوال ہی کروں گا لیکن مجھے مقام کو تو واضح کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں سوال ہی کروں گا لیکن مجھے ایک site کو، ایک مقام کو تو واضح کرنے دیں۔ میرے حلقے میں ایک ایسا مقام ہے جہاں جنوبی پنجاب سے بھی زیادہ پسماندگی ہے۔ میرے حلقے میں ایک درجن ایسی جگہیں ہیں جہاں پرائمری سکول کا وجود ہی نہیں ہے۔ میرے حلقہ پی پی۔90 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ کا یہ ضمنی سوال ہے؟ اس کا موجودہ سوال سے کیا تعلق ہے ؟Is it a supplementary question آپ علاقے کے نمائندے ہیں آپ کو اپنے طور پر اس کی تجویز دینی چاہئے۔ آپ اس سوال سے متعلقہ ضمنی سوال کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں اپنے حلقے کا نمائندہ ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔آپ یہاں پر اپنی تجویز دیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب! ذرا ہتھ ہولا رکھیں۔

جناب سپیکر: وہ آج کے نہیں بلکہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔۔میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ وہ اس سوال پر اپنا ضمنی سوال کریں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! آپ کی بات ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا سوال نمبر1262 ہے۔میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں تعلیم کے فروغ کے لئے وظیفہ دینے کا مسئلہ

*1262: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال2002 سے2007 تک صوبہ پنجاب کے مخصوص اضلاع میں سکول کے بچوں کو-/200 روپے ماہوار وظیفہ دیا جاتا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال2002 تا2007 ان اضلاع میں اس سکیم کی وجہ سے تعلیم کے حصول کے لئے بچوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت تعلیم کے فروغ کے لئے اس سکیم کا اجراء پورے پنجاب میں کرنا چاہتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نامعلوم وجوہات کی بناء پر اس سکیم کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کیوں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سکیم کو کامیاب کرنے اور اسے جاری رکھنے کے لئے حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے کہ پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت صوبہ پنجاب نے 15 کم شرح خواندگی والے اضلاع میں سرکاری سکولوں میں زیر تعلیم ششم سے دہم جماعت کی طالبات کو کم از کم 80 فیصد حاضری کی بنیاد پر -/200 روپے ماہوار وظیفہ دیا جارہا ہے۔ ان اضلاع میں بہاولپور، بہاولنگر، بھکر، ڈیرہ غازی خان، جھنگ، قصور، خانیوال، لیہ، لودھراں، مظفر گڑھ، اوکاڑہ، پاکپتن، راجن پور، رحیم یار خان اور وہاڑی شامل ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ فیز۔I کے تحت سال2005 تک کم شرح خواندگی والے ان 15 اضلاع کے سرکاری سکولوں میں کلاس ششم سے ہشتم تک طالبات کو80 فیصد حاضری کی بنیاد پر -/200 روپے ماہوار وظیفہ دیا جاتا رہا ہے۔ اس سرگرمی کے آغاز میں اس سہولت سے فائدہ اٹھانے والی بچیوں کی تعداد 175,670 تھی جو فیزI کے اختتام تک (59.9 فیصد اضافے کے ساتھ) بڑھ کر 280820 ہو گئی، وظائف کی تقسیم کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آنے پر حکومت پنجاب نے اس سرگرمی کا دائرہ مذکورہ 15 اضلاع کے سرکاری سکولوں میں کلاس ششم سے دہم تک بڑھانے کا فیصلہ کیا۔ اب اس وقت تقریباً406,234 طالبات اس سہولت سے مستفید ہو رہی ہیں۔

(ج) صوبہ پنجاب کے 15 کم شرح خواندگی والے اضلاع کے سرکاری سکولوں میں زیر تعلیم طالبات کو80 فیصد حاضری کی بنیاد پر وظائف کی تقسیم کا منصوبہ کامیابی سے جاری ہے۔ تاہم اس سکیم کا دائرہ دیگر اضلاع تک بڑھانے کا فیصلہ وظائف سکیم کے فوائد حکومت کے معاشی وسائل اور دستیاب فنڈز کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا جائے گا۔

(د) موجودہ حکومت کی طرف سے ایسا کوئی عندیہ نہیں دیا گیا کہ وہ وظیفہ کی اس سکیم کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ہ) تعلیم کی ترویج و ترقی حکومت پنجاب کی ترجیحات میں شامل ہے اور حکومت وظیفہ سکیم کو کامیاب کرنے اور اسے جاری رکھنے کے لئے حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے مسلسل کوشاں ہے یہ ایک متواتر عمل ہے جس پر حکومت عمل پیرا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!اس کے جز(ج) پر میرا ضمنی سوال ہے۔میں نے آج سے دو سال پہلے 2008 میں یہ سوال کیا تھا اور آج 2010 ہے جبکہ حکومت کی اس میں دلچسپی بھی ہے کہ وہ وظائف بڑھائے تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس دو سال کے عرصے میں اس سکیم کو دیگر اضلاع تک کیوں نہیں بڑھایا گیا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!یہ سکیم low literacy Districts کے لئے start کی گئی تھی۔یہ 15 اضلاع میں شروع کی گئی تھی مگر چنیوٹ ضلع بننے سے اب یہ 16 اضلاع ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ہمارے بزرگ بیٹھے ہیں انہوں نے نشاندہی کی ہے لہذا ٹوبہ ٹیک سنگھ کو بھی اس میں شامل کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: چنیوٹ کے ساتھ شامل نہیں کرنا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میں نے ان اضلاع کے figures جواب کے جز(ب) میں دیئے ہیں اب میں انہیں repeat نہیں کروں گا۔اس سکیم سے ہماری بچیوں کے سکول جانے کی شرح میں 59.9 فیصد اضافہ ہوا ہے۔اب اس وقت یہ سکیم 16 اضلاع میں چل رہی ہے۔بچوں کی تعداد میں اضافہ ہونے سے automatically ان اضلاع میں ہماری funding بہت زیادہ increase کر گئی ہے اور ان اضلاع میں اس مد میں تقریباً ایک ارب روپیہ جا رہا ہے۔ان کے علاوہ باقی اضلاع کو اس سکیم میں لانے کا ارادہ ضرور رکھتے ہیں مگر ہم اپنے مالی وسائل کو دیکھتے ہوئے کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ میری سفارش مانیں اور اس سکیم میں ٹوبہ ٹیک سنگھ ضرور شامل کیا جائے۔اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: On her behalf(معزز ممبر نے محترمہ طلعت یعقوب کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے On her behalf آ چکے ہیں۔

پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*1306: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پرائیویٹ سکولوں کو رجسٹرڈ کرنے کے لئے کون سی دستاویزات کی ضرورت ہوتی ہے، آگاہ فرمائیں؟

(ب) حلقہ پی پی۔156 لاہور میں اس وقت رجسٹرڈ سکولوں کی تعداد کتنی ہے نام اور جگہ سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) رجسٹریشن کے لئے کون سے دفتر میں درخواست جمع کروانی پڑتی ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

1۔ رجسٹریشن بک تین عدد
2۔ ملکیت نامہ
3۔ بلڈنگ فٹنس سرٹیفکیٹ
4۔ پراسپیکٹس
5۔ حفظان صحت سرٹیفکیٹ
6۔ نقشہ بلڈنگ
7۔ رجسٹریشن فیس پانچ سالہ، حصہ مڈل-/7500روپے حصہ ہائی-/12000روپے
8۔ ٹیچرز کی اسناد وغیرہ
9۔ سکول کے داخلہ فارم

10۔ بیان حلفی

(ب) ٹوٹل 30 ہے۔ لسٹ ایوان کی میز رکھ دی گئی ہے۔

(ج) رجسٹریشن کے لئے درخواست ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ایجوکیشن) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ 9۔ہال روڈ لاہور میں جمع کروانا ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کیا پرائیویٹ سکولز گورنمنٹ کی requirement پر پورا اترتے ہیں، ان کو NOC کون دیتا ہے، کیا ان کی تمام چیزیں دیکھ کر انہیں NOC دیا جاتا ہے، وہاں پر جو ٹیچر رکھے جاتے ہیں ان کی qualification کتنی ہوتی ہے اور ان کا معیار کیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! NOC ای ڈی او ایجوکیشن کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے اور اس کا ایک پورا criteria ہے جس میں پرائمری اور ایلیمنٹری سکول کی رجسٹریشن فیس پانچ ہزار روپے ہے، انسپکشن فیس سالانہ -/500 روپے ہوتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ نے سب سے important چیز qualification کے بارے میں پوچھی ہے۔ آپ وہ بات کریں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اسے تھوڑا سا explain کر کے اس پر آجاتا ہوں۔ اسی طرح ہائی سکولز کے لئے rented building پر ہم پانچ سال کا NOC دیتے ہیں اور ذاتی ملکیت کی بلڈنگ ہو تو اس کے لئے دس سال کا NOC دیا جاتا ہے۔ ہمارے ہائی سکولز کا ریٹ 12 ہزار روپے ہے اور اس کے لئے بھی پانچ اور دس سال کا same criteria ہے۔ محترمہ نے جو qualification کے حوالے سے سوال کیا ہے اس سلسلے میں پرائمری سکول کے لئے criteria minimum یہ ہے کہ ان کے پاس پانچ ٹیچرز ہونے چاہئیں ان کی qualification ایف اے ، پی ٹی سی اور سی ٹی ہونی چاہئے۔ مڈل سکول کی لئے ٹیچرز کی کم از کم تعداد آٹھ ہونی چاہئے اور اس کا جو ہیڈ ٹیچر ہو گا جو اس سکول کا پرنسل، ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹریس کی minimum qualification بی اے، بی ایڈ یا بی

ایس سی بی ایڈ ہونی چاہئے۔ اسی طرح جو پرائیویٹ ہائی سکولز ہیں ان میں ٹیچرز کی کم از کم تعداد دس ہونی چاہئے اور اس میں ہیڈ ٹیچر کی minimum qualification بی اے، بی ایس سی بی ایڈ ہونی چاہئے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس میں لکھا ہوا ہے کہ ذاتی ملکیت ہو تب ہی NOC ملتا ہے لیکن جو لوگ بلڈنگ کرائے پر لے کر سکول بنا لیتے ہیں کیا ان کو NOC دیا جاتا ہے، اکثر ایسے پرائیویٹ سکول ہیں جو کرائے کے گھر لے کر بنائے گئے ہیں اور فیسیں بھی ڈگنالی جاتی ہیں لہذا منسٹر صاحب اس کا جواب بتادیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ اس سوال کے لئے تھوڑا سا ٹائم بڑھادیں چونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ ماشاء اللہ منسٹر صاحب بہت قابل ہیں آپ نے جواب دیکھا ہے کہ جیسے ہاکی کے کسی میچ کو ختم نہ کرنا ہو تو لمبی ہٹیں ماری جاتی ہیں۔ انہوں نے اتنا لمبا جواب دیا ہے۔ میری استدعا ہے کہ آپ اس کے لئے صرف تین منٹ بڑھادیں میں نے صرف ایک سوال کرنا ہے۔ جناب کی مہربانی ہوگی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ بہت اہم مسئلہ ہے لہذا اس پر debate ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: اس پر debate ہونی چاہئے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جی، اس پر debate ہونی چاہئے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اور اسے حل کرنا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک سوال کرنا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے آپ دونوں معزز ممبران ایک ایک ضمنی سوال کرلیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پھر ہمیں بھی ٹائم دیں۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔ شاہ صاحب! کچھ بات سمجھا کریں۔ آپ کی مہربانی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ اس طرح بیٹھے بیٹھے بولا نہ کریں۔ یہ بات اچھی نہیں لگتی۔ پھر میں آپ سے اپنی سیٹ پر بیٹھنے کا بھی مطالبہ کروں گا۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!ہم آپ کے مشکور ہیں کہ آپ نے اس سوال پر ٹائم بڑھایا ہے۔جو پرائیویٹ سکولز ایجوکیشن انڈسٹری میں لوٹ کھسوٹ کا سلسلہ جاری ہے۔اس سلسلے میں میرے سوال کے تین چار جز ہیں، پرائیویٹ سکولز کا سلیبس کون approve کرتا ہے، ان کی فیسیں کون determine کرتا ہے ؟ ایک سکول تو proper سکول کے نام پر چلتا ہے لیکن جو میڈیکل کالجز اور انجینئرنگ کالجز کے انٹری ٹیسٹ ہوتے ہیں ان کی تیاری کے لئے جو صبح اور شام کی بے شمار اکیڈمیاں کھلی ہیں ان کی approval کا کیا طریق کار ہے اور میں یہ بھی request کروں گا کہ اس میں جو education for all کی پالیسی ہے، وزیر موصوف یہ بھی بتائیں کہ کیا ایک عام شہری کا بچہ ان پرائیویٹ سکولوں میں داخلہ کیسے لے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!انہوں نے بہت سارے اکٹھے سوالات کئے ہیں۔ میں یہی کہوں گا کہ یہ fresh question بنتا ہے لہذا یہ اس پر fresh question کریں تو میں بالکل انہیں تمام جوابات دوں گا۔

جناب سپیکر: وہ تو سیدھی بات کر رہے ہیں۔ وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ ان کا سلیبس کون بناتا ہے ؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر! سلیبس اور curriculum میں فرق ہے ۔میں انہیں تھوڑا سا بتانا چاہوں گا انہوں نے بات کی ہے اب بات لمبی ہو جائے گی۔ سلیبس وہ ہوتا ہے جو سکول میں پڑھایا جاتا ہے کہ ہم نے ایک سال کے اندر curriculum کو کس طرح ختم کرانا ہے اسے سلیبس کہا جاتا ہے اور curriculum جسے نصاب کہتے ہیں وہ اس وقت ہمارے پرائیویٹ سیکٹر میں مختلف نصاب چل رہے ہیں اور ہم نے uniform education policy لانے کی خاطر گریڈ 5 پرائمری کا بورڈ کا امتحان شروع کرایا ہے اور اسی طرح گریڈ 8 مڈل کا امتحان بھی شروع کروایا ہے ۔ ہم نے ایک minimum criteria بنایا ہے تاکہ اگر پرائیویٹ سکولوں کے بچے وہ امتحان پاس کر لیتے ہیں تو حکومت کا وہ ایک minimum criteria ہے کہ جو بچے یہ امتحان پاس کر لیتے ہیں وہ ہماری universal education کے برابر آجائیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف ایک سوال کروں گا۔ محترم منسٹر صاحب خود ان سکولوں میں Chief Guest ہوتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں اور خوش ہوتا ہوں۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ایک ایک بچے سے 35/35 ہزار روپے مہینہ فیس لی جارہی ہے، اسی طرح ایک بچے سے 15 ہزار روپے سمر کیمپ کی فیس لی جارہی ہے۔ یہ پرائیویٹ سکول ظلم کر رہے ہیں، یہ اس وقت un-taxed money کے انبار لگا رہے ہیں۔ اتنا بڑا business اس وقت کوئی اور نہیں ہے۔ وزیر صاحب کو پتا ہے کہ ایک بچہ جو کہ نرسری یا Prep کا ہے وہ 35 ہزار روپے مہینہ دے رہا ہے۔ اگر ایک آدمی مہنگی سبزی فروخت کرتا ہوا پکڑا جائے تو اس کو اندر کر دیا جاتا ہے جبکہ یہ 35 ہزار روپے فی بچہ لے رہے ہیں لیکن ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں خود اتنی فیس دے رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: یہ دیکھیں، گوندل صاحب فرما رہے ہیں کہ وہ خود دے رہے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شیخ صاحب! بڑے قابل اور معزز رکن ہیں۔ یہ مجھے کہہ رہے تھے کہ منسٹر صاحب ہاکی کی hits لگاتے ہیں جبکہ یہ خود سوال کو لمبا کھینچتے چلے جاتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف صاحب نے اس کے لئے ایک Regulatory Body constitute کی ہے۔ اس میں تجاویز آ گئی ہوئی ہیں۔ ہم عنقریب اس حوالے سے اسمبلی میں قانون سازی کریں گے۔ میں اپنے معزز ممبران سے پوری طرح اتفاق کرتا ہوں کہ پرائیویٹ سیکٹر جتنا expand کر گیا ہے اس حوالے سے کوئی لازمی طور پر قانون سازی ہونی چاہئے۔ اس وقت ہم 1984 کے Act کے مطابق پرائیوٹ سیکٹر کو deal کر رہے ہیں۔ پہلے پرائیویٹ سیکٹر کا size بہت کم تھا جبکہ ہمارا public sector بہت بڑا تھا مگر اب پرائیویٹ سیکٹر بہت huge ہو گیا ہے، اس کا size بہت بڑھ گیا ہے تو ہم اس کے لئے ایک proper legislation لا رہے ہیں۔ ان کی فیسوں اور curriculum کے حوالے سے جلد ہی اسمبلی میں قانون سازی کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! صرف ایک بات عرض کروں گا۔ یہ پرائیویٹ سکول کبھی کنٹرول نہیں ہوں گے۔ میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں، چونکہ یہ سکول انتہائی بااثر لوگوں کے ہیں اس لئے یہ کبھی کنٹرول نہیں ہوں گے۔ آپ صرف ایک مہربانی کر دیں، میں یہ چاہتا ہوں اور پورے ہاؤس کی بھی sense لے لیں کہ ان سکولوں کو پابند کیا جائے کہ یہ بغیر فیس کے 25 فیصد بچے group low income کے لیں اور اس بات کی یقین دہانی کروائیں کہ لازمی طور پر 25 فیصد بچے low income group سے لئے جائیں گے۔ ان کی فیسوں کو تو کسی صورت کنٹرول نہیں کیا جا سکتا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم معاملہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ کل جب میں نے اپنی معروضات پیش کی تھیں تو ایک irregular procedure adopt کیا گیا تھا۔ میں نے اپنی ایک قرار داد پیش کرنے کے لئے rules relax کرنے کی گزارش کی تو اُس وقت question put کئے بغیر ہی ہاؤس کی sense لینے کے لئے کہہ دیا گیا۔ وزیر قانون صاحب نے کہہ دیا کہ ہاؤس کی sense لے لی جائے اور پھر question put کئے بغیر ہی ایسا کیا گیا۔ اس کام کے لئے ایک procedure ہوتا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ majority حزب اقتدار کے پاس ہے لیکن ہر چیز کا ایک procedure ہوتا ہے اگر procedural matters بھی اسی طرح سے take up ہونا شروع ہو گئے تو پھر یہ مناسب نہیں ہو گا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ media کا معاملہ بہت اہم ہے۔ ان کی demand صرف یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ یہاں ہاؤس میں آ کر اپنا مؤقف بیان کریں اور معافی مانگیں۔ (قطع کلامیاں)

(حزب اقتدار کے معزز ممبران کی طرف سے No. No. کی آوازیں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ چودھری صاحب! یہ وقفہ سوالات ہے۔ This is question hour. اب آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان)جناب سپیکر!اس کی وجہ سے سارے پاکستان کا imageتباہ ہو رہا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔خاموشی اختیار کریں۔مجھے بات کرنے دیں۔چودھری صاحب! میری بات سنیں۔دیکھیں،میری بات سنیں۔چودھری صاحب!میں نے کل بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ آپ نے خود ہی مل بیٹھ کر کچھ اصول طے کئے ہیں لہذا ان پر آپ کو بھی کاربند ہونا چاہئے۔آپ قائد حزب اختلاف ہیں اس لئے آپ کی طرف سے ایسی بات کرنا مناسب نہیں لگتا۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان)جناب سپیکر!کل procedureکو adoptنہیں کیا گیا میں تو اسی حوالے سے بات کر رہا ہوں۔وزیر اعلیٰ اور قائد حزب اختلاف پر یہ چیز applyنہیں کرتی کہ وہ وقفہ سوالات میں کوئی چیز point out نہیں کر سکتے۔وزیر اعلیٰ یا قائد حزب اختلاف کوئی چیز point outکرنا چاہیں تو وہ کر سکتے ہیں،کیا وزیر اعلیٰ صاحب بات نہیں کرتے؟

جناب سپیکر:چودھری صاحب!آپ وقفہ سوالات کے بعد ضرور بات کر لیجئے گا۔question hour کے بعد میں آپ کی بات سنوں گا۔حضرت!وقفہ سوالات کے بعد میں آپ کی بات سنوں گا۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان)جناب سپیکر!میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمیں properprocedureکے تحت vote outکیا جائے۔کل proper procedure adopt نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر:کیا آپ اس کو دوبارہ moveکرنا چاہتے ہیں،اب آپ اس کو دوبارہ کیسے دہرانا چاہتے ہیں؟

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان)جناب سپیکر!میں یہ چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں ہاؤس میں آئیں اور mediaکے بارے میں اپنا مؤقف بیان کریں۔وہ داتا دربار کے حوالے سے بھی اپنا مؤقف بیان کریں۔

جناب سپیکر:چودھری صاحب!question hour ختم ہونے دیں،میں آپ کی بات ضرور سنوں گا۔میں آپ کی بات غور سے سنوں گا۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان)جناب سپیکر!اگر آپ مجھے بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہے تو آپ اپناquestion hourجاری رکھیں ہم اس وقت تکwalkoutکرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران ہاؤس سےwalkoutکر گئے)

جناب سپیکر:چودھری صاحب!آپ ایسانہ کریں، آپwalkoutنہ کریں۔ محترم چودھری صاحب! ہم آپ سے پُرزور اپیل کرتے ہیں کہ آپ ہاؤس میں واپس تشریف لے آئیں۔ہم آپ کو خوش آمدید کہیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف یہاں پر ایک منٹ کے لئے آئے ہیں اور ایک بات کر کے وہ واپس چلے گئے ہیں۔میں اس سلسلے میں گزارش کرنی چاہوں گا اور اس معزز ایوان کو اس معاملے سے آگاہ کرنا چاہوں گا کہ کل جو یہاں پر بات ہوئی اور جس کی اس معزز ایوان نے تائید کی ہے، اسی بات کے پیش نظر صحافیوں کے نمائندوں سے بات چیت ہو رہی ہے۔اس مقصد کے لئے کہ کشیدگی کی جو یہ فضا قائم ہوئی ہے اس کو resolve کیا جائے اور اس ملک میں جمہوریت، rule of law اور آئینی و جمہوری روایات کا تحفظ کیا جائے۔Media کے ساتھ ہماری بات چیت اس وقت بھی ہو رہی ہے اور ہم انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد کسی نتیجہ پر پہنچ جائیں گے۔یہ ہمارے گھر کا مسئلہ ہے،Media اور ہمارے صحافی بھائی ہمارے ساتھ دور آمریت میں جدوجہد کرتے رہے ہیں۔یہ ہمارا بھائیوں کا مسئلہ ہے۔اگر آج سے چار دن پہلے انہیں ہماری کسی بات سے تکلیف پہنچی ہے اور اس سے پہلے اگر ہمیں کسی بات پر ناراضگی ہوئی ہے یا کوئی بات کشیدگی میں گئی ہے تو اس کشیدگی کو ہم نے ہیresolve کرنا ہے۔آنے والے دنوں میں بھی میڈیا اور صحافیوں کے ساتھ ہماری کوئی تلخی یا کشیدگی والی بات ہو سکتی ہے لیکن جب بھی یہ بات ہو گی، وہ ہمارے بھائی ہیں ، ہم ایک ہی قافلے اور جمہوریت کے ساتھی ہیں تو یہ تلخی اور کشیدگی ہمارے درمیان ہی طے ہو گی۔ آمریت کے ان گماشتوں کو اس معاملے کو خراب کرنے کی قطعی طور پر اجازت نہیں دی جائے گی۔میں نے کل بھی یہ کہا تھا کہ وہ

بھیگی بلی اُس وقت تو چھپی رہی کہ جب media پر جبر ہو رہا تھا اور جب سیاسی کارکنوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ میں اس سے پوچھتا ہوں کہ 8 اور 9۔مارچ کی درمیانی شب جب اس صوبے کے اوپر وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی تھا اور اس رات agencies کے لوگوں نے مجھے اغواء کر کے تین گھنٹے تک ٹارچر کیا اور اس کے بعد بے ہوشی کی حالت میں مجھے ایک ویرانے میں پھینک آئے۔(شیم، شیم)

جناب سپیکر! اس وقت کس نے میرا ساتھ دیا، کس نے اس جمہوری جدوجہد میں ساتھ دیا؟ وہ سیاسی کارکن تھے یا میڈیا کے لوگ تھے اس وقت کے وزیر اعلیٰ کا مجھے اگلے روز جگہ چھوڑیں Civil Hospital میں ٹیلی فون آیا اور اس نے مجھے کہا کہ رانا صاحب! آپ کے ساتھ جو تشدد ہوا ہے مجھے بڑا افسوس ہے لیکن میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ ایسے چیف منسٹر کو شرم آنی چاہئے کہ اس وقت تو جبر کے ان واقعات پر ان کا یہ مؤقف تھا اور آج یہ بھیگی بلی حج پر جانا چاہتی ہے۔ میں نے کل بھی کہا تھا کہ اس کو 900 چوہے کھا کر اب حج پر نہیں جانے دیں گے۔ صحافی بھائیوں کے ساتھ ہمارے معاملات انشاء اللہ تعالیٰ آج ہی resolve ہو جائیں گے اگر ان کو صرف اور صرف اس معاملے پر سیاست چمکانے کا شوق ہے تو یہ بات لکھ لیں کہ اس جمہوری دور میں ان آمریت کے گماشتوں کی سیاست نہیں چمکے گی۔

جناب سپیکر: آپ نے بات کر لی ہے اب حق بنتا ہے کہ ہم ان کو بھی سنیں جس طرح ہم نے انہیں interrupt کیا ہے کہ آپ یہ بات Question Hour میں نہ اٹھائیں۔ سوہنا صاحب، سید حسن مرتضیٰ صاحب، سندھو صاحب اور اللہ رکھا صاحب جائیں اور اپوزیشن کے دوستوں کو منا کر ایوان میں لے آئیں ہم ان کی بات سنتے ہیں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ اب ہم Question Hour کو مزید آگے بڑھاتے ہیں۔ میاں طارق محمود کا سوال نمبر 1318 ہے۔

کھاریاں۔بوائز مڈل سکول پنجن شہانہ / مڈل سکول چک پنڈی کی چار دیواری کی تعمیر کا مسئلہ

*1318: میاں طارق محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز مڈل سکول پنجن شہانہ اور گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک پنڈی کھاریاں ضلع گجرات کی چار دیواری نہیں ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں کی چار دیواری کی تعمیر کے لئے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت چار دیواری بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) گورنمنٹ بوائز مڈل سکول پنجن شہانہ تحصیل کھاریاں اور گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک پنڈی تحصیل گجرات کی چار دیواری پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام 08-2007 کے تحت مکمل ہو چکی ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس پنجن شہانہ سکول میں بجلی کا کنکشن ہے اور اس سکول میں کتنے کمرے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سکول کا کام complete ہو گیا ہے اور گرمیوں کی چھٹیاں ختم ہونے سے پہلے اس سکول میں تمام missing facilities provide کر دی جائیں گی۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے سوال کیا ہے کہ اس سکول میں بجلی کا کنکشن ہے اور اس میں کتنے کمرے ہیں؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ نے وزیر موصوف کی بات شاید سنی نہیں ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ان چھٹیوں میں اس سکول کی missing facilities کو پورا کر دیں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اگر وہ یقین دلاتے ہیں کہ اس سکول کی یہ facilities missing پوری کر دی جائیں گی تو میں ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ یہ ضرور پوری کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔Next Question بھی میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

میاں طارق محمود: سوال نمبر1319۔

گرلز مڈل سکول دھکڑانوالی کھاریاں کی عمارت کی تعمیر

*1319: **میاں طارق محمود:** کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول دھکڑانوالی،ڈنگہ، کھاریاں کی بلڈنگ کی تعمیر کی منظوری ہو چکی ہے اور ٹینڈر بھی منظور ہو چکے ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ اس سکول کی سابقابلڈنگ کاملبہ بھی فروخت کر دیا گیا ہے جبکہ موقع پر کام منظوری ہونے کے باوجود شروع نہیں ہوا؟

(ج) حکومت کب تک اس سکول کی بلڈنگ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے کہ سکول کی سابقابلڈنگ کاملبہ فروخت کر دیا گیاہے اور رقم بنک میں جمع کروادی گئی ہے اور بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔

(ج) گورنمنٹ گرلز مڈل سکول دھکڑانوالی کی بلڈنگ کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!میرا supplementary question یہ ہے کہ کیایہ درست ہے کہ اس سکول کی جگہ کم تھی جس کی وجہ سے ایک آدمی اس کے لئے 2 کنال زمین دینا چاہتا تھا تو ایک پرائیویٹ آدمی نے اس سکول کی چاردیواری بنا کر وہ2 کنال زمین شامل کرنے کا راستہ روک دیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!معزز ممبر بتا رہے ہیں کہ کسی پرائیویٹ آدمی نے اس سکول کی چاردیواری بنائی ہے یہ بات ہمارے علم میں نہیں ہے اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس کا پتا کر کے آپ کو ضرور بتادوں گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اگر کوئی آدمی سکول کو کوئی جگہ دینا چاہے اور اس کو روک دیا جائے تو کیا وزیر موصوف محکمے سے بات کر کے اس کا کوئی سدباب کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اگر تو اس طرح کا کوئی معاملہ ہے تو معزز ممبر بتائیں ہم اس پر محکمانہ کارروائی ضرور کریں گے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ یہ بات ان کے نوٹس میں لے آئیں وہ محکمے سے بات کر کے آپ کو بتا دیں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کے نوٹس میں لے آیا ہوں یہ ای ڈی او (ایجوکیشن) گجرات کو حکم کریں کہ وہ اس بات کی انکوائری کرے اور جو آدمی اس سکول کے لئے جگہ دینا چاہتا ہے اس کی جگہ شامل کرے اور اس سکول کی سرکاری چار دیواری بنائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اگر معزز ممبر Question Hour کے بعد مجھے in writing دے دیں تو جس طرح یہ فرما رہے ہیں ہم اسی طرح کر لیں گے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! ہماری Leader of the Opposition سے بات ہوئی ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ جیسے ہی وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے تو ہم ایوان میں آ جائیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ان کی مہربانی ہے۔ Next question رانا عبدالرؤف صاحب کا ہے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! سوال نمبر 1348 .On his behalf (معزز رکن نے رانا عبدالرؤف کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع بہاولنگر میں اپ گریڈ کئے گئے سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1348: **رانا عبدالرؤف:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ پنجاب میں پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز کو اپ گریڈ کرنے کے لئے کوئی معیار یا شرائط مقرر کی ہوئی ہیں، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ معیار و شرائط پر پورا اترنے کے بعد حکومت خود بخود ان سکولوں کو اپ گریڈ کر دیتی ہے یا اس کے لئے درخواست دینی پڑتی ہے؟

(ج) ضلع بہاولنگر میں2000 سے آج تک کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی سکول کو اپ گریڈ کیا گیا، الگ الگ تحصیل وار تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت بھی ضلع بہاولنگر میں کئی ایسے پرائمری، مڈل اور ہائی سکول موجود ہیں جو اپ گریڈ ہو سکتے ہیں، اگر ہاں تو کب تک حکومت ان کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔ حکومت نے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز کو اپ گریڈ کرنے کے لئے درج ذیل شرائط اور معیار مقرر کئے ہیں۔

پرائمری سے مڈل سکول کی اپ گریڈیشن	لڑکوں کا	لڑکیوں کا
رقبہ	25مرلے	20مرلے
تعداد طلباء	100	80
چہارم اور پنجم کی تعداد	20	15
مڈل سے ہائی سکول کی اپ گریڈیشن	لڑکوں کا	لڑکیوں کا
رقبہ	60مرلے	40مرلے
تعداد طلباء	200	150
چہارم اور پنجم کی تعداد	40	30

ہائی سکول سے ہائر سیکنڈری سکول کی اپ گریڈیشن کے لئے لڑکیوں کے لئے 10 کلو میٹر کی حدود تک کوئی اور ہائر سیکنڈری سکول /کالج نہیں ہونا چاہئے جبکہ لڑکوں کے لئے 20 کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔ زمین کا رقبہ کم از کم 16 کنال، شہری علاقوں میں اس سے کچھ کم بھی ہو سکتا ہے۔

(ب) اہلیان علاقہ کے مطالبہ پر ضلعی محکمہ، حکام بالا کو درخواست ارسال کر دیتا ہے جس پر حکومت فیصلہ کرتی ہے۔

(ج) ضلع بہاولنگر میں 2000 سے آج تک کوئی بھی سکول پرائمری سے مڈل یا مڈل سے ہائی نہ ہوا ہے۔

(د) سکولوں کی اپ گریڈیشن صرف اہلیان علاقہ کے مطالبہ کے علاوہ صرف feasibility کی بنیاد اور فنڈز کی دستیابی کو مد نظر رکھ کر محکمہ اپنے وسائل میں رہتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعلیمی مواقع فراہم کرنے کا پابند ہے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (الف) میں لکھا ہے کہ حکومت نے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کو upgrade کرنے کے لئے درج ذیل شرائط اور معیار مقرر کئے ہیں اور انہوں نے یہ شرائط دیہی علاقوں کے سکولوں کے لئے لکھی ہیں اور شہری علاقے کے لئے لکھا ہوا ہے کہ سکول کا رقبہ اس سے کچھ کم بھی ہو سکتا ہے تو کتنا کم ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے اس سوال کے جواب میں اپنا main criteria بتایا ہے میرے پاس اس وقت ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا notification بھی ہے جس کی کاپی میں اپنے معزز ممبر کو ابھی دے دیتا ہوں۔ شہری علاقوں میں جہاں ہمارے پاس land availability بہت مشکل ہوتی ہے اور land price بھی بہت high ہوتی ہے تو وہاں پر اگر زمین تھوڑی کم بھی ہو تو ہم وہاں پر سکول تعمیر کر لیتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (الف) میں ہے کہ پرائمری سکول کے لئے کم از کم 25 مرلے اور شہری علاقوں میں ½ مرلے کا فرق ہو سکتا ہے۔ ابھی پچھلے سوال میں جناب سپیکر نے فرمایا تھا کہ ٹاؤن شپ میں 2½ مرلے پر ایک سکول بنا ہوا ہے تو وہ سکول کن شرائط کے تحت بنا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا یہ 24-2009-02 کا criteria ہے اور معزز رکن نے شاید اس وقت میری بات نہیں سنی۔ میں نے بتایا تھا

کہ2½مرلے میں سکول آج سے 30سال پہلے بنا تھا اور اس وقت ہمارا 24-02-2009 criteria کے notification کے مطابق ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اگر اس notification سے پہلے چارnotifications نکالے ہیں تو 2½مرلے کسی notification میں بھی mention نہیں ہے۔اس notification میں 25مرلے کی کم از کم requirement ہے اس سے پہلے 2کنال،3کنال اور 5کنال کی شرائط تھیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔آپ کا ٹائم ختم ہوا۔اگلا سوال ارشاد احمد خان سیال صاحب کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: On his behalf سوال نمبر1362(معزز رکن نے مہر ارشاد احمد خان سیال کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

چک فرازی مظفر گڑھ میں گرلز مڈل سکول کو اپ گریڈ کرنا

*1362: **مہر ارشاد احمد خان سیال:** کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک فرازی یونین کونسل مظفر گڑھ کی آبادی 35ہزار افراد پر مشتمل ہے اور بچیوں کے لئے صرف ایک گرلز مڈل سکول ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ یونین کونسل کے سکول کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مذکورہ یونین کونسل میں اس سکول کو اپ گریڈ کرنے کی تجاویز حکومت کو ارسال کر دی گئی ہے۔منظوری ملتے ہی اسے اپ گریڈ کر دیا جائے گا۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال جز(ب) کے بارے میں ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اپ گریڈ کرنے کے بارے میں تجاویز حکومت کو ارسال کر دی گئی ہیں منظوری ملتے ہی اسے اپ گریڈ کر دیا جائے گا کیا اس میں یہ حتمی تاریخ دے سکتے ہیں کہ کب تک اس سکول کو اپ گریڈ کر دیا جائے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ابھی مالی سال شروع ہوا ہے اس سال ہم نے تقریباً ایک ہزار سکولوں کو اپ گریڈ کرنا ہے۔ میں ان کو حتمی تاریخ نہیں دے سکتا مگر ہمیں امید ہے کہ اس مالی سال کے دوران یہ سکول اپ گریڈ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا سوال 1460 ہے۔

ننکانہ صاحب، گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول بن ساجھیاں میں بے قاعد گیاں

*1460: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول بن ساجھیاں مرکز بڑا گھر ضلع ننکانہ صاحب میں تعینات ٹیچرز کئی کئی دن سکول نہیں آتے اور باقاعدہ حاضری لگاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کو جو سالانہ گرانٹ فراہم کی جاتی ہے اس میں بے قاعد گیاں پائی گئی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ طالب علموں سے زائد فیس وصول کی جاتی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں تعینات ٹیچرز کے خلاف کارروائی کرنے اور گرانٹ کا صحیح استعمال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) درج بالا جواب کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! سارے سوالات کا جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: محکمے نے تو خود کہہ دیا ہے درست نہ ہے، درست نہ ہے۔ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کہہ رہے ہیں کہ جواب غلط ہیں آپ اس میں کیا فرمائیں گے ؟جی، وزیر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): اس میں غلط کیا ہے؟

سردار خالد سلیم بھٹی: میں کہہ رہا ہوں کہ محکمہ نے کس بناء پر اس کو درست قرار نہیں دیا۔ میں نے جز(الف) میں پوچھا تھا کہ ٹیچرز کئی کئی دن سکول نہیں آتے اور حاضری باقاعدہ لگاتے ہیں؟ اور جز(ب) میں پوچھا تھا کہ ہر سکول کی کوئی نہ کوئی سالانہ گرانٹ ہوتی ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جز(الف) کا جواب یہ ہے کہ حاضری باقاعدہ چیک کی جاتی ہے اس کے لئے ہمارے تینtearsہیں، ایک ہمارا District Monitoring Officer ہوتا ہے، ایکMonitoring Evaluation Assistant ہوتا ہے، اسی طرح ایک ریٹائرڈ آرمی آفیسر ہوتا ہے اور ایک ہمارا AEO ہوتا ہے جو سکولوں میں مختلف اوقات میں جاتے ہیں، چھاپے مارتے ہیں اور چیک کرتے ہیں۔ انھوں نے بات کی ہے کہ وہاں ٹیچرز نہیں ہوتے اور ان کی حاضری لگ رہی ہے۔ اس طرح کی کوئی شکایت ہمارے سامنے نہیں آئی اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو یہ مجھے دے دیں۔ اگر محکمے نے غلط جواب دیا ہو گا تو میں اس کے خلاف ضرور کارروائی کرواؤں گا۔

جناب سپیکر: انھوں نے تو بن ساجھیاں مرکز بڑا گھر ننکانہ کی بات کی ہے۔ انھوں نے تو نشاندہی کر دی ہے۔ آپ اس کا جواب دیں کہ یہ صحیح ہے یا غلط ہے؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! یہ ایک پرائمری سکول ہے جس کی کوئی چاردیواری نہیں ہے، جس میں کوئی کمرہ نہیں ہے ایک کیکر کا درخت ہے اس کے نیچے بیس پچیس لڑکوں کی تعداد ہے اور تین ٹیچر ہیں ایک ٹیچر جاتا ہے اور حاضری سب کی لگا دیتا ہے۔AEO ہی تو اس کی گرانٹ کھاتا ہے۔ اس سکول کی سالانہ گرانٹ کدھر جاتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انھوں نے جس سکول کا پوچھا ہے تو اس کی سالانہ گرانٹ کی باقاعدہ۔۔۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر!سکول کے پاس تو ٹاٹ بھی نہیں ہیں بچے گھر سے کھاد کی خالی بوریاں لے کر آتے ہیں اور اس پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ ایک ٹیچر آتا ہے جو تین کی حاضری لگا دیتا ہے۔ آپ ایک انکوائری ٹیم بنائیں لیکن اس ضلع کے آدمی شامل نہ کریں یہاں لاہور سے ٹیم جائے تو آپ کو ساری حقیقت کا پتا چل جائے گا۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر!یہ سکول میرے حلقہ انتخاب میں ہے۔اس سوال کا جواب بالکل غلط دیا گیاہے،بہت سے سکول ایسے ہیں جہاں حاضری پوری نہیں ہوتی۔۔۔

(اذان ظہر)

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر!سکول مینجمنٹ کمیٹیاں حکومت کی طرف سے دیئے گئے فنڈز سے اداروں کے چھوٹے موٹے معاملات خود ہی حل کر لیتی ہیں لیکن اس کا کوئی باقاعدہ پڑتال اور چیکنگ کا طریق کار نہیں ہے اور اکثر سکولوں میں یہ فنڈز موقع پر نہیں لگائے جاتے معلوم نہیں وہ کہاں غائب ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!ابھی میرے بھائی بات کر رہے تھے کہ سکول کی چاردیواری ہی نہیں بلکہ سکول کی عمارت بھی بننے والی ہے اور ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کی میٹنگ میں،میں نے اس سکول کی عمارت تجویز کی تھی، کمیٹی نے وہ تجویز منظور کی تھی لیکن ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو گیاہے اس کے ٹینڈرز وغیرہ نہیں ہوئے اور کام شروع نہیں ہوا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!جس طرح یہ فرمارہے ہیں تو میں اس پر مزید رپورٹ منگوالیتا ہوں کیونکہ میرے پاس ابھی محکمہ تعلیم کی طرف سے جو رپورٹ آئی تھی اس سکول میں دو ٹیچرز اور 71 طلباء ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے جو سوالات پوچھے تھے ان کی پوری تحقیقات کی گئیں تھیں، ان کے اکاؤنٹ کی بنک سٹیٹمنٹ بھی میرے پاس موجود ہے،وہ میں ابھی ان کو دکھا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ان کو کیوں دکھاتے ہیں؟ آپ مجھے دکھائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں آپ کو دکھا دیتا ہوں اور فنڈز کے حوالے سے جو ساری تحقیقات سامنے آئی ہیں اس میں ایسا کوئی گھپلا سامنے نہیں آیا۔ انھوں نے عمارت کے حوالے سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ ہم ایک کمیٹی بنا کر مکمل تفصیلات لے لیتے ہیں تو میں اسی اجلاس کے دوران ان کو اس سکول کے متعلق مکمل تفصیلات فراہم کر دوں گا۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! یہ مکمل تفصیل منگوالیں کہ اس سکول کو کتنا فنڈ اب تک دیا گیا ہے۔ وہاں تو ایک اینٹ بھی نہیں لگی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ جیسے حکم فرمائیں گے اس کے مطابق ساری تفصیلات منگوالی جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال شیخ ممتاز احمد صاحب کا ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ ممتاز احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1494۔

گوجرانوالہ، پی پی 96 کے دیہات کے مڈل سکولز کو اپ گریڈ کرنا

*1494: شیخ ممتاز احمد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت حلقہ پی پی۔96 گوجرانوالہ کے گاؤں شاہین آباد اور گاؤں بدوکی کے مڈل سکولز کو ہائی کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

موضع شاہین آباد میں گورنمنٹ بوائز و گرلز پرائمری سکول چل رہے ہیں۔ پرائمری سے مڈل لیول اپ گریڈیشن کے لئے مطلوبہ معیار کے مطابق زمین کم ہے اور محکمہ تعلیم کے نام نہ ہے۔ اگر مقامی لوگ محکمہ تعلیم کے نام زمین فراہم کر دیں اور فنڈز کی فراہمی کی صورت میں حکومتی پالیسی کے مطابق مندرجہ بالا دونوں گرلز اور بوائز سکولوں کو مڈل لیول تک اپ گریڈ کرنے کی سکیم زیر غور لائی جاسکتی ہے۔

پی پی۔96 کے دیہات بدوکی گوسائیاں کے بوائز ایلیمنٹری سکول کو اپ گریڈ کر دیا گیا ہے۔ مذکورہ سکیم 40000 ملین روپے ایم پی اے package برائے سال 09۔2008 میں شامل

ہے۔ فنڈز فراہم کر دیئے گئے ہیں۔ تعمیراتی کام جاری ہے جس پر مبلغ4430 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔PC-IV تیاری کے مراحل میں ہے۔

گرلز ایلیمنٹری سکول کو بھی اپ گریڈیشن سکیم میں شامل کرنے کی تجویز ہے۔ حکومت کی اپ گریڈیشن پالیسی کے مطابق مڈل سے ہائی سکول بنانے کے لئے نئی پالیسی کے مطابق 40 مرلہ زمین کا ہونا ضروری ہے جبکہ مذکورہ سکول کا رقبہ معیار سے کم ہے۔ اگر مقامی آبادی / مخیر حضرات مطلوبہ زمین فراہم کر دیں اور پالیسی کی دیگر ضروریات فراہم ہو جائیں تو حکومت گرلز ایلیمنٹری سکول بدو کی گوسائیاں کی اپ گریڈیشن کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ ممتاز احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے آخری پیرا میں بتایا گیا ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کو اپ گریڈ کرنے کے لئے 40 مرلہ زمین کی ضرورت ہے اور موقع پر زمین پوری نہیں ہے تو میں محترم وزیر صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ زمین کا انتظام کر دیا گیا ہے اور وہ بہت جلد محکمہ تعلیم کے نام کر دی جائے گی اور زمین کا criteria پورا کر دیا جائے گا۔ میرا سوال یہ ہے کہ زمین کا criteria پورا کرنے کے بعد اس سکول کو کتنی دیر کے بعد اپ گریڈ کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہتے ہیں کہ زمین ہم دے دیتے ہیں پھر کتنی دیر میں سکول اپ گریڈ ہو جائے گا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اگر یہ زمین کا criteria پورا کر دیں تو ہم کوشش کریں گے کہ اس financial year میں اس سکول کی upgradation کے لئے اس کو شامل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! یہ سکول جو پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی تک upgradation کے لئے criteria پورا کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اس حلقے میں پوری پوری یونین کونسل میں کوئی مڈل

سکول نہیں ہے، پچیس پچیس کلو میٹر تک ہائی سکول نہیں ہے اور وہاں کے پرائمری اور مڈل سکول جو موجود ہیں وہ criteria پورا کرتے ہیں اور موجودہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں حکومت پنجاب نے اس کے لئے فنڈز بھی رکھے ہیں تو میری منسٹر صاحب گزارش ہے کہ پہلے ان سکولوں کو upgrade کیا جائے جو یہ criteria پورا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ کرلیں گے اور ایسا ہی کریں گے۔

رانا تنویر احمد ناصر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ بھی فرمالیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن علاقہ جات میں مقامی آبادی اس position میں نہ ہو کہ وہ اپنی جیب سے رقم خرچ کر کے سکول کے نام کروا سکے یا وہاں پر مخیر حضرات بھی نہ ہوں تو کیا وہاں کے لوگ زیور تعلیم سے محروم رہیں گے اور کیا حکومت کی ایسی کوئی پالیسی ہے کہ وہاں پر کچھ خرچ کر کے جگہ acquire کر کے سکول کے نام کروائی جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! زیادہ تر تو یہی ہوتا ہے کہ لوگ سکول کے لئے زمین حکومت کو فراہم کرتے ہیں پھر گورنمنٹ وہاں پر سکول build کرتی ہے مگر کسی علاقہ میں availability نہیں ہے یا مخیر حضرات نہیں ہیں جو زمین فراہم کر سکیں تو پھر as a special case اس کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے حکم صادر کروایا جا سکتا ہے کہ ہم زمین خرید کر لیں اور وہاں پر سکول تعمیر کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! صرف ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں جناب! اگلا سوال محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

SHEIKH ALA-UD-DIN: On her behalf.

جناب سپیکر: کیا بہت ضروری ہے؟

شیخ علاؤالدین: جی، میں نے صرف general بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: سوال نمبر پکاریں۔

شیخ علاؤالدین: سوال نمبر 1496۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے سیدہ ماجدہ زیدی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ۔گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول موضع کھرک تحصیل نوشہرہ ورکاں کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

*1496: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول موضع کھرک تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں واقع ہے اور بچیوں کی تعداد 120 سے زیادہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان بچیوں کو پرائمری تعلیم مکمل کرنے کے بعد تحصیل کامونکی میں داخلہ لینا پڑتا ہے اور موضع کھرک سے تحصیل کا فاصلہ 12 کلومیٹر ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول موضع کھرک تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں طالبات کی تعداد 134 ہے اور صرف ایک معلمہ ہے جو کہ ناکافی ہے جبکہ زمین صرف دو مرلہ ہے۔ حکومت کی اپ گریڈیشن پالیسی کے مطابق پرائمری سے مڈل سکول بنانے کے لئے ایک کنال زمین کا ہونا ضروری ہے جبکہ مذکورہ سکول کا رقبہ مطلوبہ معیار سے کم ہے اگر مقامی

آبادی / مخیر حضرات مطلوبہ زمین فراہم کر دیں تو ضلعی حکومت اپ گریڈیشن کی مطلوبہ ضروریات کے حصول پر اس مطالبہ پر عمل پیرا ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں تمام سوالوں کے لئے ایک ہی سوال کروں گا۔ آپ کو بھی پتا ہے کہ آپ کے اور میرے حلقے میں بلکہ پورے پنجاب میں کچھ سکول ایسے ہیں جو اس وقت بالکل abandon کر دیئے گئے ہیں جن کی بہت بڑی تعداد ہے کیونکہ وہاں پر طلباء کی تعداد کم تھی تو ان کو ختم کر دیا گیا اور وہاں کے سٹاف کو دوسرے سکولوں میں merge کر دیا گیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ ایسے تمام سکولوں کی buildings چار، چھ، آٹھ مہینوں میں تباہ ہو جائیں گی اس لئے یا تو ان کا material کہیں استعمال کر لیا جائے کیونکہ ایسے سکول بالکل فارغ ہو گئے ہیں اور ان کی buildings اب یا تو جرائم پیشہ افراد کے پاس ہوں گی یا پھر جانور باندھنے کے کام آئیں گی لہذا اس بارے میں کچھ کر لیا جائے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اچھی بات تو یہی ہے کہ جہاں سکولوں کی buildings بنی ہوئی ہیں وہاں پر سٹاف بھیجیں اور انہیں چالو کریں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو بات کی ہے اس حوالے سے میں یہ بتانا چاہوں گا کہ انہوں نے بالکل درست کہا ہے کہ جن سکولوں میں طلباء کی تعداد کم تھی ان کے سٹاف کو ہم نے recently دوسرے سکولوں میں merge کیا ہے اور ابھی بھی ہمارا یہ process چل رہا ہے۔ ہماری کوشش یہی ہے کہ جن سکولوں کی buildings خالی ہوئی ہیں ان کو دوبارہ سے آباد کریں۔ اس کے لئے ہم ایک proper لائحہ عمل بنا رہے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ ہم ان سکولوں کو دوبارہ سے operational کر لیں گے۔ شاید ہم اس کو public private partnership پر لے جائیں اور اس کے ذریعے ان کو operational کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے۔۔۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے کیونکہ گھنٹہ مکمل ہو گیا ہے۔ میں کسی اور کو ابھی تک floor نہیں دوں گا۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ میں نے commitment کی تھی کہ وقفہ سوالات کے فوراً بعد میں محترمہ فوزیہ بہرام کو floor دوں گا کیونکہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر تھا اور میں نے ان سے request کی تھی کہ during question hour پوائنٹ آف آرڈر نہ کیا جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں سب کی بات سنتا ہوں۔ میری گزارش تو سن لیں کیونکہ میں نے floor محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کو دیا ہے۔ میں ان کے بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں آپ کو floor کیوں نہیں دوں گا؟ بالکل دوں گا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پی پی۔68 فیصل آباد میں مڈل سکولز کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

*1540: چودھری شفیق احمد گجر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گزشتہ پانچ سال میں حلقہ پی پی۔68 فیصل آباد کے کتنے مڈل سکولز کو اپ گریڈ کیا گیا؟

(ب) جن مڈل سکولز کو ہائی سکول کا درجہ دیا گیا، کیا ان سکولز کی عمارات کو بھی وسیع کیا گیا یا نہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکولوں میں سٹاف کی کمی ہے جس کی وجہ سے سکولوں میں تعلیم کا معیار اچھا نہیں ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان سکولوں کی عمارات کو وسیع کرنے، ان سکولوں میں سٹاف بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گزشتہ پانچ سالوں میں حلقہ پی پی۔68 فیصل آباد کے 2 سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا ہے۔

1۔ گورنمنٹ صابریہ سراجیہ ایلیمنٹری سکول پیپلز کالونی نمبر 2 فیصل آباد

2۔ ایم سی گرلز ایلیمنٹری سکول پیپلز کالونی نمبر 1 کو ہائی سکول کا درجہ دیدیا گیا ہے۔

(ب) مندرجہ بالا 2 مڈل سکولز کو ہائی سکول کا درجہ دیا گیا ہے ان کی عمارات کو وسیع کر دیا گیا ہے اور ان کی عمارتیں مکمل ہیں۔

(ج) درست نہ ہے۔ سٹاف پورا ہے۔

(د) ان سکولوں کی عمارات کو پہلے ہی وسیع کر دیا گیا ہے اور سٹاف کی بھرتی کا عمل جاری ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول نیو کرول میں اساتذہ کی تعداد اور دیگر تفصیلات

*1605: جناب وسیم قادر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول نیو کرول لاہور میں اساتذہ اور درجہ چہارم کے ملازمین کی تعداد کتنی ہے، آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول نیو کرول میں سائنس پڑھانے کے لئے کوئی ٹیچر موجود نہیں، جس کی وجہ سے سائنس کے طلباء کو مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول میں لائبریری اور سائنس لیبارٹری بھی موجود نہیں ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کے درج بالا مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اساتذہ کی منظور شدہ کل تعداد 23 ہے ایک PET کی اسامی خالی ہے۔ ایک جونیئر کلرک اور چار درجہ چہارم کے ملازم ہیں جن میں سے ایک خاکروب کی اسامی خالی ہے، لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ دو سائنس ٹیچرز کام کر رہے ہیں۔

1۔ محمد افضل ولد نور دین

2۔ کاشف مبین ولد مبین الحق مفتی

(ج) کمرہ کی غیر دستیابی کی بناء پر لائبریری نہ ہے۔ سائنس لیبارٹری تعمیر ہو چکی ہے۔

(د) وسائل کی دستیابی پر لائبریری مہیا کی جاسکتی ہے۔

گورنمنٹ قادریہ ہائی سکول نیو کرول لاہور کے مسائل

*1607: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ قادریہ ہائی سکول نیو کرول لاہور یو سی 37 کی تعمیر کے لئے کتنا فنڈ سابقا حکومت نے رکھا اور خرچ کیا، اس کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ سکول پہلے مڈل تھا، اب اسے ہائی کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کے کمرے کلاسوں کی تعداد سے کم ہیں جس کی وجہ سے سکول میں کلاسیں کھلے آسمان تلے لگتی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول میں بچوں کے لئے صاف پانی پینے کے لئے نہیں ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گورنمنٹ ہائی سکول نیو کرول میں کمروں کی تعمیر کرنے، بچوں کے لئے میٹھا پانی فراہم کرنے اور واش روم تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سابقا حکومت کے دور میں اس سکول کے لئے کوئی فنڈ مہیا نہیں کیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) کمروں کی تعداد پہلے 16 تھی اور اب چار نئے کلاس رومز بنا دیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے کمروں کی تعداد پوری ہو گئی ہے لہذا اب کوئی کلاس کھلے آسمان تلے نہیں لگتی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ بچوں کے لئے میٹھا و صاف پانی کی سہولت موجود ہے۔

(ہ) کمروں کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ بچوں کے لئے میٹھا و صاف پانی کی سہولت موجود ہے اور واش روم بھی موجود ہے۔

پی پی۔145 لاہور کے سکولوں کے مسائل

*1643: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔145 لاہور کے کن کن سکولوں کی عمارات پچھلے پانچ سالوں کے دوران تعمیر کی گئی ان سکولوں کے نام، جگہ اور تخمینہ لاگت عمارت بیان کریں؟

(ب) اس حلقہ کے کن کن سکولوں کو پانچ سال کے دوران فرنیچر و دیگر سامان فراہم کیا گیا؟

(ج) اس وقت کن کن سکولوں میں فرنیچر اور دیگر ضروری سامان کی کمی ہے؟

(د) ان سکولوں کو فرنیچر اور دیگر ضروری سامان فراہم کرنے کے لئے حکومت فنڈز کب تک فراہم کرے گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کل 14 سکول ہیں۔ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 10 سکولوں کو فرنیچر کا سامان مہیا کیا گیا ہے۔ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 11 سکولوں کو فرنیچر لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جونہی گورنمنٹ فنڈ مہیا کرے گی تمام سہولتیں مہیا کر دی جائیں گی۔

پی پی۔145 لاہور سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1644: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔145 لاہور میں بوائز و گرلز پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد اور نام بیان فرمائیں؟

(ب) ان میں کتنے سکول سرکاری جگہ پر قائم ہیں اور کتنے پرائیویٹ جگہ پر قائم ہیں؟

(ج) کتنے اور کون کون سے سکول بغیر عمارات کے کام کر رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت ایسے سکول جن کی عمارات خستہ حالت میں ہیں یا عمارات نہیں ہیں ان کی عمارات پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی۔145 لاہور میں ٹوٹل 29 سکولز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	ہائی	مڈل	پرائمری	کل
گرلز	3	1	12	16
بوائز	1	5	7	13

(ب) 29 سکولوں میں سے 25 سکول سرکاری بلڈنگ میں چل رہے ہیں جبکہ تین سکول کرائے کی بلڈنگ میں چل رہے ہیں اور ایک سکول گورنمنٹ گارڈین پرائمری سکول سلامت پورہ لاہور واہگہ ٹاؤن ڈسپنسری کی بلڈنگ میں چل رہا ہے۔

(ج) درج ذیل دو سکول بغیر بلڈنگ کام کر رہے ہیں۔

1۔ گورنمنٹ گارڈن پرائمری سکول سلامت پورہ لاہور واہگہ ٹاؤن۔(کرائے کی بلڈنگ میں چل رہا ہے)

2۔ گورنمنٹ واحد گرلز پرائمری سکول فتح گڑھ لاہور۔(ڈسپنسری میں کام کر رہا ہے)

(د) حکومت ایسے سکول جن کی عمارات خستہ حالت ہیں یا عمارات نہیں ہیں ان کی عمارات کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے۔ جونہی گرانٹ مہیا ہو گی تو خستہ حال عمارات کی مرمت کروادی جائے گی۔

پنجاب کے سرکاری سکولز میں فنڈز کی فراہمی کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*1741: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں سرکاری سکولوں کو کس رولز کے تحت فنڈ تقسیم کیا جاتا ہے، فنڈ کی تقسیم کے طریق کار کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں سرکاری سکولوں کو دیئے جانے والے فنڈ کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے کی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرکاری سکولوں میں فنڈ کو مکمل طور پر استعمال نہیں کیا جاتا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) صوبہ پنجاب میں واقع 62 ہزار سے زائد سرکاری سکولوں میں Missing Facilities کی فراہمی کے لئے فنڈز حکومت پنجاب کی طرف سے ضلعی حکومتوں کے اکاونٹ IV میں منتقل کئے جاتے ہیں تا کہ ضلعی حکومتیں اپنے متعلقہ اضلاع میں Missing Facilities سکیموں کو مکمل کر سکیں۔ یہ فنڈز حکومت پنجاب اور ضلعی حکومتوں کے مابین Terms of Partnership معاہدے کے تحت جاری کئے جاتے ہیں۔ پنجاب حکومت نے ہر ضلع میں District Steering Committee تشکیل دی ہے جس کا سربراہ متعلقہ ضلع کا DCO ہوتا ہے۔ یہ کمیٹی PMIU-PESRP کے متعین شدہ رہنما خطوط کی روشنی میں Missing Facilities کی فراہمی کے حوالے سے ضلع میں واقع سکولوں کی ترجیحات متعین کرتی ہے۔ مزید برآں سرکاری سکولوں میں Missing Facilities کی سکیموں پر عملدرآمد نیشنل لاجسٹک کارپوریشن (NLC) کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے ضلعی حکومتوں کو فنڈز "ضرورت اور کارکردگی" (Need & Performance) کے فارمولے کے تحت فراہم کئے جاتے ہیں۔ اس فارمولے کے تحت 60 فیصد فنڈز کسی بھی ضلع کی ضرورت اور 40 فیصد اس کی کارکردگی کو مد نظر رکھتے ہوئے جاری کئے جاتے ہیں۔ "ضرورت اور کارکردگی" کے اس فارمولے کی مزید وضاحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی، یہ درست نہیں ہے کہ پنجاب میں سرکاری سکولوں کو دیئے جانے والے فنڈ کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔

(ج) یہ بھی درست نہیں ہے کہ سرکاری سکولوں میں فنڈ کو مکمل طور پر استعمال نہیں کیا جاتا۔ بلکہ Missing Facilities کی فراہمی کے لئے دستیاب فنڈز پوری طرح استعمال ہو رہے ہیں۔

گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول ماموں کانجن میں اساتذہ کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1757: **محترمہ انجم صفدر:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول ماموں کانجن میں اساتذہ کی منظور شدہ کل کتنی اسامیاں ہیں؟

(ب) مذکورہ سکول کو ہائر سیکنڈری کا درجہ کب دیا گیا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول میں پرنسپل سمیت 19 اسامیاں خالی ہیں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول ماموں کانجن میں اساتذہ کی منظور شدہ کل 50 اسامیاں ہیں۔

(ب) مذکورہ سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ 1987-09-01 سے دیا گیا۔

(ج) مذکورہ سکول میں پرنسپل سمیت 19 اسامیاں خالی ہیں۔

(د) ایس ایس ٹی سے ایس ایس کی پروموشن کی ڈی پی سی ہو چکی ہے، جلد اسامیاں پر ہو جائیں گی۔

اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر کو ضلعی سطح کی بجائے مرکز کی سطح پر بٹھانے کا مسئلہ

*1758: **محترمہ انجم صفدر:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز کی اسامی مرکز کی سطح پر ہوتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع ساہیوال میں آج کل اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز مرکز کی بجائے ضلعی سطح پر بیٹھتے ہیں جس سے سکولوں کی کارکردگی انتہائی متاثر ہو رہی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز کو ضلع کی بجائے مرکز کی سطح پر بٹھانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ضلع ساہیوال میں آج کل اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز اپنے اپنے مرکز میں بیٹھتے ہیں۔

(ج) ضلع ساہیوال میں اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز ضلع کی سطح پر نہیں بلکہ مرکز کی سطح پر بیٹھتے ہیں۔

ضلع قصور میں فنڈز کی تقسیم کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*1805: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں سرکاری سکولوں کو کس رولز کے تحت فنڈ تقسیم کیا جاتا ہے، فنڈ کی تقسیم کے طریق کار کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور میں سرکاری سکولوں کو دیئے جانے والے فنڈ کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے کی جاتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع قصور میں سرکاری سکولوں کو فنڈ کی تقسیم حکومت پنجاب محکمہ خزانہ کی جانب سے جاری شدہ ہدایات / پالیسی کے تحت کی جاتی ہے۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) حکومتی پالیسی کے مطابق ہر ایلیمنٹری سکول کو۔/50000روپے جبکہ ہر پرائمری سکول کو مبلغ ۔/20,000روپے سالانہ دیئے جاتے ہیں۔ یہ رقم ہر سکول کی (SMC) یعنی سکول

مینجمنٹ کمیٹی (سکول کونسل) کے بنک اکاونٹ میں منتقل کی جاتی ہے۔ اس اکاؤنٹ کو سکول کی ہیڈ اور کمیٹی میں شامل عوام کا نمائندہ مشترکہ چلاتا ہے اور یہ ہی کمیٹی اس رقم کو باہمی مشاورت سے سکول / طلباء میں مخصوص ضروریات کو پورا کرنے کے لئے خرچ کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔

(ب) ضلع قصور میں سرکاری سکولوں کو دیئے جانے والے فنڈز کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے نہیں کی جاتی ہے۔

ضلع قصور میں سکولز کی تعداد

*1812: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں اس وقت کتنے گرلز سکولز ہیں نام مع پتاجات سے آگاہ کریں؟

(ب) ضلع قصور میں اس وقت کتنے بوائز سکولز ہیں نام مع پتاجات سے آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع قصور میں اس وقت گرلز سکولز کی تعداد 788 ہے۔ سکولز کے نام اور پتا کی لسٹ مع تفصیل ہذا ہے۔

Total	HSS	HS	ES	PS	CMS	MCPS
788	7	36	143	852	39	11

(ب) ضلع قصور میں اس وقت بوائز سکولز کی تعداد 863 ہے۔ سکولز کے نام اور پتا کی لسٹ مع تفصیل ہذا ہے۔

Total	HSS	HS	ES	PS	MC	MM
863	5	76	101	641	14	26

گریڈ17 میں بطور ہیڈ ماسٹر / ڈپٹی ہیڈ ماسٹر کام کرنے والے اساتذہ کے تحفظات

*1860: **جناب محمد حفیظ اختر چودھری:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے اپنے مراسلہ نمبری ایس او (ایس111)2-16/2007مورخہ 24۔ ستمبر2007کے تحت ایس ایس ٹی گریڈ16 کے پچاس فیصد کو گریڈ17اور18دینے کا نوٹیفکیشن جاری کیا، جس پر عملدرآمد بھی ہو چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس ایس ٹی جو بطور ہیڈ ماسٹر /ڈپٹی ہیڈ ماسٹر گریڈ17اور18میں کام کر رہے ہیں ان کو یہ سہولت نہ دی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گریڈ16 میں سینئر موسٹ ایس ایس ٹی کو گریڈ17 اور18 ملنے سے وہ اپنے سینئر ہیڈ ماسٹر /ڈپٹی ہیڈ ماسٹر جو گریڈ17 میں کام کر رہے تھے، تنخواہ اور سکیل میں آگے چلے گئے ہیں، جس سے ہیڈ ماسٹر /ڈپٹی ہیڈ ماسٹر جو کہ ایس ایس ٹی ٹیچر ہی ہیں، کی حق تلفی ہوئی ہے؟

(د) کیا حکومت گریڈ17 میں بطور ہیڈ ماسٹر /ڈپٹی ہیڈ ماسٹر کام کرنے والے اساتذہ کی دادرسی کے لئے ان کو بھی package دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے اساتذہ کے لئے مالی مراعات کے package کا اعلان بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 24۔ ستمبر2007 کیا ہے۔ اس نوٹیفکیشن کے تحت ایس ایس ٹی اساتذہ کی 50:35:15 کی نسبت سے بالترتیب سکیل نمبر16:17:18 ایوارڈ کیا جارہا ہے۔

(ب) ایس ایس ٹی اور ہیڈ ماسٹر /ڈپٹی ہیڈ ماسٹرز دو مختلف کیڈرز ہیں اور دونوں کے لئے ترقی کے الگ الگ رولز ہیں۔ 24۔ ستمبر2007 کے نوٹیفکیشن کے مطابق ایس ایس ٹی اور دیگر نچلے گریڈوں میں کام کرنے والے اساتذہ کے لئے مراعات کا اعلان کیا گیا ہے۔ ایس ایس ٹی سے جو اساتذہ بطور ہیڈ ماسٹرز /ڈپٹی ہیڈ ماسٹرز ترقی پا چکے ہیں ان کے لئے گورنمنٹ نے سکیل نمبر17 سے سکیل نمبر20 تک ترقی کے لئے چار درجاتی فارمولہ پہلے ہی منظور کیا ہوا ہے۔ اس چار درجاتی فارمولہ کے تحت ہیڈ ماسٹرز /ڈپٹی ہیڈ ماسٹرز کو1:15:34:50 کی نسبت سے

بالترتیب سکیل نمبرز20:19:18:17 میں ترقی دی جائے گی۔ نوٹیفکیشن مورخہ 24۔ ستمبر2007کاہیڈماسٹرز/ڈپٹی ہیڈماسٹرز کے کیڈر پر اطلاق نہیں ہوتا۔

(ج) گریڈ16 میں موسٹ سینئر ایس ایس ٹی کے گریڈ17 اور 18(پرسنل سکیل) ملنے سے سینئر ہیڈماسٹر/ڈپٹی ہیڈماسٹر جو کہ گریڈ17(ریگولر) میں کام کر رہے تھے کی حق تلفی نہیں ہوتی کیونکہ ان کے پاس گریڈ18، 19 اور 20 تک چار درجاتی فارمولہ کے تحت پروموشن کے وسیع مواقع موجود ہیں جبکہ ایس ایس ٹی کو یہ مواقع میسر نہ ہیں۔ ہیڈماسٹرز/ڈپٹی ہیڈماسٹرز ایس ایس ٹی نہ ہیں بلکہ ایس ایس ٹی سے ترقی پاکر سکیل نمبر17 (ریگولر) میں چلے گئے ہیں۔ ہیڈماسٹرز اور ایس ایس ٹی دو بالکل الگ کیڈرز ہیں جن کے ترقی کے رولز بھی مختلف ہیں۔

(د) حکومت نے ہیڈماسٹرز/ڈپٹی ہیڈماسٹرز کو اگلے گریڈوں میں ترقی دینے کے لئے پہلے ہی سے چار درجاتی فارمولہ منظور کر رکھا ہے جس کے مطابق ہیڈ ماسٹرز/ڈپٹی ہیڈ ماسٹرز کو 1:15:34:50 کی نسبت سے اگلے سکیلوں میں بالترتیب سکیل نمبرز20:19:18:17 میں ترقی دی جارہی ہے حکومت نے نچلے درجوں میں کام کرنے والے اساتذہ کے لئے ترقی کا فارمولہ 2007۔09۔01 سے بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 24۔ ستمبر2007 منظور کیا ہے جن میں ایس ایس ٹی بھی شامل ہیں۔

ضلع سرگودھا میں سکولز کو فرنیچر کی فراہمی

*1879: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا کے کون کون سے سکولز کو مالی سال07-2006اور08-2007 کے دوران فرنیچر اور دیگر کون کون ساسامان فراہم کیا گیاہے، ان سکولوں کے نام وپتاجات بتائیں؟

(ب) ان سالوں کے دوران جو سامان خرید کیا گیاوہ کسی قائم کردہ کمیٹی نے خرید کیا تھا؟

(ج) ان سالوں کے دوران خرید کردہ سامان میں سے کتنا سامان غیر معیاری پایا گیا؟

(د) اس غیر معیاری سامان خرید کرنے پر کن سرکاری ملازمین کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا اور کن کن سپلائرز کمپنی کو بلیک لسٹ کیا گیا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سرگودھا07۔2006اور08۔2007کے دوران کسی بھی سکول کو فرنیچر فراہم نہ کیا گیا ہے۔ تاہم منسلکہ لسٹ برائے سال07۔2006 کے تحت فرنیچر فراہم کیا جانا تھا لیکن فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک معاملہ التوا میں ہے۔ اسی طرح08۔2007 کے لئے فرنیچر کی فراہمی منسلکہ لسٹ کے مطابق منظور ہو چکی ہے۔ تاہم ابھی تک فرنیچر نہ خریدا گیا ہے۔

(ب) جز(الف) کے جواب کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) جز(الف) کے جواب کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(د) جز(الف) کے جواب کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

سرگودھا پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت رقم کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*1880: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال07-2006 اور08-2007 کے دوران ضلع سرگودھا کو پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت کتنی رقم فراہم کی گئی، تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ب) ان سالوں کے دوران کون کون سے سکول کی عمارت از سر تو تعمیر کتنی لاگت سے کی گئی؟

(ج) کتنے اور کون کون سے سکولز میں اضافی کمرہ جات / لیٹرین / سائنس لیب بنائی گئی؟

(د) کتنی رقم ان سالوں کے دوران خرچ نہ ہو سکی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ہ) موجودہ مالی سال09-2008 کے دوران کتنی رقم اس پروگرام کے تحت ضلع سرگودھا کو فراہم کی گئی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) 07۔2006میں ضلع سرگودھا کو90.327 ملین روپے اور08۔2007میں 108.895 ملین روپے PESRP کے تحت فراہم کئے گئے۔

(ب) 07-2006 کے تحت جو فنڈز فراہم کئے گئے وہ این ایل سی کی ڈسپوزل پر رکھے گئے۔ مذکورہ رقم اور سال06-2005 کے تحت فراہم کی گئی رقم سے 76 مدارس کی عمارات از سر نو تعمیر کی گئیں یا اضافی کمرہ جات، لیٹرین اور چار دیواریاں بنائی گئیں ان کی تفصیل سکول وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔08-2007 کے لئے جو فنڈز فراہم کئے گئے وہ محکمہ تعمیرات کی ڈسپوزل پر رکھے گئے۔ جس میں اضافی کمرہ جات، لیٹرین اور چار دیواری کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ سکول وار کام کی تفصیل اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن سکولز میں اضافی کمرہ جات / لیٹرین / سائنس لیب بنائی گئی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ابھی تک جو رقم خرچ ہوئی اس کی تفصیل جز(ب) کے تحت دی گئی فہرستوں میں موجود ہے۔ باقی رقم کے خرچ کا عمل جاری ہے۔

(ہ) 09-2008 میں PESRP کے تحت کے ضلع سرگودھا کو68.060 ملین روپے رقم فراہم کی گئی۔

پی پی۔79 جھنگ میں سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1890: **حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔79 جھنگ میں کتنے پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری (بوائز و گرلز) سکولز ہیں ان کے نام، جگہ اور ان میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد سکول وار بیان کی جائے؟

(ب) ان سکولوں میں بلڈنگ کی تفصیل سکول وار بیان کی جائے نیز کیا ہر سکول میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کے مطابق یہ بلڈنگز کافی ہیں؟

(ج) 2003 سے آج تک ان سکولوں میں کتنی مالیت کا فرنیچر فراہم کیا گیا، تفصیل سکول وار بتائی جائے؟

(د) اس وقت کتنے سکولوں میں فرنیچر برائے طلباء نہ ہے ان کے نام بتائے جائیں؟

(ہ) آئندہ سالوں میں پی پی۔79 شہر میں حکومت کتنے مزید سکول کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی۔79جھنگ میں

	پرائمری	مڈل	ہائی	گرلز کمیونٹی	ہائر سیکنڈری
بوائز	84	10	10	0	00
گرلز	107	7	3	5	00
تعداد	191	17	13	5	00

(ب) ان سکولوں کی بلڈنگ کی تفصیل سکول وار اور زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کے مطابق بلڈنگز کافی یا ناکافی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) صرف 2005 میں تین سکولز مردانہ اور ایک سکول زنانہ کو فرنیچر فراہم کیا گیا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس وقت تمام مدارس میں فرنیچر موجود ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) موجودہ مدارس تعداد طلباء / طالبات کے مطابق چل رہے ہیں۔ تعداد طلباء / طالبات بڑھنے پر نئے سکول حسب ضرورت کھول دیئے جائیں گے۔

علامہ اقبال ہائی سکول گڑھی شاہو لاہور کی تفصیلات

*1952: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) علامہ اقبال ہائی سکول گڑھی شاہو لاہور میں سپورٹس کے لئے کتنی جگہ ہے اور کتنی جگہ پر عمارت تعمیر کی گئی ہے؟

(ب) متذکرہ سکول میں سپورٹس سے متعلقہ عملہ کتنے افراد پر مشتمل ہے، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) متذکرہ سکول کو سال 2007-08 میں سپورٹس کی مد میں کتنی رقم دی گئی اور یہ رقم کہاں کہاں خرچ کی گئی ہے؟

(د) متذکرہ سکول سال میں کتنی دفعہ سپورٹس پروگرام منعقد کرواتا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

	مرلے	کنال
کل رقبہ	09	16
تعمیر شدہ رقبہ	05	05
کھیل کا میدان	13	03
باقی جگہ	11	07

(ب) ایک آدمی محمد شریف EST (فزیکل) گریڈ 15 کام کر رہا ہے۔

(ج) گورنمنٹ کی طرف سے کوئی رقم نہیں ملی، نہ ہی کہیں خرچ ہوئی ہے۔

(د) سال میں ایک مرتبہ کھیلوں کا پروگرام مرتب کیا جاتا تھا مگر ان ڈور گیمز کے لئے ہال گزشتہ تین سال سے زیر تعمیر ہے جبکہ سکول گراؤنڈ معیار کے مطابق نہ ہے۔ جگہ کم ہونے کی وجہ سے آؤٹ ڈور گیمز مثلاً کرکٹ، ہاکی و فٹبال وغیرہ نہیں ہو سکتی اور ارد گرد رہائشی مکانات ہیں۔

گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال لاہور (جونیئر ونگ)
کلاس روم کو رہائشی بنانے کے بارے میں تفصیلات

*1996: **خواجہ عمران نذیر:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول (جونیئر ونگ) کی ہیڈ مسٹریس سابقا ہیڈ ماسٹر کی آشیر باد سے سکول کے کمروں کو ذاتی رہائش میں تبدیل کر کے خود رہائش پذیر ہے؟

(ب) کیا ایسا قانون موجود ہے کہ سرکاری املاک کے تدریسی کمروں کو رہائش گاہ بنالیا جائے کیا اس کو یہ بطور رہائش استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے تو اس اتھارٹی کا نام، عہدہ، گریڈ بتائیں جس نے منظوری دی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہیڈ مسٹریس گھر میں اے سی لگوا کر مبلغ -/400 روپے بطور بل بجلی جمع کروا رہی ہے اور رہائش پر الگ بجلی کا میٹر نہ ہے؟

(د) سینئر ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال لاہور اس کو ہاسٹل وارڈن کی رہائش قرار دیتے ہیں جبکہ ہیڈ مسٹریس نے خود حلفیہ بیان دیا ہے کہ تدریسی کمروں کو عارضی رہائش میں

تبدیل کرنے کی اجازت دی جائے مناسب انتظام ہونے پر خالی کر دوں گی، جبکہ ہاسٹل1989 میں ختم کر دیا گیا تھا اور اس کے کمرے تدریسی مقاصد کے لئے استعمال میں لائے جارہے تھے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کے سینئر اور جونیئر ونگ دونوں میں ہاسٹل کا کوئی وجود نہیں، سکول کے قیام سے اب تک اور سینئر ونگ میں ہاسٹل وارڈن کے طور پر ایک استاد عرصہ دراز سے رہائش پذیر ہے، کیا مذکورہ سکول میں زیر تعلیم طالب علم اس سکول میں رہائش پذیر ہیں، اگر ہاں تو کتنے طلبہ رہائش پذیر ہیں اور ان کے لئے ہاسٹل کتنے کمروں پر مشتمل ہے اور یہ کب تعمیر کیا گیا تھا، اس کا ریکارڈ مہیا کیا جائے؟

(و) کیا حکومت سکول کے مذکورہ کمروں کو غیر قانونی طور پر رہائش میں تبدیل کرنے پر مذکورہ ہیڈ مسٹریس اور اس کے سرپرست سینئر ہیڈ ماسٹر کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی کرنے اور ان سے یہ کمرے خالی کروا کر سکول کے حوالے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول جونیئر ونگ کے تدریسی کمروں میں رہائش پذیر نہیں۔ وہ سکول کے سابقا دفتر میں رہائش پذیر تھی۔

(ب) ایسا کوئی قانون موجود نہ ہے کہ جس کے تحت تدریسی کمروں کو رہائش گاہ بنالیا جائے اور نہ ہی تدریسی کمروں کو رہائش میں تبدیل کیا گیا ہے۔ جونیئر ونگ سکول کے سابقا دفاتر کو ہیڈ مسٹریس کی درخواست پر اس وقت کے ہیڈ ماسٹر محمد اشرف ناز گوندل نے رہائش رکھنے کی اجازت دی تھی اور ان کا گریڈ20 تھا۔

(ج) یہ درست ہے کہ ہیڈ مسٹریس جونیئر ونگ سکول کے میٹر سے بجلی استعمال کرنے کے عوض کٹوتی کرواتی تھی۔

(د) نہ یہ وارڈن کی رہائش گاہ تھی اور نہ ہی یہ تدریسی کمرے تھے یہ سابقا دفاتر کے کمرے تھے جو کہ تدریسی مقاصد کے لئے استعمال نہیں ہو رہے تھے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے بلکہ ہاسٹل کا وجود تھا جبکہ اب ادارہ میں ہاسٹل نہیں ہے اور نہ کوئی طالب علم رہائش پذیر ہے۔ سینئر ونگ کے ہاسٹل میں ایک ایس ایس ٹی سہیل منظور رہائش پذیر ہے۔ بورڈ آف گورنر نے رہائش خالی کرنے کے لئے نوٹس جاری کیا ہوا ہے۔ جس کے جواب میں اس نے کیس کیا ہوا ہے۔

(و) مذکورہ ہیڈ مسٹریس نے 2009۔10۔14 کو رہائش خالی کر دی ہے جبکہ محمد اشرف ناز گوندل سابقا ہیڈ ماسٹر جنہوں نے اجازت دی تھی وہ 2009۔11۔31 کو ریٹائر ہو چکے ہیں۔

ضلع سیالکوٹ میں انگلش ٹیچرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2007: جناب یحییٰ گل نواز: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں انگلش ٹیچرز زنانہ / مردانہ کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ضلع سیالکوٹ میں ایلیمنٹری، ہائی اور ہائر سیکنڈری مدارس کی کل تعداد کتنی ہے؟

(ج) ضلع سیالکوٹ میں انگلش ٹیچرز کی بار بار ایڈجسٹمنٹ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی اور یہ کس کے حکم کے مطابق کی گئی؟

(د) ایڈجسٹمنٹ کا معیار کیا تھا؟

(ہ) گورنمنٹ کی طرف سے ایڈجسٹمنٹ کی پالیسی کیا تھی، کاپی مہیا کریں کیا اس پالیسی پر رولز کے تحت عمل کیا گیا؟

(و) کتنے زنانہ / مردانہ ایلیمنٹری ہائی اور ہائر سیکنڈری مدارس ابھی تک بغیر انگلش ٹیچرز کے ہیں ان کی فہرست مہیا کریں نیز ان میں ابھی تک انگلش ٹیچرز کی ایڈجسٹمنٹ کیوں نہ کی گئی؟

(ز) ابھی تک ایڈجسٹمنٹ ہونے اور نہ ہونے والے زنانہ / مردانہ اساتذہ کے نام اور ان کی تعداد کیا ہے؟

(ح) ایڈجسٹمنٹ ایک ہی آرڈر کے تحت عمل میں کیوں نہ لائی گئی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) انگلش ٹیچرز کی کل تعداد 926 ہے جن میں زنانہ کی تعداد 660 ہے اور مردانہ کی تعداد 266 ہے۔

(ب)

ایلیمنٹری زنانہ	مردانہ	ہائی زنانہ	مردانہ	ہائر سیکنڈری زنانہ	مردانہ
132	87	99	86	13	05

(ج) حکومت پنجاب کی ہدایت کے مطابق ہر ایلیمنٹری، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز میں ایک انگلش ٹیچر کی ایڈجسٹمنٹ ہوئی، دوبارہ لیٹر جاری ہوا کہ دو انگلش ٹیچرز ہیں۔ بعد ازاں تیسری دفعہ لیٹر جاری ہوا کہ ہائر سیکنڈری سکولز میں تین انگلش ٹیچرز ایڈجسٹ ہو سکتے ہیں اور یہ گورنمنٹ آف پنجاب کے لیٹر SO(SE-III)216/2007 مورخہ 24-09-2007 کے مطابق کی گئی۔

(د) جیسا کہ جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے۔

(ہ) پالیسی / لیٹر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ایلیمنٹری سکول، ہائی سکول (زنانہ، مردانہ) جن کی تعداد 50 ہے جہاں انگلش ٹیچرز نہ ہیں ان سکولوں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) تمام انگلش ٹیچرز جن کی کل تعداد 926 ہے ایڈجسٹ ہو چکے ہیں۔ ان زنانہ، مردانہ اساتذہ کے نام اور ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ح) حکومت کی پالیسی کے مطابق مرحلہ وار ایڈجسٹمنٹ کی گئی۔

کنٹریکٹ خواتین اساتذہ کو میٹرنٹی رخصت مع تنخواہ دینے کا مسئلہ

*2128: محترمہ زیب جعفر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مستقل خواتین اساتذہ کو میٹرنٹی لیو مع تنخواہ دی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کنٹریکٹ خواتین اساتذہ کو میٹرنٹی لیو بغیر تنخواہ دی جاتی ہے؟

(ج) کیا اس تضاد کی وجہ سے کنٹریکٹ خواتین کے ساتھ زیادتی نہیں ہے جبکہ میٹرنٹی لیو مع تنخواہ تمام خواتین کا بنیادی حق ہے؟

(د) کیا حکومت کنٹریکٹ خواتین اساتذہ کو بھی مستقل خواتین اساتذہ کی طرح میٹرنٹی لیو مع تنخواہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے گا اور اگر نہیں تو معزز ایوان کو تفصیلات بتائی جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ تمام کنٹریکٹ خواتین اساتذہ کو مورخہ 2009۔10۔14 سے ریگولر کر دیا گیا ہے۔ جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے لہذا تمام خواتین کنٹریکٹ اساتذہ کو ریگولر ہونے کے بعد وہ تمام سہولیات بشمول (Maternity Leave) لیو رولز 1981 کے تحت مع فل تنخواہ حاصل ہیں۔

(ج) جز (ب) میں واضح کر دیا گیا ہے۔

(د) تمام کنٹریکٹ اساتذہ کو مورخہ 2009۔10۔14 سے ریگولر مستقل اساتذہ کی طرح میٹرنٹی لیو مع فل تنخواہ کی سہولت حاصل ہو گئی ہے۔

محکمہ میں 40 سال سے کم عمر ملازمین کا عورتوں کے دفاتر میں ڈیوٹی کرنے کا مسئلہ

*2129: محترمہ زیب جعفر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے اپنے مراسلہ نمبر PA/DS/(EE)/198/PHISE جون 1998 کے ذریعے ہدایات جاری کی ہیں کہ 40 سال سے کم عمر مرد سٹاف کو عورتوں کے دفاتر اور انسٹیٹیوشنز میں نہ لگایا جائے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا ضلع رحیم یار خان میں اس پر عمل ہو رہا ہے؟

(ج) مذکورہ بالا ضلع میں عورتوں کے تمام دفاتر اور سکولوں میں تعینات مرد سٹاف کے نام، عہدہ جات، عمر اور تعیناتی کی تاریخ کی تفصیل بیان کریں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ضلع میں عورتوں کے دفاتر میں تعینات مرد سٹاف کا تبادلہ کر کے ان کی جگہ خواتین سٹاف لانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو معزز ایوان کو وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) جی ہاں! عمل ہو رہا ہے۔

(ج) 43 افراد جو خواتین کے دفاتر اور سکولوں میں تعینات مرد سٹاف کے نام، عہدہ جات، عمر اور تعیناتی کی تاریخ کی تفصیل فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) خواتین سٹاف میسر نہ ہے اس لئے فی الحال درآمد مشکل ہے جب تک باقاعدہ بندوبست نہیں کیا جاتا۔

صوبہ کے تعلیمی اداروں میں ڈرائنگ / فزیکل ایجوکیشن کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا مسئلہ

*2150: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے تمام اضلاع میں محکمہ تعلیم کے قائم سکولوں میں عربی، ڈرائینگ اور فزیکل ایجوکیشن میں اساتذہ کی اسامیاں منظور شدہ ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ کے تمام اضلاع کے سکولوں میں بالعموم اور ضلع بہاولنگر کے سکولوں میں بالخصوص مذکورہ مضامین کے اساتذہ کی اسامیاں خالی ہیں، جن کو تاحال پر نہیں کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو پر نہ کرنے کی ٹھوس وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(1) پنجاب بھر میں ضلع بہاولنگر سمیت 2009 میں باقاعدہ تمام اسامیوں پر بھرتی کی گئی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(11) ریٹائرمنٹ / پروموشن کے نتیجے میں اسامیاں خالی ہوتی رہتی ہیں جو اس وقت بھی محکمہ میں موجود ہیں۔ مذکورہ اسامیوں پر بھرتی کرنے کے لئے عملدرآمد جاری ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

عربی ٹیچرز کی 1401، ڈرائینگ ٹیچرز کی 259 اور فزیکل ایجوکیشن کی 2643 پوسٹیں خالی ہیں۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔

ضلع بہاولنگر میں عربی اور ڈرائینگ اساتذہ کی تمام خالی اسامیاں اہل امیدواران کے ذریعے پر کر دی گئی ہیں لیکن فزیکل ایجوکیشن اساتذہ کی 147 مشتہر اسامیوں پر صرف 56 اہل امیدواران دستیاب ہو سکے ہیں اور 91 اسامیاں خالی رہ گئی ہیں۔ مورخہ 2010۔04۔05 کو فزیکل ایجوکیشن کی 91 اسامیاں مشتہر کی گئی ہیں جو کہ مستقبل قریب میں اہل امیدواران کی دستیابی پر پُر کر دی جائیں گی۔

(ج) موجودہ حکومت نے سال 09۔2008 میں ایجوکیٹرز کی بھرتی کے لئے کنٹریکٹ ریکروٹمنٹ پالیسی جاری کی ہے جن میں مذکورہ اسامیوں کو شامل کیا گیا ہے۔ تمام اضلاع نے امیدواران سے درخواستیں طلب کرنے کے لئے اخبار میں اشتہارات بھی دے دیئے ہیں اور یہ اسامیاں مستقبل قریب میں پُر کر دی جائیں گی۔

ضلع بہاولنگر کے اساتذہ کو ٹیچر PACKAGE کے تحت مراعات دینے کا معاملہ

*2151: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے یکم ستمبر2007 سے محکمہ تعلیم کے اساتذہ کو ٹیچرز packageدیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ماسٹر packageکے تحت ہائر سکیل موبائلٹی الاؤنس برائے ایجوکیٹرز ماہانہ -/450روپے، سائنس الاؤنس ماہانہ -/600روپے، ہیڈ ٹیچرز ماہانہ -/600روپے اور ہائر کوالیفکیشن الاؤنس دیا جانا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں تاحال مذکورہ packageکے تحت مراعات نہ دی گئی ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹیچرز packageکے تحت ضلع بہاولنگر کے اساتذہ کو بھی مراعات دینے کو تیار ہے، تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جزوی طور پر درست ہے کیونکہ محکمہ تعلیم کی طرف سے ضروری ایوارڈ جاری ہو چکے ہیں تاہم بوجہ عدم دستیابی بجٹ ان پر پوری طرح عملدرآمد نہ ہوا ہے۔

(د) مطلوبہ بجٹ کے لئے حکومت پنجاب کو بتوسط E D O (P&F) تحریر کیا جا چکا ہے۔ بجٹ منظور ہونے پر مکمل عملدرآمد ہو جائے گا۔

ضلع قصور میں شیلٹر لیس سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2184: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں شیلٹر لیس سکولز کے نام اور جگہ کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) ان شیلٹر لیس سکولوں میں اساتذہ اور زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد مع رقبہ سکول وار فراہم کی جائے؟

(ج) ان شیلٹر لیس سکولوں کی عمارات کو حکومت کب تک تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز سردیوں کے دوران ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کو متبادل جگہ دینے کا ارادہ ہے، اگر ہاں تو کب اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع قصور میں شیلٹر لیس سکولز جن کی زمین موجود ہے کی تعداد نو ہے جن میں سے آٹھ بوائز پرائمری سکول اور ایک گرلز پرائمری سکول ہے۔ تفصیل بعد از مرجنگ فریش سروے رپورٹ برائے شیلٹر لیس سکول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان نو شیلٹر لیس پرائمری سکولوں میں 21 اساتذہ، 1118 طالب علم زیر تعلیم ہیں اور کل رقبہ 17 کنال 16 مرلہ ہے۔ سکول وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت ان شیلٹر لیس سکولوں کو جلد تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جونہی فنڈز کی فراہمی شروع ہو گی تعمیراتی کام کا آغاز ہو جائے گا۔ یہ سکول پہلے سے ہی متبادل جگہ پر کام کر رہے ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج نعت کے لئے جو صاحب یہاں پر آئے، میں جانتی ہوں کہ شاعری میں وہ نئے تھے اور انہوں نے بہت اچھی نعت پڑھی ہے۔ شاعری میں تشبیہہ اور استعاروں کا استعمال ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لئے لفظ "تماشا" کو استعارہ یا تشبیہہ کے لئے استعمال کیا گیا، میں اس لفظ پر object کرتی ہوں اور میں آپ سے یہ request کرتی ہوں کہ باقی نعت بہت بہترین تھی اور پڑھی بھی بہت اچھی تھی لیکن آئندہ ایسے الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔ اس کے لئے میرا دینی علم ہے کیونکہ علماء کے برابر میں نے Islamic country سے پڑھا ہوا ہے۔ بے شک آپ اس کے لئے فتویٰ لینا چاہتے ہیں تو وہ بھی لے لیں۔ نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لئے نعت میں جو لفظ تشبیہہ یا استعارہ کے استعمال کئے گئے ہیں وہ آئندہ استعمال نہ کئے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ کی بات سن لی ہے۔ جی، شاہ صاحب!

تعزیت

سابق ممبر اسمبلی حاجی غلام رسول شادی خیل کی وفات پر دعائے مغفرت

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ حاجی غلام رسول شادی خیل آف میانوالی ہمارے ساتھ ممبر رہے ہیں اور آپ کے ساتھ بھی رہے ہیں، آج ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے بیٹے امانت بھی last time ہمارے ساتھ ممبر تھے اس لئے میں ان کے لئے دعائے مغفرت کی استدعا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات درست ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ ان کا جنازہ ہو چکا ہے اور کیا وہ دفنائے جا چکے ہیں؟

سید ناظم حسین شاہ: جی، تقریباً ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، تقریباً کی بات نہیں ہے۔ صحیح بتائیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! جنازہ ہو چکا ہے اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر حاجی غلام رسول شادی خیل کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میری ایک request ہے۔ میرا ایک سوال نمبر 1860 جو بہت اہم ہے اور کسی فرد واحد کے لئے یہ سوال نہیں ہے بلکہ پورے پنجاب کے جتنے بھی اساتذہ ہیں، ان کے ساتھ جو زیادتی ہو رہی ہے یا حق تلفی ہو رہی ہے ان سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اس کے لئے آپ تحریک التوائے کار لے آئیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، سوال pending نہیں ہو گا۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! آپ بے شک سوال دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ بعد میں میرے ساتھ یا سیکرٹری صاحب سے بات کرلیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وقفہ سوالات میں ضمنی سوالات کے حوالے سے تین سوالوں کی پابندی کے بارے میں جناب سپیکر سے رولنگ کا مطالبہ

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم بڑی محنت سے یہ سوال تیار کرتے ہیں۔ پہلے ہی ان سوالات کے جوابات سال دو سال بعد آتے ہیں اور جب یہ جوابات آتے ہیں تو سوال کی نوعیت اور جواب کی نوعیت کچھ اور ہی ہوتی ہے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے ایوان میں ایک ruling دی ہے جس کے تحت سوال پر صرف تین منٹ بات ہو سکتی ہے۔ آپ نے ruling یہ دی ہے کہ جس پارٹی کا سوال ہو اسی پارٹی کا ممبر ہی اس کے behalf پر بولے گا۔ میں اب آپ سے یہ ruling لینا چاہوں گی کہ آپ نے یہ جو ruling دی ہے کیا یہ Rules of Procedure کے تحت دی ہے؟

جناب سپیکر: یہ ہماری کمیٹی میں فیصلہ ہوا تھا اس میں تمام پارلیمانی پارٹیوں کے سربراہ تشریف فرما تھے اور ان کی موجودگی میں متفقہ طور پر ہمارا آپس کا فیصلہ طے ہوا تھا۔ بہت شکریہ

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ بات تو ٹھیک نہیں ہے۔ آپ پھر وقفہ سوالات کا وقت کم از کم دو گھنٹے کر دیں تاکہ سب کے سوال تو آسکیں۔

جناب سپیکر: جی، اس اجلاس کے بعد ہم دوبارہ اس کو دیکھتے ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سرگودھا میں ہائیکورٹ بنچ کے قیام کا مطالبہ

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم لوگ 1985 سے لے کر آج تک لاہور ہائیکورٹ کے سرگودھا بنچ کے لئے برسرپیکار ہیں لیکن ہمارے سرگودھا ڈویژن کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے کہ فیصل آباد ڈویژن کی Ministry of Law پنجاب نے ایک سمری بنا کر چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کو بھیج دی ہے کہ فیصل آباد میں ہائیکورٹ کا ایک بنچ بنا دیا جائے مگر سرگودھا میں وکلاء کی تعداد بھی زیادہ ہے، cases کی تعداد بھی زیادہ ہے اور فاصلے کے لحاظ سے بھی سرگودھا ڈویژن جس میں ضلع بھکر کہاں جا کر ڈیرہ اسماعیل خان کے ساتھ لگتا ہے جو کہ سرگودھا ڈویژن پر مشتمل ہے تو ہمارے ساتھ یہ بڑی زیادتی ہو رہی ہے تو میری آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے گزارش ہے کہ وہ اس پر action لے اور سرگودھا میں ہائیکورٹ کا بنچ بنایا جائے۔ اگر حکومت فیصل آباد کو بنچ دینا چاہتی ہے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن سرگودھا میں بھی ہائیکورٹ کا بنچ بننا چاہئے۔

جناب سپیکر: پنجاب حکومت نے اس کی سمری بھیجنی ہے؟

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! Ministry of Law نے اس کی سمری بھیجی ہے۔

جناب سپیکر: میرا نہیں خیال کہ۔۔۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں یہ بات بالکل confirm کر رہا ہوں کہ۔۔۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرے سوال کا غلط جواب دیا گیا ہے جس پر میں صرف آپ کی ruling چاہوں گا کیونکہ DEOs غلط جوابات دیتے ہیں جس کی وجہ سے منسٹر صاحب کو بھی بڑی embezzlement ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس حوالے سے منسٹر صاحب سے علیحدگی میں مل کر بات کر لیں۔ اگر انہوں نے غلط جواب دیا ہے تو اس کا notice لیا جائے گا۔

رائے محمد اسلم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد اسلم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ کے پیچھے ہم نے ٹی وی کی سکرین پر ایک دہشتگرد کی تصویر دیکھی تھی تو وہی تصویر (محترم نوید انجم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) میری پیچھے والی سیٹ سے بار بار دکھائی دیتی ہے جسے دیکھ کر خوف سے ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مہربانی کر کے ان سے ہمیں بچائیں کہ کہیں یہ وہی شخص تو نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: اللہ آپ کو اور انہیں اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ سندھو صاحب! رانا منور غوث کی بات کے حوالے سے جنرل پالیسی بتائیں کہ وہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): شکریہ۔ جناب سپیکر! پالیسی یہ ہوتی ہے کہ پہلے سمری چیف جسٹس کو بھیجی جاتی ہے وہاں سے ان کی consent آتی ہے پھر گورنر صاحب اس پر دستخط کرتے ہیں تب سیکشن 198(4) کے تحت سرکٹ بنچ یا دوسرا بنچ کسی جگہ پر بنایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: محکمہ قانون اسے تحرک کرتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! بنیادی طور پر یہ کابینہ کا فیصلہ ہوتا ہے اور پھر اس کے بعد یہ سمری چیف جسٹس کے پاس جاتی ہے اور پھر گورنر صاحب کے پاس اور اس کے بعد سیکشن 198(4) کے تحت عمل ہوتا ہے۔ ہمیں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ سرگودھا میں بنچ بنے۔

جناب سپیکر: آپ انہیں بھی کوئی طریقہ یا راستہ بتائیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! ہمیں فیصل آباد بنچ بننے پر کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ وہاں پر بھی بننا چاہئے لیکن سرگودھا میں بھی ہمارا مطالبہ ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: آپ بیٹھ کر ایک طریق کار کے مطابق بات کریں اور اس طریقے کو اختیار کریں۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ہوتا ہے اور میرے خیال میں آج کسی صاحب کی طرف سے کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے تو اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اس پر in put دیں جو میں بات کرنے لگا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں پتا کہ آپ کیا کرنے لگے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کے بنچز بہت بن گئے، یہ بننے چاہئیں یا نہیں لیکن ریکارڈ کے لئے میں بات کرنے لگا ہوں کہ آج تک سپریم کورٹ آف انڈیا نے کوئی بنچ کہیں نہیں بننے دیا صرف دہلی کا فیڈرل بنچ ہے۔ آپ خود انڈیا ہو کر آئے ہیں تو وہاں کسی ریاست کا کہیں کوئی بنچ نہیں بن رہا۔ چونکہ اس سے بے شمار مسائل پیدا ہوتے ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ عوام کو سستا انصاف نہ دیا جائے، بالکل دیا جائے لیکن یہ اس کا حل نہیں ہے۔ میں صرف اتنی بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر بھارت جیسے بڑے ملک نے کوئی بنچ نہیں بنائے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ان کا judiciary کا اپنا معاملہ ہے آپ انہیں کیوں چھیڑ رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں۔ جناب سپیکر! لیکن آپ کو بھی پتا ہے کیونکہ آپ وہاں سے ہو کر بھی آئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں اور میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 386 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے جس کا آج جواب آنا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

ضلع کچہری لاہور کے مال خانہ میں کروڑوں روپے کا سامان کھلے آسمان تلے پڑا رہنے سے ناکارہ اور ضائع ہونے کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کا جواب میں پڑھ دیتا ہوں کہ ضلع کچہری مال خانہ میں سامان کی حفاظت کے لئے سکیورٹی موجود ہے۔ جہاں تک سامان کے خراب ہونے کا تعلق ہے اس کا خیال ڈی سی او آفس کا سٹاف خود رکھتا ہے اور اس کا جواب وہی بہتر طور پر دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس جواب سے مجھے خود حیرت ہوئی ہے کیونکہ ان کی طرف سے جواب لے کر دینا آپ کا کام ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! میں محکمے کو دوبارہ کہتا ہوں کہ اس کا جواب لے کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اسے pending کیا جاتا ہے اور اس کا مکمل جواب دیجئے جس سے اس ایوان کو اطمینان ہو۔ اگلی تحریک بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی 421 ہے جس کا جواب آنا ہے۔

لبرٹی چوک لاہور کی گرین بیلٹ پر پی ایچ اے کے عملہ و افسران کی ملی بھگت سے پلازہ مالک کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے کہ لبرٹی چوک میں بگ سٹی پلازہ کے مالک نے چند برس قبل بوقت تعمیر گرین بیلٹ کو ملبہ وغیرہ کے لئے استعمال کیا اور عدالت سے حکم امتناعی جاری کروالیا۔ اس کے خاتمے پر ایل ڈی اے نے پلازے کے غیر قانونی حصے کو گرانا شروع کر دیا جس وجہ سے گرین بیلٹ بحال کرنا مناسب نہ تھا۔ یہ واحد تکون

ہے جہاں ٹیپا نے curb stone ابھی لگانا ہے جونہی ٹیپا curb stone مکمل کر لے گی تو برسات کا موسم شروع ہوتے ہی اسی مون سون میں گرین بیلٹ کو بحال کر دیا جائے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! وہاں پر تو پلازہ والوں نے پارکنگ بنائی ہوئی ہے اور وہ بالکل ہی پی ایچ اے کے کنٹرول یا استعمال میں نہیں ہے بلکہ وہ ابھی تک پلازہ کے مالک کے استعمال میں ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ کہہ رہی ہیں کہ پلازہ کے مالک کے استعمال میں ابھی تک وہ گرین بیلٹ ہے اور وہ چیلنج کر رہی ہیں آپ کی اس بات کو کہ آپ کو ملنے والی رپورٹ صحیح نہیں ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پی ایچ اے کی طرف سے یہ جواب موصول ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اسے verify کروائیں اور اس کی چیکنگ کروا کر ایوان میں پیش کریں۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ کس قانون اور ضابطے کے تحت لیز پر دی گئی تھی کیونکہ کوئی ایسا قانون ہی نہیں ہے اور پی ایچ اے لیز پر نہیں دے سکتا تو یہ لیز پر کیوں دی گئی تھی اور متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی جاتی۔ اگر کوئی case سامنے آتا ہے تو پٹواریوں اور کلرکوں کے خلاف ہی کارروائی ہو جاتی ہے اور افسران کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی جاتی؟

جناب سپیکر: یہ دو دن کے لئے pending کی جاتی ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے نوٹ کر لی ہے اور اس کا مکمل جواب منگوا لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 422 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے جس کا جواب آنا ہے۔

لاہور میں بھکاریوں کی تعداد میں بے جا اضافہ، دہشتگردوں
میں شامل ہونے کے خدشہ پر لوگوں کو پریشانی کا سامنا
(۔۔۔جاری)

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ضلع ہذا میں سال رواں میں 1632 بھکاریوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی۔ جہاں تک ٹریفک اشارے پر بھکاری کا لیفٹیننٹ کو قتل کرنے کا تعلق ہے تو وہ دراصل مورخہ 08-02-25 کو دو بج کر 40 منٹ پر دن بمقام مال روڈ بالمقابل نادرا سنٹر جنرل مشتاق احمد بیگ صاحب جو کہ دہشت گردی کا نشانہ بنے اور شہید ہوئے جس پر مقدمہ نمبر 10/114 تھانہ آر اے بازار درج رجسٹر ہوا۔ ملزمان بھکاری کے روپ میں نہ تھے بلکہ وہ عام آدمی کے روپ میں دہشت گرد تھے جنہوں نے دہشت گردی کا یہ وقوعہ سرزد کیا تاہم ضلع بھر کے ایس ایچ اوز، ایس ڈی پی اوز اور ایس پی اوز کو سختی سے ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ اپنے علاقے کی کڑی نگرانی کریں اور بھکاریوں پر خصوصی نظر رکھیں تاکہ بھکاریوں کے روپ میں کوئی دہشت گردی کا وقوعہ سرزد نہ ہو اور بھکاریوں کے خلاف زیادہ سے زیادہ کارروائی ضابطہ عمل میں لائیں تاکہ وہ اس لعنت سے باز رہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ میرا نہیں بلکہ اس ایوان کے ہر ممبر کے حلقے کا یہ مسئلہ ہے تو اسے آپ ایوان میں بحث کے لئے منظور کریں تاکہ ہر ممبر اس حوالے سے اپنی رائے کا اظہار کر سکے۔

جناب سپیکر: نہیں، محترمہ! یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 423 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے اور اس کا بھی جواب آنا ہے۔

حکومت کی جانب سے پہلی جماعت کے بچوں کے لئے چھ کتابوں
پر مشتمل کورس منتخب کرنے سے بچوں کو پریشانی کا سامنا
(۔۔۔جاری)

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اخباری بیان درست نہ ہے بلکہ پہلی جماعت کے لئے بہت مختصر نصاب مقرر کیا گیا ہے جس کے 960 صفحات ہر گز نہ ہیں۔ ریاضی کے 96 صفحات، سائنس کے 50، اردو، انگریزی قاعدہ کے 40 صفحات، English step 1 کے 30 اور اردو کتاب کے 40 صفحات ملا کر کل 256 صفحات پر مشتمل نصاب رائج کیا گیا ہے جس کے نصف سے زائد صفحات زبانی سرگرمیوں کے لئے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اخباری بیان پر آپ مہربانی کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں تو بیٹھ جاتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: بس اب یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ اب ان کے علم میں بات آگئی ہے انہوں نے اس کے بارے میں اپنی ساری پالیسی بتادی ہے۔ اگلی تحریک 431 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان کی طرف سے ہے۔ منسٹر صاحب! کیا آپ کے پاس اس کا جواب آگیا ہے؟

ٹی ایچ کیو ہسپتال کہوٹہ کے ڈاکٹروں اور پولیس کا پوسٹ مارٹم میں عدم تعاون کے بارے میں افسران کو آگاہ کرنے پر معزز ممبر کے خلاف مقدمہ کا اندراج

(۔۔۔جاری)

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کا جواب آگیا ہے جو میں پڑھ دیتا ہوں۔

As per report from The Medical Superintendent, T.H.Q Hospital, Kahutta dead body of one Mr. Zakir Tariq s/o Tariq Mahmood was brought to the hospital at 3:30 pm on 4th May 2010. Dr. Akram Ikram Medical Officer on evening duty conducted two medico legal examinations of two injured persons during 3:30 pm to 4:30 pm.

At 4:30 pm Honourable MPA Col. (Retd) Shabbir Awan came to the hospital along with 10 to 12 people. The Respected MPA, who was probably misguided by the relatives of the deceased, met Dr. Akram Ikram and asked about the doctor on duty. Dr. Akram Ikram told that he

was on duty. The MPA and accompanied persons protested that the postmortem has been delayed by the Medical Officer, though the dead body was brought in the hospital at 3:30 pm. The Respected MPA manhandled Dr. Akram Ikram saying that the postmortem has been delayed. Then the MPA and Medical Officer along with the people went to mortuary, where the dead body was laid and a Policeman was preparing the Inquest Report. Respected. MPA went back to police station.

At 6:00 pm the MS, came to know about incident in the hospital and went to the mortuary where Medical Officer was conducting postmortem examination and came back without asking about the incident as the doctor was busy in postmortem. On his way back the MS, met the respected MPA Col. (Rtd) Shabbir Awan and Ex-MNA Ghulam Murtaza Satti and offered them a cup of tea in his office which they refused as they had some other commitment.

Next day the news spread everywhere in the hospital through the two employees of the hospital who were witness of the incident. Incidentally there was a routine meeting of Medical Officers of Tehsil Kahutta and Tehsil Kallar Syedan in the office of Deputy District Officer Health Kahutta who after knowing about the incident gathered and constituted a Committee to discuss further course of action. The Committee decided to follow the legal way and all the staff, Medical Officers and the Specialists of both the tehsils went to Police Station Kahutta with banners and posters silently requesting for legal proceedings. The police registered an FIR and the staff came back to their duty on the same day and did not propagate any thing about the incident.

The Seniors Officers of the Police from Rawalpindi investigated the incident and similarly Senior Officers of Health Department also inquired the matter on second and third day consecutively.

The employees of the Tehsil Headquarter Hospital are performing their duty with zeal and spirit and with full dedication.

The Health Department assures that we have all the regard and due respect for the Honourable MPA.

جناب سپیکر: جی، اعوان صاحب!

لیفٹننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! یہ totally غلط رپورٹ ہے اور totally جھوٹ ہے۔ میری صرف request یہ ہے کہ اس کو بے شک ایوان میں بحث کے لئے نہ کریں۔ please order Secretary Health to hold an inquiry into this incident پھر وہ آپ کے پاس پیش کرے۔

جناب سپیکر: سیکرٹری ہیلتھ کو لکھا جائے کہ وہ اس معاملے کی انکوائری کرے۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ جیسا آپ نے حکم فرمایا ہے ویسے ہی ہو گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اب اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

لیفٹننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ٹائم بتا دیا جائے کہ اس کی انکوائری رپورٹ کب تک آجائے گی؟

جناب سپیکر: اس کی انکوائری مکمل کروا کر اس کی رپورٹ next session میں پیش کی جائے۔ اگلی تحریک شیخ علاؤالدین کی ہے جس کا نمبر 10/394 ہے۔ شیخ صاحب! ذرا ٹائم کا خیال رکھنا۔ میرے خیال میں صرف پانچ منٹ باقی رہتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ میرا وقت آتے ہی گھڑی تیز ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر: بس ذرا جلدی کریں، آپ کی بات سن لیتے ہیں۔

مارکیٹ میں دستیاب کھلونوں میں زہریلے مادے کی مقدار
زیادہ ہونے کی وجہ سے بچوں کی دماغی نشوونما متاثر ہونے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بازار میں ملنے والے زیادہ تر کھلونوں میں Toxic Material اور کیمیکل کی مقدار خطرناک حد تک زائد پائی گئی ہے۔ Lead اور cadmium کا استعمال بے دریغ کیا جا رہا ہے۔ یہ خطرناک Toxic Material نہ صرف ملک میں تیار کئے گئے کھلونوں بلکہ تمام imported اور چائنا وغیرہ سے جن کی درآمد بے دریغ ہو رہی ہے پائے گئے ہیں۔ پنجاب میں ان کھلونوں میں Toxic Material کو چیک کرنے کا قطعاً کوئی انتظام نہ ہے۔ چائنا یا کسی بھی ملک سے درآمدی کھلونوں اور ملک میں تیار کئے گئے تمام کھولنے مع سائیکلیں اور کھلونا کاریں وغیرہ اس خطرناک Toxic Material سے لبریز ہیں جن کی وجہ سے معصوم بچے وہی ہاتھ جن سے وہ کھیلتے ہیں منہ میں لے لیتے ہیں یا خوراک کے ساتھ ان کے جسم میں پہنچ جاتے ہیں۔ سب سے خطرناک بات جو ریسرچ سے سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ اس material کا براہ راست اثر دماغی نشوونما پر ہوتا ہے۔ ایسے تمام کھلونے جن میں Toxic Material کی کسی بھی قسم کی ذرا سی بھی مقدار پائی گئی ہے کو بہت سے ممالک نے نہ صرف اپنے سٹاک ضائع کر دیئے ہیں بلکہ ان کے importers اور بنانے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی ہے۔ تقریباً دو کروڑ کھلونے صرف امریکہ کی مارکیٹ سے واپس لے کر ضائع کئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ حکومت ہندوستان نے بھی ملک میں بکنے والے تمام کھلونوں میں toxicity check کو لازم قرار دے دیا ہے۔ انہوں نے کھلونوں کو دو طرح کی قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک نرم کھلونے جو نرم material سے بنائے جاتے ہیں دوسری طرف سخت material والے میٹل کھلونے ہیں۔ دونوں ہی طرح کے کھلونوں کا انتہائی باریک بینی سے فوری جائزہ لینا ضروری ہے۔ ایک طرف والدین کروڑوں روپیہ اپنے بچوں کی خوشی کے لئے خرچ کرتے ہیں لیکن حقیقتاً یہ کھلونے بچوں کی صحت کے لئے alarming صورت اختیار کر چکے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر!میں آپ کی اجازت سے اس میں صرف ایک فقرہ add کروں گا۔ مجھے بھی معلوم ہے کہ یہ ایک difficult کام ہو گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس پر آپ صرف یہ ruling دے دیں کہ حکومتی اشتہارات کے نیچے والدین کی education کے لئے لکھ دیا جائے کہ آپ جو کھلونا بچے کے لئے لے رہے ہیں اس میں دیکھ لیں کہ paint اور lead کی مقدار کیا ہے؟ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کو کب تک pending کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!اسی session میں اس کا جواب آجائے گا پھر دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس کو next Monday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ شیخ صاحب!اگلی تحریک بھی آپ کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میری اگلی تحریک نمبر 395 یہ NGOs کے بارے میں ہے اگر آپ مجھے دو منٹ دے دیں تو دو منٹ میں پڑھ دوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، جی!پھر آپ پڑھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!شکریہ

پنجاب میں این جی اوز کی مشکوک سرگرمیاں

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں این جی اوز کی بہت بڑی تعداد جواب ہزاروں میں ہو گئی ہے کی کوئی نگرانی کرنے والا نہ ہے ان "این جی اوز" کی سرگرمیاں نہ صرف مشکوک ہیں بلکہ وطن دشمن عناصر اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل میں

این جی اوز کی چھتری تلے بے دھڑک کام کر رہے ہیں۔بظاہر یہ بہت بڑی تعداد میں این جی اوز (social service) صحت اور تعلیمی میدانوں میں کام کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں لیکن غیر ملکی ڈونرز نے بغیر حکومت کو بتائے بڑی بڑی رقومات جو اکثر اوقات کروڑوں میں ہیں ان این جی اوز کو براہ راست ادا کی ہیں۔یہ رقومات جو اصل میں معاشرے کے پسے ہوئے طبقات پر خرچ کرنے کا کہہ کر لائی گئی تھیں لیکن یہ رقومات بڑی بڑی نامور شخصیات نے ذاتی نمود و نمائش، آسائشوں اور رہائشوں پر خرچ کر دی ہیں اور مسلسل کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ قوانین میں بھی این جی اوز کی تمام سرگرمیوں کو کسی حد تک monitor کیا جاسکتا ہے لیکن زمینی حقائق یہ ہیں کہ Monitoring Authorities ان این جی اوز کے سامنے بے بس ہیں۔ آج بھی صورتحال یہ ہے کہ دھڑا دھڑ نئی این جی اوز محض اس لئے بنائی جارہی ہیں تاکہ دنیا بھر سے بڑی تعداد میں رقومات ہتھیائی جاسکیں۔ اس معزز ایوان کے سامنے صرف ایک این جی اوز جو ایک مشہور بیوٹیشن نے ایسی لڑکیوں کے لئے جن کے چہرے یا جسم پر تیزاب ڈالنے کی وجہ سے جل جاتے ہیں اور ان این جی اوز کا نام Smile Again ہے کے بارے میں جو اطلاعات ملی ہیں اور Internet پر بھی موجود ہیں کے لئے فوری اقدامات ہونے چاہئے تھے لیکن ان این جی اوز کی اصل ڈوریاں کہیں اور ہیں جن کو اب ایک لمحہ ضائع کئے بغیر سخت monitoring کی ضرورت ہے۔ اسی طرح وہ تمام این جی اوز جو انتہائی مہنگے سکولوں پر قبضہ کر رہی ہیں ان کی کارکردگی اور عزائم کیا ہیں؟ مختاراں مائی جیسی خواتین کی این جی اوز کا اصل کردار تو اب کوئی ڈھکا چھپا نہ ہے۔ ان شخصیات نے ملک کی بدنامی کے ذریعے کیا کیا ذاتی مفاد حاصل کئے وہ بھی کوئی راز نہ ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب موصول ہو گیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ صوبہ پنجاب میں این جی اوز کی رجسٹریشن کے لئے مختلف قوانین موجود ہیں جن میں سے محکمہ سماجی بہبود Voluntaries Social Welfare Agencies R and C Ordinances 1961 کے تحت این جی اوز کو رجسٹرڈ کرتا ہے اس وقت پنجاب میں تقریباً سات ہزار این جی اوز اس قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ اس قانون کے تحت رجسٹرڈ این جی اوز سالانہ بنیادوں پر اپنے حسابات کی

پڑتال کسی بھی Chartered Accountant سے کروانے کی پابند ہیں اور اس رپورٹ کی ایک کاپی محکمہ کو جمع کروانے کی پابند ہیں مزید برآں محکمہ کے افسران این جی اوز کا وقتاً فوقتاً visit کرتے رہتے ہیں اور اگر ان کی غیر قانونی سرگرمیوں کے بارے میں اگر کوئی اطلاعات ہوں تو ان کے خلاف ایکشن بھی لیا جاتا ہے کیونکہ Smile Again اور مختاراں مائی کی این جی اوز محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ نہ ہیں لہذا محکمہ کو ان کے خلاف کوئی شکایت موصول ہوئی ہے اور نہ محکمہ نے اس سلسلے میں کوئی تادیبی کارروائی کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف آپ کی اجازت سے منسٹر صاحب سے ایک گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحب businessman ہیں اور خود بھی سمجھتے ہیں ۔ انہوں نے کہا ہے کہ Chartered Accountant سے ان کا audited ہوتا ہے۔ میں نام نہیں لوں گا اور آپ بھی سب سمجھتے ہیں کہ chartered accountant کو فیس دی جائے تو وہ audited کی مہر لگا دیتا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ پچھلے دنوں ریکارڈ پر موجود ہے کہ ابرار الحق اور ایک اور صاحب جو گانے گاتے ہیں انہوں نے ٹی وی پر بیٹھ کر سب کے سامنے جھگڑا کیا کہ 60 کروڑ روپیہ کہاں گیا۔ تو یہ جو انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ helpless ہے ایسی بات نہیں ہے اور audited report بنانا کوئی مشکل کام نہ ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں اور میری یہ درخواست ہے کہ اس کو آپ بحث کے لئے منظور کریں اور میں ثابت کروں گا کہ این جی اوز کیا کر رہی ہیں؟ آپ بھی ذاتی طور پر جانتے ہیں کہ ان این جی اوز کا اصل کردار کیا ہے اور یہ پیسا کہاں سے کہاں ضائع ہو رہا ہے اور یہ این جی اوز کن کے ایجنڈا پر کام کر رہی ہیں؟ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس کو آپ for general discussion admit کر لیں۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جن این جی اوز کے بارے میں معزز رکن نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی تھی ان کے بارے میں، میں نے عرض کیا ہے کہ وہ

ہمارے محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ نہ ہیں لہذا محکمہ کو ان کے خلاف ابھی تک کوئی شکایت موصول ہوئی ہے اور نہ ہی محکمہ نے ان کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کی ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں صرف ایک argument پیش کروں گا اور آج فیصلہ آپ سے چاہوں گا۔منسٹر صاحب کے پاس ایکسائز کا بھی قلمدان ہے تو اگر ایک آدمی شراب بیچ رہا ہے اور ان کے پاس رجسٹرڈ نہیں ہے تو کیا یہ اسے نہیں پکڑیں گے؟ایک آدمی شراب بیچ رہا ہے اور PC, Ambassador, Avari میں نہیں بیچتا کسی اور جگہ بیچتا ہے ان کا ابھی argument یہ تھا کہ میرے پاس رجسٹرڈ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر:سردار سلیم اختر صاحب آپ کی طرف گھور رہے ہیں،خیر ہے؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ اس پر ruling دے دیں کہ اگر ایک آدمی رجسٹرڈ نہیں ہے تو اس کے لئے جرم جائز ہے؟

جناب سپیکر:اس پر ruling کی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!پھر اس کا مطلب ہے کہ آپ نے میرا argument مان لیا۔

جناب سپیکر:جی،وہ بات نہیں ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!تو پھر آپ اس کو general discussion پر لے جائیں اور یہ انتہائی عجیب argument ہے کہ میرے پاس رجسٹرڈ نہیں ہے اس لئے کارروائی نہیں ہو سکتی تو پھر شراب کی بھی اجازت دے دی جائے اور جو ان کے پاس رجسٹرڈ نہیں ہے تو وہ شراب اور افیون بیچے۔

MR. SPEAKER: Accepted for general discussion.

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!.God bless you

جناب سپیکر:with in two days بحث کے لئے رکھا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! Thank you Today is the special day for me. I am grateful

جناب سپیکر:.Accepted for general discussion till Thursday تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ سردار صاحب! آپ کی تحریک رہ گئی ہے میں نے کوشش تو بہت کی ہے کہ میں ادھر پہنچ پاؤں لیکن sorry جی۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار کے بعد اب باری آتی ہے زیر التواء قرارداد کی۔ یہ محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں، وہ لابی میں تو نہیں بیٹھی ہیں اگر ہیں تو اندر آجائیں اور آپ کا مسئلہ سامنے ہے۔ جی، زوبیہ رباب ملک صاحبہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا disposed of کی جاتی ہے۔ جی، اگلی پہلی قرارداد ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ کی طرف سے ہے۔ تشریف فرما ہیں؟ جی، ڈاکٹر فائزہ اصغر تشریف فرما نہیں ہیں، disposed of کی جاتی ہے۔ انہوں نے کہنا ہے ہمیں پھر بھی آواز نہیں سنائی دی۔ جی، next کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری کی طرف سے ہے۔ تشریف رکھتے ہیں، نہیں ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیں تو اچھا ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، کیا کر دوں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، جی! یہ تو جو بھی ہو گا اب آپ کے سامنے ہو گا۔ یہ جن کی قرارداد ہے ان کو آنا چاہئے تھا اب اگر وہ نہیں آئے تو پھر میں کیا کروں مجھے تو اس کو dispose of کرنا پڑے گا۔ میں آپ کے کہنے پر ایک آدھ منٹ اور انتظار کر لیتا ہوں۔ میں دوبارہ آواز دیتا ہوں اگر وہ ہیں تو آجائیں۔ جی، میرے خیال میں اب اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلی قرارداد میاں نصیر صاحب کی ہے۔ دیکھیں یہ

کہیں بیٹھے ہوں گے ۔ میاں نصیر صاحب !میاں نصیر احمد صاحب ایم پی اے، میاں نصیر احمد صاحب! تشریف نہیں رکھتے لہذا It is disposed of.

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر !اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ سب کے لئے برابر ہے۔ it is disposed of. اب جناب طاہر اقبال چودھری صاحب کی قرارداد ہے۔جی، جناب طاہر اقبال چودھری!۔۔۔یار کچھ تو خُدا کا خوف کھاؤ۔ کیا کر رہے ہیں ؟میں بول بول کے تھک گیا ہوں وہ آتے نہیں ہیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر !آپ بول بول کر تھک جائیں تو ہمیں موقع دے دیا کریں۔ میں بات کرنا چاہتا تھا تب آپ نے توجہ نہیں فرمائی اگر آپ اب حکم کریں تو میں اب بات کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں محمد رفیق: چلئے میں کچھ کہہ لیتا ہوں۔ یہاں پر ہمارے ایک معزز رکن نے سر گودھا کے لئے ہائیکورٹ کا بنچ مانگا تھا جس پر شیخ علاؤالدین صاحب نے بھی اظہار خیال کیا اور ہندوستان کی مثال دی۔ میں بھی ہندوستان جا چکا ہوں بنگلہ دیش، بھارت، پاکستان پیپلز فورم کی دعوت پر تو ایسی وہاں پر کوئی بات نہیں ہے۔ شیخ علاؤ الدین صاحب نے درست بات کہی میں اتفاق کرتا ہوں لیکن پاکستان کے اندر بھی میں اس کے خلاف ہوں۔ یہ سازش بنچ اور بار کی طاقت کو توڑنے کے لئے ہے یہ قطعاً ہر جگہ ہائیکورٹ کا بنچ نہیں بننا چاہئے۔ یہ بنچ اور بار کو کمزور کرنے کی سازش ہے۔ بے حد شکریہ

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر !یہ delay جان کر ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ یہاں بیٹھ کر بات نہیں کر سکتے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ بغیر مائیک کے آپ بات کرتے ہیں تو وہ cross talk میں آتی ہے۔ اب چوتھی قرارداد طاہر اقبال چودھری صاحب کی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر !وہ چھٹی پر ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس کوئی درخواست آئی ہے؟میرے پاس تو نہیں آئی۔جی، یہ disposed of کی جاتی ہے۔اب اگلی قرارداد سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔جی، سردار خالد سلیم بھٹی صاحب the great.

تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والہ میں ہیپاٹائٹس سنٹر کے قیام کا مطالبہ

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر!

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والہ شہر میں ہیپاٹائٹس کے مفت علاج کے لئے ہیپاٹائٹس سنٹر فوری قائم کرنے کے لئے ضروری اقدامات کرے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والہ شہر میں ہیپاٹائٹس کے مفت علاج کے لئے ہیپاٹائٹس سنٹر فوری قائم کرنے کے لئے ضروری اقدامات کرے۔"

جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر !ہیپاٹائٹس کے علاج معالجے کی سہولت ڈی ایچ کیو ہسپتال وہاڑی میں موجود ہے جو کہ بورے والہ شہر سے صرف تیس کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔موجودہ حکومت نے صوبہ بھر میں ہیپاٹائٹس کے مریضوں کی تشخیص اور علاج کی بہتر سہولتیں فراہم کرنے کے لئے 884 ملین روپے کی لاگت سے ایک پروگرام منظور کیا ہے جس کے تحت ہر ضلعی ہسپتال اور ٹیچنگ ہسپتالوں میں لیبارٹری کی سہولیات بہتر بنانے اور علاج معالجے کی سہولیات مہیا کرنے کے لئے وسائل مہیا کئے جا رہے ہیں۔تاہم حکومت کی مروجہ پالیسی کے مطابق تحصیل level ہسپتالوں میں ابھی ہیپاٹائٹس سنٹر قائم نہ کئے جا رہے ہیں البتہ وہاں سے مریضوں کو refer کر کے ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں علاج مہیا کیا جا رہا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر !اس سلسلے میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بورے والہ وہاڑی سے اس کی آبادی تقریباً ڈگنا زیادہ ہے۔ بورے والہ میں جو گزشتہ ادوار گزرے ہیں تحصیل ناظم، ضلع ناظم کا تو اس میں ہمارے علاقے میں جتنے بھی فنڈ آئے ہیں تو وہاں پر کرپشن عام تھی جس میں صاف پینے کے پانی کے پائپ کی نالیوں کے ساتھ فٹنگ کی گئی جس کی وجہ سے وہ ناقص پائپ پھٹ چکے ہیں۔ ان کا گندا پانی اور صاف پانی مل کر لوگوں کو مہیا ہوتا ہے۔ یہاں پر اس وقت تقریباً95 فیصد آدمی اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ میں گزشتہ سال بورے والہ میں 125 آدمی کی میڈیسن حکومت سے لے کر گیا تھا۔ وہاڑی میں بلکہ پورے پنجاب میں یہ بیماری ناقص پانی کی وجہ سے ہے تو اس لئے میری درخواست ہے کہ بورے والہ چونکہ آبادی کے لحاظ سے بھی زیادہ ہے، ہمارا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے اس میں یہ سنٹر بنایا جائے کیونکہ ہماری وہاڑی کی آبادی بہت زیادہ ہے اس میں جو ادویات دی جاتی ہیں وہ ویسے ہی بہت کم ہیں تو بورے والہ کے جو مریض وہاں پر جائیں گے تو ان کو کہاں سے ادویات مل سکیں گی؟ میں وزیر صاحب سے اور آپ سے بھی یہ درخواست کرتا ہوں کہ بورے والہ کو یہ سہولت میسر ہونی چاہئے۔ ہمارے سی ایم صاحب کا بھی یہی مؤقف رہتا ہے کہ ان کو زیادہ سے زیادہ فری ادویات دی جائیں اور یہ چونکہ اہم مسئلہ بن چکا ہے یہاں سے لاہور سے کئی دفعہ جب ہمارے حلقہ میں خصوصاً مجاہد پُلی میں اور ایک گاؤں چک 445 میں علاج معالجے کے لئے لاہور سے ٹیمیں گئی تھیں جب ان کو پتا چلا کہ لوگ اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ میری آپ سے یہ درخواست ہو گی کہ بورے والہ میں فری ادویات کا انتظام کیا جائے۔

جناب سپیکر: بات یہ ہے کہ آپ کے نزدیک ڈسٹرکٹ وہاڑی میں ایک سنٹر قائم ہے۔ بورے والہ اور وہاڑی کا کتنا فاصلہ ہے؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب والا !انہوں نے جو بتایا ہے فاصلہ تو اتنا ہی ہے مگر ان کے حلقے کے لئے پہلے ہی ادویات ناکافی ہیں۔ بورے والہ کے لئے وہquota دے ہی نہیں سکتے۔ اگر یہ اس کے لئے کوئی ایسا قانون بنا دیں کہ 50 فیصد بورے والہ کے لوگ ادویات وہاں سے لے لیں تو یہ ہمارے لئے sufficient ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی طریقہ بنادیں۔ میرے خیال میں تو اس بحث میں نہ ہی الجھا جائے کہ یہ قرارداد اس معزز ایوان میں آئے اور اس مسئلے پر voting ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلے پر کوئی اچھا طریقہ نکال کر ان کو بھی satisfied کریں جس سے یہ معاملہ آگے نہ بڑھے۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ٹھیک ہے۔ جناب!

میاں نصیر احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

پانی کے حوالے سے ایوان میں بحث کرنے کا مطالبہ

میاں نصیر احمد: جناب والا! میں ایک انتہائی اہم معاملے کی طرف جناب کی اور اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ آج پاکستان کی تاریخ کے سب سے اہم موضوع پر پاکستان کے چاروں وزرائے اعلیٰ اور وزیر اعظم پاکستان اسلام آباد میں ملنے جا رہے ہیں اور یہ issue پاکستان کی معاشی ترقی کے ساتھ منسلک ہے۔

جناب سپیکر! آج چاروں وزرائے اعلیٰ اسلام آباد میں چشمہ لنک کینال کے حوالے سے انتہائی اہم فیصلے کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ آج اس اہم issue پر بات کرنے کے لئے کیا ہی بہتر ہو کہ آج پنجاب کی اپوزیشن بھی پنجاب کے پانی کے لئے بات کرنے کے لئے یہاں موجود ہو۔ میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ پھر ان سے یہ request کی جائے وہ آئیں اور اس ایوان کا حصہ بنیں اور پنجاب کا وہ مسئلہ جو پنجاب کی ستر فیصد آبادی کا مسئلہ ہے اس پر بات کریں۔

جناب سپیکر: آپ نے بہت اچھی بات کی ہے اور میں بھی اس کو آگے بڑھاتا ہوں۔ میرے خیال میں لغاری صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ آپ کے صوبہ پنجاب کے بارے میں House بات ہو رہی ہے تو آپ بھی اس میں participate کریں آپ دور کیوں رہ رہے ہیں۔ ہم تو آپ کو بلا رہے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ participation اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہم پاکستان کے اندر پانی کے معاملے میں کسی صوبے کا حق نہیں لینا چاہتے۔ ہم ایک بوند بھی زیادہ نہیں لینا چاہتے لیکن کیا یہ ہمارا حق نہیں کہ جو پنجاب کی عوام کا حق ہے وہ حق ہم مانگ سکیں۔ کیا یہ ہمارا حق نہیں کہ آج پورے پاکستان کی معیشت کا جو حال ہے آج پورے پنجاب کے اندر پنجاب کی وہ عوام جن کا کھانا پینا اور زندگی کے تمام معاملات زراعت کے شعبے سے تعلق رکھتے ہیں، پنجاب کے وہ لوگ جن کے آباؤاجداد خود اور ان کی آنے والی نسلیں بھی اسی شعبے سے وابستہ ہیں، کیا ان کا خیال کرنا اس پنجاب اسمبلی کے ایوان کا فرض نہیں ہے، پنجاب اسمبلی کی ذمہ داری نہیں ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج اسلام آباد کے اندر جو چاروں وزرائے اعلیٰ وزیر اعظم سے ملنے جا رہے ہیں ہمیں پنجاب اسمبلی کے اندر ایک بہت مثبت جواب دینا چاہئے، ہمیں پنجاب اسمبلی کے اندر ایک consensus ایک متفقہ رائے بنانی چاہئے کہ پنجاب کی عوام اپنے تینوں صوبوں کے بھائیوں کا، کسی کا کوئی حق نہیں لینا چاہتے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ باقی صوبوں کو بھی پانی ملنا چاہئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ سندھ کی عوام کو ان کا یہ حق ملنا چاہئے، ہم یہ چاہتے ہیں کہ پانی کی منصفانہ تقسیم کا آج اسلام باد میں بیٹھ کر ہمارے تمام وزرائے اعلیٰ متفقہ طور پر فیصلہ کریں لیکن جو پنجاب کی عوام کا حق ہے وہ حق ان کو ملنا چاہئے۔ ہم اس حق کی بات کرتے ہیں جس کی بنیاد پر پاکستان کا 70 فیصد revenue generate ہوتا ہے۔ ہم تو اس حق کی بات کرتے ہیں جس کی بنیاد پر پنجاب کی ساٹھ سے ستر فیصد آبادی جس کا دارومدار آج اس زراعت پر ہے ہم اس کی بات کرتے ہیں۔ ہم اس accord کی بات کرتے ہیں، اس معاہدے کی بات کرتے ہیں جس کی بنیاد پر چشمہ لنک کینال کو کھولنے کا وعدہ کیا گیا تھا اور اگر آج اس کو بند کرنے کی بات کی گئی تو یہ پاکستان اور پنجاب کی معیشت کے لئے بہت بڑا دھچکہ ہو گا اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج اس issue پر پنجاب اسمبلی کے اندر بات ہونی چاہئے اور تمام ہمارے وہ احباب جو خاص طور پر زراعت سے related ہیں اور اس belt سے تعلق رکھتے ہیں ان کو اس پر بات بھی کرنی چاہئے اور ایک ایسی متفقہ آراء بنا کر اپنے سندھ کے بھائیوں کو سرحد اور باقی صوبوں کے بھائیوں سے بات کرنی چاہئے اور یہ پیغام دینا چاہئے کہ ٹھیک ہے کہ اگر ارسا کے چیئرمین نے استعفیٰ دے دیا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اگر اس کے کسی اور ممبر نے کوئی اعتراض کیا ہے تو ہم اس کی بات کو بھی سائیڈ پر کرتے ہیں۔ ہم تو اپنے حق کی بات کریں گے اس حق کی بات کریں

گے جو آج سے چالیس سال پہلے اسلام آباد میں بیٹھ کر تسلیم کیا گیا تھا۔ اس کے بعد 1991 میں میاں محمد نواز شریف صاحب کے دور حکومت میں بھی اس کو تسلیم کیا گیا تھا اور جس طرح پہلے بتایا گیا ہے کہ پنجاب میں پانی کی باری چونکہ پہلے آجاتی ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں اگر پنجاب پندرہ سے بیس دن یا ایک مہینے کا پانی استعمال کرتا ہے اور اس کے بعد وہی پانی ایک مہینے کے بعد سندھ کے بھائی استعمال کرتے ہیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگر یہ پنجاب کا پندرہ سے بیس دن پانی استعمال کرنے کے بعد ہمارے سندھ کے بھائیوں کا پانچ سے دس دن کا پانی زیادہ بھی چاہئے تو پنجاب اس کے لئے بھی قربانی دینے کے لئے تیار ہے لیکن سب سے پہلے ہمیں ضرورت ہے پنجاب کے بھائیوں کو ان کا یہ حق ملنا چاہئے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث ہونی چاہئے اور اس پر مل کر ایک متفقہ آراء بنائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو تجویز دی ہے کہ پانی کے اوپر بحث ہونی چاہئے۔ میں اس بات کو اس لئے endorse کرتا ہوں کہ اس وقت وزیر اعظم پاکستان کے پاس اسی پانی کے مسئلے پر اور سی جے لنک نہر کھولنے یا نہ کھولنے سے متعلق میٹنگ ہو رہی ہے ، وزیر اعلیٰ سندھ اور وزیر اعلیٰ پنجاب اس میں موجود ہیں تو اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس House کو آدھے گھنٹے کے لئے adjourn کر دیں اور اس کے بعد ایک گھنٹہ اس موضوع پر بحث کے لئے مختص کر دیں۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ اس موضوع پر اس معزز ایوان کی آواز جو ہے وہ ہر قیمت پر جانی چاہئے ۔ کیونکہ آج اگر وہاں پر سی جے لنک کینال بند ہونے کا فیصلہ ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ پورے پنجاب کا اور اس معزز ایوان کا بہت بڑا نقصان ہے۔

جناب سپیکر: جی، بات آپ کی ٹھیک ہے۔ اب ہم اجلاس کو adjourn کرتے ہیں اور ٹھیک پونے تین بجے انشاءاللہ یہاں ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی 2 بج کر 45 منٹ تک کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر بعد از وقفہ 2 بج کر 55 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

شوگر ملز مالکان کی جانب سے گنے کے کاشتکاروں کو ادائیگی نہ ہونے سے پریشانی کا سامنا

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اپنے کاشتکاروں اور زمیندار بھائیوں کا مسئلہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ گنا مارچ کے مہینے میں ملوں کو دیا گیا، رمضان شوگر مل جو چنیوٹ ضلع میں واقع ہے اس نے تو ادائیگیاں کر دی ہیں لیکن سانگلہ ہل شوگر مل نے ابھی تک ادائیگیاں نہیں کیں اور ایک ایک آدمی کے پاس دس دس، پندرہ پندرہ CPR پڑے ہوئے ہیں اور وہ دس دس، بارہ بارہ لاکھ روپے کا مسئلہ ہے۔ ان زمینداروں نے چونکہ کھاد ادھار پر لی ہوتی ہے، ایسے ہی بیج اور بلوں کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے وہ بے چارے پریشان ہیں اس لئے میں گزارش کروں گا کہ مل مالکان کو آپ کی وساطت سے حکم جانا چاہئے کہ بلاوجہ کاشتکاروں کو پریشان نہ کیا جائے اور CPR کے مطابق ادائیگیاں کی جائیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: اب پانی کے حوالے سے بحث کا آغاز ہوتا ہے۔ جی، ملک صاحب!

بحث

صوبہ میں پانی کے حوالے سے عام بحث

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! شکریہ۔ آج جو سی جے لنک کینال کے لئے وقت رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کے لئے ایسا issue ہے جس پر سب کو مل بیٹھ کر

اس کا حل نکالنا چاہئے کیونکہ 70 فیصد لوگوں کا انحصار زراعت پر ہے اور جب بڑے صوبے میں زراعت متاثر ہو گی تو میں سمجھتا ہوں کہ پورا ملک متاثر ہو گا۔ پچھلے دنوں ارسا کے بارے میں بڑی باتیں ہوتی رہیں۔ ہماری قیادت نے چاہے وہ صوبائی ہے یا وفاقی ہے اس نے جس طرح دہشتگردی کو deal کیا اور اس کا حل نکالا جس کی وجہ سے 99 فیصد دہشگردی کا اختتام ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایک منٹ کے لئے رکیں، میں چنیوٹی صاحب کا جواب وزیر زراعت سے لے لوں۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب نے ابھی یہاں ایک پوائنٹ آف آرڈر پر سوال اٹھایا تھا کہ سانگلہ ہل شوگر مل کو لوگوں نے گنا supply کیا تھا اور کئی مہینے ہو گئے ہیں کہ CPR لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں لیکن ان کو ان کی رقم نہیں دی جارہی اس کے لئے آپ کیا بندوبست کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ معاملہ محکمہ خوراک سے متعلقہ ہے لیکن مولانا صاحب نے جس طرف نشاندہی کرائی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ زراعت، خوراک اور انڈسٹری سے متعلقہ ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں ان سے رابطہ کر کے یہ معاملہ حل کرواتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس مسئلے کو بھی حل کروائیں۔ جی، ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! جس طرح میں عرض کر رہا تھا کہ ہماری قیادت نے دہشتگردی کو tackle کیا، جس طرح NFC ایوارڈ دیا جو قوم کو اتنا بڑا تحفہ ملا ہے کہ جس کا impact آنے والے دنوں میں دیر تک رہے گا۔ اسی طرح اٹھارویں ترمیم کا تحفہ بھی ہماری قیادت نے دیا میں دونوں قیادتوں کا ذکر کر رہا ہوں چاہے وہ صوبائی ہوں یا وفاقی ہوں۔ اس کے علاوہ سی جے لنک کنال اور ارسا کا جو معاملہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں یقین ہے کہ ہماری قیادت اس ملک کی بہتری کے لئے سر جوڑ کر بیٹھی ہوئی ہے۔ ہماری قیادت نے ارسا کے معاملے کے جو مراحل پہلے طے کئے ہیں آج انشاءاللہ تعالیٰ جب یہ بیٹھیں گے تو یہ معاملہ بھی حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ صوبوں میں جو اختلافات ہیں یا تھے ہماری نیک نیت قیادت بیٹھی ہے یہ اختلافات وہ دن دور نہیں جب ختم ہو جائیں گے اور ہمارا ملک اب جس جمہوری track پر چڑھا

ہے تو انشاءاللہ یہ جمہوریت آگے جا کر پھل دے گی اور ہمارے ملک کی قسمت بدلے گی۔ سی جے لنک کینال کا معاملہ ہے اگر پانی سمندر میں کہیں ضائع ہو رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی reservations دور کرتے ہوئے ہمیں اس پانی کا صحیح استعمال کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! زراعت کے لئے پہلے بھی اقدامات کئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پانی سے ہٹ کر بھی دوسرے اقدامات پورے نہیں ہیں۔ ہم اگر اپنی زراعت کو ترقی دینے کے لئے پورے اقدامات کریں تو ہمارا ملک ترقی یافتہ ممالک کی دوڑ میں آسکتا ہے۔ آج بھی اگر وفاقی حکومت نے چائنا سے Atomic Energy Power Plant کا MOU sign کیا ہے

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی کے لئے ایک گھنٹہ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! اس کا بھی ملک کی ترقی پر impact ہو گا اور جس طرح ایران کے ساتھ انھوں نے گیس کا contract کیا ہے تو اس کا بھی impact ملک کی ترقی پر اور انڈسٹری پر بھی ہو گا۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں پوری طاقت کے ساتھ اپنے وزیر اعلیٰ کو یہ یقین دلانا چاہئے کہ آپ اس صوبے کے چیف ایگزیکٹو ہونے کے ناتے جو بھی معاملات اور جو بھی محرومیاں ہیں وہ دور کریں یہ پورا ہاؤس ان کے ساتھ ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اب اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔ آدھ گھنٹہ کے بعد انشاءاللہ ہم دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر 3 بج کر 50 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: وزیر زراعت نے floor مانگا تھا اور کچھ بات کرنا چاہتے تھے۔ جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ آج اسلام آباد میں ایک بہت اہم میٹنگ ہو رہی ہے اور وزیر اعظم صاحب کے پاس چاروں وزرائے اعلیٰ وہاں پر موجود ہیں اور سی جے لنک کینال کے بارے میں بات ہو رہی ہے جس کو متنازعہ بنایا گیا ہے اس پر discussion

ہو رہی ہے۔ آج اس پنجاب اسمبلی کے ایوان میں یہ گزارش کروں گا کہ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ زراعت ہی ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کا مقام رکھتی ہے اور زرعی ملک ہونے کے ناتے ہماری غذائی ضروریات اور ہماری جو agro based industry ہے اس کا دارومدار بھی زراعت پر ہے اور جو ہم export کرتے ہیں جس سے foreign exchange حاصل ہوتا ہے۔ Value addition کے بعد ہم اس کا زیادہ تر حصہ جس کو export کرتے ہیں جو کہ زراعت پر مبنی ہے۔ 60 فیصد export cotton پر ہے۔ چنانچہ گزشتہ سال اگر ہماری گرتی ہوئی معیشت میں بحران کے دوران اگر معیشت کو سنبھالا دیا تو زراعت نے دیا اور اس کا 4.7 growth rate تھا جس کی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ زراعت کی وجہ سے ہی ہماری معیشت بحران سے باہر نکلی۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مجموعی طور پر جب زراعت ترقی کے منازل طے کر رہی تھی 1960 میں ایوب خان کا دور حکومت تھا اس میں Indus Water Treaty کا ایک معاہدہ ہوا جس میں تین دریا ستلج، راوی اور بیاس ہندوستان کے سپرد کئے گئے اور جو western rivers ہیں چناب، جہلم، سندھ اس پر پاکستان کا حق تسلیم کیا گیا۔ Indus water treaty کے معاہدے کے تحت جب یہ کہا گیا کہ ہمارے جو مشرقی اضلاع ہیں ان کو پانی کہاں سے دستیاب ہو گا؟ تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ پاکستان جو ہے وہ اپنے links بنا کر western rivers سے پانی لے کر eastern rivers کے پانی کی کمی کو پورا کرے گا۔ اس میں ٹی پی لنک کینال ہے، سی جے لنک کینال ہے اور اسی طرح دیگر links بھی بنائے گئے تا کہ جو علاقے eastern rivers کی وجہ سے متاثر ہو رہے تھے ان کو پانی western rivers سے فراہم کرنا تھا۔ اس طرح اس treaty میں یہ چیز provide کی گئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ دیگر حکمران بھی آئے اور ذوالفقار علی بھٹو صاحب پاکستان کے وزیر اعظم رہے۔ ان کے دور میں جبکہ سندھ میں بھی ان کی حکومت تھی اور پورے ملک پر حکومت تھی تو ان کی حکومت نے بھی اس بات پر کوئی اعتراض نہ کیا کہ یہ links کیوں بنائے گئے ہیں۔ آج یہ مسئلہ کیوں پیدا ہوا؟ جولائی 2000 میں مشرف نے جس طرح ان کے دیگر سیاہ کارنامے ہیں ان کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ ایک طے شدہ کلیہ IRSA کی جو formation تھی اس میں چاروں صوبوں کی نمائندگی تھی اور ہر صوبے کا ایک نمائندہ مقرر کیا گیا اس کے علاوہ ایک نمائندہ Federation کا مقرر کیا گیا تھا۔ پانچ نمائندوں پر

مشتمل IRSA کا ادارہ معرض وجود میں آیا لیکن جولائی 2000 میں مشرف نے 1991 کے Water Accord کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وفاقی حکومت کا جو نمائندہ مقرر ہونا تھا اس نے وہ بھی سندھ سے مقرر کر دیا۔ چنانچہ سندھ سے دو نمائندے ہو گئے ایک بلوچستان کا، ایک سرحد کا اور ایک پنجاب کا۔ اس طریقے سے IRSA کی جو نمائندگی ہے وہ غیر متوازن ہو گئی۔ اس غیر متوازن نمائندگی کے ساتھ چونکہ بلوچستان کو پانی سندھ سے ملنا ہے اس طریقے سے صوبہ بلوچستان کا جو نمائندہ تھا وہ بھی سندھ کے pressure میں آ گیا تو IRSA کی نمائندگی جو کہ ایک خالصتاً ایک فنی ادارہ تھا اس میں کوئی politics involve نہیں تھی لیکن بد قسمتی سے اس میں سیاست داخل ہو گئی اور انہوں نے من مانے فیصلے کرنے شروع کر دیئے۔ جس کی وجہ سے صوبوں کے درمیان جو بھائی چارے کا ماحول تھا، برادرانہ ماحول تھا اور این ایف سی ایوارڈ پر جو پنجاب نے قربانی دی 1.27 فیصد جو پنجاب کا share تھا وہ صوبہ پنجاب نے اپنے دیگر بھائیوں کے لئے قربانی دی اور یہ بھی کہا کہ پنجاب بڑا بھائی نہیں ہے بلکہ ہم سب برابر کے بھائی ہیں اور اس سے بلوچستان کو 83۔ارب روپے کے اضافی sources فراہم کئے گئے تاکہ جو بلوچستان کی پسماندگی ہے وہ دور ہو سکے۔

پنجاب ہر موقع پر قربانی دیتا آ رہا ہے پنجاب کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ پنجاب کسی صوبے کے خلاف کوئی کام کرنا چاہتا ہو۔ یہ صورتحال اس وقت پیدا ہوئی جب ہماری cotton crop کاشت ہوئی cotton crop کی sowing کے بعد جو سی جے لنک کینال ہے اس کا پانی تریموں ہیڈ سے فراہم ہونا ہے اور کون کون سے اضلاع کو فراہم ہونا ہے جھنگ، ملتان، خانیوال، وہاڑی اور لودھراں کے اضلاع کو پانی فراہم ہونا تھا اور اس کے علاوہ رنگ پور کینال کو پانی وہاں سے فراہم ہونا ہے۔ اس کے علاوہ جنوبی پنجاب کے جو اگلے اضلاع ہیں رحیم یار خان، بہاولپور ڈویژن اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن کو بھی اسی Indus River سے پانی فراہم ہونا ہے۔ ان حالات میں، میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان علاقوں میں تقریباً 45 لاکھ ایکڑ پر کاٹن کاشت ہوئی اور اس طرح باقی علاقہ ملا کر مجموعی طور پر 62 لاکھ ایکڑ پر اس سال کاشت ہوئی ہے۔ کپاس چونکہ ایک صوبے کی crop نہیں ہے بلکہ یہ ہماری قومی معیشت میں ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے اور آپ دیکھیں کہ اس cotton crop کی وجہ سے 60 فیصد سے زیادہ جو ہمارا foreign exchange ہے جو export ہے وہ cotton base ہے اور cotton crop شدید

متاثر ہو رہی ہے اور یہ سی جے لنک کینال کے بند کرنے کی وجہ سے ہو رہی ہے۔12۔ مئی کو جب یہ فیصلہ ہوا تو اس وقت IRSA نے انکار کر دیا جبکہ پنجاب نے ایک indent بھیجا کہ ہمیں سی جے لنک سے دس ہزار کیوسک پانی لینے کی اجازت دی جائے اور جو 1991 کا Water Accord ہے اس میں چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کے دستخط موجود ہیں، صوبہ سندھ کے وزیر اعلیٰ جام صادق صاحب کے دستخط ہیں، اسی طرح صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ میر افضل خان کے دستخط ہیں، صوبہ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ کے بھی دستخط ہیں، صوبہ پنجاب کی طرف سے غلام حیدر وائیں کے دستخط ہیں۔ چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کے دستخط کے علاوہ وزراء خزانہ کے دستخط ہیں 1991 کے Water Accord پر اس کے علاوہ وزرائے آبپاشی کے بھی دستخط ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ 1991 کا Water Accord پاکستان کی تاریخ کی ایک اہم دستاویز ہے جو کہ میاں محمد نواز شریف جو اس وقت کے وزیر اعظم تھے ان کے دور میں یہ Accord منظور ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں نواز شریف کا یہ ایک عظیم کارنامہ ہے کہ انہوں نے چاروں صوبوں کو ایک میز پر یہ فیصلہ کروایا کہ صوبے آپس میں بیٹھ کر پانی کی تقسیم کا مسئلہ حل کریں۔ چنانچہ 1991 کے Water Accord کے مطابق پانی کا جو average استعمال ہے جو 1977 سے لے کر 1982 کے عرصہ کو count کرتا ہے اور ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ average year کے سال ہیں۔ اس عرصہ کا جو پانی ہے اس کو calculate کیا گیا اسی پر ہی share تقسیم ہوئے اور جو فالتو flood water تھا اس کے بھی share اس طرح رکھے گئے کہ 37 فیصد حصہ سندھ کا ہو گا 37 فیصد حصہ پنجاب کا ہو گا، 12 فیصد حصہ بلوچستان کا ہو گا اور 14 فیصد حصہ صوبہ سرحد کا ہو گا۔ یہ share اس طرح سے تقسیم ہوئے۔ اسی طرح جو flood water تھا 37.07 پنجاب کا فصل خریف کے لئے مقرر ہوا اور سندھ کا 33 ملین ایکڑ پانی کا کوٹا مقرر ہوا۔ اس طرح سے صوبوں کے share برابر تقسیم ہو گئے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! House کو in order فرمائیں۔

جناب سپیکر: جناب والا! آپ اپنی بات جاری رکھیں میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! House in order نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! جب یہ پانی کے share صوبوں کے درمیان تقسیم ہو گئے اور چاروں صوبوں کے اتفاق رائے سے ان کے وزراء اعلیٰ ان کے وزراء خزانہ اور وزراء آبپاشی نے دستخط کر دیئے تو پھر کوئی confusion نہیں رہا۔ اب رہا سوال یہ کہ سی جے لنک کینال سے سندھ کو کیا نقصان ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک برتن والی بات ہے کہ اگر کسی نے اپنے حصے کی گندم لینی ہو تو اس کو کہا جائے کہ آپ jute bags میں لے سکتے ہیں آپ cotton bags میں نہیں لے سکتے یا cotton bags میں لے سکتے ہیں jute bags میں نہیں لے سکتے۔ یہ جو سی جے لنک کینال ہے یہ تو ایک برتن ہے اس سے پانی گزرنا ہے یہ کسی کا share نہیں کھاتا share تو پہلے 1991 کے Accord میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ اس میں جو پنجاب کا share ہے وہ بھی determine ہو چکا ہے صوبہ سندھ کا share بھی determine ہو چکا ہے اور اس سلسلے میں صوبوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن IRSA جو ایک فنی ادارہ تھا اس کو بلاوجہ سیاسی ادارہ بنایا گیا politicize کیا گیا اور جو اضافی ممبر تھا سندھ سے شفقت ڈار صاحب تھے انہوں نے اس میں سیاسی کردار ادا کیا جس کی وجہ سے یہ ادارہ متنازعہ ہوا اور اس تنازع کی وجہ سے یہ کہا گیا کہ سی جے لنک کینال کو بند کیا جائے۔ اگر سی جے لنک سے پانی نہیں ملتا تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہمارے جو پرانے دریا ہیں جیسے دریائے ستلج ہے اس دریائے ستلج میں اگر ہم پانی منگلا کمانڈ سے لے کر جاتے ہیں تو اس سے ہمیں 48 فیصد پانی کا losses ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جب ان کے نمائندوں نے از خود استعفیٰ دیا تو اس کے بعد چیئرمین شپ پنجاب کے حصہ میں آئی اور ڈاکٹر شفقت صاحب چیئرمین بنے تو انہوں نے چشمہ جہلم کینال کھولی۔ ہمیں چشمہ جہلم لنک کینال سے دس ہزار کیوسک پانی ملتا ہے۔آپ اندازہ کریں کہ بہاولنگر کے علاقے میں زیر زمین پانی brackish ہے اسی طرح بہاولپور ڈویژن کے بہت سارے علاقوں میں زیر زمین پانی کڑوا ہے، چولستان کے علاقے میں تو جانوروں کے پینے کے لئے بھی پانی نہیں ہے۔ہماری لاکھوں ایکڑ زمین بے آب و گیاہ پڑی ہے۔ تھل کا تقریباً 20 لاکھ ایکڑ آج بھی بغیر پانی کے بے آب و گیاہ پڑا ہے۔تو میرے بھائی جو سندھ کارڈ استعمال کر رہے ہیں اور سندھ کے نام پر سیاست کر رہے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ہمارے تھل کے علاقے میں 20 لاکھ ایکڑ زمین بغیر پانی کے غیر آباد پڑی ہے

جبکہ وہ دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ موجود ہے۔اسی طرح ہمارے چولستان کی وسیع و عریض زمین بے آب و گیاہ پڑی ہے تو یہ کیسے کہتے ہیں کہ پنجاب میں پانی زیادہ جا رہا ہے اور سندھ میں پانی کی قلت ہے؟ تھل کے علاقے میں جو موجودہ تھل کینال ہے اس کا واٹر الاؤنس 3.18 ہے جو nominal ہے وہاں پر پانی کی کمی ہے لہذا میں وزیر اعظم پاکستان سے گزارش کروں گا کہ ارسا کے ادارے کی از سر نو تشکیل کی جائے اور اس میں غیر سیاسی ٹیکنیکل انجینئر ہوں اور اس میں چاروں صوبوں کی برابر نمائندگی ہو پانچویں نمائندگی فیڈریشن کی ہو اور وہ کسی صوبے سے نہیں ہونی چاہئے بلکہ وہ بے شک گلگت سے ہو، اسلام آباد سے ہو یا کشمیر سے ہو لیکن نمائندگی فیڈریشن کی ہونی چاہئے۔ یہ پانچ نمائندوں کا ادارہ ہے وہ بیٹھ کر یہ فیصلہ کرے اور چشمہ جہلم لنک کینال کا پانی جاری رہنا چاہئے۔ آج جو پانی کی کمی ہوئی ہے اس وجہ سے اس سال کپاس کی دس لاکھ گانٹھ پیداوار کم ہو رہی ہے۔اگر چشمہ جہلم لنک کینال بند کی گئی تو پھر کاٹن کو شدید نقصان ہو گا اور ہم اپنے قیمتی زرمبادلہ کا نقصان کریں گے، ہماری انڈسٹری متاثر ہو گی، ہماری لیبر متاثر ہو گی، ہماری زرعی معیشت متاثر ہو گی لہذا میں گزارش کروں گا کہ کسی صورت میں بھی چشمہ جہلم کینال کو بند کرنے کا فیصلہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ غیر قانونی، غیر اخلاقی اور illegal فیصلہ ہو گا۔1991 کے Water Accord کے سیکشن 14 D میں یہ دیا گیا ہے اور اگر آپ فرمائیں تو میرے پاس فائل موجود ہے اور میں وہ پیرا پڑھ کر سنا دیتا ہوں اس میں لکھا ہوا ہے کہ اس معاملے میں صوبے آزاد ہیں وہ جس کینال سسٹم سے پانی لینا چاہیں لے سکتے ہیں۔چنانچہ 1991 کے Water Accord کے سیکشن 14-D میں یہ provision موجود ہے کہ صوبے آزادنہ طور پر جب چاہیں، جس طرح چاہیں اور جس کینال سسٹم سے چاہیں پانی لے سکتے ہیں لہذا ہم اس 14-D کے تحت چشمہ جہلم کینال سے پانی لینا چاہتے ہیں اور ہمیں وہ ملنا چاہئے اور اس پر کسی قسم کی بندش نہیں ہونی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہماری زراعت مضبوط ہو گی، ہماری معیشت مضبوط ہو گی اور یہ ہمارا حق ہے۔ میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ ہم دوسرے صوبوں کی ایک بوند بھی پانی نہیں لینا چاہتے بلکہ ہمارے اپنے حصے کا جو پانی ہے ہم وہ اس سسٹم سے لینا چاہتے ہیں تاکہ ہماری کاٹن کی فصل بچ جائے۔اگر ہماری کاٹن کی فصل بچ جائے گی تو انشاء اللہ ہماری معیشت مضبوط ہو گی۔ یہ معیشت صوبے کی نہیں بلکہ پورے ملک کی معیشت ہے کیونکہ 80 فیصد کاٹن

پنجاب میں کاشت ہوتی ہے لہذا کاٹن کی فصل بچانے کے لئے چشمہ جہلم کینال کا بحال ہونا بہت ضروری ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! یہ بڑا انتہائی اہم اور حساس مسئلہ ہے۔خاص طور پر وہ زمیندار جو جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں جن کی already چھ ماہ کی نہریں ہیں۔آج اس دور میں سب سے بڑا مسئلہ پانی کا ہے اگر پانی ہو گا تو زراعت ہو گی، کھیتی باڑی ہو گی، اس ملک کی معیشت ترقی کرے گی، اس ملک کے لوگ خوشحال ہوں گے۔ہم نے ہانگ کانگ اور سنگاپور کو follow کر کے دیکھ لیا ہے لیکن ہماری تمام پالیسیاں ناکام ہوئی ہیں۔اگر آج ہم اس ملک کو ترقی یافتہ دیکھنا چاہتے ہیں، اگر آج ہم اپنے ملک کی عوام کو خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں، اگر آج ہم پاکستان کو اجناس اور غلے میں خوشحال اور خود کفیل دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر ہم پانی اور زراعت کے لئے جتنی بھی کوشش کر سکیں اس کا کوئی اور نعم البدل نہیں ہے۔ میں وفاقی حکومت اور وزیر اعظم مخدوم یوسف رضا گیلانی صاحب سے بھی گزارش کروں گا چونکہ وہ خود بھی زمیندار ہیں اور ان کا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے کہ تقریباً 34 لاکھ ایکڑ زمین بنجر ہونے کا خطرہ ہے۔اس کینال سے جو پانچ ڈویژن سیراب ہوتے ہیں۔میں آپ کی وساطت سے وزیر آبپاشی اور وزیر اعظم سے گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے پنجاب کے ہاریوں اور غریب کسانوں پر رحم کریں۔اگر ہم پنجاب کا حق نہیں لے سکتے، ہم یہاں پر اپنے کسانوں کی نمائندگی کے لئے بیٹھے ہیں، ہمیں اپنے لوگوں کی نمائندگی کا حق ہے اگر ہم انہیں یہ حق نہیں دے سکتے، پنجاب تو اپنے حصے کا پانی مانگتا ہے۔پنجاب، سندھ، بلوچستان اور نہ خیبر پختون خواہ کے ساتھ کوئی زیادتی کرنا چاہتا ہے۔ آپ کے توسط سے میری یہ humble request ہے کہ اسے ایک سیاسی issue نہ بنایا جائے، ارسا ایک غیر سیاسی ادارہ ہے۔ وفاق کا نمائندہ تو غیر جانبدار ہوتا ہے لیکن اگر وہ اپنا وزن سندھ کے حق میں ڈالتا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ہماری تو یہ گزارش ہے کہ خدارا ان پانچ ڈویژن کے معاشی قتل کو بچایا جائے۔ اگر اس کینال کو بند کیا گیا یا پنجاب کو اس کے حصے کا پانی نہ دیا گیا تو پھر یہ تمام علاقہ بنجر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! جیسے معزز اراکین نے کہا کہ سندھ میں موسم پندرہ دن پہلے آتا ہے اور پنجاب میں پندرہ دن بعد بیجائی ہوتی ہے لہذا سندھ اور پنجاب میں تو یہ تفریق بنتی ہی نہیں ہے، یہ لڑائی بنتی ہی

نہیں ہے۔سندھ بھیadjustہو سکتا ہے اور پنجاب کے لوگوں کو بھی پانی مل سکتا ہے۔میں ہاتھ جوڑ کر وفاقی حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ خدارا! جنوبی پنجاب کے اضلاع پر رحم کریں۔اگر گندم اور کپاس میں ان کی حالت تھوڑی بہت ٹھیک ہے آپ دنیا میں دیکھ لیں کہ کپاس پر ہمارا کتناgenerate revenueہوتا ہے ۔اگر کپاس نہ ہوئی، اگر کپاس کی فصل خراب ہو گئی تو یہ صرف جنوبی پنجاب یا پنجاب حکومت کا نہیں بلکہ پورے ملک کا نقصان ہے۔میں یہی چاہتا ہوں کہ اب وزیر اعظم صاحب نے جو فیصلہ کرنا ہے اس میں جنوبی پنجاب کے پسماندہ غریب ، مزدور چھوٹے چھوٹے کسانوں کی حالت زار کو مد نظر رکھتے ہوئے کریں۔بہت مہربانی

جناب سپیکر: جی، محترم میاں محمد رفیق صاحب آف ٹی ٹی سنگھ !

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ میں ہی تو ٹوبہ ٹیک سنگھ ہوں۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم دس منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ٹوبہ ٹیک سنگھ جنوبی پنجاب ہی کی طرح پسماندہ ہے۔میں آپ کے توسط سے عرض کرتا ہوں کہ وہاں پر ایک دو بڑے زمیندار ہیں، ایک دو سرمایہ دار ہیں، کچھ لوگ بیرون ملک گئے ہیں جو خوشحال ہیں باقی تمام کی تمام آبادی بد حال ہے۔کوئی ایک ایکڑ کا مالک ہے، کوئی ڈیڑھ ایکڑ کا مالک ہے، کوئی اڑھائی ایکڑ کا اور کوئی چار ایکڑ کا مالک ہے شاید ہی وہاں پر کوئی آدھے مربع کا مالک ہو۔ٹوبہ ٹیک سنگھ لوئر چناب کینال سسٹم کیtailپر واقع ہے۔اس پر تو میں بعد میں بات کروں گا پہلے میں یہ کہوں گا کہ وزیر آبپاشی کے اعتراض کے بعد ارسا کے پانچویں نمائندے نے استعفیٰ دے دیا ہے۔وہ اعتراض چشمہ لنک کینال کو بند کرنے اور پنجاب کو اس کے حصے کا پانی نہ دینے کا تھا۔وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اس حوالے سے یہاں پر کچھ انکشافات کئے تھے اور اپنے خیالات کا اظہار فرمایا تھا۔آج میاں نصیر صاحب نے بھی بات کی ہے، میں اس کی تحسین کرتا ہوں۔میں نے اُس روز بھی یہ کہا تھا کہ آبپاشی پر بحث کے لئے کوئی وقت مقرر کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ پانی ہمارے لئے زندگی اور موت ہے۔جس طرح انسانی زندگی کے لئے خون کی اشد ضرورت ہوتی ہے اسی طرح سے ہمارے کھیتوں کے لئے پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ہمارا ملک

اور خاص طور پر صوبہ پنجاب agro based ہے اور اسی طرح ہماری صنعتیں بھی agro based ہیں۔پانی کی کمی کے حوالے سے جو سابقا تاریخ ہے میں اس بارے میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ ایک جرنیل نے ہمارے دریاہندوستان کے ہاتھ بیچ دیئے۔اسی طرح ایک دوسرے جرنیل نے ہمارے ڈیموں کا پروگرام freeze کر دیا۔

جناب سپیکر: آپ اس طرح سے سب جرنیلوں کی بات نہ کریں۔جرنیلوں کا ذکر کئے بغیر بات کریں۔جس کسی نے ایسا کیا ہے صرف اسی کا نام لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں کہ پہلے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر،جنرل ایوب خان نے تین دریاہندوستان کے ہاتھ بیچ دیئے تھے۔دوسرے جنرل ضیاءالحق نے ہمارے ڈیموں کے پروگرام کو freeze کر دیا۔اسی طرح تیسرے جنرل پرویز مشرف نے ایک منتخب حکومت کو برطرف کر کے غاصبانہ قبضہ کیا جبکہ اس وقت ہندوستان کے وزیراعظم واجپائی صاحب پاکستان تشریف لا چکے تھے۔وہ مینار پاکستان پر گئے،وہاں پر انہوں نے اپنے تاثرات تحریر کئے اور پاکستان کو تسلیم کیا۔اُس وقت پانی اور کشمیر کا مسئلہ حل کرنے کے لئے ایک Accord تیار تھا۔چونکہ یہ ہمارے جرنیلوں کو منظور نہیں تھا اس لئے پرویز مشرف نے ایک منتخب حکومت،منتخب وزیراعظم میاں محمد نواز شریف صاحب کو برطرف کر کے غاصبانہ قبضہ کیا اور باقی کے دریا بھی ہندوستان کے حوالے کر دیئے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ جمع کا صیغہ استعمال نہ کریں۔مہربانی کریں اور جس کسی نے ایسا کیا ہے صرف اسی کا ذکر کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں تو تاریخ بیان کر رہا ہوں۔1999 کے بعد جب ایک منتخب حکومت کو جنرل پرویز مشرف نے ختم کیا تو اسی وقت ہی بگلیہاڑ ڈیم بننا شروع ہوا اور ہندوستان نے دوسرے dams بھی بنانا شروع کر دیئے۔اس طرح ان آمروں نے ہمارے باقی کے تینوں دریا بھی ہندوستان کے حوالے کر دیئے۔اس کی وجہ سے run of river میں کمی آئی،velocity میں کمی آئی،ہمارے دریاؤں میں پانی کی کمی ہوئی اور ہمارے لئے پانی کی کمی کا ایک مستقل مسئلہ پیدا ہو گیا۔

جناب سپیکر!ارسا کی constitution پر مجھے ایک اعتراض ہے۔پاکستان کے چار صوبے ہیں اس لئے ارسا کے members بھی چار ہونے چاہئیں۔پانچواں ممبر ناانصافی کے لئے بنایا گیا ہے میرے اس پر تحفظات ہیں۔میں کہتا ہوں کہ ارسا کے صرف چار member ہونے چاہئیں۔چاروں صوبوں میں سے ایک ایک member لیا جائے۔جیسا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایوان کے اندر اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا کہ 1991 میں بھی پانی کی تقسیم کا ایک فارمولہ طے ہو چکا ہے۔اسی فامولے کے مطابق ہم چاروں صوبوں کو یکساں پانی ملنا چاہئے یا تقسیم کے مطابق ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر!چشمہ لنک کینال کو بند کرنے کے حوالے سے بات ہو رہی ہے۔اگر چشمہ لنک کینال بند کی گئی تو میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس سے نہ صرف پنجاب بنجر اور قحط زدہ ہو جائے گا بلکہ یہ پنجاب کو دوسرے صوبوں کے ساتھ لڑانے اور تقسیم کرنے کی سازش ہو گی۔مئی کے مہینے میں چشمہ لنک کینال بند کی گئی اور پنجاب میں سے خاص طور پر لوئر چناب کینال کو بند کیا گیا کہ جس سے ہمیں پانی ملتا ہے جبکہ پنجاب کی دوسری تمام نہریں چلتی رہی ہیں۔ٹوبہ ٹیک سنگھ لوئر چناب کینال کی tail پر واقع ہے۔لوئر چناب کینال میں پانی نہیں آتا اور نیچے brackish zone ہے جس کی وجہ سے ٹوبہ ٹیک سنگھ کا چھوٹا کاشتکار قحط زدہ ہونے والا ہے اس لئے میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ اس ایوان سے وفاقی حکومت کو یہ بات جانی چاہئے۔چاروں صوبوں کے وزیر اعلیٰ صاحبان پانی کی تقسیم کا فارمولہ طے کرنے کے لئے بیٹھ رہے ہیں،اکٹھے ہو رہے ہیں تو ان تک بھی یہ بات جانی چاہئے کہ 1991 کا جو ایک طے شدہ فارمولہ ہے اس کے مطابق پانی کی تقسیم ممکن بنائی جائے۔اسی طرح میں ارسا کے پانچویں ممبر کے خلاف ہوں۔چاروں صوبوں کے چار نمائندے ہونے چاہئیں۔چشمہ لنک کینال کو ہر گز بند نہیں کرنا چاہئے۔یہ جنوبی پنجاب ہمارا بازو ہے، جنوبی پنجاب والے ہمارے بھائی ہیں۔کاشتکار چاہے جنوبی پنجاب کا ہو،وسطی پنجاب کا ہو یا شمالی پنجاب کا،اس کے خون کا رنگ ایک ہی ہے۔کاشتکار کا ایک ہی طبقہ ہے اس لئے میں بھرپور طریقے سے جنوبی پنجاب کے کسان کی بھی بات کرتا ہوں،وسطی پنجاب کے کسان کی بھی بات کرتا ہوں اور شمالی پنجاب کے کسان کی بھی بات کرتا ہوں۔بلوچستان،سندھ کے کاشتکاروں کی بھی بات کرتا ہوں۔وفاقی حکومت کو اس ایوان کے ذریعے سے یہ پیغام دینا چاہئے کہ چشمہ لنک کینال ہر گز بند نہیں کرنی چاہئے۔معاہدات ہو چکے ہیں،سندھ

طاس معاہدے کے مطابق بھی،1991 میں جو معاہدہ ہوا تھا اس کے مطابق بھی یہ کینال ہر گز بند نہیں ہونی چاہئے۔ جنوبی پنجاب کے لئے یہ نہر کھلی رہنی چاہئے۔اگر اس نہر کو بند کیا گیا تو خدانخواستہ یہ پنجاب کو لڑانے اور تقسیم کرنے کی سازش ہو گی اوراگر جنوبی پنجاب بنجر ہوا تو ظاہر ہے پھر وسطی پنجاب بھی بنجر ہو جائے گا۔وسطی پنجاب اپنا پانی جنوبی پنجاب کو دینے کا کیسے متحمل ہو سکتا ہے؟اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ چشمہ لنک کینال کو ہر گز بند نہیں ہونا چاہئے،اس کو چلتا رہنا چاہئے۔پنجاب تب ہی سرسبز و شاداب ہو سکتا ہے،اس کی صنعتیں تب ہی چل سکتی ہیں کہ پانی رواں دواں رہے۔ہماری صنعت بھی agro based ہے۔چشمہ لنک کینال کے بند ہونے سے صرف پنجاب قحط زدہ یا بنجر نہیں ہو گا بلکہ پاکستان قحط زدہ اور بنجر ہو جائے گا۔بے حد شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کا بھی بہت شکریہ۔جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!بہت شکریہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب!میں نے floor آپ کو دیا ہوا ہے اس لئے آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!آپ زیادتی کر رہے ہیں۔میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔کیا یہ آپ آمرانہ جمہوریت کو فروغ نہیں دے رہے؟ہاؤس میں کورم پورا نہ ہے اور آپ غلط روایات قائم کر رہے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!پاکستان بننے سے لے کر اب تک۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!میں نے کورم point out کیا ہے۔

جناب سپیکر: ہم آپ کی بات سنتے ہیں،ابھی تشریف رکھیں۔گوندل صاحب!آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔یہاں ابھی بات ہو رہی تھی کہ اسلام آباد میں چشمہ جہلم لنک کینال پر بات ہو رہی ہے۔میں نے اسی سلسلے میں اپنی ایک بات کرنی ہے۔پنجاب کا دوسرا نام قربانی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے کورم point out کیا ہے لیکن آپ میری بات نہیں سن رہے۔ کیا آپ آمرانہ جمہوریت کو فروغ نہیں دے رہے؟

جناب سپیکر: آپ کو ابھی floor نہیں دیا گیا، آپ کو ابھی اجازت نہیں ہے۔I am sorry جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! جب پاکستان بنا تھا تو اس وقت maximum قربانیاں ہجرت کی شکل میں ہوں یا جانی قربانیوں کی شکل میں ہوں، وہ پنجاب کے لوگوں نے دیں تھیں۔ ان کا تعلق چاہے پنجاب کے مشرقی حصے سے تھا یا مغربی حصے سے تھا۔ اس کے بعد ایوبی آمریت کے دور میں جب Indus Basin Water Treaty ہوئی تو اس وقت بھی سب سے زیادہ قربانیاں پاکستان کو دینی پڑیں اور پاکستان کے لئے پنجاب نے اپنے چار دریاؤں کا پانی surrender کیا جس میں دریائے بیاس، دریائے ستلج، دریائے راوی اور دریائے چناب شامل ہیں۔ Indus Basin Water Treaty کے تحت انڈیا کو ایوبی آمریت نے یہ حق دیا کہ وہ۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وزیر قانون قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر چودھری عامر سلطان چیمہ اپنی سیٹ چھوڑ کر جناب سپیکر کے سامنے آ کر دونوں ہاتھوں سے dice بجاتے ہوئے کہنے لگے کہ کورم نہیں ہے اور بالآخر جناب سپیکر سے فائل چھیننے کی کوشش کی)

(اس مرحلہ پر معزز حکومتی اراکین اپنی اپنی سیٹیں چھوڑ کر Speaker Dice پر آنے لگے تو Leader of the Opposition چودھری عامر سلطان چیمہ کو پکڑ کر واپس لے گئے)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن سیٹوں پر معزز حکومتی اراکین اور معزز اراکین اپوزیشن نے چودھری عامر سلطان چیمہ اور Leader of the Opposition کو گھیرے میں لیا)

(قطع کلامیاں)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کورم point out کرنا ہر ممبر کا حق ہے لیکن عامر سلطان چیمہ صاحب نے جو حرکت کی ہے اس حرکت کے پیش نظر ان کی رکنیت کو suspend کیا جائے اور اس House کی proceeding میں حصہ لینے سے rest of the Session انہیں باہر نکالا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین) (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن اراکین ایوان سے walkout کر گئے)

جناب سپیکر: جی، میں اس کے لئے order pass کرنے لگا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جی، آپ خاموشی اختیار کریں میں اپنی بات کروں گا۔ میں عامر سلطان چیمہ صاحب کی اس حرکت پر پندرہ دن کے لئے پابندی عائد کرتا ہوں وہ House میں نہیں آسکیں گے۔ جی، آپ کا جو دل کرتا ہے وہ کریں، میں آپ کو کیوں روکوں آپ نے جو کرنا ہے وہ کرنا ہے۔ جی، رانا صاحب! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔ (قطع کلامیاں)

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستانی عوام، سیاسی کارکنوں، صحافیوں، دانشوروں اور وکلاء کی بے شمار قربانیوں کے سلسلے میں یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(اس مرحلہ پر کچھ اراکین حزب اختلاف ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اب question put ہو چکا ہے مجھے اس پر بات کرنے دیں۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستانی عوام، سیاسی کارکنوں، صحافیوں، دانشوروں اور وکلاء کی بے شمار قربانیوں کے سلسلے میں یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پاکستانی عوام، سیاسی کارکنوں، صحافیوں، دانشوروں اور وکلاء کی بے شمار قربانیوں کے سلسلے میں یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے، گنتی کروائی جائے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

ممبران اسمبلی اور صحافیوں میں پائی جانے والی غلط فہمی کو دور کرنا اور جمہوریت کے لئے صحافیوں کی جدوجہد کو خراج تحسین پیش کرنا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اس ملک کے عوام کو، صحافیوں کو اور اس معزز ایوان کے لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آمریت کے گماشتوں کا کردار دیکھ لو! یہ لوگ صحافیوں، سیاسی کارکنوں اور اس معزز ایوان کو آپس میں لڑانا چاہتے ہیں۔

"پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس سمجھتا ہے کہ پاکستانی عوام، سیاسی کارکنوں، دانشوروں، صحافیوں اور وکلاء کی بے شمار قربانیوں کے بعد بحال ہونے والے جمہوری عمل کا

تسلسل اور تحفظ معاشرے کے ان تمام طبقات کے درمیان مثالی اتحاد اور یکجہتی کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ اجلاس سمجھتا ہے کہ گزشتہ دنوں ان آمریت کے گماشتوں کی وجہ سے گزشتہ دنوں کے واقعات نے اپنے نتائج کے اعتبار سے اتحاد اور یکجہتی کی اس فضا کو متاثر کیا ہے چنانچہ وطن عزیز میں جمہوریت کے تحفظ اور آئین کی بالادستی کے تقاضوں کے پیش نظر یہ قرارداد لانا ضروری ہے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس پاکستان میں جمہوری آزادیوں، آئین اور قانون کی حکمرانی اور عوامی امنگوں کی ترجمانی میں صحافت اور اہل صحافت کے کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ اس اجلاس کے نزدیک پاکستان میں آمریت کے خاتمے، عوام کی حکمرانی اور عدلیہ کی بالادستی کی کوئی تحریک، آزاد اور غیر جانبدارانہ صحافت کے عملی تعاون اور اہل صحافت کی قربانیوں کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔

یہ ایوان آزادی صحافت کے خلاف ہونے والے کسی بھی اقدام کو جمہوریت اور جمہوری عمل پر حملہ تصور کرتا ہے اور اپنے اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ اہل صحافت ایسے کسی بھی اقدام کے خلاف اپنی جدوجہد میں اس ایوان کے ان اراکین کو اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ یہ ایوان اس غلط فہمی کی پُرزور تردید کرتا ہے کہ اراکین پنجاب اسمبلی میڈیا پر کسی قسم کی کوئی پابندی لگانے یا اسے کوئی نقصان پہنچانے کی کسی تجویز کے حامی ہیں اور اس امر کا کھل کر اظہار کرتا ہے کہ اراکین اسمبلی صحافت کو اس کے فرائض کی بہترین ادائیگی میں مدد دینے کے لئے اطلاعات تک رسائی کے قانون کی ضرورت کی پُرزور تائید کرتے ہیں۔

یہ معزز ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ اراکین اسمبلی اور میڈیا کے نمائندوں پر مشتمل ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دی جائے جو عوامی نمائندوں اور سیاسی جماعتوں کی جائز شکایات کے ازالے کے لئے قابل عمل سفارشات مرتب کرے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس سمجھتا ہے کہ پاکستانی عوام، سیاسی کارکنوں، دانشوروں، وکلاء اور صحافیوں کی بے شمار قربانیوں کے بعد بحال ہونے والے جمہوری عمل کا تسلسل اور تحفظ معاشرے کے ان تمام طبقات کے درمیان مثالی اتحاد اور یکجہتی کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ اجلاس سمجھتا ہے کہ گزشتہ دنوں کے واقعات نے اپنے نتائج کے اعتبار سے اتحاد اور یکجہتی کی اس فضا کو متاثر کیا ہے چنانچہ وطن عزیز میں جمہوریت کے تحفظ اور آئین کی بالادستی کے تقاضوں کے پیش نظر یہ قرارداد لانا ضروری ہے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس پاکستان میں جمہوری آزادیوں، آئین اور قانون کی حکمرانی اور عوامی امنگوں کی ترجمانی میں صحافت اور اہل صحافت کے کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ اس اجلاس کے نزدیک پاکستان میں آمریت کے خاتمے اور عوام کی حکمرانی اور عدلیہ کی بالادستی کی کوئی تحریک، آزاد اور غیر جانبدارانہ صحافت کے عملی تعاون اور اہل صحافت کی قربانیوں کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔

یہ ایوان آزادی صحافت کے خلاف ہونے والے کسی بھی اقدام کو جمہوریت اور جمہوری عمل پر حملہ تصور کرتا ہے اور اپنے اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ اہل صحافت ایسے کسی بھی اقدام کے خلاف اپنی جدوجہد میں اس ایوان کے اراکین کو اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ یہ ایوان اس غلط فہمی کی پُرزور تردید کرتا ہے کہ اراکین پنجاب اسمبلی میڈیا پر کسی قسم کی کوئی پابندی لگانے یا اسے کوئی نقصان پہنچانے کی کسی تجویز کے حامی ہیں اور اس امر کا کھل کر اظہار کرتا ہے کہ اراکین اسمبلی صحافت کو اس کے فرائض کی بہترین ادائیگی میں مدد دینے کے لئے اطلاعات تک رسائی کے قانون کی ضرورت کی پُرزور تائید کرتے ہیں۔

یہ معزز ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ اراکین اسمبلی اور میڈیا کے نمائندوں پر مشتمل ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دی جائے جو عوامی نمائندوں اور سیاسی جماعتوں کی جائز شکایات کے ازالے کے لئے قابل عمل سفارشات مرتب کرے۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس سمجھتا ہے کہ پاکستانی عوام، سیاسی کارکنوں، دانشوروں، وکلاء اور صحافیوں کی بے شمار قربانیوں کے بعد بحال ہونے والے جمہوری عمل کا تسلسل اور تحفظ معاشرے کے ان تمام طبقات کے درمیان مثالی اتحاد اور یکجہتی کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ اجلاس سمجھتا ہے کہ گزشتہ دنوں کے واقعات نے اپنے نتائج کے اعتبار سے اتحاد اور یکجہتی کی اس فضا کو متاثر کیا ہے چنانچہ وطن عزیز میں جمہوریت کے تحفظ اور آئین کی بالادستی کے تقاضوں کے پیش نظر یہ قرارداد لانا ضروری ہے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس پاکستان میں جمہوری آزادیوں، آئین اور قانون کی حکمرانی اور عوامی امنگوں کی ترجمانی میں صحافت اور اہل صحافت کے کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ اس اجلاس کے نزدیک پاکستان میں آمریت کے خاتمے اور عوام کی حکمرانی اور عدلیہ کی بالادستی کی کوئی تحریک، آزاد اور غیر جانبدارانہ صحافت کے عملی تعاون اور اہل صحافت کی قربانیوں کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔

یہ ایوان آزادی صحافت کے خلاف ہونے والے کسی بھی اقدام کو جمہوریت اور جمہوری عمل پر حملہ تصور کرتا ہے اور اپنے اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ اہل صحافت ایسے کسی بھی اقدام کے خلاف اپنی جدوجہد میں اس ایوان کے اراکین کو اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ یہ ایوان اس غلط فہمی کی پُرزور تردید کرتا ہے کہ اراکین پنجاب اسمبلی میڈیا پر کسی قسم کی کوئی پابندی لگانے یا اسے کوئی نقصان پہنچانے کی کسی تجویز کے حامی ہیں اور اس امر کا کھل کر اظہار کرتا ہے کہ اراکین

اسمبلی صحافت کو اس کے فرائض کی بہترین ادائیگی میں مدد دینے کے لئے اطلاعات تک رسائی کے قانون کی ضرورت کی پُرزور تائید کرتے ہیں۔

یہ معزز ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ اراکین اسمبلی اور میڈیا کے نمائندوں پر مشتمل ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دی جائے جو عوامی نمائندوں اور سیاسی جماعتوں کی جائز شکایات کے ازالے کے لئے قابل عمل سفارشات مرتب کرے۔

(قرارداد منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان میں بیٹھے تمام معزز اراکین کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور یہ بات بھی آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ خوامخواہ ایک شرارت کے تحت یہاں پر قابل افسوس اور قابل مذمت عمل دہرایا گیا، کورم اس وقت بھی پورا تھا اور اس وقت بھی 105 معزز اراکین ہاؤس میں بیٹھے ہیں جس قرارداد کو یہ روکنا چاہتے تھے یا مخالفت کرنا چاہتے تھے۔

جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کے معزز اراکین کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس قابل افسوس اور قابل مذمت واقعے کے بعد ہم آج قائد حزب اختلاف کو نہیں سنیں گے۔ آج ہم ان کو نہیں سنیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوا۔ اب اجلاس کی کارروائی مورخہ 14۔جولائی2010 بروز بدھ بوقت 10:00 صبح تک ملتوی کی جاتی ہے۔

725

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،14۔جولائی2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی پنجاب2010
(مسودہ قانون نمبر7بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی پنجاب2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے صنعت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی پنجاب2010 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون امتحانات کمیشن پنجاب2010(مسودہ قانون نمبر3بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون امتحانات کمیشن پنجاب2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون امتحانات کمیشن پنجاب2010 منظور کیا جائے۔

726

3۔ مسودہ قانون پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب2010(مسودہ قانون نمبر8 بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب 2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے آبپاشی و قوت برقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پاور ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب2010 منظور کیا جائے۔

727

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

بدھ،14۔جولائی2010

(یوم الاربعاء، یکم شعبان المعظم1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٨﴾
يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿٢٩﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٠﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿٣١﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٢﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ
اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿٣٣﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٤﴾

سُوْرَةُ الرَّحمٰن آیات 26 تا 34

جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے(26) اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکات) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی(27) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(28) آسمان اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب اسی سے مانگتے ہیں۔ وہ ہر روز کام میں مصروف رہتا ہے(29) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون

سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(30)اے دونوں جماعتو!ہم عنقریب تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں (31)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(32)اے گروہِ جن وانس اگر تمہیں قدرت ہو کہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ۔ اور زور کے سوا تم نکل سکنے ہی کے نہیں(33)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(34)

وماعلینا الالبلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لوگ جو ان کے گیت گاتے ہیں
عظمتیں بے شمار پاتے ہیں
آپ ﷺ کی یاد بھی عجب شے ہے
غم زمانے کے بھول جاتے ہیں
جن کا کوئی نہ ہو زمانے میں
ان کو سینے سے وہ لگاتے ہیں
دل کو بھاتا نہیں کوئی منظر
جب مدینے سے لوٹ آتے ہیں
باندھ رکھا ہے میں نے رختِ سفر
دیکھیں سرکار کب بلاتے ہیں

سوالات

(محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج محکمہ جیل خانہ جات سے متعلقہ سوالات پوچھے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ معزز ممبران ایک اعلان بھی سن لیں کہ آج کے اجلاس کے بعد اسمبلی کیفے ٹیریا میں 18ویں ترمیم اور NFC ایوارڈ پر بریفنگ ہے تو اپوزیشن کے بھائی خصوصی طور پر سن لیں کہ وہاں لنچ کا بھی اہتمام ہے تو میں تمام معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ وہ اس میں شمولیت کریں۔ پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں آپ سے ملتمس ہوں کہ وقفہ سوالات کے بعد آپ بات کریں۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 721 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کی خوراک پر ہونے والے اخراجات و دیگر تفصیلات

*721: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جیلوں میں قیدیوں کو ایک ہفتہ کے دوران کھانے پینے کے لئے روزانہ کی بنیاد پر کون کون سی اشیاء فراہم کی جاتی ہیں؟

(ب) ہفتہ میں گوشت کتنی دفعہ ایک قیدی کو فراہم کیا جاتا ہے اور اس کا وزن کتنا ہوتا ہے؟

(ج) جن قیدیوں سے مشقت لی جاتی ہے اس کے عوض ان کو روزانہ کی بنیاد پر کتنی رقم دی جاتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جیلوں میں قیدیوں کو ایک ہفتہ کے دوران کھانے پینے کے لئے روزانہ کی بنیاد پر جو اشیاء فراہم کی جاتی ہیں اس کا چارٹ درج ذیل ہے:۔

BREAKFAST

DAY	Diet Menu Previous	Revised
Monday	Tea Roti	Tea Pratha
Tuesday	Tea Roti	Tea Pratha
Wednesday	Tea Roti	Tea Pratha
Thursday	Tea Roti	Tea Pratha
Friday	Tea Roti	Tea Pratha
Saturday	Tea Roti	Tea Pratha
Sunday	Tea Roti	Tea Pratha

LUNCH

Day	Diet Menu Previous	Revised
Monday	Vegetable Roti	Vegetable Roti, Rice (Sweet)
Tuesday	Potato, Egg Roti	Potato, Chicken, Roti
Wednesday	Chicken Roti	Dal Mash, Roti
Thursday	Dal Mash Roti	Chicken Roti
Friday	Beef, Roti	Beef, Roti
Saturday	Potato Egg Roti	Beans Roti
Sunday	Mix Dal Roti	Mix Dal Roti

DINNER

Day	Diet Menu Previous	Revised
Monday	Beef, Roti	Beef, Roti
Tuesday	Dal Gram, Rice	a)Dal Gram, Roti b) Dal Gram Rice
Wednesday	Dal Gram, Egg, Roti	Chicken Roti & Rice (Sweet)
Thursday	Gram, Roti, Rice, (Sweet)	Vegetable Roti
Friday	Vegetable, Roti	White Chana Roti
Saturday	Chicken Roti	Chicken Roti
Sunday	Vegetable, Roti	Vegetable Roti

ADDITION OF SEASONAL DRINKS (REVISED)

Season	Time	Type	Syrup	Sugar	Ice
Summer (May To September)	Afternoon	Sharbat	25 gm	30 gm	25 gm
Winter (October To April)	Afternoon	Tea			Scale as per Breakfast

(ب) ہفتہ میں چار دن چکن اور دو دن گوشت بڑا اور یہ سو گرام فی قیدی کے حساب سے دیا جاتا ہے۔

(ج) تمام قیدیان کو مشقت کرنے کے عوض پانچ یوم معافی ماہانہ دی جاتی ہے اس کے علاوہ سنٹرل جیل لاہور اور فیصل آباد میں پرائیویٹ ٹھیکیداروں نے قالین بافی کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے اور جو قیدی ان کے پاس کام کرتے ہیں انہیں -/15 روپے یومیہ معاوضہ دیا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ج) میں جواب دیا ہے کہ تمام قیدیوں کو مشقت کرنے کے عوض پانچ یوم معافی ماہانہ دی جاتی ہے اس کے علاوہ سنٹرل جیل لاہور اور فیصل آباد میں پرائیویٹ ٹھیکیداروں نے قالین بافی کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے اور کام کرنے والے قیدیوں کو -/15 روپے یومیہ معاوضہ دیا جاتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ -/15 روپے یومیہ معاوضہ کتنا عرصہ پہلے انہوں نے مقرر کیا تھا اور کیا یہ کافی ہے، پانچ یوم معافی بھی ناکافی ہے تو کیا حکومت جیل مینوئل میں تبدیلی یا قیدیوں کی آسانی کے لئے کام کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! پہلے تو یہ فرمائیں کہ آپ سے -/15 روپے یومیہ کے متعلق پوچھا ہے کہ یہ کب سے قانون ہے اور اس میں اضافہ کے لئے آپ کوئی سوچ رہے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت صرف سیالکوٹ میں فٹبال کی stitching قیدیوں سے کروائی جاتی ہے جہاں پر ایک قیدی کو -/42 روپے یومیہ معاوضہ دیا جاتا ہے اور اس فیکٹری میں 55 قیدی کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم انہیں ماہانہ سات دن معافی بھی دیتے ہیں جبکہ قیدیوں کو teaching کروانے والے قیدی کو ماہانہ آٹھ دن معافی ملتی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے یہ بھی پوچھا تھا کہ یہ کب سے قانون ہے اور اس میں کوئی ترمیم وغیرہ لانا چاہتے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جب سے عوامی حکومت آئی ہے تو ہم نے قیدیوں کی بہتری کے لئے ترمیم کی ہے کیونکہ پہلے ایسے ہی تھا اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے آتے ہی قیدیوں کی بہتری پر توجہ دیتے ہوئے ان کی خوراک اور تعلیم کے لئے بھی خصوصی ہدایات جاری کی ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ کو جواب کی سمجھ آگئی ہے؟

جناب سپیکر: کون سے جواب کی؟

سید حسن مرتضیٰ: جو وزیر صاحب نے جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو سننا چاہئے تھا ناں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے بڑی کوشش کی ہے اور اگر آپ کو سمجھ آ گئی ہے تو پھر میں مطمئن ہوں۔

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ جب سے عوامی حکومت آئی ہے تو جیلوں میں موجود قیدیوں کی بہتری، ان کے علاج معالجہ اور ان کی اصلاح کے لئے تاکہ یہ دوبارہ جرم نہ کر سکیں، teaching کروانے والے قیدی کو آٹھ دن کی معافی ہے۔ لنگر یا کچن میں کام کرنے والے کو سات یوم اور فیکٹری میں کام کرنے والے قیدی کو پانچ یوم معافی، -/42 روپے معاوضہ جو کہ ٹھیکیدار دیتا ہے جسے محکمہ وصول نہیں کرتا بلکہ قیدی کو دیئے جاتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس جیل menu کے بارے میں منسٹر صاحب بتائیں گے کہ یہ پنجاب کی کون سی جیل ہے کہ جس کا menu 5 star ہوٹل جیسا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ گوشت کا وزن 100 گرام اور پنجاب کی تمام جیلوں میں کیا یہ menu ہے اور اگر ایسا ہی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ پھر قیدی تو بڑی خوشی سے رہ رہے ہوں گے۔۔۔

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ کسی کو بھی وہاں نہ لے جائے۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے خصوصی طور پر پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ menu پنجاب کی کون سی جیل کا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ سارے پنجاب کی جیلوں میں ہے یا کسی ایک خاص جیل میں ہے؟

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ menu نیشنل انسٹیٹیوٹ آف فوڈ سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد نے approve کیا ہے جس کے مطابق ہم تمام جیلوں میں گوشت اور بیف دیتے ہیں۔ آپ ایوان کی میز پر رکھے گئے جواب کا موازنہ کریں کہ پچھلے دور حکومت میں اور موجودہ دور حکومت میں کیا بہتری ہے۔ سابقہ حکومت ایک سادہ روٹی اور چائے جبکہ ہم نے چائے

کے ساتھ پراٹھا شروع کر دیا ہے۔ ہفتے میں چار دن قیدیوں کو چکن، دو دن بیف اور میٹھے چاول بھی دیتے ہیں جبکہ گرمیوں میں دوپہر کے بعد شربت اور سردیوں میں چائے دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: وہ بات کر رہے ہیں کہ ساری جیلوں میں ہے یا کسی ایک میں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! آپ کسی بھی جیل کا surprise visit کر کے دیکھ لیں اور میں انہیں دعوت دیتا ہوں اور اگر کہیں بھی کوئی کوتاہی ہے تو پھر اس جیل کا افسر وہاں نہیں ہو گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مستی خیل صاحب کو کسی جیل کا surprise visit کرنے کے لئے بھیج دیں۔ (قہقہے)

(اس مرحلہ پر جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل بھی ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہو گئے)

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اللہ میاں سے اچھی دعا کریں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یٰسین سوہل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے سوال ہے کہ انہوں نے menu میں کھانے والی چیزوں کا تو ذکر کر دیا ہے لیکن پینے والی چیزوں کا ذکر نہیں کیا اور کیا ہی اچھا ہوتا کہ ان چیزوں کا بھی اس میں لکھ دیتے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ چائے بھی دیتے ہیں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! چائے کے علاوہ بھی وہاں پر کوئی اور چیزیں ملتی ہیں جن میں شراب، چرس، ہیروئن ملتی۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ سوہل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ وہاں پر یہ چیزیں ملتی ہیں اور آپ جیلوں میں surprise visit کے لئے مستی خیل صاحب یا کسی اور معزز ممبر کو بھیجیں تو میں آپ کو ثابت کر دوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کے علاوہ کسی اور کے لئے یہ دعا نہیں کر سکتا۔(قہقہہ)

اگلا سوال سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! I am on her behalf(معزز رکن نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر پکاریں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 1008 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سنٹرل جیل بہاولپور میں اسیران کی گنجائش و تعداد کی تفصیلات

*1008: **سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل بہاولپور کتنے رقبے پر محیط ہے، اس میں اسیران کی گنجائش کتنی ہے اور اسیران کی موجودہ تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس جیل کو شہر سے باہر کسی بہتر اور زیادہ مناسب مقام پر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) ڈسٹرکٹ جیل بہاولپور میں تعینات عملے کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ڈسٹرکٹ جیل بہاولپور میں آخری بار کب مرمت کا کام کروایا گیا اس کی لاگت مع تفصیل فراہم کی جائے نیز اسیران سے ملاقاتیوں کو کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع بہاولپور میں کوئی ڈسٹرکٹ جیل واقع نہیں ہے البتہ بورسٹل اور ایک سنٹرل جیل موجود ہے۔سنٹرل جیل بہاولپور کا کل رقبہ 74 ایکڑ 7 کنال اور 2 مرلے پر مشتمل ہے اس میں اسیر ان رکھنے کی گنجائش1334 نفر ہے جبکہ 2688 نفر اس وقت مقید ہیں۔

(ب) سنٹرل جیل بہاولپور کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

(ج) سنٹرل جیل بہاولپور میں تعینات عملے کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	عہدہ	تعداد
1	سپرنٹنڈنٹ جیل	1
2	میڈیکل آفیسر	1
3	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل	2
4	لیڈی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل	1
5	آفس سپرنٹنڈنٹ	1
6	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل	9
7	مذہبی ٹیچر	1
8	ہیڈ کلرک	1
9	آفس اسسٹنٹ	1
10	چیف وارڈرز	2
11	فوٹو گرافر	1
12	لیڈی ہیلتھ وزیٹر	1
13	سٹور کیپر	2
14	ہیڈ وارڈرز	26
15	گیٹ کیپر	2
16	جونیئر کلرک	5
17	ڈسپنسر	1
18	ڈاک روم اٹنڈنٹ	1
19	وارڈرز	310
20	زنانہ وارڈرز	4
21	راج/مستری	2
22	کارپینٹر	2
23	کلیکو ماسٹر	1
24	ویونگ ماسٹر	1

25	موٹر مکینک	1
26	لوہار (بلیک سمتھ)	1
27	ڈرائیورز	2
28	گارڈن قلی	4
29	گارڈن بان (کارٹ مین)	1
30	سپرنٹنڈنٹ اردلی	1
31	باورچی (کک)	1
32	خاکروب	14

(د) سنٹرل جیل بہاولپور میں تمام مرمت کا کام محکمہ بلڈنگ کرتا ہے۔ اسیر ان کے لواحقین کے لئے ایک نیا شیڈ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے اپنے فنڈ سے بنوایا ہے جس میں پنکھے، بیٹھنے کے لئے بنچ اور ٹھنڈا پانی پینے کے لئے الیکٹرک واٹر کولر لگایا گیا ہے۔ ملاقاتیوں کے لئے صوبائی حکومت ایک نیا شیڈ تعمیر کرنے کا منصوبہ رکھتی ہے جس میں T.V اور A.C وغیرہ کی سہولت بھی ہو گی سال 09-2008 میں سکیم منظور ہونے پر تعمیر شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ بہاولپور جیل میں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ جز بتائیں۔ جز، جز، جز،۔۔۔ آپ کون سے جز پر ہیں؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! یہ جز (الف) ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ وہاں تقریباً 1300 قیدیوں کی گنجائش ہے اور تقریباً 2700 قیدی اس وقت موجود ہیں۔ چونکہ ان کی تعداد 2700 سے بھی بڑھ گئی ہے تو حکومت ان کے بارے میں کیا ارادہ رکھتی ہے، کیا وہاں مزید بیرکیں بنائی جائیں گی؟

جناب سپیکر: قیدیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے کیا آپ مزید بیرکیں بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر رکھتے ہیں تو اب کس جگہ پر آپ کی proposal چل رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جیلوں میں کچھ کی bail ہو جاتی ہے کچھ رہا ہو جاتے ہیں۔ وہاں آنا جانا ہوتا ہے، کچھ قیدی آتے ہیں اور کچھ چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کو پکڑیں، ان کو پکڑنے سے بھی آواز پھیل جاتی ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): روزانہ قیدیوں کا آنا جانا رہتا ہے۔ بیس چلے گئے پچاس آ گئے، پچاس چلے جاتے ہیں سو آ جاتے ہیں۔ چونکہ تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے اس کے لئے ہم بیرکیں بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! وہ بیرکیں بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں تعداد 2700 کے قریب دی ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ قیدی آتے جاتے رہتے ہیں۔ میں نے وہاں پر ایک visit کیا تھا وہاں تمام بیرکوں میں جو wash room ہیں یقین کریں کہ وہ تین فٹ انچائی پر ہیں۔ نہ ان کا دروازہ ہوتا ہے، لوگ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوتے ہیں اور انسانیت کی اتنی تذلیل ہو رہی ہوتی ہے۔ ہمارا محکمہ جیل خانہ جات اس بارے میں کیا ارادہ رکھتا ہے؟

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)

معزز ممبران: نعرہ ہائے تحسین۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے خصوصی فنڈز دیئے ہیں جن سے جیلوں کی بہتری کے لئے toilets ملاقاتیوں کے انتظار کے لئے waiting sheds زیر تعمیر ہیں اور ان پر خرچ بھی ہو رہا ہے۔ اس وقت جو حاجی صاحب نے بات کی ہے کہ سنٹرل جیل میں قیدیوں کی تعداد زیادہ ہے۔ ڈسٹرکٹ لودھراں میں جیل نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے جتنے قیدی اور حوالاتی ہیں وہ سنٹرل جیل بہاولپور آتے ہیں۔ اب چونکہ ڈسٹرکٹ جیل لودھراں زیر تعمیر ہے اور ان کے قیدی اور حوالاتی لودھراں میں رہ جائیں گے تو بہاولپور سنٹرل جیل میں قیدیوں کی تعداد بہت کم رہ جائے گی۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ جب لودھراں کی جیل بن جائے گی تو بہتری ہو جائے گی۔ اگر ضرورت پیش آئی تو یقیناً اور بھی بنا سکتے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کو improve کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!جو جیلیں نئی بنائی جاتی ہیں ان کو کیسے priorities کیا جاتا ہے، جیسے ہمارے اضلاع میں جیلیں ہیں تو وہاں 900 قیدیوں کی گنجائش ہوتی ہے اور بائیس بائیس سو بندہ اس میں بند ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: اصل میں آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ چنیوٹ میں جیل بنے گی کہ نہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!نہیں، میں یہ نہیں پوچھنا چاہتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب بھی کوئی ڈکٹیٹر آتا ہے تو Political workers کو جیلوں میں جانا پڑتا ہے، کیا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ ---

جناب سپیکر: دعا کریں کہ اب کوئی ڈکٹیٹر نہ آئے۔

سید حسن مرتضیٰ: Political workers کے لئے کوئی جیلیں بنا دی جائیں تاکہ جب بھی کوئی ڈکٹیٹر آئے تو انہیں اچھے انداز میں رکھا جاسکے۔(قہقہہ)

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: ہم ان کو خوش آمدید کہیں گے اگر ان کو رحیم یار خان کی جیل میں ڈالا جائے گا۔

جناب سپیکر: خدا نہ کرے، آپ ایسی بات نہ کریں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے، کسی کے لئے یہ بد دعا نہ دیں۔ آپ کی مہربانی۔ آپ تمام میرے لئے قابل احترام ہیں ایسی بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!انہوں نے میرے اوپر دسویں دفعہ حملہ کیا ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر!ان کو بتائیں کہ میں کون ہوں۔

جناب سپیکر: یہ میجر نہیں ہیں یہ کرنل صاحب ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!یہ ہاؤس کو اپنی یونٹ اور بٹالین سمجھ کر چلاتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ شاہ صاحب!غصہ نہ کیجئے۔جی، وزیر موصوف!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!میں شاہ صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ان کے ضلع چنیوٹ میں ہم نئی جیل بنوا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر1139 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پنجاب کی جیلوں میں صنعتوں کا قیام و دیگر تفصیلات

*1139: **سیدہ ماجدہ زیدی:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں کس کس جیل میں کون کون سی صنعتیں قائم ہیں اور کہاں کہاں کون کون سی نئی صنعتیں قائم کرنے کا ارادہ ہے؟

(ب) ان صنعتوں میں کام کرنے والے قیدیوں کو کیا کوئی معاوضہ ادا کیا جاتا ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کس صنعت میں کس شرح سے معاوضہ ادا کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا صنعتیں قائم کرنے کے لئے نجی اداروں کو بھی ترغیب دی گئی، اس سلسلہ میں اب تک کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

(د) کیا موجودہ مہنگائی کے پیش نظر موجودہ معاوضہ کی شرح میں اضافہ کی کوئی تجویز زیر غور ہے، اگر ہاں تو معاوضہ کی نظر ثانی شدہ شرح کیا ہو گی اور کب تک اس پر عملدرآمد ہو گا؟

(ہ) جو اساتذہ قیدیوں کو صنعتی کام کی تربیت دیتے ہیں ان کی تعلیمی قابلیت اور ہنر کو پرکھنے کا کیا معیار ہے اور کیا یہ اساتذہ پارٹ ٹائم ہیں یا permanent، نیز کیا ان تربیت دینے والے اساتذہ کا تعلق سرکاری محکموں سے ہے یا نجی طور پر ہائر کئے جاتے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبہ پنجاب کی مختلف جیلوں میں جو صنعتیں قائم ہیں ان کی تفصیل بحوالہ فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے مزید برآں ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں فٹبال سازی کی صنعت عنقریب شروع کی جارہی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں قیدی سرکاری صنعتوں پر مشقت کرتے ہیں کیونکہ ان کی سزا بامشقت ہوتی ہے اور ان کو جیل قوانین کے تحت سزا میں معافی دی جاتی ہے لیکن نقد معاوضہ نہ دیا جاتا ہے۔

(ج) صوبہ پنجاب کی صرف دو جیلوں سنٹرل جیل لاہور اور سنٹرل جیل فیصل آباد میں قیدی لیبر پرائیویٹ فرم کو lease پر دیئے جاتے ہیں جو کہ صرف قالین بافی کا کام کرتے ہیں۔اس طرح قالین بافی کا خام مال پرائیویٹ ٹھیکیدار کا ہوتا ہے اور اس خام مال سے جو قالین بنائے جاتے ہیں وہ ٹھیکیدار کی ملکیت ہوتے ہیں اور ٹھیکیدار سے مبلغ-/40روپے فی قیدی یومیہ لیبر چارجز وصول کئے جاتے ہیں جن میں سے-/25روپے گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کروائے جاتے ہیں اور مبلغ-/15روپے فی قیدی یومیہ بطور incentive money ادا کئے جاتے ہیں۔

(د) اس ضمن میں فی الحال کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

(ہ) جو اساتذہ قیدیوں کو کمپیوٹر کی تعلیم و تربیت دیتے ہیں ان میں اکثر کا تعلق مختلف NGOs سے ہوتا ہے اور وہ تنخواہ بھی NGOs سے لیتے ہیں مزید سنٹرل جیل لاہور میں قیدیوں کو ٹیکنیکل تعلیم اور ہنر سکھانے کے لئے مندرجہ ذیل ٹریڈز کے لئے

انسٹرکٹرز کو باقاعدہ اخبار میں اشتہار دے کر NAVTEC کی معاونت سے daily wages پر بھرتی کیا گیا ہے جن کو-/155روپے فی گھنٹہ اور کم از کم چار گھنٹے روزانہ کی اجرت کے حساب سے معاوضہ دیا جاتا ہے اور یہ تمام انسٹرکٹرز پرائیویٹ ہوتے ہیں جو کہ دفتری اوقات میں قیدیوں کو فنی تربیت دیتے ہیں:-

نمبر شمار	نام ٹریڈز انسٹرکٹرز	تعلیمی کیفیت /ہنر
1	شیٹ میٹل وویلڈنگ	تعلیمی معیار میٹرک مع ڈپلومہ (DAE) ازاں گورنمنٹ پولی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ مع 5 سالہ تجربہ
2	موٹر وائنڈنگ	-ایضاً-
3	آٹو مکینک	-ایضاً-
4	کمپیوٹر	BSC کمپیوٹر سائنس میں 05 سالہ تجربہ
5	نٹنگ (بنتا)	تعلیمی معیار میٹرک مع 05 سالہ تجربہ ازاں VTC/GVI/TTC
6	ٹریکٹر مکینک	-ایضاً-

7	الیکٹرک وائرنگ	-ایضاً-
8	کارپینٹری/وڈورکس	-ایضاً-
9	ہوم اپلائنسز	-ایضاً-
10	ڈومیسٹک ٹیلرنگ	-ایضاً-
11	کشیدہ کاری(زنانہ)	-ایضاً-
12	بیوٹیشن(زنانہ)	-ایضاً-
13	میسن	مڈل پاس05سالہ تجربہ ازاںTTC/GVI/VTC

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!میں جز(ج)کا سوال کرنا چاہتی ہوں اس میں لکھا ہے کہ ایک قیدی کو -/40روپے یومیہ لیبر دی جاتی ہے-/25روپے گورنمنٹ کے خزانے میں جمع ہو جاتے ہیں اور-/15 روپے یومیہ فی قیدی اعزازیہ کے طور پرincentive money دی جاتی ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کون سے لاڈلے ٹھیکیدار ہیں جن کو-/40روپے میں فی قیدی اجرت کا ٹھیکہ دے دیا جاتا ہے؟اس قیدی کی-/40روپے دہاڑی ہے،یہ کون سا زمانہ ہے؟اس کی نشاندہی ہم نے دو سال قبل سوال کے ذریعے کی تھی لیکن جواب ابھی بھی دو سال بعد یہی آیا ہے کہ یہ تجویز بھی زیر غور نہیں ہے کہ ان کا یومیہ بڑھا دیا جائے۔ اس وقت قائد ایوان اس ہاؤس میں موجود ہیں اس لئے میں یہ نشاندہی کر رہی ہوں کہ-/40 روپے کا یہ کون سا زمانہ ہے کہ ایک قیدی کو یومیہ دیا جائے،اس میں گورنمنٹ کا بھی نقصان ہو رہا ہے اور قیدیوں کے ساتھ بھی زیادتی ہو رہی ہے اور آپ ان کا اعزازیہ کیوں نہیں اس ریٹ کے مطابق بڑھاتے جو پاکستان اور ہمارے پنجاب میں گورنمنٹ کی طرف سے لیبر کا مقرر ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر موصوف!

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!08-09-11سے ہمارا محکمہ ٹھیکیدار سے-/42 روپے کے حساب سے لیتا ہے۔ اس وقت 55قیدی سیالکوٹ جیل میں فٹبال کی stitching کر رہے ہیں۔ ہم انہیں پیسے بھی دیتے ہیں، آٹھ دن ایک ماہ پر remission بھی دے رہے ہیں،-/42روپے بھی دے رہے ہیں اور 55قیدی اس وقت سیالکوٹ جیل میں اس فیکٹری میں کام کر رہے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے ان سے یہ پوچھا ہی نہیں ہے کہ کتنے قیدی کام کر رہے ہیں، میں نے پوچھا ہے کہ کون سے لاڈلے ٹھیکیدار ہیں جن کو -/40روپے اجرت پر ایک قیدی کو یومیہ دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے غور سے سن لیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جی، جناب سپیکر! میں نے سن لیا ہے۔ ہم باقاعدہ اخبار میں اشتہار دیتے ہیں، ٹینڈرز call کرتے ہیں، جو سب سے زیادہ اجرت دینے والا ٹھیکیدار ہوتا ہے اس کو ہم ٹھیکہ دیتے ہیں۔ وہ ٹھیکیدار اپنی نگرانی میں کام کرواتا ہے۔ اب باقاعدہ اخبار میں اشتہار آتا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب ٹائم ختم ہو گیا کیونکہ اب bell ہو گئی ہے۔ تشریف رکھیں، آپ کی بڑی مہربانی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ میرا ذاتی مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ قیدیوں اور ان کی یومیہ اجرت کا مسئلہ ہے۔ -/40روپے یومیہ اجرت کا کون سا زمانہ ہے؟۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو ذاتی تو نہیں کہہ رہا ہوں۔ آپ نے منسٹر صاحب کی بات سن لی وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اخبارات میں اشتہار دیتے ہیں جو ٹھیکیدار زیادہ سے زیادہ facilitate کرتا ہے ہم اس کو ٹھیکہ دیتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے جواب دیا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! انہوں نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ان کو دوبارہ بتا دیں۔ ویسے محترمہ! آپ کی bell ہو چکی ہے، آپ کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اخبار میں باقاعدہ اشتہار آتا ہے، ٹھیکیدار آتے ہیں اور جو سب سے زیادہ اجرت دینے والا ٹھیکیدار ہو ہم اس کو ٹھیکہ دیتے ہیں۔ ان کے ساتھ ہم قیدیوں کو آٹھ یوم remission بھی دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ میں ایک question put کرنا چاہ رہا ہوں۔ یہاں پر چودھری صاحب بھی تشریف فرما ہیں کہ کل اسلام آباد میں ارسا کی میٹنگ تھی کیونکہ اس وقت question hour ہے اس لئے میں ہاؤس کی sense لینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم نے یہ طے کیا تھا کہ during question hour کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ یہاں وزیر اعلیٰ پنجاب تشریف رکھتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ میں اس بارے میں، پنجاب کے حقوق کے بارے میں اور جو پانی کے حوالے سے بات ہوئی ہے وہ ہاؤس کو بتاؤں۔ وہ پانی کے بارے میں بات کرنا چاہیں گے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! آپ مجھے بات کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں ٹریژری بنچز کی طرف سے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ issue پہلے لے لیا جائے۔

معزز ممبران: اس پر بات کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ جی، چودھری صاحب! آپ پانی کے حوالے سے بحث کا آغاز کریں۔

بحث

صوبہ میں پانی کے حوالے سے عام بحث

(۔۔۔جاری)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے یہ قائد ایوان کا استحقاق ہے۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ rules کے مطابق اور روایت کے مطابق ہمیں بھی اپنی معروضات پیش کرنے کا حق ہے وہ اگر دے دیا جائے جو کہ کل لاء منسٹر کی سیٹ سے سلب کر لیا گیا تھا اور اگر یہ آج بھی سلب کیا جانا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں آپ تشریف رکھیں۔ ہم آپ کو سنیں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): ہم اپنی گزارش آپ تک پہنچانا چاہتے ہیں اور کل تو وہ بھی آپ تک نہیں پہنچ رہی تھی۔ سارے آرڈر نیچے سے ہو رہے تھے۔

جناب سپیکر: جی، میں سنوں گا۔ ذرا مہربانی کریں، پہلے ان کو سن لیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): بس، میری گزارش یہی ہے کہ ہماری معروضات بھی سنی جائیں۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کی بات سنوں گا، کیوں نہیں سنوں گا؟ جی۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میڈیا کے ذریعہ گزشتہ روز کی میٹنگ جو پرائم منسٹر صاحب نے خود چیئر کی اس کا کوئی ایسے مؤقف بیان کیا گیا ہے جو کہ حقیقت سے تعلق نہیں رکھتا۔ کچھ عرصہ سے حکومت سندھ کی طرف سے یہ اعتراض ہو رہا تھا کہ چشمہ جہلم لنک کو جو ریگولر طریق کار ہے اس کے خلاف پانی چلا دیا گیا ہے۔ انھوں نے غالباً وزیر اعظم سے شکایت کا لہجہ اختیار کیا ہو گا تو آپ دیکھ چکے ہیں کہ وزیر اعظم خصوصی طور پر سندھ گئے تھے، ان کی کیبنٹ میٹنگ میں شامل ہوئے تھے، انھوں نے ان سے تاثرات لئے تھے اور پھر چیف منسٹر پنجاب سے ان کی گفتگو ہوئی تھی۔ چیف منسٹر پنجاب نے ان سے یہ درخواست کی تھی کہ دونوں صوبوں کو وہاں بلایا جائے، چیف منسٹرز ہوں اور ان کے اپنے اپنے ماہرین کی اور پولیٹیکل ٹیم ہو۔ چنانچہ کل چیف منسٹر وہاں تشریف لے گئے تھے، ان کے ساتھ ہمارے اریگیشن منسٹر جو اس وقت ہاؤس میں نہیں ہیں، راجہ ریاض احمد صاحب تھے اور میں تھا اور ہماری ٹیکنیکل ٹیم تھی جس میں سیکرٹری بھی تھے اور ماہرین بھی تھے۔ وہاں پر جو issues تھے وہ میں highlight کر دیتا

ہوں ویسے تو بہت سی باتیں ہوئیں کہ کانفرنس ہال میں اندر آنے سے پہلے وزیر اعظم نے دونوں وزرائے اعلیٰ پنجاب اور سندھ کو اپنے چیمبر میں بلایا اور وہاں ان دونوں کے مؤقف سنے۔ چیف منسٹر پنجاب نے وہاں بڑی وضاحت سے کہا کہ ہم سندھ کے پانی کا ایک قطرہ کبھی مانگیں گے اور اتنی ہی شدت سے کہا کہ نہ کبھی ہم پنجاب کے پانی کا ایک قطرہ بھی کسی اور کو دیں گے چونکہ سندھ نے اپنے کچھ تحفظات کا اظہار کیا ہے تو ہم ہر وقت ان کے ساتھ بیٹھ کر اپنے حقوق کی بات اور ان کے حقوق کو تسلیم کرنے کی بات کرنا چاہیں گے۔ چنانچہ پھر وہ کانفرنس روم میں آ گئے اور وہاں کم از کم اڑھائی گھنٹے دو تین issues تھے جن پر بات ہوتی رہی۔ ایک تو یہ ظاہر ہے کہ چشمہ جہلم لنک کے اوپر، پھر جو Equal Distribution of Indus River Water ہے اس پر بھی بات ہوئی کیونکہ سندھ کہتا ہے کہ میرا اتنا شیئر ہے اور جو پنجاب کی نہریں سندھ سے take off کرتی ہیں تو پنجاب کہتا ہے کہ ہمارا اتنا شیئر ہے ایک اور بہت touchy issue تھا اور بہت حساس issue تھا وہ ارسا کی constitution تھی اس میں آپ جانتے ہیں ایک ایک رکن ہر صوبے سے ہوتا ہے اور پانچوں ممبر مرکزی حکومت نامزد کرتی ہے جو کہ ایک ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے اپنے دور میں ایک executive order کے تحت کوئی بھی ممبر سندھ سے نامزد کر دیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب شروع ہی اس طرح سے ہوتا ہے کہ سندھ کے چالیس فیصد ووٹ اور باقی سارے صوبوں کے ساٹھ فیصد ووٹ ہیں اور پنجاب میں جس کا صرف ایک ممبر ہے۔ یہ inequality وہاں ڈکٹیٹر کی وجہ سے پیدا کر دی گئی۔ آج تو ہم نے یہاں دیکھا ہے کہ ان کے دو چار ساتھی کالی پٹیاں باندھ کر آ گئے ہیں۔ اس وقت ان کو خیال نہیں آیا کہ اپنے ماتھے پر کالی پٹیاں باندھ کر جاتے۔

جناب سپیکر! جب ایک ڈکٹیٹر نے اتنا unilateral decision کر دیا کہ سندھ کی طرف سے ایک اور ممبر نامزد کر دیا حالانکہ اس وقت صوبوں کا مطالبہ یہ تھا کہ by rotations ہونا چاہئے یا ایسا آدمی نامزد کر دیا جائے جو جسٹس آف دی سپریم کورٹ یا ریٹائرڈ کوئی ایسا انجینئر ہو جس سے کوئی صوبائی تعصب نہ ملے لیکن یہ نہیں کیا گیا اور صرف اور صرف اس کے حکم پر سندھ کا ایک اور ممبر وہاں پر نامزد کر دیا گیا اور وہی بیٹھے تھے۔ ابھی حال ہی میں جو ایک تکرار ہوئی تھی کہ چیئرمین ارسا چھٹی پر گیا تھا اور پنجاب کا رکن اتفاق سے ارسا کا Acting Chairman بنتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ چشمہ جہلم

کینال میں پانی چھوڑ دیا جائے اور جو سندھ اور دوسرے صوبے کا ممبر تھا انہوں نے کہا کہ نہیں، اس طرح نہیں، جب کورم پورا ہو جائے گا تو آپ اس وقت یہ فیصلہ لیں۔ انہوں نے اس وقت مخالفت نہیں کی اور صرف یہ اصرار کیا کہ کورم پورا کر کے لیں اور اس وقت ہم دو ممبر ہیں۔ اس نے اپنے آپ کو ایک اور ووٹ بھی دے دیا کہ میں چیئرمین بھی ہوں ایک ووٹ چیئرمین کا ہوتا ہے اور ایک میرا اپنا ووٹ ہے تو لہذا ہم تین ہیں تو میں یہ پانی چھوڑ رہا ہوں تو اس نے دس ہزار کیوسک کی منظوری دے دی اور اس نے واپڈا کو convey کیا اور واپڈا نے پانی چھوڑ دیا اور اس پر سندھ نے react کیا تھا۔ اس irregularity کو regular کرنے کے لئے پنجاب کے چیف منسٹر صاحب نے کہا کہ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اب in rotation chairmanship سرحد کی باری ہے آج وہ نامزد ہو جائے گا اور یہ 2007 کا

واقعہ ہے جبکہ ایک ممبر نے اسی طرح سے ارسا کے behalf پر کینال کے پانی کی revolutions کا ایک فیصلہ دیا تھا لیکن اس کے باوجود بھی کہ precedent ہوتے ہوئے چیف منسٹر پنجاب نے کہا کہ ہم اس پر insist نہیں کرتے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ regularity نہ کی جائے لہذا آج ارسا کی Chairmanship کے لئے سرحد کی باری ہے وہ نامزد ہو جائے گا اور آج کورم پورا ہو جائے گا۔ اس Irregularity کو پورا کرنے کے لئے regular ارسا کا آرڈر واپڈا کو بھیجا جائے گا اور چشمہ جہلم لنک کینال انشاءاللہ العزیز

ویسے ہی چل جائے گی۔ صرف اس کی Irregularity کو ہٹانے کے لئے چیف منسٹر پنجاب نے ان کو اجازت دی ہے کہ کورم پورا کر کے سرحد کا ممبر AS chairman ارسا کو regular کر دیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جن ممبران نے یہ سارا کھیل کھیلا، جنہوں نے اس کو اتنا highlight کر دیا۔ چیف منسٹر پنجاب کے اصرار پر وزیر اعظم نے اس چیز کی اجازت دی ہے، صوبہ سندھ اس پر agreed ہے اور باقی صوبوں کا بھی consensus لے لیا گیا ہے۔ یہ سارا structure ارسا کا بدل دیا جائے گا اور اس طرح سے structure بنایا جائے گا جس میں کسی صوبے کے ساتھ ناانصافی ہو، نہ کسی کا حق مارا جائے اور نہ ہی کسی کا حق لے کر کسی اور کو دیا جائے۔ یہ کل طے ہوا ہے جس کی

misreporting
کی گئی ہے۔ یہ تو چیف منسٹر پنجاب کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ وہ جو ایک ڈکٹیٹر اور فرد واحد کے حکم کے تابع Irregularity ایک عرصے سے چلی آرہی تھی اس کو انشاءاللہ عزیز ہم درست کرا کر آ گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ قائد حزب اختلاف کو ذرا بولنے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے مجھ سے commitment کی تھی کہ question hour کے بعد آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ابھی question hour ختم نہیں ہوا اور مجھے افسوس ہے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے آپ سے ٹائم مانگا تھا اور آپ نے کہا تھا کہ question hour کے بعد آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے یہ کہا، میں نے question ہاؤس کو put کیا اور ہاؤس نے اس کی اجازت دی تو اس کے بعد میں نے ان کو اجازت دی اور جو بات انہوں نے کی ہے وہ آپ نے سن لی ہے۔ اچھا مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ کالی پٹیاں آپ نے کس لئے باندھی ہیں اور مجھے تو یہ تھا کہ کہیں یہ میرے خلاف کوئی احتجاج کر کے آئے ہیں۔ جی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! نہیں، آپ Custodian of the House ہیں ہم آپ سے بالمشافہ بھی بات کر سکتے ہیں اور میں بہت مشکور ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے جو آپ سے commitment کی ہے آپ کو ٹائم ضرور دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! جناب قائد ایوان یہاں پر تشریف فرما ہیں اور آج میں ان کی تھوڑی سی سمع خراشی کروں گا کہ ان کے gesture سے پتا چل رہا ہے کہ آج مہربانی فرمائیں اور میری بات بھی سنیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کے اندر دو ہی پارٹیز ہوتی ہیں ایک حکومتی بنچز اور ایک اپوزیشن ہوتی ہے اور اپوزیشن اس وجہ سے اپوزیشن ہوتی ہے کہ وہ کم تعداد میں ہوتے ہیں۔ یہاں پر 9اور 6 کی اپوزیشن بھی رہی ہے لیکن ان کو یہ احساس دلانے کے لئے کبھی بھی دو سو یا تین سو آدمی نے اس طریقے سے دھاوا نہیں بولا، جس طریقے سے جناب چیف منسٹر صاحب کی right side کی سیٹ سے سپیکر کو اس طرح direction نہیں گئیں اور سپیکر نے بھی اسی طرح اپنی opinion دیئے بغیر اس پر عملدرآمد کبھی نہیں کیا۔

جناب سپیکر: جی، میں ان چیزوں کو دہرانا نہیں چاہتا تھا لیکن آپ کی مرضی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! کل میں نے جو دیکھا آپ اس کو برا منائیں یا جو مرضی سمجھیں، میں یہ اپنا استحقاق سمجھتے ہوئے اور اگر میں اس پر غلط کروں تو آپ اس پر کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے غلط کیا۔ اور کیمرہ کا ریکارڈ بھی گواہ ہے اور دوسرا آڈیو بھی گواہ ہے۔ جس وقت یہاں پر قرارداد پیش کی گئی تھی اس سے پہلے ارسا پر بحث ہو رہی تھی۔ ہم پرسوں بھی ایک قرارداد اٹھائے پھرتے تھے لیکن لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ اس میں amendment لے کر آئیں یہ ناکافی ہے اور کل ہم ایک amended لے کر آئے لیکن وہ بھی پھر جب صبح تو درخور اعتنا نہ سمجھی گئی لیکن ہم یہ کہتے ہوئے کہ چلیں! جب آپ لے کر آئیں گے ہم اس کو ہر صورت ووٹ دیں گے لیکن جس وقت یہ IRSA پر تقاریر ہو رہی تھیں ابھی question put نہیں ہوا تھا پوری reel چلا لیجئے گا۔ ہمارے ایک ساتھی نے کورم point out کیا۔ اگر 310 ممبران کسی چیز کو condemn کرتے ہیں تو کم از کم ڈیڑھ پونے دو سو تو یہاں پر اس کو redress کرنے کے لئے ہوں۔ لاء منسٹر صاحب نے، جب ہمارے ساتھی کو سنا نہیں گیا آپ نے proceeding جاری رکھی۔ مجھے گلہ ہے، میں بھاری دل کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔ مجھے Custodian of the House کو۔۔۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

MR SPEAKER: No, no please.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے میرا نام لیا ہے۔ (شوروغل)

جناب سپیکر: ان کو بولنے دیں، رانا صاحب! آپ کیا کرتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے میرا نام لیا ہے میں کہتا ہوں کہ آمریت کے ان گماشتوں نے جو حرکت کی تھی اس پر ان کو جو زخم آئے ہیں یہ زخم چاٹنے کے لئے کوئی اور ٹائم رکھ لیں اس وقت پانی کے اوپر بات کریں۔ پانی کا مسئلہ جو ہے یہ سب سے important مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: پلیز رانا صاحب، پلیز رانا صاحب! بڑی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! میں باہر تھا جب مجھے۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ایک منٹ۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اب مجھے قائد ایوان نے بھی کہا ہے کہ آپ بات کریں۔ میں اس کو اپنا استحقاق سمجھتے ہوئے اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بات کرنا چاہوں گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں میں واحد تھا جب آپ نے اس کی بات بالکل سُنی ہی نہیں۔ آپ کورم پورا کر دیتے، آپ declare کر دیتے، اس نے کورم point out کیا تھا۔ آپ سارے rules پڑھ لیں، آپ ساٹھ آدمیوں پر یہ کہہ دیتے کہ کورم پورا ہے ہم خاموش ہو جاتے لیکن جب آپ نے سُنا نہیں، اس نے آپ کے سامنے آ کر کہا کہ میں کورم point out کر رہا ہوں، میں کورم point out کر رہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں چلیں! وہ بھی rules کے مطابق نہیں تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اگر انہوں نے پانی کے اوپر بات کرنی ہے تو ہاؤس نے اجازت دی ہے ہم سُننے کو تیار ہیں۔ اگر انہوں نے اس اپنی حرکت کو صحیح کرنے کی کوشش کرنی ہے تو پھر بات یہ ہے کہ آمریت کے ان گماشتوں کی ہم یہ بات نہیں سُنیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی بات نہیں، مجھے ان کی بات سُننے دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "نہیں سُنیں گے، نہیں سُنیں گے" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جو انہوں نے کل انتہائی غیر اخلاقی حرکت کی ہے اس حرکت پر آپ ٹائم رکھ لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! نہیں۔ پلیز! رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آپ ٹائم رکھیں میں آپ کو کہتا ہوں، میں آپ کی خدمت میں اور آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کو یہ کہتا ہوں کہ جو انہوں نے کل حرکت کی ہے اس حرکت پر بات کرنے کے لئے آپ ٹائم مختص کر دیں۔ یہ بات کریں میں جواب دوں گا، ہاؤس فیصلہ کرے گا۔

جناب سپیکر: جی، وہ بات بھی کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): لیکن اب یہ بات نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): پنجاب کے پانی کے مسئلہ پر floor لے کر یہ اپنی حرکت کو چھپانے کی کوشش نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، ان کی بات سُنیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ قائد ایوان کی رائے کو اہمیت نہیں دے رہے۔ یہ قائد ایوان کی بات بھی نہیں مان رہے۔ یہ قائد ایوان کے اشارے کو نہیں سمجھتے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): آپ ٹائم رکھ لیں، آمریت کے گماشتوں اور یزید کے سپوتوں کی ہم ہر صورت ملامت کریں گے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! نہیں۔ پلیز! ایسی بات نہ کریں، یہ اچھی بات نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! ہم ہر چیز ثابت کریں گے ہمارے ساتھ جو 'دھروکرنے کی کوشش کی ہے میں پوری طرح سے اسے واضح کروں گا۔

جناب سپیکر: راناصاحب! نہیں۔decorum of the House کا خیال رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): اب یہ پانی پر بات کریں اس کے بعد ٹائم رکھ لیں۔ میں اس پر بات کروں گا۔(شوروغل)

جناب سپیکر: راناصاحب! نہیں۔ مجھے ان کی بات سُننے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اگر Leader of the Opposition کو نہیں بولنے دیا جائے گا تو ہم Leader of the House کو بھی نہیں بولنے دیں گے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! قائد ایوان کو بولنے دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اُن کو بات کرنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): آپ لوگ بیٹھ جائیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات کرلیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! بات ہی کرنی ہوتی ہے اسی وقت کر رہے ہیں۔ یہ قائد ایوان کے سامنے سچ سُنتے ہوئے کیوں شرما رہے ہیں؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! نہیں، be relevant.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! sorry۔ آپ نے ان کے لئے آرڈر کیا۔ ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں لیکن وہ آرڈر کیسے ہوا تھا؟

جناب سپیکر: اس بات کو چھوڑ دیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): اچھا! دوسری بات، میں آگے چلتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): ان سے کہیں کہ پانی کے مسئلے پر بات کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: آپ قائد حزب اختلاف کو نہیں بولنے دیں گے تو ہم بھی قائد ایوان کو نہیں بولنے دیں گے۔

MR SPEAKER: No cross talk, I say no cross talk.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): کیا کر رہی ہیں آپ؟ آپ نہ بولیں۔ میں خود ہی سنبھال لوں گا۔

MR SPEAKER: Order please, order in House.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! جب قرارداد put ہونے کے بعد مشترکہ طور پر منظور ہو گئی تو کیا لاء منسٹر صاحب نے یہ نہیں کہا کہ آج ہم اُن کو نہیں سُنیں گے اور آپ نے۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میری بات سُنیں، relevant ہو جائیں۔ آپ پانی پر بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ time fix کر دیں۔

جناب سپیکر: relevant ہو جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کل کی ان کی حرکت پر بات کرنے کے لئے time fix کر دیں۔ آپ ابھی announce کر دیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): چلیں! میں پانی پر بات کر لیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ ابھی time fix کر کے announce کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، بعد میں time fix کریں گے، میں خود کروں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ وہ پانی پر بات کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! اب میں پانی پر بات کرتا ہوں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں ہمارے ایک سینئر رکن محترم ذوالفقار علی خان صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت یہ کالی پٹیاں کیوں نہیں باندھتے تھے، اس وقت کبھی نہر بند نہیں ہوئی تھی؟ اب یہ بند ہونے کے نو ماہ بعد کھلی ہے اور کھلنے کے بعد بند ہو گئی ہے جب یہ کھلے گی تو یہ پٹیاں جو باندھی ہیں وہ بھی کھل جائیں گی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ریکارڈ گواہ ہے کہ پچھلے سال میں نے point out کیا تھا کہ یہ چاہے پچھلی

حکومت کا ہی ہے لیکن سندھ کے دو نمائندے ہیں یہ زیادتی ہے اس کوreconstitute کروایا جائے۔ یہ اپیل میں نے جناب وزیر اعلیٰ سے اپنیspeech کے اندر کی تھی اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں کا پانی بند ہوا ہے اس جنوبی پنجاب کا تیس لاکھ ایکڑ۔۔۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! Point of personal explanation!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): میں بات مکمل کرلوں۔ آپ کا استحقاق ہے بعد میں کہئے گا۔ جنوبی پنجاب کا تیس لاکھ ایکڑ رقبہ ہے اور سارے سندھ کے اندر صرف سترہ لاکھ ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے اور پورے پنجاب کو اس وقت ایک لاکھ 42 ہزار کیوسک پانی مل رہا ہے اور سندھ کو دو لاکھ کیوسک آج صبح مل رہا تھا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم تو پنجاب کے عوام کے حقوق کے تحفظ کے لئے منتخب ہو کر یہاں پر آئے ہیں۔ یہاں پر ایک اور ہی سلسلہ چل پڑا ہے کہ یہاں پر اس ایک سیٹ کو چھوڑ کر سارے کے سارے عجیب قسم کے ماحول میں کلاشنکوفیں اٹھائے ہماری طرف دیکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: ہاؤس کے تمام ممبران نہایت ہی معزز ہیں، بہت ہی قابل احترام ہیں۔ ایک دوسرے کا احترام کریں۔ جی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جی، تمام ممبران معزز ہیں۔ میں آپ سے مخاطب ہو کر یہ کہہ رہا ہوں کہ جب بھی یہاں سے ہمارے نمائندے وہاں جاتے ہیں، لوڈشیڈنگ ختم کروانے گئے، آٹھ بجے تک کی دُکانوں کی بندش لے کر آ گئے۔ پرسوں کی تقاریر یہاں پر موجود ہیں Irrigation Minister، جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب اور جناب قائد ایوان کی speech ہے کہ ہم پانی کے ایک قطرے پر بھی compromise نہیں کریں گے۔ جب تیس لاکھ ایکڑ کو آنے والی نہر نو ماہ کے بعد کھلتی ہے اور چند دِنوں کے بعد بند ہو جاتی ہے تو ہم ان بیانوں کو کیا سمجھیں؟ ہم یہ درخواست کرتے ہیں ہم یہ پٹیاں ان کے وعدے پر بھی کھول دیتے ہیں کہ یہ نہر جو بند ہے یہ کھل جائے گی اور یہ نہر بند نہیں ہو گی۔ ہم ان کے وعدے پر ابھی کھولنے کو تیار ہیں لیکن اگر یہ بند رہی تو یہاں پر پٹیاں بھی بندھی رہیں گی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج کی تمام اخباریں دیکھ لیں ایک ہی heading ہے کہ بند کر دی گئیں۔ کوئی reason نہیں بتائی گئی۔ شاید ان کا میڈیا اتنا فعال نہیں ہے یا میڈیا نے صحیح طریقے سے convey نہیں

کیا ہم انہی کی بات مان لیتے ہیں۔ ہم ماننے والے لوگوں میں سے ہیں، ہم believe کرنے والے لوگوں میں سے ہیں لیکن اگر پھر بات پوری نہ ہو اس کو کچھ اور رنگ دیا جاتا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کا بھی استحقاق ہے، آپ کی بھی ایک ڈیوٹی ہے آپ اپنی زبان سے فیصلہ دیا کریں لیکن آپ نیچے سے حکم سُنتے ہیں اور اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتے ہیں اس کا ہمیں دُکھ ہے آپ اسی کو replicate کر دیا کریں لیکن کچھ اپنی زبان سے ہمیں حکم صادر فرمایا کریں۔ صرف لاء منسٹر کا حکم جو ہے حکم کے طور پر یہاں پر چلتا ہے یہ ہمیں قبول نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں نے لاء منسٹر صاحب کے حکم کی بات نہیں کی۔ آپ غلط سمجھے ہیں میں نے مکمل اپنی کارروائی کی ہے اور اس کے بعد میں نے اجلاس کو next day کے لئے adjourn کیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ انہوں نے جواب دینا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں نہیں جانے دوں گا، میں کیوں جانے دوں گا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ حکم کریں میں چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ صرف treasury benches کو ٹائم دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں آپ کے Leader of the Opposition بول رہے تھے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے سب سے پہلے آپ سے ٹائم مانگا تھا۔

جناب سپیکر: بات سُنیں۔ انہوں نے جواب دینا ہے ان کو بات کرنے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں کیا کسی سے کم تر ہوں کہ میری بات نہیں سُنی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ میرے لئے بہت معتبر ہیں، بہت معزز ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پھر میری بات کیوں نہیں سُنی جاتی؟

جناب سپیکر: جی، اُن کی بات کا جواب آئے گا پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے وجہ بتادیں کہ مجھے کیوں ٹائم نہیں دیا جارہا؟

جناب سپیکر: محترم! میں نے آپ کو یہ کہا ہے کہ جب Question Hour ختم ہو گا میں آپ کو سات منٹ دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: باقی لوگوں کو Question Hour میں ٹائم مل گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! میں request کرتا ہوں۔ کل ہمارے ممبر کی چھوٹی سی کوتاہی کی وجہ سے اسے بہت بڑی سزا دی گئی اور اس کے ساتھ زیادتی کی گئی۔ آج ہمارے ایک ممبر کو تھوڑی دیر کے لئے بولنے دیا جائے اگر آپ کی اجازت ہو تو۔

جناب سپیکر: چلیں! چودھری صاحب کی بات مان لیتے ہیں لیکن میں آپ کو ایک بات بتادوں شاید آپ اس وقت یہاں پر نہیں تھے جب میں نے ہاؤس میں question put کیا ہے۔ ہاؤس کی اجازت سے میں نے ان کو اجازت دی ہے اور آپ کے لئے میں نے کہا تھا کہ میں پانچ کی بجائے سات منٹ دوں گا لیکن Question Hour کے بعد۔ اب Question Hour ہے تو ٹائم کا ذرا خیال کیجئے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی۔ کیونکہ یہ بات اب اس وقت شروع ہو گئی ہے۔ آپ کی کرسی بھی گواہ ہے اور اس House کے سارے ممبران بھی گواہ ہوں گے پچھلے ڈیڑھ سال کے عرصہ پر ہم اس پانی کے issue پر بات کر رہے ہیں اور ہماری بات کو کوئی اہمیت نہیں دی جا رہی۔

جناب سپیکر: آپ کی بات کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! "دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔" اسی قسم کی commitment ہمارے ساتھ فروری میں بھی کی گئی تھی اور سردار صاحب، راجہ ریاض صاحب کو کراچی بھیجا گیا تھا اور اسی کرسی پر کھڑے ہو کر راجہ ریاض نے کہا تھا کہ سی جے لنک کینال بند نہیں ہو گی اور اگر بند ہو گی تو میں استعفیٰ دے دوں گا پھر فروری میں اسی وقت سی جے لنک کینال بند کر دی گئی۔ آج میں کیسے یقین کروں جب حکومت کی ساکھ ہی خراب ہو گئی ہے، حکومت کی بات کا اب اعتبار

نہیں رہا اس لئے ہم یہ شور مچا رہے ہیں اور پٹیاں باندھ کر اپنا احتجاج رجسٹرڈ کروا رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا سارے اخبارات غلط ہیں، سارے میڈیا نے غلط رپورٹنگ کی ہے؟ کسی بھی اخبار کو آپ اٹھا کر دیکھ لیں.Look at any paper. Chashma Jhelum Link Canal closed. چشمہ جہلم لنک کینال کے فیصلے پر قائم مقام چیئرمین Punjab agree to resolve the issue. تبدیل۔ چشمہ جہلم لنک کینال کھولنے کا فیصلہ منسوخ۔ جناب! یہ سارے اخبار غلط ہیں، سارے اخباروں نے غلط reporting کی ہے۔ پاکستان ٹیلی ویژن جو کہ آفیشل ٹی وی ہے حکومت پاکستان کی زبان ہے اس نے یہ چیز رپورٹ کی ہے۔ ابھی ہمیں یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ نہیں ہوا۔ کس کی بات پر یقین کریں۔ ان سارے اخبارات والوں پر یا ان لوگوں کی بات پر یقین کریں جنہوں نے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ نہیں ہو گا اور یہ ہوا۔ فروری میں یہ چشمہ جہلم لنک کینال جب کھلی اس کو بند کر دیا گیا اور اس floor پر یہ commitment کی گئی تھی کہ ایسا نہیں ہو گا، آپ اس کی recording نکلوالیں میرے پاس ان کی لکھی ہوئی تقریر بھی پڑی ہے۔ مجھے بتائیں میں پھر کس کی بات پر یقین کروں۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ قدرتی طور پر آپ کی پٹی کھل چکی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! کون کہہ رہا کہ میری پٹی کھل چکی ہے۔ آپ اس کو مذاق میں نہ ٹالیں یہ مذاق کی بات نہیں ہے۔ یہ ہنسی مذاق والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ہم بھی آپ سے مذاق نہیں کر رہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: خدارا! کسی وقت تو serious ہوا کریں۔ ہم انہی عجیب عجیب چیزوں میں اپنی بات کو ٹال دیتے ہیں اور اس صوبے، ملک کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: انشاءاللہ ہم صوبے کے ساتھ زیادتی نہیں ہونے دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! کسی serious بات کرنے کے لئے ہمارے پاس ٹائم ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: صوبے کے Custodian یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں Don't worry اور آپ ایسی بات نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر سامیہ امجد نے معزز ممبر محسن لغاری
کے بازو پر نئی سیاہ پٹی باندھی)

چودھری ممتاز احمد جحہ: پوائنٹ آف آرڈر۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔No cross talk. None is allowed.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! پانی ہمارا اس وقت سب سے اہم resource ہے۔ جو ہمارا تھوڑا سا پانی ہے اس کو judiciously استعمال کرنا ہے۔ IRSA کی decomposition کے لئے قرارداد میں سوموار کو لایا تھا۔ میں نے رانا صاحب سے بھی consult کیا تھا اور اس میں ہم نے کہا تھا کہ اس میں neutral بندہ ہو گلگت، بلتستان سے ہو، آزاد کشمیر سے ہو یا اسلام آباد سے ہو۔ تو رانا صاحب نے کہا کہ یہ آئینی بات ہے میں پہلے دیکھ لوں کہ گلگت، بلتستان کا بندہ ہو سکتا ہے یا نہیں اور پھر اس قرارداد کو ہم متفقہ طور پر لے کر آئیں گے۔ اس کے بعد اس پر کوئی بات نہیں ہوئی۔ میں یہی چیز بار بار کہتا ہوں کہ 1991 کا Water Accord جس کو آج ہم اپنا سب سے مقدس document سمجھ کر پانی کے اوپر بات کرتے ہیں۔ اس کے اندر یہ واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ صوبے اپنی مرضی سے اپنا پانی لے سکتے ہیں۔ جتنا سندھ کا indent ہے ان کو مل رہا ہے چشمہ جہلم لنک کینال ہمارا پانی ہے پنجاب کا جو حصہ ہے وہ ہم چشمہ جہلم لنک کینال سے مانگ رہے ہیں۔ میں یا میری زمین اس پانی میں سے ایک قطرہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ بھی پنجاب کا حصہ ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں وہی کہہ رہا ہوں۔ اگر کوئی یہ سمجھ رہا ہے کہ میرا اس میں کوئی ذاتی مفاد ہے تو 'لا اِلٰہ الا اللہُ محمد رَسولُ اللہ' ایک قطرہ بھی ہمیں وہاں سے نہیں ملتا۔

جناب سپیکر: سارے پنجاب کا مسئلہ ہے بلکہ ساری قوم کا مسئلہ ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جو محدود وسائل ہیں ان کو بہتر استعمال کرنے کا مسئلہ ہے۔ مہربانی کر کے اس مسئلے کو resolve کریں۔ شکریہ

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب والا! میں ذاتی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب والا! اگر وہ بول رہے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے اپنی بات ختم کر لی ہے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب والا! On a point of personal explanation پر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ اس وقت پانی کی بندش نہیں ہوئی تھی لہذا ہم نے کالی پٹیاں نہیں باندھیں۔ میرے خیال میں وہ میری بات توجہ سے نہیں سن رہے تھے میں نے ان کی توجہ دلائی تھی کہ پرویز مشرف کا جو ایک appointee سندھ صوبے سے کر دیا گیا تھا اس پر میں نے اعتراض کیا تھا کہ اس وقت انہوں نے کالی پٹیاں نہیں باندھی تھیں۔ باقی جو یہ بات کرتے ہیں پنجاب کے حقوق کی کہ ہم تو پنجاب کے حقوق کی خاطر لڑ رہے ہیں، جی ہاں میں بھی اسی صوبے کا رہنے والا ہوں اور اس ایوان کے تمام ممبران بھی اسی صوبے کے رہنے والے ہیں اور ہم نے وہ ساڑھے آٹھ سال بھی دیکھے ہیں جو یہ پنجاب کے حقوق کے لئے لڑ رہے تھے جو پنجاب میں خون گرا ہے اس کا انہوں نے پرویز مشرف سے مطالبہ کیا تھا، پنجاب کے ساتھ جو ناانصافیاں کی گئی ہیں اس کا انہوں نے پرویز مشرف سے مطالبہ کیا تھا، آج چونکہ پرویز مشرف یہاں سے بھاگ چکا ہے اور ان کو چھپنے کے لئے جگہ کہیں نہیں مل رہی تو آج یہ پنجاب کے حقوق کی باتیں کر رہے ہیں۔ ایک رکن وہاں سے کہہ رہے ہیں کہ صوبہ پنجاب کو یا صوبوں کو حق ہے کہ جہاں سے وہ پانی لینا چاہیں لے سکتے ہیں۔ میں تفصیل میں نہیں گیا اور میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا تھا۔ یہ document بھی میرے پاس موجود ہے جو ہم نے وہاں پر پیش کیا اور اس پر صوبہ سندھ جو۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): ایک عرصہ دراز سے پنجاب کا پانی لینے پر اعتراض کرتا تھا ان کو ہم نے تسلیم کروایا ہے کہ پنجاب جب چاہے چشمہ جہلم لنک کینال سے پانی لے سکتا ہے اور ٹی پی لنک سے بھی پانی لے سکتا ہے۔ ایک ان کی request تھی اور وہ بڑی جائز ہے کہ جب دریائے سندھ میں پانی کی کمی واقع ہو جائے تو پھر جو کمی ہو گی وہ پنجاب اور سندھ share کریں گے۔ ہم نے صوبہ سندھ میں خدانخواستہ اس قسم کے حالات پیدا نہیں کر دینے جو ان کے دور حکومت میں ہوئے تھے کہ صوبے ایک دوسرے کو گالیاں نکال رہے تھے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہم چاہتے ہیں کہ جب پانی کی کمی ہو گی تو بھائیوں کی طرح ہم بھی ان کے ساتھ پانی کی کمی کا حصہ برداشت کریں گے اور وہ ہمارے ساتھ پانی کی کمی کا حصہ برداشت کریں گے۔ انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ چشمہ جہلم لنک کینال پنجاب کا حق ہے صرف کمی کے وقت وہ بھی اتنا برداشت کریں گے جتنی ہمیں کمی برداشت کرنی پڑے گی۔ آج یہ ڈھونگ رچا رہے ہیں اور انہوں نے پنجاب کے حقوق کی بات کی ہے بہت سی ایسی باتیں ہیں جب ان پر بات ہو گی جیسا کہ وزیر قانون نے کہا ہے اس کا بھی ہم جواب دیں گے۔ ہم نے پنجاب کے وہ تمام حقوق اس میٹنگ میں سندھ کے وزیر اعلیٰ اور ان کی ٹیم سے تسلیم کروائے ہیں کہ انشاءاللہ العزیز اس میں اب آئندہ ان کی طرف سے کوئی نقطہ اعتراض نہیں ہو گا۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب والا! میں بھی اس سلسلے میں کچھ عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: حضور یہ وقفہ سوالات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب والا! ایک منٹ۔

جناب سپیکر: دیکھیں مجھے آگے بڑھنے دیں۔ جو ٹائم اس میں خرچ ہوا ہے میں نے وہ سوالات کے لئے دینا ہے۔ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب والا! ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں۔No please آپ تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے بھی کچھ عرض کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پہلے یہاں موجود تھا پھر اس کے بعد ایک میٹنگ میں چلا گیا کیونکہ میرے ساتھ وعدہ تو یہ کیا گیا تھا کہ یہ issue question hour کے بعد اٹھایا جائے گا لیکن یقیناً میرے بھائی محسن لغاری صاحب سے صبر نہیں ہوا ہو گا۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب محسن لغاری سے پہلے کسی اور سے صبر نہیں ہوا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! issue یہ ہے کہ 2007 میں ایک آمرانہ فیصلے کے ذریعے یہی چشمہ جہلم لنک کینال جو ہے اس کو ایک آدمی کے فیصلے سے اور آپ کو یہ بھی پتا ہے کہ اس وقت کس کی حکومت تھی پھر ایک ایسا واقعہ ہوا جو تاریخ کا حصہ بنا اور اب پھر 2010 میں ایک procedure کی غلطی کی وجہ سے ایک فیصلہ ہوا اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو وزیر اعلیٰ سندھ نے درخواست کی کہ آپ یہ جو procedure کی غلطی ہے اس بارے میں ایک میٹنگ رکھیں اس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے وزیر اعظم صاحب کو گزارش کی اور کل کی میٹنگ میں وہ جو procedure کی غلطی تھی وہ جب سامنے آئی تو اس کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ بھی ماضی کی طرح تاریخ کا حصہ نہ بن جائے۔ ہم اس procedure کی غلطی کو proper طریقے سے ختم کریں اور دوبارہ IRSA کی میٹنگ فوری طور پر بلائی جائے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ بھی جانتے ہیں کہ آج کل اللہ کا شکر ہے کہ دریاؤں میں، ڈیمز میں وافر پانی ہے، بہت زیادہ پانی ہے جتنا کوئی صوبہ پانی مانگے گا IRSA اس وقت اس پوزیشن میں ہے کہ وہ اتنا ہی پانی دے سکتا ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس procedure کی غلطی کو ختم کر کے فوری طور پر صوبے اپنی demand دیں اور IRSA کے پاس پانی موجود ہے تو وہ پانی مہیا کرے۔ کل ہی ہم نے اپنی demand دے دی تھی آج دو بجے اس سلسلے میں میٹنگ ہو رہی ہے اور اس میٹنگ میں انشاء اللہ

IRSAہماریdemandکے مطابق چشمہ لنک کینال میں بھی اور باقی بھی جو ہماریdemandہے وہ پوری کر دے گا۔ یہ جو میرے بھائیوں کو غلط فہمی ہوئی ہے خدانخواستہ یہ صوبہ پنجاب جو ہے ہم اس کے محافظ ہیں،پنجاب کے عوام نے ہم پر اعتماد کیا ہے لیکن جو یہ بے چارے بیٹھے ہیں پوری انتظامیہ اور آئی بی کا ایک شاہ ہوتا تھا وہ انٹرویو لے لے کر اور سب کچھ ہونے کے باوجود یہ بے چارے چند رہ گئے ہیں۔انہیں کہیں کہ یہ خاموشی سے بیٹھیں اگر انہیں پانی چاہئے تو میں ان کے گھروں تک پانی پہنچانے کے لئے تیار ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

رائے محمد اسلم خان کھرل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ Now we take up questions.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!میری ایک بات رہ گئی ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب!ایک دفعہ ہی بات کر لیا کریں۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب!تشریف رکھیں۔بلوچ صاحب پلیز!تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!پانی کی کمی کے باوجود ہم سمجھتے ہیں کہ پانی اس ملک کی ضرورت ہے، زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور ہماری یہ پوری کوشش ہے کہ زمینداروں کو زیادہ سے زیادہ پانی دیا جائے[*********]

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔غیر شائستہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس اہم موضوع کے لئے ہاؤس کی sense لے کر میرے انتہائی قابل احترام قائد حزب اختلاف اور دوسرے معزز ممبران کو اس پر بات کرنے کا موقع دیا۔میں سمجھتا ہوں کہ جیسے سینئر وزیر / وزیر آبپاشی راجہ ریاض صاحب، سینئر ایڈوائزر اور پھر دوسرے ممبران نے بات کی ہے میں اس بحث کو سمیٹتے ہوئے اس ایوان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں اس کو سیاسی scouring point کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے۔ اگر کہیں کسی بھائی یا کسی صوبے کو کوئی اعتراض یا مسئلہ پیدا ہوا ہے تو اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ہم مل بیٹھ کر اور انتہائی اچھے انداز میں اس معاملے کو حل کرنے کی کوشش کریں۔میں پہلے بھی آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں اور آج پھر اس ایوان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ پاکستان کسی بھی مزید محاذ آرائی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہمیں مل بیٹھ کر اپنے معاملات طے کرنے ہیں۔اگر ماضی میں ایک ڈکٹیٹر جس نے پاکستان کے لئے تباہی کا سامان پیدا کیا،اس نے پاکستان کو تباہ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور میرے قابل احترام ممبران جو سامنے بیٹھے ہیں اور قائد حزب اختلاف چودھری ظہیر الدین صاحب جن کے لئے میرے دل میں بڑا احترام ہے اگر اس وقت انہوں نے اس آمر کے خوف کی وجہ سے اپنی زبان نہیں کھولی تو میں سمجھتا ہوں کہ آج انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ پنجاب کے حقوق کی بات کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!کل جناب وزیر اعظم نے بڑی مہربانی کی اور میٹنگ بلائی وہاں پر میں نے اس سقم اور اس آمر کی زیادتی کو raise کیا اور میں اس میٹنگ میں موجود باقی ساتھیوں کا بہت مشکور ہوں کہ جنہوں نے اس بات کو appreciate کیا کہ واقعی آمر نے ایک ایگزیکٹو آرڈر سے یہ فیصلہ کر دیا کہ ارسا میں وفاق کا ممبر ہمیشہ کے لئے ایک صوبے سے ہو گا۔وفاق کو، وزیر اعظم کو پورا حق ہے کہ وہ پنجاب، سندھ، خیبر پختون خواہ، بلوچستان، آزاد کشمیر، بلتستان، جہاں سے بھی چاہیں جس کی ارسا کا قانون اور آئین اجازت دیتا ہے وہ ممبر رکھ سکتے ہیں اور ماضی میں ہوتا رہا ہے۔مگر ایک آمر نے اپنے ایگزیکٹو آرڈر کے ذریعے جس طرح آئین اور قانون کی دھجیاں اڑائیں اس نے ارسا میں بھی وفاق کی nomination کے حوالے سے بھی تمام قواعد و ضوابط کو اپنے پاؤں تلے روندتے ہوئے till further orders ارسا کا ممبر مقرر کر دیا۔

جناب سپیکر! آپ اس بات کو appreciate کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو یہ توفیق دی کہ کل وزیر اعظم صاحب اور ہم نے ماضی کی اس زیادتی اور چیرہ دستی کو raise کیا اور انہوں نے وعدہ کیا کہ ہم اسے rectify کریں گے۔ اب انشاء اللہ ارسا کی constitution آئین اور قانون کے مطابق ہو گی۔کل جناب وزیر اعظم کی میٹنگ سے پہلے ہماری اور وزیر اعلیٰ سندھ کی ٹیم کے درمیان میٹنگ ہوئی۔میں یہاں پر وزیر اعلیٰ سندھ جناب قائم علی شاہ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں میرے colleague وہاں موجود تھے انہوں نے کہا کہ جناب وزیر اعظم میرے وزیر اعلیٰ پنجاب سے ایسے تعلقات ہیں کہ جیسے ہم نے مل بیٹھ کر این ایف سی کو نبھایا اسی طریقے سے اس مسئلے کو بھی طے کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: لغاری صاحب.No interruption, this is very bad.جی، چیف منسٹر صاحب!

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):جناب سپیکر!وہاں پر بعض ممبران نے وزیر اعظم کی موجودگی میں اس بات کے خدشے کا اظہار کیا کہ ہمیں باضابطہ میٹنگ میں دونوں اطراف سے بات کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے کیونکہ یہ اتنا contentious issue ہے کہ خدانخواستہ اس پر معاملہ بہت بڑھ جائے گا۔میں نے کہا کہ آپ بالکل فکر نہ کریں، صوبہ سندھ سے جو ہمارے بھائی آئے ہوئے ہیں ہم ان کے ساتھ بھائیوں کی طرح اس مسئلے کو طے کریں گے۔میرے جو محترم ممبران سامنے بیٹھے ہیں اور قائد حزب اختلاف بیٹھے ہیں میں بڑے ادب سے ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر یہ ہمیں دانہ ڈالنے کی کوشش کریں گے تو ہم دانے کو چگیں گے نہیں بلکہ پاکستان کو قائم رکھیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم قائد اور اقبال کے فرمودات کے مطابق عمل پیرا ہو کر معاملات حل کریں گے، ہم آمر کی طرح پاکستان کے آئین کو پاؤں تلے نہیں روندیں گے بلکہ انشاء اللہ اس آئین کو اپنے سر پر رکھیں گے اور پاکستان کی ہر بات کو پاکستان کے ہر interest کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھیں گے اور ہر قربانی پاکستان کے لئے دیں گے لیکن میں آج پھر یہ بات دہراتا ہوں جو میں نے پہلے کہی کہ ہم سندھ کی ایک بوند لینا چاہتے ہیں اور نہ ایک بوند کسی کو دیں گے۔پنجاب اپنے حقوق کے لئے قانونی لڑائی لڑے گا لیکن اگر ان کو یہ غلط فہمی ہے کہ یہ اس کے ذریعے ہمیں اور سندھ کو آپس میں لڑا دیں گے تو یہ

ان کی خام خیالی ہے یہ کبھی نہیں ہو گا۔پنجاب، سندھ، خیبر پختون خواہ، بلوچستان، آزاد کشمیر یہ پاکستان کے پانچ قلعے ہیں ہم انہیں مضبوط کریں گے۔انہوں نے اس قلعے میں دراڑیں ڈالنے کی بھرپور کوشش کی لیکن ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے لہذا یہ اطمینان رکھیں جس طرح یہاں پر سینئر منسٹر نے بات کی ہے اور انہیں latest information ہے کہ آج دو بجے ارسا کی میٹنگ ہو رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ جب دو بجے میٹنگ ہو جائے گی اور فیصلہ قانون کے مطابق ہو جائے گا۔حالانکہ 2007 کی نظیر موجود ہے وہ ان کا زمانہ تھا،وہ ایک آمر کا زمانہ تھا ہم نے اسے بھی بنیاد نہیں بنایا۔ایک ممبر نے فیصلہ دیا تھا اور ہم اس کا سہارا لے سکتے تھے لیکن ہم نے کہا کہ کوئی بات نہیں ہے اگر اس سے ہمارے سندھ کے بہن بھائیوں کی دلآزاری ختم ہو سکتی ہے تو ہم تیار ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): آج میٹنگ ہو رہی ہے انشاء اللہ جب دوبارہ چشمہ جہلم لنک کینال کھل جائے گی تو پھر ان کی پٹیاں بھی کھل جانی چاہئیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اس ایوان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور آپ کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ کل یہاں پر جو قرار داد پیش کی گئی اور اسے اس ایوان نے اپنی پوری تائید سے منظور کیا۔میں آج پھر یہاں پر یہ دہرانا چاہتا ہوں کہ ان معزز ممبران کا honour ان کی dignity، ان کی قدر و منزلت اور ان کے حقوق کی پاسداری کرنا آپ کا بھی فرض ہے اور میرا بھی فرض ہے اور انشاء اللہ اس ایوان کے تقدس کو بحال کرنے اور اسے protect کرنے کے لئے میں، آپ اور پورا ایوان اپنا فرض نبھاتا رہے گا۔ کل ایوان کے اندر جو قرار داد پاس ہوئی ہے مجھے امید ہے کہ اگر ہمارے میڈیا کے بہن بھائیوں کو پہلی قرار داد پر کوئی اعتراض تھا لیکن کل کی قرار داد کے بعد یہ بات واضح ہو جانی چاہئے کہ media ریاست کا چوتھا ستون ہے، ہم ان کا دل سے احترام کرتے ہیں۔اخبارات اور ٹیلیویژن پر جو تجزیے کئے جاتے ہیں ان کو ہم غور سے پڑھتے اور سنتے ہیں۔Media کی آزادی کے اوپر قدغن لگانے کا ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔انہوں نے قدغنیں لگائیں۔

(اپوزیشن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے)

انہوں نے اپنے دور میں Media پر پہرے بٹھائے اور تالے لگوائے اور ان کے دور میں کیمرے والوں کے سر پھوڑے گئے۔ آج میں یہ کہوں گا اور اس بات کو دہراؤں گا کہ اس ملک کے اندر دس سالہ آمریت کے خاتمے کے لئے جب اس ایوان کے ایک ایک منتخب ممبر نے، ہماری سیاسی پارٹیوں کے workers نے، بہنوں، بھائیوں اور بزرگوں نے قربانیاں دیں، اپنے وقت کی قربانی دی، اپنی جانوں کی قربانیاں دیں، ان کے سر پھٹے، ان کے کپڑے پھاڑے گئے، ان کو گریبانوں سے پکڑا گیا تو اگر اس وقت media ساتھ نہ دیتا تو آج یہ جدوجہد اور قربانی اپنا رنگ نہ لاتی لہذا media چوتھا ستون ہے، ہمارے دل میں ان کے لئے بہت احترام ہے۔ اگر کوئی غلط فہمی تھی تو کل کی قرار داد نے اس کو ختم کر دیا ہے۔ میں اس ایوان کو سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی جرأت سے دوبارہ یہ قرار داد پیش کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اب یہ باب ختم ہو گیا ہے۔ جنہوں نے اس معاملے کو خراب کرنے کی کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کا سر جھکایا ہے اور جنہوں نے نیک نیتی کے ساتھ اس معاملے کو حل کرنے کی کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو سرخرو کیا ہے۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! دیکھیں وقفہ سوالات چل رہا ہے۔ مہربانی کریں، میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں گا۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک بات عرض کرنی ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، کرنل صاحب! For God sake مجھے ہاؤس کا business take up کرنے دیں۔ تشریف رکھیں۔ یہ بہت ضروری سوالات ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے صرف اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے ایک درخواست کرنی ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ بھی رہنے دیں، مہربانی فرمائیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں معزز قائد حزب اختلاف اور اپوزیشن کے معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ میری اور قائد ایوان کی یقین دہانی کے بعد وہ اپنی یہ کالی پٹیاں اُتار دیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ بات وقفہ سوالات کے بعد کرنا چاہتا تھا لیکن راجہ ریاض، سینئر منسٹر نے روایت توڑ کر درمیان میں بات کی ہے اس لئے میں بھی بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ C.J. Link Canal دو بجے کھل جائے گی۔ تو یہ پنجاب کی زمینوں کو بنجر کرانے کی جو movement ہے ہم اس میں حصہ دار نہیں بنتے۔ انہوں نے کہا ہے کہ دو بجے C.J.Link Canal کھل جائے گی۔ اگر یہ دو بجے کھل گئی تو ہم کالی پٹیاں اُتار کر ہاؤس میں آجائیں گے۔ اُس وقت تک ہم boycott کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے معزز ممبران ہاؤس سے walkout کر گئے)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! کیا ہو گیا؟ ایسا نہ کریں۔ تنویر اشرف کائرہ صاحب، احمد علی اولکھ صاحب، خلیل طاہر سندھو صاحب، سید حسن مرتضیٰ صاحب اور اللہ رکھا صاحب آپ سب حضرات تکلیف کریں اور اپوزیشن کو منا کر واپس لائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایک خاتون ممبر کو بھی بھیج دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، عارفہ خالد پرویز صاحبہ بھی ساتھ جائیں۔ آپ سب ذرا جلدی سے جائیں اور ان کو منا کر واپس لائیں۔ محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا سوال ہے۔ محترمہ! آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

(اس مرحلہ پر تنویر اشرف کائرہ صاحب، احمد علی اولکھ صاحب، خلیل طاہر سندھو صاحب، سید حسن مرتضیٰ صاحب، اللہ رکھا صاحب اور محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ اپوزیشن کو واپس لانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(۔۔۔جاری)

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! سوال نمبر 1314۔

جناب سپیکر: کیااس کو پڑھاہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ طلعت یعقوب: جی ہاں!اس کا جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے۔

خواتین کے لئے علیٰحدہ جیلیں بنانے کا مسئلہ

*1314: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں مرد، بچوں اور خواتین کو ایک ہی جگہ قید رکھا جاتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بچوں کے لئے الگ جیل بنانے اور وہاں پر لیڈیز عملہ تعینات کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک نئی جیلیں بن جائیں گی اور کس کس ضلع میں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں جہاں علیٰحدہ وومن جیل اور بچوں کی جیل نہ ہے، وہاں مرد، بچوں اور خواتین کو ایک ہی جیل میں رکھا جاتا ہے۔ لیکن خواتین اور نو عمر اسیر ان کے لئے الگ وارڈ/بیرکس بنائی گئی ہیں جن میں ان سب کو علیٰحدہ علیٰحدہ رکھا جاتا ہے۔

(ب) جی ہاں! سنٹرل جیل راولپنڈی سے ملحقہ اراضی پر ایک خواتین اور نو عمر اسیر ان کے لئے جیل بنانے کے لئے اراضی کے حصول کے لئے مبلغ40.934 ملین ادائیگی کر دی گئی ہے۔ PDWP میٹنگ ہونے پر اس کے بقایار قم مبلغ39.964 ملین فنڈز مختص کئے جائیں گے۔ رقم مختص ہونے پر زمین کی خریداری مکمل ہو جائے گی اور اس کی تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔ پنجاب میں اس وقت خواتین اور نو عمر اسیر ان کی مندرجہ ذیل جیلیں ہیں:۔

(i) زنانہ جیل، ملتان

(ii) بورسٹل جیل، بہاولپور

(iii) بورسٹل جیل، فیصل آباد

جہاں تک بچوں کی جیل میں لیڈیز عملہ تعینات کرنے کا تعلق ہے یہاں پر18 سال سے کم عمر تک کے بچے رکھے جاتے ہیں اس لئے لیڈیز عملہ تعینات نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میں کوئی ضمنی سوال پوچھنا نہیں چاہتی۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ ثمینہ خاور صاحبہ کا ہے۔ یہ بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1966۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی ہاں! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قیدیوں کو ادویات فراہم کرنے کی تفصیلات

*1966: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2007-08 کے دوران کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کو کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) سال 2007-08 میں کیمپ جیل لاہور میں ادویات کی خرید کے لئے کتنا بجٹ رکھا گیا نیز اس سے کتنے قیدی مستفید ہوئے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سال 2007-08 کے دوران کیمپ جیل لاہور میں -/3297059 روپے کی ادویات اسیران کو فراہم کی گئیں۔

(ب) سال 2007-08 کے دوران کیمپ جیل لاہور میں کل قیدی جو مستفید ہوئے ان کی تعداد 305935 ہے بجٹ -/3297059 روپے مختص کیا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ "08-2007 کے دوران کیمپ جیل لاہور میں کل قیدی جو مستفید ہوئے ہیں ان کی تعداد 305935 ہے اور اس کے لئے -/3297059 روپے مختص کئے گئے تھے" اگر اس کی ratio نکالی جائے تو یہ تقریباً -/11 روپے فی قیدی بنتی ہے تو میرا وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ کیا ایک قیدی کے لئے صرف -/11 روپے کی دوائی کافی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! کیمپ جیل لاہور جسے ڈسٹرکٹ جیل کہتے ہیں کے لئے 08-2007 میں 32 لاکھ روپے کی ادویات مہیا کی گئیں اور اس سے 305935 قیدی مستفید ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی ایمرجنسی ہو تو سپرنٹنڈنٹ جیل فوری طور پر مزید ادویات بھی منگوا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ نے یہ کہا ہے کہ قیدیوں کی تعداد کے مطابق اتنی رقم سے فی قیدی کے لئے صرف گیارہ یا پونے گیارہ روپے کی ادویات آسکتی ہیں تو انہوں نے اپنے ضمنی سوال میں یہ پوچھا ہے کہ کیا اتنی رقم ایک قیدی کے علاج کے لئے کافی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ڈاکٹر check up کرتا ہے اور پھر بیماری کے مطابق قیدیوں کو ادویات مہیا کی جاتی ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اپنے ضمنی سوال کو مزید مختصر کر کے پوچھتی ہوں کہ یہ جتنی رقم رکھی گئی ہے کیا وہ قیدیوں کی تعداد کے مطابق کافی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جی، ہاں یہ بجٹ کیمپ جیل لاہور کے قیدیوں کے لئے کافی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! گیارہ، پونے گیارہ روپے میں تو سر درد کی گولی بھی نہیں آتی تو پھر یہ کیسے اتنی رقم سے قیدیوں کا علاج کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! ان کو کسی طرف سے کوئی subsidy بھی ملتی ہو گی۔ میرا خیال ہے کہ اب اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1967۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی،ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کیمپ جیل لاہور میں بیرکس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1967: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کے لئے کتنی بیرکس تعمیر کی گئی ہیں؟

(ب) کیمپ جیل لاہور میں ایک بیرک میں کتنے قیدی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ج) کیمپ جیل لاہور میں قیدی کو کن کن اوقات میں عزیزوں سے ملاقات کی اجازت ہے؟

(د) کیمپ جیل لاہور میں قیدی خواتین کی کتنی تعداد ہے، انکی تفصیل نیز ان کے جرم کی نوعیت بھی بتائی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) 18 بارکیں تعمیر کی گئی ہیں۔

(ب) ایک بیرک 60 اسیران کے لئے ہے۔

(ج) دفتری اوقات میں۔

(د) کیمپ جیل میں خواتین اسیران نہیں رکھی جاتیں بلکہ ضلع لاہور سے تعلق رکھنے والی خواتین حوالاتی کوٹ لکھپت جیل میں رکھی جاتی ہیں جبکہ قیدی اور سزائے موت کی خواتین جو کہ لاہور اور نزدیکی اضلاع سے تعلق رکھتی ہیں وہ بھی کوٹ لکھپت جیل میں رکھی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز(ب) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ ایک بیرک 60 قیدیوں کے لئے تعمیر کی گئی ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ ایک بیرک میں گنجائش تو 60 قیدی رکھنے کی ہے لیکن اس وقت ایک بیرک میں کتنے قیدی رکھے جاتے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! کیمپ جیل لاہور پاکستان بننے سے پہلے 1930 میں قائم ہوئی تھی۔ اس کی ایک بیرک میں 60 قیدی رکھنے کی گنجائش ہے لیکن اس وقت وہاں پر ایک بیرک میں 100 سے 150 تک اسیران قید ہیں۔ پنجاب میں 13 نئی جیلیں زیر تعمیر ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب پر میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ قیدیوں کو کیا کیا مراعات حاصل ہیں اور کیا ان کی اصلاح کے لئے کوئی پروگرام ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر قیدیوں کو سہولتیں دینے کے حوالے سے ان کے ملاقاتیوں کے لئے shed تعمیر کئے جا رہے ہیں وہاں پنکھے اور cooler water بھی لگائے جا رہے ہیں۔ قیدیوں کے لئے جیل کے اندر toilets, play grounds اور ان کی صحت کے لئے medicines کا انتظام کیا گیا ہے۔ مزید برآں قیدیوں کو وہاں باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے اور انہیں ہنر مند کرنے کے لئے NEPTIN کے ذریعے فنی تعلیم دیتے ہیں تاکہ یہ ہنر مند ہو جائیں اور ان کی زیادہ سے زیادہ اصلاح ہو سکے اور یہ مزید disturb نہ کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، سپیکر گیلری میں ہمارے MNA سردار منصب علی خان ڈوگر صاحب تشریف فرما ہیں میں انہیں welcome کرتا ہوں۔ جی، کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! ہم آپ کے حکم کے مطابق Leader of the Opposition اور opposition کے اراکین سے بات کرنے گئے کہ walkout ختم کیا جائے چودھری صاحب نے ہمارے ساتھ commitment کی ہے کہ ہم 15 منٹ کے بعد House میں آ جائیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ان کی مہربانی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے وزیر موصوف سے قیدیوں کو دی جانے والی سہولیات کے بارے میں نہیں پوچھا تھا بلکہ میں نے پوچھا تھا کہ قیدیوں کی اصلاح کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں کہ جس سے جرائم میں کوئی کمی ہو۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے قیدیوں کی مراعات اور اصلاح کے حوالے سے دو باتیں کی ہیں ان دونوں باتوں کا وزیر صاحب نے جواب دے دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے ہمیں اپوزیشن والوں کو منانے کے لئے بھیجا تھا تو میں اس حوالے سے آپ کو حقائق بتانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! Minister صاحب کی بات غلط ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: ان کی بات صحیح ہو گی لیکن میں تو آپ کو حقائق بتانا چاہتا ہوں۔ آپ نے ہمیں اپوزیشن کو منانے کے لئے بھیجا تھا تو اپوزیشن والے نہیں آرہے انہوں نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ ہمارے پیر ہیں ہم آپ کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتے۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ اپوزیشن کو منانے کے لئے جانے والی ہماری آدھی کمیٹی بھی باہر رہ گئی ہے۔ (قہقہے)

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ہم قیدیوں کی اصلاح کے لئے انہیں پرائمری، مڈل، میٹرک، ایف اے اور بی اے کراتے ہیں۔۔۔

(اذان ظہر)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، Next Question سید حسن مرتضیٰ۔۔۔ موجود نہیں ہیں disposed of, اس کے بعد اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! Question No. 2799, on her behalf.

(معزز ممبر نے محترمہ راحیلہ خادم حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قید عورتوں کو صحت کی سہولیات کی تفصیلات

*2799: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قیدی عورتوں کو صحت کی کیا کیا سہولیات میسر ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کوٹ لکھپت جیل لاہور میں قیدی عورتوں کے اپنے عزیزوں کے ساتھ ملاقات کے کیا اوقات مقرر کر رکھے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

i) قیدی خواتین اسیران کی صحت کے لئے جناح اور جنرل ہسپتال سے روزانہ لیڈی گائناکالوجسٹ جیل ہذا کا وزٹ کرتی ہیں۔

ii) یو،این،ڈی کی طرف سے لیڈی ڈاکٹر،لیڈی کونسلر اور لیڈی ماہر نفسیات ہفتہ میں تین دن زنانہ وارڈ کا دورہ کرتی ہیں۔

iii) ہیومیوپیتھک لیڈی ڈاکٹر اور قرشی دواخانہ کی سہولت بھی موجود ہے۔

iv) جیل ہذا کے میڈکل آفیسرز بھی ایمرجنسی کی صورت میں فوری طبی امداد فراہم کرتے ہیں۔

v) کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں اسیران خواتین کو فوری طور پر بیرون ہسپتال refer کر دیا جاتا ہے۔

(ب) قیدی عورتوں کی ان کے عزیزوں سے ملاقات ہفتہ اور منگل کو 1:00 تا 2:00 بجے کروائی جاتی ہے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! سوال نمبر 2799 کے جواب کا آخری جز (v) ہے کہ کسی بھی emergency کی صورت میں اسیران خواتین کو فوری طور پر بیرون ہسپتال refer کر دیا جاتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیل میں جب کسی خاتون اسیر کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو کیا سپرنٹنڈنٹ کے پاس اتنی authority ہے کہ وہ کسی خاتون اسیر کو باہر کسی دوسرے ہسپتال میں بھیج سکے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اگر کوئی emergency ہو جائے تو Medical Officer, Superintendent کو لکھتا ہے اور پھر Superintendent وہاں کے DHQ Hospital میں اس مریض کو refer کر سکتا ہے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر!میرے خیال میں Superintendent کے پاس اتنی authority نہیں ہوتی وہ IG or DIG سے concern کر کے return جواب کے بعد بھیجتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک procedure ہو گا جسے follow کیا جاتا ہے۔ وزیر صاحب نے ایک general بات بتادی ہے کہ مریض کو فوری طور پر بیرون ہسپتال refer کر دیا جاتا ہے اور چونکہ اس کا procedure پوچھا نہیں گیا تھا تو یہ لازمی بات ہے کہ اس کے procedure کو follow کر کے ہی کسی مریض کو refer کیا جاتا ہو گا۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!Superintendent با اختیار ہے کیونکہ جب کسی مریض کی زندگی اور موت کا معاملہ ہوتا ہے تو اس کو through Medical Officer فوری طور پر DHQ Hospital refer کر دیا جاتا ہے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر!خواتین اسیران کی ہفتہ اور منگل کو ملاقات ہوتی ہے تو ان کے عزیز و اقارب جو ملاقات کے لئے آتے ہیں تو کیا ان سے کوئی پرچی فیس لی جاتی ہے اور اگر یہ فیس لی جاتی ہے تو کتنی فیس لی جاتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صاحب!قیدیوں سے ملاقات کے لئے جو لوگ آتے ہیں کیا ان سے کوئی پرچی فیس لی جاتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!خواتین اسیران کی ملاقات کے لئے آنے والے ان کے عزیز و اقارب سے کوئی فیس نہیں لی جاتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا اور آخری سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!۔۔۔موجود نہیں ہیں، dispose of کیا جاتا ہے۔اب وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

کیمپ جیل قصور، قیدی بچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1938: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیمپ جیل قصور میں اس وقت قیدی بچوں کی کتنی تعداد ہے؟

(ب) مذکورہ بچوں کو کن کن جرائم میں گرفتار کیا گیا؟

(ج) کیمپ جیل قصور قیدی بچوں کی کتنی بیرکس ہیں نیز بیرکس میں کتنے قیدی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(د) کیمپ جیل قصور میں قیدی بچوں کی فلاح کے لئے کن منصوبہ جات پر عمل کیا جارہا ہے؟

(ہ) کیمپ جیل قصور میں قیدی بچوں کو اپنے عزیزوں اور والدین سے ملنے کے کیا اوقات مقرر ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں قیدی بچوں کی تعداد 33 ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں جن جرائم میں بچوں کو گرفتار کیا گیا ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

جرم	302/34	8 نفر
جرم	379/411	4 نفر
جرم	10/7/79	3 نفر
جرم	324/337	8 نفر
جرم	392	4 نفر
جرم	367	6 نفر

(ج) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں ایک بیرک ہے جو نوعمر اسیران کے لئے تعمیر کی گئی ہے جو دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ ایک حصہ میں 18 سال تک کے نوعمر بچے ہیں۔دوسرے حصہ میں 18 سال سے 21 سال کے نوعمر اسیران مقید ہیں۔

(د) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں قیدی بچوں کی فلاح کے لئے تعلیم، صحت اور کھیل و تفریح پر عملدرآمد کیا جارہاہے۔

(ہ) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں قیدی بچوں کو اپنے عزیزوں اور والدین سے ملنے کے لئے صبح آٹھ بجے سے لے کر دوپہر ایک بجے تک وقت مقرر ہے۔

کیمپ جیل قصور۔قیدیوں کے علاج معالجے کی تفصیلات

*1939: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیمپ جیل قصور کو2007-08 کے دوران صحت کے شعبہ میں کتنی رقم دی گئی؟

(ب) سال2007-08 کے دوران کتنے قیدیوں کو علاج معالجے کی سہولت بہم پہنچائی گئی؟

(ج) سال2007-08 کے دوران کیمپ جیل قصور میں قیدیوں کی صحت کے کن کن منصوبوں پر عمل کیا گیااور نیز کون کون سے منصوبے فنڈز کی کمی کی وجہ سے ادھورے رہ گئے؟

(د) سال2007-08 کے دوران کتنی رقم قیدیوں کے علاج معالجے کے لئے رکھی گئی نیز یہ رقم کہاں کہاں خرچ کی گئی، آگاہ فرمائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور کو صحت کے شعبہ میں-/514826روپے ملے تھے۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل قصور میں89 ان ڈور اور47496 آؤٹ ڈور اسیر ان مریضوں کو علاج معالجے کی سہولت فراہم کی گئی۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل قصور کے ہسپتال میں معمولی نوعیت کے آپریشن کے لئے آپریشن تھیٹر اور ہیٹ سٹروک روم بنایا گیاہے اس وقت کوئی منصوبہ جس میں فنڈ ملے ہوں وہ زیر غور نہ ہے۔

(د) سال2007-08 کے دوران قیدیوں کے علاج معالجہ کے لئے-/518426روپے کا بجٹ الاٹ ہوااور یہ رقم اسیر ان کے علاج معالجہ کے لئے خرچ ہوئی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں تعینات ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2144: **سید حسن مرتضیٰ:** کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں سپرنٹنڈنٹ، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتا جات کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) کیاان میں سے کوئی ملازم شیخوپورہ کا رہائشی ہے؟

(ج) کیا شیخوپورہ کا ڈومیسائل رکھنے والے ملازم اس جیل میں تعینات ہو سکتے ہیں؟

(د) ان میں سے کتنے ملازمین کب سے اس جیل میں تعینات ہیں؟

(ہ) کتنے ملازمین کے خلاف رشوت لینے قیدیوں پر تشدد کرنے کے الزامات کے تحت انکوائری چل رہی ہیں؟

(و) کیا حکومت اس جیل میں تعینات درج بالا میں سے جو شیخوپورہ ضلع کے رہائشی ہیں، ان کو وہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

نمبر شمار	نام وعہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ایڈریس وڈومیسائل
1	اعجاز اصغر، سپرنٹنڈنٹ جیل	16	ایم اے	غلام مصطفیٰ ہاؤس نزد فیض آباد تحصیل وضلع ننکانہ صاحب
2	عبدالغفور انجم، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	16	ایم اے ہسٹری، ایم اے ایجوکیشن، گولڈ میڈلسٹ	سکندر پورہ ڈاکخانہ کھڈیاں تحصیل وضلع قصور
3	مختار احمد، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	16	ایف اے	نافریاں ڈاکخانہ جلال پور جٹاں تحصیل وضلع گجرات
4	محمد اعجاز، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	14	میٹرک	رام نگر راج گڑھ، لاہور
5	شبیر حسین، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	14	ایم ایس سی	گھٹیالیاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
6	سرفراز ہارون، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	14	بی ایس سی	ہربنس پورہ لاہور
7	طارق مطلوب، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	14	بی اے	یامین سٹریٹ نزد ورک پارک طارق روڈ شیخوپورہ
8	محمد صدیق، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	14	میٹرک	چک نمبر 93 تحصیل وضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ
9	محمد ہمایوں ثاقب، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	14	ایم اے انگلش	چک نمبر WB/356 ضلع لودھراں
10	احمد رضا، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	14	ایم اے (ایجوکیشن)، ایل ایل بی	کڑیال خورد تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ
11	ارشاد احمد، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	14	بی اے	مہر ہاؤس مین روڈ ڈھور کوٹ قصور نزد مسجد باہل الجنت

(ب) جی ہاں! مسٹر طارق مطلوب، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ضلع شیخوپورہ کا رہائشی ہے۔

(ج) کوئی بھی سرکاری ملازم صوبے میں کسی بھی جگہ تعینات کیا جا سکتا ہے۔

(د) تفصیل پوسٹنگ چارٹ درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام وعہدہ	عرصہ تعیناتی
1	اعجاز اصغر، سپرنٹنڈنٹ جیل	12-05-2008
2	عبدالغفور انجم، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	02-06-2008
3	مختار احمد، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	03-08-2007
4	محمد اعجاز، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	11-07-2007
5	شبیر حسین، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	22-02-2005
6	سرفراز ہارون، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	26-07-2006
7	طارق مطلوب، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	16-04-2007
8	محمد صدیق، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	25-05-2007
9	محمد ہمایوں ثاقب، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	28-11-2007
10	احمد رضا، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	15-05-2008
11	ارشاد احمد، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	08-10-2008

(ہ) کسی بھی آفیسر کے خلاف کوئی رشوت ستانی کی کوئی انکوائری نہ چل رہی ہے۔

(و) عرصہ تعیناتی پورا ہونے پر ٹرانسفر کیا جا سکتا ہے لیکن فی الحال حکومت پنجاب نے تبادلوں پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔

کوٹ لکھپت جیل لاہور میں تعلیم یافتہ قیدیوں کو فراہم کردہ سہولیات کی تفصیلات

*2800: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کوٹ لکھپت جیل لاہور میں تعلیم یافتہ قیدیوں کو تعلیم مکمل کرنے کے بعد کیا فوائد فراہم کئے جاتے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تعلیم یافتہ مرد/خواتین قیدیوں کو تعلیم مکمل کرنے کے بعد ان کی قید میں تخفیف کر دی جاتی ہے؟

(ج) کوٹ لکھپت جیل لاہور میں سال2008 کے دوران تعلیم کے شعبے میں کل کتنے قیدی اس سے فائدہ حاصل کر چکے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) قیدیوں کو تعلیمی امتحانات پاس کرنے پر بمطابق جیل قوانین سزا میں معافی دی جاتی ہے۔

(ب) جی ہاں!

(ج) جیل ہذا پر سال2008 کے دوران تعلیم کے شعبہ میں امتحانات پاس کرنے پر کل693 نفر قیدیان کو فائدہ دیا گیا۔

پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کی گنجائش کی تفصیلات

*3571: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کی جیلوں میں کل کتنے افراد کی گنجائش موجود ہے اور اس وقت وہاں پر بند قیدیوں کی اصل تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا حکومت جیلوں میں گنجائش کی کمی کو دور کرنے کے لئے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت بجٹ2009-10 میں نئی جیلیں تعمیر کرنے کے لئے فنڈز مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت21527 اسیران رکھنے کی گنجائش موجود ہے اور اس وقت 57408اسیران مقید ہیں۔

(ب) جی ہاں! حکومت پنجاب جیلوں میں گنجائش کی کمی کو دور کرنے کے لئے خصوصی اقدامات اٹھا رہی ہے اور پنجاب کے مختلف اضلاع میں نئی جیلیں تعمیر ہو رہی ہیں اور موجودہ جیلوں میں اضافی بیرکس اور ڈیتھ سیل تعمیر ہوں گے دیگر اقدامات ضمیمہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں جن سے زائد گنجائش پیدا ہونے میں مدد ملے گی۔

(ج) جی ہاں! حکومت نے سال2009-10 میں نئی جیلوں کی تعمیر کے لئے فنڈز مختص کئے ہیں جو درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام جیل	فنڈز مختص
1	ڈسٹرکٹ جیل لیہ	Rs. 32.819 (M)
2	ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد	Rs. 100.000(M)

3	ہائی سکیورٹی پریژن ساہیوال	Rs. 150.000 (M)
4	ڈسٹرکٹ جیل، خانیوال	Rs. 100.000 (M)
5	ڈسٹرکٹ جیل، لودھراں	Rs. 50.000 (M)
6	ہائی سکیورٹی پریژن، میانوالی	Rs. 115.000 (M)
7	ڈسٹرکٹ جیل، راجن پور	Rs. 75.000 (M)
8	ڈسٹرکٹ جیل، نارووال	Rs. 75.000 (M)
9	ڈسٹرکٹ جیل، ملتان	Rs. 20.000 (M)
10	تبدیلی جوڈیشل لاک اپ شجاع آباد سے سب جیل شجاع آباد	Rs. 10.000 (M)
11	ڈسٹرکٹ جیل اوکاڑہ	Rs. 31.101(M)
12	ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن	Rs. 17.919 (M)
13	ڈسٹرکٹ جیل بھکر	Rs. 30.978 (M)
14	اسٹیبلشمنٹ آف ہائی سکیورٹی/پریژن سنٹرل جیل لاہور	Rs. 13.000(M)
15	اسٹیبلشمنٹ آف ہائی سکیورٹی/پریژن سنٹرل جیل راولپنڈی	Rs. 5.099 (M)

صوبہ پنجاب میں خواتین قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3572: **سیدہ ماجدہ زیدی:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں خواتین اسیران کی موجودہ تعداد کیا ہے؟

(ب) حکومت نے خواتین جیلوں کی صوبہ میں مرمت اور اضافی کمروں کی فراہمی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ج) کیا حکومت خواتین کے لئے صوبے کے تمام اضلاع میں سب جیلز تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس وقت صوبہ پنجاب میں خواتین اسیران کی موجودہ تعداد 802 ہے۔

(ب) حکومت پنجاب ہر سال جیل ہائے پنجاب کی مرمت وتزئین کے لئے 24 سول ورکس کے ہیڈ میں پنجاب بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ کوquarterly رقم مختص کرتی ہے۔ جس سے اسیران کی بیرکوں، سیلوں کی تزئین ومرمت کی جاتی ہے۔مزید برآں حکومت پنجاب نے امسال اضافی بیرکس اور سیل کی تعمیر کے لئے مبلغ 130.000 ملین روپے مختص کئے ہیں جن کی تعمیر منظوری ملتے ہی اسی سال شروع ہو جائے گی۔

(ج) اس وقت صوبہ پنجاب میں خواتین کے لئے ایک زنانہ جیل ہے جو ضلع ملتان میں واقع ہے اور نئی حکمت عملی پر عملدرآمد کرتے ہوئے صوبہ کے تمام اضلاع میں واقع جیلوں میں خواتین اسیران کے لئے الگ بیرکس موجود ہیں۔ جبکہ سب جیلز تعمیر کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

صوبہ کی جیلوں میں بااثر قیدیوں کا غیر قانونی طور پر موبائل فونز رکھنے کی تفصیلات

*3581: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کی جیلوں میں بااثر قیدیوں و حوالاتیوں نے غیر قانونی موبائل فونز رکھے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ قیدی غیر قانونی موبائل فونز کے ذریعے صنعت کاروں، تاجروں اور دوسری متمول شخصیات کو کالز کرکے ان سے رقوم وصول کرتے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سنگین مسئلہ سے نمٹنے کے لئے کیا خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) جزہائے بالا کا جواب نفی میں ہے۔تاہم جیل حکام کی طرف سے موبائل فون کی روک تھام کے لئے بہت سے اقدامات کئے گئے ہیں اور دوران ڈیوٹی آفیسرز و اہلکاران کو بھی موبائل فون

جیل میں لے جانے کی قطعاً اجازت نہ ہے۔تاہم حکومت پنجاب نے جیلوں میں موبائل فون کے کنٹرول کے لئے Metal Detectors مہیا کئے ہیں جس سے ملاقات پر آنے والوں اور اسیران ملاقات کرنے والوں کی سرچ کی جاتی ہے۔اس کو مزید بہتر کرنے کے لئے حکومت نے جیلوں میں Mobile Jammers لگانے کی سفارش کی ہے جو کہ عنقریب فراہم کر دیئے جائیں گے تاحال چھ سنٹرل جیلوں میں 10 عدد جیمرز کی تنصیب ہو چکی ہے۔

سال2008، جرمانے کی رقم ادانہ کرنے والے قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3633: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2008 میں حکومت نے پنجاب کی جیلوں میں قید کتنے قیدیوں کو جو جرمانہ کی رقم ادا نہیں کر سکتے تھے اپنے خزانے سے رقم ادا کر کے رہا کروایا، حکومت مزید اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں کتنے ایسے قیدی ہیں جو جرمانہ کی رقم ادانہ کرنے کی وجہ سے بند ہیں اس سلسلہ میں حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) 2008 میں حکومت پنجاب نے-/2,29,97,000روپے کے فنڈ جرمانے کے لئے مختص کئے جس کے عوض 115 اسیران پنجاب کی جیلوں سے رہا ہوئے۔جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔مزید برآں ان اسیران کو جو جرمانے اور دیت کے عوض جیلوں میں بند ہیں رہا کروانے کے لئے مخیر حضرات سے رابطے کئے جا رہے ہیں۔

(ب) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں کل 125 اسیران جرمانہ اور دیت، ارش، دمن کی رقم ادانہ کرنے کی وجہ سے بند ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔مزید برآں حکومت پنجاب ماہ رمضان میں مخیر حضرات سے رابطہ کر کے ان اسیران کو جیلوں سے رہا کروانے کا اہتمام کر رہی ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3634: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کی جیلوں میں کل کتنے قیدی ہیں اور کتنے گنجائش سے زیادہ ہیں؟

(ب) 2008 میں کل کتنی جیلیں بنائی گئیں یا زیر تعمیر ہیں اور کتنی نئی بنانے کا ارادہ ہے؟

(ج) 2008-09 میں پنجاب کی جیلوں سے معمولی جرائم کے کتنے قیدیوں کو رہا کیا گیا؟

(د) کیا پنجاب کی جیلوں میں بند قیدیوں کی اصلاح کے لئے کوئی ریفارم پروگرام شروع کیا گیا ہے جس سے جرائم میں کمی واقع ہو سکے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں 56822 اسیران مقید ہیں جبکہ 21527 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے اور گنجائش سے 35295 یعنی 164 فیصد زائد ہیں۔

(ب) پنجاب میں 32 جیلیں ہیں حکومت پنجاب مختلف اضلاع میں نئی جیلیں تعمیر کروا رہی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:-

1- ڈسٹرکٹ جیل، حافظ آباد
2- ہائی سکیورٹی پریزن ساہیوال
3- ڈسٹرکٹ جیل، خانیوال
4- ڈسٹرکٹ جیل، لودھراں
5- ہائی سکیورٹی پریزن، میانوالی
6- ڈسٹرکٹ جیل، راجن پور
7- ڈسٹرکٹ جیل، نارووال
8- ڈسٹرکٹ جیل، ملتان
9- ڈسٹرکٹ جیل، اوکاڑہ
10- ڈسٹرکٹ جیل، لیہ
11- ڈسٹرکٹ جیل، پاکپتن
12- ڈسٹرکٹ جیل، بھکر

13- اسٹیبلشمنٹ آف ہائی سکیورٹی بیرک / پریژن سنٹرل جیل لاہور

14- اسٹیبلشمنٹ آف ہائی سکیورٹی بیرک / پریژن سنٹرل جیل راولپنڈی

(ج) 2008-09 میں جیلوں سے جرائم میں ملوث 14500 اسیران کو رہائی دلوائی گئی۔

(د) جی ہاں! پنجاب کی جیلوں میں بند اسیران کے لئے اصلاحی ریفارم پروگرام شروع کیا گیا ہے جو ضمیمہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

سال2008، صوبہ پنجاب کی جیلوں میں ہنگاموں کی تفصیلات

*3788: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں یکم جنوری2008 سے آج تک کن کن جیلوں میں ہنگامے ہوئے، ہنگاموں کی نوعیت کیا تھی، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا ان ہنگاموں کے دوران کوئی اہلکار یا قیدی زخمی یا ہلاک ہوا، اگر ہاں تو تفصیل بتائی جائے؟

(ج) ہنگاموں کے سدباب کے لئے کوئی اقدامات اٹھائے گئے ہیں اگر ہاں تو تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

1- ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں مورخہ 05-06-2008 کو اسیران نے ہنگامہ آرائی کی جس کا سبب یہ تھا کہ نئی تبدیل ہو کر آنے والی جیل انتظامیہ نے جیل میں ہونے والی کرپشن منشیات فروشی اور موبائل فون کے ناجائز استعمال پر پابندی لگائی اور سخت تلاشی آپریشن کیا جس پر چند شر پسند اسیران نے ہنگامہ آرائی کی تاکہ نئی آنے والی انتظامیہ کو بلیک میل کر سکے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس پر قابو پالیا گیا۔

2- ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مورخہ 29-03-2009 کو ہنگامہ ہوا جس میں سزائے موت اسیران اور چند حوالاتیان نے مل کر ہنگامہ کر دیا ڈیوٹی پر موجود ملازمین کو یرغمال بنالیا اور چند ملازمین کو زدوکوب کیا اور چھتوں پر چڑھ گئے اور جب انہیں چھتوں سے نیچے اترنے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے اینٹوں کی برسات شروع کر دی۔

3- ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں 18-05-2009 کو ہنگامہ ہوا جس میں اسیران نے جیل کے اندر توڑ پھوڑ شروع کر دی۔جب اسیران کو سمجھایا گیا اور ان کے ساتھ مذاکرات کئے تو اسیران آہستہ آہستہ اپنی بیرکوں میں چلے گئے۔

4- سنٹرل جیل میانوالی میں مورخہ 03-08-2009 کو حوالاتی محمد اجمل ولد احمد خان نے خودکشی کی تو بعض شرپسند عناصر نے دیگر اسیران کو اکسایا کہ واقعہ کی ذمہ دار جیل انتظامیہ ہے اور اسیران نے جیل میں ہنگامہ آرائی کی اور توڑ پھوڑ کی۔

(ب)

1- ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں کوئی اسیر یا جیل ملازم زخمی نہ ہوا۔

2- ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ہنگامے میں چار اسیران اور پندرہ ملازمین زخمی ہوئے۔

3- ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں کوئی اسیر یا جیل ملازم زخمی نہ ہوا۔

4- سنٹرل جیل میانوالی میں کوئی اسیر یا جیل ملازم زخمی نہ ہوا۔

(ج) قواعد کو پوری طرح لاگو کیا جارہا ہے۔شرپسند اسیران کو فوری طور پر دیگر جیلوں میں ایڈمن گراؤنڈ پر منتقل کر دیا جاتا ہے۔ہنگاموں کے سدباب کے لئے تلاشی کے نظام کو مزید سخت کر دیا گیا ہے تاکہ اسیران خود ساختہ کٹ موبائل فون و دیگر ممنوعہ اشیاء اندرون جیل نہ لے جا سکیں۔تاہم مزید چیکنگ کے لئے اندرون اور بیرون گیٹ پر تلاشی کے نظام کو مؤثر بنانے کے لئے واک تھرو گیٹ اور سکیننگ مشین اور کیمرے نصب کئے گئے ہیں۔علاوہ ازیں اسیران کو دینی و دنیاوی تعلیم کی طرف راغب کرنے کے لئے جیلوں میں کلمہ کلاس، نماز کلاس، حفظ کلاس کا اہتمام کیا گیا جہاں مذہبی اساتذہ ان کو تعلیم دیتے ہیں اور یہ کہ کمپیوٹر کلاسز کا اجراء بھی کیا گیا ہے تاکہ اسیران کو ٹیکنیکل تعلیم بھی دی جا سکے۔اس طرح اسیران کو فارغ بیٹھنے کا بہت کم موقع ملے گا اور شرپسند عناصر کے شر سے محفوظ رہیں گے اور اپنے آپ کو معاشرے کا اچھا فرد بنانے کی کوشش کریں گے۔

جیلوں میں سیاسی سفارشوں سے بھرتی و دیگر تفصیلات

*3873: **جناب محمد محسن خان لغاری:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت آئی جی جیل کے آفس میں گریڈ19 کی چھ اسامیاں ہیں جن میں سے تین اسامیاں خالی پڑی ہیں ان پر کب تک تقرری عمل لائی جائے گی، آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گریڈ19 کی ایک اسامی ڈپٹی ڈائریکٹر ڈویلپمنٹ بھی خالی پڑی ہوئی ہے، یہ اسامی کب تک پُر کی جائے گی، آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گریڈ18 میں اے آئی جی جیل کی چار اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں ان کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست نہ ہے اس وقت گریڈ19 کی چار مندرجہ ذیل اسامیاں ہیں:-

I) اے آئی جی (اسٹیبلشمنٹ)

ii) اے آئی جی (انڈسٹری)

iii) اے آئی جی (جوڈیشل)

iv) اے آئی جی (ایس اینڈ ڈی)

اے آئی جی (اسٹیبلشمنٹ) کی پوسٹ پر رانا ریاض احمد اور اے آئی جی انڈسٹری کی پوسٹ پر طارق محمود خان بابر تعینات ہیں دو اسامیاں خالی ہیں ان پر تقرری جلد عمل میں لائی جائے گی۔

(ب) یہ درست نہ ہے ڈپٹی ڈائریکٹر کی پوسٹ گریڈ18 کی ہے جبکہ ڈائریکٹر کی پوسٹ گریڈ19 کی ہے اور ان کی تقرری کے بارے میں محکمہ S&GAD سے استدعا کی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے حکومت پنجاب نے اے آئی جی کا گریڈ بڑھا کر19 کر دیا ہے ان میں سے دو اسامیاں خالی ہیں اور دو پر افسران تعینات ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

جیلوں میں انسانی حقوق کے تحفظ اور قیدیوں کی فلاح کے لئے اٹھائے جانے والے اقدامات

*3875: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی جیلوں میں 27ہزار کے قریب قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ جیلوں میں تقریباً59ہزار قیدی بند ہیں؟

(ج) حکومت نے جیل میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور قیدیوں کے حالات بہتر بنانے کے متعلق کون سے خصوصی اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ پنجاب کی جیلوں میں 27 ہزار کے قریب قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش ہے بلکہ اس وقت پنجاب کی جیلوں میں 21527 قیدی رکھنے کی گنجائش ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔مزید بر آں14 نئی جیلوں کی تعمیرات کے منصوبے زیر عمل ہیں جن کی تکمیل کے بعد تقریباً12000 مزید اسیران کی گنجائش پیدا ہو جائے گی۔

(ب) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت 57201 اسیران بند ہیں جس کی جیل وار تفصیل ضمیمہ (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب کی جیلوں میں انسانی حقوق کی کوئی خلاف ورزی نہ کی ہے۔مزید بر آں قیدیوں کے حالات بہتر بنانے کے لئے حکومت پنجاب خوراک، صحت، تعلیم پر خصوصی توجہ دے رہی ہے۔اس کے علاوہ اسیران کی فلاح و بہبود کے لئے فلش سسٹم لیٹرین مع ٹائل، انٹرویو شیڈ اور وٹینگ شیڈ تعمیر کئے جارہے ہیں۔

جیلوں میں Under Trial Juveniles کے لئے کئے گئے انتظامات کی تفصیلات

*3941: ڈاکٹر فائزہ اصغر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جیلوں میں Under Trial Juveniles کی مذہبی، دنیاوی اور فنی تعلیم کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں تاکہ وہ مفید شہری بن کر معاشرہ میں واپس آسکیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں بیان کردہ انتظامات موجود ہیں تو ان کی تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور کب تک حکومت ایسے انتظامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) پچھلے دو سال سے بچوں کی ووکیشنل ٹریننگ پر سرکاری فنڈ سے ایک روپیہ بھی خرچ نہ ہوا ہے بلکہ سپرنٹنڈنٹ جیل کی دن رات کی کوششوں سے مخیر حضرات سے تقریباً آٹھ لاکھ روپے کا خرچہ قیدیوں کی تعلیم وتربیت ووکیشنل ٹریننگ پر کروایا جس میں درزی خانہ کے لئے ہزاروں میٹر کپڑا، بکرم، دھاگہ، بٹن وغیرہ حاصل کئے گئے جس سے قیدیوں کی یونیفارم کے لئے شلوار قمیض سلوائے گئے۔ان کپڑوں کو سلانے میں قیدیوں کو سلائی اور کٹائی کی تربیت بھی حاصل ہوئی۔ہر قیدی و حوالاتی کو ہر چھ ماہ بعد دو عدد بلا معاوضہ سلائی کر کے سوٹ دیئے جاتے ہیں۔تعلیم وتربیت کے سلسلے میں قیدی / حوالاتی بچوں کو ائرکنڈیشن کلاس روم مہیا کئے گئے ہیں جن میں وال ٹو وال کارپٹنگ کی ہوئی ہے۔پہلی جماعت سے لے کر بارہویں جماعت تک بچوں کو تمام کتابیں اور سٹیشنری کا سامان لوگوں کے تعاون سے بالکل فری دیا جاتا ہے۔
بورسٹل جیل فیصل آباد سے پچھلے سال سات بچوں نے میٹرک کا امتحان دیا اور 100 فیصد رزلٹ رہا۔امسال 23 بچوں نے میٹرک کا امتحان دیا جس میں سے 19 بچے پاس ہوئے اس طرح 80 فیصد رزلٹ رہا اور ایف اے کا تین بچوں نے امتحان دیا اور ایک بچہ پاس ہوا اور دو بچوں کی کمپارٹ آئی۔اسی طرح جیل ہذا میں دینی تعلیم کا مرکز بھی قائم ہے جس میں بچوں کو قرآن پاک ناظرہ، ترجمہ، کلمہ کلاس اور حفظ کلاس پڑھائی جاتی ہے۔ان تمام کاموں کا خرچہ سپرنٹنڈنٹ جیل مخیر حضرات کے ذریعے سے پورا کرتا ہے۔

(ب) جز ہذا کا جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

جوینائل بچوں کی رہائی کے بارے میں تفصیلات

*3942:ڈاکٹر فائزہ اصغر: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) Juvenile Delinquents کو ان کی فیملی کے ساتھ فون پر بات کرانے یا ذاتی طور پر ملانے کے لئے ادارہ ایک ماہ میں کتنی دفعہ اور کن شرائط پر ایسا موقع فراہم کرتا ہے؟

(ب) اگر Juveniles کے Parents ان کو لینے نہ آئیں تو مذکورہ بچوں کی رہائی کے بعد خصوصاًوہ بچے جن کی عمر15 سال سے کم ہو،ان کو کس کے حوالے کیا جاتا ہے؟

(ج) پچھلے دو سالوں میں مذکورہ کیٹیگری کے جن بچوں کو ان کی فیملی کے حوالے کیا گیا یا کسی ادارے کے سپرد کیا گیاان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات(ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سرٹیفائیڈ سکول ساہیوال میں Juvenile Delinquents کو ان کی فیملی کے ساتھ فون پر بات کرانے کے انتظامات نہ ہیں جبکہ فیملی کو ذاتی طور پر ملانے کے لئے ادارہ ہذا میں کوئی پابندی نہ ہے-وہ جب چاہے بچہ سے دفتری اوقات میں ملاقات کر سکتے ہیں-

(ب) رہائی کے وقت اگر والدین Juveniles کو لینے نہ آئیں تو Juveniles کو جن کی عمر15 سال تک ہو،انہیں Child Protection and Welfare Bureau کے تحت قائم شدہ Institutions میں رکھا جاتا ہے تاکہ وہ ایسے Juveniles کو اس وقت تک اپنے ادارہ میں رکھیں تاوقتیکہ ان کی فیملی کے ساتھ رابطہ ہو۔

(ج) پچھلے دو سالوں میں مذکورہ کیٹگری میں کسی ایسے بچے کو اس کے خاندان یا کسی ادارہ کے سپرد نہ کیا گیا ہے-

ڈسٹرکٹ جیل اور سنٹرل جیل فیصل آباد کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4321:خواجہ محمد اسلام: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل اور سنٹرل جیل فیصل آباد کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) ان جیلوں میں کتنے قیدی اور حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ج) ان جیلوں میں اس وقت گنجائش سے کتنے زائد قیدی اور حوالاتی ہیں؟

(د) گنجائش سے زائد قیدی اور حوالاتی رکھنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان جیلوں میں مزید عمارات برائے رہائش قیدی اور حوالاتی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد

	ایکڑ	کنال	مرلے
(i) جیل بلڈنگز	23	01	0
(ii) رہائشی کالونی	07	06	0
(iii) زرعی رقبہ	08	02	0
کل رقبہ	39	01	0

سنٹرل جیل فیصل آباد

	ایکڑ	کنال	مرلے
(i) جیل بلڈنگز	32	07	11
(ii) رہائشی کالونی	15	0	0
(iii) زرعی رقبہ	77	04	14
کل رقبہ	125	04	05

(ب) اسیران رکھنے کی گنجائش مندرجہ ذیل ہے:۔

(i) ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں 853 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ii) سنٹرل جیل فیصل آباد میں 1190 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ج)

(i) ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں 1126 اسیران گنجائش سے زائد ہیں۔

(ii) سنٹرل جیل فیصل آباد میں 1696 اسیران گنجائش سے زائد ہیں۔

(د) چونکہ قیدی اور حوالاتی اپنے رہائشی ضلع کی جیلوں میں رکھے جاتے ہیں کیونکہ ان کے مقدمات ان کے رہائشی ضلع کی عدالتوں میں ہی چل رہے ہیں اس لئے ضلع میں واقع

ڈسٹرکٹ جیل میں حوالاتی رکھے جاتے ہیں اور سنٹرل جیل میں لمبی سزاوالے قیدیان کو رکھا جاتاہے۔

(ہ) بالکل ارادہ رکھتی ہے۔اس کے علاوہ حکومت پنجاب 14 نئی جیلیں پنجاب کے مختلف اضلاع میں تعمیر کر رہی ہے اور مختلف جیلوں میں بیرکس اور سزائے موت کے اسیران کے سیل تعمیر کئے جارہے ہیں جن سے اسیران کو رہائشی سہولت میسر آئے گی تو crowding over کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

سنٹر جیل اور ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4322:خواجہ محمد اسلام: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سنٹرل جیل اور ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں گریڈ وار اسامیوں کی تعداد بتائیں؟

(ب) کتنی اسامیاں خالی کب سے خالی پڑی ہیں؟

(ج) گریڈ16 اور اوپر کی اسامیاں کتنی ہیں ان پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تجربہ اور تعلیمی قابلیت بیان کریں؟

(ہ) ان جیلوں میں تعینات سپرنٹنڈنٹ جیل کے نام، عہدہ، گریڈ، ڈومیسائل اور تجربہ مع کوالیفکیشن بتائیں؟

(و) ان سپرنٹنڈنٹ کو کون کون سے مالی فوائد حاصل ہیں؟

(ز) ان کے زیر تصرف گاڑیوں کی تعداد اور پچھلے دو سال کے اخراجات بتائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سنٹرل جیل اور ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں گریڈ وار اسامیوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:-

بنیادی سکیل	سنٹرل جیل	ڈسٹرکٹ جیل
19	01	–
18	02	02
17	05	06
16	15	12

	14	04	02
	12	02	01
	11	01	–
	10	03	–
	09	13	07
	08	02	02
	07	51	32
	06	02	04
	05	458	300
	02	52	36
	01	–	26

(ب) مندرجہ ذیل اسامیاں سنٹرل جیل اور ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں خالی ہیں:۔

نام اسامی	سنٹرل جیل		ڈسٹرکٹ جیل	
	تعداد	عرصہ (جب سے خالی ہیں)	تعداد	عرصہ (جب سے خالی ہیں)
سپرنٹنڈنٹ جیل (میجر) ہائی سکیورٹی بیرکس	01	07/2007	--	--
ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ	01	02/2010	--	--
اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	02	07/2007	--	--
نرسنگ اسسٹنٹ	-		10	(تین سال سے)
لیڈی ہیلتھ وزیٹر	-	-	01	(ایک سال سے)
سینئر کلرک	-	-	01	09/2009
ہیڈوارڈر	10	09/2009	06	(تھوڑے عرصہ سے خالی ہیں اور بذریعہ پروموشن کمی پوری ہونی ہے)
ایکسرے آپریٹر	-		01	(عرصہ تین سال سے)
لیب اسسٹنٹ	-		01	(عرصہ تین سال سے)
وارڈر	95	02/2010	75	(گورنمنٹ نے اسی سال منظوری دی ہے)
کک	-	-	01	گورنمنٹ نے اسی سال منظوری دی ہے)
سینٹری ورکر/	22	09/2009	26	(گورنمنٹ نے اسی سال منظوری

نائب قاصد دی ہے)

(ج) تفصیل اسامیاں درج ذیل ہے:۔

سنٹرل جیل:

سپرنٹنڈنٹ جیل BS-19 کی ایک اسامی ہے۔ جس پر تعیناتی بذریعہ ترقی از سپرنٹنڈنٹ گریڈ18 سے کی جاتی ہے جس کے لئے پانچ سال سروس لازمی ہے۔

ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ جیل:BS-18 کی ایک اسامی ہے جس پر تعیناتی 25 فیصد بذریعہ پبلک سروس کمیشن اور 75 فیصد بذریعہ ترقی از ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی جاتی ہے۔

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل:BS-17 کی تین اسامیاں ہیں جن پر تعیناتی 75 فیصد بذریعہ ترقی از اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل اور 25 فیصد بذریعہ پبلک سروس کمیشن کی جاتی ہے۔

اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ BS-16 کی 12 اسامیاں ہیں جن پر تعیناتی 75 فیصد بذریعہ پبلک سروس کمیشن اور 25 فیصد بذریعہ ترقی از چیف وارڈر کی جاتی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل:

سپرنٹنڈنٹ جیل BS-18 کی ایک اسامی ہے اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل BS-17 کی چار اسامیاں ہیں جن پر تعیناتی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل اوپر بیان کی جاچکی ہے۔

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل:BS-17 کی تین اسامیاں ہیں جن پر تعیناتی 75 فیصد بذریعہ ترقی از اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل اور 25 فیصد بذریعہ پبلک سروس کمیشن کی جاتی ہے۔

اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ:BS-16 کی 10 اسامیاں ہیں جن پر تعیناتی 75 فیصد بذریعہ پبلک سروس کمیشن اور 25 فیصد بذریعہ ترقی از چیف وارڈر کی جاتی ہے۔

(د) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام اور عہدہ درج ذیل ہیں:۔

سنٹرل جیل:

1۔ طارق محمود خان بابر، سپرنٹنڈنٹ جیل گریڈ19 سروس 12 سال اور تعلیمی قابلیت ایم اے معاشیات (انٹرنیشنل ڈپلومہ ان کمپیوٹر سٹڈیز یو۔کے)

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل گریڈ-17:

i. اطہر جان ڈار سروس 20 سال تعلیم بی اے

ii. مہر محمد اشرف سروس27سال تعلیم بی اے
iii. میاں محمد انصر سروس07سال اور تعلیم بی اے

اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل گریڈ- 16

1. اصغر علی تعلیمی قابلیت ایف اے
2. سیف اللہ تعلیمی قابلیت میٹرک
3. صوبہ خان تعلیمی قابلیت بی اے
4. جماعت علی تعلیمی قابلیت ایم اے پولیٹیکل سائنس
5. شان محمد تعلیمی قابلیت میٹرک
6. شفیق احمد تعلیمی قابلیت میٹرک
7. موسم علی تعلیمی قابلیت میٹرک
8. خالد محمود تعلیمی قابلیت بی ایس سی
9. عبدالمجید تعلیمی قابلیت میٹرک
10. محمد ریاض تعلیمی قابلیت میٹرک
11. محمد عارف خالد تعلیمی قابلیت ایم اے
12. محمد فاروق شاہ تعلیمی قابلیت میٹرک

ڈسٹرکٹ جیل:

-1 رضاءاللہ خان سپرنٹنڈنٹ جیل گریڈ18(اون پے سکیل)سروس10 سال اور تعلیم ایم اے (انگلش)
-2 ڈاکٹر تابندہ لیڈی میڈیکل آفیسر گریڈ17 سروس چھ ماہ تعلیم M.B.B.S
-3 ڈاکٹر ارم اصغر لیڈی میڈیکل آفیسر گریڈ17 سروس چھ ماہ تعلیم M.B.B.S

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل گریڈ-17:

i. میاں زاہد محمود سروس25سال اور تعلیم ایم اے
ii. ریاض احمد خان سروس23سال اور تعلیم بی اے
iii. اظہر پرویز سروس25سال اور تعلیم بی اے
iv. فریحہ اشرف، سروس دو سال اور تعلیم ایم اے اسلامیات

اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ گریڈ-16:

1- شائلہ کوثر لیڈی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سروس تقریباً ایک سال تعلیم بی اے
2- زیب النساء لیڈی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سروس تقریباً چھ سال تعلیم بی اے
3- رانا لشکر دین سروس تقریباً چھ سال تعلیم میٹرک
4- شبیر حسین بھٹی سروس تقریباً 2/1/1 سال تعلیم میٹرک
5- حسیب اعزاز سروس تقریباً دس ماہ تعلیم ایم اے
6- عرفان سلیمان سروس تقریباً 11 سال تعلیم ایم اے
7- محمد امین تعلیم میٹرک
8- محمد ناصر سروس تقریباً پانچ سال تعلیم بی ایس سی آنرز
9- ظفر علی سروس تقریباً دو سال تعلیم میٹرک
10- محمد نسیم سروس تقریباً سات سال تعلیم میٹرک

(ہ) ان جیلوں پر تعینات سپرنٹنڈنٹس کے نام، عہدہ، ڈومیسائل اور تجربہ درج ذیل ہے:-

سنٹرل جیل:

1- طارق محمود بابر سپرنٹنڈنٹ جیل گریڈ 19 سروس 12 سال اور تعلیم ایم اے اکنامکس (انٹرنیشنل ڈپلومہ ان کمپیوٹر سٹڈیز یو-کے) ڈومیسائل جہلم

ڈسٹرکٹ جیل:

رضاءاللہ خان سپرنٹنڈنٹ جیل (اون پے سکیل) سروس دس سال اور تعلیم ایم اے انگلش، ڈومیسائل فیصل آباد

(و) ان سپرنٹنڈنٹس کو تنخواہ کے علاوہ کوئی مالی فوائد حاصل نہ ہیں۔

(ز) سپرنٹنڈنٹس کے تصرف میں گاڑیوں اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سنٹرل جیل:

1- سوزوکی بولان FSD-249
2- ایمبولینس FDG-1049

پٹرول کا خرچہ برائے سال 08-2007	131598-0
مرمت کا خرچہ	69990-0

پٹرول کا خرچہ برائے سال2008-09	48468-0
مرمت کا خرچہ	42350-0
ڈسٹرکٹ جیل:	
1- پجارو LHX-93	
2- سوزوکی بولان FSD-5900	
پٹرول کا خرچہ برائے سال2007-08	30000-00
پٹرول کا خرچہ برائے سال2008-09	37000-0

ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ میں ملاقاتیوں کو سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*4373: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ میں قیدیوں کے ملاقاتیوں کے بیٹھنے، پانی پینے اور گرمی، سردی سے بچاؤ کے لئے کسی قسم کا بندوبست نہ ہے؟

(ب) کیا قیدیوں کو کسی ایمرجنسی کی صورت میں ہسپتال لے جانے کے لئے کوئی ایمبولینس کی سہولت ہے اگر ہاں تو کتنی؟

(ج) اگر جزبالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا سہولیات مہیا کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ گوجرانوالہ میں ڈسٹرکٹ جیل ہے بلکہ درست یہ ہے کہ گوجرانوالہ میں سنٹرل جیل ہے اور سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں اسیران کے ملاقاتیوں کے بیٹھنے کے لئے انتظار گاہ موجود ہے۔ انتظار گاہ میں پینے کے پانی کا انتظام ہے جس کے لئے الیکٹرک واٹر کولر بھی نصب کیا گیا ہے۔ سردی اور گرمی سے بچاؤ کا انتظام بھی موجود ہے۔

(ب) ایمرجنسی کی صورت میں اسیران کو ہسپتال منتقل کرنے کے لئے ایمبولینس کی سہولت موجود ہے۔

(ج) مندرجہ بالا سہولیات پہلے سے موجود ہیں۔

ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*4413: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم قیدیوں اور حوالاتیوں پر خرچ ہوئی؟

(ج) اس جیل میں بند قیدیوں کو کون کون سا کھانا صبح، دوپہر اور شام کو فراہم کیا جاتا ہے؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم اس جیل کی گاڑی پر خرچ ہوئی، یہ گاڑیاں کن کن کے زیر استعمال ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

سال	Estt	Contingent	ٹوٹل
2007-08	27780996/-	21692191/-	49473187/-روپے
2008-09	32244185/-	23889229/-	56133414/-روپے

(ب)

سال	Dietary Charges
2007-08	15276222/-روپے = 41852 یومیہ خوراک پر
2008-09	16982392/-روپے = 46527 یومیہ خوراک پر

(ج)

دن	صبح ناشتہ	دوپہر	شام
سوموار	چائے پراٹھا	سبزی روٹی اور زردہ چاول	بڑا گوشت روٹی
منگل	چائے پراٹھا	آلو گوشت مرغی روٹی	دال چنا روٹی
بدھ	چائے پراٹھا	دال ماش روٹی	گوشت مرغی روٹی میٹھے چاول
جمعرات	چائے پراٹھا	گوشت مرغی روٹی	سبزی روٹی

جمعتہ المبارک	چائے پراٹھا	بڑا گوشت روٹی	سفید چنے روٹی
ہفتہ	چائے پراٹھا	لوبیا روٹی	گوشت مرغی روٹی
اتوار	چائے پراٹھا	دال مکس (مونگ + مسور) روٹی	سبزی روٹی

نوٹ: مہینے میں ایک دفعہ بروز منگل دال چنا اور چاول دیئے جاتے ہیں۔گرمیوں میں شام کو شربت اور سردیوں میں چائے دی جاتی ہے۔

(د)

سال2007-08	-/27780996روپے
سال2008-09	-/33344185روپے

(ہ)

سال2007-08	-/1000روپے

گاڑی صرف سرکاری کام کے لئے استعمال ہوتی ہے۔مزید برآں جیل ہذا کی اپنی کوئی سرکاری گاڑی یا ایمبولینس نہ ہے۔تاہم وقتی طور پر ایک سوزوکی پک اپ گاڑی سامان لے جانے کے لئے وومن جیل ملتان سے منگوائی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4414: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی کب کتنے رقبہ پر بنائی گئی تھی؟

(ب) اس میں کتنے قیدی اور حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ج) اس میں کتنے قیدی اور حوالاتی بند ہیں گنجائش سے کتنے قیدی زیادہ ہیں؟

(د) سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران اس جیل میں کون کون سی بلڈنگ کتنی رقم سے بنائی گئی؟

(ہ) اس جیل میں قیدی کو کیا کیا مراعات حاصل ہیں؟

(و) اس جیل میں کتنے بچے اور خواتین قید ہیں؟

(ز) کیا بچوں اور خواتین کو عام قیدیوں سے علیٰحدہ رکھا گیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی 2006 میں تعمیر ہوئی اور اس کا رقبہ 35 ایکڑ پر مشتمل ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں 649 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ج) اس میں اس وقت کل 934 اسیران مقید ہیں اور 285 اسیران گنجائش سے زائد ہیں۔

(د) سال 09-2008 میں انٹرویو شیڈ اور وزٹنگ شیڈ کی بلڈنگز بنائی گئیں جن پر 9.180 ملین خرچ ہوئے۔

(ہ) جیل میں اسیران کو جیل مینوئل کے مطابق مراعات حاصل ہیں۔

(و) اس جیل میں 21 بچے اور 15 خواتین مقید ہیں۔

(ز) نوعمر اسیران اور خواتین کو دوسرے اسیران سے بالکل علیٰحدہ رکھا جاتا ہے۔

سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*4416: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم حوالاتی اور قیدیوں پر خرچ ہوئی؟

(ج) ان جیل میں بند قیدیوں اور حوالاتیوں پر روزانہ کتنی رقم کھانے پینے کی مد میں خرچ کی جاتی ہے؟

(د) ان قیدیوں کو کون کون سی اشیاء کھانے پینے کے لئے روزانہ فراہم کی جاتی ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

سال	Estt	Contingent	ٹوٹل
2007-08	52372747/-	75357980/-	127730727/-روپے
2008-09	56963429/-	120152171/-	177115600/-روپے

(ب)

سال	Dietary Charges	
2007-08	-/50310184روپے	-/137836روپے یومیہ خوراک پر
2008-09	-/75121680روپے	-/205812روپے یومیہ خوراک پر

(ج) جیل ہذا میں بند آج کی گنتی 3853 نفوس کے مطابق قیدیوں اور حوالاتیوں پر روزانہ اوسطاً -/205812روپے خرچ آرہے ہیں جو بمطابق گنتی کم اور زیادہ بھی ہوسکتے ہیں۔

(د)

دن	صبح ناشتہ	دوپہر	شام
سوموار	چائے پراٹھا	سبزی روٹی اور زردہ چاول	گوشت بڑا روٹی
منگل	چائے پراٹھا	آلو گوشت مرغی روٹی	دال چنا چاول
بدھ	چائے پراٹھا	دال ماش روٹی	گوشت مرغی روٹی زردہ چاول
جمعرات	چائے پراٹھا	گوشت مرغی روٹی	سبزی روٹی
جمعتہ المبارک	چائے پراٹھا	بڑا گوشت روٹی	سفید چنے روٹی
ہفتہ	چائے پراٹھا	لوبیا روٹی	گوشت مرغی روٹی
اتوار	چائے پراٹھا	دال مونگ، دال مسور روٹی (مکس)	سبزی روٹی

نوٹ: یکم مئی سے 30 ستمبر تک بعد دوپہر شربت روزانہ، یکم اکتوبر سے 30۔اپریل تک بعد دوپہر چائے۔

سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4417: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور کب کتنے رقبہ پر قائم کی گئی؟

(ب) اس جیل میں کتنے قیدی اور حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ج) اس جیل میں اس وقت کتنے قیدی اور حوالاتی بند ہیں گنجائش سے کتنے حوالاتی اور قیدی زیادہ ہیں؟

(د) اس جیل میں مزید کتنی بیرکس و دیگر کون کون سی عمارات بنانا مقصود ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سنٹرل جیل لاہور کوٹ لکھپت 67-1965 میں تیار کی گئی اور

A	K	M
55	06	0

رقبہ پر مشتمل ہے۔

(ب) سنٹرل جیل لاہور میں قیدی / حوالاتی 1053 رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ج) سنٹرل جیل لاہور میں اس وقت 3855 قیدی / حوالاتی بند ہیں اور گنجائش سے 2802 قیدی / حوالاتی زیادہ ہیں۔

(د) حال ہی میں دو عدد بیرکس اور 32 عدد ڈیتھ سیل تعمیر ہوئے ہیں جبکہ جناب چیف جسٹس اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکم پر 48 عدد ڈیتھ سیل تعمیر کئے جارہے ہیں۔

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*4641: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 09-2008 اور 10-2009 میں ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کو کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

(ب) مذکورہ بجٹ میں سے کتنا افسران واہلکاران کی تنخواہوں پر خرچ ہوا اور کتنا افسران کے ٹی اے / ڈی اے اور گاڑیوں کی مرمت و پٹرول پر خرچ ہوا سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

ٹوٹل بجٹ 09-2008	-/78553356 روپے
ٹوٹل بجٹ 10-2009	-/75629550 روپے

(ب) تفصیل بجٹ سال 09-2008

ٹوٹل بجٹ 09-2008	-/78553356 روپے
ملازمین کی تنخواہوں پر خرچہ	-/26492484 روپے

افسران کے ٹی اے/ڈی اے پر خرچہ	-/20000روپے
گاڑیوں کی مرمت پر خرچہ	NIL
پٹرول پر خرچہ	-/1255047روپے

تفصیل بجٹ سال2009-10

ٹوٹل بجٹ2009-10	-/75629550روپے
موجودہ مالی سال نومبر2009تک کا کل خرچہ	-/40249696روپے
ملازمین کی تنخواہوں پر خرچہ	-/20139837روپے
افسران کے ٹی اے/ڈی اے پر خرچہ	NIL
گاڑیوں کی مرمت پر خرچہ	NIL
پٹرول پر خرچہ	-/64289روپے

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں آفیسرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4646: **شیخ علاؤالدین:** کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں کتنے آفیسرز کس کس عہدے کے تعینات ہیں؟

(ب) مذکورہ آفیسرز کتنے کتنے عرصہ سے اسی جیل میں تعینات ہیں ان کے ناموں اور عہدہ جات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کتنے آفیسرز ایسے ہیں جو عرصہ تین سال سے زائد اسی جیل میں تعینات ہیں کیا یہ گورنمنٹ کے قواعد وضوابط کے برعکس نہ ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو ان کو حکومت یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کتنے آفیسرز ایسے ہیں جو ڈیوٹی پر حاضر ہونے کے بغیر گھر بیٹھے تنخواہیں وصول کر رہے ہیں ان کے ناموں وعہدہ جات سے آگاہ کریں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف)

سپرنٹنڈنٹ جیل	=	01
ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل	=	02

(ایگزیکٹو + جوڈیشل اینڈ ڈویلپمنٹ)

(3)اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹس = 06

(ب)

-1	اعجاز اصغر (سپرنٹنڈنٹ جیل)	تاریخ تعیناتی 12-05-2008
-2	عبدالغفور انجم (ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ-Ex)	تاریخ تعیناتی 02-06-2008
-3	چودھری مختار احمد (ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ(J&D)	تاریخ تعیناتی 16-10-2009
-4	سرفراز ہارون اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	تاریخ تعیناتی 15-05-2008
-5	محمد جہانگیر، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	تاریخ تعیناتی 18-10-2009
-6	نصیر احمد، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	تاریخ تعیناتی 12-11-2009
-7	عطاء الرحمٰن، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	تاریخ تعیناتی 02-02-2009
-8	محمد اشرف، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	تاریخ تعیناتی 28-08-2009
-9	محمد صدیق، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	تاریخ تعیناتی 16-04-2007

(ج) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں کوئی آفیسر عرصہ تین سال سے زائد تعینات نہ ہے۔

(د) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں کوئی آفیسر ایسا نہ ہے جو ڈیوٹی پر حاضر ہونے کے بغیر گھر بیٹھا تنخواہ وصول کر رہا ہے۔تمام افسران ڈیوٹی بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔

لاہور۔جیلوں میں قیدیوں کی گنجائش اور موجودہ تعداد و تفصیل

*4750: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کی دونوں جیلوں میں قیدیوں کی تعداد گنجائش سے زیادہ ہے اگر ہاں تو اس وقت قیدیوں/حوالاتیوں کی تعداد اور گنجائش کی تفصیل کیا ہے اور اس میں بچوں، عورتوں، نوجوانوں اور ضعیف العمر افراد کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ معمولی جرم میں گرفتار افراد نہ صرف اس لئے سالہا سال سے قید ہیں کہ وہ مقدمہ کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے کیا حکومت ایسے قیدیوں کی رہائی کے لئے کوئی اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض افراد کو فری لیگل ایڈ مہیا کی جارہی ہے اور بعض قیدی جو جرمانہ ادانہ کرنے کی وجہ سے قید ہیں اور ان کو مخیر حضرات نے جرمانہ ادا کر کے رہائی دلائی، تفصیل سال2008 سے آج تک بیان کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور کی دونوں جیلوں میں گنجائش سے زیادہ اسیر ان بند ہیں اور اس وقت سنٹرل جیل لاہور میں3804 اسیر ان بند ہیں اور ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں4318 اسیر ان بند ہیں۔مزید بر آں سنٹرل جیل لاہور میں135 خواتین بند ہیں اور ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں68 نو عمر اسیر ان بند ہیں۔ان اسیر ان میں سے44 اسیر ان ضعیف العمر سنٹرل جیل لاہور میں بند ہیں جبکہ ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں ضعیف العمر کی تعداد18 ہے۔

(ب) معمولی جرائم میں بند اسیر ان کو ہر ماہ کے آخر میں سیشن جج صاحبان دورہ کر کے پنجاب کی جیلوں سے رہا کر رہے ہیں مزید بر آں جو اسیر ان وکیل نہیں کر سکتے انہیں مختلف NGOs کی طرف سے مفت قانونی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ پنجاب کی جیلوں میں اسیر ان کو فری لیگل ایڈ مہیا کی جارہی ہے۔مزید جو اسیر ان جرمانہ ادا نہیں کر سکتے ان کو مخیر حضرات کے تعاون سے جرمانہ وصول کر کے جیلوں سے رہا کرایا جاتا ہے۔2008 سے لے کر2009 تک جتنے اسیر ان پنجاب جیلوں سے مخیر حضرات کے تعاون سے رہا ہوئے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ جیل کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*4906: **ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ جیل کو سال08-2007 اور09-2008 کے دوران کتنی رقم سال وار کس کس مد کے لئے موصول ہوئی؟

(ب) کتنی رقم قیدیوں / حوالاتیوں کی خوراک، کپڑے، جوتوں پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم جیل کی عمارت میں توسیع پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم گریڈ16 اور اوپر کے ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سنٹرل جیل گوجرانوالہ کو08-2007 اور09-2008 کے دوران جاری ہونے والے بجٹ کی تفصیل ضمیمہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال08-2007 کے دوران اسیران کی خوراک پر مبلغ-/40954327 روپے اور کپڑوں کی فراہمی پر مبلغ-/650000 روپے خرچ ہوئے۔

سال09-2008 کے دوران اسیران کی خوراک پر مبلغ-/71749131 روپے خرچ ہوئے۔

(ج) سال08-2007 اور سال09-2008 میں مندرجہ ذیل رقوم جیل بلڈنگ پر خرچ ہوئی:۔

سال08-2007

1- مہیا کئے جانے ٹائلٹ فلش سسٹم برائے اسیران: 2.425(M)

سال09-2008

1- تعمیر2 عدد رہائش گاہیں برائے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیلز: 5.665(M)

2- تعمیر5 عدد رہائش گاہیں برائے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیلز: 9.000(M)

3- تعمیر100 عدد اضافی ٹائلٹس برائے اسیران: 6.855(M)

4- تعمیر انٹرویو اور ویٹنگ شید: 12.909(M)

5- تعمیر رہائش گاہ برائے میڈیکل آفیسر 2.637(M)

(د) سال08-2007 کے دوران گریڈ16 یا اس سے زائد کے ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر مبلغ-/1369255 روپے خرچ ہوئے جبکہ سال09-2008 میں مبلغ -/1505431 روپے خرچ ہوئے۔

گوجرانوالہ جیل میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4907: **ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ جیل میں اس وقت کتنے قیدی / حوالاتی ہیں؟

(ب) اس جیل میں گنجائش سے زائد کتنے قیدی / حوالاتی مقید ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) یہ جیل کتنے رقبہ پر مشتمل ہے اس جیل کی عمارت کتنے رقبہ پر ہے؟

(د) اس جیل میں کتنی بیرکس اور سیل ہیں؟

(ہ) اس جیل کے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے اخراجات بتائیں؟

(و) کیا حکومت اس جیل کو حوالاتی / قیدیوں کی تعداد کے مطابق توسیع دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس وقت سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں سزا یافتہ اسیران 906 اور حوالاتی 2247 ہیں۔اس طرح کل تعداد 3153 مورخہ 01-01-2010 تک ہے۔

(ب) سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں مورخہ 01-01-2009 کو 4114 نفر اسیران کی گنتی تھی اور ضمانتیں منظور ہونے اور مقدمات کے جلد فیصلوں کی وجہ سے مورخہ 01-01-2010 کو جیل کی گنتی کم ہو کر 3153 نفر ہو گئی لیکن جیل ہذا میں 913 نفر کی گنجائش ہے لیکن اس وقت جیل میں 2189 اسیران گنجائش سے زیادہ ہیں۔جن میں سے 496 نفر اسیران کا تعلق ضلع حافظ آباد سے ہے۔

ضلع حافظ آباد کی جیل ابھی زیر تعمیر ہے اور اس کا تقریباً 15 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور اس جیل کے مکمل ہونے کے بعد جیل ہذا کی گنتی مزید کم ہو جائے گی۔

گنجائش کی کمی زائد اسیران کے مقید ہونے کی سب سے بڑی وجہ ہے۔مزید برآں حوالاتی اسیران کے مقدمات کا تاخیر سے فیصلہ دوسری بڑی وجہ ہے۔

(ج) سنٹرل جیل گوجرانوالہ کا رقبہ مختلف عمارات پر مشتمل ہے:۔

	مرلے	کنال	ایکڑ
1۔جیل بلڈنگز	00	00	09
2۔جیل کالونی	16	04	19
3۔زرعی رقبہ	09	02	13
کل رقبہ	05	07	41

(د) اس وقت اس جیل میں 14 بیرکس اور 80 سیل ہیں۔

(ہ) سال08-2007اور سال09-2008 کے ڈویلپمنٹ اخراجات حسب ذیل ہیں:۔

اخراجات08-2007

1-مہیا کئے جانے ٹائلٹ سسٹم 2.425(M)

اخراجات09-2008

1-تعمیر2عدد رہائش گاہیں برائے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیلز	5.565(M)
2-تعمیر5عدد رہائش گاہیں برائے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیلز	9.000(M)
3-مہیا کئے جانے ٹائلٹ سسٹم برائے اسیران	3.730(M)
4-تعمیر رہائش گاہ برائے میڈیکل آفیسر	2.431(M)
5-تعمیر انٹرویو اور ویٹنگ شیڈ	10.909(M)
6-تعمیر100عدد اضافی ٹائلٹس برائے اسیران	4.855(M)
ٹوٹل	36.490(M)

نان ڈویلپمنٹ بجٹ کے اخراجات حسب ذیل ہیں:۔

اخراجات08-2007

1- تنخواہ ملازمین، ٹیلیفون چارجز، بجلی کا بل، POL چارجز، سٹیشنری، یونیفارم، اشتہارات، ہسپتال چارجز، ایمونیشن، خرچہ آمدورفت، ٹی اے/ڈی اے، سی این جی چارجز، خوراک قیدیان، خرچہ قیدی کپڑے وغیرہ 103.798(M)

اخراجات09-2008

2- تنخواہ ملازمین، ٹیلیفون چارجز، بجلی کا بل، POL چارجز، سٹیشنری، یونیفارم، اشتہارات، ہسپتال چارجز، ایمونیشن، خرچہ آمدورفت، ٹی اے/ڈی اے، سی این جی چارجز، خوراک قیدیان، خرچہ قیدی کپڑے وغیرہ، مفصل تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ 149.643(M)

(و) گوجرانوالہ جیل میں Over Crowding کو کم کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے ڈسٹرکٹ حافظ آباد میں نئی جیل تعمیر کرنے کے لئے امسال 100.00(M) روپے فنڈ مختص کئے ہیں۔ جیل کی تعمیر شروع ہو چکی ہے۔اس کی تکمیل کے بعد 496 اسیران جو کہ تاحال گوجرانوالہ

جیل میں مقید ہیں کو حافظ آباد جیل شفٹ کر دیا جائے گا جس سے گوجرانوالہ جیل میں گنجائش سے زائد اسیران کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: آج چونکہ تحریک استحقاق کوئی نہیں ہے اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ سب سے پہلے تحاریک التوائے کار نمبر 437/10۔ چودھری ظہیر الدین خان اور باقی سب کی طرف سے ہے وہ موجود نہیں ہیں، dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 468/10 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔ جی، سردار صاحب!

بورے والہ کی رہائشی سکیم مجاہد کالونی کی جعلی الاٹمنٹ سے اصل الاٹیز کو پریشانی کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق بورے والہ میں مجاہد کالونی کے الاٹیز کی زمین پر قبضہ گروپ نے پٹواری سے ملی بھگت کر کے قبضہ کر لیا۔ تفصیل یوں ہے کہ بورے والہ میں مقامی انتظامیہ کی حتمی منظوری کے مجاہد کالونی کے نام سے ایک رہائشی کالونی سامنے آئی، جس میں بورے والہ شہر سمیت متعدد علاقوں کے شہریوں نے اس کالونی میں پلاٹ خریدے۔ جب اس کالونی کے اصل الاٹیز نے حصول قبضہ اور اپنے مکان کی تعمیر کے لئے مجاہد کالونی کی انتظامیہ سے رجوع کیا تو اس نے اصل الاٹیز کو پہنچاننے سے انکار کر دیا کیونکہ وہاں اس زمین مافیا کے قبضہ گروپ نے مقامی پٹواری سے ملی بھگت کر کے اصل مالکان کی جگہ کسی دوسرے نام نہاد افراد کے فرضی نام ڈال کر زمین پر قبضہ کر لیا ہے جس سے اصل زمین کے الاٹیز مارے مارے پھر رہے ہیں۔ انہوں نے DCO وہاڑی سمیت دیگر تمام مقامی انتظامیہ سے رجوع کیا ہے لیکن کوئی پُرسان حال نہ ہے۔ اس صورتحال سے مجاہد کالونی کے الاٹیز میں بالخصوص اور صوبہ کی عوام

میں بالعموم بے چینی اور پریشانی کے جذبات پائے جاتے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا نوٹس آج ہی موصول ہوا ہے۔ اس کو اگلے ہفتے تک pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 469/10 بھی سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔ جی، سردار صاحب!

بورے والہ شہر میں ٹیوب ویل بند ہونے کی وجہ سے شہریوں کو پینے کا پانی میسر نہ ہونے سے پریشانی کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق بورے والہ شہر کے ٹیوب ویل بند، درجنوں آبادیوں میں پینے کے پانی کی قلت، تفصیل یوں ہے کہ بورے والہ شہر میں ٹیوب ویل بند ہونے سے وہاں کی درجنوں آبادیوں میں پینے کے صاف پانی کی قلت، شہر بھر کی آبادیاں جن میں مجاہد کالونی، مدینہ کالونی، حبیب کالونی، یعقوب کالونی، اے بلاک، ڈی بلاک سمیت متعدد علاقوں میں نصب ٹیوب ویل بند ہو جانے کے باعث وہاں پینے کے صاف پانی کی کمی واقع ہو گئی ہے۔ شہری پانی کے حصول کے لئے مارے مارے پھر رہے ہیں اور جن علاقوں میں تھوڑا بہت جو پانی آتا ہے وہ بھی پینے کے قابل نہ ہے۔ بورے والہ شہر کے لئے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے کے لئے کوئی حکومتی منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچتا نظر نہیں آتا اور جن دیگر علاقوں میں گندا پانی آ رہا ہے وہاں پر گیسٹرو کی وباء پھیلنے کا اندیشہ ہے اور بعض علاقوں میں گیسٹرو کی وباء پھیل چکی ہے جس سے متعدد لوگ ہسپتالوں میں داخل ہو گئے ہیں۔ اس صورتحال سے ان علاقوں کی عوام جن میں ٹیوب ویل بند ہونے سے پانی کی فراہمی معطل ہو چکی ہے ان میں بالخصوص اور صوبہ کی عوام میں بالعموم

بے چینی اور پریشانی کے جذبات پائے جاتے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ جتنی بھی آگے تحاریک التوائے کار آ رہی ہیں ان کے نوٹس کل ہی موصول ہوئے ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ان سب کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ pending کرنے کے لئے پڑھنا ضروری ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 10/471 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے!۔۔۔ موجود نہیں ہیں یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 10/472 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے!۔۔۔ موجود نہیں ہیں یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/474 میاں شفیع محمد اور ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کی طرف سے ہے!۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 10/476 محمد جمیل شاہ صاحب کی ہے۔ جی، شاہ صاحب!

حلقہ پی پی۔218 خانیوال میں نئے سکولز قائم کرنے کے سلسلے میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ سے جاری ہونے والے ڈائریکٹوز پر عملدرآمد نہ ہونا

جناب محمد جمیل شاہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے ڈائریکٹو نمبر 13669 مورخہ 4۔نومبر 2008 اور نمبر 26345 مورخہ 13۔مئی 2009 کے تحت میرے حلقہ پی پی۔218 خانیوال کے درج ذیل چکوک میں گرلز اور بوائز سکولوں کے اجراء کے لئے احکامات متعلقہ حکام کو جاری فرمائے گئے۔

1۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول چک نمبر L-15/76 سوہن والی خانیوال۔

2۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول چک نمبر10-R/77بستی GUM پیر خانیوال
3۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول چک نمبر10-R/65خانیوال۔
4۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول چک نمبر10-R/67-Aخانیوال۔
5۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول چک نمبر15-L/81خانیوال۔

6۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر15-L/81خانیوال۔
7۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر10-R/161خانیوال۔
8۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر10-R/75-A خانیوال 10-Rغلط پرنٹ ہو گیا ہے یہ15-Lہے۔
9۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر10-R/65خانیوال۔
10۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر15-L/76خانیوال۔
11۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک15-L/76سوہن والی لاٹ خانیوال۔
12۔ گورنمنٹ گرلز اور بوائز پرائمری سکول چک نمبر10-R/42-Aخانیوال۔

دو سال گزرنے کے باوجود ابھی تک وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کے باوجود یہ سکولز ان جگہوں پر نہیں بنائے گئے۔ جہاں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے مراسلہ ہذا کے تحت ہدایت کی گئی تھی۔ جبکہ جن چکوک اور جگہوں پر یہ سکولز کھولنے کے احکامات صادر فرمائے گئے تھے ان میں پہلے سے کوئی سرکاری سکول نہ ہے جس کی وجہ سے ان چکوک اور آبادیوں کے سینکڑوں بچے اور بچیاں زیور تعلیم سے محروم چلے آرہے ہیں جبکہ موجودہ حکومت کا یہ وژن ہے کہ کوئی بچہ تعلیم کے بغیر نہیں رہے گا۔ ان احکامات اور وژن کے باوجود میرے ان چکوک اور آبادیوں کے بچے اور بچیاں چودھویں صدی میں بھی زیور تعلیم سے محروم ہیں۔ جس کی وجہ سے میرے حلقہ اور خانیوال کی عوام میں اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جس طرح لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے اسی طرح یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر477/10 الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، چنیوٹی صاحب!

محکمہ تعلیم کی حالیہ بھرتی میں افسران کی اقرباء پروری
اور دوغلی پالیسی سے اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد نظر انداز

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب کے محکمہ تعلیم میں حالیہ بھرتی میں دوغلی پالیسی کا مظاہرہ کیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی سے فارغ التحصیل طلباء و طالبات جنہوں نے ایم ایس سی، ای کامرس اور کمپیوٹر مضامین میں 2000 نمبروں سے 1300, 1400 اور 1500 نمبرز حاصل کرنے والے طلباء نے بھی محکمہ تعلیم کی حالیہ بھرتی میں درخواست دی تو انہیں یہ کہہ کر مسترد کر دیا گیا کہ محکمہ کو بی اے کے ساتھ کمپیوٹر مضمون میں 200 نمبروں والے امیدواروں کو ایڈجسٹ کیا جائے گا جبکہ دوسری طرف مذکورہ ڈگری کے حامل طلباء و طالبات کو ملتان کے تعلیمی اداروں میں بھرتی کر لیا گیا جس سے محکمہ تعلیم کے افسران کی اقرباء پروری، پسند اور ناپسند اور دوغلی پالیسی کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ محکمہ تعلیم کی اس دوغلی پالیسی سے سینکڑوں طلباء و طالبات کو نہ صرف نظر انداز کیا گیا بلکہ محکمہ تعلیم کو اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ سے بھی محروم کیا گیا ہے۔ محکمہ تعلیم کی اس دوعملی سے اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں میں حکومت کے خلاف سخت نفرت اور شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے اور حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو بھرتی میں ترجیح دی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جس طرح لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے اسی طرح یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک pending کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کو ایک اہم مسئلہ یاد کرانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دو سال ہوئے ہیں جب آپ نے جناح باغ کے بارے میں کہا تھا اور لاء منسٹر صاحب نے مہربانی کی تھی پھر اس کلب کا معاملہ Assurance Committee میں چلا گیا۔ اس کی

کافی میٹنگز ہو چکی ہیں افسوس کی بات ہے کہ اس پر ساڑھے چھ لاکھ روپیہ بھی قوم کا لگا ہے لیکن یہ معاملہ آپ کے اور لاء منسٹر صاحب کے علم میں لانا بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ انتہائی اہم بات ہے میں خود اس کو سمجھتا ہوں لاء منسٹر صاحب نے floor on the of the House بھی کہا تھا کہ ہم اس پر کارروائی کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک جملہ کہہ لینے دیں کہ اب وہاں PHA اور نہ محکمہ زراعت ہے۔ یکم جولائی سے جناح باغ کی سمجھ نہیں آ رہی مجھے خود ڈائریکٹر جنرل PHA نے کہا ہے کہ یہ میرے پاس نہیں رہا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ یہاں پر جو فیصلہ ہوا، محکمہ زراعت نے اپنا ڈائریکٹر بھیج دیا ہے اور PHA سے واپس نہیں لیا گیا۔ وہ کابینہ کا فیصلہ تھا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس پر جو بھی ruling دینا چاہتے ہیں وہ دے دیں کہ وہاں وہ کلب کا مسئلہ تو ایک طرف رہ گیا اب تو باغ جناح کا the on whole مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! یہ جو باغ جناح کا matter ہے اس پر کل ہاؤس کو apprise کیجئے گا کیونکہ یہ دو دفعہ ہاؤس میں take up ہو چکا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر شیخ صاحب زحمت فرما لیں اور تحریری طور پر کوئی چیز لے آئیں تو اس کا comprehensive جواب بھی لے لیں گے اور متعلقہ ڈائریکٹر جنرل پی ایچ اے کو بھی بلوا کر اپنے دفتر میں بیٹھ کر اس مسئلے کو resolve کروالیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دو دفعہ اس پر تحریک التوائے کار آ چکی ہے، وہ pending تھی پھر آپ نے کمیٹی بنوائی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس پر میرا خیال ہے کہ assurance بھی ہوئی تھی تو یہ اس کو دیکھ لیں۔ اگر یہ اس assurance کو motion کی صورت میں لے آئیں تو ہم بیٹھ کر اس کو resolve کروالیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب میٹنگ میں آنہیں سکے تھے۔لاء منسٹر صاحب ابھی، کل یا پرسوں ڈائریکٹر جنرل پی ایچ او کو بلالیں تو مسئلہ پھر حل ہو سکتا ہے ورنہ ایسے ہی رہے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ کل ہی ان کو بلالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے ہم کل ڈائریکٹر جنرل پی ایچ اے کو بلا لیتے ہیں۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے:

1. The Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill 2010 (Bill No. 7 of 2010)
2. The Punjab Examination Commission Bill 2010 (Bill No. 3 of 2010)
3. The Punjab Power Development Board Bill 2010 (Bill No. 8 of 2010)

Now, first we take up the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill 2010 (Bill No. 7 of 2010). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی پنجاب مصدرہ2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Industries, be taken into consideration at once."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Industries, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Industries, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-7

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-8

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-9

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-10

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-11

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-12

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-13

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-14

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-15

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-16

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-17

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-18

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-19

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-20

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-21

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

کورم کی نشاندہی

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔ کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی آگے بڑھائی جاتی ہے۔

مسودہ قانون ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی پنجاب مصدرہ2010

(۔۔۔جاری)

CLAUSE-22

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-23

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-24

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-25

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-26

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana-Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill, 2010 be passed."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill, 2010 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill, 2010 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR. DEPUTY SPEAKER: That the Punjab Examination Commission Bill, 2010. Minister for Law may move the Motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

مسودہ قانون امتحانات کمیشن پنجاب مصدرہ2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Examination Commission Bill, 2010 As recommended by Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Examination Commission Bill, 2010 As recommended by Standing Committee on Education, be taken into consideration at once. Since there is no amendment in it."

The motion moved and the question is

"That the Punjab Examination Commission Bill, 2010 As recommended by Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-7

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-8

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-9

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-10

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-11

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-12

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-13

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-14

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-15

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-16

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-17

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-18

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Mr. Speaker, I move:

"That the Punjab Examination Commission Bill 2010 be passed."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is

"That the Punjab Examination Commission Bill 2010 be passed."

The motion moved and the question is

"That the Punjab Examination Commission Bill 2010 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

معزز ممبران: نعرہ ہائے تحسین۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! جو اگلا بل 2010 Punjab Power Development Board Bill شروع کرنا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دو بجے lunch اور اس کے بعد بریفنگ ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اس کو leftover کر دیں اور اس کے بعد میں ایجنڈا revise کر کے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب اعجاز احمد خان موجود ہیں؟

معزز ممبران: وہ موجود نہیں ہیں۔

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! جس طرح ممبران ہاؤس کی ایک روایت بناتے ہیں ہماری گزارش ہے کہ ایک چھوٹی سی روایت یہ بھی بنوالیں کہ جب نماز پڑھنے کے لئے ممبران گئے ہوئے ہوں تو اس وقت کورم پوائنٹ آؤٹ نہ کیا جائے۔ ہماری نماز آدھی تھی، جماعت چل رہی تھی اور کورم کی گھنٹیاں بج رہی تھیں۔ kindly یہ روایت بنائی جائے کہ جب ممبران نماز پڑھ رہے ہوں اس وقت کورم پوائنٹ آؤٹ نہ کیا جائے۔

جناب محمد آجاسم شریف: جناب سپیکر! یہ بالکل ٹھیک بات کہہ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ نے یہاں سے نیچے lunch اور بریفنگ کے لئے تشریف لے جانا ہے۔ اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 15۔جولائی 2010 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

821

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،15۔جولائی2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ مواصلات وتعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010(مسودہ قانون نمبر4بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان 2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون سستی روٹی اتھارٹی2009(مسودہ قانون نمبر28بابت2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون سستی روٹی اتھارٹی2009کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون سستی روٹی اتھارٹی2009، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے صنعت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون سستی روٹی اتھارٹی2009 منظور کیا جائے۔

822

قاعدہ87 کے تحت تحریک

3۔ شیخ علاؤالدین، ایم پی اے، کی جانب سے دیئے گئے تحریک التوائے کار نمبر395/2010 کے نوٹس سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملے پر بحث

شیخ علاؤالدین، ایم پی اے یہ تحریک پیش کریں گے کہ "اب اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔"

(تحریک التوائے کار نمبر395/2010 کی نقل بطور منسلکہ لف ہے)

823

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعرات،15۔جولائی2010

(یوم الخمیس،2۔شعبان المعظم1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح10بج کر40منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ
الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا
عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ
وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ② وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا
يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ③ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ④

سُوْرَةُ الجُمُعَة آیات 1 تا 4

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو بادشاہ حقیقی پاک ذات زبردست حکمت والا ہے(1) وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے (محمد ﷺ کو) پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے(2) اور ان میں سے اور لوگوں کی طرف بھی (ان کو بھیجا ہے) جو ابھی ان

(مسلمانوں) سے نہیں ملے اور وہ غالب حکمت والا ہے(3) یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے(4)

وماعلینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا ﷺ کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
کسی کا احسان کیوں اٹھائیں کسی کو حالات کیوں بتائیں
تم ہی سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لو لگی ہے
عطا کیا مجھ کو درد الفت کہاں تھی یہ پر خطا کی قسمت
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور ﷺ کی بندہ پروری ہے
بشیر کہیے نذیر کہیے انہیں سراجِ منیر کہیے
جو سربسر ہے کلام ربی وہ میرے آقا ﷺ کی زندگی ہے

سوالات

(محکمہ مواصلات وتعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور پہلا سوال راجہ حنیف عباسی ایڈووکیٹ صاحب کا ہے۔ تشریف فرما ہیں؟ جی، تشریف نہیں رکھتے، disposed of کیا جاتا ہے۔ دوسرا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے، تشریف رکھتے ہیں؟ تشریف نہیں رکھتے۔ جی، disposed of کیا جاتا ہے۔ next question محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ! فرمایئے گا۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! سوال پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ مگر unfortunately محکمہ کی طرف سے ایک جز کا بھی جواب صحیح نہیں دیا گیا۔ میرے سارے سوالوں کے جواب ہیں میں ان کے بارے میں کہنے لگی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے سوال کا نمبر نہیں بولا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1471 ہے۔

لاہور نہر پر انڈر پاسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1471: **محترمہ عارفہ خالد پرویز:** کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور کی نہر پر ٹھوکر نیاز بیگ سے جلو موڑ تک کتنے انڈر پاس تعمیر کئے گئے ہیں نیز یہ کس کس مقام پر تعمیر کئے گئے ہیں؟

(ب) لاہور نہر پر تعمیر کئے گئے انڈر پاس دائیں اور بائیں طرف ہیں، دائیں اور بائیں تعمیر کرنے کی وجوہات سے آگاہ فرمایا جائے نیز یہ کس کس دور حکومت میں تعمیر کئے گئے وضاحت فرمائی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ انڈر پاس دائیں اور بائیں ہونے کی وجہ سے حادثات رونما ہوتے رہتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ناتجربہ کار افراد کو صرف نوازنے کے لئے ان بڑے منصوبوں کا کام دیا گیا یا صرف سابق حکومت سے اختلاف کی وجہ سے دائیں طرف انڈر پاسز کی تعمیر کی گئی، مکمل وضاحت سے جواب دیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) محکمہ شاہرات پنجاب نے ٹھوکر نیاز بیگ سے جلو موڑ تک درج ذیل چھ انڈر پاس تعمیر کئے ہیں۔

1۔	ڈاکٹر ہسپتال	2۔	جناح ہسپتال
3۔	مسلم ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن	4۔	ایف سی کالج
5۔	مال روڈ	6۔	دھرم پورہ

(ب) محکمہ شاہرات کے تعمیر کردہ تمام چھ انڈر پاسز نہر سے ملحقہ دائیں طرف نیسپاک کے ڈیزائن کے مطابق تعمیر کئے گئے ہیں نیز یہ تمام انڈر پاسز سابق دور حکومت میں تعمیر کئے گئے ہیں۔ بائیں طرف تعمیر کردہ انڈر پاسز ایل ڈی اے نے تعمیر کئے ہیں جن کی وضاحت محکمہ مذکورہ سے حاصل کرنا مناسب ہو گا۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ اطلاعاتی بورڈ مناسب جگہ پر آویزاں کئے گئے ہیں۔

(د) تمام ٹھیکہ جات محکمہ کے مروجہ قانون کے مطابق دیئے گئے ہیں دائیں طرف انڈر پاسز کی تعمیر نیسپاک کے ڈیزائن کے مطابق کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی! اب آپ ضمنی سوال کریں۔ صرف یہ کہہ دینا کہ جوابات سارے غلط ہیں۔ this is not correct. اچھا نہیں لگے گا۔ آپ ضمنی سوال کریں اور جس کا آپ سمجھتی ہیں کہ جواب اس کا صحیح نہیں ہے اس پر ذرا insist کریں اور پوائنٹ آؤٹ کریں کہ یہ ہونا چاہئے تھا اور یہ نہیں ہوا۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! جو میں نے سوال کیا ہے اس کا جواب جز(ب) میں دیا ہوا ہے کہ محکمہ سے وضاحت لے لی جائے تو مناسب ہو گا۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ کیا میں نے یہاں پر محکمہ سے وضاحت طلب نہیں کی تھی اور میں نے کس سے وضاحت پوچھی ہے۔ میں نے یہی پوچھا ہے کہ دائیں اور بائیں طرف کتنے انڈر پاس ہیں؟ اور پہلے سوال کے الف (جز) میں جواب دیا ہے کہ چھ انڈر پاس ہیں

جبکہ آٹھ انڈر پاس ہیں اور دو کا ذکر صرف اس لئے نہیں کیا گیا کہ وہ شاید NESPAK کی بجائے ایل ڈی اے کے بنائے ہوئے تھے تو کیا ایل ڈی اے گورنمنٹ کا محکمہ نہیں ہے؟ دوسری میری بات یہ تھی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ذرا خیال کریں کہ اس کے متعلقہ محکمہ مواصلات و تعمیرات پنجاب کے دائرہ اختیار میں آتا ہے تو انہوں نے اسی کا جواب دینا ہوتا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! لیکن جب ہم کسی جگہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جیسے میں کہوں کہ لاہور کتنا بڑا ہے تو اگر ریلوے فیڈریشن اس میں آتا ہے تو ہم اس کے رقبے کو include تو کریں گے۔ as such ان کو جواب تو مجھے مکمل دینا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، جو انہوں نے بنایا نہیں ہے، جس کے بارے میں ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ اس میں کتنے پیسے لگے ہوں گے، کون اس کا افسر ہو گا، کس نے اس کو بنوایا ہو گا اور کون ٹھیکیدار ہے تو ان کے پاس یہ ریکارڈ تو نہیں ہو گا۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! لیکن یہ جو دائیں طرف انڈر پاس ہیں اور کچھ بائیں طرف ہیں ان کی وجہ سے حادثات رونما ہوتے ہیں۔ جب میں خود driving کرتی ہوں اور مجھے پتا نہیں ہوتا کہ اگلا انڈر پاس left یا right آ رہا ہے۔ where as جب آپ دوسرے شہروں یا دوسرے ملکوں سے آتے ہیں تو اس پر کوئی as such proper board نہیں لگے ہوئے جبکہ انہوں نے کہا ہے یہاں پر لگے ہوئے ہیں اور اس کی وجہ سے بالکل پتا نہیں چلتا کہ کون سا انڈر پاس لفٹ میں آنے والا ہے یا رائٹ سائیڈ پر آنے والا ہے اور اس کی وجہ کیا ہے، یہ ایسے کیوں بنائے گئے ہیں؟ اس کا جو ڈیزائن ہے اس طرح کرنے کی کوئی خاص وجہ میں نے پوچھی ہے اور انہوں نے کہا کہ آپ محکمہ سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے کیا کہا ہے؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) کے آخر میں کہا ہے کہ محکمہ سے اس کی وضاحت لی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں، اب آپ سنیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ابھی ہماری معزز ممبر نے سوال کیا تھا اور اس نے بات کی ہے کہ اس کا جواب مکمل نہیں ہے تو آپ نے خود ہی ارشاد فرمادیا کہ جو ہمارے دائرہ اختیار میں آتے ہیں ہم نے اسی کا جواب دینا ہے لیکن اس کے باوجود میں ان کی انفارمیشن کے لئے مزید تفصیلات بھی ان کو دے سکتا ہوں کیونکہ ہم نے جواب وہ ہی دیا ہے جو specifically question تھا اور اسی issue کا جواب دیا تھا۔ مزید میں تھوڑا سا ان کی وضاحت کے لئے بتادینا چاہتا ہوں کہ اس کے اوپر گیارہ انڈر پاس بنے ہوئے ہیں اور یہ آٹھ کہہ رہی ہیں تو آٹھ نہیں بلکہ گیارہ ہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں ان سے کہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ ان سے بات نہ کریں، آپ مجھے سے بات کریں اور آپ بھی مجھے سے بات کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔ اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ محکمہ شاہرات پنجاب میں ٹھوکر نیاز بیگ سے جلو موڑ تک درج ذیل چھ انڈر پاس تعمیر کئے ہیں، یہ ان مقامات پر تعمیر کئے گئے ہیں ڈاکٹر ہسپتال، جناح ہسپتال، مسلم ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن، ایف سی کالج، مال روڈ اور دھرم پورا اور اس کے علاوہ جو یہ بات کر رہی ہیں وہ یہ ہے کہ ایل ڈی اے نے نہر پر مندرجہ ذیل چار انڈر پاس تعمیر کئے ہیں جو یونیورسٹی کیمپس، فروز پور روڈ، جیل روڈ اور شالامار ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور انڈر پاس ہے جو لاہور رنگ روڈ کی وجہ سے بنایا گیا ہے۔ اب اس میں جو دو کا ذکر کر رہی ہیں کہ یہ جو انڈر پاس بنے ہیں یہ غلط سائیڈ پر بنے ہیں تو یہ ایل ڈی اے نے بنائے تھے شاید اس وقت ان کے پاس کوئی ٹیکنالوجی نہیں تھی اور جو ڈیزائن تھا وہ proper نہیں تھا کہ نہر کے ساتھ کیسے اس کی seepage روک سکے اور کیا کریں۔ اس وقت ان کا بزنس تھا اور یہ ہمارا بزنس نہیں تھا لیکن ان کی انفارمیشن کے لئے بتا رہا ہوں کہ اس وجہ سے انہوں نے یہ کیا تھا لیکن بعد میں جب یہ باقی انڈر پاس بنائے گئے تو جدید ٹیکنالوجی کے تحت بنائے گئے تاکہ یہاں پر seepage وغیرہ نہ ہو اور وہ چلتے رہیں اور یہ یقیناً ایک hurdle ہے یہ محسوس بھی کی جاسکتی ہے اور موجود بھی ہے لیکن اس کو نہ تو ابھی change

کیا جاسکتا ہے۔ اس کا ایک ہی حل کیا گیا ہے کہ وہاں پر جو sign board اور جو caution ہیں وہ لگا دیئے گئے ہیں اور اگر کہیں نہیں ہیں تو مجھے indicate کر دیں تو میں انشاءاللہ ان کو حل کروادوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اپنے محکمہ کو کہیں کہ وہ جا کر پتا کرے اور یہ کیوں آپ کو کہیں۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جن کا سوال ہے ان کو ضمنی سوال کرنے دیں۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں ایک بات جو آپ کے توسط سے ان کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کہ ایک ڈاکٹر ہسپتال کے انڈر پاس والا بورڈ غلط آوایزں کیا گیا ہے اس کا پتا نہیں چلتا اور دوسرا جو ایف سی کالج والا انڈر پاس کا جو اطلاعتی بورڈ ہے وہ بھی غلط آوایزں کیا گیا اس کا بھی پتا نہیں چلتا اور میرے خیال میں یہ جلد بازی میں کیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس بورڈ کو ٹھیک کروائیں۔ جی، bell ہو چکی ہے اور اس سوال کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے کہہ دیا ہے اور نوٹ کر لیا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! اس کو کمیٹی کے سپرد کیجئے تا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: کیوں، کس لئے؟ No.

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! تا کہ پوری تحقیقات کی جائیں اور کوئی بورڈ نہیں لگے ہوئے ہیں اور آپ انڈر پاس کے لئے چل ہی نہیں سکتے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں، منسٹر صاحب یہاں تشریف فرما ہیں اور ان کا محکمہ یہاں موجود ہے۔ ان سب نے آپ کی بات نوٹ کر لی ہے اور اس کے بعد آگے انشاءاللہ اس پر عمل ہو گا۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! اگر یہ کمیٹی کے سپرد نہیں ہو گا تو یہ ہماری طرف سے بہت بڑی negligence ہو گی کیونکہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ یہ کمیٹی کے سپرد ہونے والا معاملہ نہیں ہے۔ شکریہ

چودھری ذوالفقار علی بھنڈر: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شیخ امتیاز صاحب! نہیں جی، ہم اس سے آگے چلے گئے ہیں۔my dear دیکھیں! کچھ اپنا بھی خیال کریں، کچھ میرا بھی خیال کریں اور کچھ سوچیں تو سہی۔۔۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! یہ کوئی تاریخ دے دیں بورڈ کب تک لگوائیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ لگوا رہے ہیں اور وہ لگوائیں گے تو انہوں نے آپ کو کہہ دیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جی، میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اطلاع کے مطابق بورڈ لگے ہوئے ہیں، اگر یہ specifically مجھے indicate کر دیں کہ یہ جگہ رہ گئی یا ہم خود اس کو چیک کر کے اگر کہیں کمی رہ گئی ہے تو لگوا دیں گے۔

جناب سپیکر: چیک کر کے دیکھیں کہ اگر اس میں کوئی خامی رہ گئی ہے تو دور کر دیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری ذوالفقار علی بھنڈر: جناب سپیکر! اگر آپ انہیں ٹائم دیں گے تو مجھے بھی ٹائم دیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جیسے آپ حکم کریں۔

جناب سپیکر: جی، اب تین چار صاحبان ہو گئے ہیں۔ آپ ہی مجھ پر مہربانی کریں، ان پر نہ کریں۔ بہت مہربانی۔ اگلا سوال شیخ ممتاز احمد صاحب کا ہے۔ جی، شیخ ممتاز صاحب!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ لاہور شہر کا مسئلہ ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! یہ بڑے شہر کا مسئلہ ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! On his behalf (معزز رکن نے شیخ ممتاز احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1492 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

علی پور بائی پاس سے گوندلانوالہ سڑک کی تعمیر نو

*1492: **شیخ ممتاز احمد:** کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ علی پور بائی پاس سے گوندلانوالہ تک سڑک کی حالت ناگفتہ بہ ہے؟

(ب) کیاحکومت اس سڑک کو بنانے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک، اگر نہیں توکیوں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ علی پور بائی پاس تاگوندلانوالہ سڑک کی حالت ناگفتہ بہ ہے، تاہم اب علی پور بائی پاس تاکلاسکے سڑک کی توسیع اور بحالی کاکام جاری ہے۔

(ب) حکومت اس سڑک کو جلد از جلد مکمل کرنے کاارادہ رکھتی ہے۔ کیونکہ سڑک کی توسیع اور بحالی (20فٹ چوڑائی سے 24فٹ چوڑائی)کاکام تیزی سے شروع ہے جو کہ مالی سال 11۔2010میں مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہر روز اجلاس دو، دو گھنٹے late شروع ہوتا ہے اور اگر ہم دس منٹ late ہو جائیں تو ہمارے سوال گزر جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا قصور ہے یا میرا، مجھے تو آپ کبھی بھی اللہ کے فضل سے absent نہیں پائیں گے اگر آپ نہ آئیں تو میں کیا کر سکتا ہوں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے protocol کے ساتھ آنا ہوتا ہے۔ ہم نے ڈیفنس سے آنا ہوتا ہے راستے میں ستر اشارے آتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اس میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ Its irrelevant یہ کوئی question ہی نہیں ہے۔ اس پر آپ کا کوئی سپلیمنٹری سوال ہے تو کریں۔ اس پر آپ کا کوئی سپلیمنٹری سوال نہیں ہے۔ جی، جناب محمد نوید انجم صاحب! آپ کے تین منٹ ہیں جو مرضی بولیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو پچھلی بات کر لوں۔

جناب سپیکر: پچھلی بھی ساتھ ملا لیں مجھے اعتراض نہیں لیکن جب گھنٹی ہو گی تب آپ کو بیٹھنا پڑے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس لئے ساتھ ملانا چاہوں گا کہ ہمارے وزیر صاحب ادھر جلوہ افروز ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ماشاءاللہ۔

جناب محمد نوید انجم: یہ جو دو underpass بنے ہیں یہ جس بھی محکمے نے بنائے ہیں یہ technically غلط بنے ہیں اور کسی شخص، انجینئر یا Designer کو سزا نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر: آپ نے سوال نمبر بول دیا ہے کہ نہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب میرا سوال نمبر 1799۔ اس کا دو سال سے جواب موصول نہیں ہوا۔ یہ 2008 کا سوال ہے اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔

رنگ روڈ لاہور کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*1799: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رنگ روڈ لاہور کی تعمیر کن کن سرکاری ملازمین کی زیر نگرانی مکمل ہو رہی ہے؟

(ب) ان ملازمین کے عہدہ، گریڈ، نام، تعلیمی قابلیت، تجربہ اور لاہور میں عرصہ تعیناتی کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان ملازمین کے زیر استعمال سرکاری گاڑیوں کے نمبرز، ماڈل کی تفصیل بیان کریں؟

(د) ان گاڑیوں کی قیمت خرید کیا ہے نیز ان گاڑیوں کے سال 2006-07 اور 2007-08 کے پٹرول/ڈیزل کے اخراجات مع مرمت بیان کریں؟

جناب سپیکر: یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ میں بھی رات کو دیکھ رہا تھا اور میں نے اس کو flag بھی لگایا ہوا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان کی بات بالکل واجب ہے لیکن جیسے ہی مجھے کل یہ کہا گیا کہ آپ نے ان سوالات کے جواب دینے ہیں تو میں نے رات اڑھائی بجے تک بیٹھ کر یہ وضاحت لی اور یہ واقعی بڑی پریشانی والی بات تھی۔ یہ 2008 کا سوال ہے اور اس

کا جواب آج تک نہیں آیا لیکن میں نے جواب حاصل کر لیا ہے۔ اگر یہ بات کرنا چاہیں تو میں ان کے ساتھ بات کر سکتا ہوں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں سپلیمنٹری سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کریں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جواب نہ ہونے کے باوجود میں سوال کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جواب آ چکا ہے۔

جناب سپیکر: ان کو جواب پڑھ لینے دیں بہتر رہے گا۔ سارے ہاؤس کے نوٹس میں بات آ جائے گی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! کیا اس کی کاپی ہمیں بھی مل سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ کو کیوں نہیں ملے گی انشاء اللہ آپ کی ٹیبل پر آئے گی۔

جناب اللہ رکھا: ابھی دے دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): آپ ادھر آ جائیں اکٹھے پڑھ لیتے ہیں میرے پاس ایک ہی کاپی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ یہاں نہیں بیٹھ سکتے۔ میں اُنہیں یہاں بیٹھنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!: ٹھیک ہے۔ انہوں نے جو جز (الف) میں سوال کیا ہے اس میں کہا ہے کہ رِنگ روڈ لاہور کی تعمیر کن کن سرکاری ملازمین کی زیر نگرانی مکمل ہو رہی ہے؟ تو اس میں میرے پاس یہ لسٹ موجود ہے جس میں تیس لوگ ہیں جو اس میں کام کر رہے ہیں۔ ان کا نام اور categories اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ ساری تفصیلات اس میں موجود ہیں۔

(ب) جز (ب) میں انہوں نے سوال کیا ہے کہ ان ملازمین کے عہدہ، گریڈ، نام، تعیناتی کی تفصیلات بیان کی جائیں وہ بھی میرے پاس موجود ہیں۔

(ج) جز (ج) میں انہوں نے کہا ہے کہ ان گاڑیوں کی قیمتِ خرید کیا ہے نیز ان گاڑیوں کے سال 2006-07 اور 2007-08 کے پٹرول/ڈیزل کے اخراجات مع مرمت بیان کریں۔ یہ 18

گاڑیاں ہیں جو چل رہی ہیں اس پراجیکٹ پر اور اس کے اوپر جو ٹوٹل قیمتِ خرید ہے وہ 11.874 ملین ہے۔ مرمت اور پٹرول وغیرہ پر جو دیگر خرچہ ہے وہ 1.716 ملین ہے۔

جناب سپیکر: ابھی میری بات سُنیں۔ اس کی یا تو کاپی انہیں دے دیں۔ اس کے لئے میں خصوصی طور پر ان کو تین منٹ مزید دوں گا۔ یہ جواب ان کو پڑھنے دیں اس سے وہ اپنا سپلیمنٹری سوال بنائیں گے۔ جی، نوید انجم صاحب! آپ کے لئے میں نے تین منٹ اس سوال کے لئے وقف کر دیئے ہیں لیکن وہ آپ تک کاپی پہنچ جانے کے بعد شروع ہوں گے۔

جناب محمد نوید انجم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو رِنگ روڈ بنائی گئی ہے اس کے نیچے سے جی ٹی روڈ گزر رہی ہے تو اس کو بھی ساتھ complete کیا گیا ہے۔ شیر شاہ سوری صاحب کی جو روح ہے وہ تڑپ گئی ہو گی اسے دیکھ کر، اس کے درمیان میں انہوں نے ایک گرین بیلٹ بنائی ہے۔ گرین بیلٹ کے اوپر دو اڑھائی فٹ مٹی ڈالی گئی ہے اس کے نیچے جو پرانی سڑک تھی اسے dismantle نہیں کیا گیا اور اس کے اوپر پودے لگا دیئے گئے ہیں۔ وہ کروڑوں روپے کے لگے ہیں ماشاء اللہ وہ بہت خوبصورت look دیتے ہیں۔ جس کے نیچے پرانی سڑک ہو گی کیا وہ پودے اڑھائی فٹ میں تن آور درخت بن سکتے ہیں؟ اس کے اوپر انکوائری کروائی جائے اور چیک کیا جائے کہ آیا واقعی ہی آفیسرز نے یہ غلط حرکت کی ہے اور اگر کی ہے تو پھر انہیں سزا بھی ملنی چاہئے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! دیکھیں انہوں نے جو بات کی ہے وہ بالکل اس سے relevant نہیں ہے کسی جگہ پر underpass کا ذکر نہیں ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ وہاں پر کوئی غلط چیز ہوئی ہے اس کے لئے یا تو نیا سوال دے دیں یا اس کی detail اگر ویسے لینا چاہیں تو میں دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے complaint کر دی ہے۔ اس کا پتا کرنا، اس کا حساب کتاب لگانا یہ آپ کا فرض ہے، آپ کے محکمے کا فرض ہے اور اس کی رپورٹ ایوان میں بھی پیش کی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): ٹھیک ہے لیکن میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں، میں یہ clear کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو سوال کیا ہے اس میں لکھا ہے کہ رِنگ روڈ لاہور کی تعمیر کن کن

سرکاری ملازمین کی زیر نگرانی ہو رہی ہے؟ ایک سوال یہ ہے۔دوسرا یہ ہے کہ ان ملازمین کے عہدہ، گریڈ، نام تعیناتی کی تفصیل بیان کریں۔ تیسرا سوال ان کا یہ ہے کہ ان گاڑیوں کی قیمتِ خرید کیا ہے ۔یہاں پرunderpass کا کہاں ذکر ہے اور کہاں پر یہ مٹی کے بارے میں بات کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود آپ نے حکم دیا ہے میں ان کےgrievances دور کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: ایک ایسی بات جس سے قومی ضیاع ہو رہا ہو اور اندیشہ ہو کہ مزید ہو گا اس کو اگر یہ take up کرتے ہیں اور میں آپ کو اس کے لئے کہہ رہا ہوں تو پھر۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!جی، میں نے تو کہا ہے کہ میں حاضر ہوں لیکن یہ اس سوال سےrelated نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ بتائیں کہ آپ نے جواب پڑھ لیا ہے؟

جناب محمد نوید انجم: نہیں، جناب سپیکر!ابھی تک نہیں پڑھا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ تعمیرات میں نہیں آتا تو میں واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایسی بات نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!اگر یہ تعمیرات میں آتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترم!آپ غصہ میں نہ آیا کریں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!دونوں سائیڈ پر سڑک بنا کر سنٹر میں گرین بیلٹ بنائی گئی ہے تو یہ تعمیرات میں ہی آتا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!انہوں نے یہ نہیں پوچھا، میں بحث میں نہیں جانا چاہتا لیکن یہ غلط بات کر رہے ہیں۔ اس لحاظ سے کیونکہ انہوں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ کون سے سرکاری ملازمین وہاں پر کام کر رہے ہیں، اس میں تعمیرات کا انہوں نے کہاں ذکر کیا ہے؟

حاجی ذوالفقار علی: پودوں کا ذکر کر رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): نہیں، پودوں کا سوال میں ذکر نہیں ہے۔ وہ تو ویسے ہی ایک بات کر رہے ہیں لیکن سوال میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، جی۔ آپ آپس میں نہ اُلجھیں بہت مہربانی۔ جی، چودھری صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! عوام کا پیسا ضائع ہو رہا ہے سڑک کے اوپر کبھی پودا لگایا جاتا ہے اور نہ ہی وہ بڑا ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ عوام کا ٹائم ضائع کر رہے ہیں ہاؤس کا بھی خیال کریں۔ میں نے کہہ دیا ہے وہ خود اس کی انکوائری کروائیں گے۔ جی! meanwhile next question لے لیتے ہیں۔ یہ بھی آپ کا ہی ہے نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جی۔

جناب سپیکر: سوال نمبر بولئے۔

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 2274۔

ہائی وے مکینیکل ورکشاپ شیر پاؤ برج لاہور سے متعلقہ تفصیلات

*2274: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ہائی وے مکینیکل ورکشاپ شیر پاؤ برج گلبرگ کب کتنے رقبہ پر قائم کی گئی تھی؟

(ب) اس ورکشاپ کے قیام کے مقاصد کیا تھے؟

(ج) اس ورکشاپ میں اس وقت کون کون سی مشینری کھڑی ہے، اس میں کتنی چالو اور کتنی خراب حالت میں ہے؟

(د) اس ورکشاپ کی سال 06-2005، 07-2006 اور 08-2007 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ہ) اس ورکشاپ میں گریڈ 17 اور اوپر کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان فرمائیں؟

(و) اس ورکشاپ کی کتنی زمین پر عمارت یا ورکشاپ کے شیڈ ہیں اور کتنی زمین خالی پڑی ہے؟

(ز) اس ورکشاپ کی کتنی زمین پر کس کس نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ان کے نام وپتا جات بتائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ہائی وے مکینیکل ورکشاپ شیر پاؤ برج گلبرگ لاہور دستیاب ریکارڈ کے مطابق قیام پاکستان کے وقت سے موجود ہے اور اس کا رقبہ 18 کنال 17 مرلہ تھا جواب بھی وہی ہے۔

(ب) قیام پاکستان سے پہلے اس ورکشاپ کا نام گنگارام، ہری رام میٹل ورکس تھا اور قیام پاکستان کے بعد اسے 13۔اگست 1948 کو محکمہ مواصلات و تعمیرات کے سپرد کر دیا گیا۔ اس ورکشاپ میں محکمہ ہذا ارتھ موونگ اور روڈ میکنگ مشینری کی دیکھ بھال اور مرمت کا کام کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب بھر میں ایمرجنسی میں لگائے جانے والی بیلی برج اور کشتیوں کے پل کی دیکھ بھال اور مرمت کا کام کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اسفالٹ پلانٹ اور مشینری کی دیکھ بھال اور مرمت کا کام فوری اور بارعایت کیا جاتا ہے۔

(ج) اس ورکشاپ میں جو مشینری موجود ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ورکشاپ میں کل مشینیں	106
چالو حالت میں	64
خراب حالت میں	42(جو اپنی مدت پوری کر چکی ہیں)

(د) یہ ورکشاپ کاروباری بنیاد پر کام نہیں کرتی بلکہ محکمہ سے متعلقہ کام سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ بہر حال اس ورکشاپ میں جو کام کئے گئے ان کی لاگت اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	تخمینہ لاگت	اخراجات
2005۔06	Rs.75,500,706/-	Rs.72,404,419/-
2006۔07	Rs.15,353,110/-	Rs.9,730,754/-
2007۔08	Rs.1,301,801/-	Rs.1,214,535/-

(ہ) اس وقت گریڈ 17 اور اوپر کے ملازمین کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں۔

نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت
انوار احمد	ایکسین	18	B.Sc مکینیکل انجینئرنگ

محمد فاروق ایس۔ڈی۔او 17 B.Thech مکینیکل انجینئرنگ

(و) ورکشاپ ہذا کی زمین پر عمارات / شیڈز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

Covered Area	47,622مربع فٹ
(خالی زمین)Open Area	37,181مربع فٹ
کل ایریا	84,803مربع فٹ
	یا18کنال17مرلہ

(ز) ورکشاپ ہذا کا تمام رقبہ ورکشاپ کے استعمال میں ہے اور اس کا کوئی حصہ کسی کے ناجائز قبضہ میں نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، تین منٹ آپ کے اِس سوال کے لئے ہیں اور تین منٹ آپ کے پہلے سوال کے لئے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس کے جواب سے پوری طرح مطمئن ہوں مگر وہاں قومی ضیاع ہوا ہے میں اُس کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ میں نے اس کو پڑھا ہے وہ تعمیرات میں ہی آتا ہے۔ دونوں سڑکوں کے درمیان گرین بیلٹ بنائی گئی ہے اور اسی کمپنی نے بنائی ہے جس نے سڑکیں بنائی ہیں، جس نے سڑکوں کے ساتھ stomp water drains بنائی ہیں۔ یہ اسی نے اس کے اندر پودے لگائے ہیں جو کہ سڑک کو نیچے سے dismantle کر کے نہیں لگائے گئے۔ میرا صرف اتنا مؤقف ہے کہ اگر وہ dismantle کر کے لگائے گئے ہیں تو میں معذرت چاہتا ہوں اور اگر وہ dismantle نہیں کی گئی اس کے اوپر انکوائری کمیٹی بنانی چاہئے۔

جناب سپیکر: درختوں کی بھی اقسام ہوتی ہیں۔ (قہقہہ)

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! وہ بیس فٹ چوڑی گرین بیلٹ بنائی گئی ہے اس کے اوپر تن آور درخت لگائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ اس کا جواب لیں گے۔ آپ یہ پڑھ لیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے پڑھ لیا ہے۔ میں اپنے دوسرے سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، جوانہوں نے اب جواب دیا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس کے اوپر انہوں نے جو لسٹ دی ہے میں نے وہ بھی پڑھ لی ہے۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ بھی ٹھیک ہے۔ جو اصل بات تھی وہ میں نے کر دی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔ انشاءاللہ وہ بھی رپورٹ لے لیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کے لئے جو آپ نے ارشادات فرمائے ہیں میں یقیناً ان کو مطمئن کروں گا اور انشاءاللہ ان کے ساتھ بیٹھ کر اسے solve کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ اگلا سوال اختر نول صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز رکن نے ملک اختر حسین نول کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال نمبر کیا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 2929 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

کوٹ رادھا کشن میں سیشن کورٹ کی بلڈنگ کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*2929: **ملک اختر حسین نول:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوٹ رادھا کشن کو تحصیل کا درجہ دے دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تحصیل کوٹ رادھا کشن میں سیشن کورٹ کی بلڈنگ کی تعمیر مکمل نہ ہوئی ہے، جس کی وجہ سے لوگوں کو ضلع قصور میں تقریباً چالیس کلو میٹر کا سفر طے کر کے اپنے مقدمات کی سماعت کے سلسلہ میں جانا پڑتا ہے؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک تحصیل کوٹ رادھا کشن میں مقدمات کی سماعت ممکن ہو سکے گی، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) جی ہاں! درست ہے۔

(ب) محکمہ عدلیہ نے ابھی تک محکمہ تعمیرات کو جگہ مہیانہ کی ہے۔ زمین کی دستیابی، انتظامی منظوری اور فنڈز مہیا ہونے کے بعد ٹینڈر طلب کر لئے جائیں گے اور بلڈنگ کی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔

(ج) بلڈنگ تعمیر ہونے کے بعد محکمہ عدلیہ کو دے دی جائے گی تاکہ مقدمات کی سماعت ممکن ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ سیشن کورٹ کے لئے جگہ مہیا نہیں کی گئی۔ جب زمین کی دستیابی ہو گی انتظامی منظوری اور فنڈز مہیا ہونے کے بعد ٹینڈر طلب کر لئے جائیں گے۔ زمین ڈیپارٹمنٹ دیتا ہے اور اس پر فنڈز پنجاب گورنمنٹ دیتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس طرح سے کیوں ہے، کسی کی زمین پر پنجاب گورنمنٹ پیسا کیوں لگاتی ہے؟

جناب سپیکر: کیسی زمین پر؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! جو زمین پنجاب گورنمنٹ کی ملکیت ہی نہیں ہے اس پر بلڈنگ بن رہی ہے اس پر پنجاب گورنمنٹ پیسا کیوں مہیا کر رہی ہے جس ڈیپارٹمنٹ کی یہ زمین ہے وہ خود اس پر پیسا خرچ کرے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! یہاں پر جو بات کی گئی ہے اس میں نہ تو کوئی بلڈنگ بن رہی ہے اور نہ ہی ابھی کوئی جگہ ملی ہے مجھے یہ وضاحت کر دیں کہ کون سی بلڈنگ کی یہ بات کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! وزیر صاحب نے یہ سوال پڑھا نہیں ہے۔ سوال نمبر 2929 ہے اور اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ رادھا کشن میں سیشن کورٹ کی بلڈنگ کی تعمیر مکمل نہیں ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا پورا نام تو پڑھ دیں۔ شاہ صاحب! اس طرح سے تو نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! کیا فرمایا ہے؟

جناب سپیکر: کیا نام پڑھا ہے آپ نے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! کوٹ رادھا کشن لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے کوٹ کہا تھا؟

سید حسن مرتضیٰ: کہا تھا۔

جناب سپیکر: یہ سارا House بیٹھا ہے دیکھیں آپ ایسے نہ کیا کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! اگر کوئی چیز miss ہو گئی ہے تو میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اب انہیں پتا چل گیا ہے کہ بلڈنگ کہاں بن رہی ہے؟

جناب سپیکر: آپ پوچھیں گے تو پھر پتا چلے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں پوچھ رہا ہوں کہ جب یہ اراضی پنجاب گورنمنٹ کی ملکیت ہی نہیں ہے آزاد عدلیہ ہے ان کا اپنا ایک set up ہے اس میں وہ خود جگہ دیتے ہیں ان کے اپنے فنڈز ہیں، ان کا اپنا بجٹ ہے تو اس پر پنجاب گورنمنٹ پیسا کیوں دے رہی ہے؟

جناب سپیکر: وہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہم یہاں پر کچھ کر ہی نہیں رہے۔ پیسا کہاں سے لگ گیا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! فاضل ممبر میرے بھائی ہیں انہوں نے جواب پڑھا ہی نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب! انہوں نے فاضل ممبر ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ فاضل ممبر ہیں۔ (قہقہہ)

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! جواب کے (ب) جز میں لکھا ہے کہ محکمہ عدلیہ نے ابھی تک محکمہ تعمیرات کو جگہ مہیا نہ کی ہے زمین کی دستیابی انتظامی منظوری اور فنڈز مہیا ہونے

کے بعد ٹینڈر طلب کر لئے جائیں گے اور بلڈنگ کی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔ زمین ابھی ملی ہے اور نہ ہی اس کی وہاں پر finalization شروع ہوئی ہے مجھے اس کی سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ کون سی بلڈنگ کی بات کر رہے ہیں۔ اگر یہ جواب پڑھ لیتے تو ان کو پتا چل جاتا کہ وہاں پر کوئی بلڈنگ نہیں بن رہی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر زمین ہی نہیں ہے تو یہ عوام کو جھانسہ کیوں دے رہے ہیں کہ زمین ملے گی تو ہم فنڈز مہیا کر دیں گے۔

جناب سپیکر: وہ عدلیہ والے ان کو دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! انہوں نے یہاں جواب میں لکھا ہے کہ جب زمین ملے گی تو ہم فنڈز مہیا کر دیں گے، کیا یہ عوام کو جھانسہ دینے والی بات نہیں ہے، کہہ رہے ہیں کہ کر دیں گے میں پوچھتا ہوں کہ یہ کیوں کر دیں گے اور یہ کہتے ہیں ہمارا مسئلہ ہی نہیں ہے ہم اس پر کیسے پیسے دے دیں؟

جناب سپیکر: پنجابی میں کہتے ہیں کہ "پانی میں مدھانی" شاہ صاحب! اس کا فائدہ کوئی نہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ جگہ جو ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کو چھوڑ دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: رانا آصف محمود صاحب کا سوال ہے تشریف رکھتے ہیں؟ تشریف نہیں رکھتے۔ اس سوال کو disposed of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی ان کا ہے اس کو بھی disposed of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں؟ آج ان کو کیا ہو گیا ہے وہ تو شاہ صاحب کی طرح غیر حاضر نہیں ہوتیں۔ خدا کرے وہ میری بات کرتے کرتے پہنچ جائیں۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھیں اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ کا ہے۔ تشریف فرما ہیں؟ تشریف نہیں رکھتیں۔

رانا محمد اقبال خان: جناب والا! میرا اس پر ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: پہلے وہ بات کریں جو یہاں پر کی جاتی ہے۔

رانا محمد اقبال خان: جناب والا!On her behalf سوال نمبر 3587اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ شبینہ ریاض کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راوی پل لاہور کی حالت زار کی تفصیلات

*3587: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راوی پل لاہور کی حالت زار انتہائی خراب ہے، پل پر لگی لائٹس مکمل طور پر ناکارہ ہو چکی ہیں اور رات کو پل تاریکی میں ڈوبا ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فٹ پاتھ ٹوٹے ہوئے ہیں صفائی کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہ ہے۔ کوڑے کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں؟

(ج) کیا متعلقہ انتظامیہ مذکورہ بالا مسئلے کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو آگاہ کریں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور سے دریائے راوی کو عبور کرنے کے لئے درج ذیل چار پل موجود ہیں۔

(i) پرانا پل

(ii) پل جی ٹی روڈ شاہدرہ

(iii) سگیاں پل

(iv) ایم ٹو موٹروے پل

پل(i)اور(iii)کی دیکھ بھال محکمہ شاہرات کے ذمے ہے اور ان پر روشنی کا خاطر خواہ انتظام موجود ہے جبکہ پل(ii)اور(iv)کی دیکھ بھال NHA کی ذمہ داری ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے پل نمبر(i)پر فٹ پاتھ بنے ہی نہ ہیں جبکہ پل نمبر(iii)کے فٹ پاتھ بالکل درست حالت میں ہیں ان دونوں پلوں پر کوڑے کے ڈھیر بھی نہ ہیں۔

(ج) اس مسئلہ پر پل(i)اور(iii)پر پہلے سے ہی توجہ دی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد اقبال خان: جناب والا!اس سوال میں راوی پل کا ذکر ہے۔ میں عرض کروں گا کہ راوی پل کی حالت خستہ ہے لائٹنگ بھی نہیں ہے فٹ پاتھوں پر بھی کھڈے پڑے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا اس میں ضمنی سوال کیا بنا؟

رانا محمد اقبال خان: جناب والا!یہ ضمنی سوال ہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ ان کو بتائیں راوی پل کے کھڈے کب دور کریں گے؟ ابھی شاہ صاحب علیحدہ صوبہ بنوانا چاہتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا !اس میں جو جواب دیا گیا ہے اس کے مطابق چار پل ہیں جو لاہور کو لنک کرتے ہیں تین پلوں کی دیکھ بھال محکمہ شاہرات کے ذمہ ہے اور ان پر روشنی کا خاطر خواہ انتظام موجود ہے۔ جبکہ پل دو اور چار کی دیکھ بھال NHA کرتی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ بات کی ہے کہ پل کے اوپر فٹ پاتھ بنے ہی نہ ہیں جبکہ پل نمبر 3 کے فٹ پاتھ بالکل درست حالت میں ہیں اور ان دونوں پلوں پر کوڑے کے ڈھیر بھی نہیں ہیں اور وہاں پر جو گڑھوں کی بات کر رہے ہیں اس کو ٹھیک کر دیا جائے گا اس کے علاوہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے اور وہ اس وقت running condition میں ہے۔

جناب سپیکر: جناب والا! نمبر 4 کی دیکھ بھال NHA کی ذمہ داری ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ اس میں کیا کاوش کر رہے ہیں اور کیا کوشش کر رہے ہیں۔NHA کو آپ نے کوئی لیٹر جاری کیا ہوا ہے؟ دیکھیں یہ پبلک کا معاملہ ہے اس کو ٹھیک کیا جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا!آپ کی بات یقیناً درست ہے کہ NHA کو ہم inform کر سکتے ہیں، ان کو لیٹر جاری کر سکتے ہیں اور ان کو request کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے فرائض پورے کر رہے ہیں کسی جگہ پر negligence نہیں ہے ۔ جہاں بھی ہمیں ایسی کوئی problem نظر آتی ہے جو ہمارے دائرہ اختیا سے باہر ہوتی ہے تو ہم NHA سے correspondence کرتے ہیں اور ان سے request کرتے ہیں کہ اس کو ٹھیک کیا جائے۔

جناب سپیکر: اگر اس پر عمل نہیں ہوا تو دوبارہ ان کو request کر دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔

جناب اللہ رکھا: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب ہم دریائے راوی کو cross کرتے ہیں تو اس کی سڑک پر چوبیس گھنٹے ٹریفک بلاک رہتی ہے۔ کیا گورنمنٹ اس بات کا ارادہ رکھتی ہے کہ اس پل کو چوڑا کر دیا جائے اگر ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

جناب سپیکر: کس کو چوڑا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ دریا کو۔

جناب اللہ رکھا: راوی پل کی سڑک کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی تو ایسی کوئی proposal ہے اور نہ ہی کوئی ارادہ ہے اگر یہ request کریں گے۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ یہ دیکھ لیں اگر عوام کو اس سے تکلیف ہو رہی ہے تو اس پر action ضرور ہونا چاہئے جس طرح انہوں نے نشاندہی کی ہے اس کو چیک کروالیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! ٹھیک ہے۔ اس کا سروے کروالیتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! یہ پل ایوب خان کے دور سے پہلے کا بنا ہوا ہے یا پھر اسی دور میں بنا ہے لیکن یہ میرے پیدا ہونے سے بھی پہلے کا بنا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ایک سگیاں پل بنایا گیا ہے لیکن راوی پل کے ساتھ ایک پرانا متبادل پل بھی موجود ہے۔ اور اب اس کے ارد گرد رنگ روڈ بھی بنایا جا رہا ہے اور لاہور کو خوبصورت بھی کیا جا رہا ہے تو اس پل کو کیوں دوبارہ نہیں بنایا جاتا یہ اس کا متبادل راستہ بھی ہے۔ میں یہ بھی سمجھتی ہوں کہ یہ پل اب بہت خطرناک حالت میں ہے اور اس کی عمر بھی بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ یہ کام نیشنل ہائی وے نے کرنا ہے یا حکومت پنجاب نے کرنا ہے اور اسے کب تک مکمل کر لیا جائے گا؟

جناب سپیکر: ابھی شروع نہیں کیا گیا تو وہ کیسے بتائیں گے کہ یہ کب تک مکمل ہو جائے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! یہ تو میری ایک suggestion ہے کہ اس کے ارد گرد تو اتنا پیسا لگایا گیا ہے۔ آپ دیکھیں راوی روڈ سے پہلے جب رنگ روڈ شروع ہوتا ہے اور بند روڈ بھی شروع ہوتا ہے تو وہ روڈز اتنے اچھے بن گئے ہیں اور یہی پل ایک پر انا رہ گیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! ہم اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! میرا بھی یہی ضمنی ہی سوال ہے کہ بہاولپور میں ستلج کا پل ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے اس سے متعلقہ نہیں ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! اسی سے متعلقہ ہے

جناب سپیکر: ذوالفقار صاحب! اس سے متعلقہ نہیں ہے۔ آپ ضمنی سوال اس پر کریں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! میں بھی ضمنی سوال کر رہا ہوں وہاں پر ایک نیا پل بنا ہے اور دوسرے پل کی میعاد ختم ہو چکی ہے۔ آئے دن اس کو repair کیا جاتا ہے لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: اگر آپ نے اس کی نشاندہی نہیں کی تو پھر آپ کو کیا کہا جائے۔ اگر آپ نے اپنا سوال نہیں دیا اور گورنمنٹ کے نوٹس میں نہیں لائے حالانکہ آپ وہاں کے نمائندے ہیں پھر آپ کو میں کیا کہوں۔

حاجی ذوالفقار علی: اسی پر تو میں ضمنی سوال کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال اس کے متعلقہ کریں۔ یہ تو ضمنی سوال نہیں بنتا۔

حاجی ذوالفقار علی: چلیں پھر نیا سوال دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ہاں دیں۔

حاجی ذوالفقار علی: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہاں پر جو بات کی گئی کہ اس پل کو بنانا چاہئے اور یہ بہت ضروری ہے۔ ڈویلپمنٹ کا کام جاری رہتا ہے اور ضرورت کے مطابق جاری رہتا ہے

انشاء اللہ ہم اس کا بھی سروے کروالیتے ہیں اور دیکھ لیتے ہیں۔ جیسے ہی فنڈز available ہوتے ہیں یا اس کی approval آتی ہے تو یقیناً اس پر غور بھی ہو گا اور کوشش کریں گے کہ عوام کی ضرورت کے لئے اگر یہ انتہائی ضروری ہے تو اس کے لئے سروے کروا کر اسے pursue کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔اگلا سوال خرم نواب صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: نواب صاحب 12 بجے تک اٹھتے ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: خرم نواب صاحب موجود نہیں ہیں ان کا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال طارق محمود ساہی صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کی طرف سے ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: وہ بھی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آج سب کی حاضری آپ لگا رہے ہیں؟ چودھری محمد اسد اللہ صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے ان کا سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔جی، اگلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! سوال نمبر 4113 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کریں؟

شیخ علاؤالدین: پڑھا ہوا تصور کیا جائے لیکن نہ سمجھا ہوا تصور کیا جائے۔

سال 09-2008، سی اینڈ ڈبلیو کے پراجیکٹس و ٹینڈرز کی تفصیلات

*4113: **شیخ علاؤالدین:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

مالی سال 09-2008 میں پنجاب میں محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے کن پراجیکٹس پر بالواسطہ یا بلاواسطہ کنٹریکٹرز کو escalation amounts دیں ان تمام پراجیکٹس کے اصل ٹینڈر کی رقم کیا تھی اور ان کے escalation amount دینے کی اصل وجہ کیا تھی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

مالی سال09۔2008 میں سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ نے جن پراجیکٹس پر بالواسطہ یا بلاواسطہ کنٹریکٹرز کو مارکیٹ میں مٹیریل کی قیمتیں بڑھنے کی وجہ سے ایگریمنٹ کی شق نمبر55 اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کے جاری کردہ ریٹ، ہدایات کے مطابق escalation amounts دیں ان تمام پراجیکٹس کی تفصیل اصل ٹینڈر رقم مع escalation amounts درج ذیل ہے:۔

	Tender Amount	Escalation Amount
چیف انجینئر ہائی وے نارتھ:	19019.311	2288.108
چیف انجینئر ہائی وے ساؤتھ:	7763.285	800.028
چیف انجینئر بلڈنگ نارتھ:	6015.158	275.021
چیف انجینئر بلڈنگ ساؤتھ:	3677.520	134.793
میزان	36565.274 (M)	3497.950 (M)

جناب سپیکر: نہیں۔یہ تو آپ ہی کہہ سکتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جی میں یہی عرض کر رہا ہوں۔میں نے سوال میں گزارش کی تھی کہ ٹینڈرز اور کنٹریکٹس پر جو escalation amounts دی گئیں ان کا بتائیں۔انہوں نے جواب میں general سا بتا دیا ہے کہ ٹینڈرز میں original amount میں سے 3497 ملین روپے escalation دی گئی ہے۔آپ خود اندازہ لگا لیں کہ یہ پراجیکٹس intentionally late کئے جاتے ہیں اور یہ جو سیکشن 55 کا حوالہ دے کر اتنی بڑی amount دی گئی ہے۔اس کا مقصد ہے کہ اصل کنٹریکٹ کے اندر سیکشن55 رکھا گیا ہو گا لہذا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کنٹریکٹر کے ساتھ سیکشن55 کیوں رکھا جاتا ہے؟ اسے generally کیوں نہیں کہا جاتا کہ آپ نے اتنے ٹائم میں کام ختم کرنا ہے اور ہم آپ کو اتنے ٹائم میں material escalation یا کوئی بھی escalation نہیں دیں گے، میں پھر پوچھنا چاہتا ہوں کہ کنٹریکٹ میں یہ کلاز کیوں رکھی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: مجھے تو سوال کی اچھی طرح سمجھ نہیں آ رہی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے فنانس ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے شق 55 کا ذکر کیا ہے۔یقیناً یہ چاہتے ہیں کہ اس شق کو ختم ہونا چاہئے لیکن یہ تب ہی ختم ہو سکتی ہے جب اس پر پوری study کی جائے اور اس کے بعد محکمہ اور فنانس

ڈیپارٹمنٹ بیٹھ کر اس پر فیصلہ کریں۔ابھی تک تو جوlaw exist کر رہا ہے اس کے مطابق جو صورتحال بنتی تھی اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔اگر یہ چاہتے ہیں کہ یہ شق 55 غلط ہے اور اس سے کچھ غلط کام ہو سکتا ہے تو پھرdefinitely اس پرlaw amend کرنا پڑے گا اور اس کاprocedure change کرنا پڑے گا۔اس پر ڈیپارٹمنٹ اور فنانس ڈیپارٹمنٹ بیٹھ کر کام کریں تو اس کے بعد اس کے متعلق کوئی بیان دیا جا سکتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے خوشی ہے کہ منسٹر صاحب فوراً بات سمجھ گئے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ شق 55 کو دانستہ رکھا جاتا ہے فرض کیجئے جیسے اب مالی سال کے شروع میں یعنی جولائی میں ایک کنٹریکٹ ہو گیا اس دوران محکمے کو اختیار ہے کہ وہ30۔جون تک اسیpriceپر اس کنٹریکٹ کو لے کر چلے گا۔جیسے منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ واقعی یہ شق غلط ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ صرف اس شق کے ذریعے جو اربوں روپیہ دیا جاتا ہے۔کیا وہ زیادتی نہیں ہے، حکومت اس میں کب تکamendment کرنا چاہتی ہے تاکہ اس شق 55 کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے، اب میں آپ کی اجازت سے آپ کے ضلع کے بارے میں ایک رپورٹ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اصل میںC&W اس قوم کے ساتھ کیا کر رہا ہے اور آپ کی اجازت ہو تو میں صرف آپ کے ضلع کی رپورٹ کی صرف چار لائنیں پڑھوں گا؟

جناب سپیکر: جی۔

SHEIKH ALA-UD-DIN: The Punjab Road Research and Material testing Lahore evaluated the construction of seven roads

یہ سات روڈز میرے اور آپ کے ضلع کے ہیں جن کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ:

> The Preamble of the report said that the compliance with verbal orders of the Chief Secretary conveyed through the Secretary C & W handed over a petition January 12 and 13. Assistant Chief of Q and D Department said in the office the Kasur D.C.O the team presence in field staff contractor recorded side

observation carried out, testing and collected different materials of the above mentioned roads.

اب یہ ہوا کہ یہ ٹیسٹ کیا گیا، میرے اور آپ کے ضلع کا دو ارب روپیہ ضائع ہوا پھر اس رپورٹ کو یہ کہہ دیا گیا کہ اب اسے دوبارہ لیا جائے گا۔ یہ ایک لمبی رپورٹ ہے لیکن آپ مجھے اتنی اجازت نہیں دیں گے کہ میں یہ ساری ایوان میں پڑھوں۔ میرے پاس اس کی کاپی ہے میں آپ کو بھی دے سکتا ہوں۔ میں نے یہ صرف ایک reference دیا ہے۔

جناب سپیکر: ہم ایسے کرتے ہیں کہ جب ہماری یہ sitting ختم ہو گی تو میں ، آپ، منسٹر صاحب اور سیکرٹری صاحب ہم چاروں بیٹھ کر اس سوال کا صحیح جواب لے کر آپ کی تسلی کروائیں گے۔

شیخ علاؤالدین: بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: مجھے بات کی سمجھ آ گئی ہے یہ بہت ضروری ہے۔ میرے خیال میں اب آپ اس کو چھوڑ دیں۔ ہم وہاں بیٹھیں گے تو یہ مسئلہ حل ہو جائے گا اور کچھ ہمارا بھی بھلا ہو جائے گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، طلعت یعقوب صاحبہ!

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4140 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع حافظ آباد۔ سڑکوں پر پیچ ورک کی مد میں خرچ کی گئی رقم کی تفصیلات

*4140: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ضلع حافظ آباد میں 08-2007 کے دوران سڑکوں پر پیچ ورک کی مد میں کوئی رقم خرچ کی گئی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ان سڑکوں کے نام مع سال وار خرچ کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع حافظ آباد میں 08۔2007 کے دوران سڑکوں پر پیچ ورک کی مد میں رقم خرچ کی گئی ہے۔

(ب) سڑکوں کے نام مع سال وار خرچ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

سڑکوں کے نام	سال	خرچ کردہ رقم
گوجرانوالہ حافظ آباد روڈ کلومیٹر نمبر00/40تا00/48 03/79تا05/83	2007-08	4.165 ملین
(00/99تا00/111)(لمبائی25کلومیٹر)	2008-09	3.902 ملین
لاہور تا جلال پور بھٹیاں روڈ کلومیٹر32/83تا00/110(لمبائی26.68کلومیٹر)	2007-08	3.799 ملین
	2008-09	1.611 ملین
کوٹ ہرا تا جلال پور بھٹیاں روڈ کلومیٹر00/92تا00/134(لمبائی42.00)کلومیٹر	2007-08	1.152 ملین
	2008-09	1.792 ملین
حافظ آباد شیخوپورہ روڈ کلومیٹر00/0تا00/15(لمبائی15کلومیٹر)	2007-08	2.083 ملین
	2008-09	1.148 ملین
		19.652 ملین

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر4140 کے جز(ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ گوجرانوالہ حافظ آباد روڈ کی لمبائی 25 کلومیٹر، لاہور تا جلالپور بھٹیاں روڈ کی لمبائی26 کلومیٹر، کوٹ ہرا تا جلال پور بھٹیاں کی لمبائی 42 کلومیٹر اور حافظ آباد شیخوپورہ روڈ کی لمبائی 15 کلومیٹر جو کہ 2007 اور 2009 کے دوران پیچ ورک کی مد میں 19.652 ملین روپے خرچ کئے گئے۔اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے 08-2007 کے بارے میں ان سڑکوں کے پیچ ورک کے بارے میں پوچھا تھا مگر مجھے 2008 اور 2009 کے پیچ ورک کے بارے میں خرچ کی گئی رقم بھی جو کہ 19.652 ملین روپے بتائی گئی ہے ۔اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 08-2007 میں مندرجہ بالا سڑکوں کے پیچ ورک کے بارے میں جو پوچھا گیا تھا اس کی جو رقم بتائی گئی ہے وہ تو میں نے پوچھی ہی نہیں۔میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ہر سال انہی سڑکوں پر بار بار پیچ ورک کیا جاتا ہے، یہی فاصلہ دیا جاتا ہے، یہ رقم ظاہر کی جاتی ہے اور اس طرح ٹھیکیداروں کو فائدہ دے کر رقم خوردبُرد کرلی جاتی ہے؟ شکریہ

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ کے سوال کا جواب دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اگر محترمہ اپنا سوال پڑھ لیتیں تو اس میں انہوں نے 09-2008 کا نہیں پوچھا آپ کے سامنے بھی جز (الف) ہو گا اور سب کے پاس کاپی موجود ہے۔جز (الف) میں لکھا ہے کہ کیا ضلع حافظ آباد میں 08-2007 کے دوران سڑکوں پر پیچ ورک کی مد میں کوئی رقم خرچ کی گئی ہے؟ she is asking about 2007-08 اور اس کے بعد جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ اگر جوابات اثبات میں ہیں تو ان سڑکوں کے نام مع سائز سال وار خرچ کی تفصیل بیان کی جائے ۔انہوں نے سال 08-2007 کا سوال کیا تھا 09-2008 کا سوال نہیں کیا تھا لیکن اس کے باوجود ہم نے اس کی detail بھی انہیں provide کر دی ہے۔ان کی calculation میں ایک غلطی آئی ہے یہ کہہ رہی ہیں کہ 19.199 ملین روپے خرچ کیا گیا۔اس کا break up علیٰحدہ ہے لیکن یہ اکٹھی رقم بتائی گئی ہے۔اگر یہ سال 08-2007 کی بات کرتی ہیں تو اس میں 11.199 ملین روپے ہے اور اگر سال 09-2008 کی بات کرتی ہیں تو پھر اس کا 8.1453 ملین روپے ہے اگر ان دونوں کو اکٹھا کیا جائے تو یہ 19.199 ملین روپے بنتا ہے اس لئے ان کے سوال کا مکمل جواب دیا گیا ہے۔انہوں نے اب جو بات کی ہے کہ کیا یہ بار بار اسی سڑک کو بناتے ہیں یا اس کا پیچ ورک کرتے ہیں تو یقیناً ضروری ہے کہ میں اس کی تفصیل لے لوں کہ بار بار اسے پیچ ورک کیوں لگایا جاتا ہے اور اس طرح اس پر رقم کیوں خرچ کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں وہ ایسے ہوتا ہو گا کہ اگر کہیں سے سڑک ٹوٹ گئی ہے تو اس کو دوبارہ مرمت کر دیا جاتا ہو گا۔دوبارہ بھی مرمت ہو سکتی ہے، یہ کوئی پابندی تو نہیں ہے کہ اس کو دوبارہ مرمت نہیں کیا جا سکتا۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر!.An other supplementary question میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہر مالی سال میں جو رقم خرچ کی جاتی ہے وہ ہمیشہ علیحدہ علیحدہ show کی جاتی ہے جبکہ انہوں نے سال 08-2007 اور 09-2008 میں خرچ کی گئی رقم اکٹھی کر کے بتائی ہے۔یہاں پر 19.652 ملین روپے کی رقم بتائی گئی ہے۔میں نے واضح طور پر پوچھا ہے کہ کیا یہ patch work انہی

سڑکوں پر بار بار کیا جاتا ہے اور کیا یہ درست نہ ہے کہ اس طرح سے ٹھیکیداروں کو فائدہ پہنچا کر رقم کو خُورد بُرد کیا جاتا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرے جواب کے بعد آپ نے بھی بڑی خوبصورتی کے ساتھ اس کی وضاحت کر دی ہے۔ میں ان کی information کے لئے دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ اگر ایک سڑک کی لمبائی 26 یا 42 کلو میٹر ہے تو یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی حصے پر بار بار patch work کیا جاتا ہو۔ جیسے جیسے رقم آتی ہے اسی حساب سے اگلے حصے پر patch work کیا جاتا ہے یا مرمت کی جاتی ہے۔ یہ مختلف جگہوں پر کام ہوتا ہے اور ایک ہی جگہ پر بار بار کام نہیں کیا جاتا۔ یہ مرمت کا کام مسلسل ہوتا رہتا ہے، ساری سڑک کو بنانے سے بہتر ہے کہ patch work سے سڑک کو زندہ رکھا جائے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! کیا سڑکوں پر اس قدر ناقص material استعمال کیا جاتا ہے کہ وہ بار بار ٹوٹ جاتی ہیں، بار بار اس پر patch work کرنا پڑتا ہے اور اس پر millions روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ معزز رکن میری بات سمجھ نہیں رہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ ایک ہی جگہ کو، ایک ہی حصے کو بار بار نہیں بنایا جاتا۔ اگر جواب ملاحظہ کیا جائے تو اس میں 25 کلو میٹر لمبائی کی ایک سڑک ہے، 26 کلو میٹر لمبائی کی دوسری سڑک ہے اور اسی طرح 42 کلو میٹر لمبائی کی تیسری سڑک ہے۔ یہ تقریباً 100 کلو میٹر سے اوپر لمبائی چلی جاتی ہے۔ یہ سڑک ایک ہی جگہ پر مرمت نہیں کی جاتی بلکہ جہاں سے سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتی ہے وہاں پر patch work کیا جاتا ہے۔ ایک ہی جگہ پر دوبارہ مرمت نہیں کی جاتی۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میں یہ کہوں گی کہ سڑکوں کی تعمیر کے لئے صحیح material لگایا جائے، ناقص material نہ لگایا جائے، بار بار ایک ہی جگہ پر patch work نہ کیا جائے تاکہ حکومت کا اتنا زیادہ پیسا ضائع نہ ہو۔

جناب سپیکر: محترمہ! میرے خیال میں جواب تو انہوں نے یہی دینا ہے کہ جو standard ہے، جو انہوں نے specification دی ہوتی ہے اسی کے مطابق ہی وہ کام کرواتے ہیں۔ اگر وہ سڑک ٹوٹ جاتی ہے، اس میں خرابی آتی ہے تو اس کو مرمت بھی کیا جاتا ہے۔ ہاں جس ٹھیکیدار نے اسے بنایا ہوتا ہے اگر وہ دیئے گئے معیار پر پورا نہیں اُترتا تو اس کے خلاف شکایت آنے پر یقیناً یہ action لیتے ہیں۔ اگر کوئی اس طرف توجہ نہ دلائے تو وہ علیحدہ بات ہے۔ ہمیں خود ایسے معاملات کو point out کرنا چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ اس سوال پر کافی بات ہو چکی ہے اب اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔ وہ تو 15 دن کے لئے ہاؤس میں نہیں آئیں گے لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 4203۔ (معزز ممبر نے جناب محمد شفیق خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

مہر اشتیاق احمد: جی ہاں! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گلی جاگیر روڈ فتح جنگ تا چکری انٹر چینج ضلع اٹک کی تعمیر

*4203: **جناب محمد شفیق خان:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) روڈ گلی جاگیر فتح جنگ تا چکری انٹر چینج ڈسٹرکٹ اٹک کی کشادگی اور تعمیر کا منصوبہ کب منظور ہوا؟

(ب) اس روڈ پر آج تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے، موقع پر کتنا کام ہوا ہے، کتنا بقایا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس روڈ کا کام روک دیا گیا ہے اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت اس روڈ کا بقایا کام جلد از جلد شروع کروانے اور اسے مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) گلی جاگیر فتح جنگ ضلع اٹک تا چکری انٹر چینج ضلع راولپنڈی، لمبائی23.56 کلو میٹر کی کشادگی اور تعمیر کا منصوبہ 28۔ ستمبر2004 کو منظور ہوا۔

(ب) اس سڑک کا تخمینہ لاگت 248.960 ملین روپے ہے۔ آج تک 457.474 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ موقع پر تقریباً23 کلو میٹر سڑک کا کام مکمل ہو چکا ہے صرف دریائے سل پر پل کی تعمیر کا کام جاری ہے جو کہ Sub Structure لیول تک مکمل ہے اور Supper Structure کے50 میں سے20 گرڈر بھی بن چکے ہیں۔ باقی Supper Structure کے علاوہ پل کی Approaches اور Training Works کا کام بقایا ہے۔

(ج) سکیم کی تکمیل کے لئے ابھی مزید92 ملین روپے درکار ہیں مالی سال10۔2009 میں حکومت پنجاب کے پاس فنڈز کی کمی کی وجہ سے اس سکیم کے لئے مختصر فنڈز مہیا کئے جو اتنے بڑے منصوبے کو چلانے کے لئے ناکافی تھے اور مزید فنڈز بھی دستیاب نہ ہو سکے جس کی بناء پر پل کی تعمیر کا کام جاری نہ رہ سکا۔مالی سال 11۔2010 میں بھی حکومت کے پاس مالی وسائل کم ہونے کی بنا پر سکیم کے لئے صرف 5.524 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں اس لئے 11۔2010 میں بھی فنڈز کم ہونے کی بنا پر کام کرنا مشکل ہے۔

(د) حکومت اس کام کو مکمل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تاہم فنڈز کی کمی کام مکمل کرنے میں رکاوٹ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں لکھا ہوا ہے کہ "اس سڑک کا تخمینہ لاگت -/248.960 ملین روپے ہے۔ آج تک اس پر 457.56 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں" میرا اس بارے میں پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ اتنا زیادہ difference کیوں ہے، دوسرا وزیر موصوف یہ بھی فرمائیں کہ اس سڑک کو کب مکمل ہونا تھا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! بڑی تفصیل کے ساتھ اس سوال کا جواب دیا گیا ہے۔اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ "اس سڑک کا تخمینہ لاگت -/248.960 ملین روپے ہے۔ آج تک 457.56 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ موقع پر تقریباً23 کلو میٹر سڑک کا کام مکمل ہو چکا

ہے صرف دریائے سل پر پُل کی تعمیر کا کام جاری ہے جو کہ sub structure level تک مکمل ہے اور super structure کے 50 میں سے 20 گرڈر بھی بن چکے ہیں۔ باقی super structure کے علاوہ پُل کی approaches اور training works کا کام بقایا ہے "اسی طرح آگے جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ سکیم کی تکمیل کے لئے ابھی مزید 92 ملین روپے درکار ہیں۔ مالی سال 10-2009 میں funds کی کمی کی وجہ سے اس سکیم کے لئے پیسے allocate نہیں کئے گئے تھے۔ اب 11-2010 میں اس project کو چالو رکھنے کے لئے 5.524 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ جیسے جیسے funds کی availability ہو گی اس کے مطابق اس کی completion ہو گی۔ ابھی اس سکیم کے لئے پوری رقم نہیں رکھی گئی۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے میرے اس ضمنی سوال کا جواب ابھی تک نہیں دیا کہ اس سکیم کو کب مکمل ہونا تھا؟ دوسرا یہاں جواب کے جز(ب) میں لکھا ہوا ہے کہ "اس سڑک کا تخمینہ لاگت 248.960 ملین روپے ہے اور آج تک 457.474 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں "میرا صرف اتنا سوال تھا کہ یہ اتنا difference کیوں ہے، دوسرا میں نے یہ پوچھا ہے کہ اس سکیم کو کب مکمل ہونا تھا اگر یہ منصوبہ مقررہ وقت پر مکمل نہیں ہوا تو اس ٹھیکیدار کے خلاف انہوں نے کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! معزز رکن بار بار پوچھ رہے ہیں کہ یہ منصوبہ کب مکمل ہو گا؟ اس کا جواب دینے سے پہلے میں ایک printing mistake کو point out کر دوں۔ جواب میں 457.474 ملین روپے لکھا ہوا ہے جبکہ صحیح figure 157.474million ہے۔ میرے پاس 157.474 ملین روپے لکھا ہوا ہے۔ یہ ایک clerical mistake ہے اس کو درست کر لیا جائے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! ہر project کے مکمل ہونے کی کوئی نہ کوئی تاریخ مقرر کی جاتی ہے کہ اتنے سالوں یا مہینوں میں یہ مکمل ہو گا۔ یہ منصوبہ 2004 میں شروع ہوا ہے تو اسے مکمل کب ہونا تھا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جب اس کے لئے funds available ہوں گے، جب محکمہ خزانہ اس کے لئے پیسے رکھے گا تو تب ہی یہ منصوبہ مکمل ہو گا۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ originally یہ منصوبہ کب مکمل ہونا تھا؟ وزیر صاحب اس کا جواب دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اس کی date لے کر معزز ممبر کو بتا دوں گا۔ یہ منصوبہ کب شروع کیا گیا اور اس کی completion date کیا مقرر کی گئی تھی، یہ دونوں تاریخیں میں آپ کو فراہم کر دوں گا۔ اب latest صورتحال یہ ہے کہ اس منصوبے کے لئے ابھی funds نہیں رکھے گئے اس کی ضرورت کے مطابق 92 ملین روپے درکار ہیں۔ ابھی صرف 5.524 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ جب اس کے لئے funds available ہوں گے، جب اس کے لئے funds مختص کئے جائیں گے تو تب یہ منصوبہ مکمل ہو گا۔

مہر اشتیاق احمد: 2004 میں یہ منصوبہ شروع ہوا تھا تو کتنے سال میں اسے مکمل ہونا تھا، اگر یہ منصوبہ مقررہ مدت میں مکمل نہیں ہوا تو پھر یہ کس کی غلطی ہے، آج تو 2010 ہے، آج ہمارے پاس funds نہیں ہیں لیکن پچھلے دور میں تو بہت funds تھے جو کہ ضائع کئے گئے۔ تو آج تک یہ منصوبہ کیوں نامکمل ہے اور اس کے جو ذمہ دار ہیں ان کے خلاف حکومت کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس منصوبے کی 28۔ ستمبر 2004 کو منظوری ہوئی تھی۔ اس کی completion کی تاریخ اس وقت میرے پاس نہیں ہے۔ یہ منصوبہ شروع 2004 میں ہوا تھا لیکن funds کی availability کے ساتھ ساتھ یہ چلتا ہے۔ یہ -/248.960 ملین روپے کا project تھا اور اس میں آج تک 157.474 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ اس کی completion funds کی availability پر depend کرتی ہے۔ آپ کو بھی پتا ہے کہ اگر اس منصوبے کے لئے funds درکار نہ ہوں یا نہ رکھیں جائیں تو پھر یہ period definitely longer کے لئے جائے گا۔ میں یقیناً یہ بات کہوں گا کہ اس منصوبے کے لئے لازمی طور پر funds رکھے جانے چاہئیں تاکہ یہ جلد از جلد مکمل ہو سکے کیونکہ already یہ بہت زیادہ delay ہو چکا اور کافی پیسا اس پر لگ چکا ہے۔ میں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اس بارے میں ہم ضرور initiate کریں گے۔

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! میں اسی سوال کے حوالے سے ایک عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس بارے میں آپ رہنے دیں کیونکہ ہم اب آگے جا رہے ہیں۔

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! یہ تو بڑا اہم issue ہے کیونکہ یہ سڑک 248 ملین روپے سے شروع کی گئی، اس پر 457 ملین روپے خرچ کر دیئے گئے ہیں اور 92 ملین روپے مزید چاہئیں جبکہ 5 ملین روپے اس بجٹ میں رکھے گئے ہیں۔ کیا یہ سڑک بن رہی ہے یا کوئی corruption کی factory بن رہی ہے؟ اس حوالے سے فوری طور پر انکوائری کروائی جانی چاہئے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس کی چھان بین کے لئے کوئی کمیٹی مقرر کریں، یہ بڑا sensitive issue ہے۔ اس project پر 457.474 ملین روپے اب تک خرچ ہو چکے ہیں۔ تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس سوال کو بڑا سنجیدگی سے لیا جائے۔ یہ 2004 project میں شروع ہوا تھا اور آج 2010 میں بھی مکمل نہیں ہو سکا۔ اس کو مکمل کرنے کے لئے ان کو 92 ملین روپے مزید درکار ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، next Wednesday کو House میں اس بارے میں 2 گھنٹے کے لئے discussion ہو گی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اپوزیشن کی کرسیاں خالی ہیں ہم ان سے اداس ہو گئے ہیں لہذا انہیں ایوان میں لے آکر آنے کا اہتمام کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مجھے اپوزیشن کے boycott کی کوئی اطلاع تو نہیں ملی۔ اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب!

ملک فیاض احمد: جناب سپیکر! Question No. 4212, on his behalf. جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع حافظ آباد میں بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*4212: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات ضلع حافظ آباد کو سال 08-2007 اور 09-2008 میں کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی رقم surrender کی گئی؟

(ج) مذکورہ عرصہ میں کتنی رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی، تفصیل سال وار بیان کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات ضلع حافظ آباد کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 میں مندرجہ ذیل رقم فراہم کی گئی تھی۔

سال	فراہم کردہ رقم
2007۔08	397.301(M)
2008۔09	546.310(M)

(ب) ضلع حافظ آباد میں ترقیاتی منصوبوں پر جتنی رقم خرچ اور surrender ہوئی مندرجہ ذیل ہے۔

سال	خرچہ	Surrender
2007۔08	382.527(M)	14.774(M)
اور	+	+
2008۔09	503.635(M)	42.675(M)
	886.162	57.449

(ج) مذکورہ عرصہ میں جتنی رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی، ان کی تفصیل سال وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملک فیاض احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں محکمے نے 09-2008 کی تفصیل دی ہے جبکہ 08-2007 کی تفصیل نہیں دی گئی وہ تفصیل بھی دی جائے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جز (ب) میں 08-2007 کے بارے میں clear لکھا ہوا ہے کہ 382.527 ملین روپے خرچہ ہوا ہے۔ باقی جس سڑک پر کتنا پیسا لگا ہے اس کی تفصیلات میرے پاس موجود ہیں اگر اس پر انہوں نے مزید inquiry کرنی ہے یہ تفصیلات میرے سے لے لیں۔

جناب سپیکر: Next Question چودھری علی اصغر منڈا صاحب کا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):سوال نمبر4278۔

لاہور جڑانوالہ روڈبراستہ شرقپور شریف کی تعمیر

*4278:چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ لاہور جڑانوالہ روڈبراستہ شرقپور شریف کی ڈبل روڈزیر تعمیر ہے،اگر ہاں تواس کی تعمیر کب شروع ہوئی اور شیڈول کے مطابق اسے کب تک مکمل ہوناہے؟

(ب) اس سڑک کا کتنا حصہ اور کہاں سے کہاں تک مکمل ہوچکاہے اور یہ منصوبہ کب تک مکمل کرلیا جائے گا،مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات(ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور جڑانوالہ براستہ شرقپور شریف کی دورویہ سڑک زیر تعمیر ہے اس منصوبہ کی لاگت 1799.325 ملین ہے اور یہ منصوبہ 19۔اگست 2008 کو منظور ہوا۔ اس منصوبہ کو تین گروپس میں تقسیم کیا گیا۔

پہلے گروپ کا کام کلومیٹر14 تا31مورخہ 22۔ ستمبر2008 کو شروع کیا گیا۔دوسرے گروپ کا کام کلومیٹر31تا46مورخہ 14۔اکتوبر2008 کو شروع کیا گیا۔اسی طرح تیسرے گروپ میں برج کی تعمیر کا کام مورخہ 25۔ جنوری2010 کو شروع کیا گیا۔

(ب) اس منصوبے کی کل لمبائی 32کلومیٹر ہے اور اب تک اس سڑک کا 15کلومیٹر حصہ کلومیٹر نمبر31 تا کلومیٹر 46 مکمل ہوچکاہے ۔ بقایا پورے فنڈز کی فراہمی کی صورت میں یہ منصوبہ 30۔جون2011تک مکمل کرلیاجائے گا۔

(اس مرحلہ پر قائد حزب اختلاب اپنے معزز ممبران کے ہمراہ بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھے ایوان میں تشریف لے آئے)

MR SPEAKER: Well done, well done.

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ سڑک میرے حلقے کے عوام کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس سڑک کا کام 13۔ ستمبر 2008 کو شروع ہوا اور پہلے گروپ نے آج تک اس سڑک کا ایک کلومیٹر بھی مکمل نہیں کیا اور صورتحال یہ ہے کہ وہاں سے گزرنا مشکل ہو چکا ہے۔ میں ابھی اپنے حلقہ سے آرہا ہوں اور مجھے پتا ہے کہ میں کس طرح یہاں اجلاس میں پہنچا ہوں۔ گزشتہ چار مہینوں سے ٹھیکیدار اپنا سامان لے کر موقع سے بھاگ گیا ہے۔ ممبر صوبائی اسمبلی کے حلقے کی سڑک کا یہ حال ہے یہ inter district main road ہے اور یہ سڑک موڑ کھنڈا سے ہوتی ہوئی بذریعہ پھول نگر جناب والا کے حلقہ کو بھی link کرتی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال نہیں ہے یہ تو تقریر کر رہے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں احتجاجاً ضمنی سوال بھی نہیں کرتا۔ اگر آپ کے حلقے کے کام بھی ایسے ہی روک دیئے جائیں۔ بلوچ صاحب! آپ ایسا نہ کریں ورنہ میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں آپ کو آج کے بعد بولنے نہیں دوں گا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ ان سے بات نہ کریں آپ مجھ سے بات کریں۔ دیکھیں، آپ کو اس بات کی سمجھ ہونی چاہئے کہ وہ اپنے حلقے سے متعلق سوال کر رہے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ابھی House کی کمیٹی بنا دیں اور اگر کمیٹی نہیں بنانی تو اس پنجاب اسمبلی کا کوئی ملازم بھیج کر اس سڑک کی حالت دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میرے خیال میں اس معاملے کے لئے بھی Wednesday کا کوئی time رکھیں اس پر ہم discussion کریں گے اس کے بعد اگر ضرورت پڑی تو اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کر دیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات(ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ نے جیسا حکم دیا ایسے ہی کریں گے اور میں بھی چاہتا ہوں کہ مجھے جو جواب ملا ہے میں بھی اس کی سچائی تک پہنچ سکوں۔ اس سڑک کو تین groups میں convert کیا گیا تیسرے گروپ کی کل لمبائی 32 کلومیٹر ہے اور اب تک اس سڑک کا کلومیٹر نمبر 31 تا 46 کلومیٹر مکمل ہو چکا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ممبر موصوف غلط کہہ رہے ہیں اگر یہ جواب

غلط ہے تو پھر اس پر سخت action ہو گا کیونکہ معزز ممبر کہہ رہے ہیں کہ اس سڑک کا ایک کلومیٹر بھی نہیں بنا۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ اس سڑک کا ایک کلومیٹر بھی مکمل نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ نے کہا کہ group 1 نے ایک کلومیٹر کام بھی نہیں کیا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہاں لکھا ہوا کہ 15 کلومیٹر سڑک بن چکی ہے تو یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ایک کلومیٹر بھی سڑک نہیں بنی۔ اس کے باوجود آپ نے جو ارشادات فرمائے ہیں ہم ان کے مطابق آپ کے ساتھ بیٹھ کر اس کو discuss کرنے کے لئے تیار ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ group 1 میں ایک کلومیٹر سڑک مکمل نہیں ہوئی۔ سڑک کو اکھاڑ دیا گیا ہے وہاں سے گزرنا محال ہو چکا ہے میرا ضمنی سوال یہی ہے کہ اس سڑک کے اکھاڑنے کی وجہ سے اگر وہاں پر کوئی جانی نقصان ہوتا ہے تو قانونی طور پر اس کا کون ذمہ دار ہو گا، اس جانی نقصان کا کس کے خلاف مقدمہ درج ہو گا اور کیا محکمہ کسی کے خلاف کوئی فوجداری مقدمہ درج کروائے گا؟

جناب سپیکر: جی، رائے صاحب!

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں ایک وضاحت چاہتا ہوں کہ یہ 1800 ملین روپے کا منصوبہ صرف 32 کلومیٹر سڑک کے لئے تھا اور کیا اس میں کوئی by passes بھی رکھے گئے تھے مثلاً وہاں موڑ کھنڈا by pass بنا ہوا ہے اور مجھے پتا چلا ہے کہ دوسری طرف بھی by pass بنے گا تو کیا وہ بھی اسی منصوبے کا حصہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرے معزز دوست جس 1800 ملین روپے کی بات کر رہے ہیں یہ 32 کلومیٹر سڑک کے لئے ہی ہے جب یہ منصوبہ مکمل ہو جائے گا تو پھر بقایا 14 کلومیٹر portion کے لئے پیسے بعد میں locate کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: اس کے علاوہ جو فیصل آباد کو جاتی ہے۔ میرے خیال میں اس کا بھی بائی پاس بچیکی میں بہت ضروری ہے۔ یہ دونوں بائی پاس ایک سائیڈ سے ہی کر دیں اور اس کو dual carriage بنا دیں۔ ایسا کوئی منصوبہ بنائیں جس کا فائدہ ہو ورنہ اتنا پیسا ضائع جا رہا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس وقت priority تو اس وقت یہ سڑک ہے ہم اسے آپ کی ہدایت کے مطابق دیکھ لیں گے۔ اس کے علاوہ آپ نے جو نئی تجویز کی ہے یا فاضل ممبر بھی تجویز کر دیں تاکہ اس کو بھی initiate کر لیا جائے اور اس پر working کر لی جائے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! مانگٹاں والا تا شرقپور منڈی فیض آباد والے حصے کی کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر: اس کے 32 کلومیٹر کدھر مکمل ہوں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ جو 14 کلومیٹر کا حصہ بتا رہے ہیں اس کے لئے کوئی رقم رکھی گئی ہے اور نہ ٹینڈر ہوئے ہیں یہ اس منصوبے میں شامل نہیں ہے۔ جیسے ہی یہ 32 کلومیٹر مکمل ہو گا اس کے بعد اس 14 کلومیٹر کے لئے کارروائی کریں گے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بڑی معذرت اور ادب سے گزارش کروں گا کہ اس میں کوئی حکم دینا تھا کہ کوئی کمیٹی مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو کہا ہے کہ اگلے Wednesday کو دو گھنٹے کے لئے بحث کرنی ہے۔ اس بحث میں ایک اور سوال ہے اور ایک یہ سوال ہو گا۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: on his behalf سوال نمبر 4318 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 08-2007، ضلع فیصل آباد میں تعمیر کردہ سڑکوں کی تفصیلات

*4318: **خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال2007-08 کے دوران ضلع فیصل آباد محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کو کتنی رقم موصول ہوئی، تفصیل مدوار بیان کریں؟

(ب) مذکورہ سال کے دوران اس ضلع میں کتنی رقم سڑکوں کی تعمیر پر خرچ ہوئی، ان سڑکوں کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل بیان کریں؟

(ج) اس سال کے دوران کتنی رقم کس کس سڑک کی مرمت پر خرچ ہوئی، تفصیل سڑک وار بیان کریں؟

(د) اگر حکومت نے سڑکوں کی مرمت وتعمیر پر خرچ کردہ رقم کا آڈٹ کروایا ہے تو آڈٹ رپورٹ لف کریں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) سال2007-08 کے دوران ضلع فیصل آباد میں تعمیر کی مد میں 800.465 ملین روپے فنڈ موصول ہوئے جس میں سے 732.279 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

1- سالانہ مرمت کی مد میں 17.00 ملین روپے فنڈ موصول ہوئے، جس میں سے 16.991 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

2- سپیشل مرمت کی مد میں 5.065 ملین روپے فنڈ موصول ہوئے، جس میں سے 5.018 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

3- ریسر فیسینگ کی مد میں 33.972 ملین روپے فنڈ موصول ہوئے، جس میں سے 33.972 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

(ب) سال2007-08 کے دوران ضلع فیصل آباد میں سڑکوں کی تعمیر کی مد میں 732.279 ملین روپے خرچ ہوئے۔ان سڑکوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سالانہ مرمت کی مد میں جن سڑکوں کی مرمت پر خرچہ ہوا ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مالی سال2007-08 میں تمام سڑکات جن پر خرچہ کیا گیا ان کا آڈٹ ڈائریکٹر جنرل اکاؤنٹس ورکس نے کیا، آڈٹ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال جز(الف) کے حصہ نمبر 2 کے بارے میں ہے کہ سپیشل مرمت کی مد میں 5 ملین روپے فنڈز موصول ہوئے جو خرچ ہو گئے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سپیشل مرمت کیا ہے اور جب سڑک میں کوئی چھوٹی موٹی ٹوٹ پھوٹ ہوتی ہے تو اس کے لئے جو اتنے بڑے بڑے افسران بیٹھے ہیں وہ بروقت کام کیوں نہیں کرتے جیسے انگریزی میں کہتے ہیں A stitch in time saves nine کیا ہم اگلے سال کے بجٹ کا انتظار کرتے ہیں یا اس کا PC-I بنتا ہے اور بڑے افسران کی disposal پر کوئی emergency funds ہیں کہ وہ چھوٹی موٹی مرمت کروا سکیں؟

جناب سپیکر: وقت تو ختم ہو چکا ہے لیکن آپ جواب دے دیں۔ وہ پوچھ رہے ہیں سپیشل مرمت سے کیا مراد ہے؟ جی، ملک صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!انہوں نے بڑی صحیح اور متعلقہ بات کی ہے۔ سپیشل مرمت سے مراد یہی ہے کہ جو سڑک لاکھوں اور کڑوروں روپوں سے بنتی ہے اس کو ادھورا نہ تو چھوڑا جا سکتا ہے اور اگر اس میں کوئی خرابی آ جاتی ہے تو اس کی سپیشل مرمت کی جاتی ہے اور اس کے لئے یہ فنڈز مختص کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر سڑک کے لئے ہوتا ہے یہ نہیں ہے کہ یہ ایک سڑک کے لئے مختص کیا گیا ہے یہ فنڈز ہر سڑک کے لئے ہوتے ہیں۔ پیسے کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے یہ تھوڑے پیسے استعمال کرنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پچھلے پانچ سالوں میں مری روڈ راولپنڈی پر انڈر پاسز و فلائی اوورز کی تعمیر

*469:راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مری روڈ راولپنڈی پر فیض آباد سے فلیش مین ہوٹل تک پچھلے پانچ سالوں میں کل کتنے انڈر پاسز اور فلائی اوور بنے؟

(ب) آئندہ تین سالوں میں یہاں مزید نئے کتنے فلائی اوور بنانے کا منصوبہ ہے اور کہاں کہاں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) مذکورہ بالا سڑک صوبائی محکمہ شاہرات کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے تاہم محکمہ شاہرات پنجاب نے کمیٹی چوک پر صرف ایک انڈر پاس 06-2005 میں بنایا تھا۔

(ب) فی الحال اس سڑک پر کوئی فلائی اوور بنانے کا منصوبہ محکمہ شاہرات پنجاب کے زیر غور نہ ہے۔

چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ کی تعمیر

*620:سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ کی تعمیر کا کام کب شروع ہوا اور کب مکمل ہونا تھا؟

(ب) اس کا تخمینہ لاگت بیان کریں؟

(ج) موقع پر کتنے فیصد کام ہوا ہے اور کتنی رقم کنٹریکٹر کو ادا کی گئی ہے؟

(د) اس کی تعمیر کب مکمل ہو گی، جلد از جلد تعمیر مکمل کروانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) چنیوٹ پنڈی بھٹیاں کی تعمیر کا کام مورخہ 2006۔11۔06 کو شروع ہوا تھا اور ازروئے معاہدہ مورخہ 2008۔05۔05 کو مکمل ہونا تھا لیکن چند ناگزیر وجوہات کی بناء پر یہ کام تعطل کا شکار ہو گیا تاہم وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس معاہدہ کی تجدید کر دی اور کنٹریکٹر نے بڑی تیزی سے اس منصوبے پر کام شروع کر دیا ہے۔

(ب) اس کا تخمینہ لاگت 1359.442 ملین روپے تھا۔

(ج) 2010۔06۔30 تک اس پر 77 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے جس کے عوض ٹھیکیدار کو 1046.664 ملین روپے ادا کر دیئے گئے ہیں۔

(د) سڑک کی متوقع تاریخ تکمیل 20۔جولائی 2010 ہے۔ حکومت پنجاب کی بہترین حکمت عملی کی وجہ سے منصوبہ پایۂ تکمیل تک پہنچنے والا ہے اور سڑک زیر استعمال ہے۔

ضلع سیالکوٹ محکمہ مواصلات و تعمیرات کی گرانٹ و دیگر تفصیلات

*3055: **رانا آصف محمود:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 08-2007 کے دوران ضلع سیالکوٹ محکمہ مواصلات و تعمیرات کو کتنی گرانٹ فراہم کی گئی؟

(ب) اس میں سے کتنی گرانٹ ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم ملازمین کی تنخواہوں، ٹی اے / ڈی اے / گاڑیوں کے پٹرول و یوٹیلٹی بلز پر خرچ ہوئی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) پنجاب ہائی وے نارتھ میں سال 08۔2007 کے دوران ضلع سیالکوٹ کو 749.67 ملین روپے جاری کئے گئے اور پنجاب بلڈنگز نارتھ کو 08۔2007 میں 206.535 ملین روپے گرانٹ فراہم کی گئی۔

(ب) پنجاب ہائی وے نارتھ ترقیاتی منصوبہ جات پر سال 08۔2007 میں 674.95 ملین روپے خرچ ہوئے اور پنجاب بلڈنگز نارتھ میں ترقیاتی منصوبوں پر 188.874 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ج) پنجاب ہائی وے نارتھ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر 14.283 ملین روپے اور ٹی اے /ڈی اے پر 0.345 ملین روپے خرچ ہوئے۔ گاڑیوں کی مرمت /پٹرول اور ڈیزل پر 0.500 ملین روپے خرچ ہوئے اور پنجاب بلڈنگز نارتھ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کی مد میں-/12,32,040روپے، ٹی اے /ڈی اے کی مد میں-/10,500روپے، گاڑیوں کے پٹرول کی مد میں۔/47،380روپے اور یوٹیلٹی بلز کی مد میں-/17,500روپے خرچ ہوئے۔

ضلع سیالکوٹ میں تعمیر کی گئی سڑکوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3056: **رانا آصف محمود:** کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال2006-07 کے دوران محکمہ مواصلات و تعمیرات نے ضلع سیالکوٹ میں کون کون سی سڑکیں بنائیں ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) کتنی سڑکوں میں ناقص مٹیریل کے استعمال کی شکایات موصول ہوئیں ان کے نام بتائیں؟

(ج) ناقص مٹیریل کے استعمال پر اس کے ذمہ داران کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صرف ایک سڑک (کشادگی و پختگی سیالکوٹ بھاگوال پھلورہ روڈ) پر روڈ ریسرچ کی رپورٹ کے مطابق سب بیس کی موٹائی میں کمی اور مٹی میں کم کمپیکشن کی رپورٹ موصول ہوئی۔

(ج) مجاز اتھارٹی نے انکوائری مکمل ہونے پر ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ان کو قانون کے مطابق سزائیں دیں۔

پنجاب میں قائم ٹول پلازوں پر فیسوں کی تفصیلات

*3379: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں پائے جانے والے ٹول پلازوں میں فیس بڑھانے کی منظوری کون سی اتھارٹی دیتی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے دیگر شہروں میں ٹول پلازوں پر ٹھیکیداروں نے اپنی مرضی سے فیس مختص کر رکھی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ لاہور سے فیصل آباد، جھنگ روڈ، سمندری روڈ پر ٹول پلازوں پر -/15روپے،-/21روپے اور-/26روپے وصول کئے جارہے ہیں؟

(د) لاہور شہر سے باہر جانے کے لئے راوی کے پرانے پل پر ٹول پلازوں پر کس اتھارٹی نے -/10روپے سے بڑھا کر-/15روپے فیس کر دی ہے اور کیوں، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) وزیر اعلیٰ کی منظوری کے بعد نوٹیفکیشن(C&W)کا محکمہ جاری کرتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) لاہو ر، شیخوپورہ ، فیصل آباددورویہ سڑک BOTانتظام کے تحت تعمیر کی گئی ہے اس کی تعمیر LAFCO(پرائیویٹ) کمپنی نے کروائی ہے۔جس پر(LAFCO)ٹال بمطابق Concession Agreementوصول کر رہا ہے۔ تاہم فیصل آباد، جھنگ روڈ، سمندری روڈ پر کوئی ٹول پلازہ نہ ہے۔

(د) لاہور شہر سے باہر جانے کے لئے پر اناراوی پل استعمال نہ ہوتا ہے۔اور اس پل پر کوئی ٹال نہ ہے جی ٹی روڈ راوی پل سے ٹال نیشنل ہائی وے اتھارٹی وصول کرتی ہے۔

لاہور قصور روڈ کی تعمیر میں تاخیر کی وجوہات

*3384: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور قصور روڈ کو مکمل کرنے کا کتنے سال کا منصوبہ تھا؟

(ب) لاہور قصور روڈ کی تعمیر کی منظوری کب ہوئی نیز اس روڈ پر تعمیر کا کام کب شروع ہوا؟

(ج) لاہور قصور روڈ کب تک مکمل ہو جائے گی نیز کیا حکومت تاخیر سے مکمل کرنے پر ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور قصور روڈ کا منصوبہ دو حصوں میں منظور ہوا۔ پہلا حصہ خیر اڈسٹری بیوٹری تا کاہنہ ہے جبکہ دوسرا حصہ کاہنہ تا قصور شہر ہے۔ پہلے حصے کا منصوبہ نومبر 2005 کو مکمل ہونا تھا جبکہ دوسرے حصے کا منصوبہ مئی 2006 کو مکمل ہونا تھا۔

(ب) پہلے حصہ کا منصوبہ مارچ 2005 کو منظور ہوا اور اس پر کام مئی 2005 میں شروع کر دیا گیا اس طرح دوسرے حصہ کا منصوبہ اکتوبر 2005 کو منظور ہوا اور اس پر کام نومبر 2005 کو شروع ہو گیا۔

(ج) لاہور سے قصور تک مین سڑک 15۔جون 2010 کو مکمل کر دی گئی ہے تاہم سروس روڈ پر کام تکمیل کے آخری مراحل میں ہے جو ماہ جولائی میں مکمل کر لیا جائے گا۔

پہلے حصہ کے ٹھیکیدار کا معاہدہ معطل کر کے بقیہ کام اس کے حرجہ و خرچہ پر مکمل کرایا جارہا ہے جبکہ دوسرے حصہ کے ٹھیکیدار کا معاہدہ منسوخ کر دیا گیا ہے اور بقایا کام کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تین مختلف ٹھیکیداروں سے مکمل کرایا جارہا ہے۔

پی پی۔22 چکوال، سڑکوں کی صورتحال و دیگر تفصیلات

*3689: **جناب خرم نواب:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔22 چکوال میں کون کون سی سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور یہ کب تک مرمت کر دی جائیں گی؟

(ب) ضلع چکوال میں 2007 سے اب تک محکمہ ہائی وے نے کتنے منصوبہ جات مکمل کئے ہیں اور کتنے ابھی تک زیر تکمیل ہیں یہ منصوبے کب تک مکمل کر لئے جائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع چکوال حلقہ پی پی۔22 میں محکمہ پراونشل ہائی ڈویژن جہلم کے زیر نگرانی کوئی سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہے۔ سڑکوں کی مرمت باقاعدگی سے کی جاتی ہے۔

(ب) ضلع چکوال میں پراونشل ہائی وے ڈویژن جہلم نے 2007 سے اب تک جو منصوبہ جات مکمل کر لئے ہیں اور زیر تکمیل منصوبہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع منڈی بہاؤالدین میں پراونشل ہائی وے کا دفتر بنانے کا مسئلہ

*3976: **جناب طارق محمود ساہی:** کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منڈی بہاؤالدین کو ضلع کا درجہ دیتے ہوئے پندرہ سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے مگر پراونشل ہائی وے کے ایکسیئن کا دفتر ابھی تک ضلع گجرات میں ہے؟

(ب) کیا حکومت ضلع منڈی بہاؤالدین میں ایکسیئن پراونشل ہائی ویز کا دفتر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ منڈی بہاؤالدین کو ضلع کا درجہ دیئے ہوئے پندرہ سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے اور اس وقت ڈسٹرکٹ آفیسر کا دفتر منڈی بہاؤالدین میں کام کر رہا ہے۔ جہاں تک پراونشل ہائی وے کے دفتر کی بات ہے تو وہ devolution کے بعد زیادہ تر سڑکات ضلعی حکومتوں کو منتقل ہو گئی ہیں۔ کچھ اہم بین الاضلاعی سڑکیں صوبائی حکومت کے دائرہ کار میں رہ گئیں جن کے لئے ورک لوڈ کی بنیاد پر ایکسیئن کے دفاتر قائم کئے گئے۔ اس ترتیب کے مطابق ایکسیئن پراونشل ہائی وے گجرات دو ضلعوں، گجرات اور منڈی بہاؤالدین کو lookafter کر رہا ہے۔

(ب) تقریباً پورے پنجاب میں اسی ترتیب کے مطابق ایکسیئن ہائی وے پراونشل تعینات ہیں۔ اس پالیسی کے تحت منڈی بہاؤالدین اور گجرات کا ایک ایکسیئن ہائی وے ہے لہذا حکومت اس ضلع میں ایکسیئن پراونشل ہائی وے کا دفتر قائم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

ضلع ساہیوال 08-2007 میں بنائی گئی سڑکوں کی تفصیلات

*4096: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ہائی وے نے ضلع ساہیوال میں سال 08-2007 کے دوران سڑکوں کے کتنے منصوبہ جات مکمل کئے، ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) مذکورہ منصوبہ جات پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی اور یہ کتنے عرصہ میں مکمل ہوئے؟

(ج) کیا کوئی ایسا منصوبہ بھی ہے جو مذکورہ مدت میں شروع کیا گیا ہو اور ابھی تک مکمل نہیں ہوا اس کی موجودہ stage کیا ہے اور یہ کب تک مکمل ہونے کی امید ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع ساہیوال میں سال 08۔2007 کے دوران پانچ منصوبہ جات میں سے چار وزیر اعلیٰ ترقیاتی پروگرام کے تحت اور ایک سالانہ ترقیاتی پروگرام کی مد میں پایۂ تکمیل کو پہنچے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ کشادگی و بہتری سڑک بونگہ حیات تا ساہیوال براستہ کٹور والا، لمبائی 48.70 کلومیٹر (21 ماہ میں مکمل ہوئی)

2۔ تعمیر پختہ سڑک چک نمبر L۔9/153 تا مین روڈ ساہیوال عارف والہ براستہ دربار محمد پناہ صاحب چک نمبر L۔9/120 لمبائی 1 کلومیٹر (4 ماہ میں مکمل ہوئی)

3۔ کشادگی و بہتری سڑک پل چک نمبر L۔9/145 تا اڈا شبیل براستہ چوک چک نمبر L۔9/143، لمبائی 17.50 کلومیٹر (24 ماہ میں مکمل ہوئی)

4۔ کشادگی و بہتری سڑک نائی والہ بنگلہ تا موڑ شریں والا براستہ چک نمبر L۔9/130 ڈیرہ رحیم لمبائی 13.90 کلومیٹر (12 ماہ میں مکمل ہوئی)

5۔ کشادگی و بہتری سڑک کونسل موڑ ہڑپہ تا چک دادڑہ بالا براستہ بجنگمبائی 8.20 کلومیٹر (12 ماہ میں مکمل ہوئی)

(ب) مذکورہ بالا پانچ منصوبہ جات پر 401.164 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں اور مدت تکمیل جز (الف) میں بیان کر دی گئی ہے۔

(ج) سال 08۔2007 کے دوران شروع کئے جانے والے سڑکوں کے تمام منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں۔

بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کے مین بازار کی سڑک کی تفصیلات

*4173: **چودھری عامر سلطان چیمہ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کے مین بازار میں دورویہ سڑک کا اجراء کیا گیا ہے؟

(ب) کیا اس کی منظوری کے وقت اس کے دونوں طرف فٹ پاتھ، ڈرینج اور سٹریٹ لائٹس کی بھی منظوری شامل تھی نیز کن وجوہات کی بناء پر پی سی ون کے مطابق اس سڑک کو مکمل نہیں کیا گیا؟

(ج) کیا محکمہ سڑک کے فٹ پاتھ، ڈرینج اور سٹریٹ لائٹس مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) اس سڑک کے ایسٹیمیٹ کی منظوری میں فٹ پاتھ شامل نہ تھا جبکہ اوپن ڈرین اور سٹریٹ لائٹس کی منظوری شامل تھی۔ موقع پر کام PC-I کے مطابق ہو رہا ہے۔

(ج) ڈرینج کا کام مکمل ہو چکا ہے جبکہ سٹریٹ لائٹس کا کام فنڈز کی دستیابی کے بعد مکمل ہو جائے گا۔

مالی سال 08-2007، ضلع فیصل آباد میں عمارات کی تعمیر کی تفصیلات

*4319: **خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 08-2007 کے دوران ضلع فیصل آباد میں کتنی رقم بلڈنگز کی تعمیرات پر خرچ ہوئی، ان عمارات کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) ان عمارات کی تعمیر کن کن سرکاری ملازمین کی نگرانی میں مکمل ہوئی؟

(ج) کیا ان عمارات کی تعمیر میں ناقص مٹیریل استعمال کی شکایت موصول ہوئی، تفصیلاً بتائیں؟

(د) ناقص مٹیریل کے ذمہ دار کون کون افراد اور سرکاری ملازمین پائے گئے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) مالی سال 08-2007 کے دوران کسی عمارت کے بارے میں ناقص مٹیریل کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(د) لاگو نہ ہے۔

سیال موڑ تا سرگودھا شہر روڈ کی کشادگی کا مسئلہ

*4440: **چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیال موڑ تا سرگودھا شہر سنگل روڈ ہے جس سے حادثات بہت زیادہ ہو رہے ہیں کیونکہ سڑک تنگ ہونے کی وجہ سے ٹریفک کا رش زیادہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سڑک مذکورہ کو چوڑا کر کے دورویہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ سیال موڑ تا سرگودھا شہر سنگل روڈ ہے جس کی چوڑائی 24 فٹ علاوہ دونوں اطراف 3،3 فٹ ٹریٹڈ شولڈ ہیں۔

(ب) فی الحال حکومت پنجاب محکمہ مواصلات و تعمیرات کے کسی پروگرام میں اس کو دورویہ کرنے کا منصوبہ شامل نہ ہے۔

قصور میں محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے ترقیاتی منصوبوں کی تفصیلات

*4492: **ملک اختر حسین نول:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات ضلع قصور کو سال 08-2007 اور 09-2008 میں کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی رقم surrender کی گئی؟

(ج) مذکورہ عرصہ میں کتنی رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی، تفصیل سال وار بیان کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) محکمہ شاہرات پنجاب کو ضلع قصور کی سڑکوں کے لئے جو رقم فراہم کی گئی اس کی تفصیل سال وار درج ذیل ہے:-

سال	فراہم کردہ رقم
2007-08	711.458 ملین
2008-09	1184.918 ملین

(ب) مذکورہ بالا سالوں میں کل 1808.676 ملین رقم خرچ ہوئی اور 87.700 ملین کے فنڈز خرچ نہ ہو سکے۔

(ج) مذکورہ بالا سالوں میں محکمہ شاہرات نے جو رقم خرچ کی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	رقم جو خرچ ہوئی
2007-08	672.662 ملین
2008-09	1136.014 ملین

لاہور۔جی او آرIII شادمان کے گیٹ بند کرنے کی تفصیلات

*4670: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سکیورٹی کے point of view سے جی او آر۔III (شادمان) کے تمام گیٹ بند کر دیئے گئے ہیں اور صرف دو گیٹ کھلے ہیں جہاں پولیس اہلکار تعینات ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکیورٹی point of view سے جی او آر۔III (شادمان) کی boundary wall کا کچھ حصہ از سر نو حال ہی میں تعمیر کیا گیا ہے اور اس کے اوپر grill بھی لگائی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جی او آر۔III (شادمان) کی boundary wall کے ساتھ کچی آبادی احاطہ مولچند کی ایک گلی جی او آر۔III کی طرف کھلتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ متعلقہ نے سکیورٹی کے point of view سے متعدد بار مذکورہ کچی آبادی کی جی او آر۔III کی جانب کھلنے والی گلی بند کرنے کی کوشش کی تو اہالیان کچی آبادی

نے اسلحہ کے زور پر گورنمنٹ کی Writ challenge کرتے ہوئے مذکورہ گلی بند نہیں ہونے دی؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو از سر نو تعمیر کی جانے والی boundary wall اور اس کے اوپر لگائی جانے والی grill پر گورنمنٹ کا کتنا پیسا خرچ ہوا اور موجودہ سکیورٹی کے حالات کے پیش نظر جی او آر۔III (شادمان) کی طرف مذکورہ کچی آبادی کی طرف کھلنے والی گلی بند کروانے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) جی ہاں!

(ب) جی ہاں!

(ج) جی ہاں!

(د) جی ہاں!

(ہ) Boundary wall اور اس پر لگائی جانے والی grill پر 23 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ محکمے کا ارادہ راستہ بند کرنے کا ہے چونکہ کچی آبادی مولچند کی طرف سے عدالت میں کیس دائر کیا ہوا تھا۔ سول جج کی عدالت سے کیس کا فیصلہ حکومت پنجاب کے حق میں ہو گیا تھا۔ اب اہالیان کچی آبادی نے سول جج کے فیصلے کے خلاف سیشن کورٹ لاہور میں اپیل کی ہے جو کہ جناب حسین قادر گلوایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی عدالت میں زیر سماعت ہے اور آئندہ تاریخ پیشی مورخہ 2010۔09۔02 کو ہے۔ عدالت کے فیصلے کے بعد مزید اقدام اٹھائے جائیں گے۔

محکمہ سی اینڈ ڈبلیو میں محکمانہ ترقی کے لئے ڈی پی سی کے انعقاد کا مسئلہ

*4731: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ میں سب انجینئر سکیل 11 کی مزید ترقی تقدم و استعداد seniority (cum fitness) کی بنیاد پر مذکورہ اسامی پر سکیل 16 کا کوٹا 20 فیصد ہے اور اضافی تعلیم کی بنیاد پر ترقی کا کوٹا 15 فیصد ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تقدم و استعداد کی بنیاد پر ترقی پانے والے سب انجینئر کی مزید ترقی بطور سب ڈویژنل آفیسر سکیل 17 کے لئے ستمبر 2008 کے بعد مئی، جون، جولائی، اگست اور اکتوبر 2009 میں ڈی پی سی کی میٹنگ کی تاریخ مقرر کی گئی، مگر اسے مؤخر کر دیا گیا جبکہ صوبہ میں تقریباً 300 اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اضافی تعلیم کی بنیاد پر ترقی پانے والے سب انجینئر کی ترقی کا کیس عدالت میں زیر سماعت ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ تقدم و استعداد کی بنیاد پر سب انجینئر کی ترقی کے لئے ڈی پی سی کی میٹنگ صرف اس لئے مؤخر کر دی جاتی ہے کہ اضافی تعلیم کی بنیاد پر ترقی پانے والے سب انجینئر کا کیس اس میٹنگ میں شامل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان کا کیس عدالت میں زیر سماعت ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تقدم و استعداد کی بنیاد پر ترقی پانے والے سب انجینئر کی مزید ترقی جو ان کا بنیادی حق ہے کے لئے ڈی پی سی میٹنگ کی تاریخ جلد از جلد مقرر کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اضافی تعلیم کی بنیاد پر ترقی پانے والے سب انجینئر کی مزید ترقی کے لئے ڈی پی سی کی میٹنگ عدالتی فیصلہ کے بعد کرنے کو تیار ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات میں ڈپلومہ ہولڈر سب انجینئر سکیل 11 جنہوں نے محکمانہ امتحان پاس کیا ہو اور بطور سب انجینئر دس سالہ تجربہ رکھتے ہوں تقدم و استعداد (seniority-cum-fitness) کی بنیاد پر بطور ایس ڈی او 20 فیصد کوٹا میں ترقی کے اہل ہیں اور جنہوں نے B.Sc/B.E انجینئرنگ، B.Thech (Hons)/AMIE کی ڈگری حاصل کی

ہو اور بالترتیب تین / پانچ سالہ تجربہ رکھتے ہوں15 فیصد کوٹا میں بطور ایس ڈی او ترقی کے اہل ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ2008 اور2009 میں DPC کی تاریخ مقرر کی گئی اور اس میں 20فیصد ڈپلومہ ہولڈرSub-Eng کو ترقی دی گئی جبکہ 15 فیصد کوٹا سب انجینئرز کو اس وجہ سے ترقی نہ دی گئی کیونکہ جن لوگوں کو (officiating)ترقی دی ہوئی تھی، انہوں نے اپنی تنزلی کے خلاف عدالت سے حکم امتناعی لیا ہوا ہے۔ مزید یہ کہ اس وقت اس کوٹا میں ایس ڈی او42 ریگولر بنیادوں پر جبکہ 27انجینئر(officiating) بنیادوں پر بطور ایس ڈی او کام کر رہے ہیں۔ چیئرمین پی ایس ٹی نے اپنے ایک حکمنامہ کے ذریعے چیف سیکرٹری پنجاب کو ہدایت جاری کی ہے کہ وہ ان ایس ڈی اوزOfficiating کی اپنی تنزلی کے خلاف اپیلوں کا فیصلہ کرے۔ چیف سیکرٹری پنجاب نے اس معاملے کا جائزہ لینے کے لئے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دی ہے۔ جس نے سفارشات مرتب کرنے کے لئے سیکرٹری قانون کی سربراہی میں ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ جلد ہی یہ کمیٹی اپنی سفارشات چیف سیکرٹری کو پیش کر دے گی۔ جہاں تک خالی اسامیوں کا تعلق ہے، اس وقت محکمہ مواصلات و تعمیرات میں ایس ڈی اوز کی139 اسامیاں خالی ہیں جو کہ PPSC کی سفارش پر بذریعہ ڈائریکٹ ریکروٹمنٹ پر کرنا مقصود ہیں مگر چونکہ حکومت پنجاب محکمہ مواصلات و تعمیرات کی reorganization کا ارادہ رکھتی ہے اس لئے محکمہ کو یہ اسامیاں پر کرنے کی اجازت نہ ملی ہے۔

(ج) یہ بھی درست ہے کہ اضافی تعلیم کی بنیاد پر ترقی پانے والوں کا کیس عدالت میں زیر سماعت ہے۔

(د) جیسا کہ (ب) میں تفصیلاً بیان کیا جا چکا ہے اضافی تعلیم والے سب انجینئرز کا معاملہ چیئرمین پی ایس ٹی کے حکم پر چیف سیکرٹری پنجاب کے پاس فیصلے کے لئےpending ہے۔ جہاں تک اس کوٹے میں اضافی قابلیت والے سب انجینئرز کو ترقی کا تعلق ہے اس کا فیصلہ DPC نے کرنا ہوتا

ہے جو کہ محکمہ باقاعدگی سے منعقد کراتا ہے مگر DPC اس وجہ سے اس کوٹا میں ترقی کی سفارش نہیں کرتی ہے کہ اس کوٹے میں clear vacancy موجود نہ ہے۔

(ہ) محکمہ مواصلات وتعمیرات جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے DPC کی میٹنگ باقاعدگی سے مقرر کرتا ہے اور کرتا رہے گا اور توقع کی جاتی ہے کہ عدالت کے فیصلے کے بعد DPC اضافی قابلیت والے سب انجینئرز کی ترقی کی سفارش کردے گی۔

ضلع راولپنڈی میں بیلداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4766: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں پراونشل ہائی وے اور ڈسٹرکٹ روڈز میں بیلداروں کی کل تعداد کیا ہے، ان میں سے کتنے بیلدار ریگولر ہیں اور کتنے کنٹریکٹ اورورک چارج بنیاد پر کام کررہے ہیں؟

(ب) ان بیلداروں کو ماہانہ کتنا معاوضہ دیا جاتا ہے کیا حکومت ان بیلداروں کی تعداد میں اضافہ اور ان کی شرائط ملازمت میں بہتری کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر رکھتی ہے تو اب تک اس سلسلے میں کیا پیشرفت ہوئی؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) پراونشل ہائی وے ڈیپارٹمنٹ ضلع راولپنڈی میں بیلداروں کی کل تعداد 249 ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ ریگولر بیلدار =222

2۔ کنٹریکٹ بیلدار =27

(ب) ان بیلداروں کو حکومت کے مقرر کردہ پے سکیل کے مطابق مدت ملازمت کے حساب سے درج ذیل معاوضہ دیا جاتا ہے۔

1۔ ریگولر بیلدار =مبلغ6040تا10979روپے

2۔ کنٹریکٹ بیلدا =مبلغ۔/5670روپے

بیلداروں کی تعداد میں اضافہ اور ان کی شرائط ملازمت میں بہتری کے لئے حکومت پنجاب ہی فیصلہ کرسکتی ہے۔

چک 47 شمالی پل تحصیل و ضلع سرگودھا بائی پاس روڈ کی تعمیر

*5051: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تعمیر و توسیع سڑک از 47 شمالی پل تحصیل و ضلع سرگودھا تا سرگودھا بائی پاس روڈ دونوں اطراف مٹھہ لک مائنر و توسیع از مٹھہ لک معظم آباد منظور ہوئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اصل تخمینہ بہت کم تھا جس کو متعدد بار ترمیم کر کے اب تقریباً 46 کروڑ روپے کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کی تکمیل 18 ماہ میں کی جانی تھی جبکہ یہ سڑک عرصہ چار سال میں بھی مکمل نہیں ہو سکی جبکہ اس پر 2009-06-30 تک مبلغ 141.36 ملین روپے بھی خرچ کر دیئے گئے ہیں؟

(د) کیا حکومت اس سڑک کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو یہ کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) درست ہے۔

(ب) اصل تخمینہ 192.948 ملین تھا سڑک کی لمبائی 6.80 کلو میٹر تھی بعد میں سڑک کی لمبائی 3.07 کلو میٹر اضافہ کیا گیا جس کی وجہ سے تخمینہ 269.966 ملین ہو گیا ہے۔یہ درست نہیں ہے کہ تخمینہ 46 کروڑ ہے۔

(ج) اس سڑک کی تکمیل 12 ماہ میں کی جانی تھی سڑک کی لمبائی میں اضافہ کی وجہ سے بروقت مکمل نہ ہو سکی جبکہ اس پر 2009-06-30 تک 126.358 ملین خرچ ہوئے۔

(د) یہ درست ہے کہ حکومت اس سڑک کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے حکومت پنجاب نے رواں مالی سال 2010-11 میں 40.000 ملین فنڈز مختص کئے ہیں جبکہ تکمیل کے لئے بقایا 113.290 ملین فنڈز درکار ہیں۔

ضلع سرگودھا، بلڈنگ ونگ کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*5147: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھامیں بلڈنگ ونگ کو سال10۔2009 کے دوران کتنی رقم کن کن عمارات کی تعمیر کے لئے وصول ہوئی؟

(ب) کتنی عمارات مکمل تعمیر ہو چکی ہیں اور کون کون سی ابھی زیر تعمیر ہیں؟

(ج) یہ عمارات کن کن سرکاری ملازمین کی زیر نگرانی تعمیر ہوئیں؟

(د) ان عمارات کی تعمیر کے دوران کن کن منصوبہ جات میں ناقص مٹیریل استعمال کی شکایات موصول ہوئیں؟

(ہ) ناقص مٹیریل استعمال کرنے والے ٹھیکیدار کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع سرگودھامیں پراونشل بلڈنگز ڈویژن سرگودھا کو سال10-2009 کے دوران جو رقم جن جن عمارات کے لئے وصول ہوئی ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مندرجہ بالا تمام سکیمیں زیر تعمیر ہیں ماسوائے مسجد جوڈیشل کالونی سرگودھا کے یہ سکیم پچھلے مالی سال09-2008 میں مکمل ہو چکی ہے۔

(ج) نمبر1 سب انجینئر:

1- ظہورالہیٰ 2- منظورالہیٰ 3- عامر ندیم

نمبر2 سب ڈویژنل آفیسر:

1- حاجی محمد اقبال 2- غلام عباس ورک

نمبر3 ایگزیکٹو انجینئر

1- محمد باقر 2- شفاقت حسین

(د) کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ہ) ناقص مٹیریل کسی بھی عمارت میں استعمال نہیں ہوا۔

عارف والہ سے بہاولنگر براستہ بھوکاں والہ پتن روڈ پر لائٹس لگانے کی تفصیلات

*5187: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عارف والہ سے بہاولنگر براستہ بھوکاں والا پتن روڈ سطح زمین سے کچھ اونچائی پر ہے مگر سڑک کے ارد گرد لائٹس نصب نہ ہیں جس کی وجہ سے حادثات ہوتے رہتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بھوکاں والہ پتن (پل دریائے ستلج) پر لائٹس تو نصب ہیں لیکن وہ اکثر بند رہتی ہیں یا خراب رہتی ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک اور پل پر لائٹس لگانے اور خراب کو درست کروانے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ بات درست ہے کہ عارف والہ سے بہاولنگر براستہ بھوکاں والہ پتن روڈ زمین سے کچھ اونچائی پر ہے، سوائے بھوکاں والہ پتن (پل دریائے ستلج) کے علاوہ سڑک کے دونوں جانب لائٹس نصب نہیں کی جاسکتی ہیں البتہ سڑک کے دونوں جانب حادثات کو روکنے کے لئے railing لگائی جارہی ہے۔

(ب) یہ بات درست کہ بھوکاں والہ پتن (پل دریائے ستلج) پر لائٹس نصب ہیں، یہ لائٹس رات کے وقت چالو رہتی ہیں اگر بجلی نہ ہو تو بند رہتی ہیں۔

(ج) یہ بات درست ہے (پل دریائے ستلج) بھوکاں والہ پتن پر لائٹس نصب ہیں اور اگر کبھی خراب ہو جائیں تو ان کی فوراً مرمت کر کے دوبارہ چالو کر دی جاتی ہیں۔

مڈھ رانجھا تا سیال موڑ روڈ کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*5228: چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مڈھ رانجھا تا سیال موڑ روڈ سرگودھا کی تعمیر کا تخمینہ لاگت کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا سڑک پر کھوکھر انوالہ پل نزد چک سلیمان سمیت کئی پل نہیں بنائے جارہے جس سے لوگوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ پلوں کو بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) تخمینہ لاگت 68.194 ملین ہے۔

(ب) یہ غلط ہے بلکہ منظور شدہ تخمینہ لاگت میں بشمول چک سلیمان پلیوں کی نئی تعمیر کر دی گئی ہے۔

(ج) estimate میں منظور شدہ تمام پلیاں بنادی گئی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر
اسمبلی پریس گیلری میں صحافیوں کی آمد پر انہیں خوش آمدید اور خراج تحسین پیش کرنا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں ہے اس لئے میں وقفہ سوالات کے بعد آپ سے پوائنٹ آف آرڈر پر وقت طلب کیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج ہاؤس میں داخل ہوتے ہی پریس گیلری کی طرف دیکھ کر خوشگوار satisfaction اور خوشی کا احساس ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ہم سب بھی welcome کرتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہہ دیا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں اپنی طرف سے، اس معزز ایوان میں بیٹھے ممبران اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے اپنے صحافی بھائیوں کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب سپیکر:شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس موقع پر میں یہ بات باور کرنا اور کروانا چاہتا ہوں کہ یہ معزز ایوان اور پریس گیلری میں بیٹھے ہمارے صحافی بھائی، آزاد میڈیا، یہ معزز ایوان اور آزاد عدلیہ یہ جمہوری جدوجہد اور ایک democratic system کے وہ کردار ہیں کہ جو ایک کے بغیر دوسرا اور دوسرے کے بغیر تیسرا نامکمل ہے۔ ہمارا وجود قائم رہ سکتا ہے اور نہ ہم اس کی شناخت کر سکتے ہیں اگر ہمارے ایک دوسرے کے ساتھ قدم سے قدم نہ ملے ہوں اور کندھے سے کندھے نہ ملے ہوں۔ گزشتہ دنوں میں جو ایک رنجش کا ماحول پیدا ہوا ہم نے اسے بھائیوں کی طرح بیٹھ کر resolve کیا اور اگر اس میں مزید بھی کوئی معاملہ ہوا تو اسے بھی ہم بیٹھ کر آپ کی زیر قیادت اس کو طے کریں گے۔ اس سلسلے میں، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ آج ہی وقت نکالیں اور جو اتفاق ہوا ہے کہ ایک کمیٹی جو اس معزز ایوان کے ممبران اور پریس گیلری کے عہدیداران پر مشتمل بنائی جائے۔ ہمارا جو بھی باہمی معاملہ وہ خواہ اس معزز ایوان کے باہر ہو یا اندر ہو ہم اسے بیٹھ کر آپس میں بھائیوں کی طرح طے کریں گے۔

جناب سپیکر!یہ اس لئے بڑا ضروری ہے کہ شاید یہ معاملہ جو ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ وہ ہمیں اس بات کا احساس دیتا، ہمیں اس بات کی سمجھ دیتا کہ جونہی ہمارے بھائیوں کے درمیان جنھوں نے جمہوریت کی بحالی کے لئے جدوجہد کرنے والے ساتھیوں کے درمیان غلط فہمی پیدا ہوئی تو ہر طرف سے وہ لوگ جو آمریت کے دلدادہ تھے، جو آمریت کے ساتھ رہے، جو جمہوریت کے دشمن رہے، جنھوں نے جمہوریت کو دبانے کی کوشش کی اور جنھوں نے وردی کو مسلط کرنے کی کوشش کی جنھوں نے وردی کو منتخب کرنے کی کوشش کی وہ ایسے اپنی کمین گاہوں سے نکلے کہ ہر طرف انہوں نے جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے اور زندہ باد مردہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ ان کی یہ کوشش تھی کہ ان کے درمیان جو ایک دفعہ رنجش پیدا ہوئی ہے تو ہم اسے بہت بڑا جھگڑا بنا دیں۔ اس صورتحال کے پیش نظر ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ یہ آمریت کی جو باقیات ابھی تک ہماری تاک میں بیٹھی ہیں اور یہ ہر موقع کی تلاش میں بیٹھی ہیں۔ ہم نے انھیں بالکل کوئی موقع نہیں دینا اور اس لئے ہمارا آپس میں پہلے سے بھی زیادہ باہمی رابطہ ہونا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح آپ جانتے ہیں کہ پچھلے دنوں ایک رنجش کا ماحول پیدا ہوا لیکن میں اپنے صحافی بھائیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے آج اس ہاؤس کے حسن کو دوبارہ دوبالا کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ میں اپنی پارٹی کی طرف سے انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے ہمیشہ جمہوریت اور جمہوریت کے ساتھ باقی ستونوں کا ہمیشہ احترام کیا ہے۔ ہماری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ ہمارے صحافی بھائی یا صحافت آزاد طریقے سے اپنا کردار ادا کرے۔ جب سے ہماری حکومت آئی ہے چاہے وہ جائز تنقید تھی یا نہیں تھی لیکن ہم نے بڑے حوصلے سے اسے برداشت کیا ہے۔ ہم آج بھی یہ عہد کرتے ہیں کہ اسی حوصلے کے ساتھ اپنے ان بھائیوں کا جنھوں نے آمریت کے دور میں ہمارے ساتھ ڈنڈے بھی کھائے، جیلیں بھی کاٹیں ہم تو ان کی عظمت کو سلام پیش کرتے ہیں۔ اگر کوئی غلط فہمی ہو گئی تھی تو میں اپنے بھائیوں سے معذرت چاہتا ہوں انشاء اللہ ہم مل کر چلیں گے اور جمہوری اداروں کو مضبوط کریں گے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! اسمبلی کے باہر احتجاج ہو رہا ہے۔ کرسچئین کمیونٹی احتجاج کر رہی ہے کہ چرچ انتظامیہ نے 35 لاکھ روپیہ کھالیا ہے اور ان کی بچیوں کے ساتھ بہت بدتمیزی کی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ آپ کوئی کمیٹی بنا کر فوراً بھیجیں۔ وہ اسمبلی کے باہر احتجاج کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں اس وقت ان کی آواز سننا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات صحیح طرح سن نہیں سکا۔ مجھے پہلے لیڈر آف اپوزیشن کی بات سن لینے دیں۔

تعزیت

کوئٹہ میں حبیب جالب بلوچ بی این پی کے سیکرٹری جنرل کی وفات پر دعائے مغفرت

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! حبیب جالب بلوچ جو BNP کے سیکرٹری جنرل تھے وہ کل کوئٹہ میں افسوسناک واقعہ میں جاں بحق ہوئے ہیں، ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر حبیب جالب بلوچ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: میں مکمل طور پر تمام ہاؤس سے یہ گزارش کروں گا کہ جب قائد حزب اختلاف بول رہے ہوں تو ذرا احتیاط کیا کریں اور کوئی صاحب بھی interruption نہ کرے اور جب ادھر سے قائد ایوان بول رہے ہوں تو میں اپوزیشن سے بھی ملتمس ہوں کہ کسی قسم کی کوئی cross talk نہ کی جائے۔ شکریہ۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم نے باقاعدہ اس بات کا practically مظاہرہ کیا ہے کہ جب لاء منسٹر صاحب ارشاد فرما رہے تھے اور سینئر منسٹر صاحب ارشاد فرما رہے تھے تو ہم نے بڑا ہمہ تن گوش ہو کر ساری باتیں سنی ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے دو تین points پر اپنی معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے تو میں میڈیا کو خوش آمدید کہتا ہوں کہ وہ آج یہاں پر اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے تشریف لائے کیونکہ یہاں پر جب ہم سب لوگ اپنے حلقہ نیابت سے منتخب ہو کر آتے ہیں تو وہاں تک اگر ہماری کارکردگی پہنچتی ہے تو صرف میڈیا کے ذریعے پہنچتی ہے۔ ہماری کوتاہیاں اور خوبیاں باہر پہنچانے میں ان کا main role ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک خوش آئند بات ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے فرمایا اور یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ ہمیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سب کچھ میڈیا باہر monitor کر رہا تھا۔ میں نے اس ایوان کے اندر پہلے بھی ایک دن عرض کیا تھا کہ ایوب خان، ضیاء الحق اور مشرف کی باقیات سے یہ ہاؤس بھرا پڑا ہے اور میڈیا نے تعداد میں دیکھا کہ تینوں کی باقیات میں کس کی تعداد زیادہ تھی اور کتنے لوگ بیٹھے ہوئے تھے؟ باقیات سے کوئی نہیں نکل سکتا لیکن آگے چلنا چاہئے اور آگے چلنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر وقت کسی

ایک بُت کے پیچھے چھپنے کی کوشش نہ کی جائے اور اپنی کارکردگی بھی دکھانی چاہئے۔ اس اسمبلی کے اب تین بجٹ گزر گئے ہیں اور صرف دو بجٹ رہ گئے ہیں لیکن تیسرا بجٹ سننے کے بعد بھی لوگ سننے کے عادی نہیں ہیں۔ کوئی حکومت بھی جب برسر اقتدار آئی تو اس حکومت کے آنے کا باعث میڈیا ہی بنا۔ ہم بھی جب آئے تھے تو میڈیا کی وجہ سے آئے تھے اور ہمارے بعد جب یہ آئے ہیں تو میڈیا ہی کی وجہ سے آئے ہیں اس لئے میڈیا کو کبھی undermine نہ کیا جائے۔ یہاں پر میڈیا کے حق میں جو باتیں کی گئیں، میں اس کو خوش آئند سمجھتا ہوں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ جو کوئی بات رہ گئی ہے اس کو ہم پورا کریں گے۔ ہماری پارٹی کا مؤقف شروع سے ہی یہ رہا ہے کہ ہم ہر اُس بات کے حق میں ہیں جس سے میڈیا راضی ہو minus اس کے کہ جس میں میڈیا خوش نہیں ہے، ہم میڈیا کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہاں پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ irregularities جو ہاؤس میں ہوتی ہیں اگر وہ نہ ہوں تو زیادہ اچھا ہے۔ ایک تو irregularity ہونے سے کسی نہ کسی کی heart burning ضرور ہوتی ہے جس کے نتیجے میں کوئی شخص غلطی بھی کر سکتا ہے اور کوئی صبر بھی کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر کل جب Bill پر amendments آئیں تو ہم واک آؤٹ پر تھے اور amendments میں ہمارا ذکر نہیں کیا گیا۔ Rules کے مطابق amendments پڑھی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ "not present, not moved" جو نہیں کہا گیا اس لئے میں کہوں گا کہ یہ بہت بڑی irregularity ہے۔ یہ ایک سقم ہے کہ کل کی قانون سازی میں ہماری amendments کا ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ ہاؤس اس وقت تک آرڈر میں نہیں رہتا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کو یہ اسی وقت point out کرنا چاہئے تھا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ یہ کارروائی کا حصہ نہیں ہے۔ آپ ساری ریکارڈنگ دیکھ لیجئے تو پھر فیصلہ فرمایئے لیکن اگر پھر بھی آپ اس کو Law کا درجہ دینا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے کیونکہ minority اس میں بے بس ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی ممبر یا Treasury Benches کا کوئی بھی آدمی کورم

point out کرتا ہے تو ہر چیز اُسی وقت رُک جاتی ہے اور آج تک history میں ایسا نہیں ہوا اس لئے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ اس کو کم از کم ضرور درخور اعتنا سمجھا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ بھی بات کرنا چاہتا ہوں کہ کل یہاں پر جنوبی پنجاب کے 30 لاکھ ایکڑ کو سیر اب کرنے والی نہر کے بارے میں بات ہوئی تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ تمام متعلقہ لوگ اپنے تئیں جتنی بھی وہ سمجھ اور استطاعت کے مطابق سوچتے ہیں لیکن بعض معاملات زیادہ ہمت اور جرأت کے متقاضی ہوتے ہیں اور اسی جرأت مندی سے وہ مقاصد حل ہو پاتے ہیں۔ کل ہم نے اس حوالے سے کہا تھا تو ہمیں کہا گیا کہ جب پچھلا دور تھا تو اس وقت آپ نے کالی پٹیاں نہیں باندھیں لیکن میں یہ بھی بتاتا ہوں کہ پانچ سال کے اندر ایک دن کے لئے بھی وہ چشمہ جہلم لنک کینال بند نہیں ہوئی تھی۔(نعرہ ہائے تحسین)

اب یہ نہر 9 ماہ بند رہی ہے۔ اب آپ دیکھئے گا کہ وہ علاقے جو ریتلے ہیں وہ rain fall area سے بھی باہر ہیں۔ جو مون سون route ہے وہ علاقے اس مون سون کے split over area سے 300 کلو میٹر باہر ہیں۔ مون سون کا ہزاروں سال سے ایک route ہے اور اس کے باہر ایک split over area ہے اور اس area سے باہر ہونے کی وجہ سے وہاں کے ایک شاعر نے کہا تھا کیونکہ شاید اس وقت بھی ایسی ہی کوئی انتظامیہ ہو گی کہ:

میں پیاسا میڈی روہی پیاسی
میں کوں آکھ نہ پنج دریائی
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب کسی راجباہ یا minor کو بھی بند کیا جاتا ہے تو اس پانی کے پہنچنے میں پوری ایک فصل تباہ ہوتی ہے کیونکہ فصل میں برداشت ہی نہیں ہوتی کہ وہ Nestle کے پانی کی بوتل لے کر اپنے پاس رکھے اور کہے کہ میں پی لوں گی۔ فصل کو پانی کی جب continuity ہو تو ٹھیک ہے ورنہ فصل خراب ہو جاتی ہے۔ کل ہمیں ایک نوید سنائی گئی کہ آپ دو بجے کے بعد یہ کالی پٹیاں کھول لیں کیونکہ دو بجے کی میٹنگ کے بعد ہماری نہر کھل جائے گی۔ انہوں نے پہلے بھی جو باتیں کہیں اس پر میں کل کہہ چکا ہوں اور ان کو دہرانا نہیں چاہتا کیونکہ کہی ہوئی باتیں پوری نہیں ہوتیں۔ اب

میں یہاں پر ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں کی انتظامیہ یہ حقوق لے نہیں سکتے جب تک زرداری صاحب یا گیلانی صاحب surrender یا مہربانی نہیں کریں گے صرف اس لئے کہ مقروض آدمی ساہوکار کے سامنے اپنی آنکھیں نہیں اٹھا سکتا۔ یہ اس صوبے کی بہت بدقسمتی ہے کہ اس کی انتظامیہ financially and administratively collapse ہو چکی ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح کالی پٹیاں ہم نے باندھی ہیں تو میڈیا نے بھی آج باندھی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ انڈیا کے ساتھ ملنا چاہتے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! جس دن نہر میں پانی آ جائے گا ہم یہ پٹیاں کھول دیں گے۔

(اس مرحلہ پر حکومتی بنچوں کی طرف سے جھوٹ جھوٹ کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ بات سنیں کیونکہ بات کا جواب دینا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آج یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں بلکہ خوش آئند سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب اور سینئر وزیر صاحب نے بڑے اچھے طریقے سے بات کی ہے تو ہم بھی اچھے طریقے سے کہہ رہے ہیں کہ اس کے لئے کوشش کی گئی ہے۔ اب ہمیں تین دن بعد کی نوید سنائی جا رہی ہے تو تین دن کے بعد بھی نہر کھلنے کا ہمیں کوئی بھروسا نہیں ہے اس لئے اس وقت تک ہم واک آؤٹ کر رہے ہیں۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے ممبران واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے، کیا کرتے ہیں آپ؟ ایسا نہ کریں اور بات سن کر جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: سوہنا صاحب! آپ کے ذمے یہ بات ہے کہ اپوزیشن والوں کو جا کر لے آئیں۔ ساتھ خلیل طاہر سندھو صاحب اور حاجی اللہ رکھا صاحب کو بھی لے جائیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہمارے انتہائی معزز اپوزیشن کے ارکان نے سیاہ پٹیاں باندھی ہوئی تھیں اور قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا کہ ہم نے بھی سیاہ پٹیاں باندھی ہوئی ہیں اور میڈیا کے بھائیوں یا صحافیوں نے بھی کالی پٹیاں باندھی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: وہ میڈیا کو کہہ رہے تھے یا انڈیا کو کہہ رہے تھے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): نہیں، وہ میڈیا کو کہہ رہے تھے انڈیا کو نہیں کہہ رہے تھے۔

جناب سپیکر: مجھے تو سمجھ انڈیا کی آئی تھی اس لئے میں نے بھی کہہ دیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بدحواسی میں اُن سے لفظ صحیح ادا نہیں ہوا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ میڈیا نے بھی کالی پٹیاں باندھی ہوئی ہیں اور ہم نے بھی کالی پٹیاں باندھی ہوئی ہیں۔ میں اُن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ:

پرواز تو دونوں کی ہے ایک ہی جہاں میں
کرگس کا جہاں اور شاہیں کا جہاں اور

(نعرہ ہائے تحسین)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس ہے کہ اپوزیشن کے ارکان نے کل میری اور قائد ایوان کی یقین دہانی کے باوجود کل بھی بائیکاٹ کیا اور آج بھی وہ بائیکاٹ کر گئے ہیں۔ ارسا میں چاروں صوبوں سے ایک ایک ممبر ہوتا ہے اور پانچواں ممبر وفاق سے ہوتا ہے لیکن پرویز مشرف جو ان کا مجازی باپ تھا، نے پانچواں ممبر بھی صوبہ سندھ سے ڈالا اور میں انتہائی افسوس سے کہوں گا کہ ان کے دور اقتدار میں آمریت کے ان کالے دنوں میں انہوں نے

اس ملک اور اس صوبے کے ساتھ زیادتی کی جو پوری قوم کے سامنے ہے۔ مجھے دکھ ہوتا ہے کہ آج یہ صوبے کے بڑے ہمدرد بنے ہوئے ہیں حالانکہ کل تک یہ ایک آمر کے [******] (شیم، شیم)

جناب سپیکر: یہ الفاظ مناسب نہیں لہذا انہیں حذف کیا جائے اور آپ مناسب الفاظ استعمال کریں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جوتے نہیں تو جرابیں کہہ دیتا ہوں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! جوتے پالش کرتے تھے، یہ تو ٹھیک ہے۔ آج جبکہ اس ملک سے آمریت ختم اور جمہوریت آ چکی ہے، آج اس ملک میں این ایف سی ایوارڈ کا اعلان ہو چکا ہے جبکہ اس ملک کے تمام صوبے ایک جگہ بیٹھ کر ایک دوسرے کو بھائی کہہ رہے ہیں۔ صدر پاکستان بلوچستان جا کر وہاں کے بلوچوں سے معافی مانگ رہے ہیں کہ جو آپ سے زیادتیاں ہوئی ہیں ہم ان پر معافی مانگتے ہیں۔ وزیر اعظم صوبوں کو ایک جگہ بٹھا کر این ایف سی ایوارڈ کر رہے ہیں۔ وزرائے اعلیٰ ایک جگہ بیٹھ کر ایک دوسرے کو کہہ رہے ہیں کہ ہم سب بھائی ہیں اور اس ملک کی تمام اکائیاں ایک چھت تلے بیٹھ کر ایک دوسرے کے مسائل کو حل کر رہی ہیں تو آج ان کی کالی پٹیاں باندھنے کی ہمیں سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر! اگر آج دس یا پندرہ ہزار کیوسک پانی سندھ میں چلا گیا ہے تو کیا سندھ انڈیا ہے، کس چیز پر انہوں نے کالی پٹیاں باندھی ہوئی ہیں؟ انہیں شرم نہیں آتی کہ یہ ایک صوبے کا پانی دوسرے صوبے کو دینے پر احتجاج کر رہے ہیں تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا وہ انڈیا ہے اور کیا صوبہ سندھ ہمارا دشمن ہے؟

جناب سپیکر! وہ ہمارے بھائی ہیں اور یہ پانی کی بات کرتے ہیں اگر ان کے لئے ہمیں خون بھی دینا پڑا تو ہم خون بھی دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہماری لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ چاروں صوبوں کی زنجیر تھیں اور اس زنجیر کو ہم نے انشاء اللہ قائم رکھنا ہے اور ہم یہ عہد رکھتے ہیں کہ اس زنجیر کو قائم رکھنے کے لئے ہمیں اپنے خون کی قربانی دینی پڑی تو ہم اس سے بھی ہرگز گریز نہیں کریں گے۔ آج یہ صوبوں کو لڑانے کے لئے پتا نہیں کیا کیا کر رہے ہیں؟

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! میں آج آپ کو ایک بڑی دلچسپ بات بتاتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ اور میں یا پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی آج coalition حکومت ہے تو یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ ہم نے coalition میں پانچ سال اسی ایوان میں بیٹھ کر اپوزیشن کا کردار بھی ادا کیا ہے۔ اس بات کی تصدیق مسلم لیگ (ن) اور رانا ثناء اللہ صاحب بھی کریں گے۔ ایک دن میں اور رانا ثناء اللہ ایک گاڑی میں تھے جسے انہوں نے (اپوزیشن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اڑھائی گھنٹے اسمبلی کے باہر روکے رکھا اور گاڑی کو بند کرنے کی خاطر اس کے سائلنسر میں ٹھونسنے کے لئے کبھی آلو لاتے اور کبھی کیلے لے کر آتے تھے لیکن میں نے اس دن جمہوریت کی یہ گاڑی بند نہیں ہونے دی اور گاڑی چلتی رہی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس دن ڈرائیور میں تھا اور یہ آج کالی پٹیاں باندھ کر احتجاج کر رہے ہیں جو کہ بڑے بدنصیب لوگ ہیں کیونکہ یہ ایک آمر کے ساتھ بیٹھ کر اس وقت اس شخص کے بارے میں یہاں کھڑے ہو کر کہتے تھے کہ ہم اسے وردی میں دس مرتبہ صدر منتخب کروائیں گے۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! انہیں شرم نہیں آتی۔ یہ ان کی آنکھوں پر پٹی باندھنے کا وقت ہے اور آپ ان کی آنکھوں سے پٹی کھلوائیں تاکہ انہیں نظر آئے کہ ملک میں جمہوریت قائم ہے، صحافی آزاد ہیں، عدلیہ آزاد ہے، جمہوری ادارے آزاد ہیں اور اس ملک میں چیزیں بہتر سمت کی طرف روانہ ہو چکی ہیں اور ان کی لاعلمی، بے عقلی اور آمریت کی بندھی پٹی کا میں اگر آپ کو روناسناؤں تو شرم سے ان کے سر جھک جائیں گے۔ یہ کاغذ جو میری جیب میں ہے جسے میں پڑھتا ہوں اور اس کے بعد میں اپنے معزز صحافی بھائیوں سے کہوں گا کہ اپوزیشن کے ممبران کی آنکھوں پر بندھی پٹی کھلوائیں اور انہیں شرم دلوائیں۔ کل میں نے انہیں کہا تھا کہ میں آپ کو اتنا پانی دوں گا کہ آپ اس میں ڈوب کر مرنا چاہیں تو بھی وافر ہو گا لیکن

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ الفاظ واپس لیں۔ (قہقہہ)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): لیکن میں آج انہیں چلو بھر پانی دیتا ہوں جس میں یہ ناک ڈبو کر مر جائیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ الفاظ ٹھیک نہیں ہے اور واپس لئے جائیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ گیلری میں بیٹھے ہوئے سن رہے ہوں گے۔ میں یہ لیٹر پڑھ دیتا ہوں کہ:

Dated July 15, 2010

Today on July 15, 2010 IRSA reviewed the Water Situation in the prevailing scenario. It is observed that position of water on all the Barrages is satisfactory and rising continually. Therefore, Authority decided that Chashma- Jhelum Link Canal is hereby opened with indented supply of 15,000 Cs with immediate effect.

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر ارسا کی طرف سے جاری ہونے والے لیٹر کی کاپیاں جناب سپیکر اور پریس گیلری کمیٹی میں بیٹھے صحافیوں کو بھی بھجوائی گئیں)

جناب سپیکر: شاباش، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس کی کاپی میں آپ کو بھی بھجوا رہا ہوں آپ اپوزیشن والوں کو بھی یہ بھیجیں۔ ان کی لاعلمی اور جہالت آپ کے سامنے آگئی ہے کہ چشمہ جہلم لنک کینال کھل چکی ہے اور یہ احکامات انہیں بھی بھیجیں اور صحافیوں کو بھجوائیں اور پھر آپ فیصلہ کریں کہ ان کے بازوؤں پر باندھی ہوئی کالی پٹیاں اصل میں ان کی آنکھوں پر بندھی ہیں۔ انشاءاللہ آج کے بعد آمریت کے ان آخری چند ساتھیوں کے سر شرم سے جھک جائیں گے لیکن مجھے لگتا ہے کہ ان میں شرم ہے ہی نہیں تو یہ جھکیں گے کیسے۔ شکریہ

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): شکریہ۔ جناب سپیکر کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ کل اسی ایوان میں جب میں نے چشمہ جہلم لنک کینال کے بارے میں صورتحال آپ کی وساطت سے بتائی تھی اور پھر میری باتوں کی تائید راجہ ریاض صاحب سینئر وزیر جو کہ وزیر آبپاشی بھی ہیں تو اس وزیر اعلیٰ صاحب نے خود debate کو wind up کیا تھا اور تفصیلاً انہیں یہاں کہنا پڑا تھا جو وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ سندھ کے ساتھ ان کی علیحدگی میں ملاقات ہوئی تھی۔ وہ سارا واقعہ انہوں نے یہاں پر سنایا تھا اور بعد ازاں دونوں صوبوں کی طرف سے کمیٹی مقرر کی گئی تھی جس میں پنجاب کی نمائندگی راجہ صاحب اور میں نے کرنی تھی اور ہمارے ساتھ اریگیشن کا عملہ موجود تھا اور وفاقی سیکرٹری پانی و بجلی شاہد رفیع بھی موجود تھے جبکہ سندھ کی Ministry of Irrigation کے ماہرین موجود تھے لیکن اپوزیشن کے ساتھیوں نے اسے issue بنالیا تھا اور کالی پٹیاں باندھ کر اس قسم کی تقاریر کیں۔ ابھی بھی اپوزیشن لیڈر یہاں پر کہہ کر گئے ہیں کہ ہمارے پانچ سالہ دور میں چشمہ جہلم لنک کینال کبھی بند نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ وہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ سے ریکارڈ منگوا لیں کیونکہ اس ایوان میں انہیں غلط ثابت کرنے کے لئے وہ ریکارڈ خود بولے گا کہ periodically وہ کینال بند ہوتی ہے۔ جب سندھ کے پانی کا حصہ جانا ہوتا ہے اور ادھر دریاؤں میں پانی کم ہوتا ہے۔ دریائے سندھ میں پانی کم ہوتا ہے تو ہمیشہ وہ periodically تاریخی طور پر بند ہوتی رہی ہے اور یہ صرف اپنے جھوٹے مؤقف کو support دینے کے لئے اکثر غلط بیانی یہاں پر کر جاتے ہیں تو آج صبح وہاں سے آنے والے order کو راجہ صاحب نے پڑھ کر سنایا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے رات ایک بجے تک وزیر اعظم اور وزیر آبپاشی کو جگائے رکھا اور بالآخر ارسا کا order چلنے اور نہر کھلنے کے بعد انہوں نے اطمینان سے راجہ صاحب کو بھی اطلاع دی اور مجھے یہ ہدایت دی ہے کہ میں ان کے behalf پر یہاں آپ کی وساطت سے اس ایوان کو بتادوں کہ چشمہ جہلم لنک کینال میں پانی چل چکا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں یہ بھی کہنا مناسب ہو گا کہ چشمہ جہلم لنک کینال یا کسی بھی دوسری کینال میں کوئی ایسا سسٹم نہیں ہوتا کہ آپ نے بند کر دیا تو اس کا پانی بند ہو جاتا ہے۔ پانی اس میں جاتا رہا ہے کیونکہ بالترتیب وہ نہر بند ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ چشمہ جہلم لنک کینال کے ہیڈ ورکس پر نلکا لگا ہوا ہے

اور نلکا بند کرنے سے پانی سوکھ جائے گا تو اس نہر میں پانی ختم ہوا ہی نہیں بالترتیب کم ہو رہا تھا اس آرڈر سے۔ اب واپس بحال نہیں ہو گیا بلکہ اب دس ہزار کی بجائے 15 ہزار کیوسک پانی اس کینال میں جا رہا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاباش، very good۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): ان کے یہ دعوے کہ یہ کینال کبھی ہمارے دور میں بند ہوئی ہی نہیں۔ میں راجہ صاحب کی تائید کرتا ہوں بالکل یہ اسی طرح ہے، یہ آج جمہوریت کے دعویدار بنے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے ساڑھے آٹھ سال ایک وردی والے کی اطاعت کی اور انہوں نے پنجاب کے بارہا مفادات بیچے۔ مثلاً جب کالا باغ ڈیم کا مسئلہ آیا تھا، مجھے یاد ہے کہ پرویز مشرف کے بیان آئے تھے کہ کالا باغ ڈیم بن کر رہے گا۔ ایک طرف سے تڑی اٹھی تھی اور اس کے بعد وہ بولا ہی نہیں۔ یہ اس وقت کہاں تھے؟ ہم تو اب بھی یہ کہتے ہیں کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہئے لیکن چاروں صوبوں کو onboard کر کے بننا چاہئے۔ انہوں نے یہ بات بھی آج تک نہیں کی، یہ پنجاب کے دعویدار بن رہے ہیں اور پنجاب کے حقوق کے دعویدار بن رہے ہیں۔ اگر کوئی تحفظ کر رہا ہے تو یہ government coalition ہے جس کو میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب lead کر رہے ہیں۔ بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سینئر منسٹر!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کیونکہ اپوزیشن کا یہ مطالبہ تھا کہ جب چشمہ جہلم لنک کینال کھلے گی تو ہم بائیکاٹ ختم کریں گے اور پٹیاں بھی اتاریں گے۔ مہربانی کریں یہاں سے ایک کمیٹی بھیجیں کیونکہ ان کا مطالبہ پورا ہو گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ذرا محترمہ کی بات سن لینے دیں۔ مہربانی آپ کی۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہی ہوں کہ باہر ہمارے کرسچئین بہن بھائی کھڑے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کون کھڑے ہیں؟ مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! یہ جو ساتھ چرچ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا کرسچئین؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جی، جناب سپیکر! انہوں نے کامران مائیکل صاحب کو کہا ہے۔ آپ ایک کمیٹی بھیج دیجئے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! کرسچئین کو منانے کے لئے کرسچئین دوستوں کو ہی بھیجیں۔ یہاں کامران مائیکل بیٹھے ہیں، حسن مرتضیٰ صاحب بیٹھے ہیں۔۔۔ (قہقہے)

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اپنے صحافی بھائیوں کو ایوان کا حصہ بننے پر خوش آمدید کہتا ہوں اور مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ واپس تشریف لے آئے ہیں۔ میں سب سے پہلے انہیں مبارکباد دینا چاہتا تھا لیکن۔۔۔۔

جناب سپیکر: کامران مائیکل صاحب! آپ تو کمیٹی میں جائیں۔ حاجی اللہ رکھا صاحب، محترمہ عارفہ خالد بھی جائیں اور شاہ صاحب! آپ بھی چلے جائیں۔ (قہقہہ)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے ساتھ سب کو زیادہ محبت ہے۔ مجھے بھی محبت ہے اور ان سب کو بھی محبت ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میری چھوٹی سی بات سن لیں پھر میں چلا جاتا ہوں، مجھے بات تو کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: چلے جانے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ یہ سمجھیں کہ ہم آپ کو۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں نے جانا ہی جانا ہے، میں نے اس کے بعد واک آؤٹ بھی کرنا ہے اور میں اس وقت ان کو منا بھی لوں گا میری بات تو سن لیں۔(قہقہہ)

میں بات کرنا چاہتا تھا لیکن جو seniority list آپ نے بنائی ہوئی ہے اس میں میرا نمبر بہت پیچھے تھا۔رانا صاحب کھڑے ہو گئے، وہ سینئر ہیں میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں۔کھوسہ صاحب ہیں، وہ بھی انتہائی قابل احترام ہیں، بزرگ ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بات کریں جو کرنی ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میری بات ذرا سن لیں۔میں نے واک آؤٹ کرنا ہے، میں نے احتجاج کرنا ہے جو میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔یہاں پر جو وزراء کی فوج بیٹھی ہوئی ہے۔تین چار دفعہ راجہ صاحب کھڑے ہوئے ہیں انہوں نے بات شروع کر دی ہے، پھر ہم بیٹھ گئے۔یہ ایوان کیا صرف وزیروں کے لئے ہے کہ صرف یہ بات کر سکتے ہیں، ہم اس ایوان کا حصہ نہیں ہیں، یہ جتنی لمبی چاہے بات کر لیں، ان کا دل کرے تو Question Hour میں پوائنٹ آف آرڈر raise کر دیں، انہیں بات کرنے کا موقع ملتا ہے ہمیں موقع نہیں ملتا۔میں اس پر شدید احتجاج کر رہا ہوں۔پھر ایک وزیر نے اٹھ کر مجھے کر سچئین کہا، مجھے اس پر دکھ نہیں ہے، میرا رنگ کالا ہے الحمدللہ۔(قہقہہ)

جناب سپیکر: کس نے کہا ہے کر سچئین؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!کر سچئین میرے بھائی ہیں۔۔۔(شور وغل)

آپ ہاؤس تو in order کریں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!ہم باقی باتیں پھر بعد میں کر لیں گے ۔ آپ ان کو منا کر لائیں پھر میں in order کروں گا۔ آپ کو جو آرڈر ملا ہے پہلے اس کی تعمیل کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہاں پر ابھی اپوزیشن لیڈر نہایت قابل احترام ہیں وہ بات کر رہے تھے آمریت کی باقیات کی۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اس ایوان میں، میں نے ایک resolution لانے کی کوشش کی تھی اور جناب نے میری وہ resolution bulldoze کر دی تھی۔ اگر اس دن مجھے اس سامراجی گماشتے کے خلاف جس نے اس ایوان کا تقدس پامال کیا تھا، جس نے آپ کی ڈائس کے اوپر بیٹھ کر اس ہاؤس میں شرکت کی تھی۔ اگر آپ مجھے resolution لانے دیتے، اس ہاؤس کو غسل دینے دیتے اور یہاں سے آمریت کی تمام باقیات کو نکال دیا جاتا تو آج ایک آمر کا پالتو یہاں پر اس جمہوری ایوان میں ایسی بات نہ کرتا لیکن ہمیں تو جب بھی نقصان پہنچا ہے اپنوں سے پہنچا ہے۔ ہمیں آمریت کی باقیات کہنے والے اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں۔ یہاں پر ہیضے سے بھی بندے مر جاتے ہیں لیکن فرق ہوتا ہے۔ کوئی ہیضے سے مر رہا ہوتا ہے اور کوئی جام شہادت نوش فرما رہا ہوتا ہے۔ ہم نے یہاں پر جمہوریت کی بحالی کے لئے۔

جناب سپیکر! میری طرف دیکھیں۔۔۔(قہقہے)

جمہوریت کے پودے کو پروان چڑھانے کے لئے ہم نے شہادتیں دی ہیں، ہم نے پھانسیاں قبول کی ہیں اور آج آپ کی وجہ سے ہمیں آمریت کی باقیات کہا جا رہا ہے۔ میں ہاؤس میں ٹائم نہ ملنے پر احتجاجاً واک آؤٹ کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ ابھی آپ کو ٹائم ملا نہیں ہے؟ شاہ صاحب! جو آپ کو کام کہا گیا ہے وہ کریں، آپ ان کے ساتھ جائیں اس کے بعد باقی باتیں ہوں گی۔ ان کو ساتھ لے کر جائیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کی مہربانی، اب ہمیں کام کرنے دیں۔ بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جس آمر کی بات کی گئی ہے یعنی ضیاء الحق آمر کی۔ وردی کے اندر، وردی کی کھال اسی کرسی پر بیٹھی تھی۔ جب میں نے، فضل حسین راہی اور ریاض حشمت جنجوعہ نے احتجاج کیا تھا۔ ہم لوگ اسی ہاؤس میں بیٹھے تھے اور ہمیں جبراً اٹھوا کر باہر پھنکوا دیا گیا تھا۔ ہم احتجاج کرنے والے لوگ ہیں، ہم اس تحریک کا حصہ ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں، شاباش۔ ہم آپ کو شاباش دیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مجھے کام تو کر لینے دیں۔ اب ہم Call Attention Notice لیتے ہیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ حسن مرتضٰی صاحب نے جس بات کا زیادہ برا منایا وہ بات میرے بھائی اشرف سوہنا صاحب نے کی تھی۔ ایک تو اشرف سوہنا صاحب کو بھیجیں، دوسرا ہمارے ملک جاوید اعوان صاحب ہیں ان کو بھی ساتھ بھیجیں کیونکہ انہوں نے بھی ایک دن جب یہ حسن مرتضٰی صاحب کو اچھی طرح جانتے نہیں تھے۔ میں یہاں اپنی سیٹ پر بیٹھا تھا تو حسن مرتضٰی صاحب مجھے کہنے لگے کہ رانا صاحب میں نماز کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ چلے جائیں تو ملک جاوید اعوان صاحب مجھے کہنے لگے کہ رانا صاحب! دیکھیں، یہ آپ کو بے وقوف بنا کر چلا گیا ہے کہ سچئین کی تو نماز ہی نہیں ہوتی۔ (قہقہے) ان دونوں کو بھیجیں کیونکہ ان دونوں نے حسن مرتضٰی صاحب سے زیادتی کی ہوئی ہے یہ جا کر ان سے معافی مانگیں اور ان کو اندر بھی لے کر آئیں۔ میں Call Attention Notice کا جواب پھر شروع کروں گا پہلے یہ ان کو اندر لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: ہمارے بھائی ہیں خلیل طاہر سندھو صاحب وہ اس کمیونٹی سے تعلق رکھتے ہیں تو اس معزز ایوان میں جتنے بھی مرد و خواتین کسی بھی sect سے تعلق رکھتے ہیں ہمارے لئے وہ سب کے سب قابل احترام ہیں۔ جی، خلیل طاہر سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے شاہ صاحب کو اس لئے address کرتا ہوں کہ شاہ صاحب نے مجھے کہا تھا کہ میں نماز پڑھ آؤں تو ملک جاوید صاحب مجھے کہتے ہیں اور اس وقت رانا صاحب بھی بیٹھے تھے تو ملک صاحب نے مجھے کہا کہ شاہ صاحب دیکھو! وہ جھوٹ بول کر جا رہا ہے تو ملک صاحب نے مجھے شاہ بنایا تھا اور ان کو کر سچئین بنایا تھا تو اسی وجہ سے یہ ساری بات ہوئی تھی اور اس حوالے میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا۔ شکریہ

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، رانا صاحب! بہت مہربانی ٹائم پہلے بہت ضائع ہو گیا ہے۔جی، Call Attention Notices لیتے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ دیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں پھر ان کو floor دوں گا۔جی، رانا صاحب! آپ بھی تیار رہیں اور منور غوث صاحب اس کے بعد آپ کو بھی ایک منٹ ملے گا۔جی، بلوچ صاحب!

ڈاکٹر خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! مجھے آپ سے بالکل مختصر سی بات کرنی ہے کہ ہمیں ایوان کو تھوڑا سا serious لینا چاہئے۔ ہم اس پر بات تو serious کرتے ہیں اور جذبات کے اندر کرتے ہیں جیسا کہ میرے انتہائی معزز رکن اسمبلی حسن مرتضیٰ صاحب نے بات کی اور انہوں نے اعتراض بھی اپنے ہی سینئر لیڈر پر کیا ہے جو ان کے سامنے آگے بیٹھے ہوئے ہیں اور مقصد صرف اتنا ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے پر اعتراض کر رہے ہیں اور ایوان کو چلانے کے لئے ہمیں بجائے serious ہونے کے ہم ایک دوسرے کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں تو آپ کوشش کریں کہ اس ایوان میں کسی کو اس قسم کی ایسی اجازت نہ دیں۔ یہاں پر ایوان میں اگر کوئی serious بات کرنی ہے یا اس ایوان کے متعلقہ کوئی بات ہے تو ضرور کرنی چاہئے، جذبات بڑے ضروری ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! جذبات کا اظہار بھی کر لیا اور واک آؤٹ کر کے باہر بھی چلے گئے۔

جناب سپیکر: جی، ان کو ٹھیک کر لیں گے۔جی، منور غوث صاحب! جلدی کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! آپ نے 22 شاہراؤں کے لئے ایک مخصوص دن بحث کے لئے دیا ہے تو اس میں میری گزارش یہ ہے کہ جو سرگودھا فیصل آباد روڈ ہے اور سرگودھا لاہور روڈ ہے اس کو بھی اس بحث میں شامل کیا جائے کیونکہ وہ ون وے ٹریفک کے لئے بہت

ضروری ہے اور جو اس وقت وہاں پر سڑکیں چل رہی ہیں۔ پورے پنجاب میں وہاں سے پتھر سپلائی ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! اب تو دونوں صاحبان چلے گئے ہیں اور آپ اب بات کر رہے ہیں اور وہ بڑی خطرناک سڑکیں بنی ہوئی ہیں اور وہاں پر روزانہ حادثات ہو رہے ہیں اور بہت سے لوگوں کی جانیں ضائع ہو رہی ہیں تو اس کو سپیشل بحث میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں نے گزشتہ روز ایک issue پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھایا تھا اور اس پر آپ نے حکم صادر فرمایا تھا کہ لاء منسٹر صاحب کو مل لیں۔ ہم نے لاء منسٹر صاحب کو اس issue کے متعلق application دی تھی تو جو بات اس دن آپ سے عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ اس میں LDA اور DCO Office کا سارا عملہ involved ہے ان کی involvement and corruption کی وجہ سے وہ سارا issue بنا ہوا تھا اور آج تک بھی موجود ہے جو ان کا جواب آیا ہے وہ اگر آپ کہیں تو میں پڑھ کر بتا دیتا ہوں۔ صرف LDA نے جواب دیا ہے اور LDA نے بھی سارا جھوٹا جواب دیا ہے اور بالکل اس بات کو جو اصل issue Commercialization Fee تھی اور جس Fee Commercialization کو LDA چارج کرتا ہے تو وہ جواب لاء منسٹر صاحب کے پاس پہنچا ہے آپ دیکھ لیں کہ اس میں Commercialization Fee کو بالکل ignore کر دیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ دو منٹ کے لئے آپ لاء منسٹر صاحب سے ملیں۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس پر ہاؤس کی کمیٹی بنا دیں تاکہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میں پھر بناؤں گا ایسے نہیں۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب سے تو ملے ہیں اور لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں بے شک ان سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: ذرا ان کو دکھائیں گے، پتا نہیں کتنے پوائنٹ آف آرڈر ہوتے ہیں جن کا۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب سے بات ہو گئی ہے اور آپ ان سے پوچھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں کیا پوچھوں۔ آپ اپنا یہ کاغذ ان کے پاس بھیجیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ان کے پاس یہ کاغذ ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ کے پاس یہ document ہیں جن کی یہ بات کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو پوائنٹ آف آرڈر انہوں نے اٹھایا تھا اس پر جواب لوکل ایڈمنسٹریشن سے منگوایا ہے تو اس پر یہ دوست مطمئن نہیں ہیں اور ان کا یہ تقاضا ہے کہ ایک کمیٹی form کر دی جائے اور وہ اس معاملے کو دیکھ لے۔ تو ٹھیک ہے آپ کمیٹی form کر دیں اور within three days وہ رپورٹ اس ایوان میں پیش کر دے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں کمیٹی تین افراد کی ہونی چاہئے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! لاہور سے ایک اسد اشرف صاحب ہیں، خانزادہ صاحب ہیں اور نوید انجم صاحب ہیں۔۔۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: جی، یہ کمیٹی ان تین افراد پر مشتمل ہو گی اسد اشرف صاحب، خانزادہ صاحب اور نوید انجم صاحب ہیں۔ جی، اب آگے چلیں۔ جی، توجہ دلاؤ نوٹس محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔ رانا صاحب! اس کا 482 نمبر ہے۔

لاہور۔ ڈاکوؤں کی فائرنگ سے ڈاکٹر کی ہلاکت

محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 12۔جولائی2010 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق ستوکتلہ لاہور کے رہائشی ڈاکٹر عظمت اپنی اہلیہ کے ہمراہ کار پر ریونیو سوسائٹی کے قریب جارہے تھے کہ موٹر سائیکل سوار ڈاکوؤں نے کار نہ روکنے پر فائرنگ کر کے اس کو ہلاک کر دیا؟

(ب) یہ مقدمہ کس تھانہ کن کن دفعات کے تحت درج ہوا ہے؟

(ج) پولیس نے اب تک اس مقدمہ کی تفتیش کے لئے کیا اقدامات اٹھائے اور کارروائی کی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) مقدمہ نمبر907/2010مورخہ 11۔جون2010جرم302اور393ت پ تھانہ ستوکتلہ درج رجسٹرڈ ہوا ہے۔

(ج) progress reportمیرے پاس موجود ہے جس کے مطابق مختصر حالات دوران تفتیش یہ پائے گئے ہیں کہ مقتول ڈاکٹر عظمت حیات کے ساتھ عرفان خان ٹھیکیدار جس نے مقتول کی کوٹھی اور اس کے سالہ خواجہ یوسف کی کوٹھی ٹھیکہ پر تیار کرنے کے لئے لی،material ناقص لگانے کی وجہ سے ناراضگی ہوئی تو تو تکرار ہوئی۔ ٹھیکیدار نے تھانہ سرور روڈ میں ڈاکٹر عظمت حیات کے خلاف درخواست دی۔ اس کے علاوہ مقتول ڈاکٹر عظمت حیات کے بہنوئی کے بھانجے ذوالفقار کے ساتھ عظمت حیات کا رقم کا لین دین تھا جس کی وجہ سے مقتول نے ذوالفقار علی کے خلاف فیصل آباد میں مقدمہ درج کروایا۔ اس رنجش کی بناء پر ذوالفقار علی نے مقتول ڈاکٹر عظمت حیات کے خلاف تھانہ کامونکی ضلع گوجرانوالہ میں مقدمہ درج کروایا۔ مدعیہ اور مقتول کے بھائی ہر دو پر شبہ واردات کیا ہے۔ ہر دو ذوالفقار علی اور عرفان خان کو مقدمہ ہذا میں شامل تفتیش کر کے مقدمہ کو اصل حقائق اور میرٹ پر یکسو کیا جائے۔ یہ دونوں آدمیunder investigationہیں اورinvestigation in progress ہے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ رپورٹیں پیش کرنا چاہتی ہیں اور میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی رپورٹیں پیش کریں۔

مسودات قانون انسٹیٹیوٹ آف ساؤتھ پنجاب ملتان، لاہور لیڈز یونیورسٹی اور گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور مصدرہ2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ عائشہ جاوید: میں یہ رپورٹیں پیش کرتی ہوں کہ:

1. The Institute of Southern Punjab Multan Bill, 2010.(Bill 16 of 2010
2. The Lahore Leads University Bill 2010. (Bill 17 of 2010.
3. The Global Institute Lahore Bill 2010. (Bill 18 of 2010.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رپورٹیں پیش ہوئیں۔

Next reports محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کی طرف سے ہیں۔ کدھر ہیں؟ یہ تھوڑی دیر کے لئے pending کی جاتی ہیں۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! میں پہلے بھی بات کرنا چاہتا تھا۔ صرف ایک بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

شیخ علاؤ الدین: شکریہ۔ جناب سپیکر !اپوزیشن لیڈر ابھی یہ کہہ رہے تھے کہ صوبہ financially collapse کرنے والا ہے۔ خُدا نہ کرے۔ میں ان کا اسی وقت جواب دینا چاہتا تھا لیکن وہ چلے گئے۔ میں آج یہ بات کر رہا ہوں کہ اول تو جو دشمنی کی انتہا ہے کہ کسی institution کے بارے میں، کسی بھی کمپنی کے بارے میں یہ الفاظ بولنا کہ یہ financially collapse کرنے والا ہے اپنے صوبے کے بارے میں ایسی بات کرنا انتہائی نامناسب ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس پر ایک بحث رکھ لیں اور میں دعویٰ کرتا ہوں کہ اگر میں ثابت نہ کر سکا تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ یہ جو بات کرتے ہیں کہ صوبہ financially collapse کر رہا ہے یہ بہت زیادتی ہے ہمارے صوبے کے بارے میں یہ بہت غلط بات کرتے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ایک دن allocate کر دیں۔ یہ بھی سارے ثبوت لے آئیں میں ثابت کروں گا کہ انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب financially collapse نہیں کرے گا۔ یہ اور جو مرضی کہتے رہیں لیکن یہ بات انہیں نہیں کہنی چاہئے۔ میں آج یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ اپنے ٹائم میں خود چودھری صاحب کو پتا ہے کہ یہ discount window سے، سٹیٹ بنک سے پیسا لیتے رہے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، debit credit ہوتا رہتا ہے لیکن صوبے کے بارے میں ایسی بات کرنا بڑی زیادتی ہے۔ میری صرف یہ درخواست ہے کہ کوئی ایک دن مقرر کر دیں میں زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ لوں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ میں ثابت کر دوں گا۔ Thank you.

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں شیخ علاؤ الدین صاحب کی بات کو second اس لئے کرتا ہوں کہ ہر روز ٹیلی ویژن اور میڈیا پر جب ان کے نمائندے بیٹھتے ہیں تو وہاں پر بھی یہ ایسی باتیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: تو آپ کو کسی نے روکا ہے کہ آپ میڈیا پر نہ جائیں آپ بھی جایا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! بات یہ نہیں ہے چھوٹی سی بات یہ ہے کہ اس قسم کی بات اپنے صوبے کے بارے میں نہیں کرنی چاہئے۔ وہ کہتے ہیں کہ:

اپنی مٹی سے بغاوت کی ہے
جس نے بھی شہر سے ہجرت کی ہے

تو میں یہ چاہتا ہوں کہ واقعی ایک دِن رکھا جائے تاکہ ان سے اعداد و شمار کے مطابق بات کی جائے اور یہ جو منفی پراپیگنڈا کرتے ہیں اس کے بارے میں بات کی جائے۔

جناب سپیکر: چلیں! یہ تو ابھی آپ بات کر رہے ہیں۔ ان سے پوچھ لیں گے کہ اگر ان کو۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اگر یہ بات کرتے ہیں تو ان میں اخلاقی طور پر اتنا حوصلہ ہونا چاہئے کہ یہاں پر بیٹھ کر اعداد و شمار اور facts کے مطابق بات کریں تاکہ ہمارے میڈیا والے بھائیوں تک صحیح بات پہنچے اور لوگوں تک بھی صحیح بات پہنچ سکے۔ Thank you very much.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ بھی بات سمجھ گئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ Value Added Tax یہ نہیں لگانے دیتے اس پر یہ سیاست کرتے ہیں۔ Agriculture Tax یہ نہیں لگانے دیتے اور آپ نے جو ابھی بات کہی ہے کہ جا کر ٹی وی پر ہم بھی جواب دیں تو ٹی وی سے بہتر جگہ یہ ہے یہاں یہ ہمارے آمنے سامنے بات کریں اور آپ کے سامنے، فیصلہ ہمارے جو بھائی اوپر بیٹھے ہیں وہ خود کر لیں تاکہ ہم ثابت کر دیں کہ یہ بالکل غلط بات کہہ رہے ہیں اور یہ پنجاب کے بارے میں اتنی زیادتی ہے اور ان کی انہی باتوں کی وجہ سے بنک آف پنجاب کا share گرا ہے اور پنجاب کو نقصان ہو رہا ہے اس لئے آپ اس پر دِن allocate کریں۔

جناب سپیکر: وہ آئیں گے تو ان کے سامنے کروں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ سُن رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ex-party کیسے کر دوں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ ہر چیز سُن رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ سُن رہے ہیں۔ جب وہ آئیں گے تو میں ان کو ضرور کہوں گا۔

شیخ علاؤالدین: وہ تو سامنے بیٹھتے ہی نہیں۔ وہ تو کبھی چلمن میں ہیں، کبھی باہر ہیں۔ آپ اس میں کچھ کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں ان کو ضرور کہوں گا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب تحاریک التوائے کار شروع کی جاتی ہیں۔ سب سے پہلے 10/479 ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب کی ہے۔

نوشہرہ حلقہ پی پی۔39 میں وزیر اعلیٰ کی منظوری کے باوجود گرلز ڈگری کالج کی تعمیر میں تاخیر

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔39 میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج نوشہرہ کی عمارت کی تعمیر کا اعلان فرمایا لیکن نامعلوم وجوہات کی بناء پر کالج کی عمارت کی تعمیر شروع نہ ہو سکی حالانکہ مذکورہ کالج کے لئے NLC نے سروے کر کے تخمینہ لاگت تیار کیا اور DCO نے کالج کے لئے زمین بھی مخصوص کروادی۔ کالج مذکورہ کی عمارت کی تعمیر نہ ہونے کی وجہ سے طالبات کھلے آسمان تلے کلاسیں پڑھنے پر مجبور ہیں جس سے علاقے کی عوام میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے next week کے لئے pending فرما دیں اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک 480/10 چودھری ظہیر الدین صاحب، محمد یار ہراج اور باقیوں کی طرف سے ہے۔

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: جناب سپیکر! میں پڑھنا چاہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کی جانب سے تعمیر شدہ مکانوں کی قیمت میں بے جا اضافہ

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 8۔جولائی2010 کی خبر کے مطابق پنجاب حکومت نے ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو موہلنوال میں الاٹ گھروں کی قیمتوں میں 50 فیصد سے زائد اضافہ کر کے باقی رقوم کی ادائیگی کے لئے ڈیمانڈ نوٹس بھجوا دیئے گئے جن میں یہ بھی درج ہے کہ باقی ماندہ رقم کے بارے میں انہیں بعد میں آگاہ کیا جائے گا۔ پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن نے ریٹائرڈ ملازمین کو الاٹ کئے جانے والے 10 مرلہ کے گھروں کی قیمت قرعہ اندازی کے موقع پر 26 سے 30 لاکھ روپے بتائی جبکہ انہیں اب مذکورہ گھروں کی قیمت 42 لاکھ روپے ادا کرنے کے لئے نوٹس بھجوا دیئے گئے ہیں اور ٹرانسفر فیس علیحدہ ادا کرنا ہو گی۔ فاؤنڈیشن کی جانب سے اسی شرح کے مطابق 5 اور 7 مرلہ کے گھروں کی قیمت ادا کرنے کے لئے ڈیمانڈ نوٹس بھجوائے جا چکے ہیں۔ اس امر کا انکشاف ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کے نمائندوں نے گزشتہ روز پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کی انتظامیہ نے قیمت مقرر کرتے ہوئے کسی ریٹائرڈ ملازم کو کمیٹی میں شامل نہیں کیا جبکہ قیمت اور مکانوں کی تعمیر پر آنے والی لاگت بھی ہم سے خفیہ رکھی جا رہی ہے اور ریکارڈ تک دیکھنے کی اجازت نہیں دی جا رہی ہے جن ملازمین کو 5 اور

فش7مرلہ اور ایک کنال کے مکانات الاٹ کئے جا چکے ہیں ان کے ایڈریس تک ویب سائٹس سے غائب کر دیئے گئے ہیں تاکہ الاٹی حضرات اکٹھے ہو کر اپنے مطالبات منوانے کے لئے داد فریاد نہ کر سکیں۔ اس کے برعکس تمام معلومات پراپرٹی ڈیلرز کو دستیاب ہیں جو مکانات خریدنے کے لئے ریٹائرڈ ملازمین سے مسلسل رابطے کرنے میں مصروف ہیں۔ جو ملازمین قسطیں ادا کر رہے ہیں ان کا منافع ہر سال fix ہونا تھا جو پانچ برس گزرنے کے باوجود نہیں ہو سکا۔ انہوں نے کہا کہ ریٹائرڈ ملازمین کو معمولی باتوں پر نوٹس جاری کر دیئے جاتے ہیں جن میں الاٹمنٹ کا حق ختم کرنے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ انہوں نے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا کہ ریٹائرڈ ملازمین کو الاٹ شدہ گھروں کی تعمیر میں شامل کئے گئے غیر ضروری اخراجات ختم کئے جائیں۔ اس خبر سے ملازمین میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا لہذا میری گزارش ہے کہ اس کو اگلے ہفتے تک pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ اگلے ہفتے تک pending کی جاتی ہے۔ اب محمد جمیل شاہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 10/481 ہے وہ موجود نہیں ہیں۔ It is disposed of.

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں، کامران مائیکل اور سید حسن مرتضیٰ صاحب ہم باہر گئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ، میں یہ ختم کر لوں پھر میں آپ سے ابھی بات کرتا ہوں۔ جی، تحریک التوائے کار نمبر 10/482 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ!

صوبائی دارالحکومت لاہور میں بے روزگاری، تنگی حالات اور دیگر وجوہات کی وجہ سے خودکشیوں میں اضافہ

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 9۔جولائی2010 کے روزنامہ "آواز" میں یہ خبر شائع

ہوئی ہے کہ "ہربنس پورہ، نشتر کالونی سمیت 2۔افراد پُراسرار طور پر ہلاک، ہربنس پورہ کی نئی آبادی میں 18 سالہ سلمٰی بی بی مبینہ طور پر زہریلے چاول کھانے سے ہلاک ہوگئی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غربت کے ہاتھوں مجبور ہو کر خودکشی کی گئی ہے اور دوسرا واقعہ نشتر کالونی میں عرب پاک سوسائٹی میں ہوا جو کہ سابق پوسٹ ماسٹر کا بیٹا ہے جو بے روزگار تھا، حالات کے ہاتھوں مجبور ہو کر ہلاک ہوگیا اور اس نے خود کشی کرلی اور تیسرا واقعہ سلمٰی اور عرفان کا ہے جنہوں نے حالات سے دلبرداشتہ ہو کر خودکشی کی اور اس طرح مزید واقعات 18 سالہ لبنیٰ شادمان، شملہ پہاڑی میں بھی ہوئے۔ صوبائی دارالحکومت میں بے روزگاری، مالی حالات سے تنگی اور دیگر وجوہات کے باعث روزانہ خودکشی کے واقعات رونما ہو رہے ہیں لیکن حکومت ان بے کس، مجبور اور بے روزگاروں کے لئے کوئی مثبت پالیسیاں بنا رہی ہے اور نہ ہی کسی کو کوئی روزگار مل رہا ہے۔ صوبائی حکومت نے ایک عرصہ سے سرکاری ملازمتوں پر پابندی عائد کی ہوئی ہے اور پرائیویٹ سیکٹر میں کوئی ملازمت مل نہیں رہی کیونکہ ملک میں دہشت گردی کے باعث کوئی استحکام ہی نہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری دوبارہ یہی گزارش ہے کہ اس کا بھی ابھی جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 484/2010 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ!

لاہور میں جانوروں کی خوراک انسانوں کے لئے کھلے عام فروخت ہونے سے بچوں کی نشوونما متاثر ہونے کا خدشہ

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 9۔جولائی2010 کے روزنامہ " آواز" میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ

"جانوروں کی خوراک انسانوں کے لئے کھلے عام فروخت، بازاروں میں معمولی قیمت پر ایسا جوس فروخت کیا جارہا ہے جو بلیوں کی مائع خوراک ہے۔"تفصیل یوں ہے کہ لاہور میں جانوروں کے لئے مخصوص خوراک کھلے عام انسانوں کے لئے فروخت کی جانے لگی، بازاروں میں ایک ایسا جوس فروخت کیا جارہا ہے جو بلیوں کی مائع خوراک ہے، معمولی قیمت پر دستیاب بلیوں کی یہ خوراک بچے بڑی تعداد میں خرید رہے ہیں۔ جن علاقوں میں یہ خوراک فروخت کی جارہی ہے ان میں بند روڈ اور گلبرگ سر فہرست ہیں، ان علاقوں میں جانوروں کی خوراک کو مشروبات کے جعلی لیبل چسپاں کر کے فروخت کیا جارہا ہے۔ دنیا بھر میں مشہور اس خوراک کو جدید تحقیق نے اسے بلیوں کے لئے بھی خطرناک قرار دے دیا ہے لیکن چند لوگ چھوٹے بچوں کی صحت کے دشمن کھلے عام، بڑے ڈھرلے سے مضر صحت جوس فروخت کر رہے ہیں اور اس جوس کی سپلائی مسلسل جاری و ساری ہے، کوئی پوچھنے والا نہ ہے۔ صوبائی دارالحکومت میں شہریوں کا کہنا ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں جوسز کی سپلائی کی جارہی ہے جو ضلعی انتظامیہ اور صوبائی حکومت کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے۔ یہ معاملہ اس قدر سنگین ہے کہ اسمبلی فوری طور پر دخل اندازی کرے تاکہ اس کا حل نکل سکے اور اس گھناؤنے کاروبار میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری اس میں بھی یہی گزارش ہے کہ ایک تو اس معاملے کو عدالت عالیہ نے بھی take up کیا ہوا ہے اور دوسرا اس کا جواب ابھی نہیں آیا لہذا اس تحریک کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے علاوہ بھی کوئی آپ کی گزارش ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): نہیں جناب!

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! سید حسن مرتضیٰ میرے اس تبصرے سے کہ کر سچئین کو منانے کے لئے ان کو بھیجا جائے walkout کر گئے تھے۔ میں مشکور ہوں

کہ انہوں نے میرے تبصرے کوownکر لیا ہے اور میری بات مان کر ایوان میں تشریف بھی لے آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم ان کو اس ایوان میںWelcomeکرتے ہیں۔

سید حسن مرتضٰی: جناب والا! ان کی طبیعت میں اب بھی آپ نے وہ شرارت دیکھی ہو گی۔ مجھے اگر یہ کر سچئین کے ساتھ ملاتے ہیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن مجھے اعتراض ان کی شریر طبیعت پر ہے جو یہ اکثر بطور شرارت پیش کرتے ہیں۔ جناب! میرا وہ احتجاج بالکل ویسا ہی ہے میں ان کی requestپر اندر آ گیا ہوں لیکن میں احتجاج کر رہا ہوں ان کی شرارت پر کہ یہ شرارت نہ کیا کریں ویسے مجھے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ احتجاجاً اس ہاؤس کی جتنیproceedingہے اس میں خاموش بیٹھے رہیں۔

سید حسن مرتضٰی: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب والا! سپیکر صاحب نے ایک کمیٹی بنائی تھی جو باہر ہمارے کر سچئین بہن بھائی آئے ہوئے تھے ان کو کامران مائیکل صاحب نے ٹائم دے دیا ہے ان کوnotifyکر دیا ہے اور وہ معاملہ حل ہو گیا ہے۔ وہ لوگ بہت خوش ہوئے ہیں اورI am sureکہ اس پر ٹھیک سے کام ہو گا۔ یہ میں نے آپ کے نوٹس میں لانا تھا۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب محترمہ ساجدہ میر صاحبہ مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

مسودہ قانون پنجاب ہیلتھ کیئر مصدرہ2009اور تحریک التوائے کار نمبر

1038/08 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں

"The Punjab Health Care Bill 2009 Bill No 31 of 2009 and Adjournment Motion No. 1038 of 2008 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA PP 181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں اس ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Health Care Bill 2009 Bill No 31 of 2009 and Adjournment Motion No. 1038 of 2008 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA PP 181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں اس ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Health Care Bill 2009 Bill No 31 of 2009 and Adjournment Motion No. 1038 of 2008 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA PP 181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں اس ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

The Women University Multan Bill, 2010. (Bill No. 4 of 2010)

The Sasti Roti Authority Bill, 2009. (Bill No. 28 of 2009).

وزیر قانون یہاں تشریف نہیں رکھتے ؟پارلیمانی سیکرٹری صاحب جائیں اور وزیر موصوف سے پوچھیں کہ ہاؤس کا بزنس گورنمنٹ بزنس ہے اس کا کیا کرنا ہے ؟ حاجی نوید انجم صاحب اگر آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔ جو topic آپ نے صبح سے چھیڑا ہوا تھا وہی کر لیں۔

جناب محمد نوید انجم: وزیر موصوف نے اس مسئلے پر کہا ہے کہ میں اسے take up کرتا ہوں۔ انہوں نے پودے غلط طریقے سے لگائے ہیں وہ ایک serious بات تھی کیونکہ انہوں نے روڈ کو نیچے سے نہیں کاٹا اور اس کے اوپر پودے لگا دیئے ہیں۔ اس طرح پودے تو بڑھیں گے نہیں بلکہ وہ تو سوکھ جائیں گے۔ کیونکہ دو اڑھائی فٹ انہوں نے مٹی ڈالی ہے ۔ وزیر موصوف نے اس پر assurance دی ہے کہ انشاءاللہ اس کو چیک کرتے ہیں اور اس کے اوپر پورا ایکشن بھی لیتے ہیں۔ انہوں نے ہماری ساری بات مان لی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، چودھری عبدالوحید!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ بڑی اچھی بات ہے کہ خواتین یونیورسٹی کا بل پیش ہو رہا ہے۔ ہمیں اس کو منظور بھی کرنا چاہئے۔ میں بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان کے بارے میں کچھ کہنا چاہوں گا۔ ہے تو یہ پنجاب گورنمنٹ کی لیکن پچھلے دو سال میں انہوں نے کوئی 2700 ملازمین رکھے ہیں اور ان 2700 ملازمین میں سے میرے خیال میں پنجاب گورنمنٹ کو یا ایم پی ایز کو وہاں پر کچھ نہیں ملا۔ آپ میری بات بھی سمجھ رہے ہیں جو میں کہنا چاہتا ہوں کہ تمام کے تمام انہی کے اشارے پر رکھے گئے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ وائس چانسلر صاحب کو ہدایت کی جائے کہ قانون کے مطابق ہر vacancy کا اشتہار دیا جائے اور اس کے بعد وہاں پر بھرتی کی جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے ایک بات اور بھی کرنا چاہوں گا کہ پچھلے دنوں میں نے چیئرمین بورڈ کے خلاف ایک تحریک استحقاق پیش کی ہے اور اسی ضمن میں گزارش کرنا چاہوں گا اور اگر

ہائرایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے یہاں کوئی آدمی بیٹھا ہے تو ان کو بھی میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ میرے پاس اس کا ایک termination letter ہے۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ چیئرمین ملتان بورڈ جس کو لگایا گیا ہے اس کا ایک 2000 کا termination letter میرے پاس موجود ہے۔ یہ بندہ انتہائی illegal ہے۔ چار بندوں کے termination orders ہوئے اس میں سے تین ختم ہو گئے لیکن یہ بندہ ملی بھگت سے بیرون ملک بھاگ گیا، پی ایچ ڈی کے لئے چلا گیا۔ جب گورنمنٹ تبدیل ہوئی تو وہ واپس آ گیا۔ سارا کچھ illegal ہوا ہے۔ اس لیٹر کی کاپی میں آپ کو بھی دوں گا۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس پر ایکشن ضرور ہونا چاہئے۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ خواجہ عمران صاحب!

خواجہ عمران نذیر: جناب والا! مجھے صرف ہاؤس کا ایک منٹ چاہئے۔ آپ سے متعدد بار request کی ہے اور آپ نے اس سلسلے میں کافی کام بھی کیا ہے۔ مسجد کے issue پر میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اس وقت اسمبلی کی نئی عمارت بن رہی ہے۔ ظہر کی نماز جس وقت ہوتی ہے کبھی ہم اندر پڑھتے ہیں، کبھی باہر پڑھتے ہیں، کل نماز کے دوران ہی اپوزیشن نے کورم point out کر دیا تھا۔ جمعہ والے دن سیشن اس وقت ختم ہوتا ہے جب جمعہ کی نماز بالکل عین سر پر ہوتی ہے۔ میں نے پہلے بھی request کی تھی کہ پنجاب اسمبلی میں مسجد کے لئے جو جگہ مختص ہے وہاں اگر مسجد کو ہنگامی بنیادوں پر جلدی تعمیر کیا جائے تو ہم تمام ایم پی ایز اس میں اپنا حصہ contribute کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے پہلے بھی اس معاملے کو serious لیا ہوا ہے میری استدعا ہے کہ اس پر جلدی مہربانی کی جائے تاکہ ہماری نماز کا مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! already اس کی approve concept drawing ہو چکی ہے۔ ممبران اسمبلی نے جو اپنے طور پر مسجد کے لئے پیسے دیئے تھے وہ 56 لاکھ روپیہ ہمارے پاس ہے۔ جتنا بھی خرچہ ہوا اسے اکٹھا کر کے اور اس میں وہ ڈال کر جلدی شروع کروا رہے ہیں اور دربار کے ساتھ مسجد بن رہی ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر!میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایم پی ایز ہوسٹل کے بارے میں کیا latest صورتحال ہے؟ جو ایم پی ایز قریب سے ہیں انہیں تو کمرے مل گئے ہوئے ہیں لیکن دور دراز علاقوں والے ویسے ہی بھٹک رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ میں بتاتا ہوں۔اللہ رکھا صاحب!تشریف رکھئے گا ذرا اب ہم گورنمنٹ بزنس کر لیں اس کے بعد آپ کی بات سنتے ہیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر!میں صرف پندرہ سیکنڈ لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر!سیکرٹری ہائر ایجوکیشن ہاؤس میں موجود ہیں، میرے علاقے میں آج سے چھ ماہ پہلے گورنمنٹ ڈگری کالج غازی آباد شروع کیا گیا تھا۔اس پر ایک مہینہ کام ہوا لیکن بعد میں وہ کام رُک گیا ہے لہٰذا آپ کی وساطت سے سیکرٹری صاحب میری بات سن رہے ہیں یہ اس کی انکوائری کروائیں کہ وہ کون سے factors ہیں جن کی وجہ سے اس کا کام رُکا ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں وہ آپ کی بات ڈائریکٹ بھی سن سکتے تھے لیکن اگر آپ میری وساطت سے سنانا چاہتے ہیں تو اس کے بارے میں رپورٹ کل تک ایوان میں پیش کی جائے۔رانا صاحب!دو بلز ہیں کون سا پہلے take up کرنا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں سستی روٹی سے متعلقہ بل کو پہلے take up کرنا چاہتا ہوں۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Sasti Roti Authority Bill 2009 Minister for Law!

مسودہ قانون سستی روٹی اتھارٹی مصدرہ2009

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker I move:

"That a special order be made Under Rule 225 sub rule 2 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab1997 for the continuance of the Sasti Roti Authority Bill 2009."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made Under Rule 225 sub rule 2 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab1997 for the continuance of the Sasti Roti Authority Bill 2009."

The motion moved and question is that:

"That a special order be made Under Rule 225 sub rules 2 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab1997 for the continuance of the Sasti Roti Authority Bill 2009."

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now we take up the Sasti Roti Authority Bill 2009 Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan):Mr. Speaker! I move:

"That the Sasti Roti Authority Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on Industries be taken into consideration at once."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Sasti Roti Authority Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on Industries be taken into consideration at once."

Now there are two amendments in this motion. These amendments are from 28 members. Any mover may move it. Since the amendments have not been moved, now the question is:

"That the Sasti Roti Authority Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on Industries be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 3

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 3 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. These amendments are from 28 members. Any mover may move it. Since the amendments have not been moved, now the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE - 4

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. There are five amendments in it. These amendments are from 28 members. Any mover may move it, since the amendments have not been moved, now the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 5

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There are eight amendments in it. These amendments are from 28 members any mover may move it. Since the amendments have not been moved, now the question is :

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 6

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. There are five amendments in it. The first amendment is from Minister for Law & Parliamentary Affairs he may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan):Mr. Speaker I move:

"That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries, in sub-Clause (2), after paragraph (b), the following new paragraph (c) be inserted and the subsequent paragraphs be re-numbered accordingly.

"(c) Additional Chief Secretary; Member"

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries, in sub-Clause (2), after paragraph (b), the following new paragraph (c) be inserted and the subsequent paragraphs be renumbered accordingly

"(c) Additional Chief Secretary; Member"

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries, in sub-Clause (2),

after paragraph (b), the following new paragraph (c) be inserted and the subsequent paragraphs be renumbered accordingly

"(c) Additional Chief Secretary; Member"

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: The next four amendments are from 28 members any mover may move it. Since the amendments have not been moved, now the question is

"That Clause 6 of the Bill as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE - 7

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from 28 members, any mover may move it. Since the amendments have not been moved, the same is disposed of. The second amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs, he may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan):Mr. Speaker I move.

"That in Clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries, after sub-Clause (3), the following new sub-Clauses (4) and (5) be inserted:-

(4) The Additional Chief Secretary to the Government shall be the Vice Chairman of the Authority.

(5) The Vice Chairman of the Authority shall, in the absence of the Chairman, exercise the powers and functions of the Chairman."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 7 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries, after sub-Clause (3), the following new sub-Clauses (4) and (5) be inserted:-

(4) The Additional Chief Secretary to the Government shall be the Vice Chairman of the Authority.

(5) The Vice Chairman of the Authority shall, in the absence of the Chairman, exercise the powers and functions of the Chairman."

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 7 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Industries after sub-Clause 3 the following new…"

کورم کی نشاندہی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ہاؤس میں کورم نہیں ہے لہذا میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔گنتی کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ اس وقت question put کر رہے ہیں لہذا جب Chair question put کر رہی ہو تو اس وقت کورم کی نشاندہی نہیں ہو سکتی۔یہ اس کے بعد نشاندہی کریں تو ٹھیک ہے اور گنتی ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب technically صحیح بات کر رہے ہیں۔

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 7 of the Bill as recommended by Standing Committee on Industries after sub-Clause 3 the following new sub-Clauses (4) and (5) be inserted:-

(4) The Additional Chief Secretary to the Government shall be the Vice Chairman of the Authority.

(5) The Vice Chairman of the Authority shall, in the absence of the Chairman, exercise the powers and functions of the Chairman.

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 7 of the Bill as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب گنتی کرلی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔کارروائی کا دوبارہ آغاز کیا جاتا ہے۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! ذرا توجہ کیجئے گا۔ میں ایک بات کو clear کرنا چاہتا ہوں۔ آئین کے سیکشن (2)55 میں لکھا ہوا ہے کہ:

55. (2) If at any time during a sitting of the National Assembly the attention of the person presiding is drawn to the fact that less than one-fourth of the total membership of the Assembly is present…

یعنی اگر کورم پورا نہیں ہے تو کوئی بھی ممبر at any time اس کی نشاندہی کر سکتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں دو چیزیں ہیں، ایک تو یہ ہے کہ جب Chair question put کر رہی ہو تو اس کی intention کسی اور مسئلہ کی طرف draw نہیں کروائی جا سکتی اور دوسرا یہ ہے کہ جب Chair question put کر رہی ہو تو اس وقت کوئی اور ممبر از خود floor نہیں لے سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

مسودہ قانون سستی روٹی اتھارٹی مصدرہ2009

(۔۔۔جاری)

CLAUSE-8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs, he may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Ran Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That in Clause 8 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries, in sub-Clause (2), for paragraph (c), the following be substituted:-
>
> "(c) be an officer of the Government or a person from the private sector; and"

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 8 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries, in sub-Clause (2), for paragraph (c), the following be substituted:-
>
> "(c) be an officer of the Government or a person from the private sector; and"
>
> The amendment moved and the question is:

"That in Clause 8 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries, in sub-Clause (2), for paragraph (c), the following be substituted:-

"(c) be an officer of the Government or a person from the private sector; and"

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: The Second Amendment is from 28 members, any mover may move it. Since the amendment has not been moved, now the question is:

"That Clause 8 of the Bill as amended do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE-9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from 28 members, any mover may move it. Since the amendment has not been moved, now the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. These amendments are from 28 members, any mover may move it. Since the amendments have not been moved, now the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from 28 members, any mover may move it. Since the amendment has not been moved, now the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE-14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from 28 members, any mover may move it. Since the amendment has not been moved, now the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause-15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. These amendments are from 28 members, any mover may move it. Since the amendments have not been moved, now the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-22

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause-22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-23

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from 28 members, any mover may move it. Since the amendment has not been moved, now the question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-24

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-25

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-26

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-27

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause-27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-28

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-29

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause-29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-30

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause-30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-31

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from 28 members, any mover may move it.

DR SAMIA AMJAD: Sir, I moved

"That in Clause 31 of the Bill…"

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ لوگ احتجاج ختم کر کے House میں واپس آ گئے ہیں؟

DR SAMIA AMJAD: Yes, Sir, I Move:

"That in Clause 31 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries, after sub-Clause (3), the following new sub-Clause (4) be added:-

(4) The report shall be discussed in the Assembly during the next falling session on a date to be fixed by the Speaker under rule 133 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 31 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Industries, after sub-Clause (3) the following new sub-Clause (4) be added:-

(4) The report shall be discussed in the Assembly during the next falling session on a date to be fixed by the Speaker under rule 133 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپوزیشن کو thanks bundle of کہتا ہوں کہ انہوں نے اس amendment کو move کر کے legislation میں participation کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ اس رپورٹ کے بارے میں جب بھی بات ہوئی ہے تو آپ جانتے ہیں کہ ہم نے کئی مرتبہ request کی ہے کہ جو بھی رپورٹ lay کی جائے اس کی discussion کے لئے ٹائم بھی دیا جائے مگر سب سے زیادہ disputed بات ہی یہی تھی کہ اس کو اسمبلی کی discussion میں لانا ضروری سمجھا ہی نہیں جاتا۔یہ سستی روٹی اور اس کی اتھارٹی، جو بن رہی ہے اس میں already آپ کی اپنی reports میں اور آپ کے اپنے چیف منسٹر نے بھی بے ضابطگیوں اور inefficiencies کا ذکر کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم اس چیز کو appreciate کرتے ہیں کہ میاں محمد شہباز شریف نے پنجاب کے لئے سستی روٹی کا جو ایک خواب دیکھا ہے یقیناً یہ ایک بہت بڑی نیک نیتی پر based ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!افسوس صرف اس بات پر ہے کہ جن لوگوں کو ان کا ہاتھ اور بازو بننا چاہئے تھا، چاہے وہ کسی بھی level پر کیوں نہ تھے انہوں نے چیف منسٹر کے اس غریب پرور خواب کو پورا نہیں ہونے دیا اور اس اسمبلی میں اس کی رپورٹ lay کرنے کی جو بات کی گئی ہے اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ اس میں اتنا lose end ہے آپ دیکھیں کہ آٹا فیکٹریوں میں بنتا ہے اس کے بعد وہ آٹا distribute ہوتا ہے۔ملوں سے بھیجی جانے والی آٹے کی بوریاں لکھی زیادہ جاتی ہیں اور بھیجی تھوڑی جاتی ہیں اسی طرح درمیان میں transportation کے لئے جو گدھا گاڑی استعمال ہوتی ہے جو آٹے کو تنور تک پہنچاتی ہے ان کی لائسنس پلیٹیں نہیں ہیں وہ بھی ایک بہت بڑا lacuna ہے۔اس کے علاوہ سستی روٹی کے وزن کو تنور والے کے level پر monitor کرنا اور وہاں پر اس کا audit documentation وغیرہ وہاں پر بھی بہت بڑے lacunas موجود تھے۔ جتنی بڑی رقم اس کے لئے استعمال ہوئی وہ ایک ایک شخص بھی discuss کرے تو وہ کم ہے۔اس کے علاوہ پورے پنجاب کا یہ مطالبہ تھا کہ اگر اتنا اچھا idea حکومت لے آئی ہے تو اسے کامیاب کرنے کے لئے تمام اضلاع کو اس میں شامل کیا جائے جو کہ اب تک نہیں ہو سکا۔اس کے بعد رمضان بھی آرہا ہے اس میں بھی یہ سستی روٹی اور دوسری چیزوں کو take up کرنا ہے لہذا ایسا کرنا کہ ایک ایسا بل پاس کیا جائے جس میں کوئی اسمبلی کو جوابدہ ہی نہ ہو اور جو بھی حساب کتاب اور پوچھ گچھ ہے وہ بالا بالا ہی ہو جائے جیسا کہ انگریزی میں کہتے ہیں کہ:

You can not ask the fox to guard over the eggs and the henhouse and accept that the eggs will not be stolen.

آپ خود ہی اس کے محافظ ہیں، اتھارٹی خود ہی اسے دیکھے گی، خود ہی شکایات سنے گی اور خود ہی سزا دے گی تو چیک اینڈ بیلنس کدھر ہے؟ ہر چیز پر چیک اینڈ بیلنس یہ معزز ایوان ہے۔ اگر اس کی رپورٹ ہی آپ یہاں پیش کرنے کے لئے تیار نہ ہوں یا اس میں اس کو قانون نہ بنایا جائے تو اگر آج ہم ان lacunas کو دور نہیں کرتے تو کل کو جب یہ منصوبہ آگے چلے گا تو اس وقت اس کی جوابدہی اس اسمبلی کے فورم پر نہ ہو سکے گی۔ یہ ایک انتہائی جائز مطالبہ ہے اور جائز ترمیم ہے کہ آپ لوگ اس رپورٹ کو ایوان میں پیش کرنے کے لئے یہاں پر commitment کریں اور اس میں change لائیں۔ Supremacy of Parliament کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔ میں التماس کروں گی کہ اس ترمیم کو آپ نیک نیتی کی بنیاد پر پاس کریں کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ منصوبہ کامیاب ہو اور اس میں جو بے ضابطگیاں اور جو اربوں روپے کا نقصان ہوا ہے جو آپ کو خود پتا ہے جو آپ کے اپنے documents میں ہے اور جو اخباروں میں declare ہوا ہے۔ اس کو دیکھنے کے لئے ہر ممبر اپنے اپنے حلقے میں جائے اور وہاں سے رپورٹ لے جو چیک اینڈ بیلنس کا authorize ہو۔

جناب والا! یہ عام بات نہیں ہے لہذا میری درخواست ہو گی کہ اس ترمیم کو یہ معزز ایوان صرف اس لئے منظور کرے کہ اس میں Supremacy of Parliament مقصود ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! سستی روٹی کے حوالے سے ہم نے بہت سی ترامیم پیش کی ہوئی ہیں۔ ہم یہاں اپنی ترامیم پر بات کرنے کے لئے صرف اس لئے آئے ہیں کہ سستی روٹی تنور تماشے کے اوپر ایوان میں بھی ہماری رائے آجائے اور جیسا کہ اس ترمیم میں کہا گیا ہے کہ:

> The report shall be discussed in the Assembly during the next following session on a date to be fixed by the Speaker.

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کوئی بھی تنور ایسا نہیں ہے کہ جہاں -/2 روپے کی روٹی مل رہی ہو۔ اس وقت جو سستی روٹی کے تنور چل رہے ہیں اس پر قرآنی ایمانی -/3 روپے کی روٹی مل رہی ہے۔ آپ اس وقت اسمبلی کے کیفے ٹیریا میں چلے جائیں یہاں بھی -/2 روپے کی روٹی نہیں مل رہی۔ کیا یہاں

پر غریب ملازمین نہیں ہیں؟ مجھے بتایئے کہ یہاں سستی روٹی کتنے کی مل رہی ہے۔ یہاں اسمبلی میں -/4روپے کی روٹی مل رہی ہے۔ آپ اسمبلی سے باہر نکلیں جہاں تمام ڈرائیور حضرات کھانا کھاتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سستی روٹی کا تنور جہاں پر لگا ہے اس حوالے سے آپ بات کریں اسمبلی میں تو سستی روٹی کا تنور نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: کیا اسمبلی کے ملازمین ضرورت مند نہیں ہیں، کیا یہ سہولت سب کو نہیں ملنی چاہئے، کیا یہ غریب ملازمین نہیں ہیں اور کیا ان کی تنخواہیں کسی بڑے افسر کے برابر ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ repetition نہ کریں۔ آپ صرف ترمیم پر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اسمبلی میں رپورٹ پیش کرنے کے لئے اسی لئے کہا گیا ہے کہ کوئی بھی سستا تنور مجھے بتایئے جہاں پر -/3روپے سے کم کی روٹی مل رہی ہو۔ -/2روپے کی روٹی کا شور شرابا کیا جاتا ہے یہ -/2روپے کی روٹی کس سستے تنور پر مل رہی ہے۔ میں گوالمنڈی کے تنور پر گئی ہوں جو کہ (ن)لیگ کا گڑھ کہلاتا ہے وہاں پر بھی ہر سستے تنور کے اوپر جہاں بینرز تک سجائے گئے تھے وہاں پر بھی -/3روپے کی روٹی مل رہی ہے۔ یہ جو رپورٹ اسمبلی میں جمع کروانے اور زیر بحث لانے کی بات کی گئی ہے وہ بھی اسی لئے کی گئی ہے کہ یہ سب ڈرامہ بے نقاب ہو۔ ہر اجلاس میں اس کی رپورٹ پیش کی جاسکے اور اس کے بعد اسے ہر کوئی discuss کرے کہ فلاں تنور تھا اس میں کتنے کی روٹی مل رہی تھی۔ ویسے بھی تین بجے کے بعد یہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا وقت ختم ہو گیا ہے، اس وقت کے بعد ہم -/4یا -/5 روپے کی روٹی دیں گے۔ ان سارے معاملات کو discuss کرنا چاہئے اور اس کی رپورٹ ہاؤس میں آنی چاہئے۔ یہ بہت اہم کلاز ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ گھر گھر -/2روپے کی روٹی پہنچنی چاہئے۔ اگر آپ نے مخصوص طبقے کو define کر دیا ہے کہ بس یہی سستی روٹی کھائے گا، فلاں تنور پر بس یہی بے چارہ جا سکتا ہے اور باقی عوام کو سستی روٹی کھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ گھر میں بیٹھی ہوئی خواتین جو نصف آبادی ہیں ان کو بھی شاید سستی روٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ رپورٹس یہاں نہیں آنی چاہئیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے جس کلاز میں ترمیم دی ہے کیا آپ نے وہ کلاز پڑھی ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، میں نے پڑھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے کلاز پڑھی ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، میں نے پڑھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں کیا ہے؟ اس میں repetition نہیں ہونی چاہئے اور وہ بات نہیں ہونی چاہئے جس کا تعلق نہ ہو۔ میرا کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اگر وہ پڑھ کر اس پر بات کریں تو بہتر ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! گوالمنڈی کے سستے تنوروں پر بھی -/3 روپے کی روٹی نہیں مل رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں کہہ رہا ہوں کہ کلاز 31 کیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: یہ بل سستی روٹی پر ہے اس پر میں سستی روٹی کے علاوہ کیا بات کروں اور اس میں جتنی Clauses بھی ہیں وہ بھی سستی روٹی کے حوالے سے ہیں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ اتنا زور نہ دیں، انہوں نے ترامیم خود تیار کی ہوں تو ان کو پتا ہو کہ ترمیم کیا ہے۔

جناب سپیکر! دراصل معاملہ یہ ہے کہ یہ پتا نہیں کدھر بھاگے ہوئے تھے پھر ان کو پتا چلا کہ سستی روٹی کا بل پیش ہو گیا ہے اس لئے ان کو پتا ہی نہیں کہ یہ کون سی ترمیم پیش کر رہے ہیں اور کہاں پیش کر رہے ہیں اور اس کے جواب میں کیا کہنا ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے Clause 31 غالباً پڑھی ہی نہیں۔ میں ان کی خدمت میں یہ Clause پڑھ دیتا ہوں۔

31.Annual report.

(1) The Authority shall submit annual report of its activities to the Government at the end of a financial year.

(2) The Authority shall circulate a quarterly report of its activities to all the members in the prescribed manner.

(3) The Government shall lay the annual report of the Authority in the Provincial Assembly of the Punjab.

جناب والا!اب جب یہ رپورٹlay ہو جائے گی تو پھر ان کو کون سمجھائے، قائد حزب اختلاف کو شاید وقت نہیں ملتا کہ اس کے بعد وہunder rule 133 regulate ہو گی۔ یہ جو ترمیم لے کر آئے ہیں تو that is already there in rule 133 اور وہ اس طرح سے ہے کہ:

After the report referred is laid in the House the Speaker shall fix a day for its discussion.

تو یہ چیز پہلے ہی موجود ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اس idea کو سراہا ہے اور کہا کہ سستی روٹی فراہم کرنے کا idea نیک نیتی پر مبنی ہے تو میں اس پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دوسرا اس کی افادیت کو محسوس کرتے ہوئے انہوں نے جو کہا ہے کہ اسمبلی کے ملازمین کو بھی سستی روٹی ملنی چاہئے تو میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ ادھر بھی کوئی جگہ دیکھ کر یہاں بھی کوئی سستی روٹی کا تنور قائم کر دیا جائے تاکہ اسمبلی کے ملازمین بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ یہ رپورٹ بحث کے لئے پیش تو ہو گی لیکن اس پر time fix سپیکر نے کرنا ہے۔ اس کے لئے کسی قسم کی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

"That in Clause 31 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries, after sub-Clause(3), the following new sub-Clause(4) be added:-

(4) The report shall be discussed in the Assembly during the next falling session on a date to be fixed by the Speaker under rule 133 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now the question is:

"That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

CLAUSE-32

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ قانون سازی میں بول ہی نہیں سکتے بے شک آپ rules دیکھ لیں۔ بہت مہربانی۔ Now Clause 32 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Chaudhary, Mrs. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi and Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary. Any mover may move it.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): اسے ہم move نہیں کریں گے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Ok. The amendment has been withdrawn taken back by the Opposition. Now the question is:

"That Clause 32 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-33

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from Ch.

Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Chaudhary, Mrs. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi and Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary.

Since this amendment is substantially identical to the amendment which has been withdrawn by the Opposition, therefore, the same is inadmissible under Rules 106(b) and 198(4) and it is ruled out of order.

Now the question is:

"That Clause 33 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-34

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar

Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Chaudhary, Mrs. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi and Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary.

Since this amendment is also substantially identical to the amendment which has been withdrawn by the Opposition, therefore, the same is inadmissible under Rules 106(b) and 198(4) and it is ruled out of order.

Now, the question is:

"That Clause 34 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-35

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Chaudhary, Mrs. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi and Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary.

Since this amendment is also substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is inadmissible under Rules 106(b) and 198(4) and it is ruled out of order.

Now, the question is:

"That Clause 35 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

ADDITION OF NEW CLAUSE-36

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Addition of new Clause 36 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Chaudhary, Mrs. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi and Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary. Any mover may move it.

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I move:

> "That after Clause 35 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries, the following new Clause 36 be added:-
>
> "**36. Removal of difficulties:-** If any difficulty arises in giving effect to any provision of this Act, the Government may give such directions as it may consider necessary for removal of such difficulty."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That after Clause 35 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries, the following new Clause 36 be added:-

"**36. Removal of difficulties:-** If any difficulty arises in giving effect to any provision of this Act, the Government may give such directions as it may consider necessary for removal of such difficulty."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): میں اس پر بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں amendment دینے کا مقصد ہمارا یہ ہے کہ difficulties تو کسی بھی distribution یا infrastructure میں اس کی execution کے لئے آتی رہتی ہیں۔ اگر یہ پروگرام نیک نیتی کے ساتھ اس کے صحیح stakeholders یا جتنے بھی اس کے users ہیں اُن تک پہنچانے کے لئے ہے تو ظاہر ہے کہ جیسے جیسے یہ بڑھے گا اور جیسے جیسے اس کی طلب زیادہ ہو گی تو اس کے infrastructure کو بھی بڑھانا پڑے گا اور جب infrastructure بڑھانا پڑے گا تو اس کے لئے حکومت پنجاب کو سارا کا سارا difficulties removal system اس ہاؤس کے ذریعے یا پھر حکومت کی inherited powers کے ذریعے کرنا چاہئے۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ تمام صوبے کے 371 میں سے تقریباً 350 کے قریب حکومت کے ممبران یہاں پر موجود ہیں اس کے باوجود مرکز سے ایک عباسی صاحب کو لے کر یہ سارا سسٹم ان کے handover کیا گیا ہے اس لئے وہ difficulty remove نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ اپنی ذمہ داریاں وہاں مرکز میں نبھائیں گے یا یہاں پنجاب کے اندر آ کر سنبھالیں گے۔ اس کے لئے بعض اوقات وہ کبھی ہیلی کاپٹر مانگتے ہیں اور کبھی کچھ مانگتے ہیں لیکن پھر بھی وہ اپنے تئیں کر رہے ہیں اور ہم ان کی efforts کو appreciate کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ difficulties removal کے اوپر زیادہ focus ہونا چاہئے کیونکہ difficulties ابھی بھی موجود ہیں لیکن اس پر focus نہیں کیا جا رہا،

صرف اس کے network کو پھیلانے پر کیا جا رہا ہے، network کو پھیلانے کے لئے identification of the location بہت ضروری ہے اور identification of location ہو نہیں پا رہی۔ یہ difficulty اس لئے ہے کیونکہ identification of location زیادہ تر لاہور کے اندر مرکوز ہے لہذا میری یہ گزارش ہو گی کیونکہ ہم حکومت کو suggest کر رہے ہیں کہ ہماری درج ذیل amendment کو اس Bill کا حصہ بنایا جائے تاکہ اس کے لئے بہتر طور طریقے سے چلنے کے امکانات پیدا ہوں۔ شکریہ

> If any difficulty arises in giving effect to any provision of this Act, the Government may give such directions as it may consider necessary for removal of such difficulty.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج جب قائد حزب اختلاف نے یہ amendment پیش کی ہے اور سستی روٹی پر اپنی speech میں جس درد اور محبت کے ساتھ اپنی conviction کا اظہار کیا ہے کہ بھئی! اس کا اندازہ کر لیں اور ذرا دیکھ بھال لیں تاکہ اس کے راستے میں کوئی difficulty نہ آئے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد دیتا ہوں اور ان کی wisdom کو بھی appreciate کرتا ہوں کہ جتنی بھی مشکلات آئیں تو وہ ہر بار یہی کہتے تھے کہ سستی روٹی غریب آدمی تک پہنچانے کی سہولت کا ہر کوئی قائل ہے۔ یہ صرف اور صرف political points scoring ہو رہی ہے اس لئے میں اپنے ارادے اور اپنے عزم سے قطعی طور پر پیچھے نہیں ہٹ سکتا اور میں نے ہر قیمت پر سستی روٹی کی سہولت غریب لوگوں تک پہنچانی ہے۔ اگر اس میں کسی جگہ پر کوئی گڑبڑ ہے، کسی جگہ پر کوئی کرپشن ہے تو وہ یہ کہتے تھے کہ کرپشن تو ہر جگہ اور ہر محکمے میں ہے تو پھر باقی ڈیپارٹمنٹ کو بند کرنے کا کیوں نہیں کہہ دیا جاتا۔ غریب کے لئے سستی روٹی کی سہولت کو بند کرنے کا کیوں کہا جاتا ہے؟ میں اپوزیشن لیڈر کو یہ یقین دہانی کرواتا ہوں کہ آپ فکر نہ کریں پہلے بھی بڑی مشکلات آئیں، انہیں بھی اور اگر اب بھی کوئی مشکل آئے گی تو میاں محمد شہباز شریف کے غریب آدمی کو سہولت پہنچانے کا عزم صمیم انشاء اللہ تعالیٰ ہر مشکل کو دور کرے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is

"That after Clause 35 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on industries, the following new Clause 36 be added:-

"36. Removal of difficulties.- if any difficulty arises in giving effect to any provision of this Act, the Government may give such directions as it may consider necessary for removal of such difficulty."

(The motion was lost)

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 36 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now , Clause 2 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab Khan, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch., Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Col (R) Muhammad Abbas Chaudhary.

Since the first amendment is substantially identical to the amendments which have been lost therefore the same is inadmissible under rule 1 or 6 (b) and 198 (4) and it is ruled out of order.

The second amendment is also from the same 28 members. Any mover may move it.

MRS. AMNA ULFAT: Sir I move:

"That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries for sub Clause (k), the following be substituted :.

"(k) "subsidize flour". means the flour provided by the Government to an owner of a Tandoor or hotel for manufacturing and sale of Sasti Roti;".

MR.DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries for sub Clause (k), the following be substituted:-

"(k) "subsidize flour". means the flour provided by the Government to an owner of a Tandoor or hotel for manufacturing and sale of Sasti Roti;".

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جب subsidize flour کی بات کی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہونا چاہئے کہ آٹے پر اتنی بڑی سبسڈی صرف specific تنور مالکان کو ہی categorize کر کے ہی دی گئی ہے کہ صرف ان لوگوں کو ہی آٹا ملے گا جس سے ہمیں کلی طور پر اختلاف ہے۔ ہمیں تو بنیادی طور پر اس subject سے ہی اختلاف ہے کیونکہ اگر subsidize کرنا ہی ہے تو اس پورے آٹے کو کیا جائے جو ہر گھر جا

رہا ہے اور اس Clause کو شامل کرنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ صرف یہ نہیں ہونا چاہئے کہ چند specific لوگوں کو ہی نوازنا شروع کر دیا ہے اور وہ اس کا جائز اور ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں بلکہ حقیقتاً تو ہونا یہ چاہئے کہ ہر گھر میں سستا آٹا جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میری بڑے ادب کے ساتھ درخواست ہے کہ ترمیم propose کرنے کا بنیادی طور پر مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ آپ اس میں اور اس میں فرق بتائیں کہ آپ یہ propose کیوں کر رہے ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ انہوں نے یہاں یہ mention نہیں کیا ہوا کہ تنور اور ہوٹل تو ہوٹل کے بارے میں ہم نے کہا کہ کم از کم اسے describe کریں کہ جن جن ہوٹلوں میں سستی روٹی فراہم کرنی ہے۔ اس ترمیم کو اگر یہاں پر شامل کر لیا جائے کیونکہ میں نے کیفے ٹیریا کا بھی ذکر کیا تھا اور بہت ساری جگہیں اور ہوٹلز بھی ہیں جہاں غریب لوگ روٹی کھا رہے ہوتے ہیں تو ایسے ہوٹلز کو بھی شامل کر لیا جائے۔ کیا ان ہوٹلوں پر غریب لوگ کھانا نہیں کھاتے لہذا ان ہوٹلوں کو بھی define کر کے انہیں بھی شامل کیا جائے۔ مقصد یہ ہے کہ ہر ایسی جگہ پر وہ آٹا یا سستی روٹی پہنچنی چاہئے جہاں پر ضرورت ہے۔ صرف چند لوگوں کو ہی ناخدا نہ بنا دیا جائے یا وہ لوگ جن کے اوپر کچھ احسانات کرنے ہیں یا جنہیں کچھ نہ کچھ فراہم کرنا ہے اور مقصد اپنے ہی لوگوں کو نوازنا نہ ہو بلکہ تمام ہوٹلز اور تمام ایسے سستے تنور اور غریب لوگوں کے رہنے والے تمام ایسے مقامات پر بھی اس کا اہتمام کیا جائے تاکہ وہ بھی اس سے مستفید ہو سکیں اور اس کا مقصد یہی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہوٹل سے مراد کون سے ہیں ون سٹار، ٹو سٹار، تھری سٹار، فور سٹار؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے ابھی آپ کے سامنے define کیا ہے کہ جیسے کیفے ٹیریا ہے تو کیا یہاں پر غریب لوگ روٹی نہیں کھاتے تو کیا وہاں پر سستی روٹی کی ضرورت نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے لوگوں کی سہولت کے لئے تنور identify کر کے subsidize آٹا فراہم کیا ہے تو میں آپ کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جن لوگوں کے لئے یہ تنور بنائے گئے ہیں

تو غریب کے ہوٹل لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ آپ سڑک پر چلتے جائیں، ہائی وے پر چلتے جائیں جہاں پر ٹرک ڈرائیور اور دوسرے لوگ ان ہوٹلوں سے کھانا کھاتے ہیں۔ میں پی سی یا آواری ہوٹل کی بات نہیں کر رہی بلکہ ہم لوگ یہ چاہتے ہیں کہ نہ صرف تنور کہا جائے بلکہ وہ ہوٹل جو تھوڑے پیسوں اور کم قیمت پر روٹی فراہم کرتے ہیں جہاں سے ورکنگ کلاس والے لوگ اپنے دفاتر سے نکل کر ان کھوکھوں اور چھوٹے ہوٹلوں پر جا کر کھانا کھاتے ہیں تو وہاں پر بھی یہ subsidized آٹا پہنچایا جائے۔

جناب سپیکر! آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ subsidized آٹا کے نام پر ہونے والی کرپشن کی وجہ یہی تھی کہ جو تنور یا جہاں پر یہ سستی روٹی مہیا کی جانی تھی تو انہوں نے ہی کوشش کی کہ جس طرح مرضی ہو وہ subsidized آٹا خریدیں اور اس آٹے کو حکومت نے ان تک پہنچانا تھا تو تنور اور چھوٹے ہوٹل مالکان میں اس آٹے کی خریداری پر ایک competition چل گیا اور چھوٹے ہوٹل والے ایک نئی دوڑ میں ملوث ہو چکے ہیں۔ لاہور شہر کو ہی لے لیں جہاں پر وہ subsidized آٹا حاصل کرنے کے لئے رشوت بھی دیتے ہیں اور اسی طرح جہاں یہ point out ہوا تھا کہ subsidized آٹا میں اربوں کا نقصان ہوا ہے تو اس کی وجہ یہی تھی کہ ہوٹل والے بھی اس دوڑ میں شامل ہو گئے لہذا یہ اتنی unlogical بات نہیں ہے۔ صرف تنوروں پر subsidized آٹا دینے سے ہوٹل والے کرپشن پر آمادہ ہو سکتے ہیں اور وہاں پر ایک بہت بڑا lacunal پیدا ہوتا ہے جس سے حکومت کے لئے ایک مشکل پیدا ہوتی ہے جسے وہ کنٹرول نہیں کر سکتی کیونکہ ظاہر ہے کہ تنور designated نہیں ہیں، وہ بھی آپ نے rule out کر دیا۔ ہم نے کہا کہ آپ designated تنور لکھیں وہ بھی rule out کر دیا کہ جی یہ unimportant ہے۔ جب آپ identify ہی نہیں کر سکتے کہ کون سے تنوروں پر subsidized آٹا جائے گا۔ آپ یقین کریں کہ TCS کے ذریعے بھی وہاں آٹا گیا ہے یعنی -/2 روپے کی روٹی پر TCS کا کرایہ بھی تھا تو یہ باتیں اس وقت ہوئیں جب subsidized آٹا حاصل کرنے کی دوڑ شروع ہوئی اور اس دوڑ میں قانونی یا غیر قانونی طور پر وہ ہوٹل مالکان بھی شامل ہو گئے جو یہ چھوٹا بزنس کرتے ہیں اور روزانہ گھر سے کھانا پکا کر سستے داموں پر لوگوں کو بیچنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہماری استدعا ہے کہ جہاں آپ تنوروں پر subsidized آٹا دے رہے ہیں تو وہاں پر آپ چند designated ہوٹلز کو بھی اس میں شامل کیا جائے تاکہ سستے آٹے کی چوری، سمگلنگ اور mismanagement check ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے تو آج سستی روٹی کے عشق میں مبتلا اس اپوزیشن کے خیالات کو سن کر بڑا افسوس ہو رہا ہے اور ہم تو ایسے ہی ان کی لیڈر شپ کے بیانات کے اوپر لگے رہے اور ہم نے انہیں onboard نہیں لیا تو ہمیں یہ چاہئے تھا کہ انہیں ساتھ بٹھاتے اور سستی روٹی کے انتظامات میں بھی انہیں شریک کرتے اور اس بل کی تیاری میں بھی انہیں شریک کرتے کیونکہ ان کے اندر تو غریب آدمی کو سستی روٹی پہنچانے کے لئے اتنا ہی درد ہے۔ غریب آدمی کو سستی روٹی پہنچانے کے لئے جتنا وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے دل میں ہے۔ میں انہیں آج ہی یہ خیالات پہنچاؤں گا۔ جہاں تک ان کی اس amendment کا معاملہ ہے تو اس میں میری ان سے یہ گزارش ہے کہ اگر یہ J,K اور I تینوں کو اگر ملا کر پڑھیں تو یہ سارا concept clear ہو جاتا ہے۔

(j) "Sasti roti" means a Tandoor roti sold at subsidized rate under the Act at a Tandoor;

(k) "subsidized flour" means the flour provided to an owner of a Tandoor for manufacture and sale of Sasti Roti;

(l) "Tandoor" means a Tandoor or plant established for making Tandoor roti and declared as Tandoor by the Authority;

اس میں اگر ہم ہوٹل کا لفظ شامل کریں تو پھر تو three star, four star اور five star ہوٹل بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے تنور کا لفظ ہے، اگر آپ ان کلازز کو ملا کر پڑھیں تو concept clear ہے۔ ویسے بھی اس سے پہلے یہ ایک ایگزیکٹو آرڈر تھا اب تو اس سکیم اور اس بل کو اس معزز ہاؤس کی ownership حاصل ہو گی جو کہ اب ایکٹ بننے جا رہا ہے۔ اس میں اپوزیشن always welcome ہے اگر کسی بھی کلاز یا سیکشن میں یہ amendment لانا چاہیں اور بہتری لانا چاہیں تو ان کو ہمیشہ most welcome کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Industries, for sub-Clause (K), the following be substituted:-

(K) "Subsidized flour" means the flour provided by the Government to an owner of a Tandoor or hotel for manufacturing and sale of Sasti Roti;"

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration there is an amendment in it the amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Ms Samina Khawar Hayat. Ms Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Ms Qamar Aamir Chaudhary, Ms Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi, Col(Red) Muhammad Abbas Chaudhary, any mover may move it.

DR SAMIA AMJAD: Sir, I move:

"That in Clause 1 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Industries in sub-Clause 1 for the Words "Sasti Roti" Authority Act 2010 appearing in lines 1 and 2 the words "Peoples right to low price and quality bread authority act 2010" should be substituted. "

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 1 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Industries in sub-Clause 1 for the Words "Sasti Roti" Authority Act 2010 appearing in lines 1 and 2 the words "Peoples right to low price and quality bread authority act 2010" should be substituted. "

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Sir, I oppose

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں پہلے دن سے ہی یہ کہتی چلی آ رہی ہوں اور budget speeches میں بھی میں نے یہ بات کہی تھی کہ ہمیں بڑا فخر تھا کہ ہمارے چیف منسٹر ایک industrialist ہیں۔ جب یہ انڈسٹری لگائیں گے تو ان کا دنیا میں بھی نام ہو گا لیکن انہوں نے انڈسٹری میں "سستی روٹی" کی انڈسٹری کو ترجیح دی۔ یہ لفظ "سستی روٹی" کوئی انٹرنیشنل زبان میں، باہر کی زبان میں یا انگریزی زبان میں سمجھا نہیں جا سکتا۔ سستی روٹی لفظ کو pronounce کرنا بھی عجیب ہے وہ لوگ شاید اس کو "ساسٹی راوٹی" کہیں گے لیکن pronunciation کر کے بھی یہ ایک غیر زبان اور عجیب و غریب سا لفظ سمجھا جائے گا۔ اس کو نہ تو dignity ملے گی جتنا پیسا انہوں نے "ساسٹی راوٹی" پر خرچ کیا۔ (قہقہہ)

جناب والا! اس وقت تضحیک کرنا میرا مقصد نہیں ہے۔ میں نے کبھی بھی یہ لائن نہیں لی۔ آپ خود سوچیں کہ جب بھی کوئی یہ نام لے گا کہ میاں محمد شہباز شریف نے ایک انڈسٹری لگائی تو اس میں اگر یہ آتا کہ quality bread at a proper price یا low price quality bread ہوتا تو پوری دنیا کو سمجھ آتی کہ اس شخص نے کیا سوچا ہے۔ سستی روٹی کہنا ہی ایک degrading لفظ ہے۔ جو بندہ کھائے گا وہ کہے گا کہ "میں تے سستی روٹی کھادی اے" اس میں عزت نفس اور کوئی بھی نیک نامی کا پہلو نظر نہیں آتا۔ اگر پاکستان میں بھی کوئی بندہ عام زبان بولے گا تو لفظ کی ایک خوبصورتی، مطلب اور respect اس لفظ "سستی روٹی" میں نہیں ہے۔ یہ انسان کو lower level پر لے جاتا ہے اور degrading level پر لے جاتا ہے۔ "مفت دی روٹی کھاندا اے، سستی روٹی کھاندا اے" یہ وہ لفظ ہیں جو باقاعدہ ایک تذلیل کے

معنی میں بھی آتے ہیں۔ اگر آپ اسی کو bread low price quality کہیں تو اس میں کیا خوبصورتی آجاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ low price کا اردو ترجمہ کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!" سستی "تو ایک باقاعدہ بُرا لفظ ہے، کم قیمت، میرا کہنے کا مقصد ہے کہ اگر آپ اپنے اتنے بڑے پراجیکٹ کو کسی اچھے title سے پکاریں تو اسی میں آپ کی عزت ہے۔ ایک طرح سے آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ " ٹکے دی روٹی،-/2روپے دی روٹی "میرا کہنے کا مقصد ہے کہ اربوں روپے کا یہ پراجیکٹ ہے جس کو priority دی جا رہی ہے۔ میں معذرت کر رہی ہوں کہ میرا گلا آج خراب ہے اور یہ آپ کی خوش قسمتی بھی ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، No cross talk, no cross talk۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ازراہ نوازش یہ طنز و مزاح کا پروگرام نہ بنائیں۔ اس کی فلاسفی جو میں آپ تک پہنچانا چاہتی ہوں یہ وہی بات ہے کہ اس ایوان میں بھی خوش زبانی کا رواج پڑے۔ اگر آپ نے کسی دوسرے کی weakness کو بھی point out کرنا ہے تو کسی ایسے طریقے سے کریں کہ دوسرے کو تکلیف نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ذرا amendment کی طرف آئیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: رواج یہی ہے کہ ایک اتنا بڑا پراجیکٹ جو اربوں روپے کا ہے جس کے پیچھے ایک چیف منسٹر کی پوری زندگی کی فلاسفی ہے، میاں محمد شہباز شریف کی سوچ ہے، ان کی دل اور من کی اچھائی ہے، ان کی لوگوں کے ساتھ نیک نیتی ہے اور اس کا نام " سستی روٹی "رکھنا میرا خیال ہے کہ ان کے شایان شان ہرگز نہیں ہے۔ آپ اس پراجیکٹ کو ایک dignify نام سے لے کر چلیں تو اس میں آپ کی اپنی

نیک نامی ہو گی۔ لوگ کہتے ہیں کہ "سستے تنور تے چلا اے" یہ ایک کلاس within class create کرنا وہ بھی کھانے پر اور روٹی پر۔ اگر اس کے اندر بھی ایک کلاس سسٹم شروع کر دیں تو یہ ایک زیادتی ہی نہیں بلکہ آپ کی اپنے ساتھ ناانصافی ہو گی۔ ہم جہاں اس میں نیک نیتی کے ساتھ criticism کے ساتھ آئے

ہیں وہاں پر ہمارا یہ خیال ہے کہ اس بل کے title کو تبدیل کر کے low price quality bread رکھا جائے۔ "سستی روٹی" میں چھان بورا بھی ہو سکتا ہے، کیڑے بھی ہو سکتے ہیں، پرانی روٹی ہو سکتی ہے، پسا ہوا آٹا ہو سکتا ہے اور ملاوٹ ہو سکتی ہے۔ جب آپ اس کو quality bread کہیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ گورنمنٹ نے یہ seal لگا دی کہ نہ صرف ہم ایک quality bread دے رہے ہیں بلکہ اس کی price کو subsidized کر کے ایک اچھے rapper میں باندھ کے package دے رہے ہیں۔ اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس کلاز میں basically جو ایک بات self respect کی آجاتی ہے، انا کی، خودداری کی اور خودداری کے تقاضے پورے کرنے کے حوالے سے اس میں، میں بات کروں گی کہ title بہت mater کرتا ہے۔ ان titles کی وجہ سے طبقات کی تقسیم بھی ہوتی ہے۔ اب ایک سستی روٹی تنور declare کر دیا گیا ہے۔ اب کیا ہو گا کہ ایک لیبر کلاس define ہو جائے گی اور ایک امیر طبقہ جو پہلے ہی branded چیزیں کھا رہا ہے اور پہن رہا ہے تو وہ یہ branded class اور ایک لیبر کلاس کا ہم آغاز کر رہے ہیں اور اس کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمیں title کے اوپر بہت سوچ سمجھ کر فیصلے کرنے چاہئیں۔ Title سے ہی مفہوم بھی واضح ہوتا ہے۔ اب اس طبقاتی تقسیم میں ہم جس برائی کی بنیاد رکھنے جا رہے ہیں اگر اس کی deep میں جائیں تو اس کے کیا facts ہوں گے۔ جب بھی ہم کوئی غلط پالیسی کا آغاز کرتے ہیں یا غلط بات کرتے ہیں تو اس کے اپنے affects جو ہوتے ہیں وہ پانچ سال یا دس سال بعد نظر آتے ہیں اور اسی سے طبقاتی تقسیم اور پھر احساس کمتری ظاہر ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! لیبر کلاس پہلے ہی احساس کمتری کا شکار ہے۔ ایک کلاس جو high gentry ہے وہ پہلے ہی branded چیزیں استعمال کرتی ہے اور اس سے اوپر آسمان کی طرف جا رہی ہے اور اس کے مقابلے میں ہم ایک لیبر کلاس کے لئے سستی روٹی تنور کا بھی آغاز کر رہے ہیں اور اس کا title بھی ہم نے "سستی روٹی تنور" رکھ دیا۔ اس کا نام کوئی ایسا تجویز کیا جائے اور ضروری نہیں جو ہم کہہ رہے ہیں یہی رکھیں پھر اگر آپ اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں گے کہ یہاں صرف مزدور نے سستے تنور سے کھانا کھانا ہے اور مڈل کلاس اس میں فارغ کر دی گئی جو گھروں میں بیٹھی ہوئی جسے گھر میں روٹی پکانی ہے، اس

کے گھر میں بیٹھے ہوئے -/2 روپے کی روٹی نہیں پک رہی اور وہ بے چاری لیبر کلاس جو کہ یہ ہر حال ہی میں لیبر کلاس ہے اور یہ سستے تنور پر ہی جائے گی۔ مقصد جو ہے پوسٹ طبقاتی تقسیم کے خلاف ہے جس سے ہم ایک لیبر کلاس کو مزید ایک اچھوت بنانے جا رہے ہیں۔ میری التماس یہ ہے کہ اگر دیکھا جائے تو اس کے بڑے گہرے اور دوررس نتائج نکلیں گے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ لوگوں کے ذہنوں، رویوں اور کردار کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی training کرے۔(قطع کلامیاں)

MR.DEPUTY SPEAKER: Order in the House.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! علامہ اقبال نے ایسے ہی نہیں کہا تھا کہ:

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی
نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

جناب سپیکر! اس کا مقصد کیا ہے کہ یہ شاہین ہیں اور یہ لوئر کلاس نہیں ہے، یہ لیبر کلاس نہیں ہیں اور ان کے ذہن کو آپ دولت سے تقسیم نہ کریں۔ ان کی تربیت بھی حکمرانوں کے حصے میں آتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں اس amendment پر short statement دے کر اس کلاز کو ختم کرنا چاہوں گی۔ اصل میں "سستی روٹی" دے کر اس کے نام سے اس amendment میں جو بار بار ذکر ہو رہا ہے ہم عوام کو بھکاری بنا رہے ہیں جیسا کہ آپ دیکھیں کہ ہم اربوں روپے کی سبسڈی روٹی پر دے رہے ہیں اور ہم کیوں نہ گندم پر سبسڈی دیں تاکہ آٹا سستا ہو جائے اور ہر گھر میں ایک سہولت چلی جائے بجائے کہ ہم سستی روٹی جس کو بار بار discuss کر رہے ہیں جس کا میری ساتھی نے ابھی نام لیا ہے جو میں ٹیڑھا کر کے بھی نہیں لے سکتی، وہ صحیح کہہ رہی تھی بجائے ہم یہ کہیں کہ "ڈی جی سستی روٹی" سیکرٹری سستی روٹی" منسٹر سستی روٹی" کیا افسروں کے ساتھ نام لگایا جا رہا ہے

اور لیبل لگایا جارہا ہے تو بجائے ہم عوام کو بھکاری بنانے کے، عوام کو اس قابل کیوں نہ کر دیا جائے کہ روٹی اگر -/50روپے کی بھی ہو تو وہ اس کو خرید سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! وہ کہتے ہیں کہ سچ وہ جو سر چڑھ کر بولے، میاں محمد شہباز شریف کی نیک نیتی جو بھی آج اپوزیشن کے سر پر چڑھ کر بول رہی ہے اور مجھے تو یہ لگتا ہے کہ اپوزیشن کا وہ حال ہو گیا ہے کہ:

رانجھا رانجھا کر دی نی میں آپے رانجھا ہوئی

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر کیا عزت بنے گی آپ کی، ان کو آپ کیسے کہیں گے، ان کو نام لینا نہیں آئے گا وہ کہیں گے "ششتی روٹی" بھائی! ہم ان کے لئے نہیں بنا رہے ہیں جو سستی روٹی کو ششتی روٹی کہتے ہیں، ہم ان کے لئے بنا رہے ہیں یہ سستی روٹی سکیم، میاں محمد شہباز شریف نے ان غریبوں کے لئے شروع کی ہے جو سستی روٹی کو جانتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ:

پیٹ نہ پائیاں روٹیاں تے سبھے گلاں کھوٹیاں

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ ان کے لئے سستی روٹی ہے اور یہ ان کے لئے نہیں ہے جن کو سستی روٹی کا نام لینے میں دقت پیش آئے گی۔ سستی روٹی کا نام معروف ہے اور اس کے پیچھے نیت نیک ہے جس کی آپ کی اپوزیشن بھی قائل ہے اور مجھے تو آج سستی روٹی کی نیک نیتی کو اور سستی روٹی کے درد کو محسوس کرتے مجھے تو یہ لگتا ہے کسی دن ایسا ہو گا کہ ظہور الٰہی روڈ پر یہ اپنی قیادت کے سامنے یہ اپوزیشن بیٹھی ہو گی اور وہاں پر میاں محمد شہباز شریف کی نیک نیتی کے نعرہ لگانے شروع کرے گی اور وہاں پر پتا نہیں کیا ماحول بنے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

MR.DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause (1) of the Bill as recommended by the Standing Committee on Industries in sub-Clause (1) for the words "Sasti Roti authority act 2010" appearing in lines 1 and 2 the words "people right to low price and quality Bread authority act 2010" be substituted."

(The motion is lost)

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause (1) of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Preamble of the Bill is under consideration, there is an amendment in it. The amendment is from Ch Zahir-Ud-Din Khan, Mr Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamir Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col. (Retd)Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal. Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi.

Since this amendment is substantially identical to the amendments which have been lost. Therefore, the same is inadmissible under rules 106 Clause sub-Clause B and 198 sub-Clauses 4 and it is ruled out of order. Now, the question is:

"That the preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR.DEPUTY SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایوان میں کورم نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا ہے۔ کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جی، لاء منسٹر صاحب!

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: اب خوش ہو۔

DR. SAMIA AMJAD: Thank you.

محترمہ آمنہ اُلفت: کورم تو ہم نے پورا کروایا ہے۔ ہم نے ان کو بُلایا ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: No cross talk. Yes, Minister for Law and Parliamentary Affairs!

مسودہ قانون سستی روٹی اتھارٹی مصدرہ2009

(۔۔۔جاری)

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Mr Speaker, I move,

"That the Sasti Roti Authority Bill 2009, as amended be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is

"That the Sasti Roti Authority Bill 2009, as amended be passed."

The motion moved and the question is

"That the Sasti Roti Authority Bill 2009, as amended be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے سستی روٹی زندہ باد کی نعرہ بازی)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایک منٹ دے دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ کا mike on کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اپنی تمام تر طاقت لگا کر اس وقت صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں خادم اعلیٰ کے خادم اعلیٰ رانا ثناء اللہ کو آج compliment دینا چاہتی ہوں کہ واقعی یہ اپنے خادم اعلیٰ کے سب سے بڑے خادم اعلیٰ ہیں جو ان کی ہر لفظ میں تعریف کرتے ہیں اور ان کی گڈی چڑھائی ہوئی ہے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! یہ جان گئے ہیں کہ اُن کی گڈی چڑھی ہوئی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری بات سُن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Leader of the Opposition بات کر لیں۔ ان کے بعد آپ بات کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! کل جب آپ Chair فرما رہے تھے تو اس وقت ہم بائیکاٹ پر تھے تو کل کی legislation میں ایک irregularity ہوئی ہے۔ میری دانست میں کل کی legislation اور partially آج کی legislation جو ہے وہ illegal ہے۔ جب amendments آئی ہوتی ہیں کوئی بیٹھا ہو یا نہ بیٹھا ہو تمام کے نام پڑھے جاتے ہیں اور اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ not present, not move کل بالکل یہ procedure adopt نہیں کیا گیا۔ آج اس میں تھوڑی سی amendment کرنے کے بعد since 28 persons have moved لکھا گیا یہ sufficient نہیں ہے۔ آپ تمام کی تمام traditions دیکھ لیجئے گا۔ History of the Assembly اٹھا لیجئے کیونکہ This rules اس کی وجہ سے and the precedents also. Assembly is being run by the traditions allow کرتے ہیں، traditions ہیں اور نہ ہی precedents ہیں۔ اس میں یہ پڑھے نہیں گئے آپ اپنی ruling کے ذریعے ہی طے فرما لیجئے گا آپ کا کہا ہم مانیں گے لیکن میری دانست میں یہ defective ہے اور یہ legislation جو ہے یہ pass نہیں ہوئی۔ یہ غلط ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ گزارش کروں گی یہ اتنے important Bills and amendments ہوتی ہیں جب ہم کورم point out کرتے ہیں تو رانا ثناء اللہ صاحب ترلے کر کے اپنے ممبران کو یہاں بٹھاتے ہیں نہ یہاں کوئی منسٹر موجود ہے۔ یہ حکومت کی دلچسپی کا عالم دیکھ لیں۔

دوسری میں یہ گزارش کروں گی کہ مجھے اپنے قائدین پر فخر ہے ظہور الہیٰ روڈ پر، ہمیں باعزت طریقے سے کرسیوں پر بٹھایا جاتا ہے نہ کہ رائیونڈ میں ہمیں جوتے پالش کرنے والے جو ہمیں ان کے قصے کہانیاں پتا لگتے ہیں ہمیں فخر ہے۔۔۔(شور وغل)

چودھری ندیم خادم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Personal attack نہ کریں۔ میں اس طرح کی بات کو بالکل آگے نہیں چلنے دوں گا۔ ندیم خادم صاحب پلیز! تشریف رکھیں۔ یہ شیخ علاؤ الدین صاحب نے ایک تحریک التوائے کار

move کی تھی۔ اس کے اوپر شیخ علاؤالدین بحث کا آغاز کریں دیگر جو مقرر تقریر کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوادیں۔ معزز اراکین کی اطلاع کے لئے دوبارہ عرض ہے کہ اس بحث کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت دو گھنٹے کا ہے۔ جو شیخ علاؤالدین صاحب کے بعد بات کرنا چاہتا ہے وہ اپنے نام مجھے بھجوادے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ جناب۔ میری جو تحریک التوائے کار ہے یہ ان NGOs کے بارے میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے آپ وہ motion پڑھ دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار دوبارہ پڑھی جائے گی یا صرف وہی حصہ پڑھا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صرف وہی حصہ پڑھا جائے گا۔

SHEIKH ALA-UD-DIN: Sir, I move:

"That the Assembly do now adjourn."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Assembly do now adjourn." Sheikh Sahib now start.

بحث

تحریک التوائے کار بر موضوع پنجاب میں این جی اوز کی مشکوک سرگرمیوں پر بحث

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میری یہ تحریک NGOs کے بارے میں تھی اور ایسی NGOs کے بارے میں تھی جن کی سرگرمیاں بہت مشکوک ہیں جن کے پاس لاکھوں ڈالر باہر سے آرہا ہے اور ان کا کوئی ground work نہیں ہے۔ میں نے یہ تحریک التوائے کار دو تین ایسی مثالوں کو سامنے رکھ کر دی تھی جیسے Smile Again ایک NGO ہے جو کہ ان عورتوں اور بچیوں کے لئے بنائی گئی تھی جن کے چہرے پر تیزاب ڈال دیا جاتا ہے۔ اس کی جو کچھ کارکردگی ہے وہ انتہائی غلط ہے اور اس نے

donors سے پیسا لے کر ایسا کوئی کام ground پر نہیں کیا۔ یہاں تک کہ ہسپتال بنانے کے لئے جو پیسا لیا وہاں پر بھی اب تک سوائے چار دیواری کے کچھ نہیں ہوا اور یہ کروڑوں روپیہ اس طرح سے ضائع ہوا۔ میں حکومت کی توجہ مبذول کروانا چاہتا تھا کہ NGOs کی رجسٹریشن نہایت اہم stage ہے اور رجسٹریشن کو اتنا آسان کر دیا گیا ہے جو کہ نہیں ہونا چاہئے اور اس میں کسی بھی ایسے آدمی یا کسی بھی ایسی شخصیت کا ہونا ہمیشہ کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے۔ جس کی اپنی شخصیت متنازعہ ہو یا کسی اور ملک سے کوئی ایسا تعلق ہو جو ہمارے ملک کے لئے خطرناک ہو۔

جناب سپیکر! NGOs کے پاس جو facilities ہیں، گاڑیاں ہیں، گھر ہیں یا یہ جو privileges استعمال کر رہے ہیں اس کا پنجاب حکومت کو نوٹس لینا چاہئے۔ پنجاب حکومت ہر سال، جس کو یہ آڈٹ کہتے ہیں کہ ہم آڈیٹرز سے آڈٹ کروا دیتے ہیں۔ آپ بھی جانتے ہیں پانچ ہزار سے پندرہ بیس ہزار آڈٹ فیس ہے وہ کوئی بھی مہر لگوا کر آڈٹ کروا سکتا ہے۔ اس معاملے کی اہمیت اس لئے بھی اب بہت ضروری ہو گئی ہے کہ کیری لوگر بل کے اندر NGOs کے کردار کے لئے باقاعدہ دو تین پیرے دیئے گئے ہیں کہ یہ پیسا NGOs کو دیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ پاکستان کے لئے خطرناک ہے اگر ان NGOs کو کنٹرول نہ کیا گیا اور یہ پیسا اسی طرح آتا رہا تو یہ پیسا کہیں نہ کہیں اور لگے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اپنے جو مفادات ہیں اس کے خلاف لگے گا۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ مختاراں مائی نے جو NGOs بنائی اس کے اوپر جتنے اعتراضات ہیں ان کو آج تک صرف اس لئے bulldoze کیا جاتا رہا کہ Donor Agencies ہیں ان کے اپنے مفادات ہیں اور [*****] وہ ہم سے کوئی ڈھکا چھپا نہ ہے۔ میری صرف یہ استدعا ہے کہ ان تمام NGOs کی monitoring کی جائے بلکہ ہو سکے تو قانون میں بھی ترمیم کی جائے اور اس کی رجسٹریشن اتنے آسان طریقے سے نہ کی جائے کہ جس سے یہ جو متنازعہ شخصیات ہیں یہ پاکستان کو نقصان پہنچائیں اور پاکستان کے image کو نقصان پہنچائیں۔ ہمارا image یہ NGOs باہر خراب کر رہی ہیں۔ آپ یہ دیکھ لیجئے، نیٹ پر دیکھ لیجئے اور ویسے بھی دیکھ لیجئے کہ ان NGOs کا اپنا کردار انتہائی مشکوک ہے ان کا فوری طور پر کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے۔ بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں نگہت شیخ صاحبہ بھی اس پر بات کرنا چاہتی تھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ایک مثال ہے کہ دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ چار دن پہلے ہم جس صورتحال سے دوچار ہوئے ہیں اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ شیخ صاحب کی تقریر میں NGOs کو جو بالکل یک طرفہ طور پر ان کے متعلق کہا گیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک تو شیخ صاحب اس میں ترمیم کریں NGOs میں اچھی NGOs بھی ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ سیاست دانوں میں سارے فرشتے بھی نہیں ہیں اور میڈیا میں بھی سارے فرشتے نہیں ہیں NGOs میں بھی سارے لوگ بہت اچھے نہیں ہوں گے لیکن ان میں بھی ایسے لوگ ہیں کہ جو واقعی صحیح معنوں میں انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں اور جب ہمارے اوپر ایک بھی ایسے لوگ ہیں کہ جو واقعی صحیح معنوں میں انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں اور جب ہمارے اوپر ایک مشکل دور تھا شیخ صاحب کو تو ان حالات کا اندازہ نہیں ہو گا لیکن آپ یقین کریں کہ

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جب ہمارے اوپر کسی قسم کی مشکل مصیبت آتی تھی تو میڈیا کے دوست تو ہمارے ساتھ ایسے ہوتے تھے جیسے وہ ہمارے بازو ہوں لیکن NGOs کے لوگ بھی اس وقت آواز اٹھاتے رہے ہیں اب بھی آواز اٹھاتے ہیں۔ ایک تو میں یہ کہوں گا کہ NGOs کے متعلق جو بات کی گئی ہے اور جس سے تاثر یہ ابھرتا ہے کہ سب ہی NGOs ایک جیسی ہیں۔ ایک تو اس کی correction کر دی جائے اور دوسرا شیخ صاحب نے جو مختاراں مائی سے متعلق بات کی ہے، دیکھیں یہ ہمارا معاشرہ جو ہے یہ allegation کا معاشرہ ہے یہاں پر ہر آدمی دوسرے آدمی کے اوپر allegation لگاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مختاراں مائی ایک غریب عورت تھی اور اس نے ظلم کے خلاف، زیادتی کے خلاف آواز اٹھائی۔ ٹھیک ہے اس کو

میڈیا کا سہارا ملا، اسے NGOs کا سہارا ملا لیکن بنیادی طور پر اس نے ظلم کے خلاف آواز اٹھائی تھی اس لئے اس کے متعلق یہ کہنا کہ اس کا جو کردار ہے اس کو ہم سب جانتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر قانون نے جو بات کی ہے میں اس کی نفی نہیں کرتا لیکن میں یہ ضرور چاہوں گا کہ میں نے ابھی جو کچھ کہا ہے میں نے بار بار کہا ہے کہ ان NGOs جن کی سرگرمیاں مشکوک ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اخوت جیسی NGOs بھی ہیں جو بہت اچھا کام کر رہی ہیں۔ میں جانتا ہوں ایدھی بھی بہت اچھا کام کر رہا ہے لیکن میں ان NGOs کو کہتا ہوں اور جہاں تک وزیر قانون نے مختاراں مائی کی بات کی ہے میں اس پر قائم ہوں کہ ایسی NGOs نے ملک کو بدنام کیا ہے اور اگر ہم اس کی detail میں جائیں گے تو اس سے معاملات کوئی اچھے نہیں ہوں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان NGOs کو تو appreciate کیا جائے جن کی واقعی ملک اور قوم کی بہتری کے لئے کوئی contribution ہے لیکن ان کو جن کا کام ہی غلط ہے، جنہوں نے صرف رجسٹرڈ ہونے کے بعد donation کھانی ہیں، غلط کام کرنے ہیں تو ان کا کچھ نہ کچھ محاسبہ ہونا چاہئے۔ بس میری یہی ایک گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب تشریف رکھیں۔ میں بھی ویسے یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون نے بڑا ٹھیک point out کیا ہے اور جہاں تک وہ الفاظ جو مختاراں مائی سے متعلق ہیں وہ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ House ایک ایسی جگہ ہے جہاں پر ممبران کو آزادی رائے کی آزادی ہے۔ اپنی رائے کا اظہار کرنے کی آزادی ہے۔ ہم نے اس کے اندر یہ دیکھنا ہے کہ اخلاقیات اور جو norms of the society ہیں ان کو سامنے رکھ کر یہاں پر بات کریں۔ اگر ہم اس کو follow کر کے یہاں پر بات کریں تو یہ floor جو ہے، آپ عوام کی نمائندگی کرتے ہیں آپ کے لئے یہ floor بالکل کھلا floor ہے۔ آپ یہاں پر ہر بات کر سکتے ہیں اور sense of the House جو ہے وہ پھر اس کے بعد آتی ہے۔ میں وہ الفاظ اس کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ فوزیہ بہرام صاحبہ میرے خیال میں بات کرنا چاہتی ہیں اس کے بعد نگہت شیخ صاحبہ بات کریں گی۔

محترمہ فوزیہ بہرام:بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo الحمد للہ رب العالمینo جناب سپیکر !شیخ صاحب کی جو بات ہے اس کو میں سمجھتی ہوں کہ شاید ہمارے وزیر قانون صاحب صحیح طریقے سے سمجھے نہیں ہیں۔انہوں نےconsiderably اس بات کو کہا ہے کہ وہ NGOs صرف اور صرف وہ NGOs جن کاpractically کردار مشکوک ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ گورنمنٹ کے پاس اب وقت ہے کہ وہ اس پرseriousتوجہ دے اور ان NGOs کو الگ کر دینا چاہئے جو NGOs واقعی ہی اس قسم کے serious malafide matterمیں ملوث ہیں۔۔۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب والا!میں اس پر گزارش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!دیکھیں بات یہ ہے کہ کوئی بھی incidentہو آپ کو اس سے میں سمجھتا ہوں کہ رہنمائی لینی چاہئے۔دیکھیں یہی تو وہ بات ہے جو یہاں پر بدھ کے دن تقریریں ہوئیں جن جذبات کا اظہار یہاں پر معزز ممبران نے کیا اس کا بھی بنیادی نکتہ یہی تھا کہ میڈیا میں جبreporting کی جاتی ہے جعلی ڈگریوں کے حوالے سے کی جائے کسی اور حوالے سے کی جائے تمام سیاست دانوں کو، تمامParliamentarians کو بدنام کیا جاتا ہے اور اس دن اس ہاؤس کی جبcollective sense لیں تو وہ یہی بنتی تھی کہ اگر کسی کی ڈگری جعلی ہے تو آپ اس کا نام لیں آپ یہ کہیں کہ یہ سات آدمی ہیں انیتس ہیں،انتالیس ہیں۔ آپ سب کے متعلق بات کرتے ہیں اور جب سب کی بات کرتے ہیں تو اس میں ہمارا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے اور ہمیں اس کی تکلیف محسوس ہوتی ہے اورembarrassment ہوتی ہے۔ میں ہاؤس کی اسsense سے بالکل متفق ہوں۔اب وہی معاملہ پھر بعد میں آیا کہ میڈیا کے بھائیوں نے بھی یہ کہا،انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے کہنا تھا کہ کسی چینل پر کوئی رپورٹ چلی ہے یا کسی میڈیا نے اس قسم کا کوئی معاملہ کیا ہے تو آپ نے اس کا نام کیوں نہیں لیا؟ اور آپ نے بھی سب کو ہی کہہ دیا میڈیا اور سب کو ہی کہہ دیا کہ صحافی۔جب صحافی کا نام لیتے ہیں تو اس میں اے ہے،بی ہے،ڈی ہے اور زیڈ بھی ہے۔اس وقت ان کا بھی یہ مؤقف تھا کہ آپ نے یہ کہا کہ میڈیا اور میڈیا میں تو سارا کچھ آ گیا۔ اب NGOs کی بات ہو رہی ہے شیخ صاحب نے ایک دو NGOs کا

حوالہ دے کر اچھا کیا ہے لیکن کم از کم جو NGOs فراڈ ہیں، جو صرف چندہ لینے کے لئے بنی ہیں، اگر شیخ صاحب کی ان پر اتنی ریسرچ ہے، اگر فوزیہ بہرام صاحبہ کی ان پر اتنی ریسرچ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر اسی طرح سے بات بنتی ہے کہ آپ کے پاس وہ لسٹ ہو اور آپ کہیں کہ یہ دس یا پندرہ NGOs ہیں اور ان کے نام یہ ہیں اور یہ بالکل فراڈ ہیں، یہ صرف چندہ کھاتی ہیں اور یہ ملک کو بدنام کرتی ہیں اور آپ حکومت سے کہیں اور بے شک قرار داد بھی لائیں کہ ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔جب آپ کسی برے کا نام نہیں لیتے اور پورے section of society کو کہتے ہیں کہ یہ NGOs ہیں یہ صحافی ہیں، یہ سیاست دان ہیں یا یہ اراکین اسمبلی ہیں تو پھر اس میں ہر آدمی کو اپنے آپ کو علیحدہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں ان کی بات سے اتفاق کرتا ہوں بالکل ایسی NGOs ہوں گی جو ملک کے لئے بدنامی کا باعث بن رہی ہیں لیکن میری استدعا ہے کہ اگر ایسی NGOs ہیں تو آپ یہاں ان کا نام لیں تاکہ دوسرے اس بات سے مستثنیٰ رہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مناسب بات ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! رانا صاحب کی یہ بات مناسب ہے۔میں NGO کا نام بھی لے دیتی ہیں ۔دراصل میں حکومت کی توجہ چاہتی تھی اور صوبائی حکومت کی توجہ صوبہ بھر میں ہو سکتی ہے۔میں اپنے علاقے کی NGO "ہوا" کا نام لیتی ہوں جو کہ ٹوٹل فراڈ ہے۔اس نے as a donation کثیر رقم بھی حاصل کی ہے۔اگر یہ چکوال سے چیک کریں تو اس NGO میں کام کرنے والے بھی بہت سے mala fided matters میں ملوث ہیں۔ میں نے وزیر قانون کی خاطر NGO کا نام لے لیا ہے لیکن میں چاہتی ہوں کہ میری بات پر یقین کرنے کی بجائے یہ حقیقتاً اسے چیک کریں۔اس کا تو آفس بھی کوئی نہیں ہے۔انہوں نے راولپنڈی میں آفس show کیا ہوا ہے لیکن وہاں آفس نہیں ہے، چکوال میں آفس نہیں ہے اور یہ رقم کہاں خرچ ہوئی ہے، کیوں خرچ ہوئی ہے؟ کیا حکومت اور پاکستان کی یکجہتی کو حق نہیں ہے کہ وہ یہ حاصل کریں۔اگر میں ایک فراڈ NGO بنا کر کروڑوں روپیہ باہر سے حاصل کرتی ہوں تو حکومت پاکستان کا NGOs کے donations کے ساتھ equally right ہے کہ وہ چیک کرے کہ اس کے نمائندے، اس ملک کے باشندے کس matter میں کیا کر رہے ہیں؟ جیسے آپ نے فرمایا کہ کچھ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں میں اسی بات کے ساتھ بھی پوری طرح agree کرتی ہوں لیکن میں یہ ضرور چاہتی ہوں کہ

حکومت خاص طور پر پنجاب کا محکمہ قانون اور داخلہ کا حق بنتا ہے کہ جہاں پاکستان کو بہت سارے خطرات ہیں اور عوام میں پاکستانی کی سلامتی زیر بحث ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ وہاں ان matters کو consider کرنا حکومت کا فرض ہے۔اگر حکومت ان کو وقت پر اور ٹھیک consider timely کرلے گی تو پاکستان کی سلامتی کو ایک تحفظ حاصل ہو گا اور وہ donor agencies جو کہ internationally جیسے کچھ ہمارے ملک کو ناپسندیدہ سمجھتے ہیں اور وہ ہمارے ملک کی دھجیاں بکھیرنا چاہتے ہیں۔وہ internationally دوسرے ممالک کے through یہاں تک کہ سعودی عریبیہ کے through پیسے یہاں بھجوا رہے ہیں۔ کیوں اور کس لئے، کیا اس بات کی حکومت کے پاس کوئی consideration نہیں ہونی چاہئے؟ اور جو مرضی اٹھ کر NGO بنالے اور internationally کسی کو کہے کہ تم اپنے ملک سے direct پیسا نہ بھیجو چونکہ یہ ریکارڈ ہو جائے گا۔انڈیا کے through مت بھیجو کہ وہ ریکارڈ ہو جائے گا اس لئے تم سعودی عرب یا یورپ کے through بھیجو۔اگر ان باتوں کا سدباب گورنمنٹ کے پاس نہیں ہے تو یہ افسوسناک ہے۔میں اپنے بھائی شیخ صاحب کے اس matter کی fully sport کرتی ہوں because I have the knowledge and I think its great consideration کہ حکومت اس بات کو consider کرے اور میں شیخ صاحب کو آفرین کہتی ہوں کہ اتنا بڑا international matter جو ہمارے اندر interfere کر رہا ہے انہوں نے اسے point out کیا ہے لہذا مہربانی فرما کر محکمہ داخلہ اسے پوری طرح چیک کرے، ان NGOs کے اثاثوں کو چیک کرے، ان کے حالات کو چیک کرے۔میں نے باقی NGOs کے نام یہاں پر نہیں لئے کیونکہ میں سب کے نام نہیں لینا چاہتی اور میں ان NGOs کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں جو اچھے اور بہتر کام کر رہی ہیں اور میں چاہتی ہوں کہ ویسی NGOs پورے ملک میں ہوں۔بہت مہربانی، شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں پھر اپنے next مقرر سے یہی گزارش کروں گا کہ اگر کسی کو blame دینا ہے تو اس کا نام لیں تاکہ دوسروں کو اس سے کوئی embarrassment نہ ہو۔انہوں نے جو NGO کا ذکر کیا ہے یقیناً ہم ان کے point of view کو دیکھیں گے اور بالکل اس معاملے کو چیک کروائیں گے کہ وہ NGO ملک کے لئے یا ان کے علاقے کے لئے کوئی بدنامی کا باعث بن رہی ہے تو بالکل اسے روکا جائے گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہاں پر کسی حوالے سے نام لینا ہے تو حنا جیلانی، عاصمہ جہانگیر، آئی اے رحمان، انصار برنی، عبدالستار ایدھی اور اقبال حیدر جیسے لوگ بھی اس ایوان کی زبردست خراج تحسین کے مستحق ہیں انہوں نے اپنی اپنی NGOs بھی بنائی ہیں لیکن اس کے علاوہ وہ human rights کے لئے کام کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کی کسی بھی انداز سے دل شکنی یا embarrassment نہیں ہونی چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!میں اس تحریک کی بھرپور تائید کرتی ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی کہوں گی کہ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا وہ بالکل ٹھیک بات ہے کہ تمام کی تمام NGOs یقیناً غلط کام نہیں کرتیں یا صرف پیسا کمانے کے لئے نہیں ہیں۔یہاں پر بے شمار ایسی NGOs بھی ہیں جو کہ یقیناً خدمت خلق کے تحت کام کر رہی ہیں۔جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ یہاں ان NGOs کے نام لئے جائیں۔ٹی وی چینل کے ایک پروگرام میں دو NGOs کے ہمارے معروف گلوکار آئے ہوئے تھے اور وہاں بات کرتے ہوئے آپس میں لڑ پڑے۔ہمارے یہ چینل internationally کتنے ممالک میں دیکھے جاتے ہیں اور وہ دونوں وہاں ایک دوسرے کی NGO سے متعلق بات کرنے لگے جس میں سہارا فاؤنڈیشن کے متعلق بات کی گئی کہ آپ کا بھائی پچاس ہزار روپے تنخواہ لیتا ہے اور دیگر facilities بھی لیتا ہے۔اس طرح کے issues اٹھتے ہیں۔میں صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ ایسی NGOs جو صرف پیسا کمانے کے لئے کام کر رہی ہیں جو foreign funding کرتی ہیں اور وہ ان پیسے کو اپنے ذاتی مفاد کے لئے استعمال کرتی ہیں۔وہ ہماری غریب عوام کو دکھا کر پیسا کماتے ہیں لیکن وہ پیسا ان لوگوں پر خرچ نہیں کیا جاتا۔یقیناً یہ حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ کوئی ایسا سسٹم ہو اور ایجنسیز کے

ذریعے ان NGOs کو چیک کروایا جائے۔ اگر وہ NGOs صوبے کی سطح پر کام کر رہی ہیں تو صوبائی حکومت کا کام بنتا ہے لیکن اگر وہ وفاق سے متعلق ہیں تو پھر وفاقی حکومت کا کام بنتا ہے کہ وہ ان کو اپنی ایجنسیز کے ذریعے چیک کروائیں اور دیکھیں کہ کون سی ایسی NGOs ہیں جنہوں نے عوام کے نام پر پیسا تو حاصل کیا لیکن عوام کی خدمت کی بجائے اور ان کے حالات بہتر کرنے کی بجائے ان کے اپنے حالات بہتر ہو گئے ہیں۔میں یہاں پر چائیلڈ پروٹیکشن کی ایک NGO جو کہ وہاں کے ملازمین اور چیئرپرسن نے مل کر بنائی تھی حالانکہ وہ قانونی طور پر بنا نہیں سکتیں اس کا حوالہ دینا چاہوں گی کہ ان کو دوبئی سے funding ہوتی رہی۔دوبئی حکومت وہ پیسا بھیجتی رہی۔

معزز ممبران: اس NGO کا نام لیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس وقت اس NGO کا exact نام کا تو نہیں پتا لیکن I think "Safe the Children" ہے لیکن میں اس کا exact نام بتادوں گی جو بچے اونٹ ریس کے لئے استعمال ہوتے ہیں ان کی rehabilitation کے لئے یہ بنائی گئی تھی۔ حکومت کو جو funding ہوتی تھی وہ مختلف پراجیکٹس کی صورت میں اس NGO کو دے دی جاتی ہے لہذا اس طرح کی NGOs کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ میں یہ بات clear کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ ایسی NGOs جو عوام کی فلاح و بہبود اور ان کے حالات بہتر کرنے کے لئے پیسا کمارہی ہیں لیکن وہ پیسا لے کر اپنے حالات بہتر کر رہی ہیں۔حکومت کو ایسی NGOs کے خلاف کارروائی کرنی چاہئے اور ایسی NGOs کو مکمل طور پر ban کرنا چاہئے۔جب NGOs رجسٹرڈ کی جاتی ہیں تو حکومت کو پورا check کر کے رجسٹرڈ کرنی چاہئے۔ حکومت کو کوئی ایسا system بنانا چاہئے کہ ان NGOs کو جب رجسٹرڈ کیا جاتا ہے تو اس وقت ان کا کام دیکھا جائے،ان کی background دیکھی جائے اور پھر ان کو رجسٹرڈ کیا جانا چاہئے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی،سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہاں پر NGOs کی بات ہو رہی ہے۔ Non Government Organization or NPOs (Non Profitable Organizations) کی بات ہو رہی ہے۔ یہاں ہمارے صحافی بھائی بھی بیٹھے ہوئے

ہیں،پیشتر اس سے کہ کوئی اور message باہر جائے میں یہاں پر اس بات کو ببانگ دہل clear کرنا چاہتاہوں کہ یہ individuals آراءdiscussہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر! جس طرح آج شیخ علاؤالدین صاحب نے بات کی ہے اسی طرح کافی عرصہ پہلے پیر بنیامین صاحب نے بھیNGOs کے حوالے سے یہاں پر بات کی تھی۔میں نہایت احترام کے ساتھ صرف یہ کہناچاہتاہوں کہ کشمیر میں جب زلزلہ آیاتھاتو وہاں پر لوگوں کی بحالی کے حوالے سے حکومت کے ساتھ ساتھ دنیاکی بڑی NGOs جو کہ پاکستان کے اندر رجسٹرڈ ہیں نے زیادہ کام کیاہے۔ابھی ہنزہ میں بھی یہی NGOs کام کر رہی ہیں۔چونکہ NGOs محکمہ سوشل ویلفیئر اور Joint Stock Exchange کے تحت رجسٹرڈ ہوتی ہیں تو ضرورت اس امر کی ہے کہ رجسٹریشن کے طریق کار کو اس طرح سے بنایا جائے کہ وہ کسی بھی NGO کو رجسٹرڈ کرنے سے پہلے اس کی credibility کو دیکھے۔میں corroborate کرتاہوں کہ سول سوسائٹی نے عدلیہ،میڈیااور پارلیمنٹ کی آزادی میں بڑا اہمrole ادا کیاہے۔یہ سڑکوں پر ہم سب کے ساتھ ڈنڈے کھاتے رہے ہیں۔جس کو ہم سول سوسائٹی کہتے ہیں وہ سب کی سب NGOs ہیں۔اگر وہ باہر سے،کسی بھی جگہ سے رقم لیتے ہیں یا کوئی ان کو funding کرتاہے تو وہ بھی کسی نیک مقصد کے لئے کرتاہے۔ہاں اگر اس کو کوئی غلط طور پر استعمال کرتاہے تو اس کا تدارک ضرور ہونا چاہئے۔برائی تو ہر جگہ اور ہر محکمہ میں ہے لہذا اس حوالے سے میری submission humble ہو گی کہ مکمل ثبوت اور نام کے ساتھ ایسی NGOs کو بے نقاب کیا جانا چاہئے جو کہ غلط قسم کے کاموں میں ملوث ہیں یاملک کی بدنامی کا باعث بن رہی ہیں۔بجائے اس کے کہ ہم یہاں پر generally بات کہہ دیں اور اس کا message باہر غلط جائے یہ مناسب نہیں ہو گا۔ہمیں مکمل ثبوت اور نام لے کر بات کرنی چاہئے۔ہم سب جانتے ہیں کہ عاصمہ جہانگیر،اقبال حیدر،انصار برنی اور عبدالستار ایدھی کی NGOs بہت اچھے کام کر رہی ہیں۔جب کشمیر میں زلزلہ آیاتو وہاں پر بہت سارے افراد ہلاک ہوئے تھے۔ان لوگوں کی بحالی کے لئے وہاں پر کام کرنے والی 80 فیصد NGOs باہر کی تھیں۔ان میں سے زیادہ تر Catholic and Protestant NGOs تھیں۔انہوں نے وہاں پر churches کے ساتھ مل کر کام کیا۔بہتر یہی ہو گا کہ ایک ضابطہ بنایا جائے۔محکمہ سوشل ویلفیئر اور Joint Stock Exchange جو کہ NGOs کو رجسٹرڈ کرتے ہیں وہ رجسٹریشن کے وقت ان کی

verification کرے تا کہ بعد میں کوئی مشکل صورتحال پیش نہ آ سکے اور کوئی NGO ملک کی بدنامی کا باعث نہ بن سکے۔ یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کون ملک کی سالمیت کے خلاف کام کرتا ہے اور کون ملک کی بدنامی کا باعث بنتا ہے۔ انٹرنیٹ کھول کر ایک سیکنڈ میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ان NGOs کی پاکستان میں کیا سرگرمیاں ہیں؟ تو میری یہی humble submission ہو گی کہ تمام NGOs کو اس طرح سے تنقید کا نشانہ نہ بنایا جائے۔ بہتر یہ ہو گا کہ ہم پورے ثبوت کے ساتھ نام لے کر بات کریں۔ اس کے ساتھ ہی میری یہ بھی درخواست ہے کہ جہاں جہاں سے یہ NGOs رجسٹرڈ ہوتی ہیں، سوشل ویلفیئر اور Joint Stock Exchange کے عملے کو اس طرح سے ٹریننگ دی جائے کہ جب NGOs رجسٹرڈ کی جاتی ہیں تو اسی وقت ان کے بارے میں مکمل طور پر چھان بین کر لی جائے۔ میں آج ایک بار پھر میڈیا کے ساتھ ساتھ ان تمام NGOs اور خاص طور پر سول سوسائٹی کے لوگوں جو کہ تمام کی تمام NGOs ہیں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ آپ نے ان کو سڑکوں پر ڈنڈے کھاتے ہوئے دیکھا ہو گا۔ میں یہ کہوں گا کہ NGO کا نام لے کر اور evidence کے ساتھ بات کی جائے۔ اگر ہمارے پاس کوئی evidence cogent ہے تو اس کو discuss کیا جائے اور اس کو اس forum پر discuss کیا جائے کہ جہاں پر ان کی accountability ہو سکے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لالی صاحب!

جناب محمد مسعود لالی: جناب سپیکر! NGOs کا آغاز اقوام متحدہ سے ہوا۔ اس وقت ان کی تعداد 20 سے بھی کم تھی اور اب یہ ہزاروں کی تعداد میں اقوام متحدہ میں رجسٹرڈ ہیں۔ زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں ہے کہ جس سے متعلق NGOs کا وجود نہ ہو۔ اس کو generalized کر دینا، سب NGOs کے بارے میں یہ کہہ دینا کہ وہ صحیح کام نہیں کر رہیں مناسب نہ ہو گا۔ اگر کوئی ایسی NGOs پائی جاتی ہیں جو کہ صحیح کام نہیں کر رہیں تو specific name کے ساتھ صرف ان کے بارے میں بات کی جائے۔ سب NGOs کے خلاف ویسے ہی کارروائی شروع کر دینا یا ان کی انکوائری شروع کروا دینا یہ نامناسب ہو گا۔ جب کسی NGO کے خلاف پختہ الزام ہوں تو تب ہی کارروائی کا آغاز کیا جائے۔ یہ ایسی تنظیمیں ہیں جو کہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہی ہیں۔ جیسا کہ ابھی رانا صاحب نے نام گنوائے ہیں کہ پاکستان میں بے شمار ایسی NGOs ہیں کہ جن کا کام واقعی مثالی ہے لہذا اس کو

generalizeنہ کیا جائے۔جن کے بارے میں کوئی اعتراضات ہیں ان کا specific نام لیا جائے،صرف انہی کے متعلق بات کی جائے اور ان کے خلاف کارروائی بھی کی جائے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں صرف ایک منٹ لوں گا۔جس طرح اُس دن media والا معاملہ derailہوا تھا اسی طرح یہ معاملہ بھی دوسری طرف جارہاہے۔اُس دن ہم میں سے کسی نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم جعلی ڈگری والے کو shelterدینا چاہتے ہیں۔میں نے اور دوسرے ساتھیوں نے باقاعدہ نام لے کر کہا تھا کہ ہم میڈیا کے ان دوستوں کو سلام پیش کرتے ہیں،ان اخبارات کو سلام پیش کرتے ہیں کہ جنہوں نے جمہوریت کی آزادی کے لئے جدوجہد میں ہمارا ساتھ دیا ہے۔میں کہتا ہوں کہ میڈیا میں ایسے ایسے عظیم لوگ ہیں جو کہ ہمیشہ صحیح اور positive بات لکھتے ہیں۔آج بھی وہی معاملہ ہو رہا ہے۔میں نے بالکل یہ نہیں کہا،مجھے سمجھ نہیں آتی کہ بات کدھر سے کدھر چلی جاتی ہے۔میں نے سب NGOsکے بارے میں نہیں کہا،میں بار بار اس کی وضاحت کرتا ہوں کہ میں نے سب NGOsکے بارے میں نہیں کہا۔ابھی میرے ایک بھائی خلیل سندھو صاحب نے یہ کہا کہ آزاد کشمیر میں NGOsنے بہت کام کیا ہے۔میرے پاس ثبوت موجود ہیں کہ آزاد کشمیر میں NGOsنے بڑی زیادتیاں بھی کیں ہیں اور ان NGOsکے خلاف کارروائی بھی کی گئی ہے۔میں کل اس کی ساری detailsبھی دے دوں گا۔میرے پاس ساری detailsموجود ہیں۔اسی طرح ابھی اونٹ ریس کی بات ہوئی ہے۔میرے پاس detailموجود ہے کہ Child Protection Bureauنے رحیم یار خان میںpaymentنہیں کی اور وہاں لوگوں کے بچے ہمیشہ کے لئے معذور ہو گئے ہیں۔وہ ایک اندوہناک storyہے۔میں صرف ان NGOsکا کردار floorپر،ہاؤس کے سامنے لایا ہوں کہ جن کا کردار اس ملک کے لئے خطرناک ہے،لوگوں کے لئے تکالیف کا باعث اور ملک کی بدنامی کا موجب ہے۔ہم سب کی شناخت پاکستان ہے۔آج ہم جو کچھ ہیں،اللہ کی بڑائی کے صدقے اس ملک کی وجہ سے ہیں۔اس روز بھی معاملہ جعلی ڈگریوں سے ہوتا ہوتا میڈیا پر چلا گیا تھا،حالانکہ ہم نے بالکل یہ بات نہیں کی تھی۔میں بھی دل سے قدر کرتا ہوں کہ میڈیا نے ہمارے لئے بہت کچھ کیا ہے۔آج بھی NGOsکے اندر اس فرق کو سمجھا جائے جو کہ میں کہنا چاہ رہا ہوں۔میں آزاد کشمیر اور اونٹ ریس

کے حوالے سے ثابت کر سکتا ہوں کہ NGOs نے بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اونٹ ریس کے لئے جو بچے جاتے ہیں، میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ان کے بارے میں پیسا لوٹا گیا ہے اور لوٹا جا رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شیخ صاحب کی خدمت میں میری پھر گزارش ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان NGOs کے درمیان فرق کو سمجھا جائے۔ اب فرق تو اسے پتا ہے کہ جس نے بُھگتا ہوتا ہے۔ فرق کا صرف مجھے ہی پتا ہے کیونکہ میں نے میڈیا کے حوالے سے بُھگتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جن NGOs نے آزاد کشمیر میں کوئی ایسا معاملہ کیا ہے تو شیخ صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ آج اس کو پوری تفصیل اور نام کے ساتھ ہاؤس میں لے کر آتے اور جنہوں نے اچھا کام کیا ہے ان کو وہ آج خراج تحسین پیش کرتے۔ وہ خود فرق ظاہر کر دیتے۔ اگر یہ خود یہاں پر فرق ظاہر نہیں کریں گے تو بعد میں ان کو اس لئے پتا نہیں چلے گا کہ وہ پھر بُھگتا تو مجھے پڑتا ہے، پھر ان کو تو اس کا احساس نہیں ہو گا۔ اگر فرق ہے تو شیخ صاحب اس فرق کو ظاہر کر دیں ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی بات نہ کریں۔ اب دیکھیں آزاد کشمیر میں بہت سی NGOs نے بہت اچھا کام بھی کیا ہے۔ میں ذاتی طور پر بھی ایسی NGOs کو جانتا ہوں اور شیخ صاحب بھی اس بات کے معترف ہیں لیکن اب انہوں نے بیچ میں ایک پکھ لگا دیا ہے۔ اب وہ کس کے متعلق ہے؟ اس کا کوئی پتا نہیں ہے۔ اب جن جن NGOs نے آزاد کشمیر میں کام کیا ہے، مجھے لگتا یہ ہے کہ وہ کل مال روڈ پر ہوں گے اور اس کے بعد پھر ان کا جواب دینے کے لئے مجھے حاضر ہونا پڑے گا تو اس لئے میری یہی گزارش ہے کہ دیکھیں، NGOs سول سوسائٹی کا ایک بڑا اہم حصہ ہیں۔ آزاد کشمیر میں انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ اونٹ ریس کے حوالے سے بھی لوگوں نے بڑا اچھا کام کیا ہے لیکن اگر دس میں سے کسی ایک نے بُرا کام کیا ہے تو صرف اسی کو pin point کریں۔ اوّل تو ضرورت نہیں ہے، آپ ہمیں دیں ہم اپنے طور پر check کروا لیتے ہیں لیکن اگر آپ نے یہاں پر ان کا ذکر لازماً کرنا ہے تو نام لے کر کریں۔ یہ ایک معزز ہاؤس ہے یہاں پر کہی ہوئی بات کا ایک وزن ہے۔ اگر یہاں پر آپ نے کوئی ایسی بات کرنی ہے تو پھر کم از کم آپ کے پاس اس کا کوئی ثبوت بھی ہونا چاہئے کہ یہ فلاں تھا اور اس نے آزاد کشمیر میں یہ یہ کیا ہے۔ اگر شیخ صاحب ہمیں ثبوت اور نام دیں گے تو بالکل ہم اس کے اوپر action لینے کے لئے تیار ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک چیز کی وضاحت کر دوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!اس حوالے سے آپ نے بات کر لی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دیکھیں،اسی طرح یہ بات کہیں سے کہیں چلی جاتی ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ سارے جیولرز تو چوری کا سونا نہیں بیچتے، آپ بھی سمجھتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر جیولرز کی بھی Association ہے اور وہ بھی پورے ملک میں بڑے منظم ہیں۔ شیخ صاحب سے میری یہ درخواست ہے کہ انہوں نے بات کر لی ہے اور ہم نے ان کی بات سن لی ہے۔ اب اگر جیولرز کے متعلق کوئی مسئلہ ہے تو یہ میرے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں ان کی لاہور اور فیصل آباد میں بھیassociation ہے میں شیخ صاحب کو ان کے ساتھ بٹھا دیتا ہوں اگر کسی جیولرز سے ان کو کوئی گلہ شکوہ ہے تو میں وہ بھی دور کروا دیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!وزیر قانون صاحب آج بہت اچھے موڈ میں ہیں میں ان کا شکر گزار ہوں لیکن میں جو بات کہنا چاہتا ہوں اسے آپ بھی سمجھ رہے ہیں کہ اگر ایک جگہ 100 جیولرز ہیں اور 5 جیولرز چوری کا سونا بیچتے ہیں تو وہ دوسرے 95 جیولرز کے لئے بھی دھبہ ہیں۔ رانا صاحب نے ابھی جو بات کی ہے میں بالکل اس کا ثبوت دے سکتا ہوں مجھے 10 منٹ ٹائم دیں میں آزاد کشمیر کا بھی ثبوت دے سکتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!میری عرض سن لیں اس پر بحث کے لئے آج کا دن تھا تو اگر کسی بھی دوست نےNGO's کے حوالے سے کوئی اچھائی بیان کرنی تھی تو وہfacts and figures کے ساتھ کرنی چاہئے تھی اور اگر کسی دوست نےNGO's کے حوالے سے کوئی برائی بیان کرنی تھی تو وہ بھی facts and figures کے ساتھ کرنی چاہئے تھی۔House کا ٹائم 10 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات کو اسangle سے دیکھ لیجئے کہ میں انNGO's کے بارے میں بات کر رہا ہوں گورنمنٹ بھی تو انNGO's کاground work دیکھے، صرفReports Audit لے کر اگلے سال کے لئے اجازت دے دینا مناسب نہیں ہے۔ باقی میں نے نام لے کر کہا ہے کہ NGO Smile Again کیا کر رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے آج یہاں دریاں اکٹھی کرنے والوں کو بھی موقع دے دیا۔ (قہقہے)

ایک بڑی پرانی کہاوت ہے جب ہم کبھی کالج میں پڑھتے تھے تو میں ایک جلسے کا واقعہ بیان کر رہا ہوں جب آخری سپیکر تقریر کرنے کے لئے آئے تو سامعین غائب تھے اور صرف دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے ان دنوں چراغ دین ٹینٹ سروس والے بہت مشہور تھے۔ آخری سپیکر نے ان دو آدمیوں سے پوچھا کہ آپ لوگ یہاں پر کیا کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم تو دریاں اکٹھی کرنے والے ہیں تو میں بھی اپنے آپ کو دریاں اکٹھی کرنے والا ہی سمجھتا ہوں۔ آخری وقت تک ایوان میں موجود رہتا ہوں یہاں پر کسی کو point of order پر بولنے کا موقع ملتا ہے تو وہ بول کر چلا جاتا ہے اور ہم شروع سے لے کر آخر تک بیٹھے رہتے ہیں پھر بھی ہمیں کم کم ہی موقع نصیب ہوتا ہے اور اگر کبھی موقع نصیب ہوتا ہے تو شاید [******] یا پھر key board پر بیٹھا آدمی biased ہوتا ہے کہ وہ میرا سپیکر بند کر دیتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! سپیکر صاحب کے بارے میں آپ کے یہ جو الفاظ ہیں وہ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں خود ہی اپنے الفاظ واپس لے لیتا ہوں یہ تو شکوہ تھا بہر حال میں نے کوئی بری نیت سے بات نہیں کی ہے۔ آج یہاں پر شیخ صاحب کی تحریک کے حوالے سے جو بحث تھی اس پر شیخ صاحب نے بھی بہت کچھ کہہ لیا ہے اور وزیر قانون نے بھی بہت کچھ کہہ لیا ہے۔ کسی NGO نے اچھا کام کیا یا برا کام کیا میں NGO's کے ویسے ہی خلاف ہوں۔ آپ ان NGO's کے اثرات پر شاید غور

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

نہیں فرماتے کہ باہر سے ان NGO's کے لئے جو پیسا آ رہا ہے اور ان کے ذریعے سے جو relief مل رہا ہے اس نے سیاسی اور جمہوری جدوجہد کو کمزور کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ ان کے ان خیالات سے پاکستان مسلم لیگ (ن) یا پنجاب حکومت متفق نہیں ہے۔ (قہقہے)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ میرے ذاتی خیالات ہیں میں حکومت کو کوئی represent نہیں کر رہا ہوں۔ ان NGO's کی وجہ سے سیاسی اور جمہوری جدوجہد کو نقصان پہنچا ہے، قوم کے consensus بننے میں نقصان پہنچا ہے، ہمیں polarize کرنے میں ان NGO's کا کردار ہے اور status co کو قائم رکھنے میں بھی ان NGO's کا کردار ہے۔ میں پہلے بھی کئی بار میر کا شعر پڑھ چکا ہوں اور آج بھی پڑھے دیتا ہوں:

میر بھی کیا سادہ ہیں کہ بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

جناب سپیکر! ابھی وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ آزاد کشمیر میں زلزلے کے دوران NGO's اور پوری قوم نے بہت اچھا کام کیا ہے لیکن ان NGO's نے ہمیں سیاسی اور جمہوری طور پر نقصان پہنچایا ہے اور سول سوسائٹی کو polarize رکھنے میں ان کا بہت بڑا کردار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! شکریہ۔ جی، حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ ابھی میاں صاحب "آنکھ مارنے" والی بات کر رہے تھے اور آپ نے وہ بات حذف کروا دی ہے۔ آپ سارا دن Dice پر بیٹھ کر منڈا، منڈا پکارتے رہتے ہیں وہ itself غیر پارلیمانی لفظ ہے لیکن آپ نے وہ لفظ کبھی حذف نہیں کروایا۔

جناب سپیکر! میں میڈیا والوں کو ایک بار پھر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ ایک institution کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں اور انہوں نے ہمیں پچھلے چھ دنوں میں اتنا کچھ سکھا دیا ہے کہ اب ہم اتنے محتاط ہو گئے ہیں کہ بات کرتے ہوئے بھی گھبراتے ہیں۔ میڈیا والے بھائیوں سے میری یہ گزارش ہے کہ وہ rules کو تھوڑا سا relax کریں اور ہمیں بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یٰسین سوہل صاحب!

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے NGO's کے حوالے سے جو نشاندہی کی ہے یہ واقعی ایک حقیقت ہے کہ کچھ NGO's غلط کام کرتی ہیں۔ میں آج وزیر قانون صاحب کو داد دینا چاہتا ہوں کہ آج انہوں نے بڑی سمجھ داری سے کام لیا ہے، "دیر آید، درست آید۔" کاش! یہ اس دن بھی سمجھ داری سے کام لیتے تو انہیں فرق پڑتا، نہ مجھے فرق پڑتا۔ انہوں نے بھی بہت بھگتا ہو گا لیکن میں نے بھی بھگتا ہے میرے ساتھ جو کچھ ہوا اس کے بارے میں سب کو پتا ہے کہ صحافیوں نے میرے سر پر دوپٹا ڈالا اس سے بڑی رسوائی اور کوئی نہیں ہو سکتی تو ہم سب نے یہ بھگتا ہے تو اب میں اپنے صحافی بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے میرے ساتھ زیادتی بھی کی ہے اور اب ان کے حق میں قرارداد بھی آ گئی ہے اب انہیں یہ سیاہ پٹیاں اتار کر سارے معاملے کو ختم کر دینا چاہئے اور ہم انہیں well come کہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، اخلاق صاحب!

جناب محمد اخلاق: شکریہ۔ جناب سپیکر! NGO's کے بارے میں شیخ علاؤالدین کی تحریک پر بحث ہو رہی ہے تو میں اس پر مختصر سی بات کروں گا کہ اس حوالے سے رانا صاحب نے جو بات کی ہے اس میں بڑا وزن ہے اور اب اسلام آباد کو تو NGO's کا شہر کہا جاتا ہے۔ میرے بھائی خلیل طاہر سندھو یہاں پر تشریف فرما ہیں پچھلے دنوں سمبڑیال میں Christian Community کے ایک لڑکے نے جیل میں خود کشی کر لی، بعد میں اس کی inquiries ہوئیں اور FIR بھی ہوئی اور یہ واقعہ گوجرہ والے واقعہ کے بعد ہوا تھا اس لئے اس واقعہ کو بھی بہت اچھالا گیا۔ اس واقعہ میں NGO's کا کردار یہ تھا کہ میں، خلیل طاہر سندھو، Christian Community کے ہمارے سارے بھائی اور سیالکوٹ کی administration بھی بیٹھی تھی جب DHQ میں dead body کا post mortem کروایا گیا تو اس کے بعد ایک نامعلوم NGO آئی انہوں نے سارے شہر کا امن و امان تباہ کرنے کے لئے ہمارے کرسچئین بھائیوں کے ذمہ داران کے ساتھ رابطہ کیا اور نہ ہی کسی انتظامیہ سے رابطہ کیا اور وہ سیدھا ایمبولنس کو highjack کر کے سیالکوٹ کے علامہ اقبال چوک جو کہ مین چوک ہے وہاں لے گئے وہاں انہوں نے ایک جلوس کی شکل اختیار کر لی جہاں ٹائر جلائے گئے اور بہت کچھ کیا گیا۔ میں نے جب اپنے کرسچئین بھائیوں کے جو ذمہ دار تھے ان سے پوچھا کہ یہ کون سی NGO ہے تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ NGO ہے جو TIMES اور CNN

پر تصاویر دے کر باہر جانے کے لئے ویزے لیتے ہیں تو اس طرح کی NGOs بھی ہیں جو religious sectors میں بھی ہمارے لئے بڑی مشکلات پیدا کرتی ہیں۔ میری یہ درخواست ہے کہ جب بھی کسی NGO کو رجسٹرڈ کیا جائے تو ان کی باقاعدہ scrutiny ہو اور جو NGOs پہلے سے رجسٹرڈ ہیں ان کی حکومتی سطح پر scrutiny ہونی چاہئے۔ میں، شیخ صاحب اور رانا ثناء اللہ صاحب ہم کوئی criteria نہیں دے سکتے کہ یہ اچھا ہے یا برا ہے اس لئے حکومت پنجاب اس بات کو دیکھے کہ کون صحیح ہے اور کون غلط ہے۔ ان کے actual audits کروائے جائیں۔ ان لوگوں کی بھی ذاتی طور پر انکوائریاں کروائی جائیں جو ان NGOs کو چلا رہے ہیں کہ Who are they ان کے کردار کیسے ہیں؟ اور ان کے کن کن لوگوں سے قومی اور بین الاقوامی سطح پر رابطے ہیں۔ انھیں بھی چیک کرنا چاہئے اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس تجویز اور اس تحریک کو بڑی سنجیدگی سے لیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ابرار حسین شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ حکومت کے لئے انتہائی خوشی اور کامیابی کی بات ہے کہ ہماری حکومت نے اپنے علاقہ کے غرباء کے لئے سستی روٹی کا بل پاس کیا۔ میں اس میں بڑے ادب سے یہ عرض کروں گا کہ اس کو یونین کونسل لیول تک لے کر جایا جائے نہ کہ صرف چند شہروں میں رہے اور اس کی بہتری کے لئے کسی ہوٹل یا پوائنٹ کو مخصوص نہ کیا جائے بلکہ سپیشل تنور ہوں جہاں سے غرباء، ضرورتمندوں یا حقداروں کو پتا ہو کہ وہ اپنے نزدیکی تنور سے آسانی سے سستی روٹی لے سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت دس منٹ کے لئے مزید بڑھایا جاتا ہے۔

سید ابرار حسین شاہ: جناب سپیکر! اس کے لئے میں ایک ضروری مشورہ یہ دوں گا کہ جو بھی آٹا یا جو بھی کوٹا جس تنور کو دیا جاتا ہے اس کے متعلق باقاعدہ اس تنور پر لکھا ہو اور اس پر ایک کمیٹی کم از کم بنی ہو جس میں حکومت کے ادارے کے آدمی اور مقامی آبادی کے لوگ بھی شامل ہوں جو کہ سستی روٹی کی سکیم کو کامیاب کرنے کے لئے ان کی working کو monitor کریں۔ اس طرح سستی روٹی کا پروگرام بہت popular ہو گا۔

جناب سپیکر!میری ایک عرض اپنے حلقے کے issue پر ہے کہ شرقپور روڈ ہماری حکومت نے منظور کیا ہے اور dual road۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تو تحریک التوائے کار پر بحث کے لئے وقت مقرر کیا گیا ہے۔ آپ اپنی بات کو جلدی wind up کر دیں۔

سید ابرار حسین شاہ: جناب سپیکر!شرقپور میں جرم کی شرح بہت بڑھ گئی ہے، وہاں سڑک کا کام بند پڑا ہے اس پر درخواست ہے کہ جلد اس سڑک کا کام کروایا جائے۔

جناب سپیکر!ایک درخواست بحیثیت پاکستانی ہونے کے ناتے پیش کرتا ہوں کہ ایران گورنمنٹ نے ہمیشہ ہمارا ساتھ دیا ہے یہاں تک کہ ہمارا ملک بننے کے وقت سے ہمارا ساتھ دے رہے ہیں۔ ہم بحیثیت پاکستانی عوام ایران پر لگی اقتصادی پابندیوں کی مذمت کرتے ہیں اور اس چیز کی استدعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارا مسلمان ملک بھائی ہے ہمیں اس کے ساتھ تعاون اور محبت کرنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!میں نے باہر ٹی وی پر دیکھا کہ NGOs کے بارے میں کچھ بات ہو رہی تھی تو میں یہاں ہاؤس میں اس پر بات کرنے کے لئے آیا ہوں۔ میں دو تین منٹ اس پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر!NGOs کا subject ویسے تو ایک دو منٹ میں نہیں بلکہ ایک دو دن میں بھی cover ہونے والا نہیں ہے۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ جو NGOs پنجاب میں کام کر رہی ہیں اگر ہمارے وزیر قانون رانا صاحب ہمیں ان کی list مہیا کروا دیں تو ہم عملی طور پر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے پہلے بھی بات کی ہے کہ آج کا دن تحریک التوائے کار پر بحث کے لئے رکھا گیا تھا تو آج یہاں پر انہوں نے list provide نہیں کرنی بلکہ جس معزز ممبر نے بات کرنی ہے اس کو یہاں اعداد و شمار کے ساتھ بات کرنی چاہئے۔ اس تحریک التوائے کار پر بحث کرنے کے لئے باقاعدہ ایوان کی رائے لے کر وقت مقرر کیا گیا تھا۔ اگر آپ کے پاس اعداد و شمار نہیں ہیں تو پھر اسے چھوڑ دیں کسی اور دن اس کو ویسے take up کر لیجئے گا۔ بہت شکریہ

اس کے ساتھ ہی آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 16۔جولائی2010 صبح 9:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

965

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16۔جولائی2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات سوشل ویلفیئر اینڈ وومن ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010(مسودہ قانون نمبر4بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010 منظور کیا جائے۔

967

صوب ائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،16۔جولائی2010

(یوم الجمع،3۔شعبان المعظم1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح10بج کر34منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارۡكَعُوۡا مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ ﴿۴۳﴾
اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَتَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ وَاَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ
الۡكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَاسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَ
اِنَّهَا لَكَبِيۡرَةٌ اِلَّا عَلَى الۡخٰشِعِيۡنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيۡنَ يَظُنُّوۡنَ اَنَّهُمۡ
مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ وَاَنَّهُمۡ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۴۶﴾

سُوۡرَةُ البَقَرَة آیات 43 تا 46

اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (اللہ کے آگے) جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو(43)(یہ) کیا(عقل کی بات ہے کہ) تم لوگوں کو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے تئیں فراموش کئے دیتے ہو، حالانکہ تم کتاب (اللہ) بھی پڑھتے ہو۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟(44) اور (رنج وتکلیف میں) صبر اور نماز سے مدد لیا کرو اور بے شک نماز گراں ہے، مگر ان لوگوں پر (گراں نہیں) جو عجز کرنے والے ہیں(45) اور جو یقین کئے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں اور اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں(46)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لمحہ لمحہ شُمار کرتے ہیں
آپ کا انتظار کرتے ہیں
اُس پہ راضی خُدا کی ذات ہوئی
مصطفیٰ ﷺ سے جو پیار کرتے ہیں
میں خطا بار بار کرتا ہوں
وہ کرم بار بار کرتے ہیں
اُن کے دَر کا فقیر ہوں جن کی
چاکری تاجدار کرتے ہیں
مدحت مصطفیٰ ﷺ ہے سرمایہ
ہم یہی کاروبار کرتے ہیں
اُن کے غم میں ظہوری چین ملے
چارہ گر بے قرار کرتے ہیں

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود وترقی خواتین)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ "سماجی بہبود وترقی خواتین" سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!آج ایک positive note پر دن کو شروع کرتے ہیں۔میں کل اسمبلی میں نہیں آ سکا کیونکہ میں کسی اور کام میں مصروف تھا۔کل مجھے پتا چلا ہے کہ ہماری درخواست پر حکومت پنجاب نے چشمہ جہلم لنک کینال سے اپنے حصے کا پانی لینا شروع کر دیا ہے۔میں اس پر حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہم اپنے حق کو قائم رکھتے ہوئے چشمہ جہلم لنک کینال سے اپنے حصے کا پانی لے رہے ہیں۔مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہاں پر ہمارے وزیر آبپاشی صاحب نے کچھ عجیب عجیب باتیں کی تھیں۔میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جس وقت ایسی طنزیہ باتیں ہوں تو ان کو expunge کروا دیا کریں تاکہ ایسی باتوں کی یہاں پر روایت ختم ہو جائے اور ہم ایک دوسرے کے ساتھ عزت و تکریم کے ساتھ پیش آئیں۔

جناب سپیکر: میں تو ایسی کوئی بات نہیں سُن پایا، اگر کوئی ایسی بات ہے تو میں یقیناً ان کو کہہ دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ کل میں موجود نہیں تھا لیکن میں نے سنا ہے کہ وزیر آبپاشی کی زبان تھوڑی سی تہذیب کے دائرے سے باہر تھی۔

جناب سپیکر: اگر میں کوئی ایسی بات سنتا ہوں تو اسے expunge کروا دیتا ہوں۔میرا خیال ہے کہ اگر کوئی ایسی بات ہوئی ہے تو وہ expunge کروا دی گئی ہو گی۔آج سب سے پہلا سوال چودھری ظہیر الدین خان صاحب کا سوال ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 657۔(معزز ممبر نے چودھری ظہیر الدین خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رحیم یار خان، خدمت خلق کی انجمنوں کی تعداد و تفصیل

*657: **چودھری ظہیر الدین خان:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں خدمت خلق کے لئے کام کرنے والی رجسٹرڈ رفاہی انجمنوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) سماجی بہبود اور بیت المال کے ضلع بھر میں کتنے دفاتر ہیں، ان میں تعینات عملہ کی تفصیل و پتاجات وغیرہ کیا ہیں؟

(ج) بیت المال سے گزشتہ تین سالوں کے دوران کتنے مستحقین کی مدد کی گئی، محکمہ ہذا کا امداد دینے کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں خدمت خلق کے لئے کام کرنے والی محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام رجسٹرڈ رفاہی انجمنوں کی تعداد 179 ہے۔

(ب) سماجی بہبود اور بیت المال کے ضلع بھر میں کل 18 دفاتر ہیں ان میں تعینات عملہ کی تفصیل مع پتاجات تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) بیت المال سے گزشتہ تین سال کے دوران امداد لینے والے مستحقین کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بیت المال سے امداد لینے کے طریق کار کے مطابق درخواست دہندہ کو ضلعی بیت المال کمیٹی کے دفتر میں ایک طباعت شدہ فارم پر درخواست جمع کروانی ہوتی ہے۔درخواست گزار کی تحقیق کرنے کے بعد متعلقہ بیت المال کمیٹی کے ممبر اس پر سفارش کرتا ہے جس کے بعد ضلعی بیت المال کمیٹی کی میٹنگ میں اس کی منظوری کے بعد درخواست دہندہ کے نام چیک جاری کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس سوال کا جواب 15۔ستمبر 2008 کو موصول ہوا تھا اور آج 16۔جولائی 2010 ہے۔ان دو سالوں میں جو updateہوئی ہے وہ نہیں بتائی گئی۔سوال کے جز(الف)میں پوچھا گیا تھا کہ "رحیم یار خان میں خدمت خلق کے لئے کام کرنے والی محکمہ بہبود کے زیر انتظام رجسٹرڈ رفاہی انجمنوں کی تعداد کیا ہے؟"تو اس کا جواب دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ ان کی تعداد 179 ہے۔یہ 179 کی تعداد تو 2008 میں تھی، آج 2010 میں ان تنظیموں کی کیا تعداد ہے؟ یہ جتنے بھی سوالات ہیں ان کے جوابات 2010 کی موجودہ صورتحال کے مطابق update کر دیئے جائیں، باقی سب ٹھیک ہے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! محکمہ کو جیسے ہی سوال موصول ہوتا ہے تو اس کا فوری طور پر جواب بھیج دیا جاتا ہے۔اس وقت ضلع رحیم یار خان میں رجسٹرڈ رفاہی تنظیموں کی تعداد 179 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا آج بھی ان رفاہی انجمنوں کی تعداد 179 ہے، یہ تعداد تو 2008 کی ہے کیا ان دو سالوں میں کوئی نئی تنظیمیں رجسٹرڈ نہیں ہوئیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں نے ان سے یہ بات کہی ہے کہ جب یہ سوال آیا تھا تو اس وقت ان رفاہی تنظیموں کی تعداد 179 تھی۔اگر اب انہیں 2010 کے حوالے سے معلومات چاہئیں تو اس کے لئے یہ fresh question دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، حضور! یہ جواب آپ نے 15۔ ستمبر 2008 کو دیا تھا۔ محسن لغاری صاحب آپ سے اسی سوال سے متعلق latest صورتحال کے بارے میں ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں کہ 2010 میں اب ان رفاہی انجمنوں کی تعداد کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سوالات کو کس ترتیب سے مرتب کرنا ہے یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی Question Branch کا کام ہے لیکن جہاں تک 2010 کی بات ہے تو میں اس ایوان میں اس کی picture تب ہی رکھ سکتا ہوں جب یہ مجھے 2010 کے متعلق سوال کریں۔ انہوں نے 2008 کے متعلق سوال کیا ہے تو اس کا جواب 179 ہی بنتا ہے اس لئے میں یہ نہیں چاہتا کہ ہم House کو کسی طریقے سے کوئی غلط information مہیا کریں۔

جناب سپیکر: کامران صاحب! بات یہ ہے کہ آپ نے 15۔ ستمبر 2008 کو جواب بھیج دیا اس کے بعد Assembly floor پر آنے سے دو دن پہلے تک آپ اس میں ترمیم کر کے ترمیمی جواب بھجوا سکتے ہیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اس وقت موجودہ صورتحال کے مطابق ضلع رحیم یار خان میں ہمارے پاس registered رفاہی کام کرنے والی انجمنوں اور تنظیموں کی تعداد 189 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ مناسب نہیں ہے کہ آخری وقت پر بوٹی آئے اور پھر وزیر موصوف جواب دیں کتنا اچھا ہوتا کہ وزیر صاحب ایک رات پہلے محکمے کے ساتھ بیٹھ کر ان سوالات کے جوابات update کر لیتے۔ ہم سب لوگ privileges لینے کے لئے تو تیار ہیں لیکن responsibilities کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات ٹھیک ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سوال 11۔ جون 2008 کو کیا گیا اس کا جواب 15۔ ستمبر 2008 کو آ گیا اور آج 16۔ جولائی 2010 ہے تو جس سوال کا جواب دو سال بعد آ رہا ہے اس کی اہمیت کیا ہو گی؟

جناب سپیکر: یہ کوئی ایک سوال نہیں ہوتا، بے شمار سوالات ہوتے ہیں جنہیں اپنی باری پر آنا ہوتا ہے اس میں کسی کو کوئی رعایت نہیں ہوتی۔ اگلا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔his Question No. 1606, on behalf.(معزز ممبر نے جناب وسیم قادر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

واہگہ ٹاؤن محمود بوٹی لاہور میں میٹرنٹی ہسپتال کی تفصیلات

*1606: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واہگہ ٹاؤن محمود بوٹی میں میٹرنٹی ہسپتال تعمیر کیا گیا ہے؟

(ب) واہگہ ٹاؤن محمود بوٹی میٹرنٹی ہوم ہسپتال کی تعمیر پر کتنا فنڈ خرچ ہوا، اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ میٹرنٹی ہسپتال کی تعمیر مکمل ہوئے تقریباً دو سال ہو گئے لیکن ابھی تک نہ تو سٹاف بھیجا گیا ہے اور نہ ہی دوائیاں فراہم کی گئی ہیں، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت اس ہسپتال میں بھرتی کرنے اور دوائیاں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ایل ڈی اے نے 1990 میں واہگہ ٹاؤن محمود بوٹی میں ایک کثیر المقاصد کمیونٹی سنٹر (شادی ہال، انڈسٹریل ہوم، انڈور گیمز، ہیلتھ سنٹر) پنجاب اربن ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کے تحت تعمیر کیا تھا جو کہ تین کنال چودہ مرلہ رقبہ پر محیط ہے۔ یہ عمارت 1991 میں محکمہ سماجی بہبود کے حوالے کی گئی اس بلڈنگ میں پاکستان فیملی ویلفیئر کونسل کی جانب سے ایک فیملی ویلفیئر سنٹر قائم کیا گیا تھا۔ تاہم اس NGO کی کارکردگی تسلی بخش نہ تھی جس کی وجہ سے محکمہ نے اس NGO کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ایک Caretaker Body بنائی تھی لیکن پاکستان فیملی

ویلفیئر ایسوسی ایشن کے عہدیداران کی جانب سے اس مسئلہ کو عدالت میں لے جانے سے اب تک اس پر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا ہے۔

(ب) ایل ڈی اے (سی ایم پی سیل) نے پنجاب اربن ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کے تحت مذکورہ کمیونٹی سنٹر تقریباً27لاکھ کی لاگت سے تعمیر کیا گیا تھا۔

(ج) محکمہ کی طرف سے کوئی بھی میٹرنٹی ہسپتال قائم نہ کیا گیا ہے لہذا اس میں سٹاف کی تعیناتی اور دواؤں وغیرہ کی فراہمی ممکن نہ ہے۔

(د) ۔ایضًا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ 20سال پہلے 27 لاکھ روپے کی لاگت سے Urban Project کے تحت LDA نے یہاں پر Centre Community بنایا تھا۔ ہمیں اس وقت اس علاقے میں ہسپتال کی ضرورت ہے جو میٹرنٹی کے معاملات کو دیکھ سکے۔ محمود بوٹی کے قریب ترین میو ہسپتال اور سروسز ہسپتال ہیں جو دونوں ہسپتال 15 سے 20 کلومیٹر دور ہیں۔ اس Community Centre کی عمارت 20سال سے بنی ہوئی ہے اگر اس عمارت میں 8/10 beds لگا کر ہسپتال میں convert کر کے وہاں پر زچگی کے مسائل حل کر لئے جائیں تو یہ علاقے کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہو گا۔ یہ بات متعدد بار کی گئی ہے اور محکمہ اسی طرح اس کا جواب دے دیتا ہے۔ کیا گورنمنٹ اس Community Centre کو ہسپتال میں convert کرنے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، کامران صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! 1990 میں محمود بوٹی واہگہ ٹاؤن میں انہی مقاصد کے تحت اس Community Center کا قیام عمل میں آیا تھا۔ Family Pakistan Welfare Association ایک NGO ہے اس نے یہ takeover کیا تھا اور ہم نے ان کے ساتھ ایک Caretaker Body بنائی تھی۔ اب صورتحال یہ ہے کہ یہ NGO اس matter کو عدالت میں لے گئی جس پر اس کا stay چل رہا ہے ہم اس stay کو واگزار کروانے کی کوشش کر رہے ہیں جیسے ہی stay vacate ہوتا ہے ہم اس کو فعال بنائیں گے اور زچہ بچہ کے حوالے سے میرے بھائی کے جو تحفظات ہیں ہم ان کو پورا کریں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! محکمہ صحت اس معاملے میں serious نہیں ہے یہ اسے pursue نہیں کرتے۔اس NGO نے 3 کنال 14 مرلے پر قبضہ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کامران صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! 20 سال سے یہ NGO اس پر کام کر رہی تھی لیکن جب کسی NGO کی کارکردگی تسلی بخش نہ ہو تو پھر ہم نوٹس بھیجتے ہیں کہ وہ ادارے خالی کر دیں تاکہ ہم مؤثر کام کرنے والی فلاحی تنظیموں کو موقع دیں تاکہ وہ ان اداروں کی بھاگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے کر انہیں فعال بنا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں محکمے کا کوئی قصور نہیں ہے محکمے نے تو اس میں بہتری لانے کے لئے نوٹس دیا کہ آپ کی کارکردگی اچھی نہیں، علاقے کے لوگ آپ سے ناخوش ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ NGO صحیح کام نہیں کر رہی تو ہم اس NGO کو اس جگہ سے ہٹاتے ہیں لیکن چونکہ ہر کسی کے پاس عدالتوں کی opportunity ہے اور جب عدالتیں stay دیتی ہیں تو پھر جب تک ہم عدالتوں سے وہ stay vacate نہیں کروا لیتے ہم کوئی کارروائی عمل میں نہیں لا سکتے۔

جناب سپیکر: اس کا باقاعدہ procedure ہوتا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! عدالت کا نام اور تاریخ بتائی جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میرے پاس ابھی اس کی تفصیل نہیں ہے میں اپنے بھائی کو پتا کر کے بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: Next Question No. 2539 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں disposed of, next question محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! Question No. 2731 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور میں بحالی معذوراں کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

* 2731: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں بحالی معذوراں کے کتنے ادارے ہیں نیز یہ ادارے کہاں کہاں ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) لاہور میں بحالی معذوراں کے اداروں میں کل کتنا سٹاف ہے اور یہ کس اتھارٹی کے ماتحت کام کر رہے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) بحالی معذوراں کے اداروں کو سال2007-08 میں کتنا بجٹ دیا گیا اور اس بجٹ کو کہاں کہاں استعمال میں لایا گیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) لاہور میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام بحالی معذوراں کے لئے ایک ادارہ نشیمن کے نام سے سوشل ویلفیئر کمپلیکس سیکٹر D-1 ٹاؤن شپ میں کام کر رہا ہے۔

(ب) اس ادارے میں موجود سٹاف کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور یہ سٹاف ڈائریکٹر جنرل سوشل ویلفیئر کے ماتحت کام کرتا ہے۔

(ج) نشیمن کو سال2007-08 کے دوران کل -/2,731,000 روپے بجٹ دیا گیا جو کہ سٹاف کی تنخواہوں، معذور افراد کی تربیت اور رہائش وغیرہ کے اخراجات کے لئے خرچ کیا گیا۔تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ معذور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے نشیمن کے نام سے صرف ایک ہی ادارہ ہے۔ کیا گورنمنٹ سمجھتی ہے کہ ایک ادارہ کافی ہے اور حکومت معذور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے مزید اقدامات کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: کامران صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ معذور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے ایک ادارہ کافی ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اسی حوالے سے میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے اور اس کے بعد وزیر موصوف ان کا جواب دے دیں۔ معذور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے نشیمن کے نام سے ایک ادارہ ہے

تو اب تک کتنے معذور افراد اس سے فائدہ اٹھا سکے ہیں اور ان معذور افراد کو کس قسم کی تربیت دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، کامران صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! لاہور میں محکمہ سماجی بہبود کی زیر نگرانی نشیمن کے نام سے انتظامی بحالی معذوراں کا ادارہ قائم کیا گیا ہے اور اس کا دفتر Social Welfare Complex, Sector D-1, Town Ship میں کام کر رہا ہے۔ ابھی معزز رکن نے یہ پوچھا ہے کہ کیا یہ ادارہ sufficient ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں ہم نے کبھی کسی کو واپس نہیں بھیجا یہ ادارہ ایک حکمت عملی کے تحت کام کر رہا ہے اور وہاں پر آنے والے معذور بچوں کو facilitate کیا جاتا ہے۔ اس وقت ہمارے اس ادارے میں موجود معذور بچوں کی تعداد 45 ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جو معذور بچے اس ادارے میں آتے ہیں ان کو کس قسم کی تربیت دی جاتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس ادارے میں آنے والے معذور بچوں کو ہم کمپیوٹر کی ٹریننگ دیتے ہیں، سلائی کڑھائی سکھاتے ہیں اور اس کے علاوہ موبائل فون کی ریپئرنگ کا کام سکھایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اس ادارے میں کتنے بچوں کے لئے گنجائش ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے تعداد تو بتا دی ہے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اس وقت 45 بچے اس ادارے میں ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں اور رہ رہے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میرا سوال یہ ہے کہ کیا جن 45 بچوں کو تربیت دی جارہی ہے کیا حکومتی سطح پر معذور بچوں کا ریکارڈ مرتب کیا جاتا ہے کیونکہ 45 معذور بچے تو نہیں ہیں ان کی تعداد تو بے شمار ہے اور اس ادارے میں صرف 45 بچوں کو تربیت دی جارہی ہے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! درحقیقت معذور بچوں کا ریکارڈ مرتب کرنے کی ذمہ داری محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے پاس ہے۔ وہ ایک باقاعدہ محکمہ ہے جو سپیشل بچوں کے لئے کام کر رہا ہے۔ یہ ادارہ صرف سپیشل بچوں کے لئے بنا ہوا ہے لیکن ہم تو ان بچوں کو lookafter کرتے ہیں جو ہمارے ادارے سے رجوع کرتے ہیں۔ ان کی فلاح و بہبود کے لئے، خوشحالی کے لئے اور ان کو ہنر مند بنا کر معاشرے کا سود مند شہری بنانے کے لئے ہم تگ و دو کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: سوال نمبر 3369 ہے۔

محکمہ وومن ڈویلپمنٹ کا قیام و دیگر تفصیلات

*3369: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت پنجاب نے وومن ڈویلپمنٹ کا محکمہ کب بنایا؟

(ب) لاہور میں اس محکمے کا دفتر کہاں پر واقع ہے نیز اس محکمہ میں اس وقت کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام و پتا، عہدہ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) پراونشل ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی نے 15۔ اگست 2005 کو جینڈر ریفارم ایکشن پلان (GRAP) پنجاب کی منظوری دی۔ جس کے اہم مقاصد میں سے ایک نظامت ترقی

خواتین کا قیام بھی شامل ہے۔ تاہم مذکورہ ڈائریکٹوریٹ کے لئے فنڈز کا اجراء مالی سال 2006-07 میں کیا گیا۔فی الوقت نظامت ترقی خواتین انتظامی طور پر محکمہ سماجی بہبود، ترقی خواتین وبیت المال کے ذیلی ادارے کے طور پر کام کر رہا ہے۔

(ب) نظامت ترقی خواتین کا دفتر بمقام 129 شادمان کالونی نمبر 1 میں واقع ہے محکمہ کے ملازمین کی تفصیل بلحاظ عہدہ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2005 سے اب تک خواتین کی ترقی میں کیا کردار ادا کر سکا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ہم نے اس ادارے کو مضبوط اور مستحکم بنانے کے لئے ادارے میں ایک نیا ذیلی ادارہ GRAP کے نام سے قائم کیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ خواتین کی فلاح و بہبود، ترقی اور خوشحالی کے لئے بڑا سود مند ادارہ ہے۔ ہم نے اس میں Gender Specialist کو گورنمنٹ کے مختلف sectors میں تعینات کیا ہے تاکہ وہ گورنمنٹ کی سطح پر بھی خواتین کے روشن مستقبل کے لئے نہ صرف jobs opportunity پر کام کریں بلکہ ان کو معاشرے میں ایک فعال کردار ادا کرنے میں جو ان کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے اس کے لئے مثبت اقدامات کئے جائیں تاکہ ان کے حوصلوں کو بڑھایا جاسکے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 36 اضلاع میں GRAP کام کر رہا ہے اور اس کا credit حکومت پنجاب کو جاتا ہے کیونکہ پورے پاکستان کے لئے GRAP کا انعقاد کیا گیا تھا لیکن صرف صوبہ پنجاب ایسا واحد صوبہ ہے جس کے پورے 36 اضلاع میں GRAP پر کام ہو رہا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! انہوں نے بات کی ہے کہ خواتین کی ترقی کے لئے GRAP کے نام سے ایک پروگرام ترتیب دیا ہے۔ اگر ہم ایک survey کے مطابق rating پر آئیں تو 47 میں سے پاکستان کا نمبر 45 آتا ہے۔ میں نے یہ سوال کیا تھا کہ 2005 سے اب تک اس کی کارکردگی کیا رہی ہے؟ جبکہ international survey کے مطابق 47 میں سے پاکستان کا 45 واں نمبر ہے۔ یہ کون سی کلاس کو gender کا بتاتے رہتے ہیں کہ gender میں male اور female ہیں اور تفریق کی جاتی ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ یہ کس کلاس کو بتایا جاتا ہے۔ یہ ادارہ اس کے لئے کیا کام کر رہا ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اسی ضمن میں میرا سوال یہ ہے کہ gender discrimination تو یہاں بھی موجود ہے کہ محکمے کی پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو بھی یہاں ایوان میں موجود ہونا چاہئے تھا اور ان کو جواب بھی دینا چاہئے تھا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس محکمے کی کارکردگی کیا ہے، اس کو علیحدہ محکمے کی حیثیت کب دی جائے گی اور اس ادارے کا قیام کب عمل میں آیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ابھی میری معزز بہن ساجدہ میر صاحبہ نے فرمایا کہ یہاں پر gender discrimination ہے تو میں یہاں پر آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کتنی ہی خوش آئند اور انوکھی اور نمایاں بات ہے کہ باقی تینوں صوبوں میں خواتین کی نمائندگی کرنے والی خواتین ہی ہیں لیکن پنجاب میں یہ portfolio مجھے دیا گیا ہے اور یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ کوئی مرد خواتین کی نمائندگی کر رہے ہیں، ان کے حقوق کی بات کر رہے ہیں اور ہم تو اس discrimination کو ختم کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آغاز سفر ہے اور جو پاکستان کی rating کی بات کی گئی ہے کہ پاکستان 45ویں نمبر پر ہے تو میں نے پہلے ہی اس پر بات کی ہے کہ GRAP کے حوالے سے صوبہ پنجاب ہی واحد صوبہ ہے جو کام کر رہا ہے۔ جب ہم پاکستان کی بات کرتے ہیں تو دوسرے صوبوں کو جب تک ساتھ نہ ملایا جائے تو پاکستان مکمل نہیں ہو سکتا اس لئے جب باقی صوبے کام نہیں کریں گے اور صرف صوبہ پنجاب کام کرے گا تو اس کا کام اتنا ہی ہو سکتا ہے جو limited ہو گا۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! میں نے بھی اسی سلسلے میں بات کرنی ہے کہ جیسے تمام male expertise زراعت والے، آبپاشی والے کو بجٹ میں accommodate کیا گیا لیکن vocational expertise چونکہ خواتین ہوتی ہیں ان کو کہیں accommodate نہیں کیا گیا۔ ان کے لئے بلاسود قرضہ جات یا کسی ادارے کے قیام کے لئے پانچ مرلہ جگہ دی جانی چاہئے، ایسی چیزیں خواتین کے لئے ہوتی ہیں خواتین اس ملک کا 54 فیصد حصہ ہیں۔ انھیں بھی اسی طرح accommodate کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: اس وقت تو اس سوال کے متعلقہ ضمنی سوال ہونا چاہئے تھا۔ آپ کو یہ بات بجٹ تقریر میں کرنی چاہئے تھی، آپ demand کرتے تو آپ کو کچھ ملتا۔ اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔ جی، جناب محمد نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر3502ہے۔جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں محکمہ کے ریسرچ سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3502: **جناب محمد نوید انجم:** کیاوزیر سماجی بہبود وترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے لاہور میں کتنے ادارے ریسرچ سنٹر اور انسٹیٹیوٹ کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں کے سال08۔2007اور09۔2008کے اخراجات بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں کس کس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(د) اس وقت ان اداروں میں کتنے طالب علم ہنر حاصل کر رہے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام لاہور میں کوئی ریسرچ سنٹر یا انسٹیٹیوٹ کام نہیں کر رہا جس میں طالب علموں کو ہنر دیئے جاتے ہیں۔ محکمہ کے زیر انتظام صرف ایک ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کام کر رہاہے جو کہ محکمہ کے ملازمین کی ٹریننگ کا کام سرانجام دیتاہے۔

(ب) سوشل ویلفیئر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کا سال08۔2007 کا بجٹ -/5,255,000روپے اور 09۔2008کا-/5,848,000روپے ہے۔

(ج) یہ انسٹیٹیوٹ صرف محکمہ کے ملازمین کی دوران سروس تربیت کا کام سرانجام دیتاہے اور اس کے علاوہ سال میں چار کورسز چائلڈ کیئرور کر کے بھی کروائے جاتے ہیں۔

(د) اس انسٹیٹیوٹ میں اس وقت کوئی طالبعلم ہنر حاصل نہیں کر رہا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس کے جز(الف) میں، میں نے پوچھا تھا کہ کتنے ریسرچ سنٹر کام کر رہے ہیں؟ اس کا جواب ملا ہے کہ کوئی ریسرچ سنٹر کام نہیں کر رہا تو ریسرچ کے بغیر تو ترقی نہیں ہو سکتی، کیا حکومت ریسرچ سنٹر کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی کو یہ چیز باور کروا دینا چاہتا ہوں کہ ریسرچ سنٹر ہمیشہ تب بنتے ہیں جب کسی چیز کی تکنیکی ماہریت کو چیک کرنا ہو، کوئی سائنس لیبارٹری ہو اور کوئی ایسی بات ہو۔ یہاں خواتین کے حقوق کی بات ہے تو اس میں ریسرچ سنٹر کی کہاں ضرورت پیش آئے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس بات کو باور کروائیں ہم ریسرچ سنٹر بنائیں گے لیکن اگر اس کی ضرورت ہے تب ہی بنایا جائے گا۔ ریسرچ سنٹر بنا کر ہم وہاں پر کوئی اور فارمولہ اپنائیں تو یہ غیر مناسب بات ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جناب منسٹر صاحب پڑھے لکھے ہیں۔ میرے خیال میں جتنی ریسرچ کی اس پر ضرورت ہے اتنی کسی اور field میں نہیں ہے۔ ہماری خواتین کے ایسے معاملات ہیں کہ ان پر دنیا میں اتنی ریسرچ ہوئی ہے جس کی میں وضاحت نہیں کر سکتا اور وزیر موصوف کہتے ہیں کہ اس پر ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہم کس دور میں رہ رہے ہیں، مجھے یہ لگتا ہے کہ یہ ہمیں dark age میں لے کر جانا چاہ رہے ہیں یہ ہمیں modern age میں نہیں رکھنا چاہ رہے نہیں تو modern age میں تو ریسرچ سنٹرز کی بڑی اشد ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ بتا دیں کہ اس کا ریسرچ سنٹر کہاں بنا ہوا ہے؟ آپ کو پتا ہے تو ان کو بتا دیں۔ اس کے مطابق پھر یہ کام کریں گے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ خواتین کے حقوق کی بابت نشاندہی کی گئی ہے اس کے لئے سب سے اچھا فورم ہمارا یہ ایوان ہے۔ یہ خواتین کے حقوق کے لئے یہاں بل لے کر آئیں۔ خواتین کے حقوق جو سلب ہوتے رہے ہیں اور اس وقت تک خواتین محرومیوں کا شکار رہیں گی جب تک ہم ان کے لئے مؤثر حکمت عملی کے تحت بل پیش نہیں کریں گے۔ یہ بات کریں، یہ قرارداد یں لے کر آئیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ فورم ہے اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ہم ایک علیحدہ ادارہ بنائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب یہاں بیٹھے ہیں۔ ہم تو 21ویں صدی میں داخل ہو گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ سے وضاحت چاہتا ہوں کہ آپ کس قسم کی لیبارٹری بنوانا چاہتے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!اسلام آباد میں اس کے دو ریسرچ سنٹر بنے ہوئے ہیں تو کیا حکومت پنجاب اسے take up نہیں کر سکتی؟

جناب سپیکر: جی، آپ ان کا ذکر کریں اور ہم بھی ان سے پوچھ لیں گے کہ یہ آپ سے کیوں نہیں بن سکتے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!اسلام آباد میں دو بنے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: افسوس ہے کہ اسلام آباد میں بنے ہوئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!معزز رکن جو کہنا چاہ رہے ہیں بنیادی طور پر ہمارے ڈائریکٹوریٹ میں ڈپٹی ڈائریکٹر اور ایک ریسرچ آفیسر موجود ہیں اور ریسرچ آفیسر کا کام یہی ہے جس بابت یہ نشاندہی کر رہے ہیں کہ وہ خواتین کے بارے میں ریسرچ کریں اور مختلف NGOs اور خواتین کی بہبود کے لئے کام کرنے والی organizations کو مدعو کریں اور خواتین کے حقوق اور ان کی ترقی و فلاح و بہبود کے حوالے سے نشاندہی کی جائے تو اس کے لئے وہ اپنے محکمے کو آگاہ کرتے رہیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر!میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اللہ رکھا صاحب!اب تو ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر!صرف چند لمحے لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، وقت ختم ہو گیا ہے۔اگلا سوال محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): On her behalf سوال نمبر 3537۔(معزز خاتون ممبر نے محترمہ شبینہ ریاض کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل منچن آباد میں قائم دستکاری سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3537: محترمہ شبینہ ریاض: کیاوزیر سماجی بہبود وترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ سماجی بہبود وترقی خواتین کے تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر میں قائم دستکاری سکولز کی مکمل تفصیل مع پتا بیان کی جائے، ان دستکاری سکولز میں خواتین کو کس کس دستکاری اور ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(ب) ان سکولوں میں دستیاب سہولیات، سٹاف اور خواتین کی تعداد بیان فرمائیں؟

(ج) مذکورہ تحصیل میں گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں خواتین کے لئے کیا کیا منصوبے ہیں اور ان منصوبہ جات پر عملدرآمد کے لئے حکومت آئندہ کیا اقدامات اٹھاناچاہتی ہے؟

(د) مذکورہ تحصیل کے دستکاری سکولز کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر کی تحصیل منچن آباد میں اس وقت تین سماجی ادارہ جات کے زیر انتظام دستکاری سنٹر قائم ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ان دستکاری سنٹرز میں خواتین کو سلائی کڑھائی، ہینڈ ایمبرائڈری، مشین ایمبرائڈری کے فنون کی تربیت فراہم کی جاتی ہے۔

نام دستکاری سنٹر مع مکمل پتا

1۔ اجتماعی ترقیاتی کونسل دستکاری سکول وارڈ نمبر 02 محلہ قصاباں، منچن آباد

2۔ لبرل سوشل ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن دستکاری سکول بستی کمبڑان منچن آباد

3۔ تونسوی ویلفیئر فاؤنڈیشن حاصل ساڑھو، موضع روڑی والا اڈا باریکا منچن آباد

(ب) ان دستکاری سکولز میں خواتین کو سلائی کے لئے مشین، کڑھائی کے لئے زگ زیگ، ڈسک میٹک، کاج اوور لاک اور دیگر مشینیں دستیاب ہیں۔اس وقت ہر سنٹر میں 25 تا 35 خواتین دستکاری فنون کی مہارت حاصل کر رہی ہیں۔

(ج) تحصیل منچن آباد میں علاوہ ازیں کوئی سرکاری ادارہ خواتین کی صنعت سازی کے لئے کام نہ کر رہاہے۔ تاہم محکمہ سے رجسٹرڈ NGO اس علاقے میں دستکاری سکول چلا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!سوال کے جز (ب)کا جو جواب دیا گیا ہے کہ ان دستکاری سکولوں میں خواتین کو سلائی کے لئے مشینیں، کڑھائی کے لئے زگ زیگ، ڈسک میٹک اور کاج اوورلاک کی مشینیں دستیاب ہیں اور اس پر ان کو training دی جاتی ہے۔ جو خواتین یہاں سے training حاصل کر کے جاتی ہیں وہ training تو حاصل کر لیتی ہیں اور کسی نہ کسی طرح سے fees بھی pay کر لیتی ہیں لیکن training کے بعد یہ مشینیں بھی حکومت ان کو provide کرے تا کہ وہ گھر بیٹھ کر اپنا کاروبار چلا سکیں۔ دوسرا یہ کہ ضلع بہاولنگر میں ٹوٹل ایسے کتنے ادارے ہیں جو خواتین کو train کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!بتائیں کہ کتنے ادارے ہیں جو خواتین کو training کر رہے ہیں۔ اس کے بعد انہوں یہ بھی پوچھا ہے کہ training کے بعد آپ ان خواتین کے لئے کیا انتظام کر سکتے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!بنیادی طور پر جو خواتین مہارت حاصل کر کے جاتی ہیں ایک تو وہ خود اپنا کام چلا رہی ہیں اور معاشرے کی اچھی شہری ہونے کے ساتھ ساتھ روزگار کے مواقع فراہم کرنے اور اپنے گھر کا نظم و نسق سنبھالنے میں بھی اپنا کردار ادا کرتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ادارے میں بھی ایسی opportunities موجود ہیں کہ جن خواتین کو مہارت حاصل ہو اگر وہ ادارے میں کام کرنا چاہیں تو ادارے کے پاس بھی ایسے معاملات کے لئے گنجائش موجود ہوتی ہے۔ جن خواتین کے پاس مہارت ہوتی ہے اور جو training ختم کر کے دوبارہ کام کرنا چاہتی ہیں ان کو ہم اپنے ادارے میں بھی adjust کرتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ کتنی خواتین کو یہ مشینیں provide کر سکتے ہیں جو خواتین یہ مشینیں خریدنا afford نہیں کر سکتیں کیونکہ ہماری خواتین کی financial problem ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!محترمہ فرما رہی ہیں کہ جو خواتین afford نہیں کر سکتیں تو آپ کا ادارہ ان کو کچھ دے سکتا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مختلف NGOs جن کے ساتھ ہم سلائی کڑھائی اور خواتین کی فلاح کا کام کرتے ہیں ان NGOs کے پاس ایسے وسائل ہوتے ہیں جن میں سے وہ خواتین کو یہ مشینیں وغیرہ فراہم کرتی ہیں بلکہ حکومت کے مشترکہ اشتراک سے یہ کام عمل پذیر ہوتا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ NGOs الگ سی چیز ہیں اور ان کا آپ کے سرکاری اداروں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو صرف حکومت کے اداروں کی بات کر رہی ہوں کہ وہ ادارے اس سلسلے میں خواتین کے لئے کیا help کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب آپ کی بات سن رہے ہیں لیکن bell بجنے کے بعد اس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پرائیویٹ اداروں کا تو ہمیں پتا ہے لیکن میں تو حکومت کی بات کر رہی ہوں کہ خواتین کو financially powerful کرنے کے لئے یہ کیا ذمہ داری لے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کا ضرور خیال کیجئے۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: On her behalf سوال نمبر 3666۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا) اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جینڈر ایکشن پروگرام اور وومن ڈویلپمنٹ پروگرام میں فرق و دیگر تفصیلات

*3666: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جینڈر ایکشن پروگرام اور وومن ڈویلپمنٹ پروگرام میں کیا فرق ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان دونوں پروگراموں کے بنیادی اغراض و مقاصد خواتین کی بہبود ہے۔ اگر ایسا ہے تو ان دونوں پروگراموں کو ضم کر کے مشترکہ پروگرام کیوں تشکیل نہیں دیا جاتا؟

(ج) ان دونوں پروگراموں کے تحت سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران سیکرٹری سماجی بہبود و ترقی خواتین نے کبھی پروگراموں کی مشترکہ میٹنگ بلائی، اگر ہاں تو کب؟

(د) کیا حکومت ان دونوں پروگراموں کی افادیت کے پیش نظر اور صوبہ کی ساڑھے چار کروڑ خواتین کی ترقی اور نمائندگی کے لئے خواتین ممبران صوبائی اسمبلی پر مشتمل کمیٹی تشکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) جینڈر ایکشن پروگرام اور وومن ڈویلپمنٹ پروگراموں کے بنیادی اغراض و مقاصد کم و بیش ایک جیسے ہی ہیں۔ جیسا کہ Annexure-I درج ذیل میں دیئے گئے ہیں:۔

Annexure-I

گریپ کے بنیادی اغراض و مقاصد درج ذیل اہداف حاصل کرنا ہیں:۔

- ایک ایسا لائحہ عمل بنانا جس سے صوبائی حکومت ایک متحرک اور فعال تنظیم میں تبدیل ہو کر آزدانہ طریقہ سے کام کرتے ہوئے، صنفی مساوات کو فروغ دے۔
- صوبائی سطح پر تمام عوامی سرگرمیوں میں صنفی مساوات کو فروغ دینا اور صنفی ناہمواریوں کو دور کرنا۔
- صوبائی حکومت میں سیاسی اور اعلیٰ سطح پر خواتین کی ہر ممکن اور مناسب حد تک نمائندگی تا کہ وہ بھرپور طریقہ سے مشاورتی فرائض سرانجام دے سکیں۔
- اس بات کی یقین دہانی کرنا کہ تمام صوبائی سرکاری ملازمین صنفی مسائل سے اچھی طرح آگاہ ہو کر مثبت طور پر خواتین کی قومی دھارے میں شمولیت کے لئے آگے بڑھا سکیں۔
- پاکستانی معاشرہ کی سوچ و فکر میں صنفی رویوں کے حوالہ سے مثبت تبدیلی لانا۔
- خواتین میں سرکاری اداروں میں ملازمت کرنے کے رجحان کو بڑھانا۔

وومن ڈویلپمنٹ پروگرام کے بنیادی اغراض و مقاصد درج ذیل اہداف حاصل کرنا ہیں:

- خواتین کی صنفی دھارے میں شمولیت کے لئے پالیسیاں بنانا ان پر عمل کرنا ان میں ہم آہنگی پیدا کرنا۔
- معاشرے کے ہر سطح پر صنفی دھارے کو قومی اور بین الاقوامی پالیسیوں کے مطابق ترقی دینا اور روابط پیدا کرنا۔
- سول سوسائٹی، پارلیمنٹیرینز اور تحقیقاتی کمیٹیوں کی مناسب طور پر گروہ بندی اور درجہ بندی کرنا۔
- حکومتی اداروں کو فنی اور تیکنیکی تربیت مہیا کرنا۔
- مندرجہ بالا بنیادوں پر ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی کرنا۔

(ب) ان دونوں پروگراموں کے بنیادی اغراض و مقاصد جینڈر بالخصوص خواتین کی بہبود ہیں ان دونوں پروگراموں کو ایک ہی پروگرام میں ضم کرنے کے لئے لائحہ عمل تشکیل دیا جا سکتا ہے جو کہ صوبہ میں خواتین کی ترقی کے لئے معاون ہو گا۔

(ج) ان دونوں پروگراموں کے تحت 08-2007 اور 09-2008 کے دوران departments کے ہیڈ کی Informal میٹنگ بلائی گئی تاہم دونوں پروگراموں کی مشترکہ میٹنگ نہیں بلائی گئی۔

(د) جینڈر ریفارم ایکشن پروگرام کے تحت سال 08-2007 کے دوران پنجاب اسمبلی کی خواتین ممبران پر مشتمل کمیٹی کی تشکیل شامل تھی لیکن سیاسی صورتحال اور انتظامی امور کی عدم فراہمی کے پیش نظر اس کی تشکیل نہ ہو سکی۔ سال 09-2008 کے دوران بھی سیاسی صورتحال اور انتظامی امور کی عدم فراہمی کے پیش نظر یہ تشکیل نہ دی جا سکی۔ رواں سال کے دوران اس کمیٹی کی تشکیل کے لئے منصوبہ بندی کر لی گئی ہے اور جلد ہی یہ کمیٹی تشکیل دے دی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جز (د) میں یہ سوال کیا گیا تھا کہ خواتین ایم پی ایز جو یہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں ان پر مشتمل کمیٹی تشکیل کیوں نہیں دی گئی جس کے جواب میں انہوں نے معذوری ظاہر کی ہے کہ دو سال تک تو ہم یہ نہیں کر سکے لیکن جلد ہی یہ کمیٹی تشکیل پا جائے گی۔ بتایا جائے کہ یہ جلد کب تشکیل پا

جائے گی؟اب اس محکمے کا انچارج بھی ایک مرد کو بنادیا گیا ہے۔مجھے یاد ہے کہ ہم نے احتجاج کیا تھا کہ کسی خاتون کو انچارج منسٹر بناتے لیکن چلیں! مرد ہونے کے ناتے تو اس میں کوئی چیز شامل نہیں ہے۔اب پونے تین سال ہو گئے ہیں لیکن اب تک یہ کمیٹی کیوں نہیں بنائی گئی اور جلد تشکیل دیئے جانے کا کیا مطلب ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!وہ فرمارہی ہیں کہ اب تک خواتین کی کمیٹی کیوں نہیں بنائی؟

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!سب سے پہلے تو یہاں پر میری معزز رکن اُس وقت موجود نہیں تھیں لیکن میں پھر یہ بات بتاتا ہوں کہ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ اب خواتین کی بات مرد حضرات کر رہے ہیں۔پہلے یہ خواتین اپنے حقوق پر اکیلی fight کرتی تھیں لیکن اب ان خواتین کی صفحوں میں مرد حضرات بھی ان کی بات کرنے کو تیار ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا gesture ہے جو حکومت پنجاب نے show کیا ہے اور اس کی مثال باقی صوبوں میں نہیں ملتی صرف پنجاب میں ملتی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!ہاؤس میں تو gender کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!ان کی طرف سے discrimination کی بار بار جو smell آرہی ہے اس کی بابت میں نے یہ بات کی ہے۔ہم تو ان کے حقوق کی بات کرنے کے لئے یہاں پر اکٹھے ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب کا یہ بڑا سنجیدہ مؤقف ہے کہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کام کیا جائے۔حالانکہ ٹائم اس کا ختم ہو گیا تھا لیکن میں پھر بھی اس بات کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں کہ ہم نے تو ان نادار خواتین کے لئے بیت المال میں علیحدہ سے رقم رکھوادی ہے تاکہ جیسے پہلے میری بہن نے جن ہنر مند خواتین کو مشینری فراہم کرنے کی بات کی تھی ان خواتین کو facilitate کیا جاسکے۔انہوں نے یہاں پر خواتین کی کمیٹی کے حوالے سے بات کی تو یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہم Gender Action Committee خواتین پر مشتمل بنانا چاہتے ہیں لیکن اس میں قباحتیں یہی تھیں کہ ہم نے تمام پارٹیوں کی طرف سے خواتین کو نمائندگی دینی تھی۔

اس ضمن میں ہم نے اپناhomework تقریباً مکمل کر لیا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہم آئندہ آنے والے تین ماہ میں اس کمیٹی کو تشکیل دے دیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ۔اب وقت ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!اس حوالے سے میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: .No because time is over now پلیز تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:.One her behalf(معزز ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال نمبر پکاریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!سوال نمبر3958 اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں بے سہارا بیوہ خواتین و بچوں کی فلاح کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*3958: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں بے سہارا بیوہ خواتین اور ان کے بچوں کے لئے کوئی ادارہ باقاعدہ کام کر رہا ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ ادارہ کن شہروں میں کام کر رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دوران قیام ان بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے خاطر خواہ انتظامات و اقدامات اٹھائے گئے ہیں، ان اداروں میں خواتین و بچوں کے قیام کی کوئی مدت مقرر ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ صوبہ پنجاب میں محکمہ سماجی بہبود، ترقی خواتین و بیت المال کے زیر اہتمام دارالفلاح کے نام سے ادارہ جات بیوہ خواتین اور ان کے بچوں کے لئے کام کر رہے ہیں۔ یہ ادارے ضلع لاہور، ملتان، راولپنڈی، سرگودھا، بہاولپور اور سیالکوٹ میں واقع ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ دوران قیام رہائشی خواتین کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام ادارہ کے اندر ہی کیا گیا ہے۔ ان اداروں میں خواتین و بچوں کے قیام کی مدت کم از کم ایک سال اور زیادہ سے زیادہ تین سال مقرر کی گئی ہے۔ تاہم متعلقہ کمیٹی کی سفارشات اور خواتین کی ضرورت کے پیش نظر اس مدت میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے جز (الف) کے حوالے سے ان سے پوچھنا ہے کہ دارالفلاح کے نام سے انہوں نے جو ادارہ جات بنائے ہیں وہ چھ اضلاع میں بنائے ہیں، کیا یہ باقی اضلاع میں اسی قسم کے دارالفلاح بنانے کو تیار ہیں، اگر نہیں تو کیوں نہیں اور کب تک؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! جز (الف) کا جواب آپ سے مانگ رہے ہیں کیونکہ چھ بن گئے ہیں اور باقی صرف تیس رہ گئے ہیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! محترمہ نے ابھی دارالفلاح کی بابت نشاندہی کی ہے جس میں بیواؤں اور یتیم بچوں کو رکھا جاتا ہے۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس ادارے کی بہتری کی طرف ہمارے قدم بڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ادارہ صرف چھ اضلاع میں exist کرتا ہے اور باقی اضلاع میں نہیں ہے تو چھ اضلاع کی کارکردگی بہت خوش آئند ہے کیونکہ پہلے بیواؤں اور ان کے یتیم بچوں کو -/400 اور -/450 روپے کا stipend رہنے کے لئے دیا جاتا تھا اور کھانا مہیا نہیں کیا جاتا تھا لیکن ادارے نے اب اسے بڑھا کر 2500 اور 3000 ہزار روپے کر دیا ہے یعنی جو

بیوہ اکیلی ہے اس کو-/2500روپے اور جس کے ساتھ بچے ہوتے ہیں ان کو-/3000روپے دیئے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی خوش آئند بات ہے کہ ان کو رہائش مل گئی ہے اور ساتھ ساتھ ہم ان کو stipend بھی دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم اس چیز کو بھی یقینی بنائے ہوئے ہیں کہ اس ادارے کو ہم صرف چھ اضلاع تک functional نہیں رکھیں گے بلکہ دوسرے اضلاع میں بھی یقینی بنائیں گے۔ اس ضمن میں محکمہ نے باقاعدہ summary بھی move کی ہے جس پر ہم بہت جلد کام شروع کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، اگلا ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) میں کہا ہے کہ خواتین اور بچوں کے قیام کی مدت ایک سال اور زیادہ سے زیادہ تین سال مقرر کی گئی ہے مزید اس کے بعد اس مدت کو extend بھی کیا جا سکتا ہے۔ مجھے ان سے یہ پوچھنا ہے کہ جہاں یہ ان کی requirement کے مطابق کہہ رہے ہیں کہ یہ ان کو رہائش، پیسے اور کپڑے وغیرہ دیتے ہیں جو بہت اچھی بات ہے لیکن کیا ان کے لئے ایسا کوئی training programme موجود ہے کہ وہ re-habilitate ہو جائیں اور معاشرے میں ایک آزادانہ طور پر کام کر سکیں کیونکہ ایک سے تین سال تک وہ ان کو رکھ تو لیتے ہیں لیکن جب وہاں سے بھیجتے ہیں تو کیا یہ ensured کرتے ہیں کہ ان کی ایسی کوئی job opportunities search ہوئی ہیں تاکہ یہ دوبارہ وہاں جا کر معاشرے میں گم اور dependent نہ ہو جائیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے معزز رکن کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے ان اداروں میں آنے والی خواتین کی ٹریننگ کا باقاعدہ بندوبست کیا ہے جس میں سلائی کڑھائی کے علاوہ انہیں فنی مہارت بھی دی جاتی ہے۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بچوں کو بھی ٹریننگ دی جاتی ہے کیونکہ اب جبکہ دانش سکول بھی قائم ہو گئے ہیں تو کیا deserving بچوں کو دانش سکولوں میں داخلہ دینے کا کوئی پروگرام سامنے رکھا ہے کیونکہ

جس طرح خواتین کو rehabilitate کیا جاتا ہے تو دارالفلاح میں آنے والے یتیم اور بے سہارا بچوں کو کیا حکومت owner ship کرتی ہے یا تین سال بعد کہتی ہے کہ اب تم چلے جاؤ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! دانش سکول کی میری بہن نے بات کی ہے تو دانش سکولز ہیں ہی مستحق، competent اور مہارت رکھنے والے بچوں کے لئے اور جن کے پاس وسائل نہیں ہیں تو وہ ایک سسٹم بالکل ہے لیکن شاید انہیں تنقید کی عادت ہے مگر بات یہ ہے کہ اچھے اقدامات کو سراہنا چاہئے اور یہ چیز بالکل authentic ہے کہ شیر خوار یا چھوٹے بچے پرورش مکمل ہونے تک اپنی ماں کے ساتھ ہی رہتے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے ان بچوں کی ماں کو بھی مہارت دی ہے اور انہیں talented بنانے کے علاوہ معاشرے میں ایک اچھا شہری اور اچھی زندگی گزارنے کی تربیت دی ہے تاکہ وہ ان سنٹرز سے باہر جا کر اپنے بچوں کی اچھے طریقے سے پرورش کر سکیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! On his behalf سوال کا نمبر 4098 ہے۔ (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا) جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ کے ہسپتالوں میں کام کرنے والے سوشل ویلفیئر آفیسرز کی عرصہ تعیناتی کی تفصیلات

*4098: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گوجرانوالہ کے مختلف ہسپتالوں میں سوشل ویلفیئر آفیسرز کام کر رہے ہیں اگر ہاں تو ان کے نام، عہدہ مع ہسپتال میں عرصہ تعیناتی کیا ہے؟

(ب) کیا حکومت جن مذکورہ آفیسرز کی تعیناتی تین سال سے زیادہ ہو گئی ہے ان کو کسی دوسرے ہسپتال میں ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل سوشل ویلفیئر آفیسرز کام کررہے ہیں:۔

نام	عہدہ	ہسپتال	تاریخ تعیناتی	عرصہ تعیناتی
1-سہیل محمود	میڈیکل سوشل آفیسر	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ	1-02-2002	07سال08ماہ
2-خالد جاوید رانا	میڈیکل سوشل آفیسر	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال، گوجرانوالہ	30-11-2005	03سال11ماہ
3-مس عائشہ یامین	میڈیکل سوشل آفیسر	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال، گوجرانولہ	05-11-2007	02سال
4-امجد فاروق	میڈیکل سوشل آفیسر	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال، گوجرانوالہ	30-06-1985	14سال04ماہ

(ب) جی ہاں! محکمہ اپنے تمام آفیسرز جن کو تین سال سے زائد عرصہ گزر گیا ہے ان کو مرحلہ وار پروگرام کے تحت ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! جز(ب) میں سوال یہ تھا کہ تین سال سے زائد تعیناتی والے آفیسرز کو کسی دوسرے ہسپتال میں ٹرانسفر کرنے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں تو جواب میں فرماتے ہیں کہ "ان کو مرحلہ وار پروگرام کے تحت ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔" یہ مرحلہ وار پروگرام کیا ہے کیونکہ اس سوال کو بھی ایک سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! مرحلہ وار سے مطلب یہ ہے کہ جس متعلقہ آفیسر کا tenure پورا ہو جاتا ہے تو وہ پہلے مرحلہ میں آجاتا ہے اور جس کا بعد میں پورا ہوتا ہے تو وہ دوسرے مرحلے میں آتا ہے تو یہ مرحلہ وار ہوتا ہے۔ ایک ترتیب دی جاتی ہے اور اس ترتیب کو یقینی بناتے ہوئے مرحلہ وار کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! تین سال تو ہو گئے ہیں اور ایک سال پہلے ستمبر 2009 میں جواب آیا تھا اور آج 2010 ہے تو کتنے سال لگیں گے انہیں ٹرانسفر کرنے میں۔

جناب سپیکر: عین ممکن ہے کہ ٹرانسفر ہو بھی گیا ہو۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!ابھی دوماہ قبل ہم نے ان سوشل ویلفیئر کے ان تمام آفیسرز کوٹرانسفر کیا جن کا tenure کسی بھی جگہ پر تین سال سے زائد تھا اور میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ دوماہ قبل سوشل ویلفیئر کے سیکرٹری کا ٹرانسفر ہو گیا تو دو ماہ سے یہ سیٹ خالی تھی لیکن ٹرانسفر ہوتے ہی ہمارے ہی کچھ معزز دوستوں نے ان کے لئے سفارشیں کیں اور ان کی ٹرانسفر رکوائی گئی کہ ابھی انہیں کام کرنے دیں۔

جناب سپیکر!ہم نے ایک فارمولہ طے کر دیا ہے اور اب سیکرٹری صاحب کو ہم نے ہدایات جاری کر دی ہیں کہ ان کی پوری ترتیب تیار کریں جو اگلے سیشن میں ایوان میں بتادیں گے کہ ترتیب کے مطابق تمام ٹرانسفرز پر عمل پیرا ہو گیا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):شکریہ۔جناب سپیکر!اس سوال کے جز(الف)میں دی گئی فہرست میں چوتھے نمبر پر امجد فاروق میڈیکل سوشل ویلفیئر آفیسر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ میں 14 against the rules and policy of the Government سال اور چار ماہ سے ایک ہی سیٹ پر تعینات ہیں تو مرحلہ وار تبادلے شروع ہیں تو اس کا مرحلہ کب تک آجائے گا،اس کی کوئی حتمی تاریخ بتائیں گے کیونکہ اگلے سیشن کی تاریخ نہیں ہوتی؟

جناب سپیکر:ہو سکتا ہے کہ وہ ریٹائرمنٹ کے قریب ہو۔جی،منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!یہ بڑی اچھی بات ہے کہ زائد المیعاد اپنی جگہ پر کام کرنے والے لوگوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو اپنی سیٹوں پر بیٹھ کر حکومت کی پالیسی کو نظر انداز کئے ہوئے ہیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ جن کی بابت اب نشاندہی ہو گئی ہے اور ہمارے ریکارڈ کا حصہ بن گئے ہیں تو ہم فوری طور پر ان پر action لیں گے اور تین سال سے زائد تعیناتی والے لوگوں کی تفصیلات آنے پر ان کی ٹرانسفرز کو یقینی بنایا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے یہ بھی dispose of ہوا۔ اس سے اگلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔جی۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!میرے سوال کا نمبر 4353 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل چونیاں و قصور میں گھریلو صنعت سازی کی تفصیلات

* 4353: **شیخ علاؤالدین:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ نے تحصیل چونیاں اور قصور میں گھریلو صنعت سازی کے فروغ کے لئے آج تک کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں، ان سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) مذکورہ تحصیلوں میں دستکاری کے کتنے سکولز ہیں، ان میں خواتین کو کس کس دستکاری اور ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود نے تحصیل چونیاں اور قصور میں مقامی NGOs کے تعاون سے دستکاری سکول قائم کئے ہیں۔

(ب) تحصیل چونیاں میں کل چار دستکاری سنٹر ہیں اور ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ انجمن رفاہ عامہ کنگن پور
2۔ عوامی و ثقافتی انجمن نزد سول کورٹس، چونیاں
3۔ لشکر ویلفیئر سوسائٹی، نور پور جٹاں
4۔ عوامی رفاہی کمیٹی گھلن بٹھاڑ۔

ان چاروں اداروں میں سلائی کڑھائی، نٹنگ، فلاور میکنگ جیسے ہنر سکھائے جاتے ہیں۔سال 2008-09 میں کل 70 خواتین کو ان کورسز میں تربیت دی گئی۔

تحصیل قصور دستکاری سنٹر:

تحصیل قصور میں دستکاری سنٹر کی کل تعداد 3 ہے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

1- مجلس افطار نوکوٹ فتح دین، قصور

2- اتحاد فاؤنڈیشن دھن پت روڈ نزد ریلوے سٹیشن، قصور

3- معاشرتی اصلاحی کمیٹی خاندان چشتیہ، قصور

ان تینوں اداروں میں سلائی کڑھائی، نٹنگ، فلاور میکنگ جیسے ہنر سکھائے جاتے ہیں۔سال 2008-09 میں کل 65 خواتین کو ان کورسز میں تربیت دی گئی۔

شیخ علاؤالدین: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ این جی اوز کو کتنی funding ہوئی اور ان کا سالانہ آڈٹ جو کہ قانونی طور پر ضروری ہے وہ کون کرتا ہے اور کس فرم سے کروایا گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! بنیادی طور پر ہر این جی او پابند ہے کہ وہ اپنا سالانہ آڈٹ کروائے اور اس کا طریق کار بھی قانون کے مطابق وضع کیا گیا ہے جس کے مطابق چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے وہ اپنا آڈٹ خود کروا کر اس کی کاپی متعلقہ محکمے میں جمع کرواتی ہیں۔ اس کے علاوہ ابھی تک اس قانون میں اور کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی اور یہ قانون exist کرتا ہے اور اسی قانون کی روشنی میں تمام این جی اوز کسی نہ کسی ماہر چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے اپنا آڈٹ کرواتی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ حکومت کسی بھی این جی او کو اس طرح financially support کرتی وہ خود اپنا سالانہ آڈٹ کروا کے اس کی کاپی ڈیپارٹمنٹ کے دفتر میں جمع کرواتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں؟ کل بھی این جی اوز کے معاملات میں یہاں لمبی چوڑی بحث ہوئی ہے۔ اصل معاملہ منسٹر صاحب نے کہہ دیا ہے کہ یہ این جی اوز بغیر آڈٹ کے چل رہی ہیں۔ آڈٹ کی فیس پانچ سو سے لے کر پچاس ہزار روپے تک ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں، آپ جس کی چاہتے ہیں میں اس کی آڈٹ رپورٹ ابھی یہیں بیٹھے بیٹھے فون پر attest کروا دیتا ہوں۔ یہ اسی طرح پیسا کھایا جا رہا ہے اور practically ground پر کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ خود منسٹر صاحب نے مانا ہے اس لئے یہ تمام این جی اوز denotified ہونی چاہئیں جو باقاعدہ اپنا آڈٹ نہیں کروا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ایسا نہ کریں۔ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی individual case ہے تو اس کو آپ ضرور pursue کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ individual case کی بات ہے جب انہوں نے کہہ دیا۔ میں نے یہ سوال بڑا specifically پوچھا ہے کہ جو این جی اوز میرے حلقے میں کام کر رہی ہیں کیا ان کا آڈٹ ہوا ہے؟ منسٹر صاحب کے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔ اگر جواب نہیں ہے، میں نے بڑا سیدھا سوال کیا تھا مجھے پتا تھا کہ آپ مجھے فوراً رو کیں گے۔ وہ مان گئے ہیں کہ اس کا آڈٹ نہیں ہوا۔ اگر آڈٹ نہیں ہوا ہے تو یہ de notified ہونی چاہیئں کیونکہ یہ قانون کہتا ہے۔

جناب سپیکر: یقیناً جس کا آڈٹ نہیں ہو گا وہ de notified ہونی چاہئے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہاں پر اپنے معزز رکن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آڈٹ کا پی جو این جی اوز اپنے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ میں جمع کرواتی ہیں وہ تو exist کر رہی ہیں اور جو نہیں کرواتی اس پر ہم بالکل ایکشن لیتے ہیں۔ ان کو نوٹس کیا جاتا ہے، نوٹس کرنے کے بعد ان کی رجسٹریشن cancellation میں لائی جاتی ہے۔ یہ تو قانون موجود ہے اور اس قانون میں ہم بالکل عمل پیرا ہوتے ہیں۔ جن این جی اوز کی بابت آپ نے صرف نشاندہی کی تھی کہ میرے علاقے میں کون کون سی این جی اوز کام کر رہی ہیں؟ اگر آپ کو اس کی مزید detail چاہئے کہ یہ functional ہیں یا نہیں ہیں اور کیا یہ اپنا آڈٹ کروا رہی ہیں؟ تو اس کے لئے fresh question please دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کو سارا پتا ہوتا ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ کون سی functional ہیں اور کون سی functional نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کیا گورنمنٹ یہ ارادہ رکھتی ہے کہ ان کو چھوٹے قرضے دیئے جائیں تا کہ وہ اپنا کوئی home based کام شروع کر سکیں، محکمہ سوشل ویلفیئر این جی اوز کو تو پیسے دے دیتا ہے لیکن ہنر سیکھنے والی عورتوں کو کیا یہ چھوٹے قرضے دینے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ جلدی سے اس کا جواب دے دیں تا کہ ہم اگلے سوال پر چلیں۔ کیونکہ bell ہو چکی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جو آپ کا حکم ہے بالکل سر آنکھوں پر ہے لیکن یہ گھنٹی بڑی ظالم ہے۔

جناب سپیکر: گھنٹیاں ظالم نہیں ہوتیں آپ کو پتا ہونا چاہئے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ یہ چھوٹے قرضے خواتین کو دے دیا کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ نے بڑی اچھی تجویز دی ہے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! دیکھیں! خواتین کی انہی باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے بجٹ میں 200 ملین روپے کی ایک بلاک allocation رکھی گئی ہے۔ 265 ملین روپیہ ڈویلپمنٹ کی مد میں اور 384 ملین روپیہ non development کی مد میں رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے منصوبے خواتین کی فلاح و بہبود کے ہی ہیں جن سے خواتین مستفید ہوں گی اور اس سے کوئی مرد حضرات مستفید نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کا اگلا سوال ہے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4354 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

تحصیل چونیاں میں ہنر مندی کی تعلیم دینے والوں اداروں کی تفصیلات

*4354: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل چونیاں اور پی پی۔281 میں کتنے ادارے خواتین کو ہنر مندی کی تعلیم دے رہے ہیں اور وہاں کیا کیا ہنر سکھائے جاتے ہیں؟

(ب) خواتین جن کو ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے کیا ان سے ماہانہ فیس یا فنڈ کے طور پر رقم لی جاتی ہے؟

(ج) جو لوگ ان اداروں کے سربراہ ہیں ان کے نام و عہدہ سے آگاہ کریں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) تحصیل چونیاں میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام خواتین کو ہنر مند بنانے کے لئے کوئی ادارہ کام نہ کر رہا ہے۔تاہم محکمہ سے رجسٹرڈ NGOs اس تحصیل میں کل چار عدد ادارے چلا رہی ہیں جن میں سلائی کڑھائی اور کٹنگ کی تعلیم / تربیت دی جاتی ہے۔

(ب) خواتین کو ہنر مندی کی تعلیم بالکل مفت دی جاتی ہے اور ان سے کوئی رقم بطور ماہانہ فیس وصول نہ کی جاتی ہے۔

(ج)

1- عوامی ثقافتی انجمن نزد سول کورٹس چونیاں (صدر رانا جاوید اختر صاحب)
2- لشکر ویلفیئر سوسائٹی نور پور جٹاں (صدر سردار مقصود سرور صاحب)
3- انجمن رفاہ عامہ کنگن پور (صدر محمد افضل)
4- عوامی رفاہی کمیٹی گھلن ہٹھاڑ (صدر محمد امین طاہر صاحب)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے 65 خواتین کو تربیت دی ہے۔ اب اس کی کوئی monitoring تو کوئی ہے نہیں۔ پچھلے سوال میں بھی گھنٹی بج گئی اور میں یہی کہہ رہا تھا کہ monitoring تو ہے کوئی نہیں، counter check ہے کوئی نہیں ہے۔ جو آڈٹ نے کہہ دیا اور آڈٹ جتنے پیسوں میں ہوتا ہے وہ بھی میں نے بتا دیا۔ اب جو بھی یہ کہتے ہیں کہ یہ خواتین یہاں سے فارغ التحصیل ہو کر گئی ہیں۔ منسٹر صاحب ابھی بتا رہے تھے کہ اتنا فنڈ رکھا گیا ہے۔ وہ تو پتا نہیں ان کو کہاں ملے گا؟ لیکن کیا کوئی ایسا سرٹیفکیٹ یا کوئی ایسی بات حکومت کے ذہن میں ہے کہ خواتین کو subsidized

قرضے دیئے جائیں تا کہ وہ کڑھائی سلائی وغیرہ کی مشینیں لے سکیں، ان کے پاس ایسا کوئی پروگرام ہے؟ ان کے جو بھی رزلٹ ہیں، میں فی الحال ان رزلٹ کو touch نہیں کرتا پھر گھنٹی بج جائے گی۔ آپ ذرا ان سے یہ پوچھ دیں کہ کیا ایسا کوئی پروگرام ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا آپ ان خواتین کو جو ہنر مند ہو گئی ہیں ان کو کوئی subsidy دینے کا ارادہ رکھتے ہیں جس سے یہ اپنا کام چلا سکیں، بجائے اس کے کہ یہ کسی این جی او کے دست نگر ہوں، آپ کا اپنا کوئی پروگرام ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! basically ہمارا سوشل ویلفیئر کا ادارہ جو فلاحی کام کرتا ہے وہ مختلف این جی اوز سے مل کر ہی کرتا ہے۔ اگر ہم ہر این جی او کو یہ کہیں کہ یہ functional نہیں ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ ساری این جی اوز non functional نہیں ہیں۔ وہ بھی این جی اوز ہیں جو grass root پر کام کرتی ہیں، این جی اوز وہ بھی ہیں جو وہاں پر جاتی ہیں جہاں پر کوئی بشر جا کر کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، وہ لوگوں کی گندگی بھی اٹھاتی ہیں۔ ایسے مریض جن کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا وہ این جی او جا کر ان مریضوں کو اٹھاتی ہیں اور ان کی دادرسی کے عمل کو یقینی بناتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب این جی اوز کو ایک ہی پیمانے سے تولا نہیں جا سکتا۔ کچھ ایسی این جی اوز بھی ہیں جو محکمے کے لئے اور معاشرے کے لئے بڑی سود مند ثابت ہوتی ہیں۔ میں کسی این جی او کو defend نہیں کر رہا ہوں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے اتنا اچھا سوال کیا تھا یہ بس اس کا جواب دے دیں، پھر گھنٹی بج جائے گی۔ میں نے یہ بات ہی نہیں کی یا تو آپ extension دے دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! وہ آپ کے سوال کا جواب دے رہے ہیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں ادھر ہی آ رہا ہوں basically جو این جی اوز یہ منصوبہ جات لے کر آئی ہیں اور جو donors کے ساتھ کام کر رہی ہیں۔ ہم ان کے ساتھ بیٹھیں گے اور اس چیز کو ensure کریں گے کہ جو معزز ممبران کی بہت ہی مستفید آراء

ہیں جس کی بابت انہوں نے نشاندہی کی ہے کہ ہم خواتین کے ایسے معاملات کو اجاگر کریں اور خواتین نے جو مہارت حاصل کی ہے ان کو ایسے وسائل مہیا کریں۔اس چیز کو ہم یقینی بنائیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ اس سلسلے میں جو فنڈز مل رہے ہیں یہاں ہم خواتین کی ایک کمیٹی بنادی جائے، ہمارے ساتھ کچھ male ممبران کو بھی ملادیں تاکہ ہم ان خواتین کی کچھ تو فلاح و بہبود کے لئے کام کر سکیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ سڑکیں بنانا، گلیاں بنانا ہمارا ایسا کوئی کام نہیں ہے، ہمیں اس میں بھی شامل کیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!جو محترمہ ساجدہ میر صاحبہ نے بات کی ہے اس پر kindly توجہ دے دی جائے اور خواتین کی کوئی کمیٹی بنادیں۔ دس ہزار روپے کی average مشین آتی ہے۔ یہ کمیٹی ان کو چیک کرلے، counter check کرلے۔ فرض کریں کہ پانچ سو این جی اوز ہیں کوئی پچاس این جی اوز اکٹھی کرکے یہ وہاں پر جاکر مشینیں دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!آپ کی طرف سے ہدایات آجائے کیونکہ جو پیسے ہمیں ترقیاتی کاموں کے لئے دیئے جاتے ہیں ان کی project criterion میں خواتین کے پراجیکٹ شامل نہ ہیں۔ جب تک وہ project criterion revise نہیں ہو گا پیسے divert نہ ہو سکیں گے اس لئے اس کمیٹی کا فائدہ نہیں ہے۔ اس کو قائم کرنے کا باقاعدہ ایک طریقہ ہے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے معزز ممبران کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی میں نے اس چیز کو ensure کیا ہے کہ خواتین پر مشتمل ہم سوشل ویلفیئر کی ایک کمیٹی تشکیل دینے جارہے ہیں جس میں خواتین کی نمائندگی ہو گی۔ وہی کمیٹی اس issue کو بھی take up کرے، وہی کمیٹی خواتین کے دیگر مسائل کو اجاگر کرے، وہی کمیٹی ان کے لئے مثبت اور مؤثر نتائج پر روشنی ڈالے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی سفارشات کی روشنی میں ہم بالکل عمل پیرا ہوں گے اور اپنے ڈیپارٹمنٹ کو پابند کریں گے کہ ان کمیٹیوں کو فعال بنائیں اور کمیٹی کی سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ آج یہ مہربانی فرمائیں کہ خواتین کی ایک کمیٹی بنادیں۔

جناب سپیکر: گورنمنٹ خود بنارہی ہے اور وہ آپ کو اس سلسلے میں guide کریں گے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! پہلے سے خواتین کی ویلفیئر کمیٹی بنی ہوئی ہے جو محکمہ سوشل ویلفیئر کے under کام کرتی ہے۔ اگر اسی کمیٹی کو آپ active کر دیں تو میرا خیال ہے کہ علیحدہ سے کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وومن ویلفیئر اینڈ پنجاب بیت المال کی جو کمیٹی ہاؤس میں موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم نئی کمیٹی بنارہے ہیں۔ وہ بھی بنی رہنے دیں ایک اور نئی بھی بن رہی ہے۔ اس طرح آپ خواتین کی نمائندگی زیادہ ہو جائے گی۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4411 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع وہاڑی میں محکمہ کے اداروں کی تفصیلات

*4411: **سردار خالد سلیم بھٹی:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ سماجی بہبود کے کون کون سے ادارے کس کس جگہ چل رہے ہیں ان اداروں کے نام اور ان کے سربراہ کے نام بتائیں؟

(ب) یہ ادارے خواتین کو کس کس ہنر میں تعلیم دے رہے ہیں؟

(ج) ان اداروں میں خواتین کی تعداد ادارہ وار بتائیں؟

(د) اس ضلع میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے حکومت مزید کتنے ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام کام کرنے والے اداروں کے نام اور سربراہوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام ادارہ	سربراہ کا نام
1	ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر	محمد اختر اظہر
2	ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار)	اسامی خالی
3	سپرنٹنڈنٹ شیلٹر ہوم وہاڑی	اسامی خالی
4	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر وہاڑی	اسامی خالی
5	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر میلسی	اسامی خالی
6	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر بورے والہ	اسامی خالی
7	میڈیکل سوشل آفیسر ڈی ایچ کیو ہسپتال وہاڑی	سمیہ منیر
8	میڈیکل سوشل آفیسر ٹی ایچ کیو ہسپتال میلسی	اسامی خالی
9	میڈیکل سوشل آفیسر ڈی ایچ کیو ہسپتال بورے والہ	محمد اسلم
10	سوشل ویلفیئر آفیسر سی ڈی پراجیکٹ گگو	محمد انور

(ب) محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام وہاڑی میں صرف ایک ہی ادارہ خواتین کو مختلف ہنر میں تربیت دے رہا ہے جو کہ ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) سوشل ویلفیئر وہاڑی ہے۔ صنعت زار سوشل ویلفیئر وہاڑی میں سکھائے جانے والے ہنر درج ذیل ہیں:۔

-1	ٹیلرنگ	-2	ہینڈ ایمبرائڈری
-3	مشین ایمبرائڈری	-4	نٹنگ
-5	ٹائی اینڈ ڈائی	-6	فیبرک اینڈ گلاس
-7	پینٹنگ	-8	فلاور میکنگ
-9	کمپیوٹر کلاس		

(ج) صنعت زار سوشل ویلفیئر وہاڑی میں سہ ماہی اکتوبر تا دسمبر 2009 میں 90 خواتین تربیت حاصل کر رہی ہیں۔

(د) فی الحال ضلع میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی نیا منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال 2009 میں دیا تھا اور اس کا جواب 2010 میں آیا ہے۔ ایک سال میں بھی دس اداروں میں سے چھ اداروں کے head ابھی تک fill نہیں ہو سکے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ چھ ادارے جو بغیر کسی Head کے کام کر رہے ہیں۔ کیا ایک کوالیفائیڈ آدمی ان کو میسر نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، ایک ادارہ ہے ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار)، دوسرا ہے سپرنٹنڈنٹ شیلٹر ہوم وہاڑی۔ وہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ چھ ادارے HEAD سے خالی کیوں ہیں، آپ کو کوئی افسران نہیں ملے؟

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! جہاں پر ہمارے ادارے کا سربراہ موجود نہیں ہوتا اس ادارے میں additional charge ہم کسی نہ کسی دوسرے افسر کو دے دیتے ہیں تاکہ ادارے کے معاملات اور اس کے اندرونی تقاضے پورے ہوتے چلے جائیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ضمن میں یہ جن اداروں کی بابت نشاندہی کی گئی ہے وہاں پر صرف اس وجہ سے ابھی تک ہمارے آفیسر تعینات نہیں ہو سکے کیونکہ ان اداروں میں ضلع کے مقامی افسران موجود نہ ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری ایک پالیسی ہے اور ہم کوشش یہ کرتے ہیں کہ اسی ضلع کے بندوں کو priority دیں تاکہ وہ اداروں کو صحیح مؤثر طریقے سے چلانے میں اپنا صحت مندانہ کردار ادا کر سکیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں ادارے میں کوئی افسر موجود نہیں ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا ہے کہ وہاں پر کام رک گیا ہے اور وہاں پر ایڈیشنل چارج کسی ذمہ دار دوسرے افسر کو سونپا جاتا ہے جو ادارے کی کارکردگی کو واچ کرتا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) کا جواب update نہیں ہے۔ انہوں نے اکتوبر تا دسمبر 2009 سہ ماہی کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد دو سہ ماہی اور گزر گئی ہیں جس میں جنوری فروری

مارچ اور اپریل مئی جون اور ابھی انہوں نے جولائی میں جواب دیا ہے اور ان کا جواب مکمل نہیں ہے اور update نہیں ہے تو ذرا اس کی بھی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب! آپ نے ان کی بات سن لی ہے وہ کہہ رہے ہیں جواب درست نہیں ہے اور سہ ماہیاں ختم ہو گئیں۔جی۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اس میں دسمبر 2009 تک جو بتایا گیا ہے وہ 90 خواتین تربیت حاصل کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر! یہ سوال کیونکہ پرانا تھا اور انہوں نے 2009 کی بابت پوچھا تھا اس کا تفصیلی جواب آچکا ہے اور جو ابھی نئی updates ہیں ان کی ابھی ہمارے پاس پوری تفصیل موجود نہ ہے لیکن ادارے سے لے کر ہم ان کو بابت پوری تفصیل بتا دیں گے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کو ایک question کرنے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ میرا حلقہ کے علاقے سے متعلقہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! سوال ادھر کا ہے آپ کیا کر رہی ہیں؟ کسی بات کا آپ بھی خیال کریں۔جی، نہیں آپ بیٹھیں۔جی، پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ادارے خواتین کو کس کس ہنر میں تعلیم دے رہے ہیں۔ ٹیلرنگ، ہینڈ ایمبرائڈری، مشین ایمبرائڈری، نٹنگ اور ٹائی اینڈ ڈائی تو میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ٹائی اینڈ ڈائی کیا ہے؟ اور یہ کس طرح کی ٹریننگ ہوتی ہے ذرا اس کی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: یہ انگلش کا لفظ ہے اور آپ کو سمجھ نہیں آرہی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں وضاحت ہی مانگ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹائی اینڈ ڈائی کے بارے میں بتائیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی کو بتانا چاہتا ہوں کہ کسی کپڑے کو ٹائی اینڈ ڈائی اس لئے کرتے ہیں جیسے چٹا اور کالا کو اکٹھا لیتے ہیں تو وہ کام ٹائی اینڈ ڈائی کہلاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: bell ہو گئی ہے لیکن ضمنی سوال اس کو پوچھ لینے دیں۔جی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے جو جواب دیا ہے میں اس سے بالکل مطمئن نہیں ہوں اور یقین کریں کہ ٹائی اینڈ ڈائی کا یہ مطلب نہیں ہے۔ I am very sorry to say کہ وزیر موصوف کو یہ پتا نہیں ہے کہ وہ کس چیز کی ٹریننگ دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: No, please آپ بیٹھیں۔ وہ بات کر رہی ہیں اور میں نے floor ان کو دیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ میلسی بورے والہ گگو منڈی اور وہاڑی کی بات ہو رہی ہے اور یہ وہ علاقے ہیں جہاں پر کارپٹس لوم پر جو weaving ہیں وہ انتہائی ایک اہم جگہ رکھتی ہے جس میں کھدر کھڈی اور دریاں، کھیس اور جائے نماز بنتے ہیں۔ اور جز(د) میں انہوں نے کہا ہے کہ فی الحال ضلع میں خواتین کی فلاح بہبود کے لئے کوئی منصوبہ ابھی زیر غور نہ ہے جو کمپیوٹر ہیں اس کی بجلی نہیں ہے اور ٹائی اینڈ ڈائی کا انہیں پتا نہیں ہے اور ایک جو انہوں جز(ب) میں commit کیا ہے کہ ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) سوشل ویلفیئر وہاڑی ہے تو اس کا ہیڈ ہی کوئی نہیں ہے۔ یہ خواتین کے معاملات کیا سدھاریں گے اگر انہوں نے Instructors لگانے ہیں تو مرد ہی لگا دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں پوچھ کر بتاتا ہوں۔ جی، وہ کہتے ہیں کہ ٹائی اینڈ ڈائی کا مطلب آپ کو پتا نہیں چلا اور دوسرا وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے لکھا ہے کہ فی الحال ضلع میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی نیا منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!ابھی جو ہمارے منصوبہ جات کام کررہے ہیں ان پر بالکل کام کررہے ہیں نئے منصوبوں کی بابت ہم نے کہا ہے کہ نیا ابھی کوئی منصوبہ جاری کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں پر ضرورت ہے اور ادارے قائم ہونے چاہئیں اور ان کے سب آفس قائم ہونے چاہئیں اور خواتین کو جو مشکلات درپیش ہیں دور کرنے کے لئے سنٹر قائم ہونے چاہئیں تو میں چاہتا ہوں کہ ہماری بہنیں جن کی نشاندہی کریں گی تو ان اداروں کو مستحکم بنانے کے لئے بھی اقدامات اٹھائے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی،Question Hour ختم ہوا۔

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع سرگودھا میں محکمہ کے فلاحی اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2539: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں اس وقت محکمہ سماجی بہبود کے کون کون سے فلاحی ادارے کس کس جگہ کام کررہے ہیں-ان اداروں کے نام بیان کریں؟

(ب) سال2006-07، 2007-08اور 2008-09 کے دوران اس ضلع میں محکمہ ہذا کو کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ج) کتنی رقم کن کن ترقیاتی اور فلاحی کاموں پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنے فلاحی ادارے ایسے ہیں جن میں خواتین کو ٹیکنیکل تعلیم دی جاتی ہے؟

(ہ) ان فلاحی اداروں میں کس کس ہنر میں تعلیم دی جاتی ہے؟

(و) ان اداروں میں اس وقت کتنی خواتین داخل ہیں؟

(ز) ان اداروں کے سربراہوں کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت کی تفصیل بیان کریں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ سماجی بہبود کے مندرجہ ذیل فلاحی ادارے کام کر رہے ہیں:-

1- صنعت زار نیو (عورتوں کو مختلف ہنر سکھانے کا ادارہ) سیٹلائیٹ ٹاؤن، سرگودھا۔
2- دارالامان (عورتوں کی قانونی امداد اور تحفظ فراہم کرنے کا ادارہ) نیو سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا
3- دارالفلاح (بیوہ عورتوں اور ان کے بچوں کا فلاحی ادارہ) نیو سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا
4- ماڈل چلڈرن ہوم (بچوں کے لئے یتیم خانہ) نیو سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا
5- کاشانہ (غریب اور نادار بچوں کا ادارہ) نیو سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا
6- نگہبان (گمشدہ اور لاوارث بچوں کا ادارہ) واٹر سپلائی روڈ، سرگودھا
7- ہاسٹل برائے ملازم پیشہ خواتین، سرگودھا

(ب)

2006-07	2007-08	2008-09
8,420,000/-	10,099,000/-	10,243,000/-

(ج)

1-تعمیر بلڈنگ دارالامان	8.183 (M)
2-تعمیر بلڈنگ ماڈل چلڈرن ہوم	13.684 (M)
3-دارالفلاح سرگودھا کی اپ گریڈیشن (2009-10)	25,33,000/-

4۔ساڈل چلڈرن ہوم سرگودھا کا قیام -/4500000

(2009-10)

(د) مندرجہ ذیل اداروں میں خواتین کو ٹیکنیکل ٹریننگ دی جاتی ہے۔

1- صنعت زار سرگوھا

2- دارالفلاح سرگودھا

3- دارالفلاح سرگودھا

4- کاشانہ سرگودھا

اس کے علاوہ شہری و دیہی علاقوں میں قائم 30 دستکاری سکولوں میں سلائی کڑھائی کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(ہ) ان فلاحی اداروں میں مندرجہ ذیل ہنر میں تعلیم دی جاتی ہے۔

1-	سیونگ	2-	Knitting
3-	Cutting	4-	ایمبرائڈری
5-	کمپیوٹر ٹریننگ	6-	کٹنگ
7-	بیوٹی پارلر	8-	آرٹ اینڈ کرافٹ
9-	سپوکن انگلش وشارٹ ہینڈ		

(و)

نمبر شمار	نام ادارہ	تعداد خواتین
1	صنعت زار سرگودھا	250
2	دارالفلاح سرگودھا	07خواتین21بچے
3	دارالامان سرگودھا	20خواتین،06بچے
4	کاشانہ، سرگودھا	34
5	ہاسٹل برائے ملازم پیشہ خواتین	49

(ز)

نمبر شمار	نام سربراہ	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت
1	ناصر محمود چیمہ	مینجر صنعت زار	18	ایم اے سوشیالوجی

2	غلام صغریٰ	سپرنٹنڈنٹ دارالامان سرگودھا	17	ایم اے سوشل ورک
3	سعدیہ نصیر	سپرنٹنڈنٹ دارالفلاح، سرگودھا	17	ایم اے سوشل ورک
4	ثوبیہ لطیف	سپرنٹنڈنٹ کاشانہ، سرگودھا	17	ایم اے سوشل ورک
5	سعیدہ افضل	سوشل ویلفیئر آفیسر، ہاسٹل برائے ملازم پیشہ خواتین	17	ایم اے سوشل ورک

ضلع حافظ آباد- 08-2007اور09-2008کو فراہم کی گئی رقوم کی تفصیلات

*4099:چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ضلع حافظ آباد میں سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران محکمہ سماجی بہبود کو کوئی رقم فراہم کی گئی، اگر ہاں تو کتنی؟

(ب) کیا حافظ آباد میں مذکورہ سالوں کے دوران کوئی نئے منصوبے مکمل کئے گئے، اگر ہاں تو ان منصوبوں کے نام اور ان پر لاگت کا تخمینہ کیا تھا؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع حافظ آباد میں مذکورہ سالوں میں ضلعی حکومت کی طرف سے غیر ترقیاتی اخراجات کے لئے موصول شدہ رقم درج ذیل ہے:-

سال2007-08	Rs. 44,29,000/-
سال2008-09	Rs.54,93,000/-
کل رقم	Rs.99,22.000/-

جبکہ ان سالوں کے دوران صوبائی حکومت کی طرف سے ترقیاتی اخراجات کے لئے موصول شدہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال2007-08	Rs.19,76,000/-
سال2008-09	Rs.14,45,000/-
کل رقم	Rs.34,21,000/-

(ب) مذکورہ سال میں ضلع حافظ آباد میں صوبائی حکومت کی طرف سے دارالامان قائم کیا گیا۔جس پر کل لاگت 45,45,125 روپے آئی اور یہ مالی سال2006-07 سے شروع ہو کر مالی سال 2008-09 میں مکمل کیا گیا۔

پنجاب میں عافیت گاہوں اور دارالکفالہ کی تفصیلات

*4229: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر سماجی بہبود وترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کل کتنی عافیت گاہیں ہیں؟

(ب) لاہور میں کل کتنی عافیت گاہیں ہیں؟

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام عافیت کے نام سے تین ادارہ جات لاہور، ملتان اور راولپنڈی میں کام کر رہے ہیں۔ان اداروں میں ایسے بوڑھے افراد جن کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ ہو ان کو رہائش، کھانا پینا، علاج معالجہ اور تفریح کی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔

(ب) لاہور میں صرف ایک عافیت سوشل ویلفیئر کمپلیکس سیکٹر D-1 ٹاؤن شپ میں کام کر رہا ہے۔

ضلع وہاڑی، عوامی فلاح کے منصوبوں کی تفصیلات

*4412: سردار خالد سلیم بھٹی: کیاوزیر سماجی بہبود وترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع وہاڑی محکمہ سماجی بہبود کو سال2007-08 اور2008-09 کے دوران کتنی رقم سال وار فراہم کی گئی؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ نے ان سالوں کے دوران کتنی رقم سے کون کون سے عوامی فلاح کے منصوبے مکمل کئے یا مکمل کئے جارہے ہیں؟

(ج) ان منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل بتائیں؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کے زیر استعمال سرکاری گاڑیوں پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم سے یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی کی گئی؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) 2007-08 -/1,370,000 روپے جاریہ اخراجات

2008-09 -/1,591,000 روپے جاریہ اخراجات

-/7,500,000 روپے برائے تعمیر بلڈنگ دارالامان وہاڑی

(ب) صرف ایک ہی ادارہ شیلٹر ہوم (دارالامان) وہاڑی زیر تعمیر ہے۔

(ج) نام منصوبہ تعمیر بلڈنگ شیلٹر ہوم (دارالامان) وہاڑی

تخمینہ لاگت 18.84 (M)

تاریخ تکمیل: 30-06-2010

(د)

	2007-08	2008-09
سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں	-/812364	-/448218
ٹی اے/ڈی اے	-/6940	-/7800

(ہ)

2007-08	2008-09
-/44249	-/60697

(و)

2007-08	2008-09
-/97431	-/68011

پنجاب میں رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4917: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں اس وقت کتنی رجسٹرڈ اور کتنی غیر رجسٹرڈ این جی اوز کام کر رہی ہیں تفصیل بتائی جائے؟

(ب) جن این جی اوز کی کارکردگی تسلی بخش نہ ہے کیا حکومت ان کو فوری طور پر فارغ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) رجسٹرڈ این جی اوز کو 08-2007 اور 09-2008 میں کتنی امداد فراہم کی گئی اور کیا اس رقم کا باقاعدہ آڈٹ کیا گیا اگر ہاں تو آڈٹ رپورٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع لاہور میں اس وقت محکمہ سوشل ویلفیئر سے رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد 1019 ہے۔

(ب) جن این جی اوز کی کارکردگی تسلی بخش نہ تھی ان این جی اوز کو ختم کر دیا جاتا ہے اور اب تک ضلع لاہور میں 339 این جی اوز کو ختم کیا گیا ہے۔

(ج) محکمہ سماجی بہبود کی طرف سے مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کسی NGO کی مالی امداد نہ کی گئی ہے۔

ضلع گوجرانوالہ، بجٹ کی وصولی کی تفصیلات

*4974: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سماجی بہبود ضلع گوجرانوالہ کو مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم کس کس مد میں وصول ہوئی؟

(ب) یہ رقم کن کن ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوئی ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کتنی رقم ملازمین کی تنخواہوں / ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کے پٹرول / ڈیزل / مرمت پر خرچ ہوئی؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود کو مالی سال08-2007 اور 09-2008 کے دوران حاصل شدہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

صوبائی حکومت

2007-08	2000000
2008-09	1710939

ضلعی حکومت

2007-08	14578000/-
2008-09	16772000/-

(ب) صوبائی حکومت کی طرف سے موصولہ رقم سے ضلع میں چلڈرن ہوم کی تعمیر شروع کی گئی۔ اس منصوبہ پر کل لاگت کا تخمینہ 39.542 ملین روپے ہے اور یہ منصوبہ جون 2011 میں مکمل ہو گا۔

(ج) تنخواہ اور ٹی اے/ڈی اے کی مد میں خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

	ٹی اے/ڈی اے	تنخواہ
2007-08	225319/-	10963802/-
2008-09	214299/-	13148977/-

(د) گاڑیوں کے پٹرول اور ڈیزل کی مد میں خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

2007-08	206644
2008-09	241093

ضلع گوجرانوالہ، محکمہ کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4975: **ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ سماجی بہبود کے کتنے ادارے کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ج) ان اداروں میں کون کون سی ٹیکنیکل تعلیم دی جارہی ہے؟

(د) ان ٹیکنیکل اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد بتائیں؟

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ سماجی بہبود کے کل بارہ ادارے کام کررہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

-1	اربن کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ	03
-2	کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ	01
-3	میڈیکل سوشل سروسز پراجیکٹ	02
-4	دارالامان	01
-5	نگہبان	01
-6	ہاسٹل فارورکنگ وومن	01
-7	ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار)	01
-8	ضلعی بیت المال کمیٹی، گوجرانوالہ	01
-9	سوشیو اکنامک اینڈ Rehabilitation سنٹر (جیل پراجیکٹ)	01

(ب) ان اداروں کو مذکورہ سالوں کے دوران فراہم کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

2007-08	14578000/-
2008-09	16772000/-

(ج) بیوٹیشن، کوکنگ، ڈریس ڈیزائننگ، کمپیوٹر فلاور میکنگ، آرٹ اینڈ کرافٹ، سیونگ اینڈ کٹنگ، مہندی اینڈ کینڈل، ایمبرائڈری، انگلش لینگویج، سلک پینٹ

(د)

2007-08	2675
2008-09	3014

بہاولپور میں رجسٹرڈ رفاہی انجمنوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5096: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیاوزیر سماجی بہبود وترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بہاولپور میں خدمت خلق کے کام کرنے والی رجسٹرڈ رفاہی انجمنوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) مذکورہ انجمنوں کے نام، ایڈریس بتائیں؟

(ج) مذکورہ بالا انجمنوں کو بیرون ممالک سے جو امداد ملتی ہے کیا حکومت کے پاس اس کا کوئی ریکارڈ ہوتا ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت ان انجمنوں کے فنڈز کا آڈٹ کرواتی ہے اگر جواب نہ میں ہے تو آڈٹ ریکارڈ نہ رکھنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع بہاولپور میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے رضاکار سماجی تنظیموں کے آرڈیننس مجریہ 1961 کے تحت 284 رجسٹرڈ رفاہی ادارہ جات ہیں۔(لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) مذکورہ انجمنوں کے نام تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) چونکہ یہ ادارے بیرون ممالک سے براہ راست امداد حاصل کرتے ہیں لہذا محکمہ کے پاس ان کا کوئی ریکارڈ نہ ہے۔

(د) ہر انجمن سالانہ آڈٹ کروانے کی پابند ہے اور اس رپورٹ کی ایک کاپی محکمہ کو جمع کرواتی ہے۔

سوشل ویلفیئر کے تحت قائم اداروں میں کام کرنے والے اساتذہ کی تنخواہیں بڑھانے کی تفصیلات

*5098: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر سماجی بہبود وترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں سوشل ویلفیئر کے تحت قائم اداروں میں اساتذہ کو تنخواہ مبلغ -/500 روپیہ ماہانہ کی بنیاد پر نہیں بلکہ ششماہی دی جاتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ اساتذہ کو بھی دوسرے اداروں کے اساتذہ کے برابر ماہانہ کی بنیاد پر تنخواہ دینے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) اگر مذکورہ اساتذہ کو تنخواہ کی بجائے اعزازیہ دیا جاتا ہے تو وہ کتنا ہے، اگر اعزازیہ -/500روپے ماہانہ ہے تو کیا حکومت اس میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) صوبہ پنجاب میں این جی اوز کے تحت چلنے والے انڈسٹریل ہومز میں کام کرنے والی انڈسٹریل ٹیچرز محکمہ سوشل ویلفیئر کی باقاعدہ ملازمہ نہ ہیں اور نہ ہی ان کو محکمہ کوئی تنخواہ دیتا ہے۔ان کو ماہانہ تنخواہ متعلقہ این جی اوز ادا کرتی ہیں جبکہ محکمہ ان کے لئے صرف اعزازیہ ششماہی بنیادوں پر این جی اوز کو دیتا ہے اور محکمہ چیک این جی اوز کے نام جاری کرتا ہے۔

(ب) چونکہ مذکورہ انڈسٹریل ٹیچر محکمہ یا حکومت پنجاب کی ملازم نہیں ہے لہذا ان کا دوسرے ادارہ کے اساتذہ سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔

(ج) محکمہ نے اعزازیہ میں اضافہ کے لئے کیس فنانس ڈیپارٹمنٹ میں داخل کیا ہوا ہے جو کہ زیر غور ہے۔

خصوصی بچوں کے علاج معالجے کے لئے اداروں کی تفصیلات

*5112:انجینئر قمر الاسلام راجہ :کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

پنجاب میں محکمہ کے کل کتنے ادارے ہیں جو سرکاری طور پر صرف خصوصی بچوں کے علاج معالجے کے سلسلے میں کام کر رہے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

پنجاب میں محکمہ کے زیر انتظام کوئی ادارہ خصوصی بچوں کے علاج معالجے کے لئے کام نہ کر رہا ہے۔تاہم محکمہ کے زیر انتظام ذہنی معذور بچوں کے لئے ایک ادارہ چمن کے نام سے کام کر رہا ہے۔جس میں ان بچوں کو رہائش، کھانا تربیت اور تفریحی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔

ضلع لاہور میں رجسٹرڈ سماجی تنظیموں کی تفصیلات

*5212: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں رجسٹرڈ سماجی تنظیموں کے نام اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کتنی تنظیموں کو سال2008 سے اب تک کتنی رقم حکومت کی طرف سے کن کن مقاصد کے لئے دی گئی؟

(ج) جن تنظیموں کو مالی امداد نہ دی گئی ان کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) یہ مالی امداد جس اتھارٹی کی منظوری سے دی گئی اسکا نام، عہدہ، گریڈ وغیرہ کی تفصیل بتائی جائے؟

(ہ) کتنی سماجی تنظیموں کی رقم کا آڈٹ کس کس بنا پر کیا گیا؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) لاہور میں رجسٹرڈ سماجی تنظیموں کی تعداد1040 ہے۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود کی طرف سے سال2008 کے دوران کسی NGO کی مالی امداد نہ کی گئی ہے۔

(ج) ۔ایضًا۔

(د) ۔ایضًا۔

(ہ) Voluntary Social Welfare Agencies (R &C) Ordinance 1961 کے مطابق محکمہ سماجی بہبود، سماجی تنظیموں کا آڈٹ نہیں کرتا تنظیمیں اپنا آڈٹ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے خود کرواتی ہیں۔

انڈسٹریل ہومز کا قیام و دیگر تفصیلات

*5298: انجینئر الاقمر الاسلام راجہ: کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں کل کتنے انڈسٹریل ہومز کا قیام عمل میں لایا گیا اور اوسطاً کتنی خواتین ان سے مستفید ہو رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کی دیہی خواتین کو فنی تربیت دینے کے لئے دیہات میں ووکیشنل مراکز کام کر رہے ہیں ایسے مراکز کی کل تعداد کتنی ہے اور اوسطاً کتنی خواتین ایک وقت میں ان مراکز سے تربیت حاصل کر سکتی ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) پنجاب میں کل 34 ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہومز (صنعت زار) کام کر رہے ہیں اور ان میں سے سالانہ اوسطاً25000 خواتین تربیت حاصل کر رہی ہیں۔

(ب) صوبہ پنجاب کے دیہات میں ووکیشنل مراکز تو نہیں البتہ چھوٹے پیمانے پر انڈسٹریل ہوم کھولے گئے ہیں جو مقامی این جی اوز کی مدد سے چلائے جا رہے ہیں ایسے انڈسٹریل ہوم کی تعداد 780 ہے اور ایک انڈسٹریل ہوم میں اوسطاً 30-25 خواتین تربیت حاصل کر سکتی ہیں۔

وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور سے متعلقہ تفصیلات

*5364: محترمہ نسیم لودھی: کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور میں توسیع کا منصوبہ زیر غور ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور میں توسیع کے منصوبے پر 160 ملین روپے کی لاگت آئے گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور میں لڑکیاں ہینڈی کرافٹ تیار کریں گی اور اسی جگہ پر ڈسپلے اور سیل سنٹر بھی قائم کیا جائے گا؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) جی ہاں! وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن میں توسیعی منصوبے پر کام جاری ہے۔

(ب) اس منصوبے پر کل لاگت کا تخمینہ 145.617 ملین روپے ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ وومن ڈویلپمنٹ سنٹر میں خواتین کی تیار کردہ مصنوعات کے لئے ڈسپلے سنٹر اور سیل سنٹر کا قیام بھی عمل میں لایا جائے گا۔

رحیم یار خان میں شیلٹر ہوم پر اجیکٹ منصوبہ کی تفصیلات

*5469: **محترمہ مائزہ حمید:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رحیم یار خان میں شیلٹر ہوم پر اجیکٹ کے لئے اراضی خرید لی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک اس کی تعمیر شروع نہیں کی گئی اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے لئے فنڈز فراہم کئے گئے تھے اگر ہاں تو کتنے اور یہ کہاں کہاں استعمال ہوئے، ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ ضلع رحیم یار خان میں دارالامان کے لئے کوئی اراضی خرید نہ کی گئی ہے۔

(ب) چونکہ ابھی نہ ہی کوئی اراضی خرید کی گئی ہے اور نہ ہی اس پر کوئی منصوبہ بنایا گیا ہے لہذا اس پر کام شروع نہ ہونے کی وجوہات بتانا ممکن نہ ہے۔

(ج) ضلع رحیم یار خان میں کرائے کی عمارت میں دارالامان قائم کر دیا گیا ہے اور اس کے لئے فنڈز فراہم کر دیئے گئے تھے اور وہ صرف اور صرف اسی شیلٹر ہوم پر ہی خرچ ہوئے۔

خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا مسئلہ

*5842: **جناب قیصر اقبال سندھو:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمانہ پروموشن نہ ہونے کیوجہ سے ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر اور مینجر ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم بی ایس 18 کی تقریباً 30 اسامیاں خالی پڑی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ خالی اسامیوں پر پروموشن کے ذریعے تاحال پوسٹنگ نہ کی گئی ہے جس کی وجہ سے محکمہ کی کارکردگی بری طرح متاثر ہو رہی ہے اور عوام الناس کو مشکلات درپیش ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک، خالی اسامیوں کو پروموشن کے ذریعہ پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) اس وقت محکمہ کے پاس ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر / مینجر بی ایس۔18 کی کل 25 اسامیاں خالی ہیں جن میں سے 8 ڈائریکٹ بھرتی کے لئے اور جبکہ 17 محکمانہ ترقی کے ذریعے پر ہونا ہے۔

(ب) جہاں پر اسامی خالی ہوتی ہے وہاں پر کسی دوسرے آفیسر کو ایڈیشنل چارج دے کر اسامی پر کر دی جاتی ہے تاکہ محکمہ کی کارکردگی متاثر نہ ہو اور نہ ہی عوام الناس کو مشکلات پیش آئیں۔

(ج) محکمانہ سروس رولز 2009 کے مطابق افسران کی ترقی کے لئے MPDD ٹریننگ لازمی قرار دے دی گئی ہے جس کے لئے MPDD پہلے ٹریننگ فیس مانگ رہی ہے۔رقم کی منظوری ہو چکی ہے اور جلد ہی MPDD ٹریننگ شیڈول جاری کر دے گا۔ٹریننگ کے بعد ترقیوں کے لئے محکمانہ پروموشن کمیٹی کا اجلاس بلایا جائے گا۔

ضلع بہاولنگر، خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا معاملہ

*5844: **محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر کے محکمہ سوشل ویلفیئر میں مختلف اسامیاں بشمول پروموشن کوٹا خالی ہیں کتنی کس کس سکیل کی اور کب سے خالی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع میں خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے تاحال کوئی ٹھوس اقدامات نہیں اٹھائے گئے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خالی اسامیوں کو پُر کرنے کو تیار ہے تو کب تک؟

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر میں صرف سپروائزر سوشل ویلفیئر سکیل نمبر9 کی 7 اور نیڈل کرافٹ انسٹرکٹر سکیل نمبر8 کی ایک اسامی خالی ہیں۔اس کے علاوہ کسی بھی پوسٹ کے لئے کوئی خالی اسامی نہ ہے۔علاوہ ازیں محکمہ ہذا میں تعینات اہلکاران ضلع بہاولنگر کی کوئی پروموشن سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر میں زیر التواء نہ ہے۔

(ب) محکمہ سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر میں سپروائزر سوشل ویلفیئر سکیل نمبر9 کی 7 اور نیڈل کرافٹ انسٹرکٹر سکیل نمبر8 کی ایک اسامی کی تعیناتی کے لئے اخبار روزنامہ "خبریں" مورخہ 01-05-2010 اور روزنامہ "جنگ" مورخہ 05-05-2010 کو اشتہار تشہیر کئے گئے لیکن حکومت پنجاب کے مراسلہ نمبری S0(E)-IV(S&GAD)16-7/2010 مورخہ 12-05-2010 کے تحت سکیل نمبر6 تا15 کی بھرتی پر مکمل پابندی تاحکم ثانی از حکام بالا عائد کر دی گئی۔اس وجہ سے مذکورہ بھرتی منسوخ کر دی گئی۔

(ج) درج بالا اسامیاں حکومت پنجاب کی طرف سے عائد پابندی کے پیش نظر تاحکم ثانی حکام بالا منسوخ ہو گئی ہیں۔مذکورہ بھرتی دوبارہ کرنے کی تاحال کوئی اجازت دفتر ہذا موصول نہ ہوئی ہے۔

ضلع فیصل آباد میں رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6024: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کتنی این جی اوز ہیں جن کو حکومت کی طرف سے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے؟

(ج) کیا حکومت کے پاس ان این جی اوز کو چیکنگ کا اختیار ہے؟

(د) سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کن کن این جی اوز کی چیکنگ کی گئی؟

(ہ) کس کس این جی اوز کے ریکارڈ اور گرانٹ میں بے ضابطگیاں پائی گئیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد 553 ہے۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود کی طرف سے پچھلے دو سالوں میں کسی این جی او کی مالی مدد نہ کی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں! محکمہ سوشل ویلفیئر کو (Registration Voluntary Social Welfare Agencies and Control) Ordinance, 1961 کے تحت NGOs کو چیک کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

(د) سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کل 332 این جی اوز کی باقاعدہ چیکنگ کی گئی۔

(ہ) مذکورہ سالوں کے دوران ضلع میں کسی بھی NGO کے ریکارڈ میں کوئی بے ضابطگی نہ پائی گئی۔

ضلع فیصل آباد میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6026: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد محکمہ سماجی بہبود میں کل کتنے ملازمین تعینات ہیں؟

(ب) اس وقت کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(ج) اس محکمہ کو سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کتنی رقم صوبائی حکومت کی طرف سے موصول ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران اس ضلع میں کون کون سے فلاحی منصوبے مکمل کئے گئے، ان کے نام، تخمینہ لاگت بتائیں اور کون کون سے فلاحی منصوبے زیر تکمیل ہیں اور یہ کب تک مکمل ہوں گے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سماجی بہبود کے کل ملازمین کی تعداد 126 ہے جن کی گریڈ وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع میں اس وقت کل 17 اسامیاں مختلف گریڈ کی خالی ہیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ سالوں کے دوران صوبائی حکومت کی طرف سے ضلع کو کوئی رقم فراہم نہ کی گئی ہے۔

(د) ان سالوں کے دوران کوئی منصوبہ مکمل نہ کیا گیا ہے تاہم موجودہ مالی سال کے دوران ضلع فیصل آباد میں صوبائی حکومت کی طرف سے چلڈرن ہوم (یتیم خانہ) کا منصوبہ شروع کیا جارہا ہے جس پر لاگت کا تخمینہ تقریباً 51.41 ملین روپے ہے اور یہ منصوبہ جون 2012 میں مکمل ہو گا۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6270: **جناب آصف بشیر بھاگٹ:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین محکمہ سماجی بہبود میں کل کتنے ملازمین تعینات ہیں؟

(ب) اس وقت کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(ج) اس محکمہ کو سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کتنی رقم صوبائی حکومت کی طرف سے موصول ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران اس ضلع میں اس محکمہ نے کون کون سے فلاحی منصوبے مکمل کئے ان کا نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ہ) اس وقت کون کون سے فلاحی منصوبے زیر تکمیل ہیں اور یہ کب تک مکمل ہوں گے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ سماجی بہبود کے کل ملازمین کی تعداد 34 ہے۔

(ب) اس وقت محکمہ کے پاس کل 08 اسامیاں خالی ہیں جن کی گریڈ وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) صوبائی حکومت کی طرف سے ضلع منڈی بہاؤالدین کو سال 09-2008 کے دوران 21 لاکھ 61 ہزار روپے اور سال 10-2009 کے دوران 32 لاکھ 73 ہزار وصول ہوئے۔

(د) ان سالوں کے دوران ضلع میں صوبائی حکومت کی طرف سے دارالامان قائم کیا گیا۔

(ہ) اس وقت ضلع میں کوئی بھی منصوبہ زیر تکمیل نہ ہے۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6271: **جناب آصف بشیر بھاگٹ:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کتنی این جی اوز ہیں جن کو حکومت کی طرف سے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے؟

(ج) سال09۔2008اور10۔2009 کے دوران کن کن این جی اوز کی چیکنگ کی گئی؟

(د) کس کس این جی اوز کے ریکارڈ اور گرانٹ میں بے ضابطگیاں پائی گئیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد 64 ہے۔

(ب) ہر این جی او مالی امداد حاصل کر سکتی ہے۔ہر سال ان کی تعداد مختلف ہو سکتی ہے۔جیسا کہ 09-2008 میں صرف ایک ہی این جی او کو مالی امداد فراہم کی گئی اور 10-2009 میں تین این جی اوز کو امداد فراہم کی گئی۔

(ج) سال09-2008 میں مندرجہ ذیل این جی اوز کی چیکنگ کی گئی۔

1- سوشل ویلفیئر سوسائٹی جوکالیاں
2- رحمت اللعالمین ویلفیئر سوسائٹی چھوہرانوالہ
3- علامہ اقبال ویلفیئر سوسائٹی سندھانوالہ
4- انجمن عروۃ الوثقی ہیلاں
5- سوشل ویلفیئر سوسائٹی پھالیہ
6- سوشل ویلفیئر سوسائٹی کٹھیالہ شیخان
7- دی لائٹ سوشل ویلفیئر سوسائٹی بوسال بنگلہ
8- عطا محمد ویلفیئر سوسائٹی پاہڑیانوالی
9- سوشل ویلفیئر سوسائٹی قادر آباد
10- انجمن اصلاح معاشرہ رنمل شریف

11- سوشل ویلفیئر سوسائٹی رگھ
12- شہری انجمن ترقیاتی کونسل (شاتک)
13- نعمان ہیئرنگ اینڈ ایمپیئر ڈ ویلفیئر سوسائٹی منڈی بہاؤالدین
14- ہیومن رائٹس ویلفیئر سوسائٹی منڈی بہاؤالدین
15- انجمن بہبودی خواتین منڈی بہاؤالدین
16- فیضان ویلفیئر آرگنائزیشن منڈی بہاؤالدین
17- سماجی بہبود کونسل چیلیانوالہ
18- انسان دوست ویلفیئر سوسائٹی لیدھر

سال10-2009 میں مندرجہ ذیل این جی اوز کی چیکنگ کی گئی۔

1- انجمن نوجواناں فلاح وبہبود بوسال سکھا
2- رہبر ویلفیئر سوسائٹی بھیروال
3- تنظیم رفاہ عامہ ساہنا
4- سماجی بہبود کونسل ہریا
5- ایکٹو ویلفیئر سوسائٹی ملکوال
6- سوشل ویلفیئر سوسائٹی بادشاہ پور
7- ایم وائی ایم ویلفیئر سوسائٹی رتوکے وال
8- جلالیہ ویلفیئر آرگنائزیشن بھکھی شریف
9- جی علی الفلاح ویلفیئر سوسائٹی پاہڑیانوالی
10- کمیونٹی ڈویلپمنٹ کونسل بارموسیٰ
11- سہاراسوشل ویلفیئر آرگنائزیشن واسو
12- ڈسٹرکٹ اینٹی ٹی بی ایسوسی ایشن منڈی بہاؤالدین
13- انجمن فلاح مریضاں منڈی بہاؤالدین
14- حقوق انسانی ویلفیئر سوسائٹی منڈی بہاؤالدین
15۔ حناڈویلپمنٹ کونسل منڈی بہاؤالدین

(د) کسی این جی او کی گرانٹ میں بے ضابطگی پائی گئی۔این جی او کو ریکارڈ تیار کرنے کی ٹریننگ وقتاً فوقتاً دی جاتی ہے جس سے وہ اپنی غلطیاں درست کر لیتے ہیں۔ایسی کوئی بے ضابطگی سامنے نہ آئی ہے جو قابل گرفت ہوا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!بہت ہی مؤدبانہ عرض کرنی ہے اور آپ کی وساطت سے تمام ہاؤس کی توجہ چاہئے کہ پچھلے چند دنوں میں یہاں پر ہم نے اپنی ٹاپ لیڈر شپ جس میں سینئر منسٹر صاحب، لاء منسٹر صاحب اور قائد حزب اختلاف ہیں ان کے درمیان گرم گرم بحث بھی سنی اور لوگوں نے بھی سنی اور اس کے علاوہ جتنے بھی معزز ممبران کھڑے ہو کر بات کرتے ہیں اس میں ہم نے یہ محسوس کیا ہے کہ غیر پارلیمانی زبان کے الفاظ کا جو استعمال ہے وہ ایک انتہائی اور ہی پیرائے میں چلا گیا ہے۔ خاص طور پر کل سینئر منسٹر صاحب کی جو گفتگو ہے اس میں کچھ حذف نہیں کیا گیا، یہ آپ کا استحقاق ہے اور میں respect کرتی ہوں لیکن میں اپنی پارٹی کی طرف سے بتا رہی ہوں کہ ہماری پوری پارٹی چند منٹ کا ٹوکن واک آؤٹ کرنا چاہتی ہے کہ یہاں پر جو غیر پارلیمانی حرکات، سکنات، الفاظ اور جو محاورے اور شعر ہیں ان پر آپ سختی سے ان سب کو کہیں کہ ہم role model ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے آپ کو criticize کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!میری بات سنیں۔یہ لغاری صاحب نے point out کیا تھا اور میں نے وہ چیک کیا ہے اور جو نازیبا الفاظ تھے جس سے کسی کی دلآزاری ہوتی ہے میں نے ان کے حذف کرنے کا پہلے ان کو کہہ دیا تھا اور آپ اس وقت موجود نہیں تھیں۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!میری گزارش آپ کی وساطت سے ان لوگوں سے ہے کہ آپ لوگ کچھ اپنے تقدس کا خیال رکھ کر ایوان میں اظہار خیال کیا کریں اور ہم چند منٹ کا ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ واک آؤٹ کس بات پر کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! غیر پارلیمانی الفاظ کے حوالے سے کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف نے ٹوکن واک آؤٹ کیا)

پارلیمانی سیکرٹری برائے محصولات و آبکاری (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ عورتوں کی جماعت ہے۔

جناب سپیکر: جی، مجھے سمجھ نہیں آئی کیا کہہ رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محصولات و آبکاری (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ عورتوں کی جماعت ہے اور جب عورتیں ناراض ہوتی ہیں تو واک آؤٹ کر کے چلی جاتی ہیں۔

MR. SPEAKER: No, please.

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ادھر مرد کھڑے ہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! یہ مردوں کی جماعت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، میں آپ کی بات بھی سنتا ہوں۔جی، خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحبہ نے جو بات کی ہے کوئی نامناسب بات نہیں تھی اور تمام معزز ممبران کو کسی کے متعلق اس قسم کی زبان استعمال نہیں کرنی چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جس سے کسی کی دلآزاری ہو یا تضحیک کا پہلو نظر آتا ہو۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جس سے کسی دل آزاری ہو۔ میں خصوصاً رانا ثناءاللہ صاحب کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ انہوں نے دو تین دفعہ ہمیں یزید کا ساتھی کہا۔ میری گزارش یہ ہے کہ کسی کلمہ گو مسلمان کو اس طرح یزید کا ساتھی کہنا بہت بڑی زیادتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، یہ اچھی بات نہیں ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس سے زیادہ زیادتی نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے آپ کو ایسے نہیں کہا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے تمام اپوزیشن والوں کو اس طرح کہا اور جب یہ کہتے ہیں کہ آمر کے ساتھی یا کچھ اور وہ تو ٹھیک پر وہ جو جائز بات ہے وہاں تک رہیں۔ جہاں تک مذہب کا تعلق ہے اس کے اندر جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ پہلے ہی ملک کے کیا حالات ہیں اس طرح کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ میری رانا ثناء اللہ صاحب سے گزارش ہے کہ کم از کم اس طرح کی language استعمال نہ کی جائے۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔ مستقبل میں ذرا احتیاط کیجئے۔ پہلے ہم نے حذف کر دیئے تھے اب مستقبل میں ذرا خیال رکھا جائے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آپ فرمالیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ اس معزز ایوان کا وقت tie and die جیسے سوالات میں ضائع نہ کیا جائے۔ tie and die ایک رنگنے والے کی technique ہے۔ منسٹر صاحب کو شاید اس کا پتا بھی نہیں ہونا چاہئے۔ یہ ایک کپڑے کو باندھ کر رنگنے کی technique ہے۔ اس پر اتنا قیمتی وقت ضائع کرنا، وقفہ سوالات کے لئے صرف ایک گھنٹہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ کیوں وقت ضائع کر رہی ہیں؟ آپ بیٹھیں، آپ کی مہربانی۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔ ابھی اپوزیشن کی طرف سے شیر علی خان صاحب بات کر رہے تھے۔ میں آپ کے توسط سے یہ عرض کروں گا کہ یزید اور یزیدیت یہ ایک محاورہ بن چکا

ہے اس لئے مجھے اس میں کوئی غیر پارلیمانی بات نظر نہیں آتی ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر وزیر قانون صاحب نے یزید اور یزیدیت کے حوالے سے کوئی لفظ استعمال کیا ہے تو یہ کوئی غیر پارلیمانی بات نہیں ہے۔ایک محاورہ ہے محاورے کے طور پر ایک عمل کے لئے یزید اور یزیدیت کا استعمال بالکل جائز ہے اور ڈکشنری کے حوالے سے بھی جائز ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں بہتر بات یہی ہے کہ ایک دوسرے کا احترام کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے آپ کے ایوان کی بھی عزت ہے۔جی،اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔جی، پیر رفیع الدین شاہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 26 ہے۔جی۔

ایس ایچ او تھانہ صدر لودھراں کا معزز رکن اسمبلی کا فون نہ سننا

سید محمد رفیع الدین بخاری: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ کے لوگ اپنے مسائل لے کر میرے پاس آتے ہیں، مجھے ان کے جائز معاملات کے حل کے لئے مقامی سطح پر پولیس سٹیشن سے رابطہ کرنا پڑتا ہے۔اس طرح میں نے ایک عوامی مسئلہ کے حل کے لئے پچھلے ایک ہفتہ سے مسٹر طاہر اعجاز،S.H.O. تھانہ صدر لودھراں سے ان کے موبائل فون نمبر0300-3307800 پر رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن موصوف S.H.O نے میرا فون سننا گوارہ نہ کیا۔ میں نے پھر مورخہ 13۔جولائی2010 کو دوبارہ رابطہ کرنے کی کوشش کی، جب میں نے تھانہ صدر لودھراں فون کیا تو فون ڈیوٹی آفیسر مسٹر ناصر خان نےattend کیا تو اس نے مجھے بتایا کہ S.H.O باہر بیٹھے ہوئے ہیں آپ موبائل فون پر ان کے ساتھ رابطہ کر کے بات کر لیں۔ میں نے اسی وقت موصوف S.H.O کے موبائل فون پر رابطہ کیا لیکن انہوں نے بات نہ کی۔ میں نے دوبارہ تھانہ فون کیا اور مسٹر ناصر خان سے کہا کہ وہ میری بات کروا دیں۔ اس پر مجھے جواب دیا گیا آپ فونhold کریں، میں بات کرواتا ہوں، میرے فونhold کرنے کے دوران ہی موصوف S.H.O نے مسٹر ناصر خان سے کہا آپ ایم پی اے کو کہہ دیں میں تھانہ میں موجود نہ ہوں، یہ

ایم پی اے اسی طرح تنگ کرتے ہیں، ان کو ٹرخا دو۔ جب موصوف S.H.O.، ڈیوٹی آفیسر کو ہدایت دے رہا تھا میں فون کے ذریعے ساری گفتگو سن رہا تھا۔ بعد میں مجھے ایسے ہی جواب مسٹر ناصر خان نے دے دیا کہ صاحب تھانہ میں نہ ہیں۔ میں نے اسی وقت اپنے حلقہ کے ایک معتبر شخص کے ذریعہ معلوم کیا اور پتا چلا کہ موصوف S.H.O تھانہ کے اندر ہی موجود تھے انہوں نے جان بوجھ کر مجھ سے بات نہ کی۔ میں اس معزز ایوان کا رکن ہوں اور اپنے حلقہ کی عوام کی انتہائی ایمانداری سے نمائندگی کر رہا ہوں اور اپنے حلقہ کی عوام کے مسائل کے حل کے لئے مختلف دفاتر سے رابطہ کرتا ہوں۔ اس معزز ایوان نے ایک رکن اسمبلی کو صوبائی اسمبلی پنجاب استحقاقات ایکٹ کے سیکشن 15 کے تحت VIP declared کیا ہوا ہے۔ اس کے باوجود ایک معزز رکن کا فون نہ سننا اور جھوٹ بولنا اور لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کی بجائے جان بوجھ کر مشکلات پیدا کرنا، کہاں کا انصاف ہے۔ موصوف S.H.O کے ناروا سلوک کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی کاپی مجھے ابھی موصول ہوئی ہے تو اس کا جواب next week کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: ایک تو میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس ہاؤس میں بیٹھ کر یہ بات کی تھی اور جتنے بھی ہمارے سرکاری ملازم بھائی ہیں سب کو یہ کہا تھا کہ معزز اراکین کے ٹیلیفون کو سنا جائے، اس کا جواب دیا جائے اور ان سے رابطہ کیا جائے۔ اگر وہ آفس میں نہیں ہیں تو جب وہ اپنے آفس تشریف لاتے ہیں اور ان کا آپریٹر ان کو بتاتا ہے تو ان کو بات کرنی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کی observation بالکل درست ہے چونکہ rules میں جواب کا حاصل کرنا ضروری ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ معزز ایوان کے شایانِ شان نہیں کہ ہم اپنے معاملے میں rules کو violate کریں۔ آپ اسے next week میں Monday یا Tuesday کے لئے pending کر دیں اس کا جواب آ جائے گا اور اگر یہ بات درست ثابت ہوئی تو اسے مجلس استحقاقات کے سُپرد کر دیں گے۔

جناب سپیکر: اس کو Tuesday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔جی ، اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پی سی ایس افسران کے بارے میں تحریک التوائے کار کو منظور کرنے اور اس پر بحث کرنے کا مطالبہ

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب فرمائیں۔ حکم کریں، ارشاد فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس یا اس سے پہلے ہمارے Hon' able member شیخ علاؤ الدین صاحب نے ایک تحریک پیش کی تھی۔ آج بھی ہمارے پی سی ایس افسران ہڑتال پر ہیں، آج بھی وہ اپنے حقوق کے لئے جگہ جگہ دربدر پھر رہے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس پر آپ نے آرڈر فرمایا تھا کہ اسی اجلاس میں یا next week میں اس پر حکومت اپنا مؤقف دے گی تو اب دو اجلاس گزر گئے ہیں ۔اس اجلاس کا بھی میرے خیال میں چھٹا، ساتواں دِن ہے تو میری آپ سے humble request ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر ہاؤس میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: کون سی تحریک ہے؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شیخ علاؤ الدین صاحب کی تھی یہ بجٹ سیشن سے پہلے کی pending پڑی ہے۔

جناب سپیکر: کون سی والی؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پبلک سروس کمیشن کے جو ہمارے پی سی ایس افسران ہیں ان کے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر: ابھی رانا صاحب اس بارے میں جواب دے سکیں گے ۔ رانا صاحب! ذرا اپنی سیٹ پر پہنچیں۔ وہ پوچھ رہے ہیں کہ پی سی ایس افسران کے حوالے سے جو کمیٹی بنی تھی اس کا کیا بنا، کیا جواب آیا ،ان کے مطالبات کا کیا ہوا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پی سی ایس افسران کے ساتھ ان کے معاملات میں جو تجاوز ہو رہا ہے یا بقول ان کے کہ ان کی حق تلفی ہو رہی ہے تو اس پر ہاؤس میں Adjournment Motion پیش ہوئی تھی جس کو بہت سارے معزز ممبران نے support کیا تھا۔ غالباً شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے وہ پیش ہوئی تھی اور یہاں پر کافی بات ہوئی تھی تو اس کے بعد پھر میں نے چیف سیکرٹری صاحب سے یہ گزارش کی تھی کہ آپ ایک کمیٹی بنا کر اس کی سفارشات مرتب فرمائیں کہ کس طرح سے ان کی دادرسی ہو سکتی ہے۔ اس میں چیف سیکرٹری صاحب نے کمیٹی بنائی لیکن اس کمیٹی میں پی سی ایس افسران کی طرف سے نمائندگی نہیں تھی۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ آپ پی سی ایس افسران کی ایسوسی ایشن کے صدر کو اس کمیٹی میں رکھیں اور اس کے بعد سفارشات بھیجیں۔ اس کے بعد انہوں نے اس کمیٹی کو re-notify کیا اور پی سی ایس افسران کی ایسوسی ایشن کے صدر کو اس کمیٹی میں رکھا اس کے بعد اس کی ایک دو meetings ہوئیں لیکن پی سی ایس افسران اس کمیٹی سے مطمئن نہیں تھے۔ ان کا یہ مؤقف تھا کہ اس میں اب بھی ڈی ایم جی افسران کا غلبہ ہے جن سے ہمیں یہ سارا گلہ ہے یا وہ حقوق جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ ان کے پاس ہیں۔ اس پر پھر وزیر اعلیٰ پنجاب نے نئے سرے سے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے اور اس کے کنوینئر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب ہیں ۔اس میں، میں بھی ممبر ہوں اس کے علاوہ چیف سیکرٹری اور دوسرے لوگ اس کے ممبر ہیں۔ اس کی میٹنگ غالباً کل تھی لیکن میں چونکہ یہاں ہاؤس میں مصروف تھا اس لئے میں اس میٹنگ میں نہیں جا سکا اور بعد میں مجھے پتا چلا کہ ابتدائی طور پر ان کے مطالبات پر غور ہوا ہے اور ابھی ایک دو میٹنگیں اور ہونے کے بعد پھر جو recommendations ہیں جس سے ان کی دادرسی ہو سکے تو وہ یہ کمیٹی رپورٹ مرتب کر کے گورنمنٹ کو پیش کرے گی اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس بات کی یقین دہانی کروائی ہے کہ اس کمیٹی کی جو سفارشات ہوں گی اس کے مطابق پی سی ایس افسران کی دادرسی یا ان کے جو اعتراضات ہیں ان کا ازالہ کیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ سالہا سال سے لٹکتا آ رہا ہے۔ اس مرتبہ اس کو

seriouslyاس ایوان میں take up کیا گیا اور اس ایوان کے take up کرنے کے بعد اب level Governmentپر اس کو take up کیا جارہا ہے اور اس سلسلے میں کمیٹی بن چکی ہے۔ اس کمیٹی میں ہم انشاءاللہ اس معزز ایوان میں جو اس بارے میں اپنی رائے دینا چاہتے ہیں ہم ان کو بھی سنیں گے اور پی سی ایس افسران کی ایسوسی ایشن کے عہدیداران کو بھی سنیں گے اور جو ڈی ایم جی سائیڈ سے مؤقف ہو گا اسے بھی سامنے رکھیں گے اور اس کے بعد یہ سفارشات جو ہیں ان کو انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد ان کو مکمل کر کے وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں پیش کریں گے اور اس پر عملدرآمد ہونے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اس ناجوازی کا یا ان کی حق تلفی کا ازالہ ہو جائے گا لیکن اس مرحلے پر کسی طرف سے بھی اس معاملے کو دوبارہ agitation کی طرف لے کر جانا یا اس میں دخل دینا کہ جس سے معاملات سلجھنے کی بجائے الجھ جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی بھی فریق کے لئے بہتر نہیں ہو گا۔ میں آج on the floor of the House جو پی سی ایس افسران کی ایسوسی ایشن ہے میں انہیں اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ اس۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب والا! گورنمنٹ اس معاملے میں serious ہے اس سلسلے میں ایک high level committee بنادی گئی ہے جس میں سینئر مشیر وزیر اعلیٰ پنجاب اور میں خود بھی اس کا ممبر ہوں، چیف سیکرٹری بھی اس کے ممبر ہیں۔ ہم اس میں ان کی بات کو سنیں گے معزز ایوان کا جو consensus ہے اس کو بھی پیش نظر رکھیں گے۔ اس مرحلے پر کسی ہڑتال کی کال دینا یا کسی ایسے اقدام کا اٹھانا جو ہے ان کے معاملات کو دوبارہ سے الجھا سکتا ہے اس لئے میری ان سے یہ گزارش ہے کہ جہاں سالہا سال سے یہ معاملہ ٹکا ہوا تھا وہ تھوڑا تحمل سے کام لیں انشاءاللہ تعالیٰ اس معاملے کو بہت جلد حل کر کے، واقعی ان کے ساتھ یہ زیادتی ہوتی رہی ہے۔ ان کا حق انہیں ملنا چاہئے اس بات کو اس معزز ایوان نے بھی realize کیا ہے اور گورنمنٹ نے بھی کیا ہے۔ اب اس realization کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ انہیں تھوڑا سا اس معاملے میں تحمل سے کام لینا چاہئے۔ انشاءاللہ تعالیٰ ان کے مسائل کو ہم حل کریں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ان کو صبر و تحمل سے کام لینا چاہئے کمیٹی جو بنی ہے اس کی رپورٹ آنی چاہئےplus ان کے ساتھ بقول ان کے زیادتیاں ہوئی ہیں رانا صاحب نے assurance کروائی ہے کہ ہم ان زیادتیوں کا بھی انشاء اللہ ازالہ کریں گے۔ آپ بھی اپنی طرف سے کہیں میں بھی کہہ رہا ہوں کہ ان کو اس قسم کی agitation تاوقتیکہ یہ اپنی مکمل رپورٹ نہ دے لیں اور اگر وہ اس سے مطمئن ہوتے ہیں تو ٹھیک ورنہ ان کا اپنا جو استحقاق ہے وہ اپنی جگہ پر موجود ہو گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کی طرف چلتے ہیں۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 421 ہے۔ یہ آج کے لئے pending کی گئی تھی۔ جی، وزیر قانون!

لبرٹی چوک لاہور کی گرین بیلٹ پر پی ایچ اے کے عملہ و افسران کی ملی بھگت سے پلازہ مالک کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ اس جواب کے مطابق لبرٹی چوک میں Big City Plaza کے مالک نے چند برس قبل بوقت تعمیر گرین بیلٹ کو ملبہ وغیرہ کے لئے استعمال کیا اور عدالت سے حکم امتناعی جاری کروالیا۔ اس کے خاتمہ پر ایل ڈی اے نے پلازہ کے غیر قانونی حصہ کو گرانا شروع کر دیا جس وجہ سے گرین بیلٹ بحال کرنا مناسب تھا۔ یہ واحد تکون ہے جہاں TEPA نے curbstone ابھی لگانا ہے جوں ہی TEPA وہ curbstone مکمل کر لے گی اور برسات کا موسم شروع ہو جائے گا اور اسی مون سون میں گرین بیلٹ کو بحال کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ بات ان کے نوٹس میں آ گئی ہے اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 486/10 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔ جی۔

بورے والہ شہر میں واٹر سپلائی سکیمیں مکمل

اور چالو نہ کرنے سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تحصیل بورے والہ شہر میں 3 سے 5 کروڑ روپے کی لاگت سے سٹی پیکج کے نام سے واٹر سپلائی کی سکیمیں شروع کی گئیں ان سکیموں میں سے بعض کو اونا پونا بنا کر ادھورا چھوڑ دیا گیا اور جن سکیموں کو انہوں نے سرکاری سطح پر مکمل declare کیا ہے ان کو بھی ابھی تک چالو کیا ہے اور نہ نئے مالی سال 2010-11 میں ان سکیموں کے بارے کچھ نہ بتایا گیا ہے کہ آیا وہ سکیمیں چالو بھی ہوں گی یا نہیں؟ تحصیل بورے والہ کی عوام کو پہلے ہی پینے کے لئے صاف پانی میسر نہ ہے، اگر حکومت نے عوام کو صاف پانی مہیا کرنے کے لئے اگر کوئی واٹر سپلائی سکیم شروع کر ہی دی ہے تو اس کو بھی مکمل نہیں کیا اور جو مکمل ہو چکی ہیں ان کو چالو نہیں کیا جا رہا کیونکہ ان سکیمیوں میں ناقص مٹیریل استعمال کیا گیا ہے، اگر یہ سکیمیں چل پڑیں تو کہیں ان کا پول نہ کھل جائے۔ واٹر سپلائی میں کرپشن، ناقص میٹریل کا استعمال اور سرکاری خزانہ کو خُوردبُرد کیا گیا۔ یہ معاملہ انتہائی سنگین ہے اس لئے ضروری ہے کہ اسمبلی دخل اندازی کر کے معاملہ کی مکمل چھان بین کروائے اور واٹر سپلائی چالو نہ کرنے کے باعث بورے والہ کی عوام میں سخت بے چینی اور پریشانی کے جذبات پائے جاتے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں اور اس میں جو باقی تحاریک التوائے کار ہیں۔ 488,489,490 ان کے بھی notices کل موصول ہوئے ہیں تو اس لئے ان کا جواب بھی اگلے ہفتے تک ممکن ہو سکے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تمام تحاریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میری جو تحریک التوائے کار نمبر 488 ہے اس کو مجھے پڑھ تو لینے دیں۔

جناب سپیکر: میں ان سے پوچھ رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: اگر اجازت دے دیں تو مہربانی ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! اگر محترم شیخ صاحب اپنی تحریک التوائے کار پڑھنا چاہتے ہیں تو پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: پڑھی تو ساری جائیں گی۔ اس کے بعد آپ کی بات ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب! تحریک التوائے کار نمبر488۔

سینٹ ڈینس گرلز ہائی سکول کشمیر پوائنٹ مری کو جلانے کی وجہ سے سینکڑوں بچیوں کا مستقبل تاریک ہونے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سینٹ ڈینس گرلز ہائی سکول کشمیر پوائنٹ مری کی 150 سالہ پرانی تاریخی عمارت جس کو پچھلے چند ماہ میں دو دفعہ آگ لگائی گئی اور آخر 25۔اپریل2010 کو تمام سکول بلڈنگ اور ہاسٹل جلا کر خاکستر کر دیئے گئے اور سینکڑوں بچیوں کا مستقبل داؤ پر لگا دیا گیا۔ اتنے بڑے قومی نقصان کا کیا بنا؟ باوثوق ذرائع کے مطابق یہ کارکردگی بھی قبضہ مافیا کا شاہکار ہے جو اربوں روپے مالیت کی کشمیر پوائنٹ مری پر واقع 350 کنال زمین کو ہتھیانا چاہتے ہیں۔ تاریخ دان نور احمد چشتی صاحب نے (تحقیقات چشتی) میں سکھ لٹیروں اور ڈاکوؤں جنہوں نے مساجد اور بزرگوں کے مقابر تک نہ چھوڑے تھے کے لئے غارت گروں کا لفظ استعمال کیا تھا، کیا آج کے یہ غارت گر گروہ ان سکھ غارت گروں کو بہت پیچھے نہیں چھوڑ گئے؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب ہر معزز رکن کو دینا ہے۔ تعلیمی ادارے چاہے مشنری ہوں یا اسلامی ہم سب کے لئے انتہائی اہمیت کے

حامل ہیں۔ غور کریں وہ کیسے لوگ تھے جنہوں نے آنے والی نسلوں کے لئے نامساعد حالات میں یہ سب کچھ بنایا تھا لیکن کیا ہم اسی طرح آنکھ بند کئے ان کی تباہی اور بربادی کو بے حسی اور بے بسی سے دیکھتے رہیں گے ؟ پنجاب میں تمام سکولوں اور کالجوں کی عمارات، زمینیں اور اثاثہ جات جو کہ ملک کی آزادی کے وقت جس حالت اور جس رقبے پر موجود تھے ان تمام اثاثہ جات کی across the board سخت سکروٹنی ہونی چاہئے اور ان تمام اداروں کے تمام اثاثہ جات اصل صورت میں بحال ہونے چاہئیں۔ اس موضوع پر ہر معزز رکن کو اظہار خیال اور اپنے حلقہ میں سکولوں کے معاملات زیر بحث لانے چاہئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شاید ہی کوئی سکول آج اپنے اصل رقبہ اور عمارت پر قائم رہ سکا ہو گا؟ یہ امر بھی غور طلب ہے کہ سینٹ ڈینس گرلز ہائی سکول میں زیر تعلیم سینکڑوں طالبات جن کا تمام سامان بھی نظر آتش ہو گیا ان کا کیا بنا؟ میری اطلاع کے مطابق ان میں سے بیشتر اپنی تعلیم بھی جاری نہ رکھ سکے کیونکہ کسی حکومتی ادارے نے ان کو کسی اور سکول میں داخلہ کے لئے کوئی سہولت مہیانہ کی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگلی تحریک التوائے کار نمبر 489 بھی میری ہے۔

جناب سپیکر: آپ تحریک التوائے کار نمبر 489 پیش کریں۔

محکمہ کی مبینہ ملی بھگت سے گورنمنٹ اسلامیہ سیکنڈری ہائی سکول لیاقت باغ راولپنڈی پر لینڈ مافیا کا قبضہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ایسے تمام سکول جو تقریباً ایک سو پچاس سال یا اس سے بھی زائد عرصہ پہلے تعمیر کئے گئے، آزادی کے بعد غارت گروں نے ان بے شمار سکولوں کی زمینیں اور عمارات حکومتی اہلکاروں کی بدترین ملی بھگت کے ذریعہ ہتھیا لیں اور یہ تمام قومی ادارے جو قوم کے

مستقبل کی ضمانت تھے اپنی ذاتی طمع اور لالچ کی بنیاد پر تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ ان خود غرض تعلیم دشمن عناصر کا تازہ شکار گورنمنٹ اسلامیہ سیکنڈری ہائی سکول لیاقت باغ راولپنڈی ہے جو 42 کنال سے زائد زمین پر 1886 میں انجمن اسلامیہ راولپنڈی نے قائم کیا اور جس کا باقاعدہ انتقال 1947 تک کی جمع بندیوں میں موجود ہے۔ اس سکول کو 1972 میں جب Nationalized کیا گیا تو ایک شخص مسمی فرمان علی جو سکول کا مالی تھا اور جسے سکول کے اندر نرسری کا نگران مقرر کیا گیا تھا کی وفات پر اس کے لڑکے نے ایک Succession Certificate کی بنیاد پر سکول کی انتہائی قیمتی 7 کنال زمین پر قبضہ کر لیا۔یہ زمین آج انتہائی قیمت کی حامل ہے اسی دوران ایک اور فراڈ پارٹی جس کا تعلق کراچی سے تھا نے بھی سکول کی قیمتی زمین پر اپنے مالکانہ حقوق کا دعویٰ کر دیا۔ جون 2008 میں ایک Sale Deed Baseless Registered سب رجسٹرار راولپنڈی کے سامنے پیش کی گئی جسے سب رجسٹرار نے رجسٹرڈ کرنے سے انکار کر دیا لیکن انتہائی مشکوک حالات میں اس کے رجسٹرار یعنی اس کے سینئر نے جنوری 2010 میں Registered Sale Deed کو منظور کر لیا۔ اس دوران ایک اور فراڈ پارٹی مذکورہ سکول کی دعویدار بن کر سامنے آ گئی۔ آج صورتحال یہ ہے کہ اس وقت تین پرائیویٹ پارٹیاں سکول کی قیمتی زمین کو ہتھیانے کے لئے برسر پیکار ہیں اور حکومتی ادارے دانستہ خاموش ہیں۔ حالانکہ یہ بات ثابت کی جا چکی ہے کہ ان تمام پارٹیوں کی تمام دستاویزات جعلی ہیں لیکن زمینی حقائق یہ ہیں کہ سکول کی اربوں روپے کی یہ زمین کسی وقت بھی ان پارٹیوں کے درمیان بندر بانٹ کی نذر ہو جائے گی اور تاریخ میں ان بے شمار سکولوں کی قیمتی عمارات اور زمین جو آزادی کے بعد اب تک ہتھیائی جا چکی ہیں، میں ایک اور نام کا اضافہ ہو جائے گا۔ اس وقت تک سکول کی گراؤنڈ پر مکمل طور پر قبضہ ہو چکا ہے اور طلبہ کے لئے اب کوئی گراؤنڈ نہ رہا ہے۔ یہ سکول کوئی عام سکول نہ ہے۔ یہاں 1940 میں قائداعظم محمد علی جناحؒ خود تشریف لائے اور آل انڈیا مسلم لیگ کے زیر انتظام ایک جلسہ سے خطاب کیا تھا۔ اس سکول کے طلباء کے مستقبل کے ساتھ ساتھ سکول کا تاریخی پس منظر بھی مد نظر رکھنا ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 490 بھی آپ کی ہے پیش کریں لیکن میں نے پہلے کہہ دیا ہے کہ یہ next week میں جائیں گی۔

شیخ علاؤالدین: جی، وہ آپ نے فرمادیا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔اب آپ یہ تحریک التوائے کار پیش کریں۔

پلاسٹک بوتل واٹر کو منرل واٹر کا نام دے کر ملٹی نیشنل اور نیشنل کمپنیوں کے علاوہ لوکل کمپنیوں کا عوام سے اربوں روپے بٹورنا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ San Francisco کے Mayor نے اچانک یہ فیصلہ کیا کہ plastic water bottle جسے منرل واٹر کہتے ہیں کا استعمال فوراً ختم کر دیا جائے اور یہ فیصلہ کر کے پوری دنیا کو حیرت زدہ کر دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک ایسا تاریخی فقرہ بولا جو ہم مسلمانوں کے لئے خصوصی غور کا مستحق ہے۔ انہوں نے کہا:

"These people are making huge amounts of money by selling God's natural resource. Sorry, we're not going to be a part of it."

اس کے ساتھ ہی St Louis, Phoenix, Los Angeles, Seattle, Chicago اور بے شمار دوسرے شہروں کے Mayors نے ان کی تقلید کرتے ہوئے فوری ایسے ہی اقدامات کئے اور یہاں تک کہ Toronto کی کونسل نے قانون پاس کیا کہ 2011 تک تمام plastic water bottle کا کاروبار ختم کیا جائے گا۔ آج کل کے دور کا بہت بڑا المیہ plastic water bottle ہے جس کو Mineral Water کے ڈھکوسلے میں اربوں روپے کی ناجائز منافع خوری کر کے عوام کو لوٹا جارہا ہے جس میں ملٹی نیشنل اور نیشنل کمپنیوں کے ساتھ ساتھ گلی محلوں میں لگے نام نہاد Plant Water Filtration بھی ملوث ہیں۔ ایک محدود اندازے کے مطابق ہر سال پنجاب میں اس کاروبار کی (Regular) 20 Annual Growth فیصد سے زیادہ ہو چکی ہے اور یہ آج انتہائی کم سرمایہ کاری سے بہت بڑے منافع بخش کاروباروں میں شمار ہوتا ہے۔ سوچنے کا مقام یہ ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ ایک ہی سائز کی Bottle کا ریٹ ایک طرف -/140 روپے اور اسی سائز کی دوسری کمپنی کی Bottle صرف 40 یا 60 روپے ہے۔ قیمت کا اتنا بڑا فرق صاف بتاتا

ہے کہprofit margin کی انتہا کیا ہے ؟اس کی کوئی انتہا نہ ہے۔ یہ بات ان کمپنیوں کے اشتہارات سے بھی عیاں ہے جو ہم سب کے لئے انتہائی غور طلب ہے۔۔۔

جناب سپیکر!ہاؤسin order کر دیجئے۔

جناب سپیکر: ہاؤسin order ہے آپ چلیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اپنے بائیں طرف دیکھیں کہ یہ خواتین کیا کر رہی ہیں؟

جناب سپیکر: وہ اپنے لیڈر سے گفتگو کر رہی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔profit margin کی کوئی انتہا نہ ہے۔یہ بات ان کمپنیوں کے اشتہارات سے بھی عیاں ہے جو ہم سب کے لئے انتہائی غور طلب ہے۔Pakistan Council of Research in Water Resources (PCRWR) نے

جناب سپیکر: No cross talk please جی!

شیخ علاؤالدین: کل 42 اداروں میں سے 16 برانڈ ایسے پکڑے ہیں جو مضر صحت پانی بیچ کر اربوں روپیہ قوم سے لوٹ چکے ہیں۔لاہور ہائیکورٹ کی حال ہی میں ایک Judgement کے مطابق 17 ایسی کمپنیوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے جن کے پاس کسی قسم کا کوئی License بھی تھا، مارکیٹنگ کا تھا اور نہ ہی بوٹلنگ کا۔ یہ حقیقت ہے کہ plastic water bottle اور public water tap جسے عام حالات میں نلکا کہتے ہیں کا ایک دوسرے سے رشتہ انتہائی غور طلب ہے۔ جتنا bottle water کا استعمال بڑھے گا اتنا ہی tap water سے توجہ ہٹتی جائے گی۔ چند سال پہلے کا سوچیں تو water mineral کا دھوکا کہیں دور دور تک نظر نہ آتا تھا۔ یہ سب ایک ملٹی نیشنل کمپنی کا کیا دھرا ہے اور آج ہماری Tap Water سے عدم توجہی کی وجہ سے قوم کو ایک طرف تو خوفناک نفسیاتی الجھن میں ڈال دیا گیا ہے دوسری طرف مضر صحت پانی منرل واٹر کے دھوکے میں پانی اربوں روپے میں فروخت کیا جا رہا ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر جنگی بنیادوں پر پنجاب کے ہر باسی کو صاف پینے کا پانی مہیا کیا جائے اور اس کے لئے بنیادی فیصلہ San Francisco کے Mayor کا سامنے رکھا جائے اور تمام plastic water bottle جو mineral water کے ڈھکوسلے میں بیچی جا رہی ہیں کی فروخت اور استعمال کو ممنوع قرار دیا جائے۔ یہاں میں معزز

ایوان کی توجہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے ایک تاریخی فیصلہ بعنوان (Shehla Zia vs Wapda PLD 1994 SC Page 693) کی جانب کرانا چاہوں گا جس میں عدالت عظمیٰ نے فرمایا تھا:

It expanded the meaning of article 9 of the Constitution to include "the right to have unpolluted water as a right of every citizen". By not providing clean drinking water to 40 percent of its population. Is the Islamic Republic daily violating of its own Constitution?

لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کچھ روز قبل میرے colleague عامر سلطان چیمہ صاحب نے کورم point out کیا تھا جس کی انہیں سخت سزا دی گئی اس لئے ہم اس کی وجہ سے آج ہاؤس سے علامتی walkout کرتے ہیں۔چونکہ ان کو سخت سزا دی گئی تھی، ہم ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کے طور پر ہاؤس سے ٹوکن walkout کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے walkout کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ عارفہ خالد پرویز اور ساجدہ میر صاحبہ جائیں اور اپوزیشن کو منا کر واپس لائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران محترمہ عارفہ خالد پرویز اور محترمہ ساجدہ میر معزز ممبران حزب اختلاف کو واپس لانے ایوان سے باہر کے لئے تشریف لے گئیں)

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جوزیر غور لایا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر:اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر حسب ذیل کارروائی ہے:۔

Now, we take up the Women University Multan Bill 2010(Bill No.4 of 2010).Minister for Law and Parliamentary Affairs may move it:-

مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان مصدرہ2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That The Women University Multan Bill 2010(Bill No. 4 of 2010) as recommended by the Standing Committee on Education be taken into consideration at once".

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That The Women University Multan Bill 2010(Bill No. 4 of 2010) as recommended by the Standing Committee on Education be taken into consideration at once".

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب ڈپٹی سپیکر:میں اپوزیشن کے ممبران کو ہاؤس میں واپس آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Main Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad

Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اپوزیشن واپس آ گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں ان کو خوش آمدید کہہ چکا ہوں۔ آپ کا بھی شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جب ہماری بیگم ہماری طرف توجہ نہ دے تو ہمیں بیماری کا بہانہ بنانا پڑتا ہے، تو پھر وہ ہمیں مناتی ہیں اور ہم خوش ہو جاتے ہیں۔ اب اپوزیشن ممبران کی بھی وہی strategy ہے۔ یہ ہر دفعہ روٹھ جاتے ہیں اور ہم ان کو ہر روز مناتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی، شاہ صاحب! legislation میں کوئی point of order take up نہیں ہو سکتا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں تو مزاح کی بات کر رہا تھا اور کبھی کبھی مزاح بھی ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

MRS AMNA ULFAT: Sir, I move:

> "That the Women University Multan Bill 2010(Bill No.4 of 2010) as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20 July, 2010."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Women University Multan Bill 2010(Bill No.4 of 2010) as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20 July, 2010."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب ہر چیز کو oppose کر دیتے ہیں۔ان کو ہر بات میں ناں کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔یہ پہلے دن سے ہی نہ ڈال دیتے ہیں، تبھی تو ان کا کوئی کام ٹھیک نہیں ہوتا اور ان کے سارے کام خراب ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس Clause میں ہم نے کہا ہے کہ اس Bill کو عوامی آراء کے لئے مشتہر کیا جائے۔اس میں ایسی کون سی بُری بات ہے کہ اس بارے میں بھی وزیر قانون نے نہ کر دی ہے، اس کو مشتہر کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟ وہ میں عرض کرتی ہوں۔ہم اس بند اسمبلی میں بیٹھ کر اس Bill کو pass کرنے جا رہے ہیں۔اس Bill کی Clauses میں بہتری لانے کے لئے ہم نے اپنی amendments move کی ہوئی ہیں۔یہ ترمیم اس Bill کو زیادہ مستحکم بنانے کے لئے دی گئی ہے۔ ایک یونیورسٹی کا قیام ہونے جا رہا ہے۔پہلے ہی پورے پنجاب میں خواتین کی صرف دو یونیورسٹیاں ہیں۔جنوبی پنجاب میں پہلے ہی بے حد محرومی محسوس کی جاتی ہے۔اگر وہاں پر یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے تو اس کو اتنا authentic ہونا چاہئے کہ اس میں کوئی سقم یا خامی باقی نہ رہے۔ہم عوامی نمائندے ہیں اور ہمارا کام عوام کی نمائندگی کرنا ہے۔عوام کی نمائندگی کرنے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ عوامی آراء سے، عوام کے مشورے سے قانون سازی کا عمل مکمل کیا جائے۔اب عوام کا مشورہ کیسے لیا جا سکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ جب تک اس Bill کو آپ مشتہر نہیں کریں گے تو عوام کی آراء نہیں آ سکتیں۔یہ آراء ہم خطوط کی شکل میں یا سیمینار منعقد کر کے لے سکتے ہیں۔آج کل تو سول سوسائٹی بھی بہت active ہے۔بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ ہیں جو کہ ہم پر نظریں جمائے بیٹھے ہیں۔اسی طرح media بھی بہت active ہے۔ہم اس کو میڈیا کے ذریعے بھی مشتہر کر سکتے ہیں۔ہم میڈیا کے ذمے بھی ایک اچھا کام لگائیں تا کہ میڈیا ہمارے ساتھ properly participate کر سکے اور اس طریقے سے میڈیا اپنا role زیادہ مستحکم بنا سکتا ہے۔خواتین میں ایجوکیشن کا پہلے ہی بہت زیادہ فقدان ہے۔یہ اچھی بات ہے کہ خواتین کی یونیورسٹی قائم ہونی چاہئے لیکن اس میں ہمیں کیا کیا لوازمات چاہئیں؟ یہ مد نظر رکھنا از حد ضروری ہے۔ہم نئے دور میں قدم رکھ چکے ہیں، آج کا ایک جدید دور ہے۔ہم اس Bill میں کہیں کوئی خامی نہ چھوڑ دیں کہ جس کی وجہ سے بعد میں ہمارے لئے پریشانی پیدا ہو، یا پھر ہم وہیں

پرانے، قدیم زمانے میں کھڑے رہیں۔ پڑھانے کے انداز یاsystem کو چلانے کے انداز میں جدیدیت کو برقرار رکھنا ضروری ہے۔اس کے علاوہ وہاں علاقائی سطح پر جو ضروریات ہیں ،وہاں کا جو environment ہے اس کو بھی ہمیں مد نظر رکھنا چاہئے۔ اگر جنوبی پنجاب میں خواتین کی ایک یونیورسٹی بنتی ہے تو دور دراز سے آنے والی بچیوں کے لئےboarding and lodging بھی ضروری ہے اور اس کے لئے proper وسائل ہونے چاہئیں۔یہاں پر آپ نے دیکھا ہے کہ پہلے سے جوhostels ہیں، جہاں پرboarding and lodging ہو رہی ہے وہاں پر بھی پوری سہولیات میسر نہیں ہیں۔ایک ایک کمرے میں دس دس، بارہ بارہ بچیاں رہ رہی ہوتی ہیں۔سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اس علاقے کیrequirement کے مطابق وہاں پرboarding and lodging کے انتظامات ہونے چاہئیں۔اب اگر ہم accordingly وہrequirements پوری نہ کر سکے تو پھر بھی اس Bill میں ایکflaw رہ جائے گا تو ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کا سب سے بہتر solution یہ ہے کہ اس Bill کو نافذ کرنے سے پہلے اس پر زیادہ سے زیادہ مغزماری کر لی جائے۔ مغربی اقوام ترقی یافتہ کیوں ہوئی ہیں، آج امریکہ کیوںSuper Power ہے، یورپ اور امریکہ اتنی ترقی کیوں کر گئے ہیں؟ وہ اس لئے کہ ان کےthink tank بیٹھ جاتے ہیں۔ قانون سازی سے پوری قوم کا مستقبل وابستہ ہوتا ہے۔ جنوبی پنجاب میں دُور دُور تک خواتین کے لئے کوئی بھی یونیورسٹی نہیں ہے۔اس صورت میں اسی یونیورسٹی نے ان کو تمام سہولیات مہیا کرنی ہیں۔یہاں بات ہوتی ہے کہ خواتین کو jobs میں بھی 10 فیصد یا5 فیصد کوٹا دیا جائے۔چونکہ یہ خواتین کے لئے یونیورسٹی قائم کی جارہی ہے تو میں یہ کہوں گی کہ اس یونیورسٹی میں کام کرنے والاclerical staff بھی خواتین پر مشتمل ہونا چاہئے۔اس روزگار کے لئے اس علاقے کی خواتین کو ان کے گھر والے بھی اجازت دے دیں گے۔ آج اسstage پر کیوں نہ ہم اسے ایک سو سالہ منصوبے کی شکل دیں تاکہ آئندہ آنے والے سو سالوں کے لئے یہ یونیورسٹی اس علاقے کے لوگوں کو تعلیم کی سہولتوں سے مستفید کر سکے۔ یہ ساری چیزیں ہمیں تبھی معلوم ہو سکیں گی کہ جب ہم اس Bill کو عوامی آراء کے لئے مشتہر کریں گے، جب ہم اس پر زیادہ سے زیادہ discussion کریں گے۔اس Bill کو مشتہر کرنے کے لئے ہمارے پاس کیاsources ہیں؟ ہم اس کو میڈیا کے ذریعے مشتہر کر سکتے ہیں، سیمینار منعقد کروا سکتے ہیں، سول سوسائٹی سے اس کے بارے میں

آراء حاصل کی جاسکتیں ہیں۔اس کے علاوہ ہر حلقے میں خواتین کی ایک کمیٹی بنا کر عوامی رائے حاصل کی جاسکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔آمنہ الفت صاحبہ!آپ کی آگے اور amendments بھی ہیں اس لئے آپ اس وقت اس amendment سے related رہ کر بات کریں تو مناسب ہو گا۔میری صرف اتنی گزارش ہے کہ آپ اپنی amendment کے حوالے سے to the point بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں اپنی بات ختم کرنے لگی ہوں۔میں اس Bill کو مشتہر کرنے کے اغراض و مقاصد بیان کر رہی ہوں۔میں تو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ یہ Bill مشتہر کرنا کیوں ضروری ہے؟میرا خیال ہے کہ آپ مجھ پر pressure ڈال کر میری بات کو ختم نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں،میں pressure نہیں ڈال رہا بلکہ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ to the point رہ کر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!مشتہر کرنے سے کیا ہو گا؟یہی ہو گا کہ ایک دماغ کی بجائے مزید ایک لاکھ دماغ ہمارے ساتھ کام کر رہے ہوں گے اور پھر اس کے اوپر قانون سازی کریں گے تو زیادہ اچھی قانون سازی سامنے آئے گی۔ یہ ایک کام ہونے جا رہا ہے تو وہ کیوں نہ بہت اچھا ہو اور تمام requirements پوری ہوں۔میری صرف یہ گزارش تھی میں اس کے ساتھ ہی اجازت چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!شکریہ۔ ہم نے اس بل کو public opinion میں elicit کرنے کے لئے amendment کی درخواست کی ہے۔ میں اسمبلی میں یہ submit کرنا چاہتی ہوں کہ چونکہ یہ ملتان کے علاقے یعنی یہ میرے اپنے گھر سے متعلقہ ہے۔ یہ ایک long needed university تھی جو کہ بڑی welcome ہوئی۔

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH: Mr. Speaker, point of order.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ سوائے وزیر قانون کے کوئی وزیر یہاں پر موجود نہیں ہے، اس وقت University Bill پر legislation ہو رہی ہے تو کم از کم وزیر تعلیم کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے تھا notice. I just want to bring into your آگے آپ نے فیصلہ کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ۔جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہی تھی کہ میں نے ملتان کی public میں ایک رائے دیکھی تو باتوں باتوں میں ایک بہت ہی بڑا flaw ایسے ہی سامنے آ گیا۔ اس بل کی Clause-5 میں لکھا ہے کہ اس میں ساری کی ساری لڑکیاں پڑھیں گی لیکن اس میں یہ نہیں لکھا کہ اس میں خواتین ہی پڑھائیں گی یا Chairperson, Vice Chancellor, Professors خواتین ہی ہوں گی تو یہ ایک سقم ہے۔ یہ خواتین کی رائے ہے کہ نہ صرف ہم پڑھنا چاہتی ہیں بلکہ پڑھانا بھی جانتی ہیں، research بھی کر سکتی ہیں اور sciences میں بھی لائق ہیں۔ یہ point, public opinion سے ہمارے سامنے آیا اور اس بل میں اتنا بڑا flaw ہے کہ اگر ہم نے اس کو gender specific کیا تو صرف students کے لئے کیا اور وہی students بڑی ہو کر اسی field میں lectureships اور اس میں آگے جاتی ہیں تو وہاں پر کہیں ذکر نہیں ہے کہ اس Women University میں ایک مرد آ کر کہے کہ انہیں کام کرنا نہیں آتا، سب کچھ ہم ہی کر کے دیں گے۔ اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے لیکن جب ایک University, specific Women ہے تو میرا خیال ہے کہ اس میں یہ سقم پایا گیا ہے۔ اسی طرح کئی اور باتیں ہم نے amendments میں بھی overlook کی ہیں لہذا ہمیں اس بل کو ملتان کے علاقے میں لے جا کر وہاں کے تہذیب و تمدن کے مطابق وہاں سے opinion لینی چاہئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ Fatima Jinnah Women Medical College میں پچھلے دنوں male appointments پر کتنی زیادہ بات ہوئی اور آج صبح یہاں پنجاب اسمبلی میں Women Empowerment Ministry کے سوالات کے جوابات دینے تھے تو کیا 70 خواتین میں سے ایک بھی خاتون اس قابل نہیں تھی کہ وہ اس کو head کرتی۔ جب ہم headship کی بات کرتے ہیں تو یہ وہ چیز ہے جو overlooked ہوئی ہے اور مجھے اس بات کا public opinion سے ہی پتا چلا ہے۔ میں اس وقت نہ صرف Government Benches کے اس بل کو criticized کرتی ہوں بلکہ اپنی amendments

کو بھی criticized کرتی ہوں کہ ہمیں بیچ میں یہ amendment ڈالنی چاہئے تھی اس قسم کی کچھ اور باتیں بھی ہیں لہذا اس کو واپس لے کر public opinion کے لئے ضرور بھیجا جائے۔ یہ بہت اچھا idea ہے لیکن اس میں ایسی غلطیاں ہیں جس میں عورتوں کے اس right کو consolidate نہیں کیا گیا۔ اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ ایک خاتون بھی Vice Chancellor or Head بن سکتی ہے اور وہ research بھی کر سکتی ہے آپ Medical Colleges میں دیکھ لیں کہ اس وقت خواتین زیادہ نمبر لیتی ہیں اور زیادہ doctor ladies بنی ہیں اس سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ خواتین مردوں سے کہیں زیادہ لائق ہیں اور اس وقت میرا یہ claim ہے کہ even reserved seats پر جو لڑائی ہوتی ہے تو مردوں کے لئے بھی seats reserved کر دیں کیونکہ آپ کا election system غلط ہے اور ہمارا selection system صحیح ہے۔ ہم ان rights اور اس public opinion کو لیتے ہوئے آگے چلتے ہیں اور میں یہ درخواست کروں گی کہ ان تمام باتوں کو کھلے دل سے accept کر کے خواتین کے higher stairs پر جانے کے حوالے سے اس میں جو سقم ہے اور مجھے اس کا public opinion سے پتا چلا ہے اس لئے اس document کو revise کریں کیونکہ اس میں بہت ساری ایسی باتیں ہیں جو خواتین کے حق میں نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Southern Punjab میں اس یونیورسٹی کی بڑی ضرورت تھی اور یہ مطالبہ بڑی دیر سے تھا اور اس پر کافی غور و خوض کے بعد یہ بل تیار کیا گیا ہے اور یہ بل بھی باقی یونیورسٹیوں کے بلوں کی طرح ہے اس میں ان سے ہٹ کر کوئی چیز نہیں ہے اور کوئی چیز کم بھی نہیں ہے۔ اس پر پوری consideration ہوئی ہے اس لئے اس کو circulate کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ 20۔جولائی تک اس بل کو public opinion کے لئے بھیجا جائے تو آج 16۔جولائی ہے تو 20۔جولائی تک یہ بل کیا مشتہر ہو گا۔ انہوں نے یہ ترمیم ایسے ہی ترمیم برائے ترمیم پیش کی ہے لہذا اس کو rule out کیا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Women University Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated

for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July 2010."

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from Ch Zahir-Ud-Din Khan, Mr Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col(R) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover except the one who has moved, can move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

"That the Women University Multan Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 31 July 2010:-

1. Miss Zaib Jaffar, MPA
2. Mrs Ghazala Saad Rafique, MPA
3. Ch Sarfraz Afzal, MPA
4. Ms Arifa Khalid Pervez, MPA
5. Mrs Laila Muqadas, MPA
6. Mrs Nazma Jawad Hashmi, MPA
7. Sahibzadi Nargis Zafar, MPA

8. Mrs Nargis Faiz Malik, Parliamentary Secretary for Information Technology
9. Mrs Zobia Rubab Malik, MPA
10. Mrs Qamar Aamir Ch, MPA"

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Women University Multan Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 31 July 2010:-

1. Miss Zaib Jaffar, MPA
2. Mrs Ghazala Saad Rafique, MPA
3. Ch Sarfraz Afzal, MPA
4. Ms Arifa Khalid Pervez, MPA
5. Mrs Laila Muqadas, MPA
6. Mrs Nazma Jawad Hashmi, MPA
7. Sahibzadi Nargis Zafar, MPA
8. Mrs Nargis Faiz Malik, Parliamentary Secretary for Information Technology
9. Mrs Zobia Rubab Malik, MPA
10. Mrs Qamar Aamir Ch, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس بل کو اسمبلی کی ایک کمیٹی سے اس لئے reconsider کرانا چاہتا ہوں کہ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس بل کو اسمبلی کی کمیٹی نے

They have not done their job very well. اور Education Committee کے لوگوں نے کچھ چیزیں overlooked کی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب!اس کمیٹی میں Opposition Members موجود تھے اور کیا انہوں نے وہاں پر اس بل کی composition پر کوئی اعتراض کیا تھا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں اس کمیٹی میں نہیں تھا اس لئے مجھے پتا نہیں ہے۔ کمیٹی کی میٹنگ کے minutes تو اس کے ساتھ release نہیں ہوئے، کیا پتا انہوں نے اعتراض اٹھایا ہو اور اس کو overrule کر دیا گیا ہو۔اس Standing Committee نے Section(4) کے اندر Vice Pro Chancellor کا ایک نیا عہدہ add کیا ہے University shall consist of the Chancellor, Vice Chancellor, Pro Vice Chancellor. جس طرح باقی سارے عہدے definitions کے اندر define کئے گئے ہیں یہ Pro Vice Chancellor کا عہدہ وہاں define نہیں کیا گیا۔اسی طرح Offices of the University کا سیکشن 8 ہے،اس میں انہوں نے کہا ہے کہ:

8. Offices of the University.- The following shall be the officers of the University:

(a) The Chancellor;
(b) Vice Chancellor;
(c) Deans;
(d) Chairpersons;
(e) Registrar;
(f) Treasurer;
(g) Controller of Examinations; and
(h) such other persons as may be prescribed.

اس میں بھی انہوں نے کہیں Pro Vice Chancellor کا ذکر نہیں کیا۔ اس میں جو Pro Vice Chancellor کو add کیا گیا ہے اس کو کہیں بھی define نہیں کیا گیا کہ یہ کیا ہے۔ مجھے بل میں ایک اور کمزوری نظر آئی ہے جس کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ اسے reconsider کرنے کی ضرورت ہے تو اس کا جو سیکشن 5 ہے کہ:

5. University open to all female gender:- Subject to the reasonable restrictions as may be prescribed, the University shall be opened to all persons of female gender, and admission to the University shall not be denied on the basis of religion, race, creed, caste or colour. So it will be denied on the basis of gender.

ہم یہ ایک discriminatory law بنا رہے ہیں۔ میں قانون دان نہیں ہوں آپ مجھ سے زیادہ قانون سمجھتے ہوں گے۔ آئین میں جو equality دی گئی ہے یہ اس کے ساتھ متصادم ہو گا۔ یہ میرا خیال ہے اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ ان چیزوں کو ہم ایک دفعہ دوبارہ سے دیکھ لیں اور Committee for Standing Education سے جو تھوڑی سی oversight ہو گئی ہے تو جو نئی کمیٹی ہم تجویز کر رہے ہیں جس میں ہم نے ایجوکیشن کمیٹی والے کسی ممبر کو نہیں رکھا کیونکہ ان سے تو ایک دفعہ overlooked ہو گئی ہے تو دوبارہ بھی ان سے یہ چیز overlooked ہو سکتی ہے۔ ہم نے ایک نئی کمیٹی تجویز کی ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ ہم اسے دیکھ لیں۔ ہم سے بھی غلطی ہو گئی ہے کہ ہم نے amendments میں نہیں دیا، ہمیں تو پتا تھا کہ ہماری amendments کو shoot down کر دینا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایک ہاؤس کی کمیٹی ہی جو سقم اور کمزوریاں رہ گئی ہیں ان کو دور کر کے لے آئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں صرف چند باتیں یہ کرنا چاہتی ہوں کہ یا تو لاء منسٹر صاحب ہمیشہ oppose کرتے ہیں، ان کو یا تو یہ select committee پسند نہیں آئی، اگر ان کو یہ کمیٹی پسند نہیں آ رہی تو الگ بات ہے ورنہ میرے نزدیک اس میں کوئی اعتراض کرنے والی بات نہیں ہے کہ اگر ایک select committee بیٹھ کر مزید سماع خراشی کر لے اور بہتر بنانے کی کوشش کر لے تو کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب سے پوچھ لیا جائے اور ان کی مرضی سے کوئی اور کمیٹی بنا دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس ترمیم کو میں oppose نہ کروں تو اور کیا کروں کہ ان کی حالت یہ ہے کہ یہ خود کہتے ہیں کہ ہمیں پتا ہی نہیں ہے کہ اس کمیٹی میں کیا ہوا ہے۔ اس کمیٹی میں کون تھا۔ ہمارے ممبران نے اعتراض کیا ہے یا نہیں کیا۔ اگر ان کو اس کمیٹی کے اجلاسوں سے متعلق معلوم ہی کچھ نہیں اور آپ کو یہ پتا ہی نہیں کہ وہاں پر کارروائی کیا ہوئی ہے تو پھر کیا یہ آپ کے لئے مناسب ہے کہ آپ اس معزز ایوان کی Standing Committee for Education کے متعلق یہ کہیں کہ انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ انہوں نے اس پر کوئی سوچ بچار نہیں کی اس لئے ہم Select Committee بنانا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ اس Standing Committee for Education کی ممبر ہیں۔ انہوں نے تو اس بل کو recommend کیا ہوا ہے اور اب یہ ان کو Select Committee میں بھی ڈال رہے ہیں۔ آج جمعۃ المبارک کا دن ہے میں نے کل اس بل کو صرف اس لئے take up نہیں کیا تھا کہ کل لغاری صاحب ہاؤس میں موجود نہیں تھے۔ میں یہ چاہتا تھا کہ ان کی موجودگی میں The Women University Multan Bill پاس ہو۔ انھیں تو چاہئے کہ آج مبارک دن ہے اس بل کو آپ جلدی سے پاس کروائیں کیونکہ یہ جنوبی پنجاب کا بڑا پرانا مطالبہ تھا کہ وہاں پر یونیورسٹی بننی چاہئے کیونکہ دو ہی یونیورسٹیاں پورے پنجاب میں ہیں، ایک راولپنڈی میں ہے اور ایک لاہور میں ہے۔ ملتان میں یونیورسٹی کا بننا بہت ضروری ہے۔ اس پر ایک لمحہ یا ایک دن بھی delay کرنا کم از کم لغاری صاحب کی موجودگی میں مجھے مناسب نہیں لگ رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

The amendment moved and the question is.-

"That the Women University Multan Bill 2010 as recommended by the Standing Committee on Education be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instruction to report by 31st July 2010

1. Miss Zaib Jaffer,
2. Mrs Ghazala Saad Rafique,
3. Ch Sarfraz Afzal,

4. Mrs Arifa Khalid Pervez,
5. Mrs Laila Muqadas,
6. Mrs Nazma Jawad Hashmi,
7. Sahibzadi Nargis Zafar,
8. Mrs Nargis Faiz Malik,
9. Mrs Zobia Rubab Malik,
10. Mrs Qamar Aamir Ch.

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now the motion moved and the question is

"That the Women University Multan Bill 2010 as recommended by Standing Committee on Education be taken into Consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9 A

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Addition of new Clause 9-A. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj,

Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Sir, I move:

> "That after Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause (9-A) be added:-
>
> "(9-A) The Chancellor may, of his own motion or otherwise, call for and examine the record of any proceedings in which an order has been passed by any authority for the purpose of satisfying himself as to the correctness, legality or propriety of any finding or orders and may pass such orders as he may deem fit:
>
> Provided that no order under this section shall be passed unless the person to be affected thereby is afforded an opportunity of being heard."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is.-

> "That after Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause (9-A) be added:-

"(9-A) The Chancellor may, of his own motion or otherwise, call for and examine the record of any proceedings in which an order has been passed by any authority for the purpose of satisfying himself as to the correctness, legality or propriety of any finding or orders and may pass such orders as he may deem fit:

Provided that no order under this section shall be passed unless the person to be affected thereby is afforded an opportunity of being heard."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یونیورسٹی کے تمام معاملات کو بنیادی طور پر یونیورسٹی کا سربراہ وائس چانسلر ہی handle کرتا ہے اور اس یونیورسٹی میں پوری ایک body ہوتی ہے جس میں طلباء، اساتذہ، clerical staff اور ایسے بہت سے لوگ ہوتے ہیں جن کو وقتاً فوقتاً کسی بھی حوالے سے problem آسکتی ہے اس لئے ہم نے بنیادی طور پر اس میں suggest یہ کیا ہے کہ اس ساری body پر check and balance کے لئے چانسلر کے پاس ایک اتھارٹی ہونی چاہئے جو اس طرح کے معاملات کو check کر سکیں کیونکہ check and balance بہت important ہے۔ اس کے علاوہ اس کے پاس یہ بھی اتھارٹی ہونی چاہئے کہ اگر اس کو کسی قسم کی کوئی reservations ہوں یا کوئی شکایات موصول ہوں تو یونیورسٹی کے معاملات پر یونیورسٹی کی انتظامیہ کو بلا کر متعلقہ لوگوں کے خلاف action لے سکے۔ بنیادی طور پر اس میں کوئی check and balance نہیں ہے اس لئے check and balance کو برقرار رکھنے کے لئے چانسلر کے پاس اتھارٹی ہونی چاہئے کیونکہ اس Bill میں چانسلر کے پاس کسی قسم کی کوئی اتھارٹی define نہیں کی گئی۔ اس کے پاس جو بھی اتھارٹی ہے اس کی بنیاد پر وہ جو بھی action لے سکتا ہے اس کو define کرنا بہت اہم ہے ورنہ یہ یونیورسٹی بالکل بے یارومددگار ہو گی کیونکہ وائس چانسلر کے against بھی لوگوں کو problems آسکتی ہیں اور اساتذہ کے against بھی طلباء کو

problems آسکتی ہیں تو ان معاملات کو settle down کرنے کے لئے چانسلر کے پاس اتھارٹی ہو۔ بنیادی طور پر ہمارے کہنے کا مقصد یہی ہے کہ اس کا goal define ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایک check and balance کی terminology پوری دنیا میں مشہور ہے اور اس کے لئے بہت بڑے بڑے انتظامات کئے جاتے ہیں تو آج ہم نے اسی کی بات اس sub Clause میں کی ہے۔ چانسلر جو اس یونیورسٹی کا highest authority ہو گا اس کے پاس written کہیں بھی یہ اتھارٹی نہیں دی گئی کہ وہ کہاں تک یہ ساری hearing کر سکتا ہے بلکہ یوں دکھایا گیا ہے کہ جیسے چانسلر تک اگر کوئی شکایت یا کوئی decision پہنچنا ہے تو جو کچھ Pro Vice Chancellor یا Syndicate نے کہا صرف اور صرف وہی بات پہنچے گی، یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ ہمارا کہنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ اگر کسی چھوٹے سے چھوٹے employee کو بھی شکایت ہو تو وہ چانسلر کے پاس جا سکے۔ ہم نے سٹینڈنگ کمیٹی کے ممبران سے بھی بات کر کے دیکھی ہے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے اسی طرح چانسلر کی چیزیں recommend کی تھیں لیکن کہیں نہ کہیں یہ Bill سٹینڈنگ کمیٹی سے یہاں آنے تک اس میں سے اہم چیزیں غائب کر دی گئی ہیں جو پتا نہیں کس کی مرضی سے کی گئی ہیں۔ یہ ایک serious allegation بھی ہے اور اسی لئے ہم نے amendment کے ذریعے یہی بات کی ہے کہ:

> Provided that no order under this section shall be passed unless the person to be affected thereby is afforded an opportunity of being heard.

جناب سپیکر! میں آپ کو ایک چھوٹی سی بات سناتی ہوں کہ میرے پاس ایک بچی آئی، اُس نے کہا کہ میں چھٹی جماعت میں پڑھتی ہوں لیکن میری ٹیچر biased ہے اور مجھے نویں جماعت میں ہونا چاہئے تھا۔ پرنسپل صاحبہ سے کہیں کہ مجھے چھٹی سے نویں جماعت میں ڈال دیں۔ میں نے خط لکھ کر باجی سلمٰی کو بھیج دیا تو انہوں نے مجھے فون کیا کہ یہ تم نے کیا لکھا ہے، میں اس بچی کو چھٹی جماعت سے نویں جماعت میں کیسے پہنچا دوں؟ میں نے کہا کہ آپ مجھ سے پوچھیں کہ میں نے یہ کیوں لکھا ہے، میں نے یہ اس لئے لکھا ہے کہ وہ بچی کہتی ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں یہ شکایت لے کر کس کے پاس جاؤں کہ

میری ٹیچر biased ہے۔ میں آپ کے پاس اس لئے آئی ہوں کہ آپ مجھے اس دنیا میں لائی تھیں یعنی کہ I was the Gynecologist جس نے اس کو پیدا کیا تھا۔ اس بچی نے کہا کہ چونکہ آپ نے مجھے پیدا کیا ہے اس لئے میں آپ کے پاس آئی ہوں تا کہ آپ میری مدد کریں۔

جناب سپیکر! یہ بچے، بچیاں، teachers اور چھوٹے سٹاف کے لوگ اس قدر sensitive ہوتے ہیں کہ جب وہ ایک وائس چانسلر سے آگے ہی نہ جا سکیں تو پھر وہ سفارشیں وغیرہ ڈھونڈتے ہیں۔ البتہ میں یہ بھی بتادوں کہ میں نے پھر اس بچی کے حوالے سے سکول والوں کو یہ کہہ دیا کہ آپ تین تین مہینے میں ہر جماعت کا exam لیں جہاں تک اس بچی کی ability ہے اس کو دیکھیں، اس سے یہ ہوا کہ وہ بچی پھر نویں جماعت میں چلی گئی۔ یہ ایک بالکل simple سی مثال ہے جس سے میں یہ emphasize کرنا چاہتی ہوں کہ چانسلر ایک window ہی نہ کھولے کہ میں اس بچے کو hear کر سکتی ہوں۔ اگر اس چانسلر کے پاس legal propriety and findings کے ریکارڈ کو on his own اتھارٹی ہی نہ ہو تو پھر وہ کس چیز کا چانسلر ہے؟ اس Bill میں یہ ایک بہت بڑا lacuna ہے لہذا ہماری اس Clause کو شامل کرنا بہت ضروری ہے ورنہ یہ حکومت Judiciary اور justice کی بات کرتی ہے تو سب سے بڑی unjustified حرکت یہاں کرے گی۔ جب آپ تمام دروازے اور propriety rights ختم کر دیں گے تو آپ نے کیا خریدا، کہاں اور کون check and balance کرے گا؟ کیونکہ جب آپ کے internal check and balance کی اتھارٹی ہی چانسلر کے اوپر define نہیں کی گئی تو اس کا مطلب ہے کہ یہ Bill کچھ خاص لوگوں کے لئے لکھا گیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہماری یہ Clause اس میں شامل کرنا انتہائی ضروری ہے اور اس کی re-reading کرنا بھی انتہائی ضروری ہے اس لئے اس پر دوبارہ سوچ لیجئے کیونکہ یہ ایک ایسی یونیورسٹی قائم ہونے چلی ہے جو کہ historical ہو گی کیونکہ جنوبی پنجاب میں خواتین کی ایک کمی پوری ہونے چلی ہے لیکن ان بچیوں کی شکایات سننے کے لئے بھی ایک natural window کو define نہیں کیا جائے گا تو پھر یہ بہت زیادتی ہو گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں مختصر سی بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک بجے ہم اس کو ختم کر دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں راناصاحب کی بات کا اُس وقت جواب نہیں دے سکا تھا اس لئے میں یہ موقع استعمال کروں گا۔ راناصاحب کی بہت مہربانی کہ انہوں نے کل میرے نہ ہونے کی وجہ سے اس Bill کو پاس نہیں کیا۔ کاش! سستی روٹی کا Bill بھی اسی عجلت میں پاس نہ کرتے تاکہ اس میں کوئی بحث مباحثہ ہوتا اور ہم کوئی positive چیزیں جمع کرا سکتے کیونکہ ہماری amendments بہت ہی جائز تھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ to the point بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: چلیں، میں چُپ کر جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اگر related ہے تو بات کریں کیونکہ میں نے نماز جمعہ کی وجہ سے ختم کرنا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر آپ اس طرح سے چُپ کرا دیں گے تو پھر مجھے بھی مجبوراً ایک ایسی چیز کرنی پڑے گی جس کے لئے میرا دل نہیں کرتا۔ میں پھر کورم کی نشاندہی کروں گا تو پھر سارے لوگ بھاگے بھاگے آئیں گے۔ آپ ہمیں بولنے کا وقت دیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج ہم نے ایک بجے ویسے ہی اجلاس ختم کر دینا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر ہم اپوزیشن والے بولیں گے نہیں تو کہاں جائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل بولیں لیکن rules کو بھی follow کریں کیونکہ آپ مجھ سے بہتر rules کو سمجھتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: راناصاحب نے مجھ سے جو بات کی تھی میں تو اسی کا جواب دے رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایسا کرتے ہیں کہ پہلے آمنہ الفت صاحبہ بات کر لیں پھر ان کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ بچیوں کی تعلیم کا معاملہ ہے جس میں ہم بھی چاہتے ہیں کہ یہ کام اچھے طریقے سے ہو جائے۔ یہ ایک اچھا کام ہونے جا رہا ہے جو جنوبی پنجاب میں یونیورسٹی بن رہی ہے۔

ہم جدید دور کے جدید لوگ ہیں اس لئے ہمیں اپنی جدت پسندی، اپنی دور اندیشی اور دماغ کی انتہاد کھانی بھی ہے۔ اس Bill میں صرف ایک لفظ یہ لکھ دیا جائے کہ گورنر چانسلر ہے۔ چانسلر کا مطلب تو ذہن میں یہ آتا ہے کہ تمام authorities چانسلر کے پاس ہیں اس لئے وہ سب کچھ کر سکتا ہے لیکن پھر وہی بات آجاتی ہے کہ مسودہ قانون میں اگر اس کے role کو defined نہیں کیا گیا تو کل اس کے اندر ایک سقم رہ جائے گا کیونکہ کسی بھی خرابی کے راستے نکل آتے ہیں۔ کوئی کام غلط ہوا ہے تو اگر چانسلر سے ہی پوچھا جائے کہ یہ کیوں ہوا ہے تو اس حوالے سے ان کا role یہاں define ہی نہیں ہے اور چانسلر بھی اس چیز کا advantage لے سکتا ہے کہ بس میں تو صرف چانسلر ہوں .that's it اب اس کے role کو define اور check and balance کے لئے اگر یہ جملہ ڈال دیا جائے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس کا role بھی مستحکم ہو جائے گا اور بچوں کو اور انتظامیہ کے لوگ جو یونیورسٹی میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں، ان کے پاس مزید اپنی شکایت لے جانے کے لئے ایک اختیار آجائے گا۔ اس کے علاوہ چانسلر کے پاس بھی زیادہ مستحکم اختیار آجائے گا کہ وہ نیچے سے لے کر اوپر تک سب کو سن سکتا ہے۔ بس اس کا یہ ایک point ہے جس کے اندر بہت دور اندیشی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ آج جمعتہ المبارک ہے اور ایک بجے ہم اجلاس ختم کر دیں گے۔ میری معزز اپوزیشن کے اراکین سے یہی گزارش ہے کہ ان کو اب دو دن مل جائیں گے اس لئے اس کو پڑھ کر آئیں اور اس قسم کی بے تکی amendments کو withdraw کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ طنز نہ کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہیں کہیں کہ اس طرح طنز نہ کیا کریں اور پہلے ہم نے اسی بات پر واک آؤٹ کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کی بات انہوں نے پہلے سنی ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں نے خاموشی سے اگر سب کو سنا ہے تو یہ بھی سنیں اور حوصلہ کریں۔ اب انہوں نے اتنی مغزماری کی ہے کہ inspection کے اختیارات، چانسلر کو اختیارات اور فلاں کو اختیارات ہونے چاہئیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اگر انہوں نے Clause 10 پڑھ لی ہوتی تو ان کو پتا چل جاتا کیونکہ وہ شروع ہی یہاں سے ہوتی ہے کہ:

The Chancellor may direct inspection or inquiry into the affairs of the University.

بتائیں کہ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ساری بات اسی پر کرتے رہے ہیں؟ مزید اس clause کی پانچ sub clauses ہیں۔well regulated اور اچھے انداز سے inspection اور inquiry کے لئے یہ clause 10 موجود ہے اس لئے کسی نئی clause کی ضرورت نہیں ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Thanks. The amendment moved and the question is:

"That after Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause (9-A) be added:-

"(9-A) The Chancellor may, of his own motion or otherwise, call for and examine the record of any proceedings in which an order has been passed by any authority for the purpose of satisfying himself as to the correctness, legality or propriety of any finding or orders and may pass such orders as he may deem fit:

Provided that no order under this section shall be passed unless the person to be affected thereby is afforded an opportunity of being heard."

(The motion was lost)

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ اجلاس کا وقت ختم ہو چکا ہے اس لئے باقی Bill سوموار کو take up کیا جائے گا لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 19۔جولائی 2010 سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

(سوموار19، منگل20، بدھ21، جمعرات22، جمعتہ المبارک23۔جولائی2010)
(یوم الاثنین6، یوم الثلاثہ7، یوم الاربعاء8، یوم الخمیس9، یوم الجمع10۔شعبان المعظم1431ھ)

پندرھویں اسمبلی: انیسواں اجلاس

جلد19(حصہ سوم): شمارہ جات 11تا15

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

انیسواں اجلاس

سوموار،19۔جولائی2010

جلد 19:شمارہ 11

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	1059
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1061
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1062
	سوالات (محکمہ لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ)	
4۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	1063
5۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	1106

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	توجہ دلاؤ نوٹس	
6۔	لاہور، نوجوان خاتون کا اغواء، زیادتی و قتل تحاریک التوائے کار	1132
7۔	بورے والا کی رہائشی سکیم مجاہد کالونی کی جعلی الاٹمنٹ سے اصل الاٹیز کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	1134
8۔	بورے والا شہر میں نصب ٹیوب ویل بند ہونے کی وجہ سے شہری آبادیوں کو پینے کا پانی میسر نہ ہونے سے پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	1136
9۔	حلقہ پی پی۔218 خانیوال میں نئے سکول قائم کرنے کے سلسلے میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ سے جاری ہونے والے ڈائریکٹوز پر عملدرآمد نہ ہونا(۔۔۔جاری)	1138
10۔	نوشہرہ حلقہ پی پی۔39 میں وزیر اعلیٰ کی منظوری کے باوجود گرلز ڈگری کالج کی تعمیر میں تاخیر(۔۔۔جاری)	1139
11۔	سینٹ ڈینس گرلز ہائی سکول کشمیر پوائنٹ مری کو جلانے کی وجہ سے سینکڑوں بچیوں کا مستقبل تاریک ہونے کا خدشہ(۔۔۔جاری)	1140
12۔	محکمہ کی مبینہ ملی بھگت سے گورنمنٹ اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول لیاقت باغ راولپنڈی پر لینڈ مافیا کا قبضہ(۔۔۔جاری)	1141
	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
13۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم، مسودہ قانون(ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب نمبر 17,15 مصدرہ 2008 اور نمبر 6 مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1143
	رپورٹ(جو پیش ہوئی)	
14۔	مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب مصدرہ 2009 کے بارے میں	

	مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	---------- 1145

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
15۔	مسودہ قانون انڈسٹریل ریلیشنز پنجاب مصدرہ2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	---------- 1145
16۔	کورم کی نشاندہی	---------- 1147
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
17۔	مسودہ قانون ویمن یونیورسٹی ملتان مصدرہ2010(۔۔۔جاری)	---------- 1147
18۔	کورم کی نشاندہی	---------- 1152
	منگل،20۔جولائی2010	
	جلد 19:شمارہ 12	
19۔	ایجنڈا	---------- 1155
20۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	---------- 1157
21۔	نعت رسول مقبول ﷺ	---------- 1158
	سوالات (محکمہ جات بہبود آبادی وٹرانسپورٹ)	
22۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	---------- 1159
23۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	---------- 1207
	پوائنٹ آف آرڈر	
24۔	فیصل آباد میں دو مسیحی بھائیوں کا محض الزام کی بنیاد پر قتل اور مسیحی کمیونٹی کی پریشانی میں اضافہ	---------- 1228

25۔	بجلی بند ہونے پر کھاریانوالا گاؤں کے رہائشیوں کے پُرامن احتجاج پر تھانہ بھکھی پولیس کا تشدد اور مقدمہ درج	1230

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک استحقاق	
26۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	1235
	تحاریک التوائے کار	
27۔	میو ہسپتال لاہور کی جدید پی سی آر (مشین) بند ہونے سے ہیپاٹائٹس کے مریضوں کو ٹیسٹ کروانے میں دشواری کا سامنا	1235
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
28۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	1238
	قرارداد	
29۔	مقامی حکومتوں اور کنٹونمنٹس کے علاقوں میں انتخابات ایک ساتھ کروانے کا مطالبہ	1239
	بدھ، 21۔جولائی 2010	
	جلد 19: شمارہ 13	
30۔	ایجنڈا	1242
31۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1244
32۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1245
	پوائنٹ آف آرڈر	
33۔	تھانہ تتلیانوالی (گوجرانوالا) پولیس کا معزز ممبر اسمبلی جناب منور حسین منج کو گرفتار کرنا	1246

34۔	فیصل آباد، عدالت اور پولیس کی موجودگی میں دو مسیحی نوجوانوں کی ہلاکت	1247
35۔	ہندوستان کی براستہ پاکستان افغانستان سے تجارت کے فیصلے سے پاکستان کی سکیورٹی کو خطرات لاحق	1257
	سوالات (محکمہ زکوٰۃ وعشر)	
36۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	1269

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
37۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	1278
	پوائنٹ آف آرڈر	
38۔	تھانہ تتلیانوالی (گوجرانوالا) پولیس کا معززممبر اسمبلی جناب منور حسین منج کو گرفتار کرنا(۔۔۔جاری)	1307
	تحاریک التوائے کار	
39۔	جڑانوالا روڈ پر واقع میگنا ٹیکسٹائل مل سے پھیلنے والی آلودگی کے خلاف محکمہ تحفظ ماحولیات کی قانونی کارروائی سے مقامی پولیس کا عدم تعاون	1309
40۔	وفاقی حکومت کا بھارت اور افغانستان کی باہمی تجارت کے لئے راستہ دینے سے پاکستان کا خطرناک علاقے میں تبدیل ہونے کا خدشہ	1311
41۔	وفاقی حکومت کا بھارت اور افغانستان کی باہمی تجارت کے لئے راستہ دینے کے معاہدہ سے پاکستان کو خطرات لاحق	1312
42۔	فیصل آباد میں پاور لومز بند ہونے کی وجہ سے احتجاج کرنے والے مزدوروں کی ریلی پر پولیس کی شیلنگ اور فائرنگ	1314
	پوائنٹ آف آرڈر	
43۔	وقفہ سوالات میں دوسرے معاملات کو شامل کرنے سے سوالات کی اہمیت کا کم ہونا	1317

44۔	کورم کی نشاندہی	1319
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
45۔	مسودہ قانون ویمن یونیورسٹی ملتان مصدرہ2010(۔۔۔جاری)	1320
46۔	کورم کی نشاندہی	1349
47۔	مسودہ قانون ویمن یونیورسٹی ملتان مصدرہ2010(۔۔۔جاری)	1350

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
48۔	مسودہ قانون انسٹیٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان مصدرہ2010	1351
49۔	کورم کی نشاندہی	1371
50۔	مسودہ قانون انسٹیٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان مصدرہ2010(۔۔۔جاری)	1372
	پوائنٹ آف آرڈر	
51۔	دی ویمن یونیورسٹی ملتان بل اور دی انسٹیٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان بل پاس ہونے پر جنوبی پنجاب کی عوام کو مبارکباد اور جنوبی پنجاب پاکستان کے لیڈر مخدوم جاوید ہاشمی کی صحت یابی کے لئے دعا	1382
52۔	ضلع منڈی بہاؤالدین میں نئی بھرتیاں نہ کرنے اور زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں کی عدم تشکیل سے گزارہ الاؤنس نہ ملنے سے لوگوں کی فاقہ کشی بحث	1384
53۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے قاعدہ61 کے تحت محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے نشان زدہ سوال نمبر4278 کے جواب سے پیدا ہونے والی صورتحال پر عام بحث	1388

جمعرات،22۔جولائی2010

جلد 19:شمارہ 14

54۔ ایجنڈا ---------- 1396

55۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ ---------- 1398

56۔ نعت رسول مقبول ﷺ ---------- 1399

سوالات (محکمہ جات آبپاشی وقوت برقی)

57۔ نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات ---------- 1400

58۔ نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 1443

توجہ دلاؤ نوٹس

59۔ لاہور، گڑھی شاہواور شاہدرہ میں انٹرنیٹ کیفے میں دھماکوں کی تفصیلات---------- 1462

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

60۔ ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت ---------- 1464

تحاریک استحقاق

61۔ ایس ایچ او تھانہ صدر لودھراں کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار(---جاری) ---------- 1471

تحاریک التوائے کار

62۔ محکمانہ مانیٹرنگ اور ضلعی وصوبائی ٹاسک فورسز کے باوجود جعلی زرعی ادویات کی فروخت میں اضافہ ---------- 1475

63۔ آفیسر کالونی نمبر3 بیدیاں روڈ لاہور میں سلگ ویل کی تعمیر سے رہائشیوں کو جلدی بیماریاں لاحق ہونے کا خدشہ ---------- 1476

64۔ یونین کونسل نمبر1 وارڈ نمبر2 لاہور میں مناسب صفائی نہ ہونے سے اہل محلہ کو پریشانی کا سامنا ---------- 1477

65۔ ڈنگہ (گجرات) میں سیوریج کے پائپ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے کی وجہ سے رہائشیوں میں ہیپاٹائٹس کے مرض میں اضافہ ---------- 1477

66۔ صوبہ میں سیکنڈری سکول ٹیچر کے لئے اعلان کردہ پیکج کے مطابق

	لاہور کے ایس ایس ٹی ٹیچرز کو ترقی نہ دینا	1478
67۔	جناح ہسپتال لاہور کے ہاؤس آفیسر ڈاکٹر علی عبداللہ کا اغواء	1479
68۔	صوبہ میں نہری بنگلے اور ملحقہ اراضی جو کسانوں کے لئے فائدہ مند تھی کو اونے پونے داموں فروخت کرنے سے متعلقہ کاشتکاروں کو پریشانی کا سامنا	1480
69۔	لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کی تعداد کے لحاظ سے وینٹی لیٹرز ناکافی ہونے سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا	1482
	پوائنٹ آف آرڈر	
70۔	صوبہ 27 بلین کا مقروض ہونے سے حکومت کو ملازمین کو تنخواہیں دینے میں دشواری اور مزید مشکلات بڑھنے کا خدشہ	1483
71۔	کورم کی نشاندہی	1485

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
72۔	مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	1485
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
73۔	مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب مصدرہ2009	1488
74۔	کورم کی نشاندہی	1500
75۔	مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب مصدرہ2009(۔۔۔جاری)	1501
76۔	کورم کی نشاندہی	1555
77۔	مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب مصدرہ2009(۔۔۔جاری)	1556

جمعتہ المبارک،23۔جولائی2010

جلد 19:شمارہ 15

78۔	ایجنڈا	1581
79۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1583
80۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1584
	قلیل المہلت سوال	
81۔	جلو موڑتا دریائے راوی سائفن سڑک کی تعمیر کی تفصیلات	1585
	سوالات (محکمہ خوراک)	
82۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	1586
	تعزیت	
83۔	ممبر اسمبلی محترمہ شگفتہ شیخ کے خاوند کی وفات پر دعائے مغفرت	1588
84۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (۔۔۔جاری)	1588
85۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	1628

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
86۔	ریسکیو1122 کے ملازمین کو تنخواہیں بروقت ادا کرنے	
	اور ٹریفک وارڈنز کی تنخواہیں بڑھانے کا مطالبہ	1642
87۔	روس کی ریاست کرغزستان میں بدامنی سے متاثر ہونے والے انجینئرنگ	
	اور میڈیکل کے طلباء کو ریلیف دینے کا مطالبہ	1645
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
88۔	19۔جولائی2010 کے اعلامیہ میں مذکورہ معاملہ پر بحث کے بارے	
	میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1647
89۔	تحاریک استحقاق بابت سال2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات	
	کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1648

	پوائنٹ آف آرڈر	
90۔	چائنا سے بجلی اور گیس لینے کے معاہدہ میں امریکہ کی مخالفت سے پیدا ہونے والی صورتحال پر ایوان میں بحث کا مطالبہ ----------	1649
	تحاریک التوائے کار	
91۔	میو ہسپتال کی انتظامیہ کی غفلت سے ہلاک ہونے والے شیر خوار سفیان کے والدین کو ایم ایس کے اعلان کے مطابق دیت کی رقم دلانے کا مطالبہ ----------	1652
92۔	فوج اور ریلوے کی جانب سے پرائیویٹ لوگوں کو ٹھیکہ پر اراضی دینے سے دوسرے کاشتکاروں کو پانی کے مسائل کا سامنا ----------	1653
93۔	آئین کے آرٹیکل 128(2)(a) کے تحت قرارداد پیش کرنے کے لئے اجازت کی تحریک ----------	1659
	قرارداد	
94۔	آرڈیننس انڈسٹریل ریلیشنز پنجاب 2010 کی مدت میں توسیع ----------	1660
95۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ----------	1661
96۔	انڈکس	

1059

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،19۔جولائی2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ لائیوسٹاک اینڈڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010(مسودہ قانون نمبر4بابت 2010)

مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، پر(ضمن10سے)ضمن وار غور وخوض کا دوبارہ آغاز۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010منظور کیا جائے۔

1061

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

سوموار،19۔جولائی2010

(یوم الاثنین،6۔شعبان المعظم1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام4بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ
حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ
وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا
مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ
صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝

سُوْرَةُ البَقَرَة آیات 261تا263

جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اُگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور اللہ جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے۔ وہ بڑی کشائش والا اور سب کچھ جاننے والا ہے(261) جو لوگ اپنا مال اللہ کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں۔ ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس (تیار) ہے۔ اور (قیامت کے روز) نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (262) جس خیرات دینے کے بعد (لینے والے کو) ایذا دی جائے اس سے تو نرم بات کہہ دینی اور (اس کی بے ادبی سے) درگزر کرنا بہتر ہے اور اللہ بے پرواہ اور بردبار ہے(263)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

فضل رب العلیٰ اور کیا چاہئے
مل گئے مصطفیٰ ﷺ اور کیا چاہئے
دامن مصطفیٰ ﷺ جن کے ہاتھوں میں ہو
اس کو روز جزا اور کیا چاہئے
گنبد سبز خوابوں میں آنے لگا
حاضری کا صلہ اور کیا چاہئے
بھیک کے ساتھ ہی ان کے دربار میں
مل رہی ہے دعا اور کیا چاہئے
ہے سکندر ثناء خوان شاہ امم
عزت و مرتبہ اور کیا چاہئے

سوالات

(محکمہ لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر!.On her behalf

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں!آپ تشریف رکھیں گے؟جی،لغاری صاحب!

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: On her behalf and answer be taken as read. Question No. is 2104.

(معزز ممبر نے ڈاکٹر سامیہ امجد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع خانیوال میں خالی اسامیوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*2104: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ امور پرورش حیوانات ضلع خانیوال میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ اور اسامی وار فراہم کی جائے؟

(ب) ویٹرنری ڈاکٹروں کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل ہسپتال اور ڈسپنسری وار فراہم کی جائے؟

(ج) ویٹرنری ڈاکٹروں کی خالی اسامیوں پر تقرری کی مجاز اتھارٹی کا عہدہ اور گریڈ کی تفصیل نیز کب تک خالی ویٹرنری ڈاکٹروں کی اسامیاں پُر کر لی جائیں گی؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

نمبر شمار	نام اسامی	سکیل	منظور شدہ تعداد	خالی
1	ڈسٹرکٹ لائیو سٹاک آفیسر خانیوال	18	1	--
2	ڈپٹی ڈسٹرکٹ لائیو سٹاک آفیسر خانیوال	18	3	--
3	سینئر ویٹرنری آفیسر	18	1	1
4	ویٹرنری آفیسر ہیلتھ	17	25	5
5	سپرنٹنڈنٹ	16	1	1
6	اسسٹنٹ	14	3	--
7	سٹینو گرافر	12	1	--
8	سینئر کلرک	9	3	--
9	جونیئر کلرک	7	4	--
10	ویٹرنری اسسٹنٹ	9	80	7
11	اے آئی ٹی	9	23	--
12	ڈرائیور	4	2	--
13	نائب قاصد	1	5	2
14	چوکیدار	1	6	1
15	سینٹری ورکر	1	2	--
	ضلع کونسل (کالعدم)			
1	سینئر کلرک	9	1	1
2	ویٹرنری اسسٹنٹ	9	22	2
3	ڈریسر	9	1	1
4	نائب قاصد	1	1	--
5	سینٹری ورکر	1	18	4
6	واٹر کیریئر	1	22	3

(ب)

نمبر شمار	نام اسامی	سکیل	منظور شدہ تعداد	خالی	سول ویٹرنری ہسپتال
1	سینئر ویٹرنری آفیسر	18	1	1	سول ویٹرنری ہسپتال، خانیوال
2	ویٹرنری آفیسر، ہیلتھ	17	25	5	جن میں ڈاکٹر صاحبان تعینات ہیں۔

1۔سول ویٹرنری ڈسپنسری R۔10/33
2۔سول ویٹرنری ڈسپنسری R۔8A/10
3۔سول ویٹرنری ڈسپنسری عبدالحکیم
4۔سول ویٹرنری ڈسپنسری چک حیدرآباد
5۔سول ویٹرنری ڈسپنسری سلار واہن
6۔سول ویٹرنری ڈسپنسری L۔15/79
7۔سول ویٹرنری ڈسپنسری L۔15/59
8۔سول ویٹرنری ڈسپنسری R۔10/139
9۔سول ویٹرنری ہسپتال میاں چنوں
10۔سول ویٹرنری ہسپتال سرائے سدھو
11۔سول ویٹرنری ہسپتال سردارپور
12۔سول ویٹرنری ہسپتال تلمبہ
13۔پراونشل ویٹرنری ہسپتال R۔10/154
14۔اے آئی سنٹر کچا کھوہ
15۔اے آئی سنٹر خانیوال
16۔اے آئی سنٹر جہانیاں
17۔اے آئی سنٹر کبیر والا
18۔سول ویٹرنری ہسپتال جہانیاں
19۔سول ویٹرنری ڈسپنسری AR۔8/5
20۔سول ویٹرنری ڈسپنسری R۔10/135

<u>جن میں ڈاکٹر صاحبان تعینات نہ ہیں۔</u>

1۔سول ویٹرنری ڈسپنسری وٹہ خجاری L۔15/105
2۔سول ویٹرنری ڈسپنسری کنڈ سرگانہ
3۔سول ویٹرنری ڈسپنسری حویلی کورنگا
4۔سول ویٹرنری ڈسپنسری قتال پور
5۔سول ویٹرنری ڈسپنسری مخدوم پور پوڑاں
6۔سول ویٹرنری ڈسپنسری 123/7ER
7۔اے آئی سنٹر میاں چنوں
8۔اے آئی سنٹر تلمبہ
9۔سول ویٹرنری ہسپتال کبیر والا

(ج) ویٹرنری ڈاکٹروں کی خالی اسامیوں پر تقرری کرنے کی مجاز اتھارٹی سیکرٹری گورنمنٹ آف پنجاب لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ پنجاب لاہور ہے اور خالی اسامیوں پر بھرتی پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات کے بعد کی جاتی ہے جس کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن لاہور کو جون2010 میں بھجوادی گئی ہے۔ بھرتی کے مراحل میں تقریباً چھ ماہ لگتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں سوال پوچھا گیا تھا کہ جو اسامیاں خالی ہیں تو اس حوالے سے جو جواب ہے یہ 13۔ جون 2009 کو آیا ہے تو سال سے اوپر کا عرصہ گزر چکا ہے تو ابھی اس کی latest position کیا ہے کہ کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کتنی کو fill کر دیا گیا ہے، جب 13۔ جون2009 سے اس سوال کا جواب محکمہ کی طرف سے آیا تھا اس وقت کیا پوزیشن تھی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس میں جو ویٹرنری ڈاکٹر کی پانچ اسامیاں خالی ہیں اس کے لئے طریق کار ہے کیونکہ یہ 17 گریڈ کی اسامیاں ہیں اور ان کو سب سے پہلے advertise کیا جاتا ہے اور یہ ساری اسامیاں پُر کرنے کے لئے Punjab Public Service Commission کو بھیج دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک 130 کے اشتہارات میرے پاس موجود ہیں تو ابھی پبلک سروس کمیشن نے ان کے interview کرنے ہیں اس کے بعد ان پر بھرتی مکمل ہو جائے گی اور یہ procedure or process within one month ہوتا ہے اور اس کے بعد ان کی recruitment ہو جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ سوال آنے کے بعد سال سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ یہ اسامیاں خالی ہیں تو ایک سال کے اندر وہ procedure ہی نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ procedure کر لیا گیا ہے، یہ پبلک سروس کمیشن کو بھیج دیا گیا ہے اور recruitment کا عمل جاری ہے۔ یہ جلد fill ہو جائیں گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔

مہر اشتیاق احمد:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:مہربانی۔مہر صاحب!اب آپ پوچھ لیں۔

مہر اشتیاق احمد:جناب سپیکر!اس میں جو کہا گیا ہے اور جو انہوں نے جون 2010 میں requisition دی ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ یہ کب requisition بھیجتے ہیں جبکہ عرصہ دو سال سے زیادہ ہو گیا ہے اور وہ اسامیاں خالی ہیں؟

جناب سپیکر:جی،وزیر موصوف!

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!میرے پاس اس کے notification کے letters بھی موجود ہیں۔تو سیکرٹری لائیو سٹاک requisition پبلک سروس کمیشن کو بھیجتے ہیں اور requisitions بھیجی ہوئی ہیں اور انہوں نے ابھی امیدواروں کو interview کے لئے بلانا ہے۔ایک ماہ کے اندر process ہو گا اور انشاء اللہ یہ اسامیاں fill up ہو جائیں گی۔اس سے پہلے بھی بھرتی ہو رہی ہے اور ایک درجہ بدرجہ بھرتی ہوتی ہے۔

مہر اشتیاق احمد:جناب سپیکر!وزیر صاحب!یہ بتا دیں کہ وہ کون سا process ہے جس کے تحت اسامی خالی ہے،اسے requisite کرنا تھا یہ سادہ سا سوال ہے کہ اگر ان کو کسی process میں دو سال لگ جاتے ہیں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کون سا ایسا مرحلہ ہے جو یہ بتانا نہیں چاہ رہے؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!بجٹ allocation ہوتی ہے،یہ بجٹ میں رکھی جاتی ہیں پھر اس کے ساتھ اسامیاں advertise ہوتی ہیں اور advertisement کے بعد پھر بھرتی کا عمل شروع ہوتا ہے جو کہ ایک procedure ہے اور وہ procedure adopt کیا گیا ہے اور جلد اسامیاں fill up ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر:جی،وہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے وہ سارے procedures adopt کر لئے ہیں اور بقول ان کے بہت جلد بھرتی مکمل ہو جائے گی۔No further question, lets move further. اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!.On his behalf(معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:.on his behalf جی۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!یہ سوال نمبر2474ہےاوراسے پڑھاہواتصور کیاجائے۔

جناب سپیکر:جی،اسے پڑھاہواتصور کیاجاتاہے۔

صوبہ میں پولٹری ریسرچ کے اداروں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*2474:چودھری محمد اسد اللہ:کیاوزیرامورپرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ لائیوسٹاک اینڈڈیری ڈویلپمنٹ کے پولٹری ریسرچ کے کتنے ادارے کام کررہے ہیں؟

(ب) ان ادارہ جات میں ماہرین /ڈاکٹرز کی تعداد مع قابلیت کیاہے نیزان ادارہ جات نے پچھلے تین سالوں میں کیاریسرچ کی ہے،تفصیل بیان کی جائے؟

وزیرلائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ لائیوسٹاک اینڈڈیری ڈویلپمنٹ کے تحت پولٹری ریسرچ کاایک اہم اور بڑاادارہ نظامت ترقیات مرغبانی،راولپنڈی کام کررہاہے اس ادارہ کے زیرانتظام(9) گورنمنٹ پولٹری فارمزاور(8)پولٹری ڈیزیزڈائیگناسٹک لیبارٹریزکام کررہی ہیں۔

(ب) نظامت ترقیات مرغبانی،راولپنڈی اوراس کے ذیلی دفاتر میں کل(40)ماہرین /ڈاکٹرزاپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں جن کی بنیادی قابلیت ڈی وی ایم /بی ایس سی(آنرز)اے ایچ ہے۔علاوہ ازیں مختلف شعبہ جات امور حیوانات میں پی ایچ ڈی،ایم فل،ایم ایس سی(آنرز) کے حامل ماہرین بھی ادارہ میں کام کررہے ہیں۔

ادارہ ہذااوراس کے ذیلی ادارہ جات نے ان سالوں کے دوران(71)تحقیقی مطالعہ جات پر کام کیاہے،اس کی تفصیل(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر:کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جز(الف)میں جو جواب دیا گیا ہے اور یہ بتایا گیاہے کہ صوبہ پنجاب میں محکمہ لائیوسٹاک اینڈڈیری ڈویلپمنٹ کے تحت جو پولٹری ریسرچ کاایک ادارہ راولپنڈی میں کام کررہاہے اوراس کے زیرانتظام گورنمنٹ کے 9پولٹری فارم اور

8پولٹری ڈیریز ڈائیگناسٹک لیبارٹریز کام کر رہی ہیں۔ میرا منسٹر صاحب سے سوال یہ ہے کہ 9کروڑ پنجاب کی آبادی کے حوالے سے کیا یہ ایک ریسرچ کا ادارہ ہماری ضروریات پوری کر رہا ہے اور ساتھ یہ کہ گورنمنٹ کے 9پولٹری فارم اور 8لیبارٹریز ہیں، یہ راولپنڈی میں ہیں یا راولپنڈی سے باہر بھی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ 9پولٹری فارم جو ہیں ان میں ایک ملتان، بہاولپور، سرگودھا، دینہ، ڈیرہ غازیخان، گجرات، اٹک، بہاولنگر اور میانوالی میں پولٹری فارم موجود ہیں اور جو ڈائیگناسٹک لیبارٹریز ہیں وہ سمندری، کمالیہ، عارف والا، جہلم، جھنگ، بہاولنگر، گکھڑ، گوجر خان میں ہیں اور یہ ابھی پولٹری کی ضرورت پوری کر رہی ہیں۔ ہمارے پنجاب کا پورے پاکستان کی پولٹری میں 73فیصد شیئر ہے۔

محترمہ دیبامرزا: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔ جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ دیبامرزا: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے اور اس میں نصیر صاحب نے بھی ابھی بات کی ہے کہ 9پولٹری فارم کام کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ جو انہوں نے تفصیل بیان کی ہے کہ 8پولٹری ڈیریز ڈائیگناسٹک لیبارٹریز کام کر رہی ہیں۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ یہ ڈائیگناسٹک سنٹر پنجاب کے کون کون سے اضلاع میں کام کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ تو انہوں نے سارے بتا دیئے ہیں۔

محترمہ دیبامرزا: جناب سپیکر! انہوں نے 9گورنمنٹ پولٹری فارم کی تفصیل بتائی ہے اور یہ ڈائیگناسٹک سنٹر کا نہیں بتایا اور یہ ذرا بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ ڈائیگناسٹک لیبارٹریز ہیں اور یہ پنجاب کے مختلف آٹھ مقامات پر موجود ہیں، ان کی تفصیل یہ ہے کہ سمندری، کمالیہ، عارف والا، جہلم، جھنگ، بہاولنگر، گکھڑ اور گوجر خان میں یہ آٹھ لیبارٹریز ہیں اور یہاں پر آٹھ ویٹرنری آفیسر ہیں اور ایک ریسرچ آفیسر کام کر رہا ہے اور سپورٹنگ سٹاف اڑتالیس ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اگلے سوال کی طرف چلیں، محمد نوید انجم صاحب تشریف فرما ہیں؟

جناب اللہ رکھا:جناب سپیکر!.on his behalf(معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی،سوال نمبر بولیں!

جناب اللہ رکھا:جناب سپیکر!سوال نمبر 2943 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تجرباتی فارم مویشیاں اوکاڑہ،گاڑیوں،مویشیوں اور ملازمین سے متعلقہ تفصیل

*2943:جناب محمد نوید انجم:کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں بہادر نگر اوکاڑہ قائم کرنے کے مقاصد کیا ہیں؟

(ب) اس وقت اس فارم پر کتنے مویشی رکھے گئے ہیں؟

(ج) اس فارم کے یکم جنوری 2007 سے آج تک کتنے مویشی کتنی مالیت میں فروخت کئے گئے ہیں؟

(د) اس فارم کی ملکیتی گاڑیوں کی تفصیل مع نمبر اور ماڈل بتائیں؟

(ہ) اس فارم پر گریڈ 11 اور اوپر کے تعینات ملازمین کے نام،عہدہ،گریڈ،تعلیمی قابلیت اور ڈومیسائل مع پتاجات بتائیں؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں بہادر نگر اوکاڑہ قائم کرنے کے مقاصد درج ذیل ہیں:۔

1۔ ساہیوال نسل کی گائیوں کی نسل کو بڑھانا اور ان کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کے سلسلہ میں مختلف تجربات کرنا۔

2۔ نیلی راوی نسل کی بھینسوں کی نسل کو بڑھانا اور ان کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کے سلسلہ میں مختلف تجربات کرنا۔

3۔ لوہی نسل کی بھیڑوں کو بڑھانا اور ان کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کے سلسلہ میں مختلف تجربات کرنا۔

(ب) اس وقت گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں،بہادر نگر ضلع اوکاڑہ پر مندرجہ ذیل نسل کے جانور رکھے گئے ہیں:۔

1-ساہیوال گائے	1014
2-نیلی راوی بھینس	409
3-لوہی نسل کی بھیڑیں	1089

(ج) یکم جنوری2007 سے جون2010 تک مندرجہ ذیل جانور فروخت کئے گئے۔

نمبر شمار	نسل	کل جانور	رقم
1	ساہیوال نسل کے جانور	823	15,064,530/-روپے
2	نیلی راوی نسل کے جانور	211	3,826,110/-روپے
3	لوہی نسل کے جانور	2001	7,469,610/-روپے

(د) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں بہادر نگر پر گاڑیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نمبر گاڑی	ماڈل
1	OK-8228جیپ	1985برائے سٹاف
2	LPT-309سنگل کیبن	1993برائے دودھ فروخت ودیگر کام
3	OK-7438مزداٹرک	1985برائے باربرداری سامان سٹور
4	SLA-8639مزداٹرک	1978برائے فرونختگی دودھ
5	LHN-648بیڈفورڈٹرک	1984برائے باربرداری جانورودیگر سامان

(ہ) گریڈ11اوراوپر کے ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	تعلیم	ڈومیسائل	پتا
1	ڈاکٹر منیر احمد عامر	مہتمم فارم	18	ایم ایس سی(A-R)	ٹوبہ ٹیک سنگھ	آفیسر کالونی بہادر نگر فارم
2	ڈاکٹر غلام اکبر	اے ایس این	18	ڈی وی ایم	ڈیرہ غازی خان	ایضًا
3	ڈاکٹر محمد عرفان قمر	وی او	17	ڈی وی ایم	فیصل آباد	ایضًا
4	ڈاکٹر یاسر ابرار	وی او	17	ڈی وی ایم	لاہور	ایضًا
5	محمد امین شاکر	اے آر او	17	بی ایس سی ایگریکلچر	قصور	ایضًا
6	محمد یوسف	آفس مہتمم	16	ایم اے	ساہیوال	ایضًا
7	محمد اشرف نعیم	آفس مہتمم	16	ڈی کام	اوکاڑہ	اوکاڑہ
8	شمس الدین	اسسٹنٹ	14	میٹرک	اوکاڑہ	بہادر نگر فارم ضلع اوکاڑہ
9	منیر احمد	اسسٹنٹ	14	میٹرک	ساہیوال	ایضًا
10	محمد نعیم	پلانٹ فورمین	11	میٹرک مع ڈپلومہ آٹو میکینیکل	اوکاڑہ	ایضًا
11	عبدالحمید	وی اے	11	میٹرک مع ڈپلومہ	ساہیوال	ایضًا
12	ثناءاللہ	وی اے	11	میٹرک مع ڈپلومہ	اوکاڑہ	ایضًا

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر!اس کے سوال کا جز(ج) ہے کہ اس فارم کے یکم جنوری2007 سے آج تک کتنے مویشی کتنی مالیت میں فروخت کئے گئے ہیں اوراس کا جواب جز(ج) کا نمبر2 ہے کہ نیلی راوی نسل کے211 جانور-/3,826,110روپے میں فروخت کئے گئے ہیں تو میرا سوال یہ ہے کہ یہ جو جانور فروخت کئے گئے ہیں آیا یہ جانور بیمار تھے یا بچے تھے جو اتنی کم قیمت میں فروخت کئے گئے ہیں؟

وزیرلائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!ان کیculling کا ایک criteria ہوتاہے۔اس کے مختلفparameters ہیں وہ دیکھے جاتے ہیں اس کے مطابق ان کو نیلام کیا جاتاہے۔اس میں یہ دیکھا جاتاہے کہ جو جانور بیمار ہوں،زخمی ہوں،بہت بوڑھے ہوں،milk نہ دے رہے ہوں یاreproductive نہ ہوں تو اس قسم کے جانور جو بے کار ہو جاتے ہیں ان کی culling کی جاتی ہے یایہ جانوراس سےsurplus ہو جائیں جو ہم نے ایکcriteria رکھاہواہے کہ ایک فارم پر اتنے جانور رکھنے ہیں تو ان کی open auction کی جاتی ہے۔اس کے لئے ایک کمیٹی ہوتی ہے اس میںDLO بھی ممبر ہوتاہے،DDO(R) بھی ممبر ہوتاہے اور فارم سپرنٹنڈنٹ بھی ممبر ہوتاہے۔ان افراد پر مشتمل کمیٹی کی زیر نگرانی ان کیauction ہوتی ہے۔اس میں کوئی بچے ہوتے ہیں،کوئی بڑے ہوتے ہیں تواس طرح یہvary کرتاہے کبھی ان کی قیمت زیادہ آجاتی ہے،کبھی ان کی قیمت کم آجاتی ہے کیونکہ اگر جانور زیادہ اچھی حالت میں ہوں توان کی انکم زیادہ آتی ہے اور اگر جانوراچھے نہ ہوں تو کم قیمت پر فروخت ہوتے ہیں جو بے کاراور ناکارہ جانور ہوتے ہیں ان کیculling کی جاتی ہے۔

جناب اللہ رکھا:جناب سپیکر!یہاں پر فی جانور تقریباً18ہزار روپےaverage آرہی ہے اور جو بھیڑ بکری کی قیمت ہے اس کیaverage تقریباًاڑھائی سے تین ہزار روپے آرہی ہے۔اگر لاغر جانور بھی ہو،2009 میں اس کا جواب آیاہے تواس وقت بھی اس کی قیمت35،40ہزار روپے سے کم نہیں ہے یہاں18ہزار کیوں ہے؟

وزیرلائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ سرکاری محکموں میں پہلےmonitoring mechanism اتنےstrong نہیں تھا لیکن میں پھر بھی کہتاہوں کہ اس کیopen auction ہوتی ہے۔میں یہ نہیں کہہ سکتاکہ یہ بالکل ٹھیک ہے کیونکہ میں ڈیپارٹمنٹ کوrepresent کررہاہوں۔میں نے ڈیپارٹمنٹ سے معلومات لی ہیں،انہوں نے مجھے یہی کہاہے کہ ہم نے اس کیauction صحیح کی ہے۔اب میں نے فیصلہ کیاہے کہ جتنے بھی ہمارے لائیو سٹاک فارم ہیں وہاں پرmonitoring system کو ہم نے مزیدstrong کیاہے اور اس کے لئےmechanism بھی بنایاہے۔کہیں بھی ایسی شکایت آئے تو ہم فوراًازالہ کرتے ہیں۔میرے پاس ایک شکایت آئی تھی ہم نے فوراًوہ کمیٹی توڑدی اور دوبارہ اس کے لئے میں نے اور بندے مقرر کئے اور اب ہم نے اس کو اس طرح کیا ہے کہ ویڈیو کیمرے کے ساتھ اس کا باقاعدہ ریکارڈ مرتب کیا جائے تاکہ کسی کو شک بھی ہو تو وہ ویڈیو کیمرے کے ذریعے چیک کرسکتاہے۔

جناب اللہ رکھا:جناب سپیکر! یہ سیاسی جواب ہے، یہ جانور صحیح ٹیکنیکل بنیادوں پر فروخت نہیں کئے گئے۔آپ کہیں بھی چلے جائیں تین ہزار میں اگر کسی بھیڑ، بکری یا بکرے کی ٹانگ بھی خراب ہو، جسے ہم unfit کہتے ہیں تو وہ بھی آپ کو اڑھائی ہزار میں نہیں ملے گا۔وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ میرے نوٹس میں یہ بات آئی اگر ان کے نوٹس میں بات آئی تو انہوں نے کیا ایکشن لیا؟ یہ تو خزانہ کا بہت بڑا ضیاع ہے۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!میں یہ عرض کر دوں کہ یہ جو جانوروں کی culling ہوتی ہے اس میں پانچ سال کا بچہ بھی ہو سکتا ہے،اس میں چار سال کا بچہ بھی ہو سکتا ہے ،اس میں مختلف عمر کے جانور ہوتے ہیں۔ بعض بہت لاغر اور کمزور ہوتے ہیں، بعض بالکل ہی چھوٹے بچے ہوتے ہیں بعض کا وزن بھی تھوڑا ہوتا ہے تو ان کی culling کی جاتی ہے اس وجہ سے ان کے ریٹ بھی کم ہوتے ہیں تو میں یہی گزارش کروں گا کہ اب یہ جو ڈیپارٹمنٹ نے مجھے figures دیئے ہیں اس پر اگر آپ چاہیں گے تو میں انکوائری کروانے کے لئے تیار ہوں اس سے زیادہ میں کیا کر سکتا ہوں؟ اگر وہ satisfy نہیں ہوتے تو میں انکوائری کروانے کے لئے تیار ہوں۔

جناب اللہ رکھا:جناب سپیکر !اگر سیکرٹری کے نوٹس میں ساری بات تھی تو پھر اس سیکرٹری کو suspend کریں اور اس کی کمیٹی بنائیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ بہت ظلم ہو رہا ہے اور محکمہ کے سیکرٹری صاحبان محکمہ کے ساتھ بہت ظلم کر رہے ہیں۔آپ مہربانی فرما کر اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائیں جو اس کی ساری تحقیقات مکمل کر کے ایوان میں پیش کرے۔

جناب سپیکر: نہیں،وہ خود اس کا جواب دیں گے۔اگر وہ کمیٹی بنانا چاہیں گے تو بنائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!ہاؤس کی جو لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کمیٹی ہے یہ اس کے ذمے لگا دیں۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!میں پھر عرض کروں گا کہ یہ ایک presumption ہے،ایک مفروضہ ہے۔ میں یہی کہوں گا کہ وہاں ایک نیلام کمیٹی ہوتی ہے،اس کو proper طریقے سے advertised کیا جاتا ہے،اس کا اخبار میں اشتہار آتا ہے اس کے بعد سب کو کھلے عام دعوت ہوتی ہے، اس طرح نہیں ہوتا کہ اس کی خفیہ auction ہوتی ہے۔Proper طریقے

سے advertised کرنے کے بعد اس کی auction ہوتی ہے اور اس کے بعد culling کی جاتی ہے اس طرح نہیں ہے کہ کوئی خفیہ culling ہوتی ہو۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب کو ذرا ضمنی سوال کرنے دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اتنے بڑے ریسرچ سنٹر میں ناکارہ جانوروں کی پیدائش یہ ریسرچ سنٹر کی ناکامی ہے اس بارے میں وزیر موصوف کیا فرمائیں گے ؟

جناب سپیکر: میں ہی نہیں سمجھ سکا کہ آپ نے کیا سوال کیا ہے، میں کیا پوچھوں ؟ اپنا سوال دہرائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اوکاڑہ میں مویشیوں کا اتنا بڑا ریسرچ سنٹر ہے۔ وہاں پر جیسا کہ وزیر موصوف صاحب نے فرمایا کہ ناکارہ جانوروں کو سستے داموں فروخت کر دیا جاتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اتنے بڑے ریسرچ سنٹر میں ناکارہ جانوروں کی پیدائش ریسرچ سنٹر کی ناکامی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں آپ نے ان کا جواب پہلے سُنا نہیں ہے۔

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): میں عرض کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مجھے بات کرنے دیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ ان کی culling ہوتی ہے جو ناکارہ ہوتا ہے اس کو ہم نیلام کر دیتے ہیں۔ وہاں پر پیدائش کا جو آپ کہہ رہے ہیں تو آپ کے پاس کتنے ڈاکٹر ہوتے ہیں، ہسپتالوں میں بھی ڈاکٹر ہوتے ہیں، ڈاکٹر بھی بیمار ہو جاتے ہیں۔ ایسی بات کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے، مجھے آپ کی بات مناسب نہیں لگی۔ وہ کہتے ہیں کہ کمیٹی بیٹھتی ہے جو ہمیں نظر آتا ہے کہ یہ ناکارہ ہو چکا ہے، ادارے کے مفاد میں نہیں ہے تو اس کو وہ نیلام کر دیتے ہیں۔ جہاں تک نیلامی کا تعلق ہے وہ علیحدہ بات ہے۔ شکریہ

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا ! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ culling کے لئے وہ جانور ہوتے ہیں جن کی پیداواری صلاحیت میں کمی واقع ہو جائے، نسل کشی کے قابل نہ رہے یا ان میں کوئی اور جسمانی نقائص موجود ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس بات کو چھوڑ دیں، وہ بات ختم ہو گئی ہے۔ آپ کی مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں جز(د) کے اندر جہاں گاڑیوں کی تفصیل دی گئی ہے وہاں پر بتایا گیا ہے کہ ایک سنگل کیبن LPT-309، ماڈل 1993 برائے دودھ فروخت ودیگر کام ہے اور ایک مزداٹرک SLA-8639، ماڈل 1978 برائے فروختگی دودھ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ادارہ دودھ کی فروخت سے بھی آمدنی حاصل کرتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ دودھ کی فروخت سے اس نے کتنی آمدنی حاصل کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، میں خود اس بارے میں بات کر لیتا ہوں۔ یہ ادارے experimental purpose کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ اگر ان سے جواب لینا ہے تو ان سے لے لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر !اس میں لکھا ہوا ہے کہ دودھ کی فروخت کے لئے دو سواریاں ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ادارہ دودھ فروخت کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں۔ ان کے سوال کا جواب دے دیں۔ منسٹر صاحب!ان کاغذوں میں سے آپ کو کچھ نہیں ملے گا، اپنی عقل سے جواب دیں۔(قہقہے)

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!جو دودھ ہوتا ہے ہم اس کی auction کرتے ہیں-/33 روپے فی کلو ہمارا دودھ بِک رہا ہے۔ اس میں جو collection ہوتی ہے باقاعدہ اخبار کے ذریعے اس کا ٹینڈر ہوتا ہے اور جو کنٹریکٹر آتا ہے اس کو ہم فروخت کرتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:اس کا کوئی ریکارڈ ہو گا، vouchers ہوں گے۔ اس دودھ کی فروخت سے کتنی آمدنی وصول ہو رہی ہے؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):13 لاکھ 50 ہزار روپے اس کی سالانہ انکم ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!اس کا رجسٹر ہو گا، کیا ہم وہ چیزیں دیکھ سکتے ہیں؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ): جی، آپ اُدھر تشریف لے آئیں میں آپ کو مطمئن کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی :On his behalf(معزز ممبر نے رانا آصف محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، نمبر بولئے گا۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! سوال نمبر 2996 ہے۔اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کلور کوٹ بھکر۔سیمن پروڈکشن یونٹ سے متعلقہ تفصیلات

*2996: رانا آصف محمود: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سیمن پروڈکشن یونٹ کلور کوٹ بھکر کب قائم کیا گیا، یہ کتنے رقبہ پر مشتمل ہے، کتنا رقبہ زیر کاشت اور کتنا بنجر ہے؟

(ب) اس میں کون کون سے جانور رکھے گئے ہیں ان کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) اس یونٹ کے قیام کے اغراض و مقاصد کیا تھے اور ان مقاصد میں حکومت کہاں کہاں تک کامیاب ہوئی؟

(د) اس یونٹ کے سال 08-2007 اور 09-2008 کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل سال وار بتائیں؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سیمن پروڈکشن یونٹ، کلور کوٹ ضلع بھکر سال 94-1993 میں قائم ہوا۔ یہ یونٹ 60 ایکڑ رقبے پر مشتمل ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ نہری رقبہ: 135 ایکڑ
2۔ بارانی رقبہ / غیر کاشت رقبہ: 15 ایکڑ
3۔ زیر عمارت رقبہ: 35 ایکڑ
4۔ جنگلی رقبہ: 15 ایکڑ
5۔ ٹیوب ویل سے سیراب رقبہ: 60 ایکڑ

کل رقبہ: 260 ایکڑ

(ب) سیمن پروڈکشن یونٹ، کلور کوٹ ضلع بھکر میں ساہیوال اور نیلی راوی نسل کے سانڈ ہیں جن کی تعداد درج ذیل ہے:

ساہیوال نسل: 13 راس

نیلی راوی نسل:35راس
نیلی راوی نسل کے کٹڑے:09راس
کل تعداد:57راس

(ج) سیمن پروڈکشن یونٹ، کلور کوٹ ضلع بھکر کے قیام کا مقصد اعلیٰ نسل کے سانڈوں کو پالنا۔ ان سے مادہ تولید حاصل کر کے پورے پنجاب کے مراکز جدید طریقہ نسل کشی حیوانات کو مہیا کرنا تھا تاکہ ملک میں گوشت اور دودھ کی فراوانی ہو۔ حکومت اب تک اس مقصد میں کافی حد تک کامیاب رہی ہے۔

(د) اس یونٹ کی آمدن اور خرچہ کی تفصیل سال وار درج ذیل ہے:

سال آمدن خرچہ

2007-08	8778650	12679600

تفصیل خرچہ سال2007-2008

تنخواہ آفیسر	523,000/-روپے
تنخواہ سٹاف	2,732,100/-
الاؤنس	2,103,200/-روپے
اشیاءسٹور خرید	3,405,200/-روپے
گاڑیاں/مشینری مرمت	616,100/-روپے
خرچہ ڈیزل	615,000/-روپے
متفرق خرچہ	2,685,000/-روپے
کل خرچہ	1,269,600/-روپے

سال	آمدن	خرچہ
2008-09	6,498,000/-روپے	9,072,000/-روپے

تفصیل خرچہ سال2008-2009

تنخواہ آفیسر	339,000/-روپے
تنخواہ سٹاف	3,025,000/-روپے
الاؤنس	1,822,000/-روپے
اشیاءسٹور خرید	573,000/-روپے
گاڑیاں/مشینری مرمت	300,000/-

	روپے
خرچہ ڈیزل	900,000/-
	روپے
متفرق خرچہ	2,113,000/-
	روپے
کل خرچہ	9,072,000/-
	روپے

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب والا! جز(الف) کا جو انہوں نے جواب دیا ہے اس میں نہری رقبہ 135 ایکڑ بتایا گیا ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں سے کتنے رقبہ پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے، کب سے ناجائز قابضین موجود ہیں اور حکومت کا ان سے قبضہ واگزار کروانے کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہاں پر کوئی رقبہ ناجائز قابضین کے پاس نہیں ہے، تمام رقبہ فارم کے کنٹرول میں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا ضمنی سوال میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: جناب والا! جز(ج) میں یہ بتایا گیا ہے کہ سیمن کی پروڈکشن کے لئے ضلع بھکر کے قیام کا مقصد اعلیٰ نسل کے سانڈوں کو پالنا، ان سے مادہ تولید حاصل کرنا اور پورے پنجاب کے اندر جدید طریقہ نسل کشی کے ذریعے حیوانات کو مہیا کرنا تھا تاکہ ملک میں گوشت اور دودھ کی فراوانی ہو۔ حکومت اس مقصد میں اب تک کافی حد تک کامیاب رہی ہے۔

جناب سپیکر بھکر میں جب یہ یونٹ 94-1993 میں قائم کیا گیا تھا تو اس وقت پنجاب کے اندر ورلڈ بنک کی ایک رپورٹ کے مطابق گوشت کی جو ہماری ضرورت تھی اس کی کمی دس فیصد تھی۔ 09-2008 میں ہمارے ملک کے اندر گوشت کی کمی تقریباً 30 فیصد ہو چکی ہے۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ حکومت نے اب تک اس میں کافی کامیابی حاصل کر لی ہے۔ 08-2007 کے اندر اس کا بجٹ خسارہ 4 ملین تھا اور اب 09-2008 کے اندر یہ خسارہ اب بھی 3 ملین ہے۔ گوشت کی کمی 30 فیصد ہے۔ مجھے یہ فرمادیں کہ حکومت نے کامیابی کہاں پر حاصل کی ہے؟

وزیرلائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب والا!یہ ادارہ جو ہے اس میں ہم Bullرکھتے ہیں جس میں ساہیوال نسل،راوی نسل اوراس کے علاوہ راوی نسل کے کٹڑے بھی رکھتے ہیں۔سوال کے جواب میں ان کی تعداد بھی دی گئی ہے اس کے مطابق ان کی جو کارکردگی ہے وہ کافی بہتر ہے۔یہاں پر2005-06میں 1.5ملین سیمن کی پروڈکشن تھی اب یہ بڑھ کر2007-08میں 1.7 ملین ہو گئی ہے۔ اس وقت مجموعی طور پر ہماری سیمن کی پروڈکشن2.02ملین dosesہو گئی ہے۔ اس سے جو ہم سیمن حاصل کرتے ہیں وہ سیمنNitrogen containerمیں لاہور لاتے ہیں یہاں سے پھر ہم چھوٹےcontainersمیں پورے پنجاب میں سپلائی کرتے ہیں۔ یہ سیمنbreed improvementکے لئے ہے اور اس breed improvementسے پنجاب میں بہت ساری تبدیلی آئی ہے۔اس میں ساہیوال نسل کاcattleہےاس میں راوی نیلی نسل کی buffaloہےاس سے بہت ساریchangesآئی ہیں۔اس سے ہمارا growth rate 4 percentسالانہ بڑھ رہاہے یعنی ہماری آبادی بہت زیادہ بڑھ رہی ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب والا!میں یہ پوچھنا چاہتاہوں کہ گوشت کی percentageمیں کتنے فیصد اضافہ ہواہے۔اس کے قیام کے بعد اتنے اخراجات کے بعد پنجاب میں کتنے فیصد گوشت اور دودھ کی پیداوار میں اضافہ ہواہے۔

وزیرلائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!میں نے عرض کیاہے کہ ہمارا کلور کورٹ میں ایک سیمن پروڈکشن فارم ہے اس میں جو ہمارا growthہوا ہے 2007-08میں 0.169ملین یعنی1لاکھ72ہزار۔۔۔

جناب سپیکر:وہ تو سارے پاکستان کاآپ سے پوچھ رہے ہیں۔

وزیرلائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):نہیں ، یہ میں وہاں اسی کا بتارہاہوں۔ پہلے میں نے پاکستان کا بتایاہے اب میں کلور کوٹ کا بتارہاہوں جس کا specificسوال کیا گیاہے اس کے بارے میں بتارہاہوں۔2007-08میں 0.169اور2008-09میں 0.177اب2009-10میں یہ 0.185ملین dosesسیمن تیار ہواہے۔مجموعی طور پر جو ملک کے اندر ہے وہ2005-06میں 1.5 تھا،آج2.02ملین dosesہیں۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:تشریف رکھیں۔No , question ends

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ گوشت اور دودھ کی فراوانی زیادہ ہوئی ہے اور حکومت نے اس میں کامیابی حاصل کی ہے۔میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ وہ کون سی کامیابی ہے۔

جناب سپیکر:نہیں،انہوں نے کوئی غلط بات لکھ دی ہے،آپ کو کیوں پسند نہیں آرہی ہے؟آپ تشریف رکھیں۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر !ہمارا GDP میںgrowth rate 4.9 percent ہے۔

جناب سپیکر:شاباش۔

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!دودھ میں اور گوشت میں بھی 4.5 فیصد۔۔۔

جناب اعجاز احمد خان:جناب سپیکر!ضمنی سوال۔

جناب سپیکر:محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ!.No supplementary question on this now

محترمہ شبینہ ریاض:جناب سپیکر!سوال نمبر3260ہے۔

جناب سپیکر:جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ شبینہ ریاض:جی،اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع اوکاڑہ،بہاولنگر میں گوشت کی پیداوار کی تفصیلات

*3260:محترمہ شبینہ ریاض:کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ضلع اوکاڑہ اور ضلع بہاولنگر کے لوگوں کے لئے کتنے فیصد گوشت فراہم کر رہا ہے،2004 سے2008تک گوشت کی پیداوار میں اضافہ ہوا یا کمی،اگر کمی ہوئی تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ اضلاع میں 08۔2007 اور 09۔2008 میں لائیو سٹاک کی ترقی کے لئے کتنی رقم فراہم کی گئی اور وہ کس مد میں خرچ ہوئی، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لوگوں کو گوشت کی فراہمی براہ راست محکمہ لائیو سٹاک کی ذمہ داری نہ ہے۔تاہم ضلع اوکاڑہ اور بہاولنگر میں گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے محکمہ ہذا نے بہت سے اقدامات کئے۔ہر گاؤں تحصیل اور ضلع سطح پر خود آگاہی پروگرامز تشکیل دیئے گئے جس میں کسان حضرات کو مفت مشورے دیئے گئے بیماری کی تشخیص، پوسٹ مارٹم اور لیبارٹری ٹیسٹوں کے ذریعے کی گئی مختلف وبائی امراض سے بچاؤ کے لئے وسیع پیمانے پر مختلف بیماریوں کی ویکسین مہیا کی گئی اور وبائی امراض پر کنٹرول ہوا مندرجہ بالا اقدامات کے نتیجے میں ضلع بہاولنگر میں گوشت کی پیداوار میں اوسطاً 15 فیصد جبکہ ضلع اوکاڑہ میں اوسطاً 13 فیصد سالانہ اضافہ ہوا۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) ضلع اوکاڑہ میں 09-2008 میں 2,000 ملین روپے ویٹرنری ادویات پر خرچ کئے گئے اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے لائیو سٹاک سپورٹ سکیم برائے مستحق افراد و خواتین کے لئے ضلع اوکاڑہ کو 14.609 ملین روپے دیئے ہیں اس سکیم کے تحت مستحق افراد خواتین کے جانوروں کو مفت ونڈا، اتھم ریزی، تولیدی بیماریوں کا علاج معالجہ، حفاظتی ٹیکہ جات اور کرم کش ادویات دی جاتی ہیں۔ضلع بہاولنگر میں 08-2007 میں کل بجٹ 58.031 ملین روپے جو کہ خرید ادویات، کنٹی جینسی وغیرہ اور تنخواہوں کی مد میں خرچ ہوا اور سال 09-2008 میں کل بجٹ 45.846 ملین روپے جو کہ خرید ادویات، کنٹی جینسی وغیرہ اور تنخواہوں کی مد میں خرچ ہوا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ شبینہ ریاض: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ضلع اوکاڑہ اور بہاولنگر میں وبائی امراض کے لئے کتنی ویکسین فراہم کی گئی؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ اوکاڑہ اور بہاولنگر کے جانوروں کو حفاظتی ٹیکے لگائے گئے اور ان پر کتنے اخراجات ہوئے، 2010 میں جانوروں کو بیماریوں سے بچانے کے لئے کتنی رقم رکھی گئی ہے؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی۔

وزیرلائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر !چیف منسٹر صاحب کا ایک initiative programme ہے اس کے تحت انہوں نے 50کروڑ روپے 09-2008 میں دیئے تھے اور 50کروڑ روپے 10-2009 میں دیئے ہیں۔اس کے تحت جو چھوٹے فارمرز ہیں جن کے پاس ایک سے پانچ تک جانور ہیں ان کے لئے بھی اور پھر جو یہاں پر پہلے سے تفصیل دی ہوئی ہے 50کروڑ روپے میں سے ہم ان کو فراہم کر رہے ہیں۔اس میں تولیدی بیماریوں کے علاج معالجے کے لئے ایک کروڑ46لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر:یہ ضلع بہاولنگر کی بات کر رہے ہیں؟

وزیرلائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جی ، میں بھی ضلع بہاولنگر کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر:دونوں کی ہے؟ میرے خیال میں bifurcate کر کے بتادیں گے۔

وزیرلائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جی ، ضلع اوکاڑہ کے لئے ایک کروڑ46لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اور بہاولنگر کے لئے جو رکھے گئے ہیں اس میں ادویات کی خرید کے لئے 45 ملین رکھے گئے ہیں۔

جناب محمد معین وٹو:جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:جی، ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟ پہلے ان کو تو کر لینے دیں جن کا سوال ہے۔

جناب محمد معین وٹو:انہوں نے تو ایک ہی کرنا تھا۔ میں نے کہا کہ دوسرا میں کر لوں۔

جناب سپیکر:جی۔

جناب محمد معین وٹو:جناب سپیکر!اس جواب کے جز(الف) میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ضلع اوکاڑہ اور ضلع بہاولنگر میں کسانوں کی آگاہی کے لئے مختلف پروگرام تشکیل دیئے گئے ہیں، مجھے وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ کوئی ایک پروگرام ایسا ہو جو ڈیری کے متعلق کسانوں کا، کاشتکاروں کو طلب کر کے کوئی ایک بھی پروگرام دیپالپور یا اوکاڑہ میں ہوا ہے تو کوئی مقام بتادیں کہ کہاں ہوا ہے؟

جناب سپیکر:جی، وہ طریقہ بتائیں جو آپ نے یہاں لکھا ہے۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں خود اوکاڑہ میں گیا تھا ہم نے ایک integrated programme بنایا ہے۔اس میں محکمہ زراعت، محکمہ لائیو سٹاک، محکمہ فارسٹ تینوں محکموں کے لوگ یونین کونسل سطح پر گئے ہیں۔ ریکارڈ موجود ہے میں اوکاڑہ میں چیک کر کے آیا ہوں۔ تمام یونین کونسلوں میں انہوں نے لائیو سٹاک کے جو ہیں وہاں پر انہوں نے فری ویکسینیشن کرنی ہے۔اس کے علاوہ de-warming کے لئے میڈیسن دینی ہے اور جو ایگریکلچر کے ہیں انہوں نے production technology دینی ہے۔ جو فارسٹ کے ہیں انہوں نے شجر کاری کی awareness دینی ہے تو یہ پنجاب میں ایک مہینے میں ہم نے ایک integration programme شروع کیا۔اس کے تحت اوکاڑہ میں بھی وہاں پر یونین کونسل سطح پر جا کر باقاعدہ farmers مقرر کئے گئے ہیں۔اس کا پورا ریکارڈ موجود ہے میرے بھائی میرے پاس آئیں میں تفصیل دکھا دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ان کو اخبار پڑھنا چاہئے جب آپ اُدھر جاتے ہیں تو سب اخباروں میں خبر آتی ہے۔ آپ میرے خیال میں اخبار نہیں پڑھتے؟

جناب محمد معین وٹو: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ کا سوال تھا ان کو سوال کرنے دیں۔

محترمہ شبینہ ریاض: جناب سپیکر! میں نے سوال کیا تھا کہ کتنی ویکسین فراہم کی گئی ہے اور باقی جو بجٹ ہے وہ بھی آپ نے مجھے clear نہیں بتایا۔ مجھے اس کی detail چاہئے۔

جناب سپیکر: بجٹ تو انہوں نے بتا دیا ہے اور آپ نے کیا پوچھا ہے؟

محترمہ شبینہ ریاض: ویکسین کتنی فراہم کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ کتنی ویکسین فراہم کی گئی ہے، دونوں اضلاع کا علیحدہ علیحدہ بتائیں۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! تفصیل یہ ہے کہ 2007-08 میں 16 لاکھ 52 ہزار اور 2008-09 میں 25 لاکھ 71 ہزار اور 2009-10 میں 21 لاکھ 55 ہزار روپے میں جانوروں کی vaccination کی گئی ہے۔ میرے پاس اس کی تفصیل لکھی ہوئی بھی موجود ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کی طرف سے ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر!.On his behalf سوال نمبر3411۔ (معزز ممبر نے چودھری محمد اسداللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع حافظ آباد میں ویٹرنری ہسپتالوں/ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3411:**چودھری محمد اسداللہ:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع حافظ آباد میں ویٹرنری ہسپتالوں/ڈسپنسریوں کی تعداد کیا ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ ہسپتالوں/ڈسپنسریوں میں کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کب سے اور کب تک ان کو پُر کر دیا جائے گا؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

ضلع حافظ آباد میں ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد	08
ویٹرنری ڈسپنسریوں کی تعداد	29

ویٹرنری ہسپتال مندرجہ ذیل جگہوں پر واقع ہیں۔

-1	حافظ آباد	-2	ونکے تارڑ
-3	کولوتارڑ	-4	کوٹ مبارک
-5	سوئیانوالہ	-6	جلالپور بھٹیاں
-7	سکھیکی	-8	پنڈی بھٹیاں

ویٹرنری ڈسپنسریز مندرجہ ذیل جگہوں پر واقع ہیں۔

-1	مدن پھلہ	-2	برج دارا
-3	کوٹ سلیم	-4	مظفر نون
-5	کلیاں والہ	-6	کالیکی منڈی
-7	مصطفیٰ آباد	-8	ٹھٹھہ اصالت
-9	خرم چوریڑہ	-10	دوہٹہ عظمت
-11	چک کھرل	-12	چک بھٹی
-13	رام تارڑ	-14	قلعہ مراد بخش

15-	مانگٹ نیچا	16-	کوٹ نکہ
17-	ٹھٹھہ خیرو مثمل	18۔	بھوبھڑہ
19	گھبریکا	20-	گیگے
21-	ساہوکی	22-	مدہریانوالہ
23-	دھنی	24-	کوٹ سرور
25-	میلوآنہ	26-	وودروڑ
27-	کوٹ سرور	28-	تحصیل ہیڈکوارٹر حافظ آباد
29-	تحصیل ہیڈکوارٹر پنڈی بھٹیاں		

(ب) ضلع حافظ آباد میں ویٹرنری آفیسرز کی 28 اسامیاں، ویٹرنری اسسٹنٹ کی 7 اور اے آئی ٹیکنیشن کی 18 اسامیاں خالی ہیں۔یہ اسامیاں گزشتہ تین سال سے خالی ہیں۔ ویٹرنری آفیسرز کی بھرتی کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ریکوزیشن جون2010 میں بھیج دی گئی ہے۔ویٹرنری اسسٹنٹ اور اے آئی ٹیکنیشن کی بھرتی کے لئے اشتہار30۔جون2010 کو روزنامہ جنگ میں شائع ہو چکا ہے۔انٹرویو27۔جولائی2010 کو ہوں گے۔درجہ چہارم کی تمام اسامیوں کو پچھلے ماہ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق پُر کر لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

مہر اشتیاق احمد: پہلا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو یہ کہتے ہیں کہ 29 ویٹرنری ڈسپنسریاں ہیں ان میں Head کون ہوتا ہے، سب سے بڑا آفیسر کون ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔منسٹر صاحب!

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! دو قسم کے phases ہیں-ہم ہر یونین کونسل سطح پر Support Service for Livestock کے لئے ویٹرنری بنا رہے ہیں-اس میں چار phase ہیں اور اس میں ویٹرنری آفیسر Head ہوتا ہے-

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر!29 ڈسپنسریاں ہیں اور نیچے لکھا ہوا ہے کہ پچھلے تین سال سے 28 اسامیاں خالی ہیں تو میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر 29 میں سے ویٹرنری ڈاکٹروں کی 28 اسامیاں خالی ہوں گی تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہم آنے والے وقت میں کیا ترقی کریں گے؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے یہ جواب آیا ہے کہ پہلے ایڈہاک بھرتی ہوتی رہی ہے جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ دو قسم کے ہیں ایک ویٹرنری

ہسپتال اور ڈسپنسریاں پہلے سے موجود ہیں اب یہ Support Service for Livestock Programme کے تحت نئی ویٹرنری ڈسپنسریاں بنی ہیں۔جب نئے ویٹرنری ہسپتال بنتے ہیں تو یہ ایک پراجیکٹ ہوتا ہے اور اس کے لئے سٹاف sanction ہوتا ہے۔یہ چار phases میں ہیں اور اس کے تحت ہی یہ نئی ڈسپنسریاں بنی ہیں اور جونہی یہ بلڈنگز بنی ہیں تو ان کے سٹاف کے لئے posts advertise کی جارہی ہیں۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!کیاV.A کے لئے بھی پبلک سروس کمیشن میں جانا پڑتا ہے؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!ایک علیحدہ پراجیکٹ بنایا گیا ہے Support Service for Livestock یہ یونین کونسل کی سطح پر نئی ویٹرنریز بنی ہیں۔اب ان کے لئے سٹاف منظور ہوا ہے اور اس کی پوسٹیں advertise ہو رہی ہیں۔

مہر اشتیاق احمد:جناب سپیکر!مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ یہ کیوں نہیں پڑھ رہے؟یہاں نیچے جز(ب)میں لکھا ہوا ہے کہ ضلع حافظ آباد میں ویٹرنری آفیسر کی 28 اسامیاں،ویٹرنری اسسٹنٹ کی سات اور AI ٹیکنیشنز کی 18 اسامیاں خالی ہیں اور یہ اسامیاں گزشتہ تین سال سے خالی ہیں۔ویٹرنری آفیسر کی اسامیوں کے لئے جیسے پہلے جواب دیا گیا تھا کہ ان کے لئے جون 2010 میں requisition کر دی گئی ہے۔اگر یہ نئی ڈسپنسریاں بھی تھیں پھر بھی گزشتہ تین سال سے یہ اسامیاں خالی تھیں تو اس کا مطلب ہے کہ یہ ڈسپنسریاں تین سال پہلے بن چکی تھیں۔اب پتا نہیں یہ نئی سے کیا مراد لیتے ہیں؟

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!انہیں بتائیں۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!اس میں class IV کی تو بھرتی ہو گئی ہے لیکن اس سے اوپر کی اسامیوں پر ابھی پابندی ہے۔پابندی ہٹنے کے بعد فوراً بھرتی کر دی جائے گی۔ جہاں تک ویٹرنری ڈاکٹرز ہیں تو ان کی پوسٹیں advertise ہو گئی ہیں اور ان کی employment بہت جلد ہو جائے گی اور ڈاکٹر تعینات ہو جائیں گے۔Support Service Programme کے تحت 28 نئی ویٹرنری ڈسپنسریاں بنی ہیں۔

جناب سپیکر:اب ہم اگلا سوال لیتے ہیں۔جی،آمنہ الفت صاحبہ!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ کہیں fort میں رہتے ہیں ؟اب ہم اس سوال سے آگے چلے گئے ہیں۔ جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3511 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوشت کی پیداوار بڑھانے کی تفصیلات

*3511: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے درآمد شدہ نسل کشی کے ٹیکوں کو پنجاب میں استعمال کیا جارہا ہے، اگر ہاں تو سال 2006 سے اب تک ان ٹیکوں کی وجہ سے کیا بہتر اثرات مرتب ہوئے ہیں؟

(ب) یہ بھی بتایا جائے کہ دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے حکومت کن خصوصی منصوبوں پر کام کر رہی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبائی حکومت کے تحت (گوشت کی پیداوار بڑھانے) کے لئے بہادر نگر فارم پر استعمال کے لئے سال 2004 تا 2006 کے دوران 1168 ڈوز بیف سیمن خریدا گیا۔ تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ دیسی بچھڑوں میں وزن میں اضافہ کی صلاحیت 650 گرام یومیہ ہے جبکہ گوشت کی درآمدی نسل کے بچھڑوں کی وزن بڑھانے کی صلاحیت 1295 گرام سے 1500 گرام یومیہ ہے۔

چند ضلعی حکومتیں بھی اپنے طور پر ٹیکے خرید کر استعمال کر رہی ہیں۔ مثال کے طور پر ضلعی حکومت، لاہور نے سال 2006 سے اب تک 6500 نسل کشی کے ٹیکے خریدے جس میں سے 3500 ٹیکے استعمال ہوئے ان ٹیکوں کے استعمال کی وجہ سے بچھڑوں میں گوشت کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔

(ب) محکمہ لائیو سٹاک حکومتِ پنجاب کے زیرِ اہتمام دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے متعدد منصوبوں پر کام جاری ہے بھینسوں کی افزائش کے لئے بفیلو ریسرچ انسٹیٹیوٹ بھونیکی (پتوکی)، ڈائریکٹوریٹ آف لائیو سٹاک فارمز اور لائیو سٹاک پروڈکشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ بہادر نگر میں کام ہو رہا ہے۔ جس کے تحت اچھی نسل کے کٹڑے تحقیق اور جستجو کے بعد منتخب کئے جاتے ہیں اور اس کے بعد سیمن پروڈکشن یونٹ کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں۔ ساہیوال اور چولستانی نسل کے لئے جھنگ اور جگیت پیر میں ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ ان اداروں سے بھی اعلیٰ نسل کے بچھڑے منتخب کر کے سیمن پروڈکشن یونٹ کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ اضافی تعداد میں دستیاب کٹڑے اور بچھڑے نجی فارموں کو بھی مہیا کئے جا رہے ہیں۔

جناب وزیرِ اعلیٰ پنجاب کے خصوصی فنڈ سے غریب کاشتکاروں کے جانوروں کو فری ویکسین، فری ڈی وارمنگ اور فری نسل کشی کے علاوہ مفت ونڈا جات فراہم کئے جاتے ہیں۔

ان تمام اقدامات کی وجہ سے دودھ کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے سوال کے جز (ب) میں سوال کیا تھا کہ حکومت دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے کن خصوصی منصوبوں پر کام کر رہی ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ اعلیٰ نسل کے بچھڑے منتخب کر کے سیمن پروڈکشن یونٹ کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں اس کے علاوہ اضافی تعداد میں دستیاب کٹڑے اور بچھڑے نجی فارموں کو بھی مہیا کئے جاتے ہیں اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے خصوصی فنڈ سے غریب کاشتکاروں کے جانوروں کو فری ویکسینیشن، فری ڈی وارمنگ اور فری نسل کشی کے علاوہ مفت ونڈا جات فراہم کئے جاتے ہیں۔میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ فری ویکسینیشن اور باقی ساری سہولیات بڑے بڑے نجی فارموں کے لئے ہیں یا جو لوگ چھوٹے پیمانے پر جانور پال رہے ہیں جن کی پنجاب بھر میں زیادہ تعداد ہے انہیں بھی یہ مراعات فراہم کی جا رہی ہیں؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے 2008-09 میں ایک special initiative کے تحت 500 ملین یعنی 50 کروڑ روپے کی رقم عنایت کی اور اسے پورے پنجاب میں تقسیم کیا گیا۔ جن چھوٹے farmers کے پاس پانچ بڑے جانور گائیں بھینسیں ہیں

اور بیس تک بھیڑ بکریاں ہیں۔ہم نے زکوٰۃ کے فارموں سے، فوڈ سپورٹ سکیم اور دوسرے ذرائع سے چھوٹے farmers کا پتا کروایا ہے اور انہیں تلاش کر کے ان کے لئے ونڈا فری ہو گا، ڈی وارمنگ فری ہو گی، ویکسینیشن فری ہو گی اور انہیں میڈیسن بھی فری ملیں گی۔اب پھر 10-2009 میں پانچ سو ملین روپیہ اور دیا ہے یعنی چھوٹے farmers پر ایک ارب روپیہ صرف کیا جا رہا ہے اور اس کی مانیٹرنگ کے لئے باقاعدہ میکنزم بنایا گیا ہے۔اس کمیٹی میں ڈی سی او، ڈی ایل او اور ان کے علاوہ اور بھی اس کمیٹی کے ممبران ہیں اور ہم باقاعدہ اسے مانیٹر کر رہے ہیں اور چھوٹے farmers تک یہ سہولت پہنچائی جا رہی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کیا یہ کام شروع ہو چکا ہے یا ابھی یہ منصوبہ تکمیل کے مراحل میں ہے؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): لائیو سٹاک devolved محکمہ ہے، یہ ضلعی حکومت کے under تھا اور وہاں DCO ہیں۔حکومت پنجاب نے animal population کی بنیاد پر وہاں پیسے پہنچا دیئے ہیں اور انہیں فراہمی شروع ہو گئی ہے۔اگر کہیں کوئی شکایت ہے تو مجھے بتائیں میں اسے redress کروا دوں گا۔جہاں تک ہم نے دیکھا ہے یہ پیسے وہاں پہنچ رہے ہیں اور انہیں یہ سہولیات میسر آ رہی ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3598 ہے۔میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات میں ویٹرنری ڈسپنسریوں ہسپتالوں کی تفصیلات

*3598: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں میں سال 2008-09 کے دوران کتنے بیمار جانوروں کا علاج کیا گیا؟

(ب) ادویات کی مد میں کتنی رقم رکھی گئی اور کتنی خرچ ہوئی؟

(ج) ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کی بلڈنگز کی صورتحال کیا ہے؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گجرات میں سال09-2008 میں192926 بیمار جانوروں کا علاج کیا گیا۔

(ب) سال09-2008 میں 8.951 ملین روپے ادویات کی مد میں مختص کئے گئے اور تمام رقم خرچ کر دی گئی۔

(ج) ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کی بلڈنگز کی صورتحال تسلی بخش ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے بتایا ہے کہ ادویات کی مد میں ٹوٹل 8.951 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔اگر بعض دفعہ اس سے زیادہ ضرورت پیش آئے تو اس میں کیا طریق کار ہے، یہ بھی بتا دیں کہ وہاں ویٹرنری ڈاکٹروں کی کتنی تعداد ہے اور کس ratio سے ڈاکٹروں کی تعداد رکھی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا بھی ضمنی سوال ہے۔منسٹر صاحب اکٹھا جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ ابھی صبر کریں اور ان کے سوال کا جواب آنے دیں۔

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال کا کیا نمبر ہے؟

جناب سپیکر: سوال نمبر 3598 ہے۔

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): محترمہ نے سوال میں پوچھا ہے کہ اس مد میں کتنی amount رکھی گئی ہے تو یہ رقم 8.951 ملین روپے ہے یعنی ادویات کی مد میں 89 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ یہ بھی پوچھ رہی ہیں کہ کتنے ڈاکٹر ہیں؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! محترمہ اپنا سوال دہرا دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب بتائیں کہ وہاں کتنے ڈاکٹر ہیں، کتنے جانوروں کا علاج کیا گیا ہے اور یہ رقم کتنے عرصے میں خرچ ہوئی ہے، کیا یہ رقم پورے سال میں خرچ ہوئی ہے یا اس کے بعد بھی

انہیں مزید رقم کی ضرورت پڑی ہے اگر مزید رقم کی ضرورت پڑی ہے تو انہوں نے اس کا کیا بندوبست کیا ہے؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! وہاں ڈاکٹروں کی تعداد 26 ہے اور وہاں ضرورت کے مطابق رقم فراہم کی گئی ہے۔اگر کہیں کوئی مسئلہ ہے تو مجھے بتائیں میں وہ حل کرا دوں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اگر کہیں کوئی مسئلہ ہے تو اس کی نشاندہی فرمادیں تو وہ اسے حل کروادیں گے۔

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): وہاں 26 ویٹرنری ڈاکٹر موجود ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، مہربانی۔ محترمہ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ تشریف رکھیں۔یہ بات آپ سے متعلقہ نہیں ہے بلکہ ادھر سے بات آ رہی ہے اور آپ کو بات کی سمجھ آنی چاہئے۔

جناب اللہ رکھا: میری بڑی ضروری بات ہے۔

جناب سپیکر: ضروری بات ہے تو محنت کر لیا کیجئے۔کسی کے کندھوں پر رکھ کر نہ چلایا کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا بھی اس سوال سے متعلق ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال کے جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ "ویٹرنری ہسپتالوں/ ڈسپنسریوں کی بلڈنگز کی صورتحال کیا ہے" اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "ویٹرنری ہسپتالوں/ ڈسپنسریوں کی بلڈنگز کی صورتحال تسلی بخش ہے" تو کیا تسلی بخش قرار دینے کے لئے کوئی criteria یا معیار بنایا گیا ہے؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے محکمہ سے پوچھا ہے۔ انہوں نے یہی بتایا ہے کہ annual repair ہوتی ہے لیکن سب ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی عمارتیں ٹھیک حالت میں ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3599 ہے

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جی، ہاں!اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات،انسداد بے رحمی حیوانات، چالان و دیگر تفصیلات

*3599: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

یکم جنوری 2007 سے آج تک ضلع گجرات میں انسداد بے رحمی حیوانات نے کل کتنے چالان کئے، کتنے چالان عدالت میں پیش کئے اور کتنے زیر التواء ہیں؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

یکم جنوری 2007 سے آج تک ضلع گجرات میں انسدادِ بے رحمی حیوانات نے کل 1594 چالان کئے، 1594 چالان ہی عدالت میں پیش کئے گئے اور 263 چالان پر فیصلہ ہو گیا اور 1331 چالان زیرِ التواء ہیں۔

ضلع گوجرانوالا کے سٹاف کی اضافی ڈیوٹی ہفتہ میں دو دن کے لئے ضلع گجرات لگادی گئی ہے تا کہ تنظیم انسدادِ بے رحمی حیوانات کا کام متاثر نہ ہو اور زیرِ التواء چالانوں کی پیروی کی جا سکے۔

مزید برآں نئے عملے کی بھرتی کے لئے انٹرویو ہو چکے ہیں اور تقرری آخری مراحل میں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال تو یہ ہے کہ کتنا نیا عملہ بھرتی کیا جا رہا ہے، دوسرا جواب میں لکھا گیا ہے کہ "تقرری آخری مراحل میں ہے" تو آخری مراحل سے کیا مراد ہے؟اس کے ساتھ ہی جو عملہ وہاں پر تعینات کیا جائے گا اس کے ranks کیا ہیں، کون سے گریڈ کے لوگ بھرتی کئے جا رہے ہیں اگر وزیر موصوف اس کی کوئی حتمی تاریخ بتا دیں تو بڑی مہربانی ہو گی؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!اس میں گریڈ۔16 کا ایک چیف انسپکٹر ہوتا ہے۔ گریڈ۔15 کا ایک ڈپٹی چیف انسپکٹر ہوتا ہے۔ سینئر انسپکٹر گریڈ۔14 میں ہے اور

جونیئر انسپکٹر کا گریڈ۔6 ہے۔ کل 24 انسپکٹر ہوتے ہیں۔اس وقت 13 تعینات ہیں جبکہ 11 اسامیاں خالی ہیں۔ان اسامیوں کو advertise کر دیا گیا ہے اور جلد ہی ان کی بھرتی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ نے یہ بھی پوچھا ہے کہ نئی بھرتیوں کا معاملہ کہاں تک پہنچ چکا ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!یہاں جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "تقرری آخری مراحل میں ہے"تو اس آخری مراحل سے کیا مراد ہے،دوسرا 1331 زیر التواء چالانوں کو جلد از جلد نمٹانے کے لئے کیا procedure adopt کیا گیا ہے؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!چھ نئی اسامیوں کی بھرتی کے لئے اخبار میں اشتہار دیا جا چکا ہے اور اس سلسلے میں انٹرویو کی تاریخ بھی مقرر ہو گئی ہے، جلد ہی یہ بھرتیاں مکمل کر لی جائیں گی۔دوسرا 1331 زیر التواء چالانوں کے حوالے سے یہ عرض کروں گا کہ پہلے وہاں پر کوئی انسپکٹر تعینات نہیں تھا۔میں نے اس سے متعلقہ دو آدمیوں کو چارج شیٹ کیا ہے۔اب یہ pending cases ٹرائل کورٹ کے پاس پہنچ گئے ہیں اور ان cases کو speedy trial کے ذریعے جلد نمٹا دیا جائے گا۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں اس حوالے سے بڑا important ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو ضمنی سوال کے لئے ایک منٹ دے رہا ہوں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انسداد بے رحمی حیوانات کے تحت جو چالان ہوتے ہیں یہ کس قانون کے تحت ہوتے ہیں، دوسرا میں وزیر صاحب سے یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ انسداد بے رحمی حیوانات کو انگلش میں کیا کہتے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب انگلش میں ترجمہ کرنے کے لئے نہیں ہیں۔میں آپ کے سوال کو rule out کرتا ہوں۔تشریف رکھیں۔اگلا سوال محمد محسن خان لغاری صاحب کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!سوال نمبر 3601 ہے

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جی ہاں،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈیرہ غازی خان ویٹرنری ہسپتال میں سٹاف و دیگر تفصیلات

*3601:جناب محمد محسن خان لغاری:کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈیرہ غازی خان ویٹرنری ہسپتال میں کتنا عملہ کام کر رہا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جانوروں کے لئے دوائیاں اور عملہ ضرورت کے مطابق دستیاب نہ ہے کیا حکومت ضرورت کے مطابق ادویات اور عملہ دینے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کتنی منظور شدہ اسامیاں خالی ہیں اور کب سے؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ڈیرہ غازی خان کے ویٹرنری ہسپتال میں ایک ویٹرنری آفیسر اور 10 دیگر ملازمین پر مشتمل سٹاف کام کر رہا ہے

(ب) جانوروں کے لئے ادویات اور عملہ ضرورت کے مطابق موجود ہے اور حکومت ضرورت کے مطابق ادویات فراہم کر رہی ہے۔

(ج) ضلعی ہسپتال ڈیرہ غازی خان میں کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

جناب سپیکر:کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری:میں کوئی ضمنی سوال پوچھنا نہیں چاہتا۔

جناب سپیکر:شاباش، محسن لغاری صاحب جواب سے مطمئن ہیں۔اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!سوال نمبر 3670 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صارفین کو خالص وارزاں دودھ کی فراہمی کا مسئلہ

*3670: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پاکستان دودھ کی پیداوار کے لحاظ سے دنیا کا پانچواں بڑا ملک ہے۔اس کے باوجود خالص اور ملاوٹ سے پاک دودھ دستیاب نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مویشی پالنے والے حضرات زیادہ دودھ حاصل کرنے کے لئے بھینسوں کو انجکشن لگاتے ہیں جس سے دودھ استعمال کرنے والوں کے جسموں پر مضر اثرات ہوتے ہیں؟

(ج) اگر مذکورہ جزہائے کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ڈیری فارمنگ کے فروغ کے لئے کون سے خصوصی انتظامات واقدامات اٹھا رہی ہے تاکہ صارفین کو خالص دودھ ارزاں نرخوں پر فراہم ہو سکے؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ دودھ کی کوالٹی کنٹرول کرنے کے لئے محکمہ امورِ حیوانات کے پاس اختیار نہ ہے۔ یہ اختیار پیور فوڈ ایکٹ کے تحت محکمہ صحت کے پاس ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ کچھ مویشی پال حضرات زیادہ دودھ حاصل کرنے کے لئے آکسی ٹوسن ہارمون کا انجکشن بھینسوں کو لگاتے ہیں لیکن ان ٹیکوں سے حاصل کردہ دودھ استعمال کرنے سے انسانوں کی صحت پر کوئی مضر اثرات مرتب نہیں ہوتے، کیونکہ ابالنے سے ٹیکے کا اثر دودھ میں سے زائل ہو جاتا ہے اور اگر استعمال کئے گئے دودھ میں اس ہارمون کی باقیات موجود بھی ہوں تو وہ انتڑیوں میں زائل ہو جاتی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

(1) مصنوعی نسل کشی کے لئے تمام اضلاع میں مصنوعی نسل کشی کے مراکز قائم کر دیئے گئے ہیں۔ جہاں ویٹرنری آفیسر اور اے آئی ٹیکنیشن ہمہ وقت بہترین سیمن فراہم کر کے بریڈ امپروومنٹ میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

(2) ٹیکنیکل رہنمائی فراہم کرنے کے لئے پنجاب کے تمام ضلعی دفاتر میں فارمرز کو ہر ممکن مدد فراہم کرنے کے لئے ویٹرنری سٹاف موجود ہے۔ مزید برآں محکمہ کی ہیلپ لائن:0800-78686 اور 0800-78685 پر ہر ممکن مناسب مشورے دستیاب ہیں۔

(3) پنجاب میں متعدد لائیو سٹاک فارموں میں ساہیوال، چولستانی نسل کو بچانے اور ترقی دینے کے لئے کافی مفید اور نتیجہ خیز کام سرانجام پارہاہے۔ علاوہ ازیں نیلی راوی بھینس کی نسل کے بچاؤاور ترقی کے لئے بفیلو ریسرچ انسٹیٹیوٹ پتوکی میں ریسرچ کا کام ہو رہاہے جو ڈیری فارمنگ کے لئے گراں قدر خدمات سر انجام دے رہاہے۔

ان اقدامات کے نتیجے میں دودھ کی پیداوار بڑھانے میں خاطر خواہ مدد ملے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے جز(الف) میں پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ پاکستان دودھ کی پیداوار کے لحاظ سے دنیا کا پانچواں بڑا ملک ہے اس کے باوجود خالص اور ملاوٹ سے پاک دودھ دستیاب نہ ہے؟ محکمہ کی طرف سے اس کا جواب آیا ہے کہ "دودھ کی کوالٹی کنٹرول کرنے کے لئے محکمہ امور پرورش حیوانات کے پاس اختیار نہ ہے۔ یہ اختیار Pure Food Act کے تحت محکمہ صحت کے پاس ہے "یعنی محکمہ نے اس کا جواب نہیں دیا کیونکہ یہ اختیارات محکمہ صحت کے پاس ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے اختیارات محکمہ صحت کے پاس کیوں ہیں، دوسرا کیا محکمہ صحت اس سلسلے میں محکمہ لائیو سٹاک کے ساتھ کوئی coordination رکھتا ہے تاکہ pure دودھ فراہم کرنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی ہو سکے، کوئی check and balance ہو سکے، کیا coordination کرنے کے لئے کوئی تجویز زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: یہ اختیار محکمہ خوراک کے پاس کیوں ہے اس کا جواب وہ نہیں دے سکتے، اس کا جواب تو آپ کو دینا چاہئے کیونکہ یہ اختیارات آپ خود ہی دیتے ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں پچھلی اسمبلی میں نہیں تھی اس لئے یہ اختیار میں نے نہیں دیا۔ میرے سوال کے دوسرے حصے کا جواب ابھی نہیں آیا کہ محکمہ اس سلسلے میں محکمہ لائیو سٹاک کے ساتھ کیا coordination اختیار کرتا ہے؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پاکستان دنیا کا پانچواں بڑا دودھ پیدا کرنے والا ملک ہے اور اس کی کل production 41 billion litres ہے جس کا 60 فیصد پنجاب پیدا کرتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ نے جو سوال پوچھا ہے اس کا جواب دیں۔

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں ادھر ہی آ رہا ہوں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس میں سے 5 فیصد دودھ process ہوتا ہے باقی raw دودھ لوگ ڈبوں میں فروخت کرتے ہیں۔ جہاں تک co-ordination کی بات ہے تو محکمہ صحت کے علاوہ T.M.A کا بھی یہ function ہے، وہ دودھ کا sample لیتے ہیں اور آگے چالان کے لئے بھیجتے ہیں۔ محکمہ لائیو سٹاک کا کام دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانا ہے۔ محکمہ لائیو سٹاک دودھ کی کوالٹی کو کنٹرول نہیں کرتا۔ دودھ کی کوالٹی کو کنٹرول کرنا T.M.A کا کام ہے۔

جناب سپیکر: اصل میں محترمہ نے یہ پوچھا ہے کہ کیا ان کی آپ کے محکمہ کے ساتھ کوئی co-ordination ہو سکتی ہے یا نہیں؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے آج ہی سیکرٹری لائیو سٹاک سے کہا ہے کہ بے شک یہ function ضلعی گورنمنٹ کا ہے، بے شک یہ T.M.A کا function ہے لیکن ہمیں بھی اس میں intervene کرنا چاہئے۔ ہم سوچ بچار کر کے اس کے لئے اپنی کوئی coordination پیدا کریں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا جز (ج) کے بارے میں بھی ایک چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔ یہاں جواب میں بتایا گیا ہے کہ "نیلی راوی بھینس کی نسل کے بچاؤ اور ترقی کے لئے بیفلو ریسرچ انسٹیٹیوٹ پتوکی میں ریسرچ کا کام ہو رہا ہے جو کہ ڈیری فارمنگ کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دے رہا ہے" تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ ایک بیفلو ریسرچ انسٹیٹیوٹ پورے پنجاب کے لئے کافی ہے؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بیفلو ریسرچ انسٹیٹیوٹ پتوکی کے پاس "بھونیکی" میں ہے۔ یہ آپ کے ضلع میں ہے۔ اس کو ہم نے کافی improve کیا ہے۔ یہ نیلی راوی بھینس کی preservation, conservation کے لئے بنایا گیا ہے۔ ان کے جو سانڈ ہوتے ہیں، جو male livestock ہوتے ہیں وہ ہم آگے farmers کو دیتے ہیں۔ جو elite جانور بنتے ہیں ان کے لئے ایک طریق کار بنایا گیا ہے، اس کے parameters رکھے گئے ہیں۔ جو proven bull ہوتے ہیں ان سے quality semen تیار کر کے آگے ہم پیداوار بہتر کرتے ہیں۔ اس سے پورے پنجاب میں بڑی improvement آ رہی ہے۔ اس کے لئے ہم نے 12 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا ایک Research Centre for Conservation of Sahiwal

cattle کے لئے بھی کام کر رہا ہے۔اس پر بھی ہمارا محکمہ 14 کروڑ روپے خرچ کر رہا ہے۔ساہیوال نسل کے cattle کو conserve کرنے کے لئے جو طریق کار اپنایا گیا ہے اس سے بھی خاصی improvementآ رہی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال شیر علی خان صاحب کا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 3675 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب شیر علی خان: جی، ہاں اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

افزائش نسل کے لئے مادہ تولید کو محفوظ کرنے کی تفصیلات

*3675: **جناب شیر علی خان:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ افزائش نسل کے لئے مادہ تولید کو محفوظ کرنے کے لئے مائع نائٹروجن گیس اوپن مارکیٹ سے حاصل کی جارہی ہے کس ادارے، فرم، کن شرائط پر، کتنے عرصہ، کتنی مقدار اور کتنی مالیت کی خرید کی گئی تفصیل مہیا کی جائے؟

(ب) اگر مذکورہ گیس خریدنے کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا تو نقل فراہم کریں نیز جن افراد اور فرموں نے tenderدیئے ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل بیان کریں؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ افزائش نسل کے لئے مادہ تولید کو محفوظ کرنے کے لئے مائع نائٹروجن گیس اوپن مارکیٹ سے حاصل کی جارہی ہے:۔

یہ گیس برائے سال 10-2009 میسرز غنی گیسز کمپنی لمیٹڈ، لاہور سے خریدی جارہی ہے۔شرائط کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔مائع نائٹروجن گیس کی خرید کا معاہدہ میسرز غنی گیسز کمپنی لمیٹڈ، لاہور کے ساتھ ایک سال کے لئے کیا گیا ہے۔ یہ تقریباً 452,000 ہزار لٹر مائع نائٹروجن گیس پورے سال 10-2009 کے لئے ہے۔ مائع نائٹروجن گیس کی کل مالیت تقریباً-/4,455,000 روپے تک بنتی ہے۔

(ب) مائع نائٹروجن گیس کی خرید کے لئے ڈائریکٹر، پبلک ریلیشن، لاہور کے ذریعے باقاعدہ دو اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا جن کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئیں ہیں اور یہ گیس مبلغ 9.90 روپے فی لٹر کے حساب سے محکمہ خرید کر رہا ہے۔

جن فرموں نے ٹینڈر دیئے ان کے ناموں اور پتاجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. میسرز بی او سی (BOC) لمیٹڈ، شالامار لنک روڈ، مغلپورہ، لاہور
2. میسرز فائن گیس لمیٹڈ، کوٹ لکھپت، لاہور
3. میسرز میڈی گیس لمیٹڈ، لاہور
4. میسرز غنی گیسز کمپنی لمیٹڈ، لاہور
5. میسرز شریف لمیٹڈ کمپنی، لاہور

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ "جن فرموں نے ٹینڈر دیئے ہیں ان کے ناموں اور پتاجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1. میسرز بی او سی (BOC) لمیٹڈ، شالامار لنک روڈ، مغلپورہ، لاہور
2. میسرز فائن گیس لمیٹڈ، کوٹ لکھپت، لاہور
3. میسرز میڈی گیس لمیٹڈ، لاہور
4. میسرز غنی گیسز کمپنی لمیٹڈ، لاہور
5. میسرز شریف لمیٹڈ کمپنی، لاہور

جناب سپیکر! کیا یہ لاہور کے علاوہ کوئی اور کمپنی ٹینڈر میں حصہ نہیں لے سکتی؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ ایسی کوئی پابندی تو نہیں ہو سکتی۔

جناب شیر علی خان: میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے بتایا ہے کہ 10-2009 کا ٹھیکہ غنی کمپنی کو دیا گیا ہے کیا 09-2008 کا ٹھیکہ بھی اسی کمپنی کو دیا گیا تھا اور انہوں نے 11-2010 کا ٹھیکہ کس کمپنی کو دیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر! پہلے BOC Company کی monopoly تھی اب open tenders ہوئے ہیں اور rates بہت کم ہوئے ہیں اس دفعہ یہ ٹھیکہ competition میں غنی گیسز لمیٹڈ کو 9.90 روپے میں ملا ہے۔یہی companies registered ہیں اور لاہور سے باہر کی کمپنیاں اس میں شامل نہیں ہیں۔

جناب شیر علی خان:جناب سپیکر! پہلے یہ ٹھیکہ B.O.C کو دیتے تھے انہوں نے پچھلے سال ٹھیکہ غنی گیسز کو دیا تھا کیا اس سال بھی انہوں نے اس کا ٹھیکہ غنی گیسز کو دیا ہے اور اب بھی 9.90 روپے rate ہے یا rate اس سے بڑھ گیا ہے؟

جناب سپیکر:جی،وزیر صاحب!

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!اس کا ٹھیکہ پچھلے سال BOC کے پاس تھا اور اس وقت یہ ٹھیکہ غنی گیسز کے پاس ہے۔

رانا محمد افضل خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:رانا صاحب!میں آپ سے دست بستہ گزارش کرتا ہوں کہ ہم نے ایک کمیٹی میں بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ ہمارے دوست during Question Hour کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں کریں گے۔

رانا محمد افضل خان:جناب سپیکر!اگر ایوان میں کوئی غلط بات ہو رہی ہو تو پھر ہم اس کے لئے کیا کریں؟

جناب سپیکر:Question Hour میں نہیں،آپ اس کی نشاندہی بعد میں کر دیں۔اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو وہ آپ کر سکتے ہیں؟

رانا محمد افضل خان:جناب سپیکر!اس سوال پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بار بار یہ پوچھا جا رہا ہے کہ یہ ٹھیکہ کس کو دیا۔جب ٹینڈر ہوتا ہے تو ٹھیکہ لینے والی کمپنی اپنی bid کے زور پر ٹھیکہ لیتی ہے،حکومت کسی کمپنی کو ٹھیکہ دیتی نہیں ہے۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!میرے بھائی شیر علی خان صاحب کو تھوڑا سا confusion ہوا ہے جو میں clear کرتا ہوں۔یہ ٹھیکہ 09-2008 میں B.O.C کے پاس تھا،10-2009 میں غنی گیسز کے پاس تھا اور اس سال بھی یہ ٹھیکہ غنی گیسز کے پاس ہے۔

جناب سپیکر:Next Question محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔۔۔ وہ خود بھی نہیں ہیں اور ان کے behalf پر بھی کوئی نہیں ہے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

خواجہ محمد اسلام:جناب سپیکر! میرا سوال نمبر3829 ہے۔

ضلع فیصل آباد کے لئے سالانہ گرانٹ و دیگر تفصیلات

*3829:خواجہ محمد اسلام :کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد محکمہ امور پرورش حیوانات کو مالی سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران کتنی گرانٹ سالانہ فراہم کی گئی ہے؟

(ب) کتنی رقم ان سالوں کے دوران کن کن ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی عمارات کی تعمیر پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور تیل پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم گریڈ11 سے اوپر کے ملازمین کے ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم ان سالوں کے دوران سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مالی سال|08-2007 اور09-2008 کے دوران فراہم کی گئی گرانٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

2007-08	108.1036 ملین روپے
2008-09	125.5121 ملین روپے

(ب) سال08-2007 کے دوران ضلعی حکومت کی طرف سے تقریباً4.02 ملین روپے منظور ہوئے اور مندرجہ ذیل ہسپتالوں کی تعمیر پر خرچ ہوئے۔

-1	چک نمبر221 گ ب	0.9 ملین روپے
-2	چک نمبر225 گ ب	1.542 ملین روپے
-3	چک نمبر218 گ ب	0.602 ملین روپے
-4	چک نمبر118 ج ب	0.386 ملین روپے

5- چک نمبر175گ ب 0.800ملین روپے

سال09-2008 کے دوران ہسپتالوں کی مرمت وغیرہ کی مد میں ضلعی حکومت کی طرف سے مبلغ1.689 ملین روپے مندرجہ ذیل ہسپتالوں کی مرمت کے لئے خرچ کئے گئے۔

1- ویٹرنری ہسپتال ماموں کانجن

2- ڈجکوٹ

3- ڈسٹرکٹ لائیوسٹاک آفیسر آفس

4- مرکز مصنوعی نسل کشی کھرڑیانوالہ

جبکہ ADP سکیم برائے سال09-2008 کے دوران ضلعی حکومت کی طرف سے 18.4 ملین فنڈز منظور ہوئے ہیں 29 بلڈنگ کی مرمت کے نئے ٹینڈر کال کئے گئے تھے مرمت کا کام مکمل ہوگیا ہے اس طرح پنجاب حکومت کی طرف سے بھی 10 ملین روپے کے فنڈز فراہم کئے گئے تھے اور 10 بلڈنگز کی مرمت کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور تیل پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔ سال 2007-08 میں مرمت پر 0.129 ملین روپے اور تیل پر 0.337 ملین روپے سال 2008-09 میں مرمت پر 0.150 ملین روپے اور تیل پر 0.428 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(د) گریڈ 11 سے اوپر کے ملازمین کو TA/DA کی مد میں خرچ کی جانے والی رقم کی تفصیل ذیل میں درج ہے:۔

سال 2007-08 میں خرچ 0.363 ملین روپے

سال 2008-09 میں خرچ 0.294 ملین روپے

(ہ) سال 2007-08 اور 2008-09 کے دوران سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال 2007-08 80.8196 ملین روپے

سال 2008-09 100.7150 ملین روپے

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ ہمیں 08-2007 میں 108 ملین روپے اور 09-2008 میں 125 ملین روپے grant ملی ہے لیکن انہوں نے اس کا break up نہیں بتایا کہ یہ رقم کہاں پر خرچ کی ہے؟

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! اگر آپ نے break up کا پوچھنا ہے تو پھر آپ کو نیا سوال کرنا پڑے گا۔

خواجہ محمد اسلام:جناب سپیکر!آپ اگر اس کا حصہ (ب) پڑھیں گے تو آپ کو پتا چلے گا کہ ضلعی حکومت کی طرف سے 4 ملین روپے منظور ہوئے جس میں سے چک نمبر 221 میں 0.9 ملین روپے، چک نمبر 225 میں 1.5 ملین روپے اور چک نمبر 218 میں 0.6 ملین روپے خرچ ہوئے تو اس 4 ملین روپے کا تو انہوں نے break up دیا ہے لیکن اوپر ان کو جو 125 ملین روپے یا 108 ملین روپے ملے ہیں ان کا کوئی break up نہیں دیا گیا۔ ہمیں پتا چلنا چاہئے کہ انہوں نے یہ رقم کہاں پر خرچ کی ہے؟

جناب طاہر احمد سندھو:جناب سپیکر!وزیر صاحب اس کے ساتھ ہی میرا ضمنی سوال بھی سن لیں اور وزیر صاحب ان دونوں سوالات کا اکٹھا جواب دے دیں۔ پچھلے Financial Year میں insemination کی total cost کیا تھی؟ میں آپ کی وساطت سے House کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بالکل failure ہے اور میں نے اس کو اپنے farm پر practically آزمایا ہے جس میں loss ہوا ہے اور یہ loss Livestock Department کی وجہ سے ہوا ہے اور سب لوگوں کے ساتھ اسی طرح ہی ہوا ہے۔ یہ باہر سے insemination import کرتے ہیں تو وہ result نہیں دیتے یا ان کے پاس trained personals نہیں ہیں تو زمیندار ultimately loss میں جا رہے ہیں تو وزیر موصوف بتا دیں کہ اس پر ان کی کتنی cost آ رہی ہے اور اس کا فائدہ کیا ہے؟

جناب سپیکر:وزیر صاحب!آپ کو اس پر بہت دھیان دینا چاہئے ایک تو expired date کا خیال کرنا چاہئے اس کے ساتھ ساتھ اگر آپ کے پاس proven bull کے semens نہیں ہیں تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ اس طرح کے تو آپ کے پاس بھی ہیں۔ معزز ممبر نے جو بات کی ہے اس کی inquiry کروائیں تاکہ پتا چلے کہ انہیں کہیں سے غلط semens کیوں ملے ہیں اور اس کا خمیازہ کس کو بھگتنا پڑے گا؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!ہم semens لے کر انہیں Liquid Nitrogen میں preserve کر کے یہاں shift کرتے ہیں اس میں 75 results percent آ رہے ہیں اور یہ local semens ہیں۔ اب ہم نے Military Farm Okara کے ساتھ public partnership کے تحت joint venture کیا ہے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب وہاں گئے تھے اس کے ذریعے سے semens کے مسئلے کو بہتر انداز میں حل کیا جا رہا ہے اس پر حکومت بڑی focus کر رہی ہے اور یہ natural semens ہوں گے کیونکہ اس کے result 95 percent ہیں اور اس کی بڑے اچھے طریقے سے دیکھ بھال کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر!خواجہ صاحب نےbreak up کے حوالے سے سوال کیا ہے تو میں بتاتا چلوں کہ ویٹرنری ہسپتال ماموں کانجن کے لئے 0.629 ملین روپے، مرکز مصنوعی نسل کشی کھرڑیانوالا کے لئے 0.1 ملین روپے، ڈجکوٹ کے لئے 0.76 ملین روپے، ڈسٹرکٹ لائیوسٹاک آفیسر آفس کے لئے 0.2 ملین روپے اور باقی چکوک کاbreak up بھی اس سوال کے جواب میں موجود ہے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب!Next Question بھی آپ کا ہے اورQuestion Hour ختم ہونے میں دو منٹ رہ گئے ہیں اس میں آپ اپنی بات کر لیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3831 ہے۔

ضلع فیصل آباد میں ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3831: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ کے کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں کس کس گریڈ کی اسامیاں خالی ہیں نیز یہ اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

(ج) ان ویٹرنری سنٹروں اور ہسپتال کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی تھی؟

وزیر لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریوں کی تفصیل اور مقام جہاں جہاں واقع ہیں درج ہیں۔

ہسپتال=	38
ڈسپنسریاں=	50
مرکز مصنوعی نسل کشی=	09
ذیلی مراکز مصنوعی نسل کشی=	46

تفصیل ویٹرنری ہسپتال / ڈسپنسری ضلع فیصل آباد ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ویٹرنری اسسٹنٹ پراونشل=12 سکیل نمبر9
ویٹرنری اسسٹنٹ ضلع کونسل=4 سکیل نمبر9
آرٹیفیشل انسیمینیشن ٹیکنیشن=2 سکیل نمبر9
ماشکی=5 سکیل نمبر1
سویپر=2 سکیل نمبر1
مالی=3 سکیل نمبر1

ویٹرنری اسسٹنٹ پراونشل کی12اسامیوں پر تعیناتی ہوچکی ہے بقایا ضلع کونسل کیڈر کی اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) کسی ہسپتال کو علیٰحدہ فنڈز نہیں دیئے جاتے ہیں تاہم ضلعی سطح پر فنڈز کی فراہمی درج ذیل ہے۔

سال08۔2007= 108.036ملین روپے
سال09۔2008= 125.512ملین روپے

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال صرف یہی ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ صوبے کی 12 سیٹیں پُر ہو گئی ہیں اور جو ضلع کیڈر کی ہیں وہ ابھی خالی ہیں۔ میں جناب منسٹر سے پوچھنا چاہوں گا کہ ان کا وہ سیٹیں کب تک پُر کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ویٹرنری اسسٹنٹ کی 112 اسامیوں کے لئے ایکسپریس اخبار میں 2009-05-08 کو اشتہار آیا تھا اور 12۔ مئی کو انٹرویو ہوئے تھے اور 2009-10-16 کو آرڈر ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع راولپنڈی میں ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3678: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی ضلع میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں؟

(ب) 2006-07 سے اب تک مذکورہ ویٹرنری سنٹروں کو فراہم کردہ گرانٹ کی تفصیل فراہم کریں؟

(ج) کتنے سنٹروں میں ڈی وی ایم ڈاکٹرز کی اسامیاں خالی ہیں؟

(د) مذکورہ سنٹروں میں خالی اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع راولپنڈی میں 13 ویٹرنری ہسپتال اور 23 ویٹرنری ڈسپنسریاں ہیں۔

(ب) ضلعی حکومت کی طرف سے 2006-07 سے اب تک مذکورہ ویٹرنری سنٹروں کو فراہم کردہ گرانٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال 2006-07	3.00 ملین روپے
سال 2007-08	3.00 ملین روپے
سال 2008-09	3.00 ملین روپے
سال 2009-10	6.00 ملین روپے
کل رقم (چار سالوں میں)	15.00 ملین روپے

(ج) ضلع راولپنڈی میں 14 ڈی وی ایم ڈاکٹرز کی اسامیاں خالی ہیں۔

(د) مذکورہ ہسپتالوں میں ویٹرنری آفیسر کی بھرتی پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے ہوتی ہے ان کے انٹرویو ہو چکے ہیں اور آرڈرز کا اجراء تکمیل کے مراحل میں ہے لہذا یہ اسامیاں جلد پُر کر دی جائیں گی۔

محکمہ امور پرورش حیوانات میں ڈی جی
اور ڈائریکٹر کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*4064:جناب محمد نوید انجم :کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ امور پرورش حیوانات میں ڈی جی اور ڈائریکٹر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی کس کس گریڈ اور field کی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تجربہ اور تعلیمی قابلیت مع گریڈ بتائیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ بتائیں؟

(د) کتنے ملازمین مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے حامل نہ ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان اسامیوں پر مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے حامل افراد تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ امور پرورش حیوانات پنجاب میں ڈائریکٹر جنرل سکیل 20 کی دو اسامیاں اور ڈائریکٹر سکیل نمبر 19 کی 18 منظور شدہ مستقل اسامیاں اور تین عارضی اسامیاں پراجیکٹ کی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

ڈائریکٹر جنرل (توسیع) لائیو سٹاک، ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ) لائیو سٹاک، ڈائریکٹر ہیڈ کوارٹر ڈائریکٹوریٹ جنرل (توسیع) لائیو سٹاک، ڈائریکٹر اینیمل ہیلتھ لاہور، ڈائریکٹر بارانی ایریا راولپنڈی، ڈائریکٹر بریڈ امپروومنٹ لاہور، ڈائریکٹر لائیو سٹاک فارمز لاہور، ڈائریکٹر سمال ریو مینینٹس ملتان، ڈائریکٹر ڈیزیز رپورٹنگ اینڈ سرویلینس پنجاب لاہور (عارضی)، ڈائریکٹر کمیونیکیشن اینڈ ایکسٹینشن لاہور (عارضی)، ڈائریکٹر پلاننگ اینڈ ایولیوایشن لاہور، ڈائریکٹر پنجاب سمال ہولڈر گوجرانوالہ، ڈائریکٹر ہیڈ کوارٹر بی آر آئی پتوکی، ڈائریکٹر خیری مورت اٹک، ڈائریکٹر لائیو سٹاک سروسز ٹریننگ سنٹر بہادر نگر اوکاڑہ، ڈائریکٹر ریسرچ سنٹر فار کنزرویشن آف ساہیوال کیٹل جھنگ، چیف ریسرچ آفیسر بفیلو ریسرچ انسٹیٹیوٹ پتوکی، سینئر ریسرچ آفیسر اینیمل نیوٹریشن سنٹر رکھ ڈیرہ چاہل لاہور، پراجیکٹ ڈائریکٹر

سپورٹ سروسز فار لائیو سٹاک فارمرز پنجاب لاہور، ڈائریکٹرVRIلاہور، ڈائریکٹرLPRI بہادر نگر، ڈائریکٹر پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی ، ایڈیشنل ڈائریکٹر فٹ اینڈ ماؤتھ لاہور۔

(ب) محکمانہ قواعد وضوابط کے تحت ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تجربہ تعلیمی قابلیت مع سکیل کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ڈائریکٹر جنرل (توسیع) وڈائریکٹر جنرل (ریسرچ) کی تعیناتی کے لئے سینیارٹی کے تحت سکیل 19 کے ڈائریکٹرز میں سے سینئر ترین ڈائریکٹر بذریعہ (پی ایس بی) ترقی سکیل نمبر 20 میں ہوتی ہے جبکہ ڈائریکٹرز کی تعیناتی کے لئے بنیادی سکیل نمبر 18 جن کی بنیادی ڈگری ویٹرنری سائنسز یا اینیمل ہسبنڈری اور کم از کم تجربہ 12 سال لائیو سٹاک کی ہر نظامت پر بنیادی سکیل نمبر 17 یا اوپر کام کیا ہوا گر بنیادی بھرتی سکیل نمبر 18 میں ہوئی ہو تو ترقی کے لئے تجربہ کی میعاد سات سال بذریعہ پروموشن میرٹ پر عمل میں لائی جاتی ہے اور مذکورہ اسامیوں کا سکیل نمبر 19 ہے۔

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام	عہدہ	سکیل	تعلیمی قابلیت	تجربہ
ڈاکٹر محمد عرفان زاہد	ڈائریکٹر جنرل (توسیع)	20	ڈی وی ایم (ایم ایس سی) ڈاکٹر آف سائنس	32سال
ڈاکٹر ظفر جمیل گل	ڈائریکٹر جنرل ریسرچ	20	ڈی وی ایم (ایم ایس سی)	36سال
ڈاکٹر محمد حنیف خان	ڈائریکٹر ہیڈ کوارٹر	20	ڈی وی ایم (ایم ایس سی) پی ایچ ڈی	36سال
ڈاکٹر محمد لطیف راجہ	ڈائریکٹر خیری مورت	19	ڈی وی ایم	36سال
ڈاکٹر تسنیم اختر	ڈائریکٹر (بی آئی)	19	ڈی وی ایم (ایم ایس سی) اینیمل ری پروڈکشن	30سال
ڈاکٹر اشرف اقبال	ڈائریکٹر	19	ڈی وی (ایم ایس سی) آنرز اینیمل نیوٹریشن	34سال
ڈاکٹر محمد اشرف	ڈائریکٹر	19	ڈی وی ایم (ایم ایس سی) پیتھالوجی	35سال
ڈاکٹر شمس الحسن	ڈائریکٹر	19	ڈی وی ایم (ایم ایس سی) آنرز	25سال
ڈاکٹر شوکت علی	ڈائریکٹر	19	ڈی وی ایم (ایم ایس سی)	33سال
ڈاکٹر انور حسین	پراجیکٹ ڈائریکٹر	19	ڈی وی ایم (ایم ایس سی)	33سال

		سپورٹ سروسز	ایگریکلچرل اکنامکس	
ڈاکٹر غلام محی الدین	ڈائریکٹر سمال یومینینٹس	18 اپنے سکیل میں	ڈی وی ایم(ایم ایس سی)	31سال
ڈاکٹر شاہد حسین بخاری	ڈائریکٹر ڈیزیز رپورٹنگ	18 اپنے سکیل میں	ڈی وی ایم(ایم ایس سی)	29سال
ڈاکٹر اسرار حسین	ڈائریکٹر کمیونیکیشن	18 اضافی چارج	ڈی وی ایم(ایم ایس سی)	27سال
ڈاکٹر امتیاز حسین شاہ	ڈائریکٹر ایل ایس پی سی	18 اپنے سکیل میں	ڈی وی ایم(ایم ایس سی)	35سال
ڈاکٹر جاوید اقبال	ڈائریکٹر آر سی ایس سی	18 اپنے سکیل میں	ڈی وی ایم(ایم ایس سی) پی ایچ ڈی	30سال
ڈاکٹر نواز سعید	ڈائریکٹر اینیمل نیوٹریشن سنٹر، ڈیرہ چاہل سینئر ریسرچ آفیسر بی آر آئی پتوکی	19 اضافی چارج	ڈی وی ایم(ایم ایس سی)	30سال
ڈاکٹر رشید احمد	ڈائریکٹر وی آر آئی لاہور	19	ڈی وی ایم(ایم ایس سی) پی ایچ ڈی	29سال
ڈاکٹر محمد اقبال	ڈائریکٹر ایل پی آر آئی بہادر نگر	19	ڈی وی ایم(ایم ایس سی) پی ایچ ڈی	26سال
ڈاکٹر عبدالرحمٰن	ڈائریکٹر پی آر آئی راولپنڈی	18 اپنے سکیل میں	ڈی وی ایم(ایم ایس سی)	24سال
ڈاکٹر فیاض محمود	ایڈیشنل ڈائریکٹر فٹ اینڈ ماؤتھ	19	ڈی وی ایم(ایم ایس سی)	31سال

ڈائریکٹر پلاننگ اینڈ ایولیوایشن لاہور کا اضافی چارج ڈپٹی سیکرٹری (پلاننگ) کے پاس ہے۔

(د) چار آفیسر مطلوبہ گریڈ میں نہ ہیں، حالانکہ وہ مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور تجربہ کے حامل ہیں۔

(ہ) مطلوبہ تعلیمی قابلیت، تجربہ اور گریڈ کے پروموشن کیس سروس رولز کی منظوری کے بعد پروموشن بورڈ پنجاب کو ارسال کئے جائیں گے۔

ضلع وہاڑی میں ویٹرنری ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4164: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ان اداروں میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ مراکز وار بتائیں؟

(ج) ان اداروں کے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے اخراجات بیان کریں، ان میں خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ اور عہدہ وار بتائیں؟

(د) ان اداروں میں روزانہ اوسطاً کتنے جانوروں کا علاج کیا جاتا ہے؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ اداروں میں سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	اخراجات
08۔2007	38.347 ملین روپے
09۔2008	45.282 ملین روپے

ان اداروں میں خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام اسامی	سکیل	صوبائی حکومت	معدوم ضلع کونسل
ویٹرنری آفیسر (ہیلتھ)	17	01	--
(اسامی 2006۔03۔07 سے خالی ہے ویٹرنری آفیسر کی ریکروٹمنٹ کا اختیار پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ہے جس کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیج دی گئی ہے)			
ویٹرنری اسسٹنٹ	09	---	16
ملازم درجہ چہارم	01	---	04

(د) ان اداروں میں روزانہ اوسطاً جانوروں کا علاج کیا جاتا ہے۔

ویٹرنری ہسپتال	12 جانور
ویٹرنری ڈسپنسری	07 جانور

ضلع وہاڑی، بہاولنگر میں تجرباتی فارم مویشیاں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*4166: سردار خالد سلیم بھٹی: کیاوزیرامورپرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی اور بہاولنگر میں حکومت کے کتنے تجرباتی فارم مویشیاں کس کس جگہ ہیں اور کتنے رقبہ پر قائم ہیں؟

(ب) ان فارمز کا رقبہ کتنا ہے اور کتنا فارموں کے زیر استعمال ہے اور کتنا کن کن افراد کے پاس لیز/پٹہ پر ہے؟

(ج) ان فارمز کی سال08۔2007 اور09۔2008 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائیں ان فارموں پر کون کون سے مویشی رکھے گئے ہیں، ان کی تعداد فارم وار بتائیں؟

(د) ان فارمز سے یکم جنوری2007 سے آج تک کتنے جانور فروخت کئے گئے ہیں؟

وزیرلائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع وہاری میں کوئی سرکاری لائیوسٹاک فارم نہ ہے۔
ضلع بہاولنگر میں حکومت پنجاب کا صرف ایک ہی لائیوسٹاک تجرباتی فارم مویشیاں ہے جو کہ تحصیل ہارون آباد میں چشتیاں روڈ پر شہر سے چار کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور اس کا رقبہ 627ایکڑ اور دو کنال ہے۔

(ب) لائیوسٹاک تجرباتی فارم مویشیاں، ہارون آباد کا رقبہ 627ایکڑ اور دو کنال ہے اور تمام رقبہ فارم کے زیر استعمال ہے۔ کوئی رقبہ لیز/پٹہ پر نہ ہے

(ج) سال08۔2007 کی آمدن 8.082 ملین روپے اور اخراجات 3.590 ملین روپے جبکہ سال 09۔2008 کی آمدن 8.401 ملین روپے اور اخراجات 16.034 ملین روپے ہے۔ اس فارم پر نیلی راوی نسل کی بھینسیں اور سیلی نسل کی بھیڑیں رکھی گئی ہیں۔ نیلی راوی بھینسوں کی تعداد 312 اور سیلی نسل بھیڑوں کی تعداد 456 ہے۔

(د) یکم جنوری2007 سے لے کر آج تک 164 نیلی راوی اور 389 سیلی نسل کے جانور فروخت کئے گئے ہیں۔

پی پی۔32 سرگودھا، ویٹرنری ڈسپنسریوں کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*4176: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔32 سرگودھا میں کتنی ویٹرنری ڈسپنسریاں زیر تعمیر ہیں، کتنی ڈسپنسریاں مکمل ہو چکی ہیں اور کن پر کام بند ہیں؟

(ب) جو مکمل ہو چکی ہیں کیا ان میں عملہ تعینات کر دیا گیا ہے اور کام شروع ہو چکا ہے اور اگر عملہ ابھی تک نہیں تعینات کیا گیا تو اس کی کیا وجہ ہے اور یہ کب تک تعینات کر دیا جائیگا؟

(ج) جن ڈسپنسریوں پر کام بند ہیں یہ کب تک مکمل ہو جائیں گی اور کام مکمل نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی۔32 سرگودھا میں تین ویٹرنری ڈسپنسریاں زیرِ تعمیر ہیں۔ پانچ ویٹرنری ڈسپنسریاں مکمل ہو چکی ہیں اور تین ویٹرنری ڈسپنسریوں کے ٹینڈر ہو چکے ہیں۔
کسی ویٹرنری ڈسپنسری پر کام بند نہ ہے۔

(ب) جو ڈسپنسریاں مکمل ہو چکی ہیں ان میں عملہ کی بھرتی ہو چکی ہے اور کام شروع ہو چکا ہے۔

(ج) کسی ڈسپنسری پر کام بند نہ ہے۔

ویٹرنری آفیسر اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی خالی اسامیوں کی تفصیلات

*4217: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ میں ویٹرنری آفیسر کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) پنجاب میں محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صرف ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور میں ویٹرنری آفیسر کی دو اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) پنجاب میں محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

ضلع ملتان میں ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4263: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں کتنے ویٹرنری ہسپتال ہیں؟

(ب) ہر ہسپتال کا رقبہ کتنا ہے؟

(ج) ان ہسپتالوں کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران حکومت کی طرف سے کتنی سالانہ رقم کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(د) ان ہسپتالوں میں تعینات ڈاکٹرز کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت مع پتاجات بتائیں؟

(ہ) ان ہسپتالوں میں روزانہ کتنے جانور علاج کے لئے لائے جاتے ہیں؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع ملتان میں 14 ویٹرنری ہسپتال ہیں جبکہ پندرہواں ہسپتال جو کہ ملتان شہر میں تھا گرادیا گیا ہے۔

(ب) ہسپتالوں کے رقبہ کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان ہسپتالوں کو سال 08۔2007 میں صرف ادویات کی مد میں۔/Rs.1102800 کی رقم فراہم کی گئی اور سال 09۔2008 میں بھی۔/1675040 روپے کی رقم فراہم کی گئی۔

(د) ان ہسپتالوں میں تعینات ڈاکٹرز کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ان ہسپتالوں میں روزانہ جتنے جانور علاج کے لئے لائے جاتے ہیں ان کی تفصیل (ضمیمہ ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع قصور۔پولٹری و مویشی فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4347: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع قصور میں کتنے مویشی و پولٹری فارمز ہیں، ڈیری اور گوشت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کیا حکومت مزید مویشی اور پولٹری فارمز بنانے کو تیار ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

ضلع قصور میں گورنمنٹ کا بھینسوں کا ایک تحقیقاتی فارم 54 پرائیویٹ مویشی فارمز اور 907 پرائیوٹ پولٹری فارمز ہیں۔ ڈیری اور گوشت کی پیداواری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حکومت کسان حضرات کی بھرپور حوصلہ افزائی کر رہی ہے تاکہ وہ مزید ڈیری و پولٹری فارمز بنائیں۔ تاہم حکومت پنجاب کے مینڈیٹ میں نئے مویشی اور پولٹری فارمز بنانا شامل نہیں ہے اور تاحال مزید مویشی اور پولٹری فارمز حکومتی سطح پر بنانے کے لئے ابھی کوئی پالیسی مرتب نہیں ہوئی ہے۔

ضلع قصور میں ویٹرنری ڈسپنسریوں کی عمارات کی تفصیلات

*4399: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنی ویٹرنری ڈسپنسریوں کی عمارات نہیں ہیں کیا حکومت ان کے لئے عمارات تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں کتنی ایسی ویٹرنری ڈسپنسریاں ہیں جہاں پر ضرورت کے مطابق ادویات فراہم نہیں کی جاتیں بلکہ وہاں پر موجود سٹاف جانور کو چیک کروانے والوں سے دوائیاں منگوا کر جانوروں کو چیک کرتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ ضلع میں ویٹرنری ڈسپنسریوں میں ادویات کے بجٹ کو بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور میں تمام ویٹرنری ڈسپنسریوں کی عمارات موجود ہیں۔

(ب) ضلع قصور میں تمام ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو ضلع کے بجٹ کے مطابق ادویات فراہم کی جاتی ہیں وہاں پر موجود سٹاف مویشی پالنے والوں کو سرکاری دوائیاں -/2 روپے پرچی فیس کی ادائیگی پر فراہم کرتا ہے۔ بجٹ کم ہونے کی وجہ سے ادویات سارا سال مہیا نہیں کی جا

سکتیں۔جب سٹاک ختم ہو جاتا ہے تو پھر مویشی مالکان کو حسبِ ضرورت دوائی لکھ کر دی جاتی ہے۔

(ج) حکومت لائیو سٹاک کی توسیع و ترقی کے لئے مذکورہ ضلع میں ادویات کے بجٹ کو بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

سال09-2008،پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی کی تفصیلات

*4608:انجینئر قمرالاسلام راجہ :کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال09-2008میں پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی نے فروغ مرغبانی کے لئے کتنی اقسام کے کتنے کورسز کا اہتمام کیا تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) اس انسٹیٹیوٹ میں عملہ کی تعداد کتنی ہے اور اس معیار کے کتنے انسٹیٹیوٹ پنجاب میں کام کر رہے ہیں؟

(ج) کیا اس انسٹیٹیوٹ میں برڈ فلو اور دیگر پرندوں کی بیماریوں کے سدباب کے لئے ریسرچ کی سہولت موجود ہے اور اگر نہیں تو کیا ایسی ریسرچ شروع کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سال09۔2008میں پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی نے فروغِ مرغبانی کے لئے چھ اقسام کے کورسز کا اجراء کیا جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

دورانیہ	تعداد کورس	زنانہ	مردانہ	کل تعداد شرکاء
ایک دن	28	482	137	619
دو دن	2	10	18	28
ایک ہفتہ	9	--	78	78
دو ہفتے	2	--	8	8
ایک ماہ	3	--	11	11
دو ماہ	1	4	8	12
ٹوٹل	45	496	260	756

(ب) پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی اور اس کے ذیلی دفاتر میں کام کرنے والے عملہ کی تعداد373ہے،مزید یہ کہ پنجاب میں اس معیار کا اور کوئی انسٹیٹیوٹ کام نہیں کر رہا ہے۔

(ج) اس انسٹیٹیوٹ کے شعبہ تشخیص امراض میں برڈ فلو اور دیگر بیماریوں پر ریسرچ کی سہولت موجود ہے۔

چولستان میں لائیو سٹاک کی فارمز بنانے کی تفصیلات

*4924: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب چولستان کے علاقے میں پانچ کمیونٹی لائیو سٹاک فارم قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت مقامی افراد کو مویشی پال سکیم کے تحت مختلف ترغیبات دینے کے لئے جامع پیکج تیار کر رہی ہے نیز یہ پیکج کس نوعیت کا ہے اور اس پیکج سے مقامی لوگوں کو کیا کیا فوائد حاصل ہوں گے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مقامی افراد اور ان کے مویشیوں کے لئے حکومت مندرجہ ذیل منصوبہ جات پر عمل کر رہی ہے۔

1۔ سال 08۔2007 سے "چولستان لائیو سٹاک ڈویلپمنٹ پراجیکٹ" کے نام سے شروع کیا ہے۔ جس کا دورانیہ 3 سال ہو گا۔

2۔ علاقہ چولستان میں 20 عدد شیڈ تعمیر کئے جا رہے ہیں جن کا مقصد لوگوں کو جدید خطوط پر جانور پالنے کی ترغیب دینا ہے۔

3۔ 150 خالص چولستانی نسل کے بیل جگیت پیر فارم سے خرید کر کے چولستانی لوگوں کو کم قیمت پر فراہم کئے جائیں گے۔

4۔ مقامی افراد کو دودھ کی بہتر قیمت دلانے کے لئے 10 ملک چلنگ یونٹ (1000 لٹر) لگائے جا رہے ہیں۔

5۔ 10 عدد موبائل ویٹرنری ڈسپنسریوں کو بحال کیا جائے گا، 4 عدد موبائل ویٹرنری گاڑیاں خریدی جا چکی ہیں۔

6۔ چولستانی جانوروں کے دودھ کی پیداواری صلاحیت میں مقابلے کا رجحان پیدا کرنے کے لئے میلہ جات مویشیاں کا انعقاد کیا گیا۔

7۔ چولستانی طالب علموں کو ویٹرنری اسسٹنٹ کے ڈپلومہ کے لئے 40 چولستانی امیدواروں کو UVAS میں داخلہ دلوایا ہے۔

8۔ 25،25 چولستانی افراد کو دو مراحل میں چار ماہ کی ٹریننگ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے کرائی جائے گی۔

9۔ چولستانی بھیڑوں کی اون کترانی جدید مشینوں سے کرنے کے لئے دو عدد مراکز کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

علاوہ ازیں درج ذیل منصوبہ جات بھی منظور ہو چکے ہیں مگر ابھی تک ان کے فنڈز موصول نہ ہوئے ہیں۔

1۔ شاد باد چولستان پراجیکٹ۔

2۔ 5 عدد کمیونٹی اونڈ (owned) لائیوسٹاک فارمز کا قیام

3۔ 100 عدد کارپوریٹ لائیوسٹاک فارمنگ کا اجراء

4۔ منصوبہ رینج لینڈ۔

بارانی پروڈکشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ اٹک میں انمول ونڈا کی خریداری کی تفصیلات

*5137: جناب شیر علی خان: کیا امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بارانی پروڈکشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ اٹک میں انمول ونڈا کی خریداری میں گھپلا ہوا اور سٹاک میں 21 لاکھ روپے کا انمول ونڈا کم پایا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ انسٹیٹیوٹ میں 1500 Bags۔/557 روپے کے حساب سے 59042 کی مزید خریداری غلط طور پر شو کی گئی اور انمول ونڈا کی مد میں ساڑھے 28 لاکھ روپے کی خُورد بُرد کا انکشاف ہوا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ الزامات کی انکوائری کر کے ذمہ دار افراد کو سزا دی گئی اگر ہاں تو مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر لائیوسٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ انکوائری رپورٹ کے مطابق 21 لاکھ روپے کے اجزائے خوراک برائے انمول ونڈا کم پائے گئے۔

(ب) جی ہاں!

(ج) انکوائری کمیٹی کی سفارشات کے مطابق ڈاکٹر خدا بخش بلوچ، ڈائریکٹر خیری مورت کی پینشن اور جی پی فنڈ ضبط کر لیا گیا ہے اور ساڑھے ترپن لاکھ کی ریکوری ڈال دی گئی ہے جبکہ ڈاکٹر عمر حیات، اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر کو زبردستی ریٹائرڈ کر دیا گیا ہے اور چھ لاکھ چھپن ہزار کی ریکوری ڈالی گئی ہے اسکے علاوہ بھی چار اہلکاران (ڈاکٹر دلشاد حسین اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر، مسٹر شفیق الرحمٰن ایگریکلچر آفیسر، مسٹر محمد دین سٹور کیپر، مسٹر ذوالفقار علی کیانی جونیئر کلرک) کو نوکری سے نکال دیا گیا ہے اور کل پندرہ اہلکاران کو ریکوری ڈالی گئی ہے جو تقریباً ایک کروڑ ستائیس لاکھ بنتی ہے، تفصیلی فیصلہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

ادارہ کسان کے دودھ پلانٹ کی تفصیلات

*5292: **میاں نصیر احمد**: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1996 میں ایک معاہدہ حکومت پنجاب کے محکمہ لائیو سٹاک نے ادارہ کسان کے ساتھ کیا تھا جس کے مطابق حکومت اس ادارے کو دودھ کے پلانٹ کے لئے funding کرتی رہی ہے اور کر رہی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کل کتنی رقم اس ادارے کو حکومت پنجاب کی طرف سے جاری کی گئی ہے اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) حکومت پنجاب کو ادارہ کسان کی جانب سے کل کتنا منافع وصول ہوا؟

(ج) کیا حکومت پنجاب نے ادارہ کسان کو اراضی بھی فراہم کی تھی اس سلسلے میں مکمل وضاحت سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(د) ادارہ کسان کس برانڈ کے نام سے دودھ مارکیٹ میں فروخت کر رہا ہے اور اس کی روزانہ کی production کیا ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور ملک پلانٹ جو کہ 1980 کے عشرے میں بند ہو گیا تھا حکومتِ پنجاب کی ملکیت تھا۔ دس سال سے زیادہ عرصہ بند رہنے کے بعد حکومتِ پنجاب محکمہ لائیو سٹاک نے بذریعہ پنجاب

ڈیری کارپوریشن ادارہ کسان کے ساتھ 1996 میں معاہدہ کیا جس کے ذریعے لاہور ملک پلانٹ کو ادارہ کسان کے ذریعے دوبارہ چلانے کے لئے حکومتِ پنجاب نے لاہور میں پلانٹ کی پرانی استعمال شدہ گاڑیاں جو کہ لاہور ملک پلانٹ میں کھڑی تھیں ادارے کے حوالے کیں۔ادارہ کسان نے ان گاڑیوں کو نیلام کر کے 41 لاکھ روپے وصول کئے اور معاہدے کے مطابق ایک کروڑ روپے اپنی طرف سے خرچ کر کے دوبارہ چالو کیا۔ادارہ کسان کی رپورٹ کے مطابق پلانٹ کو جدید بنانے کے لئے اب تک ساڑھے پینسٹھ کروڑ روپے ادارہ کسان نے خرچ کئے۔

(ب) ادارہ کسان نے پنجاب حکومت کو سال2005 میں منافع کے طور پر-/42,85000روپے ادا کئے۔مزید کوئی رقم منافع پنجاب حکومت کو ادا نہ کی گئی ہے جبکہ ادارہ کسان اپنے منشور کے مطابق تین ہزار دیہات میں چھوٹے مویشی پال حضرات کی ترقی کے لئے اقدامات کر رہا ہے۔

(ج) پلانٹ کا کل رقبہ 128 کنال پر محیط ہے قبضہ لینے کے بعد ادارہ کسان نے بہت سی ناجائز تجاوزات ختم کروائیں لیکن تاحال 30 کنال اراضی ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کے ناجائز قبضہ میں ہے۔

(د) ادارہ کسان کی مصنوعات کا برانڈ نام "ھلہ" ہے پلانٹ کی پیداواری استعداد 5,000لٹر فی گھنٹہ ہے۔

پنجاب میں گوشت کی پیداوار و دیگر تفصیلات

*5584:جناب علی حیدر نور خان نیازی:کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پنجاب کے لوگوں کو کتنے فیصد گوشت فراہم کر رہا ہے۔09-2008اور10-2009 میں پچھلے سالوں کی نسبت گوشت کی پیداوار میں کتنے فیصد اضافہ ہوا،اگر کمی ہوئی تو اس کی وجوہات؟

(ب) محکمہ نے پنجاب میں مرغی کے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کیا کیا اقدامات اٹھائے،کیا ان اقدامات سے گوشت کی پیداوار بڑھی یا کم ہوئی اگر کم ہوئی تو اس کی وجوہات؟

(ج) محکمہ کو مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کتنی آمدن ہوئی اور کتنے اخراجات ہوئے سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ کی جانب سے پنجاب کے لوگوں کو سرکاری سطح پر کوئی گوشت فراہم نہیں کیا جاتا۔ 09۔2008اور 10۔2009میں گوشت کی پیداوار میں تقریباً پانچ فیصد سالانہ اضافہ ہوا ہے۔تاہم مرغبانی کے فروغ کے لئے محکمہ کے اقدامات کی بدولت پچھلے سالوں کی نسبت سال09۔2008اور 10۔2009 میں مرغی کے گوشت کی پیداوار میں 42فیصد اضافہ ہوا ہے۔

(ب) سال09۔2008سے نظامت ترقیات مرغبانی ملک میں مرغی کے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہے ادارہ کے چند اہم اقدامات درج ذیل ہیں۔

1۔ مرغیوں کے امراض مثلاً برڈ فلو، رانی کھیت اور گمبورو وغیرہ کی روک تھام۔
2۔ پولٹری فارم کے قیام کے لئے جدید فنی ترتیب اور قابل عمل منصوبہ جات کی تیاری۔
3۔ مرغیوں کے مختلف مسائل پر تحقیقاتی کام۔

ان تمام اقدامات کے باعث پنجاب میں مرغی کے گوشت میں42فیصد اضافہ ہوا ہے۔

(ج) نظامت ترقیات مرغبانی کی آمدن اور خرچ کا حساب درج ذیل ہے:۔

سال	آمدن(ملین)	تنخواہ سٹاف	دیگر اخراجات
2008۔09	27.834	51.307	54.920
2009۔10	28.000	44.000	78.500

ضلع میانوالی، ویٹرنری ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5585:جناب علی حیدر نور خان نیازی:کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع میانوالی میں کل کتنی ویٹرنری ڈسپنسریاں ہیں اور ان میں سے کتنی ڈسپنسریوں کی عمارات نہ ہیں اور یہ کب تک تعمیر کر دی جائیں گی؟

(ب) مذکورہ ضلع میں کتنی ایسی ویٹرنری ڈسپنسریاں ہیں جہاں پر ادویات فراہم نہیں کی جاتیں بلکہ وہاں پر موجود سٹاف جانوروں کو چیک کروانے والے لوگوں سے دوائیاں منگوا کر چیک کرتے ہیں اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) 10۔2009 کے دوران مذکورہ ضلع میں ویٹرنری ڈسپنسریوں پر کتنے بیمار جانوروں کو چیک کیا گیا اور ان میں سے کتنے جانوروں کے لئے مفت دوائیاں فراہم کی گئیں؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع میانوالی میں کل 24 ویٹرنری ہسپتال / ڈسپنسریاں ہیں، ان تمام کی عمارات موجود ہیں۔

(ب) 10۔2009 میں ضلع کی تمام ڈسپنسریوں میں ویکسینیشن اور جدید طریقہ نسل کشی کی سہولت مویشی پال حضرات کو فراہم کی گئی۔ گزشتہ سال ادویات خرید نہ کرنے پر ڈسٹرکٹ لائیو سٹاک آفیسر میانوالی کی انکوائری شروع کر دی گئی ہے۔ رپورٹ موصول ہونے پر سخت انضباطی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ج) 124991 جانوروں کو چیک کیا گیا، علاج کے نسخے جاری کر دیئے گئے اور ادویات فراہم نہ کی گئیں۔

ضلع راجن پور، ویٹرنری ڈسپنسری بنگلہ اچھا میں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیلات

*5682: ملک جہانزیب وارن: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ویٹرنری ڈسپنسری بنگلہ اچھا تحصیل روجھان ضلع راجن پور میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار کتنی ہیں؟

(ب) اس وقت اس میں کون کون سے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور پتا جات بتائیں؟

(ج) کیا یہ ڈسپنسری فنکشنل ہے اگر نہیں تو کیا حکومت اس کو فنکشنل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ویٹرنری ڈسپنسری بنگلہ اچھا میں منظور شدہ اسامیاں درج ذیل ہیں:۔

نام اسامی	گریڈ	تعداد اسامی
ویٹرنری اسسٹنٹ	9	1
واٹر کیریئر	1	1
خاکروب	1	1

(ب) ویٹرنری ڈسپنسری بنگلہ اچھا میں تعینات ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام ملازم	عہدہ	گریڈ	پتاجات
محمد جعفر ولد غلام قادر	ویٹرنری اسسٹنٹ	9	سکنہ سکھانی والا تحصیل وضلع راجن پور
احمد علی مزاری ولد محمد بخش	واٹر کیریئر	1	کچہ چوہان بنگلہ اچھا تحصیل روجھان ضلع راجن پور
غلام اصغر ولد بدل	خاکروب	1	تحصیل روجھان ضلع راجن پور

(ج) جی ہاں! ویٹرنری ڈسپنسری بنگلہ اچھا فنکشنل ہے البتہ اس کی عمارت موجود نہ ہے اور عملہ یونین کونسل کی عمارت میں اپنے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ سپورٹ سروسز فار لائیوسٹاک فارمرز پنجاب، فیز IV کے تحت ڈسپنسری کی نئی بلڈنگ کی تعمیر کی سفارش کر دی گئی ہے۔

شعبہ افزائش پولٹری، افزائش حیوانات کے ڈائریکٹوریٹس و دیگر تفصیلات

*5716: **جناب محمد محسن خان لغاری**: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ لائیوسٹاک میں اس وقت شعبہ افزائش پولٹری، افزائش حیوانات اور افزائش بھیڑ/بکری کے کل کتنے کتنے ڈائریکٹوریٹس کام کر رہے ہیں؟

(ب) ہر ڈائریکٹوریٹ عوام کو کیا سہولت مہیا کر رہا ہے؟

(ج) ڈیرہ غازی خان، ملتان، بہاولپور میں بھیڑ/بکریوں کی تعداد پنجاب کی کل تعداد کا تقریباً 70 فیصد ہے، کیا اس کے لئے کام کرنے والے ڈائریکٹوریٹ کو وسعت دینے کے لئے کوئی پالیسی بنائی گئی ہے؟

وزیر لائیوسٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس وقت شعبہ افزائش پولٹری کا ایک ڈائریکٹوریٹ شعبہ افزائش حیوانات کے سات ڈائریکٹوریٹس اور شعبہ افزائش بھیڑ/بکری کے لئے ایک ڈائریکٹوریٹ کام کر رہا ہے۔

(ب) ڈائریکٹوریٹ آف پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ عمدہ نسل کی دیسی مرغیوں کی پیداوار بڑھا کر انہیں گاؤں کی سطح پر دستیاب کر رہا ہے، اس کے علاوہ دیسی اور تجارتی مرغبانی کی ترقی کے لئے مختلف شعبوں کے مسائل حل کرنے کے لئے تحقیق کی جا رہی ہے اور مرغیوں کی مختلف

بیماریوں کی تشخیص اور روک تھام کے ساتھ ساتھ مرغبانی سے متعلقہ ہنر مند افراد کی دستیابی کے لئے مطلوبہ تربیت فراہم کر رہا ہے۔ شعبہ افزائش حیوانات کے تحت ڈائریکٹوریٹ آف بریڈ امپروومنٹ، ڈائریکٹوریٹ آف سمال ڈیری ہولڈرز، ڈائریکٹوریٹ آف لائیو سٹاک فارمز، ڈائریکٹوریٹ آف ریسرچ سنٹر فار کنزرویشن آف ساہیوال کیٹل(RCCSC)، ڈائریکٹوریٹ آف بارانی لائیوسٹاک پروڈکشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ(BLPRI)، ڈائریکٹوریٹ آف بفیلو ریسرچ انسٹیٹیوٹ (BRI) اور ڈائریکٹوریٹ آف اینیمل نیوٹریشن سنٹر(ANC) کے تحت جانوروں کی بہتر افزائش نسل، دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے تجربات کر کے زمینداروں کو یہ ٹیکنالوجی پہنچائی جارہی ہے۔

ڈائریکٹوریٹ آف سمال ریومی نینٹس بھیڑ / بکری پالنے والے فارمرز کو نسل کشی کے لئے اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل نر سانڈ بکرے چھترے مہیا کر رہا ہے اور جدید اصولوں پر جانوروں کی پرورش کے بارے میں مشورے دیتا ہے اور علاج و حفاظتی ٹیکہ جات کا ذمہ دار ہے۔

(ج) ڈائریکٹوریٹ آف سمال ریومی نینٹس (شعبہ افزائش بھیڑ / بکری)2004 سے پہلے جنوبی پنجاب کے سات اضلاع پر مشتمل ایک پراجیکٹ تھا۔ بھیڑ / بکری پالنے والوں کو ان کی دہلیز پر تمام سہولتیں فراہم کرنے کے لئے جنوبی پنجاب کے دیگر چھ ایسے اضلاع جن میں بھیڑ / بکری کی تعداد زیادہ ہے کو شامل کر کے ڈائریکٹوریٹ بنا دیا گیا۔ اس میں قطعاً شک نہیں کہ جنوبی پنجاب کے تینوں ڈویژنوں میں بھیڑ / بکری کی تعداد پنجاب کی کل تعداد کا 70 فیصد ہے۔ بکری غریب کی گائے کہلاتی ہے اور اس کا گوشت بھی انتہائی لذیذ اور مرغوب ہے جبکہ بھیڑ کی اون قالین سازی میں استعمال ہوتی ہے اس لئے اس ڈائریکٹوریٹ کے ماتحت تجرباتی فارم رکھ خیرے والا اور TDA/205 مین نئے تجربات شروع کئے جا رہے ہیں تاکہ زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے زمینداروں کو ٹیکنالوجی ٹرانسفر کی جاسکے اور دودھ و گوشت کی پیداوار بڑھائی جاسکے۔

بہادر نگر فارم اوکاڑہ سے متعلقہ تفصیلات

*6247:ڈاکٹر سامیہ امجد :کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہادر نگر فارم اوکاڑہ میں اس وقت کتنی بھینسیں، گائیں اور بھیڑ/بکریاں ہیں۔یہاں کتنے ویٹرنری ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں سالانہ اخراجات کیا ہیں اور آمدن کے ذرائع کیا کیا ہیں؟

(ب) اس فارم کی ترقی کے لئے کیا منصوبہ بندی کی گئی ہے، کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں اس سے کیا بہتری کے امکانات ہیں جانوروں کی تعداد، دودھ اور اس کی دیگر مصنوعات میں اضافے کے لئے کیا کوئی منصوبہ تیار کیا گیا ہے؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں بہادر نگر ضلع اوکاڑہ میں اس وقت 409 بھینسیں، 1014 گائیاں اور 8910 لوہی نسل کی بھیڑیں ہیں۔یہاں پر کل پانچ ویٹرنری ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں۔فارم ہذا کے سالانہ اخراجات تقریباً 39.845 ملین روپے ہیں۔اس فارم کے لئے آمدنی جانوروں، دودھ، درختوں اور زراعت سے حاصل کی جاتی ہے۔

(ب) اس فارم کی ترقی کے لئے مندرجہ ذیل منصوبہ بندی کی گئی ہے:۔

1۔ فیڈ مل کے قیام کے سلسلے میں گورنمنٹ نے 28.724 ملین روپے مختص کئے ہیں۔اس فیڈ مل میں جانوروں کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لئے سستا راشن (انمول ونڈا) تیار کیا جائے گا۔

2۔ لیبارٹری کو اپ گریڈ کرنے کے لئے حکومت نے 29.010 ملین روپے مختص کئے ہیں جس سے فیڈ اور دودھ کا تجزیہ بہتر طریقے سے ہو سکے گا۔

3۔ ادارہ ہذا میں جاری مٹن پروڈکشن پراجیکٹ کے لئے گورنمنٹ نے 21.071 ملین روپے مختص کئے ہیں۔

4۔ وزیر لائیو سٹاک پنجاب اور فارم افسران کی میٹنگ کے بعد نئے منصوبے سامنے لائے گئے ہیں جن میں پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ اور خود مختار منصوبے وغیرہ شامل ہیں۔ان پر عمل کر کے فارموں کی بہتری ہو سکے گی اور ملک میں دودھ اور گوشت کی پیداوار میں اضافہ ہو گا۔

5۔ درج ذیل منصوبے گورنمنٹ کو بھیجنے کے لئے تیار کئے جا رہے ہیں

1۔ ماڈرنائزیشن آف لائیو سٹاک ایکسپیریمنٹل سٹیشن بہادر نگر، اوکاڑہ۔
(Modernization of Livestock Experimental Station Bahadurnagar, Okara)

تخمینہ پراجیکٹ = 433.115 ملین روپے

2۔ اسٹیبلشمنٹ آف ریسرچ سنٹر فار نیوٹریشن اینڈ مینجمنٹ
(Establishment of Research Center for Nutrition and Management)

تخمینہ پراجیکٹ= 274.720ملین روپے

مندرجہ بالا منصوبہ بندی سے بہتری کے حسبِ ذیل امکانات ہیں:۔

1۔ ساہیوال نسل کی گائیوں کی تعداد اوران کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔

2۔ نیلی راوی نسل کی بھینسوں کی تعداد اوران کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔

3۔ لوہی نسل کی بھیڑوں کی تعداد اوران کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔

4۔ بھینسوں، گائیوں اور بھیڑوں کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لئے زمیندار حضرات کو نسل کشی کے لئے اعلیٰ نسل کے سانڈاور مینڈھے فراہم کئے جاسکیں گے۔

ویٹرنری ہسپتال سیالکوٹ کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*6292:رانا آصف محمود:کیاوزیرامورپرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ویٹرنری ہسپتال سیالکوٹ کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) اس کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(ج) اس ہسپتال کے سال09-2008اور10-2009کے اخراجات بتائیں؟

(د) اس ہسپتال میں منظور شدہ اسامیاں گریڈوار بتائیں؟

(ہ) کتنی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(و) اس ہسپتال میں سال09-2008اور10-2009کے دوران کتنی ادویات کس کس قسم کی فراہم کی گئیں حکومت اس ہسپتال کی بہتری کے لئے کیااقدامات اٹھارہی ہے؟

وزیرلائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سول ویٹرنری ہسپتال سیالکوٹ26کنال، 18مرلہ رقبہ پر مشتمل ہے۔

(ب) اس ہسپتال کی عمارت دو کمروں اور ایک برآمدہ پر مشتمل ہے جبکہ اس کی حدود میں دو کمروں اور ایک برآمدہ پر مشتمل شعبہ تشخیص امراضِ مویشیاں کی عمارت اور چار کمروں اور ایک برآمدہ پر مشتمل دفتر ڈپٹی ڈسٹرکٹ لائیوسٹاک آفیسر کی عمارت بھی موجود ہے۔
علاوہ ازیں ایک عدد رہائش برائے سینئر ویٹرنری آفیسر، ایک عدد رہائش برائے ویٹرنری اسسٹنٹ اور چار عدد رہائشیں برائے ملازمین درجہ چہارم بھی موجود ہیں۔

(ج) سال 09۔2008 میں اس ہسپتال کی تعمیر و ترقی کے لئے کوئی رقم مختص نہ ہوئی جبکہ سال 10۔2009 میں اس ہسپتال کی مرمت و ترقی کے لئے 2.619 ملین روپے کی رقم خرچ کی گئی ہے۔

(د)

نمبر شمار	نام اسامی	سکیل	تعداد
1	سینئر ویٹرنری آفیسر (ہیلتھ)	18	1
2	ویٹرنری اسسٹنٹ	09	1
3	واٹر کیریئر	01	1
4	خاکروب	01	1
5	بل اٹنڈنٹ	01	1

(ہ) اس ہسپتال میں کوئی اسامی خالی نہیں۔

(و) اس ہسپتال کو سال 09۔2008 اور سال 10۔2009 میں جاری کی جانے والی ادویات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

حکومت نے اس ہسپتال کی تعمیر و ترقی کے لئے رواں مالی سال 10۔2009 میں 2.619 ملین روپے خرچ کئے ہیں اور تعمیر کا کام آخری مراحل میں ہے۔ نیز ہسپتال میں آپریشن تھیٹر کا اضافہ کیا جارہا ہے۔ اس ہسپتال کی چار دیواری کو مضبوط کیا گیا ہے۔ اس ہسپتال کے رقبہ پر ایک تشخیصی لیبارٹری بھی قائم ہے جبکہ پولٹری کے شعبہ کی نئی عمارت زیرِ تعمیر ہے جس سے پولٹری فارمر حضرات کو بہتر سروسز فراہم ہو سکیں گی۔

ضلع کا بڑا ہسپتال ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ ادویات اس ہسپتال کو جاری کی جاتی ہیں۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6295: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں کل کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں ان ہسپتالوں میں کل کتنا عملہ تعینات ہے؟

(ب) سال09-2008 سے آج تک ان کو کتنی مالیت کی ادویات اور سالانہ بجٹ فراہم کیا گیا ہے؟

(ج) کیاان تمام ہسپتالوں میں ضروری جدید طبی آلات اور ادویات ہیں؟

(د) کتنی منظور شدہ اسامیاں کن وجوہات کی بناء پر خالی ہیں؟

(ہ) کتنے ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی عمارتیں کرائے کی ہیں؟

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں 12 ویٹرنری ہسپتال اور 16 ویٹرنری ڈسپنسریاں ہیں۔ ان اداروں میں تعینات کل عملہ کی تعداد 74 ہے۔

(ب) سال 09۔2008 کا سالانہ بجٹ 35.654 ملین روپے تھا جس میں سے 98لاکھ روپے ادویات خریداری کے لئے فراہم کئے گئے۔

سال 10۔2009 میں کل بجٹ 22.092 ملین روپے فراہم کیا گیا تھا جبکہ 40 لاکھ روپے ادویات کی خریداری کے لئے فراہم کئے گئے۔

(ج) ان تمام ہسپتالوں میں ضروری طبی آلات اور ادویات فراہم کی جارہی ہیں۔

(د) ویٹرنری آفیسر کی 9اسامیاں خالی ہیں ۔ ویٹرنری آفیسرز کی تقرری بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن ہوتی ہے۔ محکمہ کی جانب سے ان اسامیوں کی ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوادی گئی ہے۔

(ہ) کوئی عمارت کرایہ کی نہیں ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب!

(اذان عصر)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں اس ایوان کی توجہ بڑے اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ کل بہت سے ٹی وی چینلز کے ذریعے یہ خبر منظر عام پر آئی ہے کہ حکومت پاکستان نے بھارت کو افغانستان کے ساتھ تجارت کرنے کے لئے راہداری استعمال کرنے کی اجازت دے دی ہے اور بھارت واہگہ سے طورخم تک پاکستانی راہداری استعمال کرتے ہوئے اپنی اشیاء افغانستان پہنچائے گا۔ یہ نہایت اہم

مسئلہ ہے کہ امریکہ کی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن صاحبہ یہاں آئی ہوئی ہیں اور ہم امریکہ کی غلامی میں اتنا زیادہ پھنس چکے ہیں کہ ہم امریکہ کو خوش کرنے کے لئے ہمیشہ اپنے ملک کے مفاد کے خلاف۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اسے لکھ کر لے کر آئیں، ایسے تو مناسب نہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! واہگہ سے لے کر طور خم تک بھارتی اشیاء جائیں گی اس سے پنجاب کی انڈسٹری تباہ و برباد ہو گی۔ ہمیں نہیں پتا کہ وہاں سے کس طرح اسلحہ بھر کر یہاں فراہم کیا جائے گا اور سمگلنگ کی جائے گی۔ ہم نے بھی انڈیا سے راہداری مانگی تھی کہ ہمیں بھی بھوٹان، نیپال اور تبت تک راہداری استعمال کرنے کی اجازت دی جائے جو انہوں نے نہیں دی۔ اس سے حکومت پنجاب کا بڑا concern ہے۔[**********]

جناب سپیکر: نیازی صاحب! اس طرح نہیں ہوتا، آپ لکھ کر کوئی بات سامنے لائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کی اجازت نہیں دوں گا۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں آج اہم موضوع پر قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بھارت اور افغانستان کو تجارت کے لئے پاکستان زمینی، فضائی اور سمندری راستہ دینے پر قرارداد مذمت پیش کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ایسے تو نہیں ہوتا۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امورِ نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امورِ نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! جب پندرہ منٹ کی ایک لمبی تقریر فرمائی جائے گی تو پھر اس کا جواب دینے کا حق ہم بھی محفوظ رکھتے ہیں۔ یہاں پر جو زبان حکومت پاکستان کے بارے میں استعمال کی گئی ہے، میں سمجھتی ہوں کہ آپ اس پر ذرا غور فرمالیں، جو الفاظ حکومت پاکستان کے بارے میں استعمال کئے گئے ہیں ان کو حذف ہونا چاہئے۔

---

*بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 1129 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: نازیبا الفاظ کو حذف کیا جاتا ہے۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امورِ نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میں دوسری بات آپ کی وساطت سے کہتی ہوں کہ یہ ایک سیٹ سے پارلیمانی لیڈر تو بن گئے ہیں، ان کو پارلیمانی آداب بھی سکھائیں کہ جب کوئی ایک بندہ بات کر رہا ہو تو یہ بات نہیں کر سکتے۔ ان کو پارلیمانی لیڈر بننے کا تو شوق ہے، یہ پارلیمانی آداب بھی سیکھ کر آئیں۔

جناب سپیکر! مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ کیا وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے تمام حقوق surrender کر کے علی نور نیازی صاحب کو دے دیئے ہیں کہ جو بھی بات ہونی ہے یا پوچھنا ہے تو وہ وزیر اعلیٰ صاحب کی بجائے علی نور نیازی صاحب سے پوچھیں گے۔ اس کے تو دو مطلب ہوتے ہیں یا وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے تمام حقوق ان کو تفویض کر دیئے ہیں یا ان کو خود ایسی باتیں کرنے کا بہت شوق ہے۔

جناب سپیکر: ان کے الفاظ حذف ہو گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امورِ نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! کل جو معاہدہ ہوا ہے۔ اگر اس سلسلے میں میڈیا میں in ہونے کی وجہ سے یہ غلط قسم کے remarks دے رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اب اس پر بات نہیں ہو گی۔ مہربانی۔ بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! علی نور نیازی غلط بات کر رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم محسن لغاری صاحب اور قائد حزب اختلاف کو بھی یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ جس مسئلے پر وہ بات کرنا چاہتے ہیں یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ یہ سرسری بات نہیں ہے کہ جس پر ایک رائے قائم کر لی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو معاہدہ ہوا ہے اس کی خبر چھپی ہے اس کے علاوہ اس کی تفصیل اور حقیقت کے بارے میں مجھے اور نہ انھیں کوئی علم ہے۔ یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں، راجہ ریاض صاحب یا تنویر اشرف کائرہ صاحب بھی بیٹھ جائیں گے۔

جناب سپیکر: راجہ ریاض صاحب کدھر ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!کل بیٹھ کر اس معاملے کو طے کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،اسے کل صبح ہم کمیٹی میں رکھیں گے تو بیٹھ کر اس حوالے سے بات کریں گے۔اب اس موضوع پر کوئی بات نہیں ہو گی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!چونکہ راناصاحب نے مجھےaddress کیاہے تو میں اس بات سے متفق ہوں کہ اس پر جب ساری تفصیلات سامنے آ جائیں تو اس کے بعد اس issue پر ایک دن مختص کر لیا جائے یا کوئی ٹائم رکھ لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس پر کل بیٹھ کر بات کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میری بس اتنی سی گزارش ہے کہ پاکستان کے بارے میں اگر کسی کو بھی تحفظات ہوں تو Kashmir cause کے حل ہونے تک ہر کوئی چاہتا ہے کہ انڈیا کو راہداری نہ دی جائے اور یہی main بات ہے۔اگر کوئی بھی دن آپ اس کے لئے رکھیں گے تو ہم اس دن کے لئے حاضر ہیں۔

جناب سپیکر: جی،بہت مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس پر میں راجہ ریاض صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ جس معاہدے کا ذکر کیا گیا ہے تو اس معاہدے کی اگر کاپی مل جائے تو زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ Kashmir cause کی جو بات قائد حزب اختلاف نے کی ہے بالکل درست بات ہے۔اسی طرح کا ایک معاہدہ جنرل مشرف نے کیا تھا اور Kashmir cause کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا تھا۔اگر اس معاہدے سے ایسی کوئی صورت پیدا ہونے جا رہی ہے تو میں بالکل یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث ہونی چاہئے۔اس کی کاپی کے لئے میں راجہ ریاض صاحب سے بھی کہوں گا اور قائد حزب اختلاف سے بھی میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر اس کی کاپی لے لیں تو اس معاہدے کے ایک ایک لفظ پر غور کر کے بحث بھی کریں گے اور اس پر قرارداد بھی لائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہاں پر بات کرنے سے پہلے اس subject پر کم از کم پوری تیاری کر کے آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے بات کر دی ہے کہ اس پر اب کوئی بات نہیں ہو گی لہذا مہربانی فرمائیں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر اس subject پر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں بڑے ادب سے آپ سے عرض کروں گا کہ ابھی جب وقفہ سوالات کے دوران رانا افضل خان صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر کے لئے آپ سے استدعا کی تو آپ نے فرمایا کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ کوئی شخص بھی وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں لے سکتا۔

جناب سپیکر: جی، پر ہیز کیا جائے گا۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ سے اس بات پر ruling چاہتا ہوں کہ Rules of Procedure جو ضابطہ provide کرتا ہے کیا اس سے ہٹ کر بزنس ایڈوائزری کمیٹی ہاؤس کو اعتماد میں لئے بغیر کوئی decision لے سکتی ہے؟

جناب سپیکر: یہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کہاں کی بنی ہوئی ہے، وہ کسی اور جگہ کی نہیں بنی بلکہ اس معزز ایوان کی طرف سے ہی بنی ہے، کیا آپ کو اس بات کا پتا نہیں ہے؟ بس آپ اس پر بات نہ کریں۔ اگر کوئی اور بات کرنی ہے تو کر لیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! مجھے میری بات مکمل کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کی بات سننا ہی نہیں چاہتا، تشریف رکھیں۔ آپ تو ایڈوائزری کمیٹی کو بھی "لتاڑ" رہے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ایڈوائزری کمیٹی Rules of Procedure کے برعکس کوئی فیصلہ نہیں لے سکتی۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: جی، ہم نہیں کرتے۔ کیا آپ تشریف رکھیں گے؟ بس ٹھیک ہے۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے اور اس سے آگے نہیں سنوں گا۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس کا وقت شروع ہوتا ہے۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس محترمہ عائشہ جاوید کی طرف سے ہے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! اس کا جواب آگیا ہے؟

لاہور، نوجوان خاتون کا اغواء، زیادتی و قتل

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر مورخہ 16۔جولائی 2010 کے مطابق ہر بنس پورہ لاہور میں نامعلوم افراد نے نوجوان خاتون کو اغواء کرنے کے بعد زیادتی کا نشانہ بنایا اور قتل کر کے نعش نہر میں پھینک گئے؟

(ب) مذکورہ واقعہ میں پولیس نے اب تک کیا کارروائی کی، اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

(الف،ب) اس وقوعہ کی اطلاع 15 پر پا کر ایک نعش عورت اسم و مسکن نامعلوم بعمر 35/40 سال جس نے سیاہ رنگ کی شلوار قمیض اور سیاہ رنگ کا برقعہ پہنا ہوا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں جس کو کسی نامعلوم نے قتل کر کے نہر میں پھینک دیا ہے۔ نعش خراب حالت میں اسم و مسکن نامعلوم کی تلاش و شناخت کے لئے مساجد ہائے میں بھی اعلان کروایا گیا اور گردونواح کے لوگوں کو بھی نعش دکھائی گئی لیکن شناخت نہیں ہو سکی۔ پولیس نے اب تک مقدمہ زیر دفعہ 302 درج کر کے اخبارات میں بھی اشتہارات دیئے ہیں۔ روزنامہ "نوائے وقت" میں مورخہ 17-7-2010 کو اور روزنامہ "جناح" میں مورخہ 16-07-2010 کو اس بارے میں اشتہار دیئے گئے ہیں تاکہ اگر کسی کو بھی اس وقوعہ سے متعلق کسی قسم کا کوئی علم ہو تو وہ اس کی investigation پولیس کے علم میں لائے۔ اس نعش کا پوسٹ مارٹم کروانے کے بعد اسے امانتاً دفن کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس محترمہ انیلہ اختر چودھری کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ۔جی، فرمائیں!

محترمہ شگفتہ شیخ: شکریہ۔جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر کا مطلب تقریر نہیں ہوتا اس کا خیال کیجئے گا۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! یہ تقریر نہیں ہے بلکہ ایک واقعہ کی تفصیل ہے۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہہ رہی ہیں؟

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! کل ایک واقعہ ہوا ہے جو پولیس نے مظاہرین کے ساتھ کیا ہے اس حوالے سے بتانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بولیں۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ کل تمام چینلز پر کوٹ عبدالمالک میں ڈکیتیوں پر مظاہرہ کرنے والے شہریوں پر پولیس نے جس طرح بلاجواز تشدد کیا اور دکانوں میں بیٹھے ہوئے لوگوں پر ڈنڈے برسائے تو پولیس کے اس اقدام سے ہماری حکومت کو لوگ تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! پوائنٹ آف آرڈر پڑھ کر نہیں ہوتا۔آپ کوئی چیز تحریری طور پر ہاؤس میں لے کر آئیں۔پہلے ہمارے دفتر میں بھیجیں اس کے بعد بات کریں گے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! میں زبانی ہی بتا دیتی ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

محترمہ شگفتہ شیخ: میں زبانی بتا دیتی ہوں کہ لوگوں نے ڈکیتی کی وارداتوں کے حوالے سے مظاہرہ کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!اب میں نے آپ کو کب اجازت دی ہے؟ میری بات سنیں، میں آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ تحریری طور پر کوئی چیز لائیں تاکہ کوئی طریقہ یاrulesکے مطابق تو ہونا چاہئے۔ جس طرح میں نے آپ کو بتایا ہے کہ دفتر سے رابطہ کر لیں لیکن اس طرح بتانا ٹھیک نہیں ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 394/10 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ یہ pending تھی اور اس کا جواب رانا صاحب نے دینا تھا۔ کیا شیخ صاحب موجود ہیں؟ رانا صاحب!کیا آپ کے پاس اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اگر محرک موجود نہیں ہیں تو یہ dispose ofہی ہو گی۔

جناب سپیکر:اللہ اکبر۔ چلیں،اب یہ dispose ofہونے جارہی ہے اور اب اس پر میں نے اللہ اکبر پڑھ دیا ہے۔یہ تحریک dispose ofکی جاتی ہے۔اگلی تحریک سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!اللہ اکبر تین مرتبہ پڑھتے ہیں۔

جناب سپیکر:اللہ اکبر،اللہ اکبر۔اب تین مرتبہ مکمل ہو گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

سردار خالد سلیم بھٹی: تحریک التوائے کار نمبر 468 ہے۔

جناب سپیکر:کیا پہلے پڑھی جاچکی ہے؟

سردار خالد سلیم بھٹی:جی، پڑھی جاچکی ہے۔

جناب سپیکر:رانا صاحب!کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!یہ آپ نے next weekکے لئےpendingکروائی تھی۔

بورے والا کی رہائشی سکیم مجاہد کالونی کی جعلی الاٹمنٹ سے اصل الاٹیز کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس کا جواب موصول ہو گیا ہے اور اس کے مطابق مجاہد کالونی بورے والا چک نمبر EB-439اربن میں واقع ہے جو بمطابق رجسٹر مال حق داران زمین زیر کار کھیوٹ نمبران 61, 60, 59, 58, 57, 56چھ قطعات برقبہ 1573 کنال پر مشتمل ہے۔ سالم رقبہ مجاہد کالونی ملکیتی مالکان ہے جو کہ مالکان اراضی نے اپنی مرضی سے پانچ پانچ اور دس دس

مرلے یا زائد پلاٹ کی صورت میں فروخت کیا ہے جس کا کوئی نقشہ منظور شدہ ہے اور نہ ہی پلاٹ بندی کر کے فروخت کیا ہے۔ اس کالونی کی باقاعدہ کوئی انتظامیہ نہ ہے۔ مشترکہ کھیوٹ ہائے میں حصص کی صورت میں سالم کالونی فروخت ہوئی ہے۔ مالکان اراضی رقبہ فروخت کر چکے ہیں۔ معاملہ پرائیویٹ مالکان/ملکیتی رقبہ کے بارے میں ہے۔ اگر کسی کو شکایت ہے تو سول کورٹ سے رجوع کرنا مناسب ہو گا۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! اس جواب سے تو میرا مقصد ہی حل نہیں ہوا؟

جناب سپیکر: آپ کا مقصد کس طرح حل ہو گا وہ آپ بتائیں؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں نے اس تحریک میں mention کیا ہے کہ ایک پٹواری محمد انور عرف [*****] نے یہ کارروائی کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرواتا ہوں کہ کسی کو [*****] نہیں کہہ سکتے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں ہائی کورٹ عدالت کی بات نہیں کر رہا بلکہ پٹواری کو اس نام سے پکارا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ باہر بے شک ایسا نام لیتے رہیں لیکن اس ایوان میں ایسا نام لینے کی اجازت نہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ 1978 میں عبدالرحمٰن قوم مغل نے آٹھ کنال جگہ purchase کی جس کی چار دیواری کر کے دو گیٹ لگا دیئے۔ جب کالونی بنتی ہے تو اس میں سکول ہوتے ہیں اور سڑکوں کے لئے جگہ چھوڑی جاتی ہے اور گلیوں کے لئے جگہ چھوڑی جاتی ہے تو 2007 میں مذکورہ پٹواری جو کہ شہر سے متعلقہ تھانے مشترکہ کھیوٹ میں سے جعلی فرد بنا کر اس جگہ پر قبضہ کر لیا ہے اس حوالے سے میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی لکھا تھا جہاں سے انکوائری۔۔۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! اس معاملے کی انکوائری کروائیں۔ اب اسے of dispose کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 469 بھی آپ کی طرف سے ہے۔ جی، لا منسٹر صاحب!

---

*بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

بورے والا شہر میں نصب ٹیوب ویل بند ہونے کی وجہ سے شہری آبادیوں کو پینے کا پانی میسر نہ ہونے سے پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس وقت بورے والا شہر کے لئے واٹر سپلائی کے تمام ٹیوب ویلوں کی operation اور maintenance ٹی ایم اے بورے والا کر رہا ہے اور وہی اس کے تمام اخراجات کی ادائیگی کرتا ہے۔ محکمہ پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ ٹیوب ویل کی تنصیبات کرتا ہے جو کہ operation اور maintenance کے لئے بعد میں ٹی ایم اے کو handover کر دیئے جاتے ہیں۔ ہاں یہ بات کسی حد تک درست ہے کہ شہر کے اندر لگائے گئے ٹیوب ویلوں میں سے کچھ اپنی مدت پوری کر چکے ہیں مثال کے طور پر مدینہ کالونی میں دو میں سے ایک ٹیوب ویل بند ہے اور اسی طرح حبیب کالونی میں بھی ایک ٹیوب ویل بند ہے۔ اس طرح شہر میں total دو ٹیوب ویل کام نہیں کر رہے جو کہ اپنی عمر کی حد پوری کر چکے ہیں۔ بورے والا شہر کے لوگوں کی اس تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے اربن واٹر سپلائی سکیم بورے والا کی منظوری دی ہے جس کی لاگت 75.318 ملین روپے ہے۔ اس سکیم کے تحت 22 ٹیوب ویلز شہر کے مختلف علاقوں میں لگائے جانے ہیں جن پر کام زور و شور سے جاری ہے اور ان 22 ٹیوب ویلوں میں سے 20 ٹیوب ویلز موقع پر لگ چکے ہیں اور ان پر houses pump کی تعمیر جاری ہے جیسے ہی یہ سکیم مکمل ہو گی تو بورے والا شہر میں پانی کی قلت ختم ہو جائے گی تاہم فلٹریشن پلانٹ کی کوئی سکیم محکمہ پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ کی زیر نگرانی نہیں بن رہی کیونکہ شہر میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی دیکھ بھال ٹی ایم اے کرتا ہے اس لئے متعلقہ عملہ کو چاہئے کہ واٹر سپلائی سکیم میں بلیچنگ پاؤڈر اور کلورین کی مطلوبہ تعداد کے بارے میں متعلقہ محکمہ سے کہا گیا ہے کہ وہ اس چیز کا اہتمام کرے تاکہ امراض پھیلنے کے امکانات کم ہوں۔

جناب سپیکر: بات مکمل ہو گئی ہے اور ان کے نوٹس میں آ چکی ہے اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔جناب سپیکر!ہم نے داتادربار کے سانحہ سے متعلق ایک Call Attention Notice جمع کروایا تھااور اس بات کو تقریباً دو ہفتے ہو چکے ہیں مگر ابھی تک حکومت کی طرف سے اس حوالے سے کوئی جواب نہیں آیا۔ میرے خیال میں یہ ایک انتہائی اہم issue ہے جس پر House کو اعتماد میں لیا جانا چاہئے کہ اس سلسلے میں ہماری تحقیقات کس طرف جارہی ہیں اور کہاں تک پہنچی ہیں۔ جس دن وہ Call Attention Notice آنا تھااس دن اس ایوان میں ایک اور subject شروع ہو گیا تھااور اس topic پر۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! کہیں وہ kill تو نہیں ہو گیا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!داتادربار کے معاملات کے بارے میں سوال پوچھنا اور اسے kill کر دینا تو اور ہی زیادہ۔۔۔

جناب سپیکر: سوال تھا یا کچھ اور تھا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! Call Attention Notice تھا۔

جناب سپیکر: چیک کر لیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس بارے میں تو سب کچھ ہو چکا ہے اور سب نے مذمت بھی کر دی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اگر اس حوالے سے ایوان کو اطمینان میں لے لیا جائے تو یہ بڑااچھااور احسن قدم ہو گا۔

جناب سپیکر: جی،اسے دیکھتے ہیں اور چیک کر لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!وزیر خزانہ صاحب ایوان میں موجود تو نہیں ہیں اور میری آپ کی وساطت سے استدعا ہے ان سے کہ صوبہ پنجاب کے بارے میں انہوں نے کہا تھا کہ 30۔جون کو ہمارا overdraft ختم ہو جائے گااور ہم اسے ختم کر دیں گے تو آج جولائی۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب!یہ وقت تحاریک التوائے کار کا ہے اور جب منسٹر صاحب ہوں گے تو پھر آپ اس بارے میں بات کر لینا۔اگلی تحریک التوائے کار محمد جمیل شاہ صاحب کی 476/10 جو کہ آج کے لئے pending ہے۔جی،لامنسٹر صاحب! محرک تو موجود نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اسے dispose of کر دیں یا پھر اگر فرماتے ہیں تو میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ جواب پڑھ دیں پھر میں اس کے بعد فیصلہ کرتا ہوں۔

حلقہ پی پی۔218 خانیوال میں نئے سکول قائم کرنے کے سلسلے میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ سے جاری ہونے والے ڈائریکٹوز پر عملدرآمد نہ ہونا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): تحریک التوائے کار میں درج حلقہ پی پی۔218 خانیوال کے سکولوں میں سے سیریل نمبر 1تا3، 5تا9، اور 11تا12 کے متعلق پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو فنڈز کے اجراء کے لئے لکھ دیا ہے۔(کاپی لف ہے)۔ منظوری پر ان سکیموں کو فنڈز جاری کئے جائیں گے تاہم سیریل نمبر 4 پر درج شدہ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول چک نمبر 67 A/10-R خانیوال کو ماڈل کی سطح تک upgrade نہیں کیا جا سکتا کیونکہ معیار کے مطابق اس سکول کی تعداد enrolment کم ہے۔ سیریل نمبر 10 پر درج گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر 1-17/76 خانیوال مڈل کے درجے کی upgradation کے لئے موزوں ہے اس لئے اس کے لئے بھی مالی سال 11-2010 میں فنڈز کے اجراء کی کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب اسے of dispose کر دیا جائے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/477 الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کی ہے۔

معزز اراکین: وہ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر: وہ بیٹھے تو نہیں ہیں اگر اس کا جواب آ گیا ہے تو بتا دیں پھر اس کے مطابق ہم اس پر عمل کر لیں گے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے اگلے ہفتے تک pending کر لیں۔

جناب سپیکر: اسے اگلے ہفتے تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 479 ملک محمد جاوید اقبال اعوان کی ہے اس کا ابھی جواب آنا ہے۔

نوشہرہ حلقہ پی پی۔39 میں وزیر اعلیٰ کی منظوری کے باوجود گرلز ڈگری کالج کی تعمیر میں تاخیر

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حلقہ پی پی۔39 خوشاب میں گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج نوشہرہ کا قیام 05-2004 میں محکمہ صحت کی عمارت جو old ڈسپنسری اور لیڈی ہیلتھ کیئر کے لئے تعمیر کی گئی تھی، میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کالج کی علیحدہ عمارت کی تعمیر کے لئے 11 کنال 7 مرلے کا قطعہ اراضی ہائر ایجوکیشن کے نام منتقل ہو چکا ہے اور عمارت کی تعمیر کے لئے P.C.1 بنانے کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ محکمہ تعمیرات و مواصلات نے کالج کے نقشہ کی تیاری کے لئے آرکیٹیکٹ ڈیپارٹمنٹ کو case بھجوا دیا ہے اور P.C.1 کی تیاری کے بعد اسے متعلقہ forum سے منظور کروایا جائے گا تاہم محکمہ ہائر ایجوکیشن نے اس منصوبہ کو اپنی اس list میں شامل کیا ہوا ہے جو وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے بھجوائی جا رہی ہے تاکہ رقم کی فراہمی جلد از جلد مکمل کی جا سکے۔ یہاں یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ اس کالج کی تعمیر کا کام محکمہ مواصلات و تعمیرات کے سپرد کیا جا رہا ہے اور این ایل سی اس منصوبے پر کام نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر: جی، جواب سے ہم مطمئن ہیں اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ next ہے 480۔ یہ پڑھی جا چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس کو آپ pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس کو کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس کو next week تک pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ pending till next week

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! Next week کو تو اجلاس ختم ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو کس نے کہا؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! آپ سے پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: ابھی ایسی بات نہیں ہے، آپ انتظار کریں۔ اگر جواب next week میں نہیں تو next session میں آ جائے گا۔ یہ تحریک التوائے کار محترمہ زوبیہ رُباب ملک کی 482 ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا اور اس سے جو 484 next ہے ان دونوں کو next week تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے پاس 488 کا جواب موجود ہے اس کو آپ take up کروا دیں۔ 486، 484 اور 482 ان تینوں کو آپ next week تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، ان تینوں کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔ 488 اور 489 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ 490 بھی انہی کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے پاس 488 کا جواب ہے، باقی آپ pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینٹ ڈینس گرلز ہائی سکول کشمیر پوائنٹ مری کو جلانے کی وجہ سے سینکڑوں بچیوں کا مستقبل تاریک ہونے کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 488 جو ہے وہ move ہو چکی تھی اور اس کا جواب ہے کہ "سینٹ ڈینس گرلز ہائی سکول کشمیر پوائنٹ کر سچیئن سوسائٹی کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔ اس سکول کا محکمہ تعلیم راولپنڈی سے کوئی تعلق نہ ہے۔ تاہم اس ادارے کی عمارت کے نقصان کا تخمینہ لگانے کے لئے EDO(W&S) راولپنڈی بحوالا چٹھی نمبر such and such مورخہ 16-07-2010 کو بھجوا دیا گیا ہے۔"

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ rules بھی پڑھ لیا کریں اس پر بحث تو ہو گی نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بحث بھی نہیں ہو گی اور جیسے آپ کہیں گے وہی کچھ ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ کا مقصد تھا کہ حکومت کے نوٹس میں بات لائی جائے اور وہ ان کے نوٹس میں آچکی ہے۔اب ان کی طرف سے جو معاملات ہوں گے وہ آپ کو بتادیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جیسا آپ کہتے ہیں وہ بات صحیح ہے لیکن کشمیر پوائنٹ کی یہ ساڑھے تین سو کنال زمین ختم ہو جائے گی، میں بیٹھ جاتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: رانا صاحب!اس کا علاج آپ مہربانی کر کے اچھا کریں اور شیخ صاحب آپ کو مل بھی لیتے ہیں۔اس کو میں ابھی dispose of نہیں کر رہا ہوں جب شیخ صاحب کی بات رانا صاحب سے ہو جائے گی تو پھر اس پر فیصلہ کروں گا کیونکہ یہ serious matter ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ

جناب سپیکر: شیخ صاحب!اگلی تحریک التوائے کار نمبر489 بھی آپ کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بھی پڑھی جاچکی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!اس کا جواب آگیا ہے؟

محکمہ کی مبینہ ملی بھگت سے گورنمنٹ اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول لیاقت باغ راولپنڈی پر لینڈ مافیا کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کا جواب موجود ہے۔یہ بات درست ہے کہ گورنمنٹ اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول راولپنڈی 42 کنال 19 مرلہ پر مشتمل ہے۔یہ زمین 1982 میں محکمہ تعلیم گورنمنٹ آف پنجاب کے نام منتقل کی گئی۔اس میں کئی اطراف سے مختلف لوگوں نے قبضہ کیا کیونکہ تمام زمین گورنمنٹ آف پنجاب کے نام منتقل نہیں ہوئی تھی۔ محکمہ کے نام منتقل کی گئی زمین کو مناسب طریقہ سے چار دیواری بنا کر یا کسی اور طریقہ سے سکول کے قبضہ میں نہیں لایا گیا۔کیونکہ سکول کی پراپرٹی کا ریکارڈ انجمن اسلام راولپنڈی کے پاس رہا جس کو انہوں نے اپنی دلچسپی کے مطابق استعمال کیا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

معزز ممبران: نعرہ ہائے تحسین۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس انجمن کے زیادہ تر ممبران وفات پا چکے ہیں اور باقی ماندہ مجرمانہ طریقہ سے سکول کی پراپرٹی پر قبضہ کرنے میں مصروف ہیں۔ انجمن اس مقصد کے لئے بڑے طریقے کے ساتھ اندرون خانہ کام کرتی رہی۔ کچھ مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جناب سپیکر! اس میں مختلف وقتوں میں جو مقدمات درج ہوئے ان کی تفصیل اور اس کے جواب کی کاپی میں شیخ صاحب کو فراہم کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ 42 کنال زمین کا معاملہ ہے اور یہ راولپنڈی سکول کا انتہائی prime area ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے جیسے کہا ہے وہ ٹھیک ہے مجھے تفصیل مل جائے گی لیکن میں اس پر یہ چاہتا ہوں، جیسا کہ لاء منسٹر صاحب نے بھی بات مان لی ہے کہ واقعی یہ زمین خُورد بُرد ہو رہی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس پر آپ کوئی ایسی بات کر دیجئے تاکہ اِس زمین اور سکول کو بچا لیا جائے۔ اب ان کے پاس playground بھی نہیں رہی ہے۔ اس پر حکومت اگر فوری طور پر interfere نہیں کرے گی تو انجمن اسلامیہ کے بس کا یہ روگ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، لاء منسٹر صاحب نے assurance دی ہے اس کو وہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ لیتے ہیں۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ شیخ صاحب! آپ لاء منسٹر صاحب کے ساتھ مل کر اس کو دیکھ لیجئے گا۔ اس کے بعد 490/2010 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے، یہ بھی move ہو چکی ہے اور یہ آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو pending فرما دیں اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسے کب تک کے لئے pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو next week تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اب 493/2010 جناب محمد جمیل شاہ صاحب کی ہے۔وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔اب تحریک التوائے کار ختم ہو چکی ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم، مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب نمبر 17,15 مصدرہ 2008 اور نمبر 6 مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

1- The Notice of Motion to amend the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 under rule 244-A of the said Rules.

2- The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008 (Bill No.15 of 2008) moved by Ch Aamar Sultan Cheema, MPA (PP-32)

3- The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs Amna Ulfat, MPA (W-356)

4- The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009 (Bill No.6 of 2009) moved by Ch Muhammad Asad Ullah, MPA (PP-106)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ تک کی توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

1. The Notice of Motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under rule 244-A of the said Rules.
2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008 (Bill No.15 of 2008) moved by Ch Aamar Sultan Cheema, MPA (PP-32)
3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs Amna Ulfat, MPA (W-356)
4. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009 (Bill No.6 of 2009) moved by Ch Muhammad Asad Ullah, MPA (PP-106)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ تک کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

1. The Notice of Motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under rule 244-A of the said Rules.
2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008 (Bill No.15 of 2008) moved by Ch Aamar Sultan Cheema, MPA (PP-32)
3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs Amna Ulfat, MPA (W-356)
4. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009 (Bill No.6 of 2009) moved by Ch Muhammad Asad Ullah, MPA (PP-106)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ تک کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ) مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب مصدرہ2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں

The Punjab Healthcare Bill, 2009(Bill No.31of 2009)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محترمہ نفیسہ امین، مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون انڈسٹریل ریلیشنز پنجاب مصدرہ2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ نفیسہ امین: جناب سپیکر! میں

The Punjab Industrial Relations Bill 2010(Bill No.18 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30۔ستمبر 2010 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Industrial Relations Bill 2010(Bill No.18 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں30۔ ستمبر2010تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Industrial Relations Bill 2010(Bill No.18 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں30۔ ستمبر2010تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں ذرا اس کو مکمل کر لوں، پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ آج کے ایجنڈا پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔ The Women University Multan Bill 2010(Bill No.4 of 2010). جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہ رہی تھی کہ سستی روٹی کے حوالے سے جو اتنا بڑا infrastructure کھڑا کیا گیا ہے اور یہ خادم اعلیٰ کا عزیز ترین پراجیکٹ ہے لیکن آپ ذرا پتا کریں کہ ہر جگہ روٹی -/3 روپے کی مل رہی ہے اور کسی جگہ پر تو -/4 روپے کی بھی مل رہی ہے تو مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ کیا سسٹم ہے، جس پر اتنا پیسا لُٹایا جا رہا ہے اس پر کوئی چیک ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر آ گیا۔ لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترمہ کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ -/3 روپے میں روٹی مل رہی ہے۔ ورنہ یہ تو آج تک یہ کہہ رہے تھے کہ روٹی کہیں ملتی نہیں ہے اور روٹی کہیں ہے ہی نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ دوسروں صوبوں میں جا کر پتا کریں کہ -/8 سے -/12 اور -/15 روپے کی روٹی مل رہی ہے اور پنجاب میں -/3 روپے روٹی اس لئے بک رہی ہے کہ -/2 روپے کی روٹی جو ہے وہ مارکیٹ میں available ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی بات آ گئی اور اس پر لاء منسٹر کا جواب آ گیا اور اب مجھے legislation کرنی ہے۔ جی، پہلے ماجدہ زیدی صاحبہ اور پھر اس کے بعد اعجاز صاحب اور اس کے بعد میں legislations کروں گا۔

کورم کی نشاندہی

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ کورم کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کورم کی نشاندہی کر رہی ہیں؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جی اور میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کی جائے (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کروائی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون ویمن یونیورسٹی ملتان مصدرہ 2010

(۔۔۔جاری)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we resume Clause by Clause consideration on the Women University Multan Bill 2010 consideration on Bill up to Clause 9 has been completed on 16th July 2010.

CLAUSE-10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is received on 19-07-2010 and it is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi…

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

یہ amendment rules کے مطابق نہیں ہے۔یہ 19۔جولائی کو دی گئی ہے جبکہ rules کے مطابق کم از کم دو دِن پہلے ان کو دینی چاہئے کیونکہ یہ Bill تو پہلے ہی under consideration تھا۔

The Bill was under consideration since the last day. تو اس دوران تو amendment نہیں دی جا سکتی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ amendment چونکہ آج receive ہوئی ہے اور Law بہت clear ہے۔ 105 sub-Clause 2 میں amendment کے بارے لکھا ہے کہ:۔

"if a notice of proposed amendment has not been given in two clear days…

اس بنیاد پر میں اس کو set aside کرتا ہوں اور

This amendment is not a part of this Bill.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی discretion تو ہے، ہم آپ سے رحم کی اپیل تو کر سکتے ہیں۔ اگر اسے accept کرنے سے یہ قانون بہتر ہو سکتا ہے تو اس کو انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں کوئی انا کا مسئلہ نہیں ہے۔ میں نے اپنا decision سُنا دیا ہے۔ بہت شکریہ

Now the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it and the amendment is again moved on 19-07-2010 and the same is not accepted.

Now, therefore the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-22

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-23

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-24

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-25

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-26

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-27

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried.)

CLAUSE-27-A

MR DEPUTY SPEAKER: Now there is addition of new Clause 27-A the amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab Khan, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

کورم کی نشاندہی

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LAGHARI: Before I move this amendment, I would again like to point out the quorum and not to doubt your staff's counting of it. But I think last time also the House was inaccurate, I would appreciate if you announce the number as to how many people are in the House.

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔
(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)
جناب ڈپٹی سپیکر: پانچ منٹ ہو گئے ہیں گھنٹیاں بند کی جائیں اور گنتی کی جائے۔ لغاری صاحب قانون میں یا rules میں کوئی ایسی provision نہیں ہے کہ تعداد بتائی جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کورم پورا نہیں ہے اس لئے اب اجلاس بروز منگل مورخہ 20۔جولائی 2010 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

1155

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،20۔جولائی2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات بہبود آبادی اور ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

1. جناب خرم نواب: یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ بھر کے شہروں اور قصبوں میں موجودہ اور آئندہ تعمیر ہونے والے bypasses کو Limited Excess Road ڈیکلیئر کرتے ہوئے ان کے ارد گرد ہر قسم کی تعمیرات پر فوری پابندی عائد کر دی جائے۔

2. ڈاکٹر سامیہ امجد: یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ سرکاری سرپرستی میں اور مخیر حضرات کی مدد سے قرآن یونیورسٹی کے نام سے ایک یونیورسٹی قائم کی جائے جس میں سائنٹیفک طریق پر قرآن حکیم کی تحقیق ہو اور یونیورسٹی ہذا میں قرآن حکیم کی تفسیر اور تجدید سے متعلق تعلیم و تحقیق کا اہتمام ہو۔

3. محترمہ سیمل کامران: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ میں بی۔اے تک طلباء وطالبات کے لئے مفت تعلیم کا اہتمام کرے۔

4. انجینئر شہزاد الہیٰ: یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ اعلان شدہ ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج میں دیگر صوبوں کے طلباء وطالبات کے لئے بھی کوٹا مختص کیا جائے تاکہ تمام صوبوں کے درمیان بھائی چارے اور قومی یکجہتی کو فروغ ملے۔

5. چودھری ظہیر الدین خان: یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ دوران سروس وفات پانے والے سرکاری ملازمین کی فیملی پنشن، گراس پنشن 50 فیصد کی

بجائے60فیصداور کمیوٹیشن(commutation) 25فیصد کی بجائے
40فیصد دی جائے۔

1157

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

منگل،20۔جولائی2010

(یوم الثلاثہ،7۔شعبان المعظم1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر14منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝١ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝٢ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝٣
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝٤ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ
سٰفِلِيْنَ ۝٥ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ
اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝٦ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝٧ اَلَيْسَ اللّٰهُ
بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝٨

سُوْرَۃُ التِّین آیات1 تا8

انجیر کی قسم اور زیتون کی (1) اور طور سینین کی (2) اور اس امن والے شہر کی (3) کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے (4) پھر (رفتہ رفتہ) اس (کی حالت) کو (بدل کر) پست سے پست کر دیا (5) مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے (6) تو (اے آدم زاد) پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟ (7) کیا اللہ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟ (8)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دل الفت سرکار ﷺ بسانے کے لئے ہے
جاں آپ ﷺ کی حرمت پہ لٹانے کے لئے ہے
دل کہنے لگا کرتے ہی گنبد کا نظارہ
یہ نقش تو آنکھوں میں سجانے کے لئے ہے
ہم امتی ان کے ہیں تو کیسے رہیں محروم
جب ان ﷺ کا کرم سارے زمانے کے لئے ہے
سرور جو بلاوا نہیں آیا کئی دن سے
یہ تیری طلب اور بڑھانے کے لئے ہے

سوالات

(محکمہ جات بہبود آبادی وٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر بہبود آبادی اور ٹرانسپورٹ کے محکمہ جات کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترم!آپ کو کیسے بتایا جائے؟ میرے خیال میں بہتر رہے گا کہ آپ تھوڑا سا ان کے پاس چلے جائیں یا ان کو اپنے پاس بلالیں۔ میں ہر روز تو explanation دیتا ہوں کہ وقفہ سوالات کے دوران ہمارا متفقہ طور پر یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اس دوران کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں لئے جائیں گے۔ میں بعد میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دیتا ہوں۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر!یہ پہلے بھی ہوتا رہا ہے،اگر آپ مجھے موقع دے دیتے تو بہتر تھا لیکن جیسے آپ کی مرضی۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی مہربانی اور میں آپ کا شکر گزار رہوں گا۔ میاں نصیر احمد صاحب پہلا سوال آپ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!شکریہ۔ میرا سوال نمبر 213 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!پریس والے بھائی نظر نہیں آرہے۔

جناب سپیکر: جی،وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبائی محکمہ بہبود آبادی، 07-2006 میں خاندانی منصوبہ بندی کے لئے فنڈز، اخراجات و دیگر تفصیلات

*213: میاں نصیر احمد: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی محکمہ بہبود آبادی خاندانی مرد و خواتین کی منصوبہ بندی کے لئے مختلف طریقے تجویز کرتا ہے، ان سے متعلق ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی اور شرح پیدائش میں کمی لانے کے لئے تشہیری مہم کا سہارا لیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کا زیادہ بجٹ تشہیری مہم پر خرچ ہوتا ہے، تشہیری مہم پر مالی سال 07-2006 اور 08-2007 میں مختص کی جانے والی رقم سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے مختلف طریقوں پر عمل کرنے والے مرد و خواتین مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کی طرف سے خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں پر عمل کرنے والے مرد و خواتین کو کوئی مالی فائدہ بھی دیا جاتا ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں):

(الف) محکمہ بہبود آبادی مرد و خواتین کی خاندانی منصوبہ بندی کے لئے مندرجہ ذیل طریقے تجویز کرتا ہے:-

خواتین کے لئے

عارضی طریقے	مستقل طریقے
خاندانی منصوبہ بندی کی گولیاں	خاندانی منصوبہ بندی کا آپریشن (نل بندی)
خاندانی منصوبہ بندی کا ٹیکہ	
نارپلانٹ (بازو میں رکھنے والا کیپسول)	
مانع حمل چھلا	
(i) کاپر ٹی Copper T	
(ii) ملٹی لوڈ Multi Load	
Contraceptive tab ایمرجنسی مانع حمل گولیاں	

مردوں کے لئے

(a)کنڈوم خاندانی منصوبہ بندی کا آپریشن(نس بندی)

(ب) محکمہ بہبود آبادی پنجاب کے تحت خدمات فراہم کرنے والے اداروں کے قیام کے ساتھ ساتھ وکالتی مہم کی تشکیل بھی کی گئی ہے۔اس مہم کا مقصد معاشرے کے اہم طبقات مثلاً پالیسی ساز، سیاست دان، مذہبی رہنما، نوجوان اور نو بالغ افراد تک بہبود آبادی کا پیغام پہنچانا ہے۔اس کی سرگرمیوں میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے پروگرام کی تشہیر، آؤٹ ڈور تشہیر جس میں پوسٹرز بروشرز پمفلٹس اور Giveaway آئٹمز کی پرنٹنگ ہورڈنگز اور Kiosks، ثقافتی میلوں اور نمائشوں میں سٹال لگانا سیمینار اور ٹریننگ ورکشاپس کا انعقاد، محکمے کی اہم عمارتوں کی Branding صوبائی اور ضلعی سطح پر میڈیا سنٹرز کا قیام شامل ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ کا زیادہ بجٹ تشہیری مہم پر خرچ ہوتا ہے۔تشہیری مہم پر مالی سال07۔2006اور08۔2007میں مختص کی جانے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	کل مختص بجٹ	اشتہاری مہم کا بجٹ	فیصد بجٹ
2006۔07	1389.000ملین روپے	45.000ملین روپے	3فیصد
2007-08	1355.000ملین روپے	25.195ملین روپے	1.86فیصد

(د) دیگر ادویات کی طرح خاندانی منصوبہ بندی کی ادویات کے بھی چند ضمنی اثرات ہو سکتے ہیں جن میں سر درد، پیٹ میں معمولی درد، متلی کی کیفیت، وزن بڑھنا، مزاج میں تبدیلی یا ماہواری کی عارضی بندش یا زیادتی شامل ہیں۔یہ اثرات خاندانی منصوبہ بندی کی مصنوعات کے استعمال کے ابتدائی دنوں میں عارضی طور پر ہو سکتے ہیں تاہم کلائنٹ کو کونسلینگ کے ذریعے پیشگی آگاہ کر دیا جاتا ہے اور ان اثرات کو ادویات سے باآسانی کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

(ہ) جی ہاں!یہ درست ہے کہ صرف آپریشن کروانے والے مرد و خواتین کو محکمہ کی طرف سے مالی فائدہ دیا جاتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(i) نل بندی کروانے والی خواتین کو 250روپے نس بندی کروانے والے مردوں کو 500روپے دیئے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ آپریشن کے بعد refreshment اور ادویات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(الف)میں یہ کہا گیا ہے کہ صوبائی محکمہ بہبود آبادی خاندان، مرد و خواتین کی منصوبہ بندی کے لئے مختلف طریقے تجویز کرتا ہے۔میرا یہاں پر سوال ہے کہ

محکمہ بہبود آبادی کے ایک ڈیپارٹمنٹ کا کوٹ لکھپت کے اندر ایک main office ہے، کاہنہ کے اندر بھی ہے اور قصور میں بھی ہے، مجھے دس دن پہلے وہاں جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس ڈیپارٹمنٹ کے جتنے افسران ہیں تو ان سے by chance مجھے گفتگو کرنے کا موقع بھی ملا، ہر ایک سے میں نے جب ان کی اپنی فیملی کے بارے میں پوچھا تو پانچ، چھ اور سات بچوں کی average تھی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنی فیملی کے بارے میں پوچھا یا ان کی فیملی کے بارے میں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ان کی فیملی کے بارے میں کیونکہ فیملی پلاننگ کے متعلقہ آفیسر تھے اور محکمہ صحت کے چار دفتر جو خواتین نے بنائے ہیں وہ بھی میرے حلقے کے اندر ہیں اور وہاں سے بھی مجھے انفارمیشن لینے کا اتفاق ہوا تو وہاں پر بھی 5.5 average تھی۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ محکمہ بہبود آبادی جو کام کر رہا ہے، جو ٹیم اس کے لئے انہوں نے مختص کی ہے، وہ لوگ جو اس ڈیپارٹمنٹ کے اندر ہیں اور جو لوگوں کو convince کرتے ہیں کہ ہم نے پاکستان کی بہتری کے لئے، اس صوبہ کی بہتری کے لئے فیملی پلاننگ کے ساتھ چلنا ہے اور فیملی کی پلاننگ کرنی ہے اگر اس ڈیپارٹمنٹ کے اندر کام کرنے والے لوگ ہی اس ڈیپارٹمنٹ کے اغراض و مقاصد سے convinced نہیں ہیں اور اس کی تائید نہیں کرتے تو وہ پھر اس محکمہ کے اندر کام کس طرح کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، اپنا supplementary question بتائیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو اتنے پلاننگ کے طریقے بتائے ہیں تو محکمہ بہبود آبادی میں کام کرنے والے ہزاروں افراد پر وہ implement نہیں ہوتے یا وہ لاگو نہیں ہوتے؟

جناب سپیکر: جی، اب ان کا جواب سنیں کہ کیا فرما رہے ہیں۔ جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً ان کا اثر سب پر ہونا چاہئے لیکن سوال میں اس حوالے سے کوئی انفارمیشن نہیں پوچھی گئی کہ اس حوالے سے کیا انفارمیشن ہے؟ میرا خیال ہے کہ جو convince کرنے کا تعلق ہے، تو ضروری نہیں ہے کہ ان کی جو انفارمیشن ہے اس کے مطابق ہی سارے اس کیٹیگری میں آتے ہوں اور ہو سکتا ہے کہ کسی کے بچے زیادہ ہوں لیکن یقیناً اس ڈیپارٹمنٹ کے رزلٹ کے مطابق آبادی کی رفتار کم ہوئی ہے جو کہ 2.98 سے 2.07 تک اس ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی کی وجہ سے ہی نیچے آئی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ب) میں یہ کہا گیا ہے اور سوال یہ تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی اور شرح پیدائش میں کمی لانے کے لئے تشہیری مہم کا سہارا لیا جاتا ہے؟ میری یہاں پر گزارش یہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس محکمہ کی جو تشہیری مہم ہے وہ آبادی میں اضافہ کی سب سے بڑی وجہ ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ڈیپارٹمنٹ جو تشہیر چلاتا ہے اس کے اندر ایک بچی اور بچے کو دکھایا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہ سوال کریں، کمنٹری نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، میں بھی انہیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!سوال کرنے سے پہلے ذرا اس کو clear کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، جی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی کو دکھایا جاتا ہے اور لاشعوری طور پر ذہن میں یہ بٹھا دیا جاتا ہے کہ جب تک خاندان کے اندر ایک بیٹا اور ایک بیٹی نہیں ہوں گے تو خاندان مکمل نہیں ہوتا۔اس مہم کی بنیاد دو بیٹے بھی ہو سکتے ہیں اور دو بیٹیاں بھی ہو سکتی ہیں لیکن جو تمام صحت کے مراکز ہیں ان پر ایک بیٹے اور ایک بیٹی کی تصویر دکھائی ہوئی ہے۔میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اس تشہیری مہم کے دوران ایک لڑکی اور لڑکا کا دکھایا جانا ضروری ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ symbol بتا رہے ہیں، کوئی ایسی بات نہیں۔میرے خیال میں سیکرٹری صاحب اس کا جواب رہنے دیں اور آپ چھوڑ دیں۔جی، next supplementary کوئی نہیں؟اب اگلا سوال نمبر 1923 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔۔۔تشریف رکھتی ہیں؟۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔ جی، dispose of کیا جاتا ہے۔میاں نصیر احمد صاحب!اس کے بعد پھر اگلا سوال آپ کا آ گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ان کے سوالات اس طرح کے معاملہ میں زیادہ کیوں آتے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ ان سے پھر پوچھیں گے۔یہ محنت کرتے ہیں اور واقعی ہی محنت کرتے ہیں۔جی!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 220 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی،اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

صوبہ پنجاب میں خاندانی منصوبہ بندی کے لئے
بیرون ممالک سے مالی امداد کی صورتحال

*220: میاں نصیر احمد: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں خاندانی منصوبہ بندی اور شرح پیدائش میں کمی لانے کے لئے صوبائی سطح پر منصوبے جاری ہیں،ان منصوبوں کے نام اور تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) صوبائی حکومت نے خاندانی منصوبہ بندی کے منصوبے کے لئے مالی سال07-2006اور 08-2007میں کل کتنی رقم مختص کی تھی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت کو خاندانی منصوبہ بندی کے لئے بیرون ممالک سے آسان شرائط پر قرضے اور مالی امداد ملتی ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو ان قرضوں اور مالی امداد سے متعلق تفصیل ایوان کو فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں):

(الف) صوبہ پنجاب میں خاندانی منصوبہ بندی اور شرح پیدائش میں کمی لانے کے لئے صوبائی سطح پر درج ذیل منصوبے جاری ہیں۔

1۔ بہبود آبادی پروگرام (08۔2003)اس پروگرام کے تحت تولیدی صحت کی سہولیات کو اپنی سماجی اور ثقافتی اقدار میں رہتے ہوئے 100 فیصد آبادی تک پہنچانا شامل ہے۔اس کے علاوہ فیملی پلاننگ پروگرام میں مردوں کی زیادہ سے زیادہ شمولیت کو یقینی اور مؤثر بنایا جارہا ہے۔اس پروگرام کے تحت حکمت عملی کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

a. فلاحی مراکز کی تعداد کو990 سے بڑھا کر1500 تک لانا۔
b. تولیدی صحت کے مراکز کی تعداد کو51 سے بڑھا کر66 کی سطح تک لانا۔
c. ڈاکٹرز کی زیر نگرانی موبائل سروس یونٹ کی تعداد کو70 سے بڑھا کر117 کرنا۔

ایشیائی ترقیاتی بنک تولیدی صحت پراجیکٹ

2۔ اس پراجیکٹ کے تحت مندرجہ ذیل اضلاع میں فیملی پلاننگ کی خدمات پہنچائی جا رہی ہیں:۔

(a)	لودھراں	(b)	پاکپتن
(c)	منڈی بہاؤالدین	(d)	بہاولنگر
(e)	نارووال	(f)	جھنگ
(g)	وہاڑی	(h)	رحیم یار خان
(i)	لیہ	(j)	مظفر گڑھ

اس پراجیکٹ کے تحت مندرجہ ذیل سرگرمیاں جاری ہیں۔

I. فلاحی مراکز کے معیار میں بہتری لانا۔
II. غریبوں اور محروم افراد کو بنیادی صحت کی سہولیات کی فراہمی
III. تولیدی صحت کی خدمات کی ترویج وانتظام وانصرام

(ب) پاپولیشن ویلفیئر پروگرام کے لئے مختص کی جانے والی رقم وفاقی حکومت مہیا کرتی ہے۔ جس کی release بذریعہ محکمہ خزانہ، حکومت پنجاب ہوتی ہے۔ صوبائی حکومت اس سلسلے میں کوئی علیحدہ رقم مختص نہیں کرتی ہے۔ وفاقی حکومت کی مالی سال 07۔2006 اور 08۔2007 میں مختص کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	مختص شدہ رقم
2006۔07	1389.000 ملین روپے
2007۔08	1355.000 ملین روپے

(ج) یہ درست نہ ہے۔ صوبائی حکومت کو خاندانی منصوبہ بندی کے لئے بیرون ممالک سے کوئی امداد یا قرضہ نہیں ملتا۔

(د) جیسا کہ جز(ج) میں بیان کیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں بتایا گیا ہے کہ Social Welfare Department نے 2003 اور 2008 میں اس پروگرام کے تحت جو سماجی اور ثقافتی ادوار کا آغاز کیا تھا اس پروگرام کے تحت 100 فیصد تک سہولتیں آبادی کو پہنچائی گئی ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ 2003 اور 2008 کے اندر جب یہ

مہم شروع کی گئی تھی تو پنجاب کے اندر آبادی کی شرح کا تناسب کیا تھا اور آج اس پروگرام کی completion کے بعد اس کی شرح تناسب میں کتنا فرق آیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، 2003 اور 2008 میں آبادی کا تناسب کیا تھا اور آج یہ تناسب کیا ہے؟ آپ سے آبادی کا تناسب پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): جناب سپیکر! جب یہ پروگرام شروع کیا گیا تھا تو اس وقت آبادی کا تناسب تقریباً 2.98 growth rate تھا اور اب اس پروگرام کے مکمل ہونے کے بعد 1.73 کے قریب ہے۔

جناب سپیکر: ان کی رپورٹ کے مطابق تو بہت حوصلہ افزا بات ہے۔ جی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! 2.98 تو overall Pakistan کا growth rate ہے اور میں پنجاب کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): جناب سپیکر! جب یہ پروگرام شروع کیا گیا تھا تو اس وقت یہ population rate پنجاب کا تھا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ جتنی بھی ہماری رپورٹس ہیں اگر internet پر جائیں تو یہ پاکستان کا growth rate 2.98 ہے اور پنجاب کا 2.98 نہیں ہے اور جو دوسری figures دے رہے ہیں وہ بھی یہ overall Pakistan کی دے رہے ہیں اور یہ بھی پنجاب کی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ پنجاب کی بات پوچھ رہے ہیں۔ Bell دو دفعہ ہو چکی ہے لیکن اب آپ کی مرضی ہے کہ اگر آپ سوال کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اعتراض نہیں ہے۔ اس کی ذرا درستی کروائیں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے پنجاب کے بارے میں پوچھا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری یہ بتادیں کہ یہ انہوں نے تصدیق کہاں سے کی ہے کہ 2.98 پنجاب کا growth rate ہے؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ انہوں نے پاکستان کا ہی بتایا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں):جناب سپیکر!پنجاب بھی پاکستان میں آتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ شاید may be figuresاور ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:جی،آپ مجھ سے ہی مخاطب رہیں اور ادھر نہ دیکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں):جناب سپیکر!اس پروگرام کے حوالے سے جو ٹارگٹ دیا گیا تھا وہ یہی تھا کہ اس وقت جو population rate تھا اسے پاپولیشن پروگرام کی وجہ سے کم کر کے 1.73 تک لایا گیا ہے تو یقیناً اس سے فرق پڑا ہے اور آبادی کم ہوئی ہے۔

جناب سپیکر:جس طرح سے وہ آپ سے figures مانگ رہے ہیں وہ میرے خیال میں آپ کے پاس نہیں آ رہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں):جناب سپیکر!یہ میں exact figure لے کر بتا دوں گا۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!اس کا مطلب ہے کہ آپ باقاعدہ 8 کروڑ اور 7 کروڑ کی آبادی کو mix کر کے مجھے figures بتا رہے ہیں۔ یہ پارلیمانی سیکرٹری پنجاب کے ہیں اس لئے مجھے پنجاب کی 2003 اور 2010 کی figures چاہئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں):جناب سپیکر!پنجاب کی exact figure 2.78 ہے۔

جناب سپیکر:جی،پنجاب کی 2.78 exact figure بتا رہے ہیں۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر یہ 2009 کی ہے،2010 کی بتائیں۔

جناب سپیکر:جی،بتائیں کہ اب کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں):جب یہ پروگرام شروع کیا گیا تھا۔ 1998 میں جب یہ census ہوا تھا اس وقت یہ figures تھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!میں ایک بہت valid ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،آپ بھی اپنا بخار نکالیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!انہوں نے جواب کے جز(الف)(1) کے اندر یہ لکھا ہے کہ اس پراجیکٹ کے تحت مندرجہ ذیل اضلاع میں فیملی پلاننگ کی خدمات پہنچائی جارہی ہیں:۔

(a)	لودھراں	(b)	پاکپتن
(c)	منڈی بہاؤالدین	(d)	بہاولنگر
(e)	نارووال	(f)	جھنگ
(g)	وہاڑی	(h)	رحیم یار خان
(i)	لیہ	(j)	مظفر گڑھ

جناب سپیکر: ڈی جی خان کو چھوڑ گئے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں ۔ جناب سپیکر !میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان اضلاع کو کیوں select کیا گیا، کیا یہاں پر آبادی باقیوں سے زیادہ تھی،اس آبادی کو کنٹرول کرنے کی زیادہ ضرورت تھی، باقی جگہوں پر آبادی کم تھی، کس criteria کے تحت ان اضلاع کو select کیا گیا اور باقیوں کو کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں ان اضلاع کو کیوں select کیا گیا اور باقیوں کو کیوں نہیں کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): جی، یقیناً یہ areas تھوڑے سے backward ہیں تو یہاں پر اس پروگرام کی زیادہ ضرورت تھی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف backward areas کی population کنٹرول کرنی ہے تاکہ جو غریب بچے پیدا کر رہے ہیں وہ نہ کریں اور امیر بے شک بچے پیدا کرتے رہیں۔ یہ criteria ہے، مجھے criteria بتا دیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): Basically یہ Asian Development Bank کا پراجیکٹ تھا انہوں نے اس پروگرام کے لئے دس ڈسٹرکٹ select کئے تھے۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں نے یہ پوچھا تھا کہ criteria کیا تھا، کس معیار پر، کس وجہ سے ان دس اضلاع کو select کیا گیا اور باقیوں کو نہیں چُنا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں):جناب سپیکر !یہ ایک pilot project تھا۔ ان کوselect کرنے میں اگر کوئی factor دیکھا جائے تو یہی نظر آتا ہے کہ backwardnessہی ہے یہاں پر اس مہم کی زیادہrequirement تھی۔

جناب سپیکر:جی،اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!.On her behalf(معزز ممبر نے معزز خاتون ممبر محترمہ ثمینہ خاور حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!سوال نمبر1924 ہے۔اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بند روڈ لاہور پر قائم بس سٹینڈ کی تفصیلات

*1924: محترمہ ثمینہ خاور حیات:کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سکندریہ کالونی بند روڈ پر بنایا جانے والا بس سٹینڈ سرکاری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ اڈا آر ٹی اے کی مدد سے تعمیر کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس اڈے سے چلنے والی بسیں کوچز،مزدا وغیرہ یتیم خانے سے ہی مڑ کر واپس اڈے پر آجاتی ہیں اور منظور شدہ روٹ کو پورا نہیں کرتیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام):

(الف) جی ہاں!یہ درست ہے سکندریہ کالونی میں بند روڈ پر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے بس سٹینڈ تعمیر کیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے اپنےsources سے تعمیر کروایا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے تاہم اگر کوئی بس،کوچ یا مزدا اپنا روٹ مکمل نہ کرے تو اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر:کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جز(الف) میں سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ سکندریہ کالونی بند روڈ پر بنایا جانے والا بس سٹینڈ سرکاری ہے؟ جواب یہ دیا گیا کہ جی ہاں، یہ درست ہے سکندریہ کالونی میں بند روڈ پر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے بس سٹینڈ تعمیر کیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کب تعمیر کیا گیا؟

محترمہ ساجدہ میر: 1998 میں۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ خود جواب دے لیں گے۔آپ نہ بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خُرم گلفام): جناب سپیکر! exact date ابھی میرے پاس نہیں ہے۔یہ fresh question کر دیں میں ان کو exact date بتا دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ بتا دیں کہ 2002 میں بنا یا 2004 میں بنا۔ میں یہ تو نہیں کہہ رہا کہ 4 بج کر 14 منٹ پر 19۔اکتوبر کو بنا تھا۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ کون سے سال میں بنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خُرم گلفام): جناب سپیکر! سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے 28-10-2008 میں notify as a part of General Bus Stand کیا ہے۔

جناب سپیکر: شاباش! بیٹھیں، تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس سوال کے جز(ب) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ اڈا، آر ٹی اے کی مدد سے تعمیر کیا گیا ہے؟ اس کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے بلکہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے اپنے sources سے تعمیر کروایا ہے، یہ کتنی مالیت سے تعمیر کروایا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خُرم گلفام): جناب سپیکر! یہ اڈا سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے تعمیر کیا ہے، محکمہ ٹرانسپورٹ نے تعمیر نہیں کیا۔ جو ہماری District Regional Transport Authority ہے اس نے تعمیر نہیں کیا ہے۔ یہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ، ڈی سی او کے تحت تعمیر ہوا ہے تو اس کی لاگت ہمارے پاس نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ سوال ٹرانسپورٹ کے محکمے سے related نہیں تھا۔Rules of the Business کہتے ہیں کہ اگر آپ کے پاس ایک سوال آتا ہے جو آپ سے related نہیں ہے تو آپ اس کو اس کے متعلقہ محکمہ کو بھیجتے ہیں کہ اس کا جواب دو تو کیا متعلقہ محکمہ والوں نے یہ سوال سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو بھیجا؟

جناب سپیکر: جی، نہیں ۔ انہوں نے آپ کو بتا دیا ہے کہ سٹی گورنمنٹ نے اس کو بنایا ہے محکمہ ٹرانسپورٹ نے اس کو نہیں بنایا۔ Matter ends.

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خُرم گلفام): جناب سپیکر! میں اس میں وضاحت کر دوں ۔ اس میں محترمہ کی طرف سے یہ سوال آیا تھا کہ یہ RTA نے تعمیر کیا ہے یا سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ، کس نے تعمیر کیا ہے تو اس کا ہم نے جواب دے دیا ہے کہ تعمیر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے کیا ہے۔ اس کی لاگت کے بارے میں سوال نہیں ہے۔ اگر لاگت کا سوال ہوتا تو ہم یقیناً سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے اس کی لاگت بھی پوچھ لیتے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کسی منصوبے کے بارے میں سوال ہوتا ہے تو اس کے بارے میں پوری information اکٹھی ہونی چاہئے تاکہ اگر کوئی ضمنی سوال آئے تو اس کا جواب دیا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، ان کے پاس ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میرا پرانا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ پہلے وزراء کرام اور پارلیمانی سیکرٹریز کے پاس پوری انفارمیشن ہوا کرتی تھی اور محکمے کے جو افسران visitors box میں بیٹھتے ہیں اگر کوئی چیز missing ہوتی تھی تو وہاں سے پرچی بھی آ جایا کرتی تھی اور بتا دیتے تھے کہ یہ انفارمیشن اس طرح سے ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ دو چار گھنٹے بیٹھ کر تھوڑی سی محنت کر کے آیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، محنت وہ کرتے ہیں۔ محنت اور زیادہ کرنی چاہئے لیکن ان کے جوابات ٹھیک ہیں۔ اگلا سوال ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ It is disposed of. جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 2661 ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اوکاڑہ، ٹرانسپورٹرز کی طرف سے زیادہ کرایہ وصول کرنے کا مسئلہ

*2661: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ٹرانسپورٹر گوگیرہ سے اوکاڑہ تک کا کرایہ 25روپے وصول کر رہے ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ حکومت کی طرف سے تیل کی قیمتوں میں کمی کے باوجود ٹرانسپورٹرز اپنی مرضی سے کرایہ وصول کر رہے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تیل کی قیمتوں میں کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے ٹرانسپورٹ کے کرائے کم کرنے پر غور کر رہی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خُرم گلفام):

(الف) یہ درست نہ ہے اوکاڑہ سے گوگیرہ شرح کرایہ 70پیسے فی کلومیٹر کے حساب سے 15.40 روپے بنتا ہے جس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کیا جا چکا ہے اور کرایہ نامہ کی کاپیاں تمام پبلک ٹرانسپورٹ کے اندر اور تمام اڈا جات پر بھی نمایاں جگہوں پر آویزاں کروا دی گئی ہیں۔ DRTAاوکاڑہ کا عملہ باقاعدگی کے ساتھ مختلف اوقات میں کرایہ نامہ کی بابت چیکنگ بھی کرتا رہتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے صوبہ پنجاب میں حکومت کے مروجہ منظور شدہ کرایہ نامہ کے مطابق ٹرانسپورٹر کرایہ وصول کر رہے ہیں اور جو کوئی ٹرانسپورٹر بھی اس کی خلاف ورزی کرتا ہوا پایا جاتا ہے اس کے خلاف ضابطہ کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

(ج) ماہ نومبر2008میں ڈیزل کی قیمتوں میں کمی کے نتیجے میں حکومت نے 24۔نومبر2008کو اربن اور انٹرسٹی کرایوں میں نمایاں کمی کی۔ڈیزل کی قیمت میں کمی کا تناسب 10فیصد تھا جبکہ کرایوں میں کمی کا تناسب تقریباً10سے 12فیصد تک تھا۔اگر حکومت تیل کی قیمتوں میں substantive decreaseکرے گی تو کرایوں میں کمی پر غور کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر:اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!اس پر میں کیا ضمنی سوال کروں کیونکہ اس جواب کو موصول ہوئے اتنا وقت گزر گیا ہے۔یہ 6۔اگست2009ایک سال پہلے کا سوال ہے اور میں نے کرایوں کے متعلق سوال کیا تھا اب تو حالات کہاں سے کہاں پہنچ چکے ہیں۔میں اس پر اب کوئی ضمنی سوال نہیں کروں گی۔میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا حکومت اس روٹ پر کوئی علیحدہ سے ٹرانسپورٹ مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خُرم گلفام):جناب سپیکر!اگلا سوال اسی سے متعلق ہے وہ کسی اور محترمہ کا ہے خواتین کو سفری سہولیات مہیا کرنے کے حوالے سے اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس کا جواب ابھی دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،وہ پالیسی پھر اس میں جائے گی۔مہربانی۔اب اگلا سوال ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!.On her behalf(معزز ممبر نے معزز خاتون ممبر ڈاکٹر فائزہ اصغر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!سوال نمبر 3947 ہے۔Answer to be taken as read.

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

آبادی کو کم کرنے کے اقدامات و تفصیلات

*3947:ڈاکٹر فائزہ اصغر:کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آبادی کو 1.92 فیصد سے کم کر کے 1.59 فیصد تک لانے کے لئے صوبہ میں فیملی سنٹرز اور تحصیل کی سطح پر 54 نئے تولیدی مراکز صحت بنانے کا منصوبہ شروع کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ منصوبہ مکمل نہ کیا جا سکا،اس کی وجوہات کی تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں):

(الف) یہ درست ہے کہ آبادی کو 1.92 فیصد سے کم کر کے 1.59 فیصد تک لانے کے لئے صوبہ بھر میں 1500 فیملی ویلفیئر سنٹرز کا قیام عمل میں لایا گیا یہ فلاحی مراکز خوش اسلوبی کے ساتھ عوام الناس کو خاندانی منصوبہ بندی کی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔

علاوہ ازیں ضلعی اور تحصیل کی سطح پر موجود ہسپتالوں میں مراکز تولیدی صحت کا قیام عمل میں لایا گیا۔اس سلسلے میں 130 مراکز کا ہدف مقرر کیا گیا۔اب تک 86 مراکز اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔34 مراکز اپنے تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں جبکہ 8 مراکز کی تعمیر

کے لئے مناسب جگہ میسر نہیں ہے۔تاہم ضلعی حکومتوں اور محکمہ صحت سے اس سلسلے میں رابطہ کیا جارہا ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ مذکورہ منصوبہ مکمل نہیں کیا جاسکا ہے۔130 مراکز کے قیام کے ہدف میں سے 86 مراکز مکمل ہو چکے ہیں۔34 مراکز موجودہ مالی سال میں مکمل ہو جائیں گے جبکہ 8 مراکز کے قیام کے لئے تحصیل ہیڈ کوارٹرز کے ہسپتالوں میں جگہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے تعمیر نہیں کی جا سکی ہے۔تاہم اس سلسلے میں مناسب جگہ کی نشاندہی کے لئے ضلعی حکومتوں اور محکمہ صحت سے بات چیت جاری ہے۔

یہ منصوبہ سال 2003 میں شروع کیا گیا اور اس کو 2008 میں مکمل کیا جانا تھا۔تاہم وزارت بہبود آبادی نے اس منصوبہ کی مدت میں ایک سال کی توسیع کی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر !یہ سوال کیا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ آبادی کو 1.92 فیصد سے کم کر کے 1.59 فیصد تک لانے کے لئے صوبہ میں فیملی سنٹرز اور تحصیل کی سطح پر 54 نئے تولیدی مراکز صحت بنانے کا منصوبہ شروع کیا گیا تھا اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ درست ہے۔ابھی تھوڑی دیر پہلے تو انہوں نے کہا ہے کہ پنجاب کی آبادی 2.78 یا اسی طرح ہے تو ان کا وہ والا جواب درست تھا یا یہ والا جواب درست ہے ؟ وہ تقریباً پونے تین فیصد تھا یہ تقریباً 2 فیصد ہے تو اس میں اچھا خاصا فرق ہے۔یہ بتادیں کہ کیا ان کا وہ والا جواب درست تھا، اُس وقت غلط بیانی کی گئی ہے یا اب غلط بیانی کی گئی ہے ؟اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: figure کی غلطی قابلِ معافی ہے۔جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): جناب سپیکر!اصل میں اس کی جو assessment ہے یہ مختلف اداروں کی طرف سے ہے۔یہ میں نے آپ کو latest figure بتائی ہے۔اس میں تمام کا consensus تھا وہ figure جو میں نے پہلے quote کی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کوئی حتمی figure بتادیں۔1.92، 1.59، 2.78 یا 2.98 ہے ؟ حتمی figure بتادیں کہ پنجاب کی آبادی کا growth rate یہ ہے، وہ ایک ہی نمبر ہو سکتا ہے۔وہ 1.52 سے

2.79تک vary نہیں کر سکتا۔ان میں بہت زیادہ فرق ہے۔ان کے محکمے کے مطابق ایک نمبر بتادیں کہ کیا نمبر ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): جی،اس وقت پنجاب کی آبادی کا growth rate 1.73ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: 1.73کااس میں ذکر ہے اور نہ ہی آپ کے پُرانے جواب میں ذکر ہے تو اس کامطلب ہے کہ 1.73ایک نیا نمبر آگیا ہے۔

جناب سپیکر: جی،اب وہ آپ کو latest figureبتارہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہ کون سی تاریخ کا نمبر ہے،کون سی تاریخ کو ہمارا growth rate 1.73ہے؟

جناب سپیکر: وہ آپ کو آج کا بتارہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر !اس پر میرا ایک اور ضمنی سوال ہے ۔13فروری کو یہ1.92 تھا۔آج 20۔جولائی تک یہ 1.73 ہو گیا ہے۔یہ محکمہ بہت تیزی سے ترقی کر رہا ہے ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے۔انہوں نے لکھا تھا کہ 13۔فروری کو چونتیس مراکز اپنی تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں تو فروری سے لے کر جولائی تک ان چونتیس میں سے کتنے مراکز کو انہوں نے مکمل کیا ہے؟

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ابھی آپ تشریف رکھیں۔ان کا سوال ہے، پہلے ان کی طرف سے آنے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!اس جواب کے جز(الف) میں انہوں نے لکھا ہے کہ چونتیس مراکز اپنی تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں جبکہ آٹھ مراکز کی تعمیر کے لئے مناسب جگہ میسر نہیں ہے۔ مجھے بتائیں کہ فروری سے لے کر جولائی تک ان چونتیس میں سے کتنے مکمل ہو گئے ہیں اور وہ آٹھ جن کے لئے جگہ نہیں تھی ان کے لئے کیا progressہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): اس میں سے چوبیس مکمل ہو چکے ہیں باقی آٹھ کے لئے جگہ available نہیں ہے، وہاں کوئی disputeہو گیا ہے اس لئے ان کو جگہ provide نہیں ہو سکی کسی نے stayلے لیا ہے اس لئے وہاں پر construction نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر:ابھی یہ figuresپورے نہیں ہوئے۔چوبیس اور آٹھ کتنے ہوتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں):جناب والا!بائیس اس سے پہلے completeہو چکے تھے اور وہ اس وقت functionalہیں۔چونسٹھ additionalبننے تھے جن میں سے بائیس functionalہیں،چوبیس completeہو چکے ہیں لیکن وہ ابھی تک functional نہیں ہیں،سات زیر تعمیر ہیں اور گیارہ پر کام نہیں ہو سکا کیونکہ ان کی جگہ کاdisputeپیدا ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:سوال نمبر2668اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالا۔شہر میں بغیر لائسنس چلنے والے رکشوں کی تفصیلات

*2668: محترمہ نگہت ناصر شیخ:کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالا شہر میں سات ہزار سے زائد رکشے ماحولیاتی آلودگی کا باعث بن رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ شہر میں چلنے والے رکشوں میں متعدد تعداد بغیر لائسنس سے چلنے والے رکشوں کی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کمرشل موٹر وہیکل ایگزامینر کے عملے کی ملی بھگت سے بغیر لائسنس چلنے والے رکشوں کی بہتات ہے؟

(د) محکمہ ٹرانسپورٹ نے غیر قانونی طور پر چلنے والے رکشوں کے خلاف جو کارروائی کی، بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خُرم گلفام):

(الف) درست ہے مگر اس کے تدارک کے لئے محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب نے نوٹیفکیشن نمبر(SOTR-1/MISC-71/88(P-II مورخہ 9۔جنوری2005کے مطابق two stroke رکشوں کے روٹ پرمٹ کے اجراء،تجدید اور Fitness Certificateپر مکمل پابندی عائد کر دی ہے اور two strokeرکشا کے مالکان کی مالی مجبوریوں اور دیگر مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ان رکشوں کو مرحلہ وار ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔مزید یہ کہ شہریوں کو آلودگی سے

پاک ماحول فراہم کرنے کے لئے حکومت پنجاب نےfour stroke CNG رکشے آسان اقساط پر مہیا کرنے کی سکیم مختلف شیڈولڈ بنکوں/مالی اداروں کے توسط سے جاری کر رکھی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ تمام مشکلات کے باوجود بغیر لائسنس رکشا چلانے والوں کے خلاف باقاعدگی سے کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور اس جرم میں ملوث پائے جانے والے ڈرائیوروں کے خلاف تادیبی کارروائی کرتے ہوئے زیر دفعہ 3/112،5/112 موٹر وہیکل آرڈیننس 1965 کے تحت چالان کئے جاتے ہیں اور ایسے افراد کی سختی سے حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔اسی ضمن میں ماہ جنوری تا اپریل 2009 کے دوران عملہ DRTA گوجرانوالا نے بغیر لائسنس رکشا چلانے والے 38 ڈرائیوروں کے چالان کئے۔

(ج) موٹر وہیکلز ایگزامنیر گوجرانوالا کا عملہ صرف ایک جونیئر کلرک پر مشتمل ہے جو کہ نان ٹیکنیکل آدمی ہے اور صرف دفتری امور نمٹانے و ریکارڈ کی مناسب دیکھ بھال پر مامور ہے۔ مزید یہ کہ اسے قطعی طور پر کسی قسم کی ٹریفک چیکنگ کا اختیار حاصل نہ ہے۔لہذا اس کی ملی بھگت سے بغیر لائسنس چلنے والے رکشوں کی بہتات کا کوئی جواز نہ ہے۔

(د) محکمہ ٹرانسپورٹ نے غیر قانونی طور پر چلنے والے رکشوں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے جنوری 2009 سے تاحال 625 رکشوں کے چالان کئے اور اس مد میں مبلغ -/150,300 روپے جرمانہ وصول کیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں کہا گیا ہے کہ ان رکشوں کو مرحلہ وار ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔اس کی وضاحت کر دیں کہ یہ کتنے مراحل میں ہو گا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے کہا ہے کہ سی این جی رکشے آسان اقساط پر مہیا کرنے کے لئے سکیم شیڈولڈ بنکوں اور مالی اداروں کے توسط سے جاری کی گئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ جو رکشے دیئے جائیں گے کس criteria کے تحت دیئے جائیں گے اور کتنا ایڈوانس لیا جائے گا یا ضمانت کے طور پر ان سے کیا لیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! جس تاریخ کو یعنی 2009 میں جب یہ سوال موصول ہوا تھا تب گورنمنٹ کی پالیسی یہ تھی کہ۔۔۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:اب2010ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):جناب والا! محکمہ نے 2009میں ہی اس سوال کا جواب بھیج دیا تھا اسمبلی ریکارڈ میں یہ گم ہو گیا یا کیا مسئلہ ہوا اس لئے پھر ہمیں یہ دوبارہ بھیجنا پڑا۔ ہمارے ریکارڈ کے مطابق 26-09-2009 کو ہم نے اس سوال کا جواب بھیج دیا تھا۔اس میں یہ عرض کروں گا کہ جب انہوں نے سوال کیا تب ہماری سکیم یہ تھی کہ ان کو مختلف شیڈولڈ بنکوں سے آسان اقساط پر قرضے کی سہولت مہیا کی گئی تھی تاکہ لوگ وہاں سے قرضہ لے کر رکشے خرید سکیں لیکن اب پنجاب گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے بلکہ حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب کے تعاون سے ایک سکیم شروع کی جارہی ہے جس میں یہ جو two stroke رکشے ہیں ان کو four stroke میں convert کیا جارہا ہے۔اس سلسلے میں ان کی مالی مدد کی جارہی ہے اور ایک estimate کے مطابق 33ہزار روپیہ فی رکشا خرچ آئے گا۔

جناب سپیکر: کتنے ہزار؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):جناب والا!33ہزار روپے۔اس میں یہ ہے کہ 16ہزار مالک ادا کرے گا اور باقی جو 16یا17ہزار ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ اور پنجاب گورنمنٹ مل کر بوجھ برداشت کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب محمد یٰسین سوہل:ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: سوہل صاحب کی طرف سے ضمنی سوال آگیا ہے،ذرا غور سے سنیں۔

جناب محمد یٰسین سوہل:جناب سپیکر!آپ کا شکریہ۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سوال کے جواب میں لائسنس کی جو بات کی گئی ہے یہ لائسنس رکشے کا ہے یا رکشا چلانے والے کا ہے؟ جو رکشا چلاتے ہیں ان میں سے اکثریت نابالغ بچوں کی ہوتی ہے ان کا اگر لائسنس نہیں ہے تو رکشا کے لائسنس کا کیا کرنا ہے، مجھے اس بات کا جواب دے دیں کہ جب چلانے والے کا ہی لائسنس نہیں ہے تو کیا رکشا کا لائسنس لازمی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):جناب والا!اس میں میری گزارش یہ ہے کہ لائسنس جو یہاں پر پوچھا گیا ہے یقیناً یہ رکشا کا لائسنس ہے یعنی License plus Fitness

Certificate جو بھی اس کی requirement ہوتی ہے، اس کے علاوہ جہاں تک ڈرائیور کے لائسنس کی بات ہے اس کے لئے قانون موجود ہے، ہر ڈرائیور کے پاس لائسنس ہونا چاہئے، سوہل صاحب کے پاس بھی ہونا چاہئے، میرے پاس بھی ہونا چاہئے اور رکشا ڈرائیور کے پاس بھی ہونا چاہئے۔ہاں! اگر نہیں ہے تو پھر ٹریفک پولیس موجود ہے وہ اس کا چالان کرتی ہے۔

جناب محمد یٰسین سوہل: میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ نابالغ بچے رکشا کیوں چلاتے ہیں؟

جناب سپیکر: ان کو کنٹرول کیا جائے۔ محکمہ سے کہیں کہ اس کو کنٹرول کریں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب والا! اس کو کون کنٹرول کرے گا، 12 سال کے بچے رکشا چلا رہے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹریفک پولیس کنٹرول کرے گی۔ یہ ذمہ داری ٹریفک پولیس کی ہے۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! On her behalf.

جناب سپیکر: آپ نے پہلے دو سوال پوچھ لئے ہیں، اب آپ نہیں پوچھ سکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ہمارے بندے ہی موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ دو سوال پوچھ چکے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ہمارے لئے چھوٹ دے دیں۔ سپیکر کے پاس اس بات کا اختیار ہے بلکہ سپیکر کے پاس بڑے اختیارات ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ اپنا سوال اپنے ساتھی کو دے دیں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! میں پوچھ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ پوچھیں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔ On her behalf Question No 4362 and answer may be taken as read. (معزز ممبر نے معزز خاتون ممبر محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا۔ بہبود آبادی کے مراکز صحت میں سہولیات کی تفصیلات

*4362: محترمہ زوبیہ رُباب ملک: کیاوزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا محکمہ بہبود آبادی کے مراکز صحت کس کس جگہ قائم ہیں؟

(ب) ان مراکز صحت میں کیا کیا سہولیات میسر ہیں؟

(ج) اس ضلع کے محکمہ ہذا میں ڈاکٹرز کی اسامیاں کتنی ہیں، کتنی اسامیاں پُر ہیں اور کتنی خالی ہیں؟

(د) کیااس ضلع میں موبائل یونٹ بھی محکمہ ہذا کے کام کر رہے ہیں اگر ہاں تو تحصیل بھلوال میں موبائل یونٹ کتنے کام کر رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس ضلع میں محکمہ ہذا کے سنٹر اور موبائل یونٹ میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں):

(الف) ضلع سرگودھا میں ٹوٹل 53 فلاحی مراکز بہبود آبادی، تین مراکز صحت توالد:"A"، تین مراکز صحت توالد:"B" اور پانچ موبائل سروس یونٹ قائم ہیں، جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت ضلع سرگودھا میں بہبود آبادی کے 53 فلاحی مراکز، پانچ موبائل سروس یونٹ، تین مراکز صحت توالد۔"A"اور تین مراکز صحت توالد "B"کام کر رہے ہیں۔ان مراکز میں مانع حمل ادویات، زنانہ، مردانہ آپریشن اور عام بیماریوں کی ادویات کی مفت فراہمی کی سہولیات میسر ہیں۔اس کے علاوہ زچہ و بچہ اور ماں بچے کی صحت کے حوالے سے مفید مشورے اور مناسب علاج معالجہ کی سہولیات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔اس وقت ضلع سرگودھا میں 122 میل موبلائزرز مختلف یونین کونسلز میں کام کر رہے ہیں جو مرد حضرات سے رابطہ کر کے انہیں صحت و فیملی پلاننگ کے متعلق معلومات فراہم کرتے ہیں اور چھوٹے خاندان کے متعلق آگاہی فراہم کرتے ہیں اور مانع حمل ادویات اور سہولیات بہم پہنچاتے ہیں۔جس سے عوام کو بہت زیادہ فائدہ ہو گا۔محکمہ بہبود آبادی ضلع سرگودھا عوامی نمائندوں، علماکرام، ڈاکٹرز،این جی اوز، ٹیچرز اور دیگر سماجی تنظیموں کے ساتھ ملکر عوام کو صحت و فیملی پلاننگ کی

سہولیات بہم پہنچانے کے لئے عملی طور پر کوشاں ہیں تاکہ عوام کو صحت و فیملی پلاننگ کی سہولیات ان کی دہلیز پر فراہم کی جا سکیں۔

(ج) محکمہ ہذا ضلع سرگودھا میں ڈاکٹرز کی کل اسامیاں 11 ہیں جن میں سے 6 اسامیوں پر ڈاکٹرز تعینات ہیں اور 5 اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

اسامی کا نام	جگہ تعیناتی	اسامی پُر ہے یا خالی
سینئر میڈیکل آفیسر	مرکز صحت تو الد سرگودھا	اسامی خالی ہے۔
ویمن میڈیکل آفیسر	مرکز صحت تو الد سرگودھا	اسامی خالی ہے
ویمن میڈیکل آفیسر	مرکز صحت تو الد بھلوال	اسامی خالی ہے
ویمن میڈیکل آفیسر	مرکز صحت تو الد شاہ پور	ڈاکٹر تعینات ہے
ڈپٹی ڈسٹرکٹ پاپولیشن ویلفیئر آفیسر ٹیکنیکل	ڈسٹرکٹ پاپولیشن ویلفیئر آفس سرگودھا	ڈاکٹر تعینات ہے۔
ویمن میڈیکل آفیسر	موبائل سروس یونٹ سرگودھا	ڈاکٹر تعینات ہے
ویمن میڈیکل آفیسر	موبائل سروس یونٹ بھلوال	ڈاکٹر تعینات ہے۔
ویمن میڈیکل آفیسر	موبائل سروس یونٹ ساہیوال	ڈاکٹر تعینات ہے۔
ویمن میڈیکل آفیسر	موبائل سروس یونٹ شاہ پور	اسامی خالی ہے۔
ویمن میڈیکل آفیسر	موبائل سروس یونٹ سلانوالی	اسامی خالی ہے
میڈیکل آفیسر	وزیکٹمی سنٹر سرگودھا	ڈاکٹر تعینات ہے

(د) اس ضلع میں محکمہ ہذا کے پانچ موبائل سروس یونٹ کام کر رہے ہیں اور تحصیل بھلوال میں ایک موبائل یونٹ کام کر رہا ہے۔

(ہ) حکومت کی پالیسی کے مطابق ہر تحصیل کی سطح پر ایک موبائل سروس یونٹ قائم کیا جاتا ہے اور ضلع ہذا کی ہر تحصیل میں موبائل سروس یونٹ کام کر رہے ہیں۔البتہ حکومت فلاحی مراکز میں اضافے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شیر علی خان: جناب والا! میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ محکمہ ہذا سرگودھا میں ڈاکٹروں کی کل اسامیاں گیارہ ہیں جن میں سے چھ اسامیوں پر ڈاکٹر تعینات ہیں اور پندرہ اسامیاں خالی ہیں اور ان کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔اس سوال کا جواب یکم مارچ کو آیا تھا تو کیا پچھلے پانچ ماہ میں ان خالی اسامیوں کو پُر کر دیا گیا ہے یا نہیں اور اگر نہیں کیا گیا تو کب تک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، خالی اسامیوں کی کیاپوزیشن ہے، کیاان کو پُر کر دیا گیا ہے یا ابھی خالی ہیں؟ اتنی سی بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): یہ ابھی خالی ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی خالی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): جناب سپیکر! اس کا ابھی process ہو رہا ہے اور جب process مکمل ہو جائے گا یہ اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! یہ کب تک ان اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: ایک process ہے اس کو مکمل ہوتے ہوئے ٹائم لگتا ہے؟

جناب شیر علی خان: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس process کو مکمل ہونے میں کتنا ٹائم لگے گا؟

جناب سپیکر: آپ اندازاً بتا دیں اس کے لئے exact date نہیں دی جا سکتی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): جناب والا! اس کے لئے اشتہار دیا گیا تھا لیکن اس کے لئے امیدوار ہی نہیں آئے۔

جناب سپیکر: محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! On her behalf. Question No 2751 اس کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے معزز خاتون ممبر سیدہ ماجدہ زیدی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور شہر میں نان سی این جی رکشوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2751: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت لاہور شہر میں کتنے نان سی این جی رکشا چل رہے ہیں جن کی وجہ سے ماحول میں شور، دھواں اور آلودگی پیدا ہو رہی ہے؟

(ب) کیا حکومت ایسے رکشوں پر پابندی لگا کر ان کی جگہ سی این جی رکشا replace کرنے کا ارادہ ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

(ج) دھواں چھوڑنے والے اور شور کی وجہ سے آلودگی کا باعث بننے والے رکشوں کے لئے کیا کوئی قانون موجود ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):

(الف) بمطابق ریکارڈ DRTA لاہور اس وقت لاہور شہر میں 34,156 نان سی این جی 2 سٹروک رکشے ہیں۔

(ب) جی ہاں! حکومت پنجاب لاہور شہر کو شور، دھوئیں اور آلودگی سے پاک کرنے کی غرض سے دو سٹروک رکشوں کو four stroke CNG رکشوں سے replace کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے اور فوری طور پر لاہور اور پنجاب کے چار بڑے شہروں میں two stroke رکشوں کی رجسٹریشن، پاسنگ اور روٹ پرمٹ کے اجراء پر مکمل پابندی عائد کی جا چکی ہے ان کی جگہ صرف سٹروک CNG رکشوں کو ہی روٹ پرمٹ کا اجراء کیا جا رہا ہے جن کی تعداد کا مناسب ہدف حاصل ہونے پر two stroke رکشوں کو لاہور شہر سے مکمل طور پر بے دخل کر دیا جائے گا۔

(ج) دھواں چھوڑنے والے اور شور کی وجہ سے آلودگی کا باعث بننے والے رکشوں کیخلاف موٹر وہیکلز رولز 1969 کے تحت کارروائی کے لئے باقاعدہ قانون موجود ہے جس کے مطابق محکمہ ماحولیات اور ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ مشترکہ campaign کرتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: اس کے جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ دھواں چھوڑنے والے اور شور کی وجہ سے آلودگی کا باعث بننے والے رکشوں کے لئے کیا کوئی قانون موجود ہے؟ اس میں محکمہ کی طرف سے جو جواب آیا ہے کہ قانون تو موجود ہے لیکن اس کا کس حد تک اطلاق کیا جاتا ہے وہ بتایا جائے کیونکہ ہم دھواں چھوڑنے والے رکشے بھی دیکھ رہے ہیں اور آواز پیدا کرنے والے رکشے بھی دیکھ رہے ہیں جن کی بہتات ہے جس کی وجہ سے لوگ بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں، اس قانون کا کس حد تک اطلاق کیا جا رہا ہے کیونکہ ہمیں تو قانون پر عمل ہوتا ہوا نظر نہیں آیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر! محترمہ نے جو مسئلہ اٹھایا ہے یہ واقعی ایک حقیقت ہے اور پچھلے سوال میں بھی یہ مسئلہ اٹھایا گیا تھا کہ two stroke جو رکشے ہیں وہ یقیناً sub- standard ہیں، جو standard set کیا گیا ہے اس کے مطابق noise pollution بھی ہے اس کے علاوہ smoke یعنی دھواں بھی چھوڑتے ہیں اس کے لئے قانون بھی یقیناً موجود ہے۔ موٹر وہیکل آرڈیننس میں باقاعدہ ایک سیکشن ہے اس کی سزا ہے، اس کا جرمانہ ہے اور چالان بھی ہوتا ہے، اس میں ٹریفک پولیس plus ہمارے جو موٹر وہیکل ایگزامینیشن کا عملہ ہے وہ مل کر چالان کرتے ہیں اور ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب والا! میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ پورے پنجاب میں تقریباً کتنے چالان روزانہ کی بنیاد پر اس حوالے سے ہو جاتے ہیں؟

جناب سپیکر:اس کے لئے تو fresh question چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب والا!اس حوالے سے میں نے ایک سوال بھی دیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں، محترمہ!اس کے لئے fresh question کی ضرورت ہے۔

محترمہ آمنہ الفت:ان کی طرف سے جواب آیا تھا کہ آٹھ عدد روزانہ کے قریب چالان ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر:نہیں۔ ہر روز کے لئے کوئی principle set نہیں ہو سکتا کہ اتنے چالان روزانہ کی بنیاد پر ہوں گے۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب والا!یہ سوال پہلے آ چکا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!اگر آپ سوال دیں گی تو ہم اس کا جواب لیں گے۔

میاں نصیر احمد:جناب والا!جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ چونتیس ہزار ایک سو چھپن کے قریب two stroke رکشے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی replacement بھی ہو رہی ہے اور انہوں نے اس بات کی تائید بھی کی ہے کہ یہ رکشے دھواں بھی چھوڑتے ہیں شور اور حادثات کی وجہ بھی بنتے ہیں۔ کیا اس وقت جو replacement ہو رہی ہے اس کی لاہور میں کوئی limit ہے، لاہور میں ایک کروڑ کی آبادی کے شہر میں کتنے four stroke رکشوں کی ضرورت ہے جن کی انہوں نے replacement کرنی ہے یا لاہور کے اندر اس کی کوئی limit نہیں ہے؟

جناب سپیکر:یہ لاہور کے اندر آپ کی پالیسی پوچھنا چاہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):جناب والا!یہ اپنا سوال دہرادیں، میں سمجھ نہیں سکا کہ یہ کس چیز کی limit پوچھ رہے ہیں؟

میاں نصیر احمد:جناب والا!لاہور شہر کے ساتھ باقی بھی شہر ہیں، ہر شہر کے اندر جب آپ رکشوں کے روٹ کی اجازت دیتے ہیں تو اس کی کوئی limit ہوتی ہے یا اس کی کوئی حد نہیں ہے، چاہے کوئی جتنے لے جائے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک کروڑ آبادی کے شہر کے لئے آپ نے کتنے رکشوں کی limit رکھی ہوئی ہے کہ اس شہر میں اتنے رکشوں کی اجازت دی جائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!میں ان کی بات کو سمجھ گیا ہوں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:.No cross talk please جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!میں ان کی بات سمجھ گیا ہوں،اس سلسلے میں کوئی limit نہیں ہے۔ظاہری بات ہے کہ لوگ privately رکشا لیتے ہیں اور وہ جتنی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ اتنی سواری ہے اور ان کا روزگار جتنا بہتر ہوتا جاتا ہے اتنے رکشے بھی بڑھتے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر:وہ خود ہی feasibility تیار کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!ہم نے LTC میں رکشے کی feasibility تیار نہیں کی لیکن بسوں اور باقی سب کی feasibility تیار ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!حکومت نے 2007 میں پالیسی بنائی تھی کہ شہروں کے اندر دو سٹروک رکشے بند کر دیئے جائیں گے۔اگر اب ان کی limit نہ رکھی گئی تو پھر کل جب انہیں بند کرنے کی باری آئے گی تو پھر یہ لاکھوں کی تعداد میں رکشے کس طرح بند کریں گے ؟میں پورے پنجاب کی بات کر رہا ہوں اگر صرف لاہور شہر میں پنتیس ہزار رکشے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ پورے پنجاب میں تو لاکھوں کی تعداد میں رکشے ہوں گے۔اگر آبادی کے حساب سے رکشوں کا تناسب نہیں رکھا جائے گا تو پھر کل جب انہیں بند کرنے کی طرف جائیں گے تو یہ ایک تباہی ہو گی۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! میاں صاحب سے مشورہ کر کے اس بارے میں پالیسی بنائیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! رکشوں کے انجنوں کی آواز سے عوام نفسیاتی امراض میں مبتلا ہو رہی ہے۔حکومت اس کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ فرما رہی ہیں کہ رکشوں کی آواز سے عوام میں نفسیاتی مرض بڑھتے جا رہے ہیں تو آپ اس میں کیا کر رہے ہیں، وہ بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! ویسے تو یہ سوال محکمہ ماحولیات سے متعلق ہے لیکن میں عرض کر دیتا ہوں کہ ہم لاہور میں بطور پائلٹ پراجیکٹ ایک لیب introduce کروا رہے ہیں جس میں modern techniques کے مطابق وہاں پر موٹر وہیکل ایگزامینیشن اس کا noise, smoke اور باقی سارا سسٹم بھی کمپیوٹرائزڈ ہو گا۔ہمارے پاس لاہور کے بعد آہستہ آہستہ پورے پنجاب کے لئے یہ پراجیکٹ ہے۔ترکی سے بھی بات ہوئی کہ ان کی مدد سے یہاں ایک Lab قائم کی جائے اگر پھر بھی ان کا شور ہو تو انہیں لائسنس نہ دیا جائے۔رکشا ہو، بس ہو، پبلک یا پرائیویٹ کوئی بھی وہیکل ہو اگر وہ دھواں چھوڑتی ہے یا زیادہ شور کرتی ہے تو پھر ہم انہیں لائسنس نہیں دیا کریں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ گھنٹی نہیں سن رہے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں سوال نہیں کرنا چاہتا بلکہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے غلط جواب دیا ہے اس بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔یہ آپ سے متعلقہ نہیں ہے۔پلیز آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔آپ کی مہربانی۔اگلا سوال محترمہ زوبیہ رُباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 4363۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اب آپ نے دوسرا سوال on behalf کیا ہے اس کے بعد آپ نہیں کر سکیں گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کی مرضی ہے۔(معزز خاتون ممبر نے معزز ممبر محترمہ زوبیہ رُباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل بھلوال میں مراکز صحت / ہسپتال کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4363: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیاوزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بھلوال میں محکمہ بہبود آبادی کے کتنے مراکز صحت اور ہسپتال ہیں اور کہاں کہاں ہیں؟

(ب) یکم جنوری2009 سے آج تک ان مراکز صحت اور ہسپتالوں سے کتنے مریضوں کا علاج کیا گیا ہے؟

(ج) اس تحصیل میں محکمہ کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) اس تحصیل میں پاپولیشن مہم کے بارے میں آگاہی پروگرام کے تحت کون کون سے اقدامات محکمہ نے اٹھائے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں)

(الف) تحصیل بھلوال میں 12 فلاحی مراکز، ایک مرکز صحت توالد اور ایک موبائل سروس یونٹ کام کر رہا ہے۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام
1	موبائل سروس یونٹ سیٹلائٹ ٹاؤن بھلوال
2	مرکز صحت توالد تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بھلوال
3	فلاحی مرکز بھیرہ محلہ ہدایت شاہ روڈ بھیرہ
4	فلاحی مرکز پرانا بھلوال
5	فلاحی مرکز بھلوال 423 سیٹلائٹ ٹاؤن بھلوال
6	فلاحی مرکز پھلروان ریلوے روڈ پھلروان
7	فلاحی مرکز میانی بھلوال
8	فلاحی مرکز للیانی بھلوال
9	فلاحی مرکز کوٹ مومن بھلوال
10	فلاحی مرکز مڈھ رانجھا بھلوال
11	فلاحی مرکز بھابڑہ بھلوال
12	فلاحی مرکز مٹیلہ کوٹ مومن روڈ بھلوال
13	فلاحی مرکز دودہ لاہور روڈ بھلوال
14	فلاحی مرکز چک نمبر 18 شمالی بھلوال

(ب) یکم جنوری2009 سے آج تک ان مراکز صحت اور ہسپتالوں میں جتنے مریضوں کا علاج کیا گیا ہے۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	فلاحی مرکز اور ہسپتال کا نام	جتنے مریضوں کا علاج ہوا ان کی تعداد
1	مرکز صحت توالد	2940
2	موبائل سروس یونٹ	2002
3	فلاحی مرکز میانی بھلوال	1897
4	فلاحی مرکز بھیرہ محلہ ہدایت شاہ روڈ بھیرہ	2099
5	فلاحی مرکز پرانا بھلوال	2046
6	فلاحی مرکز بھلوال423 سیٹلائٹ ٹاؤن بھلوال	1714
7	فلاحی مرکز پھلروان ریلوے روڈ پھلروان	2228
8	فلاحی مرکز للیانی بھلوال	2673
9	فلاحی مرکز کوٹ مومن بھلوال	994
10	فلاحی مرکز مڈھ رانجھا بھلوال	1833
11	فلاحی مرکز بھابڑہ بھلوال	2634
12	فلاحی مرکز مٹیلہ کوٹ مومن روڈ بھلوال	3368
13	فلاحی مرکز دودہ لاہور روڈ بھلوال	1539
14	فلاحی مرکز چک نمبر18 شمالی بھلوال	2070
	کل تعداد14	کل مریضوں کی تعداد30037

(ج) اس تحصیل میں فلاحی مرکز، مراکز صحت توالد، موبائل سروس یونٹ میں 57 ملازمین کام کر رہے ہیں جبکہ ہر یونین کونسل میں ایک میل موبلائزر کام کر رہا ہے جن کی کل تعداد40 ہے۔اس طرح تحصیل بھلوال میں 97 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(د) محکمہ نے پاپولیشن مہم کی آگاہی کے سلسلے میں درج ذیل اقدامات کئے ہیں۔

(الف) فلاحی مراکز میں زنانہ و مردانہ اسسٹنٹ اپنے اپنے ٹور پروگرام کے تحت علاقے کے گردونواح میں مسلسل مرد وزن سے رابطہ رکھتے ہیں اور انہیں فیملی پلاننگ کے مشورے اور ادویات بہم پہنچاتے ہیں۔

(ب) علاقے کے میل موبلائزرز اپنی اپنی یونین کونسلز کے افراد کی رجسٹریشن کرتے ہیں اور محکمہ کے پیغام پہنچاتے ہیں۔اس غرض کے لئے وہ علاقے کے معززین اور دیگر افراد کے ساتھ کارنر میٹنگ کرتے ہیں اور علاقہ کے اساتذہ و امام مسجد سے رابطے میں رہتے ہیں۔

(ج) محکمہ ہذا کی فلم شو ٹیم ضلع سرگودھا کے تمام علاقوں بشمول تحصیل بھلوال کے ماہانہ بنیاد پر مختلف علاقوں میں فلم شو منعقد کرتی ہے جس میں آبادی کے بارے میں ڈاکومنٹری فلم اور تفریحی فلم دیکھائی جاتی ہے اور محکمہ ہذا کا لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ اس تحصیل میں محکمے کے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ تحصیل بھلوال میں ٹوٹل ستانوے ملازمین مختلف شعبوں میں کام کر رہے ہیں۔ کیا ستانوے ملازمین اتنی بڑی تحصیل میں کافی ہیں یا ان کی تعداد بڑھانے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): جناب سپیکر! پاپولیشن کے موجودہ نیٹ ورک کے لئے یہ تعداد کافی ہے، اگر اس میں مزید اضافہ ہوا تو یقیناً پھر ملازمین بھی بڑھیں گے لیکن ہمارے پاس جو مراکز ہیں ان کے لئے یہ تعداد کافی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کے جز(د) میں کہا گیا ہے کہ محکمہ پاپولیشن مہم کی آگاہی کے سلسلے میں درج ذیل اقدامات کرتے ہیں، اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ ان کے لوگ مسلسل مرد و زن سے رابطہ کرتے ہیں، انہیں فیملی پلاننگ کے مشورے بھی دیتے ہیں۔ انہوں نے جز(ب) میں لکھا ہے کہ علاقے کے Male Mobilizers اپنی اپنی یونین کونسل کے افراد کی رجسٹریشن کرتے ہیں اس کے علاوہ یہ کارنرز میٹنگ بھی کرتے ہیں تو محکمہ ان تمام چیزوں کو ensure کرنے اور انہیں monitor کرنے کے لئے کیا طریقہ adopt کرتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): جناب سپیکر! اس کا باقاعدہ ریکارڈ ڈسٹرکٹ پاپولیشن آفیسر کے پاس ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں tour programme اور ہماری اشتہاری مہم کا بھی تمام ریکارڈ ڈسٹرکٹ پاپولیشن آفیسر اور تحصیل آفیسر کے پاس موجود ہوتا ہے اور وہ باقاعدہ طور پر اس کا ریکارڈ رکھتے ہیں اور اسے monitor بھی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں لہذا ان کا سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترم محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2989 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گاڑیوں کی چیکنگ کے لئے جدید لیبارٹری کا قیام

*2989: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت گاڑیوں کی چیکنگ اور فزیکل انسپکشن کے لئے جدید ٹیسٹنگ لیبارٹری پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اس منصوبہ کے لئے کتنی رقم امسال مختص کی گئی ہے؟

(ج) اس لیبارٹری کے لئے کون کون سی مشینری خرید کرنے کا ارادہ ہے؟

(د) اس پراجیکٹ پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

(ہ) یہ پراجیکٹ کب تک مکمل ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):

(الف) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ لاہور نے جدید ٹیسٹنگ لیبارٹری بنانے کے منصوبے کی ابتداء کی تھی تاہم بعض تکنیکی وجوہات کی بناء پر یہ منصوبہ پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

(ب) چونکہ یہ منصوبہ شروع ہی نہ ہو سکا اس لئے اس منصوبے کے لئے کوئی رقم مختص کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) جز (الف) اور (ب) میں کی گئی وضاحت کی روشنی میں اس سوال کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

(د) جز (الف) اور (ب) میں کی گئی وضاحت کی روشنی میں اس سوال کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

(ہ) جز (الف) اور (ب) میں کی گئی وضاحت کی روشنی میں اس سوال کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ابھی پچھلے سوال پر جواب دیا تھا کہ ہم ٹرانسپورٹ کی چیکنگ کے لئے جدید طرز کی ایک لیبارٹری بنانے جارہے ہیں جبکہ جو سوال میں نے کیا ہے اس کے جز (الف) میں پوچھا تھا کہ کیا حکومت گاڑی کی چیکنگ اور فزیکل انسپکشن کے لئے جدید ٹیسٹنگ لیبارٹری پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو اس میں انہوں نے جواب دیا ہوا ہے کہ حکومت یہ ارادہ نہیں رکھتی۔اب یا وہ بات غلط تھی یا یہ غلط ہے، دونوں میں سے ایک بات تو غلط ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! یہ بات اس حد تک درست ہے کہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ لاہور نے جدید ٹیسٹنگ لیبارٹری بنانے کے لئے منصوبے کی ابتدا کی تھی تاہم بعض تکنیکی وجوہات کی بنا پر یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔اس میں یہ بات تو نہیں کی گئی کہ ہم ارادہ نہیں رکھتے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ وہ منصوبہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا۔

جناب محمد نوید انجم: جب انہوں نے پیسے ہی نہیں دیئے، منصوبہ ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں اور انہیں جواب دینے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! جتنا انہوں نے پوچھا تھا میں نے اس حد تک عرض کیا ہے۔میں نے پہلے ارادے کی بات بتائی تھی اب میں اس کی تفصیل میں آتا ہوں کہ جب یہ سوال کیا گیا تب ہمارا یہ جواب تھا لیکن جب LTC بنی ہے تو اس کے بعد دو پراجیکٹس پر کام ہو رہا ہے ایک تو LTC لیب قائم کر رہی ہے اور انشاء اللہ وہ لیب دو ماہ بعد functional ہو جائے گی۔

جناب محمد نوید انجم: جو لیب بنا رہے ہیں اس کے لئے کتنے پیسے رکھے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): فی الحال اس کے لئے تقریباً پچاس لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے۔میں وضاحت کر دینا چاہتا ہوں جو انہوں نے پوچھا ہے یہ وہ لیب ہے جو یونیورسٹی آف انجینئرنگ نے شروع کی لیکن یہ وہ لیب نہیں ہے بلکہ وہ منصوبہ ختم ہو گیا تھا۔میاں صاحب!۔۔۔ایک منٹ میں جواب دے رہا ہوں کہ مسلم لیگ (ن) کی پچھلی حکومت کے دور میں 1999 میں یہ منصوبہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مجھے مخاطب ہو کر بات کریں۔میں خود ان کو بٹھاؤں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!1999میں یہ منصوبہ شروع کیا گیا۔ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ نے UET سے کہا کہ ہم اس منصوبے پر کام کرنا چاہتے ہیں اور آپ ہماری مدد کریں تو انہوں نے اس کا آغاز کیا لیکن حکومت ٹوٹ گئی اور مارشل لاء آگیا اور درمیان میں آٹھ دس سال کا وقفہ آگیا۔ اس منصوبے پر UET کے پچاس لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے لیکن حکومت پنجاب نے اس میں کوئی investment نہیں کی تھی،ابھی انہوں نے کرنی تھی لیکن نئی حکومت نے آکر اس منصوبے کو ختم کر دیا۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!میں نے تو اپنے سوال میں UET کا ذکر نہیں کیا۔میں نے تو پوچھا ہے کہ گاڑیوں کی چیکنگ کرنے کے لئے حکومت کوئی ایسا پراجیکٹ بنانا چاہتی ہے؟اس کے جواب میں انہوں نے خود UET کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے خود سے شروع کیا تھا لہذا ہم نے اس کے لئے پیسے نہیں دیئے۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ جو پراجیکٹ حکومت نے شروع کیا ہے اس کے پیسے کہاں ہیں؟

جناب سپیکر:وہ UET کا نہیں پوچھ رہے بلکہ وہ حکومت کا پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر!جب یہ سوال آیا تھا اس وقت تک یہی صورتحال تھی۔ اگر سوال کی ایک سال بعد باری آئے تو اس میں محکمے کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔میں نے اس وقت کی صورتحال بتادی ہے اور موجودہ صورتحال بھی بتادی ہے۔

جناب سپیکر:جی،اب اگلا سوال کرتے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!موجودہ صورتحال میں تو یہ لیب مکمل ہو جانی چاہئے۔اس کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر:آپ کو کوئی تسلی کروا ہی نہیں سکتا۔میرے خیال میں آپ کے سوالات کے جوابات دینے کے لئے کہیں سے کوئی کمپیوٹر منگوانا پڑے گا۔اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!On her behalf سوال نمبر 4474۔ میری استدعا ہے کہ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے معزز ممبر محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور میں بہبود آبادی کے مراکز و دیگر تفصیلات

*4474: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں بہبود آبادی کے کل کتنے مراکز ہیں اور یہ مراکز کہاں کہاں پر واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ مراکز میں کیا کیا سہولتیں میسر ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں):

(الف) ضلع لاہور میں 8 مراکز تولیدی صحت، 2 موبائل سروس یونٹس اور 101 فلاحی مراکز کام کر رہے ہیں جن کی فہرستیں مع مکمل پتاجات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) مذکورہ مراکز میں جو سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) کا جواب دیا گیا ہے کہ "ضلع لاہور میں آٹھ مراکز تولیدی صحت اور دو موبائل سروس یونٹس ہیں"۔ اس وقت لاہور کی آبادی تقریباً نوے لاکھ یا ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ دو موبائل سروس یونٹس پورے لاہور کو cater کرنے کے لئے کافی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): جناب سپیکر! چونکہ یہ funds وفاقی حکومت کی طرف سے آتے ہیں اس لئے جو available resources ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے ہر ضلع میں تولیدی مراکز صحت اور موبائل سروس یونٹس کی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ لاہور میں چونکہ awareness level بھی زیادہ ہے اس لئے میرے خیال میں دو موبائل سروس یونٹس کافی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا نہیں خیال کہ لاہور کے ہر علاقے میں awareness زیادہ ہے۔ صرف دو موبائل یونٹس پورے لاہور کو cater کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے یہ بتائیں گے کہ یہ موبائل سروس یونٹس کیا کام کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): جناب سپیکر! جہاں پر یہ مراکز نہیں ہیں، ہمارے Male Mobilizers ان دُور دراز علاقوں میں visit arrange کرتے ہیں اور Family Planning کے حوالے سے ان علاقوں میں campaign چلائی جاتی ہے اور سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 2990

جناب سپیکر: کیا اس کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور شہر میں چلنے والی بسوں، روٹس اور تعداد سے متعلقہ تفصیل

*2990: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور شہر کے کس کس روٹ پر حکومت نے کس کس کمپنی کو بسیں چلانے کے لئے روٹ پرمٹ دیئے ہیں؟

(ب) یہ روٹ پرمٹ کب کس اتھارٹی نے جاری کئے؟

(ج) ہر روٹ پر کتنی بسیں چلنے کی منظوری دی گئی ہے؟

(د) ہر روٹ پر اس وقت کتنی بسیں چل رہی ہیں؟

(ہ) کس کس روٹ پر مطلوبہ تعداد سے کم بسیں چل رہی ہیں؟

(و) کیا حکومت کم بسیں چلانے والی کمپنیوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):

(الف) حکومت پنجاب نے لاہور شہر میں 53 روٹ بسوں کے لئے مخصوص کئے ہیں۔ لاہور شہر میں اس وقت آٹھ ٹرانسپورٹ کمپنیاں تیس روٹوں پر بس سروس کی سہولیات فراہم کر رہی ہیں جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بمطابق حکومت پنجاب نوٹیفکیشن مورخہ 2006-01-21 مجوزہ طریق کار کے مطابق پنجاب پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے سال 2006 میں جاری کئے تھے جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) بسوں کی مقررشدہ تعداد کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس ضمن میں تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) اس ضمن میں تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) حکومت پنجاب صوبہ کے بڑے شہروں میں پبلک ٹرانسپورٹ کی کمی اور شہریوں کی سفری مشکلات سے بخوبی آگاہ ہے۔ اس سلسلہ میں آرام دہ معیاری بس سروس فراہم کرنے کے لئے مثبت اقدامات عمل میں لارہی ہے اور اس سلسلہ میں نئی CNG بسوں سے لاہور شہر میں آغاز کیا گیا ہے۔ جس میں آئندہ چند ماہ میں اور اضافہ کر دیا جائے گا تاہم موجودہ ٹرانسپورٹ کمپنیاں جن کی ملفوفہ (الف) میں بیان کی گئی تعداد کم ہے کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ مطلوبہ تعداد پوری کرنے کے لئے جلد اقدامات کرے ورنہ قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جواب میں مختلف routes کی ایک فہرست دی گئی ہے کہ فلاں فلاں routes چلائے گئے ہیں۔ میں اپنے ضمنی سوال میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ روٹ نمبر 7 کہاں سے شروع ہوتا ہے اور کہاں تک چلتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! روٹ نمبر 7 ریلوے سٹیشن سے شروع ہوتا ہے اور سلامت پورہ تک چلتا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جواب کی تفصیل میں لکھا ہوا ہے کہ ریلوے سٹیشن سے سلامت پورہ تک روٹ نمبر 7 کی 19 بسیں چلتی ہیں۔ میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ یہ بسیں نہیں چل رہیں۔ سلامت پورہ تک ایک بس بھی نہیں جاتی۔ انہوں نے اپنی مرضی سے روٹ short کر لیا ہے۔ یہ بسیں ریلوے سٹیشن سے لے کر داروغہ والا تک چلتی ہیں۔ کمپنی نے اپنی مرضی سے ہی اس روٹ کو short کر لیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! نوید انجم صاحب نے جو نشاندہی کی ہے اگر ایسا ہی ہے تو ان کے خلاف سخت action لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد عامر ڈوگر صاحب کا ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 4590 (معزز ممبر نے معزز ممبر ملک محمد عامر ڈوگر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیااس کو پڑھاہوا تصور کیا جائے؟

جناب عبدالوحید چودھری: جی،ہاں اس کو پڑھاہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اس کو پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ملتان میں محکمہ کے مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4590: **ملک محمد عامر ڈوگر**: کیاوزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان کے بہبود آبادی کے مراکز میں کل کتنے ملازمین اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) مذکورہ ضلع میں کتنی منظور شدہ اسامیاں خالی ہیں ان کو کب تک پر کر دیا جائے گا یہ کب سے خالی چلی آرہی ہیں؟

(ج) ان ملازمین کی تنخواہوں پر کتنی رقم خرچ ہو رہی ہے؟

(د) 2008-09 میں ملتان ضلع میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا اس میں کتنا ترقیاتی اور کتنا غیر ترقیاتی کاموں پر خرچ کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں):

(الف) ضلع ملتان کے بہبود آبادی کے مراکز میں کل 448 ملازمین فرائض سرانجام دے رہے ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

1-ایڈمن کمپونٹ	22
2-فلاحی مراکز کمپونٹ	272
3-تحصیل پاپولیشن ویلفیئر کمپونٹ	10
4-موبائل سروس یونٹ کمپونٹ (MSU)	16
5-میل موبلائزرز کمپونٹ	88
6-RHSA نشتر ہسپتال	16
7- RHSA سول ہسپتال	10
8- RHSA شجاع آباد	03
9- RHSA جلال پور پیر والا (ایڈیشنل)	06
10- Vasectomy Unit	05
کل ملازمین	448

(ب) ضلع ملتان میں کل 94 منظور شدہ اسامیاں تقریباً2007 سے خالی چلی آ رہی ہیں۔حکومت پنجاب کی ہدایت کے مطابق اسامیاں پر کرنے کے لئے ضروری کارروائی شروع کی جاچکی ہے اور تقرری کے احکامات جلد جاری کر دیئے جائیں گے۔تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1-ایڈمن کمپونٹ	01
2-فلاحی مراکز کمپونٹ	39
3-تحصیل پاپولیشن ویلفیئر کمپونٹ	02
4-میل موبلائزرز کمپونٹ	38
5-RHSAنشتر ہسپتال	02
6- RHSAسول ہسپتال	01
7- RHSAشجاع آباد	07
8- RHSAجلال پور پیر والا(ایڈیشنل)	04
تعداد کل خالی اسامیاں	94

(ج) ان ملازمین کی تنخواہ کی مد میں سالانہ خرچہ -/45,077,552روپے ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1-ایڈمن کمپونٹ	-/4,723,018روپے
2-فلاحی مراکز کمپونٹ	-/29,197,713روپے
3-تحصیل پاپولیشن ویلفیئر کمپونٹ	-/1,878,427روپے
4-موبائل سروس یونٹ کمپونٹ(MSU)	-/2,907,868روپے
5-میل موبلائزرز کمپونٹ	-/644,200روپے
6-RHSAنشتر ہسپتال	-/3,363,790روپے
7- RHSAسول ہسپتال	-/1,717,572روپے
8- RHSAشجاع آباد	-/361,673روپے
9- RHSAجلال پور پیر والا(ایڈیشنل)	-/283,291روپے
ٹوٹل	-/45,077,552روپے

(د) سال2008-09 میں-/47,932,000روپے فراہم کئے گئے جس کی تفصیل درج ذیل ہے اور یہ سارا بجٹ ترقیاتی زمرے میں آتا ہے اور وفاقی حکومت کی طرف سے پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام(PSDP)کے تحت مہیا کیا جاتا ہے:۔

1-ایڈمن کمپونٹ	5,275,000/-روپے
2-فلاحی مراکز کمپونٹ	23,398,000/-روپے
3-تحصیل پاپولیشن ویلفیئر کمپونٹ	1,728,000/-روپے
4-موبائل سروس یونٹ کمپونٹ(MSU)	2,599,000/-روپے
5-میل موبلائزرز کمپونٹ	4,252,000/-روپے
6-RHSA نشتر ہسپتال	6,844,000/-روپے
7- RHSA سول ہسپتال	2,891,000/-روپے
8- RHSA شجاع آباد	466,000/-روپے
9- RHSA جلال پور پیروالا(ایڈیشنل)	479,000/-روپے
ٹوٹل	47,932,000/-روپے

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ "ضلع ملتان میں کل چورانوے منظور شدہ اسامیاں تقریباً2007 سے خالی چلی آ رہی ہیں"اس حوالے سے latest صورتحال کیا ہے، کیا پچھلے تین سالوں میں ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے کوئی عملی اقدامات نہیں اٹھائے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): جناب سپیکر! سکیل ایک سے پانچ تک کی بھرتیاں شروع ہو چکی ہیں۔ان کا process ہو رہا ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سکیل ایک سے پانچ تک کی کتنی اسامیاں ہیں، کیا ان بھرتیوں کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: ان ساری اسامیوں کی تفصیل جواب میں لکھ دی گئی ہے۔آپ خود بھی جواب کو پڑھ لیا کریں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! بتادیں کہ یہ بھرتیاں کب تک کر لی جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی(انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): جناب سپیکر! ان بھرتیوں کے لئے باقاعدہ اخبار میں اشتہار دیا گیا ہے اور ان بھرتیوں کے حوالے سے process ہو رہا ہے۔ سکیل ایک سے پانچ تک تیس اسامیاں ہیں اور ان کی بھرتی کا process ہو رہا ہے۔ سکیل ایک سے پانچ تک بھرتی ہو رہی ہے باقی اسامیوں پر بھرتی کے حوالے سے حکومت کی طرف سے پابندی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اجازت دیں تو میں ایک ضمنی سوال پوچھ لوں؟

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ایک بڑا سادہ سا سوال ہے۔ بار بار یہ سوال کیا جا رہا ہے کہ بہبود آبادی کے کل کتنے مراکز ہیں اور ان کی کارکردگی کیا ہے، اس محکمہ پر حکومت اربوں روپے خرچ کر رہی ہے لیکن جیسا کہ آپ بھی جانتے ہیں کہ اس کا net result zero ہے۔ پوری دنیا میں ہماری آبادی سب سے زیادہ تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر اس محکمہ کو ختم کر دیا جائے تو پھر کتنی مزید آبادی بڑھ جائے گی؟ دوسری بات یہ ہے کہ کیا چائنا کی طرز پر یہ کوئی incentive دے سکتے ہیں، اگر دو سے زیادہ بچے ہوں گے تو جرمانہ ہوگا اور دو بچے والوں کو ہم tax میں یا food میں اتنا incentive دیں گے جیسا کہ چائنا دے رہا ہے، کیا محکمہ کے زیر غور کوئی ایسی تجویز ہے؟ میں کہتا ہوں کہ یہ محکمہ توڑ دیا جائے اگر آبادی کم نہ ہو جائے تو مجھے پکڑ لیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! یہ تو آپ نے general سی بات کہی ہے، یہ کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ہر معزز ممبر نے یہی کہا ہے کہ کتنے مرکز ہیں اور ان کی کیا کارکردگی ہے؟ ذرا غور کریں کہ اربوں روپے اس محکمہ پر خرچ ہو رہے ہیں اور حال وہی ہے کہ "کسی نے پوچھا کہ زکام کتنی دیر میں ٹھیک ہوگا؟ اس نے کہا کہ دوائی کھاؤ گے تو سات دن میں ہوگا اگر نہیں کھاؤ گے تو ایک ہفتے میں ٹھیک ہوگا" اس محکمہ کا بھی یہی حال ہے۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! جیسا کہ ہم لوگوں نے Economics میں پڑھا ہے کہ فیملی پلاننگ پر عمل نہ کرنے کا سب سے زیادہ نقصان یہ ہوتا ہے کہ اہل لوگوں کی کمی واقع ہوتی ہے۔ فیملی پلاننگ پر غریب غرباء، جھگیوں میں رہنے والے لوگ عمل نہیں کرتے کیونکہ ان کا تو مشن ہی بچے بنانا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے اہل لوگوں کی کمی ہو جاتی ہے تو محکمہ اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہا ہے، اہل لوگوں کی کمی اور نااہل لوگوں کی کثرت پر کیسے کنٹرول کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: محترمہ! میرے خیال میں یہ آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔ تشریف رکھیں۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری بھی ایک گزارش ہے۔ میں شیخ صاحب کے point کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور اس ایوان کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت پوری دنیا

میں سب سے زیادہ آبادی پاکستان میں بڑھ رہی ہے۔اس کی 3 فیصد سے بھی زیادہ ہے جبکہ انڈیا میں 9. فیصد ہے اور بنگلہ دیش میں 8. فیصد ہے، سری لنکا میں 9. فیصد ہے، انگلینڈ میں 8. فیصد اور امریکہ میں 8. فیصد ہے۔ صرف پاکستان میں 3 فیصد plus ہے اور یہ 1962 ratio سے چلی آ رہی ہے، صرف seventies میں یہ 2.2 ratio فیصد پر آئی تھی اب پھر یہ 3 فیصد پر ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ پاکستان میں American Drown Attacks ہیں اور یہاں پر Hepatitis ہے تو آنے والے دنوں میں پاکستان کو آبادی کے دباؤ کا سب سے زیادہ سامنا کرنا پڑے گا۔ مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں کو اس پر ہنگامی بنیادوں پر ایک Action Plan دینا پڑے گا ورنہ 2042 میں ہماری آبادی 32 کروڑ ہو جائے گی پھر کسی شہر میں ٹرانسپورٹ کا نظام چلے گا، صحت کا نظام چلے گا اور نہ ہی education کا نظام چلے گا۔ میں اس سے زیادہ اس کی اہمیت واضح نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ آپ ڈاکٹر ہیں، آپ اچھی تجاویز لے کر آئیں اور محکمے کو دیں۔ محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ!

SHEIKH ALA-UD-DIN: Mr. Speaker, on her behalf, Question No. 3151.

(معزز ممبر نے معزز خاتون ممبر محترمہ شبینہ ریاض کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع بہاولنگر میں بسوں اور ویگنوں کے اڈوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3151: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر میں بسوں اور ویگنوں کے کتنے اڈے ہیں؟

(ب) کیا ان اڈوں پر مسافروں کو بیٹھنے کے لئے سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں، جن اڈوں پر یہ سہولت موجود نہ ہے وہاں پر متعلقہ ضلعی انتظامیہ فوری طور پر بیٹھنے کی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) جو اڈے غیر قانونی چل رہے ہیں کیا ان کو متعلقہ ضلعی انتظامیہ فوری بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان غیر قانونی اڈوں سے ضلعی انتظامیہ کے کچھ اہلکاران وافسران مالی فوائد حاصل کر رہے ہیں، اگر ایسا نہیں ہے تو یہ غیر قانونی اڈے کن لوگوں کی معاونت سے چل رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):

(الف) اس بارے میں متعلقہ سیکرٹری ڈی آر ٹی اے بہاولنگر سے رپورٹ طلب کی گئی ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

ضلع بہاولنگر میں منظور شدہ جنرل بس سٹینڈز کی تعداد 4اور ڈی کلاس سٹینڈز کی تعداد 15 ہے۔

(ب) موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965اور موٹر وہیکلز رولز 1969 میں دیئے گئے متعلقہ قوانین کے تحت اڈوں پر مطلوبہ سہولیات مہیا کرنے پر ہی لائسنس جاری کیا جاتا ہے۔اس ضمن میں گاہے بگاہے چیکنگ کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے اور اگر متعلقہ سہولیات میں کوئی کمی نظر آئے تو اسے دور کرنے کے لئے متعلقہ قوانین کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ج) حال ہی میں متعلقہ قوانین کے تحت کارروائی عمل میں لاتے ہوئے ضلع بہاولنگر میں چلنے والے تین غیر قانونی اڈوں کے لائسنس منسوخ کئے گئے ہیں جن کے کیس عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہیں لیکن عدالت عالیہ کے جاری شدہ حکم امتناعی کی بناء پر سیل نہ کئے گئے ہیں۔

(د) یہ درست نہ ہے جیسا کہ جز(ج) میں بیان کیا جاچکا ہے کہ عدالت عالیہ کے جاری شدہ حکم امتناعی کی بناء پر سیل نہ کئے گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ بار بار کہہ رہا ہے کہ غیر قانونی اڈے چل رہے ہیں اور اس میں بھی کہا جاتا ہے کہ یہ Courts کے stay پر چلتے ہیں تو ان غیر قانونی اڈوں کی وجہ سے ٹریفک کا بہت بڑا عذاب بنا ہوا ہے،ان کا یہ مسئلہ حل کیوں نہیں کیا جاتا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین نے Stay Order کا ذکر کر کے خود ہی اپنے ضمنی سوال کا جواب دے دیا ہے۔صرف بہاولنگر میں نہیں بلکہ پنجاب بھر میں جہاں بھی غیر قانونی اڈے چل رہے ہیں یا ہماری prescribed requirement کے مطابق نہیں چل رہے، محکمہ ان کے خلاف کارروائی کرتا ہے،ان کے License cancel کرتا ہے اس کے بعد

ان کے پاس remedy ہوتی ہے وہ Courts سے Stay لے آتے ہیں یاان اڈوں کو بہتر نہیں کرتے تب تک ہم ان کے License renew نہیں کرتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ایک ماہر وکیل ہیں، آپ کو بھی پتا ہے کہ کتنے پیسوں میں تاریخ ملتی ہے اور کتنے پیسوں میں ریڈر صاحب Stay extend کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: Court سے متعلقہ کوئی ایسی بات مت کی جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں Courts سے متعلق بات نہیں کر رہا، یہاں پر لوگ issue برائے issue بات کرتے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر محکمہ واقعی serious ہے تو کوئی غیر قانونی اڈا نہیں رہ سکتا ورنہ یہ status quo چلتے رہتے ہیں اور میں صرف یہی کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں بھی آپ کی بات سے کچھ اتفاق کرتا ہوں، آپ محکمے کے حوالے سے تھوڑی سی اور ہمت کریں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ ضلع بہاولنگر میں منظور شدہ جنرل بس سٹینڈ کی تعداد چار اور D Class Bus Stand کی تعداد پندرہ ہے۔ اس کے درمیان میں A,B,C class کے بھی سٹینڈز ہوتے ہیں تو وہ سٹینڈز بہاولنگر میں کیوں نہیں ہیں؟ دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ غیر قانونی اڈوں کے License منسوخ کئے گئے ہیں تو جو اڈے غیر قانونی ہیں تو پھر ان کے License کیسے بنے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، گلفام صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! انہوں نے بات کی ہے کہ درمیان میں A,B,C بھی ہوتے ہیں تو بہاولنگر میں A, B class Stands نہیں ہیں بلکہ پورے پنجاب میں B class کے دو اڈے ہیں جن میں سے ایک سرگودھا اور دوسرا فیصل آباد میں ہے اور ان اڈوں کا ہمارے محکمہ کا متعلقہ سیکرٹری Administrator ہوتا ہے لیکن جنرل بس سٹینڈ C class میں آتے ہیں۔ انہوں نے دوسری بات غیر قانونی اور License کے حوالے سے کی ہے تو اس سوال کے جواب میں غیر قانونی سے مراد یہ ہے کہ انہیں License مل گیا لیکن اس کے بعد ان میں کوئی کمی کوتاہی آ گئی۔

جناب سپیکر: limit سے exceed کر گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جی ہاں، وہ limit سے exceed کر گئے اگر ان کا License B class ہے تو انہوں نے C class کر دیا، ان کا کوئی proper Shed نہیں ہے، bases خستہ حال ہیں۔

جناب سپیکر: گلفام صاحب! بیٹھ جائیں، شاباش۔ ملک محمد عامر ڈوگر صاحب!

MIAN MUHAMMAD RAFIQ: Mr. Speaker, Question No. 4591, on his behalf.

(معزز ممبر نے معزز ممبر ملک محمد عامر ڈوگر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ملتان شہر میں محکمہ کے مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4591: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان شہر میں بہبود آبادی کے کل کتنے مراکز ہیں؟

(ب) یہ مراکز عوام کی بہبود کے لئے کیا کیا سہولیات فراہم کر رہے ہیں؟

(ج) حکومت نے ملتان شہر میں آبادی کو کنٹرول کرنے کے لئے کون کون سے اقدامات اٹھائے؟

(د) 2002 سے آج تک ملتان شہر کی آبادی کو کنٹرول کرنے کے لئے جو ٹارگٹس دیئے گئے ان میں کامیابی ملی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) ملتان شہر کے مراکز کو 08-2007 میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا، کیا یہ آبادی کے لحاظ سے مناسب ہے اگر نہیں تو حکومت مزید فنڈز فراہم کرنے کو تیار ہے، تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں):

(الف) ضلع ملتان میں بہبود آبادی کے کل 75 فلاحی مراکز قائم ہیں، جن میں سے ملتان شہر میں 37 فلاحی مراکز ہیں۔

	شہری	دیہی	کل
1۔ضلع ملتان میں فلاحی مراکز کی کل تعداد	30	32	62
2۔ضلع ملتان میں موبائل سروس کی کل تعداد	01	03	04
3۔ضلع ملتان میں تحصیل پاپولیشن ویلفیئر آفسز کی کل تعداد	01	03	04
4۔ضلع ملتان میں مراکز تولیدی صحت (RHSA) کی کل تعداد	02	02	04
5۔مردانہ نس بندی یونٹ (RHSA) مرکز کی کل تعداد	01	03	04

کل تعداد	75	40	35

(ب) مذکورہ مراکز میں جو سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت نے ملتان شہر میں آبادی کو کنٹرول کرنے کے لئے پنجاب کے دوسرے اضلاع کی طرح درج ذیل اقدامات اٹھائے ہیں:

(1) بہبود آبادی کے حوالے سے چھوٹا خاندان کی شعوری اطلاعات بہم پہنچانا۔

(2) ضروری طبی اور تولیدی صحت کی سہولیات فراہم کرنا۔

(3) مزید یہ کہ علاقہ کے بااثر لوگوں کو ملنا ان کے توسط سے علاقہ کے عام لوگوں کو چھوٹے خاندان کی ترغیب دینا اور اہل جوڑوں کا ریکارڈ مرتب کر کے انہیں مانع حمل ادویات کے استعمال کے لئے راغب کرنا مزید فرینڈز کمیٹی میٹنگ کا انعقاد کرنا ہوتا ہے۔

(د) 2002 میں آبادی کی شرح افزائش 2.4 فیصد تھی جو ملتان میں ڈیپارٹمنٹ کی کاوشوں سے اب 2009 میں 1.9 فیصد ہو گئی ہے اور اس طرح محکمانہ ٹارگٹس احسن طریقوں سے مکمل ہوئے ہیں۔

(ہ) سال 08-2007 میں 38,618,213/- روپے فراہم کئے گئے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے اور مزید بجٹ حکومت ضلع ملتان کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے:۔

1۔ایڈمن کمپونٹ	7,587,000/- روپے
2۔فلاحی مراکز کمپونٹ	15,769,839/- روپے
3۔تحصیل پاپولیشن ویلفیئر کمپونٹ	635,250/- روپے
4۔موبائل سروس یونٹ کمپونٹ (MSU)	1,027,750/- روپے
5۔میل موبلائزرز کمپونٹ	1,784,374/- روپے
6-RHSA نشتر ہسپتال	7,690,000/- روپے
7- RHSA سول ہسپتال	4,124,000/- روپے
ٹوٹل	38,618,213/- روپے

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آبادی بڑھنے کی شرح خوش حال طبقات میں زیادہ ہے یا بدحال طبقات میں زیادہ ہے؟

جناب سپیکر: یہ تو آپ کو بھی پتا ہے اور سب کو پتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! وزیر موصوف وجوہات بتائیں کہ خوش حال طبقات میں آبادی کنٹرول میں ہے جبکہ بدحال طبقات کی آبادی میں مسلسل اضافہ کیوں ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: یہ common sense کی بات ہے، میرے خیال سے اس سوال کا جواب نہ پوچھا جائے تو بہتر ہی ہے، آپ مجھ سے زیادہ سمجھدار ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): جناب سپیکر! میاں صاحب نے اپنے سوال کا جواب خود ہی دے دیا ہے کہ جہاں awareness level کم ہے وہاں آبادی زیادہ ہے کیونکہ لوگ plan نہیں کرتے کہ مستقبل میں ہمارے لئے کیا مشکلات پیدا ہوں گی اس لئے جہاں غربت ہے وہیں آبادی زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ!

MRS SAJIDA MIR: Mr. Speaker, on her half, Question No. 3417.

(معزز خاتون ممبر نے معزز ممبر محترمہ شبینہ ریاض کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

لاہور شہر میں ورکنگ ویمن کے لئے ٹرانسپورٹ چلانے کا مسئلہ

*3417: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں عورتوں کو سفر کرنے کے لئے ٹرانسپورٹ کی شدید کمی کے سبب مشکلات کا سامنا ہے؟

(ب) کیا حکومت لاہور میں ورکنگ وومنز کے لئے خصوصی ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے سنجیدگی سے غور کر رہی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):

(الف) یہ درست نہ ہے کیونکہ صوبہ پنجاب میں فی الوقت مردوں اور خواتین کے لئے مشترکہ پبلک ٹرانسپورٹ میسر ہے جس میں گھریلو / ورکنگ خواتین کے لئے علیٰحدہ کمپارٹمنٹس ہیں اور 42 نشستوں میں سے 12 نشستیں خواتین کے لئے مختص ہیں جبکہ 10 خواتین کے کھڑے ہونے کی گنجائش بھی ہے۔

(ب) حال ہی میں حکومت پنجاب نے اربن ٹرانسپورٹ مسائل کو مزید بہتر طریقے سے حل کرنے کے لئے "لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی "قائم کی ہے جو کہ لاہور میں شہریوں کو بین الاقوامی معیار کی سفری سہولیات مہیا کرنے کے لئے پرانی بسوں کی حالت کو بہتر کرنے کے ساتھ ساتھ نئی CNG بسیں لانے کا انتظام بھی کرے گی۔اسی سلسلے میں موجودہ حکومت نے عوامی جمہوریہ چین کی YUNMA کمپنی سے دو ہزار CNG بسیں درآمد کرنے کے لئے ایک سمجھوتے پر دستخط کئے ہیں اور 30 CNG بسوں کی پہلی کھیپ لاہور میں آپریشنل ہو چکی ہے۔
امید کی جاتی ہے کہ نئی بسوں کی induction سے گھریلو اور ورکنگ خواتین کے ٹرانسپورٹ مسائل میں کافی حد تک کمی ہو جائے گی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!آگے میرا بھی سوال آ رہا ہے جو شبینہ کے سوال جیسا ہی ہے۔انہوں نے working women کے لئے ٹرانسپورٹ چلانے کے حوالے سے سوال پوچھا ہے لیکن محکمہ نے اپنے جواب میں سیٹوں کی تعداد بتا دی ہے انہوں نے as such کوئی plan نہیں بتایا جو خواتین کے لئے علیحدہ سے بسیں چلانے کا ہو۔ میرا سوال بھی پنجاب میں working women کے لئے ٹرانسپورٹ چلانے کے مسئلہ سے متعلق ہے، یہ دونوں سوالات ایک ہی طرح کے ہیں لیکن میں محکمہ کے جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں کیونکہ ہم نے اس میں سیٹوں کی تعداد تو نہیں پوچھی کہ خواتین کے لئے کتنی سیٹیں مخصوص کی ہیں اور ویگن والے تو عورتوں کو بٹھاتے ہی نہیں ہیں۔وزیر موصوف بتائیں کہ کیا حکومت working women کے لئے لاہور اور پورے پنجاب میں بسیں چلانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر!جس طرف محترمہ نے نشاندہی کی ہے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اور ہم سب کو اس کا احساس ہے۔Working women کے لئے علیحدہ بسیں چلانے کا ابھی کوئی ارادہ نہیں ہے البتہ اس وقت لاہور میں جتنی بسیں آ رہی ہیں ہم نے ان کے لئے یہ لازم قرار دیا ہے کہ خواتین کے لئے علیحدہ Compartment بنایا جائے اور ہم نے اس سوال کے جواب میں اسی لئے سیٹوں کی تعداد بتائی ہے کہ ایک بس میں اگر بیالیس سیٹیں ہیں تو جالی لگا کر ان میں سے بارہ سیٹیں خواتین کے لئے مختص کر دی جاتی ہیں۔ علیحدہ سے بسیں چلانے کا ابھی ارادہ نہیں ہے لیکن ان کی تجویز اچھی ہے اس کو ہم انشاء اللہ زیر غور لائیں گے۔

جناب سپیکر: یہ قابل غور بات ہے۔آپ اس پر ضرور غور کیجئے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!30 ملین روپے خواتین کی ٹرانسپورٹ کے لئے رکھے گئے ہیں اور بجٹ میں بھی آپ نے ہم سے تجاویز لی ہیں پھر یہ بسیں چلانے میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ان کی تجویز بہت اچھی ہے اور یہ مسئلہ بھی ہے ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔ ہم جلد از جلد وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کریں گے کہ جلد از جلد خواتین کے اس معاملے کو زیر غور لایا جائے۔اس کے علاوہ اگر خواتین کے لئے علیحدہ بسیں چلادی جائیں تو میرے خیال میں یہ اچھا اقدام ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ اس کو ضرور دیکھ لیں۔جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے لکھا ہے کہ بیالیس نشستوں میں سے بارہ نشستیں خواتین کے لئے مختص ہیں جبکہ خواتین کی آبادی 50 فیصد سے زائد ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ساری خواتین سفر نہیں کرتیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! محترمہ نے بالکل صحیح کہا ہے کہ خواتین کی آبادی 50 فیصد سے زائد ہے لیکن خواتین مسافر کم ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے ہی بات کر دی ہے۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے بہبود آبادی (انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں): میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سکندریہ کالونی یتیم خانہ اڈا پر بغیر روٹ چلنے والی ٹرانسپورٹ کی تفصیلات

*1923: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ سکندریہ کالونی یتیم خانہ کے اڈے سے چلنے والی ٹرانسپورٹ بغیر روٹ پورا کئے اس اڈے پر آکر آؤٹ آف ٹرن مسافروں کو سوار کر کے لے جاتی ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ اس اڈے سے چلنے والی ٹرانسپورٹ کے روٹ پورا نہ کرنے کی وجہ سے دیگر ٹرانسپورٹروں میں اکثر ہنگامہ آرائی اور لڑائی جھگڑا رہتا ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ سکندریہ کالونی سے چلنے والی ٹرانسپورٹ صرف لاہور سے قصور اور قصور سے لاہور چلائی جاتی ہے؟

(د) کیایہ درست ہے کہ لاہور سے قصور چلنے والی ٹرانسپورٹ کا روٹ لاری اڈا سے شروع ہو کر واپسی پر لاہور لاری اڈا پر ہی ختم ہوتا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) ایسا کوئی جھگڑا یا ہنگامہ آرائی کا سرزد ہونا کبھی بھی سامنے نہ آیا ہے۔

(ج) یہ بھی درست نہ ہے۔

(د) جی ہاں! یہ درست ہے۔

بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کرنے کی تفصیلات

*3944: ڈاکٹر فائزہ اصغر: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر پاکستان دنیا میں آبادی کے لحاظ سے چھٹا بڑا ملک بن گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کرنے کے لئے حکومت پنجاب کون سے نئے منصوبہ جات شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کتنی لاگت سے، ان منصوبہ جات کی تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے، اگر کوئی منصوبہ شروع نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) یہ درست ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر پاکستان دنیا میں آبادی کے لحاظ سے چھٹا بڑا ملک ہے۔

(ب) بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کرنے کے لئے محکمہ بہبود آبادی حکومت پنجاب نے آئندہ پانچ سالہ منصوبہ 14-2009 میں موجودہ (components) میں توسیع کے ساتھ ساتھ کئی (initiatives) بھی تجویز کئے ہیں-اس پانچ سالہ منصوبے کے لئے 18825.742 ملین روپے کی لاگت کا تخمینہ لگایا گیا ہے-آئندہ پانچ سالہ منصوبہ 14-2009 کے لئےPC-I کے مطابق ہر انتظامی سطح پر خاندانی منصوبہ بندی کے اداروں کی تعداد میں اضافہ تجویز کیا گیا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

1- بہبود آبادی کے فلاحی مراکز

آئندہ منصوبہ جاتی پروگرام میں پانچ سو نئے فلاحی مراکز قائم کئے جائیں گے-یہ مراکز یونین کونسل سطح پر کام کرتے ہیں-نئے مراکز کے قیام سے ان کی کل تعداد 1500 سے بڑھ کر 2000 ہو جائے گی-

2- تولیدی صحت کے "A" ٹائپ مراکز

یہ مراکز ضلعی اور تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں میں بنائے گئے ہیں اور تربیت یافتہ اور کوالیفائیڈ ڈاکٹرز کی زیر نگرانی کام کرتے ہیں-یہ مراکز تولیدی صحت کی مکمل خدمات کے ساتھ ساتھ خاندانی منصوبہ بندی کے تمام طریقے اور مشاورت بھی فراہم کی جا رہی ہے-آئندہ Plan Period میں ایسے 19 نئے مراکز قائم کئے جائیں گے-

3۔ موبائل سروس یونٹس

موبائل سروس یونٹس خواتین میڈیکل آفیسرز کی زیر نگرانی دور دراز علاقوں میں کیمپ لگا کر خدمات مہیا کرتے ہیں- 12 نئے یونٹس کے قیام سے ان کی تعداد 117 سے بڑھ کر 129 ہو جائیگی-

4- سوشل موبلائزرز (مرد)

اس component میں توسیع کے لئے 1222 نئے سوشل موبلائزرز بھرتی کئے جائیں گے جس سے صوبہ پنجاب میں ان کی تعداد 2242 سے بڑھ کر 3464 ہو جائے گی-

5- نئے منصوبے (Initiatives)

آئندہ (Plan Period) میں نئے منصوبہ جات کے تحت 875 خواتین سوشل موبلائزرز کی تقرری عمل میں لائی جائے گی-یہ سوشل موبلائزرز گاؤں کی سطح پر کام کریں گے-اس کے علاوہ نئے منصوبوں میں تشہیری مہم کے تحت ایک FM ریڈیو چینل کا قیام، بہبود آبادی

کی help line، دیہی علاقوں میں street theatre مذہبی علماکرام (سکالرز) کی شمولیت کو بڑھانے کے لئے اقدامات، بہبود آبادی کے حامی لوگوں کا انتخاب اور موبائل / کیبل نیٹ ورکس پر اشتہارات تجویز کئے گئے ہیں جو چھوٹے کنبے کی افادیت کو اجاگر کریں گے۔

سیالکوٹ شہر میں ٹرانسپورٹ چلانے کی تفصیلات

*2941: رانا آصف محمود: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) سیالکوٹ شہر میں کس کس روٹ پر بسیں چلائی جارہی ہیں ان روٹس کے نام و نمبر بتائیں؟

(ب) ہر روٹ پر کتنی بسیں چل رہی ہیں اور کیا یہ بسیں آبادی کے لحاظ سے پوری ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سیالکوٹ شہر کے اندر کسی روٹ پر بھی بسیں نہ چلائی جاتی ہیں۔ صرف دو فلائنگ کوچز کو مقامی ایم پی اے (انجینئر عمران اشرف صاحب) کی درخواست پر عارضی طور پر شہر کے اندر چلنے کی اجازت دی گئی ہے۔ شہر کے اندر صرف تین اربن روٹ کلاسیفائیڈ ہیں جن میں سے دو سوزوکی اربن روٹ ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1. سوزوکی اربن روٹ: جنرل بس سٹینڈ سیالکوٹ تا چائنہ چوک پسرور روڈ سیالکوٹ
2. سوزوکی اربن روٹ: جنرل بس سٹینڈ تا ڈالووالی براستہ چوک گھنٹہ گھر کینٹ سیالکوٹ
3. کوسٹر روٹ: چوک زہرہ ہسپتال تا چوک زہرہ ہسپتال براستہ پل ایک، رنگپورہ، گھنٹہ گھر کینٹ، سی ایم ایچ چوک، لاری اڈہ، ڈیفنس روڈ سیالکوٹ

(ب) مذکورہ بالا روٹس پر کوئی بس نہ چل رہی ہے۔ شہر کے اندر تقریباً 72 سوزوکی وین اور دو کوسٹر گاڑیاں چل رہی ہیں۔

فیملی فزیشن ہیلتھ کیئر سسٹم کی تفصیلات

*4473: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ بہبود آبادی میں 117 موبائل سروس یونٹس موجود ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ بہبود آبادی میں فیملی فزیشن ہیلتھ کیئر سسٹم متعارف کرایا گیا ہے، یکم جنوری 2009 سے اب تک کتنے لوگ اس سے استفادہ کر چکے ہیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ بہبود آبادی میں 117 موبائل سروس یونٹ موجود ہیں۔

(ب) جی نہیں۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ محکمہ بہبود آبادی میں ایسا کوئی سسٹم متعارف نہیں کرایا گیا ہے۔البتہ Family Physician کو محکمہ بہبود آبادی کے آر۔ایچ۔ایس ٹریننگ / ماسٹر ٹریننگ سنٹرز میں Contraceptive Technique including surgical Methods میں ٹریننگ دی جاتی ہے جب یہ ڈاکٹرز ٹریننگ مکمل کر کے چلے جاتے ہیں تو محکمہ کی طرف سے انہیں contraceptive بھی مہیا کئے جاتے ہیں۔جنوری2009 سے اب تک 63 ڈاکٹرز کی ٹریننگ ہو چکی ہے۔

رحیم یار خان، ملازمین محکمہ بہبود آبادی کو تنخواہ کی بروقت ادائیگی کا مسئلہ

*4768: **ملک جہانزیب وارن:** کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ بہبود آبادی ضلع رحیم یار خان کے ملازمین کو ہر ماہ کی بجائے تین چار ماہ بعد تنخواہ دی جاتی ہے؟

(ب) کیا حکومت محکمہ بہبود آبادی کے ملازمین کی تنخواہیں ہر ماہ ان کے اکاؤنٹ میں جمع کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) محکمہ بہبود آبادی کا بجٹ پہلے سالانہ بنیادوں پر ملتا تھا۔ مگر اب سہ ماہی ملتا ہے۔وہ بھی وقت پر نہیں ملتا جس کی وجہ سے تنخواہوں کی ادائیگی میں بعض اوقات تاخیر ہو جاتی ہے تاہم تنخواہوں کی بروقت ادائیگی کے لئے اب وفاقی حکومت سے درخواست کی گئی ہے کہ آئندہ بجٹ سالانہ بنیادوں پر جاری کیا جائے۔

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ ہذا زیادہ تر ملازمین کی تنخواہیں ہر ماہ باقاعدگی سے کمپیوٹرائزڈ سسٹم کے ذریعے ادا کرتا رہتا ہے۔مالی سال 08-2007 میں ضلع رحیم یار خان میں 81 ملازمین کی تنخواہیں کمپیوٹرائزڈ سسٹم کے تحت ادا کی گئی تھیں۔بقیہ ملازمین کی تنخواہیں ڈرائینگ اینڈ ڈسبرسنگ آفیسر کے ذریعے ادا کی گئیں۔ان ملازمین کا ڈیٹا بھی ضلعی دفتر خزانہ کو برائے کمپیوٹرائزیشن بھیج دیا گیا ہے۔تمام ملازمین کی تنخواہوں کی کمپیوٹرائزڈ سسٹم کے تحت ادائیگی جلد شروع کر دی جائیگی۔

لاہور۔ چین سے درآمد کی گئی بسوں کی تفصیلات

*5808:انجنیئر قمرالاسلام راجہ:کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ لاہور میں استعمال کے لئے جو بسیں چین سے درآمد کی گئی تھیں وہ کم ہارس پاوراور سی این جی کی قلت کی وجہ سے مختلف فنی مسائل کا شکار ہیں؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو کیایہ بسیں درآمد کرنے سے قبل کوئی ٹیکنیکل سٹڈی کروائی گئی تھی اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ٹرانسپورٹ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حکومت پنجاب نے اربن ٹرانسپورٹ کی بہتری کے لئے نئیCNG بسوں پر25فیصد سبسڈی دینے کا منصوبہ بنایااس سکیم کے تحت جون2009 میں31چینیCNG بسیں درآمد کی گئیں وہ تمام بسیں روٹ نمبر6پر کامیابی کے ساتھ چل رہی ہیں۔مزید برآں ان کے مالکان کی طرف سے کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی ہے جس سے یہ بات ظاہر ہو کہ یہ بسیں ناقص معیار کی ہیں۔

(ب) CNG بسوں کا معائنہ کرنے کے لئے ایک ٹیکنیکل کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس کمیٹی کی رپورٹ کے بعد ہی ان کو سبسڈی اور چلنے کی اجازت دی گئی تھی۔لہذا یہ بات درست نہیں ہے کہ CNG بسوں کے آنے سے پہلے کوئی سٹڈی نہیں کروائی گئی تھی بعد ازاں ایک اور ٹیکنیکل کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے آئندہ آنے والی بسوں کے لئے نئی اور بہتر specifications مرتب کی تھی۔ لہذااب جو CNG بسیں اربن روٹس پر آئیں گی وہ ان نئیspecifications کے مطابق ہوں گی۔

محکمہ بہبود آبادی میں تعینات ایف ڈبلیو اے کی پروموشن کا مسئلہ

*4769:ملک جہانزیب وارن:کیاوزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ بہبود آبادی میں تعینات ایف ڈبلیو اے (فیملی ویلفیئر اسسٹنٹ) کالائن آف پروموشن نہ ہے وہ جس گریڈ میں بھرتی ہوتے ہیں اسی گریڈ میں ریٹائر ہوتے ہیں؟

(ب) کیا حکومت ان ملازمین کی لائن آف پروموشن بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) یہ درست ہے کہ مگر اسی چیز کو پیش نظر رکھتے ہوئے وزارت بہبود آبادی حکومت پاکستان نے سال 2001 میں 50 فیصد ایف ڈبلیو اے کو سکیل نمبر 5 سے سکیل 7 میں اپ گریڈ کیا ہے۔

(ب) محکمہ بہبود آبادی نے ایف ڈبلیو اے کے اس مسئلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اگلے پانچ سالہ منصوبہ (2010-15) میں اس پوسٹ کو اپ گریڈ کر کے ساتواں سکیل کرنے کی تجویز دی، منصوبہ کی منظوری کے بعد تمام ایف ڈبلیو اے کو ساتواں گریڈ دے دیا جائے گا۔

پنجاب کے بڑے شہروں میں ورکنگ خواتین کے لئے ٹرانسپورٹ چلانے کا معاملہ

*5968: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت پنجاب کے بڑے شہروں میں ورکنگ خواتین کے لئے سرکاری طور پر علیٰحدہ ٹرانسپورٹ چلانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

صوبہ پنجاب میں فی الوقت مردوں اور خواتین کے لئے مشترکہ پبلک ٹرانسپورٹ میسر ہے جس میں گھریلو اور ورکنگ خواتین کے لئے علیٰحدہ کمپارٹمنٹس ہیں اور بیالیس نشستوں میں سے بارہ نشستیں خواتین کے لئے مختص ہیں۔ حال ہی میں حکومت پنجاب نے اربن ٹرانسپورٹ مسائل کو مزید بہتر طریقے سے حل کرنے کے لئے "لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی" قائم کی ہے جو کہ لاہور میں شہریوں کو بین الاقوامی معیار کی سفری سہولیات مہیا کرنے کے لئے پرانی بسوں کی حالت کو بہتر کرنے کے ساتھ ساتھ نئی CNG بسیں لانے کا انتظام بھی کرے گی اور ان بسوں میں ورکنگ اور گھریلو خواتین کے لئے علیٰحدہ کمپارٹمنٹس کو مزید وسعت دی جائے گی۔ ان منصوبہ جات کو جلد ہی پنجاب کے دیگر اضلاع میں بھی متعارف کرایا جائے گا۔

ضلع سیالکوٹ میں محکمہ بہبود آبادی کے مراکز اور ان سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*4816:چودھری طاہر محمود ہندلی(ایڈووکیٹ):کیاوزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں بہبود آبادی کے کتنے مراکز ہیں،ان مراکز میں کون کون سے منصوبے چل رہے ہیں اور عوام کو ان سے کیا کیا سہولیات حاصل ہیں؟

(ب) حلقہ پی پی۔125 سیالکوٹ میں کتنے مراکز کہاں کہاں واقع ہیں اور عملہ کتنا ہے؟

وزیر بہبود آبادی(محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) اس وقت ضلع سیالکوٹ میں55 فلاحی مراکز 3 موبائل سروس یونٹ 1 مرکز صحت توالد "A" اور2 مرکز توالد صحت "B"کام کر رہے ہیں۔دو ایڈیشنل مرکز صحت توالد (i)پسرور (ii)ڈسکہ زیر تعمیر ہیں اور جلد ہی کام شروع کر دیں گے۔ان مراکز میں مانع حمل ادویات زنانہ /مردانہ نل بندی ونس بندی آپریشن اور عام بیماریوں کی ادویات کی مفت فراہمی کی سہولیات میسر ہیں۔اس کے علاوہ زچہ و بچہ اور ماں بچے کی صحت کے حوالے سے مفید مشورے اور مناسب علاج معالجہ کی سہولیات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔اس وقت ضلع سیالکوٹ میں 87 موبلائزرز مختلف یونین کونسلز میں کام کر رہے ہیں۔جو مرد حضرات سے رابطہ کر کے انہیں صحت و فیملی پلاننگ کے متعلق معلومات فراہم کرتے ہیں اور چھوٹے خاندان کے متعلق آگاہی فراہم کرتے ہیں اور مانع حمل ادویات اور سہولیات بہم پہنچاتے ہیں۔

اس وقت سیالکوٹ میں وزرات بہبود آبادی اسلام آباد کے تعاون سے ریجنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، سیف مدر ہوم اور Multi Purpose Services Centre کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے اور انشااللہ بہت جلد اپنا کام شروع کر دیں گے۔جس سے عوام کو بہت فائدہ ہو گا اور ان کے ساتھ ساتھ مزید دو ایڈیشنل مرکز صحت توالد (i)کوٹلی لوہاراں (ii)کاہلیاں (بجوات)کا قیام بھی عمل میں لایا جارہا ہے۔محکمہ بہبود آبادی ضلع سیالکوٹ عوامی نمائندوں، علماکرام، ڈاکٹرز، این جی اوز، ٹیچرز اور دیگر سماجی تنظیموں کے ساتھ مل کر عوام کو صحت و فیملی پلاننگ کی سہولیات بہم پہنچانے کے لئے عملی طور پر کوشاں ہے تاکہ عوام کو صحت و فیملی پلاننگ کی سہولیات ان کی دہلیز پر فراہم کی جاسکیں۔

(ب) اس وقت حلقہ پی پی۔125 سیالکوٹ میں آٹھ فلاحی مراکز کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1-	دھیرا سندھا	2-	ہندل	3-	چک گلاں
4-	اگوکی	5-	ہرڑ	6-	لنگڑپالی
7-	بھاگووال	8-	گنہ کلاں		

ان فلاحی مراکز میں آٹھ فیملی ویلفیئر ورکرز، آٹھ ایف ڈبلیوا ے (میل)، دوایف ڈبلیوا ے (فی میل)، چھ فی میل ہیلپرز، پانچ چوکیدار، آٹھ میل موبلائزرز کل 37 محکمے کا سٹاف عوام کی خدمت کے لئے مصروف عمل ہے۔

فیصل آباد میں بس / ویگن سٹینڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6169: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں کتنے بس / ویگن سٹینڈز کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) یہ سٹینڈز کس کس کے کنٹرول میں چل رہے ہیں؟

(ج) ان سٹینڈز سے حکومت کو سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کتنی رقم کس کس مد سے وصول ہوئی؟

(د) حکومت نے ان سٹنیڈز کی دیکھ بھال پر ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم خرچ کی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فیصل آباد میں کل 24 بس / ویگن سٹینڈز چل رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ "بی" کلاس سٹینڈز

فیصل آباد میں ایک ہی "بی" کلاس سٹینڈ ہے جو کہ فیصل آباد اربن ٹرانسپورٹ اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کے زیر انتظام بمقام کوتوالی روڈ اور عیدگاہ روڈ کے سنگم میں واقع ہے۔

2۔ "سی" کلاس سٹینڈز

فیصل آباد میں مندرجہ ذیل 7 "سی" کلاس سٹینڈز حکومت پنجاب لوکل گورنمنٹ کے ماتحت سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ، فیصل آباد کے زیر انتظام چل رہے ہیں۔

نمبر شمار	نام سٹینڈز
(i)	جنرل بس سٹینڈ، فیصل آباد
(ii)	جنرل بس سٹینڈ، سمندری
(iii)	جنرل بس سٹینڈ، ڈجکوٹ
(iv)	جنرل بس سٹینڈ، تاندلیانوالہ

(v) جنرل بس سٹینڈ، چک جھمرہ
(vi) جنرل بس سٹینڈ، جڑانوالا
(vii) جنرل ویگن سٹینڈ، جڑانوالا(زیرانتظام تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن، جڑانوالا)

3۔ "ڈی"کلاس سٹینڈز

فیصل آباد میں 16"ڈی"کلاس سٹینڈز مختلف پرائیویٹ کمپنیوں /افراد کے نام منظور شدہ ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سٹینڈز
(i)	میسرز نادر فلائنگ کوچ، جناح کالونی، فیصل آباد
(ii)	میسرز خواجہ ٹریول سروس، جھنگ روڈ، فیصل آباد
(iii)	میسرز کوہستان فلائنگ کوچ، ریلوے روڈ، فیصل آباد
(iv)	میسرز نیو سبحان فلائنگ کوچ، ریلوے روڈ، فیصل آباد
(v)	میسرز تیمور ٹریولز، GTS چوک، فیصل آباد
(vi)	میسرز سپیڈ سٹار ٹریولز، سرگودھا روڈ، فیصل آباد
(vii)	میسرز کاہلوں بردارز، سمندری روڈ، فیصل آباد
(viii)	ڈائیوو ایکسپریس بس سروس، اسماعیل روڈ، فیصل آباد
(ix)	میسرز حسن ٹریولز، جڑانوالا سٹی
(x)	میسرز عاشق ٹریولز، لاہور روڈ جڑانوالہ
(xi)	میسرز فرینڈز ٹریولز، لاہور روڈ جڑانوالہ
(xii)	میسرز اتفاق ٹریولز، قائداعظم روڈ، تاندلیانوالہ
(xiii)	میسرز جٹ ٹریولز، کمالیہ روڈ مامون کانجن، تاندلیانوالہ
(xiv)	میسرز باجوہ ٹریولز، ماموں کانجن
(xv)	میسرز علی ٹریولز، نزد پٹرول پمپ، کنجوانی
(xvi)	میسرز شفقت ٹریولز، تحصیل سمندری

(ب) جیسا کہ جز(الف)میں مندرجہ بالا سٹینڈز کے متعلق تفصیلاً بیان کر دیا گیا ہے کہ

"بی"کلاس ویگن سٹینڈ فیصل آباد اربن ٹرانسپورٹ اینڈ ویلفیئر سوسائٹی
"سی"کلاس سٹینڈز سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد
"ڈی"کلاس سٹینڈز مختلف پرائیویٹ اشخاص /کمپنیوں کے زیرانتظام چل رہے ہیں۔

(ج) ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ٹرانسپورٹ)/ایڈمنسٹریٹر، جنرل بس سٹینڈ، فیصل آباد سے لی گئی رپورٹ کے مطابق "سی" کلاس سٹینڈز سے حاصل شدہ آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ جنرل بس سٹینڈ، فیصل آباد

مدآمدن ہائے	آمدن2008-09	آمدن2009-10
وصولی پارکنگ فیس	30711225/-	31000000/-
وصولی چارپائی فیس	1050000/-	1065000/-
وصولی فروٹ سٹال فیس	1320000/-	1325000
وصولی تانگہ رکشا فیس	181750/-	393669/-
وصولی کرایہ جات	1261294/-	1794075/-
کل آمدن	34524269/-	35577744/-

2: بس سٹینڈ، سمندری

مدآمدن ہائے	آمدن2008-09	آمدن2009-10
وصولی پارکنگ فیس	2374850/-	3705000/-
وصولی کرایہ جات	102500/-	138033/-
کل آمدن	3843033/-	2477350/-

3: بس سٹینڈ، تاندلیانوالہ

مدآمدن ہائے	آمدن2008-09	آمدن2009-10
وصولی پارکنگ فیس	260150/-	322670/-
وصولی فروٹ سٹال فیس		31008/-
وصولی پبلک لیٹرین فیس		14300/-
وصولی رکشا فیس		9,380/-
وصولی کرایہ جات	505000/-	583690/-
کل آمدن	765150/-	961048

4۔ بس سٹینڈ، جڑانوالا

مدآمدن ہائے	آمدن2008-09	آمدن2009-10
وصولی پارکنگ فیس	822940/-	910432/-
وصولی فروٹ سٹال فیس	203805/-	219073/-
وصولی پبلک لیٹرین فیس	27000/-	30758/-
کل آمدن	1053745/-	1160263/-

5:بس سٹینڈ،ڈجکوٹ

مدآمدن ہائے	آمدن09-2008	آمدن10-2009
وصولی پارکنگ فیس	-/2820153	-/2186930
کل آمدن	-/2820153	-/2186930

(د) ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ٹرانسپورٹ)/ایڈمنسٹریٹر،جنرل بس سٹینڈ، فیصل آباد سے لی گئی رپورٹ کے مطابق،اخراجات جوکہ ان سٹینڈز کی تعمیر و ترقی اور مسافروں کی سہولیات پر خرچ کئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ جنرل بس سٹینڈ، فیصل آباد

تعمیر پبلک لٹیرین مبلغ۔/56,00,000روپے

تعمیر بس بیس وغیرہ مبلغ۔/28,00,00,000روپے

2۔ بس سٹینڈ، سمندری

نوتعمیر بس سٹینڈ، سمندری/روڈورک وغیرہ مبلغ۔/2,10,00,000روپے

ضلع میانوالی، عوام کی بھلائی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات ودیگر تفصیلات

*5702:جناب علی حیدر نور خان نیازی:کیاوزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع میانوالی میں محکمہ عوام کی بھلائی کے لئے کیااقدامات اٹھارہاہے،اس وقت یہاں پر کتنے افراد ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں اوران پر کتنی رقم سالانہ خرچ کی جارہی ہے؟

(ب) سال09۔2008 اور10۔2009 کے دوران محکمہ ہذا نے جو اقدامات اٹھائے، ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر بہبود آبادی(محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) محکمہ بہبود آبادی ضلع میانوالی میں ضلع بھر میں لوگوں کی بھلائی کے لئے مندرجہ ذیل خدمات سرانجام دے رہاہے۔

محکمہ بہبود آبادی ضلع بھر میں مختصر کنبے کی اہمیت، مانع حمل ادویات کی فراہمی اور فالواپ فراہم کررہاہے۔

ماں کو زچگی سے پہلے اور زچگی کے بعد صحت کی خدمات فراہم کی جارہی ہیں جن میں معلومات، علاج اور دیکھ بھال شامل ہے۔

نوزائیدہ بچے کی دیکھ بھال، حفاظتی ٹیکوں، ماں کے دودھ کی تربیت اور بچے کی معمولی امراض کے علاج کی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔

خواتین اور بچوں کے عام معمولی امراض کا علاج اور مفت ادویات کی فراہمی کی جارہی ہے۔

عوام کو مختصر کنبے اور صحت مند زچہ بچہ کی اہمیت بہم پہنچانے کے لئے سکھی گھر محفل پاپولیشن واک محفل میلاد، گروپ میٹنگ فری میڈیکل کیمپ، فرینڈز میٹنگ کا انعقاد۔

RHS-A اور Additional RHS-A ضلع بھر میں مانع حمل سرجری اور دوسری خدمات کے لئے کیمپوں کا انعقاد کرتے ہیں جو کہ ایک ماہر گائنی ڈاکٹر کی زیر نگرانی ہو رہے ہیں۔

طبی عملے کو ٹریننگ کی سہولت فراہم کرتے ہیں۔

موبائل سروس یونٹ دور دراز علاقوں میں بنیادی صحت اور فیملی پلاننگ کی سہولیات پہنچارہا ہے۔جہاں پر صحت کی کوئی سہولت موجود نہیں ہے۔

موبائل سروس یونٹ ایم بی بی ایس لیڈی ڈاکٹرز کی زیر سرپرستی کام کر رہے ہیں۔حفظان صحت کی تعلیم، ذاتی صفائی سے متعلق آگاہی مشاورت، غذائیت، ماں کا دودھ، تولیدی، جنسی بیماریوں نیز ایچ آئی وی اور ایڈز کے متعلق آگاہی اور عام بیماریوں کے علاج کی خدمات ضلع بھر میں فراہم کی جارہی ہیں۔

ضلع میانوالی میں Male Mobilizers کو یونین کونسل کی سطح پر لوگوں میں فیملی پلاننگ، صحت مند اور مختصر کنبے کے بارے میں آگاہی پیدا کرتے ہیں۔اس کے علاوہ مانع حمل کی ادویات بھی کرتے ہیں اور موزوں جوڑوں کی رجسٹریشن کا کام بھی کیا جاتا ہے۔

(ضلع بھر میں عملہ کی کل تعداد 206)

Name of Component|	Sanction Strength	In Position	Vacant Posts
ایڈمن پراجیکٹ	24	20	04
ایف ڈبلیو سی پراجیکٹ	121	99	22
تحصیل پراجیکٹ	09	07	02
ایم ایس یو پراجیکٹ	12	10	2
ایس موبلائزر پراجیکٹ	60	48	12
آر ایچ ایس اے میانوالی	10	10	-

ایڈیشنل آر ایچ ایس اے پپلاں	10	08	02
ایڈیشنل آر ایچ ایس اے عیسیٰ خیل	10	04	06
کل تعداد	256	206	50

بجٹ مختص اور اخراجات برائے سال 2008-09

Name of Project	Budget Allocation	Expenditure
ایڈمن پراجیکٹ	4067000	4733401
تحصیل پراجیکٹ	1434000	1793429
ایف ڈبلیو سی پراجیکٹ	8673000	12856263
ایم ایس یو	1550000	1784511
میل موبلائزر	2323000	2281114
آر ایچ ایس اے سنٹر	3438000	3559260
کل بجٹ	21485000	27007978

بجٹ مختص اور اخراجات برائے سال 2009-10

Name of Project	Budget Allocation	Expenditure
ایڈمن پراجیکٹ	2168000	2561948
تحصیل پراجیکٹ	1147000	1183206
ایف ڈبلیو سی پراجیکٹ	3960000	8906929
ایم ایس یو پراجیکٹ	867000	1185071
میل موبلائزر پراجیکٹ	1642000	1628052
کل بجٹ	9784000	15465206

(ب) سال 2008-09 اور 2009-10 کے دوران اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- ورلڈ پاپولیشن ڈے کے موقع پر پاپولیشن واک کا انعقاد
2- میانوالی شہر کے مختلف علاقوں میں بینرز کی نمائش
3- مختلف فلاحی مراکز میں سکھی گھر محافل کا انعقاد
4- موبائل سروس یونٹس کے ذریعے دور دراز علاقوں میں 283 مفت طبی کیمپ کا انعقاد
5- فلاحی مراکز کی طرف سے 873 سیٹلائٹ کیمپس کا انعقاد
6- زنانہ اور مردانہ سرجری کیمپ

سال برائے 2008 TO 2009

❖ آر ایچ ایس میانوالی نے جو کیمپ منعقد کئے 22

سال برائے 2009 تا 2010

❖ آر ایچ ایس اے میانوالی نے جو کیمپ منعقد کئے 15

❖ سال09-2008 نے محکمہ بہبود آبادی میانوالی نے ایڈیشنل(RHS-A) پیلاں اور عیسیٰ خیل میں نئی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے-/6080000=-/3040000+ -/3040000 کی رقم مختص کی گئی جس میں آر ایچ ایس پیلاں کی بلڈنگ پر-/2676852 روپے خرچ ہوئے اور 2009/2 سے بلڈنگ مکمل ہو کر فنکشنل ہوئی ہے-اسی طرح ایڈیشنل آر ایچ ایس اے سینٹر عیسیٰ خیل کی بلڈنگ کی تعمیر پر2438290 روپے اب تک خرچ ہو چکے ہیں اور تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

لاہور شہر میں چلنے والی بسوں سے متعلقہ تفصیلات

*6392: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شہر لاہور میں ہر روٹ پر چلنے والی بسوں کی تعداد کیا ہے، مکمل تفصیل مع تعداد بس، روٹ نمبر اور کمپنی کا نام بیان کیا جائے؟

(ب) یکم جنوری2008 سے 31۔دسمبر2009 تک کتنی مرتبہ کرایہ بڑھایا گیا نیز یہ کرایہ کس criteria کے تحت بڑھایا گیا، مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور شہر میں ہر روٹ پر چلنے والی بسوں کی تعداد مع روٹ نمبر اور کمپنی کا نام "Annex"A ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) جنوری تا ستمبر 2008 کے درمیان ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے تین مرتبہ کرایہ میں اضافہ کیا گیا، جس کی تفصیل "Annex"B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مارچ2008

جون2008

ستمبر2008

نومبر 2008 میں ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں کی شرح میں کمی کی گئی تفصیل "Annex"C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پی پی۔45 میانوالی، مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5703: **جناب علی حیدر نور خان نیازی:** کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔45 میانوالی میں بہبود آبادی کے کل کتنے مراکز ہیں نیز یہ کہاں کہاں پر واقع ہیں؟

(ب) ان فلاحی مراکز پر خواتین و حضرات کو کیا بنیادی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں، 10۔2009 کے دوران کتنے لوگوں نے یہاں سے استفادہ کیا؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) پی پی۔45 میانوالی میں بہبود آبادی کے کل نو فلاحی مراکز کام کر رہے ہیں۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	فلاحی مرکز کا نام	پتا
1-	فلاحی مرکز میانوالی (I)	محلہ زادے خیل میانوالی
2-	فلاحی مرکز میانوالی (II)	محلہ رمضان آباد میانوالی
3-	فلاحی مرکز میانوالی (III)	محلہ نور پور میانوالی
4-	فلاحی مرکز میانوالی (IV)	محلہ میانہ میانوالی
5-	فلاحی مرکز شاہین ٹاؤن میانوالی	نزد پی ایف کالونی میانوالی
6-	فلاحی مرکز اباخیل	نزد بوائز ہائی سکول اباخیل
7-	فلاحی مرکز موسیٰ خیل	محلہ دربار سلطان شاہ مین بازار موسیٰ خیل
8-	فلاحی مرکز واں بھچراں	محلہ محمد خیل نزد پٹرول پمپ واں بھچراں
9-	فلاحی مرکز شادیہ	محلہ ڈھکواں والا شادیہ

(ب) ان مراکز پر خواتین و حضرات کو درج ذیل بنیادی خدمات فراہم کی جارہی ہیں۔

1- خاندانی منصوبہ بندی کی معلومات بہم پہنچانا اور کلائنٹ کا ضرورت کے مطابق معائنہ کرنا۔

2- مانع حمل ادویات استعمال کرنے والوں کا فالواپ کرنا۔

3- مانع حمل ادویات کی فراہمی۔

4- خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنے والے کلائنٹ جو سنٹر میں نہیں آ سکتے ہیں ان کا گھر پر جا کر فالواپ کرنا۔

5- ماں اور بچے کی دوران حمل اور پیدائش کے بعد دیکھ بھال کرنا۔

6- بچے کے لئے ماں کے دودھ کی ترغیب اور افادیت کی اہمیت بتانا۔

7- حفاظتی ٹیکوں کی ترغیب دینا۔

8- عام معمولی بیماریوں کی تشخیص کے لیئے بنیادی سہولیات جیسے بلڈ پریشر چیک کرنا، بخار چیک کرنا، شوگر چیک کرنا اور حمل کی ابتدائی تشخیص کی سہولیات فراہم کرنا۔

9- عوام کے گھروں کے قریب مفت طبی مشورے اور معمولی بیماریوں کے مفت علاج کی فراہمی

10- بے اولاد جوڑوں کے مسائل کے حل کے لئے مناسب مشورے اور مناسب ڈاکٹر کی طرف رہنمائی

11- صحت عامہ کی تعلیم دینااور جنسی امراض کے علاج کے لئے راہنمائی فراہم کرنا۔

12- غیر معمولی بیماریوں جیسے کینسر ایڈز Hepatitis کے لئے ریفرل کی سہولیات دینا۔

13- عام زخم کی دیکھ بھال کے لئے مشورہ اور علاج کی راہنمائی دینا۔

14- مختصر خاندان اور صحت مند زچہ بچہ کی اہمیت کا شعور پیدا کرنا۔

استفادہ حاصل کرنے والے لوگوں کی تعداد

❖ فیملی پلاننگ کلائنٹس	45189
❖ عام مریض	27957
❖ چائلڈ کیئر	6304
❖ انٹی نیٹل کیسز	3957
❖ پوسٹ نیٹل کیسز	2190
❖ سیٹلائٹ کیمپس (منعقدہ انچارج فلاحی مراکز)	
برائے سال2008-2009	تعداد608
برائے سال2009-2010	تعداد265
منعقد کیمپس (موبائل سروس یونٹ)	
برائے سال2008-2009	تعداد178
برائے سال2009-2010	تعداد105

حافظ آباد- بہبود آبادی کے فلاحی مراکز اور بھرتی کی تفصیل

*6453: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد میں محکمہ بہبود آبادی کے فلاحی مراکز، موبائل سروس یونٹ اور مرکز تولیدی صحت کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا تمام عملہ لوکل ہوتا ہے یا دوسرے اضلاع سے تعینات کیا جاتا ہے

(ج) مذکورہ ضلع میں سال09-2008 میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) ضلع حافظ آباد میں محکمہ بہبود آبادی کے مراکز کی تفصیل درج ذیل ہے:-

i. فیملی ویلفیئر سنٹرز (فلاحی مراکز) 24

ii. موبائل سروس یونٹ	02
iii. مراکز تولیدی صحت	02

(ب) گریڈ نمبر ایک سے گریڈ نمبر 8 تک تمام بھرتی لوکل سطح پر ہوتی ہے جس میں صرف حافظ آباد کا ڈومیسائل مطلوب ہوتا ہے۔ بعض اوقات اسامی خالی ہونے اور سرپلس سٹاف کی موجودگی کی صورت میں پنجاب یا دیگر اضلاع سے تبادلہ ہو کر بھی اسامی پر کر لی جاتی ہے۔

(ج) ضلع حافظ آباد میں محکمہ بہبود آبادی کے زیر اہتمام سال 09-2008 میں کسی قسم کی کوئی بھرتی نہیں کی گئی۔

حافظ آباد۔ محکمہ بہبود آبادی کی گاڑیوں کی تعداد و تفصیل

*6454: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد میں محکمہ بہبود آبادی کے پاس جو گاڑیاں ہیں، ان کی تعداد اور مارک کیا ہے؟

(ب) کیا محکمہ بہبود آبادی حافظ آباد کے پاس اس وقت کوئی خراب گاڑیاں بھی ہیں، اگر ہاں تو کتنی اور ان کو نیلام کیوں نہیں کیا گیا، وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) ضلع حافظ آباد میں محکمہ بہبود آبادی کے پاس مختلف components میں درج ذیل گاڑیاں موجود ہیں۔

Component	Type	Model
ایڈمن	سوزوکی پوٹھوہار	1996
	ٹویوٹا ہائی ایس	1992
	سوزوکی بولان	1990
موبائل سروس یونٹ	سوزوکی بولان	1996
	سوزوکی بولان	1996
	ماسٹر موٹر	2007
	ماسٹر موٹر	2007
	ٹویوٹا ہائی ایس	2005
	گاڑیوں کی کل تعداد	08

(ب) مذکورہ بالا گاڑیوں میں سے سوزوکی بولان ماڈل 1990 قابل نیلامی ہے اور اس کی نیلامی کا کیس بنا کر ڈائریکٹوریٹ جنرل بھیج دیا گیا ہے اور توقع ہے کہ اس کی نیلامی جلد ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ملک اقبال لنگڑیال صاحب کہاں ہیں؟ میں نے انھیں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کے لئے وقت دینا تھا۔اگر ملک صاحب لابی میں تشریف رکھتے ہیں تو ایوان کے اندر تشریف لے آئیں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر ہی ہونا چاہئے، میں تقریر نہیں سنوں گا۔جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سرگودھا میں پرسوں امام بارگاہ پر جو خودکش حملہ ہوا ہے اور جس طرح سے مزاحمت ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا ایک طریق کار ہے۔آپ وہ طریق کار اختیار کریں۔جی، رانا محمد افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! پچھلے دو دن سے یہ خبر تمام اخبارات اور ٹی وی چینلز پر آ رہی ہے کہ حکومت پاکستان نے ECC میں ایک مرتبہ پھر سے سیکنڈ ہینڈ گاڑیوں کی درآمد پر غور شروع کر دیا ہے۔ یہ ایک لابی ہے جو پرانی گاڑیاں بیرون ملک سے لاتی ہے، باہر کے ملکوں میں پرانی گاڑیوں پر export price پر ٹیکس وصول کیا جاتا ہے، سو روپے والی گاڑی جاپان میں ڈیڑھ سو روپے کی بکتی ہے اور تین سال کے بعد پھر وہ گاڑی سو روپے میں پاکستان آ جاتی ہے اور اس کے اوپر پاکستان نے جو ٹیکس کی چھوٹ دی صرف اس کا فائدہ اٹھایا جاتا ہے جبکہ گاڑی کی قیمت جاپان کو نئی گاڑی کی قیمت کے برابر ادا کی جاتی ہے۔ پرانی گاڑیوں کے آنے سے ملک کا قیمتی زرمبادلہ ضائع ہو رہا ہے۔ہماری انڈسٹری کو نقصان پہنچ رہا ہے اور بے روزگاری میں اضافہ ہو رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اس کو تحریری طور پر لے کر آئیں۔یہ پوائنٹ آف آرڈر پر کرنے والی بات نہیں ہے۔جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اپنا mood تھوڑا سا ٹھیک رکھئے گا۔

جناب سپیکر: اللہ کے فضل سے میرا mood ٹھیک ہے۔آپ کو کیا نظر آ رہا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس معزز ایوان نے 29۔جنوری کو اسی سال ایک قرارداد پاس کی تھی کہ ہندوستان کو کسی قسم کی راہداری نہ دی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کے بارے میں ابھی تھوڑی دیر کے بعد بات ہو گی۔

شیخ علاؤالدین: آپ میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: مجھے سمجھ آ گئی ہے۔ میں نے آپ کو follow کر لیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اتنا بڑا ظلم نہیں ہو سکتا تھا جتنا ان دو دنوں میں ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، لنگڑیال صاحب!

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پرسوں اتوار والے دن ہمارا باپ بیٹے کا میڈیا ٹرائیل ہوا ہے، ہمارے میڈیا کے دوست سارا دن ڈگری ڈگری کھیلتے رہے ہیں۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں اگر غلط کام ہو تو اسے عوام میں بتایا جائے لیکن میرا بیٹا پانچ سال پچھلی اسمبلی میں رہا جب یہ قانون لاگو تھا اس وقت کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ اس کی ڈگری genuine ہے اور میری ڈگری کا معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔

جناب سپیکر: اگر یہ معاملہ عدالت میں ہے تو پھر اس پر بات کیسے ہو سکتی ہے؟

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ میرا کیس عدالت میں ہے لیکن میرے بیٹے کا کیس کسی عدالت میں نہیں ہے۔ میرے بیٹے کا re-counting کا معاملہ عدالت میں ہے۔ میں تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کوئی انکوائری کمیٹی بنا دیں جس کی مجھے امید تو نہیں کیونکہ اسمبلی میں ہم نے جو قرارداد پیش کی اس کی سزا سب نے بھگتنی ہے، ایک ہم نہیں بھگتیں گے، سب بھگت رہے ہیں اور بھگتیں گے۔ یہاں ایسی قرارداد یا تو آنی نہیں چاہئے تھی یا پھر اس پر stand لینا چاہئے تھا کم از کم کوئی اصول تو طے کر لیں۔ خبریں دیں تو سچی دیں۔

جناب سپیکر: اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے کہ ان کا جو role ہے وہ زیادہ تر positive ہوتا ہے، کہیں کہیں کوئی ڈنڈی مار جاتا ہے تو پھر سب کو تو اس میں شامل نہیں کیا جا سکتا لیکن میرے خیال میں ان کو بھی احساس ہونا چاہئے کہ یہ ایوان بھی معزز ایوان ہے اور اس میں بیٹھے ہوئے تمام نمائندگان سے ان کی کوئی دشمنی نہیں ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ ماشاءاللہ بڑے ذہین ہیں۔ اس میں کسی کو شک نہیں ہے مگر قرآن مجید میں بھی لکھا ہوا ہے کہ نماز جائز نہیں آگے لکھا ہوا ہے حالت نشہ میں۔ اب اگر ایک آدمی کوئی بھی بات کرتا ہے تو پہلے آپ اس کو سن لیں اس کے بعد آپ کو authority ہے کہ جو بھی فیصلہ کریں۔

ملک اقبال لنگڑیال صاحب کی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ میرے بیٹے کے خلاف re-counting کا کیس چل رہا ہے۔

جناب سپیکر! صحافی واقعی مافی الضمیر ہیں یہ مثبت کردار ادا کرتے ہیں مگر جو منفی کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر میڈیا والے کہتے ہیں کہ ان کی ڈگری جعلی ہے اور ان کے بیٹے کی بھی ڈگری جعلی ہے تو میرے خیال میں ان کو یہ حق تو ہے کہ یہ آپ کے سامنے بھی point out کریں اور میڈیا کے notice میں بھی لے آئیں کہ جس رپورٹر نے جس بھی اخبار میں یہ رپورٹ دی ہے تو آڈیٹر کس لئے ہوتے ہیں؟ وہ اس کا notice لیں کہ آپ غلط خبر کیوں دے رہے ہیں؟ اس پر damages بھی claim ہو سکتے ہیں۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! میرے بیٹے کی ڈگری پر کل یونیورسٹی نے clearance دے دی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو مبارک ہو۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ملک اقبال احمد لنگڑیال صاحب ہمارے بڑے سینئر ساتھی ہیں اور میرے خیال میں اس مرتبہ وہ تیسری یا چوتھی مرتبہ یہاں اپنے حلقہ کے عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ انہوں نے جو فرمایا ہے اگر واقعی یہ درست ہے کہ ان کے خلاف ڈگری سے متعلقہ کوئی کیس pending نہیں ہے اور اس طرح سے خبر چلائی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی قابل افسوس ہے لیکن اب کیونکہ اس ہاؤس نے ایک قرارداد کے ذریعے اس معاملے کو اس طرح resolve کیا ہے کہ آپ نے باقاعدہ ایک کمیٹی notify کر دی ہے۔ اس میں اس معزز ہاؤس کے ممبران بھی ہیں اور میڈیا کے لوگ بھی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ ملک اقبال احمد لنگڑیال صاحب سے کہہ دیں کہ یہ ایک application مجھے پہنچا دیں میں ان کا معاملہ as a test case اس کمیٹی کے سامنے رکھوں گا۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ اس کمیٹی میں اگر انہوں نے اپنا کیس اسی طرح سے prove کیا جس طرح سے یہ فرما رہے ہیں کیونکہ جب دونوں فریق آمنے سامنے ہوں گے تو پھر ہی حقائق کا پتا چلے گا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کے حقائق اسی طرح درست ہوئے تو بالکل میڈیا کے نمائندوں نے ہمیں یقین دلایا ہے کہ وہ اس پر پوری ذمہ داری کا ثبوت دیں گے۔ اگر یہ خبر غلط ہے تو اس پر وہ معذرت بھی کریں گے، ان کے صحیح مؤقف کو شائع بھی کریں گے اور نشر بھی کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری:پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:پوائنٹ آف آرڈر۔

رانا تنویر احمد ناصر:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی نہیں،اسے رہنے دیں کیونکہ اس پر بات ہو چکی ہے۔پلیز تمام تشریف رکھیں۔

جناب عبدالوحید چودھری:جناب سپیکر!یہ بڑاہم issue ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل نہیں۔ میں نے آپ کو اس کی اجازت نہیں دی۔پلیز تشریف رکھیں۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر
فیصل آباد میں دو مسیحی بھائیوں کا محض الزام کی بنیاد پر قتل
اور مسیحی کمیونٹی کی پریشانی میں اضافہ

جناب طاہر نوید چودھری:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں بڑاہم issue آپ کے نوٹس میں لانا چاہتاہوں۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں کیونکہ آپ رہ گئے تھے۔

جناب طاہر نوید چودھری: جناب سپیکر!کل فیصل آباد میں دو بھائیوں کا ماورائے عدالت قتل کر دیا گیا کیونکہ صرف ان پر الزام لگایا گیا تھا۔اگر یہاں پر قانون پر پابندی اور قانون کی پاسداری ہو گی تو پھر یہاں پر ججوں اور وکیلوں کی کوئی ضرورت نہیں رہے گی۔ رات کو وہاں پر اتنی tension create ہوئی کہ سارے مسیحی لوگ سہمے ہوئے اپنے گھروں میں چھپ گئے۔اس کے علاوہ وہاں ہمارے Churches پر بھی پتھراؤ ہوا۔کوئی مسیحی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کا کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ہم غریب اور سہمی ہوئی قوم تو کسی چودھری کی شان میں گستاخی نہیں کر سکتے بلکہ جب ہمیں پتا ہو کہ ہمیں باہر نکلتے ہی قتل کر دیا جائے گا اور عدالت میں سزائے موت ہو جائے گی تو ہم کبھی بھی اس طرح نہیں کر سکتے۔ میں یہاں پر یہ عرض کروں گا کہ اس tension کو تقریباً ایک ہفتہ ہونے کو تھا لیکن پھر بھی ان کی مناسب حفاظت کا بندوبست کیوں نہیں کیا گیا؟اب جب پنجاب حکومت کی طرف سے اس حوالے سے اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں کہ ایس پی (انوسٹی گیشن) اور ڈی ایس پی کو suspend کیا گیا ہے تو میں

سمجھتا ہوں کہ یہ اقدامات پہلے اٹھائے جانے چاہیئں تھے۔آج بھی ہم وہی دیکھ رہے ہیں کہ شاید وارث پورہ کہیں گوجرہ نہ بن جائے، کہیں جیٹھی کے نہ بن جائے۔ میں یہاں پر یہی گزارش کروں گا کہ آس پاس ملکاں والا کی مسجد اور دوسری مساجد میں اعلانات ہوئے تو جو لوگ instigators ہیں جو لوگوں کو provocation دیتے ہیں ان کو بھی سزا ملنی چاہئے اور ایسے جھوٹے مقدمات درج کرانے والے لوگوں کو بھی same punishment ہو۔اگر انہیں یہ ڈر اور خوف ہو گا کہ ہم کسی پر ایسا الزام لگا رہے ہیں جو کل جھوٹا ثابت ہوا تو ہمیں بھی سزائے موت ہو سکتی ہے تو کوئی آدمی پھر ایسی جرأت نہیں کرے گا۔آج پورے پاکستان کی جڑوں کو یہ بات کھوکھلی کر رہی ہے۔آپ مرید کے کا واقعہ دیکھ لیں کہ آدمی اپنی ذاتی دشمنی کو سامنے رکھتے ہوئے اس قانون کا سہارا لیتے ہیں۔ ہم اس قانون کی قطعاً مخالفت نہیں کرتے کیونکہ یہ بہت اچھا ہے اور ایسا ہونا چاہئے لیکن اس پر عملدرآمد بھی ہونا چاہئے۔یہاں پر ایسا کوئی طریق کار وضع کرنا چاہئے کہ اگر کسی پر کوئی جھوٹا الزام لگاتا ہے جس سے زندگیاں برباد ہوں، جس سے اقلیتوں میں احساس تحفظ ابھرے تو میں لاء منسٹر صاحب سے آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ جہاں انہوں نے کافی security کا بندوبست کیا ہے وہاں پر Rangers کو تعینات کیا جائے تاکہ ہمیں دوسرا گوجرہ دیکھنا نہ پڑے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ اس بارے میں کچھ بتائیں کیونکہ یہ بہت serious matter ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے کل فیصل آباد میں ہونے والے جس واقعہ کا ذکر کیا ہے یہ انتہائی افسوسناک اور انتہائی قابل مذمت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر جتنا بھی دکھ کا اظہار کیا جائے وہ کم ہے کیونکہ ان دونوں بھائیوں کے خلاف جو الزام لگایا گیا ہے وہ اس طرح سے prima facie درست ثابت نہیں ہوتا کیونکہ وہ ایک فوٹو سٹیٹ کاپی کا الزام تھا کہ اس کاپی پر کوئی گستاخانہ فقرہ لکھا ہوا تھا اور نیچے ان کا نمبر اور نام دیا ہوا تھا۔ بھلا کون ایسا پاگل ہو سکتا ہے کہ وہ اس قسم کی گستاخی بھی لکھے اور نیچے اپنا نام اور نمبر بھی دے دے؟ اس ملک میں مذہبی شدت پسندی اور جنونیت بعض لوگوں میں سرائیت کر گئی ہے۔ وہاں کے لوگوں نے اس معاملے کو اٹھایا جنہوں نے کہا کہ یہ بہت بڑا ظلم اور زیادتی ہوئی ہے تو اس بات کو properly handle کرنے کے لئے مقامی انتظامیہ نے پرچے کا اندراج اس لئے کیا کہ جذبات نہ ابھریں اور کسی کو اس معاملے پر exploit کرنے کے لئے موقع نہ ملے۔اب مقدمہ درج کر کے ان دونوں کو گرفتار کر لیا گیا کیونکہ مقصد یہی تھا کہ میرٹ اور انصاف کے مطابق اس کی انکوائری کی جائے گی لیکن ابھی اس انکوائری میں ان کے گناہ گار ہونے یا بے گناہ ہونے کا

فیصلہ ہونا تھا کہ کل چند نامعلوم افراد جن کی تعداد چار پانچ کے قریب بتائی جاتی ہے کہ جب وہ عدالت سے پیشی کے بعد باہر آ رہے تھے تو انہوں نے فائرنگ کی جس کے نتیجے میں یہ دونوں مسیحی بھائی ہلاک ہو گئے اور سب انسپکٹر جو انہیں ساتھ لے کر گیا تھا وہ بھی زخمی ہوا اور اس کی حالت بھی کافی critical ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک انہوں نے سکیورٹی انتظامات کی بات کی ہے تو آج صبح وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے خود ایک میٹنگ کی ہے جس میں اس بات کو ensure کیا گیا ہے کہ وہاں پر وارث پورہ اور ارد گرد مسیحی آبادی کے foolproof سکیورٹی انتظامات کئے جائیں تاکہ ان کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہ پہنچا سکے اور مقامی انتظامیہ کو یہ warn کیا گیا ہے کہ next 24 hours میں ہر قیمت پر ان ملزمان کو گرفتار کیا جائے۔ میں اس معزز ایوان کو، ہاؤس میں بیٹھے اپنے مسیحی بھائیوں کو اور جو مسیحی بھائی پورے پنجاب اور پاکستان میں بیٹھے ہیں، اس ایوان اور آپ کی وساطت سے انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس مقدمہ میں ملوث ملزمان کو گرفتار کیا جائے گا، انہیں انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے گا اور انہیں قرار واقعی سزا بھی دی جائے گی۔ علاوہ ازیں اس بات کو مزید ensure کیا جائے گا کہ security measures زیادہ لئے جائیں تاکہ اس قسم کا واقعہ دوبارہ نہ دہرایا جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! جس طرح انہوں نے یہ بات بھی کی ہے کہ جنہوں نے یہ غلط الزام لگائے ہیں ان کے بارے میں بھی کچھ کرنا چاہئے۔ مزید ان مسیحی لوگوں کی پوری حق رسی ہونی چاہئے۔

رانا تنویر احمد ناصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دینا تھا۔

بجلی بند ہونے پر کھاریانوالا گاؤں کے رہائشیوں کے پُرامن احتجاج پر تھانہ بھکھی پولیس کا تشدد اور مقدمہ درج

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب کے علم میں ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ میں ایک کھاریانوالا گاؤں ہے جہاں پر اڑتالیس گھنٹے سے بجلی بند تھی تو لوگوں نے مایوس ہو کر 17 تاریخ کو road block کر دیا اور تین چار گھنٹے لاہور فیصل آباد روڈ بند کیا گیا۔ وہ پُرامن مظاہرہ کر رہے تھے لیکن ان پر پولیس نے بدترین تشدد کیا۔ ایک شخص زخمی ہو گیا اور تین چار لوگوں میں سے کسی کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور کسی کا بازو ٹوٹ گیا۔ بجائے اس کے کہ پولیس ان سے معذرت کرتی کہ ہم نے ان پر تشدد کیا ہے بلکہ ان لوگوں پر ایک جھوٹی ایف آئی آر 473/10 تھانہ بھکھی میں درج کی گئی ہے

جس میں پنتیس لوگوں کو نامزد کیا گیا ہے اور پندرہ بیس لوگ نامعلوم رکھے گئے ہیں اور پولیس ان کے گھروں پر raid کر رہی ہے۔ احتجاج کرنا تو کوئی جرم نہیں ہے کیونکہ ان بے بیچاروں نے کسی املاک کو نقصان نہیں پہنچایا لیکن پولیس بدترین دہشت گردی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ میں ایک اور بات کرنا چاہوں گا کہ اتوار والے دن کوٹ عبدالمالک جو ہمارے دوست پیر اشرف رسول صاحب کا حلقہ ہے اس میں لوگ پولیس کی in competency کے حوالے سے کہہ رہے تھے کہ ڈکیتیاں بہت زیادہ ہو گئی ہیں اور جرائم بڑھ رہے ہیں جس کے خلاف وہ پُرامن مظاہرہ کر رہے تھے لیکن انتہائی بدترین تشدد کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات میں ان کے علم میں لانا چاہوں گا کہ اس وقت شیخوپورہ میں crime بہت بڑھ رہا ہے اور پولیس کے کنٹرول میں کچھ بھی نہیں ہے اس لئے FIR کے اخراج کا حکم جاری فرمائیں اور پولیس کے خلاف بھی کچھ کریں کیونکہ ہمارا ضلع شیخوپورہ بہت اہم ضلع ہے اور وہاں پر crime کا ریٹ بہت بڑھ رہا ہے۔ اس حوالے سے لاء منسٹر صاحب کچھ ضرور عملدرآمد فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس بات کے merit میں جائے بغیر کہ احتجاج کرنے والوں کا موقف درست ہے یا نہیں ہے، on the floor of the House on behalf of Punjab Government, on behalf of وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف یہ بات دوٹوک انداز میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہر فرد کا، اس کی اپنی صوابدید کے مطابق کہ اگر ایک بات درست ہے، بھلے وہ غلط بھی ہو تو احتجاج کرنا اس کا آئینی اور جمہوری حق ہے اور اس حق کو حاصل کرنے کے لئے ہم نے خود بے پناہ قربانیاں دی ہیں، مصیبتیں اٹھائی ہیں اور struggle کی ہے اس لئے احتجاج کرنا حق ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آمریت کے دور میں مال روڈ پر دس آدمی اکٹھے نہیں ہو سکتے تھے لیکن اب آپ دیکھتے ہیں کہ آئے روز مال روڈ کے اوپر لوگ آئے ہوتے ہیں تو نہ صرف ہم انہیں پُرامن احتجاج کا حق دیتے ہیں بلکہ ان کی بات جا کر خود سنتے ہیں اور کئی دفعہ ان کا وفد سپیکر چیمبر میں آیا اور اس ایوان میں بات ہونے کے بعد وہ معاملہ حل ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ road block کرنا کسی طرح بھی مظاہرین کا حق نہیں ہے۔ تنویر صاحب نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ انہوں نے

تین چار گھنٹےroad block کی اور اس کے بعد وہ کھل گئی۔ بات یہ ہے کہ لاہور شیخوپورہ روڈ اگر تین چار گھنٹےblocked رہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مظاہرہ کرنے والے تو تین چار سو ہوں گے لیکن اس مصیبت میں ہزاروں لوگ پھنسے رہے جن میں سے کسی نے خوشی پر جانا تھا اور کسی نے غمی پر پہنچنا تھا یا کسی کا کوئی اور کام تھا اور میرا خیال ہے کہ تین گھنٹے سڑک بند رہنے سے اگلے دس گھنٹوں میں ٹریفک clear نہیں ہو سکتی اس لئے میں اس معزز ایوان کی وساطت سے یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر پنجاب میں کسی جگہ بھی کوئی آدمی احتجاج کرنا چاہتا ہے تو وہ پر امن احتجاج کرے ہم نہ صرف اسے سنیں گے بلکہ اس کا احترام کریں گے۔ یہ standing instructions ہیں کہ کسی بھی protest کرتے ہوئے آدمی کے خلاف قطعی طور پر طاقت کا استعمال نہ کیا جائے اور انہیں تشدد کا نشانہ نہ بنایا جائے لیکن اپنے ان بھائیوں سے جنہیں کسی نہ کسی وجہ سے کسی سے گلہ ہو اور وہ احتجاج کرتے ہیں، ان سے بھی گزارش ہے کہ وہ road block نہ کریں اور قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیں کیونکہ اس صورت میں پھر اس چیز کو حل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے ایف آئی آر کی بات کی ہے تو اگر وہ سڑک بند کرنے سے متعلق نہیں ہے تو یہ میرے نوٹس میں لائیں اور میں اس معاملے کو حل کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن اگر وہاں پر سڑک بند ہوئی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کو کم از کم اس بات کا ضرور احساس ہونا چاہئے کہ انہوں نے پولیس کو نہیں، حکومت کو نہیں بلکہ ہزاروں لوگوں کو اس دن ایک مصیبت میں مبتلا کیا۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! مظاہرین نے جب سڑک کو بند کیا تو ایک گھنٹے بعد بجلی چالو کر دی گئی۔ غریب، بے چارے اور بے کس لوگ کہاں پر جائیں کیونکہ SDO اور SE ان کی بات نہیں سنتے تو مجبور ہو کر وہ احتجاج کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے مگر وزیر قانون صاحب نے on the floor of the House کہہ دیا تو آپ اُن کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کو حل کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے یہ عرض کر رہا تھا کہ 29۔جنوری کو اس معزز ایوان نے Indian Trade Transit facility پر ایک Resolution

pass کیا تھا تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس پر کوئی وقت رکھ دیں کیونکہ یہ اسمبلی سے پاس شدہ Resolution ہے اور انتہائی اہم معاملہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں ایک انتہائی اہم خطرے کی نشان دہی کرنا چاہ رہا ہوں کہ ایک چینی کمپنی کو sugar import کرنے کا ٹھیکہ دیا گیا تھا جس نے آرام سے کل کہہ دیا ہے کہ وہ مال نہیں دے سکتی۔ چار ماہ اس نے shipping period گزار دیا اور اس کے 10 کروڑ روپے صرف acuity اور security amount تھی اور اب ایک جھٹکے میں چینی 75 روپے فی کلو پر چلی گئی اس لئے چلی گئی کہ مافیا اس میں involve تھا اور آگے رمضان آ رہا ہے تو اس قوم کا کیا بنے گا؟ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر بھی ابھی بحث رکھیں اور میں ثابت کروں گا کہ یہ ہوا کیا ہے اور یہ چار مہینے انہوں نے shipping period گزار کر اچانک اپنی security ضبط کروادی اور میں amount نہیں بتانا چاہتا کہ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ رمضان میں چینی کا جو حال ہو گا وہ نہیں بتا سکتا تو یہ دو اہم معاملات ہیں جن پر آپ اجازت دے کر اس پر بحث کروائیں پھر ہم بتائیں گے کہ کیا ہو رہا ہے کیونکہ آخر ہم نے اللہ اور قوم کو بھی جواب دینا ہے کہ ہم بتائیں ملک کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ دونوں بڑی اہم باتیں ہیں اس لئے رانا صاحب! بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں شیخ صاحب کو بھی بلائیں تاکہ بیٹھ کر اس پر فیصلہ کر کے وقت رکھ لیا جائے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! معزز ممبر شیخ صاحب کی بات درست ہے کہ sugar اور Afghan Transit Trade دونوں بڑے اہم معاملات ہیں لیکن بنیادی طور پر اس ایوان کو چاہئے کہ صوبائی معاملات پر زیادہ وقت اور توجہ دے۔ جہاں تک Transit Trade Agreement کی بات ہے تو اس پر قومی اسمبلی میں بحث ہونی ہے جو کہ proper forum ہے، جہاں پر تمام جماعتوں کے نمائندے موجود ہیں اور وہ اس پر discuss کریں گے۔ اگر وہ ملکی مفاد میں نہ ہوا تو وہ Agreement pass نہیں ہو گا۔ اسی طریقے سے چینی کا issue بھی مرکزی حکومت کا ہے تو قومی اسمبلی کا اجلاس ہوتا ہے اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں بھی بعض ایسے اہم issue کو از خود نوٹس پر discuss کیا جاتا ہے اس لئے میرے خیال میں اس issue پر discuss کرنے سے بہتر ہے کہ صوبائی معاملات کو take up کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ بھی سمجھتے ہیں کہ دستخط ہو گئے ہیں اور effective date بھی آ گئی ہے تو اب بحث میں کیا ہو گا؟۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ دونوں اہم issues ہیں اور پنجاب اس وقت نو کروڑ عوام کا صوبہ ہے اور ہمیں تو یہ دیکھنا ہے نہ کہ یہ ہو رہا ہے۔ واہگہ بارڈر کو ہندوستان کے لئے کھول دیا گیا ہے جس سے سب سے زیادہ پنجاب متاثر ہو گا تو میرا مقصد صرف آپ کو بتانا ہے۔ میں نے جنوری میں کہا تھا کہ ہیلری کلنٹن نے یہ بات کہہ دی ہے کہ ہم ان سے route transit لے لیں گے اور وہی ہوا۔ میں کوئی نجومی نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!اس حوالے سے جو جذبات آپ کے ہیں Chair کے بھی وہی ہیں لیکن میں نے اس ایوان کو Rules of Procedure کے مطابق چلانا ہے۔ آپ بیٹھ کر بزنس ایڈوائری کمیٹی میں بات کر کے دیکھ لیں اور جس طرح منسٹر صاحب نے نشاندہی کی ہے تو انشاء اللہ اس پر بالکل discussion بھی ہو گی اور یہ اس ایوان کا حق ہے لیکن اس کا طریق کار اختیار کریں پھر اس کے بعد ہم اسے بالکل take up کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری وزیر قانون سے بات ہوئی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ اگر ہم تحریک التوائے کار لائیں گے تو اسے out of turn debate کے لئے take up کر لیں گے جس پر سب لوگ اپنا opinion express کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ایک legal procedure adopt ہو گا تو پھر ہی بات ہو گی۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب عبدالوحید چودھری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اور وزیر قانون صاحب کی بھی توجہ چاہوں گا کہ جو ایک کمیٹی journalists اور Parliamentarians کی بنی ہے۔ میں توجہ چاہوں گا کہ میرے خلاف ملتان پریس کلب میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عبدالوحید صاحب!ذرا میری بات سن لیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ آپ on the floor of the House یہ بات پہلے بھی لے کر آئے تھے۔ آپ لاء منسٹر صاحب کے ساتھ

بیٹھ جائیں اور جو زیادتی آپ کے ساتھ ہوئی ہے لاء منسٹر صاحب اسی کمیٹی میں اس کو discuss کر کے اس کا حل بھی نکال لیں گے۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں وحید صاحب نے میرے ساتھ بات کی ہے اور میں نے ان کو بھی یہی عرض کیا اور ان سے پہلے لنگڑیال صاحب نے یہ بات کی ہے۔ چونکہ یہ معاملہ صرف میرے تک ہی نہیں ہے،ایک کمیٹی ہے،اس کے ممبران ہیں اور اس میں پریس گیلریز سے بھی ہیں۔لنگڑیال صاحب بھی اور یہ دونوں تحریری طور پر مجھے پہنچادیں یا کائرہ صاحب کو پہنچا دیں کیونکہ وہ اس کمیٹی کے کنوینر ہیں۔ہم اجلاس بلا کر ان کو بھی بلالیں گے اور اس معاملے کو discuss کر لیں گے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ایک ہی تحریک استحقاق نمبر 26 سید محمد رفیع الدین بخاری کی طرف سے ہے۔ان کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ اس کو جمعرات تک pending کر دیا جائے۔یہ جمعرات تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 497/2010 محترمہ نگہت ناصر شیخ کی طرف سے ہے،وہ اسے پیش کریں۔

میو ہسپتال لاہور کی جدید پی سی آر (مشین) بند ہونے سے ہیپاٹائٹس کے مریضوں کو ٹیسٹ کروانے میں دشواری کا سامنا

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق "میو ہسپتال لاہور کی پی سی آر مشین دو ہیپاٹائٹس ٹیسٹوں کے بعد بند "مریضوں کو جناح ہسپتال بھجوایا جارہا ہے۔ایک سال تک ٹیسٹ نہیں کر سکتے۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں ڈیٹا کی جدید ترین مشین پی سی آر کی تنصیب جنوری میں

ہوئی۔23۔جنوری2010کواس مشین کاافتتاح کیاگیا۔افتتاح کے بعداس مشین پرہیپاٹائٹس کے صرف دوٹیسٹ ہوئے،اس کے بعد نامعلوم وجوہ کی بناء پر مشین کو کمرہ میں بند کر دیا گیا جبکہ میو ہسپتال میں آنے والے سینکڑوں مریضوں کو ہیپاٹائٹس (سی) کے ٹیسٹ کے لئے جناح ہسپتال بھجوایا جارہا ہے اس سلسلہ میں جب یونیورسٹی کے ترجمان ڈاکٹر تبسم سے بات کی تو انہوں نے کہا جس نے یہ مشین عطیہ میں دی ہے اس نے معاہدہ کیا تھا کہ اس مشین پر ایک سال تک ہیپاٹائٹس (سی) یا ایچ آئی وی ٹیسٹ نہیں ہو سکتے جبکہ پی سی آر مشین پر انفلوانزا ٹی بی سمیت دوسری اچھوتی بیماریوں کے ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔جب ان سے کہا گیا کہ کیا HIV یا ہیپاٹائٹس (سی) اچھوتی بیماریاں نہیں ہیں تو انہوں نے کہا کہ جنوری2011تک وہ انفلوانزا ٹی بی وغیرہ کے ٹیسٹ ہوں گے،اس کے بعد مشین تمام ٹیسٹوں کے لئے open کر دی جائے گی۔ میو ہسپتال کی انتظامیہ کی طرف سے مریضوں کو ٹیسٹوں کے لئے جناح ہسپتال بھیجنا سراسر زیادتی ہے۔میو ہسپتال کی انتظامیہ کے اس رویہ کی وجہ سے نہ صرف اہل لاہور بلکہ صوبہ پنجاب کے دور دراز علاقوں سے آنے والے مریضوں کو اس وقت جس دشواری اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہ بیان سے باہر ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کا جواب موصول نہیں ہوا کیونکہ دو دن قبل اس کا نوٹس موصول ہوا تھا اس کو next week تک pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ next week تک pending کی جاتی ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں ہیں۔پہلی قرار داد جناب خرم نواب کی ہے۔ان کی طرف سے ایک application ہے کہ اس کو محسن لغاری صاحب پیش کریں گے۔ چونکہ محسن لغاری صاحب بھی موجود نہیں ہیں اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔دوسری قرار داد ڈاکٹر سامیہ امجد کی ہے،وہ

موجود نہیں ہیں لہذا یہ of dispose کی جاتی ہے۔ تیسری قرارداد محترمہ سیمل کامران کی ہے، وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ بھی of dispose کی جاتی ہے۔ چوتھی قرارداد انجینئر شہزاد الہیٰ کی ہے، وہ موجود نہیں ہیں یہ of dispose کی جاتی ہے۔ پانچویں قرارداد چودھری ظہیر الدین کی ہے وہ بھی موجود نہیں ہیں لہذا یہ of dispose کی جاتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ بات on record لانا چاہتا ہوں کہ یہ جو قراردادیں جمع کروائی جاتی ہیں ان کی باقاعدہ belting ہوتی ہے۔ کچھ قراردادیں رہ جاتی ہیں اور کچھ قراردادیں pick ہوتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن اور بالخصوص قائد حزب اختلاف کا اس سلسلے میں آج حاضر نہ ہونا، کیونکہ یہ تمام قراردادیں مفاد عامہ میں تھیں اور میں ان کو oppose کرنے نہیں جارہا تھا۔ یہ آج carry ہوتیں لیکن ان کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ of dispose ہوئی ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! کوئی پانچ چھ دن قبل مواصلات پر بحث تھی تو میں نے اس پر بھی point out کیا تھا۔ آج جب بارش ہو گئی ہے تو مجھے اپنے حلقہ سے بار بار telephonically message بھی آ رہے ہیں اور ٹیلیفون بھی آ رہے ہیں۔ اس وقت لاہور، جڑانوالا شرقپور روڈ بند پڑی ہے۔ دونوں طرف کی فیصل آباد جڑانوالا سے ٹریفک آ رہی ہے وہ بھی رکی ہوئی ہے اور جو لاہور سے فیصل آباد جڑانوالا موڑ کھنڈا اور بالخصوص سید والا رائے صاحب کے گاؤں کو جو جارہی ہے وہ بھی بند ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! میری ایک عرض سن لیں۔ basically جو House کا ٹائم ہوتا ہے یہ بڑا قیمتی ہوتا ہے اور یہاں پر وہ issues discuss ہوتے ہیں،۔ آپ ٹریژری بنچوں کا حصہ ہیں۔ آپ اپنے متعلقہ منسٹر یا گورنمنٹ کے عہدیداران سے بات کریں اور اگر آپ کا مسئلہ حل نہیں ہوتا تو پھر آپ یہاں لے کر آئیں۔ This is no way کم از کم House کا ایک procedure ہے۔ آپ Rules

of Procedure کو پڑھیں اور اس کے بعد بات کریں۔لاء منسٹر صاحب!آپ ان کی بات سن لیں اور جو بھی ان کا مسئلہ ہے وہ حل کروائیں۔بہت شکریہ

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب!ایک قرارداد out of turn آئی ہے پہلے وہ لے لیں پھر میں آپ کو floor دے دیتا ہوں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!میں قرارداد کے بارے میں عرض کرنا چاہ رہا ہوں۔میری بھی ایک قرارداد admitted ہے اگر اجازت دے دیں تو میں پڑھ دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے سیکرٹری صاحب سے مل لیں اتنی دیر میں ہم پہلی قرارداد کو دیکھ لیتے ہیں۔

چودھری محمد ایاز ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے حکومتوں کے ساتھ کنٹونمنٹس کے زیر انتظام علاقوں میں بھی انتخابات کرائے جانے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

چودھری محمد ایاز: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے حکومتوں کے ساتھ کنٹونمنٹس کے زیر انتظام علاقوں میں بھی انتخابات کرائے جانے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے حکومتوں کے ساتھ کنٹونمنٹس کے زیر انتظام علاقوں میں بھی انتخابات کرائے جانے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

اس پر کسی نے oppose نہیں کیا اس لئے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے حکومتوں کے ساتھ کنٹونمنٹس کے زیر انتظام علاقوں میں بھی انتخابات کرائے جانے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: محرک قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

مقامی حکومتوں اور کنٹونمنٹس کے علاقوں میں انتخابات ایک ساتھ کروانے کا مطالبہ

چودھری محمد ایاز: جناب سپیکر!

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ آئندہ چند ماہ میں ہونے والے مقامی حکومتوں کے انتخابات کے ساتھ کنٹونمنٹس کے زیر انتظام علاقوں میں بھی انتخابات کروائے جائیں تاکہ ان علاقوں میں بھی مقامی حکومتیں قائم ہو سکیں اور آئین کے تحت حق نمائندگی ان علاقوں کے رہائشیوں کو بھی حاصل ہو جس سے وہ پچھلے گیارہ سال سے محروم ہیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ آئندہ چند ماہ میں ہونے والے مقامی حکومتوں کے انتخابات کے ساتھ کنٹونمنٹس کے زیر انتظام علاقوں میں بھی انتخابات کروائے جائیں تاکہ ان علاقوں میں بھی مقامی حکومتیں قائم ہو سکیں اور آئین کے تحت حق نمائندگی ان علاقوں کے رہائشیوں کو بھی حاصل ہو جس سے وہ پچھلے گیارہ سال سے محروم ہیں۔"

چونکہ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے اس لئے اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ آئندہ چند ماہ میں ہونے والے مقامی حکومتوں کے انتخابات کے ساتھ کنٹونمنٹس کے زیر انتظام علاقوں میں بھی

انتخابات کروائے جائیں تاکہ ان علاقوں میں بھی مقامی حکومتیں قائم ہو سکیں اور آئین کے تحت حق نمائندگی ان علاقوں کے رہائشیوں کو بھی حاصل ہو جس سے وہ پچھلے گیارہ سال سے محروم ہیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب!اگر آپ اس کی فائل بنوا لیتے کیونکہ ابھی اس کی فائل نہیں بنی اس لئے اس کو آئندہ آنے والے پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لئےpendingکر لیتے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!اس کی پھر سے قرعہ اندازی تو نہیں ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں،اس کو آئندہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کو لے لیا جائے گا۔

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 21۔جولائی 2010 صبح10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

1242

ایجنڈا
برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب
منعقدہ،21۔جولائی2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ زکوٰۃ وعشر)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010(مسودہ قانون نمبر4بابت 2010)

ایک وزیر مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان 2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، پر (اپوزیشن کی مجوزہ ترمیم یعنی نئی ضمن 27۔اے کے اضافہ سے) ضمن وار غوروخوض کا دوبارہ آغاز۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان 2010 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون انسٹیٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان2010(مسودہ قانون نمبر16بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون انسٹیٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون انسٹیٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان2010 منظور کیا جائے۔

1243

3۔ **مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب2009(مسودہ قانون نمبر31 بابت2009)**

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب2009 کو فوری طور پر زیر غور لانے کی غرض سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے قواعد انضباط کار 1997 کے قاعدہ 95 کی مقتضیات ان قواعد کے قاعدہ234 کے تحت مستثنیٰ کر دی جائیں۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب2009 فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب2009 منظور کیا جائے۔

4۔ **مسودہ قانون گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور2010(مسودہ قانون نمبر18 بابت2010)**

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور2010 منظور کیا جائے۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے قاعدہ61 کے تحت تحریک

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): محکمہ مواصلات و تعمیرات سے متعلق نشان زدہ سوال نمبر 4278کے جواب سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملے پر بحث کا آغاز کریں گے۔

نشان زدہ سوال نمبر 4278(محکمہ مواصلات و تعمیرات) کی نقل لف ہے۔

1244

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

بدھ،21۔جولائی2010

(یوم الاربعاء،8۔شعبان المعظم1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر12بج کر15منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

تَبٰرَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوجًا وَّجَعَلَ فِيهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيرًا ﴿٦١﴾
وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ خِلۡفَةً لِّمَنۡ أَرَادَ أَن يَّذَّكَّرَ أَوۡ أَرَادَ شُكُورًا ﴿٦٢﴾
وَعِبَادُ الرَّحۡمَـٰنِ الَّذِينَ يَمۡشُونَ عَلَى الۡأَرۡضِ هَوۡنًا وَّإِذَا خَاطَبَهُمُ الۡجَاهِلُونَ
قَالُوا سَلَـٰمًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿٦٤﴾
وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ
غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَآءَتۡ مُسۡتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾

سُوۡرَةُ الفُرقان آیات 61تا66

اور (اللہ) بڑی برکت والا ہے جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور ان میں (آفتاب کا نہایت روشن) چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا(61)اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا۔(یہ باتیں)اس شخص کے لئے جو غور کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے(سوچنے اور سمجھنے کی ہیں)(62)اور اللہ کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں(63)اور جو وہ اپنے پروردگار کے آگے سجدے کر کے اور (عجز وادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں(64)اور جو دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار، دوزخ کے عذاب کو ہم

سے دور رکھئو کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے (65)اور دوزخ ٹھیرنے اور رہنے کی بہت بری جگہ ہے (66)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

مجھے در پہ پھر بلانا مدنی مدینے والے
مئے عشق بھی پلانا مدنی مدینے والے
تیری جبکہ دید ہوگی جبھی میری عید ہوگی
میرے خواب میں تم آنا مدنی مدینے والے
میں اگرچہ ہوں کمینہ تیرا ہوں شہرِ مدینہ
مجھے سینے سے لگانا مدنی مدینے والے
تیری سادگی پہ لاکھوں تیری عاجزی پہ لاکھوں
ہوں سلام عاجزانہ مدنی مدینے والے
میری آنے والی نسلیں تیرے عشق میں ہی مچلیں
انہیں نیک تم بنانا مدنی مدینے والے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پوائنٹ آف آرڈر
تھانہ تتلیانوالی (گوجرانوالا) پولیس کا معزز ممبر اسمبلی
جناب منور حسین منج کو گرفتار کرنا

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں ایک نہایت ہی افسوسناک واقعہ آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایوان کے معزز ممبر جناب منور حسین منج صاحب کو کل تھانہ تتلیانوالی گوجرانوالا میں گرفتار کر کے بٹھایا گیا، رات 11:30 بجے میری ان سے بات ہوئی تھی۔ یہ واقعہ اس وقت ہوا جبکہ اجلاس جاری ہے اور وہاں پر ایک ضمنی الیکشن ہو رہا ہے جس میں ان کے بھائی candidate ہیں۔ یہ ایک روایتی اور serial type انتقامی کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہے ہمارا خیال تھا کہ اس میں کچھ کمی آ گئی ہو گی لیکن یہ چیز اب شدت پکڑتی جا رہی ہے۔ وفاداریاں تبدیل کرنے پر مجبور کرنے کے لئے یہ مختلف قسم کے tactics استعمال ہو رہے ہیں۔ ہم آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ جس طرح سے اپنی اپنی سیاسی commitment کے اوپر ہم لوگ قائم ہیں اس میں اس قسم کے حربے استعمال نہ کئے جائیں۔ ہم کل کے اس واقعہ کو ایک سیاسی target killing سمجھتے ہیں اور یہ واقعہ یہاں پر آپ کے علم میں لاتے ہوئے ہم token walkout کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف token walkout پر ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ پہلے جواب تو لے لیتے پھر آپ token walkout کر لیتے۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سہوترا صاحب!

فیصل آباد، عدالت اور پولیس کی موجودگی میں دو مسیحی نوجوانوں کی ہلاکت

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کی وساطت سے ایک انتہائی اہم واقعہ اس ایوان میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ فیصل آباد میں دو مسیحی نوجوانوں راشد مسیح اور ساجد مسیح کے خلاف Law of Blasphemy کے تحت مقدمہ درج کیا گیا، 19۔جولائی کو عدالت کے باہر نامعلوم ملزمان نے ان کا murder کر دیا جس کے بارے میں آج RPO Faisalabad نے عدالت میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ security lapse کی وجہ سے یہ افسوسناک واقعہ پیش آیا۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اس حوالے سے بات کروں گا کہ اس ملک میں minorities اور خصوصاً Christian Community عدم تحفظ کا شکار ہے۔ میں اس ایوان کی وساطت سے اس تمام واقعہ کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ایک آرڈر جاری کرتے ہوئے چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کو گزارش کی کہ اس معاملے کی Judicial Inquiry کرائی جائے تو میں اس حوالے سے ان کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا لیکن ایسے حساس معاملات کو پولیس کی روایتی تفتیش کی نذر نہیں ہونا چاہئے۔ میں ایک اور گزارش کرنا چاہوں گا کہ جب اس قسم کے مقدمات کا اندراج ہوتا ہے اور اگر وہ الزامات غلط ثابت ہوتے ہیں تو جن لوگوں نے یہ الزامات لگا کر مقدمات درج کروائے ہیں انہی دفعات کے تحت ان لوگوں کے خلاف بھی مقدمات درج کئے جانے ضروری ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب اور خصوصاً میڈیا کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے 19 تاریخ سے لے کر آج تک ہمیشہ کی طرح بہت ہی مثبت کردار ادا کیا اور خصوصاً فیصل آباد میں اس واقعہ کے حوالے سے اقلیتوں کو جو مسائل درپیش تھے انہوں نے اس کی reports میڈیا پر پیش کیں۔ میں اس کے ساتھ ساتھ تمام سیاسی جماعتوں کا اور خصوصاً کیتھولک چرچ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جب مسیحی قوم اس واقعہ کے بعد اشتعال میں تھی تو انہوں نے بہت مثبت کردار ادا کیا۔ بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: خوش آمدید۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں قائد حزب اختلاف اور اپوزیشن کے معزز ممبران کا مشکور ہوں کہ وہ ٹوکن واک آؤٹ کے بعد House میں تشریف لے آئے ہیں۔ معاملہ یہ ہے کہ گن مینوں کو ساتھ لے کر گھومنا اور ان کی تعداد بھی اتنی زیادہ ہونا کہ جہاں وہ جائیں وہاں خوف وہراس کی فضا پھیلے۔ جن علاقوں میں الیکشن ہو رہا ہے پنجاب حکومت نے ان علاقوں میں جہاں ان صاحبان کی اپنی دشمنی ہے یا جنہیں سکیورٹی کی ضرورت ہے ان سے یہ کہا ہے کہ آپ نے اگر ان حلقوں میں جانا ہے تو آپ پرائیویٹ گن مینوں کے ساتھ نہ جائیں،آپ حکومت کو مطلع کریں، ہم آپ کو سکیورٹی فراہم کریں گے لیکن اگر آپ دس دس، بیس بیس کلاشنکوف بردار لے کر اس حلقے میں مہم چلائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ عمل دھاندلی کے مترادف ہے۔اس سلسلہ میں تمام لوگوں سے پابندی کروائی جارہی ہے، کروائی جائے گی اور منور منج صاحب کو جو روکا گیا تھا وہ بھی اسی لئے روکا گیا تھا کہ ان کے ساتھ نہ صرف پرائیویٹ کلاشنکوف بردار گن مین تھے بلکہ کچھ کے پاس اسلحہ کا لائسنس بھی موجود نہیں تھا۔ ان کو اس لئے روکا گیا ہے کہ آپ ان کو verify کروائیں اگر یہ اسلحہ آپ کے پاس لائسنسی ہے تو پھر اس اسلحہ کا لائسنس بھی ساتھ رکھا کریں اور اس طرح سے لہرانے اور show کرنے کی permission بھی آپ کے پاس ہونی چاہئے۔ ان کو اس verification کے لئے روکا گیا تھا، otherwise اس کا الیکشن سے یا الیکشن کی صورتحال سے قطعی طور پر کوئی تعلق نہیں ہے اور اب تک جتنے بھی ضمنی الیکشن ہوئے ہیں ان میں کوئی مخالف امیدوار نہ صرف دھاندلی کا الزام لگا سکا بلکہ کوئی آدمی petition میں بھی نہیں گیا۔ اس حد تک پنجاب میں fare, free and transparent الیکشن ہوئے ہیں۔ اب بھی جن حلقوں میں الیکشن ہو رہے ہیں اسی طرح سے انشاء اللہ تعالیٰ fare, free and transparent ہوں گے۔

جناب سپیکر:اب latest position کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس میں latest position یہی ہے کہ ان کی verification کے لئے ان کو روکا گیا ہے۔ ان کے پاس جو اسلحہ موجود تھا اگر وہ ان کے لائسنس produce کر دیں تو انہیں رہا کر دیا جائے گا ورنہ ان کے علاوہ جو بھی صورت ہو گی اس کے مطابق کارروائی ہو گی۔ میں latest position ابھی دس پندرہ منٹ میں معلوم کر کے ایوان کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔آپ معلوم کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اس پر چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پنجاب کے اندر اس قدر بُری ہو چکی ہے کہ جو notables move کرتے ہیں اگر ان کے ساتھ پولیس ہو تو یہ کہا جاتا ہے کہ ساری پولیس ان کے ساتھ رہتی ہے۔اسی وجہ سے اس چیز کو avoid کیا جاتا ہے اور اپنی حفاظت کرنا تو ہر ایک کا حق ہے ویسے بھی اسلحہ ہر مسلمان کا زیور ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب کے قوانین کے مطابق gun carrying permit issue کئے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تمام خواتین اور مرد ممبران کو gun carrying permit issue کئے جانے چاہئیں۔اس کے اندر کوئی لیت ولعل نہیں ہونا چاہئے اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہاں پر ایسی صورتحال ہے تو پھر مسلم لیگ (ن) کے امیدوار کو بھی دیکھیں کہ وہ کس طریقے سے ناجائز اسلحہ کی فوج لے کر پھر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ پندرہ منٹ میں معلوم کر لیں گے اگر وہ گرفتار نہیں ہیں تو ہم اسے قابل مذمت بات سمجھتے ہوئے خاموش ہیں لیکن اگر گرفتار ہیں تو آپ Production Order جاری کریں اور انہیں produce کریں اور یہاں پر بلائیں۔ یہ میری استدعا ہے۔

جناب سپیکر: جہاں تک بات یہ ہے کہ ان کا اگر لائسنسی اسلحہ تھا اور وہاں پابندی لگائی گئی ہے کہ جن حلقوں میں الیکشن ہو رہے ہیں اگر وہاں پر اسلحہ لے جانے کی کسی کو اجازت نہیں ہے تو پھر میرے خیال میں آپ کو بھی اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔اگر کسی اور کو اجازت ملی ہے یا کوئی اور اپنے گن مین لے کر ساتھ جاتا ہے تو پھر اس معاملہ کو بھی ہم دیکھ لیں گے۔آپ کو بھی اس بارے میں پوری اطلاعات ہونی چاہئیں کہ کوئی اور صاحب جو امیدوار ہیں اور وہ اس طرح سے اسلحہ لے کر پھرتے ہیں۔اگر وہ پھرتے ہیں تو پھر سب کے لئے پابندی ایک جیسی ہونی چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ سے التجا یہ تھی کہ اگر وہ گرفتار ہیں تو ان کا Production Order جاری کر کے انہیں House میں لائیں کیونکہ اسمبلی کے اجلاس کے دوران یہ چیز نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: میں اسے دیکھتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسمبلی کے اجلاس کے دوران کسی بھی ممبر کو detained نہیں کیا جا سکتا لیکن اگر کوئی criminal offence commit کرے تو اس میں اس کو گرفتار کیا جا سکتا ہے اور اس کی چوبیس گھنٹے میں سپیکر کو اطلاع دینا ضروری ہوتا ہے۔ ابھی دس پندرہ منٹ میں position واضح ہو جاتی ہے تو میں اس کے مطابق آپ کو آگاہ کر دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، انجینئر شہزاد الٰہی صاحب!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے فیصل آباد میں دو مسیحیوں کے قتل کے حوالے سے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ جب سے یہ حکومت آئی ہے تو کبھی ہمارے اداروں پر قبضے کئے جا رہے ہیں، سابقہ حکومت نے ہمارے سکول ہمیں واپس کئے تھے۔ اب آپ دیکھ لیں کہ رنگ محل کے سکول پر دوبارہ قبضہ کر لیا گیا ہے اور اسی طرح سمبڑیال کا واقعہ ہوا تو ادھر مجھے اٹھارہ گھنٹے ڈی پی او نے اپنی تحویل میں رکھا۔ میرا قصور صرف یہ تھا کہ میں نے میڈیا والوں کو کہا کہ وہ دیکھیں نہتے مسیحیوں پر وہ کس طرح فائرنگ کر رہے ہیں، ان کو cover کریں تو ڈی پی او وقار نے مجھے اٹھارہ گھنٹے حبس بے جا میں رکھا اور پھر رات 2:00 بجے انہوں نے مجھے بلایا تو میں نے انہیں کہا کہ میرا قصور کیا تھا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں پنجاب حکومت کی طرف سے آرڈر تھے۔ اسی طرح گوجرہ کا واقعہ ہوا، ادھر بھی کہا گیا کہ جوڈیشل انکوائری ہو رہی ہے، جوڈیشل انکوائری بھی ہو گئی لیکن جن کو judiciary نے صوبہ بدر کیا تھا ان کو ترقیاں دی گئیں اور کسی کو ڈی آئی جی لگا دیا گیا اور کسی کو کمشنر لگا دیا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ انتہائی شرمندگی کی بات ہے کہ یہاں پر کھڑے ہو کر کہا گیا کہ ہم اس کے خلاف انکوائری کر رہے ہیں، اس بندے کو باقاعدہ سی سی پی او لاہور لگا دیا گیا۔ ہمارا قصور کیا ہے؟ ان نہتے مسیحیوں کو کچہری کے اندر جو پولیس کی حراست میں تھے ایک بندہ پیدل آ کر انہیں مار کر چلا جاتا ہے تو ان کا قصور کیا تھا؟ ان کے خلاف پرچہ درج ہوا تھا تو کوئی بھی بندہ اپنے ہاتھ سے بیان لکھ کر ان کا نام اور موبائل نمبر لکھ سکتا ہے اسی طرح کوئی میرے نام سے بھی، آپ کے نام سے اور کسی کے نام سے بھی بیان لکھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ اس نے کیا ہے۔

جناب سپیکر! انبیاء تو بڑی دور کی بات ہے، خدانخواستہ ہمارا مذہب کسی بھی انسان کے خلاف یہ کہنے کی اجازت نہیں دیتا، ہمارا مذہب کہتا ہے کہ اگر کوئی تمھاری گال پر ایک طمانچہ مارتا ہے تو تم دوسرا گال اس کے سامنے کر دو تو پھر کس طرح کوئی مسیحی یہ گستاخی کر سکتا ہے؟ اب کہا جا رہا ہے کہ جوڈیشل

انکوائری کروائی جائے گی تو جس طرح اس آر پی او کو لاہور میں سی سی پی او لگایا گیا،اب پھر کہا جارہا ہے کہ judiciary inquiry کروائیں گے اور جن کے خلاف کروائیں گے وہ بھی مجھے پتا ہے کہ ان کو آپ promotions دیں گے۔ مجھے بتائیں کہ ان مسیحیوں نے ان کا کیا بگاڑا ہے؟ ہم پُرامن لوگ ہیں لہذا خدارا اس C-295 کے قانون کے اوپر غور کیا جائے اور قانون میں باقاعدہ یہ شق ہے کہ کوئی بھی FIR launch ہونے سے پہلے ایس پی کے نوٹس میں لائی جائے لیکن ایک ASI اٹھ کر FIR launch کر دیتا ہے۔ میری آپ سے پوری Christian community کی طرف سے humble request ہے کہ اس قانون کے اوپر غور کیا جائے کیونکہ اس پر قانون سازی ہو چکی ہے کہ جب FIR launch ہو تو متعلقہ ایس پی اور ڈی پی او FIR launch کریں لیکن ایک ASI پرچہ درج کر دیتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ بڑا افسوسناک واقعہ ہے اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے لیکن جہاں تک Judicial inquiry کا تعلق ہے تو آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے کہ اب عدلیہ کسی کے pressure میں نہیں ہے۔ Judicial inquiry کے علاوہ کوئی اور بڑا علاج میں نہیں سمجھتا۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں پہلے بھی اور آج بھی اس انتہائی افسوسناک اور انتہائی بربریت کے واقعہ کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں اور اس واقعہ میں جو security lapses کی بات کی جارہی ہے اس میں بات صرف اتنی سی ہے کہ اس حساس نوعیت کے معاملے میں جو سکواڈ کے ساتھ guard بھیجی گئی تھی، عمومی حالات میں تو one fourth کی guard کافی ہوتی ہے لیکن یہ مجرم ایک وکیل کی وردی میں وہاں پر آیا جس وجہ سے اسے عدالت کے اندر آنے کا موقع ملا۔ لوگوں نے سمجھا کہ یہ شاید وکیل ہے اور اس نے بالکل قریب آکر اچانک حملہ کیا۔ اس وقت ایک حوالدار، چار کانسٹیبل اور ایک سب انسپکٹر وہاں پر موجود تھے جن میں سے سب انسپکٹر کو بھی فائر لگے۔۔۔(شوروغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ کتنی اہم بات ہورہی ہے اسے سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سب انسپکٹر اس وقت کافی critical حالت میں ہسپتال میں زخمی ہے، اللہ اسے صحت یاب کرے۔ اب معاملہ یہ ہے کہ اس کی judicial inquiry کا حکم دے دیا گیا ہے اور اس سے پہلے انہوں نے گوجرہ کے واقعہ کا حوالہ دیا ہے تو اس واقعہ کی بھی ہائیکورٹ کے ایک جج نے Judicial inquiry کی تھی جس میں انہوں نے جن لوگوں کو charge

sheet کیا ان کے خلاف باقاعدہ charge sheet مرتب کر لی گئی ہے۔ چونکہ ان لوگوں کا تعلق DMG گروپ یا CSS گروپ سے ہے تو وہ وفاق کے ملازم ہیں اس لئے ان کے خلاف regular inquiry یا disciplinary action وہاں کے Establishment Division اسلام آباد نے لینا ہوتا ہے۔ حکومت پنجاب نے فوری طور پر ان کے خلاف charge sheet مکمل کر کے Establishment Division کو بھیج دی ہے اور میں پوری سچائی کے ساتھ یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ ان کو موصول ہو چکی ہے۔ اب اگر وفاق اس inquiry کو conclude نہ کرے اور ان میں سے ایک کو one step promotion دے کر ایک جگہ پر لگا دے اور دوسرے کو one step promotion دے کر دوسری جگہ پر لگا دے تو اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب کو blame نہیں دیا جا سکتا کیونکہ ہم نے اپنی ذمہ داری کے مطابق ان تمام افسران کے خلاف کارروائی کر کے Establishment Division کو بھجوائی ہے۔ ہاں! جن لوگوں کے خلاف action recommend کیا گیا تھا اور وہ حکومت پنجاب کی disposal پر تھے تو وہ تمام کے تمام لوگ suspend ہیں اور ان کے خلاف regular inquiry اس وقت in progress ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! صرف یہ بتا دیں کہ اس کی judicial inquiry کے آرڈر ہو چکے ہیں یا ابھی نہیں ہوئے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی judicial inquiry کے آرڈر ہو چکے ہیں اور چیف جسٹس صاحب کو ہم نے reference بھیج دیا ہے۔ چیف جسٹس صاحب نے ابھی کسی جج صاحب کی ذمہ داری نہیں لگائی لیکن ہمارے ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے reference چیف جسٹس صاحب کو کل شام بھجوا دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب! کیا خیریت ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ آپ کی توجہ چاہوں گا۔ میری بات زیادہ نمک مرچ والی نہیں ہوتی اور نہ boring ہوتی ہے لیکن میں اپنی عقل کے مطابق کوشش کرتا

ہوں کہ جہاں پر مجھے کچھ سمجھ آئے تو میں point out کروں۔ Rules of Procedure کے اندر صفحہ نمبر 49 پر Rule No. 77 ہے جسے میں پڑھ دیتا ہوں۔

77. Intimation to Speaker by Magistrate, and others, of arrest, detention, etc. of members. When a member is arrested on a criminal charge or for a criminal offence or is sentenced to imprisonment by a court or is detained under an executive order, the committing Judge, Magistrate or Executive Authority, as the case may be, shall immediately intimate such fact to the Speaker indicating the reasons for the arrest, detention or conviction, as the case may be, and also the place of detention or imprisonment of the member in the appropriate form set out in the Fourth Schedule.

کیا آپ کو یہ اطلاع دی گئی تھی؟

جناب سپیکر: 24 hours تو ابھی نہیں ہوئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں 24 hours کا ذکر نہیں آیا۔ آپ مہربانی کر کے مجھے بتادیں کیونکہ شاید میں بھول رہا ہوں؟

جناب سپیکر: جی، مجھے انہوں نے جو بتایا ہے اس کے مطابق ابھی اطلاع نہیں ہے۔ میں تو ان سے رپورٹ لے رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے مجھے 15 منٹ کا کہا ہے کہ میں 15 منٹ میں رپورٹ لے کر آپ کو بتاتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش یہی ہے کہ اگر آپ کو نہیں بتایا گیا تو جو لوگ concern ہیں انہیں دیکھیں۔ آپ کی Chair کے حوالے سے میں کیا کہوں، مجھے کوئی بہتر لفظ نہیں مل رہا؟

جناب سپیکر: یہ Chair میری نہیں، آپ سب کی Chair ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس Chair کی عزت اور استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اگر اس Chair کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو ہم سب کا ہوا ہے۔ انہیں آپ کو بتانا چاہئے تھا اور جن لوگوں نے یہ کیا ہے اور نہیں بتایا تو ان کے خلاف بڑی سخت قسم کی کارروائی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: یقیناً ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اگر سپیکر کے استحقاق کا honour نہیں کیا جاتا تو باقی ممبران اور اس اسمبلی کا کیسے کیا جائے گا اس حوالے سے مہربانی فرما کر concerned لوگوں کے خلاف انکوائری کریں کہ ایسا کیوں ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، بالکل کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے میں نے عرض کیا کہ یہ ابھی معلوم ہونا ہے کہ ان کی گرفتاری ہوئی ہے یا نہیں ہوئی یا انہوں نے اپنے اسلحہ کی verification کروادی ہے؟ حاجی منور حسین صاحب تو بڑے خوش قسمت آدمی ہیں، آپ کو پتا ہے کہ drug case میں انہیں سزائے موت ہوئی تھی اور ان کا بیٹا MNA منتخب ہو گیا تھا۔ کسی جماعت کو اس کے ووٹ کی ضرورت تھی پھر وہ سزائے موت آناً فاناً معاف ہوئی تھی۔ اب بھی وہ انشاء اللہ تعالیٰ clear ہو کر آ جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! آپ لمبی بات کو چھوڑ دیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہ بچ گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں سمجھتا ہوں کہ اتنی بے صبری کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے صرف 15 سے 20 منٹ مانگے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی رپورٹ آ جائے گی۔ ہاں! اگر یہ بھی ہوا کہ اس کی گرفتاری کے بعد چوبیس گھنٹے میں آپ کو مطلع نہ کیا گیا تو جو آدمی ذمہ دار ہو گا اس کے خلاف بھی کارروائی ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں چوبیس گھنٹے کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ یہاں پر "immediately" لکھا ہوا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Immediately کیسے define ہو گا، کیا رات کو اڑھائی بجے سپیکر صاحب کو جگا کر بتانا پڑے گا؟ immediately means 24 hours ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لفظ "immediately" لکھا ہوا ہے اس لئے مہربانی کر کے ڈکشنری منگوائیں۔

جناب سپیکر: جی، ہم اس کے لئے بیٹھیں گے اور پوری طرح تحقیق کریں گے۔ Don't worry and I will take action.

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خانزادہ صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں آپ کا تھوڑا سا وقت لوں گا کیونکہ میں بڑے important issue کے اوپر آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ معاملہ National and Provincial security کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہہ رہے ہیں؟

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: میں National اور Provincial security کے بارے میں بات اس وقت اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت اہم موضوع ہے تاکہ House کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے میں یہ بات کر سکوں اور اس کے بعد اگر House اس پر بات کرنا چاہے تو ممبران اپنے notes بنا سکتے ہیں اور preparation بھی ہو سکتی ہے۔ میں اس پر آج تین چیزیں discuss کرنا چاہتا ہوں۔ ایک بات میں APTA Trade Agreement کی کروں گا، دوسری بات میں ہیلری کلنٹن کے visit پر کروں گا جو پاکستان میں ہوا ہے اور تیسری بات جو ڈونر کانفرنس افغانستان میں ہوئی ہے اس پر کرنا چاہتا ہوں۔ ان تینوں issues کے National Provincial Government کے اوپر جو negative اثرات ہوں گے وہ آج میں یہاں پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں باقی پھر House کی مرضی ہے کہ اس کو جس طریقے سے interpret کرنا چاہے۔ سب سے پہلے میں ڈونر کانفرنس کی بات کروں

گا جو افغانستان میں ہوئی جس کو حامد کرزئی نے head کیا اور پاکستان بھی اس میں participate کر رہا تھا اور اس میں ہیلری کلنٹن نے بھی حصہ لیا۔۔۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے بلکہ آپ نے debate شروع کر دی ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! یہ بڑا important issue ہے، یہ میری اور آپ کی security کا مسئلہ ہے، اس پورے House کی security کا issue ہے، ہمارے پنجاب اور میرے گھر کی security کا issue ہے اور پورے پاکستان کی security کا issue ہے اس لئے میں اس وقت اس موضوع پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی کہ اگر آپ مجھے اس پر بات کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اسے کسی طریقے سے یہاں ایوان میں آنا چاہئے کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر پر تو یہ بات نہیں چلے گی۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! آپ اس پر House کی رائے لے لیں اور جس طرح ممبران کہتے ہیں تو آپ ویسے کر لیں۔ اگر آپ مجھے پانچ منٹ اور دیں تو میں اسے wind up کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں آپ کی مرضی ہے، میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں تو آپ کو بار بار بتا رہا ہوں کہ اب یہ time اس طرح سے مناسب نہیں رہے گا۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! آج آپ مجھے اس پر بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: اچھا آپ کی مرضی ہے مگر آپ اگلی نشست پر آ کر بات کریں تاکہ مجھے بھی سمجھ آئے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں آپ کے مائیک کی آواز مجھے صحیح سنائی نہیں دے رہی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ مسلم لیگ (فنکشنل) کے پارلیمانی لیڈر مخدوم سید احمد محمود کی نشست پر آ گئے)

لغاری صاحب! کرنل صاحب کو میں نے یہاں آنے کی اجازت دی ہے۔

ہندوستان کی براستہ پاکستان افغانستان سے تجارت کے فیصلے سے پاکستان کی سکیورٹی کو خطرات لاحق

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر!افغانستان میں ڈونر کانفرنس ہوئی جس میں تین بڑی اہم چیزیں سامنے آئی ہیں جو کہ پاکستان کی internal security کو positively یا negatively affect کر رہی ہیں۔پہلی چیز یہ آئی ہے کہ امریکہ نے کہا ہے کہ افغانستان کا security concern ہے، یہ 1914 کے بعد پہلی بار ہو گا کہ یہ افغان حکومت خود کرے گی، افغان فورسز خود کریں گی اور ہم یہاں سے اگلے سال جولائی سے withdrawal شروع کر دیں گے جو کہ بڑی اہم بات ہے اور پاکستان کا ہمیشہ مؤقف تھا کہ اس خطے کی یہ جنگ امریکہ کبھی بھی نہیں جیت سکتا جب تک کہ آپ کی طالبان کے ساتھ براہ راست consultation اور بات چیت نہیں ہوتی۔کل ہونے والی ڈونرز کانفرنس میں یہ معاہدہ ہو گیا ہے کہ ہم نے طالبان کے ساتھ بات کرنی ہے اور یہاں پر امن لانا ہے تو طالبان کی وجہ سے ہی لانا ہے۔امریکہ یہ جنگ ہار گیا اور میں افغانستان کو on the floor of the House مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے دس سال لڑائی لڑی ہے اور آج امریکہ نے اپنی شکست خود قبول کر لی ہے کہ ہمیں شکست ہو گئی ہے اور ہم افغانستان سے withdraw کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر!افغان وہ قوم ہے کہ جس نے پہلی افغان جنگ، دوسری افغان جنگ، تیسری افغان جنگ، روس کے خلاف جنگ اور امریکہ کے خلاف جنگ سمیت ساری جنگیں جیتی ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر قوم determined ہو، متحد اور solid ہو تو چاہے ڈرون حملے ہوں یا نیوکلیئر، قوم کبھی نہیں ہار سکتی اور میں نے یہ message پاکستان کے بھائیوں اور بہنوں کو دینا ہے کہ اگر ہم متحد رہیں، ہم آپس میں ایک رہیں تو خدا کی قسم دنیا کی کوئی طاقت آپ کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتی اس لئے میں اس House میں اپنے معزز بہن بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ آنے والے دن ہمارے لئے بُرے آ رہے ہیں کیونکہ جس طرح سے ہیلری کلنٹن نے پاکستان میں کہا ہے کہ اگر امریکہ کی سرزمین پر کوئی حملہ ہوتا ہے یا دہشت گردی ہوتی ہے تو اس کے نتائج پاکستان کے لئے demonstrating ہوں گے I repeat demonstrating ہوں گے۔اس کا مطلب کیا ہے؟آپ کے اوپر ڈرون حملے ہو سکتے ہیں، آپ پر تورا بورا کی طرح بمباری ہو سکتی ہے، ان کے troops پاکستان میں آ سکتے ہیں تو کیا ہو گیا پاکستان کی security کو، مجھے صرف حیرانگی یہ ہے کہ ہماری لیڈر شپ چپ کیوں کھڑی ہے؟اس وقت

security کی بات ہماری چل رہی ہے، اس وقت پاکستان کی بقاء اور سالمیت کی بات ہو رہی ہے۔ ایک امریکی وہاں سے آکر یہاں آپ کو dictate کر کے چلا جاتا ہے اور ہماری لیڈر شپ چپ کھڑی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت پاکستان کا امتحان ہے، پاکستان کے عوام کا امتحان ہے اور ہماری بقاء اور سالمیت کا سوال ہے کہ جب ہم پانی کی بات کرتے ہیں تو امریکہ کہتا ہے کہ وہ آپ خود decide کریں۔ امریکہ ہمارا trade انڈیا کے ساتھ شروع کر رہا ہے اور انہیں پتا ہے کہ انڈین مارکیٹ بہت بڑی ہے اور انہیں پتا ہے کہ پاکستان کے اندر Indian trade fertility کر سکتی ہے اور یہ بھی پاکستان کی security کے لئے بہت بڑا lacuna ہے کہ اگر ہم یہ allow کریں اور Indian trade پاکستان سے افغانستان میں شروع ہو جائے۔

جناب سپیکر! یہاں اس ایوان میں اپنے پریس کے بھائیوں سے میری اپیل ہے کہ اس وقت پوری قوم اور ہم نے متحد ہونا ہے۔ امریکہ، افغانستان سے divert ہو رہا ہے، یہ پاکستان پر focus کر رہا ہے۔ یہ آپ کے ایٹمی ہتھیار اور ایٹمی طاقت کو neutralize کرنا چاہتا ہے اور آپ کو بالکل بنجر کرنا چاہتا ہے اور آپ سے اپنے پرانے بدلے لینا چاہتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہماری قوم کو متحد ہونا چاہئے اور ایک ساتھ ہونا چاہئے تاکہ جس طرح اس وقت افغانستان میں امریکہ نے شکست کھائی ہے تو اگر وہ پاکستان کی طرف بھی دیکھے گا تو انشاء اللہ اسے یہاں پر بھی شکست ملے گی۔ بڑی مہربانی

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے اسی issue کو سامنے رکھتے ہوئے کل ایک قرارداد جمع کروائی تھی اور میرا مقصد یہی تھا کہ آج ہم آنے والی نسلوں کے آگے شرمندہ ہوں گے کہ ہم ان کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ ہم نے جس انداز سے "کرشنا" کے آگے گھٹنے ٹیکے ہیں اور جس طریقے سے وہ ہمیں dictation دے کر اور ہماری کوئی بات سنے بغیر چلا گیا۔ ہم نے one sided معاہدہ کیا ہے تو امریکہ کی موجودگی میں دستخط ہونے والے اس معاہدے کو publish ہونا چاہئے اور ہمارے عوام کو پتا چلنا چاہئے کہ کس انداز سے امریکہ کی موجودگی یعنی ہیلری کلنٹن ہمارے سر پر کیوں کھڑی تھی؟ یہ ہماری خود اعتمادی اور ہماری supremacy کو بہت بڑا دھچکہ ہے۔ اگر ہم نے اس چیز کو اس طریقے سے بالکل ضائع کر دیا اور اس پر کوئی توجہ نہ دی یا بات نہ کی تو میری گزارش ہے کہ اس معاہدے کی تشہیر بے حد ضروری ہے اس پر ہر forum پر بات ہونی چاہئے اور میں سمجھتی ہوں کہ سب سے اہم چیز آج کے لئے

یہی ہے۔ ہم بہت ساری چیزوں پر یہاں کھڑے ہو کر بڑی بڑی تقاریر کرتے ہیں، بڑے بڑے مطالبات اور بڑے بڑے شور شرابے کرتے ہیں لیکن اصل چیز یہ ہے جس پر ہمیں بات کرنی چاہئے اور اس کے لئے میں ٹوکن واک آؤٹ کرتی ہوں کہ ہمیں اس پر جس انداز سے بات کرنی چاہئے تو ہمارے اندر وہ جوش ہے، جذبہ ہے اور نہ ہی ہم اس انداز سے بات کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر محترمہ آمنہ الفت ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

جناب سپیکر: آپ واک آؤٹ کیوں کر رہی ہیں بلکہ بیٹھ کر بات سنیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اپنے معزز بھائی سے یہ کہوں گی کہ افغانستان کو مبارکباد کس بات کی دی گئی؟ جب روس ٹوٹ رہا تھا تو اس وقت افغانستان کہاں تھا اور کابل سے انہیں راستہ چاہئے تھا تو آج ہم نے کوئی ایسا معاہدہ کیا اور نہ ہی کوئی ایسی غلطی کرنا چاہتے ہیں۔ میرے بھائی معزز ممبر کو یہ نہیں پتا کہ پاکستان میں جب کلاشنکوف اور ہیروئن کلچر آیا جس کی وجہ سے آج پاکستان کی پوری معیشت تباہ ہوئی تو ہمارے منسٹر صاحب اور پوری حکومت یہ معاہدہ سوچ سمجھ کر کرے گی، آپ لوگوں کی بھی رائے لے کر کیا جائے گا اور اس کو debate میں رکھا جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم نے کہا کہ انڈیا اپنے ٹرک لے کر آئے اور یہاں پر آ کر وہ سامان لے کر جائے تو ہم انڈیا سے کچھ منگوا نہیں رہے اور ہم نے ایک شرط بھی رکھی ہے جس کا شاید انہیں پتا نہ ہو کہ ہمیں روسی ریاستوں کے لئے افغانستان سے transit راستہ دیا جائے تاکہ پاکستان کو اس چیز کا فائدہ ہو۔ یہ بات سمجھ کر آنی چاہئے تھی۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ کائرہ صاحب اس بات کو واضح کریں گے اور یہ ambiguity دور ہونی چاہئے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں معزز ایوان کے ممبران کو بتانا چاہتا ہوں کہ نہایت ہی افسوس کے ساتھ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے ممبران غلط information یا میڈیا سے ایسی چیزیں pick کر لیتے ہیں جو کہ درست نہیں ہوتیں اور اس کے بعد اس ایوان میں بحث ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! کوئی افغان ٹرانزٹ ٹریڈ معاہدہ ابھی تک نہیں ہوا۔ وہاں پر صرف ایک note پر دستخط ہوئے ہیں جس میں M.O.U بھی نہیں بلکہ یہ ایک note descending تھا۔ یہ صرف دونوں کامرس منسٹرز کے درمیان میٹنگ ہوئی اور ایک working group بنا جس نے افغان ٹرانزٹ ٹریڈ پر discussion کی جس کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکا جس کی وجہ سے ایک note بنا دیا گیا اور اس پر sign ہوئے۔ وہ نوٹ کیا تھا اور اس پر sign کیا ہوئے، یہ میں بتانا چاہتا ہوں، نوٹ جس پر sign ہوئے اور جس کو ریکارڈ نوٹ کہا جاتا ہے اس کے تین چار points تھے۔

جناب سپیکر: یہ confidential تو نہیں ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! پہلا point یہ تھا جو اخباروں میں آ رہا ہے اس میں صرف یہ ہوا ہے کہ پاکستان اور افغانستان کے trade میں، جو افغانستان کے ٹرک ہیں وہ واہگہ بارڈر تک آئیں گے جو پہلے ابھی تک نہیں آ سکتے تھے۔ واہگہ پر ان کی back to back loading, unloading انڈیا کے ساتھ ہو گی۔ اگر کوئی بھی ملک اپنی goods کو export کرتا ہے تو اس ملک کو فائدہ ہوتا ہے۔ اگر افغانستان انڈیا کو export کر رہا ہے تو اس کا افغانستان کو فائدہ ہے نہ کہ انڈیا کو، اسی طریقے سے اگر پاکستان کو سنٹرل ایشیئن سٹیٹس میں ہمیں transit کا روٹ ملتا ہے تو اس کا فائدہ پاکستان کو ہو گا۔ یہ معاملہ ابھی agreement میں convert نہیں ہوا، approved نہیں ہوا۔ اس پر discussion بھی ہو سکتی ہے، یہ سب کے سامنے بھی آئے گا اور اس کے بعد باقاعدہ اس کا معاہدہ کیا جائے گا۔ باقی جو points اس میں discuss ہوئے وہ ویزا کے تھے، transit کے دوران سکیورٹی کے تھے، system tracking کے تھے تاکہ جو goods through transit جا رہی ہیں وہ پاکستان یا افغانستان میں نہ رہ جائیں اس لئے میں دوبارہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک کوئی معاہدہ نہیں ہوا۔ ایک ریکارڈ نوٹ پر signing ہوئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس پر ہماری Adjournment Motion جمع ہوئی ہے اور کل لاء منسٹر صاحب کی مہربانی کے ساتھ یہ طے ہوا تھا کہ اس کو out of turn آج لیا جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ جس وقت وہ تحریک آئے گی تو اس وقت اس پر بحث ہو جائے گی اور کھل کر بات سامنے آ جائے گی۔ میں نے ایک اور بات کرنی ہے، میں نے ایک لاء ڈکشنری منگوائی ہے۔ میں لاء منسٹر صاحب کے لئے "immediate" کا مطلب پڑھنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی،ان کی بات سنیں"immediate"کامطلب کیاہے؟

NAWABZADA SYED SHAMAS HAIDER: Mr. Speaker! Immediately mean something or something not. Because whatever Khanzada Sb has said. Already it will be decided on Adjournment Motion.

جناب سپیکر: آپ ان سے بات نہ کریں۔

NAWABZADA SYED SHAMAS HAIDER: Sir, If the honourable member wants to discuss the word "immediately" I think I have given the floor but I would request for topic that I would like to say some thing sir.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: There is already an Adjournment Motion on this and the time adjournment motion come this issue will be discussed. We have to wait for that time to come with this we have taken up.

اس وقت تھوڑی دیر پہلے رانا صاحب کہہ رہے تھے کہ "immediately" کا مطلب چوبیس گھنٹے ہوتا ہے۔ میں نے لاء ڈکشنری منگوالی ہے اگر آپ کہیں تو میں ان کو یہ بھجوادیتا ہوں، اگر آپ کہیں تو میں پڑھ کر سنادیتا ہوں۔"Immediately"کامطلب جو لاء ڈکشنری کہتی ہے وہ یہ ہے کہ:

> Present at once without delay, not differed by any interval of time in this sense. The word without any delay very precise significance denotes that the action is or must be taken immediately instantly without any delay considerable loss of time

یہ کافی آگے لمبا چلتا جاتا ہے۔اس میں کہیں بھی چوبیس گھنٹے کا ذکر نہیں ہے۔اس کو اسی وقت کرنا ہے۔ اگر کوئی communication کا مسئلہ ہے، کیا ہم پرانے وقتوں میں رہ رہے ہیں کہ وہاں سے پیادہ ہاتھ میں لکھا ہوا نوٹ لے کر آئے گا پھر تو اس میں شاید چوبیس گھنٹے لگ جائیں لیکن آج کی اس modern دنیا میں communication کے چینلز اتنے بہترین ہو گئے ہیں کہ یہ چیز فوراً convey کی جاسکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں لغاری صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ڈکشنری منگوائی اور پھر اس کے بعد سارا کچھ پڑھا۔ اس میں جو انہوں نے پڑھا ہے کہ considerable timeتو جوconsiderable time ہے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہ لفظ نہیں ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): لغاری صاحب!کیا آپ نے پڑھا ہے؟ اسے سارا پڑھیں۔۔۔

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Not differ by any…

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں، میں ان سے بات کرتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): لغاری صاحب!آگے پڑھیں، سارا پڑھیں۔۔۔

جناب سپیکر: لفظ ہےat once۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): لغاری صاحب!آپ آگے پڑھیں without considerable delayکیا آپ نے یہ نہیں پڑھا؟

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Not, the word without any donates action must be taken instantly without any considerable delay.

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): بس اسی کا مطلب چوبیس گھنٹے ہے، اسی کا مطلب چوبیس گھنٹے ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!Instantly without اب ہم academic بحث کر سکتے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے اس چیز کو مان لیں کہ حکومت سے ایک غلطی ہوئی ہے۔ اس میں کوئی آسمان نہیں ٹوٹ پڑے گا، غلطی مان لینا بڑائی ہوتا ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جو انہوں نے انگلش میں پڑھا ہے without considerable delayاس کااردو میں ترجمہ بنتاہے کہ "غیر ضروری تاخیر کے بغیر"وہ غیر ضروری تاخیر چوبیس گھنٹے کے بعدcountہو گی۔یہی میں نے ان کو عرض کیا تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!انگلش اردو ڈکشنری منگوائیں۔یہ جو گریجویٹ اسمبلی ہے، پھر لوگ ہم پر ہنستے ہیں۔

نوابزادہ سید شمس حیدر:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: جناب والا!اگر آپ تاریخ کو دیکھیں،اتفاق سے جب اسلامی تاریخ لکھی جارہی تھی اور مسلمانوں کی حکومت پوری دنیا پر قائم تھی۔ایک وقت ایسا آیا کہ ان کو روڈ کی ضرورت پڑی نہ آرمی کی ضرورت پڑی اور وہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت تھی۔اس کے بعد جتنے بھیrulersآئے،اتفاق سے وہ سارے کے سارےrulersاپنی اپنی کچہریاں اسی طرح لگایا کرتے تھے،ایسے ایسے لفظوں پر بحث کرتے تھے اور وہی جنگ مسلمانوں کی ہوئی۔اب"immediately" wordکامطلب ہے sooner, or later, it is immaterial. Once it is decidedکہ آپ نے اس کو بنانا ہے، بات ختم ہو جاتی ہے۔اب وہاں سے وزیر قانون صاحب اس کے دلائل دے رہے ہیں، ہم یہاں کوئی انگریزی دان تو ہیں نہیں۔ یا محسن لغاری صاحب اس پر بحث کر رہے ہیں جو matter خانزادہ صاحب نے آپ کو point outکیاہے۔...That is the very important matter

جناب سپیکر:اس بارے میں توانہوں نے بتادیاہے کہ معاہدہ کوئی ہواہی نہیں ہے۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: جناب سپیکر!میری گزارش سن لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا،اگر آپ کہیں تو میںrulesپڑھ کر سنا سکتاہوں۔ڈاکٹر صاحبہ بات سنے بغیر کھڑی ہو گئی ہیں۔

You should have understood....

جناب سپیکر: سید شمس حیدر صاحب!۔۔۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں اگر غلط ہو تو وہ expunge کروا دیجئے۔

جناب سپیکر: جی۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ جو issue انہوں نے raise کیا ہے That is very important جہاں تک تعلق ہے کہ امریکہ کا افغانستان میں مار کھانا اور ان کا accept کرنا کہ ہم نے طالبان کے ساتھ negotiate کرنی ہے، وہ سچ ہے۔ کل امریکہ نے آپ کو جس طرح پچھلی روس وافغان war میں چھوڑ دیا تھا انہوں نے آپ کو اب بھی چھوڑ دینا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ کوئی معاہدہ ہوا ہی نہیں ہے۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: جناب سپیکر! میں افغانستان کی بات کر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ honourable Minster صاحب کہہ رہے ہیں کہ ایسی کوئی بات ہوئی نہیں ہے۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں اس کے بعد جو مرضی کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

نوابزادہ سید شمس حیدر: جناب سپیکر! میں اس معاہدے کی بات نہیں کر رہا ہوں جو پاکستان نے افغانستان کے ساتھ کیا ہے۔ میں اس معاہدے کی بات کر رہا ہوں جو Donor Convention میں افغانستان میں بات ہوئی ہے۔ I have a very balanced approach on this اگر آپ مجھ سے سنیں گے تو میں بتا سکتا ہوں۔ Definitely there is security issue, definitely the government will face problems کہ ایک بارڈر سے لے کر دوسرے بارڈر تک جب ٹرک جائیں گے تو اس میں سمگلنگ بھی ہو گی، اس میں عام arms بھی لایا جائے گا، وہ modalities ہیں، وہ طے ہو سکتی ہیں اور اس میں جاسوس بھی آئیں گے۔ یہ بہت بڑا پنڈورا بکس ہے۔ اصل مقصد کہنے کا یہ ہے کہ جو security issues ہیں ان پر آپ ضرور debate کروائیں۔ جہاں تک کائرہ صاحب نے ٹریڈ کی بات کی ہے تو میں ان سے کوئی disagree نہیں کر رہا ہوں کیونکہ ہر قوم کی ترقی کے لئے اس کی trade بڑی ضروری ہوتی ہے۔ آج یورپین یونین کس لئے اکٹھی ہوئی ہے وہ اس لئے اکٹھی ہوئی ہے تاکہ امریکہ کے مقابلے میں ایک United European States اکٹھی ہو سکے۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں، دیکھیں، ٹائم کتنا ہو گیا ہے۔ بس ایک بات کریں۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: جناب سپیکر! trade جو ہے وہ آپ کو ultimately آج نہیں، کل نہیں، دس سال بعد بھی کرنی پڑے گی۔

You need access to the Central Asian States they need access to your water.

آپ نے جو نئی بندر گاہ گوادر بنائی ہے وہ آپ نے کس لئے بنائی تھی، اس لئے بنائی تھی کہ وہاں سے ultimately trade آئے گا۔ Modality طے کرنا یا اس کے اندر fault نکالنا اس اسمبلی کے ممبران کا حق ہے کہ وہ point out کریں۔ Ultimately جب وہ معاہدہ ہو گا تو پنجاب اسمبلی کو ضرور شامل کریں اور صرف یہ نہیں کہ National Assembly کے ممبر زہی بول سکتے ہیں، یہاں ہر معزز ممبر پاکستانی ہے، محب وطن ہے اور وہ اس پر بات کر سکتا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وہ اس بارے میں سوچیں گے، کیوں ایسا کریں گے جب تک قومی دھارے میں سب کو شامل نہ کیا جائے میرے خیال میں ایسا وہ سوچ بھی نہیں سکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مجھے اب گوندل صاحب کو ٹائم دینے دیں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان چیزوں کو پوائنٹ آف آرڈر کی بجائے Adjournment Motion کے ذریعے take up کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بات درست اور valid ہے۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ جیسا کہ اس سے پہلے تنویر اشرف کائرہ صاحب یہ بتا چکے ہیں کہ معاہدہ ابھی تک finalize نہیں ہوا لیکن اس پر بات چیت ہوئی ہے۔ اس چیز کے اس دن کا جو ریکارڈ تھا اس کے مطابق اس کو sign کیا گیا ہے اور وہ ہیلری کلنٹن کی موجودگی میں ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم میں سچ کہنے اور سچ سننے کا حوصلہ نہیں ہے۔ اگر پاکستان پیپلز پارٹی کی coalition government کو امریکن کسی Bill کے تحت aid دیں تو تب بھی اس پر تنقید ہوتی ہے اور اگر کسی وجہ سے tiff conditions ماننے سے انکار کریں تو تب بھی تنقید ہوتی ہے کہ

ان کو کچھ نہیں ملااور اگر کچھ لے کر آئیں تو یہ کہتے ہیں کہ خود مختاری کا سودا ہو رہا ہے تو اسی طرح کا جو ایک افغان ٹریڈ ٹرانزٹ کرنا ہے تو اس پر بھی ہم نے دنیا سے مثال لینی ہے۔ وہ قومیں جن کو veto power حاصل ہے ان کے درمیان ماضی کی ہونے والی دشمنیوں کو دیکھنا ہے اور ہم نے تاریخ سے سبق سیکھنا ہے۔ جس طرح ہمارا انڈیا کے ساتھ problem ہے تو اس طرح China اور انڈیا کا آپس میں problem ہے اور جو من موہن لائن ہے اس کا ابھی تک issue حل نہیں ہوا۔ اسی طرح ہمارے درمیان کشمیر کا issue ابھی تک حل نہیں ہوا لیکن انہوں نے وہاں پر ایک common sense سے better sense prevail کی ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ اس کو freeze کیا جائے۔ انہوں نے اس کو freeze کر کے آپس میں trade بھی کی ہے اور سارے بزنس آپس میں کر رہے ہیں جبکہ اگر آپ ابھی یہاں پر ٹائر مارکیٹ میں چلے جائیں، کپڑوں کی مارکیٹ میں چلے جائیں تو انڈین کی سمگل چیزیں موجود ہیں اور وہ یہاں پر available ہیں اور ہم جو ٹائرز سوئٹزرلینڈ، اٹلی اور سپین سے منگواتے ہیں وہ ہمیں بہت مہنگے پڑتے ہیں۔ اسی طرح انڈیا کو بھی جو انڈین پنجاب ہے وہ جو trade بمبئی یا کلکتہ میں کرتے ہیں تو وہاں پر ان کے اپنے traders کو مہنگا پڑتا ہے تو ہم نے یہ سوچنا ہے کہ ہم نے اس کے لئے کیا کوئی کشمیر پر compromise کیا ہے، کیا ہم نے کشمیر ان کو سودے میں دے دیا ہے اور جب ہم trade کرتے ہیں صرف آپ دیکھ لیں کہ جو سندھ ہے جب اکثر ان سے NFC کی بات ہوتی ہے تو انہوں نے اس میں یہ point اٹھایا تھا کہ کراچی پورٹ کو استعمال کرتے ہوئے جو ٹرکوں کی راہداری میں income ہوتی ہے اس کی income ہمیں دیں۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر بحث نہ کی جائے۔ مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! تو اگر ہمیں افغان ٹریڈ کے ذریعے راہداری دینے سے millions of dollars کی income ہو رہی ہے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان کے پیٹ میں درد کیوں اٹھ رہا ہے؟

جناب سپیکر! میں ایک اور بات بتا دوں کہ روس نیوکلیئر پاور ہوتے ہوئے disintegrate ہوا اور وہ اس لئے disintegrate ہوا ہے کہ اس کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب! اب آپ بھی فرما لیں۔

رانا محمد افضل خان:جناب سپیکر!میں آدھے منٹ میں اپنی بات wind up کروں گا۔ محترم کائرہ صاحب اور میجر صاحب نے جو بات کی ہے۔ میرا صرف ایک point ہے جو آزاد قومیں ہوتی ہیں جب وہ کسی دوسری قوم سے معاہدے کرتی ہیں تو اس سے پہلے کوئی ایجنڈا ہوتا ہے، کوئی پریس میں debate ہوتی ہے اور کوئی پارلیمنٹ میں debate ہوتی ہے۔ ہمیں تو ہمارے ملک کے معاہدوں کی خبر اخباروں میں ملتی ہے کہ ہیلری کلنٹن تالیاں بجا رہی ہے کہ ایک ٹریڈ ایگریمنٹ ہو گیا اور اس کے اندر جو resentment ہے نہ صرف اسمبلی کے اندر ہے بلکہ وہ تمام جگہ پر ہے، اس میں بڑے issues ہیں تو میری صرف یہ درخواست ہے کہ اگر وہ معاہدہ نہیں ہوا تو تالیاں کس چیز پر بجی ہیں اور اگر وہ معاہدہ کرنا ہے تو اس پر debate ہو اور جو خدشات پنجاب اور دوسری جگہ پر ہیں ان خدشات کو address کیا جائے۔ ان چیزوں کا ایجنڈا پہلے آ جائے اور گورنمنٹ اس طرح نہیں چلتی کہ اچانک معاہدے ہو جائیں اور اس کے ایجنڈے پر debate ہی نہ ہو۔ شکریہ

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!آپ ذرا جلدی اپنی بات کو wind up کریں کیونکہ ہم نے اس ایجنڈا کے مطابق بھی چلنا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں صرف ایک منٹ لوں گا اور میں تو چاہتا ہوں کہ پہلے آپ ایجنڈے پر چلیں۔

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی۔جی۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ کی مہربانی ہے۔۔۔

جناب سپیکر:آپ نے جو بات کرنی ہے اس کو شروع کریں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں نے صرف یہ کہنا ہے کہ جو اس سارے ایگریمنٹ کا main stakeholder ہے وہ چیمبر آف کامرس ہے، کسی سے رابطہ نہیں ہوا۔ آپ اس کی اجازت دے دیں، جب آپ بحث کرانا چاہیں تو میں بتا دوں گا کہ side letter annexure اس ایگریمنٹ میں پاکستان کے ساتھ کیا زیادتی ہوئی ہے۔ ہمیں یہ بات آج دیکھنی ہے کہ اس ملک کو ہم نے کیسے چلانا ہے اور یہ ہم نے دیکھنا ہے۔ ہیلری کلنٹن نے کابل میں جا کر کہا ہے کہ یہ میری biggest achievement ہے کہ میں یہ ایگریمنٹ کروا کر جا رہی ہوں۔ شکریہ

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی،کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):جناب سپیکر!ہم یہاں پرnational and international issues پرdiscussion کر رہے ہیں اورHouse میں کوئی بھی معزز ممبر کسی بات پر بحث کر سکتا ہے لیکن اگر ہم یہ discussion for example کرتے ہیں۔اس کاforum National Assembly اور Senate ہے،وہاں پر تمام پارٹیز represent کرتی ہیں۔یہ پارٹیوں کو چاہئے کہ ان کے جو اپنے نمائندے اور ان کے جو لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں تو وہ وہاں پر point raise کریں۔میں سمجھتا ہوں کہ وہ properly ہر issue پر بات کرتے ہیں اور ان کو اس کا جواب ملتا ہے۔اگر یہاں پر بحث ہو گی تو میرے خیال میں جب اس کا جواب نہیں ملے گا کیونکہ اس کی کوئی بھی یہاں پر proper ministry نہیں ہے۔یہاں تک national and international issues کی بات آئی تو بعض ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو وقت آنے پر اس کی approvals National Assembly or Senate سے لی جاتی ہیں لیکن بعض ایسے issues ہوتے ہیں جن میں یہاں پر ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ہم نے ملک کو آگے لے کر جانا ہے اور ہم نے forward way بنانا ہے اور اگر ہم اسی طرح الجھتے رہیں گے تو میرے خیال میں ہم کہیں نہیں پہنچ سکتے اور جو صدر پاکستان اور وفاقی گورنمنٹ کا vision ہے۔جس طرح چیزیں سامنے آ رہی ہیں چاہے وہ سوات کا آپریشن تھا،چاہے وہ اٹھارہویں ترمیم تھی،سب یہ کہتے تھے کہ 18th Amendment پر resolve نہیں ہو گا۔کوئی شخص اپنی powers نہیں دینا چاہتا لیکن ایسا ہوا۔اسی طریقے سے جس طریقے سے ہم ملک کو آگے لے کر جانا چاہ رہے ہیں وہ دیکھیں گے چاہے وہ ٹریڈ ہو،انٹرنیشنل ہو یا نیشنل ہو اس میں انشاء اللہ اچھی policies سامنے آئیں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:میرے خیال میں اب اس معاملے کو ختم کریں۔

ڈاکٹر اسد اشرف:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:خُدا کے لئے مجھے آگے چلنے دیں۔آپ کیا کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر اسد اشرف:جناب سپیکر!مجھے بھی تھوڑی سی اجازت دے دیں۔

سوالات

(محکمہ زکوٰۃ وعشر)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: نہیں، اب کسی کو اجازت نہیں ملے گی۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ اب محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا سوال ہے، کیا وہ تشریف فرما ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! On her behalf.(معزز ممبر نے معزز خاتون ممبر محترمہ ثمینہ خاور حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ علاؤالدین: جب آپ میں سے کوئی نہیں بولا تو میں نے take up کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی طرف سے کوئی آیا ہی نہیں اس لئے میں ان کو اجازت دے رہا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے بس یہی گزارش کرنی تھی کہ جب میں نے ان کا question take up کرنے کی کوشش کی تھی تو مجھے اجازت نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میری بات سُن لیں۔ میں نے پہلے آپ کو کہا ہے کہ آپ کی طرف سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ on her behalf اب انہوں نے بول دیا ہے اس لئے ان کو اجازت مل گئی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 1504 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں ووکیشنل ٹریننگ کونسل کا قیام ودیگر تفصیلات

*1504: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر زکوٰۃ وعشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں ووکیشنل ٹریننگ کونسل کب قائم ہوئی اور اس کے اغراض ومقاصد کیا تھے؟

(ب) 2002 تا 2007 حکومت نے اس کونسل کو کتنی رقم فراہم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اس کونسل کو دی جانیوالی رقم کن کن مقاصد کے حصول پر خرچ کی گئی؟

(د) لاہور ووکیشنل ٹرننگ کونسل میں کتنی گاڑیاں استعمال میں ہیں نام، مع عہدہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (راناثناءاللہ خان):

(الف) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل، یکم اکتوبر1998 میں پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل ایکٹ کے تحت معرض وجود میں آئی۔ کونسل کو قائم کرنے کا مقصد فنی تربیتی ادارہ جات کا قیام اوران کے انتظام وانصرام کی نگرانی کرنا تھا۔

(ب) حکومت کی جانب سے پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کو 03۔2002تا08۔2007 جو رقم موصول ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	ڈویلپمنٹ گرانٹ
2002۔03	0
2003۔04	0
2004۔05	-/65,000,000روپے
2005۔06	-/119,900,000روپے
2006۔07	0
2007۔08	200,100,000روپے
میزان	385,000,000روپے

(ج) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کو ملنے والی اوپر دی گئی رقم درج ذیل مقاصد کے لئے استعمال کی گئی:۔

1۔ سٹاف کی تربیت اور اساتذہ کی ٹریننگ کے انسٹیٹیوٹ (STTI)کا قیام جس پر مبلغ -/54,500,000 خرچ ہوئے۔اس انسٹیٹیوٹ میں بیک وقت 75 ٹیچرز کے لئے ٹریننگ جبکہ 66 انسٹرکٹرز کی رہائش کی سہولت موجود ہے۔

2۔ پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کی استعداد کار(Capacity Building)کے لئے -/330,500,000روپے خرچ ہوئے جس کا مقصد نئے ووکیشنل اداروں کو پنجاب کے پسماندہ علاقوں میں قائم کرنا اور موجودہ اداروں میں جدید ٹریننگ مٹیریل مہیا کر کے مستحق طلباء وطالبات کو مارکیٹ کے تقاضوں کے مطابق تربیت دینا ہے۔

(د) اس وقت پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے زیر استعمال 17 گاڑیاں جن افسران کے زیر استعمال ہیں ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ وو کیشنل ٹریننگ کونسل کی استعداد کار capacity building کے لئے33کروڑ5لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ جو لوگcapacity building کے بعد یہاں سے فارغ التحصیل ہوئے ان کی monitoring کا کوئی طریق کار ہے کہ ان کی کیاout putآرہی ہے؟ یہ جو اخراجات ہو رہے ہیں ان کی کوئی out put ہے، کوئی Monitoring Cell ہے کہ یہ پیسا کہاں جارہاہے،اس کا کوئی فائدہ ہوا،یہ لوگ کہیں جاکر لگے ہیں اور انہیں کوئی روزگار ملا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر !یقیناًاس کا طریق کار ہے لیکن سوال میں اس سے متعلقspecifically نہیں پوچھا گیاتواس لئے اس سے متعلق درج نہیں ہے۔اگر شیخ صاحب چاہتے ہیں تو میں ان کو علیحدہ سے یہinformation لے کر دے دوں گا۔

جناب سپیکر: جی،اب اگلا سوال ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!ایک چھوٹا سا سوال پوچھنا تھا کہ کیا یہ منسٹری بھی رانا صاحب کو مل گئی ہے؟ پہلے بھی ان کے اوپر کافی ساری ذمہ داریاں ہیں، کیا یہ بھی ان پر additional ذمہ داری ڈال دی گئی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر !کافی ساری منسٹریاں میرے حوالے بالکل نہیں ہیں۔ میرے پاس صرف Law and Parliamentary Affairs ہےاور کیونکہ اس منسٹری کے انچارج ملک ندیم کامران صاحب ہیں، آج صبح ان کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تو اس کے بعد یہ notification جاری ہواہےاور after that notification میں ان کی طرف سے یہ جواب دے رہاہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:کیا ہمارا آج کا اجلاس بھی ان کی وجہ سے ہی lateہوا ہے کہ منسٹر صاحب نہیں آئے تھے؟

جناب سپیکر: جو بات آپ فرمارہے ہیں قطعاًغلط ہے۔ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!ہمارا آج کا اجلاس کافی دیر سے شروع ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ ہر روز ہی دیر سے آتے ہیں، میں کیا کروں؟

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال کریں۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسے محکمہ زکوٰۃ وعشر محکمہ ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے لئے اس کو sponsor کرتا ہے یا فنڈز دیتا ہے تو کیا محکمہ زکوٰۃ وعشر، دیگر تعلیمی ادارے جو فنی تربیت سے ہٹ کر ہیں یا وہ عام تعلیمی ادارے ہیں جن میں تعلیم دی جاتی ہے یا دوسرے ایسے ادارے جن میں کوئی مالی expertise ہیں یا کامرس کے کوئی ایسے ادارے ہیں ان کو بھی زکوٰۃ وعشر کے محکمہ کی طرف سے sponsor کیا جاتا ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی بھی Provision ہے کہ ووکیشنل ایجوکیشن کے علاوہ جو جنرل ایجوکیشن ہے اس میں بھی مستحق طلباء کو ان کی مقامی زکوٰۃ کمیٹیز یا جو Provincial زکوٰۃ کمیٹی ہے وہ ان کی مدد کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں disposed of۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ! اپنا سوال نمبر بولئے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 2665 ہے۔

محکمہ زکوٰۃ وعشر لاہور میں خواتین کی ملازمت کا کوٹا و دیگر تفصیلات

*2665: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ زکوٰۃ وعشر لاہور میں خواتین کی ملازمت کے لئے منظور شدہ کوٹا کتنا ہے؟

(ب) متذکرہ محکمہ میں سال 2007 کے دوران کتنی خواتین کو ملازمت دی گئی نیز ملازمت دی گئی خواتین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ محکمہ میں ملازمت پر رکھی گئی خواتین کو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2007 کے دوران رکھی گئی خواتین کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (راناثناء اللہ خان):

(الف) محکمہ زکوٰۃ و عشر میں خواتین کی ملازمت کا کوٹا 5 فیصد ہے اس تناسب سے اس محکمہ میں خواتین کے لئے درج ذیل اسامیاں مختص ہیں۔

سکیل نمبر	اسامیوں کی تعداد	خواتین کی اسامیاں
BS-01	54	03
BS-04	48	02
BS-05	47	02
BS-11	19	01
BS-12	42	02
میزان	210	10

(ب) سال 2007 میں ایک خاتون کو ملازمت دی گئی جس کے کوائف درج ذیل ہیں:۔

نام	عہدہ	گریڈ
تبسم شاہین	سٹینو گرافر	12

(ج) سال 2007 میں مذکورہ بالا خاتون کو پبلک سروس کمیشن کی بجائے ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق محکمہ زکوٰۃ کی بھرتی کمیٹی نے قواعد و ضوابط اور کوٹا کو مدنظر رکھتے ہوئے بھرتی کیا۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ نے سال 2007 میں کسی بھی خاتون کو بغیر میرٹ بھرتی کیا تھا۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس کے جز (ج) میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ ایک خاتون کو پبلک سروس کمیشن کی بجائے ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق بھرتی کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ریکروٹمنٹ کمیٹی کے کیا قواعد و ضوابط تھے وہ کس نے بنائے تھے اور کیا اس وقت کی پنجاب اسمبلی سے اس کی اجازت لی گئی تھی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جواب بہت واضح ہے کہ سال 2007 میں مذکورہ بالا خاتون کو پبلک سروس کمیشن کی بجائے ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق محکمہ زکوٰۃ کی بھرتی کمیٹی نے قواعد و ضوابط اور کوٹا کو مدنظر رکھتے ہوئے بھرتی کیا تھا۔ ڈیپارٹمنٹ میں باقاعدہ ایک Enrollment Committee ہوتی ہے اس میں rules relax کر کے چیف ایگزیکٹو اس کی اجازت دے سکتے ہیں اور اسی کے تحت اس کی بھرتی ہوئی ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے خواتین کے کوٹا کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ ان کے لئے پانچ فیصد کوٹا رکھا گیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوٹا کے مطابق مکمل نوکریاں مہیا کر دی گئی ہیں؟ کیا کوٹا کے مطابق وہاں پر سیٹیں fulfill کر دی گئی ہیں، کوئی سیٹ خالی ہے یا سب بھرتیاں مکمل ہو گئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں کہ پانچ فیصد کوٹا پر عملدرآمد ہو رہا ہے یا نہیں؟

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے تمام بھرتیاں مکمل ہو گئی ہیں یا ابھی بھی خواتین کی کچھ سیٹیں بقایا ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترمہ کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا کہ یہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے latest جواب ہے اور اس میں یہ باقاعدہ دیا گیا ہے کہ بی ایس۔1 میں اسامیوں کی تعداد چوالیس ہے، اس میں تین خالی ہیں اور اس طرح یہ پورا چارٹ دیا گیا ہے اس کے مطابق جو خالی ہیں ان کے متعلق بھی درج ہے اور جو fill ہو چکی ہیں وہ بھی درج ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اب اگلا سوال لیتے ہیں۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ! سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3016 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات کو زکوٰۃ کی مد میں فراہم کردہ رقم کی تفصیلات

*3016: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات کو 09-2008 میں غریب مستحقین کو زکوٰۃ دینے کے لئے کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) گجرات شہر میں کتنے لوگوں کو مستقل بنیادوں پر زکوٰۃ باقاعدگی کے ساتھ دی جا رہی ہے اور کتنی کتنی؟

(ج) گجرات شہر میں پی پی وار 09-2008 میں تقسیم کی گئی زکوٰۃ کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (راناثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں 30۔جون 2008 سے غیر فعال تھیں۔ موجودہ حکومت نے زکوٰۃ کے نظام کو شفاف اور مستحقین زکوٰۃ کو منصفانہ طریقے سے امداد فراہم کرنے کے لئے موجودہ قوانین زکوٰۃ میں انتہائی قابل عمل ترامیم تجویز کیں اس پر وفاقی حکومت نے وزیر قانون کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی لیکن نہ تو اس کمیٹی کا اجلاس ہوا اور نہ ہی ترامیم پر غور کیا گیا جس کی وجہ سے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کا معاملہ تاخیر کا شکار ہوا۔
وفاقی حکومت نے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل سے مشروط کرتے ہوئے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو مالی سال 09۔2008 کے لئے زکوٰۃ کی تمام مدات ماسوائے تعلیمی وظائف فنی کی مد میں فنڈز کا اجراء نہیں کیا تھا۔ اس طرح مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل اور سال 09۔2008 کے دوران فنڈز کی عدم دستیابی کی ذمہ دار وفاقی حکومت ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر سال 09۔2008 کے دوران غریب مستحقین زکوٰۃ کو مالی امداد فراہم نہ کی جا سکی۔
ہاں البتہ سال 10۔2009 کے لئے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو وفاقی حکومت سے مستحقین زکوٰۃ کے لئے رقم وصول ہو چکی ہے اور مقامی کمیٹیاں بھی بن چکی ہیں اور ضلع گجرات کے غریب مستحقین کے لئے گزارا الاؤنس کی مد میں۔/17,043,623 روپے صحت کی مد میں 1,704,362 روپے جبکہ شادی کی مد میں 2,272,520 روپے جاری کئے جا چکے ہیں۔

(ب) مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل نو کے بعد اب ضلع گجرات کو گزارا الاؤنس کی مد میں ۔/17,043,623 روپے صرف غرباء، مساکین، یتیموں، بیواؤں اور معذور لوگوں کے لئے جاری کئے جا چکے ہیں جو مستحقین کو -/500 روپے فی کس ماہانہ کے حساب سے تقسیم کئے جائیں گے۔ اندازہ ہے کہ ضلع گجرات میں 5681 مستحق لوگوں کو باقاعدگی سے چھ ماہ کے لئے یہ رقم تقسیم ہو گی اس میں گجرات شہر کے مستحق لوگ بھی شامل ہوں گے۔

(ج) گجرات شہر پی پی۔111 پر مشتمل ہے۔ ضلع گجرات میں سات حلقہ جات ہیں۔ اوپر دی گئی وجوہات کی بناء پر سال 09۔2008 میں ماسوائے تعلیمی وظائف فنی زکوٰۃ کی کوئی رقم تقسیم نہیں کی گئی تاہم سال 10۔2009 کی رقم ضلع گجرات سمیت تمام اضلاع کو جاری کی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی،آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب میں انہوں نے یہ بتایا ہے کہ 30۔جون 2008 سے زکوٰۃ کمیٹیاں غیر فعال تھیں اور انہوں نے ساری ذمہ داری وفاقی حکومت پر ڈال دی ہے کہ پیسا وہاں سے نہیں آیا اس وجہ سے مستحقین کو زکوٰۃ نہیں مل سکی۔ میرا ایک تو ضمنی سوال یہ ہے کہ 30۔جون 2008 سے لے کر اب تک انہوں نے کیا کوششیں کی ہیں کہ مستحقین کو زکوٰۃ مل سکے اور وفاقی حکومت کے ساتھ مل کر انہوں نے جو کوششیں کی ہیں مہربانی کر کے بتا دیں؟اس کے علاوہ میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے اسی جز میں بتایا ہے کہ 10-2009 میں صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو وفاقی حکومت سے مستحقین زکوٰۃ کے لئے رقم وصول ہو چکی ہے۔یہ 10-2009 کی بات کر رہے ہیں اور مقامی کمیٹیاں بھی بن چکی ہیں۔ مہربانی کر کے یہ بھی بتا دیں کہ کتنی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں؟ میری information کے مطابق وہ کمیٹیاں ابھی مکمل طور پر نہیں بنیں۔ پہلے اس کا جواب دے دیں پھر اس سے متعلق اگلا سوال کروں گی۔

جناب سپیکر: جی،راناصاحب! جلدی کریں۔پلیز!

وزیر زکوٰۃ و عشر (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس میں یہ تفصیل دینا چاہوں گا کہ معزز ایوان اور محترمہ کو بھی اس بارے میں مکمل آگاہی حاصل ہو جائے کہ یہ جو مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں تھیں ان کا tenure 31۔دسمبر 2007 کو ختم ہو گیا تھا اس کے بعد immediately الیکشن ہونا چاہئے تھا کیونکہ قانون کے مطابق، rules کے مطابق ان کمیٹیوں کا tenure ختم ہو جائے تو پھر چھ ماہ کا ٹائم ہے کہ چھ ماہ کے اندر اندر نیا الیکشن ہو اور نئی کمیٹیاں ان کو replace کر دیں لیکن اس کے بعد جب Care Taker Government آئی تو انہوں نے اس کا الیکشن کروانے کی بجائے ان کی جو functioning چھ ماہ کے عرصہ کے دوران رہنی تھی اسے بھی انہوں نے روک دیا تاکہ ان زکوٰۃ کمیٹیوں کے فنڈز کا الیکشن میں otherwise مصرف نہ ہو سکے۔اس طرح سے یہ کمیٹیاں 31۔دسمبر 2007 کو اپنا tenure ختم کر کے ختم ہو گئیں۔اس کے بعد چونکہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں نہیں تھیں اس لئے عام آدمی جس کو گزارا الاؤنس ملتا تھا اس میں دقت پیش آئی۔ جون 2008 کے بعد موجودہ حکومت نے اس سلسلہ میں ایک مفصل رپورٹ بنائی کہ اس قانون میں یہ سقم ہیں اور اس کو اس طرح سے ترمیم کر کے transparent بنایا جائے۔ وہ ترامیم وفاقی حکومت کو بھیجی گئیں کیونکہ اس وقت یہ معاملہ فیڈرل لسٹ پر تھا اور فیڈرل گورنمنٹ نے اسے Inter Provincial Committee میں بھیج دیا تاکہ وہاں سے اس کے متعلق

کوئی consensus ہو جائے اور پھر اس قانون میں ترمیم کی جائے لیکن وہاں پر جو میٹنگیں ہوئیں ان میں یہ معاملہ لٹک گیا اور اس پر کافی عرصہ تک بلکہ آج تک اس پر کوئی مؤثر فیصلہ سامنے نہ آ سکا لیکن اس سلسلہ میں، میں یہ عرض کروں کہ اسی عرصہ کے دوران یہ تاثر ابھرا جو کہ بالکل غلط ہے کہ زکوٰۃ کا فنڈ بالکل استعمال ہی نہیں ہوا اور کسی بھی حقدار کو یہ ملا نہیں۔ اس دوران جو VTI یعنی ایسی تعلیم جو کہ لوگوں کو ہنر مند بنانے کے لئے ہے Vocational Training Institutes جو ہیں ان کو اس دوران تقریباً 66 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔ اسی طرح سے جو بڑے ہسپتال ہیں وہاں کی بھی جو زکوٰۃ ہے اس کو روکا نہیں گیا اور تقریباً 50 کروڑ روپے انہیں بھی جاری کئے گئے۔۔۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر زکوٰۃ و عشر (رانا ثناء اللہ خان): اس طرح ایک ارب چھ کروڑ روپے اس دوران جاری کیا گیا اور جہاں تک نئی کمیٹیوں کا معاملہ ہے تو اس وقت نئی کمیٹیاں معرض وجود میں آ چکی ہیں اور پنتیس اضلاع میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے الیکشن ہو گئے ہیں اور ان کے چیئرمین notify ہو چکے ہیں اور 74 کروڑ روپے کی رقم ان کو جاری ہو چکی ہے جو آنے والے دنوں میں مستحقین میں تقسیم ہو جائے گی۔ اس طرح سے اب گزارا الاؤنس میں بھی لوگوں کو زکوٰۃ کے پیسے ملیں گے۔ ہسپتالوں کو اور VIT کو اس سے پہلے بھی مل رہے تھے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! وقفہ سوالات کا time extend کیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ وقفہ سولات کا time extend نہیں ہو سکتا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! انتہائی اہم سوال ہے اور سوال کا جواب بھی غلط دیا گیا ہے، time extend کر دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے جو جواب دیا ہے میں اس کے ایک ایک لفظ پر assert کرتا ہوں اور جو زکوٰۃ کمیٹیاں بن چکی ہیں، notify ہو چکی ہیں ان کی لسٹ بھی میرے پاس موجود ہے۔ محترمہ وہ لسٹ مجھ سے لے لیں، verify کر لیں، اگر ان میں سے ایک figure بھی غلط ہوا تو میں کل بھی ان کو جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پی پی۔143 اور 144 میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1526: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔143 اور 144 میں کتنے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کے ادارے کام کر رہے ہیں ان کے نام بتائیں؟

(ب) متذکرہ حلقوں میں ان ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں کتنا سٹاف کام کر رہا ہے عہدہ، نام گریڈ اور تعلیمی قابلیت فراہم کی جائے؟

(ج) ان ملازمین پر سال 07-2006 میں کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ادارے میں کام کرنے والے افسران کو ٹی اے / ڈی اے بھی دیا گیا ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا حکومت ان اداروں کو بہتر بنانے اور اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (راناثناء اللہ خان):

(الف) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے زیر انتظام حلقہ پی پی۔143 اور 144 میں اس وقت کوئی ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کام نہیں کر رہا۔

(ب) جیسا کہ جز(الف) وضاحت پیش کی جا چکی ہے کہ ان حلقوں میں کوئی ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کام نہ کر رہا ہے لہذا سٹاف کی تفصیل بیان نہیں کی جا سکتی۔

(ج) چونکہ ان حلقوں میں کوئی فنی تربیتی ادارہ قائم نہ ہے لہذا ملازمین پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی۔

(د) یہاں پر نہ کوئی فنی تربیتی ادارہ قائم ہے اور نہ ہی افسر کوٹی اے /ڈی اے دیا گیا ہے۔

(ہ) یہاں پر کوئی ادارہ قائم نہ ہے اور نہ ہی حکومت ان اداروں کو بہتر بنانے اور اپ گریڈ کرنے کا ادادہ رکھتی ہے۔

گجرات شہر میں مستقل بنیادوں پر دی جانے والی زکوٰۃ کی تفصیلات

*3066: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال09۔2008 میں گجرات شہر میں زکوٰۃ کی مد میں کتنا فنڈ فراہم کیا گیا؟

(ب) گجرات شہر میں کتنے لوگوں کو مستقل طور پر زکوٰۃ دی جارہی ہے اور کتنی کتنی؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (راناثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں 30۔جون 2008 سے غیر فعال تھیں۔ موجودہ حکومت نے زکوٰۃ کے نظام کو شفاف اور مستحقین زکوٰۃ کو منصفانہ طریقے سے امداد فراہم کرنے کے لئے موجودہ قوانین زکوٰۃ میں انتہائی قابل عمل ترامیم تجویز کیں اس پر وفاقی حکومت نے وزیر قانون کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی لیکن نہ تو اس کمیٹی کا اجلاس ہوا اور نہ ہی ترامیم پر غور کیا گیا جس کی وجہ سے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کا معاملہ تاخیر کا شکار ہوا۔
وفاقی حکومت نے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل سے مشروط کرتے ہوئے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو مالی سال 09۔2008 کے لئے زکوٰۃ کی تمام مدات ماسوائے تعلیمی وظائف فنی کی مد میں فنڈز کا اجراء نہیں کیا تھا۔ اس طرح مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل اور سال 09۔2008 کے دوران فنڈز کی عدم دستیابی کی ذمہ دار وفاقی حکومت ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر سال 09۔2008 کے دوران غریب مستحقین زکوٰۃ کو مالی امداد فراہم نہ کی جاسکی۔
ہاں البتہ سال 10۔2009 کے لئے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو وفاقی حکومت سے مستحقین زکوٰۃ کے لئے رقم وصول ہوچکی ہے اور مقامی کمیٹیاں بھی بن چکی ہیں اور ضلع گجرات کے غریب مستحقین کے لئے گزارا الاؤنس کی مد میں-/17,043,623روپے صحت کی مد میں -/1,704,362روپے جبکہ شادی کی مد میں -/2,272,520روپے جاری کئے جاچکے ہیں۔

(ب) مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل نو کے بعد اب ضلع گجرات کو گزارا الاؤنس کی مد میں 17,043,623/-روپے صرف غرباء،مساکین ،یتیموں ،بیواؤں اور معذور لوگوں کے لئے جاری کئے جاچکے ہیں جو مستحقین کو 500/-روپے فی کس ماہانہ کے حساب سے تقسیم کئے جائیں گے۔اندازہ ہے کہ ضلع گجرات میں 5681 مستحق لوگوں کو باقاعدگی سے چھ ماہ کے لئے یہ رقم تقسیم ہو گی۔

تحصیل کینٹ لاہور میں زکوٰۃ کمیٹیاں نہ بنانے کی وجوہات

*3077: محترمہ عائشہ جاوید: کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ تحصیل کینٹ لاہور میں زکوٰۃ کمیٹیاں نہیں بنائی گئیں اس کی کیاوجوہات ہیں اور یہ کب تک بنادی جائیں گی؟

(ب) 09۔2008 میں تحصیل کنیٹ لاہور کی کس کس یونین کونسلز میں کتنی کتنی زکوٰۃ تقسیم کی گئی،یوسی وار آگاہ فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ بات درست ہے کہ سال09۔2008 کے دوران مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں پنجاب کے تمام اضلاع بشمول تحصیل کینٹ لاہور تشکیل نہ پاسکیں جس کی وجہ یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے زکوٰۃ کے نظام کو شفاف اور مستحقین کو منصفانہ طریقے سے امداد فراہم کرنے کے لئے موجودہ قوانین زکوٰۃ میں انتہائی قابل عمل ترامیم تجویز کیں اس پر وفاقی حکومت نے وزیر قانون کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی لیکن نہ تواس کمیٹی کا اجلاس ہوااور نہ ہی ترامیم پر غور کیا گیا جس کی وجہ سے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کا معاملہ تاخیر کا شکار ہوا۔وفاقی حکومت نے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی بنا پر صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو مالی سال 09۔2008 کے لئے زکوٰۃ کی تمام مدات ماسوائے تعلیمی وظائف فنی کی مد میں فنڈز کا اجراء نہیں کیا تھا۔اس طرح مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل اور سال09۔2008 کے دوران فنڈز کی عدم دستیابی کی ذمہ دار وفاقی حکومت ہے۔ان وجوہات کی بناء پر سال09۔2008 کے دوران غریب مستحقین زکوٰۃ کو مالی امداد فراہم نہ کی جاسکی۔

مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کا عمل شروع ہو چکا ہے تحصیل کینٹ لاہور میں کل 299 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں جن میں سے 190 کمیٹیاں تشکیل پا چکی ہیں اور بقایا 109 مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کا عمل جاری ہے جو اس ماہ کے آخر تک مکمل کر لیا جائے گا۔

(ب) سال 09۔2008 کے دوران وفاقی حکومت نے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی بناء پر زکوٰۃ کی کسی مد (ماسوائے تعلیمی وظائف فنی) میں صوبہ پنجاب کو فنڈز فراہم نہیں کئے تھے جس کی وجہ سے تمام اضلاع بشمول تحصیل کینٹ لاہو زکوٰۃ کی کوئی رقم فراہم نہیں کی گئی تاہم مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل نو کے بعد مستحقین زکوٰۃ کے لئے سال 10۔2009 کی رقم تمام اضلاع کو جاری کی جا چکی ہیں اور اس طرح تحصیل کینٹ لاہور کو مبلغ 12,264,000/۔ بھی زکوٰۃ کی رقم جاری ہو جائے گی۔

ضلع بہاولنگر 09-2008 میں مستقل بنیادوں پر دی جانے والی زکوٰۃ کی تفصیلات

*3276: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 09-2008 ضلع بہاولنگر میں غریب مستحقین کو زکوٰۃ دینے کے لئے کتنی رقم رکھی گئی؟

(ب) مذکورہ ضلع میں کتنے لوگوں کو مستقل بنیادوں پر زکوٰۃ باقاعدگی کے ساتھ دی جا رہی ہے اور کتنی کتنی؟

(ج) کیا مذکورہ ضلع میں زکوٰۃ لینے والے لوگوں میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (راناثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں 30۔جون 2008 سے غیر فعال تھیں۔ موجودہ حکومت نے زکوٰۃ کے نظام کو شفاف اور مستحقین زکوٰۃ کو منصفانہ طریقے سے امداد فراہم کرنے کے لئے موجودہ قوانین زکوٰۃ میں انتہائی قابل عمل ترامیم تجویز کیں اس پر وفاقی حکومت نے وزیر قانون کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی لیکن نہ تو اس کمیٹی کا اجلاس ہوا اور نہ ہی ترامیم پر غور کیا گیا جس کی وجہ سے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کا معاملہ تاخیر کا شکار ہوا۔
وفاقی حکومت نے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل سے مشروط کرتے ہوئے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو مالی سال 09۔2008 کے لئے زکوٰۃ کی تمام مدات ماسوائے تعلیمی وظائف فنی کی مد

میں فنڈز کا اجراء نہیں کیا تھا۔ اس طرح مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل اور سال 09۔2008 کے دوران فنڈز کی عدم دستیابی کی ذمہ دار وفاقی حکومت ہے۔ان وجوہات کی بناء پر سال09۔2008 کے دوران غریب مستحقین زکوٰۃ کو مالی امداد فراہم نہ کی جا سکی۔
ہاں البتہ سال 10۔2009 کے لئے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو وفاقی حکومت سے مستحقین زکوٰۃ کے لئے رقم وصول ہو چکی ہے اور مقامی کمیٹیاں بھی بن چکی ہیں اور ضلع بہاولنگر کے غریب مستحقین کے لئے گزارا الاؤنس کی مد میں -/17,155,463روپے، صحت کی مد میں -/1,715,546روپے جبکہ شادی کی مد میں-/2,287,432روپے جاری کئے جا چکے ہیں۔

(ب) مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل نو کے بعد اب ضلع بہاولنگر کو گزارا الاؤنس کی مد میں -/17,155,463روپے صرف غرباء، مساکین، یتیموں، بیواؤں اور معذور لوگوں کے لئے جاری کئے جا چکے ہیں جو مستحقین کو -/500روپے فی کس ماہانہ کے حساب سے تقسیم کئے جائیں گے۔ اندازہ ہے کہ ضلع بہاولنگر میں 5718 مستحق لوگوں کو باقاعدگی سے چھ ماہ کے لئے یہ رقم تقسیم ہو گی۔

(ج) ضلع بہاولنگر ایک پسماندہ ضلع ہے مہنگائی اور وسائل کی کمی کی وجہ سے زکوٰۃ لینے والے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

ضلع بہاولنگر 09-2008 میں لوگوں کو شادی گرانٹ، گزارا الاؤنس میں دی جانے والی رقم کی تفصیلات

*3277: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 09-2008 میں ضلع بہاولنگر کے لوگوں کو شادی گرانٹ کی مد میں کتنی رقم فراہم کی گئی کیا یہ رقم مستحقین میں مساوی تقسیم کی جاتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(ب) 09-2008 مذکورہ ضلع میں گزارا الاؤنس کی مد میں کتنی رقم دی گئی، علیحدہ علیحدہ پی پی وار تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں 30۔جون 2008 سے غیر فعال تھیں۔ کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی وجہ سے وفاقی حکومت نے صوبہ پنجاب کو 09۔2008 کے دوران ضلع بہاولنگر

کو شادی گرانٹ کی مد میں کوئی رقم موصول نہ ہوئی۔ وفاقی حکومت نے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی بنا پر صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو مالی سال 09۔2008 کے لئے زکوٰۃ کی تمام مدات بشمول شادی گرانٹ ماسوائے تعلیمی وظائف فنی کی مد میں فنڈز کا اجراء نہیں کیا تھا۔اس طرح مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل اور سال 09۔2008 کے دوران فنڈز کی عدم دستیابی کی ذمہ دار وفاقی حکومت ہے۔ جس کی وجہ سے مستحق خواتین کو امداد جاری نہ ہو سکی۔ ہاں البتہ سال 10۔2009 کے لئے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو وفاقی حکومت سے مستحقین زکوٰۃ کے لئے رقم وصول ہو چکی ہے۔ اور مقامی کمیٹیاں بھی بن چکی ہیں اور ضلع بہاولنگر کی غریب مستحق بچیوں کے لئے شادی گرانٹ کی مد میں-/2,287,432 روپے جاری کئے جا چکے ہیں۔

(ب) سال 09۔2008 وفاقی حکومت نے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی بناء پر فنڈز جاری نہیں کئے تھے اس وجہ سے ضلع بہاولنگر کو گزارا الاؤنس کی مد میں زکوٰۃ فنڈ جاری نہیں ہوئے۔

سال 10۔2009 میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل نو کے بعد ضلع بہاولنگر کو گزارا الاؤنس کی مد میں-/17,155,463 روپے جاری کئے جا چکے ہیں اور اندازہ ہے کہ یہ رقم 5718 غریب مستحقین میں چھ ماہ کے لئے تقسیم کی جائے گی۔

پرانی زکوٰۃ کمیٹیوں کے ذریعے مستحقین کی امداد

*3860: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زکوٰۃ کمیٹیاں ختم کرنے کی وجہ سے مستحق افراد کی زکوٰۃ فنڈ سے امداد نہیں کی جا سکی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرانی کمیٹیوں کو بحال کر کے مستحق افراد کی امداد کی جا سکتی ہے؟

(ج) اگر جواب ہاں میں ہے تو ایسا نہ کرنے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (راناثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت کار 30۔جون 2008 کو ختم ہو گئی تھی اور مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت کار ختم ہونے کے بعد وفاقی حکومت نے صوبہ پنجاب کو سال 09۔2008 کے دوران زکوٰۃ کی تمام مدات ماسوائے تعلیمی وظائف فنی فنڈز جاری نہیں کئے

تھے اس وجہ سے مستحق افراد کو زکوٰۃ فنڈ سے امداد مہیا نہ ہو سکی۔تاہم یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ سال 10۔2009 کے فنڈز دستیاب ہیں اور نئی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل مکمل ہو چکی ہے۔ اس طرح صوبہ کے تمام مستحق افراد کو زکوٰۃ کی رقم جلد فراہم کی جائے گی۔

(ب) موجودہ قوانین زکوٰۃ کے مطابق پرانی کمیٹیوں کو بحال کر کے مستحق افراد کی مدد نہیں کی جا سکتی۔ پرانی کمیٹیوں کی جگہ نئی کمیٹیوں کی تشکیل کا ایک باقاعدہ طریق کار ہے جس کے تحت مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے نئے الیکشن کروانا ضروری ہوتے ہیں۔

(ج) جز(ب) میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

لاہور۔ہسپتالوں کو زکوٰۃ کی مد سے دی جانیوالی رقم کی تفصیلات

*4274:جناب محمد نوید انجم:کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2008 سے آج تک کتنی رقم لاہور شہر کے ہسپتالوں کو زکوٰۃ کی مد سے ادا کی گئی؟

(ب) ان ہسپتالوں کے نام اور رقم کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ج) یہ رقم کن مقاصد کے لئے ان ہسپتالوں کو فراہم کی گئی؟

(د) کتنی رقم مریضوں کے علاج پر خرچ ہوئی، تفصیل ہسپتال وار بتائیں؟

(ہ) کتنی رقم سے ان ہسپتالوں کے لئے آلات جراحی خرید کئے گئے تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یکم جنوری 2008 سے 30۔جون 2008 تک لاہور شہر کے ہسپتالوں کو ضلعی زکوٰۃ کمیٹی لاہور کی جانب سے زکوٰۃ کی مد میں مبلغ۔/5,301,475 روپے کی رقم جاری کی گئی جبکہ مالی سال 09۔2008 کے دوران مرکزی زکوٰۃ کونسل سے فنڈز کی عدم وصولی کی وجہ سے کوئی رقم جاری نہ کی گئی ہے۔مزید برآں سال 10۔2009 کے لئے ضلع زکوٰۃ کمیٹی لاہور کو صحت کی مد میں مبلغ-/52,58,491 روپے کی رقم جاری کی گئی ہے جو کہ رواں ماہ کے آخر تک ان ہسپتالوں کو جاری کر دی جائے گی۔

(ب) یکم جنوری2008 سے 30۔جون 2008 تک ضلعی زکوٰۃ کمیٹی لاہور نے جن ہسپتالوں کو رقم جاری کی ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام ہسپتال	جاری کردہ رقم (روپوں میں)
1۔گورنمنٹ مینٹل ہسپتال لاہور	15,00,000/۔
2۔گورنمنٹ میاں منشی ہسپتال لاہور	13,06,700/۔
3۔گورنمنٹ کوٹ خواجہ سعید ہسپتال لاہور	10,22,000/۔
4۔گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال لاہور	6,84,375/۔
5۔گورنمنٹ ٹی بی ہسپتال بلال گنج لاہور	7,88,400/۔
میزان	53,01,475/۔

مالی سال 09۔2008 کے دوران مرکزی زکوٰۃ کونسل سے فنڈز کی عدم وصولی کی وجہ سے کوئی رقم جاری نہ کی گئی ہے۔مزید برآں سال 10۔2009 کے لئے ضلع زکوٰۃ کمیٹی لاہور کو صحت کی مد میں مبلغ -/52,58,491روپے کی رقم جاری کی گئی ہے جو کہ رواں ماہ کے آخر تک ان ہسپتالوں کو جاری کر دی جائے گی۔

(ج) ڈسٹرکٹ زکوٰۃ کمیٹی لاہور کی جانب سے ہسپتالوں کو یہ رقم غریب مستحق مریضوں کے مفت علاج معالجہ کے لئے فراہم کی گئی۔

(د) ان ہسپتالوں میں مبلغ ۔/49,11,475روپے کی رقم مستحق زکوٰۃ مریضوں کے مفت علاج معالجہ کے لئے خرچ کی گئی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام ہسپتال	جاری کردہ رقم (روپوں میں)
1۔گورنمنٹ مینٹل ہسپتال لاہور	15,00,000/۔
2۔گورنمنٹ میاں منشی ہسپتال لاہور	13,06,700/۔
3۔گورنمنٹ کوٹ خواجہ سعید ہسپتال لاہور	10,22,000/۔
4۔گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال لاہور	6,84,375/۔
5۔گورنمنٹ ٹی بی ہسپتال بلال گنج لاہور	3,98,400/۔
میزان	49,11,475/۔

(ہ) لاہور میں جن ہسپتالوں کو زکوٰۃ فنڈ سے رقم جاری کی گئی ان میں سے کسی بھی ہسپتال نے زکوٰۃ فنڈ سے آلات جراحی نہیں خریدے۔ موجودہ زکوٰۃ قوانین کے مطابق صرف منظور شدہ مدات پر زکوٰۃ فنڈ خرچ کئے جاتے ہیں،آلات جراحی خریدنے کی اجازت نہیں۔

تحصیل بھلوال،آر ایچ سیز اور بی ایچ یوز کو زکوٰۃ کی مد سے رقم فراہم کرنے کی تفصیلات

*4657: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بھلوال کے کتنے آر ایچ سیز اور بی ایچ یوز کو سال09۔2008 کے دوران زکوٰۃ کی مد میں سے کتنی رقم فراہم کی گئی، تفصیل سنٹر وار بتائیں؟

(ب) یہ رقم کس کس مقصد کے لئے فراہم کی گئی تھی؟

(ج) کتنی رقم سے غرباء کا علاج کیا گیا؟

(د) کتنی رقم سے ادویات خرید کی گئیں؟

(ہ) کتنی رقم سے طبی آلات کون کون سے خرید کئے گئے؟

(و) کیااس رقم کا آڈٹ ہوا تو آڈٹ کی تفصیل بیان کریں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (راناثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت کار30۔جون2008 سے ختم ہو چکی ہے۔مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی بناء پر مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ کی جانب سے صحت کی مد میں کوئی فنڈز موصول نہیں ہوئے۔مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم موجودگی اور بجٹ کی عدم دستیابی کی وجہ سے مالی سال09-2008 کے دوران پنجاب کے تمام ہسپتالوں بشمول تحصیل بھلوال کے آر ایچ سیز اور بی ایچ یوز کو زکوٰۃ فنڈ سے کوئی رقم جاری نہیں کی گئی،تاہم اب مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل مکمل ہو چکی ہے اور ان سے تمام اضلاع کو زکوٰۃ فنڈ برائے سال10-2009 جاری کئے جا چکے ہیں۔جو قواعد وضوابط کے مطابق تحصیل،آر ایچ سیز اور بی ایچ یوز میں تقسیم کئے جائیں گے۔

(ب) سال09-2008 کے دوران فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے ان اداروں میں علاج معالجہ کے کسی بھی مقصد کے لئے کوئی رقم فراہم نہیں کی گئی۔سال10-2009 کے لئے ضلعی تحصیل ہسپتالوں اور RHCs، BHUs میں یہ رقم غریب مستحق مریضوں کے علاج کے لئے فراہم کی گئی ہے۔

(ج) سال09-2008 میں چونکہ صحت کی مد میں کوئی بجٹ موصول نہیں ہوااور نہ ہی اس عرصہ میں صحت کے کسی ادارہ کو زکوٰۃ فنڈ سے کوئی رقم جاری کی گئی اس لئے اس عرصہ کے دوران غرباء کا زکوٰۃ فنڈ سے علاج نہیں کیا گیا۔
رقم کی عدم دستیابی کی وجہ سے ادویات خرید نہیں کی گئیں۔
سال09-2008 میں کوئی طبی آلات خرید نہیں کئے گئے۔
چونکہ رقم جاری نہ کی گئی ہے اس لئے اس کا آڈٹ نہیں کروایا گیا۔

ضلعی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کی تفصیلات

*4667: **محترمہ سیمل کامران**: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم کا کام سر دست بند پڑا ہے؟

(ب) کیا حکومت ضلعی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو وجوہات سے معزز ایوان کو تفصیلاً آگاہ کیا جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم کا کام سال09-2008 کے دوران بند رہا جس کی وجہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل ہے۔پرانی مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت کار 30۔جون 2008 کو ختم ہو چکی ہے۔موجودہ حکومت نے زکوٰۃ کی تقسیم کے طریق کار اور قوانین کو شفاف اور قابل عمل بنانے کے لئے وفاقی حکومت کو ترامیم تجویز کی تھیں۔اس سلسلے میں وفاقی کابینہ کی ایک ذیلی کمیٹی بنائی گئی اس کمیٹی نے قوانین زکوٰۃ میں ترامیم کے علاوہ لوکل زکوٰۃ کمیٹیوں کے تشکیل کے معاملات بھی طے کرنے تھے۔حکومت پنجاب کے اصرار اور اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود نہ کمیٹی کا اجلاس ہوااور نہ ہی ترامیم پر غور ہوا۔غرباء اور مستحقین زکوٰۃ کے مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے نئی لوکل زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل مکمل کر لی ہے۔ سال10-2009 کے زکوٰۃ فنڈ جاری ہو چکے ہیں اور جلد ہی یہ غرباء، مساکین میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

(ب) ضلع زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل، زکوٰۃ و عشر آرڈیننس 1980 کی دفعہ 16 کے تحت تین سال کے لئے کی جاتی ہے۔ موجودہ ضلع زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت کار مورخہ 31-10-2010 تک ہے لہذا ان کمیٹیوں کی مدت ختم ہونے پر ہی نئی ضلع زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کا عمل شروع کیا جائے گا۔

محکمہ زکوٰۃ و عشر کے کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرنے کا مسئلہ

*4878: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زکوٰۃ و عشر ڈیپارٹمنٹ کے کنٹریکٹ ملازمین کو تاحال مستقل نہ کیا گیا حالانکہ وزیر اعلیٰ کے حکم پر صوبہ بھر میں ڈیڑھ لاکھ کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کر دیا گیا ہے؟

(ب) حکومت پنجاب زکوٰۃ و عشر ڈیپارٹمنٹ کے کنٹریکٹ ملازمین کو کب تک مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (راناثناء اللہ خان):

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر حکومت پنجاب کی جانب سے جاری کردہ نوٹیفکیشن کے مطابق جناب ناظم زکوٰۃ و عشر پنجاب نے گریڈ ایک تا 15 کے 80 کنٹریکٹ ملازمین کو مورخہ 14-10-2009 سے مستقل کر دیا ہے جس کی فہرست تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ کنٹریکٹ کے 80 ملازمین کو پہلے ہی ریگولر کیا جا چکا ہے۔

سال 08-2007 اور 09-2008 ۔زکوٰۃ کی مد میں وصول ہونے والی رقم و دیگر تفصیلات

*4885: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم زکوٰۃ کی مد میں وصول ہوئی ہے؟

(ب) ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم فیصل آباد کو فراہم کی گئی؟

(ج) فیصل آباد میں ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم غرباء میں کتنی طالب علموں میں اور کتنی رقم مختلف فلاحی سرکاری و غیر سرکاری اداروں کو فراہم کی گئی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب کو سال 2007-08 کے دوران مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ سے تمام ریگولر مدات مع VTIs مبلغ -/2,846,087,000 روپے جبکہ سال 2008-09 میں صرف VTIs کے لئے -/67,83,35,000 روپے کی رقم وصول ہوئی۔

(ب) ان سالوں کے دوران ضلع فیصل آباد کو درج ذیل رقوم زکوٰۃ فنڈ سے فراہم کی گئیں۔

سال 2007-08 -/19,89,45,421 روپے

سال 2008-09 -/3,97,55,026 روپے

(ج) ضلع فیصل آباد میں سال 2007-08 اور 2008-09 کے دوران مبلغ -/23,03,47,421 روپے کی رقم غرباء، طالب علموں اور مختلف سرکاری و غیر سرکاری اداروں کو فراہم کی گئی جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

غرباء کے لئے فراہم کی گئی رقم کی تفصیل

مدات	2007-08	2008-09	میزان
گزارا الاؤنس	9,03,69,000	0	9,03,69,000
صحت	6,77,000	0	6,77,000
جہیز فنڈ	30,10,000	0	30,10,000
سوشل ویلفیئر / بحالی	15,00,000	0	15,00,000
عید الاؤنس	69,35,000	0	69,35,000

طالب علموں کے لئے فراہم کی گئی رقم کی تفصیل

تعلیمی وظائف	2,64,53,298	0	2,64,53,298
تعلیمی وظائف (ٹیکنیکل)	4,73,69,148	3,97,28,000	8,70,97,148

غیر سرکاری ادارہ جات کے لئے فراہم کی گئی رقم کی تفصیل

دینی مدارس	1,43,05,975	0	1,43,05,975
میزان	19,06,19,421	3,97,28,000	23,03,47,421

نوٹ: دوران سال 2008-09 مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ نے صوبہ پنجاب کو مستحقین زکوٰۃ کے لئے گزارا الاؤنس، جہیز فنڈ، سوشل ویلفیئر / بحالی، تعلیمی وظائف، صحت اور دینی مدارس کی مدات میں زکوٰۃ فنڈز جاری نہیں کئے تھے جس کی وجہ سے صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع بشمول ضلع

فیصل آباد کو سال09-2008 کے دوران غرباء، طالب علموں اور فلاحی سرکاری وغیر سرکاری اداروں کے لئے زکوٰۃ کی رقم (ماسوائے تعلیمی وظائف فنی) فراہم نہ کی جا سکی۔

ضلع فیصل آباد میں زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں کی تفصیلات

*4886: **خواجہ محمد اسلام**: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع فیصل آباد میں کتنی زکوٰۃ وعشر کی کمیٹیاں ہیں، کتنی فعال اور کتنی غیر فعال ہیں؟

(ب) کتنی کمیٹیوں کے چیئرمین ہیں اور کتنی کے ایڈمنسٹریٹرز ہیں؟

(ج) کس کس چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر کے خلاف رقم کی خورد برد کرنے پر کارروائی ہو رہی ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع فیصل آباد میں زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

I) ایک ضلع زکوٰۃ کمیٹی

II) 1387 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں

1387 مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں میں سے 1334 کی تشکیل نو ہو چکی ہے جبکہ بقیہ 53 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں رواں ماہ کے آخر تک تشکیل دے دی جائیں گی۔

(ب) جیسا کہ جز(الف) میں وضاحت پیش کی جا چکی ہے کہ ضلع فیصل آباد میں 1334 مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل مکمل ہو چکی ہے اور ان کمیٹیوں کے چیئرمین منتخب ہو چکے ہیں باقی ماندہ 53 چیئرمینوں کا انتخاب جلد مکمل ہو جائے گا۔ ضلع فیصل آباد میں کوئی ایڈمنسٹریٹر تعینات نہیں کیا گیا۔

(ج) کسی بھی چیئرمین لوکل زکوٰۃ کمیٹی کے خلاف رقم کی خُورد بُرد کا انکشاف ہوا ہے اور نہ ہی کوئی کارروائی زیر غور ہے۔

گوجرانوالا، زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں اور چیئرمینوں کی تعداد و تفصیل

*5401: **ڈاکٹر محمد اشرف چوہان**: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع گوجرانوالا میں زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان کمیٹیوں کے انتخابات کب ہوئے تھے؟

(ج) کتنی کمیٹیوں کے چیئرمین ہیں اور کتنی کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز کام کر رہے ہیں؟

(د) چیئرمین کی جگہ ایڈمنسٹریٹرز تعینات کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ایڈمنسٹریٹرز کی جگہ جلد از جلد چیئرمین بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع گوجرانوالا میں ایک ضلع زکوٰۃ کمیٹی اور 1303 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں۔

(ب) ضلع زکوٰۃ کمیٹی کا چناؤ مئی 2010 میں شروع ہوا جو تا حال جاری ہے۔

(ج) ضلع گوجرانوالا میں ایک چیئرمین ضلع زکوٰۃ کمیٹی کام کر رہا ہے علاوہ ازیں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کی تعداد 1303 ہے جن میں سے 731 زکوٰۃ کمیٹیاں تشکیل دی جا چکی ہیں جبکہ بقیہ 572 زکوٰۃ کمیٹیاں تشکیل کے مراحل میں ہیں اور ضلع گوجرانوالا میں کوئی بھی ایڈمنسٹریٹر کام نہیں کر رہا۔

(د) جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے کہ ضلع گوجرانوالا میں کوئی ایڈمنسٹریٹر تعینات نہیں۔ ایڈمنسٹریٹر لوکل زکوٰۃ کمیٹیوں کی بے قاعدگی کی بناء پر توڑنے کے بعد تعینات کیا جاتا ہے۔ پرانی کمیٹیوں کی مدت کار مکمل ہونے کے بعد نئی کمیٹیوں کو قانون کے مطابق بنایا جاتا ہے اس صورت میں ایڈمنسٹریٹر تعینات کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(ہ) ضلع گوجرانوالا میں کوئی ایڈمنسٹریٹر تعینات نہیں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کا کام جاری ہے۔ کمیٹیوں کی تشکیل کا کام مکمل ہونے کے بعد وہاں پر چیئرمین کام کریں گے۔

گوجرانوالا، محکمہ زکوٰۃ و عشر کا بجٹ اور استعمال

*5402: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالا محکمہ زکوٰۃ و عشر کو مالی سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کتنی رقم سالانہ وصول ہوئی؟

(ب) کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم خُورد بُرد ہوئی ہے اس خُورد بُرد کے ذمہ دار کون کون افراد / سرکاری ملازمین ہیں؟

(ہ) کیا حکومت خُورد بُرد کردہ رقم ان سے واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع گوجرانوالا کو 09-2008 اور 10-2009 (یکم جولائی 2008 تا 30 جون 2010) کے دوران بالترتیب -/14,099,809 روپے اور -/56,646,676 روپے فراہم کئے گئے ہیں جس کی مد وسال وار تفصیل حسب ذیل ہے:-

مدات	2008-09	2009-10
گزارا الاؤنس	0	-/28,302,790
صحت	0	-/2,830,279
شادی گرانٹ	0	-/3,773,767
تعلیمی وظائف فنی	-/14,099,809	-/21,739,840
میزان	-/14,099,809	-/56,646,676

(ب) سال 09-2008 کے دوران غرباء یا مستحقین زکوٰۃ کے لئے وفاقی حکومت نے کسی بھی مد میں زکوٰۃ فنڈ فراہم نہیں کئے تھے۔ زکوٰۃ فنڈ کی عدم فراہمی کی وجہ سے غرباء میں کوئی بھی رقم تقسیم نہ کی جا سکی۔ پنجاب حکومت نے نومبر 2008 میں وفاقی حکومت کو زکوٰۃ آرڈیننس میں قابل عمل ترامیم تجویز کی تھیں۔

وفاقی حکومت نے وفاقی وزیر قانون کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی اس کمیٹی نے زکوٰۃ قوانین میں ترامیم کے علاوہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کے معاملات طے کرنے تھے لیکن کمیٹی کا اجلاس ہوا اور نہ ترامیم پر غور ہوا جس کی وجہ سے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کا معاملہ تاخیر کا شکار ہوا۔ وفاقی حکومت نے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل سے مشروط کرتے ہوئے سال 09-2008 میں زکوٰۃ فنڈ جاری نہیں کئے ضلع گوجرانوالا میں کل 1303 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں جن میں سے 706 کمیٹیوں کے انتخابات مکمل ہو چکے ہیں اور بقیہ 596 مقامی کمیٹیوں کی تکمیل کا مرحلہ انتظامی دشواریاں دور کر کے بہت جلد مکمل کر لیا جائے گا۔ صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ نے ضلع گوجرانوالا کے مستحقین زکوٰۃ کو گزارا الاؤنس، غیر شادی شدہ خواتین اور صحت کی مدات میں مبلغ -/56,646,676 روپے جاری کر دیئے ہیں۔

(ج) اس امر کی وضاحت کی جاتی ہے کہ موجودہ قوانین کے مطابق زکوٰۃ فنڈ سے سرکاری ملازمین کو تنخواہیں اور ٹی اے / ڈی اے ادا نہیں کیا جاتا لہذا ان مدات میں کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی۔

(د) چونکہ سال 2008-09 کے دوران زکوٰۃ کی کسی بھی مد میں رقم فراہم نہیں کی گئی لہذا اس کا نہ تو آڈٹ ممکن ہے اور نہ ہی کسی خُورد بُرد کا انکشاف ہوا اور سال 2009-10 کے حسابات ابھی آنا باقی ہیں۔

(ہ) چونکہ مذکورہ بالا سالوں میں زکوٰۃ فنڈ کی کوئی تقسیم نہیں ہوئی ہے لہذا جو رقم فراہم نہیں کی گئی اس کی خُورد بُرد کی نشاندہی ہو سکتی اور نہ ہی رقم واپس لی جا سکتی ہے۔

ضلع رحیم یار خان، جہیز فنڈز مختص کرنے کی تفصیلات

*5467: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع رحیم یار خان کو 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں جہیز فنڈز کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے گئے؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران کتنے لوگوں کو جہیز فنڈز کے لئے رقم فراہم کی گئی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع رحیم یار خان کو 09-2008 اور 10-2009 کے دوران بالترتیب -/31,490,906 روپے اور -/34,253,951 روپے فراہم کئے گئے جس کی مد و سال وار تفصیل حسب ذیل ہے:

مدات	2008-09	2009-10
گزارالاؤنس	0	-/2,613,998 روپے
صحت	0	-/2,614,000 روپے
شادی گرانٹ	0	-/3,485,390 روپے
تعلیمی وظائف فنی	-/31,490,906	-/25,540,563 روپے
میزان	-/31,490,906	-/34,253,951 روپے

(ب) سال 09-2008 کے دوران صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو وفاقی حکومت کی جانب سے تمام مدات بشمول جہیز فنڈ (ماسوائے تعلیمی وظائف فنی) رقم موصول نہ ہوئی تھی جس بناء پر صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع بشمول ضلع رحیم یار خان کو جہیز فنڈ کا اجراء نہ ہو سکا تاہم سال 10-2009 کے دوران وفاقی حکومت کی جانب سے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو جہیز فنڈ کی مد میں مبلغ

-/81,692,000روپے کی رقم موصول ہو چکی ہے۔اس وقت صوبہ بھر میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل مکمل ہو چکی ہے۔ضلع رحیم یار خان کی مستحق خواتین کو شادی گرانٹ کے لئے مبلغ-/3485390روپے جاری کئے جا چکے ہیں۔

(ج) جیسا کہ اوپر وضاحت کر دی گئی ہے کہ سال09-2008 کے دوران تمام اضلاع بشمول ضلع رحیم یار خان کو جہیز فنڈ کے لئے رقم جاری نہ کی گئی لہذا اس عرصہ کے دوران ضلع رحیم یار خان کے کسی بھی مستحق زکوٰۃ کو جہیز فنڈ کی رقم فراہم نہ کی گئی، ہاں البتہ سال10-2009 کی شادی گرانٹ کی پہلی قسط مبلغ-/3485390روپے جاری کی جا رہی ہے اندازاً348 خواتین میں یہ رقم تقسیم کر دی گئی ہے۔

ضلع حافظ آباد میں زکوٰۃ فنڈز کی فراہمی کی تفصیلات

*5581: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد میں سال08۔2007 اور09۔2008 میں زکوٰۃ و عشر کی مد میں کتنی رقم مختص کی گئی؟

(ب) مذکورہ ضلع میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو کتنے کتنے فنڈز فراہم کئے گئے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع حافظ آباد کو سال08-2007 اور09-2008 کے دوران بالترتیب36284590 روپے اور9818294روپے فراہم کئے گئے جس کی مدوار تفصیل حسب ذیل ہے:-

مدات	2007-08	2008-09	میزان
گزارا الاؤنس	13,864,202/-	0	13,864,202/-
عید گرانٹ	3,035,000/-	0	3,035,000/-
بحالی فنڈ	924,272/-	0	924,272/-
جہیز فنڈ	924,272/-	0	924,272/-
تعلیمی وظائف (جنرل)	4,159,260/-	0	4,159,260/-
وظائف دینی مدارس	1,848,568/-	0	1,848,568/-
صحت	1,386,420/-	0	1,386,420/-
تعلیمی وظائف (ٹیکنیکل)	10,142,596/-	9,818,294/-	19,960,890/-
میزان	36,284,590/-	9,818,294/-	46,102,884/-

نوٹ: دوران سال09-2008وفاقی حکومت نے صوبہ پنجاب کو مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی بناء پر زکوٰۃ کی تمام مدات ماسوائے تعلیمی وظائف فنی فنڈز جاری نہیں کئے تھے جس کی وجہ سے مستحقین زکوٰۃ کو مالی امداد فراہم نہ کی جا سکی اب جبکہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں بھی تشکیل دی جا چکی ہیں اور اضلاع کو گزاراالاؤنس، صحت اور شادی گرانٹ کی مد میں رقم بھی جاری کی جا چکی ہے۔

(ب) سال2007-08 کے دوران ضلع زکوٰۃ کمیٹی حافظ آباد نے 578 مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو -/18,420,000روپے فراہم کئے گئے جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تاہم مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کا کام مکمل ہو چکا ہے۔سال10-2009 میں ضلع زکوٰۃ کمیٹی حافظ آباد کو مبلغ -/8549606روپے کی رقم جاری کی گئی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1- گزاراالاؤنس -/6,932,101روپے
2-صحت -/693,210روپے
3-شادی گرانٹ -/924,295روپے

ضلع میانوالی، مستحق طلباء وطالبات کو فراہم کی گئی رقم کی تفصیلات

*5699:جناب علی حیدر نور خان نیازی:کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال09-2008اور10-2009 میں ضلع میانوالی کے سکولوں کے مستحق طلباء وطالبات کو کتنی رقم زکوٰۃ فنڈ سے فراہم کی گئی؟

(ب) مذکورہ ضلع میں مستحق طلباء وطالبات کو دی جانے والی زکوٰۃ کا کیا محکمہ نے آڈٹ کروایا کیا وہ تمام رقم مستحق طلباء وطالبات کو ہی فراہم کی گئی یا کسی دوسرے استعمال میں لائی گئی، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (راناثناء اللہ خان):

(الف) دوران سال09-2008وفاقی حکومت نے صوبہ پنجاب کو مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی بناء پر تمام مدات ماسوائے تعلیمی وظائف (فنی) زکوٰۃ فنڈز کا اجراء نہ کیا تھا جس کی وجہ سے تمام اضلاع بشمول ضلع میانوالی کے سکولوں کے مستحق طلباء وطالبات کو زکوٰۃ فنڈ سے رقم فراہم نہ کی جا سکی تاہم صوبہ پنجاب میں اس وقت مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل مکمل ہو چکی

ہے۔صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو سال10-2009 کے لئے تعلیمی وظائف (جنرل) کی مد میں پہلی ششماہی قسط مبلغ -/183,804,000 روپے موصول ہو چکی ہے۔ضلع میانوالی کے سکولوں کے مستحق طلباء و طالبات کے لئے 26لاکھ 37 ہزار973 روپے جاری کئے جا رہے ہیں۔ یہاں اس امر کی وضاحت کی جاتی ہے کہ دوران سال09-2008اور10-2009 ضلع میانوالی کے فنی تربیتی ادارہ جات کے بالترتیب 1463اور 2113 مستحق طلباء و طالبات کو -/19,619,200 روپےاور-/99,75,000روپے کی رقم زکوٰۃ فنڈ سے فراہم کی گئی۔

(ب) جیسا کہ اوپر وضاحت کر دی گئی ہے کہ دوران سال09-2008 تعلیمی وظائف (جنرل) کی مد میں صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع بشمول میانوالی کے مستحق طلباء و طالبات کو زکوٰۃ فنڈ سے رقم فراہم نہ کی گئی۔سال10-2009 کی رقم مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کے بعد جاری کی جا رہی ہے لہذا فی الوقت سال10-2009 کا آڈٹ ابھی نہیں ہو سکتا۔

چونکہ سال09-2008 میں رقم نہیں دی گئی لہذا زکوٰۃ کی رقم کسی دوسرے استعمال میں لانے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ہاں البتہ سال10-2009 کے اخراجات کے بعد آڈٹ کی صورت میں کسی دوسرے مقصد کی نشاندہی ہو سکے گی۔

ضلع میانوالی، شادی گرانٹ کی مد میں فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*5700:جناب علی حیدر نور خان نیازی:کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع میانوالی کو10-2009 میں شادی گرانٹ کی مد میں کتنی رقم زکوٰۃ فنڈ سے دی گئی، کیا یہ رقم مستحقین میں مساوی تقسیم کی جاتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(ب) ضلع میانوالی میں کتنے ایسے چیئرمین زکوٰۃ و عشر ہیں جن کے خلاف زکوٰۃ فنڈ کے غلط استعمال کی وجہ سے انکوائریاں چل رہی ہیں اور کب سے؟

(ج) مذکورہ ضلع میں کتنے ایسے ملازمین ہیں جن پر زکوٰۃ کے فنڈ میں کرپشن کرنے کی بناء پر انکوائریاں چل رہی ہیں اور کب سے اور کتنی انکوائریاں زیر التواء ہیں اور کیوں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو وفاقی حکومت سے سال10-2009 کے لئے شادی گرانٹ کی مد میں 81692000 بطور پہلی ششماہی قسط موصول ہو چکی ہے۔زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل نو کے بعد تمام اضلاع میں شادی گرانٹ کی رقم جاری کر دی گئی ہے۔صوبائی زکوٰۃ کونسل کی منظوری کے بعد ضلع میانوالی کو شادی گرانٹ کی مد میں11,72,452 فراہم کئے جا چکے ہیں۔یہ رقم اندازاً 117 مستحق خواتین میں تقسیم ہو گی۔

تاہم یہ وضاحت ضروری ہے کہ تمام اضلاع کو زکوٰۃ فنڈ آبادی کے تناسب سے جاری کئے جاتے ہیں اور انفرادی مستحقین کو شادی گرانٹ کی مد میں 10 ہزار روپے فی کس کے حساب سے مساویانہ تقسیم کئے جاتے ہیں۔

(ب) ضلع میانوالی میں اس وقت کسی بھی چیئر مین زکوٰۃ و عشر کے خلاف کوئی انکوائری نہیں چل رہی۔

(ج) ضلع زکوٰۃ کمیٹی میانوالی کے کسی ملازم کے خلاف زکوٰۃ کے فنڈ میں کرپشن کی بنیاد پر کوئی انکوائری نہیں چل رہی اور نہ ہی کوئی انکوائری زیر التواء ہے۔

ضلع بہاولنگر۔فنڈز کی فراہمی کی تفصیلات

*5730: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں مذکورہ محکمہ کا ضلعی ہیڈ کوارٹر آفس موجود ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ محکمہ نے ضلع بہاولنگر کے لئے سال09-2008 اور 10-2009 کے لئے کتنے فنڈز دیئے ہیں اور کس کس مد میں کتنی کتنی رقم خرچ کی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ زکوٰۃ کا ضلعی ہیڈ کوارٹر آفس موجود ہے جس کا دفتر بمقام گلبرگ کالونی مین روڈ نزد مسجد ذکر حبیب بہاولنگر واقع ہے۔ضلع زکوٰۃ کمیٹی بہاولنگر کا ٹیلی فون نمبر یہ ہے۔ 063-9239056

(ب) ضلع بہاولنگر کو صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ نے سال09-2008 میں مبلغ -/30,261,811 روپے (تعلیمی وظائف فنی) کی مد میں جاری کئے ۔ جس میں سے -/30,261,000 روپے مستحق طلباء کی فنی تعلیم پر خرچ کئے گئے جبکہ سال10-2009 کے دوران ضلع بہاولنگر کو -/34,713,441 روپے فراہم کئے گئے۔ جن کی آمدن و خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مدات	2009-10	
	آمدن	خرچ
تعلیمی وظائف فنی	13555000/-	11586651/-
گزارا الاؤنس	17155463/-	NIL
صحت	1715546/-	NIL
شادی گرانٹ	2287432/-	NIL
میزان:	34713441/-	11586651/-

نوٹ:

1۔ دوران سال09-2008وفاقی حکومت نے صوبہ پنجاب کو مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی وجہ سے زکوٰۃ کی تمام مدات ماسوائے تعلیمی وظائف فنی فنڈز جاری نہیں کئے تھے جس کی وجہ سے مستحقین زکوٰۃ کو مالی امداد فراہم نہ کی جا سکی اب جبکہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں بھی تشکیل دی جا چکی ہیں اور اضلاع کو گزاراالاؤنس، صحت اور شادی گرانٹ کی مد میں رقم جاری کی جاچکی ہے۔

2۔ سال10-2009میں گزاراالاؤنس، صحت اور شادی گرانٹ کے حسابات ابھی آنا باقی ہیں۔

زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل

*5743:انجینئر قمرالاسلام راجہ:کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ پنجاب میں لاکھوں مستحقین زکوٰۃ، کمیٹیاں نہ ہونے کی وجہ سے مالی امداد سے محروم ہیں، کیایہ بھی درست ہے کہ لاکھوں بچیوں کی جہیز فنڈ کے لئے درخواستیں زیر التواء ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی وجہ سے مرکزی کونسل نے زکوٰۃ کی پنجاب کے حصے کی رقم جاری نہیں کی؟

(ج) اگر یہ درست ہے تو حکومت کب تک زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ بات درست ہے کہ پنجاب میں زکوٰۃ کے مستحق لوگوں کی تعداد لاکھوں میں ہے لیکن یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ ان لاکھوں مستحقین کو زکوٰۃ فنڈ سے مالی امداد مکمل طور پر فراہم نہیں کی جاسکتی اس کی وجہ یہ ہے کہ زکوٰۃ فنڈ انتہائی قلیل ہوتے ہیں اور بہت ہی کم مستحقین کو زکوٰۃ کی براہ راست امداد میسر کی جاتی ہے۔

مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں نہ بننے کی ذمہ دار وفاقی حکومت ہے سال 09۔2008 کے دوران وفاقی حکومت نے صوبہ پنجاب کو زکوٰۃ فنڈ جاری نہیں کئے تھے جس کی وجہ سے اندازاً دو لاکھ مستحق افراد جن میں یتیم، مساکین، بیوگان اور معذور افراد بھی مالی اعانت سے محروم رہے۔

سال 10۔2009 کے فنڈ صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو موصول ہو چکے ہیں اور مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل بھی مکمل ہو چکی ہے لہذا یہ فنڈز صوبہ بھر کے اضلاع کو جاری کئے جا چکے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے سال 09۔2008 کے دوران مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ نے صوبہ پنجاب کو مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی بنا پر زکوٰۃ کی تمام مدات ماسوائے تعلیمی وظائف (فنی) فنڈز فراہم نہیں کئے تھے تاہم صوبہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کے بعد مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ کی طرف سے صوبہ پنجاب کو سال 10۔2009 کے لئے رقم موصول ہو چکی ہے جو اضلاع کو گزارا الاؤنس، صحت اور مستحق بچیوں کی شادی کے لئے جاری کر دی گئی ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر وضاحت کر دی گئی ہے کہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل ہو چکی ہے اور زکوٰۃ کی موصول شدہ رقم میں سے اضلاع کو فنڈز فراہم کر دیئے گئے ہیں۔

پی پی۔65 اور 66 فیصل آباد میں زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5924: **رانا محمد افضل خان**: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔65 اور 66 فیصل آباد میں زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) مذکورہ زکوٰۃ کمیٹیوں نے سال 09-2008 سے اب تک جو رقم غرباء میں تقسیم کی، اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) پی پی۔65 فیصل آباد میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد 23 ہے اور پی پی۔66 میں 32 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت کار 30۔جون 2008 کو ختم ہو گئی تھی۔ وفاقی حکومت کو موجودہ نظام زکوٰۃ کی بہتری اور تقسیم کے طریق کار کو شفاف بنانے کے لئے چند اہم

تجاویز دی گئیں۔اس سلسلے میں وفاقی وزیر قانون کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی لیکن نہ تو اس کمیٹی کا اجلاس ہوا اور نہ ہی ترامیم پر غور ہوا۔ان وجوہات کی بنا پر لوکل زکوٰۃ کمیٹیاں نہ بن سکیں اور نہ ہی وفاقی حکومت نے 09۔2008 میں زکوٰۃ فنڈ فراہم کئے۔جس کی وجہ سے زکوٰۃ کی رقم غریبوں میں تقسیم نہ ہو سکی۔صوبہ پنجاب میں اب مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں تشکیل پاچکی ہیں اور وفاقی حکومت سے موصولہ زکوٰۃ فنڈ برائے سال 10۔2009 میں سے اضلاع کو زکوٰۃ کی رقم جاری کی جاچکی ہے:۔

ضلع فیصل آباد کو درج ذیل زکوٰۃ فنڈز فراہم کر دیئے گئے ہیں۔

(1) غربا، مساکین، بیوگان معذور اور بوڑھے مستحقین-/45,184,957روپے

(2) صحت-/4,518,496روپے

(3) شادی گرانٹ-/6,024,759روپے

فیصل آباد 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران زکوٰۃ کی مد میں موصول ہونے والی رقم کی تفصیل

*5928:**رانا محمد افضل خان**:کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں سال 08-2007 اور 09-2008 میں زکوٰۃ کی مد میں کتنی رقم موصول ہوئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اس رقم میں سے دینی مدارس کو کتنی رقم فراہم کی گئی ان مدارس کے نام اور ادا شدہ رقم کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) جو دینی ادارے زکوٰۃ میں سے رقم وصول کرتے ہیں کیا ان کا کوئی آڈٹ ہوتا ہے ان کو رقم کس بنیاد پر ادا کی جاتی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع فیصل آباد کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران بالترتیب مبلغ-/207,600,853 روپے اور-/39,755,026روپے فراہم کئے گئے جس کی مد وار تفصیل حسب ذیل ہے:۔

مدات	2007-08	2008-09	میزان
گزارا الاؤنس	-/90,369,914	0	90,369,914
عید گرانٹ	-/6,935,000	0	6,935,000
بحالی فنڈ	-/6,024,612	0	6,024,612

جہیز فنڈ	6,024,612/-	0	6,024,612
تعلیمی وظائف (جنرل)	27,110,974/-	0	27,110,974
وظائف دینی مدارس	14,306,372/-	0	14,306,372
صحت	9,036,992/-	0	9,036,992
تعلیمی وظائف (ٹیکنیکل)	47,792,377/-	39,755,026/-	87,547,403/-
میزان	207,600,853/-	39,755,026/-	247,355,879/-

نوٹ: دوران سال 09۔2008 وفاقی حکومت نے صوبہ پنجاب کو مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل سے مشروط کرتے ہوئے زکوٰۃ کی تمام مدات ماسوائے تعلیمی وظائف فنی فنڈز جاری نہیں کئے تھے جس کی وجہ سے مستحقین زکوٰۃ کو مالی امداد فراہم نہ کی جا سکی۔ ضلع فیصل آباد میں 1334 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں بھی تشکیل دی جا چکی ہیں اور بقیہ 53 کمیٹیاں تشکیل کے مراحل میں ہیں تاہم ضلع فیصل آباد کو سال 10۔2009 میں مبلغ -/5,57,28,212 روپے کی رقم جاری کی گئی ہے جو کہ مندرجہ ذیل مدات میں مستحقین پر خرچ کی جائے گی:۔

گزارا الاؤنس	-/4,51,84,957 روپے
صحت	-/45,18,496 روپے
شادی گرانٹ	-/60,24,759 روپے
میزان	-/5,57,28,212 روپے

(ب) ضلع فیصل آباد کو سال 08۔2007 کے دوران صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کی طرف سے مبلغ -/14,306,372 روپے دینی مدارس کی مد میں موصول ہوئے جن میں سے 11 دینی مدارس کو مبلغ -/14,305,975 روپے فراہم کئے گئے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام دینی مدارس	رقم
1	دار العلوم انوریہ رضویہ گلبرگ A بغدادی مسجد فیصل آباد	1,084,968/-
2	جامعہ صدیقہ مدرستہ البنات سیف آباد، فیصل آباد	455,986/-
3	کلیہ دار القران والحدیث جناب کالونی فیصل آباد	887,390/-
4	جامعہ تعلیم البنات حاجی آباد فیصل آباد	1,532,542/-
5	جامعہ ضیاء القران الحدیث اوگٹ جڑانوالا	708,645/-
6	مدرسہ سردار اسلامک سنٹر شادمان ٹاؤن ستیانہ روڈ فیصل آباد	399,904/-
7	جامعہ قادریہ رضویہ مصطفٰی آباد فیصل آباد	615,898/-
8	جامعہ تعلیم القران والحدیث للبنات شیخ کالونی فیصل آباد	2,391,513/-
9	جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد، فیصل آباد	5,612,254/-
10	جامعہ شمسہ قمر الاسلام ایوب کالونی فیصل آباد	207,077/-

11	جامعہ غوثیہ رضویہ مصباح العلوم جڑانوالا	409,798/-	
	میزان		14,305,975/-

نوٹ: وفاقی حکومت نے سال09۔2008 کے لئے صوبہ پنجاب کو دینی مدارس کی مد میں زکوٰۃ فنڈز کا اجراء نہ کیا جس کی بناء پر ضلع فیصل آباد کے دینی مدارس کو رقم فراہم نہ کی جا سکی۔

(ج) جو دینی ادارے زکوٰۃ میں سے رقم وصول کرتے ہیں ان کا آڈٹ ڈائریکٹرز زکوٰۃ آڈٹ اسلام آباد سالانہ بنیادوں پر کرتا ہے ۔ دینی اداروں کو زکوٰۃ فنڈ باقاعدہ رجسٹریشن کے بعد مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی سفارش اور استحقاق کا تعین کرنے کے بعد ضلعی کمیٹیاں طے شدہ طریق کار اور فارمولے کے مطابق فنڈ فراہم کرتی ہیں۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال منڈی بہاؤالدین کو زکوٰۃ کی مد سے دی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*6273: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ ہسپتال منڈی بہاؤالدین کو سال09۔2008 اور10۔2009 کے دوران کتنی گرانٹ زکوٰۃ کی مد سے ادا کی گئی؟

(ب) یہ گرانٹ کن مقاصد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) ہسپتال ہذا میں یہ گرانٹ کون خرچ کرتا ہے؟

(د) ان دو سالوں کے دوران جو گرانٹ ملی، اس سے کون کون سے میڈیکل آلات خرید کئے گئے اور کتنی رقم غریب مریضوں کے علاج و معالجہ پر خرچ کی گئی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (راناثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں 30۔جون 2008 سے غیر فعال تھیں جس کی بناء پر وفاقی حکومت نے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو سال09۔2008 زکوٰۃ فنڈ جاری نہیں کئے۔ مذکورہ سال کے دوران زکوٰۃ فنڈ کی عدم دستیابی کی وجہ سے زکوٰۃ کی تمام مدات بشمول ڈسٹرکٹ ہسپتال منڈی بہاؤالدین کو فنڈ جاری نہ کئے جا سکے۔ تاہم سال10۔2009 کے دوران وفاقی حکومت کی جانب سے صحت کی مد میں رقم موصول ہو چکی ہے اور کمیٹیاں بھی تشکیل پا چکی ہیں۔ مزید یہ کہ ضلع منڈی بہاؤالدین کو صحت کی مد میں سال10۔2009 کے لئے مبلغ -/965,817 روپے جاری کئے جا چکے ہیں جو ضلع میں موجود ہسپتالوں بشمول ڈسٹرکٹ

ہیڈکوارٹر ہسپتال منڈی بہاؤالدین کو قواعد وضوابط کے مطابق ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کی طرف سے جاری کئے جائیں گے۔

(ب) جیسا کے جز(الف)میں وضاحت کی گئی کہ سال 10۔2009 کے لئے مبلغ-/965,817 روپے جاری کئے جاچکے ہیں۔ ہسپتالوں میں زکوٰۃ کی یہ رقم ایسے مریضوں کے لئے خرچ کی جاتی ہے جو علاج معالجہ پر اٹھنے والے اخراجات برداشت کرنے کے قابل نہیں ہوتے اور جنہیں متعلقہ مقامی زکوٰۃ کمیٹی، زکوٰۃ فنڈ سے علاج کے لئے حقدار قرار دیتی ہے۔

(ج) ہسپتال ہذا میں موجود ہیلتھ ویلفیئر کمیٹی اس گرانٹ کو مستحق مریضوں کے علاج معالجہ پر خرچ کرتی ہے۔اس کمیٹی کا سربراہ ہسپتال کا میڈیکل سپرنٹنڈنٹ جبکہ ممبران میں ہسپتال کا سینئر ڈاکٹر ،چیئرمین ضلعی زکوٰۃ کمیٹی یا اس کا نمائندہ جبکہ میڈیکل سوشل آفیسر اس کمیٹی کا سیکرٹری ہوتا ہے۔

(د) سال 09۔2008 میں فنڈ کی عدم فراہمی کی وجہ سے علاج معالجے پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی۔تاہم سال 10۔2009 کے دوران جاری کی گئی مبلغ-/965,817 روپے زکوٰۃ کی رقم صرف غریبوں کے علاج کے لئے خرچ ہوگی۔تاہم اس امر کی وضاحت کی جاتی ہے کہ زکوٰۃ کی رقم سے میڈیکل آلات خریدنے کی اجازت نہیں۔

ضلع منڈی بہاؤالدین کے ہسپتالوں کو زکوٰۃ کی مد سے دی گئی رقم کی تفصیلات

*6274:جناب آصف بشیر بھاگٹ:کیاوزیرزکوٰۃ وعشرازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال09۔2008اور10۔2009 کے دوران ضلع منڈی بہاؤالدین کے کس کس ہسپتال کو سال وار کتنی گرانٹ زکوٰۃ کی مد سے ادا کی گئی؟

(ب) یہ گرانٹ کس حساب سے ان ہسپتالوں کو دی گئی؟

(ج) یہ گرانٹ کس کی منظوری سے دی گئی اور کس کس مقصد کے لئے دی گئی؟

(د) ضلع منڈی بہاؤالدین کے ان ہسپتالوں کو فراہم کردہ گرانٹ کی چیکنگ کے دوران کتنی رقم خورد برد پکڑی گئی اور اس کے ذمہ دار کون کون پائے گئے؟

وزیرزکوٰۃ وعشر(راناثناءاللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں 30۔جون 2008 سے غیر فعال تھیں جس کی بناء پر وفاقی حکومت نے صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ کو زکوٰۃ فنڈ جاری نہیں کئے۔ فنڈ کی عدم دستیابی کی وجہ سے پنجاب کے تمام ضلعی ہسپتالوں بشمول ضلع منڈی بہاؤالدین کو 09۔2008 کے دوران فنڈ جاری نہ کئے جاسکے۔اب جبکہ صوبہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں تشکیل پاچکی ہیں۔ ضلع منڈی بہاؤالدین کو صحت کی مد میں مبلغ -/965,817 روپے کی رقم فراہم کی جاچکی ہے جو ضلع منڈی بہاؤالدین میں موجود ضلعی اور تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں کو قواعد وضوابط کے تحت ضلعی زکوٰۃ کمیٹی جاری کرے گی۔

(ب) جیسا کہ اوپر وضاحت پیش کردی گئی ہے کہ سال 09۔2008 میں کوئی فنڈ جاری نہیں کئے گئے۔سال 10۔2009 کے دوران ان ہسپتالوں کو ان ڈور بستروں کی بنیاد پر فنڈ درج ذیل شرح سے جاری کئے جائیں گے:۔

1۔ DHQ ہسپتال۔/20 روپے فی بستر یومیہ

2۔ THQ ہسپتال۔/15 روپے فی بستر یومیہ

(ج) صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ نے ضلع منڈی بہاؤالدین کو مذکورہ صحت کی گرانٹ جاری کردی ہے اور یہ گرانٹ ضلع زکوٰۃ کمیٹی منڈی بہاؤالدین کی منظوری کے بعد ہسپتالوں کو جاری کی جائے گی جو کہ صرف غریب مریضوں کے علاج پر خرچ ہوگی۔

(د) جیسا کہ اوپر وضاحت کردی گئی ہے کہ سال 09۔2008 کے دوران صوبہ کے تمام اضلاع بشمول ضلع منڈی بہاؤالدین کو صحت کی مد میں فنڈز فراہم نہیں کئے گئے تھے اس لئے 09۔2008 کا آڈٹ ممکن نہیں۔ سال 10۔2009 کے لئے صحت کی مد میں حال ہی میں مبلغ -/965,817 روپے کی رقم جاری کی گئی ہے۔ان فنڈز کے حسابات آنے کے بعد خُورد بُرد یا بے قاعدگی کا تعین ہوگا۔

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! جو معاملہ پہلے immediate طور پر لغاری صاحب نے اٹھایا تھا۔۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! غلط جواب دیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور مجھے ان کی بات سننے دیں۔ محترمہ ایسے نہ کریں۔انہوں نے کہہ دیا ہے کہ پنتیس اضلاع کی لسٹ میرے پاس موجود ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! گجرات میں زکواۃ کمیٹیاں مکمل نہیں ہوئیں۔ میں نے جو سوال پوچھا تھا اس کا جواب نہیں دیا گیا میں چیلنج کرتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ چیلنج کر دیں۔آپ لکھ کر چیلنج کریں کہ میرے سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے میں اس کا نوٹس لے لیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! ان کو بڑا شوق ہے تو یہ تحریک استحقاق لے آئیں۔اگر انہیں اپنی بات کی صحت پر اتنا ہی اصرار ہے تو یہ اس جواب پر تحریک استحقاق لے آئیں میں اس کو face کروں گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! یہ کہہ رہے ہیں کہ کمیٹیاں بن گئی ہیں، میں کہتی ہوں کہ کمیٹیاں ابھی مکمل طور پر نہیں بنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں categorically کہتا ہوں اور اس کی لسٹ میرے پاس ہے اور اگر اس میں ایک figure بھی غلط ہوا، 35 اضلاع میں یہ کمیٹیاں بن چکی ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! گجرات میں ابھی تک کمیٹیاں مکمل نہیں ہوئیں۔

جناب سپیکر: اگر جواب غلط ہوا تو میں اس کا نوٹس لوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): 74 کروڑ روپے کی رقم کا بھی اجراء ہو چکا ہے۔ یہ دونوں چیزیں میں categorically بتا رہا ہوں کہ 35 اضلاع میں more than 90 percent مقامی زکواۃ کمیٹیاں بن چکی ہیں notify ہو چکی ہیں اور 74 کروڑ روپے کی رقم جاری ہو چکی ہے اور اگر آپ گجرات کی بات کرتی ہیں تو میں۔۔۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! میں گجرات کا پوچھ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: وہ گجرات کا بھی بتا دیتے ہیں۔ان کو گجرات کا بھی بتا دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! گجرات کی ابھی اکتالیس کمیٹیاں بنی ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ ان سے تکرار نہ کریں، آپ تشریف رکھیں۔ وہ مجھ سے بات کر رہے ہیں، مجھے ان کی بات سننے دیں۔ جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! گجرات میں Committees 92.95 % بن چکی ہیں۔ یہاں پر total numbers of local Zakat Committees چھ سو اڑتیس ہیں اور total numbers of Zakat Committees constituted جو ہیں وہ پانچ سو ترانوے ہیں۔ یہ بن بھی چکی ہیں اور notify بھی ہو چکی ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! گجرات میں اکتالیس کمیٹیاں ابھی رہتی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! یہ میرے پاس ڈیپارٹمنٹ کا جواب موجود ہے اور اگر یہ جواب غلط ہوا تو ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ داران آدمیوں کے خلاف action لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ اگر تحریک استحقاق دینا چاہتی ہیں تو دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو یہ پیش کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: میرے پاس ثبوت موجود ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ثبوت میرے پاس لائیں تو میں اس کو دیکھوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں نے اس چیز کو پوری طرح سے verify کرنے کے بعد کہا ہے۔۔۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! انہوں نے غلط جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کی فکر نہ کریں don't worry اگر غلط جواب ہو گا تو ہم اس کا نوٹس لیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ No point of order. آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف اور محترم محسن لغاری صاحب نے immediate جواب مانگا تھا تو اس کے متعلق میں نے ان سے پندرہ منٹ کا ٹائم لیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: اب ان کی بات کو غور سے سنیں۔

پوائنٹ آف آرڈر
تھانہ تتلیانوالی (گوجرانوالا) پولیس کا معزز ممبر اسمبلی
جناب منور حسین منج کو گرفتار کرنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): معزز ایوان میں، میں اس کا جواب عرض کر دیتا ہوں کہ ایم پی اے منور حسین منج صاحب جو ہیں ان کے ساتھ جہاں زیب ولد میر علی مسلح کلاشنکوف، مظہر حسین ولد نذر حسین مسلح کلاشنکوف اور محمد رمضان ولد محمد بخش جو ہے یہ مسلح ٹرپل تھری بندوق تھے۔ ان کے ساتھ اور بھی مسلح لوگ تھے ان کے پاس لائسنس موجود تھے لیکن دو کلاشنکوف کے اور ایک ٹرپل تھری بندوق کا لائسنس ان کے پاس موجود نہیں تھا۔ انہیں اس بات کا موقع دیا گیا کہ اگر آپ کے پاس ان کے لائسنس ہیں اور اگر آپ گھر میں چھوڑ آئے ہیں یا کہیں بھول آئے ہیں تو آپ منگوا لیں لیکن وہ دیر تک ایسا نہ کر سکے جس پر ان کے خلاف مقدمہ نمبر 516/10 مورخہ 20۔جولائی 2010 تھانہ تتلیانوالی میں درج ہوا ہے۔ ان تینوں لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور ان کو آج جیل بھیجا جائے گا۔ منور حسین منج صاحب کو گرفتار نہیں کیا گیا وہ خود ہی تھانے میں بیٹھے تھے کہ جب تک آپ میرے آدمیوں کو چھوڑیں گے نہیں میں یہاں سے جاؤں گا نہیں اور اسی دوران انہوں نے ملازمین کو گالی گلوچ بھی کیا لیکن ان کے خلاف ماسوائے ایک رپٹ کے اندراج کے کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اس بارے میں بات کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: نہیں اس بارے میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو ابھی میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں دے رہا۔ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! دو سالوں کے بعد ہمارے سوال کی باری آئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: وزیر قانون صاحب فرمارہے ہیں کہ اگر جواب غلط ہوگا۔۔۔

جناب سپیکر: جی ہم اس کا نوٹس لیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! پہلے بھی میرے سوال کا جواب غلط آیا تھا میں نے اس پر تحریک استحقاق پیش کی لیکن آپ نے اسے kill کر دیا۔

جناب سپیکر: جو kill کرنے والی ہوتی ہے وہ kill ہو جاتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! انہوں نے فرمایا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ سے مخاطب نہیں ہوں۔ لغاری صاحب تشریف رکھتے ہیں؟ آپ نے وہ بات سن لی ہے جو وزیر قانون نے آپ کو بتائی ہے۔ Are you satisfied now?

جناب شیر علی خان: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جہاں تک منور حسین منج ایم پی اے صاحب کا تعلق ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ان کو گرفتار نہیں کیا گیا۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! ان کو رات کو ساڑھے گیارہ بجے تک detain کیا گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ان کو detain نہیں کیا گیا تھا۔۔۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! وزیر قانون صاحب نے پولیس کا version بیان کیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کے لئے آپ کے پاس بھی اختیار ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جب ان کو detain کیا گیا تو انہیں آپ کو اطلاع دینی چاہئے تھی۔ وزیر قانون صاحب جو فرمارہے ہیں کہ ان کو بعد میں چھوڑ دیا گیا، چھوڑ دیا گیا ہوگا۔ جب کسی ممبر کو detain کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کے لئے آپ تحریک استحقاق لائیں تو میں دیکھ لوں گا۔

جناب شیر علی خان: شکریہ

جناب سپیکر: جب تحریک استحقاق آئے گی تو اس کو دیکھ لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو detain کیا ہی نہیں گیا۔

جناب سپیکر: بقول ان کے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو تو detain کیا ہی نہیں گیا۔ان کے ساتھ دو کلاشنکوف اور 222 بردار تھے جب انہیں تھانے لے گئے تو منور حسین منج صاحب خود یہ کہہ رہے تھے کہ میں ان کو لے کر جاؤں گا اور میں ان کے بغیر نہیں جاؤں گا اور وہ خود تھانے میں بیٹھے رہے۔جتنی دیر ان کا دل کیا وہ بیٹھے رہے، پھر چلے گئے۔

جناب سپیکر: وہ لکھ کر لائیں گے، اپنی بات پڑھیں گے پھر اس کے بعد فیصلہ ہو گا۔ایسے تو نہیں ہو گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔میاں طارق محمود صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا ان کی یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار محترمہ انجم صفدر صاحبہ کی طرف سے ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں آ گیا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اب میں آرڈر کر چکا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کے پاس review powers ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ایک دفعہ آرڈر ہو چکا ہے تو میرے خیال میں اب آپ اسے رہنے دیں، یہی بہتر ہے۔order is order now محترمہ انجم صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 512 ہے۔جی، محترمہ!

جڑانوالا روڈ پر واقع میگنا ٹیکسٹائل مل سے پھیلنے والی آلودگی کے خلاف محکمہ تحفظ ماحولیات کی قانونی کارروائی سے مقامی پولیس کا عدم تعاون

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد میں کھرڑیانوالہ سے جڑانوالا جانے والی سڑک پر واقع میگنا ٹیکسٹائل ملز میں Waste Water Treatment Plant نہ ہونے اور یہاں سے نکلنے والے زہریلے اور کیمیکل شدہ پانی کی نکاسی کے لئے کوئی مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے ایک طرف ماحولیاتی آلودگی پھیل رہی ہے اور دوسری طرف زہریلا

اور کیمیکل شدہ پانی ملز کے گرد ونواح میں واقع زرعی زمینوں میں چھوڑے جانے، فصلوں اور جانوروں کو ہونے والے نقصان اور زیر زمین پانی پینے کے قابل نہ ہونے کا موجب بننے کی وجہ سے مقامی محکمہ تحفظ ماحولیات نے گزشتہ سال موقع کا کئی بار ملاحظہ کے بعد مذکورہ ملز کو seal کرنے کے احکامات جاری کئے مگر ان احکامات پر عملدرآمد نہ ہو سکا اور پھر انوائرمنٹل ٹربیونل لاہور نے 2010-06-02 کو مذکورہ ملز کو seal کرنے کے احکامات جاری کئے اور فیصلے کی کاپی ڈی پی او فیصل آباد کو 2010-06-24 کو ضروری کارروائی کے لئے بھجوائی گئی جس پر انہوں نے ضروری کارروائی کی غرض سے ایس ایچ او تھانہ کھرڑیانوالہ کو ہدایت کی مگر جب مقامی محکمہ تحفظ ماحولیات نے ٹربیونل کے احکامات پر عمل درآمد کرنے کے لئے 2010-06-29 کو تھانہ کھرڑیانوالہ رابطہ کیا تو ایس ایچ او تھانہ کھرڑیانوالہ نے میگنا ٹیکسٹائل ملز کو seal کرنے کے حوالے سے محکمہ ماحولیات کے ساتھ تعاون کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔مذکورہ ملز میں Waste Water Treatment Plant نہ ہونے، نکاسی آب کا مناسب انتظام نہ ہونے، زہریلے اور کیمیکل شدہ پانی کی وجہ سے پیدا ہونے والے ماحولیاتی آلودگی، فصلوں، زمینوں کو ہونے والے نقصان اور ٹربیونل کے فیصلے پر عملدرآمد کروانے میں مقامی پولیس کے عدم تعاون پر مقامی لوگوں میں سخت پریشانی اور اضطراب کی لہر پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر ایوان میں اس پر بحث کے لئے اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا نوٹس مجھے آج ہی موصول ہوا ہے لہذا آپ اسے اگلے ہفتہ تک کے لئے pending فرمادیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! اگلے ہفتہ تک اجلاس چلنا بھی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: ابھی انتظار کریں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! یہ بہت اہم نوعیت کا معاملہ ہے۔ایسی بہت سی ملز ہیں جہاں Waste Water Treatment Plant نہیں لگے ہوئے۔آپ اسے کمیٹی کے حوالے کریں یا اس کے لئے کوئی سپیشل کمیٹی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں۔اس کے لئے کمیٹی نہیں بن سکتی۔ابھی اس پر debate ہونی ہے۔آپ کیا کرتی ہیں، کمیٹی کے حوالے کیسے کر دیں؟

محترمہ انجم صفدر: پھر آپ اسے ہفتہ کے لئے pending نہ کریں بلکہ ایک دو دن کے لئے کر لیں آپ اسے جمعہ تک pending کر لیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! جمعہ تک اس کا جواب آ جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج ہی اس کا نوٹس موصول ہوا ہے لہذا آپ اسے اگلے ہفتہ تک pending فرمائیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتہ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار مولانا چنیوٹی صاحب کی طرف سے ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! اگر اجلاس ختم ہو گیا تو پھر اگلے ہفتے یہ کیسے take up ہو سکے گی؟

جناب سپیکر: آپ فکر نہ کریں، اس کا جواب آ جائے گا۔چنیوٹی صاحب موجود نہیں ہیں لہذا ان کی تحریک التوائے کار disposed of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار چودھری ظہیر الدین صاحب اور ماشاء اللہ ان کے ساتھ کافی حضرات ہیں، سردار محمد یوسف، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد محسن خان لغاری صاحب، مونس الہیٰ صاحب، کرنل عباس صاحب، اس تحریک کو کون پیش کرنا چاہتے ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: اس میں آپ کا نام ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جی میرا نام ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

وفاقی حکومت کا بھارت اور افغانستان کی باہمی تجارت کے لئے راستہ دینے سے پاکستان کا خطرناک علاقے میں تبدیل ہونے کا خدشہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "نوائے وقت" مورخہ 19-07-2010 کی خبر کے مطابق وفاقی حکومت نے بھارت اور افغانستان کی تجارت کو فروغ دینے کے لئے واہگہ بارڈر کے لئے زمینی، فضائی اور سمندری راستے دینے کا معاہدہ کیا ہے جس سے نہ صرف لاہور بلکہ پورے پاکستان کا ایک danger zone بن جائے گا۔اس خبر

سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذااستدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اسی تحریک سے ملتی جلتی next تحریک التوائے کار نمبر 515 محسن لغاری صاحب کی طرف سے ہے وہ بھی پڑھ دیں تو میں ان دونوں کا اکٹھا جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: جی،لغاری صاحب!آپ تحریک التوائے کار نمبر515 پیش کریں۔

وفاقی حکومت کا بھارت اور افغانستان کی باہمی تجارت کے لئے راستہ دینے کے معاہدہ سے پاکستان کو خطرات لاحق

جناب محمد محسن خان لغاری: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "نوائے وقت" مورخہ 19-07-2010 کی خبر کے مطابق وفاقی حکومت نے بھارت اور افغانستان کی تجارت کو فروغ دینے کے لئے واہگہ بارڈر کے ذریعے زمینی، فضائی اور سمندری راستے دینے کا معاہدہ کیا ہے اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذااستدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! فنانس منسٹر نے کہا ہے کہ ابھی یہ معاہدہ نہیں ہوا۔جو بھی صورتحال ہے اس بارے میں حکومت پنجاب کا یہ مؤقف ہے کہ وہ جو بھی document ہے، معاہدہ ہے یا note ہے اسے اس اسمبلی میں پیش کیا جائے گا اور اس پر باقاعدہ اس House سے in put لی جائے گی اور اس کے بعد اس House کی جو سفارشات ہوں گی اس بنیاد پر وزیر اعلیٰ پنجاب خود بھی وفاقی حکومت سے بات کریں گے اور House کی تمام in put اور recommendations کو پہنچایا جائے گا،اس لئے آپ اسے next week تک pending فرمادیں،اس کا جواب بھی آ جائے گا اور جس دن اس نوٹ یا معاہدے کی کاپی ملے گی تو پھر اپوزیشن کے دوستوں سے مل کر اس پر بحث کے لئے دو گھنٹے کا ٹائم fix کر لیا جائے گا اور تمام معزز ممبران کو موقع دیا جائے گا کہ وہ اس پر اپنا اظہار خیال کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ انہیں اگلے ہفتہ تک کے لئے pending کر دیا جائے۔پتا نہیں کہ اجلاس اگلے ہفتہ تک چلتا ہے یا نہیں لہذا مہربانی کر کے اسے ابھی take up کر لیں۔ہمارے اکثر بھائیوں اور بہنوں کا اس پر ایک نقطہ نظر ہے جس کا سامنے آنا بڑا ضروری ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اول تو ابھی یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ اگلے ہفتہ میں اجلاس نہیں ہو گا۔اگر اگلے ہفتہ میں اجلاس ہونا ہوا تو پھر اسے next week میں ورنہ میں کوشش کروں گا، مجھے کائرہ صاحب ملتے ہیں اور اگر اس معاہدے یا note کی کاپی available ہوئی تو ہم جمعہ کو بھی اس پر بات کر سکیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!پہلے بھی جب اس پر بات ہوئی تھی تو اس وقت سینئر منسٹر صاحب نے commitment کی تھی کہ وہ لے کر آئیں گے۔وقت گزارنے کے لئے commitment کر دی جاتی ہے لیکن وہ پوری نہیں ہوتی۔سینئر منسٹر صاحب کی commitment تھی کہ وہ یہ لے کر آئیں گے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ بڑی واضح اور دوٹوک بات ہے کہ اگر اس معاہدے یا note کی کاپی میسر آ جاتی ہے تو ہم جمعہ والے دن اس معزز ایوان کے سامنے وہ رکھ کر اس پر بات کروالیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اگر اس کی کاپی نہیں آتی تو پھر؟

معزز ممبران: نہیں آئے گی تو پھر بھی بات کریں گے۔

جناب سپیکر: یہ دونوں تحاریک التوائے کار اگلے ہفتہ تک کے لئے pending کی جاتی ہیں۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/516 میاں محمد رفیق صاحب کی طرف سے ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب!کافی باتیں ہو چکی ہیں، میرے خیال میں اب کسی اور کو بھی ٹائم ملنا چاہئے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر!میں اسی حوالے سے ایک بات عرض کرنی چاہتا ہوں۔میں محسن لغاری صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔یہاں پر میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جب

میاں محمد نواز شریف صاحب وزیر اعظم تھے تو انہوں نے 1998 میں انڈیا کے ساتھ ایک peace agreement کیا تھا۔اُس وقت واجپائی صاحب پاکستان آئے تھے۔اُس وقت ایک بڑا طے شدہ agreement ہوا تھا۔اس agreement کو base بناتے ہوئے trade agreement یا دوسرے agreements کئے جائیں۔باقی جتنی بھی چیزیں ہوں گی ان کو 1998 میں ہونے والے agreement کا extension بنایا جائے۔میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد نواز شریف صاحب نے جو initiative لیا تھا اسی کو base بنا کر باقی معاملات طے کئے جائیں۔

نواب زادہ سید شمس حیدر: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میں درخواست کروں گا کہ یہ بڑا important matter ہے،اس لئے ہمیں اس معاملے پر بحث ضرور کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد رفیق صاحب!

فیصل آباد میں پاور لومز بند ہونے کی وجہ سے احتجاج کرنے والے مزدوروں کی ریلی پر پولیس کی شیلنگ اور فائرنگ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ آج صبح سے فیصل آباد میں ایک لاکھ سے زائد پاور لومز مزدوروں نے زندہ رہنے کے حق کی خاطر ایک ریلی نکالی اور مظاہرہ کیا۔ٹی وی رپورٹس کے مطابق دو درجن سے زائد مزدور پولیس شیلنگ سے زخمی ہو گئے اور 100 سے زائد مزدور گرفتار کئے جا چکے ہیں جبکہ مزدور تنظیموں کا کہنا ہے کہ زخمی ہونے والے مزدور پولیس فائرنگ سے زخمی ہوئے ہیں۔پاور لومز مزدوروں کا مطالبہ ہے کہ ان کی اجرتوں میں 17 فیصد اضافہ کیا جائے،گرفتار مزدوروں کو رہا کیا جائے اور مزدوروں کو زخمی کرنے والے پولیس ذمہ داران کو گرفتار کیا جائے۔بصورت دیگر ان کا مظاہرہ جاری رہے گا جو کہ اس تحریک کے پیش کئے جانے کے وقت تک جاری تھا۔مظاہرین نے رد عمل میں سدھار میں ایک پاور لومز فیکٹری کو بھی آگ لگا دی ہے۔پولیس ایکشن کی وجہ سے فیصل آباد بھر کے پاور لومز مزدوروں اور متاثرین خاندانوں میں شدید غم و غصہ اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔خدشہ ہے کہ کہیں یہ آگ پنجاب بھر کے پاور لومز مزدوروں، صنعتی اور بھٹہ مزدوروں میں نہ پھیل جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ fresh تحریک ہے لہذا اس کو آپ pending فرمادیں تاکہ اس کا جواب طلب کیا جاسکے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! اس تحریک کو کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو آپ اگلے ہفتہ تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس تحریک کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب اعجاز احمد خان صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔وہ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے ان کی یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اسی House میں اس سے پہلے بھی کئی دفعہ یہ بات ہو چکی ہے، آج بھی وہی بات repeat ہوئی ہے۔ وقفہ سوالات کے بارے میں Chair کی طرف سے یہ رولنگ آئی تھی کہ Question Hour کے duration میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: میں نے تو سب سے یہی گزارش کی تھی لیکن میں کیا کروں، آپ سب ممبران اس پر عمل ہی نہیں کرتے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! دو دو سال کے بعد سوالات کی باری آتی ہے، آج بہت important سوالات تھے اور صرف دس منٹ میں Question Hour wind up ہو گیا۔ جب یہاں پر غلط جوابات آتے ہیں اور ان کی نشاندہی کی جاتی ہے تو اس کے بارے یہ ایک precedent set ہو گیا ہوا ہے، ہمیشہ سے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ آپ اس کے خلاف Privilege Motion move کر لیں۔ میں نے اور محسن لغاری صاحب نے غلط جوابات پر منسٹر صاحبان کے خلاف اب تک جتنی بھی تحاریک move کی تھیں ان میں سے آج تک ایک بھی take up نہیں ہوئی۔ ان سب تحاریک استحقاق کو kill کر دیا گیا۔ آج بھی honourable Law Minister صاحب نے 31۔دسمبر 2007 کا ذکر فرمایا ہے کہ اس تاریخ کو مقامی زکوۃ کمیٹیوں کی مدت پوری ہو گئی تھی جبکہ محکمہ زکوۃ کی طرف سے جو تاریخ بتائی گئی ہے وہ 30۔جون 2008 ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ لکھ کر دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں on the floor of the House یہ بات اس لئے repeat کر رہی ہوں کہ جوابات کی کاپی میں جگہ جگہ یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ 30۔جون2008 کو مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی مدت پوری ہو گئی۔اگر وقفہ سوالات دس منٹ کی بجائے پورا ایک گھنٹہ چلتا تو شاید بہت ساری اور باتیں بھی clear ہو جاتیں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ہم نے جو فیصلہ کیا تھا کہ وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا جائے گا کیا اب آپ سب کو اس کی افادیت کا احساس ہوا ہے یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب آپ نے یہ announce کر دیا کہ اب وقفہ سوالات شروع ہو گیا ہے تو اس کے بعد مختلف issues پر point of orders کی شروعات اپوزیشن کی طرف سے ہوئی ہے۔اب اگر House نے time کو اس طرف use کیا ہے تو اس میں Chair کا تو کوئی قصور ہے اور نہ ہی میری طرف سے کسی قسم کی کوئی reluctance تھی۔اب دیکھیں، بات یہ ہے کہ آپ تحریک استحقاق ضرور لائیں لیکن تحریک استحقاق لانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ جو بات فرما رہی ہیں وہ صحیح ہے۔میں اب بھی یہ کہتا ہوں کہ 31۔دسمبر 2007 کو ان کمیٹیوں کے تین سال پورے ہو گئے اور یہ ان کی آخری تاریخ تھی۔اس تاریخ کو ان کمیٹیوں کا time ختم ہو گیا۔اس کے بعد قانون میں یہ ہے کہ ان کو چھ ماہ تک extension یا اس purpose کے لئے رکھا جا سکتا ہے کہ یہ کام کرتی رہیں تاکہ ان چھ مہینوں میں نئی کمیٹیاں آ کر ان کی جگہ replace ہو جائیں اور وہ تاریخ 30۔جون 2008 تھی۔الیکشن ہوئے اور نہ ہی ان کمیٹیوں نے ان چھ ماہ میں کام کیا کیونکہ Caretaker Government نے ان کو روک دیا تھا۔لہذا 30۔جون 2008 کے بعد ان کمیٹیوں کا بالکل کوئی وجود نہیں ہے لیکن ان کی جو date تھی وہ 31۔دسمبر 2007 ہی تھی۔اب اس کے اوپر معزز ممبر تحریک استحقاق لانا چاہتی ہیں تو بے شک لے آئیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! کیا آپ نے وزیر قانون صاحب کی بات سن لی ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جی، ہاں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پوائنٹ آف آرڈر

وقفہ سوالات میں دوسرے معاملات کو شامل کرنے سے سوالات کی اہمیت کا کم ہونا

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کو welcome کہتا ہوں۔ابھی آپ کے تشریف لانے سے پہلے وقفہ سوالات کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا۔آج جب وقفہ سوالات شروع ہوا، جب سپیکر صاحب نے یہ announce کر دیا کہ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے تو مختلف issues پر point of orders شروع ہو گئے اور وہ اتنے طویل ہوئے کہ وقفہ سوالات دس منٹ کے اندر wind up ہو گیا۔ میری یہ درخواست ہے کہ اگر Chair وقفہ سوالات کے دوران اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت دیتی ہے تو پھر وقفہ سوالات کو kill نہیں ہونا چاہئے۔وقفہ سوالات کے اندر سب ممبران کے اہم سوالات ہوتے ہیں۔اگر کسی اہم پوائنٹ آف آرڈر کی Chair اجازت دیتی ہے تو وہ at the cost of question hour نہیں ہونا چاہئے۔وقفہ سوالات کے لئے بہر حال ایک گھنٹہ ملنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! کوئی بھی معاملہ اتنی جلدی کا نہیں ہوتا، کوئی اتنی emergency نہیں ہوتی کہ ایک گھنٹے کے بعد وہ معاملہ discuss کرنے کے قابل نہیں رہتا۔آج جس issue پر تقریباً چالیس منٹ بحث ہوئی ہے وہ وقفہ سوالات کے بعد بھی اٹھایا جا سکتا تھا۔یہ بات Business Advisory Committee میں طے ہوئی ہے کہ جب Chair Question Hour announce کر دے تو اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔آج اُس وقت میں یہاں پر موجود تھا۔Chair کی بار بار request کے باوجود یہاں پر معزز ممبران بضد رہے اور انہوں نے کہا کہ نہیں جی، ہم نے ہر قیمت کے اوپر یہ بات ابھی کرنی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو فیصلہ ہوا ہے اگر آپ اس کو follow کریں گے تو پھر ایسی صورتحال پیش نہیں آئے گی۔اب یہ تحاریک التوائے کار کا وقفہ تھا جو کہ دس منٹ میں ختم ہو گیا۔تین تحاریک fresh تھیں، ان کا جواب نہیں آیا تھا اور دو تحاریک التوائے کار disposed of ہو گئیں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت آدھے گھنٹے کا تھا لیکن یہ تحاریک دس منٹ میں

ختم گئیں تو اس وقت بھی وہ بحث ہو سکتی تھی۔میں سمجھتا ہوں کہ Business Advisory Committee میں جو فیصلہ ہوا ہے اس پر عملدرآمد ہونا چاہئے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ایک منٹ کے لئے میری بات سنیں۔No point of order آپ دیکھیں کہ آج آپ کا business بھی انہی point of orders کی وجہ سے kill ہوا ہے اور جس طرح سے رانا صاحب نے بات کی ہے معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ point of order کے بارے میں پڑھ کر بھی آیا کریں کہ point of order کن حالات میں اور کس لئے raise کیا جا سکتا ہے، ہمیں point of order پر Rules of Procedure کو اچھے طریقے سے follow کرنا ہے۔جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔آپ کے تشریف لانے سے پہلے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تاریخ کے حوالے سے بات ہو رہی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس وقت Question Hour میں پوائنٹ آف آرڈر بالکل ہی take up نہیں ہو سکتا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس وقت وزیر قانون صاحب نے جو بات کی ہے وہ بالکل بجا ہے، آپ بھی جب اس Chair پر تشریف فرما ہوتے ہیں تو آپ بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ غلط جوابات پر بہت دفعہ Privilege Motions move کی گئی ہیں جن پر آج تک کبھی بھی کوئی action نہیں ہوا۔آج بھی اس کتاب میں جگہ جگہ یہ لکھا ہوا ہے کہ 30۔جون 2008 کو ان کمیٹیوں کی مدت پوری ہو گئی، 30۔جون 2008 کو یہ کمیٹیاں غیر فعال ہو گئیں، معزز وزیر قانون نے جو جواب دیا ہے وہ اس پوری کتاب میں مجھے نظر نہیں آ رہا۔

MR. DEPUTY SPEAKER: This is not a proper forum, so this is not a valid point of order.

جب ایوان میں سوالات آتے ہیں تو اس وقت سب کو اس بات کا خیال کرنا چاہئے۔(قطع کلامیاں) Chair جب ruling کو implement کراتی ہے تو پھر سب سے زیادہ احتجاج بھی آپ کی طرف سے آتا ہے۔آئندہ سے اس بات کا خیال رکھیں کہ Question Hour میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہ ہو تو ایوان کا کام بڑا smoothly چلے گا۔جی، محترمہ سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!یہ Chair کا استحقاق ہوتا ہے کہ وہ کس چیز کو کتنی importance دیتی ہے۔آج صبح بھی جتنے point of order raise ہوئے ہیں سپیکر صاحب نے اپنا استحقاق استعمال کرتے ہوئے ان کی اجازت دی ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ وزیر قانون صاحب نے سپیکر کے استحقاق کو اپنی کسی terminology میں explain کرنے کی کوشش کی ہے۔ابھی بھی وہ criticise کر رہے ہیں کہ آپ لوگوں نے سپیکر کو pressurise کر لیا،اگر سپیکر نے کر دیا ہے تو ہمیں acceptable ہے البتہ میں uphold کرتی ہوں کہ دس منٹ میں ایک گھنٹہ نہیں گزرتا جس کا اڑھائی اڑھائی سال انتظار کیا جائے،secondly وزیر قانون نے immediately and arrest کی اپنی ہی کوئی definition نکالی اور ہم سپیکر کے استحقاق کو uphold کر رہے تھے تو انہوں نے اس discussion کو بھی دبا دیا۔وزیر قانون کی طرف سے سپیکر کے استحقاق پر جب اس قسم کی گفتگو آئے تو مجھے نہیں سمجھ آتی کہ یہ کس قسم کی خدمت ہے؟یہ واقعی خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کے خادم اعلیٰ ثناء اللہ ہیں لیکن اس حکومت کو چلانے کے لئے اگر وزیر قانون سپیکر کو اس حد تک criticise کر رہے ہیں تو میں یہ پوائنٹ آف آرڈر لانا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:محترمہ!پہلی بات یہ ہے کہ اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر کی definition پڑھیں تو آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں ہے کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کوئی چیز point out کر سکتی ہیں،تقریر نہیں کر سکتیں۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

کورم کی نشاندہی

سیدہ ماجدہ زیدی:جناب سپیکر!آپ سرکاری کارروائی کا اعلان کر رہے ہیں،آپ پہلے گنتی تو کروالیں کہ ایوان میں کورم پورا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:کورم point out ہو گیا ہے،گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر:پانچ منٹ ہو گئے ہیں،گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جوزیر غورلائے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر:اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

The Women University Multan (Bill 2010) Bill No. 4 of 2010. The Institute of Southern Punjab Multan (Bill 2010) Bill No. 16 of 2010. The Punjab Healthcare (Bill 2009) Bill No. 31 of 2009. The Global Institute Lahore (Bill 2010) Bill No. 18 of 2010.

مسودہ قانون ویمن یونیورسٹی ملتان مصدرہ2010

(۔۔۔جاری)

ADDITION OF NEW CLAUSE – 27 A

MR DEPUTY SPEAKER: Now we resume Clause by Clause consideration on the Women University Multan Bill 2010 consideration on the Bill upto Clause-27 was completed on 19th July 2010. Now, we take up the amendment for addition of new Clause 27-A.

The amendment is from 27 members, any mover may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Mr. Speaker, I move:

> That after Clause 27 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 27-A be added:-
>
> **"27-A Retirement from Service.–** An Officer, teacher or other employee of the University shall retire from service–
>
> (a) on such date, after he has completed twenty five years of service qualifying for pension or other

retirement benefits as the competent Authority may, in the public interest, direct; or

(b) where no direction is given under Clause (a) on the completion of the sixtieth year of his age.

Explanation. In this section, "Competent Authority" means the Appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the officer, teacher or other employee concerned."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That after Clause 27 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 27-A be added:-

"27-A Retirement from Service.– An Officer, teacher or other employee of the University shall retire from service.

(a) on such date, after he has completed twenty five years of service qualifying for pension or other retirement benefits as the competent Authority may, in the public interest, direct; or

(b) where no direction is given under Clause (a) on the completion of the sixtieth year of his age.

Explanation. In this section, "Competent Authority" means the Appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the officer, teacher or other employee concerned."

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose it, sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمیں جو تھوڑی سی کمی نظر آئی تھی کہ لوگوں کی ریٹائرمنٹ کا طریق کار کیا ہوگا، ان کی ملازمت کے ختم ہونے کا کیا طریق کار ہوگا اور کس وقت وہ ریٹائرمنٹ کے benefits کے لئے eligible ہوں گے؟ ہم نے ایک Clause درمیان میں اس لئے دی ہے کہ 25 سال کی سروس کے بعد یا جب ان کی عمر 60 سال ہو جائے تو وہ ریٹائر ہو جائیں۔ یہ بہت معقول سی تجویز ہے۔ اگر اسمبلی کے معتبر ممبران مناسب سمجھیں کہ اس کو درمیان میں incorporate ہونا چاہئے تو اس کے لئے مہربانی کر کے vote کر دیں اور اگر صرف اس لئے کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے آئی ہے اور اس کی مخالفت کرنی ہے تو اکثریت اس طرف ہے وہ اسے vote out کر سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس ترمیم کا مقصد یہی ہے کہ ہمارے جو ملازمین ان اداروں میں کام کرنے کے بعد ریٹائر ہوں گے۔۔۔

(اس مرحلہ پر منڈی بہاؤالدین کے تمام معزز ممبران اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

معزز ممبران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Legislation میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ آپ please rules follow کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ لاء منسٹر سے بات کر لیں۔ آپ House کے rules کو follow کریں۔ شکریہ۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد جو سہولیات گورنمنٹ ملازمین کو دی جاتی ہیں۔ ہمارا اس ترمیم کے ذریعے یہ کہنے کا مقصد ہے کہ وہی سہولیات ان ملازمین کو بھی ملنی چاہئیں۔۔۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! ہمیں ایک منٹ بات کرنے دیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: This is no way. You don't have the right to dictate the Chair.

یہاںChairنےrulesکوfollowکرنا ہے۔(قطع کلامیاں)

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!یہ شقmain lawمیں بھی شامل ہونی چاہئے۔(قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: This is not a proper forum and this is not proper time

اس وقتlegislationہو رہی ہے۔No point of order can be taken upآپ صبح سے بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کو اب خیال آیا ہے جبlegislationشروع ہوئی ہے۔ مجھے آپ کا بڑا احترام ہے.But kindly follow the rules

جناب آصف بشیر بھاگٹ:جناب سپیکر!آپ نے دوسروں کو بات کرنے کی اجازت دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:Legislation میں کوئی اجازت نہیں ہے،rules permitنہیں کرتے۔ This is no point of order. I rule it out.جبlegislationختم ہو جائے گی تو میں آپ کوfloorدوں گا۔آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!جب معزز ممبران اس بات پر بضد ہیں تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کر دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:لاء منسٹر صاحب!rulesکے مطابق جبlegislationہو جائے گی تو اس کے بعد بات کر لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!آپ ان کو یہ فرمادیں کہ یہ میرے چیمبر میں آکر بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جبlegislationختم ہو گی تو میں ان کوfloorدوں گا اور لاء منسٹر صاحب اسے explainکر دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ان کی جو بھی شکایت ہے میں اس پرrespondکرنے کے لئے تیار ہوں۔ مناسب ہے کہ یہ میرے چیمبر میں آجائیں۔ میں ساری صورتحال ان کو واضح کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بالکل ٹھیک ہے۔شکریہ۔جی،محترمہ!آپ بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اس کلاز میں ہم نے جو ترمیم پیش کی ہے اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ ان یونیورسٹیوں سے جو ملازمین ریٹائر ہوں گے ان کو وہی مراعات دی جائیں جو کہ گورنمنٹ ملازمین کو دی جاتی ہیں، کسی بھی طریقے سے وہ less favourable نہیں ہونی چاہیئں اور اس کلاز کو proper main law میں شامل کرنا چاہئے۔ Rules and Regulations میں بعد میں شامل کرتے ہیں، نہیں کرتے، اس میں درج ہے یا نہیں ہے، اس ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ actual law میں کوئی ردوبدل نہ ہو اور ایک چیز ضرور ہو جائے جس کی authenticity مستحکم کرنے کے لئے ہماری یہ درخواست ہے کہ اس کلاز کو main law میں شامل کیا جائے اور اس کے تحت جو Rules and Regulations بنیں اس میں بھی ہوں تاکہ کسی بھی طریقے سے انہیں جو مراعات ہیں وہ سرکاری ملازمین سے کم نہ ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اس میں مجھے یہ کہنا ہے کہ ہم نے جو ترمیم دی ہے اس کی Clause-A میں ہم نے بات کی ہے اور اس میں competent authority سے مراد وہ شخص ہے جو نہ صرف authority رکھتا ہو بلکہ اس کی qualification بھی ایسی ہو کہ وہ باقی ملازمین سے senior ہو اور اس کا گریڈ صحیح ہو اور وہ دوسروں سے کمتر کسی طرح نہ ہو۔ How can a junior make orders to a senior ہم نے explanation میں یہ بات لکھی ہے کہ:

> **Explanation**. In this section, "Competent Authority" means the Appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the officer, teacher or other employee concerned."

اس کے بعد ہم دوسری بات یہ کہنا چاہتے ہیں کہ for granted mention نہیں کیا گیا کہ age of retirement کیا ہے؟ ہم نے کہا ہے کہ ریٹائرمنٹ کی عمر 60 سال ہونی چاہئے جب کوئی ملازم 60 سال کا ہو جائے تو اسے age of retirement مانا جائے کیونکہ اس میں specify نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات پہلے ہو چکی ہے۔اس کے علاوہ کوئی اور بات ہے تو وہ کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہی دو باتیں ہیں جو ہم شامل کرانا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!جو کلاز27پوری طرح سے comprehensiveاور completeہے اس میں ہر چیز کا احاطہ کیا گیا ہے۔یہ rulesسے متعلقہ باتیں ہیں ان کو main actکا حصہ بنانے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That after Clause 27 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 27-A be added:-

"27-A Retirement from Service.– An Officer, teacher or other employee of the University shall retire from service-

(a) on such date, after he has completed twenty five years of service qualifying for pension or other retirement benefits as the competent Authority may, in the public interest, direct; or

(b) where no direction is given under Clause (a) on the completion of the sixtieth year of his age.

Explanation. In this section, "Competent Authority" means the Appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the officer, teacher or other employee concerned.".

(The motion was lost)

CLAUSE 27-B

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, addition of new Clause 27-B. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhray, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS. KHADIJA UMAR: Sir, I move:

> That in the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 27-B be added:-
>
> **"27-B. Opportunity to show cause.-** No officer, teacher or employee, of the University holding a permanent post shall be reduced in rank, or removed or compulsorily retired from service, unless he has been given a reasonable opportunity of showing cause against the action proposed to be taken."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> That in the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 27-B be added:-
>
> **"27-B. Opportunity to show cause.-** No officer, teacher or employee, of the University holding a permanent post

shall be reduced in rank, or removed or compulsorily retired from service, unless he has been given a reasonable opportunity of showing cause against the action proposed to be taken."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ بہت اہم ہے اور ویسے بھی being a Lawyer وزیر موصوف جانتے ہوں گے کہ اپنے دفاع میں جب بھی کوئی چیز کرنی ہوتی ہے تو اس کے لئے بڑا اہم ہے کہ اس کو اپنے دفاع کا حق ہونا چاہئے۔ ہم نے یہاں پر یہ amendment اس لئے پیش کی ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کسی کے ساتھ زیادتی ہو جائے۔ ہم نے کہا ہے کہ یونیورسٹی کے ٹیچر، ملازم یا کوئی بھی سٹاف جس کے خلاف کوئی شکایت آئی ہے تو اس کو پہلے Show Cause Notice دینا بہت اہم ہے۔ بغیر Show Cause Notice دیئے اگر اسے بالکل نکال دیا جائے گا تو اس کے ساتھ زیادتی ہو گی۔ یہ ایک مسلمہ اصول بھی ہے کہ .Nobody can be condemned unheard تو ہمیں چاہئے کہ اس amendment کو شامل کریں تاکہ کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہو۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ! اس سے اگلی بات کیجئے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اگلی بات ہی کروں گی۔ آپ بھی جانتے ہیں، ہم سب بھی جانتے ہیں اور وزیر قانون صاحب بے شک اسے oppose کرتے رہتے ہیں وہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارا ایک وتیرہ بن چکا ہے کہ ہر شعبے کے اندر ایک اندرونی politics ضرور ہوتی ہے لیکن ہمارے ہاں کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ اس اندرونی politics اور leg pulling کی وجہ سے ناجائز طور پر کسی کو کھینچا یا ہٹائے جانے کی کوشش کی جا سکتی ہے اور اس کے اوپر جھوٹے الزامات لگ سکتے ہیں اس لئے اس amendment کو شامل کرنے پر زیادہ focus اس لئے کیا گیا ہے کہ اس کو proper notice جاری کیا جائے تاکہ اس کو explanation کا بھی موقع ملے، explanation کا موقع ملنے کے بعد proper طریقے سے اس کی inquiry ہو اور اس کے بعد اس ملازم کا فیصلہ ہو تاکہ اس کو اپنی صفائی دینے کا بھرپور موقع مل سکے اور وہ اندرونی سازشوں اور leg pulling کا شکار نہ ہو جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دو چار لوگ اس کے خلاف

مل جائیں اور ایک lobby بن جائے تو ان چیزوں کو سامنے لانے میں کچھ وقت ضرور درکار ہو گا۔ جس کے خلاف شکایت ہے اس کو اگر اپنے آپ کو explain کرنے کا موقع مل جائے گا تو یہ سارا اسی صورت میں ہو گا جس کا ابھی کسی کو meaning نہیں آ رہا تھا تو immediately یہاں پر سب کچھ نہیں ہونا چاہئے بلکہ slowly, gradually اور سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ یونیورسٹی کے ملازمین پر Punjab Government Employees Efficiency, Discipline and Accountability Act 2006 لاگو ہوتا ہے اس لئے اس addition کی ضرورت نہیں ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 27-B be added:-
>
> **"27-B. Opportunity to show cause.-** No officer, teacher or employee, of the University holding a permanent post shall be reduced in rank, or removed or compulsorily retired from service, unless he has been given a reasonable opportunity of showing cause against the action proposed to be taken."

(The motion was lost)

CLAUSE 27-C

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, addition of new Clause 27-C. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamar Talal Gopang, Dr.

Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS. AMNA ULFAT: Sir, I move:

That in the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 27-C be added:-

"27-C. Pension, insurance, gratuity, provident fund and benevolent fund.-

(1) The University shall constitute for the benefit of its officers, teachers and other employees, in such manner and subject to such conditions as may be prescribed, such pension, insurance, Gratuity, Provident Fund and Benevolent Fund schemes as it may deem fit.

2) Where any provident fund is constituted under this Act the provisions of the Provident Funds Act, 1925 (XIX of 1925) shall apply to such fund as if it were a Government Provident Fund and the University were the Government."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 27-C be added:-

"27-C. Pension, insurance, gratuity, provident fund and benevolent fund.-

(1) The University shall constitute for the benefit of its officers, teachers and other employees, in such manner and subject to such conditions as may be prescribed, such pension, insurance, Gratuity, Provident Fund and Benevolent Fund schemes as it may deem fit.

(2) Where any provident fund is constituted under this Act the provisions of the Provident Funds Act, 1925 (XIX of 1925) shall apply to such fund as if it were a Government Provident Fund and the University were the Government."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! حسب عادت oppose ہی کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے حسب عادت نہیں بلکہ main rules کے اندر یہ سارا کچھ cover ہوتا ہے لیکن آپ بات کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس میں کوئی لمبی چوڑی بات تو نہیں ہے بلکہ ہم نے تو عام فہم زبان میں بتانے کی کوشش کی ہے کہ اس یونیورسٹی کو ایک گورنمنٹ یونیورسٹی کے طور پر consider کیا جائے۔ جس طرح گورنمنٹ یونیورسٹی کا سسٹم ہوتا ہے اسی طرح ان یونیورسٹیوں کا بھی سسٹم ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ گورنمنٹ سطح پر لوگوں کو مراعات دی جاتی ہیں یا after retirement and after death of any person جو مراعات مل رہی ہوتی ہیں ان میں عموماً پرائیویٹ ادارے گڑبڑ کر لیتے ہیں تو ان کو بھی اسی طرح ہی مراعات ملنی چاہئیں۔ پرائیویٹ ادارے کبھی بھی equal to Government سہولیات نہیں دیتے۔ یہاں پر اس Clause پر زور دینے کا مقصد ہی ان کے مستقبل کو after the retirement secure کرنا ہے تاکہ وہ بھی benefits لے سکیں۔ یہ

بات طے شدہ ہے کہ گورنمنٹ ملازمین سے اتنی محنت یا کام نہیں لیا جاتا جتنا پرائیویٹ ادارے دن رات اپنے ملازمین سے محنت اور کام لیتے ہیں بلکہ وہ ان سے double labour لیتے ہیں لیکن جب ان کو مراعات دینے کی باری آتی ہے تو اس میں وہ hesitate کرتے ہیں۔ حکومتی سطح پر جو شخص مراعات حاصل کر رہا ہے بالکل اسی انداز سے ان کو بھی مراعات ملنی چاہیئں تاکہ ان کے بچوں کو بہتر مستقبل مل سکے۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ اگر اسے oppose کرنے کی بجائے مان لیتے تو دعائیں بھی ان کے حصے میں آجاتیں کہ آج انہوں نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان تمام معاملات جن کا انہوں نے ذکر کیا ہے اس سے متعلق یونیورسٹی کے سروس statues بنیں گے جن میں تمام معاملات کو cover کیا جائے گا اس لئے اس نئی Clause کی addition کی ضرورت نہیں ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clauses 27-C be added:-

"27-C. **Pension, Insurance, Gratuity, Provident Fund and Benevolent Fund.-**

(1) The University shall constitute for the benefit of its officers, teachers and other employees, in such manner and subject to such conditions as may be prescribed, such Pension, Insurance, Gratuity, Provident Fund and Benevolent Fund schemes as if may deem fit.

(2) Where any provident fund is constituted under this Act the provisions of the Provident Funds Act, 1925 (XIX of 1925) shall apply to such

fund as if it were a Government Provident Fund and the University were the Government."

(The motion was lost)

CLAUSE -27-D

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27-D The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col (R) Muhammad Abbas Chaudhary. Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab Khan, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any mover, may move it

MR. SHER ALI KHAN: I move

"That in the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 27-D be added:-

27-D. Tripartite mobility.- (1) Any officer teacher of the Government or employee of the University on the recommendation of the Syndicate may be directed to serve in any post in the University under the Government educational research institution in the public interest:

Provided that the terms and conditions offered to him shall not be less favourable than those admissible to him

in the University and full benefits of his previous service shall be allowed to him.

(2) The Government may, in consultation with the Selection Board, place the services of an employee of the Government or any other University or an educational or research institution at the disposal of the University in the Public interest;

(3) Provided that the terms and conditions offered to him shall not be less favourable than those enjoyed by him immediately before his services are placed at the disposal of the University and that full benefits of his previous service shall be allowed to him."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clauses 27-D be added:-

27-D Tripartite mobility.-(1) Any officer teacher of the Government or employee of the University on the recommendation of the Syndicate may be directed to serve in any post in the University under the Government educational research institution in the public interest:

(1) Provided that the terms and conditions offered to him shall not be less favourable than those admissible to him in the University and full benefits of his previous service shall be allowed to him.

(2) The Government may, in consultation with the Selection Board, place the services of an

employee of the Government or any other University or an educational or research institution at the disposal of the University in the Public interest;

Provided that the terms and conditions offered to him shall not be less favourable than those enjoyed by him immediately before his services are placed at the disposal of the University and that full benefits of his previous service shall be allowed to him."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):I opposed

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترم شیر علی خان صاحب!

MR. SHER ALI KHAN: Sir, in this proposed amendment, it has been recommended that any officer of the Government or University can perform his duties in the University or employee of the University may be allowed to work in other institution because if as it has been seen that we transfer people and make them O.S.D that would not be done and there service would be counted as there previous what ever previous appointment they have been holding would come back (interruption)

جناب سپیکر! میں انگلش میں بات اس لئے کر رہا ہوں کہ this is legislation

MR.DEPUTY SPEAKER: It's all right you go.

MR. SHER ALI KHAN: We recommend that any officer or teacher or professor of the University, if posted to another University or institute or laboratory of similar nature. He gets it same benefits that he was getting in this University and he is not put in a lower rank. That he has being previously performing at. Thank you Sir!

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی،ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!ہم کسی بھی qualified بندے کی mobility کی بات صرف اس لئے کرتے ہیں کہ brain drain نہ ہو اور یہ صرف اس وقت ہوتا ہے جب آپ availability کے مطابق ایک بندے کو ریٹائر ہونے کے بعد کسی شیلف پر لگا دیں۔ چونکہ یہ Women University Autonomic Body ہو گی اور اس کی ایک اپنی دنیا ہو گی تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کے ٹیچرز، پروفیسر اور ملازمین کو دوسرے حکومتی انسٹیٹیوشن میں adjust کرنے کی space دی جائے، یہ اس کا مقصد ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔آپ پہلے مجھے یہ بتائیں کہ یہ tripartite mobility کیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں ابھی بتاتی ہوں۔پوری دنیا میں یہ ہوتا ہے کہ جب آپ کوئی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔یہ tripartite کیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!پہلے میری بات تو پوری ہونے دیں۔پوری دنیا میں یہ ہوتا ہے کہ ماہرین کو بلایا جاتا ہے اور ایک سے دوسری جگہ بھیجا بھی جاتا ہے اور ہمارے ہاں سے بھی حتیٰ کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی بات سمجھ گیا لیکن tripartite کیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میری بات تو آپ سن لیں اور اس پر مجھے پوری بات کرنے دیں۔ ہمارے ہاں سے بھی ماہرین باہر کے ممالک میں لیکچر دینے کے لئے جا رہے ہیں اسی طریقے سے نظریہ ضرورت کے مطابق ایک نوزائیدہ یونیورسٹی، یہ کہتے ہیں کہ newly born baby ہے تو وہاں پر ماہرین کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سے میں نے بڑا سادہ سا پوچھا ہے کہ tripartite کیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!آپ کہتے ہیں تو ڈکشنری منگوا لیتے ہیں۔مقصد اس کا یہی ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پر لوگوں کو mobile کیا جائے اور ان کی مہارت سے فائدہ اٹھایا جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک جگہ سے دوسری جگہ یا۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!ایک یونیورسٹی میں جو نوزائیدہ بے بی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اس پر صرف سادہ سا پوچھا ہے کہ tripartite کیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!نظریہ ضرورت کے تحت اور اگر آپ کہتے ہیں تو اسے دوبارہrepeat کر دیتے ہیں کہ Governmentہے، یونیورسٹی خود ہے اور کوئی کالج یہ اس tripartiteکے meaningہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بہت مہربانی(قہقہہ)

محترمہ آمنہ الفت: اور اگر آپ کہتے ہیں تو ہم ڈکشنری بھی منگوا لیتے ہیں کیونکہ بہت سارے meaningوزیر قانون صاحب کو بھی بتانے کی ضرورت ہے تو مقصد صرف یہ ہے کہ گورنمنٹ کے اداروں کی اور آپس میں ایک باہمی جذبہ خیر سگالی کے تحت مفاد عامہ میں ایک دوسرے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کسی بھی ماہر کو بلانا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہrepeatہو گیا۔آپ کا بہت شکریہ۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اپوزیشن کیworkingٹھیک ہے کہ کوئی نہ کوئی ماہر رکھنا پڑتا ہے مگر انہوں نے رکھا ہوا ہے،وہ پہلے ہمارے پاس بھی تھا لیکن اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے وہ جو بھی ترامیم بنا کر دے تو پہلے آپ خود دیکھیں،انہیں سمجھیں اور اس کے بعدmoveکریں۔یہ نہیں کہ اسی کے ذمہ لگا دیں کہ تمmoveکرتے رہو اور اس کے بعد یہاں اس ایوان میں یہ بھگتیں۔اب tripartite mobilityکا انہیں پتا ہی نہیں ہے کہ یہ کیا ہے اور اس کا یہاں پر کوئی "تک" ہی نہیں بنتا۔ بہر حال یہ سارے معاملات rulesمیں طے ہونے ہیں اس لئے اس additionکی بھی ضرورت نہیں ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clauses 27-D be added:-
>
> **27-D Tripartite mobility.** (1) Any officer teacher of the Government or employee of the University on the recommendation of the Syndicate may be directed to serve in any post in the University under the

Government educational research institution in the public interest:

(1) Provided that the terms and conditions offered to him shall not be less favourable than those admissible to him in the University and full benefits of his previous service shall be allowed to him.

(2) The Government may, in consultation with the Selection Board, place the services of an employee of the Government or any other University or an educational or research institution at the disposal of the University in the Public interest;

Provided that the terms and conditions offered to him shall not be less favourable than those enjoyed by him immediately before his services are placed at the disposal of the University and that full benefits of his previous service shall be allowed to him."

(The motion was lost)

ADDITION OF NEW CLAUSE 27-E

MR DEPUTY SPEAKER: Addition of new Clause of 27-E the amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamar Chaudhary, Mrs. Amna Jehangir, Engineer

Shahzad Elahi and Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR:I move:

> "That in the Bill as recommended by the standing Committee on Education, the following new Clause 27-E be added:
>
> **Transitory Provisions:** A Chancellor Committee shall be constituted by the Chancellor on the recommendations of the Vice-Chancellor to exercise the powers assigned to the Syndicate under this Act till such time the Syndicate is constituted in accordance with the provisions of this Act."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in the Bill as recommended by the standing Committee on Education, the following new Clause 27-E be added.
>
> **Transitory Provisions:** A Chancellor Committee shall be constituted by the Chancellor on the recommendations of the Vice-Chancellor to exercise the powers assigned to the Syndicate under this Act till such time the Syndicate is constituted in accordance with the provisions of this Act."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan) Sir! I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!اس میں main مقصد یہ تھا کہ یہ شق رکھی جائے کہ جب تک اس قانون کے تحت سنڈیکیٹ نہیں بنتا اس میں چانسلر ایک کمیٹی بنادے۔ جس طرح ایک interim setup ہوتا ہے تاکہ سارا نظام درہم برہم نہ ہو جائے اور سسٹم چلتا رہے۔ جب تک وہ سنڈیکیٹ نہیں بنتا تب تک

اس کو چلانے کے لئے،اس کے کاموں میں رکاوٹ نہ آئے اس کے لئے ایک باڈی بنادی جائے تاکہ اس کو اتھارٹی ہو اور وہ اس سلسلے کو چلا سکے۔Otherwiseان کا ٹائم بھی ضائع ہو گا اور وہاں کے معاملات میں بھیproblemsآئیں گی۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!وہTripartiteکی طرح سنڈیکیٹ کےmeaningاگر آپ کو معلوم ہیں تو میں آپ کو یہ بتاتی چلوں کہ سنڈیکیٹ جب تکformنہیں ہو جاتا اس وقت تک چانسلر کو یہ اختیار ہو کہ وہ ایک کمیٹی بنادے جس کے پاس سنڈیکیٹ کے تمام اختیارات ہوں اور وہ یونیورسٹی کو چلا سکے۔ ظاہر ہے اتنی بڑی یونیورسٹی ہے،اس کے اتنے سارے معاملات ہیں، ٹیچرز کے معاملات ہیں اور انتظامیہ کے معاملات ہیں۔جب ایک آرگنائزیشن کام کرتی ہے تو وہاں ہزاروں جھگڑے ہوتے ہیں، یہ صرف اسمبلی میں ہی نہیں ہوتے بلکہ ہر جگہ ہی ہوتے ہیں۔ان معاملات کو دیکھنے کے لئے ظاہر ہے کہ سنڈیکیٹ اپناrole playکرتی ہے لیکن جب تک سنڈیکیٹformنہیں ہوتی اس وقت تک چانسلرز کی ایک کمیٹی بن جانی چاہئے تاکہ وہ ان کے اختیارات کو استعمال کر سکے۔Sir, clear?

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،جیit is very clear۔جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! By the operation of this Actجب یہ ایکٹ وجود میں آئے گا اور ادارہ وجود میں آئے گا تو اسی وقت سنڈیکیٹ خود بخود وجود میں آجائے گا۔اسے کسی نے constitute نہیں کرنا کہ اسے constituteکرنے سے پہلے ایک کمیٹی constituteکی جائے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس ایکٹ اور متعلقہ کلاززکو اگر یہ پڑھ لیتے تو اس ترمیم کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in the Bill as recommended by the standing Committee on Education, the following new Clause 27-E be added.
>
> **27-ETransitory Provisions:** A Chancellor Committee shall be constituted by the Chancellor on the recommendations of the Vice-Chancellor to exercise the

powers assigned to the Syndicate under this Act till such time the Syndicate is constituted in accordance with the provisions of this Act.

(The motion was lost)

CLAUSE-28

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-29

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-30

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-31

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-32

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-33

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

ADDITION OF NEW CLAUSE-34

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 34 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-34-A

MR DEPUTY SPEAKER: Addition of new Clause 34-A the amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamar Chaudhary, Mrs. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi and Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary. Any mover may move.

MRS AMNA ULFAT:I move:

That after Clause 34 of the Bill , as recommended by the Standing Committee on Education , the following new Clause 34-A be added

34-A Recovery of University dues. The university or any person generally r specially authorized by it may apply to the Collector for recovery of any sum due to the university and the Collector shall thereupon proceed to recover the sum due, as if it were an arrear of Land Revenue.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That after Clause 34 of the Bill , as recommended by the Standing Committee on Education , the following new Clause 34-A be added

34-A Recovery of University dues. The university or any person generally or specially authorized by it may apply to the Collector for recovery of any sum due to the university and the Collector shall thereupon proceed to recover the sum due, as if it were an arrear of Land Revenue.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan) Sir! I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اس میں کوئی لمبی چوڑی کیمسٹری تو ہے نہیں۔ سیدھی سادی سی بات ہے جسے ہم بتانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ اس مسودے میں بہتری پیدا ہو اور اس کو زیادہ authentic بنایا جا سکے۔ ہم آپ ہی کی مدد کر رہے ہیں، ان کو اگر سمجھ نہیں آ رہی ہے تو وہ ایک الگ بات ہے۔ بات یہ ہے کہ یونیورسٹی کے معاملات میں آپ کو پتا ہے، ویسے تو ہر ادارے میں واجبات ہوتے ہیں۔ کسی سے فیس collect کرنی ہے، بجلی کے معاملات میں کچھ ہو جاتا ہے، بلز کے معاملات

میں کچھ ہو جاتا ہے اور بہت سارے فنڈز کی recovery میں بہت ساری problems آ سکتی ہیں۔ ہم سیدھی سادی سی بات کہہ رہے ہیں کہ یونیورسٹی کا جو بھی بندہ authorized ہے اس کو یہ اختیارات ہونے چاہئیں کہ وہ Collector کو یہ کہہ سکے کہ بھئی یہ recovery immediately کروادیں۔ اگر ہم معاملات کو routine میں چھوڑ دیتے ہیں تو یہاں تو معاملات سالہا سال چلتے رہتے ہیں، سالہا سال واجبات پھنس سکتے ہیں اور سالہا سال کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا اس لئے اس میں Collector کو bound کیا جائے کہ اس نے specially طور پر اس collection کے لئے کام کرنا ہے تو بس اتنی سی گزارش ہے اور کوئی لمبی چوڑی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! Land Revenue Act کے تحت یہ اختیار already government کو حاصل ہے اس لئے addition کی ضرورت نہیں ہے۔

MR.DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That after Clause 34 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education the following new Clause 34- A and-B added 34-A recovery of University dues the university or any person generally or specially authorized by it may applied to the Collector for recovery of any some due to the University and the Collector shall there upon proceed to recover the some due as if it were an arrear of Land Revenue.

(The motion was lost)

CLAUSE-35

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 35 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-36

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration there is an amendment in it, the amendment is from. Ch. Zahir-Ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd) Muhammad Abbas, Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

That Clause 36 of the Bill as recommended by the Standing Committee the following be substituted:

"36. Appeal and review.

(1) Where an order is passed punishing any officer other than the Vice-Chancellor ,or any teacher or employee of the university or altering or interpreting to his disadvantage the prescribed terms and conditions of service, he shall, where the order is passed by the Vice-Chancellor or any other officer or teacher of the university, have the right to appeal to the Syndicate against the order, and where the order is made by the syndicate have the right to apply to the Chancellor for review of that order.

(2) The appeal or application for review shall be submitted to the Vice-Chancellor who shall refer it to the Chancellor with such recommendations as the Vice-Chancellor may consider necessary.

(3) No order or an appeal or application for review, as the case may, be passed without affording to the appellant, an opportunity of being heard"

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That for Clause 36 of the Bill is recommended by the Standing Committee on Education the following be substituted:

"36 Appeal and review.

(1) Where an order is passed punishing any officer other than the Vice-Chancellor ,or any teacher or employee of the university or altering or interpreting to his disadvantage the prescribed terms and conditions of service, he shall, where the order is passed by the Vice-Chancellor or any other officer or teacher of the university, have the right to appeal to the Syndicate against the order, and where the order is made by the syndicate have the right to apply to the Chancellor for review of that order.

(2) The appeal or application for review shall be submitted to the Vice-Chancellor who shall refer it to the Chancellor with such recommendations as the Vice-Chancellor may consider necessary.

(3) No order or an appeal or application for review, as the case may, be passed without affording to the appellant, an opportunity of being heard".

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس پر بحث کرنے سے پہلے میں ایک چھوٹا سا سوال پوچھنا چاہوں گا کہ جس وقت یہ Bills پاس ہوتے ہیں آخر یہ کمیٹی کے اندر discuss ہوئے ہیں اور کتنی دیر کمیٹی میں debate ہوتی ہے اور میں ایک process کی بات کر رہا ہوں اور usually یہ ہوتا ہے کہ Standing Committee میں Bill آیا اور ان کو کہا کہ اس کو پاس کر دو۔ ایجوکیشن کمیٹی والوں نے دانش سکول کے اوپر کافی سارا ٹائم لگایا تھا اور انہوں نے بہت اچھی recommendations دیں if possible for future یہ جو کمیٹی کے minutes of meeting ہوتے ہیں اگر وہ بھی ہمیں ساتھ دے دیئے جائیں اور ہمیں پتا لگے کہ اس کمیٹی کے اندر آخر کیا باتیں ہوئی ہیں اور کیا discuss ہوا ہے۔ یہ تو میری general سی observation and request تھی۔ So that we can do a better job of legislation rather than yes ایک چیز ہے کہ ہم اس کو پڑھیں اور نہ کہ and no کر کے ختم کر دیں تاکہ ہمیں پتا لگے کہ یہ Bill کیسے conceive ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب کافی بات ہو گئی جو ہو نہیں سکتی تھی اور میں نے کروا دی۔ اب آپ ذرا اس پر آ جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مہربانی۔ آپ بھی وکیل ہیں اور ہمارے لاء منسٹر صاحب بھی وکیل ہیں۔ مجھے ایک لفظ یاد آ رہا ہے کہ وہ کوئی Greek or Latin word ہے ایک دفعہ کہیں دیکھا تھا اور میں نے ڈاکٹر صاحبہ سے پوچھا ان کا ماشاء اللہ حافظہ بڑا مضبوط ہے۔ Audi alteram partem ایک principle ہے جس میں ہے کہ سنا جائے، اپیل کا chance دیا جائے اور لوگوں کو اپنی پوزیشن واضح کرنے کا موقع دیا جائے تو اسی principle کے تحت ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی کو کوئی سزا دی گئی ہے تو کوئی forum اس کے پاس ہو جس میں جا کر اپیل کرے۔ جیسے lower court میں کوئی چیز ہو گئی تو higher court جایا جاتا ہے۔ تو بغیر کسی کو یہ chance دیئے ہوئے اس کو سننے کا ایک موقع دیا

جائے۔ بڑی معقول سی تجویز ہے اور آپ سب کے سامنے اپیل کرتا ہوں کہ اس کو incorporate کرنے دیں اور یہ نہ ہو کہ اپوزیشن سے آیا ہے اس کو ضرور oppose کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ پہلے مجھے یہ بتائیں کہ وہ Greek or Latin word ہے جو انہوں نے بات کی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ بھی بھول گیا ہوں جس دن پہلے یہ چیز دیکھی تھی وہ law dictionary میں تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ Latin word ہے۔ جی، بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس میں یہی کہا گیا ہے کہ ایک افسر ہے اگر اس کے خلاف کوئی فیصلہ ہوتا ہے تو وہ Syndicate میں اپیل کرے اور اگر Syndicate فیصلہ کرتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس سے آگے آ جائیں، جو بات وہ کر چکے ہیں اس کی repetition نہیں ہو گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اپنی بات ختم کرتے ہوئی کہتی ہوں کہ:

کتاب کھولیں جو اپنی تو باب ان کے ہیں
سوال اپنے ہیں سارے جواب ان کے ہیں

شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو ایکٹ ہے اور اس کی جو کلاز ز ہیں ان میں مکمل انکوائری، انسپکشن اور اس کے بعد اپیل کا اختیار دیا گیا ہے اس لئے اس amendment کی ضرورت نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is

> "That for Clause 36 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education the following be substituted:

"36. Appeal and Review.

(1) Where an order is passed punishing any officer other than the Vice-Chancellor ,or any teacher or employee of the university or altering or interpreting to his disadvantage the prescribed terms and conditions of service, he shall, where the order is passed by the Vice-Chancellor or any other officer or teacher of the university, have the right to appeal to the Syndicate against the order, and where the order is made by the syndicate have the right to apply to the Chancellor for review of that order.

(2) The appeal or application for review shall be submitted to the Vice-Chancellor who shall refer it to the Chancellor with such recommendations as the Vice-Chancellor may consider necessary.

(3) No order or an appeal or application for review, as the case may, be passed without affording to the appellant, an opportunity of being heard".

Now, the question is:

"That Clause 36 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-37

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 37 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-38

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 38 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) جی، کورم پورا ہے۔ کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے اور House کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

مسودہ قانون ویمن یونیورسٹی ملتان مصدرہ2010

(۔۔۔جاری)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Women University Multan Bill 2010 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Women University Multan Bill 2010 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Women University Multan Bill 2010 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Institute of Southern Punjab Multan Bill 2010 Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون انسٹیٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان مصدرہ2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Institute of Southern Punjab Multan Bill 2010 as recommended by the Standing Committee on Education be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Institute of Southern Punjab Multan Bill 2010 as recommended by the Standing Committee on Education be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion the first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR SAMIA AMJAD: Sir, I move:

> "That Institute of Southern Punjab Multan Bill 2010 as recommended by the Standing Committee on Education be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 August 2010."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That Institute of Southern Punjab Multan Bill 2010 as recommended by the Standing Committee on Education be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 August 2010."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan) Sir! I oppose.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! Southern Punjab کی طرف جو مہربانی ہو رہی ہے اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ وہاں کا brain drain، وہاں کی قابلیت اور وہاں کے students کی یہ requirement ہے اس کے لئے یہ institute Southern Punjab میں بنایا جا رہا ہے۔ اس کا نام Southern Punjab رکھا جا رہا ہے جبکہ میرا خیال ہے کہ یہ حکومت Southern Punjab لفظ سے کافی allergic ہے لیکن پھر بھی چلیں بارش کا پہلا قطرہ ہی سہی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ واقعی Southern Punjab کی محرومیوں کو دور کرنے کی طرف ایک پیش قدمی کی گئی ہے اور اس Bill کے اندر جو تفصیلات ہیں ہمیں اس کو زیادہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کی feasibilities اور اس کے لئے جو پیسے رکھے گئے ہیں ان کو بھی thoroughly discuss کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا یہ پیسے کافی ہیں جو اس کے لئے رکھے گئے ہیں؟ کیا یہ جو trust بنایا جا رہا ہے اس لئے 6.5 ایکڑ زرقبہ دیا جا رہا ہے اور یہ Marjan Educational Trust کو دینے کے لئے یہ پورا Southern Punjab تیار ہے یا نہیں، یہ کون لوگ ہیں اور کس کے لئے یہ سارا کچھ کیا جا رہا ہے؟ اس میں ہم یہ چاہتے ہیں کہ کہیں پر بھی public interest خفا نہ ہو۔ جب ہم ایک کام کرنے کو چلے ہی ہیں اور بے شک نیک نیتی سے کرنے چلے ہیں تو یہ نہ ہو کہ جب آپ educational trust جس کا نام Marjan Educational Trust ہے اگر آپ ان کو زمین دے رہے ہیں، sanction کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بجٹ بھی follow کرے گا تو اس میں اس پورے area کی دوبارہ رائے لی جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایسا institution بنے جو سب کا ہو۔ لہذا یہ انتہائی ضروری ہے چونکہ یہ یونیورسٹی ایک special trust کے نام کی جا رہی ہے یہ بذات خود ایک discussion point ہے اس لئے اس کو public opinion کے لئے circulate کیا جائے تو بہت بہتر ہے تاکہ goodwill کے ساتھ، اچھی نیت کے ساتھ ایک educational institute سامنے لایا جائے اور کسی کی بھی اجارہ داری ایجوکیشن جیسی field میں نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں پہلے ہی کافی elaboration ہو چکی ہے۔Standing Committee نے اس پر پوری طرح سے غور کیا ہے اسے further opinion کے لئے publish کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That the Institute of Southern Punjab Multan Bill 2010 as recommended by the Standing Committee on Education be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th August 2010.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The Second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover except the one who has moved or discuss the earlier motion may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir! We withdraw this amendment.

MR DEPUTY SPEAKER: This amendment has been withdrawn. Now, the motion moved and the question is:

> "That the Institute of Southern Punjab Multan Bill 2010 as recommended by the Standing Committee on Education be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause.

CLAUSE-3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it and the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it the amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-Clause (aa), wherever the word "function", the words "as may be requisite in order to further the objects of the Institute as a place of education, learning and research" be inserted.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-Clause (aa), after the word "function", the words "as may be requisite in order to further the objects of the Institute as a place of education, learning and research" be inserted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I oppose.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!اس بل کے اندر جو functions of the institute ہیں۔اس میں کہیں پر بھی یہ define نہیں کیا گیا اس لئے ہم چاہتے تھے کہ یہ جو institute ہو گا وہ ایک place of learning and research ہو گا اس لئے اس کے function کے اندر اس کو incorporate کرنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ چیز واضح ہو جائے کہ یہ institute کرے گا کیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔آپ بات کریں گی؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا!میں اس کو اس لئے utilize کرنا چاہتی ہوں کہ ہماری پارٹی پالیسی کچھ ایسی ہے اور floor پر بولنے والے ممبران ہمارے پاس کچھ کم ہیں۔یہ جو آپ قدغن لگاتے ہیں کہ Any mover except that one یہ کس rule کے تحت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی آپ کو بتا دیتا ہوں۔

The amendment moved is;

That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-Clause (aa), after the word "function", the words "as may be requisite

in order to further the objects of the Institute as a place of education, learning and research" be inserted.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration there are two amendments in it the first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR SAMIA AMJAD: Sir! I move:

That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-Clause (2),For the words "colour or domicile", the words "colour, domicile or status, who are academically qualified for admission to the courses of study offered by the Institute", be substituted.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-Clause (2), for the words "colour or domicile", the words "colour, domicile or status, who are academically qualified for admission to the courses of study offered by the Institute", be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! یہ تو آئین کی Clauses میں بھی لکھا ہے کہ انسان کا جو status ہے یا ذات ہے وہ اس میں consider نہیں ہونی چاہئے۔ پاکستان میں کسی بھی پوسٹ کے لئے پابندی نہیں ہونی چاہئے۔ It is against the statutes of the constitution. ہم اس لئے بھی یہ ترمیم لائے ہیں کہ academic qualification for admission جو ہے اس کو base بنانا چاہتے ہیں کہ ایک institution جو خود courses کی study کے لئے offer کر رہا ہے اسی کو selection کے لئے base بنایا جائے۔ اس سے impression یہ پڑ رہا ہے کہ اس institution میں جو مسائل consider ہو رہے ہیں وہ gender, religion, race, colour, domicile کی بنیاد پر ہو رہے ہیں۔ حالانکہ بات صرف اتنی ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ یہ اس institution کو کیا فکر ہے کہ یہاں پر کوئی ذات پات کا مسئلہ ہے، چھوت ان چھوت کا کوئی مسئلہ ہے، شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کا کوئی مسئلہ ہے، مذہب اسلام اور عیسائیت کا کوئی مسئلہ ہے۔ اول تو اس Clause کو نکال ہی دینا چاہئے لیکن اگر آپ یہ لے ہی آئے ہیں تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس Clause کے اندر اور اس institution کے اندر selection opened ہے تو It should be opened to everybody. جو تعلیم ادھر offer ہو رہی ہے اور students جو subjects ادھر پڑھنا چاہتے ہیں وہ آ جائیں۔ یہ caste, race, colour تو شاید ہندوستان میں ہوتا ہو گا۔ پاکستان میں تو اس قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ اگر لکھ ہی دیا ہے تو basis should be the subject which the students want to study.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!یہ الفاظ جو ہیں بڑی صراحت کے ساتھ اور وضاحت کے ساتھ درج کئے گئے ہیں اور اس میں لفظ status جو ہے کسی طرح سے بھی موزوں نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-Clause (2), for the words "colour or domicile", the words "colour, domicile or status, who are academically qualified for admission to the courses of study offered by the Institute", be substituted.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: We withdraw this amendment.

MR DEPUTY SPEAKER: This amendment has been withdrawn therefore now the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. There is an amendment in, it the amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR SHER ALI KHAN: I move:

> "That in Clause 8 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education in sub-Clause 4 after the word "advise" wherever occurring the words "to be recorded in writing" be inserted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 8 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education in sub-Clause 4 after the word "advise" wherever occurring the words "to be recorded in writing" be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose.

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ہم نے یہ amendment propose کی ہے کہ جو بھی advice دی جائے وہ زبانی نہ ہو بلکہ وہ in writing ہو تاکہ اس کا ریکارڈ رہے۔ ایسا نہ ہو کہ advice زبانی دے دی جائے اور بعد میں اس کا ریکارڈ بھی کوئی نہ ہو اور پتا بھی نہ چل سکے کہ یہ کس کی advice پر کام کیا گیا ہے۔ شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! چونکہ یونیورسٹی کی سطح پر معاملات طے ہونے ہیں یہ سارے کے سارے ایگزیکٹو معاملات ہیں اور ان میں وزیر اعلیٰ کی written advice بہت ضروری ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ مرکز میں بھی ایک بہت بڑا مسئلہ کھڑا ہو گیا تھا جس کا میں direct reference نہیں دوں گی جس میں in writing نہیں تھا۔ in writing ہونے سے آنے والے کو بھی سہولت ہے اور جس نے بات کی ہے اس کی authenticity بھی موجود ہے اس لئے خط و کتابت اچھی عادت ہے۔ اگر in writing advice ہو تو اس کی legality, security اور authenticity questionable نہیں رہتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!adviceتو ہوتی ہی in writingہے اورآئین میں جس جس جگہ پر بھیadviceکا ذکر ہے وہاں کسی جگہ بھی advice in writingکا ذکر نہیں ہے چونکہ یہ understoodہے کہadvice in writingہوتی ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That Clause 8 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education in sub-Clause 4 after the word "advise" wherever occurring the words "to be recorded in writing" be inserted.

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the question is

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it the amendment is from Ch. Zahir-Ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad

Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

> "That in Clause 10 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education in sub-Clause (1) the full stop appearing at the end the substituted by colon and the following be added there after provided that the rector shall be eminent Scholar of national repute and an Educationist of distinction. The Search Committee shall select the Rector out of a panel of atleast four persons who present themselves for this office."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 10 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education in sub-Clause (1) the full stop appearing at the end the substituted by colon and the following be added there after provided that the rector shall be eminent Scholar of national repute and an Educationist of distinction. The Search Committee shall select the Rector out of a panel of atleast four persons who present themselves for this office."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے Rector کی post کے لئے بات کی ہے، میں اس کی کلاز 10 پڑھ کر سناتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ پڑھی گئی ہے، اب آپ explain کر دیں کہ آپ اس میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہاں Rector کے لئے qualification کی کوئی بات نہیں کی گئی۔ یہ ایک بہت vague سی چیز ہے کہ:

> The Board shall determine the terms and conditions of the service of the Rector. The Rector shall be a person possessive prescribed qualification and experience. The Rector shall perform such function as are given in this act or may be prescribed or assign to the Board but what qualification those would be

ہم تو اس میں کہہ رہے ہیں کہ ایک eminent آدمی ہو جو سکالر ہو، جو Educationist ہو، جس کا تعلیم کے شعبہ کے ساتھ کوئی تعلق ہو وہ Rector بنے۔ یہ ایک deficiency تھی جسے پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب اس کے لئے advertisement کی جاتی ہے تو اس میں باقاعدہ qualification کے متعلق ایک basic line ایڈورٹائز کی جاتی ہے اور اسی کے مطابق لوگ apply کرتے ہیں اور وہ باقاعدہ specific qualification ہوتی ہے۔آپ کس qualification کے حامل بندے کو eminent Educationist سمجھتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے یہ ایک vague سی amendment دی ہے جو اس کلاز میں مناسب نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 10 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education in sub-Clause (1) the full stop appearing at the end be substituted by colon and the following be added there after provided that the Rector shall be an eminent Scholar of national repute and an Educationist of distinction. The Search Committee shall select the Rector out of a panel of

atleast four persons who present themselves for this office."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it the amendment is from Ch. Zahir-Ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat,

Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: We withdraw this amendment.

MR DEPUTY SPEAKER: Ok. The amendment has been withdrawn therefore the question is

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-16-A

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16-A the amendment is from Ch Zahir-Ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali

Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Ammar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab and Malik Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: We appreciate your efforts and the way you are handling the House.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!?How you learnt all our names آپ نے سب نام ازبر کیسے کئے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ دس منٹ کی breakکر دیں تاکہ ہم کوئی چائے کی پیالی یا پانی پی لیں کیونکہ اب تو ہمارا گلا بھی خشک ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فی الحال نہیں، pleaseتشریف رکھیں۔جی، محترمہ!

MRS AMNA ULFAT: Sir, I move:

> "That after Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 16-A be added:-
>
> **16-A Institute Student Union**.
>
> (1) There shall be a Union of the students of the Institute.
>
> (2) The constitution, functions and privileges of the Student Union and other matters relating thereto shall be such as may be prescribed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That after Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 16-A be added:-

16-A Institute Student Union.

(1) There shall be a Union of the students of the Institute.

(2) The constitution, functions and privileges of the Student Union and other matters relating thereto shall be such as may be prescribed."

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں اور محترم لغاری صاحب سے ایک گزارش کروں گا کہ یہ Southern Punjab کا institute ہے اور اس کے لئے کافی دیر سے efforts ہو رہی تھیں۔ اپوزیشن کی طرف سے جتنی بھی amendments دی گئی ہیں یہ تمام کی تمام صرف "کورم توڑ" amendments ہیں، ان میں اور کچھ نہیں ہے۔ اب دیکھیں کہ جب یونین بنے گی تو تمام institutions اور تمام colleges میں بنے گی، کسی ایک میں اس طرح کی provision تو نہیں دی جا سکتی اس لئے میرا اپوزیشن کے ساتھیوں سے یہی مشورہ ہے کہ ان "کورم توڑ" amendments کو واپس لے لیں کیونکہ ہم نے آج کورم manage کر لیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! وزیر قانون نے اس کو oppose کر دیا ہے لہذا آپ اس پر بات کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے اس Bill میں pension یا دوسرے حوالوں سے جو amendments دی ہیں، یہ ہم نے پچھلے والے Bill میں بھی دی تھیں جو کہ vote out کر دی گئی تھیں۔ اسی طرح ہماری retirement والی amendment بھی انہوں نے vote out کر دی حالانکہ میرے خیال میں وہ بہت جائز amendment تھی۔ A union of the student of the Institute بہت ضروری چیز ہے، یہ ایک جمہوری process کا حصہ ہے۔ جیسا کہ میں نے آپ سے اور وزیر قانون صاحب سے بات کی ہے کہ ہماری جتنی بھی public universities ہیں ان کی legislation کو ہم standardize کر لیں، uniform کر لیں۔ اگر ایک institution کے اندر

یونین کی اجازت ہے،اگر ایک institution کے charter کے اندر یہ لکھا ہوا ہے تو دوسرے institutions میں بھی یہ اجازت ہونی چاہئے۔ریٹائرمنٹ اور benefits دینے کا جو طریق کار ایک institution میں اپنایا گیا ہے تو دوسرے institutions میں بھی وہی طریق کار اپنایا جانا چاہئے۔دوسرے institutions کے ریٹائر ہونے والے ملازمین کو بھی وہی benefits دینے چاہئیں۔ہماری مجلس قائمہ برائے تعلیم نے بھی یہی بات recommend کی ہے۔میں نے آپ کو اس کا note بھی دکھایا ہے۔اگر ہم ان سارے institutions کو uniform کر لیں تو یہ سارے مسئلے جو کہ ہم بار بار اٹھاتے ہیں حل ہو جائیں گے۔اگر ہم یہ سب کچھ ابھی اس Bill میں کر لیں گے تو پھر جب کوئی اگلی یونیورسٹی قائم کی جائے گی اور جب اس کا Bill آئے گا تو وہ uniform ہو گا اور یہ ساری چیزیں بھی پہلے discuss ہو چکی ہوں گی اس لئے ہمیں یہ ساری amendments دوبارہ دینے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔اس وقت اگر ہم یہ amendments دوبارہ دیں گے تو پھر اس کے اوپر آپ یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ یہ amendments صرف وقت ضائع کرنے کے لئے دی گئی ہیں۔ہم اپنی ترامیم میں وہ چیزیں دیتے ہیں کہ جس میں ہمیں کہیں پر deficiency نظر آتی ہے۔اگر یہ terms and conditions 'A' یونیورسٹی میں ہیں تو 'B' کے employees کو یہ کیوں نہیں مل رہیں،اگر یہ 'C' کے اندر ہیں تو 'D' کے اندر کیوں نہیں ہیں؟لہذا مہربانی کر کے اس کو standardized کر لیں اور آج ہم طے کر لیں کہ ہم اس کو standardized کریں گے۔

جناب سپیکر!میری دوسری گزارش یہ ہے کہ public universities کے لئے تو حکومت ضامن ہے اور حکومت پنجاب کی ایک ساکھ ہے اور نام ہے لیکن جو پرائیویٹ یونیورسٹیاں ہوتی ہیں ان کو بھی ہم جھٹ پٹ charter دیئے جا رہے ہیں۔ان سے جو لوگ نکل رہے ہیں ان کی education کا standard کیا ہے،وہاں پر کتنی research ہو رہی ہے،ان کا Campus کتنا بڑا ہے،وہاں پر کتنے PhDs ہیں،ان کی library facilities کیا ہیں؟ان سب چیزوں کو ہم مد نظر نہیں رکھتے۔مجلس قائمہ برائے تعلیم کی ایک ہی میٹنگ کے اندر ان کو charter دینے کی سفارش کر دی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ کی بات valid ہے لیکن آپ ذرا اس amendment کے ساتھ relevant رہ کر بات کریں تو مہربانی ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!بالکل میں یہی بات کر رہا ہوں کہ یہ ساری باتیں ہم نے پہلے بھی point out کی ہیں۔یہ وہی باتیں ہیں کہ پنشن ہونی چاہئے،ان کو سننے کا موقع ہونا

چاہئے۔ہماری یہ ساری amendments پچھلے والے Bill میں vote out ہو گئی ہیں۔جب ایک ہی اجلاس کے اندر ایک بات vote out ہو جائے تو میری sense کے مطابق وہ دوبارہ نہیں آسکتی، may be I am wrong لیکن میں نے جو rules دیکھے تھے وہ یہی کہتے ہیں۔ہماری یہ amendments تو ویسے بھی vote out ہو جائیں گی لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہم اس کو standardized کر لیں،اگر ہم اس کے لئے ایک قدم لے لیں تو مناسب ہو گا، میری یہی گزارش ہے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی،ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!آپ نے اس سے آگے کی بات کرنی ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!انگریزی کا ایک proverb ہے کہ "All work and no play makes Jack a dull boy" اگر Jack صرف پڑھتا ہی رہے گا تو یقیناً وہ ایک بڑا dull boy ہو گا۔میرا یہ دعویٰ ہے کہ یہاں پر جتنے بھی leaders بیٹھے ہیں یہ اپنی اپنی student unions کے اندر سے trained ہو کر یہاں تک آئے ہیں۔اکثر کہا جاتا ہے کہ جی میں "Aitchisonion" ہوں۔میں Kinnaird College لاہور سے پڑھی ہوں اور انہوں نے ہمیں Role of Honour دیا۔Students Union وہ واحد جگہ ہے کہ جہاں youth کو as very mature people زندگی گزارنے کے حوالے سے training ملتی ہے۔بے نظیر بھٹو صاحبہ بھی اس کی ایک example ہیں۔ساجدہ میر آج یہاں نہیں ہیں وہ بھی بڑا اچھا claim کرتی ہیں۔میں خود نشتر میڈیکل کالج کی Students Union کی head تھی۔میرے محسن بھائی جاوید ہاشمی کا بھی بتا رہے ہیں۔آپ خود بھی کسی نہ کسی students activity یا یونین سے ضرور منسلک رہے ہوں گے۔آپ دیکھیں کہ top most trained لوگ Students Union کے ذریعے سے ہی نکل کر آگے آئے ہیں۔وہاں پر ان کی training صرف political حوالے سے ہی نہیں ہوتی بلکہ ان کو وہاں پر leadership کی بھی training ملتی ہے۔وہاں سے Authors بھی نکلتے ہیں،learners بھی بنتے ہیں اور administration کی طرف بھی لوگ آتے ہیں۔Students Union youth کو trained کرنے کا ایک forum ہے۔ہمیشہ کہا جاتا ہے کہ اس شخص پر فلاں institution کی چھاپ ہے۔آج کل کہا جاتا ہے کہ ڈگریاں جعلی ہیں، ممبران trained نہیں ہیں یا پھر کہتے ہیں کہ وڈیرا سسٹم ہے۔چونکہ Southern Punjab کی بات ہو رہی ہے۔وہاں کی مٹی 1500 سال پرانی ہے اور اس کی روایات کو اس یونیورسٹی میں لانے کے لئے ایک Students Union انتہائی اہم ہے۔یہ وہ چیز ہے کہ جس کو

ہر گز دبانا نہیں چاہئے۔ میں آپ سے کہتی ہوں کہ اگر آپ اس amendment کو vote out کریں گے تو یہ سب سے بڑی غیر جمہوری حرکت ہو گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! آپ اس سے آگے والی بات کریں گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم تو ہمیشہ آگے ہی جاتے ہیں، آپ ہی پیچھے پلٹ پلٹ کر دیکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میں آگے ہی جاؤں گا، آپ بے فکر رہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وزیر قانون کو تو سابقہ باتیں کرنے کا بہت شوق ہے۔ اگر آپ معاشرے میں بہترین سیاست دانوں کو دیکھیں تو ان کا تعلق کسی نہ کسی Students Union سے ہی ہو گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ Students Union کی وجہ سے بچوں میں ایک طرح کا confidence بھی پیدا ہوتا ہے۔ Students Union کے بننے سے وہاں پر جو ایک ماحول پیدا ہوتا ہے اس میں بچوں کو سوشل ورک کرنے کا بھی موقع ملتا ہے، اس میں بچے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ وہ سیاسی طور پر بھی ٹریننگ حاصل کرتے ہیں۔ ان میں معاملہ فہمی آ جاتی ہے اور وہ مستقبل کے بہترین politician بھی ثابت ہوتے ہیں بلکہ اپنے اپنے شعبوں میں وہ بہتر perform کرنے والے، معاملہ فہم بن جاتے ہیں۔ وہ صرف کتابی کیڑا بن کر نہیں رہ جاتے بلکہ انہیں معاشرتی اسلوب سیکھنے کا بھی موقع ملتا ہے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ Students Union کو بہتر بنانے کے لئے ہمیں focus کرنا چاہئے کہ اس platform کو منفی سرگرمیوں کے لئے استعمال نہ کیا جا سکے۔ اگر Student Union کے کچھ ضابطہ اخلاق بنا دیئے جائیں اور ان بچوں کو بہتر طریقے سے ایک تعمیری کام کرنے کی طرف لگایا جائے، سوشل ورک کرنے کی طرف لگایا جائے، اپنے معاملات کو solve کرنے کے لئے انہیں اچھی training دی جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کے بہت اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔ حدود و قیود نافذ کرنے کے بعد اگر یہ unions بنتی ہیں تو ان کا اگلی نسل میں بہت اچھا اثر آ سکتا ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں جمہوریت کے لئے اور Students Union کے کردار کے لئے ان کے انتہائی مثبت خیالات پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس بات پر افسوس کا اظہار کرتا ہوں کہ پچھلے آٹھ سال ان کو ان سب چیزوں کا خیال نہیں آیا۔

MR DEPUTY SPEARKER: The amendment moved and the question is:

"That after Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause 16-A be added:-

16-A Institute Student Union.

(1) There shall be a Union of the students of the institute.

(2) The constitution, functions and privileges of the Students Union and other matters relating thereto shall be such as may be prescribed."

(The motion was lost)

CLAUSE - 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

کورم کی نشاندہی

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی ہوئی ہے، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے، پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچ منٹ ہو گئے ہیں، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔

مسودہ قانون انسٹیٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان مصدرہ2010

(۔۔۔جاری)

CLAUSE-18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause-18 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from: Ch. Zahir-Ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (R) Muhammad Abbas Chaudhray, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad: Sardar Aamar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR SAMIA AMJAD: Sir, I move:

> "That in Clause 18 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-Clause (1), for Para (c), the following be substituted:-
>
> (c) two members of the Provincial Assembly of he Punjab, one each to be nominated by the Speaker and the Leader of the Opposition;"

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 18 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-Clause (1), for Para (c), the following be substituted:-

(c) two members of the Provincial Assembly of he Punjab, one each to be nominated by the Speaker and the Leader of the Opposition;"

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! .oppose I کہنا اگرچہ ان کی ڈیوٹی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ان کی بات نہیں، پلیز! اپنی بات کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! لگتا ہے کہ اس وقت ان کی پالیسی ہے کہ MPA's & Provincial Assembly کو ہر معاملے سے باہر نکال دیا جائے اور سیاسی لوگوں کی طاقت کو دن بدن کم کیا جائے، چاہے Local Government میں Administrator لگانے تھے، چاہے کسی یونیورسٹی کا بل ہے، کسی بھی بل کو اٹھالیں اس میں اس اسمبلی کو باہر نکالا گیا ہے اس لئے کہ یہ ایک مقبول بات بنتی جارہی ہے کہ MPA's کو کسی چیز میں interfere نہیں کرنا چاہئے اور ہم کسی کو جواب دہ نہیں ہیں۔ یہ یونیورسٹی جو بننے چلی ہے اس میں بھی مادر پدر آزاد کا ایک concept نظر آ رہا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ four persons, anybody اس قسم کے جو vague الفاظ ہیں جس سے من پسند لوگوں کو اس ٹرسٹ کے اندر یا Board of Governors کے اندر رکھا جائے گا اس میں کہیں بھی check and balance کا عنصر لے آئیں، اگر اس August House کے ممبران ان یونیورسٹیوں کے Board of Governors کے اندر جا کر یہ سارا کچھ دیکھیں تو یہ اس ایوان کے استحقاق کو بڑھانے کی بات ہے۔ ہم لوگوں کے representatives ہیں ان کے مسائل سننے کے لئے اور کوئی نہیں ہے، 32 ایکڑ ہوں یا 26 ایکڑ ہوں، ٹرسٹ ہو یا نہ ہو، دانش سکول ہو یا یہ نیا ٹرسٹ ہو، اپنے معاملات وہ خود سنیں گے، اپنے معاملات وہ خود حل کریں گے، Board of Governors بھی وہ خود ہوں گے یہ چیز allow کرنے سے یہ اسمبلی کمزور ہوئی ہے۔ میں بار بار کہہ رہی ہوں کہ آپ جہاں سے بھی سیاسی لوگوں کو اور خاص طور پر پنجاب اسمبلی کے MPA's کو uproot کر رہے ہیں یا ignore کر رہے ہیں وہ آپ کی کمزوری ہے. And you will have to pay variably اس میں یہ Clause انتہائی اہم ہے اور یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ جب ممبران کو choose کیا جائے تو Leader of the Opposition

کی رائے بھی لی جائے۔ ہمیشہ یہی ہوتا ہے ماشاء اللہ سپیکر صاحب اور ان کا استحقاق بھی سر آنکھوں پہ لیکن Leader of the Opposition سے رائے لینے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایک ادارے میں نہ صرف ان کے حامی ممبران ہوں بلکہ ان کی پالیسیوں کو oppose & criticize کرنے والا بھی ایک ایم پی اے موجود ہو لہذا آپ لوگ اس کو vote out نہ کریں تو یہ اس اسمبلی کے استحقاق کو بہتر کرنے کا باعث بنے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو ہمیں جمہوری رویوں کو بھی فروغ دینا چاہئے اور جمہوری رویے اسی وقت فروغ پا سکتے ہیں کہ ممبران، اس اسمبلی میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں تو ہمیں ان کی رائے کو مقدم رکھنا چاہئے۔ اس سے کسی بھی ادارے، کسی بھی یونیورسٹی میں، کسی بھی institution میں ایک positive message جائے گا جس سے جمہوریت کا کلچر بھی strengthen ہو گا اور ایک mind set ہو گا کہ ایک اسمبلی کے اندر Leader of the Opposition, Speaker کی مشاورت سے یہ لوگ recommend ہو کر بورڈ میں شامل کئے گئے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں ان رویوں کو promote کرنے کے لئے وہ ذہن بنانے کے لئے بھی ہمیں اس قسم کے کاموں کو قطعاً oppose نہیں کرنا چاہئے بلکہ انہیں ان میں شامل کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلے اس بل میں ایک بھی ممبر نہیں تھا تو Standing Committee نے اس ادارے کی administration کے ساتھ باقاعدہ بیٹھ کر بات چیت کی اور اس کے نتیجے میں consensus کے ساتھ ایک ممبر کے اوپر اتفاق ہوا اور اس میں ایک ممبر رکھا گیا ہے اور یہ institute ہے یہ یونیورسٹی نہیں ہے جب اسے یونیورسٹی کا درجہ ملے گا تو پھر یہ تعداد automatically تین ہو جائے گی۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 18 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-Clause (1), for Para (c), the following be substituted:-

(c) two members of the Provincial Assembly of he Punjab, one each to be nominated by the Speaker and the Leader of the Opposition;".

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 19

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 20

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 21

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 22

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 23

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 24

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 24-A,B,C

MR. DEPUTY SPEAKER: Addition of new Clause is 24-A, 24-B and 24-C

DR SAMIA AMJAD: Sir, in respect of your extreme stamina and good performance. This is a complement to you that we are withdrawn three amendments 24-A, 24-B and 24-C.

MR. DEPUTY SPEAKER: I obliged, thank you. Now as all the three amendments have been withdrawn and I will not say but my view was on this.

CLAUSE 25

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 25-A

MR. DEPUTY SPEAKER: Addition of new Clause is 25-A.

DR SAMIA AMJAD: We are withdrawn this amendment.

MR. DEPUTY SPEAKER: This amendment is also withdrawn. Therefore this motion is lost.

(The motion was lost)

CLAUSE 26

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS AMNA ULFAT: Sir, I move

> That in Clause 26 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, after the word “rules”, the words “within three months”, be inserted.

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> That in Clause 26 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, after the word “rules”, the words “within three months”, be inserted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے نزدیک یہ کلاز سب سے اہم ہے۔ ہم جب good governance کی بات کرتے ہیں تو اس میں آپ دیکھیں کہ اگر کوئی ادارہ اچھی طرح perform نہیں کر سکتا تو اس کے پیچھے بات یہ ہے کہ Act تو بن جاتا ہے لیکن rules نہیں بن پاتے۔ اس سلسلے میں عموماً دیکھا گیا ہے کہ بڑے بڑے اداروں کا Act بن گیا، قانونی مسودے تیار ہو گئے ہم نے بھی سماء خراشی کر لی لیکن جب rules کی باری آتی ہے تو وہ سالہا سال لٹک جاتے ہیں۔ اس پر کوئی کام ہی نہیں ہوتا جب ایک نظام کو چلانا ہے تو اس کے لئے rules بننا سب سے اہم ہیں۔ ہمیں Act کے بننے کے بعد سب سے پہلے جس چیز پر focus کرنا چاہئے وہ rules ہیں اور اس کے لئے اگر یہ three months time frame fixed کر دیا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ بہتر ہے۔ ہم نے کوئی تین دن یا تین ہفتوں کی بات نہیں کی بلکہ تین مہینوں یعنی 90 دنوں کی بات کی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ 90 دنوں کی اصطلاح یا ایسا time frame ہے جو بڑی بڑی چیزوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے کہ 90 دنوں میں یہ کیا جائے گا۔ اگر 90 دنوں میں rules کو define کر لیا جائے اور rules کو بنا لیا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کے بعد اس سسٹم کو چلانا زیادہ آسان ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! rules کا بننا، مقررہ وقت میں بننا، قانون کی روح کے مطابق بننا ضروری ہے کیونکہ rules ہوں گے تو ان پر عملدرآمد ہو گا۔ میرے نزدیک قانون بننے کے بعد rules کا بننا سب سے زیادہ اہم ہے۔ آج آپ جس سسٹم کو چلا رہے ہیں وہ آپ rules کو follow کر رہے ہیں۔ اس میں ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ وزیر قانون صاحب نے اسے انا کا مسئلہ بنا لیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جاتے جاتے اتنی سی بات یہ مان لیتے اس سے ہماری نسلیں مستفید ہوں گی۔ آج جو قانون بن جائیں گے اس کا فائدہ کس کو ہو گا، وہ آپ ہی کے credit میں جائے گا اور انہی کے credit میں جائے گا۔ یہ بہت بڑا کام ہو گا کہ یہ اسے oppose کرنے کی بجائے کھلے دل سے تسلیم کر لیتے۔ انہیں اس معاملے میں sincerity show کرنی چاہئے۔ یہ ایک بہت اہم ترمیم ہے جسے ہر آدمی سمجھتا ہے، کم از کم اس کو تو یہ سمجھ لیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس ترمیم کا تعلق ہے تو میرے خیال میں جتنی بلاجواز یہ ترمیم ہے شاید اس سے پہلے کوئی بھی ترمیم نہیں تھی۔ انہیں اگر آپ

کے stamina کو تسلیم کرنا تھا تو اسے بھی ساتھ ہی withdraw کر لیتے لیکن انہوں نے اسے رکھ لیا۔ اس سے مجھے لگتا ہے کہ آپ کے stamina کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا اپنا stamina بھی جواب دے گیا ہے۔

جناب سپیکر! میری ان سے یہ بھی گزارش ہے کہ کورم کا امتحان تو انہوں نے دو تین مرتبہ لے لیا ہے لیکن اپنے کورم کا بھی خیال رکھا کریں، اٹھائیس نام آپ کے stamina کو check کرنے کے لئے دے دیتے ہیں اور یہ بیٹھے چار ہیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے یہ جو ترمیم دی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ rules within three months بننے چاہئیں۔ اس سے ایک sense یہ بھی convey ہوتی ہے کہ rules after three months نہیں بن سکیں گے حالانکہ rules ایک مسلسل عمل ہے اور یہ بنتے رہتے ہیں۔ یہ تین ماہ کے اندر بھی بنیں گے اور اس کے بعد بھی بنیں گے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 26 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, after the word "rules", the words "within three months", be inserted."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now the question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 27

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 28

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 29

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 29 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 30

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 30 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 31

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

جناب ڈپٹی سپیکر:Houseکاوقت مزید ایک گھنٹہ بڑھایاجاتاہے۔

SCHEDULE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"The Schedule of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Institute of Southern Punjab Multan Bill 2010 be passed."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Institute of Southern Punjab Multan Bill 2010 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Institute of Southern Punjab Multan Bill 2010 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed)

(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:پہلے میں لاء منسٹر صاحب کی بات سن لوں پھر آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر

دی ویمن یونیورسٹی ملتان بل اور دی انسٹیٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان بل پاس ہونے پر جنوبی پنجاب کی عوام کو مبارکباد اور جنوبی پنجاب پاکستان کے لیڈر مخدوم جاوید ہاشمی کی صحت یابی کے لئے دعا

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں آج جنوبی پنجاب کے عوام کو اس معزز ایوان کی طرف سے ان دو تحفوں کی صورت میں The Women University Multan Bill اور The Institute of Southern Punjab Multan Bill پاس ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس حصے کے عوام کی محرومیوں کو دُور کرنے کا جو بیڑا اس وقت موجودہ حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اٹھایا ہوا ہے وہ اسی طرح سے انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے دنوں میں پورا ہوگا اور پورا پنجاب بالکل یکسانیت کے ساتھ ترقی کرے گا۔

میں اس موقع پر جنوبی پنجاب نہیں بلکہ پورے پاکستان کے انتہائی معتبر لیڈر بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک genuine political worker کا لفظ محترم مخدوم جاوید ہاشمی صاحب کے لئے کہنا زیادہ مناسب ہوگا جو کہ بیمار ہیں۔ میں چاہوں گا کہ ان کی صحت یابی کے لئے دعا کرائی جائے اور باقی آج کے ایجنڈا کو کل تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، مخدوم جاوید ہاشمی صاحب کی صحت یابی کے لئے دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر ممبر قومی اسمبلی مخدوم جاوید ہاشمی کی صحت یابی کے لئے دعا کی گئی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ(ڈاکٹر محمد اختر ملک):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک):جناب سپیکر!آج میرے خیال میں مبارکباد کا دن ہے کہ جنوبی پنجاب کے زخموں پر مرہم رکھا گیا ہے تو میں اس لحاظ سے مخدوم سید یوسف رضا گیلانی صاحب اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ Women University Multan اور Institute of Southern Punjab کے جو بل پاس ہوئے ہیں تو یہ دونوں ادارے اس علاقے کی ترقی میں اہم کردار ادا کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ موقع کے عین مطابق اور وقت پر یہ ساری کارروائی ہوئی ہے اس سے میرے خیال میں اس علاقے کے عوام کی دلجوئی کی گئی ہے تو ہم اس کے لئے پورے ایوان کو مبارکباد دیتے ہیں اور یہ ہمارے لئے بڑی خوش بختی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،ڈاکٹر صاحبہ!آپ فرمائیں کیونکہ پہلے آپ نے floor مانگا ہوا تھا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:شکریہ۔جناب سپیکر!یہاں بیٹھے بیٹھے آمد ہوئی تھی تو یہ نظم آپ رانا مشہود صاحب کو dedicate کر رہی ہوں کہ:

ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا
ایم پی اے تھا کوئی اداس بیٹھا
کہتا تھا شام سَر پر آئی
لگاتار بول کر دن گزارا
پہنچوں کس طرح کنٹین تک
راہ میں بیٹھا ہے ثناء اللہ ہنیرا
سن کر ایم پی اے کی آہ و زاری
رانا مشہود درد مندی سے بولا
میرے چیمبر میں آئس کریم ملے گی سب کو
یہ بِل رہ گیا ہے ذرا سا
ہیں ایم پی ایز یہاں سبھی بہت تھک گئے
چھٹی مانگ رہے ہیں کب سے

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترمہ کے شعر کی مکمل تائید کرتا ہوں لیکن میں اس میں صرف یہ اضافہ کرتا ہوں کہ راستے میں جو میری شکل میں اندھیرا بیٹھا تھا اُس کے ساتھ ساتھ ایک "ماسی مصیبتے" بھی بیٹھی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اسے آپ light mode میں ہی لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: There in a very light mode. اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ یہ انکل سرگم کا ہی تھیٹر ہے، یہاں "ہے گا ہے گا" بھی بیٹھا ہے، "ماسی مصیبتے" بھی ہے اور یہاں پر "نونی پا" تو کہیں گئے ہوئے ہیں، "نونی پا مجھے بلا" اور جو انکل سرگم کے ساتھ "ہے گا ہے گا" ہے وہ تو بالکل سامنے بیٹھے ہیں لہذا میں ان تمام القابات سے آپ سب کو بھی نوازتی ہوں۔ ماسی کہنے کا شکریہ امید ہے کہ مراسی پن نہیں ہو گا اور ماسی پن ہی ہو گا۔ ماں جیسی کہنے کا بہت بہت شکریہ کیونکہ ماسی ماں جیسی ہوتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ دراصل انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم پانچوں ضلع منڈی بہاؤالدین کے ایم پی ایز نے سرکاری کارروائی کے دوران بات کرنے کی گستاخی کی یا بات کرنے کی جسارت کی اس پر میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن ابھی تو آپ اکیلے ہی نظر آ رہے ہیں۔

ضلع منڈی بہاؤالدین میں نئی بھرتیاں نہ کرنے اور زکوٰۃ و عشر کمیٹیوں کی عدم تشکیل سے گزارا الاؤنس نہ ملنے سے لوگوں کی فاقہ کشی

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! دوسرے بھی ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں پر وزیر قانون صاحب بیٹھے ہیں تو آج محکمہ زکوٰۃ و عشر کے وقفہ سوالات کے دوران انہوں نے یہاں پر یہ فرمایا کہ پنجاب کے 35 اضلاع میں زکوٰۃ و عشر کمیٹیاں مکمل ہو چکی ہیں اور یہاں پر بیٹھے اپوزیشن کے دوستوں کو بھی کہا کہ

میرے پاس یہ لسٹ ہے کہ 35اضلاع میں زکوٰۃ وعشر کمیٹیاں مکمل ہو چکی ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ پنجاب کے 36 اضلاع ہیں اور 36واں ضلع منڈی بہاؤالدین ہے جس کا صرف اور صرف اتنا قصور ہے کہ اس پنجاب کے 36ویں ضلع میں پاکستان پیپلز پارٹی نے صوبائی اسمبلی کی پانچوں کی پانچوں سیٹیں جیتی ہیں اور ایم این اے کی دونوں سیٹیں بھی پاکستان پیپلز پارٹی کے حصہ میں آئی ہیں۔ یہ وہ ضلع ہے جسے mini لاڑکانہ کا درجہ یا خطاب دیا گیا ہے کہ یہاں پر پاکستان پیپلز پارٹی نے sweep کیا ہے۔ میں یہاں پر وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس ضلع میں زکوٰۃ وعشر کمیٹیاں جو نہ بن سکی ہیں اس کے بارے میں اس House کو کچھ بتائیں۔ ساتھ ہی ساتھ میں ایک اور بھی گزارش کرتا چلوں کہ یہ وہ ضلع ہے جس میں class IV کی نوکریوں کی بھرتی کے لئے آج سے پہلے پانچ دفعہ اخبار میں اشتہارات دیئے جا چکے ہیں جسے میں سمجھتا ہوں کہ ان اشتہارات پر قومی سرمایہ کی کثیر رقم ضائع کی گئی ہے لیکن جب بھی وہ بھرتیاں ہونے کو آتی ہیں تو ہمیں وہاں کے DCO اور وہاں کی انتظامیہ یہی بتاتی ہے کہ ہمیں اوپر سے حکم آیا ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں بھرتیاں کی جائیں گی، TMAs کے فنڈز خرچ کئے جائیں گے اور نہ ہی وہاں پر زکوٰۃ وعشر کمیٹیاں بنائی جائیں گی۔ گزارش یہ ہے کہ اس پنجاب کے وہ غریب عوام جن کو زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں سے گزارا الاؤنس ملتا تھا، وہ بے چارے پچھلے اڑھائی تین سال یعنی 2007 سے لے کر آج تک راہ دیکھ رہے ہیں کہ یہ کب زکوٰۃ وعشر کمیٹیاں بنیں گی اور ہمیں گزارا الاؤنس ملے، یہاں پر ایک دلیل دی جاتی ہے کہ ہم نے وفاقی حکومت کو قوانین میں کچھ ترامیم کے لئے suggestions بھیجی ہیں لیکن حقیقت میں یہ سراسر جھوٹ ہے۔ وہ زکوٰۃ وعشر کمیٹیاں اس وجہ سے نہیں بنیں کہ پچھلی حکومت کے جو چیئرمین 36 اضلاع میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے خوف کی وجہ سے اڑھائی سال تک ان بے چارے غریبوں کو زکوٰۃ سے محروم کیا گیا ہے۔ اب صرف یہ بتا کر کہ ہم نے ہسپتالوں اور ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس کو زکوٰۃ دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر پنجاب کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے اور ہائیکورٹ کے حکم پر، میں یہاں پر ایک گزارش کرتا چلوں کہ مئی میں ہائیکورٹ میں اوکاڑہ کے ایک زکوٰۃ لینے والے غریب آدمی نے ایک رٹ پٹیشن فائل کی تھی کہ پنجاب میں زکوٰۃ وعشر کمیٹیاں بننی چاہئیں تو ہائیکورٹ نے ultimately وہاں پر حکم دیا اور حکم یہ تھا کہ 16 مئی سے پہلے پہلے پورے پنجاب میں زکوٰۃ وعشر کمیٹیاں بنائی جائیں۔ اس حکومت نے پنجاب کے 35 اضلاع میں زکوٰۃ وعشر کمیٹیاں بنا کر کسی پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ وہ بھی انہوں نے مجبوری میں آ کر کہ ہائیکورٹ کا حکم ہے لیکن منڈی بہاؤالدین ضلع بھی اسی پنجاب کا ایک حصہ ہے جو کہ no go area ہے اور نہ ہی وہ علاقہ غیر ہے بلکہ

اس کا قصور صرف یہ ہے کہ ہماری بد قسمتی کہ اگر وہاں پر ایک آدھا نون لیگ کا ایم این اے یا ایم پی اے جیت جاتا تو شاید ہمارے ساتھ اس قسم کا سلوک نہ کیا جاتا تو ہمارے ساتھ سوتیلے پن جیسا سلوک کیا جا رہا ہے، ہمارے ساتھ وہاں کی سرکاری انتظامیہ discrimination کر رہی ہے۔ یقین کیجئے کہ وہاں پر انتظامیہ کو پچھلے تین چار ماہ سے باقاعدہ یہ ہدایت جاری کر دی گئی ہے کہ پیپلز پارٹی کا جو بھی ایم پی اے اپنے جائز کام کے لئے یا اپنے علاقہ کی ترقی کے لئے آپ کے پاس آئے تو اسے discourage کیا جائے تو میری یہاں پر بیٹھے ہوئے اپنے تمام ساتھیوں کی وساطت سے آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ حکومت پنجاب کو کوئی ایسی ruling دیں یا وزیر قانون سے ہمیں پوچھ کر بتائیں کہ منڈی بہاؤالدین میں زکوٰۃ و عشر کمیٹیاں کب تک بن جائیں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک باقی اضلاع میں مقامی زکوٰۃ و عشر کمیٹیوں کا معاملہ ہے تو list میرے پاس موجود ہے اور اسے بعد میں بھی verify کیا ہے تو وہ بالکل بنی ہیں اور اس میں اگر کسی کو شک ہے تو وہ verify کر سکتا ہے۔ جہاں تک منڈی بہاؤالدین کا مسئلہ ہے تو وہاں stay order ہے جس کے خارج ہونے کے بعد وہاں پر بھی زکوٰۃ و عشر کمیٹیاں بن جائیں گی۔ باقی انہوں نے جو باتیں کی ہیں تو ہمارے ساتھ coalition partner پاکستان پیپلز پارٹی ہے جس کی پارلیمانی پارٹی کے لیڈر نے فیصلہ کیا ہے تو یہ اپنی پارلیمانی پارٹی میں بیٹھ کر ان کے ساتھ یہ بات کریں۔ ہمارے ساتھ ان کی مشترکہ کمیٹی میں کائرہ صاحب اور راجہ ریاض صاحب ممبر ہیں تو یہ issues جب چاہیں اور جس وقت چاہیں ہمارے ساتھ بیٹھ کر discuss کر سکتے ہیں کیونکہ اور issues بھی discuss ہونے کے بعد resolved ہوئے ہیں تو اگر اس issue میں کوئی معاملہ ہے تو وہ بھی وہاں بیٹھ کر حل ہو سکتا ہے۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ منڈی بہاؤالدین میں ہائیکورٹ کا stay ہے تو وہ stay میں نے تو نہیں لیا بلکہ ایک عام زکوٰۃ لینے والے آدمی نے ہائیکورٹ میں درخواست کر کے لیا ہے اور وہ بھی تب کی بات ہے کہ جب منڈی بہاؤالدین کے ڈی سی او نے اپنے دستخطوں سے، ہمارے زکوٰۃ و عشر آرڈیننس میں کوئی ایسی provision نہیں ہے کہ کسی ڈی سی او کو یہ اختیار دیا گیا ہو کہ وہ اپنے دفتر سے ایک letter جاری کرے کہ ان ان بندوں کو چیئرمین بنا دیا جائے تو اس غیر قانونی اور غیر ضروری جاری ہونے والے letter کی وجہ سے ایک عام زکوٰۃ لینے والے آدمی نے ہائیکورٹ میں جا کر وہاں پر درخواست کی کہ ضلعی انتظامیہ کو یا پنجاب حکومت کو کوئی اختیار نہ ہے کہ وہ

اس آرڈیننس کو bulldoze کرے تو میری یہاں پر یہ گزارش ہو گی کہ اگر پنجاب حکومت اپنی پوری دیانتداری سے جس طریقے سے پچھلے اڑھائی سال سے ہمارے ساتھ coalition چلا رہے ہیں تو میں سمجھوں گا کہ یہ پوری دیانتداری سے اپنے ڈی سی او یا متعلقہ ضلعی زکوٰۃ آفیسر یا دوسرے متعلقین کو حکم جاری کریں کہ ضلعی انتظامیہ یا ڈی سی او کا یہ کوئی حق نہیں ہے۔جب چیئرمین نے زکوٰۃ و عشر کمیٹیوں کے لئے impartial شیڈول جاری کیا تو ڈی سی او کے ساتھ ہیڈ ماسٹر یعنی گزیٹڈ آفیسر جنہوں نے الیکشن کروانے تھے تو ڈی سی او نے وہ بندے withdraw کر لئے اور اس نے واضح طور پر کہا کہ جب تک آپ (ن)لیگ کے لوگوں کے چیئرمین نہیں بنائیں گے تو میں اپنے بندے surrender کر لوں گا۔

جناب سپیکر!اس وجہ سے پچھلے اڑھائی سال سے زکوٰۃ لینے کے لئے انتظار کرنے والا بندہ ہائیکورٹ میں گیا ہے کہ ڈی سی او کا وہ آرڈر جس میں اس نے اپنے دفتر سے letter جاری کیا ہے وہ غیر قانونی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بھاگٹ صاحب!میرا خیال ہے کہ یہ sub Judicial matter ہے اور عدالت کی کارروائی کو آپ اسمبلی میں زیر بحث نہیں لا سکتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں اسے conclude کرتا ہوں کہ ان کا شکریہ کہ انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ پچھلے اڑھائی سال سے coalition دیانتداری سے چلائی جا رہی ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ دیانتداری ہی ہو گی۔یہ اس issue کو اس کمیٹی میں لے کر آتے اور میں اب بھی ان سے کہتا ہوں کہ انہوں نے جس آدمی سے ہائیکورٹ میں رٹ کروائی ہے تو یہ اسے کہیں کہ وہ رٹ واپس لے لے اور یہ اس کمیٹی میں آ جائیں تو وہاں پر بیٹھ کر بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھوڑا سا business رہ گیا ہے۔منڈا صاحب!آپ اپنے اس سوال کو آج بحث کے لئے لانا چاہتے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جی۔

بحث

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 61 کے تحت
محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے نشان زدہ سوال نمبر 4278 کے جواب سے
پیدا ہونے والی صورتحال پر عام بحث

MR DEPUTY SPEAKER: Motion under rule 61 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997

سوال نمبر 4278 کے جواب سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملہ پر بحث قاعدہ 61 قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997۔اب میں چودھری علی اصغر منڈا کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ محکمہ مواصلات و تعمیرات سے متعلق نشان زدہ سوال نمبر 4278 کے جواب سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملے پر بحث کا آغاز کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!سوال نمبر 4278 کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔اس حوالے سے میری یہ گزارش ہے کہ محکمہ کی طرف سے آنے والا جواب نامکمل ہے۔سوال کے جز(الف) کو ملاحظہ فرمالیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب!اس وقت منسٹر C&W نہیں بیٹھے تو لاء منسٹر صاحب!آپ اس پر respond کریں گے یا اسے اگلے بدھ تک pending کر لیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اسے پڑھ لینے دیں پھر جواب بھی دیکھ لیں گے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!اصولی طور پر سیکرٹری C&W کو بھی لابی میں موجود ہونا چاہئے تھا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!House کے وقت کو اس طرح سے ضائع کرنے کی بجائے منڈا صاحب اپنی بات کر لیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ سیکرٹری C&W کو صبح بلا کر ان کے ساتھ بٹھا کر اس معاملے کو resolve کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں ایک چھوٹی سی گزارش کر کے راناصاحب کے حکم کے مطابق کر لوں گا۔ میرے سوال کے جز(الف)میں ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ لاہور جڑانوالاروڈ براستہ شرقپور شریف کیdouble roads زیر تعمیر ہے،اگر ہاں تواس کی تعمیر کب شروع ہوئی اور شیڈول کے مطابق اسے کب تک مکمل ہونا تھا؟" شروع کا بتادیا ہے لیکن مکمل ہونے کا نہیں بتایا۔ یہ میرے حلقہ سے گزر کر جاتی ہے اور بنیادی طور پر یہ انٹر ڈسٹرکٹ سڑک ہے جو لاہور، فیصل آباد، ننکانہ، شیخوپورہ کے اضلاع کو آپس میں ملاتی ہے جو کہ dual carriage ہے تو اس کے کنٹریکٹ میں tenure of completion ایک سال تھا یعنی 13۔ ستمبر 2008 سے لے کر 13۔ ستمبر2009تک اس نے مکمل ہونا تھا۔ میری چھوٹی سی گزارش یہ ہے کہ وہاں پر بہت بُرا حال ہے، کل بارش ہوئی تو ٹریفک جام تھی اور آج بارش ہوئی ہے تو ٹریفک بالکل جام ہے اور تمام انٹر ڈسٹرکٹ آنے والی ٹریفک بند ہے۔ وہاں سے لوگوں کے میرے موبائل پر آنے والے message کے بارے میں آپ یقین کریں کہ میں اگر دکھادوں تو امید ہے کہ آپ اس حوالے سے سخت سے سخت rulingاور order فرمائیں گے۔ یقین کریں کہ ایسے ایسے messages آ رہے ہیں کہ جنہیں پڑھتے ہوئے بھی شرم آتی ہے تو میری صرف یہ گزارش ہے کہ راناصاحب کا فرمانا سر آنکھوں پر لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس matter کی progress کو check کرنے کے لئے محکمہ C&W کی سٹینڈنگ کمیٹی یا کوئی سپیشل کمیٹی بنا کر اسے refer کر دیں جو اس کی fortnightرپورٹ دے چونکہ یہ پہلے ہی ایک سال late ہو چکی ہے،اس کا ایک سال کا completion period سے timeاوپر چلا گیا ہے۔ آگے انہوں نے آخر میں لکھ دیا ہے کہ منصوبہ 30۔ جون 2011تک مکمل کر لیا جائے گا۔ وہی روایتی wording ہے کہ 30۔ جون 2011تک مکمل کر لیا جائے گا۔ پتا نہیں وہ کدھر جائے گا؟ یہ نہیں پتا کہ وہ2019تک جائے گا یا خدا جانے2020تک جائے گا؟اس حوالے سے میری بڑے ادب سے گزارش ہے کہ اس معاملے کو محکمہ C&W کی سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کر دیں یا اس پر کوئی سپیشل کمیٹی بنا دیں تاکہ اس کی fortnight رپورٹ آئے اور ہم بھی اس میں اپنا share کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! منڈا صاحب کے لئے کوئی شرم کر لیں یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ان کو جو messages آئے ہیں یہ ان کو بالکل save رکھیں اور کل سیکرٹری C&W کو یہ سارے messages پڑھائیں گے تاکہ ان کے ساتھ ساتھ انہیں بھی اس بارے میں کچھ خیال پیدا ہو۔ اس میں لکھا ہے کہ "اب تک اس سڑک کا

15 کلو میٹر حصہ نمبر46 مکمل ہو چکا ہے۔ بقایاپورے فنڈز کی فراہمی کی صورت میں یہ منصوبہ 30۔جون 2011 تک مکمل کر لیا جائے گا۔"اس میں problem یہ ہے کہ اس کے فنڈز فراہم نہیں ہوئے ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کل سیکرٹری C&W سے ساری بات کر کے پھر یہ معاملہ جناب چیف منسٹر کو request کریں گے کہ وہ فنڈز کی فراہمی کا اہتمام کر دیں۔اس میں سپیشل کمیٹی یا کمیٹی C&W نے کچھ نہیں کرنا۔ فنڈز اگر فراہم ہو گئے تو یہ مکمل ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں اس میں چھوٹی سی ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں دو گروپ کام کر رہے ہیں۔ایک خالد رؤف ہے اور دوسرا بھٹی اینڈ کمپنی ہے۔ بات یہ ہے کہ صرف ایک گروپ کام کر رہا ہے فنڈز تو ایک ڈیپارٹمنٹ کے ہیں۔ایک گروپ کام کر رہا ہے اور دوسرے گروپ کی ایک بھی مشینری وہاں پر موجود نہیں ہے۔ وہ پتا نہیں کہاں دوڑ گیا ہے۔ میرے حلقے میں تو اس کے خلاف بڑی باتیں ہو رہی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب!اب پھر وہی بات آ گئی ہے جو میں نے کل آپ سے کی تھی۔ جب لاء منسٹر صاحب نے بات کی ہے اب آپ اس کو دیکھیں اگر وہاں پر یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ آپ کو ایک assurance ground of the floor دے رہی ہے اور آپ خود ٹریژری بنچ کے ہیں۔ اگر پھر بھی کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا تو پھر آپ یہاں آئیں۔ اب آپ تشریف رکھیں، بہت شکریہ۔ جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!ہماری اس اسمبلی کا first half ختم ہو چکا ہے اور ہم half second میں داخل ہو چکے ہیں۔ ہم بڑی تیزی سے اختتامی دور میں بھی داخل ہو جائیں گے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس اسمبلی میں، میرے خیال میں سب سے پہلی کمیٹی جو form کی گئی تھی وہ آپ ہی نے اس چیئر پر بیٹھ کر کی تھی۔اس میں بات ہوئی تھی اسمبلی کے ان غریب ملازمین کی جن کے کوارٹر بُرے طریقے سے خستہ حال ہیں اور ان کے لئے نئے کوارٹر بنانے کی بات کی جا رہی تھی۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ برسات کا موسم ہے اور اچھے خاصے بنے ہوئے گھر بھی اس بارش کی نذر ہو رہے ہیں۔ پیپلز House کے وہ کوارٹر انتہائی خستہ حالت میں ہیں اور وہ اس وقت شدید خطرے کا نشان بن چکے ہیں۔ایسے موسم میں تو ہم جیسے بڑے بڑے گھروں میں رہنے والوں کے لئے بھی چلنا اور رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ چھتیں ٹپکنے لگتی ہیں اور گزرگاہیں بھی پانی سے بھر جاتی ہیں۔ ذرا سوچئے کہ ان لوگوں کا کیا

حال ہو گا جن کے کوارٹر پہلے ہی خستہ حال ہیں اور وہ کبھی بھی گر سکتے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اڑھائی سال سے کمیٹی بنی ہوئی ہے، اس پر پیسا بھی بہت خرچ ہوا ہے، اس پر ہم نے بھی بہت محنت کی ہے، ہم اپنے اپنے گھروں سے اٹھ کر آئے ہیں اور ہم نے sights بھی visit کی ہیں۔ آپ بھی اس کمیٹی میں تشریف فرما رہے ہیں اور دوسرے ممبران بھی اس کا حصہ رہے ہیں۔ میری آپ سے یہ humble request ہے کہ اس کام کو speedy بنانے کے لئے براہ مہربانی کوئی ایسا اقدام کریں کہ کم از کم ہم۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سن لیں، آپ کی بات ٹھیک ہے۔ اس میں صرف یہ ہے کہ اگلی میٹنگ میں دیکھ لیتے ہیں۔ اس میں گورنمنٹ جگہ point out کر کے بتا رہی ہے۔ DO(R) نے بھی اپنی ایک رپورٹ بنا لی ہے، اس میں جگہ point out ہو گئی ہے اور اگلی میٹنگ ہم رکھ رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اس میں یہ مسئلہ solve ہو جائے گا۔ شکریہ۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی جیسے سنا گیا کہ پنجاب کے 36 اضلاع میں زکوٰۃ کمیٹیاں بنا دی گئی ہیں۔ ابھی منڈی بہاؤالدین کی بات ہوئی۔ اس سے معلوم یہ ہوتا تھا کہ چنیوٹ ضلع میں بھی کمیٹیاں بن چکی ہیں لیکن میری معلومات کے مطابق پورے ضلع میں ایک کمیٹی بھی تشکیل نہیں دی گئی۔ اس وقت تک کوئی ڈسٹرکٹ چیئرمین۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! میری ذرا عرض سن لیں۔ مجھے اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ جب ٹریژری بنچوں کے ساتھی اٹھ کر بات کرتے ہیں۔ آپ لوگوں کا floor of the House بات کرنا تب بنتا ہے جب آپ کہیں کہ ہم فلانے منسٹر کے پاس گئے، فلانے کے پاس گئے اور فلانے افسر کے پاس گئے انہوں نے ہماری بات نہیں سنی پھر تو اس پر بات ہو سکتی ہے۔ جو House کا وقت ہے اس میں kindly rules کو دیکھ لیں۔ آپ تشریف رکھیں اور لاء منسٹر صاحب سے مل لیں This is no way

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! وہ کمیٹیاں بنی ہی نہیں اور میں یہ بتا رہا ہوں کہ محکمہ ہمیں گمراہ کر رہا ہے۔ ہمارے ضلع میں نہ کوئی اعلان ہوا نہ کوئی کمیٹی بنی اور اسمبلی کو یہ اطلاع کر دی گئی کہ چنیوٹ میں زکوٰۃ کمیٹیاں بن گئی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! معذرت کے ساتھ۔ میں اپنے معزز ممبران سے بار بار request کرتا ہوں کہ rules کو دیکھ کر procedure کو follow کیا کریں۔ آپ پہلے متعلقہ منسٹر سے ملیں اس کے بعد اگر آپ کی تسلی نہیں ہوتی تو پھر آپ اس چیز کو یہاں raise کریں۔ بہت شکریہ۔ جی، رائے صاحب!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر!آپ کی وساطت سے چنیوٹی صاحب جو فرمارہے ہیں ہم ننکانہ والے تو غلط فہمی کا شکار تھے کہ شاید 36واں ضلع ننکانہ ہے جس کی ابھی تک کمیٹیاں نہیں بن سکیں کیونکہ ہمیں بتایا جاتا تھا کہ آپ کا سابق چیئرمین کام نہیں کرنا چاہتا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب!دیکھیں،This is not a point of order

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر!جب متعلقہ وزیر صاحب فرمارہے تھے کہ 35ضلعوں میں مکمل۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! میری عرض سن لیں،آپ بڑے محترم ہیں۔پوائنٹ آف آرڈر کو پڑھ لیں کہ یہ کب raise کیا جاسکتا ہے۔۔۔آپ تشریف رکھیں،منسٹر صاحب سے مل لیں اور ان سے بات کرلیں۔ میں نے اسیpoint پر چنیوٹی صاحب کو بٹھایا ہے اور آپ کو بھی میں اسیpoint پر بٹھارہا ہوں۔ آپ منسٹر صاحب سے مل لیں۔جناب اعجاز احمد خان!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!آج میریadjournment motion لگی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں،پلیز اس پر بات ہوچکی ہے۔ جو بات آپ کرچکے ہیں وہfloor of the House نہیں کرسکتے۔جی،وحید صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر!میں انتہائی شکر گزار ہوں پنجاب گورنمنٹ کا، وزیراعلیٰ پنجاب کا،وزیر قانون اور وزیر تعلیم کا کہ وہHouse میں ملتان یونیورسٹی خواتین بل لائے اور اسے پاس کیا۔ یہ پورے جنوبی پنجاب کی خواہش اور آرزو تھی۔آج الحمدللہ!اس گورنمنٹ نے اپنا وہ وعدہ بھی پورا کر دکھایا جو اس نے جنوبی پنجاب کی ترقی، خوشحالی اور ان کو بنیادی ضرورتیں مہیا کرنے کے لئے کیا تھا۔ آج ہم جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے تمام ممبران اس بل کے پاس ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ہم شکریہ ادا کرتے ہیں چیف منسٹر کا،اس کمیٹی کا جنہوں نے اتنی محنت،جدوجہد اور عرق ریزی سے یہ بل تیار کیا اور اسمبلی میں لائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کا ایجوکیشن کا معیارupper پنجاب کے برابر نہیں ہے لیکن یہ اس معیار کو بلند کرنے میں اور ان لوگوں کوeducate کرنے میں بہت مفید ہوگا۔ جس قوم اور جس معاشرے کی خواتین پڑھ جائیں وہ معاشرہ کبھی غیر ترقی یافتہ نہیں ہوتا۔ وہ معاشرہ اور وہ قوم ہمیشہ ترقی کی منزلیں طے کرتی ہے۔ میں اس خواتین بل پاس ہونے پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور وزیراعلیٰ پنجاب اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی،رانا ارشد صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز صاحب! آپ کی بات سن لی تھی۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا، مہربانی۔ میں نے رانا ارشد صاحب کو floor دیا ہوا ہے۔ جی، رانا محمد ارشد!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میرے شاہ کوٹ میں Sunday کی رات کو پندرہ گائیں اور بھینسیں چوری ہو گئیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! بڑے افسوس کی بات ہے۔ میری معزز ممبر سے گزارش ہے کہ This is not a point of order آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں نے رانا صاحب سے بھی بات کی تھی انہوں نے کہا تھا کہ آپ House میں بات کریں۔ یہ جو محکمہ پولیس ہے اگر اس کے خلاف شکایتیں آئیں گی اور عوام ہمارے پاس آکر روئیں گے تو ہم کیا کریں گے؟ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ صفدر آباد تھانے میں دن دہاڑے ڈکیتیاں ہوتی ہیں۔ پلیز ان کو یہ بتایا جائے کہ وہ تنخواہیں لے رہے ہیں، ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ چور اور ڈاکوؤں کو کنٹرول کرے۔ اگر چور اور ڈاکو نے ہمیں ہی فون کر کے threat کرنا ہے اور ہمیں ہی کہنا ہے کہ آپ پولیس کو کیوں کہتے ہیں تو پھر ہمیں بھی آزادی ہونی چاہئے کہ کم از کم ایک ایم پی اے کا کیا role ہے، وہ کس طرح دو اڑھائی لاکھ عوام کو کنٹرول کرے گا اور کس طرح سے ان کو ریلیف دے گا؟ بس میں نے یہی point raise کرنا تھا۔ میری کوئی demand نہیں ہے، میں چاہتا ہوں کہ حلقے میں حالات پُرامن ہوں اور وہاں پر ایسے افسر کام کریں جو دیانتدار ہوں۔ اللہ حافظ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی رانا ارشد صاحب نے اپنے حلقے سے متعلق یا ایک مخصوص تھانے سے متعلق بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا right ہے اور on the floor of the House اپنی problems discuss کرنی چاہئیں ان کو اس سے بالکل نہیں روکا جا سکتا لیکن اس میں یہ ہے کہ اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس specific صورتحال سے متعلق، متعلقہ DPO یا RPO سے جواب لیا جائے تو وہ کسی بھی شکل میں توجہ دلاؤ نوٹس لے آئیں یا Adjournment Motion لے آئیں۔ اس طرح جو بھی معاملات ہیں ان کو باقاعدہ طور پر لوکل ایڈمنسٹریشن کو اس چیز کا پابند بنائیں گے کہ وہ House میں بھی اور ان کو بھی یہاں آکر جواب دہ ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہم نے آج جنوبی پنجاب کے لئے دو institutions کی legislation کی ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر تعلیم سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کاغذی کارروائی تو ہو گئی? what is the situation on ground ان دونوں institutions کے لئے زمینی حقائق کیا ہیں، زمین لے لی گئی ہے، زمین allocate کر دی گئی ہے، physical infrastructure بننا شروع ہوا ہے یا ابھی یہ صرف کاغذات ہی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ ان سے ان کے چیمبر میں مل لیں وہ اس کا جواب دے دیں گے، تشریف رکھیں۔ جی، اعجاز خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں نے گزارش یہ کرنا تھی کہ میں نے جب آپ کو ابھی approach کیا تو میں نے کہا کہ Adjournment Motion کو take up کیا جائے تو کیونکہ اس کا ایک مخصوص وقت مقرر ہوتا ہے۔ وہ وقت گزر چکا ہے تو میری استدعا صرف یہ ہے کہ اس کو kindly restore کر دیا جائے تاکہ وہ اپنی turn پر لگ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ fresh notice دے دیں، جو طریق کار ہے، اس طریق کار کو اپنائیں۔ بہت شکریہ۔ اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 22۔ جولائی 2010 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

1396

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،22۔جولائی2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات آبپاشی وقوت برقی)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب2009(مسودہ قانون نمبر31 بابت2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب2009 کو فوری طور پر زیر غور لانے کی غرض سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے قواعد انضباط کار1997 کے قاعدہ95 کی مقتضیات ان قواعد کے قاعدہ 234 کے تحت مستثنیٰ کر دی جائیں۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب2009 فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب 2009 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور2010(مسودہ قانون نمبر18 بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور2010 منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون لاہور لیڈز یونیورسٹی2010(مسودہ قانون نمبر17 بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون لاہور لیڈز یونیورسٹی2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون لاہور لیڈز یونیورسٹی2010 منظور کیا جائے۔

1398

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعرات،22۔جولائی2010

(یوم الخمیس،9۔شعبان المعظم1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

ٱللَّهُ ٱلَّذِي خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخۡرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزۡقٗا لَّكُمۡۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلۡفُلۡكَ لِتَجۡرِيَ فِي ٱلۡبَحۡرِ بِأَمۡرِهِۦۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلۡأَنۡهَٰرَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلشَّمۡسَ وَٱلۡقَمَرَ دَآئِبَيۡنِۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلَّيۡلَ وَٱلنَّهَارَ ۝ وَءَاتَىٰكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلۡتُمُوهُۚ وَإِن تَعُدُّواْ نِعۡمَتَ ٱللَّهِ لَا تُحۡصُوهَآۗ إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ لَظَلُومٞ كَفَّارٞ ۝

سُوْرَۃُ إبراھیم آیات 32تا34

اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے مینہ برسایا۔ پھر اس سے تمھارے کھانے کے لئے پھل پیدا کئے اور کشتیوں (اور جہازوں) کو تمھارے زیر فرمان کیا تاکہ دریا (اور سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں اور نہروں کو بھی تمھارے زیر فرمان کیاo اور سورج اور چاند کو تمھارے لئے کام میں لگا دیا کہ دونوں (دن رات) ایک دستور پر چل رہے ہیں اور رات اور دن کو بھی تمھاری خاطر کام میں لگا دیاo اور جو کچھ تم نے مانگا سب میں سے تم کو عنایت کیا اور اگر اللہ کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو (مگر لوگ نعمتوں کا شکر نہیں کرتے)o

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
تجھ سے در در سے ہے سگ سگ سے ہے نسبت مجھ کو
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا
تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

سوالات

(محکمہ جات آبپاشی وقوت برقی)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات آبپاشی وقوت برقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔ میں ایک بار پھر یہ بات دہرانا چاہتا ہوں کہ ماسوائے قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف باقی تمام حضرات سے میری گزارش ہے کہ دوران وقفہ سوالات کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہ لیا جائے .I will be grateful پہلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔ نمبر پکاریں۔

محترمہ طلعت یعقوب: سوال نمبر 359 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ انہار فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*359: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انہار فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی کل تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ ڈویژن میں بیلداروں کی اسامیاں خالی ہیں، اگر ہاں تو ان کی تعداد اور جگہ کیا ہے؟

(ج) کیا محکمہ کا مذکورہ ڈویژن میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) محکمہ انہار فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی کل تعداد 89 ہے۔

(ب) فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی 28 اسامیاں خالی ہیں۔ یہ اسامیاں ضلع حافظ آباد، ضلع فیصل آباد اور ضلع جھنگ میں واقع ہیں۔

(ج) فیصل آباد ڈویژن کے بیشتر راجباؤں کا انتظام وانصرام متعلقہ کسانوں کی تنظیموں کے سپرد کیا جا چکا ہے اس لئے موجودہ صورتحال میں بیلداروں کی خالی اسامیاں پُر کرنے کا ذمہ FO,s (فارمر آرگنائزیشن) کا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی 28 اسامیاں خالی ہیں اور یہ اسامیاں ضلع حافظ آباد، ضلع فیصل آباد اور ضلع جھنگ میں واقع ہیں۔ اس حوالے سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ضلع حافظ آباد، ضلع فیصل آباد اور ضلع جھنگ میں کتنی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! خالی اسامیوں کے حوالے سے جواب یہ ہے کہ بنیادی طور پر ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے کسان تنظیموں کا کام ہوتا ہے اور کسان تنظیموں کا الیکشن اگست تک مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ یہ نہیں پوچھ رہیں۔ وہ آپ سے یہ پوچھ رہی ہیں کہ ضلع حافظ آباد، فیصل آباد اور جھنگ میں کتنی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! الگ الگ تفصیل میرے پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے اس کی تفصیل مانگ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! ٹوٹل اٹھائیس ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹوٹل کا تو آپ نے لکھ دیا جو ٹھیک ہے۔ اب وہ آپ سے یہ پوچھ رہی ہیں کہ ایک ایک ضلع کی مجھے تفصیل بتائیں کہ کتنی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جی، میں بتاتی ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ابھی آپ کا ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ پہلے والے کا جواب آنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! ضلع حافظ آباد میں چودہ، فیصل آباد میں دس اور جھنگ میں چار اسامیاں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!ان کے جواب کے مطابق اگر farmers' organization تشکیل دی گئی ہے تو اس کا طریق کار کیا تھا، تنظیم کے قواعد وقوانین کیا تھے، کس کے تحت یہ کام کرتی ہیں اور بیلداروں کو تنخواہ کون دیتا ہے؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہی ہیں کہ بیلداروں کو تنخواہیں کون دیتا ہے اور جو آپ نے FO'sبنایا ہے اس کا طریق کار کیا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر!FO's سے مراد farmers organizations ہیں تو ظاہر ہے کہ الیکشن کے طریق کار کے مطابق جو لوگ ان کو elect کرتے ہیں یا ان کا الیکشن کراتے ہیں وہی ان کو تنخواہیں دیتے ہیں۔

معزز ممبران: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ select کہہ رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ select نہیں elect کہہ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر!میں نے الیکشن کا ہی کہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کا باقاعدہ الیکشن ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر!PIDA کے تحت یہ تنظیمیں کام کرتی ہیں اور اسمبلی کے rules کے مطابق یہ تنخواہیں بھی PIDA سے ہی ان بیلداروں کو دی جاتی ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: ضمنی سوال۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر!میں تو فیصل آباد سے ہوں اس لئے میں ہی ضمنی سوال کروں گا۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب!اب ادھر سے ہی ضمنی سوال ہو گا کیونکہ آپ کی طرف سے سوال نہیں ہے اور آپ کو طریق کار کا بھی پتا ہے۔پلیز تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میرے خیال میں اسمبلی کا ہر ممبر سوال کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کر سکتا ہے لیکن میں آپ کو وہ طریق کار بتا دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر ہمارا سوال نہیں ہو گا تو پھر ہم باہر چلے جایا کریں؟

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔ آپ ساتھ والوں سے پوچھ لیں بلکہ آپ کے قائد حزب اختلاف بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! اس سوال کی تاریخ وصولی 22۔ مئی 2008 تھی اور تاریخ ترسیل 14۔جون2008 تھی۔

جناب سپیکر: کیا فرما رہے ہیں؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! سوال کا جواب 18۔جولائی 2010 کو آیا ہے۔ اس کے جواب جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ فیصل آباد ڈویژن کے بیشتر راجباہوں کا انتظام و انصرام متعلقہ کسانوں کی تنظیموں کے سپرد کیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال کریں اور اوپر دیکھ کر جواب نہ پڑھیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں کہ آپ کوئی کمیٹی بنا دیں جو یہ ریکارڈ check کر لے کیونکہ جواب بالکل غلط دیا گیا ہے اور کسان تنظیموں کے ابھی کئی الیکشن ہونے والے ہیں۔ اس کے علاوہ جو کہا گیا ہے کہ بیلداروں کی خالی اسامیاں پُر کرنے کے ذمہ دار FO's ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ الیکشن تو ابھی اگست تک جائیں گے اور یہ سوال 2008 میں دیا گیا تھا تو اب تک انہوں نے بھرتیاں کیوں نہیں کیں؟

جناب سپیکر: کیا میں ہاؤس سے پوچھوں یا آپ سے پوچھوں کہ آپ نے سوال کیا کیا ہے؟ آپ آرام سے بات کریں اور اپنا ضمنی سوال پوچھیں لیکن براہ مہربانی لمبی تقریر ذرا چھوڑ دیا کریں۔ سوال آپ کا کچھ ہوتا ہے اور پہنچ آپ کہیں جاتے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! سوال کا جواب بالکل غلط ہے۔ آپ کمیٹی بنا کر check کروا لیں کیونکہ فیصل آباد ڈویژن خصوصاً تحصیل سمندری میں صرف ایک نہر کا الیکشن ہوا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے یہ کہا ہے کہ بیشتر راجباہوں کا انتظام و انصرام متعلقہ کسانوں کی تنظیموں کے سپرد کیا جا چکا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ humble request کر رہا ہوں کہ اگر انتظام دے دیا گیا ہے تو میں آپ سے اس بات پر معذرت بھی کروں گا لیکن ابھی تک تو الیکشن ہی نہیں ہوئے تو یہ سارا انتظام کدھر دے دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: چلیں، ان سے پوچھتے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: ایک تو سوال کا جواب غلط ہے اور دوسرے نمبر پر یہ کہ جب سوال بھیجا گیا تھا تو اس وقت بھرتی کیوں نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر: ابھی مجھے جواب لینے دیں پھر اس کے بعد بات کرتے ہیں۔ جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میں نے ابھی پہلے بھی بتایا تھا، شاید میرے بھائی نے سنا نہیں ہے کہ ان اسامیوں کو پُر کرنا ایگزیکٹو کمیٹیوں کی ذمہ داری ہے اور الیکشن کے حوالے سے انہوں نے task لیا ہوا ہے کہ وہ اگست 2010 تک اس کو مکمل کریں گے۔ ظاہر ہے کہ جب ان کے الیکشن ہو جائیں گے تو یہ ذمہ داری بھی ان FO's کی ہوتی ہے کہ وہ خالی اسامیوں کی بھرتی کریں۔ definitely جب الیکشن ہو جائیں گے اور لوگ nominate ہو جائیں گے تو الیکشن کے بعد اپنے اپنے عہدوں پر کام شروع ہو جائے گا۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! کیا یہ کسانوں کے سپرد کیا جا چکا ہے؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہی ہیں کہ جب بھی الیکشن ہوں گے۔

راؤ کاشف رحیم خان: ابھی تک یہ ان کے ذمے کیا ہی نہیں گیا؟

جناب سپیکر: بیشتر جہاں کہیں ہو چکے ہیں ان کی بات ہو رہی ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں تو وہاں کا رہنے والا ہوں اور recently دس پندرہ دن پہلے الیکشن ہوئے ہیں اور ابھی تک تو انہیں انتظام دیا ہی نہیں گیا اس لئے میں تو پہلے سے ہی کہہ رہا ہوں کہ اس سوال کا جواب غلط آیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! بقول راؤ صاحب کے کہ وہاں الیکشن ہوا ہی نہیں تو کیا آپ positive ہیں جو جواب آپ کے پاس آیا ہے؟ اگر یہ جواب غلط ثابت ہوا تو پھر ہم اس کا action لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! بالکل، ظاہر ہے کہ محکمہ اس کا جوابدہ ہے اور محکمے نے ہی اس کا جواب ہمیں بھیجا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کی مکمل طور پر پڑتال کر کے یہاں ہاؤس میں جواب دیں گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میں check کر کے ہاؤس میں جواب دوں گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کل بھی متعلقہ وزیر نہیں آئے تھے اور آج بھی متعلقہ وزیر نہیں آئے اور ہماری بہن کو آخری وقت میں یہ ذمہ داری دے دی گئی ہے تو پانچ منٹ میں وہ کیا سوالات کی تیاری کریں گی؟

جناب سپیکر: نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وزرائے کرام اسمبلی کے بزنس کو seriously نہیں لے رہے۔ مہربانی کر کے تمام سوالات کو pending کر دیں اور جب وزیر صاحب آئیں تو وہ ان کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، pending کیوں کیا جائے؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کو جواب دینے کا مکمل اختیار ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کو بالکل اختیار ہے لیکن آج اسمبلی کا وقت شروع ہونے کے بعد پانچ منٹ پہلے ان کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ وزیر صاحب کل کے وقفہ سوالات میں بھی نہیں آئے تھے اور آج بھی نہیں آئے۔ ہمارے وزرائے کرام اسمبلی کے بزنس کو seriously ہی نہیں لے رہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں ایسے نہیں سمجھتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کو یہی چیز note کروا رہا ہوں کہ مہربانی کر کے وزیروں سے کہیں کہ وہ اسمبلی کے بزنس کو seriously لیں۔ آپ ہماری بہن پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے بھی پوچھ لیں کہ ان سوالات کے جواب دینے کی ذمہ داری ان کو کس وقت دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جب سے یہ پارلیمانی سیکرٹری بنی ہیں تب سے ان کی ذمہ داری ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انہوں نے یہ جوابات کے کاغذ ہی ابھی دیکھے ہیں جس طرح ہم نے دیکھے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب کا ہے۔ کیا تشریف فرما ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: On his behalf سوال نمبر1626۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ملک محمد جاوید اقبال اعوان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لفٹ اریگیشن سکیم کی تفصیلات

*1626: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لفٹ اریگیشن سکیم کب شروع کی گئی؟

(ب) اس منصوبے سے کتنی زمین سیراب ہوئی، ضلع خوشاب اور میانوالی کی سیراب ہونے والی زمینوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس سکیم کو بند کر دیا گیا ہے؟

(د) کیا حکومت اس سکیم کو دوبارہ سے شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) ضلع میانوالی اور ضلع خوشاب میں دو عدد لفٹ اریگیشن سکیمز ہیں۔ جن کی تفصیلات درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام سکیم	تاریخ اجراء
1۔	مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "اے"	12-09-1990
2۔	مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "بی"	09-05-1993

(ب)

1۔ مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "اے" سے ضلع میانوالی اور خوشاب کا 27068 ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(I) ضلع میانوالی 8047 ایکڑ

(II) ضلع خوشاب 19021 ایکڑ

2۔ مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "بی" ابھی زیر تکمیل ہے۔ سکیم مکمل ہو جانے پر 18846 ایکڑ رقبہ سیراب ہو سکے گا۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(i) مہاڑ لفٹ سکیم "اے" موقع پر چالو ہے۔

(ii) مہاڑ لفٹ سکیم "بی" کا دوسرا ترمیمی تخمینہ لاگت (2nd Revised PC-I) منظوری کے مراحل میں ہے۔

(د) مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "بی" کا دوسرا ترمیمی تخمینہ لاگت (2nd Revised PC-I) منظوری کے مراحل میں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جز(ج) میں انہوں نے سوال پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ اس سکیم کو بند کر دیا گیا ہے، اسی طرح جز(د) میں پوچھا ہے کہ کیا حکومت اس سکیم کو دوبارہ سے شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ اگر وہ بند کر دیا گیا ہو تو اس کو دوبارہ چالو کرنے کا ارادہ ہو گا لیکن جواب میں لکھا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ سکیم بند نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پھر آگے جز(ج) کے جواب میں لکھا ہے کہ مہاڑ لفٹ سکیم "اے" موقع پر چالو ہے۔ مہاڑ لفٹ سکیم "بی" کا دوسرا ترمیمی تخمینہ لاگت منظوری کے مراحل میں ہے۔ اسی طرح جز(د) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "بی" کا دوسرا ترمیمی تخمینہ لاگت بھی منظوری کے مراحل میں ہے۔ یہ سوال 2008 میں پوچھا گیا تھا جب یہ مراحل میں تھا لیکن آج 2010 میں اس کا کیا process ہے یعنی ان دو سالوں میں اس نے کتنے مراحل طے کئے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! ان کو بتائیں کہ اب وہ کس مرحلہ پر پہنچ چکا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! مہاڑ لفٹ سکیم کا PC.I منظوری کے لئے ابھی process میں ہے جس کے لئے تقریباً 48.065 ملین روپے منظور ہوئے ہیں جس کی تفصیل بھی اگر معزز ممبر جاننا چاہیں تو میں بتا سکتی ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ پچھلے دو سال میں PC.I کا status کیا ہے، ان دو سالوں میں کتنے PC.I بنے اور approve ہوئے ہیں۔ اگر ADP میں فنڈ allocate ہوئے ہیں تو اس پراجیکٹ کی دو سالوں میں کیا progress اور پیشرفت ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! second revised پی سی (I) 2008 کو discuss ہو چکا ہے جس پر کچھ اعتراضات تھے جن کی وجہ سے اس کی منظوری ابھی نہیں ہوئی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں پھر یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 2008 میں discuss ہوا تو آج 2010 جولائی کی 22 تاریخ ہے اور 2010 بھی آدھے سے زیادہ گزر چکا ہے تو 2008 میں discuss ہونے کے بعد آج تک اس پر کوئی progress نہیں ہوئی۔ یہی محترمہ بتا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! اس میں کوئی progress اس لئے نہیں ہوئی کہ وہاں کے زمیندار بجلی کی قیمت دینے کو تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1716 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پیڈا کی جانب سے بنائی گئی کسان تنظیموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1716: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں اریگیشن اتھارٹی پیڈا نے کسانوں کی کتنی تنظیمیں تشکیل دی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پیڈا نے لوئر چناب کینال ایسٹ کے علاقوں میں84 کسانوں کی تنظیمیں تشکیل دی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پیڈا نے چشمہ رائٹ بنک کینال پر 50 کے قریب کسان تنظیمیں تشکیل دی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہاولنگر پر55اور لوئر جہلم کینال پر6 کسان تنظیمیں تشکیل دی گئی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) پنجاب میں اریگیشن اتھارٹی "پیڈا" میں 297 کسان تنظیمیں تشکیل دی جاچکی ہیں۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔بلکہ چشمہ رائٹ کینال پر30 کسان تنظمیں تشکیل دی جاچکی ہیں۔

(د) بہاولنگر میں 69 کسان تنظیموں کی تشکیل کا کام مکمل ہو چکا ہے اور لوئر جہلم کینال پر 6 کسان تنظمیں تشکیل دی جاچکی ہیں اور کام کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب اریگیشن اتھارٹی کی موجودگی میں "پیڈا" کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی اور اسے کیوں نئے سرے سے بنایا گیا جبکہ پنجاب اریگیشن اتھارٹی بھی وہی کام کرتی ہے جو "پیڈا" کرتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! "پیڈا" کی ضرورت شاید اس لئے محسوس کی گئی کہ یہاں پر پانی کی ترسیل اور اس کے نظام کو بہتر بنایا جائے اور "پیڈا" کے تحت کسان تنظیمیں تشکیل دی گئیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! "پیڈا" کا کام کسانوں کی تنظیمیں تشکیل دینا ہے تو آپ اس کی تحقیق کروا کر دیکھ لیں کہ کہیں بھی آپ کو اس کا سسٹم بہتر ہوتا ہوا نظر نہیں آئے گا بلکہ جگہ جگہ پر لڑائیاں، جھگڑے اور فساد دیکھے ہوں گے۔

جناب سپیکر: یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب اریگیشن اتھارٹی بھاری بھر کم تنخواہیں اپنے محکمہ کے ملازمین کو دے رہا ہے تو کیا اس کی موجودگی میں "پیڈا" کا ایک نیا محکمہ خزانے پر بوجھ نہیں ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! اس سوال کا جواب یہ نہیں دے پائیں گی بلکہ اس کا جواب آپ اپنی حکومت کی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں لیں تو یہ بہتر ہو گا۔

محترمہ ساجدہ میر: ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کسان تنظیموں کی تشکیل نو کا طریق کار کیا ہے، دوسرے اس کے الیکشن کا طریق کار کیا ہے اور تیسرا یہ کہ "پیڈا" میرے خیال میں اریگیشن کے پورے Department کا نام ہے علیحدہ سے کوئی تنظیم نہیں ہے اور اگر ہے تو اس کے بنانے کے قواعد وضوابط بتائے جائیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! قواعد وضوابط کے بارے میں پہلے میں نے بتایا ہے کہ اس کے الیکشن ہوتے ہیں اور الیکشن کے بعد یہ تنظیم تشکیل پاتی ہے اور پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ تنظیموں کے عہدیدار الیکشن کرواتے ہیں تو علاقے کے لوگوں کو اس میں nominate کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: علاقہ کے لوگوں کو نہیں بلکہ کھال پر جن کا رقبہ ہوتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! علاقے کے لوگوں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ کسانوں کا مسئلہ ہے اور کیا اس کے لئے Rules & Regulations ہیں اور کس طریقے کے تحت یہ الیکشن کروائے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! علاقے کے کسانوں کو ہی اس میں شامل کیا جاتا ہے اور میرا خیال ہے کہ باہر کے کسی گاؤں سے تو نہیں شامل کیا جاتا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ آپ سے پوچھنا چاہتی ہیں کہ جس کھال سے اس کسان کو پانی ملتا ہو اس کی تنظیم بنتی ہے یا کسی اور کی بنتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! وہاں کا زمیندار یا کسان اس کا حق دار ہوتا ہے اور اسے ہی شامل کیا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کسان کو الیکشن میں شامل کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جی، بالکل کیا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: کیسے کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): الیکشن کے ذریعے شامل کیا جاتا ہے۔ ہر کسان جس کی زمینوں کو پانی دیا جاتا ہے وہ "پیڈا" کا ممبر ہوتا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ممبر ہے تو پھر وہ ووٹ دینے کا اہل ہے اور وہ الیکشن لڑ سکتا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو بات پوچھی ہے وہ درمیان میں رہ گئی ہے اور گڑبڑ ہو گئی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کھال پنچایت کا کیا مسئلہ ہے اور بالخصوص دیہی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کو پتا ہو گا اور آپ کو بھی پتا ہو گا تو یہ اس کی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میں ان کی تسلی کے لئے بتا دوں کہ کھال کی سطح کے اوپر یہ الیکشن ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری request ہے کہ چونکہ Chair کی ruling کی وجہ سے وہ آج مجبوراً نہیں آئے اس لئے اسے pending فرما یا دیا جائے۔ جب بھی اس محکمہ کے سوال دوبارہ آئیں تو اسے اس میں شامل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ دوبارہ question دے دیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!میری یہ گزارش ہے کہ اسے pending کر لیا جائے جب وہ ایوان میں حاضر ہو جائیں گے اور اگلی دفعہ محکمہ اریگیشن کے سوالات ہوں تو آپ سیکرٹری اسمبلی کو ہدایت کر دیں کہ یہ اس وقت شامل کر لیں اور آپ اس سوال کو آج pending کر دیں۔

جناب سپیکر:جی، ٹھیک ہے۔ اسے pending کیا جاتا ہے۔(معزز ممبر چودھری عامر سلطان چیمہ کے سوال نمبر2079 کو محکمہ اریگیشن کے سوالات کی اگلی باری تک کے لئے ملتوی کیا گیا)

اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب:جناب سپیکر!میرے سوال کا نمبر 2181 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

نارنگ منڈی بریار کہنہ مرالہ راوی ایم آر لنک کینال پر بند کی تفصیلات

*2181: **محترمہ طلعت یعقوب:**کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نارنگ منڈی کے نواحی سرحدی علاقے بریار کہنہ کے ساتھ مرالہ راوی (ایم آر)لنک کینال کے کٹاؤ کو روکنے کے لئے بند بنایا گیا تھا،اگر ہاں تو کب اور اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کینال پر بند تعمیر کرنے کے باوجود ایک بار پھر نہر کے پانی کی وجہ سے کٹاؤ میں شدت آ گئی ہے کیونکہ مذکورہ بند پتھر کی بجائے مٹی سے تعمیر کیا گیا تھا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بند کی ناقص تعمیر کی تحقیقات کروانے کے لئے تیار ہے،اگر ہاں تو کب تک،نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی(محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ نارنگ منڈی کے نواحی سرحدی علاقے بریار کہنہ کے ساتھ مرالہ راوی (ایم آر)لنک کینال کے کٹاؤ کو روکنے کے لئے مالی سال2004 میں دو بند اور ایک کیونٹ تعمیر

کی گئی۔یہ بند دریا کے پرانے راستے کو بند کرنے کے لئے بنائے گئے تھے اس منصوبے پر 29.169 ملین روپے لاگت آئی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ کینال پر بند تعمیر کرنے کے باوجود ایک دفعہ پھر نہر کے پانی کی وجہ سے کٹاؤ میں شدت آ گئی اور دریا کے رُخ کو تبدیل کرنے کے لئے Irrigation Research Institute سے ماڈل سٹڈی کروائی گئی۔ماڈل سٹڈی کی رپورٹ کے مطابق منصوبہ بنایا گیا اور کام منظور شدہ منصوبے کے مطابق کروایا گیا جس میں پتھر اور مٹی کا کام دونوں شامل تھے لیکن دریا نے اپنا پرانا رخ اختیار کرنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے نئی تعمیر شدہ کیونٹ کو نقصان ہوا اور ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے پرنسپل ریسرچ آفیسر کو موقع دکھایا گیا اور ان کی ہدایات کے مطابق پراجیکٹ اسٹیمیٹ بنایا گیا جو کہ منظوری کے مراحل میں ہے۔

(ج) چونکہ منصوبہ تکنیکی تخمینہ کی منظوری کے مطابق مکمل ہوا تھا اور منصوبہ مکمل ہونے کے بعد بھی محکمہ ہذا کے افسران اور ڈائریکٹر وجیلینس کا موقع ملاحظہ کروایا گیا تھا اور انہوں نے منصوبہ کو تصریحات کے مطابق درست قرار دیا تھا اس لئے اس میں مزید تحقیق کی ضرورت نہ ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز(ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "ماڈل سٹڈی کی رپورٹ کے مطابق منصوبہ بنایا گیا اور کام منظور شدہ منصوبے کے مطابق کروایا گیا جس میں پتھر اور مٹی کا کام دونوں شامل تھے لیکن دریا نے اپنا پرانا رُخ اختیار کرنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے نئی تعمیر شدہ کیونٹ کو نقصان پہنچا"۔اس ضمن میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ حقیقت نہ ہے کہ مذکورہ بند صرف مٹی سے بنایا گیا تھا اور پتھر اس میں شامل نہ تھے جس کی تعمیر پر 29.169 ملین روپے لاگت آئی تھی اور plea یہ لی گئی کہ دریا نے اپنا پرانا رخ اختیار کرنے کی کوشش کی ہے تو کیا دریا نے واقعی رخ تبدیل کر لیا تھا جس کی وجہ سے کیونٹ کو نقصان پہنچا اور اب ایک نئے بند کی تعمیر کے لئے estimate تیار کیا جا رہا ہے اور یہ نیا estimate کتنی رقم کا ہو گا؟

جناب سپیکر: نیا estimate کتنی رقم کا ہو گا اور plus پہلی بات ان کی جو سن لی ہے کہ اس میں صرف مٹی استعمال کی تھی یا پتھر بھی استعمال ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! نہیں، یہ درست نہیں ہے بلکہ اس میں مٹی اور پتھر دونوں شامل کئے گئے تھے اور دریا کا رخ تبدیل ہونے کی وجہ سے سارا

damage عمل میں آیا ہے۔اس میں کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ محکمہ کی کوئی لاپروائی یا محکمہ نے کوئی غلط مٹیریل استعمال کیا جس کی وجہ سے یہ damage عمل میں آیا۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر!کیا حکومت اس بند کی ناقص تعمیر کی تحقیقات کرانے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! بالکل۔ظاہر ہے کہ یہ محکمہ کی ذمہ داری ہے کہ حکومت کے نوٹس میں اگر کوئی ایسی چیز آتی ہے جیسا کہ محترمہ نے کہا تو اس کی تحقیقات ضرور ہوتی ہے۔اب میں اس کو recheck کرلوں گی اگر اس میں کوئی ایسی بات ہوئی تو محکمہ اس پر فوری طور پر ایکشن لے گا اور ذمہ داران کو سزا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ!اس کو note فرمالیں اور پھر ہاؤس کو بھی بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر!میں نے اس کو note کرلیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ طلعت یعقوب!

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر!کیا دوبارہ اس بند پر 29.169 ملین روپے لاگت آئے گی؟

جناب سپیکر: کیا اس کو دوبارہ بنا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر!اگر انوسٹی گیشن میں کوئی ایسی بات نظر آتی ہے، کوئی نقصان ہوا ہے اور دریا خراب ہوا ہے تو اس کی مرمت محکمہ کروائے گا لیکن یہ نہیں بتایا جا سکتا کہ اس میں کتنی لاگت آئے گی کیونکہ ہماری اطلاع کے مطابق تو damage نہیں ہے، ہم نے جو اس کی مرمت کی اور تعمیر کی ہے وہ ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کرلیں۔

جناب سپیکر: چلیں، وہ سلوک کرلیتے ہیں۔ (معزز ممبر چودھری عامر سلطان چیمہ کے سوال نمبر 2480 کو محکمہ اریگیشن کے سوالات کی اگلی باری تک کے لئے ملتوی کیا گیا)

اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! on his behalf (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال نمبر بولیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 2602 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

شیخ علاؤالدین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

وارابندی کے لئے جنرل ہدایات وقانونی حیثیت کی تفصیلات

***2602: چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وارابندی کے لئے جنرل ہدایات تو ہیں لیکن قانونی حیثیت نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وارابندی کے لئے کوئی قانون بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ پنجاب کے تمام سرکل میں ایک جیسا نظام قائم ہو، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) درست نہ ہے۔

وارابندی کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ کی دفعہ 68 کے تحت بنائی جاتی ہے جس میں درج قانونی تقاضے پورے کرنے لازم ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1. شکایت کنندہ کی طرف سے درخواست کا سب ڈویژنل کینال آفیسر / ڈپٹی کلکٹر کو باضابطہ دائر کرنا۔
2. متعلقین کو نوٹس سماعت کا اجرا۔
3. سب ڈویژنل کینال آفیسر / ڈپٹی کلکٹر درخواست میں درج شکایت کی تحقیقات (انکوائری) کرنا۔
4. کھال کی منظوری اور حصول اراضی کا طریق کار۔
5. شکایت کے متعلق حکم کا اجرا۔
6. سب ڈویژنل کینال آفیسر / ڈپٹی کلکٹر کی طرف سے وارابندی کی منظوری کے حکم کے خلاف اپیل کا دائر ہونا اور نمٹانا۔

البتہ وارابندی کے بنانے کے لئے کچھ اصول وضع کئے گئے ہیں جو ریونیو مینوئل میں اپنڈکس (E) کے طور پر درج ہیں۔ مندرجہ بالا قانون اور طریق کار کے تحت وارابندی کا نظام ایک صدی سے رائج العمل ہے۔

(ب) مذکورہ بالا حالات میں حکومت وارابندی کے رائج العمل نظام میں کوئی تبدیلی کا ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ کاشتکاران کو اس نظام سے کوئی شکایت ہے اور نہ ہی ہائیکورٹ سے کوئی مشاہدات بذریعہ ایڈووکیٹ جنرل موصول ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (الف) کے نمبر 5 پر شکایت کے متعلق حکم کا اجراء ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پہلے جیسے کینال مجسٹریٹ ہوتے تھے، حکومت کا کینال مجسٹریٹ سسٹم شروع کرنے کا کوئی خیال ہے، ان کے نہ ہونے کی وجہ سے نہروں کے کنارے توڑ دیئے گئے ہیں وہاں monitoring ہو سکتی ہے، نہ monitor ہو سکتا ہے اور موگے توڑ دیئے گئے ہیں۔ موگوں کے اوپر جو ظلم ہو رہا ہے tail پر نہیں ہے کیا حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس سسٹم کو دوبارہ revive کیا جائے، کوئی ایسا خیال ہے، باقی میں پھر سوال کروں گا کہ ہو کیا رہا ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ معاملہ ان کے متعلقہ نہیں ہے، یہ معاملہ قانون کے متعلقہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خود زمیندار ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ کینال مجسٹریٹ ہوتے تھے اور موقع پر سزائیں دیتے تھے۔ اب تو پرچہ ہوتا ہے تو اس کے بعد پولیس جاتی ہی نہیں ہے اور زمینداروں کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت کینال مجسٹریٹ سسٹم دوبارہ شروع کرنا چاہتی ہے، جو ایک tested system ہے؟

جناب سپیکر: اگر آپ کے پاس اس کا کوئی جواب ہے تو بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! اس میں ہر SDO کینال مجسٹریٹ ہوتا ہے اور اپنے اختیارات کو استعمال کرتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کے پاس کینال مجسٹریٹ ہیں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب! نہیں ہیں۔ یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ نہیں ہیں۔ اب یہ سسٹم ہی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! آپ کے کہنے سے میں نہیں سمجھتی، ظاہر ہے کہ محکمہ نے جو کہا ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چلیں آپ بتائیں کہ اب کیا کینال مجسٹریٹ ہیں؟ انہوں نے تو ریسٹ ہاؤس تک بیچ دیئے ہیں جہاں وہ بیٹھا کرتا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، موجود ہیں۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ موجود ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جو چالان جاتے ہیں کیا کینال مجسٹریٹ سنتا ہے؟ آپ ہی فیصلہ کریں۔

جناب سپیکر: ان کے پاس اختیارات ہوتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! SDO اور XEN کو اضافی اختیارات دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب! جانے دیں اس سوال کو اور آپ مہربانی کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ نے ان کو ہی defend کرنا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی نہیں، میں defend نہیں کرتا، میں حقیقت کی بات کرتا ہوں۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رُباب ملک کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! on her behalf (معزز خاتون ممبر نے محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال نمبر بولیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 2882 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

صوبہ پنجاب، سال 09-2008 میں بھل صفائی پر لاگت کی تفصیلات

*2882: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

صوبہ پنجاب میں بھل صفائی مہم 09-2008 کے دوران کتنی نہروں، راجباہوں اور چینلز کی صفائی کی گئی اور اس مہم پر کتنی لاگت آئی، ہر ضلع کی الگ الگ تفصیل بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

صوبہ پنجاب میں بھل صفائی مہم برائے سال 09-2008 میں 733 نہروں، راجباہوں اور چینلز کی صفائی کی گئی جس پر 163.70 ملین روپے لاگت آئی جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کن کن نہروں کی صفائی ہوئی اور ان نہروں سے نکلنے والی مٹی کیا فروخت کی گئی یا کن کسانوں یا اہلکاروں کو دی گئی کہ وہ اپنی زمینوں میں جا کر استعمال کر سکیں؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہی ہیں کہ کن کن نہروں کی صفائی کی گئی اور اس کی مٹی جو نکلی ہے وہ کس کو فروخت کی گئی یا کسی کو دے دی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): کن کن نہروں کی صفائی کی گئی ہے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے یہ وہاں سے دیکھ سکتی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! ایوان کی میز پر تو میں نہیں آ سکتی۔ میں تو آپ کو کہوں گی۔۔۔

جناب سپیکر: کیوں نہیں آ سکتے؟ انہوں نے لکھ کر بھیج دیا ہے وہ آپ پڑھ لیں، آپ کو پڑھنے کا اختیار ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ فیصل آباد کے متعلق رفعت سلطانہ ڈار کا سوال تھا۔ اب فیصل آباد کی کن کن نہروں کی صفائی کی گئی ہے، جو مٹی کا مسئلہ ہے وہ کن کن اہلکاروں کو دی گئی ہے یا کن کسانوں کو دی گئی ہے یا وہ بیچی گئی ہے اس کے بارے میں بتایا جائے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! اگر آپ حکم دیتے ہیں تو میں اس کی تفصیل بتا دیتی ہوں ویسے میں نے ان کی اطلاع کے لئے عرض کیا ہے کہ تمام ڈسٹرکٹ

کی تفصیل ایوان کی میز پر موجود ہے۔ جہاں تک مٹی نکالنے کی بات ہے تو مٹی نکالی جاتی ہے اور نہروں کے پشتوں کو مضبوط کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ اتنی زرخیز مٹی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ قابل کاشت زمینوں میں استعمال کرنے کے لئے کیا اس مٹی کا کوئی حق نہیں ہے؟ نہروں کی پشتیں تو بہہ گئی ہیں۔ ابھی کل ہی شاہ کوٹ میں ایک نہر کی پشت گری ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے، اب اس میں اور کیا پوچھنا چاہتی ہیں؟ انہوں نے بتا دیا ہے کہ وہ پشتوں پر لگائی جاتی ہے۔ اگلا سوال چودھری جاوید حسن گجر کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ disposed of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3144 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

مالی سال 09-2008 میں بھل صفائی کی تفصیلات

*3144: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال 09-2008 میں پنجاب حکومت نے بھل صفائی پر کل کتنی رقم خرچ کی، تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) پنجاب حکومت نے متذکرہ سال میں کن کن علاقوں میں بھل صفائی کروائی، تفصیل بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) مالی سال 09-2008 میں بھل صفائی پر صوبہ پنجاب میں کل رقم 163.70 ملین روپے خرچ ہوئی جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بھل صفائی کس مہینے میں کروائی جاتی ہے اور کیا لاہور کینال کی صفائی کروائی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! لاہور کینال کی بھل صفائی اس کے proper time پر کروائی گئی ہے اور میرا خیال ہے کہ میری بہن لاہور میں ہی رہتی ہیں اور ہم سب نے ہی دیکھا ہے کہ تقریباً دو اڑھائی ماہ تک اس کی صفائی مختلف جگہوں سے ہوتی رہی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے مہینہ پوچھا ہے کہ کس مہینے میں صفائی کروائی جاتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! یہ صفائی اپریل سے مئی تک ہوتی رہی ہے۔

جناب سپیکر: اپریل سے مئی تک انہوں نے صفائی کروائی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ جواب درست نہیں ہے۔ میں نے صرف لاہور کینال کے متعلق یہ سوال نہیں کیا، میں نے generally پوچھا ہے کہ جو بھل صفائی کی مہم شروع ہوتی ہے وہ کس مہینے میں ہوتی ہے اور ساتھ میں نے یہ ضمنی سوال کیا ہے کہ آیا لاہور کینال کی صفائی کروائی گئی ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے کہ لاہور کینال کی صفائی کروائی گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! دسمبر کے مہینے میں بھل صفائی شروع ہوتی ہے اور اس کا process مختلف شہروں میں مختلف ٹائم میں ہوتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اب میرا ضمنی سوال اس میں یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ لاہور کینال کی صفائی کروائی گئی ہے تو اس پر کتنی لاگت آئی ہے؟ آپ اس کا ابھی پانی رکوا کر دیکھ لیں صرف مغل پورہ انڈر پاس سے مال روڈ تک، اگر پچاس ٹن کوڑا نہ نکلے تو آپ کہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے آپ کو لکھ کر جواب دے دیا ہے، 163 ملین اس پر خرچ ہوا ہے۔ اب اس میں آپ اور کیا پوچھنا چاہتی ہیں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھ رہی ہوں کہ صرف لاہور کینال پر جو لاگت آئی ہے، اتنا خرچہ ہوا ہے اور اتنے مہینے صفائی ہوتی رہی ہے۔ یہ ایسے نہیں ہوا ہے، یہ جواب غلط ہے۔ جنہوں نے صفائی ہوتے دیکھا ہے اور اب بھی جب کینال خشک ہوتی ہے تو اس میں کتنا کچرا اور کوڑا ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ یہ کہہ دینا کہ یہ جواب درست نہیں ہے اس کی تحقیق ہونی چاہئے، مہربانی کر کے ذرا سوچ سمجھ کر بات کریں۔ وہ اس ہاؤس کی معزز ممبر ہیں تو آپ کو بھی بات اچھے طریقے سے کرنی چاہئے۔ یہ غلط جواب نہیں ہے۔ انہوں نے تفصیلی جواب دے دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! ان کو شاید معلوم نہیں ہے، لاہور میں تو یہ بھی رہتی ہیں۔ میری معزز ممبر کو یہ پتا ہونا چاہئے کہ لاہور کی نہر جب صاف کی جاتی ہے تو ٹھیک آٹھ دن کے بعد ہمارے یہاں کے لوگوں کی مہربانی سے وہ نہر دوبارہ گندی ہو جاتی ہے۔ اس کے اندر کھانے کی چیزیں، لفافے اور اس طرح کی چیزیں جب پھینکی جاتی ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ نہر پندرہ دن کے بعد دوبارہ گندی ہونا شروع ہو جاتی ہے اور جہاں انہوں نے کہا کہ ہزاروں ٹن کوڑا اس وقت نہر کے نیچے موجود ہو گا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ آپ صرف ایک چیز بتا دیں کہ اس کی بھل صفائی پر کتنا خرچہ آیا ہے، آپ بتا سکتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! محکمہ سے پوچھ کر خرچہ بتا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ general تو آپ نے بتا دیا ہے کہ 163.70 ملین روپے خرچہ آیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میرے خیال میں انہوں نے لاہور کی نہر کے بارے میں پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاہور کی نہر کے بارے میں پوچھا ہے۔ آپ بتا سکتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! اندازاً ہی بتا سکتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، جلدی بتائیں۔

معزز ممبران: ٹائم ختم ہو گیا۔

جناب سپیکر: جی، ٹائم تو ختم ہو گیا ہے لیکن جواب تو لے لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! اس کا صحیح جواب تو محکمہ بہتر طور پر بتا سکتا ہے اور محکمہ اس وقت خاموش ہے تو میں کیا کروں؟

جناب سپیکر: چلیں! وہ آپ بعد میں بتا دینا، ہم پوچھ لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! یہ تقریباً 17 نہروں کی صفائی پر 30 لاکھ روپے کا خرچہ آیا ہے۔

جناب سپیکر: میں لاہور کا پوچھ رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میں لاہور کا ہی بتا رہی ہوں کہ لاہور میں انہوں نے سترہ پورشن کئے ہوئے ہیں اس پر تقریباً 30 لاکھ روپے خرچ آیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال شیر علی خان صاحب کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: .on his behalf

جناب سپیکر: سوال نمبر بولئے گا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سوال نمبر 3206 ہے۔ میری گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ویسے آپ دو سوال پوچھ چکے ہیں اور آپ پر پابندی عائد ہو گئی ہے۔ جی، محترمہ! آپ پوچھ لیں اور سوال کا نمبر بولئے گا؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سوال نمبر 3206 ہے اور اس کا جواب ذرا پڑھ دیں۔ (معزز خاتون ممبر نے جناب شیر علی خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

نہری نظام کی اصلاحات کے لئے بنائی گئی کمیٹی و دیگر تفصیلات

*3206: جناب شیر علی خان: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہری نظام کی اصلاحات کے لئے چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کی زیر نگرانی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی؟

(ب) مذکورہ کمیٹی کے ممبران کے نام و عہدے کیا ہیں اور کمیٹی کی اب تک کتنی میٹنگز ہو چکی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ PIDA کے تحت چلنے والے نہری نظام کو ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پیڈا کے زیر انتظام اصلاحات کے کام کو نامکمل چھوڑنے سے حکومتی خزانہ کو کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے، اگر ہاں تو ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اور ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! پورا جواب پڑھ دوں؟

جناب سپیکر: جی، پورا جواب پڑھ دیں کیونکہ وہ پورا جواب پوچھ رہی ہیں اور ان کی مرضی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ نہری نظام کی اصلاحات کے لئے چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کی زیر نگرانی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔

(ب) اس کمیٹی کی اب تک تین میٹنگز ہو چکی ہیں۔اس کی تفصیل لف ہے۔

نمبر شمار	نام وعہدہ	عہدہ
1	اسرار الحق، چیف سٹرٹیجک پلاننگ اینڈ ریفارم یونٹ، اریگیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ	کنوینر
2	وحید الزمان، سینئر واٹر ریسورس وار یگیشن سپیشلسٹ، ورلڈ بنک ریذیڈنٹ مشن اسلام آباد	ممبر
3	نمائندہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک، ریذیڈنٹ مشن اسلام آباد	ممبر
4	ارائی ہارو کیہ، جائیکا ایکسپرٹ، نمائندہ جائیکا، پاکستان آفس اسلام آباد	ممبر
5	مسٹر عامر بخاری، جاپان بنک انٹرنیشنل کوآپریشن، پاکستان آفس اسلام آباد	ممبر
6	نمائندہ انٹرنیشنل واٹر مینجمنٹ انسٹیٹیوٹ، پاکستان لاہور	ممبر
7	نمائندہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ، گورنمنٹ پنجاب، لاہور	ممبر
8	نمائندہ محکمہ زراعت، گورنمنٹ پنجاب، لاہور	ممبر
9	نمائندہ محکمہ خزانہ، گورنمنٹ پنجاب، لاہور	ممبر
10	جنرل مینجر (ٹی ایم) پیڈا	ممبر
11	چیف ایگزیکٹو ایریا واٹر بورڈ ایل سی سی (ایسٹ) سرکل فیصل آباد	ممبر
12	نمائندہ کسان تنظیم	ممبر

(ج) درست نہ ہے کہ پیڈا کے تحت چلنے والے نہری نظام کو ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے۔

(د) درست نہ ہے کیونکہ پیڈا کے زیر انتظام نہری نظام کی اصلاحات کا کام جاری ہے اور نہ ہی قومی خزانہ کو کوئی نقصان ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!میرا سوال پڑھانے کا جو مقصد تھا وہ یہی تھا کہ اگر وہ تفصیل پڑھتیں تو انہیں یہ پتا چلتا کہ جز(ب) کے جواب کے ٹیبل میں جو کچھ درج ہے اس میں آدھے لوگ جو ہیں وہ ان کے نمائندے موجود ہیں اور باقی کے عہدیداران کے نام دیئے گئے ہیں۔اب جبکہ میں اس کو خود ہی clear کر چکی ہوں کہ اس میں نمائندہ، نمائندہ، نمائندہ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان نمائندوں کے نام بتائیں اور نمبر دو یہ بتائیں کہ اس کی آخری میٹنگ 2009 یا 2010 میں کب ہوئی تھی اور اس میٹنگ میں کیا یہی لوگ قائم رکھے گئے ہیں اور جن کے نام دیئے گئے ہیں کیا یہی لوگ موجود ہیں یا change ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر:آپ بتائیں کہ 2010 میں کیا یہی لوگ موجود ہیں یا تبدیل ہو گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک)جناب سپیکر!یہی لوگ موجود ہیں اور یہ جو پیچھے تفصیل دی ہوئی ہے اس میں ان تمام نمائندوں کے نام لکھے ہوئے ہیں اور آپ اس کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر:جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!اس میں ان تمام کے نام نہیں دیئے ہوئے اور اسی لئے تو کہا ہے کہ آپ اسے پڑھیں۔آپ دیکھیں کہ تین نمبر پر جو نمائندہ ہے وہ کون ہے، باقی نمائندے کون ہیں جو یہی اگر قائم ہیں تو ان کے نام ہیں یا نہیں ہیں، کیا اسرار الحق صاحب ابھی تک موجود ہیں، وحید الزمان صاحب ابھی تک موجود ہیں یا نہیں، مسٹر عامر بخاری جاپان بنک کے وہ ابھی تک ہیں یا نہیں اور یہ کون لوگ ہیں؟یہ جواب نامکمل ہے،اس کو pending کر لیں۔

جناب سپیکر:جی،یہ pending نہیں کیا جا سکتا ہے۔کسی بھی محکمہ میں افسران آتے اور جاتے رہتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!مہربانی کریں اور آپ اس طرح نہ کریں۔آخری میٹنگ جب 2009 اور 2010 میں ہو رہی ہے اگر اس میں بھی یہ پورا management system مکمل نہیں ہوا تو اقرار کریں کہ یہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا اور اللہ توکل چل رہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک)جناب سپیکر!تمام تفصیل میں یہ نمائندوں کے نام اور عہدے لکھے ہوئے ہیں اور یہ نمائندے کام کر رہے ہیں اور ان نمائندوں کا کس کس محکمے سے کہاں کہاں تعلق ہے اس کی تفصیل بھی اس میں لکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر:انہوں نے ساری تفصیل لکھی ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی(محترمہ فائزہ احمد ملک)جناب سپیکر!اس میں مجھے problem سمجھ نہیں آرہی کہ انہیں کیا ہے؟

جناب سپیکر:جی،نام نہیں ہوتا بلکہ ان کا نمائندہ ہوتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!جو آخری میٹنگ2010میں ہوئی ہے اس میں انٹرنیشنل واٹر مینجمنٹ کا نمائندہ اور پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کا نمائندہ کون آیا تھا، مہربانی کر کے دو کے نام بتادیں کہ پچھلی آخری میٹنگ میں وہ دونوں کون تھے؟

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی،نہیں۔آپ تشریف رکھیں۔ان کو پہلے سوال کا جواب دینے دیں پھر آپ بات کریں گے۔جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی(محترمہ فائزہ احمد ملک)جناب سپیکر!جہاں تک محکمہ کے افسران کا تعلق ہے تو ان کی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اور ان کی جگہ پر نئے افسران آتے رہتے ہیں لیکن جو دوسرے محکمہ میں باہر کے لوگ ہیں وہ ابھی تک موجود ہیں اور وہ سب اپنی نمائندگی کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:مہربانی،جی۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کی proper تیاری نہیں ہے جس کی وجہ سے ان پر پریشر بڑھ رہا ہے اس لئے ہم ان کو چھوڑتے ہیں۔

جناب سپیکر:نہیں،نہیں۔ایسی بات نہیں ہے۔جی،میاں رفیق صاحب!آپ جلدی سے فرمالیں۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!آپ کا بے حد شکریہ

جناب سپیکر:دیکھیں!میری بات سنیں کہ اس پر Bell ہو چکی ہے۔Next question پر آجائیں۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!نہایت ضروری ہے اور یہ ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر:اللہ آپ کو لمبی زندگی دے۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!نہری نظام سے ہم لوگ زندگی پانے والے ہیں اور ہمارا ہی اس میں نمائندہ کوئی نہیں ہے اور سارے پنجاب سے،آخر میں لکھا ہوا ہے کہ نمائندہ کسان تنظم اور کون خوش قسمت ایک نمائندہ ہو گا؟اس تنظیمی کمیٹی میں ایک نمائندہ رکھا گیا ہے اور یہ زیادتی، ظلم اور ناانصافی ہے۔یہ کمیٹی ہی غلط ہے۔اس میں کسانوں کے نمائندے شامل کئے جانے چاہیئں۔

جناب سپیکر:جی،آپ نے ان کا پوائنٹ نوٹ کر لیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ یہ کمیٹی ہی غلط ہے،اس میں کسانوں کے نمائندے اور زیادہ ہونے چاہیئں اور یہ بات کافی حد تک درست ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:محترمہ!آپ کے دو سوال پہلے ہو چکے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میرا ایک سوال ہوا ہے۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں دو ہو چکے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!نہیں ایک ہوا ہے۔

جناب سپیکر:اچھا ایک ہوا ہے۔چلیں،سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!کیا دو سے زیادہ نہیں ہو سکتے تاکہ میں آئندہ پھر دو ہی بھیجا کروں؟

جناب سپیکر:جی،اللہ خیر رکھے آپ کو پتا ہونا چاہئے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!سوال نمبر3266 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور پی پی۔157 میں موضع جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3266: محترمہ نگہت ناصر شیخ:کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔157 میں کل کتنے موضع جات آتے ہیں،ان کی تفصیل فراہم کریں؟

(ب) کیا مذکورہ حلقے میں آنے والے موضع جات میں آنے والی زرعی زمینوں کو لاہور کینال سے پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک)

(الف) حلقہ پی پی۔157 میں آنے والے موضع جات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام نہر	نام راجباہ	نام موضع	قابل کاشت رقبہ
لاہور برانچ	کوڑا	ہر بنس پورہ	328ایکڑ
		چنڈیاں	157ایکڑ
		تاج پورہ	980ایکڑ
		لاہور چھاؤنی	198ایکڑ
		ٹوٹل رقبہ	1663ایکڑ

(ب) مذکورہ حلقہ میں آنے والے موضع جات کی زرعی زمینوں کو لاہور برانچ کینال کی کوڑا ڈسٹری بیوٹری سے پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کوڑا ڈسٹری بیوٹری سے چھوٹے بڑے کھالے نکلتے ہیں جو 1663 ایکڑ کو سیراب کرتے ہیں ان کی مرمت اور جو عملہ اس کی نگرانی کرتا ہے اس پر کتنے اخراجات آتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، جو 1663 ایکڑ پر خرچہ آتا ہے وہ پوچھ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! اس کی تفصیل تو دی ہوئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال کیا ہے اور انہوں نے صرف یہ بتایا ہے کہ کوڑا ڈسٹری بیوٹری سے وہ حلقہ سیراب کیا جاتا ہے۔ کوڑا ڈسٹری بیوٹری سے جو چھوٹے اور بڑے کھالے نکلتے ہیں ان کے ذریعے ہی اس علاقے کو سیراب کیا جاتا ہے۔ ان کھالوں کی مرمت اور جو عملہ اس کی نگرانی کرتا ہے ان کے کیا اخراجات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ عملہ پر اخراجات پوچھ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! اس کی تفصیل اس وقت تو میرے پاس نہیں ہے لیکن ان کو بعد میں فراہم کر دی جائے گی۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! اس پر میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد یٰسین سوہل:جناب سپیکر!اس سوال کے جز(الف) میں ہے کہ پی پی۔157 میں کل کتنے موضع جات آتے ہیں تو انہوں نے لکھا ہے کہ ہر بنس پورہ چنڈیاں تاج پورہ اور لاہور چھاؤنی، تو میرا سوال یہ ہے کہ لاہور چھاؤنی کون سا موضع ہے اور یہ لفظ "کوڑا" ہے، مجھے تو یہ کُوڑا ہی کوڑا لگ رہا ہے۔ محکمہ والے کُوڑا ہی بھیج دیتے ہیں۔ کوئی چیز نہیں بھیجتے۔ مجھے یہ بتائیں کہ لاہور چھاؤنی کون سا موضع ہے؟

جناب سپیکر:کُوڑا نہیں ہے، کوڑا ہے۔

جناب محمد یٰسین سوہل:جناب سپیکر!میں تو اس کو کُوڑا ہی کہوں گا۔ جب جواب کُوڑا آیا ہے تو یہ کُوڑا ہی ہے۔

جناب سپیکر:جی،لاہور چھاؤنی کون سا موضع ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی(محترمہ فائزہ احمد ملک)جناب سپیکر!میں تو ان کے سوال کے جواب میں یہی کہہ سکتی ہوں کہ افسوس کی بات ہے کہ یہ نمائندہ ہیں اور نمائندہ ہی اپنے شہر کو کُوڑا کہہ رہا ہے، بجائے اس کو کہ وہ لفظ کو صحیح پڑھے۔

جناب محمد یٰسین سوہل:میں شہر کو کوڑا نہیں کہہ رہا، میں جواب کو کوڑا کہہ رہا ہوں اور 'کوڑا' کا مطلب ہے 'جھوٹا' اور یہ جواب جھوٹا ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ جواب جھوٹا ہے۔لاہور چھاؤنی کسی موضع کا نام نہیں ہے۔ اگر کوئی ہے تو مجھے محکمہ والے بتادیں یا مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ بتادیں کہ لاہور چھاؤنی کس موضع کا نام ہے؟

جناب سپیکر:جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی(محترمہ فائزہ احمد ملک)جناب سپیکر!میں تو یہی کہہ سکتی ہوں کہ جو جواب یہاں لکھا ہوا ہے ظاہری بات ہے کہ اس کو انہوں نے موضع کا نام دیا ہے تو تبھی انہوں نے اس کو چھاپا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہ میاں میر ہے۔

جناب سپیکر:چلو!چھاؤنی ہے، میاں میر ہے۔ کوئی بات نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی(محترمہ فائزہ احمد ملک)جناب سپیکر!sometimes clerical mistakes ہوتی ہیں،printing میں کوئی لفظ غلط ہو سکتا ہے لیکن آخر اس کی detail دی ہے تو وہ exist تو کرتا ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ وہ exist نہ کرتا ہو اور ہم نے یہاں پر اس کو print کر دیا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں No supplementary، شکریہ ۔ جی ، اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ میاں نصیر احمد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ۔ .It is disposed of جی ، محمد محسن خان لغاری صاحب! اب کیا کریں گے آپ؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اب تو میرے نام کا سوال آ گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ سوال پوچھ چکے ہیں۔ اب آپ کیا کریں گے ؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نہیں۔ پہلے تو میں on behalf پوچھ چکا ہوں اب تو میرے نام کا سوال آ گیا ہے۔ اب تو قرعہ میرے نام نکل آیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! میں آپ کو اجازت دے دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی کرسی کے پاس بہت طاقت ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میری بات سُنیں۔ مجھے misuse کرنے سے بچایا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نظر شفقت کیا کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، اب آپ سوال کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سوال نمبر 3301۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد، محکمہ انہار کی سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹس سے متعلقہ تفصیلات

*3301: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں محکمہ انہار کے افسروں اور اہلکاروں نے ملی بھگت سے 70 سرکاری رہائش گاہیں پرائیویٹ لوگوں کو کرایہ پر دے رکھی ہیں اور فی رہائش گاہ 5 ہزار ماہوار کرایہ وصول کیا جا رہا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بدعنوان افسروں اور اہلکاروں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) درست نہ ہے کہ محکمہ انہار نے کوئی سرکاری رہائش گاہ کسی پرائیویٹ آدمی کو کرائے پر دے رکھی ہے۔

(ب) محکمہ اس معاملے پر بڑی کڑی نظر رکھے ہوئے ہے اگر کسی افسر یا اہلکار کے خلاف یہ ثابت ہو گیا تو اس کے خلاف محکمہ سخت کارروائی کرے گا اور اس میں چاہے کوئی بااثر آفیسر ہو یا معمولی اہلکار کسی کو معاف نہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ محکمہ انہار کے افسران نے ستر رہائش گاہیں پرائیویٹ لوگوں کو کرایہ پر دی ہوئی ہیں۔ اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ درست نہ ہے کہ محکمہ انہار نے کوئی سرکاری رہائش گاہ کسی پرائیویٹ آدمی کو کرایہ پر دے رکھی ہے اور محکمہ اس معاملے پر بڑی کڑی نظر رکھے ہوئے ہے اگر کسی افسر یا اہلکار کے خلاف یہ ثابت ہو گیا تو اس کے خلاف محکمہ سخت کارروائی کرے گا اور اس میں چاہے کوئی بااثر آفیسر ہو یا معمولی اہلکار کسی کو معاف نہ کیا جائے گا۔ بڑے مضبوط اور بلند و بالا دعوے کئے گئے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اسمبلی کی ایک کمیٹی بنا دیں ہم چلتے ہیں، Irrigation Colony فیصل آباد میں چل کر دیکھتے ہیں کہ کون سے گھر کے اندر کون رہ رہا ہے۔ میرا ضمنی سوال اس کے اندر یہ ہے کہ کیا محکمہ اپنے اس جواب کے اوپر قائم ہے، ہوتا یہ ہے کہ لوگ گھر الاٹ کروا کر آگے کرایہ پر دے دیتے ہیں، کیا محکمہ اپنے اس جواب پر قائم ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جی، بالکل۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہی ہیں کہ قائم ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جی، بالکل محکمہ اپنے اس جواب پر قائم ہے۔ جیسے انہوں نے سوال کیا ہے کہ مکوآنہ کینال کالونی فیصل آباد میں 87 سرکاری رہائش گاہیں ہیں جن میں سے 34 الاٹ شدہ ہیں اور باقاعدہ House Rent ادا کر رہے ہیں۔ 26 رہائش گاہیں محکمہ واپڈا کے پاس ہیں اور واپڈا کو House Rent ادا کیا جا رہا ہے۔ بقایا ستائیس رہائش گاہیں موقع پر خالی ہیں اور محکمہ کے کسی آفیسر یا official نے کوئی بھی سرکاری رہائش گاہ کرائے پر نہیں دی ہوئی۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر اس سے تو ایک اور ضمنی سوال بنتا ہے کہ وہ ستائیس گھر خالی کیوں ہیں؟ کیا محکمہ انہار کے افسران نہیں ہیں، افسران تو زیادہ ہوتے ہیں۔ ہمارے ڈیرہ غازی خان میں تو افسران گھر کے لئے مارے مارے پھر رہے ہوتے ہیں تو فیصل آباد میں محکمہ کے ستائیس گھر خالی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیوں خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! ظاہر سی بات ہے کہ کسی محکمہ کے گھر اگر خالی ہوتے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ان کی requirement نہیں ہے۔ کسی بھی محکمے کو جس طرح میں نے پہلے بتایا ہے کہ واپڈا کے پاس کچھ گھر ہیں اور کچھ Irrigation والوں کے پاس ہیں۔ اسی طرح اگر ان کو گھروں کی ضرورت پڑے گی تو اس کے مطابق ان کی الاٹمنٹ کر دی جائے گی۔

چودھری محمد طارق گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: No supplementary question from you. Let him speak please.

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! اس طرح کا غذ دکھا کر کیمرے والوں نے تصویر لی ہے اسمبلی کے procedure میں کبھی ایسا نہیں ہوا۔ اس کو ذرا check کر لیں۔

جناب سپیکر: کون؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): نہیں، وہ white colour پر focus کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ setting کر رہے ہیں۔ (قہقہے)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو ستائیس گھر ہیں یہ اگر Irrigation Department کی ضروریات سے زیادہ ہیں تو ابھی ہم نے privatization کا بل پاس کیا ہے تو کیا ان ستائیس گھروں کو privatize کرنے یا بیچنے کا ارادہ ہے کیونکہ فالتو ہیں، زیادہ گھر ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ کیا آپ یہ ستائیس گھر Privatization Commission کو handover کرنا چاہتے ہیں، ان کو بیچنا چاہتے ہیں؟ اگر ان میں کوئی رہتا نہیں ہے۔ جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر!اس کا جواب تو گورنمنٹ دے سکتی ہے کہ اس کا future in کیا decision کرنا ہے۔ میں یہاں کھڑے ہو کر یہ تو نہیں بتا سکتی۔ یہ اپنی تجویز دے دیں ہم اس پر غور کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تجویز انہوں نے دی ہے آپ اس پر غور کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اپنا سوال واپس لیتا ہوں۔ میری بار بار عرض یہ ہے کہ ہماری بہن کو ابھی ابھی کاغذ دیئے گئے ہیں، منسٹر آیا کریں۔ آپ سے بار بار یہ گزارش کرتے ہیں کہ منسٹروں کو پابند کریں کہ وہ آئیں۔

جناب سپیکر: جی، انشاء اللہ ایسا ہی کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! منسٹر اس اسمبلی کو اہمیت دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! ہمیں مذاق میں بات نہیں ٹالنی چاہئے۔ میں نے ان کے سوال کے جواب میں پہلے ہی کہا تھا کہ محکمہ کے جو مکان خالی ہیں ان کی کوئی نہ کوئی وجوہات ہوں گی جن کی وجہ سے وہ خالی ہیں اور اگر ان کی requirement ہو گی تو ان کو کرایہ پر دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، بس ٹھیک ہے، رہنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): وہ جو مکان ہیں وہ شہر سے دور ہیں اور زیادہ تر ان کو پیڈا کے ملازمین کے استعمال کے لئے دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین خان صاحب!

LEADER OF THE OPPOSITION (Ch. Zahir-ud-Din Khan): Question No 3457.Taken as read.

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد۔ محکمہ انہار میں بیلداروں کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3457: **چودھری ظہیر الدین خان:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ انہار فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی کل تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ ڈویژن میں بیلداروں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) کیا محکمہ کا مذکورہ ڈویژن میں خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ ہے اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) محکمہ انہار فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی منظور شدہ کل تعداد 89 ہے۔

(ب) فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی 28 اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) فیصل آباد ڈویژن کے بیشتر راجباہوں کا انتظام وانصرام متعلقہ کسانوں کی تنظیموں کے سپرد کیا جا چکا ہے اس لئے موجودہ صورتحال میں بیلداروں کی خالی اسامیاں پر کرنے کا ذمہ FO,s (فارمر آرگنائزیشن) کا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): کوئی ضمنی سوال نہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ It is disposed of.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! On her behalf.

جناب سپیکر: نہیں، آپ نہیں کر سکتے، آپ کو پتا ہونا چاہئے۔ اگلا سوال محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ It is disposed of. اب اگلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے۔۔۔ سوال نمبر بولئے۔ یہ یاد رکھیں کہ ایک سوال آپ نے پہلے کیا ہوا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وہ تو on her behalf تھا۔ سوال نمبر 3604 ہے۔ یہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اریگیشن ورکشاپ مغل پورہ لاہور کو 08-2007 کے فنڈز اور استعمال کی تفصیلات

*3604: **ڈاکٹر سامیہ امجد:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 08-2007 میں اریگیشن ورکشاپ مغل پورہ لاہور کو کتنا فنڈ ملا اور کتنا فنڈ کس کس جگہ پر خرچ ہوا؟

(ب) اس میں سے کتنا فنڈ بغیر خرچ ہوئے واپس ہوا اور فنڈ کو خرچ نہ کرنے کی کیا وجوہات تھیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) اریگیشن ورکشاپ مغلپورہ کو ملنے والے فنڈ برائے سال 08-2007 اور خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	جس مد میں فنڈ ملا	فنڈ کی رقم (ملین)	جتنا خرچ ہوا (ملین)	جہاں خرچ ہوا
1	Salary	44.30	44.30	ورکشاپ ہذا کے ملازمین کی تنخواہیں مع الاؤنسز
2	Suspense	20.000	19.964	اس فنڈ کو استعمال کرتے ہوئے دوسرے ڈویژنوں سے تفویض کردہ مختلف کام مکمل کئے گئے۔ ان کاموں میں ہاکڑہ ڈویلپمنٹ ڈویژن بہاولنگر، تونسہ بیراج، تریموں بیراج، CBDC لاہور ڈویژن لاہور وغیرہ شامل ہیں۔
3	P.O.L	1.500	0.363	گاڑیوں کے لئے تیل استعمال کیا گیا۔
4	Building	0.576	0.575	بلڈنگ کی سالانہ مرمت اور سفیدی وغیرہ کی گئی۔
5	Machinery	0.200	0.200	مشینری کی مرمت کے لئے استعمال کئے گئے۔
6	Transport	0.510	0.509	گاڑیوں کی مرمت کے لئے استعمال کئے گئے۔
7	Telephone	0.115	0.115	محکمہ ٹیلیفون کو بل ادا کئے گئے۔
8	Electricity	1.500	1.500	محکمہ واپڈا کو بجلی کے بل ادا کئے گئے۔

(ب) مندرجہ بالا تفصیل سے واضح ہے کہ ملنے والے فنڈ مکمل طور پر استعمال ہوئے ماسوائے P.O.L کے چونکہ یہ فنڈ 08-06-14 کو سیکنڈ لسٹ میں لیٹ موصول ہوئے اور مکمل خرچ نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اس میں یہ ہے کہ جز (الف) کے نمبر 3 پر لکھا ہے کہ P.O.L یعنی پٹرول کے لئے 1.5 ملین روپے دیئے گئے تھے اور اس میں صرف 0.36 ملین روپے خرچ ہو سکے کیونکہ پیسے ہی دیر میں پہنچے تھے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر یہ پیسے خرچ نہ ہو سکے تو یہ رقم تقریباً 1.14 ملین روپے بنتی ہے یہ رقم اب کہاں ہے اس کا کیا بنا اور اب یہ اس کو کیسے process کریں گے، وہ رقم جو بچ گئی وہ کہاں گئی اور اس کا کیا process ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! جب بھی کسی محکمے کے پاس کسی بھی ڈویلپمنٹ یا اس پر خرچ کرنے کے لئے رقم مختص کی جاتی ہے اگر اس میں سے رقم بچ جائے تو definitely جب نیا سال آتا ہے تو پرانی رقم lapse ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کیا یہ رقم repatriate ہو کر دوبارہ ان کے استعمال میں دی جا سکتی ہے، پٹرول کی رقم ہے اور پٹرول بہت مہنگا ہے۔ P.O.L والے ویسے ہی بہت پریشان ہیں وہ پٹرول دیتے ہی نہیں کہ ہمارے بل ہی ادا نہیں ہوئے۔ یہ ایک چھوٹا سا مسئلہ نہیں ہے۔ P.O.L والے اور P.S.O والے پہلی تاریخ سے ہی پٹرول دینا بند کر دیتے ہیں۔ وہ surrender کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کو چھوڑیں، اس کا اتنا بڑا کیا مسئلہ ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جب محکمے کو پیسے ہی دیر سے دیئے جائیں گے، اس بات کو سُن لیں، اس کو دوبارہ سُنیں۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اگر گورنمنٹ افسران کو پٹرول مہیا کرنے کے لئے اتنی دیر سے پیسے دے گی تو پھر یہ رقم lapse ہو جائے گی۔ تقریباً 1.3 یا 1.46 ملین روپے کی بات ہو رہی ہے۔ 1.46 ملین روپے lapse ہو جائیں گے تو P.S.O والے ویسے ہی افسران کو پٹرول دینے سے انکار کر دیتے ہیں۔ یہ گورنمنٹ کی نااہلی کیوں ہوئی، یہ delay کیوں ہوا، یہ کیوں نہیں ان کو ادا کئے گئے؟

جناب سپیکر: جی، آپ کے پاس یہ اختیار ہے کہ PAC I ہے اور PAC II ہے یہ ان کا نوٹس لے سکتے ہیں۔ میرے خیال میں اس کو چھوڑ دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ٹھیک ہے۔ پھر آپ یہ سوال میری نشاندہی پر PAC-I or II میں بھیج دیں تاکہ حساب لیا جائے کہ یہ 1.46 ملین کہاں گئے؟

جناب سپیکر: جی، وہ نوٹس لے سکتے ہیں۔ آپ اس کو چھوڑ دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! نہیں۔ پلیز! یہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پہلے بھی بارہا ایسا ہوا ہے کہ سوال آتا ہے لیکن اس پر کوئی action نہیں لیا جاتا۔

جناب سپیکر: یہ پیسا کہیں نہیں جا سکتا کوئی اس کو کھا نہیں سکتا۔ آپ کیا کرتی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: پھر ایسا کیوں نہیں ہو رہا اور اس کا نوٹس کیوں نہیں لیا جا رہا؟

جناب سپیکر: وہ خود ہی اس کا نوٹس لیں گے۔ اگلا سوال جناب شاہجہان بھٹی صاحب!

جناب شاہجہان احمد بھٹی: سوال نمبر 3888 اس کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بلو کی ہیڈورکس ننکانہ صاحب کے پل کی سڑک کی مرمت

*3888:جناب شاہجہان احمد بھٹی: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلو کی ہیڈورکس ننکانہ صاحب کے پل کے اوپر سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) درست ہے۔

(ب) محکمہ ہائی وے حکومت پنجاب نے ماہ جون2010میں ٹوٹی ہوئی سڑک کی مرمت کر دی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہجہان احمد بھٹی:اس پر میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترم very goodاگلا سوال طارق محمود ساہی صاحب! تشریف رکھتے ہیں؟۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے،اس سوال کو dispose ofکیا جاتا ہے۔اگلا سوال خواجہ اسلام صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس سوال کو بھی dispose ofکیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب جوئیل عامر سہوترا صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔اس سوال کو بھی dispose ofکیا جاتا ہے۔اس کے بعد اگلا سوال جناب شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔جناب شیخ صاحب ایک سوال آپ پہلے پوچھ چکے ہیں۔اب آپ ایک سوال اور پوچھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ تو میرا اپنا سوال ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا اپنا سوال ہے اور اگر اس کے بعد بھی آپ کا اپنا ہو گا تو پھر مشکل ہو جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں ایک عرض کروں کہ میں نے آپ کو کبھی بار بار گھڑی دیکھتے نہیں دیکھا۔آپ چاہتے ہیں کہ فٹافٹ ختم کر دوں۔اگر آپ چاہیں تو میں اسی سوال میں سارا ٹائم نکال دوں؟

جناب سپیکر: جی نہیں۔آپ سوال نمبر بولیں۔

شیخ علاؤالدین: سوال نمبر4114اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2008-09، محکمہ آبپاشی کے پراجیکٹس وٹینڈرز کی تفصیلات

*4114: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

مالی سال 2008-09 میں محکمہ آبپاشی نے کن پراجیکٹس پر اصل ٹینڈر کی رقوم سے زائد escalation amount ٹھیکیداروں کو دینا منظور کیا، اس کی وجوہات کیا تھیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

مختلف پراجیکٹس پر escalation کے دوران تعمیر بوجہ اضافی قیمت برائے مٹیریل مثلاً سیمنٹ، سریا وغیرہ پر ادا کی جاتی ہے۔یہ contract agreement کی "Clause 55" ہوتا ہے جس کے ریٹ محکمہ خزانہ جاری کرتا ہے۔ محکمہ انہار میں کسی بھی پراجیکٹس پر بلا ضرورت escalation نہ دی گئی وہ پراجیکٹس جن میں escalation amount دی گئی ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خود اس سوال کا جواب دیکھ لیں۔ میں نے پوچھا تھا کہ محکمہ آبپاشی نے کن پراجیکٹس پر اصل ٹینڈر کی رقوم سے زائد escalation amount ٹھیکیداروں کو دینا منظور کی، اس کی وجوہات کیا تھیں؟ اب میرے پاس جو جواب آیا ہے اس میں کہیں amount کا ذکر نہیں ہے۔ آپ خود فیصلہ کر لیں، اگر آپ کہتے ہیں تو میں آگے چلتا ہوں کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ آپ آج یہ پسند نہیں کریں گے کہ میں اس پر مزید بولوں۔ آپ خود دیکھ لیں، کیا یہ جواب صحیح ہے؟

جناب سپیکر: میں کیا دیکھوں، آپ بتائیں کہ آپ مطمئن نہیں ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! escalation amount پوچھی گئی تھی اور یہ وہی 55 Clause ہے جس کے تحت قوم کے ساتھ سب سے بڑا فراڈ ہوتا ہے۔ انہوں نے یہ مانا ہے کہ escalation دی ہے لیکن اس میں amount کا ذکر نہیں ہے۔ آپ خود پڑھ لیں اس میں کہیں escalation amount کا ذکر ہے؟

جناب سپیکر: آپ ان کو بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):جناب سپیکر!اس سوال کے جواب میں اس کی تفصیل دی گئی ہے اور وہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب والا! میرے پاس بھی جواب ایوان کی میز سے آیا ہے، عوام کی میز سے تو نہیں آیا۔ آپ خود دیکھیں کہ اس میں کہیں amount کا ذکر ہے؟آپ خود فیصلہ کر لیں اور پھر آپ حکم کریں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):جناب والا!اس میں پراجیکٹس کے نام بھی موجود ہیں اور ساتھ ہی اس کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر:اس کی تفصیل موجود ہے اور اب یہ تفصیل میرے پاس بھی آ گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین:اس میں کہیں amount کا ذکر ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):جناب والا! نیچے amount بھی لکھی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر:لکھی ہوئی ہے۔آپ اس کو چیک کر لیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ میری بات سن لیں۔آپ خود دیکھ لیں کہ اس میں amount کا ذکر نہیں ہے۔ میں تو ہمیشہ سیکشن 55 کی تو بات کرتا ہوں کہ اس سیکشن کے تحت جو پیسا دیا جا رہا ہے ان کو بتانا چاہئے کہ یہ کیوں دیا جاتا ہے، جب contract ایک specific period کے لئے ہوتا ہے تو یہ کیوں کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر:ان کی بات پہلے سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):جناب سپیکر!انہوں نے جو سوال کیا تھا اس میں انہوں نے amount نہیں پوچھی تھی۔انہوں نے پوچھا تھا کہ ٹھیکیداروں کو دینا منظور کیا ہے اور اگر کیا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

شیخ علاؤالدین:اب آپ خود فیصلہ کریں کہ جو میرا سوال ہے اس کے اندر اس کی gist کیا ہے، وہ amount ہے اور escalation ہے۔

جناب سپیکر: نہیں،آپ کو بھی بات clear کرنی چاہئے تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب والا! سوال کے اندر تو کہیں پر بھی یہ نہیں پوچھا گیا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جتنی بات آپ نے پوچھی ہے اس کے مطابق وہ جواب دینے کے پابند ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ جو فرما رہے ہیں میں اس کو contradict نہیں کرتا لیکن آپ مجھے بتائیں کہ جب میں escalation کا ذکر کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ پراجیکٹس کا ذکر کر رہے ہیں، amount کا نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ جو آپ نے پوچھا ہے اس کے مطابق انہوں نے جواب دے دیا ہے۔ اگر آپ ان پر یہ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں کہ وہ بتائیں کہ کتنے پیسے کہاں خرچ ہوئے؟ وہ ایک علیٰحدہ بات ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہی جواب میں نے آپ کے پاس بھی بھیجا ہے اور میں بھی یہی پوچھ رہا ہوں۔ بنیادی بات یہ ہے کہ Clause 55 جو ہے جس کے تحت C&W میں Irrigation میں تمام جگہ escalation کے تحت کام دیا جا رہا ہے جس سے بے شمار پیسا ضائع ہو رہا ہے۔ میں اس کی بات کر رہا ہوں جس کا انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ یہ محکمہ فنانس کی اجازت سے ہوتا ہے۔ میں یہی تو عرض کر رہا ہوں کہ یہ نہیں ہونا چاہئے، اسی میں تو ساری گڑبڑ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! جتنا سوال انہوں نے یہاں پر بھیجا تھا اس کا جواب ہم نے دے دیا ہے اگر اس میں انہیں مزید تفصیل درکار ہے تو معزز ممبر fresh question کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: آپ اس کو pending کر دیں اور اس کی detail لے لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ان سے مل لیں۔ ہو جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: آپ اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، pending نہیں کرتے۔ اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب والا! on his behalf سوال نمبر 4137 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: آپ اپنی محنت خود کیوں نہیں کرتے؟ جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کی نہروں پر پن بجلی گھر بنانے کا مسئلہ

*4137: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت بجلی کی قلت کو مدنظر رکھتے ہوئے صوبہ میں نہروں پر پن بجلی گھر تعمیر کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

بجلی کی قلت پر قابو پانے کے لئے جہاں وفاقی حکومت ہنگامی بنیادوں پر بجلی گھر لگا رہی ہے وہیں حکومت پنجاب نے بھی بجلی گھر بنانے کے منصوبوں پر کام شروع کر رکھا ہے۔اب تک کئے گئے اقدامات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1. 9 پرائیویٹ کمپنیوں نے نہروں پر پن گھروں کی feasibility رپورٹس مکمل کر لی ہیں اور ان پر کام اس سال شروع ہو کر 2012 تک مکمل ہو جائیں گے جس سے 145 میگاواٹ بجلی حاصل کی جا سکے گی۔
2. پبلک سیکٹر میں 5 پن بجلی گھر ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے مالی تعاون سے تعمیر کئے جائیں گے اور یہ منصوبے بھی دسمبر 2012 تک مکمل ہوں گے ان سے 25 میگاواٹ بجلی پیدا ہو گی اس کے علاوہ حکومت پنجاب 5 پن بجلی گھروں کی feasibility رپورٹس کنسلٹنٹس کے ذریعے تیار کروائے گی۔
3. حکومت پنجاب نے 120 میگاواٹ کا پن بجلی گھر تونسہ کے قریب لگانے کے لئے پرائیویٹ کمپنیوں سے اظہار دلچسپی کے بعد پرائیویٹ کمپنیوں کو تجاویز جمع کرانے کا کہا ہے جن سے مفصل جائزہ رپورٹ تیار کی جائے گی، یہ منصوبہ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت 2014 تک مکمل ہو گا۔
4. حکومت پنجاب نے 4.8 میگاواٹ کا منصوبہ لوئر باری دوآب کینال پر ساہیوال کے مقام پر لگانے کے لئے پرائیویٹ کمپنی کی تجویز (ICB) منظور کی ہے۔یہ منصوبہ 2013 تک مکمل ہو جائے گا۔
5. حکومت پنجاب نے 3.2MW کا منصوبہ گجرات برانچ کینال پر لگانے کے لئے پرائیویٹ کمپنیوں سے تجاویز طلب کر لی ہیں۔یہ منصوبہ 2013 تک مکمل ہو جائے گا۔
6. حکومت پنجاب نہروں پر 13 منصوبہ جات کے لئے پرائیویٹ کمپنیوں کی تجاویز کی چھان بین کر رہی ہے۔یہ منصوبہ جات 2013 تک مکمل ہو جائیں گے ان سے کل 40 میگاواٹ بجلی پیدا ہو گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے نمبر6 پر جو جواب دیا ہے کہ حکومت پنجاب نہروں پر 13 منصوبہ جات کے لئے پرائیویٹ کمپنیوں کی تجاویز کی چھان بین کر رہی ہے۔ یہ منصوبہ جات 2013 تک مکمل ہو جائیں گے ان سے کل 40 میگا واٹ بجلی پیدا ہو گی۔ یہ سوال 18۔اگست 2009 کو بھیجا گیا تھا۔ میرا سوال یہ ہے کہ ایک سال میں ان منصوبہ جات کے بارے میں on ground کیا progress ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! جو اس وقت سوال موجود ہے اس سوال کا جواب تو proper طریقے سے دے دیا گیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ جو 2010-11 کا نیا مالی سال ہے اس میں جو پراجیکٹس شروع ہوں گے ان کی تفصیل تو فوری طور پر سامنے نہیں لائی جا سکتی۔ جب ان پراجیکٹس پر کام شروع ہو گا تو تفصیل بھی سامنے آئے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، جب وہ functional ہوں گے تو پھر آپ کو detail دیں گے۔ اگلا سوال محترم خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔ تشریف رکھتے ہیں؟ ۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے؟ اس سوال کو dispose of کرتے ہیں۔ اگلا سوال جناب عبدالوحید چودھری صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب عبدالوحید صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ محترم اب بتائیں اب کیا ہو گا؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! جو آپ کا حکم ہو گا وہی ہو گا۔ ویسے مجھے آج رشک آ رہا ہے کہ آپ جیسا Examiner ہو تو فیل کوئی نہ ہو۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنا سوال پوچھ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: قاعدے کے مطابق تو نہیں ہے لیکن۔۔۔

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔ سوال نمبر 4337۔ Taken as read.

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل چونیاں۔اراضی کو سیراب کرنے والے مائنر، راجباہ، نہروں کے نام و دیگر تفصیلات

*4337: شیخ علاؤالدین: کیاوزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل چونیاں کی اراضی کو سیراب کرنے والے مائنر، راجباہ اور نہروں کے نام نیز ان سے کتنے ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے؟

(ب) کس مائنر، راجباہ اور نہر میں recommended ڈسچارج سے کم پانی فراہم کیا جارہا ہے؟

(ج) ان مائنر، راجباہ اور نہروں میں کم پانی فراہم کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور کب تک پورا پانی فراہم کیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک):

(الف) تحصیل چونیاں کی اراضی کے خانواں اور لاہور ڈویژن کی نہریں سیراب کرتی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے، نہروں سے 37134 ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے۔

نمبر شمار	نام نہر، راجباہ مائنر	سیراب کردہ رقبہ ایکڑوں میں
1	واں ڈسٹی	5276
2	موجوکی ڈسٹی	4709
3	موجوکی مائنرI	1904
4	موجوکی مائنرII	2224
5	ہنڈال	8025
6	گیندیاں	971
7	مائنر نمبر17	1735
8	چھینہ ڈسٹی	850
9	چونیاں	6610
10	گدھ پور	3949
11	شیر گڑھ	279
12	سیال	602
	ٹوٹل	37134 ایکڑز

(ب) راجباہوں، مائنرز اور نہروں میں ڈیزائن ڈسچارج کے مطابق پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

(ج) راجباہوں، مائنرز اور نہروں میں کم پانی فراہم نہ کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اس پر میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

شیخ علاؤالدین:اب توآپ خوش ہیں؟

جناب سپیکر:وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی(محترمہ فائزہ احمد ملک):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

جناب سپیکر:بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع سرگودھامیں رقم کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*2174: محترمہ زوبیہ رباب ملک:کیاوزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا محکمہ آبپاشی کو سال07۔2006اور08۔2007کے دوران کتنی رقم سالانہ حکومت نے کس کس مد کے لئے فراہم کی؟

(ب) اس وقت مذکورہ ضلع میں محکمہ ہذا کے ملازمین کی تعداد گریڈوار بتائیں؟

(ج) اس وقت محکمہ ہذا کے پاس ضلع سرگودھا میں کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں ان کے سالانہ مرمت اورپٹرول/ڈیزل کے اخراجات کتنے ہیں؟

(د) سال07۔2006اور08۔2007کے دوران ضلع سرگودھامیں کتنی رقم نہروں کی مرمت اوران کیBrick Liningپر خرچ ہوئی اور کس کس نہر کی مرمت اورLining Brickہوئی؟

وزیرآبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع سرگودھا محکمہ آبپاشی کو سال07-2006اور08-2007کو دی جانے والی رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ ضلع میں محکمہ ہذا کے ملازمین کی کل تعداد3427ہے۔جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع سرگودھامیں محکمہ ہذا کے پاس36عدد گاڑیاں ہیں جن کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	مد	اخراجات(روپے)	اخراجات(روپے)

		(2006-07)	(2007-08)
1	مرمت	478595	921287
2	پٹرول	3149000	5012000

(د) سال2006-07اور2007-08کے دوران انہار کی مرمت کی مد میں خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل بھلوال کو نہری پانی کی فراہمی کی تفصیلات

*2676: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیاوزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل بھلوال کا کتنا رقبہ نہری پانی سے سیراب ہوتا ہے، اس رقبہ کو جن نہروں اور مائنر سے پانی فراہم کیا جاتا ہے، ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) ہر نہر/راجباہ میں کتنے کیوسک پانی سپلائی کیا جاتا ہے؟

(ج) اس تحصیل کے لئے کتنے کیوسک پانی آبپاشی کے لئے چاہئے؟

(د) اگر پانی کم فراہم کیا جاتا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس تحصیل کی ضرورت کے مطابق پورا پانی آبپاشی کے لئے فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) تحصیل بھلوال کا90300ایکڑ رقبہ نہری پانی سے سیراب ہوتا ہے۔اس رقبہ کو جن نہروں اور مائنرز سے پانی فراہم کیا جاتا ہے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہر نہر اور راجباہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل بھلوال کے لئے تقریباً324کیوسک نہری پانی درکار ہے۔

(د) تحصیل بھلوال کی حدود میں کسی نہر، مائنر اور راجباہ کو اپنے منظور شدہ پانی سے کم پانی فراہم نہ کیا جاتا ہے۔

(ہ) تمام رقبہ جات کو منظور شدہ پانی کے مطابق ہی پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

نہر گجرات کے کناروں کی مرمت کا معاملہ

*2979: **چودھری جاوید حسن گجر**: کیاوزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ نہر اپر جہلم سے نکلنے والی نہر گجرات برانچ کے دونوں کنارے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ نہر کے پشتوں کی کافی عرصہ سے مرمت نہ کی گئی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نہر گجرات برانچ کے کناروں کے پشتوں کو درست /مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ نہر اپر جہلم سے نکلنے والی گجرات برانچ کے کنارے کچھ جگہ سے کمزور ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔محکمہ دستیاب فنڈ کے مطابق برانچ کے پشتوں کی جزوی طور پر مرمت کرتا رہتا ہے۔

(ج) نہر اپر جہلم سے نکلنے والی گجرات برانچ کے کمزور پشتوں کی مرمت کو مالی سال 2010-11 کے work plan میں شامل کر لیا ہے اور فنڈز کی دستیابی پر اس کی مرمت کروادی جائے گی۔

این آر او کے تحت محکمہ کے آفیسران واہلکاران کی سزائیں ختم کرنے کی تفصیلات

*3280: **میاں نصیر احمد:** کیاوزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں این آر او کے تحت بدعنوانی کے مرتکب محکمہ آبپاشی کے افسران واہلکاران کی سزائیں ختم کی گئی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو متعلقہ افسران واہلکاران کے ناموں اور ان پر لگنے والے الزامات کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) صوبہ پنجاب محکمہ انہار میں N.R.O کے تحت بدعنوانی کے مرتکب کسی بھی افسر یا اہلکار کی سزا ختم نہیں کی گئی ہے۔

(ب) جواب جز بالا میں دے دیا گیا ہے۔

تحصیل منچن آباد- مائنر،راجباہوں ونہروں کے نام ودیگر تفصیلات

*3582: محترمہ شبینہ ریاض: کیاوزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل منچن آباد کی اراضی کو سیراب کرنے والے مائنر، راجباہ اور نہروں کے نام نیز ان سے کتنے ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے؟

(ب) کس مائنر، راجباہ اور نہر میں recommended ڈسچارج سے کم پانی فراہم کیا جارہا ہے؟

(ج) ان مائنرز، راجباہ اور نہروں میں کم پانی فراہم کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور کب تک پورا پانی فراہم کیا جائے گا؟

وزیرآبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) تحصیل منچن آباد کو سیراب کرنے والی نہروں کی تفصیل درج ذیل ہے-ان نہروں سے 385697 ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے-

نمبر شمار	نام نہر	نمبر شمار	نام نہر
1	فورڈواہ کینال	2	فورڈواہ برانچ
3	بہاول کینال ڈسٹی	4	جیسکا مائنر
5	بہکانوالی ڈسٹی	6	چیت مائنر
7	احمد پور ڈسٹی	8	فتح گڑھ ڈسٹی
9	گنجن مائنر	10	بونگہ ڈسٹی
11	ون آر ایسٹرن صادقیہ	12	روناڈسٹی
13	قادرپور مائنر	14	چھبیانہ مائنر
15	اپر بیرڈسٹی	16	پیر گڑھ ڈسٹی
17	مریڈسٹی	18	میکلوڈ گنج برانچ
19	مرزاڈسٹی	20	گریب مائنر
21	نوشہرہ ڈسٹی	22	ایسٹرن صادقیہ
23	نہال والا مائنر	24	سچا سنگھ مائنر
25	سٹیٹ ڈسٹی	26	سوبھے والا مائنر
27	بھرمانوالہ مائنر	28	لہوڑا مائنر
29	بھولے والا ڈسٹی	30	سید ڈسٹی

(ب) ان مائنرز، راجباہ اور نہروں میں منظور شدہ ڈسچارج کے مطابق پانی مہیا کیا جاتا ہے-

(ج) نہروں میں پانی کی کمی وبیشی منظور شدہ وارابندی پروگرام کے مطابق کی جاتی ہے-

تحصیل منچن آباد اور بہاولنگر میں نہری پانی کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*3583: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل منچن آباد اور بہاولنگر میں قابل کاشت کل رقبہ کتنا ہے اور کتنے رقبہ کو نہری پانی میسر ہے نیز کتنے کیوسک پانی مہیا کیا جارہا ہے اور کتنے کیوسک پانی کی کمی ہے؟

(ب) اگر نہری پانی کی کمی ہے تو مطلوبہ ضرورت کو پورا کرنے کے لئے حکومت کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) تحصیل منچن آباد اور بہاولنگر میں قابل کاشت رقبہ 615797 ایکڑ کاشت ہوتا ہے اور اتنے ہی رقبہ کو پانی مہیا کیا جاتا ہے۔1564 کیوسک پانی مہیا کیا جارہا ہے اور تمام نہروں کو ان کے ڈیزائن کے مطابق چلایا جاتا ہے۔

(ب) دریاؤں میں پانی کی کمی کی صورت میں نہروں کو rotational programme کے مطابق چلایا جاتا ہے۔تاہم نہروں کی لائننگ کا پروگرام بھی بنایا گیا ہے اور لائننگ کی تکمیل کے بعد پانی کی کمی ختم ہو جائے گی۔

ضلع منڈی بہاؤالدین میں ایکسیئن آبپاشی کے دفتر کا قیام

*3977: جناب طارق محمود ساہی: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین کو قائم ہوئے پندرہ سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے مگر ابھی تک ایکسیئن اریگیشن کا دفتر قائم نہیں ہوا؟

(ب) کیا حکومت عوامی مفاد کے تحت ایکسیئن اریگیشن کا دفتر منڈی بہاؤالدین میں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ایکسیئن اریگیشن گجرات ڈویژن کا دفتر گجرات میں قائم ہے جس کا نہری ایریا گجرات اور منڈی بہاؤالدین پر مشتمل ہے۔سال 1968 میں منڈی بہاؤالدین ڈویژن کا دفتر قائم ہوا جو

پندرہ سال تک کام کرتا رہااور سرکاری اخراجات میں بچت کی بناء پر85-1984 میں حکومت پنجاب کے حکم کے تحت ختم کر دیا گیا۔

چیف انجینئر محکمہ انہار فیصل آباد کے دفتر میں بھرتیوں کی تفصیلات

*3982: خواجہ محمد اسلام: کیاوزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جون2009 میں چیف انجینئر محکمہ انہار فیصل آباد کے دفتر میں بھرتی کے لئے کن کن پوسٹوں کے لئے انٹرویو لئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اسی دفتر میں بھرتی کے لئے کلرکوں کی مختلف اسامیوں کے لئے انٹرویو بھی ہوئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب امیدوار کلریکل سٹاف کی بھرتی کے لئے دفتر ہذاآئے توانہیں بتایا گیا ہے کہ ان اسامیوں کے لئے صرف محکمہ ہذا کے گریڈ ایک سے چار تک کے ملازمین ہی کوالیفائی کرتے ہیں کیونکہ یہ اسامیاں صرف ان کے کوٹا کی ہیں جبکہ اخبار کے اشتہار میں اس سلسلہ میں کوئی وضاحت نہ کی گئی تھی؟

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ کلریکل سٹاف کی بھرتی کے لئے جن امیدواروں کو ٹائپنگ ٹیسٹ میں پاس کیا گیا ہے ان سے بھاری رشوت لی گئی تھی حالانکہ ٹیسٹ پاس کرنے والے امیدواروں میں اکثریت کو سرے سے ٹائپنگ آتی ہی نہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس دفتر میں ہونے والے تمام کیٹیگریز کے انٹرویو منسوخ کرنے اور از سر نو اخبارات میں اشتہار دے کر بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) جون2009 میں چیف انجینئر محکمہ انہار فیصل آباد کے دفتر میں بھرتی کے لئے حسب ذیل پوسٹوں کے انٹرویو لئے گئے۔

نمبر شمار	نام پوسٹ	بنیادی سکیل
1	اسسٹنٹ	14
2	ڈرافسمین	11
3	جونیئر کلرک	7

4	ٹریسر	5
5	سٹینوگرافر	12
6	فیروپرنٹر	01
7	نائب قاصد	1

(ب) یہ درست ہے کہ اخبار کے اشتہار اور گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق 20 فیصد کوٹے کے تحت جونیئر کلرکس کی بھرتی کے لئے انٹرویو لئے گئے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔اخبار کے اشتہار میں بالکل واضح طور پر درج تھا کہ جونیئر کلرک کی اسامیاں صرف اور صرف بی ایس ایک تا پانچ کے ملازمین کے بچوں کے لئے مخصوص ہیں۔اخبار اشتہار کی نقل("A" Annexure)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) درست نہ ہے کیونکہ کلریکل سٹاف کی بھرتی کے لئے جب امیدواروں کا ٹیسٹ لیا گیا ان میں سے کوئی بھی امیدوار ٹائپ ٹیسٹ میں کامیاب نہ ہو سکا۔

(ہ) جی ہاں! دفتر ہذا از سر نو اخبار میں اشتہار دے کر بی ایس ایک تا پانچ کی بھرتی کا ارادہ رکھتا ہے جبکہ بی ایس 6تا15 کی بھرتی پر پابندی ہے۔

صوبہ بھر میں محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4041: **جناب جوئیل عامر سہوترا:** کیا وزیر آبپاشی و قوت ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) صوبہ بھر میں محکمہ انہار کے کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ ریسٹ ہاؤسز کا رقبہ کتنا ہے؟

(ج) مذکورہ ریسٹ ہاؤسز کب تعمیر ہوئے اور اب ان کی حالت کیسی ہے؟

(د) مذکورہ ریسٹ ہاؤسز میں کون لوگ قیام کر سکتے ہیں، کمرہ کا کرایہ کتنا ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) محکمہ انہار میں کل 498 ریسٹ ہاؤسز ہیں اور یہ مین کینالز، کینالز برانچز، ڈسٹری بوٹریز اور مائنرز پر واقع ہیں۔

(ب) مذکورہ ریسٹ ہاؤسز کا رقبہ 3551 ایکڑ ہے۔

(ج) محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤسز 1905 تا 1964 کے دوران تعمیر ہوئے کچھ کی حالت بہتر ہے اور کچھ خستہ حالت میں ہیں۔

(د) ان ریسٹ ہاؤسز میں سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے افسران قیام کر سکتے ہیں جن کے نرخ مندرجہ ذیل ہیں:۔

Sr. No.	Description	Category "A"	Category "B"
1	Officers of Provincial Government and Federal Government/ Autonomous Bodies	As per their entitlement under Punjab Govt. T.A Rules	As per their entitlement under Punjab Govt. T.A. Rules
2	All Others	Rs. 1000/- per night per set	Rs. 700/- per night per set

پنجاب میں ہائیڈل پاور کے منصوبوں کی تفصیلات

*4269: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ہائیڈل پاور کے کتنے منصوبوں پر اس وقت کام ہو رہا ہے یہ کس کس جگہ بن رہے ہیں؟

(ب) ان کا تخمینہ لاگت علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ج) موجودہ مالی سال کے بجٹ میں ان کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(د) ان ہائیڈل پاور سے کتنی بجلی پیدا ہو گی ہر پراجیکٹ کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ہ) ان پر کتنے فیصد کام ہو چکا ہے اور کتنے فیصد بقایا ہے؟

(و) آئندہ حکومت کس کس جگہ ہائیڈل پاور بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ایشیائی ترقیاتی بنک کے قرضہ کے تحت پبلک سیکٹر میں درج ذیل پانچ منصوبہ جات پر کام ہو رہا ہے:۔

نمبر شمار	منصوبہ	ضلع	لاگت (ملین روپے)
1	مرالہ ہائیڈل پاور پراجیکٹ	سیالکوٹ	1064
2	چیانوالی ہائیڈل پاور پراجیکٹ	گوجرانوالہ	827
3	ڈیگ آؤٹ فال ہائیڈل پاور پراجیکٹ	شیخوپورہ	675
4	اوکاڑہ ہائیڈل پاور پراجیکٹ	اوکاڑہ	693
5	پاکپتن ہائیڈل پاور پراجیکٹ	پاکپتن	462

(ب) جواب جز بالا میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) موجودہ مالی سال کے بجٹ میں ان تمام منصوبوں کے لئے مشترکہ طور پر 100 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔

(د) ان ہائیڈل پاور پراجیکٹ سے جو بجلی پیدا ہو گی ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	منصوبہ	استعداد (میگاواٹ)
1	مرالہ ہائیڈل پاور پراجیکٹ	7.2
2	چیانوالی ہائیڈل پاور پراجیکٹ	5.4
3	ڈیگ آؤٹ فال ہائیڈل پاور پراجیکٹ	5.0
4	اوکاڑہ ہائیڈل پاور پراجیکٹ	4.0
5	پاکپتن ہائیڈل پاور پراجیکٹ	3.2

(ہ) پانچ ہائیڈل پاور منصوبوں کے ٹینڈرز دستیاویزات مکمل کر کے ADB کی منظوری کے لئے بھیج دی گئی ہیں۔ADB کی منظوری کے بعد موقع پر کام دسمبر 2010 میں شروع ہو گا۔

(و) حکومت پنجاب کی ہدایات پر مزید دس ہائیڈل پاور منصوبوں کی ابتدائی سٹڈی شروع کی جارہی ہے اور ان میں سے موزوں ترین پانچ منصوبوں کی فزیبلٹی سٹڈی ایک سال میں مکمل کی جائے گی۔ان منصوبوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	منصوبہ	جگہ	استعداد
1	کیوبی لنک	برجی نمبر304+ 985	6 میگاواٹ
2	یو سی سی	برجی نمبر133+ 296	4میگاواٹ
3	لوئر باری دوآب کینال	برجی نمبر258+ 640سے285	6میگاواٹ
4	ڈی جی خان لنک کینال	برجی نمبر0+000 سے23 + 000	7میگاواٹ
5	مین لائن ایل سی سی	برجی نمبر0+000	5میگاواٹ
6	پنجند مین لائن	برجی نمبر0+000	6.3 میگاواٹ
7	سی جے لنک	برجی نمبر0+000	14میگاواٹ
8	خانکی ہیڈورکس	ضلع گوجرانوالہ	20میگاواٹ
9	تریموں بیراج	ضلع جھنگ	20میگاواٹ
10	قادرآباد بیراج	ضلع حافظ آباد	20میگاواٹ

ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے زیرآب رقبہ کی تفصیلات

*4271: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال2008اور2009 میں سیلابی پانی سے ڈیرہ غازی خان اور راجن پور اضلاع کا کتنے ایکڑ رقبہ زیرآب آیا؟

(ب) مذکورہ متاثرہ رقبہ کے مالکان کی کتنی مالی امداد کی گئی؟

(ج) کیا حکومت ان اضلاع میں سیلابی پانی کے بچاؤ کے لئے ان اضلاع میں ڈیم وغیرہ بنانے کی پلاننگ کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیرآبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) سال2008اور2009 میں ضلع ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کا جو رقبہ زیرآب آیااس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ضلع	سال	زیرآب رقبہ
راجن پور	خریف2008	0.19ملین ایکڑ
ڈیرہ غازی خان	خریف2008	0.019ملین ایکڑ
راجن پور	خریف2009	Nil
ڈیرہ غازی خان	خریف2009	Nil

(ب) متعلقہ محکمہ نہ ہے۔

(ج) مذکورہ علاقہ میں ڈیم تعمیر کرانے کے ضمن میں محکمہ آبپاشی نے میسرز NESPAK کی وساطت سے ماڈل سٹڈی کرائی جس سے ثابت ہواکہ اس علاقہ کے پہاڑ بالکل خشک ہیں کوئی درخت یاسبزہ نہ ہے اور پانی کا بہاؤزیادہ اور تیز ہونے کی وجہ سے ڈیم فوری طور پر silt سے بھر جائیں گے اور ڈیم بنانے کامقصد حاصل نہیں ہوسکے گا۔

ضلع ملتان میں انہار کی تعداد ودیگر تفصیلات

*4327:**جناب عبدالوحید چودھری:** کیاوزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ملتان میں کون کون سی انہار ہیں؟

(ب) ان انہار کے پشتوں کی تعمیر کے لئے سال2007-08، 2008-09اور2009-10 میں کتنی رقم خرچ کی گئی ہے تفصیل نہروار بیان کریں؟

(ج) ان تین سالوں کے دوران کتنی انہار کو کس کس جگہ کٹ لگااور کٹ لگنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت ضلع ملتان کی تمام انہار کے پشتوں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع ملتان میں ملتان کینال ڈویژن اور شجاع آباد کینال ڈویژن کی انہار واقع ہیں۔

نمبر شمار	نام ڈویژن	برانچ کینال	ڈسٹی بیوٹری	مائنرز
1	ملتان کینال	02	14	14
2	شجاع آباد کینال	02	19	21

(ب) مالی سال 08۔2007، 09۔2008 اور 10۔2009 میں M&R اور ADP کے اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تین سالوں کے دوران صرف ملتان برانچ کی RD.95-96 پر ماہ ستمبر 2009 میں شگاف ہوا۔ واسا ملتان کا سیوریج نظام اس شگاف کا باعث بنا۔

(د) حکومت پنجاب نے سالانہ ترقیاتی پروگرام 10۔2009 اور 11۔2010 میں ملتان برانچ (نو بہار) کے اندرونی حصہ کو از برجی 700+57 تا 980+97 (ٹیل) پختہ کرنے کی منظوری دے دی ہے اور یہ کام دو سال میں مکمل ہو جائے گا۔

بہاولنگر۔فورڈ واہ پر پلوں کی تعمیر کی تفصیلات

*4365: **میاں فدا حسین وٹو:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر میں فورڈ واہ نہر پر مختلف مقامات پر تین عدد پل تعمیر کئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ نئے تعمیر شدہ تینوں پل موجودہ سڑک کے لیول سے تقریباً 8 فٹ اونچے تعمیر کئے گئے ہیں اور slope چار فٹ بنائی گئی ہے جو عوام الناس کے لئے ناقابل استعمال ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پلوں کی ڈیزائننگ سڑک کے لیول کو مدنظر رکھتے ہوئے نہیں کی گئی جس کی وجہ سے یہ پل پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے بھی ناقابل استعمال ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پلوں کی تعمیر کے ذمہ دار افسران جنہوں نے پلوں کی ڈیزائننگ کی ہے اور منظوری دی ہے کے خلاف قانونی کارروائی کرنے اور عوامی مفاد کے خلاف ضائع کی گئی رقم بھی ذمہ دار افسران سے ریکور کرنے کو تیار ہے تو کب تک؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ فورڈواہ نہر پر تین پل تعمیر کئے گئے ہیں۔

(ب) نئے بنائے گئے پل سنٹرل ڈیزائن آفس محکمہ آبپاشی لاہور سے منظور شدہ ڈیزائن کے مطابق بنائے گئے ہیں جن کی اونچائی ڈیزائن کے مطابق ہے۔

(ج) نہروں پر جو پل تعمیر کئے جاتے ہیں وہ نہر کے ڈیزائن کو مدنظر رکھ کر ڈیزائن کئے جاتے ہیں اس لئے منظور شدہ ڈیزائن کے مطابق تعمیر کئے گئے ہیں۔

(د) تمام تعمیر کئے گئے پل سنٹرل ڈیزائن آفس محکمہ آبپاشی لاہور نے نہر کے ڈیزائن کی ضرورت کے مطابق ڈیزائن کئے گئے اور اسی منظور شدہ ڈیزائن کے مطابق تعمیر کئے گئے ہیں۔اس میں کسی آفیسر کا ذاتی مفاد وابستہ نہ ہے۔

ضلع قصور میں محکمہ آبپاشی کے دفاتر وریسٹ ہاؤسز کی تفصیلات

*4523: **ملک اختر حسین نول:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں محکمہ آبپاشی کے کتنے دفاتر کس کس جگہ قائم ہیں ان کے سربراہوں کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ب) ضلع قصور کی حدود میں محکمہ کے کتنے ریسٹ ہاؤسز کس کس جگہ ہیں ہر ریسٹ ہاؤس کتنے رقبہ پر اور کتنے کمروں پر مشتمل ہے، ہر ریسٹ ہاؤس کے انچارج کا نام، عہدہ اور ٹیلی فون نمبرز بتائے جائیں؟

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز کے سال 08-2007 اور سال 09-2008 کے اخراجات بتائیں اور یہ ریسٹ ہاؤس کن مقاصد کے لئے بنائے گئے ہیں؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع قصور میں محکمہ انہار و برقیات کے 6 عدد دفاتر ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام دفتر	واقع	سربراہ کا نام	بنیادی سکیل

1	مہتمم انہار	ضلع کچہری قصور	چودھری رفیق احمد	18
2	SDO چھانگا مانگا	چھانگا مانگا	رائے احمد علی	17
3	SDO پانڈوکی	(للیانی) فیروزپور روڈ	سید یاور علی شاہ	17
4	SDO چونیاں	کینال کالونی کھڈیاں	محمد یوسف	17
5	SDO کھڈیاں	کینال کالونی کھڈیاں	محمد یوسف	17
6	SDO کنگن پور	منڈی احمد آباد (ریسٹ ہاؤس)	مرزا عمر	17

(ب) ضلع قصور کی حدود میں محکمہ انہار کے زیر کنٹرول 8 ریسٹ ہاوسز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	رقبہ	کمرے	نام انچارج
i	واں ریسٹ ہاؤس چھانگا مانگا	(22.90)ایکڑ	2	رائے احمد علی(ایس ڈی او)0300-4128261
Ii	بھمبہ کوٹ رادھا کشن	(8.82)ایکڑ	2	رائے احمد علی(ایس ڈی او)0300-4128261
Iii	گنڈا سنگھ والا	(1.50)ایکڑ	3	محمد یوسف(ایس ڈی او) 049-9250201
iv	کھڈیاں خاص	(1.0)ایکڑ	2	محمد یوسف(ایس ڈی او)049-9250201
V	نجابت	(0.75)ایکڑ	2	سلیم اختر(ایس ڈی او)049-9250201
Vi	فتح محمد	(0.75)ایکڑ	2	مرزا عمر(ایس ڈی او)049-9250141
Vii	کنگن پور	(0.5)ایکڑ	2	مرزا عمر(ایس ڈی او)049-9250141

(ج) کینال ریسٹ ہاؤسز افسران کے دورہ جات کے دوران قیام کی خاطر، ریونیو کیسز، تاوان کیسز کی کارروائی اور زمینداروں کی شکایات سننے اور ان کے ازالہ کے لئے تعمیر کئے گئے ہیں۔

پنجاب میں زیر زمین کڑوے پانی کی تفصیلات

*4592: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے اکثر علاقوں میں زیر زمین پانی کڑوا اور ناقص ہے؟

(ب) کیا حکومت زیر زمین کڑوا پانی جو پینے کے لئے اور فصلوں کے لئے نقصان دہ ہے کی کوالٹی چیک کرنے کے لئے کوئی منصوبہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کن اضلاع میں یہ منصوبہ شروع کیا جائے گا؟

(ج) مذکورہ منصوبہ کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے جا رہے ہیں اور کیا کسی دوسرے ملک سے بھی اس معاملے میں مالی معاونت اور ماہرین کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(د) مذکورہ منصوبہ کب تک مکمل ہو گا کیا اس سلسلہ میں کاشتکاروں کی آگاہی کے لئے کوئی پروگرام ترتیب دیا گیا ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) محکمہ انہار و برقیات کے ادارہ "نظامت بحالی اراضی پنجاب" زمینداروں کے ٹیوب ویلوں سے سال میں دو دفعہ پانی کے نمونے لے کر ان کا تجزیہ کرتا ہے یہ دیکھا گیا ہے کہ زیر زمین پانی کی کوالٹی مختلف علاقہ جات میں مختلف ہے بعض جگہ موزوں اور بعض جگہ زیر زمین پانی کڑوا ہے حالیہ سروے رپورٹ کے مطابق فیصل آباد (زون)، بہاولپور (زون)، راجن پور، سرگودھا اور ڈی جی خان کے اضلاع میں زیادہ تر زیر زمین پانی کڑوا ہے اس طرح ضلع خوشاب اور لیہ کے اضلاع میں بھی کڑوا پانی موجود پایا گیا ہے۔ یہ بھی مشاہدہ میں آیا ہے کہ دریاؤں کے نزدیک عام طور پر زیر زمین پانی کی کوالٹی ٹھیک ہے۔ جوں جوں ہم کسی دوآبہ کے اندر کی طرف جاتے ہیں تو پانی کی کڑواہٹ میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ محکمہ پورے پنجاب سے تقریباً 3200 کے قریب ٹیوب ویلوں سے نمونہ جات لیتا ہے ان میں سے تقریباً 50 تا 60 فیصد ٹیوب ویلوں کا پانی کھاری پایا گیا ہے۔ سروے سے حاصل ہونے والی معلومات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ان علاقوں کا پانی بھی خراب ہونا شروع ہو گیا ہے جن کے آس پاس کا زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ کھارے پانی کے علاقوں میں ٹیوب ویلوں کی تعداد کم نوٹ کی گئی ہے جبکہ میٹھے پانی کے علاقوں میں ٹیوب ویلوں کی تعداد زیادہ ہونے سے زیر زمین پانی کی سطح کافی حد تک گر گئی ہے۔ نتیجتاً کھارے پانی نے میٹھے پانی کے علاقہ کی طرف سرایت شروع کر دی ہے۔ اس طرح زیر زمین پانی کی کوالٹی خراب ہو رہی ہے۔

(ج) محکمہ انہار زیر زمین پانی کی کوالٹی اپنے محکمانہ وسائل سے مانیٹر کر رہا ہے اس کے لئے نہ تو کسی دوسرے ملک سے مالی معاونت حاصل کی گئی ہے اور نہ ہی باہر کے ممالک سے کسی ماہر کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔

(د) پچھلے 8 سال سے محکمہ اپنے وسائل سے یہ کام کر رہا ہے اور جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس کام میں کسانوں کو بھی شامل کیا گیا ہے کسانوں کو ان کے ٹیوب ویل کے پانی کی کوالٹی کے بارے میں آگاہی بھی دی جاتی ہے اور اگر پانی کھارا (Brackish) ہو تو

اس کی مینجمنٹ کے بارے میں بھی کسانوں کو مشورے دیئے جاتے ہیں۔یہ معلومات ہر سال سالانہ رپورٹ کے نام سے شائع کی جاتی ہے اور محکمہ انہار کی ویب سائٹ www.irrigation.punjab.gov.pk پر بھی اسے اپ لوڈ کیا جاتا ہے۔

سلطان مائنر لوئر جہلم کینال سرگودھا کے بارے تفصیلات

*4740: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سلطان مائنر لوئر جہلم کینال سرگودھا کی لائننگ اور ریگولر مائنر کی منظوری جون1992 میں ہوئی تھی نیز اس کا تخمینہ کیا تھا؟

(ب) اس سکیم پر اب تک جو کام اور خرچ ہوا، اس کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) اس سکیم پر اب تک جو کام نہیں ہو سکا اس کی تفصیل کیا ہے نیز یہ کام کب تک مکمل ہو جائے گا؟

(د) کام کی بروقت تکمیل نہ ہونے کی وجہ سے جو سرمایہ ضائع ہوا اس کا ذمہ دار کون ہے نیز کیا محکمہ نے متعلقہ افسران کے خلاف کوئی انکوائری کی، اگر ہاں تو اس کا کیا نتیجہ نکلا مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے۔اس سکیم کا تخمینہ لاگت 7.269 ملین روپے تھا۔

(ب) اس سکیم پر لائننگ کا کام ہوا ہے اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	مالی سال	اخراجات (روپے)
1	1991-92 تا 1999-2000	5.394 ملین
2	1999-2000 تا 2002-03	Nil
3	2003-04 تا 2004-05	6.341 ملین

(ج) اس سکیم پر تمام کام مکمل ہو چکا ہے۔کوئی بھی کام نامکمل نہ چھوڑا گیا ہے۔

(د) اس سکیم پر ابتدائی سال 92-1991 تا 98-1997 کام مکمل نہ ہو سکا جس کی وجہ راجباہ سلطان کے ملحقہ زمینداران کا سول کورٹ سرگودھا سے Stay Order کا حاصل کرنا اور بعد میں ٹھیکیدار کا کام کرنے سے انکار کرنا ہے۔اس سکیم کے بقایا کام کو مکمل کرنے کے لئے چیف انجینئر نے تخمینہ لاگت 6.341 ملین روپے منظور کیا جس پر کام شروع ہوا اور تمام کام

05۔2004 کے دوران مکمل ہوگیا۔ کوئی کام نامکمل نہ چھوڑا گیا۔ راجباہ سلطان سال 05۔2004 سے موقع پر احسن طریقہ سے چل رہا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاب (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ میں چند ایک معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ آپ نے ایک سپیشل کمیٹی بنائی تھی اس کے لئے ہم نے کام کیا ہے اور ٹیکنیکل کمیٹی کی رپورٹ آنے تک ہم اس کے پابند تھے۔ اب ہمیں اس میں توسیع کی ضرورت ہے تو توسیع کے لئے ہم نے جناب کے آفس میں لکھا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ اس کے لئے ہمیں توسیع مرحمت فرمائی جائے۔

دوسری میری گزارش یہ ہے کہ تقریباً ڈیڑھ سال پہلے میں نے اسی floor پر آپ کی موجودگی میں یہ گزارش کی تھی کہ چینی کا بحران سر پر کھڑا ہے اور مہنگائی ناقابل برداشت ہو گئی ہے، صوبہ اور پاکستان کے عوام کو انتہائی پریشان کئے ہوئے ہے۔ اب ایک اور بحران سر پر کھڑا ہی نہیں ہے بلکہ صوبہ پنجاب اور سارے پاکستان کو اپنی گرفت میں لے چکا ہے اور وہ ہے دالوں کا بحران۔ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے بغیر زندہ رہنا ہی ممکن نہیں ہے اور مہنگائی۔۔۔

جناب سپیکر: ایک منٹ۔ وزیر زراعت اگر باہر تشریف فرما ہیں تو تشریف لے آئیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے انہیں بلایا ہے میرے خیال میں ان کا کوئی ضامن یہاں پر ہوگا جو ایک رجسٹری لے کر آجائے گا اور ان کی جگہ پر حاضر ہو جائے گا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے تو ایک محاورہ تھا کہ چلیں، جیسے بھی بُرے دن ہیں دال روٹی کھا کر گزارہ کر لیں گے لیکن اب -/180 روپے کی دال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ روٹی تو کھانے ہی نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ -/2 روپے کی روٹی نہ بیچو۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں جناب کو مخاطب نہیں کر رہا، روٹی کو -/2 روپے کر کے اتنا مقدس اور اتنا پتلا اور اس کا اتنا عجیب رنگ کر دیا ہے اور وہ کسی جگہ ہے بھی نہیں لیکن اس پر جو 5۔ارب روپے کا مسئلہ ہے کہ اس میں سے کتنی disbursement ہو رہی ہے میں اس پر بالکل نہیں بولتا۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رمضان شریف آنے کو ہے اور پھر یہ cartel

system چل رہا ہے اور اب تو دالیں بھی پہنچ سے باہر ہو گئی ہیں لہذا اس کے لئے ابھی سے کوئی بندوبست کیا جائے۔ابھی ذمہ دار منسٹر بھی تشریف لے آئے ہیں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ TCP نے چینی کی درآمد کا کنٹریکٹ کینسل کر دیا ہے چونکہ جنہوں نے چینی درآمد کرنے کی ذمہ داری لی تھی انہوں نے اس کو نبھایا نہیں ہے۔اب اگر رمضان سے پہلے نیا کنٹریکٹ دیا بھی جائے گا تو چینی باہر سے آ نہیں سکتی۔حکومت پنجاب وفاقی حکومت کو لکھے کہ TCP کے کنٹریکٹ کو کینسل کرنے کا کون ذمہ دار ہے؟غلط فیصلے خواہ کسی جگہ بھی ہوں لیکن جب اس کے اثرات آتے ہیں تو پنجاب کی غریب عوام کے ساتھ ساتھ درمیانہ طبقہ بھی پس کر رہ جاتا ہے۔ڈیڑھ سال پہلے کا بتایا ہوا بحران،آج پھر جناب کی وساطت سے عرض کر رہا ہوں کہ چینی کا بحران پھر سر پر کھڑا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دالیں جس سے غریب آدمی اور درمیانے طبقے کی خوراک پوری ہونی ہے یہ nutrition بھی ہے۔رمضان شریف آنے سے پہلے ہی مہنگائی مکمل طور پر چھا چکی ہے۔یہاں پر کوئی consumer courts کام کر رہی ہیں،کوئی checkup ہو رہا ہے اور نہ ہی کوئی magisterial staff check کر رہا ہے۔مجسٹریسی تو واپس آ گئی لیکن magisterial staff کسی جگہ بھی جا کر چیکنگ کرتا ہوا نظر نہیں آ رہا۔میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ حکومت اور تو جو مرضی کرتی رہے، کابینہ کا اجلاس کرنا یا نہ کرنا ان کی اپنی صوابدید ہے لیکن لوگوں کا یہ استحقاق ہے کہ وہ آپ کی وساطت سے اپنے نمائندوں کے ذریعے گزارش کریں کہ لاء اینڈ آرڈر کی position کے ساتھ ساتھ سب سے بڑی بات پیٹ بھرنا ہے اور یہ ناممکن ہو چکا ہے۔غریب آدمی کے لئے تو سانس کا ناتا قائم رکھنا بھی ناممکن ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر!میں ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے اخبار میں آیا ہے کہ انڈیا نے سیالکوٹ میں چناب ریینجرز پر بلا جواز فائرنگ کی ہے اور پنجاب کے بارڈرز پر ہماری آرمڈ سروسز کا ایک نوجوان شدید زخمی ہوا ہے۔ہم ایک طرف تو راہداریاں دے رہے ہیں اور دوسری طرف اسی ملک سے ہم پر گولیاں برسائی جا رہی ہیں۔خارجہ پالیسی کے جواب میں ایک بار جناح صاحب نے کہا تھا کہ ہماری سب سے دوستی ہے کسی سے دشمنی نہیں سوائے جب تک کہ وہ ہمیں مجبور نہ کرے۔ہمیں تو ہر وقت مجبور کیا جاتا ہے۔اب یہاں پر جو قرارداد لانے اور اس پر بحث کرنے کے لئے کہا گیا تھا اس پر بھی عملدرآمد کرایا جائے اور میری استدعا ہے کہ مہنگائی کے جن کو بوتل میں بند کرنے کے لئے،مہنگائی جو پھیل رہی ہے اسے کنٹرول کرنے کے لئے،صرف یہی نہ کہا جائے کہ پانچ یا چھ سال پہلے کے اثرات اب ہو رہے ہیں۔اب تیسرا بجٹ استعمال ہو رہا ہے تین سالوں کے اندر 1400۔ارب روپیہ اس حکومت کے سپرد ہو چکا

ہے۔ہمارا حق ہے کہ ان سے گزارش کریں اور ان کا فرض ہے کہ وہ اس پر عملدرآمد کریں اور خوراک اور مہنگائی کے بحران نے عوام کو جو اپنے چنگل میں لیا ہوا ہے اس سے نجات دلائی جائے۔بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں وزراء صاحبان اپنے اپنے دفاتر میں بیٹھے ہوئے ہیں لہذا میں ان سے کہوں گا کہ اگر وہ اسمبلی میں موجود ہیں تو انہیں فوری طور پر House کے اندر آنا چاہئے، جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے جس issue پر بات کی ہے یقیناً اس سے کوئی انکار نہیں کہ مہنگائی ہمارا ایک قومی وتیرہ بن گیا ہے کہ جب رمضان المبارک کا موقع آتا ہے تو اس میں بہت سارے characters شامل ہو کر مہنگائی بڑھاتے ہیں اور اس میں main factor hoarding کا ہوتا ہے۔ذخیرہ اندوزی کی جاتی ہے جو چیز already ضرورت کے مطابق موجود ہوتی ہے اس کی ذخیرہ اندوزی کر کے اس قسم کی افواہیں پھیلائی جاتی ہیں کہ shortage ہو گئی، shortage ہو گئی اور اس کے بعد ساتھ ہی مہنگائی اوپر جانا شروع کر دیتی ہے۔میں categorically دو ٹوک انداز میں اس معزز ایوان، پورے پنجاب اور پاکستان کی عوام کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ کرشنگ اکتوبر کے آخر اور نومبر میں شروع ہو جاتی ہے اس وقت تک حکومت پنجاب کے پاس ضرورت کے مطابق چینی کا وافر ذخیرہ موجود ہے اور اس میں قطعی طور پر ماسوا اس بات کے کہ اس قسم کی افواہ سازی کی جائے، اس کے پیچھے شوگر مافیا بھی ہے کہ لوگوں میں panic پھیلائی جائے اور جس آدمی کو دو کلو کی ضرورت ہے وہ کوشش کرے کہ میں بیس کلو خرید لوں اور اس سے shortage پیدا ہو۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو import کی بات کی ہے یہ on record ہے کہ آج سے چھ ماہ قبل جنوری فروری میں میٹنگ ہوئی تھی اس وقت وزیر اعلیٰ پنجاب نے وفاقی حکومت سے یہ request کی تھی کہ پچھلے سال چینی کا بحران پیدا ہوا تھا اس لئے آپ ضرورت سے بڑھ کر چینی import کریں تاکہ ذخیرہ اندوزوں کو یہ جرأت نہ ہو سکے کہ وہ اس سے متعلق مہنگائی کر سکیں۔غالباً آج سے تین دن پہلے بھی ایک میٹنگ ہوئی تھی اور میں اس میں موجود تھا وہاں اس پورے issue پر threadbare غور کیا گیا تھا اور میں قائد حزب اختلاف اور اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مسئلے پر حکومت کی پوری نظر ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ کسی قسم کی shortage پیدا نہیں ہونے دی جائے گی۔ اس کے علاوہ دالیں بھی import کی جا رہی ہیں اور رمضان کے موقع پر ہم لوگوں کو considerable

relief دے رہے ہیں جس میں انہیں سبسڈی کی صورت میں سستی دالیں، آٹا اور چینی فراہم کی جائے گی اور وہ لوگ یہاں پر مہنگائی پیدا کرنا چاہتے ہیں انہیں قطعی طور پر اس بات کا موقع نہیں دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو افغان ٹرانزٹ ٹریڈ کے حوالے سے بات کی ہے اس وقت اس سلسلے میں یہ صورت ہے کہ وفاقی حکومت نے categorically یہ کہا ہے کہ فی الحال اس معاہدے کی کوئی حیثیت نہیں ہے جب تک کہ اسے کیبنٹ سے منظور نہ کروایا جائے۔ میں نے اس کی کاپی لینے کی کوشش کی ہے شاید آج مل جائے اگر وہ کاپی مل جاتی ہے تو قائد حزب اختلاف بیٹھ جائیں اور اگر معزز ایوان کل کا کوئی ٹائم رکھ کر اس پر بحث کرنا چاہے تو اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم Call Attention Notices لیتے ہیں۔ پہلا Call Attention Notice نمبر 486 جناب خالد جاوید اصغر گھرال صاحب کی طرف سے ہے۔ گھرال صاحب تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ چودھری صاحب! اس کا کیا کریں؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! On his behalf take up کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں ہو سکتا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جی، اسے dispose of فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ Call Attention Notice dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس قائد حزب اختلاف چودھری ظہیر الدین خان صاحب کی طرف سے ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! Call Attention Notice نمبر 491 ہے۔

لاہور، گڑھی شاہو اور شاہدرہ میں انٹرنیٹ کیفے میں دھماکوں کی تفصیلات

چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایک مؤقر روزنامہ مورخہ 2010-7-18 کی خبر کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں گڑھی شاہو اور شاہدرہ میں انٹرنیٹ کیفے میں ٹائم ڈیوائس دھماکوں سے خاتون سمیت آٹھ افراد شدید زخمی ہو گئے ؟کیفے میں درجنوں کمپیوٹر تباہ ہو گئے ، قریبی دکانوں اور گھروں کے شیشے ٹوٹ گئے ، علاقے کے لوگ چیخ وپکار کرتے ہوئے دکانیں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دھماکوں کے متعلق حکومت کو پیشگی اطلاع تھی مگر اس کے باوجود مناسب انتظامات نہ کئے گئے ؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ملزمان کو گرفتار کر کے ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے نیز جو پولیس افسر / اہلکار غفلت کے مرتکب ہوئے ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کا جواب عرض کرتا ہوں۔

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 17-07-2010 بوقت تقریباً 4-00 بجے دن بیگم کوٹ نوید خان کے نیٹ کیفے میں کم طاقت کا دھماکا ہوا تھا جس سے نیٹ کیفے کا مالک نوید خان، عتیق الرحمٰن اور حیدر علی زخمی ہو گئے اور نزدیکی دکانوں کے شیشے بھی ٹوٹ گئے جس پر مقدمہ نمبر 1137 مورخہ 17-07-2010 بجرم 427/324ت پ Explosive Act ¾ 7-ATA تھانہ شاہدرہ لاہور درج رجسٹر ہوا ہے۔ موقع سے قبضہ میں لیا گیا مواد اور CPU وغیرہ لیبارٹری بھجوائے گئے ہیں جس کا نتیجہ موصول ہونے سے پہلے یہ کہنا قبل از وقت ہو گا کہ یہ time device تھی۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ حکومت یا پولیس کو اس وقوعہ کے بارے میں کوئی پیشگی اطلاع تھی۔

(ج) قبل ازیں اقبال ٹاؤن، لاہور میں کم طاقت کے جو دھماکے ہوئے تھے وہ trace ہو چکے ہیں اور اسی سے آگے ایسی اطلاعات ملی ہیں کہ جن پر ہم کام کر رہے ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ یہ واقعات بھی trace ہو جائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ "یہ کہنا قبل از وقت ہے کہ یہ time device تھی"۔ آج اس واقعے کو چار پانچ روز گزر چکے ہیں، یہ decide

کرنے میں کتنا عرصہ لگے گا کہ آیا یہ time device ہے یا نہیں،اس وقت اگر یہ قبل از وقت ہے تو وہ وقت کب آئے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! prima facie تو یہ time device ہی لگتی ہے لیکن لیبارٹری کی رپورٹ موصول ہونے کے بعد ہی یہ بات قطعی طور پر confirm کی جا سکتی ہے۔صرف لیبارٹری رپورٹ کا انتظار ہے جو کہ ایک آدھ دن میں موصول ہو جائے گی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میرا اس پر مزید تو کوئی ضمنی سوال نہیں ہے لیکن آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ داتا دربار کے بارے میں ایک دو چیزیں pending ہیں۔اس دن ہمارا Call Attention Notice غیر معمولی حالات کی نذر ہو گیا تھا۔اگر وزیر قانون صاحب مناسب سمجھیں تو اس حوالے سے تفصیلات سے متعلق ہاؤس کو آگاہ فرما دیں۔جب وزیر قانون صاحب کو اس بارے میں پوری اطلاعات موصول ہو جائیں گی،حکومت properly inform کر سکے گی تو اس وقت وزیر قانون صاحب اگر مناسب سمجھیں تو اس بابت ہاؤس کو آگاہ فرما دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں اب تک جو بھی investigation progress ہوئی ہے اس کے وہ حصے کہ جن کو publish کرنا investigation کے عمل کو آگے بڑھانے میں حائل نہیں ہو سکتا میں اسے معزز ہاؤس کے ساتھ share کرنے کے لئے تیار ہوں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک دن اس معاملے پر پوری طرح سے بحث ہونی چاہئے کیونکہ یہ معاملہ اس معزز ایوان کے نوٹس میں لینے کا ہے۔یہ کیا وجہ ہے کہ جب سندھ میں target killing ہو اور وہاں کا آئی جی پولیس خود یہ کہے کہ پولیس target killing کو روکنے میں ناکام ہوئی ہے تو پھر بھی کوئی یہ نہیں کہتا کہ سندھ حکومت ناکام ہو گئی ہے،پھر بھی کسی کے استعفیٰ کا مطالبہ نہیں کیا جاتا۔اگر سرحد میں آئے روز دھماکے ہوں اور جو ہوتے رہے ہیں تو ہر وقت ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا جاتا رہا ہے لیکن پنجاب میں جب بھی کوئی incident ہوتا ہے تو سب سے پہلے بات یہ کی جاتی ہے کہ دہشت گرد کامیاب ہو گئے،اس کے بعد بات کی جاتی ہے کہ پولیس ناکام ہو گئی اور اس کے بعد بات کی جاتی ہے کہ حکومت fail ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! یہ دہشتگردی کے خلاف جنگ صرف پنجاب کی ہے،صرف پنجاب حکومت کی ہے اور نہ صرف پنجاب پولیس کی ہے بلکہ یہ پوری قوم کی ہے۔کبھی forces نہیں جیتا کرتیں ،ہمیشہ

قومیں جیتا کرتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں نہ صرف اس معزز ایوان کی بلکہ پورے پنجاب کے عوام اور پورے پاکستان کے عوام کی backing کی ضرورت ہے۔We are committed ہم اس جنگ کو لڑنے کا حوصلہ اور عزم رکھتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس میں کامیاب ہوں گے کیونکہ اس میں ناکامی کا کوئی option ہے ہی نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ دوسرے segments of the society کی طرف سے حوصلہ افزائی اس جنگ کو جلد سر کرنے میں یا اس کو ناکام بنانے میں معاون ثابت ہو گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ارکان اسمبلی کی طرف سے کل گیارہ درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد رفیق، ممبر صوبائی اسمبلی پی پی۔90 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Sir, I have been invited by the National Convener, General Secretary BBPPF Pakistan Chapter on behalf of Tri-national Committee of Bangladesh, Bharat and Pakistan People's Forum to attend the Tri-national Conference to be held in Dhaka from 20th February 2010- to 25th February 2010."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری مونس الٰہی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری مونس الٰہی، ممبر صوبائی اسمبلی پی پی۔110 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

"It is submitted that the Punjab Assembly Session was held from 20th January 2010 to 23rd February 2010 and I could not attend the said session because I was busy in these days. It is therefore requested that leave may be granted."

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! دیکھیں، بات سنیں۔ بات یہ ہے کہ وہ تو کبھی آئے ہی نہیں۔ وہ تو کبھی تشریف لائے ہی نہیں تو پھر ان کی رخصت کیسے منظور کر لی جائے؟ یہ چھٹی منظور نہیں ہونی چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! دیکھیں، ہاؤس میں دو سو ممبر تشریف نہیں لاتے، وزیر اعلیٰ ہاؤس میں دو سال تک نہیں آئے۔ اس رخصت کے معاملے کو politicize نہ کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر وزیر اعلیٰ دو سال نہیں آئے تو انہوں نے چھٹی کی درخواست بھی نہیں دی۔ چودھری مونس الٰہی بھی اپنی غیر حاضری لگوائیں اور اس کے بعد پھر ہاؤس میں آنا شروع کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ان کے اپنے وزیر اعلیٰ ہاؤس میں کتنی دفعہ آئے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ اس پر ہاؤس کی sense لے لیں۔ وہ آدمی یہاں پر صرف اس وقت آتا ہے جب موقع پر کھڑے ہو کر ان سے کوئی نہ کوئی کام کروانا ہوتا ہے، ورنہ وہ آتا ہی نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب سے ایک گزارش کروں گا، میں اکثر ان سے یہ گزارش کرتا رہتا ہوں کہ ہم طنز سے تھوڑا سا ہٹ کر بات کیا کریں۔ ایک ممبر کے لئے "آتا ہے، جاتا ہے" کے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ یہ کہا جائے کہ ایک معزز ممبر آتے ہیں، وہ تشریف لاتے ہیں یعنی ہاؤس میں اگر ایک مہذب طریقے سے بات کی جائے تو بہتر ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسا کہ محسن لغاری صاحب نے نوٹ کیا ہے، اگر الفاظ میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو میں اس کو درست کر لیتا ہوں تو میں بالکل یہ کہتا ہوں کہ چودھری مونس الٰہی صاحب جو کہ اس ہاؤس کے ایک معزز ممبر ہیں وہ تشریف لاتے نہیں ہیں۔ کبھی کبھی تو وہ تشریف لایا کریں، کسی کارروائی میں وہ حصہ لیں۔ جب وہ بالکل تشریف ہی نہیں لاتے تو پھر ان کو چھٹی لینے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر یہ یقین دہانی کروائیں کہ آئندہ وہ اپنے آپ کو regular کریں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ورنہ پھر ہاؤس کی sense لے لیں اور ہاؤس کی sense تو یہ ہے کہ ان کی چھٹی منظور نہ کی جائے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ غیر ضروری گفتگو کی گئی ہے۔ ہم اسمبلی کو اس طرح سے نہیں چلنے دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کیسے اس کو روک سکیں گے، چلنے نہیں دیں گے یہ آپ کیا بات کر رہی ہیں؟ آپ مجھے threat نہ کریں۔ No, this is no way. آپ بیٹھیں۔ ان کا مائیک بند کریں۔ آپ جان بوجھ کر خرابی پیدا کر رہی ہیں۔ بات کرنے کا یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف یا محسن لغاری صاحب اس بارے میں اگر Chair یا House سے request کریں تو اس کو تسلیم کیا جا سکتا ہے اگر انہوں نے اس رویے سے چھٹی منظور کروانی ہے تو یہ بالکل نہیں ہو گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہماری بھی اتنی ہی اہمیت ہے، لغاری صاحب کا استحقاق ہم سے زیادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کرتی ہیں، آپ کس point پر بول رہی ہیں؟ آپ خاموش ہو جائیں اور Leader of the Opposition کو بولنے دیں۔ چودھری صاحب! میرے خیال میں اس پر زیادہ بات نہ کی جائے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! جیسے وزیر قانون صاحب نے کہا آپ سے میری request ہو گی کہ جیسے routine میں چھٹیاں منظور ہوتی ہیں اس چھٹی کو بھی منظور کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اس پر بحث نہ کی جائے اور اس چھٹی کو منظور کیا جاتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب عمران اشرف صاحب

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب عمران اشرف صاحب ایم پی اے، پی پی۔123 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ بوجہ فوتیدگی محمد زاہد بھائی پنجاب اسمبلی کے session میں مورخہ 9۔فروری سے 15۔فروری2010 تک حاضر نہیں ہو سکتا۔ براہ کرم ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری شفیق احمد گجر

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب چودھری شفیق احمد گجر ایم پی اے، پی پی۔68 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"With great reverence it is submitted that I am going to Canada on 15th June 2010 in connection with some private affairs. It is, therefore, requested that one month leave may kindly be granted to me for the purpose mentioned above."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب یاسر رضا ملک

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب یاسر رضا ملک ایم پی اے، پی پی۔13 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں یاسر رضا ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب پی پی۔13 راولپنڈی طبیعت انتہائی خراب ہونے کی وجہ سے مورخہ 27-03-2010 بروز ہفتہ Assembly Session میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ رخصت کی درخواست پر غور فرمائیں۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب عمران اشرف صاحب ایم پی اے، پی پی۔123 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میرے سسر صاحب road accident میں شدید زخمی ہو گئے ہیں مجھے emergency میں راولپنڈی جانا پڑا ہے جس کی وجہ سے بروز 27-03-2010 پنجاب اسمبلی کے session میں حاضر نہیں ہو سکتا لہذا رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست بھی جناب عمران اشرف صاحب ایم پی اے، پی پی۔123 کی طرف سے موصول ہوئی ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ بوجہ ناسازی طبیعت آج مورخہ 2010-06-18 پنجاب اسمبلی کے session میں حاضر نہیں ہو سکتا لہذا رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

ملک ظہور انور

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست ملک ظہور انور ایم پی اے، پی پی۔23 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"I am going abroad on 23rd June 2010 on a private visit. Therefore I will not be able to attend the remaining part of the Assembly Session. I may, therefore, be granted leave for the remaining part of the session."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد فیاض

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب محمد فیاض ایم پی اے پی پی۔25 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ نجی مصروفیات کی وجہ سے برطانیہ میں تھا جس کی بناء پر پنجاب اسمبلی کے Session میں مورخہ جون 14 تا 21 حاضر نہیں ہو سکتا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد یار ہراج

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب محمد یار ہراج ایم پی اے، پی پی۔215 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"I am currently pursuing a university course abroad. Therefore, I am unable to attend the current 19th Session and would like to request a leave of absence from the Assembly."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی: اگلی اور آخری درخواست محترمہ فوزیہ بہرام ایم پی اے، ڈبلیو۔333 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ مجھے انتہائی ضروری کام سے چکوال اپنے حلقہ میں جانا پڑ گیا ہے لہذا مجھے 16۔جولائی 2010 سے اس Session سے رخصت دی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(رخصت منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف چلتے ہیں۔ سید محمد رفیع الدین بخاری کی تحریک استحقاق نمبر 26 ہے، یہ تحریک move ہو چکی ہے۔

ایس ایچ او تھانہ صدر لودھراں کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک میں ایک inquiry order کی ہوئی ہے next week تک اس کی رپورٹ آ جائے گی لہذا اس تحریک کو next week تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!آپ نے اپنی تحریک پڑھ بھی لی ہے اس پر بات بھی ہو گئی ہے تو اب انہوں نے inquiry کے لئے time مانگا ہے۔

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر!میں نے یہ تحریک جمعہ کو پڑھی تھی تو وزیر قانون صاحب نے اور آپ نے فرمایا تھا کہ اس تحریک کو منگل تک pending کر دیں۔ میری گزارش ہو گی کہ مہربانی فرما کر اسے Privileges Committee کے سپرد فرمائیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!شاہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ میری تحریک کو Privileges Committee کے سپرد کر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں معاملہ یہ ہے کہ معزز ممبر کا یہ کہنا ہے کہ انہوں نے ٹیلی فون کیا تو اُنہوں نے ٹیلی فون سننے سے انکار کیا تو یہ دوسری تیسری بار ہے کہ بخاری صاحب سے وہاں پر اسی قسم کا معاملہ ہوا ہے تو گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کو پوری طرح سے inquire کیا جائے اور rules بنائے جائیں کہ لوگوں نے کس طرح سے respond کرنا ہے تاکہ اگر کہیں پر rules کی violation ہو تو پھر سبھی جگہ پر ان کے خلاف ایک جیسا action ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ایک ہفتہ کوئی زیادہ time نہیں ہے اس میں یہ چیز conclude ہو جائے گی۔

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔وہ آ گئے جن کا انتظار تھا۔جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر! میرا ایک مسئلہ ہے جو میں نے وزیر اعلیٰ کے بھی گوش گزار کیا تھا اور اس حوالے سے وزیر صاحب سے بھی بات ہوئی تھی۔ ہمارے ضلع میں 2005 سے آج تک sugar cess کے پیسوں سے کوئی سڑک نہیں بن سکی۔ پہلے ہمارا ضلع جھنگ تھا اب چنیوٹ ہمارا ضلع بن گیا ہے، ہمارے sugar cess کے تمام پیسے جھنگ میں پڑے ہیں یا ادھر Finance Department میں پڑے ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب اور وزیر خوراک صاحب بھی موجود ہیں انہیں کہیں کہ انہیں بلا لیں اگر ہمارے پیسے ہیں تو release کر دیئے جائیں۔

جناب سپیکر:Minister for Food موجود نہیں ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!وزیر خزانہ ایوان میں بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر:کل وزیر خوراک کے سوالات ہیں، وہ ادھر تشریف لے آئیں گے تو ان سے آپ کی بات ضرور کریں گے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!اگر آپ حکم دے دیں کہ کل وہ اپنے سیکرٹری کو بھی بلا لیں اور یہاں میرا مسئلہ حل کروا دیں کیونکہ ان حالیہ بارشوں میں تمام سڑکیں ٹوٹ چکی ہیں اور حادثات کا بڑا خطرہ ہے۔ وہاں تباہی ہوئی پڑی ہے اگر آپ حکم دے کر کل کین کمشنر، سیکرٹری خوراک اور سیکرٹری خزانہ کو بلا لیں۔

جناب سپیکر:ان کو منسٹر صاحب بُلا لیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!آپ حکم دے دیں گے تو وہ آ جائیں گے۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!آپ ان کو کل بُلا لیں۔

محترمہ ساجدہ میر:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!حضرت شہباز قلندر کا 28۔جولائی کو عرس ہے اور ٹرین بند کی جا رہی ہے۔ اس طرح پنجاب کے زائرین کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ میری درخواست ہے کہ عرس کے موقع پر جو ٹرین حکومت پاکستان نے بند کی ہے اس سے زائرین کی دل شکنی ہو گی جو بڑے جوش و خروش سے سیہون شریف عرس کے موقع پر جاتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس ٹرین کو چلایا جائے تاکہ پنجاب سے جانے والے زائرین عرس میں شرکت کر سکیں۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے حکومت پاکستان نے کئی

ٹرینیں تو بند کیں کہ انجن نہیں ہیں اور خسارے میں جا رہی ہیں وہ تو ٹھیک ہے لیکن جو زائرین کے لئے سپیشل ٹرین چلتی ہے اسے تو ضرور چلایا جائے۔

جناب سپیکر: کائرہ صاحب! آپ اس بارے میں وفاقی حکومت سے بات کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں آج ریلوے منسٹر صاحب سے بات کرتا ہوں اور ان سے کہوں گا کہ جو مسئلہ معزز ممبر صاحبہ کا ہے اسے حل کروایا جائے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں بھی کائرہ صاحب سے آپ کی وساطت سے پنجاب کی مالی حالت کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں کیونکہ اخباری رپورٹیں یہ کہہ رہی ہیں کہ ہماری financial position بڑی کمزور ہے۔ ہم لوگ اس وقت تنخواہیں دینے کے لئے بھی تنگ ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے اب یہ کام شروع کر دیا ہے اور تحاریک استحقاق کا وقت چل رہا ہے۔ اب آپ کی مرضی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ مجھے بعد میں پانچ منٹ دے دیجئے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر خالد امتیاز بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

ڈاکٹر خالد امتیاز بلوچ: جناب سپیکر! میں ایوان کے سامنے کہنا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ پی پی۔69 ہے، حالیہ بارشوں کی وجہ سے میرا پورے کا پورا حلقہ ڈوب گیا ہے جس میں میرا اپنا گھر بھی شامل ہے، موقع پر دیکھا جائے تو راناثناء اللہ صاحب کے ساتھ والا میرا حلقہ ہے۔ وہاں پر اتنی سخت زیادتی ہو رہی ہے کہ لوگ ٹیلیفون پر ٹیلیفون کر رہے ہیں۔ میرا بائی پاس ہوا ہوا ہے مجھے کچھ ہو گیا تو آپ ذمہ دار ہوں گے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! ان کا کچھ کروائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! فیصل آباد اور لاہور کی لوکل انتظامیہ اس سلسلے میں پوری طرح سے vigilant ہے لیکن ہوا یہ ہے کہ پورے season کی بارشیں ان تین دنوں

میں ہو گئی ہیں اور بہت زیادہ بارشیں ہوئی ہیں جن کی وجہ سے مشکلات آ رہی ہیں لیکن انشاء اللہ تعالیٰ ایک دو دن میں یہ معاملہ clear ہو جائے گا بلکہ آج ہی شام تک clear ہو جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے رانا صاحب کے notice میں ایک بات لاؤں گا جو ہلکی پھلکی سی ہے۔ آج صبح مجھے SMS کے ذریعے ایک message آیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مہربانی کر کے اسمبلی کے اندر یہ issue اٹھائیں کہ سستی روٹی کے بعد سستی کشتی سکیم بھی شروع کریں جس میں لوگ سفر کر سکیں کیونکہ ایمسٹرڈیم کی طرح یہ شہر بھی نہروں کا شہر بن گیا ہے۔

جناب سپیکر: اس کا انتظام ڈیرہ غازی خان میں ضرور کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ اگر سستی روٹی کے بعد کسی اور چیز کو بھی سستا کرنا پڑا تو کریں گے ویسے SMS کے ذریعے messages سب کو موصول ہوتے ہیں مجھے بھی موصول ہوتے ہیں اگر ان کا میں نے یہاں پر ذکر کر دیا تو وہ آپ کو بہت ناگوار گزرے گا۔

جناب سپیکر: جی، مخدوم ارتضیٰ صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! یہاں آج لاء منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ میں نے پچھلے دنوں آپ کے چیمبر میں آپ کی توجہ ایک چھوٹے سے issue پر دلائی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس پر پہلے discuss کر لیں کہیں اس پر کوئی تحریک استحقاق ہی نہ آ جائے۔ وہ جی او آر میں داخلے کا معاملہ ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے دہرا دوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ بات یہاں کرنے کی نہیں ہے۔ میرے خیال میں ہم علیحدہ بیٹھ کر بات کر لیں گے۔ رانا صاحب! آپ نے ان کی بات سننی ہے اور پھر اس پر عمل کروانا ہے۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! اسے ہاؤس میں لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ یہ اچھا نہیں لگے گا۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! کیوں اچھا نہیں لگے گا، یہ فیصلہ ان سے کرا لیں کہ یہ بات اچھی ہے یا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بات سمجھ گئے ہیں۔

مخدم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! ان کا مسئلہ حل کروانا ضروری ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں اور پہلی تحریک التوائے کار نمبر 519/10 محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ!

محکمانہ مانیٹرنگ اور ضلعی و صوبائی ٹاسک فورسز کے باوجود جعلی زرعی ادویات کی فروخت میں اضافہ

محترمہ سیمل کامران: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں بڑے پیمانے پر جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی جارہی ہے۔ محکمانہ مانیٹرنگ اور ضلعی و صوبائی سطح پر ٹاسک فورسز کے قیام کے باوجود بھی مارکیٹ میں جعلی زرعی ادویات کی بھرمار ہے۔ بہت سی کمپنیاں organic tonic اور organic fertilizer کے نام سے مختلف جعلی فرٹیلائزر کسانوں کو فروخت کر رہی ہیں۔ جس سے فی ایکڑ پیداوار بُری طرح سے متاثر ہو رہی ہے اور غیر رجسٹرڈ، ملاوٹ شدہ، جعلی اور زائد المیعاد ادویات کی فروخت کے خلاف ٹھوس کارروائی نہ ہونے کی وجہ سے زراعت تباہی کے دہانے پر آ پہنچی ہے جس سے صوبہ پنجاب کے کسانوں میں شدید بے چینی واضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ آٹھ تحاریک التوائے کار ہیں جن کے notice مجھے آج ہی موصول ہوئے ہیں غالباً یہ کل جمع ہوئی ہوں گی۔ آپ ان سب کو پڑھنے کی اجازت دے دیں اس کے بعد انہیں کل کے لئے pending کر لیں۔

جناب سپیکر: کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): کل تک pending کر دیں کیونکہ Business Advisory Committee میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اگلے اجلاس کے لئے تحاریک التوائے کار کو pending نہیں کیا جائے گا کیونکہ جو اہمیت کے حامل واقعات ہوتے ہیں ان پر تحاریک التوائے کار لائن میں لگ جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 520/10 بھی محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!آپ اس کو پڑھ دیں۔

آفیسر کالونی نمبر3 بیدیاں روڈ لاہور میں سلگ ویل کی تعمیر سے رہائشیوں کو جلدی بیماریاں لاحق ہونے کا خدشہ

محترمہ سیمل کامران: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 20۔جولائی 2010 کے روزنامہ "ایکسپریس" کے مطابق بیدیاں روڈ لاہور پر واقع عسکری آفیسر کالونی نمبر3 کے بالکل ساتھ ایک سلگ ویل کی تعمیر کی جارہی ہے جبکہ انوائرمنٹ ایکٹ کے تحت شہر کے اندر کسی بھی کنسٹرکشن پراجیکٹ کی تعمیر سے پہلے محکمہ تحفظ ماحولیات سے منظوری لینی ضروری ہے مگر اس سلگ ویل کی تعمیر کے لئے محکمہ تحفظ ماحولیات سے کوئی اجازت نہیں لی گئی۔ محکمہ تحفظ ماحولیات کی سروے رپورٹ کے مطابق سلگ ویل کی تعمیر سے کالونی کے رہائشی لوگوں کو شدید فضائی آلودگی اور بدبو کا سامنا کرنا پڑے گا جس کی وجہ سے اہل علاقہ کو مختلف قسم کی سکن کی بیماریاں لاحق ہونے کا اندیشہ ہے۔ محکمہ تحفظ ماحولیات کی ایک ٹیم نے معائنے کے بعد اس سلگ ویل کی تعمیر کو غیر قانونی قرار دے دیا ہے۔تاہم اس سلگ ویل کی تعمیر اب بھی جاری ہے جس سے اہل علاقہ میں شدید بے چینی واضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی کل تک pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 521/10 بھی آپ کی ہے۔آپ اسے بھی پڑھ لیں۔

یونین کونسل نمبر1 وارڈ نمبر2 لاہور میں مناسب صفائی نہ ہونے سے اہل محلہ کو پریشانی کا سامنا

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 20۔ جولائی2010 کی خبر کے مطابق یونین کونسل نمبر1، وارڈ نمبر2 میں چالیس سے زائد سینٹری ورکرز ہونے کے باوجود عملہ صفائی نظر نہیں آتا جس کی وجہ سے پورے علاقے میں جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور متعدد موذی بیماریوں کے پھیلنے کا خطرہ ہے۔ اہل علاقہ کی تمام تر شکایات کے باوجود محکمہ اس جانب توجہ نہیں دے رہا۔ گندگی اور بدبُو کی وجہ سے اہل علاقہ کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے۔ اہل علاقہ کے مطابق چالیس سے زائد سینٹری ورکرز ہونے کے باوجود صرف پندرہ ملازمین سے کام لیا جا رہا ہے اور باقی ملازمین کو سائیڈ پر رکھ کر ان کی ماہانہ تنخواہ خُورد بُرد کی جا رہی ہے اور اس کی وجہ سے اتنے بڑے علاقے میں صفائی کا نظام نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام بالعموم اور اہل علاقہ میں بالخصوص بے چینی و اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر526 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

ڈنگہ (گجرات) میں سیوریج کے پائپ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے کی وجہ سے رہائشیوں میں ہیپاٹائٹس کے مرض میں اضافہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈنگہ (ضلع گجرات) ایک قدیمی شہر ہے۔ اس کی آبادی چالیس پچاس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اس شہر میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے پائپ جو بچھائے گئے ہیں وہ تیس پینتیس سال پرانے ہیں اور یہ جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں۔ سیوریج کا گندہ پانی گلیوں اور روڈ پر جگہ جگہ کھڑا ہوا ہے۔ واٹر سپلائی کے ٹوٹے ہوئے پائپ میں سیوریج کا گندہ پانی mix ہو کر شہریوں کو فراہم کیا جا رہا ہے۔ ایکسیئن پبلک ہیلتھ انجینئرنگ گجرات نے اس پانی کا ٹیسٹ کروایا تھا۔ اس کی رپورٹ کے مطابق یہ پانی انتہائی مضر صحت ہے

جواس شہر کے باسیوں کو پینے کے لئے فراہم کیا جارہا ہے۔اس شہر کے 60/70 فیصد افراد مختلف قسم کے موذی امراض میں یہ مضر صحت پانی پینے کی وجہ سے مبتلا ہو چکے ہیں۔میو ہسپتال لاہور میں داخل ہونے والے مریضوں میں سب سے زیادہ مریض ہیپاٹائٹس کے امراض کی اکثریت ہوتی ہے جو مضر صحت پانی پینے کی وجہ سے اس موذی مرض میں مبتلا ہوئے ہیں۔اگر اس شہر میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے نظام کو درست نہ کیا گیا تو ہو سکتا ہے کہ اس شہر کی مزید آبادی مختلف قسم کے موذی امراض میں مبتلا ہو جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کو بھی کل کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اس کی کاپی ادھر لاء منسٹر صاحب کو بھی دے دیں۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 527 محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی ہے۔

صوبہ میں سیکنڈری سکول ٹیچر کے لئے اعلان کردہ پیکج کے مطابق لاہور کے ایس ایس ٹی ٹیچرز کو ترقی نہ دینا

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ 2007 میں صوبہ پنجاب میں تعینات سیکنڈری سکول ٹیچر (ایس ایس ٹی) کی ترقی کے لئے ایک پیکج کا اعلان کیا گیا تھا۔اس پیکج کے مطابق ایس ایس ٹیز کے لئے تین درجاتی فارمولے کے تحت ہر 100 سیٹوں کے لئے 15,35,50 کی شرح سے 16,17,18 سکیل دیئے جانے تھے۔ایس ایس ٹیز کے اس پیکج پر تمام اضلاع میں ایس ایس ٹیز کی سنیارٹی لسٹ کے مطابق ترقی دینے کے لئے meetings ہوئیں باقی تقریباً تمام اضلاع میں ایس ایس ٹی کی سنیارٹی لسٹ کے مطابق ترقی دینے کے لئے پہلی میٹنگ کے بعد دوسری یا تیسری یا ضرورت کے مطابق مزید meetings ہوتی رہیں اور ایس ایس ٹیز ترقی پاتے رہے لیکن لاہور جو ایک کروڑ کی آبادی کا شہر ہے اور یہاں کئی ہزار اساتذہ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان اساتذہ میں ہزاروں کی تعداد میں ایس ایس ٹیز بھی ہیں جنہیں 2007 میں پیکج تو دیا گیا اور پہلی میٹنگ مورخہ 05-07-2008 کو منعقد ہونے کے بعد آج تک دوسری میٹنگ نہیں کرائی گئی اور اس میٹنگ کو نہ کرانے میں چند افسران براہ راست ملوث ہیں جو موجودہ حکومت کے لئے بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔اس ساری صورتحال میں صوبہ پنجاب کی پوری اساتذہ برادری میں عمومی طور پر اور لاہور

میں تعینات ایس ایس ٹیز میں خصوصی طور پر انتہائی اضطراب، بے چینی اور غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اسے بھی کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر528 جناب اعجاز احمد خان صاحب کی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر525 آنی ہے۔

جناب سپیکر: جب وہ آئے گی پھر بات کریں گے۔ میرے خیال میں اس کو pending کر دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! وہ غلطی سے skip ہو گئی تھی اسے پیش کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، کون سی والی تحریک ہے؟

محترمہ سیمل کامران: تحریک التوائے کار نمبر525 ہے۔

جناب سپیکر: جی، اسے check کرتے ہیں اگر ٹائم ہوا تو لیں گے۔ جی، اعجاز احمد خان صاحب!

جناح ہسپتال لاہور کے ہاؤس آفیسر ڈاکٹر علی عبداللہ کا اغواء

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 12۔ جولائی2010 کے ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق جناح ہسپتال لاہور کے ہاؤس آفیسر ڈاکٹر علی عبداللہ ہسپتال سے گھر جاتے ہوئے لاپتا ہو گئے اس کے لاپتا و اغواء کا مقدمہ تھانہ گارڈن ٹاؤن لاہور میں بذریعہ ایف آئی آر نمبر484/10 درج ہوا ہے۔ باوثوق ذرائع سے یہ بات علم میں آئی ہے کہ اس کے لاپتا ہونے میں ایک ایجنسی ملوث ہے۔ اس ایجنسی نے ان کو پکڑنے/گرفتار کرنے سے قبل متعلقہ تھانہ، متعلقہ ڈی ایس پی یا دیگر کسی بھی پنجاب پولیس کے متعلقہ آفیسر کو مطلع نہ کیا ہے۔ اس طرح کسی بھی فرد کو گرفتار/پکڑا نہیں جا سکتا۔ اس بلا جواز گرفتار اور پکڑنے پر عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر529 میاں محمد رفیق صاحب کی ہے۔ماشاءاللہ۔جی، میاں صاحب!اس کو پڑھیں۔

صوبہ میں نہری بنگلے اور ملحقہ اراضی جو کسانوں کے لئے فائدہ مند تھی کو اونے پونے داموں فروخت کرنے سے متعلقہ کاشتکاروں کو پریشانی کا سامنا

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!آپ کا بے حد شکریہ۔میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ Punjab Privatization Board نے صوبہ بھر کے اربوں روپے مالیت کے نہری بنگلوں بمعہ ملحقہ اراضی جو قومی اثاثہ ہیں کو اونے پونے داموں بذریعہ نیلامی فروخت کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔اخبارات میں اشتہارات بھی شائع کروائے تھے۔ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے کاشتکاروں کی بروقت مداخلت سے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں متذکرہ گیارہ بنگلے بمعہ ملحقہ اراضی فروخت نہ ہو پائے ہیں۔سینکڑوں کاشتکاروں نے میرے سمیت مورخہ 19۔مئی2010 کو پریس کلب ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک بھرپور پریس کانفرس میں متذکرہ بنگلوں بمعہ ملحقہ اراضی کی فروخت/نیلامی پر شدید احتجاج کیا تھا نیز انگریز سرکار کے vision پر روشنی ڈالتے ہوئے مؤقف اختیار کیا تھا کہ 112 سال پہلے 1888 میں انگریز سرکار نے ان متذکرہ بنگلوں کو کاشتکاروں اور عوام الناس کی سہولت کے لئے تعمیر کروایا تھا اور محکمہ آبپاشی کو منتقل کر دیا تھا جو اب پبلک پراپرٹی بن چکی ہے۔افسران وقت کو پابند کیا گیا تھا کہ وہ متذکرہ بنگلوں میں tour programme رکھیں گے جس کے لئے دنوں اور شب باشی کی تعداد مقرر ہوتی تھی۔کھلی کچہری لگانے، کاشتکاروں اور عوام الناس کے مسائل ان کی دہلیز پر حل کرنے کے لئے بھی پابند کیا گیا تھا۔A.C/D.C اور S.P level کے افسران کے علاوہ محکمہ آبپاشی کے افسران بالا بھی اسی پابندی کے پابند تھے۔اچھی،بہتر اور محفوظ آبپاشی اور زیادہ پیداوار کے لئے مشاورتی اور معائنہ دورے رکھنے کے پابند تھے۔علاوہ ازیں محکمہ آبپاشی کا ایک مکمل یونٹ بھی متذکرہ بنگلوں میں قائم کیا گیا تھا جن کے دفاتر اور رہائشی کالونیاں بھی تعمیر کی گئی تھیں۔اس یونٹ میں محکمہ آبپاشی کا SDO اور اس کا عملہ، ضلع دار اور اس کا عملہ، Overseer اور اس کا عملہ، گیج ریڈر، تار بابو و دیگر اہلکار/ملازمین شامل تھے۔اس یونٹ کو متذکرہ بنگلوں میں اپنے اپنے دفاتر اور رہائشوں میں رہائش کے لئے پابند رکھا گیا تھا جو good governance کی ایک عمدہ مثال تھی۔پاکستان بننے کے کافی عرصہ بعد تک اس setup کے مطابق عمل

ہوتا رہا۔ جب حکومتی گرفت کمزور ہوئی تو متذکرہ افسران جن میں A.C/D.C/S.P نے فرضی tour programme اپنے اپنے دفاتر میں محدود کر لئے جبکہ S.D.O، ضلع دار اور Overseers اپنے اپنے آبائی گھروں یا شہروں میں منتقل ہو گئے جس کی وجہ سے کاشتکاروں اور عوام الناس کو شدید نقصان پہنچا۔ رشوت بڑھ گئی، جائز اور ناجائز کاموں کی تمیز ختم ہو گئی۔ دوسری طرف متذکرہ بنگلوں کی عمارات کو رہائش اور مرمت نہ ہونے کی وجہ سے کہیں جزوی اور کہیں شدید نقصان پہنچا ہے جبکہ اکثر بنگلے صحیح حالت میں بھی موجود ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ بھارت میں ابھی تک اسی تاریخی ماڈل پر عمل ہو رہا ہے بلکہ انہوں نے متذکرہ بنگلوں میں افسران و عملہ کے رہائشی دفاتر و رہائشی کالونیوں کے علاوہ کاشتکاروں کی سہولت کے لئے کئی دیگر اضافے بھی کئے ہیں۔ بھارت کے متذکرہ ماڈل کو کامیابی سے چلتے ہوئے دیکھ کر متذکرہ پریس کانفرس میں سینکڑوں کاشتکاروں نے قرارداد پاس کی ہے کہ ہمارا آج کا اور مستقبل کا وژن یہ ہے کہ متذکرہ بنگلوں میں سابقہ انگریز سرکار کے ماڈل پر عملدرآمد کروایا جائے۔ محکمہ انہار کے افسران کو پابند کیا جائے کہ متذکرہ بنگلوں میں اپنے دفاتر میں موجود رہیں اور اپنی اپنی رہائشوں میں قیام رکھیں۔ AC/DC/DPO لیول کے افسران کو بھی پابند کیا جائے کہ وہ اپنے دفاتر میں فرضی tour programme رکھنے کی بجائے متذکرہ بنگلوں میں انگریز سرکار کے دیئے ہوئے ماڈل کے مطابق tour programme کے ساتھ شب باشی بھی رکھیں، کھلی کچہریاں لگائیں، کاشتکار اور عوام الناس کے مسائل سنیں اور ان کے مسائل کو موقع پر ہی حل کریں۔ نیز متذکرہ بنگلوں میں کمیونٹی سنٹرز تعمیر کئے جائیں، ایوان زراعت قائم کئے جائیں، زراعت افسر کا دفتر اور رہائش بھی تعمیر کی جائے اور اس کو متذکرہ یونٹ کا حصہ بنایا جائے جس کے ساتھ ایک ریسرچ سنٹر بھی قائم کیا جائے۔ کاشتکاروں کی سہولت کے لئے گندم اور کھادوں کے گودام بھی تعمیر کئے جائیں۔ متذکرہ انگریز سرکار کے تاریخی ماڈل جس کی آج آثار قدیمہ کی حیثیت ہے، پر عمل کر کے ہم غذائی خود کفالت جس میں پیداوار گندم، چاول، چینی، سبزیاں، پھل، دالیں حاصل کر سکتے ہیں۔ Punjab Privatization Board کے متذکرہ بنگلوں کی فروخت/نیلامی کے پروگرام پر کاشتکاروں میں تشویش اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ کل کلاں آنے والے وقتوں میں کسی بھی حکومت کا وژن متذکرہ بنگلوں کی افادیت کو محسوس کرے اور دوبارہ اس ماڈل کو اختیار کرنے کی سوچ پیدا ہو تو فروخت کئے جانے کے بعد متذکرہ بنگلے بمعہ ملحقہ اراضی کب اور کیسے حاصل ہو گی، یہ لمحہ فکریہ ہے؟ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں میری طرف سے بھی اور اس تمام ہاؤس کی طرف سے بھی آپ کا بہت شکریہ کہ ماشاء اللہ آپ نے بہت اچھا thesis لکھا ہے لہذا کل کے لئے اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر525 ہے۔

لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کی تعداد کے لحاظ سے وینٹی لیٹرز ناکافی ہونے سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 8۔ جولائی 2010 کی خبر کے مطابق لاہور ایک کروڑ کی آبادی والے شہر کے 5 سرکاری ہسپتالوں میں 136 وینٹی لیٹرز ہیں جو 28 میو ہسپتال، 29 جناح ہسپتال، 22 سروسز ہسپتال، 16 گنگا رام ہسپتال اور 24 جنرل ہسپتال میں وارڈوں آئی سی یو میں داخل اور ایمرجنسیوں میں آنے والے ہزاروں مریضوں کے لئے ناکافی ہیں۔ روزانہ درجنوں مریضوں کے لواحقین ایسے ہیں جو اپنے مریضوں کو بچانے کے لئے وینٹی لیٹرز ایک سے دوسرے ہسپتال میں ڈھونڈتے رہتے ہیں مگر مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر کسی ہسپتال میں بھی وینٹی لیٹرز خالی نہیں ہوتے، وینٹی لیٹرز زیادہ تر مریض کے مرنے کے بعد ہی خالی ہوتے ہیں۔ وینٹی لیٹرز کی خالی ہونے سے پہلے ہی booking ہو جاتی ہے اور بعض اوقات تو وینٹی لیٹرز نہ ہونے کی وجہ سے ایک سے دوسرے ہسپتال میں شفٹ ہو جاتے ہیں۔ سرکاری ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز کی فیس نہیں ہوتی جبکہ اس کے مقابلے میں پرائیویٹ سیکٹر والے ایک دن کے وینٹی لیٹرز کے چارجز 10 سے 20 ہزار روپے روزانہ کے حساب سے وصول کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ چلڈرن ہسپتال جو بچوں کے لئے مخصوص ہے وہاں پر بچوں کے لئے 40 وینٹی لیٹرز موجود ہیں مگر اس کے باوجود بے شمار بچے جن کو وینٹی لیٹرز کی ضرورت ہوتی ہے وہ انتظار میں ہوتے ہیں۔ پی ایم اے نے مطالبہ کیا ہے کہ وینٹی لیٹرز جو انسان کی زندگی بچانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے اس کی کمی کو حکومت نظر انداز کر رہی ہے۔ وینٹی لیٹرز کی کمی کو اولین ترجیحی بنیادوں پر پورا کیا جائے تاکہ وہ غریب مریض جو وینٹی لیٹرز نہ ہونے کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں وہ بچ جائیں کیونکہ

غریب آدمی پرائیویٹ سیکٹر میں وینٹی لیٹرز کے چار جز afford نہیں کر سکتا۔ کوٹ خواجہ سعید میں 6 وینٹی لیٹرز موجود ہیں مگر وہاں پر مریض زیادہ نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہاں پر وینٹی لیٹرز فری ہوتے ہیں۔ ڈاکٹروں کے مطابق سوسائٹی میں سگریٹ نوشی میں اضافہ اور ماحول میں آلودگی کی وجہ سے سانس کی تکلیف بڑھتی جارہی ہے اور مریضوں کی اکثریت کو سانس کی تکلیف میں ہونے کی وجہ سے وینٹی لیٹرز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے کل کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار رانا تنویر ناصر صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں تو اسے بھی کل کے لئے رکھ لیتے ہیں اور وہ کل آکر پڑھ لیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی انہی کی ہے جسے pending کر لیتے ہیں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ محسن لغاری صاحب صوبہ کی مالی حالت کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں تو اب وزیر خزانہ صاحب بھی ایوان میں تشریف رکھتے ہیں تو فرمائیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

صوبہ 27 بلین کا مقروض ہونے سے حکومت کو ملازمین کو تنخواہیں دینے میں دشواری اور مزید مشکلات بڑھنے کا خدشہ

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے پوچھنا ہے کہ ایک اخبار کی رپورٹ ہے کہ The Government has exhausted its 27 Billion overdraft facility سٹیٹ بنک سے اور تنخواہیں دینے کے لئے حکومت نے autonomous body کے پیسے اپنے پاس لے لئے ہیں اور مزید کہا گیا ہے کہ 17۔ جولائی کو این ایف سی ایوارڈ کی 20 بلین کی نئی قسط آنی تھی۔ اخباری رپورٹ پڑھ کر صوبہ کے مالی حالات کے بارے میں تھوڑا سا پریشان ہوا تو میں نے کہا کہ میں اپنی پریشانی اس ایوان کے اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ share کروں تو وزیر خزانہ صاحب مجھے یہ confidence دیں کہ نہیں، نہیں صوبہ میں کوئی مالی مشکلات نہیں ہیں اور everything is under control ان کی assurance چاہئے ہو گی کہ یہ مجھے اور باقی لوگوں کو مطمئن کر دیں کیونکہ اس خبر کے مطابق تو payments وغیرہ روک دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر!میں گالف کھیلنے کے لئے گیا تو وہاں میرے ساتھ گالف کھیلنے والے نے چونکہ حکومت کو کافی چیزیں supply کی ہوئی ہیں تو اس نے مجھے بتایا کہ اس کا چیک bounce ہوا ہے۔داتا دربار کے متاثرین کو ملنے والے چیک بھی cash نہیں ہو رہے تو صوبہ کی مالی حالت کے بارے میں circumstantial evidence کافی خطرناک ہے تو مہربانی کر کے وزیر موصوف اس کی حقیقت ہمیں بتادیں۔

جناب سپیکر:جی، حقیقت کے موتیوں کو واقعات کی لڑیوں میں پرو کر جناب لغاری صاحب اور اس ایوان کی خدمت میں وزیر خزانہ صاحب پیش کریں۔

وزیر خزانہ(جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر!لغاری صاحب نے کہا کہ وہ پنجاب کی financial position پر بہت پریشان ہیں تو میرے خیال میں انہیں پریشان نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اگر position خراب ہو گی تو مجھے پریشان ہونا چاہئے۔ہمارے صوبہ کی مالی position کی overdraft کی limit 27 Billion Rupees ہے۔آج overdraft کی position 22.4 Billion rupees ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

MR. SPEAKER: Very good

وزیر خزانہ(جناب تنویر اشرف کائرہ): پچھلے دس گیارہ مہینوں میں ہماری limit 27 Billion کو کبھی بھی overdraft میں cross نہیں کیا اس لئے ہماری financial position اور financial discipline 27 Billion کے اندر اندر رہی ہے۔انہوں نے صوبہ کی تنخواہوں کے حوالے سے کہا تو کسی اور مالی ادارے سے ہم نے تنخواہوں کے لئے پیسا نہیں لیا بلکہ ہمارے اپنے funds ہیں جن میں سے ہم in time تنخواہیں دیتے ہیں اور یہ خبریں بھی بالکل بے بنیاد ہیں کہ چیک bounce ہو رہے ہیں بلکہ اس مالی سال میں کوئی چیک bounce نہیں ہوا اور تمام ادائیگیاں in time ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر:Very good،اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے، پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: اب دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

(اذان ظہر)

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

1- The Punjab Health Care Bill 2009 (Bill No.31 of 2009)

2- Global Institute Lahore Bill 2010 (Bill No. 18 of 2010).

3- Lahore Leads University Bill 2010 (Bill No. 17 of 2010)

MOTION FOR SUSPENSION OF RULES: Minister for Law has given a notice that requirement of rule 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 and rules ibid for immediate consideration of the Punjab Health Care Bill 2009. Minister for Law!

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I move

> "That the requirements of rules 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 of the rules

for immediate consideration of the Punjab Health Care Bill 2009."

DR SAMIA AMJAD: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: کیا آپ کا oppose کرنے کا ٹائم آ گیا؟ ابھی تو ٹائم نہیں آیا۔

The motion moved is:

"That the requirements of rules 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 of the rules for immediate consideration of the Punjab Health Care Bill 2009."

DR SAMIA AMJAD: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، بل پر بات کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ 20 تاریخ کو متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی نے on the floor of the House ہیلتھ کیئر بل کی تقریباً شام کو سات بجے رپورٹ پیش کی، مگر rules کے مطابق تین دن گزرنے چاہیئں تھے۔ جو رپورٹ پیش کی گئی اور بل کا جو نیا form آیا، ایک تو مجھے اس بات پر بھی فخر ہے کہ اپوزیشن کی بہت بڑی contribution اور محنت کے پیش نظر پرانا ہیلتھ کیئر بل مکمل طور پر ختم کر کے لفظ بلفظ نیا لکھا گیا اور یہاں 20 تاریخ کو پیش کیا گیا۔ اس اپوزیشن کی ایک humble contribution اس ایوان میں عوام کے لئے ہے جس پر ہمیں بہت فخر ہے اور ہمیں بڑی خوشی ہے کہ ہم چند لوگوں نے یہ کام کیا۔ سوال یہ ہے کہ آخر گورنمنٹ کو کیا عجلت ہے کہ three clear days جس میں نیا بل پڑھنے اور نئی amendments بنا کر دینے کے لئے دیا گیا تھا اس کو یہ consider نہیں کرنا چاہتے؟ آخر یہ کس بات سے ڈرتے ہیں کہ 20 تاریخ کو شام سات بجے یہ second reviewing کے لئے floor پر لایا گیا اور 21 تاریخ کو انہوں نے کہا کہ ہم rules relax کر کے اس کو لانا چاہتے ہیں، کل بھی یہ ایجنڈے پر تھا اور آج بھی ایجنڈے پر ہے۔ میں پوچھتی ہوں کہ آخر کیا عجلت ہے؟ میں یہ مانتی ہوں کہ پچھلا بل انگریزوں نے لکھا تھا جو پھاڑ کر پھینک دیا گیا اور یہ بل پاکستان کے ڈاکٹروں نے لکھا ہے جس میں amendments دینا ہمارا حق ہے۔ اس کو shortcut کرنے کے لئے rules کی relaxation کو میں oppose کرتی ہوں اور آپ سے اب بھی درخواست کرتی ہوں

کہ جہاں آپ نے اتنا بڑا کام کیا کہ پاکستانی ڈاکٹرز، فلاسفی سوسائٹی اور social setup کو دیکھ کر ہیلتھ کیئر کمیشن کو قائم کرنے کے لئے پاکستان کے لوگوں سے یہ سب کچھ لکھوایا اور ہماری عزت کو بڑھایا اس میں آپ ہی کی respect ہے کہ اس پر proper time دیا جائے اور بدحواسی کا جو ایک impression دیا جارہا ہے وہ نہ دیا جائے بلکہ proper time پر اس کے three clear days گزرنے کے بعد اس کو پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کی بدحواسی کا آپ اس بات سے اندازہ لگالیں کہ یہ بل House میں 19 تاریخ کو پیش ہوا تھا جبکہ یہ فرمارہی ہیں کہ 20 تاریخ کی شام کو پیش ہوا۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ مجھے بالکل اس بات سے اتفاق ہے کہ اس بل کو Standing Committee سے clear کرواتے وقت انہوں نے اپنی بھرپور کوششیں کیں اور ان کو positive کہوں یا negative کہوں کہ یہ بل کسی طرح سے Standing Committee سے clear نہ ہو لیکن ان کی تمام تر کوششوں کے باوجود ہم نے جتنے stakeholder تھے سب کو on board لیا، سب کی بات سنی اور جو basic Bill ہم نے تیار کیا تھا وہ ہماری کوئی اس بل کے ساتھ commitment نہیں تھی بلکہ ہماری commitment اس ملک میں مریضوں کے ساتھ ہے جنہیں علاج کے لئے ہسپتال میں جانا پڑتا ہے اور اس ملک میں ڈاکٹروں کے ساتھ ہے جو مسیحا کا کردار ادا کر رہے ہیں اور دکھی انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں۔ ان سب کے نظریات اور سوچ کو یکجا کر کے یہ بل ایک consensus کی صورت میں آیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس لئے میں تو آج یہ توقع کر رہا تھا کہ یہ اپنی amendments پر زور نہیں دیں گے کیونکہ مخالفت برائے مخالفت کرنے والی بات ہے۔ یہ واحد بل ہے اور اس سے پہلے بھی legislation ہوئی ہے لیکن اس میں۔۔۔

جناب سپیکر: کئی اچھی باتیں وہ مانتے بھی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لیکن ماننے کے باوجود پھر پہلی والی جگہ پر چلے جاتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں Standing Committee کے چیئرمین، اس کے تمام ممبران، سیکرٹری ہیلتھ اور ہیلتھ کے دیگر اُن افسران کو جنہوں نے اس consensus کو پیدا کرنے کے لئے دن رات کوششیں کیں اور بہت بہتر انداز میں negotiation کی۔ میں ان سب کو مبارکباد بھی پیش کرتا

ہوں اور میں اپوزیشن سے دوبارہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک consensus Bill ہے اس بل کو خواہ مخواہ dispute بنانے کی کوشش نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل نہیں کرنا چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اب نہیں، اب تو میں question put کر دوں گا۔ اس کے مطابق آپ نے اپنی بات کر لی، انہوں نے بھی اپنی بات کر لی۔ اب senses of the House کے مطابق عمل کریں گے۔

The motion moved and the question is:

"That requirement of rule 95 of the Rules of Procedures of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 of the Rule ibid for the immediate consideration of the Punjab Health Care bill 2009."

(The motion was carried)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب مصدرہ2009

MR SPEAKER: Now we take up the Punjab Health Care Bill 2009 Minister for Law may move the motion for the consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Health Care Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on health be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Health Care Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on health be taken into consideration at once."

There are amendments in this motion the first amendment is from Ch Zahir-Ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col. (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it .

DR SAMIA AMJAD: I move:

> "That the Punjab Health Care Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on Health, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 10th August 2010."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Health Care Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on Health, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 10th August 2010."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I oppose.

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس بات کا جو ابھی prelude دیا اور انہوں نے وہ باتیں کہیں جو میں خود ہی کہنے لگی تھی۔ یہ وہ پہلا موقع ہے کہ جس پر اس ایوان، اس کے تمام معزز اراکین، ہیلتھ سیکرٹری، چیف منسٹر صاحب، ڈاکٹروں اور عوام کو مبارکباد دی جاتی ہے کہ انہوں نے ایک غلط سوچ کو شکست دی۔ انہوں نے مجھ پر یہ الزام لگایا ہے کہ میں نے Standing Committee میں اس کی بھرپور مخالفت کی۔ جی ہاں! میں نے ہر قدم پر مخالفت کی لیکن خود ہی ان کو یہ سمجھ نہیں آئی کہ میری اسی مخالفت کی وجہ سے انہیں سب ڈاکٹروں کو بلانا پڑا اور on board لانا پڑا۔ Note of dissent جو 14 تاریخ کو دیا گیا ہے اسی کی وجہ سے وہ کالا قانون اور draconian Bill جو دو انگریز نے consultant ہونے کے نام پر England and South Waves کے Bills کو کھچ مچ کر کے یہاں لائے تھے اور ایک بڑی بھاری فیس جو لاکھوں ڈالر میں تھی وہ لینے کے بعد ہمیں گمراہ کیا اس کو شکست ہوئی۔ ہاں! میری اپوزیشن نے ان سب کو شکست دی اور مجھے خوشی ہے کہ یہ role ادا کرنے کا سہرا میرے سر پر ہے کیونکہ جو بل پہلے تھا وہ تھا ہی غلط اور آج یہ ہم سب کی جیت ہے، چاہے وہ میں تھی، اپوزیشن بنچ تھا، گورنمنٹ بنچ تھا، سٹینڈنگ کمیٹی تھی یا ڈاکٹرز تھے آج ہم نے اپنی بات خود کی ہے۔ کاش! بڑے معاملات میں بھی اسی طرح پاکستان اور پنجاب اپنی بات خود کرے اور باہر سے dictation نہ لے۔

جناب عالی! public opinion کی بات پر آتے ہیں۔ Public opinion کی وجہ سے ہی ایک غلط بل reject ہوا اور آج ایک اچھا بل میرے ہاتھ میں موجود ہے، آپ کے ایوان پر موجود ہے اور پبلک کے سامنے موجود ہے۔ اس وقت اس نئے form میں جو main تبدیلی کی گئی ہے وہ یہ کی گئی ہے کہ Allopathic Doctors کے علاوہ طبیب، حکیم، Hair Transplant Centre, ambulance owners, Health Care providers, اور تمام homoeopathics اور تمام ایمبولنسوں کو چلانے والے جس میں ایدھی سر فہرست ہے ان کو بھی شامل کیا گیا ہے لیکن جب یہ Select Committee بنی تو اس میں صرف Allopathic Doctors موجود تھے اور انہوں نے بڑے احسن طریقے سے اس بل کو لکھا چونکہ stakeholders کی definition اور Health Care providers کی definition بدلی گئی لہذا آج بھی تھوڑی ہی دیر پہلے حکیم یہاں چیئرنگ کراس پر موجود تھے اور وہ احتجاج کرنے آئے تھے مگر ڈاکٹر اسد اشرف نے ان کو کوئی الٹی سیدھی کہانی سُنا کر بھیج دیا لیکن

ان کا احتجاج on record آ گیا کہ وہ اس نئے بل کے بارے میں اپنی رائے دینا چاہتے ہیں جس کو آج لاء منسٹر صاحب unjustified فٹافٹ [*****] کرنا چاہتے ہیں۔آپ کے اپنے Fax No. پر پچھلی Standing Committee meeting پر public opinion آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں !ایک بات آپ سُن لیں، یہ جو الفاظ آپ [*****] استعمال کر رہی ہیں یہ مناسب نہیں ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: Sir, I apologize. آپ حذف کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔حذف کر دیئے جائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اگر by vote میں انہیں سمجھانا چاہ رہی ہوں اور میں خوش ہوں کہ یہ سارے یہاں بیٹھے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ یہ بل new form میں آیا ہے اول تو انصاف یہ تھا کہ انہیں وہ پرانا بل take back کر کے ایک نیا بل table کرنا چاہئے تھا مگر انہوں نے نیا بل table نہیں کیا۔ 1 line سے آخر تک ہر حرف، ہر full stop، ہر comma، ہر بات، ہر definition، ہر Clause کو allopathic point of view سے لکھا گیا جس سے لاکھوں کروڑوں طبیب حکیم، Homoeopathics, Health Care providers, Hair Transplant Centre, cosmetic centres یہ پچھلے دو تین دِنوں سے تشویش کا شکار ہو گئے ہیں اس کو public opinion کے لئے circulate کر دیں۔ میں بڑے دُکھ سے آپ کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ڈاکٹر سامیہ امجد کی آواز سننے کے لئے آپ خود بھی ہر public forum پر گئے تھے، ادھر ہر منسٹر گیا تھا اور وہ 'نہ' کی آواز آپ کے کانوں میں گونجتی ہو گی۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ جب بھی میں Health Care Bill کے حوالے سے اس ایوان میں بات کروں گی تو یاد رکھئے گا کہ میری یہ آواز یہاں اکیلے نہیں ایک بہت بڑی public opinion جس میں 45 thousand allopathic Doctors, 25 thousand allopathic hospitals and clinics (private), 250 public hospitals, لاکھوں کی تعداد میں حکیم، ہومیوپیتھک کلینک اور ہسپتال، کروڑوں کی تعداد میں بیوٹی پارلر اور Hair Transplant Centres یہ جو اس میں لکھا گیا ہے وہ اس میں شامل ہیں اور ایدھی اور اسی طرح کی دوسری فلاحی ایمبولنس والے اس میں شامل ہیں وہ سڑکوں پر آئیں گے۔اس سے پہلے کہ یہ سب کچھ ہو

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

آپ اس کو دوبارہ public opinion کے لئے circulate کریں۔ میری گارنٹی ہے کہ یہ بل پچھلے بل سے 200 فیصد بہتر ہے، پچھلے بل سے مکمل بہتر ہے مگر اس میں تمام لوگوں کی، stakeholders کی رائے شامل نہیں ہے۔ کیا بُرا ہے کہ جب historical event اس اسمبلی نے achieve کر لیا ہے، انگریزوں کو نکال پھینکا ہے، ان کی philosophy کو reject کر دیا ہے تو کیا اچھا ہے کہ آپ اس کو circulate کریں۔ ڈر کیسا؟ میں پُرزور اپیل کرتی ہوں کہ آپ اس نئے بل کو circulate کریں، دس پندرہ دن میں دوبارہ public opinion لیں، مت ڈریں۔ یہ اس سے بہتر form میں پاس ہو گا۔

جناب سپیکر: چلیں، پوچھ لیتے ہیں۔ اگر وہ کہتے ہیں تو ایسے کر لیں گے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں بھی اس point پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بولیں، سب بولیں۔ مجھے کیا اعتراض ہے؟ میں تو سمجھتا تھا کہ ان کا کہنا کافی ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! یہ Clause بہت اہم ہے۔ ہم یہ بات کر رہے ہیں کہ اس کو مشتہر کرنا چاہئے۔ عوام کی رائے لینی چاہئے۔ ابھی ابھی ہمارے سامنے افغانستان اور بھارت کی راہداری کا جو معاہدہ ہوا ہے اس کے بارے میں عوام کو کچھ نہیں پتا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اس کے بارے میں بات کریں۔ (شور وغل)

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! اگر relevant نہ ہو تو مجھے آپ جو مرضی سزا دیں میں بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو irrelevant نہیں بولنے دوں گا، یہ میں آپ کو بتا دوں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! دیکھئے اگر میں irrelevant بات کروں تو آپ کو حق ہے کہ آپ جو مرضی سزا تجویز کریں لیکن میں اگر irrelevant ہوں تو تب۔

جناب سپیکر: آپ اس بل کی amendment پر بات کریں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں amendment پر ہی بات کر رہی ہوں، میں یہ بات کر رہی ہوں کہ اس معاہدے کے لئے بھی عوام یہ چاہتی ہے کہ اس کا متن ان کو پتا ہو کہ معاہدہ کیا ہے، اس انداز سے یہ بل بہت اہم ہے اس کا بھی متن عوام کو پتا ہونا چاہئے، stakeholders کو بھی پتا ہو کہ ان کے ساتھ اس بل میں کیا بات کی جا رہی ہے، اتنے سارے stakeholders ہیں، پورے پاکستان میں، پورے پنجاب میں مجھے بتائیں کہ ایک ایک بندے کو آپ کیسے بتائیں گے کہ آپ نے اس بل میں کیا شق

لکھی ہے، ان کے حقوق کے لئے کیا کیا ہے، ان کو آپ کیا سہولت دے رہے ہیں؟ بات یہ ہے کہ میڈیا کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا جائے۔ میڈیا کا role بہت positive ہے۔ آج میڈیا گھر گھر دیکھا جا رہا ہے، سب سے بہترین forum میڈیا ہے۔ آپ میری بات سے اتفاق کریں گے کہ جب ہم میڈیا کو گورنمنٹ کے اشتہارات دیتے ہیں تو اس کا ایک impact آتا ہے، لوگوں کو پتا چلتا ہے لیکن ہوتا کیا ہے کہ جہاں لیڈران نے اپنی خود نمائی کرنی ہوتی ہے، کسی کو چیک دیتے ہوئے تصویر، کسی کو کچھ پیش کرتے ہوئے تصویر، جہاں اپنی projection ہو تب تو میڈیا کو اشتہارات دے دیئے جاتے ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جہاں لوگوں کی تقدیر کا معاملہ ہے اس بل کے تمام points میڈیا کو دیں۔ میڈیا کتنی بڑی نیکی کمائے گا، میڈیا کے ذریعے بہت ساری آراء مل سکتی ہیں۔ میڈیا کو اس کے لئے آپ payment کریں، اس کو اشتہارات کی شکل دیں اور اس طرح میڈیا بھی شامل ہو گا، اس کو بھی پتا چلے گا کہ اس اسمبلی میں کیا کام ہو رہا ہے، اس بل میں کیا کیا شقیں ہیں اور اس میں stakeholders کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، حکومتی نمائندے کیا کرنے جا رہے ہیں کہ ہم اسمبلی میں بیٹھ کر کیا کر رہے ہیں؟ میڈیا کو ایک بہت ہی positive کام مل جائے گا اور ایک اتنا بڑا کام ہو گا کہ ہم عوام کو direct through media شامل کر لیں گے۔ عوام کی خدمت کرنے کا اس سے بہترین طریقہ اور کیا ہو سکتا ہے، ایک بل کو proper طریقے سے مستحکم بنانے کا اس سے بہترین طریقہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس کے اندر تمام flaws ختم کر دیئے جائیں اس کے لئے سب سے مناسب اور سب سے بڑا source ہمارے پاس موجود ہے۔ میری استدعا ہے کہ یہ ideas کا دور ہے ہم کیوں نہیں اپنے دماغ کو استعمال میں لاتے ہوئے ideas پر کام کرتے، ہم اپنے sources کو اچھے طریقے سے کیوں نہیں استعمال میں لاتے؟ اتنی بڑی legislation ہونے جا رہی ہے، اس کے اوپر جو چند ایک points ہیں، بہت کچھ ڈاکٹر سامیہ امجد نے بتا دیا ہے، بہت کچھ اس میں ٹھیک ہو چکا ہوا ہے، چند ایک چیزیں اگر رہ گئی ہیں تو کیوں نہ ہم عوام کو direct شامل کریں، میڈیا کو شامل کریں، اپنے سکالرز کو شامل کریں، دانشوروں کو شامل کریں اور اس کے بعد اس کو ایک مکمل شکل دیں کہ آئندہ سو سال تک ہمارے پاس ایک ایسی مستند قانون سازی ہو جس کے اوپر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے۔ ہم اس کو زبردست ترین بنا سکتے ہیں لیکن اگر ہم چاہیں تو اگر صرف یہ سوچ لیا جائے کہ ہر حال میں وزیر قانون صاحب نے oppose ہی کرنا ہے، شاید ان کی انا کا یہ مسئلہ بن جاتا ہے، وہ اچھی باتوں کا بھی تمسخر اُڑانے لگتے ہیں تو یہ اچھا وتیرہ نہیں ہے، ہمیں سنجیدگی سے کام کرنا چاہئے، میں اس کے ساتھ ہی اجازت چاہوں گی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اس بل کو جب میں نے پڑھا ہےalthough میں ڈاکٹر تو نہیں ہوں مجھے صرف ایک چیز جو حیرت انگیز لگی ہے کہ سب سے بڑاstakeholder مریض ہے اور اگر مریض کو کوئی complaint ہوتی ہے، اس کو کوئی شکایت ہوتی ہے تو ایسی کوئی جگہ انہوں نے واضح نہیں کی جہاں پر جاکر وہ اپنی complaint lodge کروائے یا اس کو رجسٹرڈ کروائے۔ میری نظر میں تو یہ بل اس لئے بھی public ہونا ضروری ہے کیونکہ سب سے main جو stakeholder ہے اس پورے بل میں اس کو facilitate نہیں کیا جارہا تو باقی تو پھر اس کے بعد اور بھی بہت سارے lacunas ہوں گے ۔ میں یہ بھی نہیں کہتی ہوں کہ یہ بل جو پاکستانیوں نے بنایا ہے اور ہمارے اپنے لوگوں سے گورنمنٹ مستفید ہوئی ہے یہ بہت اچھا قدم ہے میں اس کو appreciate کرتی ہوں۔ But at the same time اس میں جو flaws ہیں، جو lacunas ہیں جیسے معزز وزیر قانون صاحب نے یہ کہا کہ ان کا اور ان کی گورنمنٹ کا یہ مقصد ہے کہ وہ مریضوں کو اور عوام کو facilitate کرنا چاہتے ہیں، اگر مریض اور عوام ہی اس بل میں facilitate نہیں ہو رہے ہیں یا ایسے قوانین بنائے جارہے ہیں جس میں آناً فاناً کوئی بھی بندہ جاتا ہے اور وہ search warrant کے نام سے یا without any warrant کے کوئی جاتا ہے اور کسی بھی پرائیویٹ ہسپتال میں جاکر اپنا کام کرنا شروع کر دیتا ہے، اسی طرح اور بھی بہت ساری چیزیں آپ کو دیکھنے کو ملیں گی، جب آپ اس کی detail میں جائیں گے تو آپ کو پتا چلے گا کہ اس میں 25 ہزار ہومیوپیتھک ہسپتال ہیں اور اڑھائی سو سے زائد گورنمنٹ ہسپتال ہیں جو اس بل میں involve ہو رہے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں Transplant Centres ہیں جو اس میں involve ہو رہے ہیں، اس کے علاوہ Cosmetic Centres ہیں، اس کے علاوہ ایمبولنس سروسز ہیں، پرائیویٹ ہسپتال ہیں، اس کے علاوہ لاکھوں کی تعداد میں طبیب اور حکیم بھی اس بل سے متاثر ہو رہے ہیں اس لئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ کوئی ایک یا دو آدمی اس بل سے affected نہیں ہیں بلکہ ہمارے پاکستان کے عوام کی ایک بہت بڑی تعداد ہے، پاکستان کے جو professionals ہیں ان کی بہت بڑی تعداد ہے جو اس بل سے affect ہونے جارہی ہے۔ ویسے بھی ہم نے یہی سنا ہے کہ جو جلدی کا کام ہوتا ہے وہ شیطان کا ہوتا ہے۔ ہم کیوں اس بل کو جلد بازی کی نذر کرنا چاہ رہے ہیں۔ جب پنجاب اسمبلی اس بل کو پاس کرے گی اور اگر ہم پوری دیانتداری کے ساتھ اس بل کو پاس کریں تو مجھے یہ بات کہنے میں

فخر محسوس ہو گا کہ اس اسمبلی کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے اور یہ پنجاب اسمبلی کا پاکستان کے عوام کے لئے ایک بہت بڑا تحفہ ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گی کہ خدارا اس کو عجلت کی نذر نہ کیا جائے۔ شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں اس ترمیم پر یہی کہنا چاہوں گی بلکہ آپ سے request کرنا چاہوں گی کہ ہزاروں لاکھوں لوگوں کا معاملہ ہے اس لئے اس کو ہم انا کا مسئلہ نہ بنائیں اور آپ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ خدارا کبھی تو ہم oppose کرنے اور اس کے بعد ہم نے جو تقاریر رٹنی ہیں اور ایوان میں پیش کر دینی ہیں ان سے ہمیں باہر نکلنا چاہئے۔ پارٹی پارٹی کھیلنا ہم کبھی تو ختم کریں اور انا سے باہر نکل کر آج آپ یہ روایت قائم کیجئے کہ آپ عوام کی خاطر عوام کے لئے ہماری ان ترامیم کو منظور کریں۔ میری اس بات کو consider کیجئے اور اس کے بعد جو فیصلہ آئے وہ عوام کے سامنے لے آئیں۔

جناب سپیکر: میں تو آپ کی مخالفت نہیں کر رہا، میں تو ایوان میں put کروں گا، اگر House اس کو منظور کرتا ہے تو مجھے کیا اعتراض ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ Custodian of the House ہیں میں آپ کے ذریعے، آپ کے توسط سے پورے House سے عرض کرتی ہوں بلکہ آپ بھی House کے باسیوں کو بتائیں کیونکہ House آپ سے direction لیتا ہے، آپ سے inspire ہوتا ہے تو آپ سے یہ درخواست ہے کہ یہ روایت ختم کی جائے، انا کا مسئلہ ختم کیا جائے اور عوام کے لئے سوچا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ سپیکر صاحب! میں صرف اس میں پچھلی گورنمنٹ کی مثال دوں گی کہ جب اپوزیشن نے تجویز پیش کی تھی تو اس وقت کے ہمارے چیف منسٹر صاحب نے اس کو consider کیا اور اس کو بجٹ میں بھی شامل کیا۔ انہوں نے ایک بہت اچھا precedent set کیا تھا اسی کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بھی مہربانی کریں اور ہم نے جو ترامیم دی ہیں ان کو consider کریں اور اس بل کو اتنی عجلت میں پاس نہ کیا جائے، مہربانی کر کے اس کو ٹائم دیا جائے۔ جیسا کہ سب بہنوں نے کہا ہے کہ یہ ایک بہت اچھا بل ہے لیکن اس میں مزید homework کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی طرف سے کوئی اور صاحب بولنا چاہتا ہے؟ Over now.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپوزیشن کے ممبران کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے اس بل کو بہت اچھی کوشش قرار دیا لیکن یہ کہا کہ اسے عجلت میں پاس

نہیں کرنا چاہئے۔ میں یہ ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس گیا تھا اور یہ معزز ایوان پنجاب کے ساڑھے آٹھ کروڑ عوام کو represent کرتا ہے اور ساڑھے آٹھ کروڑ عوام کی رائے اس ایوان سے reflect ہوتی ہے اور اس House کا یہ اختیار ہے وہ سٹینڈنگ کمیٹی استعمال کرتی ہے اور ان چیزوں پر غور کرتی ہے۔ اس کمیٹی میں یہ بل آٹھ ماہ تک زیر غور رہا اور اس میں تمام stakeholders کو شامل کیا گیا ہے اور سب کی بات سنی گئی۔ اس کے بعد ایک consensus point پر لا کر اس بل کو مرتب کیا گیا اور یہ کہنا کہ فلاں فلاں کو on board نہیں لیا گیا، سبھی کو on board لیا گیا۔ اب سڑکوں پر جو چلتے پھرتے ہیں وہ quacks ہیں جن کی ڈگری ہے MABF یعنی Matric appeared but failed. وہ اب بھاگے پھرتے ہیں کہ ہمارا اب کیا بنے گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ vision ہے، یہ وہ سوچ ہے، ایک عام مریض جب ہسپتال پہنچے اور اس کے پاس کوئی سفارش نہ ہو، اس کے پاس کوئی ٹیلی فون نہ ہو، اس کے پیچھے کوئی بڑا آدمی نہ ہو اور اسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ یہ بل ان لاکھوں کروڑوں عوام کو، ان بے کس لوگوں کو، ان غریب لوگوں کو اور بے سہارا لوگوں کو، بغیر سفارش کے لوگوں کو یہ بل وہ mechanism فراہم کرے گا کہ ان کا علاج بھی بہتر ہو گا اور اگر کسی صورت میں ان کے ساتھ وہاں پر اچھا سلوک نہیں ہوتا تو وہ اس کمیشن کے پاس آ کر اپنا جو حق ہے اس کو وہ قائم کر سکیں گے اور وہاں سے compensation لے سکیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) وہاں سے وہ اپنا علاج بہتر طور پر کروا سکیں گے اور کسی نقصان کی صورت میں انہیں damages بھی مل سکیں گے۔ اس بل کا، اس سوچ کا سہرا میاں محمد شہباز شریف کے سر ہے۔ محترمہ خواہ مخواہ اپنے سر لینے کی کوشش کر رہی ہیں، سہرا اس بل کا تو میاں محمد شہباز شریف کے سر ہے، یہ ویسے بازار سے کوئی سہرا خرید کر لے آئیں اور اپنے سر پر باندھ لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔

جناب سپیکر: اس بات کو اب یہیں چھوڑ دیں۔

The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Health Care Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on Health be circulated for the purpose of eliciting opinion there on by 10th August 2010."

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

> That the Punjab Health Care Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on Health be referred to a select Committee consisting of the following members with instructions to report by 25th August 2010:-
>
> 1) Rana Muhammad Afzal Khan, MPA
> 2) Khawaja Imran Nazir, MPA
> 3) Mr. Joel Aamir Sohutra, MPA
> 4) Mrs Farah Deeba, MPA
> 5) Sardar Sher Ali Khan Gorchani, Parliamentary Secretary for Colony & Consolidation
> 6) Mrs Rifat Sultana Dar, MPA
> 7) Mahar Irshad Ahmad Khan Sial, MPA
> 8) Dr. Amna Buttar, MPA
> 9) Mrs Samina Khawar Hayat, MPA
> 10) Dr. Faiza Asghar, MPA

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Health Care Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on Health be referred to a select Committee consisting of the following members with instructions to report by 25th August 2010."

1) Rana Muhammad Afzal Khan, MPA
2) Khawaja Imran Nazir, MPA
3) Mr. Joel Aamir Sohutra, MPA
4) Mrs Farah Deeba, MPA
5) Sardar Sher Ali Khan Gorchani, Parliamentary Secretary for Colony & Consolidation
6) Mrs Rifat Sultana Dar, MPA
7) Mahar Irshad Ahmad Khan Sial, MPA
8) Dr. Amna Buttar, MPA
9) Mrs Samina Khawar Hayat, MPA
10) Dr. Faiza Asghar, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose it, Sir.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ عدت میں ہیں اس لئے ان کا نام exclude کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کا نام اس سے delete کرتے ہیں۔کیا باقی آپ کا ساتھ دے دیں گے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! باقی لوگ ساتھ دیں گے۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں لگتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ساتھ دیں گے۔

جناب سپیکر: اس amendment پر کون صاحب بات کریں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: اگر وہ oppose نہیں کر رہے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے oppose کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں نے oppose کیا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے oppose کر دیا ہے، اب آپ فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ اس بل کا سہرا وزیر اعلیٰ شہباز شریف کے سر ہے بالکل وہ اس سہرے کو ضرور سجائیں۔

جناب سپیکر: آپ اسے واپس لینا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: ہم واپس نہیں لینا چاہتے بلکہ ہم تو آگے چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: لیکن اس سہرے کے ہر پھول کے ساتھ ایک بہت بڑے قرض کا کانٹا بھی ہے۔ میری اطلاع کے مطابق کمیشن کی وجہ سے 400 ملین ڈالر کا قرض ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کا اس کے ساتھ associated ہے۔ اسے ایک سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کرنے کی بات اس لئے ہوئی ہے کہ ہاؤس کی ہیلتھ کمیٹی کی صرف دو میٹنگز ہوئی ہیں باقی اس ہاؤس کی عزت، وقار اور استحقاق کو مجروح کرتے ہوئے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے اندر میٹنگز ہوتی رہی ہیں اور اس ہاؤس کو bypass کیا گیا ہے۔ اگر ہم تھوڑی سی عقل کریں اور اپنے اس ہاؤس کی عزت کو منوائیں اور اسے مضبوط کریں تو ہم insist کریں کہ Legislation کے بارے میں جو بھی میٹنگز ہوں وہ اس ہاؤس کے اندر ہوا کریں اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں نہ ہوا کریں۔ Legislation اس ہاؤس کے لوگوں کا کام ہے۔ ہمارے جو افسران بیٹھے ہیں یہ ان کا کام نہیں ہے بلکہ ان کا کام ہماری دی ہوئی پالیسیز پر عملدرآمد کرنا ہے۔ اگر انہوں نے ہی بیٹھ کر ہمیں پالیسیز دینی ہیں تو پھر ہمارے لئے یہ شرم کا مقام ہے اور ہم اس ہاؤس کو کمزور کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس بل کے سلسلے میں اس ہاؤس میں بھی جو دو میٹنگز ہوئی ہیں ان میں بھی صرف ایلوپیتھ ڈاکٹروں کو بلایا گیا اور اس میٹنگ میں حکیموں کو بلایا گیا، طب والوں کو بلایا گیا، ہسپتالوں کے owners کو بلایا گیا اور نہ ہی ایمبولنس والوں کو بلایا گیا بلکہ سب stakeholders کو بلائے بغیر یہ سارا کچھ کیا گیا ہے۔ اسے دوبارہ ہاؤس کمیٹی کے سپرد کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس ہاؤس کی superiority کو قائم کریں، ہم باقی ساری چیزوں سے اس ہاؤس کو افضل اور اعلیٰ کریں کہ پنجاب کی

legislation پنجاب اسمبلی کرے گی اور کوئی نہیں کرے گا۔جب پنجاب اسمبلی legislation کرے گی تو جیسا کہ اچھی legislation ہوتی ہے وہ stakeholders کو ساتھ involve کر کے کرے گی۔یہ ایک سوچنے کی بات ہے شاید اپوزیشن کی تجویز سمجھ کر آپ اسے رد تو ضرور کر دیں گے لیکن خدارا سوچئے ضرور کہ اس اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی نے اس بل پر کتنی deliberations کی اور اس اسمبلی سے باہر اس پر کتنی deliberations ہوئی؟

جناب سپیکر!ابھی ایک اور بہت اہم بل آنے والا ہے جو اس اسمبلی کے اندر discuss ہونا چاہئے وہ بل ہمارے پورے صوبہ کے لوگوں کی governance اور رہنے کے طریقے کو alter کرے گا۔ ہمارے پاس ابھی لوکل گورنمنٹ کا بل آنے والا ہے جو آنا چاہئے اور ہاؤس کی کمیٹی اسے discuss کرے، جس پر بحث و مباحثہ ہاؤس کی کمیٹی کے اندر ہو رہا ہے۔ہم نے پچھلا سسٹم فروری میں ختم کیا تھا لیکن ابھی تک اس پر کوئی پیشرفت نہیں ہوئی۔بات تھوڑی سی side پر جا رہی ہے لیکن اس کے پیچھے جو مقصد ہے وہ اس ہاؤس کو مقدس، افضل و اعلیٰ کرنے کی کوشش ہے۔خدارا اس بل کو ہاؤس کی کمیٹی کے پاس دوبارہ بھیجیں تاکہ اس بل کا فیصلہ اس کمیٹی کے اندر ہو نہ کہ ہمیں کہیں اور سے dictate کیا ہوا بل دیا جائے۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری یہ ایک چھوٹی سی گزارش ہے اور میرے خیال میں اس سے پہلے کہ ہم آگے چلیں ایک دفعہ کورم بھی پورا کروالیں۔ہم چاہیں گے کہ اس اہم بل کے لئے کورم پورا ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔لہذا گنتی کی جائے (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

اب ہاؤس تو in order نہیں لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کے نیچے کوئی چیز تو نہیں لگی ہوئی جو آپ کو لڑتی ہو؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! ہم نماز پڑھنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔

جناب سپیکر: جناب!1.15 پر اذان ہوئی تھی۔اگر آپ اس طرح کرتے رہیں گے تو پھر وہ بھی اسی طرح کرتے رہیں گے۔کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔جی، محسن لغاری صاحب!آپ کی بات جاری تھی۔

مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب مصدرہ2009

(۔۔۔جاری)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!آپ نے کچھ دیر پہلے ناراضگی کا اظہار کیا تھا کہ کیا ہاؤس کی کرسیاں uncomfortable ہیں کہ معزز ممبران یہاں سے اٹھ کر باہر چلے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود آپ دیکھ لیں کہ پھر سے لوگ باہر جا رہے ہیں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو حکم دینا پڑے کہ لابی کے دروازوں کو lock کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب!میں نے کہہ دیا ہے اب اس کے بعد تو کوئی گنجائش نہیں رہتی۔آپ اپنی بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں اس Bill کو ایک Select Committee کے سپرد کرنے کی بات کر رہا تھا تاکہ وہ کمیٹی اس Bill کو دوبارہ دیکھے،اس کو اچھی طرح thrash out کرے اور اس حوالے سے جو stakeholders ہیں ان سب کو بلا کر ان کی inputs لی جائیں۔میری اتنی چھوٹی سی گزارش ہے،کوئی لمبی چوڑی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس Bill کے اوپر Standing Committee نے کافی غور و خوض کیا ہوا ہے اس لئے اب اسے further Select Committee کے سپرد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Health Care Bill 2009 as recommended by the Standing Committee on Health be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 25th August 2010.
>
> 1) Rana Muhammad Afzal Khan, MPA

2) Khawaja Imran Nazir, MPA
3) Mr. Joel Aamir Sohutra, MPA
4) Mrs Farah Deeba, MPA
5) Sardar Sher Ali Khan Gorchani,
Parliamentary Secretary for Colony & Consolidation
6) Mrs Rifat Sultana Dar, MPA
7) Mahar Irshad Ahmad Khan Sial, MPA
8) Dr. Amna Buttar, MPA
9) Mrs Samina Khawar Hayat, MPA
10) Dr. Faiza Asghar, MPA

(The motion was lost)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ جس وقت 'Ayes' کہتے ہیں تو وہ آہستہ کہتے ہیں اور جب 'Noes' کہتے ہیں تو وہ آپ زور سے کہتے ہیں۔آپ ان کو ہدایات دے رہے ہیں کہ وہ 'Noes' زور سے کہیں۔آپ حزب اقتدار کے معزز ممبران کو guide کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے، ایسا نہیں ہے۔

Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Health Care Bill, 2009 as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. There are 7 amendments in it. The first amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch Aamir Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmad Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS AMNA ULFAT: I move:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (2), for Para (a) the following be substituted:-
>
> (a) maintain three computerized lists of all Health Care services provides at District, Division and Provincial levels;"

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (2), for Para (a) the following be substituted:-
>
> (a) maintain three computerized lists of all Health Care services provides at District, Division and Provincial levels;"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose it.

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس میں کوئی اتنی لمبی چوڑی کیمسٹری نہیں ہے۔ یہ ایک بڑی simple سی بات ہے، اس سے پورا سسٹم نیچے سے لے کر اوپر تک بہتر طریقے سے organize ہو سکتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ تمام Health Care services کی lists ضلع کی سطح پر، Divisional level پر اور Provincial level پر provide کی جائیں۔ مقصد کیا ہے، یہ کہ لوگوں کو تمام services کے بارے میں آگاہی ہو سکے۔ بات یہ ہے کہ آپ ایک facility دینے جا رہے ہیں اور ان Health Care services میں آپ نے عوام کے لئے جو سہولیات رکھی ہیں ان میں کیا کیا کچھ ہے اور کہاں کہاں ہو رہا ہے اس کے لئے عوام کو proper آگاہی ہونی چاہئے؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں میڈیا کو بھی شامل کر لینا چاہئے، میڈیا کے ذریعے بھی اس کی تشہیر ہونی چاہئے۔ میری اس بات سے وزیر قانون صاحب تو بالکل اتفاق نہیں کرتے۔ اس بات سے قطع نظر کہ عوام کو ملنے والی سہولیات کے بارے میں ان تک کوئی proper information پہنچنی چاہئے۔ اشتہارات کا سلسلہ اور lists کا بنانا یہ سب کروڑوں عوام تک proper طریقے سے proper knowledge پہنچانے کا ایک طریقہ ہے۔ وزیر قانون صاحب فرماتے ہیں کہ اس کا سہرا وزیر اعلیٰ صاحب کے سر ہے۔ بالکل ہم کہتے ہیں کہ سہرا ان کے سر ہے، یہ ہار بھی پہن لیں اور ہم ان کے پیچھے ڈھول بجانے کے لئے بھی تیار ہیں لیکن خدارا ہماری ان باتوں کو چھوٹا نہ سمجھا جائے۔ اس کی وجہ سے قانون کے اندر سقم رہ جاتے ہیں اور پھر لوگوں کو اپنے آپ کو بچانے کا موقع مل جاتا ہے کہ جی ہمیں تو کہا ہی نہیں گیا۔ اس ترمیم کا مقصد عوام کو بہتر سہولیات مہیا کرنا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس amendment میں computerized list کو تین جگہوں پر محفوظ کرنے کی بات کی گئی ہے اور اس میں سب سے پہلے جو لفظ رجسٹر لکھا ہوا ہے یہ انتہائی پرانا اور outdated قسم کا ہے۔ ہم registration record کی بات کر رہے ہیں جس میں پنتالیس ہزار ڈاکٹر اور ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں حکیم ہوں گے اس کے لئے نوے دن دیئے گئے ہیں کہ صرف نوے دنوں میں پنجاب میں کوئی ایک بہت بڑا miracle آئے گا، ان کے پاس اس کا software ہے،

ان کے پاس کوئی رجسٹر ہیں، ان کے پاس منشی ہیں، ان کے پاس کلرک ہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی infrastructure ہے جس سے انہوں نے اس میں یہ claim کیا ہے۔ شرم کی بات یہ ہے کہ اس کو پاس کرنے کے لئے تو انہیں بڑی عجلت ہے کہ rules relax ہو گئے ہیں مگر انتظام کوئی نہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی registration کی بات ہو رہی ہے جنہوں نے کل لوگوں کی صحت اور زندگی کا خیال کرنا ہے، یہ ان لوگوں کی بات ہو رہی ہے جو اصلی پڑھے لکھے ہیں quack نہیں جن کی حفاظت کا یہ ذمہ لے رہے ہیں۔ انہوں نے اس بل میں commit کیا ہے کہ ہم ان registered practitioners کی حفاظت کریں گے اور معیار کو بلند کریں گے مگر رجسٹر لکھنے کے لئے پرانا ترین سسٹم اور پرانا ترین لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ کام computerized lists کے بغیر نہیں ہو سکے گا اور common sense کی بات ہے کہ آپ لاکھوں کی تعداد میں registration کرنے کی بات کر رہے ہیں تو اس رجسٹر کو لکھنے کی بجائے computerized لکھیں اور ناگہانی آفات کا جو ایک زمرہ ہے اس میں اس کو تین levels پر save کریں. District, Divisional & Provincial Level آخر آپ اتنے لوگوں کو کسی sensible طریقے سے categorize کریں گے تو شاید آپ کو اپنی تمام سہولیات، training, checking & inspection کو organize کرنے کا کوئی طریقہ ملے گا اور یہ ریکارڈ گم ہونے کی صورت میں ایک counter record موجود ہو گا۔ یہ ایک بہت بڑا کام ہے کہ اگر آپ نے اس کو honestly کرنا ہے اور لوگوں کے لئے ہی کرنا ہے اور ہم نے ڈاکٹروں، حکیموں، registered لوگوں کے لئے ہی کرنا ہے اور quacks کو باہر نکالنا ہے جیسا کہ آپ نے پہلے جملے میں commitment کی ہے تو اس کو computerized کر لیں، اس کا back up بھی رکھ لیں کیونکہ اس میں جتنی بے ایمانی ہونے کا خدشہ ہو گا اس کو دور کرنا بھی گورنمنٹ کا ہی فرض ہے لہذا میں modern 21st century کی اس اسمبلی اور اس law کو بنانے والے لوگوں سے اپیل کروں گی کہ اس سسٹم کو computerized کریں اور اس کا ریکارڈ تین levels پر رکھا جائے تاکہ licensed & authentic لوگ ایک طرف آ جائیں اور جعلی ڈگریوں والے quacks weed out ہو جائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس پر صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کمپیوٹر کا دور ہے آج ہم چھوٹے چھوٹے بچوں کو جب سکول میں داخل کراتے ہیں تو ان کو باقی education کی طرح کمپیوٹر کی

تعلیم بھی دی جاتی ہے اور یہاں پر registration کا طریقہ ایک رجسٹر بتایا جا رہا ہے یعنی سارا کچھ manually maintain کرنے کی بات ہو رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ کے بچے بھی چھوٹے ہیں، جب ہم چھوٹے چھوٹے بچوں کو سکول میں داخل کراتے ہیں تو انہیں بہت چھوٹی کلاسوں سے ہی computer education start کرا دی جاتی ہے۔ کمپیوٹر کا دور ہے ہر چیز computerized ہو رہی ہے تو آج ہم اتنے بڑے Health Care Bill پر debate کر رہے ہیں اور آج بھی ہم اس کو manually adopt کر رہے ہیں اور ہم کمپیوٹر کی بجائے ایک رجسٹر پر اکتفا کر رہے ہیں تو میری نظر میں یہ غلط ہے، اگر ہم اس کی بجائے اس کو زیادہ authentic & transparent بنانا چاہتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں مزید بہتری کی گنجائش پیدا کی جائے تو اس کو کسی ایک جگہ پر نہیں بلکہ تینوں District, Division & Provincial level پر اس کی computerized lists موجود ہونی چاہئیں تاکہ کہیں بھی، کسی بھی ریکارڈ کو tamper کیا جا سکے، اس میں کوئی addition اور نہ ہی حسب منشا کوئی deletion کی جائے تو اس لئے بہتر ہو گا کہ ہم اس کو رجسٹر کی بجائے کمپیوٹر پر shift کر لیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر! اس پر repetition نہ ہو بلکہ کوئی اگلی بات ہو۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہاں پر ریکارڈ کی بات ہو رہی ہے اور ریکارڈ بہت important ہے اس کی وجہ سے ہمارے ہاں بہت سے گھپلے ہوتے ہیں، ہمارے پاس سستی روٹی بل ایک example ہے جس طرح سے ہم نے اس کو پیش کیا اور آج ہمیں اس کے جو consequences بھگتنے پڑ رہے ہیں اس میں جو corruption اور جو حالات ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اس بل پر غور و فکر نہیں کیا اور اس کا کسی قسم کا ریکارڈ نہیں ہے اس لئے ہر جگہ پر واویلا مچ رہا ہے کہ اس میں گھپلے کر کے کمائی کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ computerized list پر آ جائیں ناں!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اس کا reference اس لئے دے رہی ہوں کہ ہم نے وہ بل بھی اسی طرح پاس کیا تھا تو اس بل میں بھی اس طرح کے حالات نہ پیدا ہوں کہ لوگ سڑکوں پر آ جائیں تو مہربانی کر کے اس کو دوبارہ consider کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز اپوزیشن ارکان نے جن خدشات کا ذکر کیا ہے ان کا بالکل خیال رکھا جائے گا لیکن یہ ساری چیزیں rules میں طے ہونی ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (2), for Para (a) the following be substituted:-
>
> (a) maintain three computerized lists of all Health Care services provided at District, Division and provincial levels;".

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from Ch Zahir –Ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

"That in Clause 4 of the Bill as recommend by the Standing Committee on Health in sub-Clause 2 after Para q the following new pares r and s be added:-

(r) make a Complaint Cell for public; and

(s) make a Special Anti-quackery Team."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 4 of the Bill as recommend by the Standing Committee on Health in sub-Clause 2 after Para q the following new pares r and s be added:-

(r) make a Complaint Cell for public; and

(s) make a Special Anti-Quackery Team."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I oppose it, Sir!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس پوری چیز میں جو main stakeholder مریض ہیں اور ان کے بعد ڈاکٹر ہیں لیکن اس پورے بل میں آپ یہ دیکھیں کہ مریضوں کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے اگر ڈاکٹر کے خلاف مریضوں کو کوئی شکایت ہوتی ہے تو وہ کہاں جائے گا، وہ کس کے پاس جائے گا اور وہ کہاں پر شکایت درج کروائے گا؟ اس لئے Complaint Cell کا ہونا بہت ضروری ہے According to my information جو کہ مجھے پتا ہے کہ غلط نہیں ہیں اس پورے Health Care Bill کو بہتر بنانے کے لئے 400 ملین ڈالر کی investment as loan آئی ہے جس میں سے 2009 میں 100 ملین ڈالر اور پچھلے سال 150 ملین ڈالر already مل چکے ہیں اور جس دن یہ Health Care Bill منظور ہو جائے گا باقی بھی ان کو یہ سارے ڈالر وصول ہو جائیں گے۔ یہ ملین ڈالر ان لوگوں نے واپس بھی لینے ہیں، کسی نے ہمیں یہ تحفے میں نہیں دیئے اور جب ہم یہ واپس کریں گے تو اس کے لئے ہمیں بھاری interest بھی pay کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تو Complaint Cell کی بات کر رہی ہیں، آپ اس پر رہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!جب ہم یہ سارا کام loan لے کر کر رہے ہیں اور ہم جو interest pay کر رہے ہیں وہ انہی ڈاکٹروں کے کلینکس کے جرمانے کے پیسے ہیں، لوگوں کے ٹیکس کے پیسے ہیں تو اس میں جو basic stakeholders ہیں، ڈاکٹروں کے کلینک پر پچاس لاکھ جرمانے کو پانچ لاکھ کر دیا گیا اور جو پچاس ہزار روپے monthly fine کرنا تھا آپ نے at once کر دیا ہے تو یہ سارے متاثرین ہیں ان کو ہی totally ignore کیا جا رہا ہے۔ان سے جب گورنمنٹ یا ادارے کو شکایات ہوں گی تو اس کا طریق کار یہ ہو گا کہ پچاس لاکھ جرمانہ کر دو، پانچ لاکھ جرمانہ کر دو ماہانہ پچاس ہزار روپے لینے شروع کر دو۔ ہمیں جرمانے لینے آتے ہیں لیکن بدلے میں جب ان کو شکایات ہوں گی تو وہ کیا کریں گے، وہ کس کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اس کے لئے بھی تو کوئی ایسا فورم ہونا چاہئے اور کوئی Complaint Cell ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر!اسی معزز ایوان میں بہت دفعہ یہ صدائیں اٹھ چکی ہیں کہ عطائیت اور quackery کے خلاف لوگوں کی بہت سی reservations بھی یہاں آ چکی ہیں جو on record ہیں۔ یہاں پر Resolution بھی پاس ہو چکی ہے لیکن ہم جو کہہ رہے ہیں کہ make a Special Anti Quackery Team تو inspection teams بنائی جا رہی ہیں جو ہسپتالوں کو visit کریں گی، جو Transplant Centres کو visit کریں گی۔ وہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن عطائیت اور اس کے ذریعے جتنی بیماریاں پھیل رہی ہیں، جتنی problems create ہو رہی ہیں ان کو بالکل unattended چھوڑ دیا گیا ہے اس کے لئے بھی ایک special inspection team ہونی چاہئے جو اس کے خلاف action لے اور جہاں جہاں یہ لوگ موجود ہیں، جو جو بیماریاں پھیلانے کا یہ موجب بن رہے ہیں ان کی وجہ سے جو جو complications ہو رہی ہیں اس کو بھی ہمیں ignore نہیں کرنا چاہئے۔ میں ایک بات ضرور گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ Health Care Bill بہت اہم Bill ہے ہمارا اس کے ایک ایک لفظ پر غور کرنا اس لئے ضروری ہے کہ جان ہے تو جہان ہے۔ ہم صرف loan یا point scoring کے لئے نہیں بلکہ میں نہیں سمجھتی کہ آج اس معزز ایوان میں جتنے بھی معزز ممبران بیٹھے ہیں سب اس سے affect بھی ہوتے ہیں اور ہم سارے اسی Health سے مستفید بھی ہوتے ہیں تو آج پارٹی پارٹی کھیلنا چھوڑ کر اپنی پارٹی affiliation سے بالاتر ہو کر پاکستان کی عوام کے لئے کام کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کا سہرا اس معزز ایوان میں بیٹھے ہر معزز ممبر کے سر ہے اور لیڈر آف دی ہاؤس ہمارے team

leaderہیں definitely یہ creditانہی کو جائے گا لیکن آج وہ وقت ہے کہ جب ہمیں مل کر اس Billپر بحث کرنے کی ضرورت ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بات اگلی ہے لیکن فلاسفی وہی ہے کہ اگر complaintحاصل کرنے کا کوئی regularاور باقاعدہ طریقہ وضع نہیں کیا گیا جبکہ اگلی Clausesمیں بار بار لکھا گیا ہے کہ:

The Inspectors or the officers of the Commission if they have reasons to believe.

تو reasons to believeکوئی legal termنہیں ہے کیا ان کو وحی نازل ہو گی، کیا یہ کانوں کے کچے ہوں گے، کیا یہ بدلہ خوری کریں گے، کیا یہ سنی سنائی پر کارروائی کریں گے، کیا مریض کسی ڈاکٹر سے بدلہ لے گا یا کیا ڈاکٹر کسی مریض سے بدلہ لے گا؟ میں یہ کہتی ہوں کہ باقاعدہ Complaint Cell قائم کئے بغیر اس Billکی فلاسفی مکمل نہیں ہوتی۔انہوں نے ساتھ ہی کہا ہے کہ Anti Quackeryبھی ہم نے کرنی ہے مگر کہیں پر بھی quackکو پکڑنے کے لئے کوئی بھی لفظ نہیں لکھا گیا۔An Inspection Teamبے شک رجسٹرڈ اور لائسنس کو چیک کرنے کے لئے بنا دی گئی ہے، بہت خوب اور بہت اچھا کیا گیا ہے۔آپ نے اپنے standardsکو چیک کرنے کے لئے بڑا احسن اقدام کیا ہے لیکن وہ لاکھوں کی تعداد میں quacksاور عطائی بیٹھے ہیں تو یہ عطائیت کو کیسے ختم کریں گے، آپ Anti Quackery Teamبھی تو بنائیں؟

جناب سپیکر!آپ یقین کریں کہ اچانک گردے کے مریض بہت زیادہ گاؤں سے آنا شروع ہو گئے، کوئی پوچھے کہ صاف پانی پینے والے، صاف ہوا میں پھرنے والے، adulterated food نہ کھانے والے اور لسی پینے والے کے گردے کیوں بیٹھنے شروع ہو گئے؟ اس کے پیچھے وہ عطائی حکیم ہیں جن کے مختلف ناموں سے اشتہار لگے ہوتے ہیں جو infertility یا بانجھ پن مردانہ اور زنانہ علاج کے معالج بنے ہوتے ہیں وہ-/20روپے کی سنکھیا اور مرکری کو بیچتے ہیں اور لوگوں کے گردے ختم ہو جاتے ہیں۔انسان-/20روپے میں موت خریدتا ہے ان کو چیک کرنے کے لئے کون سی ٹیم جائے گی؟ اگر کوئی جا کر پوچھتا ہے تو وہ حکیم درخت کے نیچے بیٹھ کر کہتا ہے کہ "میں تے زہر وی ویچناواں تسی کیوں لیندے او۔" یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔اس حکومت نے کیا claimکیا ہے؟ آپ کہتے ہیں کہ یہ مخالفت برائے مخالفت ہے۔اس چیز کی مخالفت ہم کر رہے ہیں۔ایک ایک بندے کو بلا لیں، ہر گاؤں میں چلے

جائیں اور ہر گھر میں چلے جائیں اگر mismanagement ہو رہی ہے تو عطائیت پر ہو رہی ہے اور اس بل میں ایک بھی لفظ کسی بھی عطائی کے خلاف اس کو چیک کرنے کے لئے نہیں ہے۔اس کے جرمانے کے لئے لکھا ہوا ہے لیکن میں آپ کو ایک اور بات بتاتی ہوں کہ پچھلے بل میں انہوں نے کہا کہ اگر لائسنسی اور رجسٹرڈ لوگ جو کمیشن کے under ہوں گے انہوں نے بات نہ مانی تو پچاس ہزار روپیہ daily جرمانہ کیا جائے گا، جواب only once کیا ہے؟ میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ اگر کوئی عطائی یا quack پکڑا جائے تو اس سے تین سو روپے daily لیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! میری ایک بات سن لیں۔آپ نے بھی 206 پڑھا ہو گا۔اس کے اندر چونکہ matter بڑا clear ہے۔آپ نے جو amendment دی ہے اس میں Complaint Cell اور anti Quackery Team کی بات کی گئی ہے۔انہوں نے آپ سے پہلے جو points لے لئے ہیں وہ آپ کے points سے relevant ہیں۔جہاں پر repetition آتی ہے اور جہاں پر بار بار بات ہوتی ہے تو وہاں پر Chair کے پاس 203 کے تحت اختیار ہے اور پھر 206 کے تحت sense of the House لے کر time limit کرنے کا اختیار ہے۔ میری آپ سے صرف یہ request ہے کہ آپ نے بہت بات کر لی ہے۔اس پر بات وہی ہے جو انہوں نے کی ہے اور آپ آگے لے کر جا رہی ہیں۔اب اس کی repetition نہیں آنی چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ quackery کو کیسے چیک کریں گے؟ آپ time limit کر کے ہزاروں لوگوں کو موت کے منہ میں دھکا دے رہے ہیں۔آپ اپنے اس claim کو time limit کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ میں نے rules کو دیکھنا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اگر آپ نے inspection teams بنائی ہیں تو ہماری demand ہے کہ anti quackery team کہتے ہوئے کیا حکومت ڈرتی ہے، کیا ان کی سیاست back foot پر جاتی ہے اور کیا ان کے پر جلتے ہیں، میں پھر کہوں گی کہ جلد بازی میں a hasty legislation is bad legislation, There is nothing about quackery in this وزیر قانون صاحب کو نیند آ رہی ہے اور جماہیاں لے رہے ہیں اس لئے کہ انہیں تو بہت بڑے بڑے اور انگلستان کے اچھے اچھے ڈاکٹر میسر ہیں لیکن جو quacks ہیں ان کے لئے Anti Quackery Team بنانے کی اس میں کوئی بات نہیں کی گئی۔اس میں تبدیلی کے لئے میں appeal کروں گی، دردمندانہ appeal

کروں گی کہ عطائیت سے اس طرح جان نہیں چھوٹے گی۔آپ نے اپنےqualifiedلوگوں پر بہت سزائیں اور بہت بڑا کمیشن بنالیا ہے لیکن عطائیوں کے لئے اس میں کچھ نہیں رکھا، یہ ناانصافی ہے، یہ غلط ہے،اس بل کو واپس لیں، میں آپ کو بار بار کہہ رہی ہوں آپ اس کو بہت بھاری طرحpayکریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!کسی بھی ترقی یافتہ ملک کو دیکھ لیں وہاں پر اگرgood governanceہوتی ہے تو اس کے پیچھے وجوہات کیا ہوتی ہیں کہ عوام کو صحیح طریقے سے سہولیات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ اس کے پیچھے سسٹم کیا ہوتا ہے؟ وہ یہی سسٹم ہے کہ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کی شکایات بھی سنے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات ہو چکی ہے۔آپ اس سے آگے بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ ان جعلی لوگوں کو پکڑنا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے اور یہیgood governanceہے۔آج اگر ہم بڑی بڑی ترقی یافتہ اقوام کی مثالیں دیتے ہیں کہ اگر وہاں پر کسی کا غلط علاج ہو جاتا ہے تو فوری طور پر مریضsueکر سکتا ہے، وہ فوری طور پر اپنی شکایت اعلیٰ حکام تک پہنچا سکتا ہے۔وہ کس طرح سے ممکن ہے؟ یہی شکایات سیل ہیں جن کی نشاندہی اس ترمیم میں کی گئی ہے، یہی ٹیمیں ہیں جوquacksکو پکڑنے کے لئے تیار کی جاتی ہیں۔اس ترمیم کو صرف اس طرح نہ دیکھا جائے کہ یہ لوگ اپنے نمبر بنانے کے لئے ایسا کر رہے ہیں خدارا اس کے پیچھے جو فلاسفی ہے اس کو سمجھا جائے۔ہمgood governanceکبھی بھی نہیں لا سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!repetitionہو رہی ہے۔آپ کاpointاچھا ہے مزید کوئی نئی بات ہے تو وہ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اس کے پیچھے جوlogicsہیں وہ بھی آپ کو بتانا ضروری ہیں۔وہ یہی ہیں کہ جب ہم ترقی یافتہ اقوام کا ذکر کرتے ہیں کہ امریکہ میں ایسا نہیں ہوتا، یورپ میں ایسا نہیں ہوتا تو اس کے پیچھے وجوہات کیا ہیں؟ صرف اس میں یہی بات ہے کہ وہاں پر شکایات سیل قائم ہیں اور عوام کے پاس شکایت کرنے کے آسان ترین ذرائع موجود ہیں۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میں یہ عرض کروں گا کہ دنیا کی developed democracies میں Bill کئی کئی مہینے debate ہوتے ہیں اور پانچ منٹ میں ہی آپ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں،صبر کی بات نہیں ہے law is very much clear اور آپ ماشاءاللہ خود rules کو follow کرنے والے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سحر انگیز مباحثے کا کیا مطلب ہے؟ بڑی parliamentary democracies کے اندر یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کو filibuster کہا جاتا ہے جس میں لوگ Telephone Directory پڑھنا شروع کر دیتے ہیں جس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا،ان کو کوئی قدغن نہیں ہوتی اور انہیں کوئی چُپ نہیں کراتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں،پھر مل کر یہ قدغن ختم کروادیں،مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ شاید آپ کو جلدی ہو گی تاکہ جلدی جلدی یہ Bill پاس ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے بالکل کوئی جلدی نہیں ہے۔آپ جتنی مرضی بات کریں لیکن repetition نہ ہو۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس میں کوئی جلدی کی بات ہے اور نہ نیند آنے کی بات ہے لیکن بات صرف بوریت اور افسوس کی ہے کہ یہ لوگ amendments لے کر آئے ہیں لیکن انہوں نے اس Bill کو پڑھا تک نہیں ہے۔میں ان سے یہ عرض کرتا ہوں کہ Bill کی کاپی اگر ان کے پاس ہے تو یہ 4 Clause کی (7) sub Clause پڑھیں۔

(7) Notwithstanding anything contained in any other law, the Commission may:

(a) on a complaint by any aggrieved person;

(b) on a complaint by any aggrieved doctor; or

and shall:

(c) on a reference by the Government or the Provincial Assembly of the Punjab; or

(d) on a motion of the Supreme Court of Pakistan or the Lahore High Court made during the course of any proceedings before it.

Undertake investigation into allegations of mal administration….

جناب سپیکر!اب اس سے بڑا طریق کار ان کو اور کون سا چاہئے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!یہ بتائیں کہ یہ کہاں پر لکھا ہوا ہے اور یہ complaints کہاں آئیں گی؟

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!یہ ٹھیک نہیں کہہ رہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):اب یہ کھڑے کیوں ہو گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر:This is no way آپ کی باری تھی بول چکے۔پلیز!تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اب ان کی حالت یہ ہے کہ انہوں نے یہ Bill پڑھا ہی نہیں ہے۔ اب اس بل میں اس سے زیادہ comprehensive complaint, procedure اور mechanism کیا دیا جا سکتا ہے؟ باقی جہاں پر ہسپتال میں ایک complaint cell قائم ہو گا اور وہاں پر Complaint Cell لکھا جائے گا تو یہ rules کی بات ہے، Act کی بات نہیں ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (2), after Para (q), the following new pares (r) and (s) be added:-

(r) make a Complaint Cell for public; and

(s) make a Special anti-quackery Team."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The third amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram

Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ ایوان میں تشریف لائے)

MRS. SAMINA KHAWAR HAYAT: Thank you. Sir, I move:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (5), after the word "manner", the expression "and lay the report before the Provincial Assembly of the Punjab" be inserted."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (5), after the word "manner", the expression "and lay the report before the Provincial Assembly of the Punjab" be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! There nothing to oppose جیسا کہ Bill میں کہا گیا ہے اور دیکھئے کہ رانا صاحب نے ابھی کچھ دیر پہلے کہا کہ پڑھ کر آنا چاہئے تھا۔ اگر یہ Clause 4 پڑھ لیتے تو شاید یہ oppose کرتے ہوئے ہچکچا جاتے جسے میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وہ پڑھا گیا ہے بس آپ reason بتادیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ کو Bill پڑھ کر بتانا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا، ٹھیک ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! Rules آپ کے سامنے ہیں and I have to obey the Rules جیسا کہ Bill کی Clause 4 میں کہا گیا ہے کہ:

4. (5) Subject to sub-section (6), the Commission shall conduct third party evaluation through independent performance audit of Health Care establishments in the private sector other than tertiary Care hospitals.

بالکل ٹھیک ہے، ہم بھی یہی چاہتے ہیں اور انہوں نے بہت اچھا لکھا ہے .enough face manner اس کے بعد کمیشن جو رپورٹ تیار کرتی ہے اگر اسے اسمبلی میں لے آئے تو اس میں کیا قباحت ہے؟ اسمبلی جو ایک مقدس ایوان ہے جہاں پر ہم سب respectable ممبران بیٹھتے ہیں تو ہمارے سامنے وہ رپورٹ پیش کرنے میں کیا قباحت ہے اور کیوں اس کو oppose کیا جائے؟ اس ہاؤس میں وزیر اعلیٰ صاحب اور ایوان کے معزز ممبران موجود ہوتے ہیں تو میں conclude کرتے ہوئے صرف یہ کہوں گی کہ اس مقدس ایوان میں بھی کمیشن کی رپورٹ پیش ہونی چاہئے۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس ترمیم سے پچھلی والی ترمیم پر بات کرنے کی آپ اجازت دے دیں کیونکہ اس وقت میں بول نہیں سکا تھا۔ ایک تو لاء منسٹر صاحب کی بات کا جواب دینے کا موقع نہیں ملتا، وہ طنز کرتے ہیں اور مجھے تو کئی دفعہ ایسے لگتا ہے جیسے شاید میں کسی تھیٹر میں آیا ہوں جہاں جگت بازی کا مقابلہ ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنے rules کو دیکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مہربانی کر کے اگر ان چیزوں سے نکل کر صحیح issue پر چلیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: لہذا آپ سے گزارش ہے کہ اگر اگلی دفعہ ایسی کوئی بات ہو تو آپ اس کی اصلاح کروا دیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں بالکل دیکھ لوں گا۔آپ ترمیم پر بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس ترمیم کو دینے کا مقصد یہ ہے جیسا کہ ہم بار بار کہتے ہیں کہ ہم نے ان Parliaments کو strengthen کرنا، اختیارات دینا اور ان کو policy making and decision making کے اندر involve کرنا ہے۔اس پورے Bill کے اندر اسمبلی کا کوئی role ہی نہیں دیا گیا کیونکہ ان ساری چیزوں کی رپورٹ تو بننی ہے لہذا اگر اسے اسمبلی میں بھی lay کر دیا جائے تو میرے خیال میں اس میں کوئی قباحت نہیں ہونی چاہئے۔صرف اس لئے کہ یہ اپوزیشن نے کہا ہے تو اس کو "نہ" کر دینا ہے۔ ہم نئی روایتیں قائم کریں تاکہ اگر اپوزیشن کی طرف سے بھی کوئی positive مشورہ آئے تو اس کو incorporate کر لیا جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں تو میں ان کا شکریہ ادا کروں گا کہ میری بجٹ کی تقریر میں سے میرے مشوروں کو incorporate کیا گیا تھا۔ ہمیں اپنے دل بڑے کرنے کی ضرورت ہے، ہم مخالفت برائے مخالفت اور اپوزیشن دشمن کے نقطہ نظر سے نکلیں۔ میرے خیال میں اس کی رپورٹ اسمبلی کے سامنے پیش ہونے میں میرے سارے بہن بھائی منصفی کے ساتھ سوچیں تو کوئی برائی نہیں ہے لہذا میں سب سے اپیل کروں گا کہ اس میں ہمارے ساتھ ووٹ دیں۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں بھی اس پر بات کروں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس میں بڑی simple سی بات ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ اسے اسمبلی میں lay کر دیا جائے لیکن اب آپ اس میں نئی بات کیا کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ جب آپ کہتے ہیں کہ اس پر debate کرنی ہے تو اس کے اندر بہت ساری باتوں کو define کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ اس پر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: اس کے اوپر دلیل کے ساتھ بات کرنا بہت ضروری ہے۔ یہ point ایک ہی ہے آگے بے شک اسے آپ ایک جملے میں بیان کر دیں، ایک لائن بنالیں، اس کی summary بنالیں، اس پر پورا پیراگراف لکھ لیں یا اس پر پورا مضمون لکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ Rule 203 پڑھ لیں پھر اس کے مطابق اس پر بات کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جب debate کی بات آتی ہے تو اس میں یہ ساری چیزیں آ جاتی ہیں۔ یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ One line discussion.

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ نے Rule 203 پڑھا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جب discussion ہوتی ہے تو اس میں ایک ہی نکتے پر آپ دلائل کے ساتھ بات کرتے ہیں۔ یہ معزز ایوان ہے، وزیر اعلیٰ صاحب بھی تشریف فرما ہیں اور اوپر میڈیا بھی دیکھ رہا ہے تو جب ہم ایک جمہوری سسٹم کی بات کرتے ہیں اور جمہوریت کو strengthen کرنے کی بات کرتے ہیں تو اس کے لئے ہمارے رویے بھی جمہوری ہونے چاہئیں۔ جمہوری رویوں کی نشاندہی اسی وقت ہو گی جب ہم اس ایوان کے تقدس کو سب سے زیادہ اہم سمجھتے ہوئے اس Clause کو اس Bill کا حصہ بنائیں گے کہ یہ رپورٹ ایوان میں آنی چاہئے اور معزز ممبران جو کہ جمہوری عمل کے نتیجے میں اسمبلی میں پہنچے ہیں تب ہی ہمارے ذہن کی عکاسی ہو گی کہ ہم پورے سسٹم میں جمہوری عمل کو اجاگر کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ This is repetition again جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ایک procedural issue ہے اور اس کی منظوری وزیر اعلیٰ نے ہی دینی ہوتی ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (5), after the word "manner", the expression "and lay the report before the Provincial Assembly of the Punjab" be inserted."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The fourth amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari….

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اسے ہم withdraw کرتے ہیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Thank you. This amendment has been withdrawn. The 5th amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, and Ch. Moonis Elahi, Col (R) Muhammad Abbas Chaudhary. Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamar Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR. SAMIA AMJAD: I move:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (8), for the expression, "the competent forum", the expression "the High Court" be substituted.

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (8), for the expression, "the competent forum", the expression “the High Court" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اگر آپ Clause پڑھنے کی اجازت دیں تو اس میں لکھا ہے کہ:

The commission shall take cognizance of any case of harassment of Health Care service provider or damage to a Health Care establishment and may refer such a case to the Competent Authority.

ابھی میڈیا پر تازہ تازہ ایک نرس کا چھت سے گرنا اور ڈاکٹر کی ٹانگ کا ٹوٹنا اور یہ ساری چیزیں سامنے آئی ہیں جو harassment میں تھیں۔Work place harassment کے بارے میں بڑا کچھ لکھا گیا ہے مگر یہ harassment اس حد تک آگے کسی time چلی جاتی ہے جس میں نہ صرف Health Care کی جگہوں پر مریضوں پر تشدد، ورکرز اور نرسوں پر بھی تشدد۔۔۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب کو کہیں کہ وہ میری طرف توجہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بل کو لاء منسٹر صاحب دیکھ رہے ہیں اور انہوں نے ہی جواب دینا ہے اس لئے آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اگر وزیر اعلیٰ موجود ہیں تو میں ان سے اس لئے بات کرنا چاہتی ہوں کہ ابھی ایک نرس کا واقعہ ہوا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔آپ اس بل سے متعلقہ رہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں harassment کی بات کر رہی ہوں اور اس حوالے سے آپ سب لوگوں کی توجہ اس طرف دلوا رہی ہوں کہ ڈاکٹروں نے یہ Clause اس لئے شامل کی تھی کہ work place harassment جس میں نرسوں کا harassment، ڈاکٹروں کا harassment اور مریضوں کا harassment جو ایک شدید اور بہت high level پر چلا جاتا ہے اور وہ واقعہ بھی یاد کروانا چاہتی ہوں کہ جب ایک قیدی کو جناح ہسپتال میں رکھا گیا تھا تو دہشت گرد وہاں داخل ہو گئے تھے تو اس harassment کی بات بھی کرنا چاہتی ہوں۔جب جرائم Health Care Provision یعنی سرکاری ہسپتالوں میں بھی ہو رہے ہیں تو پھر ان کی شنوائی اس طرح، جی نہیں، ہائیکورٹ میں جانا ضروری ہے۔یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک کمیشن اپنے بارے میں شکایت کو خود ہی سنتا رہے؟ ہائیکورٹ میں اتنے بڑے بڑے جرائم تک بات جا پہنچتی ہے تو چھوٹی موٹی بات کو بھی categorize کیا جا سکتا ہے لیکن میں آپ کو بتاؤں کہ کل سٹی 42 ٹی وی چینل پر بھی نیشنل ہسپتال کے ڈاکٹر سرور نے کہا تھا کہ

جب بھیharassmentہوتی ہے تواس کےproper forumمیں مجسٹریٹ بھی آئے،پولیس بھی آئی اور ہائیکورٹ بھی آئی تواسے اس میں کیوںlimitکیا جارہا ہے؟لوگ مر جاتے ہیں اور بڑے بڑے پرائیویٹ ہسپتالوں کے نام آتے ہیں،وسیم اکرم کی بیوی کی بھی بات کروں گی اور عائلہ بچی کےcaseکی بھی بات کروں گی کہ اس میں صرف ایکCompetent Authorityکہہ کر کمیشن کے اندر harassment of Doctor, harassment of patient, harassment of Nurses, working staff, prisonersوغیرہ آتے ہیں۔

یہ انتہائی اہم بات ہے اور ایکCompetent Authorityمجھے تو سمجھ نہیں آئی کہ اس کمیشن کو کتنا بڑااور کتنا طاقتور آپ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ خود ہی شکایات سنے گااور خود ہی اس قسم کی مار دھاڑ، دہشتگردی،suicide, rapeسب کچھ خود سن لے گا۔No sir ہائیکورٹ کے کردار کو اس میں ignoreنہیں کر سکتے۔اس بل کی یہClause deleteکریں تاکہexisting Law prevailکرے۔آپ اس بل میں کوئیchangeنہیں کر سکتے۔آپ کیسے کہتے ہیں کہ اس کمیشن میں ہائیکورٹ جتنےqualifiedلوگ موجود ہوں گے اور ایک ایساaggrieved personجس کی عزت لٹ جائے،ایک ایسادہشت گرد جس کو ماریں یا بھگادیں،ایک ایسی نرس جو ساری زندگی پڑھنے کے بعد چھت سے گر جائے اور ایسے مریض جسے ڈاکٹر یا نرس کی بے توجہی سے موت آجائے،ایسے پرائیویٹ ہسپتال، ایسے حکیم،ایسے سارےTransplant Centres scaringکر دیتے ہیں۔انہیں نہ دیکھنے کے لئے harassment in the placeکے لئے مجھے تو سمجھ نہیں آئی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے کسی ملک کی مثال دے دیں جہاں پر یہ براہ راست مجاز اتھارٹی ہائیکورٹ ہوتی ہے۔دنیا کی کوئی ایک مثال دے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!خدا کے واسطے یہ بات مت کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!آپ ایسے سوالات نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں irrelevancyکی بات ہے،203کوkindlyدیکھیں کہ جبIrrelevancy آئے گی توI can interfere

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جوirrelevancy آئے I respect the Chair ٹھیک ہے مگر میں صرف اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ یہ Clause ایک ایسی power کو ignore کر رہی ہے۔یہاں اس کی وجہ سے ان مجرموں کو ایک شیلٹر مل سکتا ہے جب proper قانون اور چینلز، پولیس اور ہر چیز موجود ہے تو harassment کے cases کو کمیشن کا take up کرنا، لا منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ ڈاکٹر سامیہ فلاں Clause بھی پڑھ لینی تھی تو کیا انہوں نے time دیا ہے؟ شام کو سات بجے یہ اسمبلی میں بل لاتے ہیں اور rules relax کر کے آدھے دن میں پاس کروانے کی کوشش کرتے ہیں اور aspect کرتے ہیں کہ ایک یا دو بندے بیٹھ کر ترامیم بھی لکھ لیں، بل بھی پڑھ لیں اور باقی سب کچھ بھی کر لیں مگر یہ کس قسم کا انصاف ہے؟ یہ وہ قانون ہے جس سے لوگ مر رہے ہیں اور یہ ساری باتیں irrelevant نہیں ہیں۔یہ وہ باتیں ہیں جو روز مشتہر ہوتی ہیں، جو ہم پڑھے لکھے رجسٹرڈ، حکیم، طبیب، ڈاکٹرز اور goodwill کے لوگ ہیں اور آپ کے پڑھے لکھے جن پر لاکھوں روپے خرچ کئے ہیں، ان کے خلاف یہ بل لانا کہ harassment ہو گئی "تے کوئی گل نہیں اسیں آپے ای شکایت سن لاں گے"۔No sir no یہ شکایت یہاں نہیں سنے گا اور یہ ترمیم غلط ہے۔ میں اس پر جتنی آواز اٹھاؤں وہ کم ہے۔لاکھوں خاندان تباہ ہو رہے ہیں۔ یہ harassment کسی بھی طرح ہو، چاہے وہ پروفیشنل ہو تو اس کے لئے کوئی Competent Authority, proper channel ہائیکورٹ، مجسٹریٹس اور Lawyers سنیں گے so help you God ورنہ آپ تیار ہو جائیں کہ آج پنجاب اسمبلی کے باہر جس جلوس کو آپ نے واپس بھیجا ہے وہ صبح اس سے ہزار گنا زیادہ آئے گا اور ڈاکٹر اسد اشرف کی سازش کامیاب نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر! جب harassment کی بات ہوتی ہے تو اس کے اندر تمسخر اڑانا اور ہوٹنگ کرنا بھی شامل ہے اور میں اس Clause پر بات کرتے ہوئے آپ سے یہ کہنا چاہوں گی کہ آج الحمدللہ ہماری عدلیہ آزاد ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہماری عدلیہ آزاد فیصلے کر رہی ہیں جبکہ یہاں کمیشن کی بات کی گئی ہے تو کمیشن پر لوگ اثر انداز ہو سکتے ہیں۔Same department کے same کمیشن پر وہاں کی انتظامیہ بھی اثر انداز ہو سکتی ہے، وہاں پر لابنگ بھی اثر انداز ہو سکتی ہے اور مشترکہ جرائم کرنے والے لوگوں کی ٹیم بھی اس پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔اکثر departments میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ آج کل مافیا بن جاتے ہیں تو مختلف departments اور مختلف شعبوں میں بڑے بڑے

اداروں کے اوپر وہ مافیااور لابی والے اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم اگر آزاد عدلیہ کی بات کرتے ہیں،اگر ہم ہائیکورٹ کی بات کرتے ہیں تو صرف اس لئے کر رہے ہیں کہ اس آزاد عدلیہ پر کوئی اثر انداز نہیں ہو سکے گا۔ ہمیں عدلیہ کو ہی سب سے important complaint کرنے والا ادارہ سمجھنا چاہئے اور کمیشن کی بجائے ہم نے ہائیکورٹ کو اس لئے address کرنے کی بات کی ہے اور ہم کہہ رہے ہیں کہ اسے اس میں شامل کر لیں کہ آزاد عدلیہ کے اوپر ہر وقت rest ہے۔آپ بھی یہی کہتے ہیں اور پوری اسمبلی بھی یہی کہتی ہے جبکہ عوام بھی یہی کہتی ہے اور ہم بھی اسی لئے یہاں پر اسے address کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں conclude یہ کروں گی کہ کمیشن میں بجائے "مک مکا" ہو تو کیوں نہ ہماری عدلیہ جو کہ آزاد ہے اور ہمیں اس پر بھروسہ بھی ہے تو بات براہ راست ادھر جانی چاہئے اور "مک مکا" ختم ہونا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): شکریہ۔جناب سپیکر!اپوزیشن کے ممبران کا بھی بہت شکریہ کہ انہوں نے عدلیہ کو آزاد تسلیم کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

اور انہیں ان طاقتوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ جنہوں نے اس آزاد عدلیہ کے وجود کو ممکن بنایا۔

اس میں بالکل عدلیہ کا role ہے، جو Health Care Commission ہے وہ جو بھی فیصلہ کرے گا اس کے بعد سیشن کورٹ کو review کرنے اور اپیل سننے کا اختیار حاصل ہے۔ سیشن کورٹ کے فیصلے پر اپیل سننے کا ہائیکورٹ کو اختیار حاصل ہے۔ اگر ہم اس کو direct ہائیکورٹ بھیج دیں گے تو پھر ایک forum applet کم ہو جائے گا۔ ہم نے چاہا کہ جس کسی کو کوئی grievance ہو اسے زیادہ forum available ہونے چاہئیں اس لئے first appeal سیشن کورٹ میں ہو گی اور second ہائیکورٹ میں ہو گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause 8 for the

expression "the competent forum", the expression "High Court" be substituted."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The 6th amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Chaudhary, Mrs. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi and Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Sir, I move:

"That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause 9 after the word "prescription" the expression "and shall establish special cell for control of such drugs" be inserted."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause 9 after the word "prescription" the expression "and shall establish special cell for control of such drugs" be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!اس میں ادویات کی آزادانہ فروخت کو کنٹرول کرنے کے لئے ہمیں آج پورے ادارے کی ضرورت ہے کیونکہ اس کی وجہ سے آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے لوگوں کی اموات ہوئی ہیں۔یہاں پر غلط اور جعلی ادویات بے تحاشا بکتی ہیں۔Specially جو expired medicines میڈیکل سٹوروں کے علاوہ جو لوگ بیچ رہے ہیں اس کی وجہ سے انسانی اموات ہو رہی ہیں اور بہت زیادہ برا اثر پڑ رہا ہے اس کے لئے ہم suggest کر رہے ہیں کہ ایک پورا ادارہ ہونا چاہئے،ایک پورا سیل ہونا چاہئے جو بغیر prescription کے ادویات کو بالکل allow نہ کرے۔اس کے لئے ایک سیل بننا بہت important ہے اس لئے مہربانی کر کے یہ بہت important amendment ہے اس کو شامل کیا جائے کیونکہ یہ انسانی جانوں کا سوال ہے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب عالی!International rule یہ ہے کہ over the countered drugs کی سیل کی لسٹیں بنائی جاتی ہیں اور سپیشل کچھ ایسی دوائیاں ہوتی ہیں جن کی over the counter sale اجازت ہوتی ہے۔میں آپ کو بات بتانا چاہتی ہوں کہ premature labour میں جب خاتون ساتویں یا آٹھویں مہینے میں چلی جاتی ہے تو اس کے لئے جو دوائی استعمال ہوتی ہے وہ Vento line 2 mg ہے۔جب یہ prescription دکان پر جاتی ہے تو دکاندار کہتا ہے کہ "ڈاکٹر نوں پتا نئی لگیا ایہہ تے دمے دی دوائی اے" یہ ایک ایسی basic example میں نے آپ کو دی ہے کہ جس سے ایک نوزائیدہ بچے کو پیدا کرنے کے لئے یا اس کی ماں کے risk کو ختم کرنے کے لئے ایک پڑھے لکھے general practitioner نے لکھا اور ایک جاہل سٹور کیپر نے over the counter sale یا prescription پھاڑ کر، پھینک کر، quackery کی ایک شاندار مثال قائم کر کے یہ کیا۔اس میں جب آپ over the counter sale کی بات کر رہے ہیں تو بے شک ایک بہت اہم، بہت ہی ضروری issue اور ایک quality control medicine کی بات کر رہے ہیں۔میں اس حکومت کو again داد دیتی ہوں کہ وہ اس drug sale کو اس بل اور ہیلتھ کے سسٹم میں لائے۔مگر اس کے لئے again ایک چھوٹی سی کلاز کافی نہیں ہے۔Drugs جو بکتی ہیں آپ خود تصور کریں کہ پنجاب کے چپے چپے پر کتنی دکانیں ہیں۔آپ یہ دیکھیں کہ جس نے بھی ڈرگ سٹور کھولا، جس نے بھی میڈیکل سٹور کھولا اس نے سمجھا کہ میں تو ڈاکٹر بن گیا۔وہ ایک authentic طبیب، حکیم یا ڈاکٹر کی prescription کو پھاڑ کر پھینکنا over the counter sale نہ کوئی چیک کرنے کا طریقہ ہے،

کوئی rule موجود ہے، کوئی سیل موجود ہے، کوئی انسپکشن ٹیم موجود ہے اور نہ ہی کوئی public awareness programme موجود ہے۔وہ صرف یہ کہہ دیتے ہیں کہ "ڈاکٹر نوں نئیں پتا لگیا، نوی، نوی ڈاکٹر بنی اے۔ایہہ تے دمے دی دوائی اے"

جناب عالی! یہ over the counter sale میں اس پنجاب کی دوائیوں کے تخمینے کا اگر آپ محتاط اندازہ بھی imagine کریں تو میرا خیال ہے کہ میرے بہت معزز میاں محمد شہباز شریف چیف منسٹر پنجاب اس چیز کو identify کر سکیں گے کہ یہ اربوں روپے کا زہر ہے جو ہم over the counter sale کرتے ہیں اس کے لئے اس میں ایک شق تو شامل ہے لیکن اگر پورا سیل Drugs Control Cell کے نام سے اس میں add کر دیا جائے گا تو اسی بل کو چار چاند لگ جائیں گے۔اس کو آپ "No" کہہ کر اس کو delete تو کر دیں گے لیکن یہ bad sense کی بات نہیں اور تنقید برائے تنقید نہیں ہے۔Over the counter drug sale کی طرف توجہ دینا ضروری ہے کیونکہ اس میں سمگلنگ بھی ہے، mitto drugs بھی ہیں اور وہ ادویات بھی ہیں جس سے بچے اپاہج پیدا ہوتے ہیں۔ILO کی رپورٹ ہے کہ دس فیصد بچے پاکستان میں اپاہج ہیں۔ دس فیصد کا مطلب ہے کہ ہر سو لوگوں میں congenital malformation دس فیصد ہے۔اس کی main وجہ یہ ہے کہ جو abortion کے لئے دوائی کھائی جاتی ہے یا پہلے تین ماہ میں ماؤں کو یہ سٹور کیپر over the counter drugs sale کر دیتے ہیں اس کی وجہ سے یہ اپاہج بچے پیدا ہوتے ہیں جن کا بعد میں مزاروں کے علاوہ اور کوئی والی وارث نہیں، کوئی سسٹم نہیں یا ہمارا سسٹم اس میں بھی کمزور ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب عالی! یہ drugs system وہ زہر ہے جیسا کہ میں نے تھوڑی دیر پہلے کہا کہ گردے فیل ہوتے ہیں، یہ وہ drug system ہے جس سے دماغ کی رگیں پھٹتی ہیں اور یہ وہ drug system ہے جس میں اربوں روپے کا خُورد بُرد ہو رہا ہے۔ میں اس پر کیسے چھوٹی تقریر کروں، میں آپ کو اپنے دل کی یہ بات کیسے سمجھاؤں کہ ایک لفظ "Cell" لکھنے سے آپ کتنی بڑی خدمت اس پنجاب کی کر دیں گے۔کیا یہاں سب ممبران ایک رانا ثناء اللہ کے ہاتھ دکھانے پر "ہاں" یا "ناں" کرنے کے لئے بیٹھے ہیں؟ نہیں، آپ تمام لوگ backward areas سے آئے ہیں۔اگر میری بات کسی کے دل میں آتی ہے تو یہ میری اپیل ہے کہ اگر آج کے بعد اس Health Care Bill کے بعد مجھے کبھی بھی اس دنیا میں اگر بولنے کا موقع نہ بھی ملے تو مجھے شکایت نہ ہو گی کیونکہ 9 سال سے میں یہ جان رہی ہوں، ان باتوں کو کرنے کے لئے آج اس ایوان میں انگریز کا سسٹم پھاڑ پھینک کر پاکستانی ڈاکٹرز، پاکستانی ہیلتھ

کیئر سسٹم کے لوگوں نے یہ چیز پیش کی ہے۔ کیا عجلت ہے، کیا جلدی ہے اور کیوں نہیں یہ باتیں مانی جا سکتیں؟ خدارا آپ لوگ اس کو اس طرح بلڈوز مت کریں، اس کو اس طرح brute force میں نہ لے جائیں۔ شہباز شریف نے ہیلتھ کے پورے ڈیپارٹمنٹ کو اپنے پاس رکھا I admire him for that اس لئے کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ یہ جو ہیلتھ کے نام پر، مسیحائی کے نام پر ظلم اور جرم ہو رہا ہے اس کو روکا جائے لیکن یہ limited Bill کی جو limitations ہیں اس میں چند لفظ بدلنے سے صرف اور صرف یہاں کی نیک نامی ہو گی۔ آج میں اپوزیشن کی ہوں نہ کہیں اور کی۔ میں ایک ڈاکٹر ہوں، مریضوں کی بات کر رہی ہوں اور اس ایوان سے بات کر رہی ہوں۔ آپ ان باتوں کو سمجھیں۔ Over the counter sale کو روکنا۔ آپ دنیا میں کسی بھی جگہ پر چلے جائیں آپ کو پتا چلے گا کہ اس زہر کو بغیر expert، جعلی ڈگریوں اور quacks بیچنے والے سٹور کیپر اور سٹوروں کے مالک جو ظلم ڈھا رہے ہیں اس ظلم کو آپ اس ایک لفظ سے ختم کر سکتے ہیں، یہ آپ کی سبکی نہ ہو گی بلکہ یہ آپ کی بڑائی ہو گی اور آپ کے سہرے میں ایک اور پھول لگ جائے گا اور اس میں سے ایک کانٹا بھی نکل جائے گا۔ میں آپ سے دوبارہ اپیل کرتی ہوں کہ اس کو آئیں بائیں شائیں نہ کریں اور سوچیں کہ over the counter drugs sale کو روکنے سے اور ایک ٹیم بنانے سے اور check and balance کرنے سے، ان کو پکڑنے سے، ان کی complaint لکھنے سے اور ان کو بند کرنے سے کیا آپ اس ملک کی کتنی بڑی خدمت کر جائیں گے اور اس کی جزا انشاء اللہ اگلے جہاں میں بھی ملے گی مگر آپ سوچیں تو تب بات ہے، آپ لوگ سوچیں کہ اس وقت آپ کی ہاں اور ناں میں بہت بڑا کام ہونے چلا ہے۔ میں دوبارہ اور بار بار یہ کہتی ہوں کہ ادھر non serious گفتگو اور اس طرح کے ہنسنے والے لوگوں کو یہاں بیٹھنے کا کیا حق ہے کہ جنہیں یہ نہیں پتا کہ زہر کیسے بک رہا ہے، سنکھیا کیسے بک رہی ہے اور یہ ساری چیزیں کس طرح اس عوام کو لے کر ڈوب رہی ہیں؟ ہر ہنسنے والا اس بات پر اس ایوان میں سب سے بڑا ناانصاف اور below the standard شخص ہے جو اس بات پر ہنس رہا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، محترمہ! ابھی کچھ رہ گیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا خیال ہے۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:.During legislation, no point of order, pleaseتشریف رکھیں۔جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!یہ میرا استحقاق ہے کہ میں اس پر بات کر سکتی ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:repetition نہیں ہونی چاہئے اور اس پر علیحدہ بات ہونی چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!میرے جملے یقیناً اُس سے الگ ہوں گے اور کوئی جملہ ان سے match نہیں کرے گا۔میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ پوری دنیا میں جتنے بھی ترقی یافتہ ممالک ہیں آپ دیکھ لیں کہ بغیر authorized doctor کے یا authorized حکیم اور یا کوئی وہاں پر صحت کی سہولیات دینے والے ادارے ہیں ان کی prescription کے بغیر کوئی ڈیپارٹمنٹ اور کوئی بھی میڈیکل سٹور دوائی فراہم نہیں کرتا اور ہمارے ہاں ہو کیا رہا ہے کہ خود ساختہ دوائیاں آرام سے دستیاب ہیں اور ہر جگہ دستیاب ہیں اور جعلی ادویات ہر جگہ دستیاب ہیں۔اگر قانون کے اس مسودہ میں ایک لفظ شامل کر لیا جائے کہ ایک کنٹرول سیل بنا دیا جائے تو اس سے اس Bill کی بھی پوزیشن زیادہ مستحکم ہوتی ہے اور اس سے قانون کے اندر کوئی سقم نہیں رہتا اور کل کو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ چیز اس میں شامل نہیں تھی اس لئے ہم اس پر جوابدہ نہیں ہیں۔ہم نے ان چیزوں کا بھی تو خیال رکھنا ہے اور ہم ان چھوٹی چھوٹی کلاز کو اس میں شامل اس لئے کرنا چاہتے ہیں کہ اس کے اندر فرار کے راستے اور چور دروازے بند ہو جائیں۔یہ دیکھا جائے تو آپ کی مدد ہے اس Bill کے اندر ہماری ایک کاوش ہے اور ایک وہ چیز شامل کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں جس سے اس میں زیادہ بہتری پیدا ہو جائے تو میری آپ سے یہ التماس ہے کہ آپ ناراض نہ ہوا کریں۔ہمیں بات کرنے دیا کریں۔یہ ہمارا حق ہے اور بحث کے اندر repetition کا لفظ ضرور استعمال کریں کیونکہ آپ Custodian of the House ہیں لیکن خدارا ہم یہی تو کر سکتے ہیں اور ہم کیا کر سکتے ہیں باقی تو آپ ہی جنگل کے بادشاہ ہیں جو مرضی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،بہت شکریہ۔ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!ایک تو ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہیں آج اس بات کی سمجھ آ گئی ہے اور انہوں نے اس بات کی تعریف کی ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے پاس کیونکر رکھا تھا کہ اس میں یہ یہ بہتری آ جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

دراصل ان کو ہر بات کی سمجھ بہت دیر سے آتی ہے اور کاش یہ سمجھ ظہورالٰہی روڈ پر بیٹھے ان کے چودھری صاحب کو بھی آ جائے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، no personal attack میں نے کہہ دیا ہے۔اب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!انہوں نے جتنی بحث کی ہے اس میں انہوں نے prescription پر بات کی ہے تو میں یہ کلاز نمبر 4 کی سب کلاز نمبر 9 ہے اسے پڑھتا ہوں کہ:

The condition shall take measures and device a strategy to counter sale of drugs with out prescription.

یہ چیز تو already درج ہے اور اس سے متعلق باقی چیز کی تفصیل rules میں آ جائے گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے پرویزالٰہی زندہ باد کے نعرے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،آپ تشریف رکھیں۔

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause 9 after the word "prescription", the expression "and shall establish a special cell for control of such drugs" be inserted."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The 7th amendment is from Ch Zahir-ud-din Khan, Mr Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs

Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

اس سے پہلے میں کہوں گا کہ کسی کے متعلق کوئی یہاں پر personal comment نہ دیا جائے۔ ہم اس وقت legislation کر رہے ہیں۔ جی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ تمام پارٹیوں کی leadership کا احترام کرنا ہم سب معزز ممبران کا فرض ہے، آپ مہربانی کر کے جو الفاظ معزز لاء منسٹر صاحب نے use کئے ہیں ان کو expunge کرا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ پھر میں اس کو دیکھتا ہوں آپ بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس میں Chair کی Ruling آئی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Ruling فوری نہیں دی جاتی وہ ابھی میں کر لوں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ let me go through. میں ابھی دیکھتا ہوں، آپ بات کریں۔

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

> "That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause-10 for the expression "may exercise the same powers as vested in", the expression "shall refer the case to" be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause-10 for the expression "may exercise the same powers as vested in", the expression "shall refer the case to" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس میں جو اختیارات کمیشن کو دیئے گئے ہیں اور اس میں یہ لکھا ہوا ہے may exercise the powers. سول کورٹ کی powers وہ use کر سکتا ہے جبکہ ہم یہ

کہہ رہے ہیں کہ وہ سول کورٹ کو refer کرے کیونکہ سب سے بڑی بات یہ ہے جو انہوں نے خود ہی اس Bill میں کمیشن اور اس کے ممبرز کا ذکر کیا ہوا ہے اس میں ایک

Secretary to the Government Health Department and Vice-chancellor of the Health sector are representatives of the Pakistan Medical Association and representatives of the Private Health Care establishment.

اس کے بعد representative general practitioner اور ایک representative Council of Tib اور ایک representative Council of Homeopathic کا ہے اور although ساتھ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ .nominated by the government لیکن اس میں کوئی بھی ایسا پروفیشنل بندہ موجود نہیں ہے جس کے پاس یہ expertise ہوں کہ اس بندے کا کیس کس طرح سے trial کرنا ہے اور کس طرح سے document compile کرنے ہیں اور پھر اس میں evidences collect کرنے کی بات بھی ہو رہی ہے، اس کے بعد affidavit کی بات بھی ہو رہی ہے تو یہ جو ساری expertise ہیں میں نہیں سمجھتی کہ ان میں سے کسی بھی ایک بندے کے پاس ہیں تو جب تک right person at the right place نہیں ہو گا اور جو صحیح کام صحیح محکمہ کے پاس نہیں ہو گا تب تک کوئی بھی جو کام ہے اس کے بہتر رزلٹ حاصل نہیں کر سکتے تو جو کورٹ کا کام ہے وہ کورٹ کو کر لینے دیں۔ عدلیہ آپ نے آزاد کرائی ہے اور اس کا سہرا آپ کے سر پر ہے اور ہم آپ کے followers ہیں جو اس بات کو admit کرتے ہیں کہ آج جوڈیشنری آزاد ہے تو پھر آج کیوں اس جوڈیشری پر اعتماد نہیں رہا، میں اس سے کیا سمجھوں؟ عدلیہ کی تنخواہوں میں اضافہ ہوا، بہت اچھی بات ہے پھر ان کو وہ کام بھی کر لینے دینے چاہئیں جو ان سے related ہیں۔ اگر مجھ سے کوئی کہے گا کہ اس مریض کو ٹیکہ لگا دو تو میں نہیں کر پاؤں گی اور اگر میں زبردستی کرنے کی کوشش کروں گی تو اس کے results negative ہوں گے۔ اسی طرح سے ہیلتھ کیئر کی کمیشن ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talk please.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں Chair سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ یہاں legislation ہو رہی ہے اور معزز ممبرز اگر یہ cross talk بند کر دیں کہ for the simple reason Leader of the House یہاں پر موجود ہیں تو یہ اچھی بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے بات کر دی ہے اور اب آپ بات کریں۔ میرا خیال ہے کہ آپ کی بات مکمل ہو گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتی تھی کہ بہتر ہے کہ جو عدلیہ سے related معاملات ہیں ان میں عدلیہ کی expertise use کی جائیں تاکہ ہم واقعی اس کو ایک ایسا Bill بنا سکیں کیونکہ جب ہم internet پر بیٹھتے ہیں اور دوسرے ممالک کی legislation دیکھتے ہیں تو ہم اس سے impress ہوتے ہیں کہ ہاں ان ملکوں میں اچھے قوانین موجود ہیں۔ کل کو امریکہ میں بیٹھا ہوا بندہ اگر internet پر بیٹھے گا اور پاکستان کا ہیلتھ کیئر بل جو آناً فاناً منظور اگر کرا دیا جائے گا تو اسے دیکھے گا تو شاید یہ چیزیں وہ بھی feel کرے گا کہ اس میں کیا کیا lacunas ہیں اور کہاں کہاں کوتاہیاں چھوڑ دی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسی کو آگے بڑھاتے ہوئے جب ہم اس بل کو دیکھتے ہیں تو اس میں کلاز 12 یہ کہتی ہے کہ:

> The Commission may authorize members of the staff to administer oaths and to attest various affidavits, affirmations or declarations which shall be admitted in evidence in all proceedings under this Act without proof of the signature or seal or official character of such person.

اور اگر ہم اوپر والے میں دیکھتے ہیں تو کورٹ summon کرے گا۔

This commission shall have

(a) summoning and enforcing the attendance of any person and examining him on oath;
(b) compelling the production of documents;
(c) receiving evidence on affidavits; and
(d) issuing commission for the examination of witnesses.

یہ کورٹ والی چیزیں وہ کرے گا۔یہی کمیشن کسی کوaccuse کرے گا۔"کسے وکیل کریں، کس سے منصفی چاہیں؟"مطلب یہ کمیشن ہی سارا کچھ بنا ہے اس لئے یہ چیز کورٹ کے پاس ہونی چاہئے۔ میری پھر سے یہ گزارش ہے، میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ یہ عجلت میں کیا جا رہا ہے، دو چار دن اگر ہمیں اس پر اور دے دیئے جائیں، ابھی تو ہم دیکھ نہیں سکے اتنی جلدی جلدی آیا ہے اور اس میں ہمیں اتنی ساری کمزوریاں نظر آ رہی ہیں تو گزارش یہ ہے کہ ہماری اس بات کو غور سے سُنا جائے کوئی فرق نہیں پڑتا۔اگر یہ Monday یا Wednesday کو پاس ہو جائے گا جہاں اتنے دِن گزر گئے کچھ دِن اور بھی گزر جائیں اس کو بہت carefully دیکھنے کی ضرورت ہے۔.Thank you

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر !اس کمیشن میں، جہاں تک تمام Clauses کو میں پڑھ چکی ہوں اور سمجھ سکی ہوں اس میں check and balance یا جواب دہی کا ایک ایسا سسٹم بنایا جا رہا ہے جس میں کمشنر یا اس کے آفیسرز یا اس کے inspections جو کوئی بھی ہوں گے وہ ہیلتھ کے سسٹم کے اندر جائیں گے اور وہاں پر الزام بھی خود لگائیں گے اور پچھلی دفعہ تو لکھا تھا کہ وارنٹ کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی بھی شاید وارنٹ کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ بغیر وارنٹ پرائیویٹ پراپرٹی میں بھی گُھس جائیں گے، خود ہی وہاں سے لاکھوں کی چیزیں اٹھا کر لے آئیں گے ،لاکھوں کی مشینیں ہوں medico legal, blood یا semen کے samples ہوں ان ساری چیزوں کو بھی خود ہی اُٹھا لائیں گے، خود ہی decide کر لیں گے کہ اس ڈاکٹر نے ٹھیک لکھا ہے، غلط لکھا ہے، خود ہی وہ سب کچھ کر لیں گے۔اس کے بعد اب جب یہ آپ Clause درمیان میں شامل کرتے ہیں تو پھر چلو اگر آپ نے غلط لوگوں کو پکڑا ہے تو وہ لوگ ہی ہیں آپ منصفی بھی خود کریں گے ،oath بھی خود کریں گے ،summon بھی خود کریں گے اس کے affidavit بھی خود لیں گے ؟یہ دنیا میں کہاں ہوتا ہے کہ گورنمنٹ میں check and balance system نہ ہو، کمیشن بنے، جم جم بنے لیکن کمیشن پر بھی کوئی check and balance رکھنا ہے یا نہیں ؟پہلے Ombudsman کا کچھ سہارا تھا لیکن اگر آپ اس کو پڑھیں تو کمیشن کے تمام افسران کو یہ indemnity دی گئی ہے کہ اگر انہوں نے کچھ گڑبڑ کی تو کمیشن خود سُن لے گا لیکن اگر ڈاکٹر یا Health Care provider سے کچھ ہوا تو وہ ہائیکورٹ میں جائے گا اگر پکڑ دھکڑ کرنے والا، پچاس ہزار فیس اور lawyers کی چاندی کر کے ہائیکورٹ میں جانا ہے اور پھر ادھر یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ سارے cases, oath and summon ہم خود کریں گے۔کیا اس بل کو لکھتے وقت کچھ غور کیا گیا

ہے یا نہیں ؟آپ یہ سارا کچھ لوگوں پر لاگو کرنے چلے ہیں within 90 days لوگوں کو پتا بھی نہیں ہے ۔آج بل پاس ہو گا 90 days میں لاگو ہو جائے گا جس مرضی نیشنل ہسپتال کو بند کریں، شہباز شریف ہسپتال کو check کریں، عمران خان کے شوکت خانم کو check کریں جہاں مرضی جائیں شکایت بھی خود کریں پکڑیں بھی خود اور ان بڑے بڑے ہسپتالوں کی شنوائی بھی خود جج کرے گا۔

I put this question to you from the side of the whole "awaam" of the Punjab.

یہ کہاں کا انصاف ہے، یہ کیا چیز ہے، یہ کس کو protect کیا جا رہا ہے؟ مجھ جیسے، حکیموں جیسے ہیئر ٹرانسپلانٹ جیسے غریب کلینک رکھنے والوں کو تو کوئی رول دیا نہ، یہ جج بھی اس لئے ہے کہ بڑے بڑے لوگوں کی بڑی بڑی drugs companies, factories اور ہسپتالوں کو خود سُنا جائے۔ اگر ہم مسلمان ہیں، اگر ہم سچ بولنے سے نہیں ڈرتے، اگر انصاف کا بول بالا ہے، اگر اس حکومت کا یہ دعویٰ ہے کہ judiciary آزاد ہے تو اس آزاد judiciary پر یہ ہتھکنڈا کیوں اور اس کوڑے کو Health Care Commission کے ہاتھ میں پکڑانے سے پہلے آپ نے سوچا ہے کہ آج آپ لوگوں کی حکومت ہے، کل شاید کسی اور کی ہو گی پھر کیا بنے گا، پھر کیا ہو گا؟

معزز ممبران حزب اقتدار: ہماری حکومت ہو گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: بے شک آپ ہی لوگ آ جائیں مجھے اس چیز پر اعتراض نہیں ہے۔

خواجہ عمران نذیر: آمین، آمین۔

جناب ڈپٹی سپیکر: No cross talk. ڈاکٹر صاحبہ! Chair سے مخاطب ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب عالی! آپ خود lawyer ہیں، آپ اس وقت ڈپٹی سپیکر جسٹس کی highest Chair پر بیٹھے ہیں۔ آپ خود سوچیں کہ کیا آپ ایک کمیشن کو civil courts, procedure, summon, prosecute, oath, affidavit, issuing commission لوگوں کے ہسپتالوں میں گھُس کر ریکارڈ گھسیٹ کر لے آنا، مشینیں نکال کر لے آنا، medico legal cases کے ریکارڈز اور semen and blood samples اٹھا کر لے آنا، یہ سب کچھ آپ کریں، کورٹ کی کوئی ضرورت نہیں۔

The Commission may exercise the same powers as are vested in a civil court under the Code of Civil Procedure, 1908 (V of 1908), in respect of the following matters.

Clauses 10, 11 and 12وہ ہیں جو انصاف کی تمام دھجیوں کو بکھیر رہی ہیں۔ political claim کہ judiciaryآزاد ہے اور یہ آپ کی coalition Governmentکا بلند و بانگ دعویٰ کہ ہم judiciary پر trust کرتے ہیں، آپ لوگ نہیں کرتے آپ لوگوں نے یہ vested، آپ منصف بھی خود بننا چاہتے ہیں۔ یہ Clauseغلط ہے، یہ غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ میری short بات ہوتی ہے اور کافی چبھنے والی بھی ہوتی ہے۔ اصل میں ہر بات کمیشن پر ڈال دینا، کمیشن نہ ہو گیا یہ تو ہمارے خادم اعلیٰ صاحب ہو گئے، آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ بھی ان کے پاس ہے، سی اینڈ ڈبلیو بھی ان کے پاس ہے، ایجوکیشن بھی ان کے پاس ہے، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ریڑھ کی ہڈی بھی ان کے ہاتھ میں ہے تو جب ایک بندے کے اوپر اتنی زیادہ تکلیفیں، اتنا زیادہ بوجھ ڈال دیا جائے گا تو پھر اس طرح کے بل آئیں گے اور آپ لوگ منظور کر لیں گے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کمیشن پر مت ڈالیں جیسے کہ ہر چیز ہم نے اپنے خادم اعلیٰ صاحب کے اوپر اتنی important and valuable ministries ڈالی ہوئی ہیں۔ وہ بے چارے بھی انسان ہیں، تھک جاتے ہیں، ان کو بھی نیند کی ضرورت ہے، ان کو بھی ہیلتھ کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں Health Care Billایسا بنائیں کہ جن میں ان کی بھی Healthکا خیال رکھا جائے، ہر چیز کمیشن پر مت ڈالی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ محترم اپوزیشن کے ممبران جب وہ خود ہی specific بات کرتے ہیں تو پھر جب اس کا جواب دیا جاتا ہے تو پھر اس پر ان کو اعتراض ہوتا ہے۔ اب معزز ممبر نے خود یہ بات کہی ہے کہ محترم وزیر اعلیٰ صاحب تھک جاتے ہیں تو میں انہیں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ وہ بالکل نہیں تھکتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اور یہ محترم ممبران جنہوں نے اپوزیشن سے بات کی ایک تو وہ بار بار اپنی بات کو repeat کر رہے ہیں اور دوسرا وہ کمیشن اور گورنمنٹ کو confuse کر رہے ہیں۔ کمیشن ایک independent body

ہےاور وہindependently اپنا کام کرے گا، گورنمنٹ صرف اسے complaint کر سکے گی۔ اگر گورنمنٹ کو بھی کسی جگہ پر شکایت ہو گی تو گورنمنٹ صرف complaint کرے گی اور اسے سول کورٹ کے اختیارات نہیں دیئے جا رہے بلکہ اسے Code of Civil Procedure کے تحت اختیارات دیئے جا رہے ہیں کہ جب انہوں نے معاملات کی انکوائری کرنی ہے، کسی کو طلب کرنا ہے، کوئی evidence ریکارڈ کرنا ہے تو اس کے تحت ان کو یہ اختیارات ضروری ہیں لیکن کمیشن جو بھی کرے گا ایکindependent ادارے کے طور پر کرے گا اور جب وہ سارا کچھ کر چکے گا جیسے انہوں نے کہا کہ وہ یہ بھی کرے گا، وہ بھی کرے گا تو پھر اس کے بعد اس کا فیصلہ subject to the applet authority of the judiciary ہو گا، وہی judiciary جس کی آزادی کا سچ جو ہے آج ان لوگوں کے سر کے اوپر چڑھ کر بھی بول رہا ہے جو اس judiciary کو ہتھکڑیاں پہناتے رہے اور اس کو غلام بنانے کی کوشش کرتے رہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے شیم، شیم کی آوازیں)

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (10), for the expression "may exercise the same powers as vested in" the expression "shall refer the case to" be substituted."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE -5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it .The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch.

Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! میں یہ point out کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔

Please whatever it is you cannot move a point of order.

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب! تشریف رکھیں۔House کی consent سے کیا گیا ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I move;

> "That in Clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause 3 after the word "private sector", the word “in the field of Health" be inserted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 5 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause 3 after the word "private sector", the word "in the field of Health" be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! Clause 5 جو ہے یہ Constitution of the Board سے related ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ بورڈ نو لوگوں پر مشتمل ہو گا جس میں سے سات لوگ جو ہیں nominated on the recommendation of the Committee ابھی جیسے پہلے بات ہو رہی تھی کہ:

Right person at the right place is very important.

اگر judiciary ہے تو اس کو بھی وہ بندہ head کرے گا جو اس سے related ہو گا۔ اسی طرح فوج کی کمانڈ فوجی کرتے ہیں obviously پارلیمنٹ کو سیاست دان ہی lead کرتے ہیں اور وہی اس کی کمانڈ کرتے ہیں۔ اسی طرح وکلاء کی کمانڈ بھی کوئی وکیل ہی کرے گا definitely کوئی ڈاکٹر جا کر وکیلوں کی کمانڈ تو نہیں کرے گا۔ جب ہم ایک Health Care Commission کی بات کر رہے ہیں اور ہم ایک بورڈ constitute کر رہے ہیں تو how can کہ کوئی اور بندہ جو کسی اور field کا ہو چاہے وہ private sector سے ہو یا public sector سے ہو وہ ڈاکٹروں کی کمانڈ کرنا شروع کر دے تو اسی طرح مجھے یہ بات بالکل irrelevant لگ رہی ہے جو اس بل میں شامل کی گئی ہے اسی لئے یہ درخواست کی جا رہی ہے اور ہم نے amendment propose کی ہے کہ بے شک اس کا پندرہ سال کا تجربہ ہو لیکن at least related field کا ہونا چاہئے، Health care اس کی field ضرور ہونی چاہئے۔ میں یہ بھی نہیں کہتی کہ اس کا سرکاری ہسپتال سے پندرہ سال کا تجربہ ہو یا private sector سے ہو Health Care ایک بہت بڑا field ہے جس بھی بندے کے پاس اس سے related تجربہ ہے وہ اس کا کمشنر بن سکتا ہے لیکن ایک irrelevant بندے کو صرف ڈاکٹروں کی صدارت کرنے کے لئے بٹھا دیا جائے اور مریضوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے بٹھا دیا جائے تو میں نہیں سمجھتی کہ یہ justified ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ! آپ آئندہ سے محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کو پہلے ٹائم دے دیا کریں کیونکہ جب وہ کھڑی ہوتی ہیں تو وہ پھر repetition آ جاتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس پورے بل کا جو دل ہے، جو رُوح ہے وہ ان Clauses میں موجود ہے۔ یعنی کمشنر کو بنانے کا یا کمیشن کو بنانے کا جو طریق کار ہے وہ اس میں درج ہے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ Bar کا Head ایک ڈاکٹر بن جائے، میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ پولیس کا head بھی ایک ڈاکٹر لگ جائے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ judiciary کا Head بھی ایک

ڈاکٹر لگ جائے یا کوئی بھی اور لگ جائے۔Anybody ہو،financing کا ہو،accounting کا ہو، وہ جا کر اوپر Head لگ جائے اور وہ جا کر کمیشن بنائے۔

جناب والا! یہ وہ جگہ ہے جہاں آپ Health Care کے سمجھنے والے پڑھے لکھے اور تجربہ کار لوگوں کو آواز دے رہے ہیں۔ جب پچھلا بل آیا تھا اور اس پر سات مہینے بہت واویلا بھی ہوا اور میں نے بھی اس کو بڑا oppose کیا اس میں بات ہی یہی تھی۔ آپ کمشنر کو جب لگانا چاہتے ہیں وہ بہت معزز اور مدبر لوگ ہوں گے وہ ہمارے اس پنجاب کی cream ہو گی جو اس ادارے کو Head کرے گی اور وہ کمشنر ہوں گے۔ مجھے تو سمجھ ہی نہیں آئی کہ اس کمیشن میں جو کہ ایک Health Care Commission ہے اس میں anybody یا ادھر ادھر کے field سے لوگوں کو Commissioner notify کرنے کا جو process بنایا گیا ہے وہ کیوں کیا گیا ہے؟ آپ اسی بل میں اگلی کلاز پڑھیں، کلاز 5 میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ:

> Government shall nominate a former Judge of the Lahore High Court and financial expert as Commissioner.

یعنی نو میں سے دو، کمشنرز میں سے ایک تو لاہور ہائیکورٹ کا ریٹائرڈ جج جس کا پندرہ سال تجربہ ہو وہ تو کمشنر بن گیا اور دوسرا کمشنر فنانس کا جو پندرہ سال کے تجربے کے ساتھ ریٹائرڈ ہوا وہ بھی بن گیا۔ باقی کے سات کمشنر تو ڈاکٹر بنا دیں یا Health related field سے بنا دیں۔ آپ کی Clause کہتی ہے کہ

> A person shall not to be eligible to be nominated as Commissioner unless he has a minimum of experience in public or private sector.

یہ لکھ کر آپ نے اسے open کر دیا۔ آپ public and private sector کی بات کر رہے ہیں آپ Health sector کی بات کریں۔ کیا private sector کے Irrigation, Agriculture, Lawyers, Judges سب کو ہیلتھ کے اوپر لگانا کیوں مقصود ہے؟ آپ ان کمشنروں میں کیسے یہ excellence لائیں گے اور ان میں سے ایک Chief Executive Officer بھی بننا ہے۔ اس بات کا ایک بہت بڑا question mark ہے۔ فال نکالنے والا طوطا کہتا ہے کہ نام (پ) سے شروع ہو گا اور وہ پرویز مشرف نہیں ہے ڈرے کوئی نہ، ابھی یہ سارے ڈر جائیں گے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر آپ نے خود ہی specific فیصلے کر لئے ہیں تو یہ اس کی طرف point کر رہا ہے اس سے malafide کا

شک پڑ سکتا ہے۔کمشنر زانتہائی محترم اور ایسے اُجلے لوگ ہونے چاہیئں جن کی طرف کسی کو انگلی اٹھانے کی جرأت نہ ہو۔آپ پنجاب کے ہیلتھ سسٹم کی،اربوں روپے کے سسٹم کی بات کر رہے ہیں جس سے یہ Commissioner international level پر لے جانے کی بات کر رہا ہے international level پر donors ہیں اور ایسے پروگرام ہیں جن میں Hepatitis, AIDS جیسے سب پروگرام آنے ہیں۔Health Care System میں ابھی انہوں نے کیری لوگر بل کے ذریعے Mother and Child Health میں جیکب آباد میں ہسپتال upgrade کیا ہے۔یہ وہ راستہ ہے جس میں Health Care کو اگر اس وقت صحیح طریقے سے head کرنے کا انتظام نہ کیا گیا تو یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی۔

جناب والا!میں ہارنے کے لئے تو تیار ہوں لیکن بات میں پوری کروں گی۔بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی،بات رسوائی کی طرف جائے گی۔چیف ایگزیکٹو آفیسر بھی انہی 9 کمشنروں میں سے آنا ہے۔نو کمشنروں نے اربوں روپے کے اس پراجیکٹ کو چلانا ہے مگر ڈاکٹروں پر اعتبار نہیں۔یہ وہ ڈاکٹر ہیں جو پیچیدہ سے پیچیدہ آپریشن کرتے ہیں اور best in the World مانے جاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ یہ لنگڑا،کمر ٹوٹا ہوا Health system کبھی بھی ٹھیک نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم اپنے experts پر trust کرنے کو تیار نہیں۔آج ایم بی بی ایس ڈاکٹر کو باہر جانے سے روکنے کے لئے کوئی rule نہیں ہے۔آج general practitioner کو پڑھانے کے لئے یا گورنمنٹ کے کسی بھی formal programme میں لانے کے لئے کوئی انتظام نہیں۔AIDS کون ٹھیک کرے گا ؟ درزی اور حکیم ٹھیک کریں گے ؟Hepatitis C کون ٹھیک کرے گا،دوسرے لوگ ؟اس لئے کہ rules بنانے والوں کو سمجھ ہی نہ تھی۔Lady Health Worker Programme شروع ہوا لیکن اس میں آٹھویں جماعت فیل خواتین کو rural areas میں بھرتی کیا گیا اور وہ لوگوں کو بتاتی رہیں کہ نالیوں میں کینسر گھر گھر پھیل رہا ہے۔یہ تو حال ہے اس سسٹم کا اور پھر جب آپ اس کے head بنانے میں ایسے لوگوں کو شامل کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں جو کہ Health sector سے،Administration سے،Public Health سے،related field سے ہیں،This is must میں تو یہ claim نہیں کرتی کہ میں اس فوج کو ٹھیک کر دوں گی۔جناب!پھر بھی ہاؤس in order نہیں ہے جس سے آپ جھوٹ بول بول کر یہ سارے کام کرواتے ہیں وہ نہیں سن رہا۔شہباز صاحب!چھوڑیں ان لوگوں کو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ڈاکٹر صاحبہ!آپ Chair کو مخاطب کریں۔آپ decorum of the House کا خیال کریں۔پلیز آپ Chair کو مخاطب کریں۔اب repetition ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ اپنے احساس اور جذبات کو آپ کی وساطت سے شہباز شریف کے سامنے پیش کرتی ہوں، آپ کی وساطت سے ہاؤس in order لانا چاہتی ہوں کہ جناب! یہ خوشامدیں سننا بڑا آسان کام ہے، criticism بھی تو سن لو۔ آپ ایک بہت بڑی غلطی کرنے چلے ہیں۔ جب ایک بچہ ایف ایس سی کرتا ہے تو وہ گھر میں سب سے لائق ہوتا ہے، جب وہ میڈیکل کالج میں جاتا ہے تو وہ highest merit holder ہوتا ہے جب وہ آپ کے institutions میں کام کرتا ہے اور پوسٹ گریجویشن کرتا ہے تو وہ پوری دنیا میں best doctor مانا جاتا ہے۔ اگر وہ باہر کے ملکوں کا نظام چلانے کے لئے ٹھیک ہے تو پھر پاکستان یا پنجاب کو کیا تکلیف ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ بار بار یہی بات دہرا رہی ہیں۔ آپ خود دیکھیں کہ اس پر آپ نے کتنا ٹائم لیا ہے لہذا اب آپ اسے wind up کریں۔ شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بہت ادب سے wind up بھی کرتی ہوں لیکن bottom line یہ ہے کہ ہم سب کو سفارشوں، من پسند اور اقرباء پروری سے نکل کر criticism کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کمیشن کو right peoples کے حوالے کرنا ہوگا، make the right peoples do the right thing ہم بکاؤ نہیں کہ اچھی تنخواہوں پر جا کر یہودیوں کے کام کریں اور اس مسلمان ملک کو ڈبو دیں۔۔۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Dr. Sahiba! This is irrelevant.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یقیناً میں repetition نہیں کروں گی بلکہ میں وہ بات کروں گی جو ابھی تک کسی نے نہیں کی۔ میں صرف تین لائنیں بولوں گی:

جس کا کام اسی کو ساجے
نہ کوئی ان کی زباں نہ کوئی ان کا اصول
سگ سے دودھ کے جھرنے کی توقع ہے فضول
شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، راناثناء اللہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو شعر پڑھا ہے کہ "نہ کوئی ان کی زبان نہ کوئی ان کا اصول" یہ آگے اپنے ان لیڈران کا نام بھی لے دیتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ پلیز۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:پلیز تشریف رکھیں۔ Order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ ہیلتھ کمیشن کوئی ایسا ادارہ نہیں ہے کہ یہ صرف اور صرف ڈاکٹروں کے لئے بنایا جارہا ہے بلکہ اس میں تمام segment of societies کا stack ہو گا کیونکہ کسی نہ کسی وقت سبھی کو ضرورت پڑتی ہے کہ وہ جائے اور ہیلتھ کیئر سنٹر سے اپنا علاج کروائے اس لئے اس کلاز کو اس طرح open رکھا گیا ہے کہ تمام segment of society سے جو تجربہ کار لوگ ہیں، جن کا ایڈمنسٹریشن میں تجربہ ہے، جن کا inquires میں تجربہ ہے کیونکہ کمیشن کا کام اسی سے متعلقہ ہے تو تمام لوگوں کو یہاں پر لایا جاسکے،اس میں رکھا جاسکے اور ایک سات رکنی کمیٹی ہو گی اس میں کم و بیش سارے ڈاکٹر ہیں جنھوں نے ان لوگوں کا تعین کرنا ہے اور یہ اسی مقصد کے لئے ہے کہ right thing right peoples تک پہنچے تاکہ عوام کو بہتر علاج کی سہولت میسر ہو۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub- Clause (3), after the words private sector", the words "in the field of Health" be inserted."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-6

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-7

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-8

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-9

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration there is an amendment in it. The amendment is from Ch Zahir-ud-Din khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col (Retd)Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Sir, I move;

> "That in Clause 9 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (1), Para (n) be deleted and the subsequent pares be renumbered accordingly."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 9 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (1), Para (n) be deleted and the subsequent pares be renumbered accordingly."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir , I oppose it .

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اپنی اس کلاز پر بات کرنے سے پہلے آپ سے پھر request کروں گی کہ لاء منسٹر صاحب وزیر اعلیٰ صاحب کی موجودگی میں point scoring کے لئے ہمیشہ غلط بات کرتے ہیں، یہ چیف منسٹر صاحب کے لئے بھی اچھا نہیں ہے۔جب ہم یہاں سے آوازیں کستے ہیں تو یہ ان کے لئے embarrassment کا باعث بنتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے پہلے بات کر دی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: مہربانی فرما کر یہ آئندہ ان کے سامنے point scoring نہ کریں اور علیحدہ سے جا کر صفائیاں پیش کیا کریں۔یہ ان کے لئے بھی embarrassing ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔اب آپ ترمیم پر آ جائیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم نے اس ترمیم میں یہ کہا ہے کہ جب ہم انصاف کی بات کرتے ہیں لیکن ہم نے یہاں پھر انصاف کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔جب ایک کمیشن سے متعلقہ شکایات ہیں تو انہیں resolve بھی وہی کمیشن کرے گا۔آپ کو بہتر پتا ہے کہ ہر ادارے میں کہیں نہ کہیں lobbing اور favouritism ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ پھر وہاں پر انصاف سے فیصلہ نہیں ہو سکتا۔اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ڈاکٹروں کی شکایت ہائیکورٹ کے سامنے سنی جاتی ہیں لیکن یہ کمیشن کیسے انصاف کر سکے گا؟ یہ بہت ضروری ہے بجائے اس کے کہ کمیشن اپنی شکایات خود ہی سنے تو وہ کبھی بھی صحیح فیصلہ نہیں کرے گا۔ان کے فیصلے biased ہوں گے کیونکہ وہ کسی نہ کسی کو favour کر دے گا۔چونکہ ہمارے اداروں میں favouritism اور point scoring کا بہت رواج ہے اس لئے بہتر یہی ہو گا کہ یہ

معاملات کورٹ کے سامنے ہی پیش کئے جائیں اس لئے مہربانی فرما کر اس ترمیم کو شامل کیا جائے کہ بجائے اس کے کہ کمیشن خود یہ مسائل resolve کرے بلکہ کورٹ اس کا فیصلہ کرے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے ایک confusion نظر آئی تھی شاید لاء منسٹر صاحب اس پر enlighten کر سکیں۔ہم کہتے ہیں کہ functions and powers of the Board پھر جب ہم Board کی definition میں دیکھتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ Board means the Board of Commissioners constituted under section 5 اور جب under section 5 دیکھتے ہیں تو section 5 میں ہے کہ constitution of the Board اس طرح ہو گی تو سارے وہی لوگ ہیں۔یہ تو وہی لوگ ہیں جو اپنے آپ کو کر رہے ہیں، یہ ساری repetition ہو رہی ہے اگر اسے delete کر دیا جائے تو میرے خیال میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ وہ اپنے آپ کو خود ہی address کرے، خود ہی اپنے matters دیکھے اور سارا کچھ خود ہی کرے۔اگر میں سمجھ نہیں رہا تو مجھے clarify کر دیں اور اگر میں صحیح سمجھ رہا ہوں تو مہربانی کر کے اس پر ہمارے ساتھ ووٹ کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس پر صرف ایک ہی جملہ کہوں گی کہ یہ کہیں نہیں ہوتا کہ آپ اپنی شکایت خود ہی سن لیں۔ہم یہ بات پہلے کر چکے ہیں اس لئے بالکل اسے repeat نہیں کروں گی لیکن یہ بڑا important ہے کہ جہاں پر بھی check and balance کی ضرورت ہوتی ہے وہاں کوئی نہ کوئی صلح صفائی کروانے کے لئے پوری بات ہونی چاہئے۔

The Commission can't handle and redress any complaint about the Commission itself.

اب بورڈ کمیشن کا حصہ ہے How can it redress and handle any complaint اور اگر کوئی ڈاکٹر یا جو بھی پکڑا گیا ہے اس نے complaint کرنی ہے تو وہ پچاس ہزار روپیہ فیس دے کر ہائیکورٹ جائے اور اگر کمیشن کے خلاف کوئی شکایت ہے تو کمیشن خود ہی سن لے گا۔یہ کہاں کا انصاف ہے؟ میری گزارش ہے کہ اسے delete کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!یہboard کمیشن کاایکindependent ادارہ ہے یعنی within Commission جوself accountability ہے یہ اس کے لئے ہے لیکن اسboard کے اختیار کے بعد سیشن کورٹ یا ہائیکورٹ میں جوappeal کا حق ہے وہaway نہیں ہوتا۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (1), Para (n) be deleted and the subsequent pares be renumbered accordingly."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-10

MR DEPUTY SPEKAER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmad Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat

Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS AMNA ULFAT: I move:

> "That in Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (1), Para (g) be deleted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (1), Para (g) be deleted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے اسے کیوں oppose کیا ہے، وجہ بتائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب آپ کو اس کی وجہ بتائیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں تو کہتی ہوں کہ اس Clause کو بالکل delete کر دینا چاہئے۔ ہمیں ایسے تمام لوگوں کو بھی delete کر دینا چاہئے کہ جنہیں ہم اپنی احساس کمتری کی وجہ سے باہر سے لا کر اپنے سر پر بٹھا لیتے ہیں۔آج بھی ہم گوری چمڑی والوں سے اتنے متاثر ہیں کہ وہ ہمارے سر پر کھڑے ہو کر اپنی مرضی کے معاہدے اس انداز سے کر جاتے ہیں کہ جیسے gun point پر کوئی معاہدہ کیا جاتا ہے۔ان گوری چمڑیوں کے complex سے ہمیں باہر نکلنا ہو گا۔کیا ہمارے پاس اعلیٰ دماغ نہیں ہیں، کیا ہمارے پاس قابل لوگوں کی کوئی کمی ہے؟ یہ وہی لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنی Consultancy Fee کے عوض لاکھوں ڈالر لئے ہیں۔اس کے بعد کیا ہوا، ہمارے ڈاکٹروں اور ہمارے اپوزیشن کے ساتھیوں نے ان کے مسودے کو reject کر دیا۔ میں ڈاکٹر سامیہ امجد کو خراج تحسین پیش کروں گی کہ انہوں نے وہ سارے مسودے اٹھا کر، پھاڑ کر ردی کی ٹوکری کی نذر کر دیئے۔ ہمارے پاس کیا اعلیٰ دماغوں کی کمی ہے کہ ہم ہمیشہ experts باہر سے hire کرتے ہیں؟ اپنے عوام کی خون پسینے کی کمائی سے لئے ہوئے taxes سے ہم ان باہر کے experts کو لاکھوں ڈالر Consultancy Fee کے طور پر دے رہے ہیں۔ایسا

کیوں ہے یا تو ہمارا اپنے لوگوں کے اوپر سے اعتماد اٹھ گیا ہے یا پھر ہم نے اپنے تمام قابل اور ذہین لوگ باہر کے ممالک میں بھیج دیئے ہیں جن کو وہ ممالک اپنی ترقی اور کامیابی کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمام قابل،اعلیٰ تعلیم یافتہ،A-grade لینے والےqualifiedلوگوں کو ترقی یافتہ ممالک بڑی بڑی تنخواہوں کے عوض یہاں سے کھینچ کر لے جاتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اعلیٰ دماغوں سے فارغ ہو گئے ہیں اور ہمارے پاس کام کرنے والے لوگوں کی کمی ہو گئی ہے۔الحمد للہ آج بھی ہمارے ملک میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ جو اپنے ملک کی ترقی کی خاطر باہر کی تمام مراعات چھوڑ کر اس ملک میں serve کرنا چاہتے ہیں۔ہم دیکھ رہے ہیں کہ محسن لغاری صاحب اعلیٰ ترین تنخواہ چھوڑ کر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ بیٹھی ہوئی ہیں۔میرا اپنا بیٹا اس چیز کی مثال موجود ہے کہ وہ بیرونی ممالک کی بڑی بڑی تنخواہیں ٹھکرا کر تھوڑی تنخواہ کے عوض اپنے ملک میں کام کر رہا ہے تو ہم اپنے ڈاکٹروں پر کیوں اعتماد نہیں کرتے،ہم اپنے ڈاکٹروں پر اعتماد کرتے ہوئے ان کو اس Technical Committee میں کیوں نہیں رکھتے،ہم ان کی صلاحیتوں سے کیوں مستفید نہیں ہوتے؟already اس Bill کا پورا مسودہ ہمارے لوگوں نے تیار کیا ہے،اس حوالے سے بیرونی ممالک کے Consultants نے کوئی کارہائے نمایاں سرانجام نہیں دیئے۔بیرونی Consultants اگر سوچیں گے تو وہ اپنے ملک کی وفاداری کا سوچیں گے،وہ گورے اگر یہاں آئیں گے تو وہ اپنی بقا کے لئے سوچ و بچار کریں گے۔وہ تو ہمارے Bill میں کوئی نہ کوئی خرابی پیدا کر کے جائیں گے تاکہ ہماری قوم ترقی نہ کر سکے اور ہمارے محکمہ جات کوئی بہتری اختیار نہ کر سکیں۔وہ تو جان بوجھ کر اس Bill کے اندر flaws چھوڑ کر جائیں گے۔وہ کب چاہتے ہیں کہ ہم ترقی یافتہ ہوں،وہ تو یہی چاہیں گے کہ ہماری عوام بھیک مانگتی ہوئی،ہاتھوں میں کاسہ گدائی لئے سڑکوں پر گھومتی پھرتی رہے۔وہ کیسے چاہیں گے کہ ہم اتنے مستحکم ہوں؟

جناب سپیکر!میری استدعا ہے کہ آج ابتدا کی جائے اور وزیر اعلیٰ صاحب ایک انقلابی فیصلہ کریں اور ہماری اس amendment کو مان لیں۔وہ کھڑے ہو کر کہہ دیں کہ ہم نے اپنے اس Bill میں غیر ملکی Consultants کو شامل نہیں کرنا۔آج وہ اپنے ڈاکٹروں کے اوپر اعتماد کا مظاہرہ کریں تو پھر میں مان لوں گی کہ واقعی وزیر اعلیٰ صاحب خادم اعلیٰ ہیں۔میں آپ سب سے دوبارہ پُرزور درخواست کروں گی کہ خدارا ان غیر ملکی experts کو فارغ کریں کہ جن کے مسودوں کو آج سب لوگوں نے reject کیا ہے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ Clause اس کی Technical Committee کے بارے میں ہے۔آپ اس Technical Committee کو غور سے دیکھیں،اگر میں نام پڑھنا شروع کر دوں گا تو پھر آپ کہیں گے کہ time زیادہ ہو رہا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس میں صرف ایک King Edward Medical College کا نمائندہ ڈالا گیا ہے۔کیا King Edward Medical College باقی میڈیکل کالجوں سے کسی طریقے سے superior ہے؟ نشتر میڈیکل کالج، علامہ اقبال میڈیکل کالج اور نہ ہی بہاولپور میڈیکل کالج کا نمائندہ اس میں شامل کیا گیا ہے۔اس میں صرف نمبر11 پر King Edward Medical College, Lahore کا ذکر کیا گیا ہے۔اس کے بعد ساری نمائندگی گورنمنٹ کی ہے۔اس میں لکھا گیا ہے کہ:

(b) One representative of the government;

(c) One member of Provincial Assembly of the Punjab;

(d) One representative each of the Six District Governments selected by the Government for one year on non-recurring basis;

یعنی چھتیس میں سے صرف چھ اضلاع کو اس Technical Committee میں نمائندگی دی جائے گی۔اس میں آگے لکھا گیا ہے کہ:

(e) One person each to be nominated by the Government from private Health Care establishments;

یعنی پہلے بھی ایک گورنمنٹ کا نمائندہ ہے اور اب پھر دوبارہ گورنمنٹ کا ایک نمائندہ آ گیا۔ ہم نے اس میں جو amendment دی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ "two international Health experts to be nominated by the Government" کو delete کر دینا چاہئے۔So basically یہ اس کمیٹی کی composition کے بارے میں ہے تو میری پھر سے یہی گزارش ہو گی کہ اس Bill کو ہمیں دیکھنے کا وقت ہی نہیں ملا، ہمیں یہ جلدی میں کرنا پڑا ہے۔ایک دن شام کو ہمیں یہ ملا اور اگلے دن بتایا گیا کہ rules کو suspend کر کے اس کو ہم لا رہے ہیں۔ان دو چار گھنٹوں میں بھاگ

دوڑ کر کے جو چیز دیکھی گئی وہ ہم نے دیکھی اور اس میں یہ ترامیم تجویز کی ہیں۔ میری پھر سے یہ گزارش ہو گی، میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے ایک personal request کروں گا کہ اس Bill کے اندر amendments دینے کے لئے ہمیں کچھ time دے دیں اور اس Bill کو کچھ دن کے لئے pending کر دیں۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ایک Bill جس دن پیش ہو اسی دن اس نے پاس ہونا ہے۔ ایسی ہمارے ہاؤس میں بھی مثالیں ہیں اور دنیا کے اندر تو بے شمار ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ایک Bill آتا ہے اور کئی کئی دن وہ discuss ہوتا رہا ہے، کئی کئی مہینے discuss ہوتا رہا ہے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ ہماری ان amendments کو ذرا seriously لے لیا جائے۔ Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب نے جو personal request کی ہے اس کا میں جواب اس طرح سے دینا چاہوں گا کہ میں نے بھی دو دن پہلے ان سے personal request کی تھی اور میں نے ان سے یہ عرض کیا تھا کہ جمعرات کو ہم Health Care Bill take up کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے اس کی اجازت بھی دی تھی۔

جناب سپیکر! دوسری بات، یہ کہتے ہیں کہ ہماری amendments کو seriously لیں تو میں یہ کہوں گا کہ serious لینے کے لئے کم از کم ان کو یہ چاہئے تھا کہ وہ اپنی amendments serious ہو کر دیتے۔ اب جس Clause کو یہ delete کروانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ:

> "Two international Health experts to be nominated by the Government."

اب two international experience کے جو لوگ ہوں گے ان کے بارے میں کہاں پر لکھا ہے کہ وہ پاکستانی نہیں ہو سکتے؟ پاکستان نے تو ایسے ایسے ڈاکٹر اور انجینئر پیدا کئے ہیں جو کہ پوری دنیا میں، international level پر باقاعدہ figures ہوتے ہیں۔ یہ international Health experts کی بات کی گئی ہے، foreign national experts کی بات نہیں کی گئی۔ اب اپوزیشن کے ساتھی سارا وقت اسی کا رونا روتے رہے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: تو پھر یہاں پر آپ "Pakistani" لکھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): بھئی! یہ پاکستان کا ہی Bill ہے، یہ پاکستان کا قانون ہے۔اس Bill پر Britain تو نہیں لکھا ہوا۔یہاں پر تو باہر سے لوگوں کو لاکر وزیر اعظم اور پتا نہیں کیا کچھ بنایا جاتا رہا ہے۔یہ پاکستان کا قانون ہے اور ہم ہر چیز پاکستان کی ہی بنائیں گے۔ We are Pakistan made.

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 10 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause-I para (g) be deleted."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration, there is an amendment in it. The amendment is from Ch Zahir-Ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col.(Retd)Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal Hafiz, Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR SAMIA AMJAD:I move:

"That in Clause 11 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health for sub-Clause (1), the following be substituted."

(1) The Board shall appoint a person having a minimum of fifteen years of experience in Hospital Administration or Medicine and related fields, to be the Chief Executive Officer in the Commission."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That Clause 11 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health for sub-Clause (1) the following be substituted."

(1) The Board shall appoint a person having a minimum of fifteen years of experience in Hospital Administration or Medicine and related fields, to be the Chief Executive Officer in the Commission."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ چونکہ بہت اہم ہے کیونکہ یہ head کی بات ہے اور انہوں نے جس کے سر پر یہ تاج رکھنا ہے اس کی بات ہے۔ بل میں یہ لکھا ہے کہ:

The Board shall appoint a person having minimum of 15 years of his experience in hospitals or public administration, medicine, accounting, finance, law regulation or other related fields to be the Chief Executive Officer in the commission.

میں اس کی پوری جرح کر چکی ہوں۔ میں یہ withdraw بھی کر سکتی تھی لیکن صرف اس لئے withdraw نہیں کر رہی کہ یہ انتہائی اہم ہے کہ ہم اس چیز کو emphasize کریں کہ Health Care Commission کا Head اگر Health or related field سے ہو گا تب ہی وہ اس کو Nationally and Internationally ایک بہت ہی اونچے level پر لے جا سکے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں Chief Executive نے چونکہ تمام امور کی انجام دہی کرنی ہے اس لئے جو qualifications دی گئی ہیں وہ سبھی کی سبھی ان کے لئے ضروری ہیں اس کو صرف ایک یا دو fields میں محدود کرنا مناسب نہیں ہو گا۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 11 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health for sub-Clause (1), the following be substituted."

(1) The Board shall appoint a person having a minimum of fifteen years of experience in Hospitals Administration or Medicine and related fields, to be the Chief Executive Officer in the commission."

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is"

"That Clause 11of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill "

(The motion was carried)

CLAUSE-13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration there are three amendments in it. The 1st amendment is from Ch Zahir-Ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal Hafiz, Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI:I move:

> "That Clause 13 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause 2 for the words "ninety days" the words "three hundred and sixty days" be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That Clause 13 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in sub-Clause 2 for the words "ninety days" the words "three hundred and sixty days" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan). I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر قانون صاحب کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ جو law propose کیا جارہا ہے وہ کہتا ہے۔

> An existing Health Care service provider shall, within a period of 90 days of the coming into force of this Act, apply for registration in accordance with this section and regulations.

اگر ہم آج یہ پاس کرتے ہیں تو 90 دن کے اندر اور شاید میرا اندازہ غلط بھی ہو گا کہ ایک لاکھ کے قریب تو ڈاکٹرز ہوں گے جو service provide کر رہے ہیں، کوئی بیس پچیس ہزار ہسپتال ہوں گے جو service provide کر رہے ہیں، حکیم ہوں گے، طبیب ہوں گے، ایمبولنس سروس دینے والے ہیں، medicines بیچنے والے سارے لوگ اس Health Care کے ساتھ associated ہیں۔ میرے خیال میں ان کی تعداد ملین سے زیادہ ہو گی، میں غلط ہو سکتا ہوں لیکن جتنی بھی تعداد ہو گی بہت بڑی ہو گی۔ 90 دن کے اندر یہ ساری چیزیں کیسے کر سکتے ہیں اور 90 دن کے اندر ہمارا law process کیسے کرے گا، اس کی record keeping کیسے کرے گا، اس کے Licenses کیسے issue کرے گا؟ ہم نے اس کو ایک realistic بنانے کے لئے کہا ہے کہ اس کو 360 دن کر دیا جائے۔ میرے خیال میں بڑی معقول تجویز ہے میں آپ سب سے اپیل کرتا ہوں کہ خدارا کوئی logical بات بھی مان ہی لیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!۔۔۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ ایک تو میں Chief Minister صاحب کو اس بارے میں appreciate کروں گی کہ آج ان کے بیٹھنے کی وجہ سے کورم پورا چلا آ رہا ہے لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ ADP loan 400 million dollars سے اوپر ہے اور اس کے interest کا پہرہ دینے کے لئے وہ یہاں پر موجود ہیں، اس کی وجہ سے یہ ایک surplus صوبے کو دیوالیہ کرنے میں ایک کردار ادا کر رہے ہیں اور میں ان کی موجودگی میں کورم point out کرتی ہوں کہ دیکھ لیں کہ اب ان کی موجودگی میں بھی کورم کا کیا حال ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا ہے، کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔ جی، محترمہ!

مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب مصدرہ2009

(۔۔جاری)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جس شق میں 90 days کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے اور جس کے لئے ایک انتہائی معقول مشورہ دیا گیا ہے کہ اس کو ایک سال پر مشتمل کیا جائے اس کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ humanly possible نہیں ہے۔ دوسری سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ میرے نزدیک 90 days کی اصطلاح اس لئے بھی منحوس ہے کہ 90 days کا کہنے والے 11/11 سال بیٹھے رہتے ہیں اور کچھ نہیں ہوتا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ 11 سالوں میں بھی ممکن نہ ہو تو ہمیں وہی figures quote کرنے چاہئیں جو possible ہیں، جو ہو سکتا ہے، جو possible ہی نہیں ہے، ہم اس کو کیوں لکھ دیتے ہیں، ہم کیوں نہیں سوچتے کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ مجھے یہ بتائیے کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ بس، میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ دماغوں کو استعمال میں لا کر وہ figures quote کئے جائیں جو possible ہو سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں پھر انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہوں گا کہ معزز ممبران نے متعلقہ کلاز کو پڑھے بغیر ترامیم دی ہیں۔ دراصل ترامیم کسی اور نے دی ہیں پھر ان کے ذمہ یہ لگا ہے کہ آپ ان پر بات کریں۔ اس کلاز میں درج ہے کہ:

> An existing Health Care service provider shall, within a period of 90 days of the coming into force of this Act apply for registration in accordance with this section and the regulations.

یعنی صرف apply کرنا ہے، صرف درخواست دینی ہے اب درخواست دینے کے لئے کیا انہیں ایک سال چاہئے۔ تین ماہ کا عرصہ صرف درخواست دینے کے لئے کافی ہے اس کے بعد اس پر process ہو گا۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (2) for the words "ninety days", the words "three hundred and sixty days" be substituted."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from: Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col.(Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم اپنی اس amendment کو withdraw کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

The thired amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal

Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR SAMIA AMJAD: Sir, I move

> "That in Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (5) after the word "or", appearing in line 2, the words "a quack" be inserted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is

> "That in Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (5) after the word "or", appearing in line 2, the words "a quack" be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!سب سے پہلے میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گی کہ یہ ترامیم میں نے بنائی ہیں اور اس کا credit بھی ضرور لوں گی،note of dissent بھی میں نے خود لکھے ہیں۔ پچھلے بل کو بھی میں نے خود reject کیا تھا اور تفصیلی note of dissent اگر کسی نے پڑھا ہے تو Clause by Clause میں نے پڑھا ہے یہ کسی کلرک کی محنت نہیں ہے بلکہ یہ میری ساری زندگی کا نچوڑ ہے اور جو میرا دس سال کا اس اسمبلی میں بیٹھنے کا تجربہ ہے یہ اس کا نچوڑ ہے۔اس پر وزیر قانون نے بھی کہا ہے کہ single handed یہ سب کچھ کیا گیا ہے تو واقعی یہ سب کچھ میں نے کیا ہے اور میں اس کی ذمہ داری اس لئے قبول کرتی ہوں کہ یہ nuisance create کرنا میرا کام تھا،آپ لوگوں کو alert کرنا میرا کام تھا اور میں نے کیا۔آپ لوگوں نے اس میں ساتھ دیا،اس کو تبدیل کیا hats off

میںappreciate کرتی ہوں کہ جن ڈاکٹروں اور جن لوگوں نے اس پر فکر کی لیکن اس کو مزید improveکرنے کی گنجائش ہے لہذا میں اپنی محنت جاری رکھوں گی۔

جناب والا!میں اب اپنی ترمیم پر آتی ہوں اور بڑی معذرت سے کہتی ہوں کہ پچھلے دنوں ثمینہ خاور حیات نے ایک بات کی تھی کہ "میں لوٹے کو لوٹا ہی کہوں گی اور کیا کہوں گی"تو آپ quackکو quackکیوں نہیں کہتے،آپ عطائی کو عطائی کیوں نہیں کہتے اور آپ چور کو چور کیوں نہیں کہتے ؟آپ ڈاکو کو ڈاکو کیوں نہیں کہتے ؟آپ اس کو پڑھیں۔یہ ایک۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے چور چور کی نعرہ بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر:Order in the House جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد:چور مچائے شور۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ڈاکٹر صاحبہ!آپ ترمیم پر بات کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!اس میں لکھا ہے کہ:

> The Commission may impose a fine which may extend to five hundred thousand rupees upon a Health Care service provider or who pretends to be a Health Care service provider without registration.

بالکل ٹھیک ہے یہ وہ واحد جملہ ہے جس میں quacksپر بھی جرمانہ لگایا گیا ہے۔یہ بالکل ٹھیک کیا ہے hats off لیکن اس کو ایسے سات کپڑوں میں لپیٹ کر اتناgentle کر کے اس میں اتنی گنجائش دے دی گئی ہے۔جب یہ بل تبدیل کیا گیا تھا تو جو Select Committee کے بارہ ڈاکٹر تھے جن میں ڈاکٹر یاسمین راشد بھی تھیں، جن میں لاہور چیمبر آف کامرس کے ڈاکٹر مظہر تھے اورPMA کے ڈاکٹر اشرف نظامی تھے۔ تمام بڑے بڑےstakeholders اس میں موجود تھے انہوں نے یہ specifically کہا تھا کہ آپ جب تک quacksکوilluminate نہیں کریں گے ہم اس پرprotest کریں گے۔

جناب والا!اگر آپ نے یہ بہادری کر ہی لی ہے تو پھر quackکو quackکہنے میں کیا قباحت ہے؟جب بھی سزا دی جاتی ہے تو اس کوabsolute الفاظ میں لکھا جاتا ہے،قرآن پاک میں بھی لکھا ہے یا اسلام کی بھی یہquotation ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔اس میں کوئی چھپانے والی بات نہیں کی گئی

تو اس کو اتنا نرم کر کے کیوں لکھا گیا ہے؟ کیا یہ quacks آپ کے ملنے والے ہیں یا آپ کو ان quacks کو politically face کرنا پڑے گا، اس کو safeguard کیا گیا ہے اور کچھ نہیں کیا گیا۔

یہ لفظوں کے ہیر پھیر میں ہر لفظ تمھارا لگتا ہے
میں اچھا لگتا ہے اور تم پیارا لگتا ہے
جو ہر دم پیارا لگتا ہے وہ ہم پیارا لگتا ہے

اس ایک ہی جملے میں quacks کو اور licensed doctors کو club تو کیا گیا ہے لیکن پھر بات تو وہی ہے کہ ان کو اس قدر پیار سے بلانے کی کیا بات ہے کہ "اوئے چوری کی ہے ادھر آ جاؤ" چور کو چور کہنے کی ہمت کریں، نعرے لگائیں، شور مچائیں اور quack کو quack کہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے چور چور کی نعرہ بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: Please order in the House جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! عطائیوں کو عطائی کہنے میں آپ Health care کو excellence پر لے جائیں گے۔ یہ ڈر کر کرنے والا کام نہیں ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ resentment ہو گی کہ پچاس لاکھ روپے جرمانہ یا پانچ لاکھ روپے جرمانہ یا جو کچھ بھی جرمانہ کیا گیا ہے اور اگر اس جملے میں quack کو اس زمرے میں لیا گیا ہے تو اس کو صاف الفاظ میں لکھنے میں کوئی حرج نہ تھا۔ آپ لوگ ایک ناسور کو ناسور کہیں، کینسر کو کینسر کہیں اور بات کو ٹھیک سے کریں۔ اس میں بہت سارے لوگ چھپیں گے۔ اس لفظ کو ویسے تو آپ نے define بھی کیا ہوا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے کیا کہنا ہے مگر میں اس وقت اس کی technicalities پر بات نہیں کر رہی اور اس point پر بات کر رہی ہوں کہ political point scoring کرنے کے لئے اگر آپ نے یہاں پر کینسر کو کینسر نہیں کہا تو یہ غلط ہو گا کیونکہ عطائیت وہ کینسر ہے جو اس قوم کی صحت کو چاٹ گئی ہے۔ آپ کینسر کو کینسر کہہ لیجئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Quack کا لفظ itself meanings کو پورا نہیں کرتا جب تک اس کے ساتھ یہ چیز attach نہ ہو کہ who pretends to be a Health Care service provider without registration. تو اس کی زیادہ صراحت

اور وضاحت کے لئے اس چیز کو یہاں پر دیا گیا ہے۔Quackکی تعریف جوClauseمیں کی گئی ہے اس میں بھی یہی درج ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub-Clause (5) after the word "or", appearing in line 2, the words "a quack" be inserted."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-14

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

"That in Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (3), after the word "inform", the words "in writing" be inserted."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (3), after the word "inform", the words "in writing" be inserted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس کو یہاں پڑھ کر سناتا ہوں تاکہ سب کو سمجھ آئے کہ ہم بات کیا کر رہے ہیں؟ اس میں ہے کہ

14. (3) In case of shifting of a Health Care establishment, the License issued earlier under this Act shall be valid but the Health Care service provider shall inform the Commission prior to the shifting of the Health Care establishment.

جناب سپیکر! اس میں وہی لائسنس اس کو دوسری جگہ لے کر جا رہا ہے۔ ہم نے بڑی simple اور common sense والی suggestion دی ہے کہ in writing inform کیا جائے۔ اگر اس نے ٹیلیفون یا SMS کر دیا ہے تو that should not be good enough. اس کو باقاعدہ لکھ کر دیا جائے کہ میرا لائسنس یہاں کا تھا اب میں دوسری جگہ پر move ہو رہا ہوں۔ آپ وکیل ہیں آپ مجھ سے زیادہ اس کی legal implication سمجھتے ہوں گے۔ جب اس کی validity بھی وہی رہنی ہے تو اس کا جب place of business یعنی when he is shifting shop تو اس وقت اس کو تحریری طور پر inform کرنا چاہئے تاکہ کمیشن کے پاس وہ چیز in record رہے کہ فلاں (ABC) نے اپنی جگہ (الف ب ج) سے change کر کے (ع غ ف) کر دی ہے اس لئے اس کا ریکارڈ رہے تو وہ in writing ہونا چاہئے۔ یہ بڑی ہی معقول اور logical suggestion ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!میں اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اس میں ایک اور بات یہ add کروں گی کہ جب بھی ایک ڈاکٹر یا ایک Health Care provider ایک facility کھولتا ہے تو اس میں غلطی/جرم کا جو احتمال ہے چاہے وہ جان کا ضیاع یعنی مریض مر گیا یا ایک social problem ہے یا کہیں پر کریڈٹ کارڈ کی چوری ہو جائے تو وہ in writing دے کہ میں اس facility کو کہاں لے جا رہا ہوں؟اس میں دوسری بڑی بات یہ ہے کہ اگر ایک چھوٹا ڈاکٹر پیسے کما کر ایک بڑی Health Care facility میں جانا چاہتا ہے کہ "ہن چھوٹی ہٹّی بند تے ہسپتال establish" It should be done in writing کہ لائسنس وہی valid نہیں رہ سکتا۔اگر آپ اسے پورا پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس Bill میں بڑا emphasize کیا گیا ہے کہ کون سی دکان/ہسپتال یا Health provision کی کون سی چیز کس حد تک provision کرے گی؟ وہ لائسنس کیسے valid ہو سکتا ہے کہ میں ایک کلینک سے ایک بڑے ہسپتال میں جاؤں یا بڑے ہسپتال سے غریب ہو کر چھوٹے کلینک میں آ جاؤں تو It must be given in all details. The License cannot remain valid. اگر آپ ایک جگہ شفٹ کر رہے ہیں تو کیوں کر رہے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں، یہ لکھ کر دیں کیونکہ خدانخواستہ اس دہشتگردی کے زمانے میں بھی ان facilities میں computerized written record انتہائی اہم ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں چند جملے کہنا چاہوں گی کہ لکھے ہوئے کی بہت اہمیت ہے۔اسلام میں بھی یہ ہے کہ جب کوئی بات آپس میں کرو تو لکھ لیا کرو۔آپ دیکھیں کہ بحیثیت مسلمان کسی بھی بات کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی، آپ لاکھ ریکارڈنگ یا جو مرضی لے آئیں لیکن جو چیز لکھ کر اور دستخط کر کے دے دیتے ہیں اس کو ہی اصل گواہی سمجھا جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس شق کو شامل کرنا انتہائی اسلامی بات ہے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔آپ نے بڑا اچھا Islamic point raise کیا ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس میں inform کرنے کا ذکر ہے تو یہ in writing ہی ہو گا کیونکہ service provider نے باقاعدہ طور پر in writing درج کرنا ہے کہ وہ کس جگہ سے کس جگہ پر منتقل ہو رہا ہے اور وہاں پر کیا انتظامات ہیں؟ باقاعدہ Health Care Commission اس جگہ کا بھی معائنہ کرے گا کہ کیا وہ Health facilities کو provide کرنے کے مطابق ہے یا اتنی capacity رکھتا ہے یا نہیں؟

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک منٹ پلیز۔ دیکھیں کہ انہوں نے اس چیز کو agree کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

"That in Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in sub Clause (3), after the word "inform", the words "in writing" be inserted."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-15

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-16

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-17

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-18

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-19

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-20

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-21

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-22

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-23

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-24

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-25

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-26

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-27

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-28

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-29

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 29 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-30

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 30 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-31

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-32

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 32 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-33

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 33 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-34

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 34 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-35

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 35 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-36

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 36 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-37

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 37 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-38

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 38 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-39

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 39 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 39 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-40

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 40 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 40 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-41

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 41 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 41 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE -2

MR.DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration, there are two amendments in it.

The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary. Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi,

Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch. and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR. SAMIA AMJAD: I move

> "That in Clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in Para (xviii), after the words" the concerned field", the words "a Magistrate", be inserted."

MR.DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health in Para (xviii), after the words "the concerned field", the words "a Magistrate," be inserted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):I opposed.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!18 Clause سے آگے جو amendments ہم نے بنائی تھیں وہ وقت کی کمی کی وجہ سے اس میں accept نہیں ہوئیں جو کہ flaw آپ لوگوں کے ذمہ جاتا ہے کہ آپ rules relax کر کے اس کو بہت جلدی میں لائے اور جو باقی کی amendments till the end of the Bill موجود نہیں ہیں اصل میں وہ accept ہی نہیں کی گئی تھیں کہ جی وقت ختم ہو گیا ہے اور اب گھر کو جاؤ۔ میں اس انسپکشن ٹیم والی بات پر آپ لوگوں کے time اور توجہ کی درخواست گزار ہوں۔ میں بڑی خوش ہوں کہ آج پانچ گھنٹے وزیر اعلیٰ صاحب بھی یہاں موجود رہے ہیں اور یہ سب کچھ ہوا ہے اور شاید یہ میری فتح ہے کہ انہیں بھی کسی ایک جگہ پر کسی نے اتنی دیر بٹھالیا۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پچھلے بل میں لفظ انسپکٹر میں سب سے زیادہ public opinion, concern Health department سب کا concern تھا۔ اس پورے House کو include کر کے کیونکہ اس میں لکھا گیا تھا کہ انسپکٹر ایک ایسا will be anybody جس کو کمیشن authorized کر دے گا He will enter without warrant at any time and

50 thousand جرمانہ search and seals and takeaway and give 50 lac per day یہ وہ طاقت تھی جس پر سب سے زیادہ apprehension تھی اور انسپکٹر سسٹم کا یہ وہ role ہے جس نے نہ صرف پی آئی اے کو خراب کیا بلکہ انسپکٹر سسٹم جس جگہ بھی install ہوا اس ادارے کا بھٹہ ہی بیٹھ گیا لیکن اب اس میں تبدیلی کر کے ڈاکٹروں کی بہت زیادہ کوشش کے بعد improve کیا، اس کو consensus اور شرائط کے ساتھ یہاں لایا گیا کہ لفظ انسپکشن ٹیم بھی لکھا جائے کہ reason to believe لکھا ہوا ہے تو میں اسے Complaint Cell کہتی رہی ہوں۔ جب بھی کسی کو چیک یا inspect کرنے جائے گی تو وہ ایک پوری ٹیم جائے گی۔ میں پڑھ دیتی ہوں کہ:

> Inspection team means a team comprising of more than two medical experts having post graduation qualification and not less than 15 years of experience in the concerned field and consisting of one employee from the commission and others from public or private sector to inspect any Health Care establishment.

جناب سپیکر! باقی کی جو طاقت ان انسپکشن کی رپورٹ پر دی گئی ہے یہ وہ بات ہے جس پر ہم یہ "مجسٹریٹ" کا لفظ اس میں لائے ہیں۔ سب سے پہلے تو یہی بات سمجھنے میں دقت ہو رہی ہے کہ اگر میں ساری زندگی لگا کر کارڈیالوجسٹ بنی ہوں، 15 سال experience کیا ہے اور دلوں کو کھولا اور بند کیا ہے، آپریشن کئے اور سٹنٹس ڈالے ہیں، میں نے ہائی ٹیکنالوجی میں specialized کیا ہے۔ 15 سال کے بعد ریٹائر ہو کر کیا میں آپ کے کمیشن میں انسپکٹر یا انسپکشن ٹیم کی نوکری مانگنے آؤں گی؟ مجھے تو سمجھ نہیں آئی کہ کون سا کارڈیالوجسٹ، یورالوجسٹ، نفرالوجسٹ، اینتھیسزیالوجسٹ، پیڈیاٹریشن، گائناکالوجسٹ ہو گا وہ 2 پوسٹ گریجویٹ 15 years medical experts جو آ کر اس میں شامل ہوں گے۔ اسی طرح بڑے بڑے طبیب اور حکیم جن پر ہمدرد لیبارٹری جیسے بڑے بڑے labels ہیں کیا ان کے پاس اب یہی وقت رہ جائے گا کہ وہ اپنے سفید سروں اور عزت کے ساتھ دوسرے پر جا کر چھاپے ماریں گے۔ مجھے تو اس انسپکشن ٹیم کی اس بات پر شدید criticism کرنی ہی کرنی ہے پھر یہ انسپکشن ٹیم صرف وہاں دیکھنے نہیں جائے گی کہ کون کون کیا کیا کر رہا ہے بلکہ یہ انسپکشن ٹیم وہاں search کر کے وہاں سے ریکارڈ بھی طلب کر سکتی ہے اور وہاں سے چیزیں بھی اٹھا کر لے جا سکتی ہے اور اسے seal اور بند بھی کر سکتی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ پرائیویٹ پراپرٹی ایکٹ کی یہ پامالی یا یہ

omission آپ لوگوں نے کیسے کر دی؟ پرائیویٹ پراپرٹی ایکٹ میں search کی authority مجسٹریٹ اور پولیس کو ہی ہوتی ہے۔ یہ basic human rights ہیں جو Constitution میں لکھے گئے ہیں۔ اس کو پڑھیں، کیسے ہو گا کہ دو ریٹائرڈ پروفیسر اور چند لوگ پبلک میں سے اور ایک کمیشن کا appointed آدمی جا کر بڑے بڑے ہسپتالوں میں جن کے معذرت کے ساتھ میں پہلے بھی نام لے چکی ہوں وہ انسپکشن کریں گے اور سزا دیں گے۔ یہ شق انسپکشن ٹیم کی جتنی debate ہوئی اور اس کو آج یہ consensus کہہ رہے ہیں جبکہ انہوں نے صرف ایلوپیتھک stakeholders اور ان بارہ بندوں کی بات سنی ہے، میں بہت دکھ کے ساتھ کہہ رہی ہوں کہ پبلک نے ان پر بڑی objections بھی کیں کہ لوگ بھی biased ہوئے جو کہ I think it is not true لیکن ان پر allegation یہ کہ وہ شک کی نگاہ میں ضرور آئے۔ I don't think it is true میں یہ on record کہہ رہی ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے انتہائی محنت کی ہے۔ یہ ایک لفظ مجسٹریٹ، پولیس یا اس کی legal standing doubt ہو جائے گی۔ یہ انسپکشن ٹیم just because it has reason to believe جناب! Complaint Cell کوئی نہیں ہے، کہیں پر ان کو کچھ پتا نہیں ہے۔ یہ انسپکشن ٹیم بے شک یہ نیک نیتی کے ساتھ اور highly qualified لوگ جائیں گے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ کیسے trained حکیم، ہمدرد لیبارٹری اور ان کے کلینک کو بند کرنے چلا جائے گا؟ مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ ایدھی ایمبولینس سنٹر اور جو دوسری ایمبولنس سروسز ہیں ان کو جا کر کیسے بند کیا جائے گا اور کیسے کوئی expert آ کر چیک کرے گا؟ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ یہ Hair Transplant Centres اور کاسمیٹک سرجری کرنے والے سنٹرز کو کون سے Skin Specialist اور کون سے expert cover کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کا point رجسٹرڈ ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ شق مجسٹریٹ کے بغیر بالکل نامکمل ہے اور ہم صرف اس لئے معذرت کے ساتھ مجھے معلوم ہے کہ وقت بہت گزر گیا ہے لیکن۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقت کا مسئلہ نہیں ہے۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: لیکن بات صرف اتنی ہے کہ یہ بڑا اہم ہے۔ اس میں ایک legal lacuna موجود ہے، اس lacuna میں لفظ "مجسٹریٹ" لکھنے سے اور اس کو legalize کرنے سے صرف ایک کمیشن کا خط کافی نہ ہو گا جو کہ ابھی لاء منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ یہ ایک exclusive ادارہ ہو گا۔ یہ

کیسےexclusiveادارہ ہوگا؟statement of reasonsمیں آپ نے لکھا ہے کہ ڈی جی آفس ختم۔ہیلتھ سیکرٹری کو بھی ہم reformکریں گے،researchکو بھی نہیں ہم مانتے۔اس میں 33 فیلڈز لکھی ہیں جن کوoverseeیہ کمیشن کرے گا۔یہ کمیشن ان33ہیلتھ فیلڈز کی بات کر رہا ہے جو بہت massive amountاورexperienceکے ساتھ بنے۔یہ exclusiveادارہ نہیں ہے اور اس کی انسپکشن کی اتھارٹی کو اتنا lightly illegalکرنا کہ کمیشن کے ایک خط یا اس legislationسے اس کو coverکیا جائے۔یہ اس august Houseاور تمام محترم legislatorsکے لئے سوچ کا مقام ہوگا۔

جناب عالی!انسپکشن ٹیم،اچھی بات ہے یہ check and balanceہے لیکن مجسٹریٹ یا جو بھی legal search seeکی powerرکھتے ہیں،and search law other in seal کیpowersرکھنے والے لوگوں کو اس میں شامل کرنا انتہائی ضروری ہے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:بہت شکریہ۔جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ چونکہ بڑے experts اور بڑےexperiencedلوگ ہوں گے،ان کے لئے انسپکٹر اور مجسٹریٹ کا لفظ موزوں نہیں ہوگا۔اس پر کافی سوچ بچار کرنے کے بعد اس لفظ کو ان کے لئے استعمال نہیں کیا گیا۔باقی ان کا شکریہ کہ انہوں نے آج قائد ایوان کی یہاں پر موجودگی کو acknowledgeکیا۔ دراصل آج قائد ایوان کی یہاں پر موجودگی ان کی اس commitmentکو ظاہر کرتی ہے جو ان کی عام آدمی اور ایک commonآدمی کے ساتھ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ان کی وہی commitmentہے جس commitmentکے ذریعے وہ عام آدمی کو سستی روٹی دینا چاہتے ہیں اور یہ آج بل جو قانون کا درجہ حاصل کرنے کے بعد اس آدمی کو ریلیف دے گا جس کے پاس اپنے مریض کو ہسپتال لے جاتے ہوئے کوئی چٹ نہیں ہوتی،جس کے پاس کسی ایم این اے،کسی ایم پی اے کا رقعہ نہیں ہوتا،جس کے پیچھے کوئی بڑا آدمی ٹیلیفون کرنے والا نہیں ہوتا اور جس کے پاس اتنی طاقت بھی نہیں ہوتی کہ وہ روڈ بلاک کر سکے۔یہ ان بے سہارا اور عام آدمی کے لئے بل بنایا گیا ہے۔آج قائد ایوان کی موجودگی بھی یہی ظاہر کرتی ہے کہ ایک عام آدمی کے لئے،ایک commonآدمی کے لئے جس کی کوئی سفارش نہیں ہے،جس کا کوئی سہارا نہیں ہے اس کا سہارا میاں شہباز شریف ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: ماشاءاللہ۔

The amendment moved and the question is:

That in Clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Health in Para XVIII after, the words "the concerned field" the words "a Magistrate" be inserted."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Chaudhary, Mrs. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi and Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary.

ڈاکٹر صاحبہ! آپ کچھ کہنے لگی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ خادم اعلیٰ کے خادم اعلیٰ رانا ثناءاللہ ہی ہیں۔ یہ complement میں خادم اعلیٰ کے سامنے ہی پیش کرنا چاہتی ہوں کہ جتنی خادم اعلیٰ کی خدمت خادم اعلیٰ رانا ثناءاللہ کرتے ہیں امید ہے کہ یہ complement لیں چونکہ یہ خادم اعلیٰ کی اتنی خدمت کر رہے ہیں اس لئے میں اگلی amendment withdraw کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس بات پر فخر ہے کہ پاکستان کے عوام کے خادم اعلیٰ کا میں خادم اعلیٰ ہوں۔ میں کسی ڈکٹیٹر کا خادم اعلیٰ نہیں ہوں، میں کسی وردی والے

کا خادم اعلیٰ نہیں ہوں اور میں کسی وردی والے کے لئے قرار دادیں پاس کروانے والا نہیں ہوں بلکہ میں اس کا خادم اعلیٰ ہوں جو اس ملک کے عوام کا خادم اعلیٰ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: ماشاءاللہ جی۔

Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration, there is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Chaudhary, Mrs. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi and Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary. Any mover may move it.

MRS AMNA ULFAT: Sir, I move:

"That in Clause 1 of the Bill , as recommended by the Standing Committee on Health, for sub-Clause(3), the following be substituted.(3)It shall come into force in 3 phases."

PHASE ONE: The accreditation programme of the Commission may be made in three hundred and sixty days with

reference to section 4(2),(d), (i), (m), (o) & (p) and be published in leading print and electronic media.

PHASE TWO:The Health Care Commission may provide three hundred and sixty days to the Health Care providers and Health Care services so that they may get themselves registered with Health Care Commission with reference to section 4(2),(a) &(b).

PHASE THREE: to implement the provisions of this Act, in the light of section 4(2),(c), (e),(f),(g),(h),(J),(k)&(n) and any other provisions prescribed in the law or rules from time to time.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 1 of the Bill , as recommended by the Standing Committee on Health, for sub-Clause(3), the following be substituted.(3)It shall come into force in 3 phases."

PHASE ONE: The accreditation programme of the Commission may be made in three hundred and sixty days with reference to section 4(2),(d), (i), (m), (o) and (p) and be published in leading print and electronic media.

PHASE TWO:The Health Care Commission may provide three hundred and sixty days to the Health Care providers and Health Care services so that they may get themselves registered with Health Care Commission with reference to section 4(2),(a) &(b).

PHASE THREE: to implement the provisions of this Act, in the light of section 4(2),(c), (e),(f),(g),(h),(J),(k) & (n) and any other provisions prescribed in the law or rules from time to time.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

اور میں یہ بھی point out کرنا چاہوں گا کہ یہ identical ہے، یہ 360 days والی بارہویں ترمیم میں جو پہلے ہی reject ہو چکی ہے تو یہ take up نہیں ہو سکتی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم نے اپنا فرض نبھایا ہے اور lacunas ختم کرنے میں بھی بہت زیادہ part play کیا ہے۔ یہ Bill اگر یہاں پر کامیابی سے پاس ہونے جا رہا ہے تو اس میں چیف منسٹر صاحب کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے ورنہ دو تین دن تو ہم نے لٹکا لیا تھا۔ ہماری صرف ایک ہی کوشش تھی کہ کسی طریقے سے اس کے اندر چھوٹے چھوٹے lacunas بھی ختم ہو جائیں ورنہ main جو lacunas ہیں وہ ہم already ختم کر چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سے related ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس سے related ہے اور انہوں نے 360 days کی تو بات کی ہے لیکن at once میں جو بات ہے وہ یہ ہے کہ یہ ایسا ہی at once ہے کہ رخصتی ہو جائے، نکاح اور منگنی بعد میں ہوتی رہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! This is part of 18th amendment.

ڈاکٹر سامیہ امجد: Authorization rules نہیں بنے، PNAC جو نیشنل فیڈریشن میں موجود ہے اس کو considered نہیں کیا گیا۔ فیڈرل PMDC کو overwrite کیا گیا ہے۔ ایک سال ان ہسپتالوں کو دے دیجئے کہ ان کو اس standard پر لے آئیں اور accreditation standard پر لے آئیں۔

جناب عالی!ایک سال لوگوں کو دے دیجئے کہ وہ معیار پر پورا اتریں اور پھر بے شک ان کو چیک کرتے رہیں۔ میں آپ سے درخواست کر رہی ہوں کہ at once practical نہیں ہو گا۔in phases ان کو implement ہونے دیجئے۔ یہ ایسی رخصتی ہے جس میں نکاح کی شرائط اور منگنی کی کوئی شرائط طے نہیں ہوئیں اور یہ practical ہو گا۔ It will be loss of the very expensive mission.

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 1 of the Bill , as recommended by the Standing Committee on Health, for sub-Clause(3), the following be substituted.(3)It shall come into force in 3 phases."

PHASE ONE: The accreditation programme of the Commission may be made in three hundred and sixty days with reference to section 4(2),(d), (i), (m), (o) and (p) and be published in leading print and electronic media.

PHASE TWO:The Health Care Commission may provide three hundred and sixty days to the Health Care providers and Health Care services so that they may get themselves registered with Health Care Commission with reference to section 4(2),(a) &(b).

PHASE THREE: to implement the provisions of this Act, in the light of section 4(2),(c), (e),(f),(g),(h),(J),(k), and (n)and any other provisions prescribed in the law or rules from time to time.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now Preamble of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it, the question is

"That the preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

LONG TITILE

MR DEPUTY SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration since there is no amendment in it. The question is:

"That the long title of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTRE FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Health Care Bill 2009 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Health Care Bill 2009 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Health Care Bill 2009 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed)

جناب ڈپٹی سپیکر:اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا لہذااب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 23۔جولائی2010 صبح10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

1581

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،23۔جولائی2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ خوراک)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

آئین کے آرٹیکل(a)(2)128 کے تحت قرارداد پیش کرنے کی تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ آرڈیننس انڈسٹریل ریلیشنز پنجاب 2010(آرڈیننس نمبر2 بابت 2010)کی مدت میں توسیع کی غرض سے آئین کے آرٹیکل128(2)(اے)کی رُو سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ایک وزیر درج ذیل قرارداد پیش کریں گے:

قرارداد

"صوبائی اسمبلی پنجاب 13۔جون 2010 کو جاری کردہ آرڈیننس انڈسٹریل ریلیشنز پنجاب 2010(آرڈیننس نمبر2 بابت 2010)کی مدت میں آئین کے آرٹیکل128 کی ضمن(2)کی ذیلی ضمن(اے)کی رُو سے نوے دن کی مزید مدت کی توسیع کرتی ہے۔"

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور2010(مسودہ قانون نمبر18 بابت 2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور2010 منظور کیا جائے۔

1582

2۔ مسودہ قانون لاہور لیڈز یونیورسٹی 2010(مسودہ قانون نمبر17 بابت 2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون لاہور لیڈز یونیورسٹی2010، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون لاہور لیڈز یونیورسٹی2010 منظور کیا جائے۔

1583

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 23۔جولائی 2010

(یوم الجمع، 10۔شعبان المعظم 1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 32 منٹ پر

زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا
وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا
خَالِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَ
أَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۚ فَنِعْمَ أَجْرُ
الْعَامِلِينَ ﴿٧٤﴾ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ
يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٥﴾

سُوْرَةُ الزُّمَر آیات 73 تا 75

اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں کہ تم پر سلام تم بہت اچھے رہے۔اب اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ(73) وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے وعدہ کو ہم سے سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا ہم بہشت میں جس مکان میں چاہیں رہیں تو

(اچھے) عمل کرنے والوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے(74) تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرد گھیرا باندھے ہوئے ہیں (اور) اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں۔ اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو سارے جہان کا مالک ہے(75)

وماعلینا الالبلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

وہ کیسا سماں ہوگا وہ کیسی گھڑی ہو گی
جب پہلی نظر ان کے روضے پر پڑی ہو گی
کیا سامنے جا کے ہم حال اپنا سنائیں گے
سرکار ﷺ کا در ہوگا اشکوں کی جھڑی ہو گی
ہو جائے جو وابستہ سرکار ﷺ کے دامن سے
ہر چیز زمانے کی قدموں میں پڑی ہوگی
وہ شیشہ دل غم سے میلا نہ کبھی ہوگا
تصویر مدینے کی جس دل میں جڑی ہو گی
چارہ نہ کوئی کرنا ایک نعت سنا دینا
ناچیز ظہوری کی جب سانس اڑی ہو گی

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ خوراک سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔اس سے پہلے رانا تنویر ناصر صاحب ایم پی اے کا قلیل المہلت سوال نمبر 4 محکمہ مواصلات و تعمیرات لیتے ہیں۔جی۔

رانا تنویر احمد ناصر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قلیل المہلت سوال

جلو موڑ تا دریائے راوی سائفن سڑک کی تعمیر کی تفصیلات

4: رانا تنویر احمد ناصر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جلو موڑ تا دریائے راوی سائفن سڑک کی Improvement/Widening کا منصوبہ کب بنا اور اس کا ابتدائی تخمینہ لاگت، مدت تکمیل، کل رقبہ اور دیگر تفصیلات کیا ہیں؟

(ب) اس سڑک کی قبل ازیں چوڑائی کتنی تھی اور کیا سڑک کو چوڑا کرنے کے لئے کوئی رقبہ بھی ایکوائر کیا گیا ہے؟

(ج) یہ منصوبہ کس کی نشاندہی پر شروع کیا گیا اور اس کے لئے source of funding کیا تھا؟

(د) اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد کون کون سے دیہات کو فائدہ ہو گا اور یہ سڑک کتنی آبادی کی ضروریات کو پورا کرے گی؟

(ہ) اس سڑک کے اطراف میں کس کس سیاستدان اور بیوروکریٹ کی اراضی واقع ہے اور کیا یہ منصوبہ صرف عوام کے فائدہ کے لئے بنایا گیا تھا یا محض اشرافیہ کے طبقہ کو نوازنے کے لئے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جلو موڑ تا راوی سائفن کی وائیڈننگ / امپروومنٹ کا منصوبہ مالی سال 07-2006 میں تیار کیا گیا۔اس کا ابتدائی تخمینہ لاگت 157.751 ملین روپے تھا۔اس کی مدت تکمیل چھ ماہ تھی جس میں 15-05-2010 تک توسیع کر دی گئی۔ سڑک کی لمبائی 13.95 کلو میٹر ہے۔اس کی پختہ چوڑائی 24 فٹ ہے۔

(ب) سڑک کی قبل ازیں چوڑائی 10 سے 18 فٹ تھی اور یہ صرف 10.67 کلو میٹر پختہ تھی بقیہ سڑک کچا راستہ تھا۔ سڑک کو چوڑا کرنے کے لئے کوئی رقبہ ایکوائر نہ کیا گیا ہے کیونکہ سڑک کی تعمیر سرکاری اراضی پر ہی کی گئی ہے۔

(ج) اس منصوبہ کی نشاندہی سول آرمی میٹنگ برائے ترقیاتی منصوبہ جات لاہور کینٹ میں کی گئی اور وزیر اعلیٰ کی منظوری سے یہ منصوبہ شروع کیا گیا اور اس کے لئے درکار فنڈ حکومت پنجاب نے دیئے۔

(د) اس سڑک کی تکمیل کے بعد مندرجہ ذیل دیہات کو فائدہ ہو رہا ہے۔
جلو، اتو کے اعوان، جنڈیالہ، بھینی، ملک پور، ڈوگیج، باگڑیاں، بھسین، ٹھٹہ ڈھلواں، ایچو کی اور تلواڑہ یہ سب کافی بڑے دیہات ہیں۔ان کی آبادی تقریباً بیس ہزار سے ساٹھ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔

(ہ) اس سڑک کے اطراف میں مختلف شعبہ جات زندگی جس میں زمیندار/کاشتکار/ فوجی و سول افسران بھی شامل ہیں کی اراضی واقع ہے جس کی تفصیلات محکمہ بورڈ آف ریونیو سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ یہ منصوبہ عوام کی فلاح کے لئے بنایا گیا ہے۔اس سڑک کی تعمیر سے قبل لوگوں کو زرعی مصنوعات کی نقل و حمل کے لئے شدید مشکلات تھیں کیونکہ پرانی سڑک انتہائی ٹوٹی پھوٹی اور خستہ حالت میں تھی۔مزید برآں یہ سڑک بارڈر ایریا کی طرف جاتی ہے اور راوی سائفن کے ایریا میں موجود پاکستان آرمی کی نقل و حرکت کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں اس کے جواب سے مطمئن ہوں۔

سوالات

(محکمہ خوراک)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3273 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور، پی پی۔157 میں فلور ملز کی تعداد

*3273: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔157 لاہور میں کل کتنی فلور ملز ہیں نیز ملز کے نام اور مالکان کے نام سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) سال 2007 میں مذکورہ ملز کو حکومت کی طرف سے کتنی گندم سپلائی کی گئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) حلقہ پی پی۔157 میں دو فلور ملز واقع ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ داتا فلور ملز (میاں لیاقت علی، میاں محمد فیاض) شادی پورہ، بند روڈ، داروغہ والا، لاہور۔

2۔ برکت فلور ملز (حاجی امجد علی)، بیدیاں روڈ، لدھڑ پنڈ، لاہور

(ب) سال 2007 میں ان کو مندرجہ ذیل گندم فراہم کی گئی۔

1۔ داتا فلور ملز: 149598 بوری گندم

2۔ برکت فلور ملز: 66081 بوری گندم

میزان 215679 بوری گندم

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ملز روزانہ کتنا آٹا شہر میں بھیجتی ہیں اور کیا ان ملز سے حکومت کو کوئی رقم ملتی ہے اور وہ کس کس مد میں ملتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! محترمہ نے سوال کیا تھا کہ پی پی۔157 میں کتنی فلور ملیں ہیں۔ اس میں انہوں نے روزانہ کا کوئی ذکر نہ کیا تھا۔ اگر ان کی تفصیل ان کو چاہئے تو مل جائے گی۔ داتا فلور مل کو جو ٹوٹل گندم سپلائی کی جاتی ہے وہ ایک لاکھ 49 ہزار 5 سو 98 بوری سالانہ ہے۔ دوسری برکت فلور مل ہے جس کو 66 ہزار 81 بوری گندم سالانہ سپلائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے سوال پوچھا تھا کہ روزانہ کتنا آٹا فروخت کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! یہ روزانہ کی نہیں بلکہ ماہانہ کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ مل کی جو capacity ہے اس کی باڈی کے حساب سے، فی باڈی پچاس بوری کے حساب سے روزانہ گندم سپلائی کی جاتی ہے۔ اپریل 2007 میں 60 بوری فی باڈی کے حساب سے دی گئی اور پھر ستمبر سے دسمبر تک 25 بوری فی باڈی کے حساب سے دی گئی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ حکومت کو ان ملز سے اگر آمدن ہوتی ہے تو کس کس مد میں ہوتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! محترمہ نے پہلا سوال یہ کیا تھا کہ حکومت روزانہ کے حساب سے کتنا آٹا فراہم کرتی ہے؟ حکومت تقریباً دو ہزار تین سو چونسٹھ تھیلے 20 کلو کے فراہم کرتی ہے۔ حکومت کا مقصد اس میں کمائی کرنا نہیں بلکہ عوام کو سستا آٹا موزوں قیمت پر فراہم کرنا ہے۔ اس میں بزنس کا point of view بالکل مدنظر نہیں رکھا جاتا بلکہ عوام کو subsidized کر کے سستی قیمت پر آٹا مہیا کیا جاتا ہے۔

تعزیت

ممبر اسمبلی محترمہ شگفتہ شیخ کے خاوند کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: مجھے ابھی اطلاع ملی ہے کہ محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ جو ہماری ایم پی اے ہیں ان کے خاوند قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر محترمہ شگفتہ شیخ کے خاوند کی وفات پر دعائے مغفرت کی گئی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد شفیق خان کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ (معزز ممبر نے جناب محمد شفیق خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال نمبر پکاریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 3304 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ٹیکسلا میں قائم فلور ملز سے متعلقہ تفصیلات

*3304: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹیکسلا میں کتنی فلور ملز ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا ان فلور ملز کو حکومت ماہانہ کی بنیاد پر گندم فراہم کرتی ہے؟

(ج) کتنی فلور ملز بند پڑی ہیں؟

(د) ہر مل کو یکم جنوری 2009 سے آج تک ماہانہ کتنی گندم فراہم کی گئی ہے تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ٹیکسلا کینٹ اور اس کے گردونواح میں آٹا کی شدید قلت ہے؟

(و) کیا حکومت اس علاقہ میں آٹا کی قلت دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) ٹیکسلا / واہ میں کل 16 فلور ملز ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومتی پالیسی کے مطابق فلور ملز کو روزانہ کی بنیاد پر گندم کا اجراء کیا جاتا ہے ان دنوں گندم مارکیٹ میں وافر مقدار میں موجود ہونے کی بناء پر اجراء نہیں ہو رہا ہے۔

(ج) کوئی فلور ملز بند نہ ہے۔

(د) ہر فلور ملز کو یکم جنوری سے اپریل 2009 تک جتنی گندم جاری ہوئی اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) آٹا کی کوئی قلت ہے اور نہ ہی اس بارے میں کوئی شکایت موصول ہوئی ہے۔ مارکیٹ میں وافر مقدار میں آٹا دستیاب ہے۔

(و) مارکیٹ میں وافر مقدار میں آٹا دستیاب ہے لہذا آٹا کی قلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سوال 2009 میں دیا گیا تھا اور اس کا جواب بھی 2009 میں ہی آ گیا ہے۔ میں محکمہ خوراک کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ کم از کم ایک محکمے نے تو ٹائم پر جواب دیا، نہیں تو دو دو، تین تین سال بعد جواب آتے ہیں۔ اس میں جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ کتنی تعداد ہے اور وہ کہاں کہاں واقع ہے؟ تفصیل تو شاید میز پر رکھی ہو گی لیکن اس میں کہا گیا ہے کہ 16 فلور ملیں ہیں۔ کیا ابھی بھی 16 ہی ہیں یا پچھلے سال میں کوئی اور فلور مل بھی وہاں بنی ہے۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جز (ب) میں ہے کہ کیا حکومت ان فلور ملوں کو ماہانہ کی بنیاد پر گندم فراہم کرتی ہے؟ اس سوال میں بھی ماہانہ پوچھا گیا ہے لیکن اس میں جو جواب دیا گیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ حکومتی پالیسی کے مطابق روزانہ کی بنیاد پر گندم دی جاتی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے پچھلے سوال کے جواب میں کہا ہے کہ ماہانہ بنیاد پر دی جاتی ہے۔ یہاں پر جو لکھا ہوا ہے وہ روزانہ لکھا ہوا ہے۔ جو سپلائی ہوتی ہے وہ ماہانہ ہوتی ہے یا روزانہ ہوتی ہے؟ کیونکہ انہوں نے پہلے والے سوال کا جواب غلط دیا ہے یا پھر اس سوال کا جواب غلط دیا ہے۔ کہیں نہ کہیں غلطی ضرور ہے کیونکہ دونوں آپس میں clash کرنے والی باتیں ہیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! clash نہ کروائیں، آپ کی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! اگر روزانہ کے حساب سے سمجھ لیا جائے تو آپ اس کو 30 سے ضرب دے لیں تو ماہانہ ہو جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پھر تو گھنٹے کے حساب سے بھی نکال لیں گے۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ پالیسی کیا ہے، ماہانہ کی بنیاد پر دینے کی ہے یا روزانہ کی بنیاد پر دینے کی ہے؟ اس طرح تو ہم گھنٹے اکاؤنٹ کر لیتے ہیں، پھر سیکنڈ اکاؤنٹ کر لیتے ہیں پھر ہفتے اکاؤنٹ کر لیتے ہیں، پھر سال اکاؤنٹ کر لیتے ہیں۔ یہ تو لفاظی والا جواب دے رہے ہیں مہربانی کر کے آپ کوئی proper جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: وہ بھی آپ کو دونوں طرح کا جواب دینا چاہتے ہیں، ماہانہ کا بھی اور روزانہ کا بھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! یہ روزانہ کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پہلے والے سوال کے جواب میں آپ نے ماہانہ کہا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جی، آپ نے ٹھیک کہا ہے۔

جناب سپیکر: وہ روزانہ کی بنیاد رکھ لیں میرے خیال میں بہتر بات رہے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! اصولی طور پر یہ روزانہ کی بنیاد پر ہی طے کیا جاتا ہے اور ملوں کی اپنی ڈیمانڈ ہوتی ہے، کس کی ڈیمانڈ کتنی ہے اور وہ کتنی ڈیمانڈ کرتے ہیں۔ اس حساب سے گورنمنٹ ان کو سپلائی دیتی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کچھ ملز کی تعداد بھی پوچھی ہے وہ بھی بتانا پڑے گی۔ جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! تعداد کے حساب سے 16 فلور ملز ٹیکسلا اور واہ کینٹ کے ایریا میں موجود ہیں اور سب کی سب functional ہیں۔

جناب سپیکر: جی، حضرت! آپ نے سن لیا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں وہاں 16 فلور ملز ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے بھی پتا ہے کہ 16 فلور ملز ہیں اور یہ بھی بتا دیں کہ پچھلے سال کوئی نئی فلور ملز نہیں بنی اور جو پالیسی ہے ماہانہ یا روزانہ کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ تو پہلے انہوں نے بتا دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انہوں نے دونوں جواب اکٹھے دیئے تھے تو میں نے کہا کہ واضح ہو جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! روزانہ کی بنیاد پر supply ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، next question محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! On her behalf and question No:3358 (معزز خاتون ممبر نے محترمہ راحیلہ خادم حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سستی روٹی کی فراہمی کے لئے جاری کئے گئے فنڈز کی تفصیلات

*3358: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے فلور ملوں کو سستی روٹی کی فراہمی کے لئے 50 کروڑ روپے کے فنڈز جاری کئے ہیں؟

(ب) یہ فنڈز کن کن فلور ملوں کو جاری کئے گئے، ان کے نام اور پتاجات کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ حکومت پنجاب نے سستی روٹی کی فراہمی کے لئے 50 کروڑ روپے کے فنڈز جاری کئے درحقیقت حکومت پنجاب نے 09۔2008 میں سستی روٹی کی فراہمی کے لئے -/2,55,63,95,675 روپے کے فنڈز جاری کئے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فلور ملز کے نام اور پتاجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ سستی روٹی کی فراہمی کے لئے کیا پنجاب کے 36 اضلاع میں تمام فلور ملز کو فنڈز برابر فراہم کئے گئے تھے اور اس میں 09-2008 کے فنڈز کا ذکر ہے اور 09-2008 میں ضلع سیالکوٹ کی فلور ملز کو کتنا فنڈ جاری کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! سیالکوٹ میں جو بیگ سپلائی کئے گئے ہیں وہ 191997 تھے اور ان کو جو subsidies دی گئی وہ -/33,839,940 روپے ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! جو میں نے اس میں پوچھا ہے وہ یہ پوچھا ہے کہ یہ جو فنڈز میں لکھا گیا ہے اس کی amount -/2,556,395,675 روپے ہے اور یہ جو فنڈز 09-2008 میں پورے پنجاب کی تمام فلور ملز کو جاری کئے گئے تھے۔ اس میں سے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا پنجاب کی تمام فلور ملز کو یہ فنڈز برابری کی بنیاد پر تقسیم کئے گئے اور وہ amount specifically فی ضلع کیا تھی اور اس میں سے ضلع سیالکوٹ کو کتنی amount جاری کی گئی؟

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں فی ضلع تو مشکل ہے کہ وہ اب آپ کو بتا سکیں اور اس کا کوئی نیا سوال بنے گا۔ جہاں تک برابری کا سوال ہے وہ اس کا جواب دیں گے۔ میرے خیال میں کوئی آبادی کے حساب سے بھی ہوتا ہے اور پانی کے لحاظ سے بھی ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! برابر کے لحاظ سے ہو نہیں سکتا کیونکہ ملز چھوٹی بھی ہیں اور بڑی بھی ہیں کچھ علاقوں میں زیادہ ملز ہیں اور کچھ علاقوں میں کم ہیں تو اس لئے برابری کی بنیاد پر یہ نہیں دیا جا سکتا، کسی کی ڈیمانڈ کم ہے اور کسی کی سپلائی کم ہے اس لئے جتنا آٹے کی فراہمی وہ فلور ملز کرتی ہے اسی حساب سے گندم کا کوٹا دیا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹائم ختم ہو گیا۔ Sorry جی، محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ تشریف فرما ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: on her behalf. (معزز خاتون ممبر نے محترمہ شبینہ ریاض کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: چلیں! جی، آپ کی مرضی ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال نمبر 3579 ہے اور اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل منچن آباد میں گندم سٹور کرنے کے گوداموں کی تفصیلات

*3579: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل منچن آباد میں گندم کو سٹور کرنے کے گودام کس کس جگہ ہیں اور ان میں کتنی گندم سٹور کی جا سکتی ہے؟

(ب) اس وقت ان گوداموں میں کتنی گندم موجود ہے اور یہ کس کس جگہ ہے اس تحصیل کی ضرورت کتنی گندم کی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس تحصیل میں مزید گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) تحصیل منچن آباد میں سنٹر منڈی صادق گنج میں 1000.000 میٹرک ٹن کے ناقابل استعمال bins موجود ہیں جن میں گندم سٹور نہ ہو سکتی ہے یہ تحصیل پاسکو کو 02۔2001 سے الاٹ شدہ ہیں جہاں سے محکمہ خوراک پنجاب گندم خرید نہ کرتا ہے۔

(ب) اس وقت تحصیل میں محکمہ خوراک کی کوئی گندم موجود نہ ہے اور تحصیل کی شہری آبادی کی ضرورت گندم 5908.300 میٹرک ٹن ہے جس کی ضروریات کو ملحقہ تحصیلوں سے بآسانی پورا کر دیا جاتا ہے۔

(ج) تحصیل منچن آباد میں محکمہ خوراک کا مزید گودام بنانے کا ارادہ نہ ہے کیونکہ یہ تحصیل پاسکو کو مختص برائے خرید گندم ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جز (الف)۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ سوال ہماری طرف سے ہے اور وہ کیسے ضمنی سوال کر سکتی ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ میرا استحقاق ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! یہ آپ نے خود پالیسی بنائی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، That is my right. I can exercise that. آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! ہماری طرف سے سوال تھا اور ضمنی سوال بھی ہمارا حق بنتا تھا۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں اور آپ کی طرف سے کسی نے ضمنی سوال کہا ہی نہیں ہے۔ جب ادھر سے ہوا ہے تو اس کا جواب آنے دیں اور جب آپ کی طرف سے کوئی ضمنی سوال نہ آئے تو وہ بھی معزز ممبرز ہیں وہ بھی کر سکتے ہیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! منچن آباد تو کیا ہم پورے پنجاب کی نمائندگی کرتے ہیں اور یہ بالکل غلط ہے کہ اس طرح سے cross talk کی جائے تو آپ مہربانی کر کے ان کو منع فرمائیں۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو منع کر دیا ہے اور اب آپ اپنے سوال کی طرف آئیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس میں انہوں نے جز(الف) میں لکھا ہوا ہے کہ گندم کو سٹور کرنے کے لئے گودام کس کس جگہ پر ہیں اور اس میں کتنی گندم سٹور کی جاتی ہے۔ اس کا انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ ایک ہزار میٹرک ٹن کے ناقابل استعمال bins موجود ہیں جس میں گندم سٹور نہیں ہو سکتی ہے اور جو تحصیل منچن آباد ہے پاسکو کو 02-2001 سے الاٹ شدہ ہیں جہاں سے محکمہ خوراک پنجاب گندم نہ خریدتا ہے تو یہ جو بغیر استعمال شدہ یہاں پر bins پڑے ہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! منچن آباد تحصیل چونکہ پاسکو کو مختص کر دی گئی ہے۔ وہاں کی گندم کی خریداری اور اس کا سٹور کرنا اب وہ پاسکو کی ذمہ داری ہے لہذا پنجاب حکومت محکمہ خوراک وہاں سے گندم خریدتا ہے اور نہ ہی سٹور کرتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ پاسکو سے متعلقہ ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا سوال پاسکو کے متعلقہ نہیں تھا میرا سوال ان bins کے بارے میں ہے جو وہاں پر پڑے ہیں اور جن میں گندم کو سٹور کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ جگہ منچن آباد جہاں پر گندم سٹور نہیں کی جاتی وہاں پر یہ bins پڑے ہیں اور اس کی capacity بھی ایک ہزار میٹرک ٹن جو ایک huge capacity ہے۔ وہ والے علاقے جہاں پر گندم زیادہ تعداد میں ہوتی ہے لیکن اس کے لئے storage capacity نہیں ہے تو یہ bins جو یہاں پر استعمال ہی نہیں ہو رہے تو ان کو وہاں پر کیوں نہیں شفٹ کیا جاتا، ہماری بہت ساری گندم ایسی ہے جو صرف سٹوریج capacity نہ ہونے کی وجہ سے کھلے آسمان کے نیچے پڑی رہتی ہے اور ضائع ہو جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! وہاں پر جو ایک ہزار میٹرک ٹن کے bins موجود ہیں وہ ناقابل استعمال ہیں اور وہ اتنے پرانے ہو چکے ہیں کہ وہ اب استعمال میں نہیں آ سکتے اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ پاسکو کے under آتا ہے اور اس کی خریداری ساری کی ساری پاسکو کرے گا اس لئے صوبائی حکومت اس میں کوئی مداخلت نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: جی!

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!یہ جواب sufficient نہیں ہے اور یہ چونکہ پاسکو کے ہیں اس میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ۔۔۔

جناب سپیکر:جی،انہوں نے کہہ دیا ہے وہ ناکارہ ہیں اور استعمال نہیں ہو سکتے تو اب کیا کیا جائے؟جی،اگلا سوال بھی محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ کا ہے۔تشریف نہیں رکھتیں لہذا سوال نمبر3580 کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی:.On his behalf(معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:سوال نمبر بولئے گا۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی:جناب سپیکر!سوال نمبر4179 ہے اور اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے؟

صوبہ پنجاب میں شوگر ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4179:چودھری محمد اسد اللہ:کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں شوگر ملز کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا کسی شوگر مل کے ذمہ اس وقت کوئی شوگر سیس بقایا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ شوگر سیس سے کئی منصوبہ جات مکمل کئے جاتے ہیں اگر ہاں تو گوجرانوالہ ڈویژن میں اس رقم سے گزشتہ پانچ سالوں میں کوئی منصوبہ مکمل کیا گیا ہے اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):

(الف) صوبہ پنجاب میں کل 46 شوگر ملز واقع ہیں جن میں 45 شوگر ملز کام کر رہی ہیں۔ایک شوگر مل(جی بی شوگر ملز پسرور ضلع سیالکوٹ)اپنی نیلامی سے آج تک کام نہیں کر رہی ہے۔

(ب) اس وقت پنجاب کی سات شوگر ملوں کے ذمہ کرشنگ سیزن 10۔2009 کی مد میں 1,05,45,922/- روپے واجب الادا ہیں۔ان ملوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی شروع کی جا چکی ہے اور تمام کیسز کین کمشنر پنجاب کی عدالت میں زیر سماعت ہیں۔مل وائز تفصیل منسلکہ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) گوجرانوالہ ڈویژن کے تین اضلاع منڈی بہاؤالدین ،حافظ آباد اور گجرات میں کل 39 منصوبے منظور کئے گئے ہیں جن میں سے 38 مکمل ہو چکے ہیں اور ایک منصوبہ زیر تکمیل ہے۔ تفصیل منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں جو جواب دیا گیا ہے کہ crushing season 2009-10 کی مد میں کچھ رقم واجب الادا ہے، کیا اس سے پہلے سالوں کی بھی کوئی رقم یا بقایا جات ہیں اور اگر ہیں تو کیا یہ جو claim cases کمشنر کے پاس چل رہے ہیں اس میں کیا remedy and penalties ان ملز پر لاگو ہو سکتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! 2009-10 کے دوران جو رقم واجب الادا ہے ابھی تک باقی ہے وہ -/1,545,992 روپے ہیں اور ان ملوں کے خلاف کارروائی شروع ہو چکی ہے اور تمام کے تمام کیسز وہ Commissioner Sugarcane کے پاس عدالت میں موجود ہیں تو جونہی ان کے فیصلے ہوں گے ان کے مطابق ان پر عمل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ کسان کس کا دروازہ کھٹکھٹائیں، وہ ہمیں بتائیں اور اس ہاؤس کو بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! پہلے سالوں کے کوئی بقایا جات نہ ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس کا طریق کار کیا ہے، کن کن لوگوں نے پیسے جمع نہیں کروائے اور یہ پیسا کن کن منصوبوں پر خرچ ہو سکتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! یہ پیسے ریسرچ فنڈز، ڈویلپمنٹ کے منصوبوں، maintenance اور bridges کے منصوبوں اور اس علاقے کی ڈویلپمنٹ پر خرچ ہوتے ہیں۔ خاص طور پر جو roads ملوں کو جاتے ہیں ان کی maintenance and rehabilitation پر خرچ ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ تو سیس کا معاملہ ہے جو بقایا جات ابھی ملوں کے ذمے ہیں اس میں آپ کیا پیشرفت کر رہے ہیں، جن کے بقایا جات ابھی ملوں کے ذمے ہیں وہ کہاں اور کس سے ملیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! Cane Commissioner Punjab کی عدالت کے اندر وہ cases موجود ہیں وہ چل رہے ہیں جونہی ان کے فیصلے ہوں گے ان کے مطابق اس پر عمل ہو گا۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں نے طریق کار پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ طریق کار میں سمجھ گیا ہوں وہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! آپ کو تو پتا ہے ہمیں نہیں پتا اگر وہ بتائیں گے تو اگلا سوال کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، ذرا ان کو بتا دیں کہ کہاں خرچ کرتے ہیں۔ ویسے انہوں نے بتایا تو ہے کہ bridges پر خرچ کرتے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: میں نے پوچھا ہے کہ وہ طریق کار کیا ہے؟ باقی ملوں نے تو جمع کروا دیا ہے ان 7 نے نہیں کروایا وہ طریق کار کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جی، کیا وہ وصولی کا طریق کار پوچھنا چاہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، انہیں شوگر سیس جمع نہ کروانے کی وجہ بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): اس سلسلے میں کسانوں سے جو ادائیگیاں ہونا باقی ہیں ملوں کو، ان کو 394 نوٹس دیئے گئے ہیں اور 91 ایف آئی آر درج ہو چکی ہیں۔ ان cases کے جب عدالت میں فیصلے ہوں گے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ نوٹ کر لیں۔ اس بارے میں بہت سی شکایات ہیں۔ ملز مالکان ایک عرصے سے لوگوں کو پریشان کر رہے تو آپ اس کا سختی سے نوٹس لیں اور ان کی رقوم ان کو دلوائیں۔ جی، یہ سوال ختم ہو گیا bell ہو گئی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،ایک فقرے میں بات کر لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہ کسانوں کے ذمہ ہیں، شوگر سیس تو وہ خود کاٹتے ہیں اس میں سے جو وہ کسانوں کو payment کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں،انہوں نے یہ نہیں کہا کہ کسانوں کے ذمے ہے۔آپ سمجھ نہیں پا رہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں سمجھ گیا ہوں انہوں نے بعد میں بات کر دی ہے۔انہوں نے کہا ہے،اس کے بعد انہوں نے کہہ دیا ہے کہ ملز کے ذمہ ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!cases کا فیصلہ کب ہونا ہے اس کی تاریخ دی جائے اور جتنا late ہوا ہے اس پر interest کون دے گا؟

جناب سپیکر: جی، یہ جلدی سے بتائیں،اس کا فیصلہ کروائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر!interest کا سوال تو یہاں پر بنتا ہی نہیں۔آپ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ رقم کب واپس ہو گی اور عدالتوں سے فیصلے کب ہوں گے؟ یہ cases جو ہیں یہ Sugar Cane Commissioner کی عدالت میں ہیں اور جونہی فیصلہ ہو گا۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: آپ date دیں گے کہ کب تک فیصلہ ہو گا اور جو late ہوا ہے اس پر interest کون دے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر!چھیالیس ملوں میں سے صرف چھ ملوں کے ذمہ کچھ پیسے باقی ہیں۔باقی چالیس ملوں کی پوری رقوم ادا ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر: ان چھ ملوں کا آپ کیا کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر!ان کے نام بھی دیئے گئے ہیں اور ان کے ذمہ جو amount ہے وہ بھی دی گئی ہے۔ان کے cases عدالت میں موجود ہیں۔اب عدالت کے فیصلے کا میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:ان ملوں کے نام بتادیں۔

جناب سپیکر:جی، مہربانی کر کے اس کو ذرا expedite کروائیں، لوگوں کا بھلا ہو گا، فائدہ ہو گا۔اگلا سوال بھی چودھری اسداللہ صاحب کا ہے۔سوال نمبر بولیں۔

جناب اللہ رکھا:.On his behalf(معزز ممبر نے چودھری محمد اسداللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی۔

جناب اللہ رکھا:سوال نمبر 4182 ہے۔اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع حافظ آباد میں انتظامی ڈھانچہ و دیگر تفصیلات

*4182:چودھری محمد اسداللہ:کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع حافظ آباد میں محکمہ خوراک کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے۔مذکورہ محکمہ عوام کی بھلائی کے لئے کیا سہولیات فراہم کر رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):

ضلع حافظ آباد میں گندم کی خریداری پاسکو کے ذمہ ہے محکمہ خوراک کا اس ضلع میں ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر تعینات نہ ہے تاہم اس ضلع کا انتظامی کنٹرول ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر گوجرانوالہ کے پاس ہے۔

محکمہ خوراک کے گودام حافظ آباد،کالیکی اور سکھیکی میں واقع ہیں ان سنٹروں پر جو عملہ تعینات ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1	علی امام زیدی	اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر
2	رانا ارشاد احمد	فوڈ گرین انسپکٹر
3	خالد امتیاز	فوڈ گرین سپروائزر
4	نو عدد چوکیدارن	

ضلع حافظ آباد میں عوام الناس کو سستا آٹا مہیا کرنے کے لئے گندم کا اجراء ملوں کو کیا جاتا ہے۔ مختلف پیکجز حکومت جو عوام کی سہولت کے لئے متعارف کرواتی ہے اس کے تحت محکمہ خوراک ضلعی انتظامیہ کی بھرپور معاونت سے سستا آٹا مہیا کرتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے کیا پڑھا ہے؟

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میں پڑھ کے بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال کریں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ ضلع حافظ آباد میں عوام الناس کو سستا آٹا مہیا کرنے کے لئے گندم کا اجراء ملوں کو کیا جاتا ہے۔ مختلف پیکجز حکومت جو عوام کی سہولت کے لئے متعارف کرواتی ہے اس کے تحت محکمہ خوراک ضلعی انتظامیہ کی بھرپور معاونت سے سستا آٹا مہیا کرتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ گندم جو ملوں کو مہیا کی جاتی ہے یہ صرف سستے آٹے کے لئے کی جاتی ہے یا جو آٹا ہم روزمرہ میں استعمال کرتے ہیں اس کے لئے بھی؟

چودھری عبداللہ یوسف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! تشریف رکھیں، وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ میں آپ سے بار بار کہہ چکا ہوں، میں آپ کا مشکور ہوں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحبان یہاں موجود نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ کے سامنے تین چار منسٹر صاحبان بیٹھے ہیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! جن کے سوالات ہوتے ہیں وہ کیوں نہیں آتے؟

جناب سپیکر: نہیں، یہ کوئی سوال نہیں ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری کے پاس مکمل اختیارات ہوتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! حکومت صرف ان ملوں کو subsidize rate پر گندم فراہم کرتی ہے جس گندم سے سستا آٹا ان تنوروں کو دیا جاتا ہے جہاں سستی روٹی ملتی ہے یا جب حکومت سستے آٹے کا کوئی پیکج دیتی ہے۔ اب حکومت کا ارادہ ہے

کہ subsidize نرخ پر لوگوں کو گندم سپلائی کرے مگر فی الوقت صرف سستا آٹا دینے کے لئے subsidized rate کیا جاتا ہے عام sale کے لئے ان کو subsidize پر گندم نہیں دی جاتی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد جاوید اقبال اعوان صاحب کا ہے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! سوال نمبر 4437 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع خوشاب،آٹا پر سبسڈی دینے کا مسئلہ

***4437: ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 09۔2008 کے دوران حکومت پنجاب نے آٹا پر سبسڈی کی مد میں کتنی رقم خرچ کی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ آٹا پر سبسڈی تمام شہری علاقہ جات میں دی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع خوشاب میں آٹا پر سبسڈی نہیں دی جارہی اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت ضلع خوشاب میں بھی آٹا پر سبسڈی دینے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) حکومت پنجاب آٹا کی قیمتوں کو ایک حد کے اندر رکھنے کے لئے سبسڈائز گندم کا اجراء کرتی ہے۔ سال 09۔2008 میں گندم پر۔/4,436,832,545روپے سبسڈی خرچ کی،اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے سستی روٹی سکیم پر بھی۔/2,556,395,675روپے سبسڈی خرچ کی ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ضلع خوشاب میں آٹا پر سبسڈی نہیں دی جارہی،حکومت پنجاب آٹے اور گندم پر جو سبسڈی دے رہی ہے اس سے صوبہ بھر کے تمام صارفین فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

(د) حکومت پنجاب تمام اضلاع بشمول ضلع خوشاب میں بھی آٹے اور گندم کی مد میں سبسڈی خرچ کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ضلع خوشاب میں گندم کی سبسڈی کے لئے کتنی رقم دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: ضلع خوشاب میں گندم کے لئے سبسڈی پر کتنی رقم دی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! کسی خاص ضلع کے لئے الگ سے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ گندم کے اوپر سبسڈی 4۔ارب روپے ہے وہ پورے پنجاب کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس میں سے ان کے ضلع کی نکال کر بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! کسی خاص ضلع کے لئے الگ سے رقم مختص نہیں ہے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! حکومت پنجاب ضلعوں یا floor mills کو جو سبسڈی دیتی ہے کیا وہ direct دیتی ہے اگر direct دیتی ہے تو اس کا کوٹا کتنا ہے؟

جناب سپیکر: جی، میں آپ کا سوال سمجھ نہیں سکا، کیا آپ اس کے اوپر سے پڑھ کر ضمنی سوال کر رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے اس کے اوپر لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! ضمنی سوال پوچھیں، اِدھر سے نہ پڑھیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! یہ میں نے ضمنی سوال پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: جی، دوبارہ بتائیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ ضلع خوشاب میں subsidized آٹا ڈی سی او صاحب دیتے ہیں یا ملوں کو direct دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں کہ ڈی سی او صاحب دیتے ہیں یا ڈی ایف سی دیتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): حکومت ملوں کو صرف سستی گندم فراہم کرتی ہے الگ سے فنڈ کی شکل میں نہیں دیتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بس جی، آگے چلیں۔ آگے بھی آپ کا سوال ہے۔ اس کا نمبر بولیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! سوال نمبر 4438۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع خوشاب، شوگر سیس فنڈز کی تفصیلات

***4438: ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شوگر سیس کی رقم کے استعمال کے لئے شوگر سیس کمیٹی کی تقرری کا اختیار کس کو ہے؟

(ب) شوگر سیس کمیٹی کے ممبران کی تقرری کا معیار کیا ہے، کیا ممبران قومی و صوبائی اسمبلی بھی اس میں شامل ہوتے ہیں؟

(ج) شوگر سیس فنڈ کو نکلوانے اور خرچ کا اختیار کس کے پاس ہوتا ہے؟

(د) ضلع خوشاب میں شوگر سیس کی مد میں یکم جنوری 2005 سے آج تک کتنی رقم جمع ہوئی اور کس کس ملز سے وصول ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران شوگر سیس فنڈز سے جو ترقیاتی منصوبے مکمل ہوئے ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں یہ منصوبے کس کس اتھارٹی نے منظور کئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) شوگر سیس کی رقم کے استعمال کے لئے شوگر سیس کمیٹی کی تقرری کا اختیار رول نمبر 9 پنجاب شوگر کین سیس (ڈویلپمنٹ) سیس رولز 1964 کے تحت صوبائی حکومت یعنی چیف منسٹر صاحب کے پاس ہے۔

(ب) شوگر سیس کمیٹیز ڈویژنل سطح پر اور ضلع کی سطح پر کام کرتی ہیں ڈویژن کی سطح پر شوگر سیس کمیٹی کے ممبران کی تعداد 10 ہے جس میں ڈویژنل کمشنر چیئرمین / 7 ممبران سرکاری، ایک ممبر بطور نمائندہ کسان / کاشتکاران، ایک ممبر بطور نمائندہ شوگر ملز شامل ہوتا ہے۔ ضلع کی سطح پر شوگر ڈویلپمنٹ سیس کمیٹی میں ڈی سی او چیئرمین، 6 سرکاری ممبران، 2 ممبران بطور نمائندہ کسان / شوگر کین پیدا کرنے والے اور 2 ملز کے نمائندے ہوتے ہیں اور ایک ممبران متعلقہ MPA ہوتے ہیں جن کے حلقہ میں شوگر مل واقع ہوتی ہے۔

(ج) شوگر سیس فنڈ کو نکلوانے اور خرچ کا اختیار متعلقہ ڈی سی او کے پاس ہوتا ہے۔

(د) ضلع خوشاب میں شوگر کین سیس فنڈ میں یکم جنوری 2005 سے لے کر 09۔2008 تک 4,40,00,099/- روپے سیس کی مد میں جمع ہوئے ہیں جس کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) شوگر سیس کے تحت تمام ترقیاتی منصوبوں کی منظوری یکم جنوری 2009 سے پہلے صوبائی شوگر سیس کمیٹی کا اختیار تھا جو کہ بعد ازاں ڈویژنل سیس کمیٹی کو تفویض کیا جا چکا ہے۔ یکم جنوری 2005 سے لے کر آج تک شوگر سیس فنڈ کے تحت اب تک 9 منصوبوں کی منظوری دی جا چکی ہے جن میں سے 8 منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور ایک پر کام جاری ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جواب بھی ماشاء اللہ شیطان کی آنکھ جتنا ہے۔ اس پر آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میں نے اس میں یہ پوچھا تھا کہ ضلع خوشاب میں کتنا شوگر سیس اکٹھا ہوا ہے لیکن انہوں نے مجھے جو تفصیل دی ہے یہ پورے سرگودھا ڈویژن کی دی ہے۔

جناب سپیکر: ڈویژن کی یا ضلع کی؟

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! انہوں نے سرگودھا ڈویژن کی تفصیل دی ہے جو میرے پاس ہے۔ اس میں ہماری صرف کوہ نور شوگر مل ہے۔ نیشنل شوگر مل سرگودھا، یوسف عبداللہ مل شاہ پور، نون شوگر مل بھلوال ہیں۔

جناب سپیکر: ساری اطلاعات آپ کو دے دی ہیں۔ آپ کے ضلع کی کون سی ہے؟

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میرے ضلع کی کوہ نور شوگر مل، جوہر آباد ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ کوہ نور شوگر مل کا پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! ضلع خوشاب میں جو شوگر مل ہے اس کے 09-2008 تک 4 کروڑ 40 لاکھ 99 روپے شوگر سیس کی مد میں جمع ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: .very good جی!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔۔

جناب سپیکر: پہلے ان کو پوچھنے دیں جن کا سوال ہے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! انہوں نے جو تفصیل دی ہے اس کے مطابق شوگر سیس کی رقم سے 9 سڑکیں بنائی گئی ہیں۔ ان میں میرے حلقے کی ایک سڑک بھی نہیں ہے۔ چار یونین کونسلیں cane growing areas سے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تو کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: انہوں نے یہ تفصیل دی ہے۔ میں نے پوچھا تھا کہ شوگر سیس سے کون کون سی سڑکیں بنتی ہیں؟

رانا محمد افضل خان: جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں؟ No cross talk

رانا محمد افضل خان: جناب والا! شوگر سیس کے متعلق انتہائی اہم سوال ہے۔

جناب سپیکر: No please ایک منٹ مجھے ان کی بات سُننے دیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: ایک تفصیل انہوں نے بتائی ہے کہ 80 لاکھ روپے کی جو سڑک ہے وہ caped ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: کیا ہو گئی ہے؟

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب والا! یہ سڑک جو ہے This scheme has been caped due to non availability of right of way. تو وہ 80 لاکھ روپیہ کی رقم کہاں گئی ہے؟

جناب سپیکر: آپ سن رہے ہیں، 80 لاکھ روپے کی رقم کہاں گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! ایک تو میں ان کا سوال سمجھ بھی نہیں سکا۔ دوسرا یہ ہے کہ جو سکیمیں دی گئی تھیں وہ ساری کی ساری مکمل ہو چکی ہیں اور یہ منصوبے کسان اور شوگر مل جو کہ سیس کمیٹی کے ممبران ہوتے ہیں وہ پیش کرتے ہیں اور سیس کمیٹی ان کو منظور کرتی ہے۔ اگر ان کے حلقے میں نہیں۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جن کا سوال ہے ان کو تو بولنے دیں۔ حضور! آپ کیا کرتے ہیں؟ انہوں نے اس سوال پر محنت کی ہے وہ کچھ جاننا چاہتے ہیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! انہوں نے یہ جو تفصیل دی ہے اس میں نمبر 3 پر ہے کہ 80 لاکھ روپے کی سڑک زمین نہ ہونے کی وجہ سے نہیں بنائی گئی تو پھر یہ رقم کہاں گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ کہتے ہیں کہ ہماری رقم کہیں گم ہو گئی ہے اس کو تلاش کر کے آپ بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! جو فنڈز کسی جگہ خرچ نہیں ہوتے وہ lapse ہو جاتے ہیں، وہ واپس پھر اس خزانے میں چلے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اپنی سکیمیں دینی چاہئیں تھیں، اگر انہوں نے سکیمیں نہیں دیں تو اس میں کچھ ان کی اپنی کوتاہی کہہ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ الفاظ واپس لیں۔ یہ کوتاہی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! میں غلط الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بات ہو گئی، آپ تشریف رکھیں۔ ان کو جواب دینے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔

MR SPEAKER: Question is over now.

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب اس پر ضمنی سوال نہیں ہو گا اب next question پر ہو گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ چھوٹا سا سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جز (ب) میں انہوں نے کہا ہے کہ جو ڈویژنل سیس کمیٹی ہے اس کے کل ممبران کی تعداد دس ہے جن میں سے سات سرکاری ممبران ہیں۔

میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سیس کا پیسا کیسے خرچ ہوتا ہے، شوگر ملیں وقت پر payment کیوں نہیں کرتیں؟ اس سوال کے اندر ہی اس کا جواب ہے کہ جب عوامی نمائندگی نہیں ہو گی، 7 سرکاری ممبران ہوں گے اور تین غیر سرکاری ممبران ہیں ان میں کاشتکاروں کا ایک نمائندہ ہے۔ ایک نمائندہ شوگر مل والوں کا ہے جو پیسے دیتے ہی نہیں۔ جن کو تکلیف ہے، جن کے پیسے سے سڑکیں نہیں بن رہیں، جن کو بروقت گنے کی قیمت نہیں مل رہی ان کمیٹیوں میں ان کی تو نمائندگی نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہے کہ 51 فیصد عوام کی نمائندگی ہو؟ (نعرہ ہائے تحسین)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! سیس کمیٹیاں آخری دفعہ کب nominate ہوئی تھیں، ان کو nominate ہوئے کتنے سال ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ایک تو وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے نمائندگان جن کاشتکاروں کے پیسے شوگر سیس کے ذریعے آتے ہیں ان کی نمائندگی زیادہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! اس کمیٹی میں کسانوں کے نمائندے بھی موجود ہوتے ہیں اور عوامی نمائندے بھی موجود ہوتے ہیں۔ جس علاقے میں وہ شوگر مل موجود ہو اس علاقے کا ایم پی اے بھی اس کا ممبر ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: لیکن آپ کو اس کو دوبارہ دیکھنا پڑے گا۔ میں خود اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! میں اس کی تفصیل لے کر دے دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں گے مجھے بات کرنے دیں۔ یہ دیکھیں کہ اس کا نوٹیفکیشن کب کا ہے اور اس area پر جہاں یہ شوگر ملز ہیں ان کے کتنے ممبران کو نمائندگی دی گئی ہے؟ آئندہ جب ہمارا اجلاس ہو گا تو آپ کو اس کا جواب ہاؤس کے اندر دینا پڑے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ بنیادی معاملہ ہے یہ مسائل کے حل کی جڑ ہے اس لئے یہ کمیٹی کے حوالے کیا جائے تاکہ اس پر deliberations ہوں اور اس میں تبدیلی لائی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب میں اس پر ruling دے چکا ہوں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!انہوں نے ایوان کی میز پر جوابات جو پیش کئے ہیں اس کمیٹی میں کسی ایم پی اے کا ذکر نہیں ہے اور جواب میں انہوں نے ایک ایم پی اے کا کہہ دیا ہے۔

جناب سپیکر:جی، بس ٹھیک ہے وہ میں نے کہہ دیا ہے۔ میں نے ان سے پتا کر لیا ہے، وہ معاملہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے ان کو اسی لئے کہہ دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب والا!میں بھی اس سلسلے میں۔۔۔

جناب سپیکر:میں آپ سب کی بات کر رہا ہوں اپنی اکیلے کی تو بات نہیں کر رہا۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میں نے کل بھی عرض کی تھی اور آج پھر کر رہا ہوں۔ یہ جو2005سے لے کر آج تک شوگر سیس کا پیسا اکٹھا ہو چکا ہے اور mills نے بھی جمع کروا دیا ہے وہ اضلاع کو ٹرانسفر نہیں کیا گیا۔ وہ پیسا فنانس ڈیپارٹمنٹ کے پاس موجود ہے اس پر کئی letter جاری کر کے Cane Commissioner نے پیسے۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں، میرے خیال میں اس کی پالیسی ایسی ہونی چاہئے کہ جس area میں وہ شوگر مل ہے کم از کم یہ اس area کو تو develop کریں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!یہ ہمارا لوکل پیسا ہے۔اس میں پنجاب گورنمنٹ کا کوئی عمل دخل ہے، Cane Commissioner کا ہے اور نہ ہی Secretary Food کا ہے۔پتا نہیں وہ پیسا ان کے پاس آتا کیوں ہے؟وہ ہمارے اضلاع کا ہے ہمارے اُدھر DCOs کے پاس ہو۔ پہلے کمشنر کے پاس ایک میٹنگ ہوا کرتی تھی۔۔۔

جناب سپیکر:جی، یقیناً ہونی چاہئے۔ میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!پہلے ایک میٹنگ ہوا کرتی تھی۔اس میں سکیمیں identified ہوا کرتی تھیں، ٹینڈر ہوتا تھا اور کام شروع ہو جاتا تھا۔2005سے لے کر آج 2010تک کہیں پر ایک سڑک نہیں بنی۔Crushing season شروع ہونے والا ہے کہیں پر کوئی کام نہیں ہوا۔اس پر میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش کروں گا کہ آج Secretary Food اگر تشریف لائے ہیں تو اجلاس کے بعد وہ ہمارے ساتھ بیٹھ کر بات کریں اور اس پر کوئی policy statement دیں۔یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ یہ پانچ، پانچ سال ہمارا پیسا استعمال کرتے ہیں، کیا اس پر یہ ہمیں کوئی markup دیتے ہیں، کس لئے انہوں نے ہمارا یہ پیسا رکھا ہوا ہے؟آج اجلاس کے بعد یہ ensure کروائیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!آپ lateآئے ہیں۔ میں اس سے پہلے ان سے یہ بات کر چکا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!توان سے کہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں اور کس طرح کہوں؟ میں نے ان کو کہہ دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!آپ نے اجلاس میں کہا ہے۔

جناب سپیکر: ہو سکتا ہے کہ پندرہ دن بعد اجلاس دوبارہ آ جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!پندرہ دن بہت ہوتے ہیں۔Crushing season start ہونے والا ہے۔

جناب سپیکر: آج نہیں ہو رہا۔(قہقہہ)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!ان کے پاس جو پیسے پڑے ہیں وہ کیوں نہیں ٹرانسفر کر رہے؟

جناب سپیکر: جی، میں نے پہلے وہ بات کر لی ہے وہ cases pending ہیں کسی Cane Commissioner کی۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!اگر آپ ایک لفظ کہہ دیں کہ آج ادھر بیٹھ کر ان کا مسئلہ حل کرنا ہے تو ہمارا مسئلہ حل ہو جانا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا مسئلہ حل ہو گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!آپ ان کو کہہ دیں کہ آج کرنا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ایسے نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!یہ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، جلد کریں گے، بہت جلد کریں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: آپ حکم کریں ہمارا کام ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اس میں جلدی کریں۔ جن سے آپ نے شوگر سیس وصول کرنا ہے ان کو آپ noticesدیں یا ان کے خلاف آپ جو کارروائی کر سکتے ہیں وہ کریں یہ پیسا ان کا نہیں ہے، یہ پیسا عوام کا ہے، یہ پیسا کسانوں کا ہے اور یہ اس کو کیسے رکھ کر بیٹھے ہوئے ہیں؟ کسانوں کے بقایاجات فوری طور پر ادا ہونے چاہئیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ ایسا ہی ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): لیکن میرے دوست indicate تو کریں کہ کس علاقے میں کون سے فنڈز منجمد پڑے ہیں اور استعمال میں نہیں آئے۔

جناب سپیکر: کیا آپ پھر یہ پنڈورا باکس کھولنا چاہتے ہیں؟ آپ اس بات کو رہنے دیں چونکہ آپ اس میں خسارے میں جائیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے پیسے نہیں دینے لیکن ہم نے آج سیکرٹری صاحب کا گھیراؤ کرنا ہے۔

جناب سپیکر: یہ پیسا عوام کا ہے اور انہیں یہ پیسے دینے پڑیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: اگر یہ آج اجلاس کے بعد ہمارے ساتھ بیٹھ کر بات نہیں کریں گے تو پھر ہم اسمبلی کے باہر ان کا گھیراؤ کریں گے اور پیسے لے کر چھوڑنا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسا نہیں کرنا۔ میں نے ایک بات کہہ دی ہے اب انشاء اللہ اس پر عمل ہو گا۔ چودھری صاحب! آپ کسی کے ذمے لگا دیا کریں آپ کہاں اس جھنجٹ میں پھنستے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! سوال نمبر 4953 ہے۔

جناب سپیکر: اب مجھے کہنا پڑے گا کہ آپ سوال نمبر بولیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں نے سوال نمبر بولا ہے پھر عرض کر دیتا ہوں کہ سوال نمبر 4953 ہے اور میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں دھان کی سرکاری خریداری کی تفصیلات

*4953: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے کئی شہروں میں دھان کی سرکاری خریداری نہ ہونے کے باعث کاشتکار سخت پریشان ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کاشتکاروں کی پریشانی دور کرنے اور دھان کی فصل کو damage سے بچانے کے لئے کون سے خصوصی اقدامات اٹھا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ دھان کی خریداری وفاقی حکومت بذریعہ پاسکو کرتی ہے۔ حکومت پنجاب دھان کی خریداری نہ کرتی ہے مگر اس سال 2009 میں حکومت پنجاب کی ہدایت پر ضلع شیخوپورہ میں 6384.520 میٹرک ٹن اور گوجرانوالہ میں 4779.775 میٹرک ٹن دھان کی خریداری کی گئی جس کی وجہ سے دھان کا مارکیٹ میں ریٹ -/100 سے -/150 روپے فی 100 کلو گرام بہتر ہو گیا۔ اور دھان کے کاشتکاروں کی پریشانی کا حکومت پنجاب نے بروقت ازالہ کر دیا۔

(ب) جز (الف) میں وضاحت کی گئی ہے کہ حکومت پنجاب نے دھان کے کاشتکاروں کی پریشانی کا بروقت ازالہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! انہوں نے جز (الف) میں لکھا ہے کہ دھان کی خریداری وفاقی حکومت بذریعہ پاسکو کرتی ہے پنجاب حکومت دھان کی خریداری نہ کرتی ہے۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پنجاب کو دھان کے خریداروں کی مدد کرنے کے لئے کوئی قانون مانع ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! قائد حزب اختلاف پوچھ رہے ہیں کہ اگر پنجاب حکومت دھان کی خریداری کرے تو کیا کوئی امر مانع ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! 2000 سے 2008 تک تو ان کی اپنی حکومت تھی کیا اس میں انہوں نے کوئی ایسی پالیسی وضع کی؟

جناب سپیکر: آپ یہ چھوڑیں۔ انہوں نے جو ضمنی سوال پوچھا ہے اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): ابھی فی الحال حکومت پنجاب اس کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی کہ وہ دھان کی خریداری اس طریقے سے کرے جس طرح گندم کی کرتی ہے۔ ابھی تک کوئی ایسی پالیسی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ابھی پالیسی نہیں آئی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ ایسی پالیسی نہیں ہے۔گندم 60 لاکھ ٹن تک خریداری کا عزم کیا گیا اور اسی حکومت نے اعلان کیا تھا کہ فصل کا دانہ دانہ اٹھایا جائے گا اور یہ دھان بھی اسی دانے دانے میں آتا ہے۔کیا اس سال کوئی ایسی پالیسی بنائیں گے کہ دھان کے کاشتکار کی مدد ہو سکے۔کیا اس سال اس کے لئے کوئی پالیسی آ رہی ہے یا اس کو اسی طرح چھوڑ دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹی صاحب! کیا اس بارے میں آپ کی وفاقی سطح پر کوئی میٹنگ ہو رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): میں ابھی تک اس بارے میں کوئی خاص بات نہیں کر سکتا چونکہ سوال یہ آیا تھا کہ دھان کی خریداری ہو سکتی ہے یا نہیں اس سلسلے میں عرض ہے کہ ابھی تک دھان کی خریداری پنجاب حکومت کی پالیسی میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کر کے اس کا کوئی طریقہ اختیار کریں اور اس طرح کے بیانات سے اچھا نہیں ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): ٹھیک ہے۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: کیا بات ہے Well done

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ تو میرے سوال کا مکمل جواب ہی نہیں دے پا رہے۔میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ یہ categorically بتائیں کہ پنجاب کے ہر ضلع میں دھان کا کاشتکار موجود ہے لیکن تیسرا سال گزرنے کو ہے اور ان کے اپنے وعدے کے باوجود انہوں نے ابھی تک کوئی پالیسی نہیں بنائی۔کیا یہ اس سال پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ یہ صرف ارادہ ہی بتا دیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ حکومت پنجاب نے چار اضلاع میں دھان کی خریداری کی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ منسٹر صاحبہ ہیں، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ ہیں یا کون ہیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے information کی بات کی ہے۔آپ بیٹھیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ میرے سوال کا جواب واضح کر دیں تاکہ آپ کا بھی وقت بچے۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں، ان کا سوال ہے اور آپ انہیں جواب لینے دیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اس کو بڑا simplify کر دیتا ہوں کہ کیا حکومت پنجاب اس سال پنجاب کے اندر دھان کی خریداری کرے گی؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ کہہ دیں کہ آپ کے ارادے اچھے ہیں، کوئی طریق کار بنائیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! بجٹ میں کوئی allocation نہیں ہے تو کیسے خریداری کی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! 2009 میں شیخوپورہ اور گوجرانوالہ میں دھان کی خریداری کی گئی اور اگر یہ تجربہ اچھا رہا تو یقیناً حکومت پنجاب دھان کی خریداری کا ارادہ رکھے گی۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں نے categorically پوچھا ہے کہ اس سال کریں گے یا نہیں؟

جناب سپیکر: حکومت کسانوں کی بہتری کا ارادہ رکھتی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! تیسرا ضمنی سوال کرنا میرا حق ہے تو میں وہ کر لیتا ہوں۔ اگر خزانہ میں دھان کے کاشتکاروں کے لئے کچھ نہیں ہے تو کیا حکومت اس کے لئے O.D یا loan لینے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں، میں پھر سوال دہرا دیتا ہوں کہ اگر حکومت پنجاب کے خزانے میں دھان کی خریداری کے لئے پیسے نہیں ہیں تو کیا حکومت پنجاب کا اس کے لئے مرکزی حکومت سے درخواست کر کے O.D یا loan لینے کا ارادہ ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! میرے خیال میں آپ کو اس بارے میں مرکزی حکومت سے رابطہ کرنا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): انشاءاللہ ہوگا۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ انہیں جواب دینے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): حکومت پنجاب نے کسانوں کی فلاح و بہبود اور ان کی آسانی کے لئے ہر قدم اٹھایا ہے اور آئندہ بھی ان کے مفادات کے تحفظ کے لئے تمام اقدامات اٹھائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد نوید انجم کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5015 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چینی کی مد میں سبسڈی دینے کی تفصیلات

*5015: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں چینی پر سبسڈی کی مد میں کتنی رقم مختص ہے؟

(ب) لاہور شہر میں چینی پر کتنی رقم سبسڈی کی مد میں خرچ ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) صوبہ پنجاب چینی کی سبسڈی کی مد میں کوئی بھی رقم مختص نہیں کرتا ہے۔ تاہم 10۔2009 ماہ رمضان کے مہینہ میں حکومت نے عوام کو سستی چینی مہیا کرنے کے لئے -/5 روپے سبسڈی فی کلوگرام ادا کی تھی اور اس مقصد کے لئے 1270.680 ملین روپے کی رقم چینی خریدنے کے لئے فراہم کی گئی جس میں سے 651.583 ملین روپے چینی خریدنے پر خرچ کئے گئے اور سبسڈی کی مد میں 69.202 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ چینی کی سبسڈی کی مد میں لاہور شہر کے لئے کوئی بھی رقم مختص نہیں کی گئی تاہم 10۔2009 میں ماہ رمضان میں عوام کو سستی چینی مہیا کرنے کے لئے لاہور کے لئے 82.080 ملین روپے رقم مہیا کی گئی تھی اور ڈی سی او لاہور کی رپورٹ کے مطابق ضلع لاہور میں چینی کی سبسڈی کی مد میں 15.935 ملین روپے خرچ ہوئے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے جز(الف) میں کہا ہے کہ چینی کے لئے بالکل سبسڈی نہیں رکھی گئی تھی پھر جز(ب) میں کہا ہے کہ 82.080 ملین روپے چینی کی سبسڈی کے لئے مہیا کئے گئے۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ پیسے کس مد میں سے نکال کر دیئے گئے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں تو یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ ہی بتا سکتا ہے اور یہ سوال ان سے متعلقہ نہیں ہے۔آپ بیٹھیں۔کیا آپ انہیں پھنسانے کی کوشش کر رہے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ ہماری قوم کا پیسا ہے اور ہمیں پتا چلنا چاہئے کہ یہ کس جگہ سے نکال کر دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ فکر نہ کریں۔انشاء اللہ قوم کا ایک پیسا بھی ضائع ہونے کا شائبہ نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم: یہ کس مد میں سے نکال کر دیئے گئے ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وزراء صاحبان کو خود تشریف لانی چاہئے -

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دے سکتے ہیں۔ضروری نہیں کہ منسٹر صاحب ہی جواب دیں۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ جو 82 ملین روپے کی رقم مہیا کی گئی ہے یہ کہاں سے آئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جو رقم سبسڈی کی مد میں رکھی گئی ہے یہ اس میں سے آئی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے جز(الف) میں بتایا ہے کہ سبسڈی کی مد میں تو رکھا ہی کچھ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے جز(الف) میں فرمایا ہے کہ حکومت پنجاب چینی کی سبسڈی کی مد میں کوئی رقم مختص نہیں کرتی۔جب یہ رقم سبسڈی کی مد میں رکھی ہی نہیں گئی تو یہ کس head سے نکالی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! یہ رقم سپلیمنٹری گرانٹ میں سے دی جاتی ہے جیسا کہ پچھلے سال بھی کیا تھا کہ رمضان پیکیج میں عوام کو چینی -/45 روپے کی بجائے -/40 روپے کے حساب سے -/5 روپے فی کلو گرام سستی دی گئی تھی اور اس دفعہ بھی ایسا ہی ہو گا اور یہ رقم سبسڈی کی مد میں سے ہی نکالی جاتی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال ہے۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! وقفہ کر دیں گورنمنٹ کے لئے شرمندگی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ خود گورنمنٹ ہیں خیال کریں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: اچھا پھر میں جا رہا ہوں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ 80 ملین روپے ان کو grant ملی ہے اس میں سے 16 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں تو باقی رقم کہاں گئی؟

جناب سپیکر: نوید انجم صاحب کہہ رہے ہیں کہ خرچ تو 16 ملین روپے ہوئے ہیں، باقی پیسے کدھر گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! وہ پڑے ہوئے ہیں، کوئی ان کو لے کر نہیں جا رہا، وہ پیسے محکمے کے پاس موجود ہیں۔

جناب سپیکر: نوید انجم صاحب! وہ پیسے خزانے میں موجود ہیں۔ جی، محترمہ! آپ بھی فرما لیں۔ ویسے گھنٹی تو بج چکی ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! جب مجھے بات کرنی ہوتی ہے تو پھر گھنٹی بھی بج جاتی ہے اور آپ کو گھڑی بھی نظر آ جاتی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ دور بیٹھی ہیں اس لئے ایسا ہوتا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! آپ نے ابھی precedent قائم کیا ہے کہ question ختم ہونے کے بعد دس منٹ تک معزز ممبران بولتے رہے ہیں اور آپ نے ان کو time دیا ہے۔ اگر آپ کو میرا ضمنی سوال irrelevant لگے گا تو آپ کہہ دیجئے گا لیکن کم از کم بات کرنے کا حق تو دیں۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں بات کر لیتی ہوں وگرنہ بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ہم آپ کو موقع دیتے ہیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جی، شکریہ۔جناب سپیکر!یہاں جواب میں 1270.680 ملین روپے کی رقم لکھی گئی ہے۔یہ رقم چینی خریدنے کے لئے فراہم کی گئی جس میں سے 651.583 ملین روپے خرچ کئے گئے۔اس میں 550 ملین روپے کا differenceآ رہا ہے اس کو پارلیمانی سیکرٹری صاحب کیسے justifyکریں گے اور یہ 550 ملین روپے کہاں گئے؟

جناب سپیکر: محترمہ!اس کے بارے میں تو انہوں نے بتادیا ہے کہ یہ پیسے محکمے کے پاس ہیں۔اُس وقت آپ نے ان کی بات سنی نہیں ہے۔انہوں نے اس کا جواب دیا ہے لیکن آپ نے سنا ہی نہیں ہے۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب!محترمہ کوآپ دوبارہ بتادیں کہ وہ پیسے کدھر گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!وہ پیسے محکمہ کے پاس موجود ہیں۔جتنے خرچ ہوئے ہیں وہ نکالے گئے ہیں باقی سارے کے سارے محفوظ ہیں اور محکمہ کے پاس موجود ہیں۔

جناب سپیکر:اگلا سوال محمد جمیل شاہ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر5142(معزز ممبر نے جناب محمد جمیل شاہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: شاہ صاحب!کیااس کو پڑھاہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی،ہاں اس کا جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع خانیوال،شوگر سیس فنڈز کے استعمال کی تفصیلات

*5142:جناب محمد جمیل شاہ: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خانیوال میں یکم جنوری2005 سے آج تک شوگر سیس فنڈز کس کس منصوبہ پر خرچ ہوا ان کے نام اور تخمنیہ لاگت بتائیں؟

(ب) یہ منصوبے کس کس کی سفارش پر منظور کئے گئے؟

(ج) شوگر سیس فنڈز کو خرچ کرنے کی مجاز اتھارٹی کون ہے؟

(د) کتنے منصوبے مجاز اتھارٹی کی منظوری سے اور کتنے اس کی بغیر منظوری کے شروع کئے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) ضلع خانیوال میں یکم جنوری 2005 سے آج تک شوگر سیس فنڈ سے اٹھارہ منصوبہ جات منظور کئے گئے جن کی لاگت 48.313 ملین روپے بنتی ہے۔ تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) شوگر سیس کے تحت بننے والے تمام منصوبہ جات کی سفارش سیس رول 1964 کی شق نمبر 9 کی ذیلی شق 2A کے تحت ڈسٹرکٹ سیس کمیٹی کرتی ہے۔ یکم جنوری 2009 سے پہلے ڈسٹرکٹ سیس کمیٹی کی سفارش پر ایسے تمام منصوبوں کی منظوری صوبائی سیس کمیٹی دیا کرتی تھی۔ یکم جنوری 2009 کے بعد اب یہ اختیار ڈویژنل سیس کمیٹی کو تفویض کر دیا گیا ہے۔ لف (الف) میں دیئے گئے 18 منصوبوں جن میں سے 15 منصوبوں کی منظوری صوبائی سیس کمیٹی نے دی اور یہ سب منصوبے مکمل ہو چکے ہیں جبکہ تین منصوبوں کی منظوری ڈویژنل سیس کمیٹی نے دی جس میں سے ایک منصوبہ مکمل ہو چکا ہے اور دو منصوبے زیر تکمیل ہیں۔

(ج) شوگر سیس فنڈ کو خرچ کرنے کی مجاز اتھارٹی متعلقہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ہوتا ہے۔

(د) تمام منصوبہ جات مجاز اتھارٹی کی منظوری سے شروع کئے گئے ہیں کوئی بھی منصوبہ مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بغیر شروع نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ "18 منصوبوں میں سے 15 منصوبوں کی منظوری صوبائی سیس کمیٹی نے دی اور یہ سب منصوبے مکمل ہو چکے ہیں" میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ ہمارا لوکل district level کا fund ہے جو کہ کسان اور مل مالکان ادا کرتے ہیں۔ اس میں یہ جو complications پیدا کی گئی ہیں کہ کین کمشنر کو دے دو، صوبائی سیس کمیٹی کو دے دو۔ وہ اس پیسے کے مالک بننے والے کون ہوتے ہیں، ان کا اس پیسے کے اوپر کیا حق ہے، وہ اس پیسے کو بلاوجہ کیوں delay کرتے ہیں، خرچ نہیں کرنے دیتے اور وہ اپنے من پسند منصوبے بنوانے والے کون ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کے لئے آپ کوئی قانون بنالیں، آپ کو کوئی روکتا ہے؟ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ 2009 کے بعد صوبائی سیس کمیٹی نے کوئی approval نہیں دی۔ اب ڈویژنل سیس کمیٹی اس کی approval کرتی ہے۔ میرے بھائی کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔ یہ سارے funds اسی علاقے کے منصوبوں پر خرچ ہوتے ہیں جس علاقے سے یہ جمع ہوتے ہیں۔ اٹھارہ منصوبے انہی کی recommendations سے منظور ہوئے اور ان میں سے پندرہ مکمل ہو چکے ہیں جبکہ ایک منصوبہ ابھی زیر تکمیل ہے وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلد مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: پندرہ منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور ایک زیر تکمیل ہے، اس طرح تو یہ سولہ منصوبے بنتے ہیں جبکہ آپ نے اپنے جواب میں اٹھارہ منصوبوں کے بارے میں بتایا ہے تو پھر دو منصوبے کدھر گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! پندرہ منصوبے مکمل ہو چکے ہیں، ایک ابھی حال ہی میں مکمل ہوا ہے اور دو منصوبے ابھی زیر تکمیل ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ منصوبے ڈویژنل سیس کمیٹی نے approved کئے ہیں جبکہ یہاں جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "پندرہ منصوبوں کی منظوری صوبائی سیس کمیٹی نے دی اور تین منصوبوں کی منظوری ڈویژنل سیس کمیٹی نے دی ہے" صوبائی سیس کمیٹی کو کیسے پتا چلتا ہے کہ وہاں پر کیا کام ہونے والا ہے، ان کا متعلقہ اضلاع کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! 09-2008 سے پہلے کے منصوبے صوبائی سیس کمیٹی نے منظور کئے ہیں۔ جب یہ amendment نہیں ہوئی تھی تو تب صوبائی سیس کمیٹی اس کی منظوری دیتی تھی۔ 2009 کے بعد اب اس کی منظوری ڈویژنل سیس کمیٹی دیتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محمد جمیل شاہ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 5143 (معزز ممبر نے جناب محمد جمیل شاہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب شوگر ملز، گنا خریدنے کی تفصیلات

*5143:جناب محمد جمیل شاہ: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گنے کی فصل پر شوگر سیس فنڈ کسانوں اور مل مالکان سے کس ریٹ سے وصول کیا جاتا ہے؟

(ب) پنجاب شوگر مل (موجودہ کالونی شوگر ملز) نے یکم جنوری 2005 سے آج تک کتنا گنا کسانوں سے خرید کیا ہے؟

(ج) اس مل کے ذمہ ان سالوں کا کتنا شوگر سیس بنتا ہے، تفصیل سیزن وار بتائیں نیز اس مل نے حکومت کو کتنا شوگر سیس فنڈ جمع کروایا ہے بقایا کتنا ہے اور اس کی وصولی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

(د) یکم جنوری 2005 سے آج تک ضلع خانیوال میں اس مل سے وصول کردہ فنڈز کس کس جگہ اور کس کی اجازت سے خرچ کیا گیا ہے، مکمل تفصیل فراہم کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) سال 10۔2009 میں شوگر سیس کا ریٹ 1.50 روپے فی 40 کلو مقرر کیا گیا ہے جو کہ کسان اور مل مالکان آدھا آدھا ادا کرتے ہیں۔

(ب) پنجاب شوگر ملز (موجودہ کالونی شوگر مل) نے یکم جنوری 2005 سے آج تک 18,88,867,053 میٹرک ٹن کسانوں سے گنا خرید کیا جس کی تفصیل جز (ج) میں درج ہے۔

(ج) سالانہ شوگر سیس فنڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	سیس ریٹ (فی میٹرک ٹن)	خریدی گئی مقدار (میٹرک ٹن)	واجب الادا (سیس)	جمع شدہ سیس	بقایاجات
1	2005-06	12.50	363,883.110	4548539	4548539	0
2	2006-07	25.00	475,895.878	11897397	11897397	0
3	2007-08	25.00	605,634.803	15140870	15140870	0
4	2008-09	37.50	383,179.067	14369215	14369215	0
5	2009-10	37.50	60,274.195	2260282	2260282	0
		ٹوٹل	1888867.053	48,216,303	48,216,303	0

اس مل کے ذمہ 2005 سے آج تک سیس فنڈ کی مد میں کوئی بقایاجات نہ ہیں۔

(د) 2005 سے آج تک ضلع خانیوال میں سیس فنڈ سے اٹھارہ پراجیکٹ منظور کئے گئے جن کی لاگت 48.313 ملین روپے بنتی ہے۔ تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ڈسٹرکٹ سیس کمیٹی سیس رولز 1964 کی شق نمبر 9 کی ذیلی شق 2A کے تحت مختلف ترقیاتی منصوبوں کو تجویز کرتی ہے۔ جس کی منظوری یکم جنوری 2009 سے پہلے صوبائی سیس کمیٹی دیتی تھی اور بعد ازاں ڈویژنل سیس کمیٹی دیتی ہے۔ مندرجہ بالا سیس فنڈ کی رقم سے کل 18 منصوبے شروع کئے گئے جن میں سے 15 منصوبوں کی منظوری صوبائی سیس کمیٹی نے دی اور یہ سب منصوبے مکمل ہو چکے ہیں جبکہ تین منصوبوں کی منظوری ڈویژنل سیس کمیٹی نے دی۔ جن میں سے ایک منصوبہ مکمل ہو چکا ہے اور دو منصوبے زیر تکمیل ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتادیں کہ شوگر سیس کا مطلب کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! یہ شوگر کین tax ہے جو کہ 50 فیصد مل مالکان ادا کرتے ہیں اور 50 فیصد grower، کسان ادا کرتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ابھی honourable پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بڑی وضاحت فرمائی ہے کہ کل اٹھارہ منصوبے ہیں، پھر انہوں نے غلطی سے پڑھ دیا کہ ایک منصوبہ زیر تکمیل ہے جبکہ دو منصوبے زیر تکمیل تھے۔ چلیں کوئی بات نہیں۔ اس میں انہوں نے تفصیل بتائی ہے جس میں واجب الادا سیس اور جمع شدہ سیس بتایا گیا ہے۔ آپ اس میں 06-2005 کو چھوڑ کر 09-2008,08-2007 اور 10-2009 کو دیکھیں۔ 07-2006 میں جمع شدہ سیس -/11897397 روپے ہے، 08-2007 میں -/15140870 روپے ہے جبکہ 09-2008 میں یہ کم ہو کر -/14369215 روپے رہ گیا۔ 2009-2010 میں good governance آ گئی اور یہ مزید کم ہو کر صرف -/2260282 روپے رہ گیا۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس میں ہر سال کمی ہونے کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! جن سالوں میں موسم اچھے ہوتے ہیں اور گنے کی growth بہتر ہوتی تو یہ funds fluctuate کرتے ہیں۔ شوگر سیس اصل میں گنے کی خرید پر ہوتا ہے جو کہ 50 فیصد کسان ادا کرتا ہے اور 50 فیصد مل مالکان ادا کرتے ہیں۔ جن

سالوں میں گنا کم پیدا ہوتا ہے ان سالوں میں یقینی بات ہے کہ سیس fund بھی کم ہو گا۔2007-08 میں گنے کی bumper crop ہوئی تھی اس لئے اس سال شوگر سیس fund بھی زیادہ رہا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 5240 (معزز ممبر نے انجینئر قمر الاسلام راجہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

رانا محمد افضل خان: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گنے کی خریداری پر قیمت کا تعین مٹھاس کی بنیاد پر کرنے کی تفصیلات

*5240: **انجینئر قمر الاسلام راجہ:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ کرشنگ سیزن میں حکومت نے شوگر ملوں کی طرف سے گنے کی خریداری کے لئے مٹھاس کا پیمانہ بھی رائج کیا ہے اور گنے کی قیمت کا تعین مٹھاس کی بنیاد پر کیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ ٹیسٹ کسان کے سامنے کیا جاتا ہے یا نمونہ کسی لیبارٹری میں بھجوایا جاتا ہے؟

(ج) کیا اس مٹھاس ٹیسٹ کے طریق کار میں اس بات کی ضمانت موجود ہے کہ فروخت کنندہ کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں ہو گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) یہ درست ہے کہ کسانوں کو ان کی محنت کا صحیح فائدہ پہنچانے کے لئے گنے کی قیمت کے تعین کو گنے میں موجود مٹھاس کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے۔ حکومت کے اس فیصلے کا اطلاق یکم جنوری 2010 سے ہونا تھا جو کہ چند جنوبی پنجاب کی شوگر ملوں کے اس فیصلہ کے خلاف کورٹ میں رٹ دائر کرنے کی وجہ سے تعطل کا شکار ہو گیا ہے۔ تاہم گنے میں مٹھاس کی مقدار اور شوگر ملوں میں موجود معیار کو چیک کرنے کے لئے حکومت پنجاب کی ایک موبائل لیب مکمل ہو چکی ہے جبکہ باقی دو زیر تکمیل ہیں۔

(ب) مندرجہ بالا حکومتی فیصلے کی رو سے ہر شوگر مل نے اپنی مل میں ایک لیبارٹری قائم کرنا ہے جس میں گنے میں موجود مٹھاس کی مقدار کو چیک کیا جائے گا۔اس طریقہ کو غیر جانبدار اور شفاف بنانے کے لئے حکومت ہر مل میں ایک سہ رکنی کمیٹی قائم کرے گی جو کہ نمائندہ کسان ، نمائندہ مل اور نمائندہ ضلعی حکومت پر مشتمل ہو گی۔یہ کمیٹی نئے طریق کار پر احسن طریقہ سے عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے ایک فعال کردار ادا کرے گی۔اس کے علاوہ حکومت موبائل لیبارٹریز قائم کرے گی جو کہ پنجاب کے گنے کی تینوں زون میں اپنا فعال کردار ادا کرنے کے لئے موجود رہیں گی۔یہ لیبارٹریز غیر جانبداری سے نہ صرف اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ شوگر مل میں قائم لیبارٹری صحیح طریقہ پر کام کر رہی ہے۔بلکہ یہ لیبارٹریز شوگر مل میں قائم شدہ پیداوار کے لئے لاحل ہو گا۔اس کو بھی حل کرنے کی مجاز ہوں گی۔حکومت اپنے موبائل لیبارٹری کے پراجیکٹ اور کمیٹی کے ذریعے اس امر کو یقینی بنائے گی کہ کسانوں کو ان کے گنے کی صحیح قیمت ملے اور گنے کی بہترین اقسام جن میں زیادہ مٹھاس اور فی ایکڑ پیداوار بھی زیادہ ہوتی ہے اس پر کسانوں کو مائل کیا جاسکے۔یہ طریقہ کسانوں اور ملوں سے تفصیلی مشاورت کے بعد رائج کیا گیا ہے۔اس سے ان کسانوں کو جو گنے کی بہترین پیداکرتے ہیں سب سے زیادہ فائدہ ہو گا۔

(ج) گنے میں موجود مٹھاس کو جانچنے کے طریق کار کو شفاف اور غیر جانبدار بنانے کے لئے ہر مل میں سہ رکنی کمیٹی قائم شدہ جو کہ نمائندہ کسان، نمائندہ مل اور ضلعی حکومت کے نمائندوں پر مشتمل ہو گی۔یہ کمیٹی اس بات کی ضامن ہو گی کہ کسان کو اس کی فصل کا جائز اور صحیح معاوضہ ملنے میں کوئی کوتاہی یا تحریف نہ ہونے پائے۔کسی بھی شکایت کی صورت میں یہ کمیٹی اس کے فوری تدارک کے لئے مناسب اقدام کرنے کی مجاز ہو گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! گنے کی خرید کے سلسلے میں یہاں پر پالیسی میں ایک تبدیلی آ رہی ہے۔خریداری کی قیمت کا تعین گنے کے اندر پائی جانے والی مٹھاس سے کیا جائے گا اور اس کے لئے لیبارٹریاں قائم کی جائیں گی۔یہ ایک نیا نظام آ رہا ہے۔جس طرح مل والوں نے وزن کرنے کے جو کنڈے یا scale لگائے ہوئے ہیں ان پر عوام اعتماد نہیں کرتے۔کسان پہلے پرائیویٹ scale سے اپنے گنے کا وزن کرواتے ہیں اور پھر وہ مل کے scale سے وزن کرواتے ہیں۔اگر اس میں فرق آئے تو وہ اس پر

احتجاج بھی کرتے ہیں۔اسی طرح حکومت پنجاب ایک کثیر رقم موبائل لیبارٹریز پر خرچ کر رہی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس معاملے کا حل نہیں ہے۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح پرائیویٹ سیکٹر میں لوگوں نے کنڈے لگائے ہوئے ہیں اسی طرح سے ان لیبارٹریز کے لئے حکومت specificationدے اور یہ ملوں کے پاس پرائیویٹ سیکٹر میں بن جائیں تو کسان کے پاس دو choicesہوں گی۔

جناب سپیکر: رانا افضل صاحب! Is it supplementary question اس حوالے سے آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت ارادہ رکھتی ہے کہ پرائیویٹ لیبارٹریز کو اختیار دیا جائے کہ وہ بھی گنے کے اندر پائی جانے والی شوگر کی کوالٹی کا سرٹیفکیٹ دے؟اس کو مل والے بھی قبول کریں اور وہ مل والوں پر ایک cross check آ جائے تاکہ کسان کے ساتھ ناانصافی نہ ہونے پائے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری خوراک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! حکومت نے تین Mobile Laboratories بنانے کا پروگرام بنایا ہے جس میں سے ایک مکمل ہو چکی ہے اور دو زیر تکمیل ہیں اور ہر مل کے لئے یہ compulsion ہو گی کہ وہ بھی اپنی ملز کے اندر ایک Laboratory بنائے جو گنے کی مٹھاس check کرے۔میں سمجھتا ہوں کہ کسان کے لئے یہ ایک بہتر موقع ہے کہ وہ اچھے سے اچھے بیج استعمال کر کے اپنی سود مند فصل کی پیداوار بڑھائے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! حکومت کو کیا شوق ہے کہ وہ Mobile Laboratories خریدے، اس پر عملہ رکھے اس طرح سے حکومت اپنا size بڑھاتی جائے جبکہ ملوں کے مقابلے میں private sector یہ کام کرے تو ان کا کوئی خرچ بھی نہیں ہو گا۔اگر میں یہاں پوچھنا چاہوں کہ ایک Mobile Laboratory کتنے کی ہے تو یقیناً جواب آئے گا کہ کروڑوں روپے کی ہے تو پیسا پہلے ہی ہمارے پاس نہیں ہیں تو یہ private sector کو کیوں نہیں اجازت دیتے کہ جس طرح سے وزن کرنے کے لئے کانٹے لگے ہوئے ہیں اسی طرح سے وہ ملز کے باہر اپنی Laboratories بنائیں تاکہ زمیندار کا فائدہ ہو۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اس معاملے کو لکھ کر House میں لائیں پھر اس کے بعد اس پر عمل ہو گا۔Next question نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5568 ہے۔

ضلع لاہور میں گندم کے گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5568: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں گندم کے گودام کہاں کہاں ہیں اس وقت ان میں کتنی گندم سٹور ہے؟

(ب) کتنی گندم بغیر سٹور کے کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہے؟

(ج) لاہور شہر کی ایک سال کی گندم کی demand کتنی ہے؟

(د) ان گوداموں کے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے اخراجات بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) ضلع لاہور میں واقع گندم کے سرکاری اور پرائیویٹ گودام اور ان میں ذخیرہ کردہ گندم کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

سرکاری گودام

گلبرگ	13577.044	میٹرک ٹن
مغل پورہ	70340.865	/
رکھ چھبیل	30893.600	/
رائیونڈ	15173.650	/
پرائیویٹ گودام		
سگیاں	8090.300	/
ٹوٹل	138075.459	/

(ب) اس وقت ضلع لاہور میں کھلے آسمان تلے گنجیوں کی صورت میں 24282.890 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ شدہ ہے جس کی گودام وار تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

گلبرگ	3669.273	میٹرک ٹن
مغل پورہ	6422.687	/
رائیونڈ	4845.350	/
رکھ چھبیل	9345.580	/

تاہم ذخیرہ کردہ گندم کو موسمی اثرات سے محفوظ کرنے کے لئے ترپالوں سے ڈھانپا گیا ہے۔

(ج) لاہور شہر کی آبادی تقریباً 8462000 نفوس پر مشتمل ہے اور گندم کی سالانہ ضرورت 124 کلو گرام فی کس کے حساب سے 1049288 میٹرک ٹن ہے۔

(د) ان گوداموں کے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے اخراجات درج ذیل ہیں۔

سال 08-2007	=	-/2,514,912 روپے
سال 09-2008	=	-/3,448,950 روپے
ٹوٹل	=	-/5,962,862 روپے

مدوار تفصیل خرچ مندرجہ ذیل ہے۔

سال 08۔2007	سال 09۔2008
بل بجلی 185848 روپے	-/185,649 روپے
مرمت 1742131 روپے	-/1,707,845 روپے
لپائی گودام 66230 روپے	-/40,645 روپے
باربرداری 36650 روپے	-/226,565 روپے
مارکیٹ فیس 423766 روپے	-/858,565 روپے
بل ٹیلی فون 27280 روپے	-/25,129 روپے
بل پانی 33007 روپے	-/42,294 روپے
تنخواہ عارضی چوکیدار 0	-/348,422 روپے
کنڈا پاس کرائی فیس 0	-/13,600 روپے

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے اس میں ساری detail دے دی ہے اور مجھے حکم بھی آ گیا ہے کہ آپ نے اس کے اوپر بات نہیں کرنی تو میں نہیں کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کس نے آپ کو ایسا حکم کر دیا ہے؟ اللہ کے فضل سے یہاں میرے احکام چلتے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! حاجی اللہ رکھا صاحب نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ نے چپ رہنا ہے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے میرا ضمنی سوال ہے کہ اس سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ کتنی گندم بغیر سٹور کے کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہے تو یہ پہلے مجھے اس کا جواب پڑھ کر سنا دیں کہ انہوں نے اس کا جواب کیا لکھا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری خوراک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!اس وقت ضلع لاہور میں کھلے آسمان تلے گنجیوں کی صورت میں 24ہزار 282.890 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ شدہ ہے۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!میں انہی سے یہ کہلوانا چاہتی تھی کہ کیا کھلے آسمان کے نیچے کبھی گندم ذخیرہ ہو سکتی ہے کیونکہ یہ میرے لئے unusual بات ہے۔

جناب سپیکر:آپ نے آگے پڑھا نہیں ہے تو میں کیا کروں۔آپ کو گنجی کے مطلب کا ہی نہیں پتا تو پھر میں کیا کروں؟

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!مجھے گنجی کا مطلب بہت اچھی طرح پتا ہے۔ میرے علاقے میں کھلے آسمان کے نیچے گندم پڑی ہوئی ہے میں اس کی تصویریں آپ کو دکھا سکتی ہوں یہ اس میں اب گنجی add کر لیں وہاں کون سی Inspection Team جا رہی ہے جو اس کو verify کرے گی لیکن اگر یہ کہتے ہیں کہ کھلے آسمان تلے کوئی گندم نہیں ہے تو پھر یہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ کو بتا دیا ہے اب آپ اس بات کو چھوڑیں۔اب Question Hour ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

تحصیل منچن آباد میں فلور ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3580: محترمہ شبینہ ریاض:کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل منچن آباد میں کتنی فلور ملز کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان ملوں کا سالانہ کتنا گندم کا کوٹا مختص شدہ ہے؟

(ج) ان فلور ملوں کو ان کی ضرورت کے مطابق گندم حکومت فراہم کرتی ہے اگر کم فراہم کرتی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور):

(الف) تحصیل منچن آباد میں کوئی فلور مل نہ ہے۔

(ب) جب کوئی فلور مل تحصیل میں واقع نہ ہے۔لہذا گندم کے مختص کوٹے کا سوال پیدا نہ ہوتا ہے۔

(ج) کوئی کوٹا مختص شدہ نہ ہے بلکہ ضلع کی دیگر فلور ملوں سے آٹا تحصیل کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے فراہم کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد۔شوگر سیس کی رقم ودیگر تفصیلات

*6028: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں سال08۔2007اور09۔2008کے دوران شوگر سیس کے تحت کتنی رقم وصول ہوئی یہ کس کے اکاؤنٹ میں جمع ہوئی؟

(ب) ان دو سالوں کے دوران شوگر سیس کے فنڈز سے کون کون سے منصوبے شروع کئے گئے، ان منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل بتائیں؟

(ج) ان منصوبوں کی منظوری کس کس اتھارٹی نے دی تھی؟

(د) شوگر سیس فنڈز کن کن منصوبوں پر خرچ کیا جاسکتا ہے؟

وزیر خوراک(چودھری عبدالغفور):

(الف) 08۔2007اور 09۔2008 کے دوران شوگر کین کے تحت فیصل آباد کی شوگر ملوں سے 152,604,273/-روپے کی رقم سیس کی مد میں وصول ہوئی جو کہ محکمہ خزانہ کے منظور کردہ اکاؤنٹ نمبری G11212 میں جمع ہوئی ہے۔جہاں سے یہ رقم DCO کے PLA میں ٹرانسفر کر دی جاتی ہے۔

(ب) 08۔2007اور09۔2008کے دوران شوگر سیس فنڈ سے کل26شروع کئے جانے والے منصوبہ جات کی تفصیل تتمہ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) شوگر سیس کے منصوبوں کی منظوری 2008۔12۔31تک صوبائی سیس کمیٹی دیا کرتی تھی جبکہ یکم جنوری2009 کے بعد تمام شوگر سیس کے منصوبہ جات کی منظوری ڈویژنل سیس کمیٹی دیتی ہے۔ضلع فیصل آباد کے 08۔2007اور09۔2008 سے متعلقہ کل26منصوبوں

کی منظوری صوبائی سیس کمیٹی نے دی تھی جس کی تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) شوگر سیس فنڈ سیکشن 12(5) آف دی پنجاب فنانس ایکٹ اور رولز 8(4) آف دی پنجاب شوگر کین ڈویلپمنٹ سیس رولز 1964 میں دی گئی مدات پر ہی خرچ ہو سکتا ہے جس کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع فیصل آباد۔شوگر ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6029: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں شوگر ملز کتنی ہیں؟

(ب) ہر مل نے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنا گنا کسانوں سے خرید کیا؟

(ج) ہر مل کے ذمہ کسانوں کو گنا کی مد میں کتنی ادائیگی کرنا باقی ہے؟

(د) ان ملوں کے ذمہ کتنا شوگر سیس بنتا ہے، تفصیل مل وار بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت ان شوگر ملز کے ذمہ شوگر سیس فنڈز کی وصولی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع فیصل آباد میں کل چھ شوگر ملز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ کریسنٹ شوگر مل
2۔ چنار شوگر مل
3۔ گوجرہ سمندری شوگر مل
4۔ حسین شوگر مل
5۔ ہنزہ شوگر مل
6۔ تاندلیانوالہ شوگر مل۔I

(ب)

نمبر شمار	ملز	سال 08۔2007 میٹرک ٹن	سال 09۔2008 میٹرک ٹن
1	چنار شوگر مل	66,4,746	4,68,437
2	کریسنٹ شوگر مل	3,48,339	1,82,323
3	گوجرہ سمندری شوگر مل	2,06,923	1,24,140
4	ہنزہ شوگر مل	5,86,656	5,66,664
5	حسین شوگر مل	6,88,397	4,29,288
6	تاندلیانوالہ۔I	5,15,882	59,04,501

(ج) کریسنٹ شوگر مل کے علاوہ باقی پانچوں شوگر ملز نے کسانوں کی تمام رقم ادا کر دی ہے جس کی مل وار تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ کریسنٹ شوگر ملز نے کسانوں کی ادائیگی کی مد میں -/1,58,115 روپے رقم واجب الادا ہے جو کہ زمینداروں کے ملز سے رابطہ نہ کرنے کی وجہ سے واجب الادا ہے۔

(د) سیزن 08۔2007 میں -/99,711,948 روپے اور 09۔2008 میں -/77,330,652 روپے تھے جس کی تفصیل منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) سیزن 08۔2007 اور 09۔2008 میں ان شوگر ملز کے ذمہ کوئی شوگر سیس فنڈز واجب الادا نہ ہے۔

پنجاب میں مزید فلور ملز نہ لگانے کا معاملہ

*6050: **رانا محمد افضل خان**: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں آٹے کی سالانہ ضرورت کتنی ہے، اس کے مقابلے میں کتنی فلور ملز ہیں اور ان کی گنجائش کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کیپسٹی پہلے ہی بہت زیادہ ہے اگر ہاں تو حکومت مزید ملوں کے قیام پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مزید اضافی ملیں لگانے سے قومی سرمایہ کا ضیاع اور اس طرح اس انڈسٹری میں تمام ملوں کے انڈر کیپسٹی چلنے سے پورے سیکٹر کو خسارے کا اندیشہ ہے؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) پنجاب میں آبادی کے لحاظ سے آٹے کی سالانہ ضرورت 124 کلو گرام فی شخص کے حساب سے ایک کروڑ 12 لاکھ ٹن بنتی ہے جبکہ پنجاب میں 749 فلور ملز ہیں جنکی چوبیس گھنٹے کے حساب سے سالانہ گنجائش پسائی 4 کروڑ 74 لاکھ ٹن بنتی ہے۔

(ب) یہ کہنا درست نہ ہے کہ پنجاب کی فلور ملز کی استعداد پسائی پہلے ہی بہت زیادہ ہے کیونکہ پنجاب کی فلور ملز کی مصنوعات دوسرے صوبہ جات میں بھی فروخت ہوتی ہیں مزید برآں آزاد کاروبار اور سرمایہ کاری کی فضا میں صنعت کار سوچ سمجھ کر ہی فیصلہ کرتے ہیں۔ لہذا اگر طلب اور رسد کے اصول کے تحت کسی شعبہ میں سرمایہ کاری کی گنجائش نظر آئے گی تو

سرمایہ کار وہاں سرمایہ کاری کریں گے۔ اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ لوڈشیڈنگ، لیبر کے مسائل مشینری اور بلڈنگ کی مرمت اور دوسرے انتظامی مسائل کی وجہ سے فلور ملز کو 24 گھنٹے چلانا ممکن نہ ہوتا ہے۔

(ج) جیسا کہ جز(ب) میں وضاحت کی گئی ہے کہ پنجاب کی فلور ملز دوسرے صوبہ جات کو بھی اپنی مصنوعات فراہم کرتی ہیں لہذا قومی سرمایہ کے ضیاع کی بات درست نہ ہے۔

محکمہ خوراک ضلع سرگودھا کو جاری کئے گئے فنڈز کی تفصیلات

*6205: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2001 سے یکم جنوری 2010 تک محکمہ خوراک ضلع سرگودھا کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم سے گندم خرید کی گئی اور کتنی رقم افسران اور اہلکاران کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری افسران کی گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول وغیرہ پر خرچ کی گئی؟

(د) کتنی رقم ٹیلی فون، بجلی وغیرہ کے بلوں کی ادائیگی پر خرچ کی گئی؟

(ہ) کتنی رقم کا ان سالوں کے دوران خُورد بُرد کرنے کا انکشاف ہوا اور اس خُورد بُرد کے ذمہ داران کے خلاف جو کارروائی کی گئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) یکم جنوری 2001 سے یکم جنوری 2010 تک محکمہ خوراک ضلع سرگودھا کو درج ذیل رقم فراہم کی گئی۔

(1) برائے خریداری گندم	12,22,84,59,301/-
(2) برائے تنخواہ افسران/اہلکاران	18,01,15,416/-
کل فراہم کردہ رقم	12,24,64,74,717/-

(ب) ضلع سرگودھا میں مذکورہ عرصہ کے دوران مبلغ 12,22,84,59,301/- روپے کی گندم خریدی گئی، اور افسران اور اہلکاران کی تنخواہوں اور TA/DA پر مبلغ 16,53,85,931/- روپے خرچ ہوئے۔

(ج) ضلع سرگودھا میں مذکورہ عرصہ کے دوران افسران کی سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول وغیرہ پر مبلغ -/41,81,671 روپے خرچ ہوئے۔

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران ٹیلی فون اور بجلی وغیرہ کے بلوں کی ادائیگی پر مبلغ -/34,05,274 روپے خرچ ہوئے۔

(ہ) مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع سرگودھا میں مبلغ -/1,44,41,952 روپے کی خُورد بُرد کا انکشاف ہوا اور چار اہلکاران کے خلاف انضباطی کارروائی کرتے ہوئے ان پر مبلغ -/81,63,691 روپے کی ریکوری ڈالی گئی اور ساتھ ہی ان کی دو سال کی سابقہ سروس ضبط کی گئی۔بقیہ رقم -/62,78,259 روپے انکوائری برائے خریداری مرکز بھابڑہ ضلع سرگودھا سے تعلق رکھتی ہے جس کا مرکزی کردار انچارج سنٹر مسمی محمد اختر بیگ، فوڈ گرین سپروائزر فوت ہو چکا ہے۔تمام نقصان / خورد برد اس کے فوت ہونے کے بعد منظر عام پر آیا جب اس کی خرید کردہ / ذخیرہ کردہ گندم کی نکاسی بذریعہ سپروائزری ٹیم عمل میں لائی گئی۔سپروائزری ٹیم کے ممبران کے کردار کے تعین کی خاطر ان کے خلاف اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ میں کیس درج کرایا گیا ہے۔انہوں نے بعد از تحقیق ان کے خلاف صرف محکمانہ انکوائری کی سفارش کی، جس کی روشنی میں ممبران سپروائزری ٹیم کے خلاف انضباطی کارروائی شروع کی گئی۔اس محکمانہ کارروائی میں بھی ان کے خلاف کوئی الزام ثابت نہ ہوا۔تاہم فنانس ڈیپارٹمنٹ کی ہدایت پر محکمہ خوراک کی سطح پر دوبارہ انکوائری کی گئی۔اس انکوائری رپورٹ میں بھی اگرچہ تمام خورد برد اور نقصان کا ذمہ دار فوت شدہ انچارج مرکز مسمی محمد اختر بیگ کو ہی ٹھہرایا گیا ہے۔تاہم دیگر چند قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی پر کچھ آفیسرز کے خلاف بھی انکوائری کرنے کا کہا گیا ہے۔چنانچہ ایک مشترکہ انکوائری برخلاف سپروائزری آفیسرز و سپروائزری ممبران ٹیم کے لئے نظامت خوراک کے ساتھ خط کتابت زیر عمل ہے۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، شوگر ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6269: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں شوگر ملز کتنی ہیں؟

(ب) ہر مل نے سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنا گنا کسانوں سے خرید کیا؟

(ج) ہر مل کے ذمہ ان کسانوں کو گنا کی مد میں کتنی ادائیگی کرنا باقی ہے؟

(د) ان ملوں کے ذمہ کتنا شوگر سیس بنتا ہے تفصیل مل وار بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت ان شوگر ملز کے ذمہ کسانوں اور شوگر سیس فنڈز کی وصولی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں کل دو شوگر ملز ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ کالونی شوگر مل

2۔ شاہتاج شوگر مل

(ب)

	2007-08 میٹرک ٹن	2008-09 میٹرک ٹن
کالونی شوگر مل	6,82,985,520	3,05,445
شاہتاج شوگر مل	998,012,77	3,38,773

(ج) ان شوگر ملز کے ذمہ کسانوں کو گنا کی مد میں کوئی رقم واجب الادا نہ ہے منسلکہ تفصیل "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د)

	شوگر سیس 2007-08	شوگر سیس 2008-09
کالونی شوگر مل	17,074,683 میٹرک ٹن	11,454,199 میٹرک ٹن
شاہتاج شوگر مل	24,950,319 میٹرک ٹن	26,260,688 میٹرک ٹن

(ہ) ان شوگر ملز کے ذمہ کسانوں اور شوگر سیس فنڈز واجب الادا نہ ہے۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، شوگر سیس کے تحت رقم کی وصولی و دیگر تفصیلات

*6279: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں سال 2007-08 اور 2008-09 کے دوران شوگر سیس کے تحت کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ب) یہ رقم کس کے اکاؤنٹ میں جمع ہے؟

(ج) ان دو سالوں کے دوران شوگر سیس کے فنڈز سے کون کون سے منصوبے شروع کئے گئے، ان منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل بتائیں؟

(د) ان منصوبوں کی منظوری کس کس اتھارٹی نے دی تھی؟

(ہ) شوگر سیس فنڈ کن کن منصوبوں پر خرچ کیا جا سکتا ہے اور اس کے خرچ کی اجازت کون دیتا ہے؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران شوگر سیس کی مد میں ضلع منڈی بہاؤالدین سے کل سات کروڑ -/7,97,39,889 روپے موصول ہوئے جس کی مل وار تفصیل درج ذیل ہے۔

	شوگر سیس 08۔2007	شوگر سیس 09۔2008
کالونی شوگر مل	-/17,074,683 روپے	-/11,454,199 روپے
شاہتاج شوگر مل	-/24,950,319 روپے	-/26,260,888 روپے
کل رقم	42,025,002 روپے	-/37,714,887 روپے

(ب) شوگر سیس فنڈز کی رقوم محکمہ خزانہ کے منظور کردہ اکاؤنٹ نمبری G11212 میں جمع ہوتی ہیں جس میں سے ضلع کے حصہ کی رقم ڈی سی او متعلقہ کے PLA میں ٹرانسفر کر دی جاتی ہے۔اس ضمن میں متعلقہ DCO کے PLA میں مندرجہ بالا دو سالوں سے 5,31,15,382 کی رقم بھجوائی جا چکی ہے۔

(ج) ان دو سالوں کے دوران ڈسٹرکٹ میں کل 28 منصوبے شروع کئے گئے جن کا تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل کی تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جنوری 2009 سے پہلے شوگر سیس کے تحت تمام ترقیاتی منصوبوں کی منظوری ڈسٹرکٹ سیس کمیٹی کی سفارش پر صوبائی سیس کمیٹی دیتی تھی۔جنوری 2009 کے بعد یہ منظوری اب ڈویژنل سیس کمیٹی جس کا انچارج کمشنر ہوتا ہے، دیتی ہے۔08۔2007 اور 09۔2008 کے کل 28 منصوبوں میں سے 10 کی منظوری صوبائی سیس کمیٹی نے دی اور باقی 18 کی منظوری ڈویژنل سیس کمیٹی نے دی۔

(ہ) پنجاب فنانس ایکٹ 1964 کے سیکشن 12(4) اور شوگر سیس رولز 1964 کے رول 8(4) میں ان تمام مدات جن پر سیس کی رقم خرچ کی جا سکتی ہے اس کا تفصیلی ذکر موجود ہے متعلقہ قوانین کی کاپی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مظفر گڑھ، گندم کی خرید اور گوداموں کی تفصیل

*6325: **ملک بلال احمد کھر**: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔252 مظفر گڑھ میں گندم کی خرید کے لئے کتنے سنٹر قائم کئے گئے ہیں، اگر قائم نہ ہیں تو حکومت کیا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں گندم سٹور کرنے کے انتظامات کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) حلقہ پی پی۔252 مظفر گڑھ میں دو عدد سینٹر شیخ عمر اور سنانواں برائے خرید گندم سکیم 2010 قائم کئے گئے ہیں۔

(ب) ضلع مظفر گڑھ میں سرکاری گودام مظفر گڑھ شہر میں دو جگہوں پر خان گڑھ، علی پور، جھلاریاں، پتل منڈہ اور رنگ پور میں واقع قابل استعمال گودام ہیں۔ جن میں سابقہ سکیم 10-2009 کی گندم خرید سٹور کی گئی ہے جبکہ سکیم 11-2010 کی خرید شدہ گندم اوپن گنجیوں کی صورت میں ذخیرہ کی گئی ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام مرکز خرید گندم	مقرر شدہ ہدف (میٹرک ٹن)	خرید شدہ گندم (میٹرک ٹن)
1	مظفر گڑھ۔I	6900.000	6661.600
2	مظفر گڑھ۔II	7300.000	7150.000
3	خان گڑھ	6000.000	5520.000
4	شاہ جمال	10900.000	10870.000
5	رکھ ہرپلو	8000.000	7913.000
6	بکائنی	7800.000	7698.000
7	دین پور	5400.000	5364.000
8	کوٹ آدر	8000.000	8000.000
9	رنگ پور	8400.000	8353.000
10	پتل منڈہ	10000.000	10000.000
11	میر پور بھاگل	8000.000	8000.000
12	احسان پور	6000.000	6000.000
13	شیخ عمر	8700.000	8700.000
14	غازی گھاٹ	5800.000	5563.000
15	ریاض آباد	8000.000	8000.000

16	وانڈر	11500.000	11500.000
17	سنانوان	5800.000	5600.000
	میزان	132500.000	130952.400

ضلع رحیم یار خان، فلور ملز کو گندم کا کوٹا دینے کی تفصیلات

*6435: میاں شفیع محمد: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران ضلع رحیم یار خان کی کس کس فلور مل کو کتنا کتنا کوٹا گندم دیا گیا ان کے نام اور پتا جات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) سال 10-2009 میں گندم کی خریداری کے لئے کیا پالیسی بنائی گئی ہے؟

(ج) اس کے لئے کتنا بار دانہ خرید کیا گیا ہے؟

(د) مذکورہ ضلع میں گندم کو سٹور کرنے کے لئے کتنے سرکاری گودام ہیں اور کتنے پرائیویٹ لئے گئے، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) اس ضمن میں تحریر ہے کہ سال 09-2008 اور 10-2009 میں جو گندم فلور ملز کو جاری کی گئی ہے ان کی تفصیل ("Annex-"A") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

1- کاشتکار / آڑھتی اپنی گندم -/950 روپے فی 40 کلو گرام پر ہی فروخت کریں۔

2- گندم کی قیمت کے علاوہ -/7 روپے فی 100 کلو گرام ڈلیوری چارجز بھی ادا کئے جا رہے ہیں۔ گندم مع بوری کا وزن 101.100 کلو گرام ہو گا۔

3- 50 بوری تک بار دانہ شخصی ضمانت پر جاری کیا جائے گا۔

4- گندم FAQ معیار کی خرید کی جائے گی کسی بھی سنٹر پر ایکسپورٹ کوالٹی گندم طلب کرنے والے اہلکار کے خلاف اطلاع ضلعی مختار خوراک / نائب ناظم خوراک کو دی جائے گی۔

5- چھوٹے دانے کی بنا پر گندم رد نہیں کی جائے گی۔

6- گندم کو مٹی، روڑی، کنکریٹ اور بھوسہ سے پاک ہونا چاہئے۔

7- 50 بوری تک گندم کی قیمت نقد ادائیگی بذریعہ بنک کر دی جائے گی جس کے لئے اکاؤنٹ کھلوانا ضروری نہیں۔

(ج)

	پی پی(100 Kg)	جیوٹ	کل
سابقہ موجود	752884	1248308	2001172
آمدہ باردانہ جیوٹ ملز	365500	480000	845500
پرائیویٹ باردانہ خرید	140845	474349	615194
قابل واپسی باردانہ	105595	55375	180970
میزان	1364804	2258032	3622836

(د) سکیم 10-2009 میں درج ذیل گندم گوداموں اور اوپن میں سٹور کی گئی۔

گورنمنٹ گودام	120 عدد گندم سٹور	132883.00 میٹرک ٹن
پرائیویٹ گودام	12 عدد گندم سٹور	15975.200 میٹرک ٹن
اوپن میں ذخیرہ	(497 عدد گنجی) گندم سٹور	175464.830 میٹرک ٹن
کل میزان		324303.030 میٹرک ٹن

ضلع رحیم یار خان، شوگر سیس فنڈ سے کروائے گئے ترقیاتی کاموں کی تفصیلات

*6437: **میاں شفیع محمد**: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2008 سے آج تک ضلع رحیم یار خان میں شوگر سیس فنڈ سے جو ترقیاتی کام کروائے گئے ان کے نام، تخمینہ لاگت، مدت تکمیل اور ٹھیکہ داروں کے نام بیان فرمائیں؟

(ب) ان میں کتنے منصوبہ جات مکمل اور کتنے ابھی زیر تکمیل ہیں؟

(ج) یہ منصوبہ جات کس مجاز اتھارٹی کی اجازت سے منظور کئے گئے اس وقت اس ضلع میں کتنا شوگر سیس فنڈ کس بنک میں کس کے نام سے جمع ہے؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) یکم جنوری 2008 سے آج تک ضلع رحیم یار خان میں شوگر سیس فنڈ سے 50 ترقیاتی منصوبے شروع کئے گئے جن کی تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ٹوٹل 50 منصوبہ جات میں سے 32 مکمل ہو چکے ہیں اور 18 منصوبہ جات (سیریل نمبر 33 تا 50) زیر تکمیل ہیں۔

(ج)

(i) شوگر سیس کے منصوبوں کی منظوری 2008-12-31 تک صوبائی سیس کمیٹی دیا کرتی تھی جبکہ یکم جنوری 2009 کے بعد تمام شوگر سیس کے منصوبہ جات کی منظوری ڈویژنل سیس

کمیٹی دیتی ہے ۔ یکم جنوری 2008 سے 31۔دسمبر 2008 تک صوبائی سیس کمیٹی نے 31 منصوبہ جات کی منظوری دی جبکہ باقی 19 منصوبہ جات کی منظوری یکم جنوری 2009 کے بعد ڈویژنل سیس کمیٹی نے دی۔

(ii) یکم جنوری 2008 سے آج تک ضلع رحیم یار خان میں شوگر سیس کی مد میں -/55,93,20,198 روپے کی رقم محکمہ خزانہ کے تفویض کردہ اکاؤنٹ نمبری G11212 متعلقہ نیشنل بنک آف پاکستان شوگر کین ڈویلپمنٹ سیس کے اکاؤنٹ میں جمع ہوئی ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

Sr.No	Year	Cess Deposited
1	2007-08	20,35,96,047
2	2008-09	156,736,906
3	2009-10	198,987,245

مندرجہ بالا جمع شدہ رقم میں سے اب تک ضلع رحیم یار خان کو -/32,39,42,346 روپے کی رقم جاری کی جاچکی ہے۔ یہ رقم سال 08-2007 اور 09-2008 کی جمع شدہ رقم -/36,03,32,953 روپے میں سے ہے اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

Sr.No	Year	Release
1	2007-08	18,95,47,914
2	2008-09	13,43,94,432

جاری شدہ رقم میں سے اس وقت DCO رحیم یار خان کے PLA میں 2,39,78,800 کی رقم موجود ہے۔

(iii) کسی نجی ادارے یا شخص کے نام پر یہ سیس فنڈ کی رقم جمع نہ کی جاتی ہے۔

ضلع سرگودھا۔شوگر ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6574: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں شوگر ملز کتنی ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان شوگر ملز نے سال 2008 اور 2009 کے دوران کتنا گنا خرید کیا؟

(ج) ان ملوں نے کتنی رقم کسانوں کو ادا کرنی ہے، تفصیل ملزوار بتائیں؟

(د) مذکورہ عرصہ کی ان ملوں کے ذمہ شوگر سیس کی کتنی رقم بنتی ہے؟

(ہ) مذکورہ عرصہ کی کتنی رقم ان ملوں سے وصول کی گئی ہے اور کتنی وصول کرنا باقی ہے؟

(و) یہ رقم کب تک وصول کی جائے گی نیز اس کی وصولی کی ذمہ دار کون سی اتھارٹی ہے؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع سرگودھا میں چار شوگر ملز واقع ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ چشتیہ شوگر ملز سلانوالی تحصیل ساہیوال ضلع سرگودھا۔
2۔ نیشنل شوگر ملز۔ سیال موڑ ضلع سرگودھا
3۔ عبداللہ II۔ شاہ پور ضلع سرگودھا
4۔ نون شوگر ملز بھلوال ضلع سرگودھا

(ب) ضلع سرگودھا کی شوگر ملز نے سال 2008 میں 2,37,358 میٹرک ٹن اور 2009 میں 1,85,079 میٹرک ٹن گنا خرید کیا ان دو سالوں میں کل 4,22,437 میٹرک ٹن گنا خرید کیا۔

(ج) ان ملوں نے درج ذیل رقم کسانوں کی ادا کرنی ہے۔

عبداللہ شوگر ملز شاہ پور سرگودھا کے علاوہ باقی تین شوگر ملز نے کسانوں کی تمام رقوم ادا کر دی ہیں جس کی مل وار تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ عبداللہ II شوگر ملز سرگودھا کسانوں کی رقم کی ادائیگی کے ذمہ مد میں -/9,025,230 روپے واجب الادا ہے جس کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں ملز ہذا کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا رہی ہے اور اس سلسلہ میں ملز ہذا کے خلاف پرچہ بھی درج کروایا جا چکا ہے۔

(د) ضلع سرگودھا کی شوگر ملوں کے ذمہ سیس کی رقم -/3,87,52,852 روپے بنتی ہے جو کہ تمام ادا ہو چکی ہے۔

(ہ) ضلع سرگودھا کی شوگر ملوں کے ذمہ شوگر سیس کی مد میں کوئی رقم واجب الادا نہ ہے۔

(و) شوگر سیس کی مد میں مذکورہ شوگر ملوں کے ذمہ کوئی رقم واجب الادا نہ ہے۔ شوگر سیس کی وصولی کی ذمہ داری کین کمشنر پنجاب کی ہے۔

ضلع سرگودھا شوگر سیس کی مد میں رقم کی وصولی و دیگر تفصیلات

*6575: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں سال 09-2008 کے دوران شوگر سیس کی مد میں کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ب) ان دو سالوں کے دوران اس ضلع میں اس رقم سے کون کون سے منصوبے شروع کئے گئے، ان منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) ان منصوبوں کی منظوری کس اتھارٹی نے دی؟

(د) مزید کتنے منصوبے اس رقم سے اس ضلع میں شروع کرنے کا ارادہ ہے؟

(ہ) تحصیل بھلوال کے کن کن منصوبوں کی پلاننگ کی جارہی ہے نیز یہ منصوبے کب تک شروع ہوں گے؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع سرگودھا میں سال09-2008میں شوگر سیس کی مد میں-/7,58,18,405 روپے وصول ہوئے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	جمع شدہ سیس
1	2008	3,70,65,553
2	2009	3,87,52,852
	ٹوٹل	7,58,18,405

(ب) ضلع سرگودھا شوگر سیس کی مد میں سال09-2008 کے دوران سات منصوبے شروع کئے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام مل	منصوبہ جات	تخمینہ لاگت
1	نون شوگر مل	بحالی سڑک بھلوال چک مبارک روڈ لمبائی18.00کلومیٹر	-/1,43,87,000
2	چشتیہ شوگر مل	مرمت سڑک پمپ اللہ داد تا فیروز کی رانی واہ ڈرین پل لمبائی 1.00کلومیٹر	-/5,94,000
		توسیع وکشادگی سڑک چک نمبر 130شمالی تا ایف۔ایس ڈرین لمبائی1.00کلومیٹر	-/46,55,000
3	نیشنل شوگر مل	تعمیر سڑک 29جھال چک نمبر46.87جنوبی تا چک نمبر 2جنوبی لمبائی4.00کلومیٹر	-/1,13,15,000
		تعمیر سڑک چک نمبر 39جنوبی (BHU)تا سرگودھا کانڈیول براستہ بھٹی پولٹری فارم لمبائی3.65کلومیٹر	-/1,16,43,000
		تعمیر سڑک ڈیرہ محمد افضل ساہی تا ڈیرہ سکندر جا چک نمبر 35جنوبی لمبائی1.80کلومیٹر	-/34,73,000
4	عبداللہ شوگر مل	توسیع و کشادگی سڑک لک جھاوریاں روڈ فیزIIکلومیٹر 6.25تا9.50=3.25کلومیٹر	-/1,21,35,000

(ج) ان منصوبوں کی منظوری ضلعی شوگر کین ڈویلپمنٹ سپیس کمیٹی کی سفارش پر پراونشل شوگر کین ڈویلپمنٹ سپیس کمیٹی نے دی۔

(د) اس ضلع میں مزید آٹھ منصوبے شروع کرنے کاارادہ ہے تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تحصیل بھلوال میں مندرجہ ذیل دو منصوبوں کے لئے پلاننگ کی جارہی ہے۔ڈویژنل شوگر سپیس کمیٹی نے منظوری دے دی ہے۔اس ضمن میں منصوبہ جات کے ٹینڈر کال کئے جا چکے ہیں جبکہ کھلنے کی تاریخ 2010۔06۔28 ہے۔ بعد ازاں ضروری قانونی کارروائی کے منصوبہ جات متعلقہ پر کام شروع ہو جائے گا۔

1۔ مرمت سڑک ازنون شوگر ملز تاپل لوئر جہلم کینال چبہ پرانا لمبائی 9.07 کلو میٹر

2۔ تعمیر سڑک از ڈیرہ فتح علی ٹوانہ (اللہ آباد) تا چک نمبر 20 شمالی پل لوئر جہلم کینال براستہ پرائمری سکول چک نمبر 62 شمالی لمبائی 1.02 کلو میٹر۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ چودھری صاحب کو point of order پر بولنے کی اجازت دے رہے ہیں لیکن مجھے point of order پر بات نہیں کرنے دے رہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں نے کل بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ جب Leader of the Opposition یا Leader of the House کوئی بات کرنا چاہیں تو وہ ان کا point of order نہیں ہوتا، ان کا یہ استحقاق ہے میرے خیال میں آپ کو اس بات سے سمجھ جانا چاہئے۔ جی، چودھری صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

ریسکیو 1122 کے ملازمین کو تنخواہیں بروقت ادا کرنے

اور ٹریفک وارڈنز کی تنخواہیں بڑھانے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ایک اہم بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کیونکہ اس House میں یہ بات ہوئی ہے اور اس House کی ایک روایت رہی

ہے کہ اگر قائد ایوان یہاں بیٹھے ہوئے ہوں اور ہمارے علم میں کوئی بات آئے تو ہم آپ کی وساطت سے ایوان کے علم میں لاتے ہیں اور اس کے لئے آپ ہمیشہ اجازت مرحمت فرماتے ہیں اس پر میں آپ کا بھی اور اس معزز ایوان کا بھی مشکور ہوں۔

جناب والا! پنجاب حکومت کا محکمہ Rescue 1122 Disaster Management کا کام بھی کرتا ہے اور بے شمار ایسی جگہیں ہیں جہاں کوئی حادثہ ہوتا ہے، کہیں کوئی آگ لگتی ہے یا کوئی اور collapse ہوتا ہے تو یہ محکمہ وہاں کے قریبی محکموں سے پہلے وہاں پر پہنچا ہوتا ہے اور It is on record. the کہ اس کی Internationally recognition ہو چکی ہے اور دوسرے صوبوں والوں نے یہاں کے DG, Rescue 1122 کو بلا کر briefing لی ہے اور یہ محکمہ اپنے صوبوں میں شروع کیا ہے۔ Rescue 1122 کے ملازمین نے کل ہڑتال کی ہے کہ بجائے اس کے کہ ہماری تنخواہیں بڑھائی جائیں بلکہ ہمیں اپنی تنخواہیں ہی نہیں مل رہیں اس پر انہوں نے کل راولپنڈی اسلام میں ایک چھوٹا سا march کیا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ محکمے role model کے طور پر کام کر رہے ہیں اور یہی محکمے حکومت یا صوبے کی ساکھ بنائے ہوئے ہیں۔ ایک دوسرا محکمہ Traffic Wardens کا ہے Transparency International نے لکھا ہوا ہے کہ یہ واحد محکمہ ہے جس کے اندر corruption بالکل نہیں ہے۔ آپ کی وساطت سے اس ایوان اور حکومت سے ان کی استدعا ہے کہ جب پہلی دفعہ پولیس کی تنخواہیں بڑھیں ہم نے مطالبہ کیا تو ہمیں کہا گیا کہ آپ پولیس نہیں ہیں آپ Traffic Wardens ہیں اور جب سول ملازمین کی تنخواہیں بڑھیں تو ہمیں کہا گیا کہ آپ سول ملازمین نہیں ہیں آپ پولیس کے ملازم ہیں اس طرح ہمیں دونوں دفعہ محروم رکھا گیا۔ اسی طرح mobile posts کی petrol بند کر دی گئی ہے۔ یہ محکمے نئے initiatives تھے ان پر صرف اس لئے قدغن لگائی جا رہی ہے کہ یہ چودھری پرویز الٰہی کا initiative تھا اس لئے اس کو چھوڑ دیا جائے۔ Rescue 1122 & Traffic Wardens اس وقت کی حکومت اور پنجاب کے لئے باعث نیک نامی ہے ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں اور کسی کے ساتھ یہ تخصیصی سلوک نہ کیا جائے۔ یہ میری استدعا ہے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں ایوان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے یہ اجازت فرمائی، گو کہ یہ میرا ایک آئینی حق تھا لیکن پھر بھی میں آپ کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! شکریہ۔ Leader of Opposition نے جو معاملہ اٹھایا ہے وہ نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے اس پر گورنمنٹ پہلے سے غور کر رہی ہے کہ ان کا مطالبہ کیا ہے اور وہ کیا چاہتے ہیں گورنمنٹ اس پر پالیسی مرتب کر کے جو بھی فیصلہ کرے گی وہ House میں پیش کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ کو یاد ہو گا کہ کچھ عرصہ پہلے ایک میٹنگ میں آپ بھی تشریف فرما تھے بلکہ اس میٹنگ کو preside کر رہے تھے تو آپ کے سامنے Home Department نے یہ confirm کیا تھا کہ ڈی سی او کو اسلحہ لائسنس جاری کرنے کا اختیار ہے اور میں نے وہاں یہ بات کی تھی کہ ڈی سی او non prohibited bore اسلحہ کا لائسنس جاری نہیں کر رہے اور لوگ پریشان ہو رہے ہیں۔ وہاں پر لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ آپ انکم ٹیکس کی رسیدیں دکھائیں۔ آپ کے سامنے ہوم ڈیپارٹمنٹ کے نمائندے نے جو ایک ایڈیشنل سیکرٹری تھے یہ confirm کیا تھا کہ ایسی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ بالکل recommend کریں، کوئی بھی ایم پی اے recommend کرے تو اس کے حلقے کے لوگوں کو non prohibited bore اسلحہ کا لائسنس ملے گا۔ یہ آپ کو یاد ہو گا لیکن میرے پاس ڈی سی او قصور کا یہ آرڈر موجود ہے، وہ یہ کہتے ہیں کہ میں لائسنس جاری نہیں کر سکتا۔ میں نے جب ان سے کہا کہ مجھے آرڈر چاہئے تو انہوں نے مجھے ہوم ڈیپارٹمنٹ کا آرڈر نکال کر دکھا دیا۔ اس سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کیونکہ یہ زیادہ دور کی بات نہیں ہے صرف تین مہینے پہلے کی بات ہے۔ آپ اس آرڈر کو پڑھ لیجئے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہر ایم پی اے کو یہ اختیار ہونا چاہئے کہ وہ لائسنس کے لئے recommend کرے، ویسے تو اسلحہ عام ملتا ہے لیکن اگر لائسنس کے لئے کہا جائے تو وہ نہیں ملتا یہ عوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے اور اس پورے ایوان کے ساتھ بھی زیادتی ہے۔ آپ اس آرڈر کو پڑھ لیجیے، یہ تین مہینے پہلے کی بات ہے آپ کو یاد ہو گا۔ آپ اس پر ابھی ruling دیں۔

جناب سپیکر: ابھی لاء منسٹر صاحب ادھر نہیں ہیں۔ ہم نے اس بارے میں جواب تو ان سے لینا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس کو پڑھ لیجئے۔ آپ دیکھ لیجئے اور آپ کو یاد بھی ہو گا۔

جناب سپیکر: پڑھ لیں گے۔ اب مجھے اپنا کام بھی کرنے دیں۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں اس ایوان اور پنجاب حکومت کی توجہ ان طلباء کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جو آج سے کچھ عرصہ پہلے۔۔۔

جناب سپیکر: کیا ایجوکیشن کے پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں؟

معزز ممبران: جمعہ پڑھنے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحبان! اس بات کو note فرمائیں کیونکہ پھر اس کا جواب بھی دینا پڑے گا۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں حاضر ہوں۔ یہ مجھے مسئلہ بتادیں۔

جناب سپیکر: ابھی مسئلہ سامنے آتا ہے تو آپ note کرلیں۔

روس کی ریاست کرغزستان میں بدامنی سے متاثر ہونے والے انجینئرنگ اور میڈیکل کے طلباء کو ریلیف دینے کا مطالبہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں اس ایوان اور حکومت پنجاب کی توجہ ان بچوں کی طرف دلوانا چاہتا ہوں کہ جو آج سے کچھ عرصہ پہلے Russia کی مختلف ریاستوں میں انجینئرنگ اور میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے تھے اور کرغزستان کی ریاست میں بدامنی اور پرتشدد واقعات کی وجہ سے انہیں واپس آنا پڑا بلکہ وہاں پر ایک بچہ شہید بھی ہوا۔ ان میں سے کچھ بچے first year اور کچھ final year میں تھے جن کے امتحان مستقبل میں ہونے تھے جو نہیں دے سکے۔ ان کی زیادہ تعداد پنجاب سے ہے جو تقریباً اڑھائی سو کے قریب بنتی ہے۔ ان بچوں کا مستقبل تباہ ہو رہا ہے یا تو پنجاب حکومت ان کا امتحان دلوانے کا بندوبست کروائے یا ان کے داخلوں کے لئے کالجوں میں کوئی بندوبست کروائے تاکہ انہیں کوئی نہ کوئی remedy ملے کیونکہ ان حالات میں شاید وہ نفسیاتی طور پر اور معاشی طور پر واپس جانے کے قابل نہ ہوں کیونکہ ان کے والدین نے اپنی جمع پونجی خرچ کر کے ایک دفعہ تو انہیں بھیج دیا اب بار بار بھیجنے کے وہ متحمل نہیں ہو سکتے اس لئے حکومت ان بچوں کی ذمہ داری اٹھائے جیسے O level اور A level کے امتحان ہوتے ہیں اسی طرح ان کی embassy کے ذریعے یہاں پر امتحانات کا بندوبست کرے اگر یہ ممکن نہ ہو تو کوئی نہ کوئی طریقہ نکالا

جائے کہ ان بچوں کے نقصان کا مداوا ہو سکے۔ یہ تقریباً اڑھائی سو بچوں کے مستقبل کا سوال ہے۔ اس معاملے پر ہمدردی سے غور کیا جائے۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دو سال پہلے یہ معاملہ میں نے تحریک التوائے کار کے ذریعے اٹھایا تھا، آپ نے اس پر مہربانی کی تھی۔ میں نے اس وقت بھی یہ کہا تھا کہ یہ بہت بڑا issue بنے گا اور وہی ہوا۔ اگر یہ ایوان کسی معاملے پر غور کرتا ہے اور حکومت بروقت اس پر کارروائی کر دیتی تو یہ حالات پیدا نہ ہوتے۔ آپ اپنا ریکارڈ نکال لیں، آپ نے اس پر بحث کروائی تھی۔ یہ میری تحریک التوائے کار تھی آج جو حالات ہیں یہ بالکل صحیح ہیں اس پر آج بھی کچھ بات کر لیجئے تاکہ کسی کا بھلا ہو جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میرے خیال میں آپ نے note کر لیا ہو گا۔ یہ genuine grievance ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ مجھے میرے چیمبر میں مل لیں۔ حکومت پنجاب کی priority education ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو بالکل داخلہ ملنا چاہئے۔ میں ان کے ساتھ ہوں۔ یہ مجھے میرے چیمبر میں آکر بتا دیں۔ حکومت حتی الامکان کوشش کرے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس وقت بھی مال روڈ اور لارنس روڈ پر بینرز لگے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو وہ بینرز دکھا سکتا ہوں کہ چائنا سے ایم بی بی ایس کر لیں، کرغزستان سے کر لیں یہ بینرز آج بھی لگے ہوئے ہیں۔ میں نے اس وقت بھی یہ عرض کیا تھا کہ ان کی advertisement کو روکیں۔

جناب سپیکر: آپ یہ بات وزیر اعلیٰ صاحب کے علم میں لائیں اور اس پر کوئی پالیسی بیان دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ کب تک اس بارے میں ایوان کو اطلاع دے سکیں گے؟

جناب سپیکر: یہ ایوان کو بعد میں اطلاع دیں گے پہلے آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھیں اور انہیں سارے معاملات کے متعلق بتائیں گے۔ اس پر جو further step ہو گا وہ اس بارے میں آپ کو واضح کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ معاملہ ہائر ایجوکیشن سے متعلقہ ہے اور یہ سپیشل ایجوکیشن کے منسٹر ہیں۔

جناب سپیکر: یہ منسٹر تو ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: جناب محمد نوید انجم صاحب سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

19۔جولائی 2010 کے اعلامیہ میں مذکورہ معاملہ پر بحث کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

To discuss the matter mentioned in the notification dated 19th July 2010

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

To discuss the matter mentioned in the notification dated 19th July 2010

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

To discuss the matter mentioned in the notification dated 19th July 2010

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: چودھری محمد ارشد صاحب تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق بابت سال2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد ارشد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

" تحریک استحقاق نمبر 8,12,13,14,15,16,20,21,23,24اور 25 بابت سال2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔ ستمبر2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

" تحریک استحقاق نمبر 8,12,13,14,15,16,20,21,23,24اور 25 بابت سال2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔ ستمبر2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

" تحریک استحقاق نمبر 8,12,13,14,15,16,20,21,23,24اور 25 بابت سال2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔ ستمبر2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ مجھے لکھ کر دے دیا کریں کہ آپ نے ایک دن میں کتنے پوائنٹ آف آرڈر لینے ہیں تاکہ میں وہ سننے کے لئے تیار رہوں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اگر آپ ان میں سے ایک کو بھی غیر ضروری سمجھیں تو میں ایک مہینہ نہیں بولوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔آپ بات کریں۔

پوائنٹ آف آرڈر

چائنا سے بجلی اور گیس لینے کے معاہدہ میں امریکہ کی مخالفت سے پیدا ہونے والی صورتحال پر ایوان میں بحث کا مطالبہ

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ جس energy crises سے ہم گزر رہے ہیں اس سلسلے میں کل امریکہ کے ایوان نمائندگان میں امریکہ کا وہ مندوب جو Nuclear Suppliers Group میں امریکہ کی نمائندگی کرتا ہے اس نے بیان دیا ہے کہ وہ Nuclear Suppliers Group کی اگلی میٹنگ میں جو چائنا پاکستان کو Nuclear Power Plant فروخت کر رہا ہے اس کی مخالفت کرے گا۔آج ہیلری کلنٹن کو یہاں سے گئے ہوئے 48 گھنٹے نہیں ہوئے کہ امریکہ کا نمائندہ بیان دے رہا ہے کہ وہ پاکستان میں nuclear بجلی جو ہم اپنے پیسوں سے خریدنا چاہتے ہیں جس پر تحفظات دور کرنے کے لئے ہم International Atomic Energy Commission کے لئے دروازے کھولنا چاہتے ہیں وہ ہمارے اوپر پابندیاں لگوانا چاہتے ہیں۔پاکستان کے ساتھ امریکہ کی یہ پالیسی بالکل مخالفت والی ہے اور ہمیں امریکہ کے ساتھ اپنے relations کو review کرنا ہوگا کیونکہ ہمیں اپنے پیسوں سے بجلی خریدنے کی اجازت دی جارہی ہے نہ اپنے پیسوں سے گیس خریدنے کی اجازت دی جارہی ہے اور ہمارے ساتھ والے ہمسایہ ملک کو Nuclear Non-Proliferation Treaty کو دستخط نہ کرنے کے باوجود تمام سہولیات دی جارہی ہیں اور پاکستان کے ساتھ جو سلوک کیا جارہا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری Foreign Ministry اور ہماری مرکزی حکومت کو اپنے relations review کرنے چاہیئں۔

جناب سپیکر! اس پر پنجاب اسمبلی میں بحث کے لئے وقت مختص کیا جائے اور اس اہم معاملے کو جس کی وجہ سے ہماری معیشت بربادی کی طرف جارہی ہے، ہماری انڈسٹری بند ہو رہی ہے، ہمارے بچے پڑھنے سے قاصر ہیں اور دن رات بجلی نہ ہونے کی وجہ سے قوم کا سکون برباد ہو چکا ہے۔اس کے اوپر وقت مختص کیا جائے تاکہ ہم اس پر بحث کریں اور عوام کی رائے سامنے آئے۔پنجاب کی آبادی پاکستان کی 56 فیصد آبادی ہے اس لئے ہماری رائے مرکزی حکومت تک اس ایوان کے ذریعے پہنچنی چاہئے۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے اسمبلی میں ایک تحریک التوائے کار Afghan Transit Trade کے سلسلے میں دی تھی تو لاء منسٹر صاحب نے commit کیا تھا کہ اس پر دو گھنٹے کی بحث ہو گی۔ آج اسمبلی کے ایجنڈے میں اس کو شامل نہیں کیا گیا جبکہ انہوں نے آج کے دن کی ہی commitment کی تھی۔ میں نے سنا ہے کہ آج اجلاس بھی prorogue ہو رہا ہے تو اتنا اہم معاملہ جس پر ہاؤس کے اندر ایک commitment کی گئی ہے تو مہربانی فرما کر اس کو پورا کرائیں یا پھر میری Assurance Motion لیں۔ وزیر قانون کی اسمبلی کے floor پر کی گئی commitment کو پورا کروادیں، بس یہی میری آپ سے گزارش ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): مجھے یاد ہے لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ next week میں ہم اس کو take up کریں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! نہیں، ایسے نہیں کہا تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ ریکارڈ یا ریکارڈنگ منگوالیں یا پھر یہاں کے ممبران سے پوچھ لیں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مشکل سے ڈاکٹر صاحب آئے ہیں ذرا ان کی بات سننے دیں۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ہاؤس میں موجود تھا تب یہ بات کی گئی اور یہ decision دیا گیا کہ Friday تک وہاں کی رپورٹ منگوا کر اس پر discussion کے لئے دو گھنٹے کا وقت دیا جائے گا۔ ہماری بھی demand ہے کیونکہ یہ پاکستان کے مستقبل سے متعلق ہے therefore, I also demand کہ اس Trade Agreement پر آج ہی بحث کی جائے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مجھے بھی کوئی کام کرنے دیتے ہیں کہ نہیں، ہر وقت آپ کی طرف سے مجھے بار بار interruption ہوتی ہے؟ آپ مجھے کسی بات کی سمجھ ہی نہیں آپانے دیتے۔

میاں محمد رفیق: میں کیا بات کرتا ہوں، آپ تو مجھے ٹائم ہی نہیں دیتے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: مجھے آپ پر بڑا افسوس ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں لیکن ان کا آج جواب تو نہیں آپائے گا۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جتنی بھی تحاریک التوائے کار ہیں ان میں سے کچھ کل آئی ہیں اور کچھ بہت ہی recently ہیں لیکن جوابات کسی کے بھی موصول نہیں ہوئے لہذا ان کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، دو تین تحاریک پڑھنے والی ہیں وہ تو پڑھنے دیں۔ دو تحاریک رانا تنویر ناصر صاحب کی ہیں۔ جی، رانا صاحب! اسے پڑھیں۔ اگر آج اجلاس ختم ہو گیا تو پھر اگلے اجلاس تک کے لئے pending کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نئی تحاریک التوائے کار لینے سے پہلے پرانی تحاریک التوائے کار کا جو جواب آنا تھا انہیں take up کر لیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے آپ کو بتایا ہے کہ ان کا جواب آج موصول نہیں ہو سکا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ تو discuss ہی نہیں ہوئی تھیں اور ہم سے ان کے حوالے سے کسی نے کوئی سوال پوچھا ہی نہیں تھا۔

جناب سپیکر: جی، ایک منٹ۔ پہلے مجھے بات کرنے دیں اس کے بعد دیکھتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کے علاوہ یہ فیصلہ بھی تو کیا گیا تھا کہ Trade Agreement پر دو گھنٹے کی بحث ہو گی۔

جناب سپیکر: دیکھیں، ساڑھے بارہ بجے تو ویسے ہی اجلاس ختم ہو جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کہہ دیں کہ لاء منسٹر صاحب نے غلط بیانی کی تھی۔

جناب سپیکر: جی، میں نہیں کہتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پہلی تحاریک التوائے کار کا تو فیصلہ کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب اپنی commitment ہی پوری نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: راناصاحب کی تحریک التوائے کار ہے ان کو پڑھنے دیں۔ جی، راناصاحب! پڑھیں۔

میو ہسپتال کی انتظامیہ کی غفلت سے ہلاک ہونے والے شیر خوار سفیان کے والدین کو ایم ایس کے اعلان کے مطابق دیت کی رقم دلانے کا مطالبہ

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک نجی موبائل فون کمپنی کے ملازم سیف الرحمٰن اپنے سسر کی عیادت کے لئے اپنی اہلیہ، گیارہ ماہ کے سفیان اور تین بیٹیوں کے ہمراہ میو ہسپتال پہنچا۔ وارڈ میں بچہ لے جانے کی اجازت نہ تھی۔ چنانچہ سیف الرحمٰن اکیلا ہی اندر چلا گیا جبکہ باقی فیملی دہلی وارڈ کے باہر انتظار کرنے لگی۔ اس دوران ننھے سفیان کو زمین پر کچھ چیز پڑی نظر آئی تو وہ تیزی سے اس جانب رینگنے لگا اور دیوار کے قریب اس جگہ پہنچ گیا جہاں اس کے سَر کے عین اوپر خستہ حال ونڈو ائر کنڈیشنر نصب تھا۔ یہ صورتحال دیکھ کر 7 سالہ ماریہ فوراً اپنے بھائی کے پیچھے لپکی اور ننھے سفیان کو پکڑنے کے لئے جھکی ہی تھی کہ اُس کا سَر ائر کنڈیشنر کے ساتھ ٹکرا گیا۔ ائر کنڈیشنر جو کسی جنگلے میں fixed نہیں تھا بلکہ اس کو دیوار میں پھنسایا گیا تھا، اپنی جگہ سے سرک گیا اور ایک دھماکے کے ساتھ نیچے موجود سفیان پر آن گرا۔ جب ائر کنڈیشنر ہٹایا گیا تو نیچے گیارہ ماہ کا سفیان خون میں لت پت پڑا تھا۔ بچے کی حالت دیکھ کر لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔ شور سن کر سیف الرحمٰن بھی بھاگا آیا، سفیان کو اٹھایا اور ایمرجنسی وارڈ کی جانب دوڑ پڑا۔ اس دوران جائے حادثہ سے لے کر ایمرجنسی وارڈ تک خون ہی خون پھیل گیا۔ ڈاکٹروں نے سفیان کو دیکھا تو اس کی موت واقع ہو چکی تھی لیکن tragedy یہیں پر ختم نہیں ہوتی۔ اس المناک حادثے کی خبر جب ہسپتال میں داخل سفیان کے نانا کو ملی تو وہ بھی صدمے کی تاب نہ لا کر چل بسے۔ سفیان تین بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا اور بڑی ہی منتوں اور مرادوں کے بعد پیدا ہوا تھا۔ اکلوتے بیٹے اور والد کی اچانک موت سفیان کی والدہ کے لئے

قیامت سے کم نہ تھی، وہ رنج والم کی تصویر بن گئی اور کئی ماہ کے لئے ہوش و حواس کھو بیٹھی۔ سفیان کی ہلاکت کے بعد ہسپتال کی انتظامیہ نے دکھی والدین سے افسوس تو نہ کیا تاہم اپنی مجرمانہ غفلت پر پردہ ڈالنے کے لئے تمام ائر کنڈیشنز properly fixed کروادیئے تاکہ انکوائری کی صورت میں بچا جا سکے۔ چند دنوں بعد جب متوفی سفیان کے والد سیف الرحمٰن کو کچھ ہوش آیا تو اس نے ہسپتال انتظامیہ کی غفلت پر سوال اٹھائے۔ شنوائی نہ ہونے پر اس نے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ مل کر ہسپتال انتظامیہ کے خلاف پریس کلب لاہور کے باہر احتجاج کیا۔ جب اس احتجاج کی تصاویر 19۔نومبر 2009 کے اخبارات میں چھپیں تو میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر زاہد پرویز فوراً بچے کے گھر گئے تو کمسن سفیان کی بے وقت موت کا اس کے والد سے افسوس کیا، انتظامیہ کی غفلت کو تسلیم کیا اور وہاں پر موجود لوگوں کی موجودگی میں کہا کہ چونکہ سفیان کی ہلاکت قتل خطا کے زمرے میں آتی ہے۔ اگر سفیان کے والد اسلامی قانون کے مطابق دیت لینا چاہیں تو وہ دیت کی رقم مبلغ 16 لاکھ روپے ادا کرنے کو تیار ہیں جس پر سفیان کے والد نے رقم دیت وصول کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا لیکن آج تک بدقسمت خاندان کو دیت کی رقم نہ مل سکی بلکہ ہسپتال انتظامیہ ٹال مٹول سے کام لے رہی ہے۔ کمسن سفیان کا خاندان حکومت وقت سے مطالبہ کر رہا ہے کہ ان کو دیت کی رقم فی الفور ادا کی جائے اور میو ہسپتال کی انتظامیہ کے خلاف انتظامی غفلت برتنے پر سخت کارروائی کی جائے۔ میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ رانا تنویر صاحب! آپ کی دو نہیں صرف ایک ہی تحریک تھی۔ اگلی تحریک عبدالرحمٰن رانا صاحب کی ہے۔ رانا صاحب! اسے جلدی سے پڑھ دیں کیونکہ آپ کو ابھی اس کا جواب تو نہیں مل پائے گا۔

فوج اور ریلوے کی جانب سے پرائیویٹ لوگوں کو ٹھیکہ پر اراضی دینے سے دوسرے کاشتکاروں کو پانی کے مسائل کا سامنا

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کوئی بات نہیں جواب بعد میں آ جائے گا۔ میں اسے پیش کر دیتا ہوں۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔53 میں کچھ سال پہلے محکمہ ریلوے نے فوج کو جنگلات لگانے کے لئے کچھ رقبہ دیا جس پر جنگلات

لگ چکے ہیں۔اس کے علاوہ اب محکمہ جنگلات اور محکمہ انہار کا رقبہ فوج کے قبضہ میں ہے جس کا proper record موجود نہیں ہے۔ان تینوں محکموں کی زمین فوج نے پرائیویٹ لوگوں کو ٹھیکے پر دے رکھی ہے اور ان سینکڑوں ایکڑ رقبہ کا پانی منظور نہ ہے اور فوج کی پشت پناہی کی وجہ سے یہ لوگ زبردستی ناجائز آبپاشی کر کے میرے حلقہ کے لوگوں کا حق مار رہے ہیں اور ان زمینداروں کو آبپاشی کے لئے پانی نہ مل رہا ہے جو اس کے لئے آبیانہ باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔ میرے حلقہ میں ایسے راجباہ موجود ہیں جس میں سالہا سال سے پانی نہیں آ سکا۔ فوج کے علاوہ اب ریلوے کے محکمہ نے بھی سینکڑوں ایکڑ اراضی پرائیویٹ لوگوں کو ٹھیکہ پر دے رکھی ہے اور وہ لوگ بھی نہروں سے پانی چوری کر کے اپنی فصلوں کو لگاتے ہیں اور اصل حق داروں کو محروم کرتے ہیں۔ان پرائیویٹ لوگوں کو سرکاری محکمہ جات کی پشت پناہی حاصل ہے اور اصل حق داران کی رُوداد سننے والا کوئی نہیں بلکہ جب بھی وہ آواز بلند کرتے ہیں تو ان کو پولیس کے ذریعے یا دھونس دھاندلی کے ذریعے ان کی آواز کو دبا دیا جاتا ہے۔انہی وجوہات کی بنا پر بہت دفعہ اس علاقہ میں امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوا۔ مہربانی فرما کر میرے علاقہ کے غریب کسانوں کے مسائل خصوصاً آبپاشی کے لئے ان کا حق دلایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ جتنی بھی زمین ہے یہ پنجاب حکومت کی ملکیت ہے۔ پنجاب حکومت مختلف محکموں کو مختلف مقاصد کے لئے زمین دیتی ہے۔ جس مقصد کے لئے زمین دی جاتی ہے اس مقصد کے علاوہ اس کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اب جبکہ جنگلات لگانے کے لئے زمین دی گئی تو کس نے ان کو اختیار دیا کہ وہ پرائیویٹ لوگوں کو ٹھیکے پر زمین دے کر اپنی ناجائز آمدن کا ذریعہ بنائیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس کی پوری تحقیقات ہوں اور ہاؤس کے اندر اس پر discussion ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔جی، محترم میاں محمد رفیق صاحب آف ٹوبہ ٹیک سنگھ!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔جناب سپیکر!آپ کا حکم۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: میں کیا عرض کروں؟

جناب سپیکر: جو آپ کا دل چاہے۔

میاں محمد رفیق: نہیں، دیکھئے ایک تو وہ وقت گزر گیا جب میرے ذہن میں ایک سوال تھا۔ آپ بُرا مان گئے اور میں خاموشی سے بیٹھ گیا۔ آج کے لئے میری ایک تحریک التوائے کار آپ نے pending رکھی تھی۔

جناب سپیکر: اس بارے میں انہوں نے کہہ دیا ہے کہ اس کا جواب آئندہ آئے گا، آج نہیں آئے گا اور جتنی بھی تحاریک التوائے کار پڑھی گئی ہیں وہ تمام آئندہ سیشن تک کے لئے pending ہو گئی ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس پر میری short statement تو ریکارڈ کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس میں short statement نہیں ہوتی اور آپ تو مجھ سے بھی پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور آپ کو پتا ہونا چاہئے۔

میاں محمد رفیق: ٹھیک ہے جناب! چلئے ایسا ہی سہی۔ آپ نے اجازت دے ہی دی ہے تو آپ کا شکریہ اور میں ایک بات کہے دیتا ہوں کہ ہندوستان کو افغانستان سے تجارت کی غرض سے وفاقی حکومت نے راہداری دی ہے تو اس پر آپ نے آج کے لئے وقت مقرر کیا تھا تو کیا اس پر بحث نہ کر لی جائے؟

جناب سپیکر: کائرہ صاحب! اس حوالے سے آپ دو منٹ میں short statement دے دیں کہ راہداری کا کوئی معاملہ ہے بھی کہ نہیں؟ آپ تو فرما رہے تھے کہ اس میں کوئی agreement ہے ہی نہیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں دوبارہ دہراؤں گا کہ افغان ٹرانزٹ ٹریڈ پر صرف ایک ریکارڈ نوٹ ہے جس پر کوئی agreement ابھی نہیں ہوا اور میٹنگ کے متعلق جتنے بھی points تھے انہیں ریکارڈ کیا گیا اور اسے sign کیا گیا۔ اگر کوئی بھی agreement ہو گا تو پہلے اس کی approval قومی اسمبلی سے چاہئے ہو گی اور میں دوبارہ اس لئے کہتا ہوں کہ اس وقت کوئی بھی agreement نہیں ہوا صرف ایک ریکارڈ نوٹ sign ہوا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی کائرہ صاحب نے فرمایا ہے تو میں نے بھی اسی topic پر ایک قرارداد سب سے پہلے جمع کروائی ہوئی ہے۔ مجھے ان سے یہ پوچھنا ہے کہ اس وقت جو signature ہو رہے تھے اور مبارکبادیں دی جا رہی تھیں تو وہ کس چیز پر دی جا رہی تھیں؟ اس کا متن میڈیا میں کیوں نہیں شائع کر دیتے تاکہ سب مطمئن ہو جائیں اور ہمیں بھی پتا چل جائے، پوری کابینہ کو پتا چل جائے اور ساری اسمبلیوں کو پتا چل جائے، ہم مطمئن ہو جائیں اور پوری قوم مطمئن ہو جائے۔ اس سلسلے میں اپنا پرزور احتجاج ریکارڈ کرواتے ہوئے کہتی ہوں کہ اس کے متن کو public کیا جائے اور اس کا متن شائع کرنے کے لئے میرا ساتھ دیتے ہوئے اس بات پر عمل کروایا جائے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! اس میٹنگ کی وہ proceedings confidential ہیں اور جب تک کوئی چیز طے نہیں پائے گی تب تک ہم اسے کیسے public کریں یا اسے سامنے لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ابھی وہ بات آئی نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے ڈاکٹر نائلہ کی بات کرنے دیں جسے چودہ دن سے کوٹ لکھپت جیل میں بند کیا ہوا ہے اور کل وزیر قانون نے میڈیا پر کہا تھا کہ آج اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ کوئی بھی عورت جسے سزا پانچ سال ہو تو اسے arrest نہیں کیا جا سکتا۔ ڈاکٹروں سمیت اور لوگوں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی ہے تو میں آپ سے اپیل کرتی ہوں کہ آج یہ اجلاس ختم ہو جائے گا لیکن ڈاکٹر نائلہ کے معاملہ کو دیکھتے ہوئے اسے رہا کیا جائے کیونکہ وہ بے گناہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کسی بھی بے گناہ کو کوئی بھی نہیں پکڑ سکے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دو دن پہلے فیصل آباد میں رونما ہونے والے افسوسناک واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب ایسے ہر واقعہ کے بعد کئی بے گناہوں کو بغیر تحقیق اور بغیر تفتیش کے الٹا لٹکا دیتی ہے اور پولیس افسران کے خلاف پرچے درج کئے جاتے ہیں جو

انتہائی زیادتی ہے۔اس واقعہ میں بھی ایسے ہی ہوا کہ اپنی شرمندگی چھپانے کے لئے پنجاب حکومت نے وہاں کے ایس پیز اور ڈی ایس پیز کے خلاف جو اس کے متعلقہ نہیں تھے،ایک واقعہ ہوا ہے تو جو اس کے متعلقہ لوگ ہیں ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!ابھی لا منسٹر صاحب ادھر نہیں ہیں اور اگر وہ ہوتے تو پھر آپ کی بات کا جواب دیتے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میری تین تحاریک التوائے کار ہیں اس حوالے سے آپ کہہ دیجئے کہ انہیں pending کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کون سی والی؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو پڑھی جا چکی ہیں۔

جناب سپیکر: وہ pending ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بعد میں پھر ایسے ہی ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں وہ pending کر دی گئی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری پندرہ تحاریک التوائے کار lapse ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جتنی بھی تحاریک التوائے کار پڑھی گئی ہیں وہ تمام آئندہ سیشن کے لئے pending کر دی گئی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: دوسری بات یہ ہے کہ آپ اس پر ruling دے دیں کہ افغان ٹرانزٹ ٹریڈ پر آج آپ بحث نہیں کروا رہے۔ میں ثابت کرتا ہوں کہ یہ agreement ہو چکا ہے اور ہیلری کلنٹن نے کابل میں جا کر کہا ہے کہ یہ میری biggest achievement ہے۔یہ پاکستان کا مسئلہ ہے اور میرا ذاتی یا اس ایوان کا نہیں ہے۔آپ کہہ دیں کہ ہم بحث نہیں کرنا چاہتے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے اور وہ بتا رہے ہیں اس لئے میں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس ایوان کے Custodian ہیں اور آپ کا یہاں پر حکم چلتا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جو وزیر خزانہ صاحب نے اس ایوان کو بتایا ہے وہ میں نے بھی سن لیا ہے اور آپ نے بھی سن لیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ actually ہندوستان کو مراعات دی جا رہی ہیں اور خدا کی قسم ہم ہندوستان کو مراعات نہیں دیں گے۔ یہ پورا ایوان اس بات کی گواہی دے گا کہ ہندوستان نے ہمارے ملک کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ پچھلے ایک ہفتے سے کشمیر کے اندر ہندوستان جو کر رہا ہے تو ہم اسے کسی طرح کی مراعات دینے کی پوزیشن میں ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان شہیدوں کی روحیں ہمیں کیا کہیں گی؟ آپ ہم سے یہ کروانا چاہ رہے ہیں اور آج ہمیں بات بھی کرنے کی اجازت نہیں دے رہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب عبدالوحید چودھری: شکریہ۔ جناب سپیکر! اخبارات اور میڈیا والے جو کچھ بول رہے ہیں کیا وہ غلط ہے؟ شیخ علاؤالدین صاحب کی بات کی ہم تائید کرتے ہیں اور بالکل ان کے ساتھ ہیں۔ حکومت نے معاہدہ کیا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ بھارت کے ساتھ تجارت بند ہونی چاہئے اور یہ صرف ہندوستان کو راہداری دینے اور روسی ریاستوں تک پہنچنے کے لئے معاہدہ کیا گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جمعہ کی نماز کے بعد اجلاس بلانے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور اس اہم معاملے کے لئے ہم آئیں گے۔

جناب سپیکر: اب ہم نے بات تو ساری سن لی ہے۔ ڈاکٹر صاحب! تشریف رکھیں۔ پلیز، مجھے اب کام کرنے دیں، آپ کی مہربانی۔ ٹائم بھی دیکھیں کتنا ہو گیا ہے، دس منٹ رہ گئے ہیں۔

Now we take up the motion for Resolution under Article 128(2)(a) of the Constitution. Minister for Labour has given notice of a

motion for leave to move a Resolution under Article 128(2)(a) of the Constitution Labour Minister may move it.

آئین کے آرٹیکل 128(2)(a) کے تحت قرارداد پیش کرنے کے لئے اجازت کی تحریک

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "آرڈیننس انڈسٹریل ریلیشنز پنجاب 2010 (آرڈیننس نمبر 2 بابت 2010) کی مدت میں توسیع کی غرض سے آئین کے آرٹیکل 128(2)(a) کی رو سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> That leave be granted to move a Resolution in terms of Article 128(2)(a) of the Constitution for the extension of life of the Punjab Industrial Relations Ordinance 2010 (II of 2010).
>
> Those who are in favour of the leave be granted may rise in their seats.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اسمبلی اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! گنتی کروائیں۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: لیبر منسٹر! Resolution پیش کریں۔

قرارداد

آرڈیننس انڈسٹریل ریلشنز پنجاب2010 کی مدت میں توسیع

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> "صوبائی اسمبلی پنجاب 13۔جون 2010 کو جاری کردہ آرڈیننس انڈسٹریل ریلیشنز پنجاب2010(آرڈیننس نمبر 2 بابت2010) کی مدت میں آئین کے آرٹیکل 128 کی ضمن(2) کی ذیلی ضمن (اے) کی رو سے 90 دن کی مزید مدت کی توسیع کرتی ہے۔"

MR SPEAKER: The Resolution moved is:

> "That the Provincial Assembly of the Punjab extends the life of the Punjab Industrial Relations Ordinance 2010 (II of 2010), promulgated on June 13, 2010, for a further period of ninety days in terms of sub-clause (a) of clause (2) of Article 128 of the Constitution."

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "That the Provincial Assembly of the Punjab extends the life of the Punjab Industrial Relations Ordinance 2010 (II of 2010), promulgated on June 13, 2010, for a further period of ninety days in terms of sub-clause (a) of clause (2) of Article 128 of the Constitution."

(یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! مجھے حکومتی ممبران کا تو شکریہ ادا کرنا ہے لیکن آج اپوزیشن ممبران کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرنا ہے کہ انہوں نے میری request مانی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جو بھی چیز اس صوبے کی بہتری کے لئے ہو گی انشاء اللہ آپ اس میں ہمارا تعاون پائیں گے۔ اب میری پھر سے حکومتی ممبران سے گزارش ہے کہ جو ہم ابھی transit trade والی چیز کو debate کرنا چاہتے ہیں مہربانی کر کے اس کے اندر ہمارا ساتھ دیں۔

جناب سپیکر: اب کیا اس کو privately کر لیں؟ اب تو میرے پاس اور کوئی choice نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نماز کے بعد دوبارہ آنے کی کیا کوئی پابندی ہے؟

جناب سپیکر: اب میں آپ کو پابندی کا کیا بتاؤں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! This issue should be debated on this floor

جناب سپیکر: میں اور آپ تو debate کر لیں گے۔ میرے پاس آ جائیں، میرے پاس بیٹھ جائیں، میں debate کرنے کے لئے تیار ہوں۔

آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے اور گورنر پنجاب کی جانب سے Prorogation Order بھی موصول ہو گیا ہے جو میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

آپ تمام کا بہت شکریہ کہ آپ نے بہت اچھا وقت میرے ساتھ گزارا، آپ کی بہت مہربانی۔ انشاء اللہ پھر بہت جلد ملیں گے۔ اللہ حافظ

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(82)/2010/258. dated 23rd July, 2010. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. July 23, 2010 (Friday) on the conclusion of sitting on that day.

Dated Lahore, the 22nd July, 2010

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE PUNJAB